*

1884 74

*

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۰۵۷۵ : ۲ Accession No ۴۶۶۲

Author فرشته

Title تاریخ فرشته جلد اول

This book should be returned on or before the date last marked below.

بہ عون صناع مکین و مکان فضول خلائق مین از زمان

الحمد للہ کہ صحیفۂ یادگار زمانہ و نسخۂ نادر یگانہ جامع حالات سلاطین زمن و بعض مشائخ ہند بخط خوش

یعنی

ترجمۂ تاریخ فرشتہ اردو

جلد اول

بکمال تصحیح و صرف زر کثیر بنظر انحاف مشتاقان فن سیر و افادۂ عام اردو زبان سلیس مین جلیہ ترجمہ سے مزین ہوکر

بمطبع نامی گرامی منشی نولکشور مین لکھنؤ طبع آراستہ ہوا

اعلان — حق ترجمہ اس کتاب کا بحق نولکشور پریس محفوظ ہے — لاہتمام با ہوشمند لال

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے مثل پرچ کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین بعض کتب تواریخ اُردو و فارسی کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہو اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کا رخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا مزید ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت
اُردو تواریخ شاہان راجگان	
ارشاد الملوک - ترجمہ بزبان اُردو اسپیچ لارڈ لیفٹنڈن صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر مغربی و شمالی واودھ بالقابہ کاغذ سفید گندہ۔	۴ پ
ایضاً - ترجمہ بزبان اُردو اسپیچ لارڈ کرزن صاحب بہادر بالقابہ نواب گورنر جنرل کشور ہند۔ ترجمہ کارنامہ کالون صاحب مشتمل بر حصہ یعنی مجموعہ ارشادات خاص و مختصر تذکرہ کارروائیہاے انتظامی و علمی و ترقیات مقاصد کونسل آف ڈفرن فنڈ ممالک مغربی و شمالی واودھ عہد حکومت عالیجناب اب سر گفینٹ کالون صاحب بہادر بالقابہ کاغذ سفید	عکسی ۴ پ
تاریخ ٹاڈ راجستان - مؤلفہ کرنیل جیمس ٹاڈ صاحب پولیٹکل ایجنٹ جسمین ریاستہاے راجپوتانہ کے صحیح حالات سنسکرت و عربی و انگریزی تاریخون سے جمع ہین بسر پرستی مہاراناجی سنگھ صاحب بہادر والی اودیپور اُردو ترجمہ ہو کر طبع ہوئی جسکی قیمت سابق ہین پچاس روپیہ تھی مشہور مقامات کے نقشے اور تصویرین بھی منقش ہین کامل دو جلد ہین کاغذ سفید ولایتی۔	۵۰ پ
تاریخ عہد ناجیات واقرار ناجیات - و	

نام کتاب	قیمت
خطاے سند متعلقہ ریاستہاے ہندوستان مولفہ سر جارلیس لیسلی ایچیسن صاحب بہادر مترجمہ پنڈت کنھیالال کامل سات جلدون مین بتفصیل ذیل۔	۵۰ پ
جلد اول - عہد ناجات وغیرہ متعلقہ حصہ شرقی پریزیڈنسی بنگال مع آسام و برما۔	۱۴ پ
جلد دوم - عہد ناجات وغیرہ متعلقہ ممالک مغربی و شمالی تا پنجاب مع نیپال۔	۱۴ پ
جلد سوم - عہد ناجات وغیرہ متوسط ہند۔	۱۴ پ
جلد چہارم - عہد ناجات وغیرہ متعلقہ ریاستہاے راجپوتانہ و مالوہ وغیرہ۔	۱۴ پ
جلد پنجم - عہد ناجات وغیرہ متعلقہ پریزیڈنسی مدراس مع جزیرہ سیلون۔	۱۴ پ
جلد ششم - عہد ناجات وغیرہ متعلقہ پریزیڈنسی بمبئی۔	۱۴ پ
جلد ہفتم - عہد ناجات وغیرہ متعلقہ سندھ و دیگر ممالک ایشیائی بیرونی۔	۱۴ پ
تاریخ بغاوت ہند یعنی بحاربہ عظیم یعنے تاریخ غدر مترجمہ پنڈت کنھیالال۔	۵۰ پ
ترجمہ سیر المتاخرین یعنی براۃ السلاطین تا شاہ عالم ہر سہ جلد یکجائی۔	عکسی ۱۸ پ
تواریخ راجگان اودھ مع تصاویر فوٹوگراف کاغذ سفید گندہ مجلد نقش و نگار نقرئی نہایت عمدہ	۵۰ پ

فہرست مطالب تاریخ فرشتہ اردو جلد اول مکمل

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۱	مہابھارت۔ راجگان ہنود و جنگ کورؤن و پانڈرؤن	۸۰	خسرو شاہ۔ خسرو بن خسرو خاتمہ
۱۱	اولاد حام و سام و رستم بن نوح۔ حکومت کشن و مہاراج مع ذکر زیان۔ کیشو مہاراج۔ فیروز راے	۸۱	مقالہ ۲ سلاطین دہلی
		۸۳	بنیاد دہلی
	راجہ سوبج۔ رواج بت پرستی۔ بہراج۔ کیدا۔ برہمن	۸۶	سلطان عالیجاہ معزالدین معروف شہاب الدین غوری کا
	شنگل۔ افراسیاب۔ پیران۔ برہست بہراج کچھوا	۹۳	سلطان قطب الدین ایبک
	کیدراج۔ جے چند۔ دہلو راجہ۔ خود کلیان چند	۹۸	امیر تاج الدین یلدوز
	بکرماجیت۔ راجہ بھوج۔ رام دیو راٹھور۔ پرتاپ	۹۹	ناصر الدین قباچہ۔ بہاء الدین طغرل
	انند دیو۔ ظہور اسلام۔	۱۰۰	سلطان شمس الدین التمش
۲۹	مقالہ اول ذکر سلاطین غزنویہ امیر ناصر الدین سبکتگین	۱۰۴	رکن الدین فیروز شاہ و رضیہ سلطانہ
۳۲	امیر اسمٰعیل	۱۰۶	معزالدین بہرام شاہ
۳۲	یمین الدولہ امین الملۃ سلطان محمود	۱۰۷	علاء الدین مسعود شاہ۔ خروج مغل
۴۰	فتح قیرات و لاہور۔ جنگ بلغ۔ سومنات	۱۰۸	سلطان عادل ناصر الدین محمود
۵۱	راجہ پرم دیو۔ سوالیکھ مرتاض قضیہ عجیب	۱۱۴	سلطان غیاث الدین بلبن
۵۷	عدل محمودی و قتل خواہرزادہ	۱۲۷	سلطان معزالدین کیقباد۔ خاتمہ
۶۰	شعراء عہد محمودی	۱۳۳	جلال الدین فیروز خلجی
۶۲	شاہ محمد بن محمود	۱۵۰	سلطان جہانیان علاء الدین اسکندر ثانی فخر سلاطین ہندوستان
۶۲	سلطان مسعود۔ خواجہ احمد حسن میمندی	۱۷۴	مشائخ و علماے عہد سلطنت علائی
۶۷	طلوع خورشید ترکمانان	۱۷۷	شہاب الدین عمر شاہ
۶۷	امیر مودود بن مسعود	۱۷۸	قطب الدین مبارک شاہ۔ خاتمہ
۷۱	امیر مسعود بن مودود و علی بن مسعود و سلطان عبدالرشید	۱۸۶	سلطان غیاث الدین تغلق و مشائخ ملتان
۷۲	فرخ زاد بن مسعود	۱۹۰	سلطان محمد بن تغلق
۷۴	سلطان ابراہیم	۲۰۷	سلطان مہذب فیروز شاہ عادل
۷۰	امیر علاء الدولہ بن مسعود بن سلطان ابراہیم	۲۱۷	غیاث الدین پوتا فیروز شاہ کا
۷۰	امیر ارسلان شاہ	۲۱۸	ابوبکر شاہ۔ ناصر الدین محمد شاہ
۷۰	معز الدولہ بہرام شاہ۔ ابن مقنع۔	۲۲۱	محمود بن محمد شاہ و خاتمہ

صفحہ	مطلب
۲۲۴	امیر تیمور صاحبقران
۲۲۹	ملو اقبال خان باغی
۲۳۳	سلطان سید خضر خان
۲۳۵	مبارک شاہ
۲۴۴	سلطان محمد شاہ
۲۴۷	شاہ علاء الدین بن محمد و خاتمہ
۲۴۹	شاہ بہلول لودی
۲۵۷	سلطان سکندر بن بہلول
۲۷۰	شاہ ابراہیم لودھی و خاتمہ
۲۷۵	ظہیر الدین بابر بادشاہ
۳۰۴	ہمایون بادشاہ باراول
۳۱۴	شیر شاہ افغان
۳۲۶	سلیم شاہ
۳۳۲	محمد شاہ سور یعنی عدلی ذکر ہیمون بقال کا
۳۳۶	سکندر شاہ سور - خاتمہ
۳۳۷	مراجعت سلطان ہمایون
۳۳۴	شاہ جم جاہ جلال الدین اکبر
۳۹۰	مقالہ ۳ - شاہان دکن - ذکر سلاطین بہمنیہ
۳۹۵	بادشاہ علاء الدین حسن کانکوی بہمنی
۴۰۳	سلطان محمد شاہ غازی
۴۲۳	سلطان مجاہد شاہ شہید

صفحہ	مطلب
۴۳۱	داؤد شاہ
۴۳۲	محمود شاہ
۴۳۶	شاہ غیاث الدین بہمنی
۴۳۷	شاہ شمس الدین بہمنی
۴۴۰	سلطان فیروز شاہ
۴۵۱	حسینہ پرتال کے شاہزادہ بیگم ہونے کا قصہ عجیب
۴۵۷	فروغ اقبال سلطان احمد شاہ - حضرت شاہ نعمۃ اللہ ولی سید محمد گیسو دراز شیخ آذری
۴۷۳	کرامت شاہ نعمت اللہ قدس سرہٗ
۴۷۵	سلطان علاء الدین
۴۸۸	ہمایون شاہ بہمنی
۴۹۴	نظام شاہ بہمنی
۵۰۰	ابو المظفر شمس الدین محمد شاہ بہمنی غازی
۵۲۱	سلطان محمود شاہ بن محمد شاہ اور اختلال دولت بہمنیہ ولبغاوت امرا
۵۴۱	ذکر احمد شاہ بن محمود شاہ بہمنی
"	ذکر بادشاہ علاء الدین بن احمد شاہ
"	شاہ ولی اللہ بن احمد شاہ
۵۴۲	شاہ ولی اللہ بن محمود شاہ
۵۴۳	شاہ کلیم اللہ و خاتمہ بہمنیہ
۵۴۴	جلد اول تمام شد

بعون صناع مکین و مکان فضل و فیض مبین زمان

المجلد الاول من کتاب یادگار زمانہ و نسخہ نادر یگانہ جامع حالات سلاطین زمن و بعض مشائخ ہند بخط خوش

الموسوم بہ

ترجمہ تاریخ فرشتہ اردو

جلد اول

بکمال تصحیح و صرف زر کثیر بنظر اتحاف مشتاقان فن ہیر و افادہ عام اردو زبان سلیس میں جلیہ ترجمہ سے زیور مزین کر

مطبع نامی گرامی منشی نول کشور میں بخطوط آراستہ ہوا

اعلان — حق ترجمہ اس کتاب کا بحق نو لکشور پریس محفوظ ہے۔

۴۶۴۲
ق ۵۲

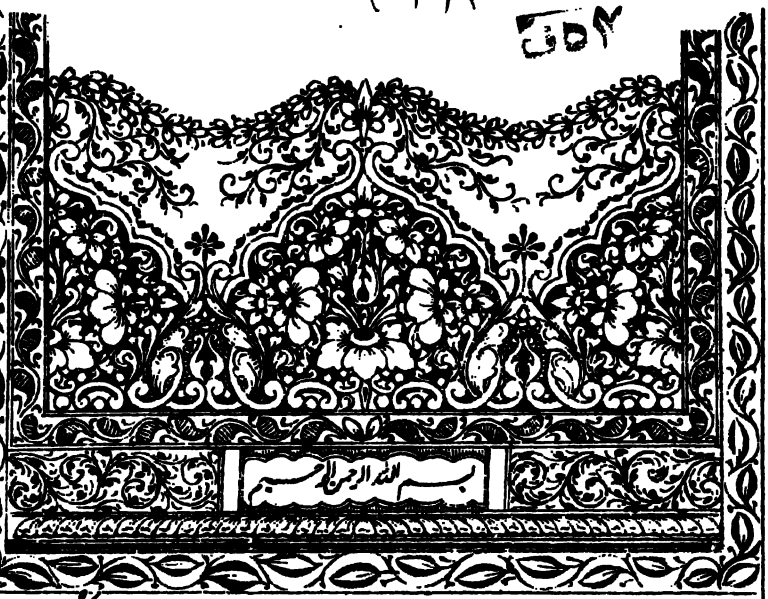

مصرعہ برجستہ بسم اللہ ہی + ہی یہ لاثانی خدا آگاہ ہی + آمین ہو نام خدا نام خدا + جو محیط کل ہی اور سب سے جدا + جسنے بسم اللہ سے کی ابتدا + ہی یقینی اسکو حاصل انتہا + اما بعد رائے عالم دانشمندان روشن ضمیر پر مخفی نہ ہے کہ تمہید اس مجموعہ کی اور پرایک مقدمہ اور بارہ مقالہ اور خاتمہ کے ہی مقدمہ ظہور اسلام کی کیفیت مین - مقالہ اول سلاطین لاہور کے ذکر مین - مقالہ دوسرا دہلی کے بادشاہون کے بیان مین - مقالہ تیسرا شاہان دکن کے مذکور مین مقالہ چوتھا شاہان گجرات کے اذکار مین - مقالہ پانچوان سلاطین مالوہ کے تذکرہ مین مقالہ چھٹا شاہان خاندیس کے بیان مین - مقالہ ساتوان ذکر شاہان بنگالہ مین - مقالہ آٹھوان ملتان کے شاہون کے تذکرہ مین - مقالہ نوان سندھ کے شاہون کے ذکر مین - مقالہ دسوان کشمیر کے شاہون کی صفت مین - مقالہ گیارھوان ملیبار کے فرمانروایون کی توصیف مین - مقالہ بارھوان مشائخین ہندوستان کے حالات مین مقدمہ معتقدات اہل ہند مین اور ذکر راؤن کا اور بیان کیفیت ظہور اسلام کا اس بلاد مین واضح ہو کہ کتاب مہابھارت سے زیادہ کوئی کتاب مبسوط اور معتبر درمیان اس طائفہ کے نہین ہی اور اسے شیخ ابوالفضل فیضی بن شیخ مبارک نے عہد سلطنت جلال الدین محمد اکبر شاہ مین ہندی عبارت سے فارسی مین ترجمہ کیا اور اسمین ایک لاکھ بیت سے متجاوز ہی مصنف اس کتاب کا بطور کوتاہ کرنے سخن اور اختصار کلام کے خلاصہ اسکا اس مقام مین تحریر کرتا ہی تاکہ طالبان آثار اسکے مطالعہ سے حظ وافی اٹھا کر آغاز سے انجام تک مستفید ہون مخفی نہ ہے کہ ممالک ہند مین کیا خانوادہ حکمت اور کیا زمرۂ ریاضت اور کیا اصحاب فقاہت نے کیفیت پیدائش عالم مین اختلاف کیا ہی انمین سے تیرہ طریق کتاب مہابھارت مین مذکور ہین لیکن دلیل پر اعتماد کرنے والون کے نزدیک انمین سے کوئی طریق اس قبیل کا نہین کہ

سلہ مبسوط کتاب اور زیادہ وسیع اور ثابت شدہ تحریر کی دانائی عالم ہونا

جس سے خاطر تحقیق طلب کو گونہ اطمینان حاصل ہو اور آرزو اُنکی قدرے برآوے فنظم سررشتۂ کار آفرینش + دیدن نتوان بچشم بینش + این رشتہ قضاء آنچنان تافت + کورا سر رشتۂ توان یافت + سررشتۂ قدرت خدائی + ہرکس نکند گرہ کشائی + مدار گردش روزگار یہ قلعون کا ہنود کے اعتقاد ناقص مین چار دور پر ہے اول ست جگ - دوسرا ترتا جگ - تیسرا دواپر جگ چوتھا کلجگ - جسوقت کہ دور کلجگ تمام ہوتا ہے پھر سرنو دور ست جگ آتا ہے اور کلجگ پر منتہی ہوتا ہے وعلی ہذا القیاس ہمیشہ احوال اس جہان کا اور پر اسی طریق کے رہا اور رہے گا اور ابتدا اور انتہا سے کوئی نشان پیدا نہین ہے اور بعضی کتب معتبرہ سے مطالعہ ہوا کہ ایک شخص نے صاحب سلونی ماد ون العرش و فوق الفرش یعنی علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ یا امیر المومنین آدم سے تین ہزار سال پیشتر کون تھا فرمایا کہ آدم جب یعنی تین مرتبہ تکرار پائے وہ سائل سرگریبان اور ساکت ہوا اُسوقت حضرت شاہ ولایت پناہ نے ارشاد کیا کہ اگر تو مجھسے تیس مرتبہ پوچھتا کہ آدم سے پیشتر کون تھا یہی کہتا مین کہ آدم اُس سے بھی کہنگی عالم کی استنباط اور استخراج ہوسکتی ہے اور ہنود کے اقوال بھی محض ترہات یعنی باطل اور لہو آمیز شائعین ہوسکتے اور بعضے برآنند سلف کے قول سے استفاد ہوتا ہے کہ عالم منتہی ہوتا ہے اور حشر و نشر کا روز حق ہے اور محققین یعنی کام باریک کرنے والے اور محققین یعنی تحقیق کرنے والے انکے ان باتون کی تاویل کرتے ہین بہرحال مدت ست جگ کی سترہ لاکھ اور اٹھائیس ہزار سال مشہور ہے اور اس دور مین اوضاع جہانیان کے صلاح و سداد یعنی نیکی و درستی اور درستی کردار اور گفتار کی ہے اور وضیع و شریف اور فقیر و غنی راہ ہائے راستی و درستی اور مرضیات الٰہی سے تجاوز اور تفاوت نہین کرتے ہین اور اس عہد مین انسان کی عمر طبیعی لاکھ برس کی مشہور ہے سبحان اللہ یہ کیا بات ہے اور کیا عمر ہے ای زین شش دره کهن بجز نام کہ یافت + ماہیت این جنبش و آرام کہ یافت + اندیشہ درین طلسم سربستہ خطاست + آخر جہان کہ دید انجام کہ یافت + اور امتداد یعنی درازی ایام ترتا جگ کی بارہ لاکھ اور چھیانوے ہزار سال متعارف ہے اور اس زمانہ مین تین حصہ اوضاع مردم کے رضاے الٰہی کے موافق ہوتے ہین اور عمر طبیعی انسان کی دس ہزار سال معروف ہے اور تیسرا دور کہ عبارت دواپر جگ سے ہے آٹھ لاکھ اور چونسٹھ ہزار سال متداول یعنی از یکدیگر نوبت بنوبت گرفتہ شدہ و دست بدست گردانیدہ شدہ ہے اور ان اوقات مین طرز و روش عالم کے رہنے والون کی دولت گفتاری اور راست کرداری ہے اور عمر طبیعی انسان کی ہزار سال مشہور ہے اور عمر بابا آدم اور نوح اور مثل ان بزرگوارون کی جو ہزار اور قریب ہزار سال کے نشان دیتے ہین اہل ہند قبول کرتے ہین اور کہتے ہین چونکہ یہ لوگ اواخر دور دواپر جگ مین پیدا ہوئے تھے اسوجہ سے اسیقدر انکی عمر واقع ہوئی اور مدت دور چہارم یعنی کلجگ کی چار لاکھ اور بتیس ہزار سال مستعمل ہے اور اس دور مین تین حصہ اطوار ساکنان عالم کے ناراستی اور نادرستی پر ہین اور عمر طبیعی اس عہد مین سو برس اور ضابطہ ایام ہر دور کا وہ ہے کہ مقدار کلجگ کی جسوقت ایزاد ہو دو - دواپر جگ کی مدت ہے اور جسوقت مقدار دواپر جگ اضافہ ہو مدت ترتا جگ ہو اور جب مقدار ترتا جگ زیادہ ہووے ست جگ کی مدت ہے اور اب اہل ہند کے حساب سے کہ تاریخ ہجرت رسالت پناہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہزار اور پندرہ کی پہونچی ہے

دور کلجگ سے چار ہزار اور چھ سو اور چوراسی برس آخر ہوئے ہین زہے کہنگی عالم خیمہ طرفگی آدم رباعی
سررشتۂ عالم کہن پیدا نیست ✤ زین کہنہ صحیفہ یک سخن پیدا نیست ✤ ہر چند بگردون این جہان میگردم ✤
زین چنبر گردون سروین پیدا نیست ✤ اور اہل ہند کا اتفاق ہی کہ حضرت باری نے پہلے پانچ عنصر پیدا کیے
جارشہو یعنی خاک ۔ باد ۔ آب ۔ آتش ۔ اور پانچوان اکاش اور اُسکے بعد ایک شخص تجرد نہاد و آتش نژاد
کہ سمئی بربرہا ہی باختلاف روایات پردۂ نیستی سے جلوۂ ہستی مین لایا اُسکو وسیلہ ابداع آفرینش یعنی پیدا کرنا ایک
پیز کا تازہ اور نئی ہو اور نسب ایجاد عالم کیا اور مراد عنصر آکاس سے عوام ہند کہتے ہین آسمان ہی اور خواص
اُنکے تکذیب آسمان کی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ حکماے ہند وجود آسمانی کے قائل نہین ہین اور جو کچھ دکھائی دیتا ہی
ہوا ہی اور یہ کواکب جو نظر آتے ہین ذات قدسیہ بزرگان سلف کی ہی کہ ریاضا ت نفس الامریہ و عبادات قدسیہ
کے وسیلہ سے نورانی ہیکل اور روحانی پیکر ہوکر کے مخلوق ساتھ اخلاق الٰہی اور تشبہ ساتھ اوصاف نامتناہی کے
پیدا کرکے اوپر مدارج ارتفاع کے سیر کرتے ہین اور ساتھ ارادت نفسیہ کہ ہیچ عالم علوی کے پرواز فرماتے
ہین اور بعض کہ مرتبہ کمال کو پہونچے ہین ستارے بزرگ ہوکر کے عالم سفلی کی طرف ہرگز رجوع نہین کرتے ہین اور
بعض کہ دون مرتبہ کمال ہین بقدر حال اوپر آسمان بلندی اور سرداری کے صعود کرکے پھر عالم سفلی کی طرف ہبوط
کرتے ہین پس عنصر آکاسی جیسا کہ اُنکی کتب ہیسو طر مین مذکور ہی اور معنی رکھتے ہین اُسے مطالعہ فرماکر دریافت کرین
کہ بیان اُسکا اس مقام مین موجب تطویل سمجھکر قلم انداز ہمار باعی بر ہر سر و کک خامہ حرفے دگر است ✤ وان
دُر ثمین بہ بحر ژرفے دگر است ✤ از حرف نگار این گرہ نکشاید ✤ دانندۂ راز این شگرفی دگر است ✤ اور
خالق کے اذن سے برہما نے انسان کو مکمن خفا سے ہیچ منصۂ ظہور کے جلوہ گر کرکے چار گروہ کیے برہمن چھتری بیس
سودر الیشر نے طائفہ اولی کو مجاہدات اور ریاضات اور حفظ احکام اور حدود کے لیے معین کرکے عالم معنوی کی
پیشوائی سپرد فرمائی اور گروہ ثانی کو مسند ریاست اور حکومت صوری پر نصب کرکے مقتدائی عالم ظاہری کی
عنایت فرماکر ذریعہ انتظام عالمیان کیا اور فرقہ ثالث کو واسطے کاشتکاری اور حصول مکاسب اور تمام
پیشون کے تعین کیا اور جماعت رابع کو اقدام خدمت پر مقرر فرمایا اور بمقتضاے تائیدات یزدانی اور
الہامات ربانی برہما مذکور ایسی کتاب کہ متضمن صلاح معاد اور معاش کے ہو ظہور مین لایا اور اُس کو بید
کہتے ہین اور القاے الٰہی سے عقل مجرد شمار نے اُسکو ایسا قانون کہ کثرت کو خلوت خانۂ وحدت مین پہنچاوے
اور انتظام اجناس خلائق اور صنوف طوائف دیوے اختراع کیا اور ضوابط چند اور مسائل متعدد اندراج
کرکے ساتھ کتاب الٰہی کے مشہور کیا تاکہ عوام الناس کے واسطے مہار دینی ہو کر ایک قائد آگے اور ساق پیچھے سے
ہو اور مفازۂ ضلم اور لا یہ نہ بھٹکین تابع راہ راست کے ہین اور بید کی کتاب مین لاکھ شلوک ہین اور شلوک چرن
سے عبارت ہی اور چار چرن کمتر ایک اچھر اور زیادہ پچیس اچھر سے نہین ہوتا ہی اور اچھر سنسکرت زبان مین
ایک حرف کو کہتے ہین یا دو حرف ثانی ساکن کو اور ادایان ہند کا اتفاق ہی کہ عمر گرامی اس ابجو بۃ الخلائق کی کہ
مخترع کتاب مذکور ہی سو سال غیر عرفی ہی کسواسطے کہ ہر سال اُنکا تین سو اور ساٹھ دن نشان دیتے ہین اور ہر ایک دن
شامل کیا گیا اور پر چار ہزار سال دور مذکور کے ہی اور ہر ایک شب بستور اور ہر ایک دن متضمن برابر خلق مسطور کے ہی

اور براہمہ دانشور متفق ہین کہ اس زمانہ تک کہ قلم مشکین رقم ہیچ تحریر اس بیاض کے ہو بہت سے برہما عالم ظہور مین آئے ہین اور پردۂ نیستی مین خرامان ہوئے ہین اور ثقات براہمہ سے سنا گیا کہ یہ برہما موجودہ ہزار یکم ہے کہ اُسکی عمر سے پچاس برس اور نصف روز گذرا اور شروع نصف آخر روز ہے نظم ای دو دوجہان ذرۂ از راہ تو ہیچ ۔ ترا ز ہیچ بدرگاہ تو ہیچ ۔ فکرت مارا بدرت راہ نیست ۔ جز تو کس از سر تو آگاہ نیست ۔ بہ کہ زبیچارگی جان خویش ۔ معترف آیم بہ نقصان خویش ۔ بر درت ای مایہ ہر زندگی ۔ پیشہ مانیست بجز بندگی ۔ حکایت اور ناقلان روایت یون بیان کرتے ہین کہ نصف آخر دو پرچگ مین شہر ہاے ہندوستان جنت نشان سے جسکا نام ہستناپور ہے ایک راجہ کھتری تھا اور وہ تخت و داد گستری پر متمکن ہو کر رعیت پروری کرتا تھا اور نام نامی اُسکا راجہ بھرت تھا اُسکے بعد سات فرزند اُسکے بطناً بعد بطن تخت فرمانروائی پر اجلاس کر کے خلوتخانہ رحمات کی طرف راہی ہوے اور آٹھوین پار اُسکی نسل سے ایک فرزند پیدا ہوا کہ اُسکا راجہ کورو تھا اور کورو کی کیفیت تھا نیسر کہ ایک شہر بزرگ ہے اُسکی کے اسم پر شہرت رکھتا ہے اور اُسکی اولاد کو کوروان کہتے ہین اور چھٹی مرتبہ ایک فرزند اُسکی اولاد سے پیدا ہوا اور اسم اُسکا پرتیپ رکھا اور وہ راجہ بزرگ ہوا اس سے دو فرزند متولد ہوئے ایک دھرتراشٹر دوسرا پنڈو اگرچہ دھرتراشٹر خلف الصدق یعنی بڑا بیٹا تھا لیکن بسبب نابینا ہونے کے ریاست اور راج اُسکے چھوٹے بھائی کو کہ پنڈو تھا متعلق ہوا اور بزرگی اُسکی حد نہایت اور غایت ہے گذری کہ فرزند اُسکے اُسکے اسم سے ہمنام ہوئے اور خلائق انھین پنڈوان کہنے لگی اور پنڈو کے پانچ فرزند تھے جدشٹر اور بھیم سین اور ارجن اور ان تینون کی مان مساۃ کنتی تھی اور چوتھے کا نام نکل اور پانچوین سہدیو تھا اُن دونون کی مان مساۃ مادری ہے اور دھرتراشٹر کے ایکسو اور ایک فرزند تھے سو فرزند مساۃ گندھاری کے شکم سے کہ دختر سبل راجہ کے راجہ کی بیٹی تھی متولد ہوئے اور سب سے بزرگ مسمے دریودھن تھا اور ایک بیٹا اور یویوتسو نام دختر بیقال سے پیدا ہوا اور کوروان مشہور عبارت ان فرزندون سے ہے القصہ جب پنڈو نے قضاے الٰہی سے رخت ہستی عالم باقی کیطرف کھینچا ظاہر احکومت دھرتراشٹر کے تعلق ہوئی اور معنیً یعنی باطن مین سلطنت اُسکے فرزندون کے نصیب تھی اور تخصیص دریودھن کو کہ بڑا بیٹا اُسکا تھا اور دریودھن کہ دشمن گدازی دین سلطنت مین ضروریات سے اور دفع کرنا دشمنون کا شریعت احتیاط مین مرضیات سے ہے پنڈوون سے متوہم ہو کر اُنکے اخراج کی فکر مین ہوا اور دھرتراشٹر نے بھی اُس جماعت کی مخاصمت سمجھکر حکم نافذ فرمایا کہ پنڈے شہر سے بہت دور مکان تعمیر کر کے استقامت کرین شاید کہ بعد اُنکے عداوت مین کچھ تخفیف حاصل ہو اور دریودھن نے معماران چابک دست سے اشارہ کیا کہ چھت اور دیوار پر اس مکان کے اسقدر لک اور روغن قیر لیسین کہ اندک شعلۂ آتش سے وہ مکان تمام و کمال جلکر خاکستر ہو اور پنڈوون سے ایک اثر نہ رہے اور پنڈے بھی اہل مطلب کو سمجھکر جویاے وقت تھے جب وہ مکان تیار ہوا ایک رات کو پنڈون نے اپنے ہاتھ سے آگ اس مکان مین لگائی اور اپنی والدہ کے ہمراہ دشت کی طرف روانہ ہوے اور بھیل نام ایک عورت کہ پانچ بیٹے اُسکے ہمراہ تھے اور وہ دریودھن کی طرف سے آگ لگانے کے واسطے اس مکان مین ساکن ہو کر جویاے وقت اور طالب فرصت تھی اُس رات وہ عورت مع اپنے فرزندون کے کورۂ آتش مین جلگئی اور مضمون مَنْ حَفَرَ بِئْرًا لِاَخِیْہِ فَقَدْ وَقَعَ فِیْہِ واضح ہوا اور دریودھن

کے مخبرون نے اُس عورت اور اُسکے فرزندون کا جلنا پنڈطون اور اُنکی مان کا جلنا تصور کرکے مژدۂ روح افزا کو روان کے گوش زد کیا اور یہ لوازم خوشحالی اور مراسم غارغبالی بجالائے اور پنڈطے اس سرگذشت کے بعد کہ ترجمہ مہابھارت کا متعہد اسکا ہو تقیراسما اور اوضاع کرکے خرابہ سے آبادی مین آئے اور شہر کمپلا مین بنیاد اقامت کی ڈالی اور لطائف الحیل سے پانچون بھائی مساۃ دروپدی یعنی راجہ کمپلا کی بیٹی کو بشرکت حبالۂ ازدواج مین لائے اور مستر روز نوبت ہر ایک کی قرار دیکر کمال اتحاد اور یگانگی اس امر مین سمجھے اور بعض ہنود اسواسطے کہ ایسا فعل انکے طریق مین جائز نہین اس واقعہ کو تاویل کرتے ہین واللہ اعلم بالصواب بہانگ کہ جب آثار رشد اُنکی پیشانی اقبال سے لامع اور آوازہ بزرگیون کا واضح ہونے لگا دریودھن اور خاندانی اُسکے متعبہ ہو کر مقام تحقیق مین در آئے اور کنہ معاملہ مین پہونچکر سمجھے کہ پنڈوان کا جلنا اراجیف تھا پھر ساتھ توجہات دوستانہ اور تفقدات خویشانہ کے اُن سب کو ہستناپور مین لائے اور بعد تقدیم مراسم مہانداری کے ولایت موروثی بھائیون پر قسمت کی اندرپت کہ دہلی کہنہ اُسکے قریب ہے مع نصف ولایت پنڈون کے تصرف مین آئی اور ہستناپور مع نصف دیگر ولایت کے کوروان کے قبضہ مین رہا اور چند روز کے بعد اکثر امرائے بزرگ نے علامات رشد اور اقبال پنڈطون کی پیشانی مین مشاہدہ کرکے نوکری اُنکی اختیار کی اور کوروان ظاہراً تابع مطلق اور باطناً مقام نفاق اور خلاف مین پڑے اور اُس عرصہ مین یدھشٹر کے خاطرنشین ہوا کہ جگ راجسوئی کرے اور جگ راجسوئی عبارت اُس سے ہے کہ آتش عظیم روشن کرین اور قسم قسم کی خوشبو اور میوے اور فلہ اور تمام جنسین جمع کرکے انوار جلیہ ام العناصر مین کہ مراد اگ سے ہے ڈالین اور انواع تصدقات اور اصناف میرات ظہور مین پہونچاوین اور بسبب اس امر کے تقرب درگاہ ایزدی ڈھونڈھین اور ایک شرائط جگ راجسوئی سے یہ ہے کہ راے ہفت اقلیم جمع ہو کر اس جشن کے لوازم خدمات بجا لاوین پھر یدھشٹر نے اپنے چارون بھائیون کو بقیہ اقالیم کی تسخیر کے واسطے چار سمت عالم مین تعین فرمایا اور تائید الٰہی سے بہ آسانی چند روز مین حاصل ہوئی اور چارون بھائی کہ کاروان و کارفرما تھے بسبب رہبری افواج تائید الٰہی اور حسن حمایت ناتنہا ہی سے عالم کی سیر فرما کر سلاطین روزگار اور فرمان روایان ہر دیار کو خطا اور روم اور حبش اور عرب اور عجم اور ترکستان اور ماوراء النہر اور تمام آبادی عالم سے مع خزینہ ہاے بیشمار پاے تخت اندرپت مین حاضر لائے اور مہمات جگ راجسوئی مین مشغول ہوئے اور جسطرح سے دل چاہتا تھا صورت انجام پائی دریودھن دہ دولت اور دارائی اور عظمت اور فرمانروائی مشاہدہ کرکے مقتضاے بشریت کام سے گیا اور حسد کی آگ کہ اُسکے کانون سینہ مین مخفی تھی شعلہ زن ہوئی اسواسطے محیلان روزگار اور مدبران ہر دیار سے تدبیر اُسکی ڈھونڈھی جو کہ اس عہد مین قمار بازی نہایت درجہ مروج تھی کھیلنے لتوری کو کہ وہ ایک قسم ہے "دلعبت" قمار سے ہی طلب بنائی اور تجویز کیا کہ دریودھن ساتھ جدشٹر اور دوسرے بھائیون کے قمار کھیلے پھر حسن ملائمت سے پنڈون کو اندرپت سے کہ پاے تخت اُنکا تھا ہستناپور مین طلب کرکے مراسم ضیافت مین مشغول ہوئے اور ہنگامہ قمار کا گرم کرکے کھیلنے مذکور درمیان مین لائے اور پنڈطے کہ راستی طبع اپنی سے ناراستی حریف وفا پیشہ اُنکی کھیلنے قلبی سے مطلق اطلاع اور آگاہی نہ رکھتے تھے مال اور ملک تمام ہار گئے اور دریودھن نے کہ چاہتا تھا کہ انھین دشت ادبار مین آوارہ کرے اور کھیلنے کی طرف سے دلجمعی رکھتا تھا آخر کو یہ شرط کی اور ہاتھ اُسپر مارا کہ اگر تم پھر بازی جیتو

تو جو کچھ مال تمنا دارہو مجھسے پھیر لو اور جو بازی ہین جیتون تو تم سب پنڈے بارہ برس آبادی چھوڑکر بہ لباس فقر صحرا مین ساتھ وحوش اور طیور کے بسر لیجاؤ اور انقضاے مدت معہودہ کے بعد آبادی مین آکر اسطرح سے سال بھر کا زمانہ گذرانو کہ کوئی شخص تمھین نہ پہچانے اور جو یہ شرط پوری نہو تو پھر مدت مذکور یعنی بارہ برس جنگل مین بدستور سابق ایام گذاری کرو ناگاہ کبھیتین طالع کی نحوست سے پنڈون نے شرط آخر جوے کی ہاری اور شرط کے موافق پانچون بھائی جلاوطن ہو کر بارہ برس تک دشت وصحرا مین پھرے اور تیرھوین برس ولایت وائین مین کہ پرگنات دکن سے ہے آئے اور ایک برس اقرار کے موافق ہیلور سے بسر لیگئے دریودھن نے ہر چند جستجو کی نشانشان نپایا اور پنڈون نے انقضاے ایام موعود کے بعد کشن بن بسدیو کو بطریق رسالت بھیجکر مملکت اپنی طلب کی دریودھن نے عدم وفاے شرط مین کلام کیا جو کہ دریودھن صدق سے فروغ نرکھتا تھا دروغ اُسکا اثر پذیر نہوا اور پنڈون کی حقیقت اعیان سلطنت اور ارکان مملکت پر ظاہر ہوئی کارزار پر قرار دیا پنڈے اجماع جنود اور فراہمی افواج مین آمادہ ہوے اور طرفین کی فوج کورکھیت کے میدان مین کہ تھانیسر کے قریب واقع ہے دور کلیجگ کے اوائل مین حاضر ہوئی آراستگی افواج اور تسویہ صفوف کے بعد طرفین کے پہلوانان نامی اور مبارزان گرامی نے ساتھ ایسی آئین کے کہ مقابلہ کے مذہب اور مقابلہ کے ملت مین مروج اور مجوز ہے جنگ شروع کی اور اٹھارہ دن تک جنگ قائم رہی اور غالب مغلوب سے متمیز نہ ہوا چونکہ انجام کار ارباب تزویر کا ذلت ورسوائی ہے آخر دریودھن اور منتسبان اُسکے مقہور اور مغلوب ہوئے اور میدان جانستان اور معرکہ مبارزت مین شربت ہلاک بکھکر ملک عدم کی طرف راہی ہوئے اور ہنود کا اعتقاد یہ ہے کہ اس معرکہ مین گیارہ کشون لشکر کوروان کی طرف تھا اور سات کشون پنڈون کیجانب تھا اور کشون ہنود کی اصطلاح مین عبارت اکیس ہزار چھ سو ستر شخص فیل سوار سے ہے اور موافق اس عدد کے علاوہ سوار و پیشہ ہزار و چھ سو شخص اسپ سوار اور ایک لاکھ اور نو ہزار اور چھ سو اور پچاس پیادہ اور سب سے طرفہ تر یہ کہ کہتے ہین کہ اس معرکہ جدال و قتال مین طرفین سے زیادہ بارہ آدمیون سے زندہ اور سلامت نہ رہے چار نفر دریودھن کے لشکر سے ایک کرپا چارج برہمن کہ فریقین کا اُستاد اور صاحب السیف القلم تھا دوسرا اشوتھاما ن بیٹا حکیم دودن کا کہ وہ بھی جانبین کا معلم تھا تیسرے کرت برمان کہ یادوان کی جماعت سے تھا چوتھے کرپ کہ باوفور دانش بہلبان دھنتر اشٹر تھا اور آٹھ نفر پنڈون کی طرف سے پانچ بھائی جیدشٹر وغیرہم باقی رہے چھٹا ساتک کہ وہ بھی یادوان کی قوم سے تھا اور جرأت اور شہامت مین شہرۂ آفاق سا توان کرشن کہ برادر غیر مادری یعنی سوتیلا بھائی دریودھن کا تھا آٹھوین کشن اگرچہ شہرت کمال کے باعث صفات وبیان سے مستغنی ہے لیکن احوال اُسکے سے مختصر لکھتا ہون اور بعض اُسے مثل واجب الوجود کے پرستش کرتے ہین اور مشہور ہے کہ منجمون نے اُسکے طالع کے زائچہ سے بدبختیان مشاہدہ کرکے راجہ کنس کو جو یادوان کا رئیس تھا خبردی اور راجہ نے کشن کے قتل کا حکم نافذ کیا اور کشن مقام نندگانون نام مین کہ شیوہ شیر فروشی اور گاؤ چرائی کا رکھتا تھا گیارہ برس پوشیدہ رہا اور آخر الامر بسبب مکر اور فریب اور طلسمات اور شعبدہ کے راجہ کنس کو قتل کرکے ظاہر مین کاروبار سلطنت اوگرسین کے متعلق رکھا اور آپ معنی مین حکومت صوری کرتا تھا رفتہ رفتہ بسبب قدرت غیر مجازات بل محض توریت سے

دعوی الوہیت کا کیا اور خلق کثیر اُسکے دعوی باطل کو تصدیق کرتی تھی اور تیئیس برس کا زمانہ خانہ نشینی کے نکلنے کے بعد شہر متھرا مین ساتھ اوباشی کے گذرانا اور چیزہاے لطیف اور افسانہاے بدیع اس مے مشہور اور معروف ہین عاقبت الامر راجہ جراسنگ ولایت بہار اور پٹنہ سے مع لشکر بیشمار اُسکے دفع کی عزیمت کر کے شہر متھرا کی طرف متوجہ ہوا اور مغرب کی جانب سے بھی کالیون نام راجہ لچھان سے یعنی اس گروہ سے کہ وہ آئین ہنود پر نہ تھے اسکے دفع کے واسطے متوجہ ہوا راوی کہتا ہی کہ وہ راجہ عربستان کا تھا بہرحال کشن تاب مقاومت ان ہونون راجہ کی نہ لایا اور دوارکا کی طرف کہ سمندر کے ساحل پر واقع ہی اور احمد آباد گجرات سے سو کوس مسافت رکھتا ہی بھاگ کر قلعہ بند ہوا اور آٹھ سات برس اُس حدود مین مقیم ہو کر فکر اپنی خلاصی کی کرتا تھا اور کچھ مفید نہ ہوتی تھی یہانتک کہ ایک سو اور پچیس برس کے سن مین دریودھن کی مان کی نحوست کے سبب سے بدترین طریق اور گوناگون مصوبات سے راہ عدم کا مسافر ہوا اور بعضون کا اعتقاد وہ ہی کہ وہ ضعیف یعنی چشم خلائق سے پوشیدگی اختیار کر کے زندہ جاوید ہی اور جو کہ گندھاری کی نفرین کو ایک امر غریب مذکور کیا ہی لہذا خامۂ دوزبان اُس کی شرح مین مشغول ہی تا ہو بیان کرتے ہین کہ جب وضع حمل اُسکا نزدیک ہوا اُسکے دل مین گذرا کہ میرا شوہر دھرتراشٹر نابینائی کی جہت سے دیدار فرزند سے بے بہرہ ہی بہتر یہ ہی کہ مین بھی آنکھ فرزند کے دیکھنے سے دنیا مافیہا مین بندکرون اور اپنے شوہر کی ہمدرد اور شریک ہون بس جس روز کہ دریودھن پردۂ عدم سے وجود مین آیا ساتھ گندھاری نے چشم جہان بین عمداً بند کی اور اسی طور سے سالہا سال آنکھین بند رکھین یہانتک کہ اُسکا بڑا بیٹا جوان ہوا اور پنڈوون کے ساتھ مخاصمت کی اور طرفین اپنے اپنے فرودگاہ مین پہونچکر فوج سیاہ سے جرگاہ کیطرف متوجہ ہوئے اور نزدیک قرب کے مبدل ہوا اور آپسمین قرار پایا کہ کل تنور حرب آتش ضرب سے گرم ہوگا گندھاری نے اپنے فرزند سے کہا کہ اے قرۃ العین نور چشم والدین ہتھیار مضبوط انسان کے جسم کو آفتون اور جملہ بلاؤن سے محروس اور مصئون رکھتا ہی کل کہ کارزار شروع ہوگی جو تن نازنین تیرا اس جوشن سے عاری ہی مجھے اندیشہ ہی کہ مبادا تجھے آسیب پہونچے پس تو برہنہ ہو کر میرے سامنے حاضر ہو تو آنکھ کھول کر تیرے تمام جسم پر نظر ڈالون دریودھن نے اُس سے ملازمت کا طریق پوچھا اُسنے جواب دیا کہ اس زمانہ مین کوئی شخص عقل دانش اور فضل و بنش اور راستی اور درستی مین مثل پنڈوون کے نہین ہی اُنکی خدمت مین جاکر استفسار کر دریودھن حسب ایما پنڈوون کی خدمت مین حاضر ہوا اور اپنے آنیکا سبب اظہار کیا وہ لوازم مہمانداری بجالائے باوصف اسکے وہ خوب جانتے تھے کہ یہ جوان نہایت دشمن ہی سررشتہ صلاح اور راستی کا ہاتھ سے نہ دیکر سخن راست زبان پر لائے اور بولے کہ فرزند شکم مادر سے برہنہ وجود مین آتا ہی اور آنکھ والدین کی بھی اُس حالت مین اُسپر پڑتی ہی اور جو یہ پہلی دفعہ ہی کہ تیری مان تجھے دیکھا چاہتی ہی تحقیق آج ہی تیرا روز تولد ہی بہتر وہ ہی کہ تو برہنہ اپنی مان کے حضور حاضر ہو تو نور نظر اُسکا تیرے سراپا پر پڑے اور تجھے بلیات سے محفوظ کرے دریودھن پنڈوون سے رخصت ہو کر دولت سرا کیطرف عازم ہوا اثنا راہ مین کشن اُس سے دوچار ہوا اور سبب تنہا فوج دشمن مین آنیکا پوچھا دریودھن نے شرح دار ماجرا بیان کیا کشن اپنے دل مین سوچکر بولا واحسرتا اگر وہ پنڈوون کے کہنے پر عمل کرے بیشک روئین تن ہوا اور کوئی حربہ اسکے جسم پر اثر نہ کرے اور ہماری بلا کی کا باعث ہو پھر مکاری سے قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا اے نادان جو شخص کہ دشمنون سے طریق صواب ڈھونڈھے ظلم کی راہ نا پے بلکہ چاہئے مین سرنگون

کرے یقین جان کہ پنڈون نے تجھسے استہزا کی ہو لیونرشن کہ جسوقت تو متولد ہوا تھا بترا عضو تناسل نہایت خردی اور حقارت سے خوب مرئی اور معائنہ ہوتا تھا اب کہ ماصدق جزو اعظم کل سے ہوا اپنی مان کو کیونکر سمجھا یا دکھلائیگا دریودھن نے اصل مطلب سے غافل ہو کر فریب کھایا اور دست توسل اُسکے دامن قول لایعنی پر مستحکم کیا پھر اُسنے یہ کہا کہ پنڈون نے جو کچھ کہا ہو خوب اور مرغوب ہے لیکن تو شرم وحیا کا لحاظ کر کے ابر طویل الذیل پھولون کے اپنی گردن مین ڈال تو بترا عضو تناسل پوشیدہ رہے دریودھن نے اُسکے کہنے کے موافق عمل کیا یعنی پھولون کے ہار طویل گلے مین ڈالکر اپنی مان کے مقابل ایستادہ ہوا اور عرض کی مین حاضر ہون آنکھین کھولکر نظر اپنے قرۃ العین پر ڈال اُسنے اس گمان سے کہ یہ پنڈون سے تعلیم لیکر آیا ہو اور اُنھون نے اسے بدخواہش نہ کی ہوگی مبیاختہ اور بے دغدغہ آنکھ کھولی جب حمائل گل کی نظر آئی نعرہ مار کر بیہوش ہوئی اور کچھ دیر کے بعد ہوش مین آکر نالہ عظیم برپا کیا اور کہا اے فرزند یہ پھولون کا ہار پنڈون نے تجویز کیا ہو اُسنے کہا نہین ایشر کی قسم کشن نے تجویز کیا ہو گندھاری نے سو ہاتھ دعاے بد کے واسطے اُٹھا کر سوزدل سے کشن کو نفرین کی اور دست و پا پیٹے آپسمین ملکر بولی اے دلبند اس مقام پر جو میرے نور نظر سے پوشیدہ رہا ہو تو حربہ کھا کر قتل ہوگا اور کشن بھی اُسکی دعاے بد کے اثر سے انواع عقوبات سے جیسا کہ سابق مین گذارش ہوئی راہ عدم کا مسافر ہوا لقصہ جدشٹر۔ دریودھن کے قتل اور نابود کرنے کوروان کے بعد تمام ممالک ہندوستان وغیرہ مین مستقل ہو کر عالم کا فرمانروا ہوا اور یہ بھی کہتے ہین کہ اس قصہ کے چھتیس ۳۶ برس کے بعد بسبب توفیقات یزدانی کے جدشٹر نے بقاے دنیاے بے ثبات پر اطلاع پاکر قبل اس کے کہ وہ مقام ادبار مین آوے دنیاے دنی کو ہیچ پوچ سمجھکر ترک کیا اور ساتھ رفاقت چارون بھائی کے طریق تجرد اختیار کیا یعنی دانا اور پھر عدم کی طرف راہی ہوا فردگفتی کہ کہار فتند آن تاجوران انیک ۔ زایشان شکم خاک است آبستن جاویدان ۔ حاصل کلام کوروان اور پنڈون نے باتفاق یکدیگر چھہتر برس ملک رانی کی اور دریودھن بیترہ برس باستقلال تمام روے زمین کا حاکم رہا اور جنگ مذکور کے بعد جیسا کہ مذکور ہوا جدشٹر بھی چھتیس ۳۶ سال تمام عالم کو زیر نگین کر کے فرمانروا رہا اور مجموع ایام سلطنت فریقین ایک سو اور پچیس سال تھے سبحان اللہ ایسی حکایت عجیب و غریب ہندوستان کے سوا کسی تواریخ ہفت اقلیم مین مسموع نہین کہ فروش بازار سخنوری کے ایسا دکھلاتے ہین کہ بعد مرور ایام ارجن کی اولاد سے ایک فرزند پیچ وجود کے آیا اور وہ سریر سلطنت اور ریاضت صوری و معنوی پر متمکن ہوا اور ابواب عدل و رافت کے زمانہ کے منھ پر کھولے اور احوال گذشتہ کو بتنبیہ اوضاع آیندہ کر کے مرضیات الٰہی مین بسر لیجا تا تھا ایک روز اُسکے دل مین یہ خطرہ گذرا کہ نزاع اسلاف کا میرے کیا سبب تھا اور احوال بزم و رزم اُنکا کیا تھا پھر اُس زمانہ کے داناؤن سے کہ بھشم بابین نام رکھتا تھا اس سے بیان کی استدعا کی بھشم بابین نے کہا کہ میرا استاد بیاس نام کہ حکیم دانا ہو اور اُن واقعات مین حاضر تھا وہ ہو بہو اس سرگذشت سے واقف ہو اُس سے سوال کیجیے اُسنے حکیم مزبور کو بلا کر مراحم شاہانہ و تفقدات خسروانہ سے نوازا پھر درخواست اس مطلب کی کی اُسنے بھی ضعف پیری اور مشاغل معنوی کا بہانہ کر کے ہر واقعات کے بیان مین تامل کیا لیکن یہ داستان باہستگی تمام کہ شامل وعظ و نصائح پر ہو قید عبارت مین کھینچکر تنگنائے کتابت مین لایا اور اُسکا مہابھارت نام رکھا وجہ تسمیہ جو افواہ سے مسموع ہوتی ہو یہ ہو کہ مہا بمعنی بزرگ ہو اور بھارت بمعنی جنگ

جو کہ وہ کتاب مخبر جنگہاے بزرگ و واقعات مشترک ہی اسواسطے اسکا نام مہابھارت رکھا لیکن یہ صریح خلاف معلوم ہوتا ہی کسواسطے کہ بھارت اہل ہند کی لغت مین بمعنی جنگ نظر نہین آیا ظاہر ہی اس کتاب مین احوال اولاد عالی نژاد راجہ بھرت کا ہی یہ کتاب اسکے نام پر موسوم ہوئی اور استعمال کی کثرت سے الف لیزاد ہوا و اہل علم بالصواب والا امور الحقائق اور اس بیاس کو نفوس قدسیہ سے جانتے ہین اور کہتے ہین زندہ جاوید ہی اور بعض ہنود کا یہ بھی اعتقاد ہی کہ ہر دواپر جگ مین ایک شخص مسمے بیاس اصلاح احوال سائر الناس کے واسطے ظہور مین آتا ہی اور چند لوگون کا عقیدہ وہ ہی کہ ایک شخص ہی کہ مختلفہ مظاہر مین ظہور کرتا ہی ہر تقدیر بیاس نے بید کی کتاب کو کچھ بڑھا کی زبانی سنی ہی مفصل کرکے چار کتابین کین ایک رگ بید دوسرا ججر بید تیسرا سام بید چوتھا اتھربن بید اور ہی سبب سے اُسے بیاس کہتے ہین اسلیے کہ بیاس کے لغوی معنی تفصیل دینے والا اور حل کرنے والا ہر دگر نہ اصلی نام اسکا کہ ولایت سیانہ دواب مین پیدا ہوا اتفاقا دوے پاین تھا اور بیاس کی خلقت مین افسانہ بدیع دوسرا نہ کا نقل کیا ہی مؤلف نے تطویل سے اندیشہ کرکے تحریر نہ کیا اور بیاس نے اس نادر کتاب کو ساٹھ لاکھ شلوک پر مبنی کیا اور اس کتاب کے اختتام کے بعد سرستی آب کے کنارے جو تھانیسر کے اطراف مین واقع ہی اُس مقام کو آئین بندر کے ایک جشن عظیم ترتیب دیا اور دانایان اطراف اور اکناف عالم طلب کرکے مدت مدید تک جشن کی بساط بچھا کر خلق کو ساتھ اکرام اور انعام کے مالامال اور مستفید کیا اور ساٹھ لاکھ شلوک یون قسمت کیے تیس لاکھ مخصوص طائفہ دیوتا کو عبارت نفوس مقدسہ علویہ سے ہی کیا اور پندرہ لاکھ ستر لوک کے رہنے والون کو کہ وہ بھی عالم بالا پر سکون رکھتے ہین اختصاص بخشا اور چودہ لاکھ جنون اور راکشون و گندھرب کو اقسام مخلوقات سے ہین اور ساتھ صفت حیات کے موصوف ہین مخصوص کیے اور ایک لاکھ آدمیون کے استفادہ کے واسطے چھوڑے اور انھین اٹھارہ پربہ یعنی باب مین ترتیب دیکر ارباب استعداد کا فیضرسان ہوا اور یہ ایک لاکھ شلوک آدمیون کے درمیان ہین موجود ہین اور ساتھ مہابھارت کے موسوم ہین اور چوبیس لاکھ شلوک کوروان اور پنڈون کی جنگ مین مذکور ہین اور باقی نصائح اور مواعظ اور حکایات اور روایات اور شرح و بسط بزم و رزم گذشتگان مین مسطور ہی اور برہمنون کا اعتقاد وہ ہی کہ ہر جگ مین ایک پیغمبر یا ایک مجتہد نے ایک کتاب تحریر کی اور یا وصف اس تمام امتداد زمان کے وہ نسخ اب تک درمیان مین ہین اور خطا اور ختن اور چین اور ہند کے کفار بھی کہتے ہین کہ طوفان نوح پیغمبر مملکت مین واقع اور برپا نہین ہوا بلکہ طوفان نوح کا در اصل اعتقاد نہین رکھتے اور وہ سرا اعتقاد انمین سے بعضون کا وہ ہی کہ برہمن اور کھتری کی ذات قدیم الایام سے تھی اور بہت سے طائفے ہین کہ وہ دواپر جگ سوم کے آخر اور اول کلجگ چہارم مین ظاہر ہوئے ہین جیسا کہ راجپوت اول نہ تھے اسکے بعد ظاہر ہوئے اور راجہ بکرماجیت بنیا کھتری کے بعد کہ قبل زمان تحریر سے سنہ ایک ہزار و چھ سو سال زیادہ تھے کھتری تخت سلطنت پر متمکن ہوئے اور طوائف انکے بہم پہونچنے کا بون منقول ہی کہ رایان کھتری اپنی کنیزون کو جیسا کہ اب بھی ہنود کی رسم ہی دن کو حکم خدمت مرجوع فرما کر شب کو مطلق العنان کرتے ہین اور ہر ایک ایک معشوق بہم پہونچا کر لڑکے جنتی ہین اور بڑی کمال عزت کے پرورش کرکے مثل فرزندان رایان کے پرورش کرکے معزز رکھتے تھے اور وہ جو کہ نسبہ سرخانہ زادون کے ہوتے ہین اپنے تئین اصیل اور نجیب ظاہر کرکے آپ کو راجاؤن کی فرزندی مین منسوب کرتے تھے جو شخص اُنسے پوچھتا تھا کہ تم کسکے

بیٹے ہوگئے تھے ہم راجپوت ہین یعنی راجہ کے فرزند ہین کسواسطے راج راجہ سے مراد ہے اور پوت بیٹا سے عبارت ہے اور ایک روایت مین یون بھی ہے کہ راجہ سورج کے فرزندون کو کہ عنقریب اُنکا احوال مرقوم ہوگا راجپوت کہتے ہین اور اسکے ہنود کا اعتقاد وہ ہے کہ عالم کی ابتداے آفرینش سے آدم خاکی نہاد تھے اور اُسکے بعد بھی معمری الیہ ہوگا اور عالم قدیم ہے ہرگز فانی نہ ہوگا لیکن ارباب دانش و بینش پر یہ امر مخفی نہ ہے کہ اگرچہ ابتداے آفرینش کو آٹھ لاکھ ہزار سال کا احتمال رکھتا ہے شاید اتنے ہزار آدم عرصۂ ظہور مین آکر پھر پردۂ خفا مین خرامان ہوئے ہون اور جان ابن ابوالجان کو انکا احوال کلام مجید مین وارد ہوا از انجملہ ہین لیکن وہ خاکی نہاد نہ تھے بعضے کی اصل ہوا ہے یعنی جنات اور بعضون کی اصل نار سموم سے تھی اور جسوقت ایک قوم سے نافرمانی اور سرکشی آپسین واقع ہوئی حسبّار شدید الانتقام کے حکم سے معدوم ہوئی اور دوسری قوم موجود ہوئی لیکن بخ خاک سے ظاہر ہنود نے آدم خاکی نہاد تصور کیا ہے کہ اسواسطے اُنکے غطم جثہ اور طول عمر کا بیان کرتے ہین اور امور عجیب و غریب کہ ساتھ رام اور لکھمن وغیرہ کے منسوب کرتے ہین موافق حال البشر کے نہین ہے تمام حرف اوصوت ہے اور عقل کی ترازو مین کچھ وزن نہین رکھتے اور بر تقدیر وقوع اگر ہندوین بھی تو اُس قوم جنسہ سے کہ مذکور ہوا ہونگے اور آدم ابوالبشر علیہ السلام سے پیشتر آدم خاکی نہاد تھا اور آدم ابوالبشر کا زمانہ حالت تحریر اس سطور تک سات ہزار سال سے زیادہ نہین گذرا اور جو کچھ کہتے ہین کہ لاکھ برس سے کہین زیادہ ہے محض دروغ ہے اور بتحقیق وہ ہے کہ مملکت ہند نے بھی مثل اور ممالک ربع مسکون وجود فرزندان آدم علیہ السلام سے صفت آبادی کی قبول کی ہے اور شرح اس اجمال کی وہ ہے کہ طوفان کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے تینون فرزند سام اور یافث اور حام کو خالق ارض و سما کے حکم سے اطراف ربع مسکون مین بھیجکر کشت و کار کے واسطے حکم فرمایا

ذکر فرزندان سام بن نوح علیہ السلام کا سام کہ وصی اور اولاد اکبر حضرت نوح تھا حق تعالی نے اسے نو لڑکے فرزند عطا فرمائے ارشد - ارفخشد - کے - نود - یود - ارم - قیطہ - عاد - محطان - انمین کے فرزند ہین اور عرب کے تمام طائفے اور قبیلے انمین کی نسل سے ہین جیسا کہ حضرت ہود اور صالح اور ابراہیم علیہ السلام اپنے نسب کا سلسلہ ساتھ ارفخشد کے پہونچاتے ہین اور ارفخشد کا دوسرا فرزند کیومرث کہ شاہان عجم کا جدامجد ہے اسکے چھ فرزند پیدا ہوئے سیامک - فارس - عراق - تور - دمغان - شام - انمین سے سیامک کیومرث کا جانشین ہوا اور باقی فرزند جس ملک پر روانہ ہوئے وہ ولایت انمین کے نام موسوم ہوئی اور بعضون کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ پسران نوح سے ایک کا نام عجم تھا اور عجمی اسی کی اولاد سے مراد ہے اور ارشد کا بیٹا سیامک ہوشنگ ہے کہ ملوک عجم یزدجرد شہریار تک تمام اسکی صلب سے ہین ذکر یافث کے فرزندون کا - یافث اپنے باپ کے حکم کے موافق حدود مشرق اور شمال مین متوجہ ہوا اور اس ملک مین اسکے فرزند پیدا ہوئے اول ارشد اور اسکی اولاد ترک نام رکھتی تھی تمام ترک زمانے کے مغل اور اُزبک اور چغتائی اور ترکمان ایمانیہ اور رومیہ اسکی نسل سے ہین اور دوسرا بیٹا یافث کا چین نام رکھتا تھا کہ چین کا ملک ساتھ اُسکے موسوم ہے اور یافث کا تیسرا فرزند آردس ہے کہ اُسکی اولاد نے سرحد مملکت شمال کو ظلمات تک فروگش ہو کر آباد کیا ہے اہل تاجیک اور غور اور سقلاب اسکی نسل سے ہین تذکرہ حام کے فرزندون کا اور کیفیت آبادی مملکت ہند کی بر سبیل اختصار - حام اپنے پدر عالی مقام کے حکم سے ارض جنوب کی طرف متوجہ ہوا اور اُسکی آبادی اور معموری مین جہد بلیغ اور سعی موفور عمل مین لایا اور اسے بھی فرزند

۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰

سام و فرزندان سام

عالم نے چھ بیٹے عطا فرمائے ایک ہند اور دوسرا سندھ تیسرا حبش چوتھا افرنج پانچوان ہرمز چھٹا بربر اور ممالک کو رہ انکے نام سے موسوم ہوئے لیکن بیٹا ارشد کا حام کہ ہند نام رکھتا تھا ملک ہند کا ساتھ اُسکے موسوم ہوا اسکی آبادی مین ہمہ تن مصروف ہوا اور اُسکا بھائی سند ملک سند مین فروکش ہوا شہر ٹھٹھہ اور ملتان اپنے فرزندون کے نام پر بنا کیا اور ہند کے چار فرزند پیدا ہوئے اُنمین ایک پورب نام رکھتا تھا اور دوسرا بنگ اور تیسرا دکن اور چوتھا نہروال اور ہر ایک ملک اور دیار کہ بالفعل ہر ایک کے نام پر مشہور ہین آباد کیے اور دکن بن ہند کے تین فرزند متولد ہوئے دکن کا ملک انھین قسمت کیا اُنکا نام مرہٹ اور کنہار اور تلنگ تھا اور اتبک یہ تین قومین دکن مین انھین کی نسل سے موجود ہین اور نہروال کے بھی تین فرزند موجود ہوے بھروج اور کنباج اور مالوج انکا نام رکھا اور چند شہر انکے نام پر آباد کیے اور بنگ کے بھی لڑکے پیدا ہوے بنگالہ کا ملک انکے سبب سے معمور ہوا اور پورب بن ہند کہ فرزند ارشد تھا حقتعالی نے اُسے بیالیس فرزند عنایت فرمائے اور تھوڑے عرصہ مین اُنکی اولاد کثرت سے ہوئی اسوقت ایک کو اپنے درمیان سے ملک کے انتظام کے واسطے مختار کیا اور نام اُسکا کشن تھا ذکر کشن کی حکومت کا مخفی نرہے کہ ملک ہندوستان مین اول جس شخص نے قدم سند حکومت پر رکھا کشن تھا اور یہ کشن وہ نہین ہے کہ جو مشہور ہے اور اہل ہند نے اُسکے حال مین افسانہاے بدیع اور حکایات دور از کار تیار کیے ہین اور اُسکی معبودیت کے قائل ہین یہ کشن ایک مرد عاقل اور فرزانہ اور شجاع اور مردانہ تھا اور چونکہ عظیم الجثہ تھا کوئی گھوڑا متحمل اُسکی سواری کا نہ ہوتا تھا اُسنے اپنی عقل کی تیزی اور اندیشہ صحیح سے فرمایا تو اُسکے کارندے پیل وحشی کو زنجیر فکر سے دام عقل کے زور سے کھوہین گرفتار کرلائے اور حسن تدبیر سے اُسکی وحشت دور کر کے رام کیا اُسوقت کشن اُسپر سوار ہوا اور اُسی کے عہد مین ایک شخص برہمن نام نسل بنگ مین ہند سے کہ عقل و فراست مین اپنا نظیر نرکھتا تھا ظاہر ہوا کشن نے اُسے منصب وزارت پر سرفراز فرمایا اور اکثر صناعات مثل درودگری اور سنگتراشی برہمن کی دانش سے پیدا ہوئے اور بعضون کا یہ بھی قول ہے کہ لکھنے اور پڑھنے کا بھی وہی موجد ہوا اور اُس زمانہ کے اوائل مین جو شہر کہ ملک ہند مین معمور ہوا وہ بلدۂ اودھ تھا اور کشن کہ طلوعت کا ہمعصر تھا اور چار سو سال حکومت کر کے جہان فانی کو بدرود کیا اور اُسکے عہد مین تخمیناً دو ہزار قصبہ اور قریہ آباد ہوئے تھے اور انتیس فرزند اس سے باقی ہے چنانچہ ولد ارشد اسکا مہاراج اسکا جانشین ہوا ذکر مہاراج لدکشن کی حکومت کا جب مہاراج نے سرداران قوم اور بھائیون کے اتفاق سے تخت حکومت پر قدم رکھا اپنے باپ سے کہین بہتر اور بیشتر ملک کی آبادی اور سلطنت کے نظم و نسق مین کوشش کی اور جو لوگ کہ پورب کی اولاد سے تھے انکی وزارت اور حکومت کا امر وجوع کیا اور جو فرقہ کہ برہمن کی نسل سے تھا وزارت اور عہدۂ تحریر اور نجوم اور ملبابت پر مقرر فرمایا اور ایک گروہ کو کشت و زراعت پر نصب کیا اور ایک قوم کو اصناف حرفہ اور پیشہ کا ناقد ہوا اور مہاراج نے زراعت کی تکثیر مین اسقدر سعی کی کہ اکثر ولایت جو ہندوستان سے دور دست تھین وہ بھی آباد ہوئین پھر بلدۂ بہار کو آباد کیا اور اہل علم و فضل کو اطراف اور اکناف سے طلب کر کے اُس شہر مین متوطن فرمایا اور معابد اور مدارس اور شہر بہت تیار کروائے اور حاصل اس حدود کا طلبا کو وقف کیا اور سنیاسی اور جوگی اور برہمن کو بہت فائدہ رسانی اور استفاضہ کسب علمی کے مشغول ہوئے اور ایام سلطنت نے اسکے سات سو برس کا زمانہ کھینچا ہندی کی مملکت نے رواج اور رونق پکڑی اور مہاراج ہند مین جمشید اور فریدون کے مرتبہ پر فائز ہوا اور امور سلطنت کے انتظام اور رفاہ اور آسودگی سپاہ اور رعیت کے واسطے ضوابط اور قواعد نیک کہ انھین سے بعض اب بھی معمول ہین وضع کیے اور ہر طائفہ کو کہ

شل راکھشوں اور چوہان اور پوار وغیرہ ہین ساتھ بزرگ نام اُس قوم کے موسوم کیا اور شاہان ایران سے ہمیشہ طریقہ محبت اور دوا و مسلوک رکھتا تھا لیکن آخر کار اُسکا بھتیجا رنجیدہ ہوکر فریدون کی خدمت مین حاضر ہوا اور فریدون نے گرشسپ بن اطرد کو مع سپاہ جنگی اُسکی کمک کو تعین فرمایا اور جب گرشسپ بن اطرد ونے دیار ہند مین داخل ہوکر بہت سی خرابیان اس دیار مین پہونچائین اور تاخت اور تاراج کا عرصہ دس برس کھینچا مہاراج نے قدوے ولایت اپنے بھتیجے کو دیکر رضامند کیا اور پیشکش خوب اور تحائف مرغوب گرشسپ کے ہمراہ فریدون کے واسطے ارسال کیے اور مہاراج کے اخیر عہد مین سنگلدیپ اور کرناٹک کے زمینداروں نے یورش کرکے دکن کے حاکم کو جسکا نام شیوراے تھا نکالدیا اور اُسنے مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوکر استغاثہ کیا مہاراج نے اپنے صاحبزادہ مسمی ارشد کو مع سپاہ گران اور فیلان کوہ توان شیوراے کے ہمراہ روانہ کیا اور زمینداردکن کے بھی اتفاق کرکے بشوکت و عدت تمام مستعد ہوئے اور جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا اور مہاراج کا بیٹا اس معرکہ مین مارا گیا اور افواج کمکی اور شیوراے اپنے سردار کے مارے جانے سے بدحواس ہوئے اور ساز و سلپ اور گھوڑے ہاتھی چھوڑکر خستہ اور مجروح وادی کی طرف بھاگ گئے اور مہاراج یہ خبر وحشت اثر سنکر سانپ کی طرح پیچتاب کے ہاتھ افسوس کا دندان تحسر سے کاٹنے لگا ہوا سطے کہ اس زمانے مین کسی زمیندار ان جزائر دور دست سے مثل راجہ تلنگ اور پیگو اور ملیبار کو بھی قوت سرتابی اور نافرمانی کا یارا نتھا چہ جائے زمینداران دکن اور اسکے سوا اس عرصہ مین سام نریمان ایران کے فرمانروا کی طرف سے ہندوستان کے لینے کے واسطے پنجاب مین آیا تھا اور مالچند سپہ سالار ہند کا خاص لشکر ہمراہ لیکر اس کے مقابلہ کو روانہ ہوا تھا چونکہ صبر کے سوا چارہ نتھا لہذا مالچند نے ایلچیان چرب زبان کے ذریعہ سے زر و جواہر اور پیلان کوہ پیکر بھیجے اور ملک پنجاب دینے پر سام نریمان سے صلح کرکے مراجعت کی اور بعض یہ بھی لکھتے ہین کہ فریدون کے عہد سے پنجاب شاہان عجم کے تصرف مین رہا اور گرشسپ کی اولاد کہ رستم اور اسکے آبا و اجداد سے اور ہی پنجاب اور کابل و زابل اور سند اور غیروزان کی جاگیر تھی اور مالچند کہ سپہ سالار باختکوہ تھا اور بالوہ کی مملکت اسکے نام پر اشتہار رہائی مہاراج کی خدمت مین پہونچنے کے بعد بسبیل استیجال صلابت اور شوکت کے ساتھ دکن کی طرف متوجہ ہوا اور مخالف اسکے فوج کشی کی خبر سنتے ہی بنات النعش کی طرح متفرق اور پریشان ہوئے اور مالچند نے انکا تعاقب کرکے اس گروہ کو تہ تیغ رکھکر اُسکا نام و نشان باقی نہ رکھا اور جا بجا تھانے مقرر کرکے پلٹا اور اثنار راہ مین گوالیار اور بیانہ کا قلعہ احداث کیا اور مالچند علم راگ یعنی موسیقی ہندی تلنگانہ اور ملک دکن سے لایا اور چونکہ مالچند اکثر اوقات گوالیار کے قلعہ مین رہتا تھا اس مقام مین کلاوتان موسیقی دان کی نسل سے کہ ہمراہ لایا تھا اولاد کثرت سے بہم پہونچی اور علم راگ نے وہان بخوبی رواج پایا اور مہاراج سات سو برس کے بعد رخت ہستی باندھکر ملک عدم کی طرف راہی ہوئے اور چودہ فرزند اُن سے یادگار رہے اور کیشوراج نے کہ خلف الصدق تھا ہندوستان کے تخت عظم پر قدم رکھا تذکرہ کیشوراج بن مہاراج کی حکومت کا۔ کیشوراج نے ابتداے سلطنت مین ہر ایک بھائی کو ایک سمت روانہ کیا اور آپ بلدہ کابلی کے راستہ سے گوندھ وارہ مین داخل ہوئے اور سرحد دکن سے سنگلدیپ کی حدود تک سیر و تفحص فرمائی اور سرکش راؤن سے پیشکش لیکر طوائف انام کے نظم و نسق کے بارہ مین ساعی موفور بجا لائے لیکن مراجعت کے وقت دکن کے زمینداروں نے اتفاق کرکے مخالفت کا نشان بلند کیا اور روز بروز قوت و شوکت انکی زیادہ ہوئی اور یہ حوصلہ جو کہ

کیشو راج کے مقابلہ کو آئے کیشو راج نے از راہ دور اندیشی کے قوت مقاومت اپنے سے مفقود دیکھی اور صلح کا پیغام درمیان مین لاکر معاودت فرمائی اور عریضہ مع پیشکش فراوان منوچہر کی خدمت مین ارسال کر کے کمک طلب کی منوچہر نے حسب استدعا سام نریمان کو فوج جرار سے روانہ کیا کیشو راج نے موضع جالندھر تک استقبال کیا اور لوازم ضیافت پیش پہونچائے اور سام نریمان کے ہمراہ دکن کی طرف روانہ ہوا دکن کے راؤ فوج ایرانی کی ہیبت سے پریشان ہوئے اور دکن کا ملک پھر ہند کے راجہ کے تصرف مین آیا اسکے بعد کیشو راج سام نریمان کے شرائط خدمت بجالانے کے بعد پنجاب کی سرحد تک بطریق مشایعت ہمراہ گیا اور تحف و ہدایا منوچہر کے واسطے ارسال کر کے خود بلدہ اودھ مین آیا اور چتر عدالت کا سایہ سکنۂ ہند کے سر پر ڈالکر خلائق کو مرفہ الحال و رفاہ البال فرمایا اور دو سو اوبیس برس کے بعد اسکی سلطنت آخر ہوئی اور بڑا بیٹا اسکا فیروزراے جانشین ہوا ذکر فیروزراے ولد کیشو راج کی حکومت کا جو کہ فیروزراے علم شاستر ہندی یعنی کتب علمی سے وقوف تمام اور بہرہ وافی رکھتا تھا علما اور فضلا کی صحبت اختیار کر کے سواری اور لشکر کشی یکقلم برطرف کی اور مدار سلطنت اہل فضل اور ارباب کمال پر منحصر کر کے زر کثیر فقرا اور مستحقین کو پہونچاتا تھا اور دو مرتبہ بلدۂ بہا مین جاکر خیرات بیشمار کی بلدۂ میرا اسکے عہد مین احداث ہوا اور وہ امر ناشایستہ کہ اس سے واقع ہوا یہ تھا کہ جب سام نریمان کے مرنے سے ایک ضعف منوچہر کی سلطنت مین ظاہر ہوا اور افراسیاب کہ فرصت کا موقع دیکھتا تھا اسپر فوج کھینچکر غالب ہوا فیروزراے نے منوچہر اور سام نریمان کے حقوق طاق نسیان پر چھوڑکر پنجاب پر فوج کشی کی اور وہ ملک زال بن سام نریمان کے قبضۂ تصرف سے برآوردہ کر کے بجاے خود کو اپنا دار الملک بنایا اور ایلچی افراسیاب کی خدمت مین روانہ کیے اور آپکو اسکے خیر خواہان کے زمرہ مین شمار کیا کیقباد کے عہد تک پنجاب ہند کے راؤن کے تصرف مین تھا لیکن جب جہان کے پہلوان رستم دستان نے پہلوانی کی مسند کو اپنے وجود سے مزین کیا پنجاب کے استرداد کے واسطے ہند کی طرف متوجہ ہوا فیروزراے تاب صدمۂ رستمی نہ لایا ہزیمت کی باگ ترہت کے پہاڑون کی طرف معطوف کی اور جب رستم سند اور ملتان اور پنجاب کو زیر نگین کر کے ترہت کی سمت روانہ ہوا فیروزراے نہایت ہراسان ہوا بھاگ کر چھار رکھنڈا اور گوندھ وارہ کے پہاڑون پر دم لیا اور اپنے آفتاب سعادت کو زوال مین دیکھکر اسی عرصہ مین اپنی نقد جان قابض ارواح کے سپرد کی اسکی حکومت کے ایام پانسو اور سینتیس برس تھے شرح تفویض کرنا رستم کا دارا سے ہند سوبرج کو منقول ہونا کہ جب فیروزراے کے فوت کی خبر رستم کو پہونچی بسبب بے حقوق اور بیوفائی کے راجاے مذکور سے واقع ہوئی تھی جہان کے پہلوان نے یہ چاہا کہ اسکے فرزند بھی مسند حکومت پر متمکن رہون پھر ہند کے ایک سردارون مین سے ایک کہ سوبرج نام رکھتا تھا اور اس عرصہ مین وہ اسکی خدمت مین آمد و شد رکھتا تھا ہندوستان کے تخت پر بٹھایا اور خود ایران کی طرف متوجہ ہوا اور سوبرج استقلال تمام حاصل کر کے پادشاہ عظیم الشان ہوا اور دریاے بنگالہ کے ساحل سے دکن کی سرحد تک تمام حکام اور عمال اسنے بٹھلائے اور عمارت اور زراعت کے بارہ مین تاکید اکیدا اور فاخر حسن بلیغ پہونچائی اور اسکے عہد مین ایک برہمن چھار رکھنڈہ کیطرف سے اسکی ملازمت مین حاضر ہوا جو کہ برہمن مذکور علوم غریبہ اور سحر مین واقف اور دانا تھا سوبرج کے مزاج مین تصرف تمام پہونچاکر بت پرستی کا معاملہ تعلیم کیا بیان بتپرستی کے رواج کا کہتے ہین کہ ہند نے جیسا کہ اپنے پدر حام بن نوح علیہ السلام سے مشاہدہ اور معائنہ کیا تھا خالق یکون کی طاعت و عبادت مین

مصروف رہتا تھا اور اسکے فرزند بلتناً بعد بلتن اُسکی پیروی کرتے تھے یہانتک کہ مہاراج کے عہد مین ایک شخص ایران کی طرف سے آیا اور آفتاب کی پرستش کا مامور ہوا اور اس پرستش کے رواج ہونے سے بعضے ستارہ پرست اور آتش پرست بھی ہوئے لیکن جب بت پرستی کی رسم ظاہر آئی سب سے زیادہ تر شائع ہوئی کہ اسطے کہ اس برہمن نے سورج سے یہ فرمایش کی کہ جو شخص اپنے بزرگ کی شبیہ چاندی اور سونے اور پتھر سے تیار کرکے پرستش کرے راہ صواب مین قدم رکھے اسوجہ سے خرد و بزرگ نے ہوس سے اپنے بزرگون کی شبیہ جو گذر گئے تھے تیار کرکے اُسکی پرستش مین قیام کیا اور سورج نے بلدۂ قنوج احداث کیا اور آپ گنگ کے ساحل پر بت پرستی مین مشغول ہوا اور خلائق بھی اپنے دل سے ہر ایک طرز خاص کرکے بت پرستی کرنے لگی جیسا کہ نوٹ گروہ ہر ایک ساتھ ایک طریق کے بت پرستی کرتے تھے جب سورج بلدۂ قنوج کو پایۂ تخت قرار دیکر اکثر اوقات وہان سکونت اختیار کرتا تھا اور اسکے عہد مین قنوج کی آبادی پچیس کوس تک پہونچی تھی اور سورج دو سو اوپر پچاس برس تک حکومت کرکے بقضاے الٰہی سے مرگیا اور وہ کیقباد کا معاصر تھا وہ ہر سال باج یعنی خراج بھیجتا تھا اور رستم دستان کے بھی حقوق کی رعایت کرکے اپنی خواہرزادی اُسکے حبالۂ نکاح مین لایا تھا اور ہمیشہ تحفے اور ہدیے ارسال کرتا تھا اور سورج پانچ پسر فرزند چھوڑکر فوت ہوا تھا اُسکا بڑا بیٹا مسمے بہراج اپنے باپ کا قائم مقام ہوا۔ ذکر بہراج ولد سورج کے راج کا۔ جب وہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا بلدۂ بہراج کو اپنے نام پر آباد کیا اور علم موسیقی مین بہت مشغول رہا اور بلدۂ بنارس کی آبادی مین کہ اُسکے باپ نے انتہاے عمر مین اُسکی بنا شروع کی تھی اور وہ ناتمام چھوڑی تھی جد بلیغ اور کوشش موفورہ بہم پہونچائی اور اپنے بھائیون کو عزیز اور مکرم جانکر جاگیرین اُنکی شان کے لائق دیکر راضی اور خوش کیا اور بعض یون بھی کہتے ہین کہ بہراج نے اپنے بھائیون کو جو سورج کی صلب سے تھے راجپوت نام رکھا اور باقی فرقون کے بھی نام کئے لیکن مہاراج کے ضوابط یعنی آئین ہاے قدیم کو کہ متضمن صلاح دولت تھے عمل کیا اور مملکت کا معاملہ نظم ونسق سے گرا اور ہر سمت ایک فتور اور سودا برپا ہوا۔ از انجملہ کیدار نام ایک برہمن نے کوہستان کے دامنون سے آکر اُسپر خروج کیا اور جنگ عظیم اور حرب ضرب کے بعد غالب ہوا اور ہند کی سلطنت کی زمام اپنے ہاتھ مین لایا مدت بہراج کی حکومت کی چھتیس برس تھی۔ ذکر کیدار برہمن کی حکومت کا۔ کہتے ہین جب سے عروس مملکت ہند کو اپنے آغوش مین لیا اور چونکہ جہانداری کے حکم سے خوب ماہر تھا بادشاہ بزرگ ہوا اور کیکاؤس اور کیخسرو کی اطاعت کا نہین جوا اپنے دوش سے نہ اُتارا اور تحف و تحائف اُسکے حضور بھیجتا رہا اور کالنجر کا قلعہ اُسنے بناکر اتمام کو پہونچایا اور اُسکے اخیر عہد مین شنگل نام ایک زبردست نے کوچ کے نواح سے خروج کیا اول ملک تنگ اور بہار پر متصرف و قابض ہوا اور جمعیت کثیر اور انبوہ غفیر بہم پہونچاکر کیدار سے کمر سخت لڑائیان کرکے غالب و فائق ہوا اس سبب سے کیدار کی مدت حکومت اُنتیس برس تھی۔ ذکر شنگل کی حکومت کا۔ اُس کے بعد شنگل تخت حکومت پر بیٹھا اور اُسنے شوکت و حشمت کے لوازم مین نہایت کوشش کی اور شہر لکھنؤ کو معروف و مشہور ساتھ کور کے اُسنے احداث کیا اور وہ شہر دو ہزار برس تک ہنگ کا دارالملک تھا لیکن امیر تیمور صاحبقران کی اوائل عہد مین ویران ہوا اور اُسکے بدلے بلدہ ڈانڈہ نشیمن گاہ حکام ہوا اور شنگل کچھ ہزار فیل کوہ تمثیل اور لاکھ سوار جرار اور چار لاکھ پیادہ جنگی بہم پہونچائے اور طریق تحوت اور غرور کا کہ بدترین افعال سے ہے اسکے سرشت مین جاگزین ہوا

ہے گنگ نوشتی کا اردو ترجمہ جو مولوی محمد حسین صاحب نے کیا ہے

اور اسی عرصہ مین جب افراسیاب نے ایلچی باج اور خراج کے طلب مین بھیجا اُسنے ایانت اور زجر سے اُسے دربار سے نکالدیا افراسیاب اس حرکت سے نہایت غضبناک ہوا اور پیران ویسہ کو کہ اسکا سپہ سالار تھا پچاس ہزار ترک خونخوار سے ہندوستان کی طرف رخصت کیا اور شنگل نے بھی علم جسارت بلند کرکے ایک حشر عظیم برپا کیا اور باطمینان کمال اُسکے مقابلہ کے واسطے پیش قدمی کی اور کوچ کے پہاڑون مین جو بنگالہ کی سرحد کے نزدیک واقع ہین پہنچکر سنکھ ہوا اور دو شبانہ روز تک تنوجنگ گرم اور لڑائی قائم رہی ترکون نے داد جوانمردی اور شجاعت دیکر پچاس ہزار مرد مقابل شنگل کی طرف کے تیغ قہر سے ہلاک کیے لیکن دشمن کی کثرت اور انبوہ سے کچھ پیش رفت نہ گیا اور انکی طرف کے بھی تیس ہزار مرد اہل نبرد کام آئے عاقبت الامر اثر ضعف ترکون کے چہرہ حال سے ظاہر اور ہویدا ہوا تا چار تیسرے دن جنگ سے پہلوتہی کی اسواسطے کہ ولایت انکی دور تھی اور غنیم غلبہ کمال رکھتا تھا پاے ثبات جگہ سے ہٹا پیا اور بھاگکر اس فوج کے پہاڑون مین دم لیا اور ایک جگہ مستحکم اور سنگین بہم پہونچائی اور پیران ویسہ نے جو ان جنگجو کے اتفاق سے عریضہ مفصل حقیقت حال تحریر کرکے افراسیاب کی خدمت مین روانہ کیا اور خود شب و روز ہنود کی حرب و ضرب مین مشغول رہا لیکن ہنود اطراف و جوانب سے ہجوم کرکے دلیرانہ حملہ آور ہوتے تھے ترک تیر سندان گزار سے انھین زخمی کرتے تھے اور حیران تھے کہ اس امر کا انجام کہان تک پہونچے گا۔ تذکرہ افراسیاب کے ہند مین آنے کا اور رہا کرنا پیران ویسہ کو دشمنون کے نرغہ سے۔ منقول ہے کہ افراسیاب اُن روزون مین کہ پیران ویسہ ہنود کے نرغہ مین مبتلا تھا شہر تبت دڑ مین کہ خطا و ختن کے مابین مین واقع ہوا اور شہر خان بالغ سے ایک مہینے کی راہ اُسطرف ہے وارد تھا جب اُسنے پیران ویسہ کے حال سے اطلاع پائی بسبیل استعجال ایک لاکھ سوار جرار انتخاب ہمراہ رکاب لیکر اُسکی کمک کو روانہ ہوا اور چند روز مین قطع مسافت بعید کرکے اُس نواح مین پہونچا کہ شنگل نے اُسطرف کے راؤن کو فراہم کرکے حشر برپا کیا تھا اور اب طرف سے پیران ویسہ پر نقطہ پرکار کی طرح محاصرہ کرکے تنگ کیا تھا آتے ہی بلا توقف برق کی طرح سے حملہ آور ہوا ہنود کے دل پر اُسکا خوف و ہراس اسقدر چھایا کہ انکی جمعیت کہ عقد ثریا کی طرح متفق تھی نبات النعش کے مانند پریشان ہوئی اور بدحواسی مین تمام سلب و سامان اور مال متاع چھوڑکر راہ فرار ناپی اور پیران ویسہ ضیق محاصرہ سے نجات پاکر افراسیاب کے شرف خدمت مین مشرف ہوا اور افراسیاب شنگل کے تعاقب مین روانہ ہوا جو شخص اس کے روبرو آتا تھا تیغ بیدریغ سے اُسکا کام تمام کرتا تھا اور شنگل اسکے پنجۂ قہر سے نجات پاکر بنگ کی ولایت مین پہونچا اور شہر لکھنؤ مین داخل ہوا اور ترکون کے تعاقب سے ایک روز سے زیادہ تر مجال توقف نہ پائی وہان سے بھی ترہت کے پہاڑون پر بھاگا اور ترکون نے لوٹ کی جھاڑو سے بنگ کی سلطنت جھاڑکر بالکل بھنگ کی یعنی بادی کا اثر مطلق نہ چھوڑا اور اُسکے بعد افراسیاب نے شنگل کا سراغ بہم پہونچا کر اُسطرف جانے کا ارادہ کیا شنگل مضطرب اور پریشان ہوا آخر کو مردمان عقیل اور فہیم کو افراسیاب کی خدمت مین روانہ کرکے پیغام دیا کہ اگر آپ میری خطا و تقصیر معاف فرمائیے پابوسی کے واسطے حاضر ہون افراسیاب نے اسکی عرض قبول فرمائی اور شنگل نے تیغ اور کفن پہنکر اُسکی خدمت مین دوڑکر التماس کی کہ مجھے اپنے ہمراہ رکاب تو ران کی ولایت مین لیچلیئے افراسیاب کو اُسکی حسن عقیدت پسند آئی اور مسند راج پر اُسکے فرزند کو بٹھایا اور شنگل کو اُسکی درخواست کے موافق اپنے ہمراہ لیگیا اور وہ بھی ذوق شوق سے اُسکی خدمت مین حاضر رہتا تھا یہانتک کہ کوہ ہماؤن کی جنگ مین ستم کے ہاتھ مقتول ہوا

ع تو در جنگ ہا مترس کہ ہا مرد مرد ہا کردہ ہا شود۔ مطلب تو ظاہر ہوگا

کوہ ہماؤن

شنگل کے حکومت کی تعداد چونسٹھ برس تھی بیان راج دنیا افراسیاب کا بہت ابن شنگل کو بہت راجہ عابد اور سیر چشم اور نیک اندیش اور خوش خلق تھا حاصل اپنے ممالک محروسہ کا جو گنگا سے مالوہ کی سرحد تک تھا تین سے تیسرا حصہ خیرات کرتا تھا اور دوسرا حصہ اپنے باپ شنگل کے مصارف لابدی اور افراسیاب کے پیشکش کے واسطے بھیجتا تھا اور ایک حصہ سپاہ اور دواب پر صرف کرتا تھا اسواسطے اُسکا لشکر کبھی اور مالوہ کا راجہ کہ اسکا مطیع اور ماگذار تھا اس کی اطاعت سے سرتاب ہوا اور گوالیار کا قلعہ اسکے گماشتون کے تصرف سے برآورده کیا اور بہت راجہ جس نے قلعہ سہناس مین بڑا تنجانہ بناکر وہان عبادت اختیار کی تھی بہت سے مخرف ہو گیا بہت بھی اکاسی برس حکومت کرکے فوت ہوا جو کہ لاولدی سے فرزند رشید نہ رکھتا تھا اسواسطے قنوج کے نواح مین کہ دارالراج تھا ہرج و مرج ظاہر ہوا اور ایک شخص مہراج نام قوم کچھواہہ نے زمین ماڑواڑ سے خروج کیا اور بلدۂ قنوج پر متصرف ہوکر بادشاہ ہوا۔ تذکرہ مہراج کچھواہہ کے راج کا۔ مہراج کچھواہہ نے جب مدت کے بعد کمنت اور قوت تمام بہم پہونچائی ولایت نرور الہ پر فوج کشی کی اور اس ملک کو وہان کے زمینداروں کے ہاتھ سے کہ اکثر انمین اہیر یعنی گائے چرانے والے تھے بزور شمشیر چھین لیا اور دریاے شور کے کنارے عوام کے آمد و شد کے واسطے بنادر بنا کیے اور کشتیان تیار کروائین اور انمین دریا مین ڈالکر واپس آیا اور چالیس برس سلطنت کرکے رخت ہستی باندھا اور یہ راجہ گشتاسپ کا معاصر تھا اور ہر سال پیشکش بھیجتا تھا

بیان کیدر راج کی حکومت کا - کیدر راج خواہرزاده یعنی بھانجا مہراج کا ہمسب الوصیت جانشین ہوا جو کہ اس عصہ مین رستم دستان قتل ہوا تھا اور چندیدت پنجاب مین حاکم صاحب قدرت نہ تھا اسطرف لشکر کش ہوکر بسہولت و آسانی تمام اسپر متصرف ہوا اور چندے شہر بہرہ مین کہ وہ شہرہاے قدیم سے ہے اقامت کی اور قلعۂ جمو تیار کیا اور اپنے عزیزون مین سے ایک کو کہ وہ قوم کھکر ان سے تھا اور اسکا نام درک تھا وہان کا حاکم کیا اور اسوقت سے آج تک وہ قلعہ اس قوم کے قبضہ مین ہے اور ایک مدت کے بعد قوم کھکران اور چوہیہ کہ پنجاب کے معتبر زمینداروں سے تھی مردمان صحرانشین اور پہاڑیون سے کہ کابل اور قندھار کے مابین رہتے تھے جمعیت کرکے کیدر راج پر فوج کش ہوئے اور اُسنے عاجز ہوکر وہ ملک انھین کے قبضہ مین واگذاشت کیا اور اسوقت سے یہ قوم پراگندہ ہوئی اور ہر ایک پہاڑ پر جو سردار تھا اس مقام پر خود مختار متصرف ہوا ظاہرا یہ وہی قوم افغان ہے کہ جو اب بھی موجود ہین اور کیدر اج کے راج کی مدت تینتالیس برس تھی۔ تذکرہ جیچند کے راج کا۔ یہ جے چند کیدر راج کا سپہ سالار تھا قدرت پاکر تخت ریاست پر قدم رکھا اور اسکے عہد مین قحط عظیم پڑا جو کہ وہ خاندان سلطنت سے نہ تھا بندگان خدا کی کہ وداٰئع بدائع خالق ہین پروا نہ کرکے بلدۂ بیانہ مین عیش و عشرت مین مشغول ہوا اور خلق کثیر سپاہ اور رعیت سے ہلاک اور تلف ہوئی اور اکثر قصبہ اور قریہ ویران ہوئے اور اسکی بے پروائی کی حجت سے ہندوستان سالہا سال حالت اصلی پر نہ آیا اور بے رونق رہا اور جیچند بعد ساٹھ برس حکومت کے ملک عدم کی طرف راہی ہوا اور وہ بھن اور داراب کا ہمعصر تھا اور ہر سال پیشکش ارسال کرتا تھا اور ایک فرزند خرد سال اس سے باقی رہا اسکی مان اسے تخت پر بٹھاکر خود متکفل اور متصدی امر سلطنت ہوئی لیکن جے چند کے بھائی نے کہ اسکا نام دہلو تھا سرداروں سے اتفاق کرکے جے چند کے فرزند کو درمیان سے اُٹھاکر گلو بند سلطنت کا اپنے گلے مین ڈالا۔ تذکرہ راجہ دہلو کے خروج کا۔ واضح ہو کہ راجہ دہلو

سلم چوہیان جو عہد مین کیدر راج کے بیان کے ہوا تھا

نہایت شجاع اور دلیر اور خلق پر مشفق اور مہربان تھا اور ہمگی ہمت اسکی اس امر میں مصروف تھی کہ بندگان خدا مرفہ اور آسودہ رہیں اور بلدۂ دہلی اسی نے بنایا اور آباد کیا تھا اور جب چالیس برس اسکی سلطنت کے آخر ہوئے فورنامے کہ کمایون کے راجاؤں سے خویشی کی نسبت رکھتا تھا اور کمایون میں رہتا تھا خروج کرکے اول کمایون کی ولایت پر مسلط اور متصرف ہوا اسکے بعد قنوج کے قلعہ پر آیا اور اس سے اور راجہ دہلو سے حرب عظیم اور جنگ شدید واقع ہوئی اور دہلو اسکے پنجۂ ظلم میں اسیر ہوا فورنے برفور اُسے رہتاس کے قلعہ میں بھیجکر قید کیا۔ تذکرہ راجہ فور کے راج کا راجہ فور اسکے بعد لشکر سنگ کی طرف روانہ کرکے دریاے ستلج تک متصرف ہوا اور راجہ عظیم الشان ہوا اور ورخون کا بیہ بھی الفاق ہوکہ فور کے مقابل کوئی راجہ بزرگ نہوا اور چونکہ رایان گذشتہ کے برخلاف فورنے پیشکش بھیجنا شاہان ایران کے واسطے یکقلم موقوف اور برطرف کیا اسکندر نے لشکر ہند پر بھیجا فورنے ہرگز فروتنی نہ کی اور سپاہ موروثی سے افزون اپنے ہمراہ لیکر استقبال کرکے اسکے مقابل ہوا اور حدود سرہند میں مصاف عظیم کی اور شکست ہوا اور ہتر برس اسنے حکومت کی راجگان دکن اور بلہار آفتاب شعاع تسخیر عالم کون و مکان کے پوشیدہ نرہے کہ مملکت دکن میں بھی راجاے عظیم الشان گذرے ہیں مثل گلچند کہ بلدۂ گلبرگہ بنا کیا اور مرج چند کہ قصبۂ مرج اُسکے نام پر موسوم ہوا اور بجے چند کہ بلدہ بیجاپور کو آباد کرکے دار الراج دکن کیا اور علاوہ اسکے اور راجے کہ شمار اُنکے نامون کا سبب تطویل ہو بہت تھے اور جب اسکندر رومی ہند میں آیا راجہ بیدر نام کہ راجہ بزرگ تھا اور بیدر کا قلعہ اسی کا ساختہ اور پرداختہ ہوا اور قوم راج بیدر کہ اب موجود ہوا اور تمام فریق دکن میں شجاعت اور جوانمردی میں مشہور و معروف ہیں اور دکن میں حسب نوبت تخت حکومت اور مسند ریاست پر متمکن ہوتے ہیں اسی کی نسل سے ہیں سکندر کی آمد اور فور کے مقتول ہونے کی خبر سنکر متوہم اور پریشان ہوا اور مال منال و رافیال جو کچھ رکھتا تھا اپنی بیٹی کی معیت میں سکندر کے حضور ارسال کیا یہانتک کہ وہ اسکے حسن عقیدت سے راضی ہوا اور اسکے مملکت کے تسخیر کا خیال برطرف کرکے ایران کی طرف روانہ ہوا اور فور کے قتل ہونے اور سکندر کی معاودت کے بعد سینسار چند نامے ہندوستان کی حکومت کی زمام اپنے ہاتھ میں لایا اور چند عرصہ میں تمام ہندوستان کو خار و خاشاک برہمی سے صاف کیا اور جو فور کا قتل ہونا اپنی آنکھ سے مشاہدہ کیا تھا سکندر کے خوف سے پیشکش بے مانگے ہر سال گو وزرشاہ ایران کی خدمت میں بھیجتا تھا اور اُن روزون گو وزر ایران کی سلطنت پر مسلط تھا جب کہ ستر برس اسکی سلطنت کے آخر ہوئے جونہ نامے اسپر خروج کرکے غالب ہوا۔ تذکرہ جونہ کے خروج کا۔ بعضے راویون کا یہ قول ہوکہ جونہ فور کا بھانجا ہوا اور جب تخت حکومت پر بیٹھا افعال پسندیدہ و خصال برگزیدہ اظہار کرکے ملک کی آبادی میں مصروف ہوا اور گنگا اور جمنا کے کنارے قریات اور قصبات احداث فرمائے اور عدل و انصاف میں جد بلیغ اور سعی موفور بجا لایا اور آرد شیر بابکان کا ہمعصر تھا اور جس سال کہ آرد شیر بابکان ہند کی تسخیر کی عزیمت کرکے ہند کی سرحد پر آیا جونہ مضطرب ہوکر اسکی خدمت میں حاضر ہوا اور زر و جواہر بیشمار اور بہت ہاتھی اژدہا کر دار پیشکش کرکے رخصت ہوا اور قنوج میں آنکر مدت مدید استراحت کے بستر پر چین سے رہا اور بوے برس کے بعد اسکا پیمانۂ عمر آب بقا سے لبریز ہوکر دست قضا سے ٹوٹا اور بائیس فرزند اس سے باقی رہے اور خلف الصدق یعنی بڑا بیٹا اسکا مسمے کلیان چند قائم مقام ہوا۔ ذکر راجہ کلیان چند کا۔ وہ اگرچہ ظالم اور نہایت سفاک تھا کہ تھوڑے جرم پر بندگان خدا کی خونریزی کرتا تھا اور لوگون کو بیگناہ ستم کرکے مال منال لیتا تھا اور رعیت سے سخت طلبی اور زجر و شدت

تمام سے زر لگان تحصیل کرتا تھا لہذا رعایا اُسکے ظلم و جور سے حیران و پریشان ہوئی اور جسراف جسکے سینگ سمائے بھاگ گئی اور ہندوستان خراب ہوا اور قنوج کا پایہ تخت ایسا ویران اور برباد ہوا کہ اجمہ کلیان چند کے پاس فوج اور رعایا قلیل رہی اور اسکے دربار کی رونق زائل ہوئی اور ہند کی سلطنت پر آشوب ہوگئی اور اطراف کے راجہ قوی اور عظیم الشان ہوئے پس راقم نے واجب جانا کہ انکا بھی احوال لکھے اور مقید اسکا نہووے کہ احوال رایان ہند اور قنوج ہی لکھنا چاہیے اسواسطے راجہ بکرماجیت کا احوال کہ مالک اوجہ کی سلطنت کے تھے لکھتا ہے۔ ذکر راجہ بکرماجیت کی حکومت کا کہ داد گستری مین شہرہ آفاق ہے۔

راجہ مزبور قوم پوار سے تھا نیک نہادی اسکی ہنود کے حکایات اور روایات سے کہ بطریق افسانہ کے مذکور اور مشہور ہین دریافت کر لینا ممکن ہوا ابتدائی حال یہ کہ راجہ بکرماجیت نے آغاز شباب مین فقیرانہ لباس پہنکر فقرا کے ہمراہ اکثر ممالک کی سیر کی تھی اور سخت ریاضتین اُنکی صحبت مین کھینچین جب سال اسکے عمر کا پچاس کا پہونچا سر پوش آسمانی کے سبب سے بادیہ پیما ہگری پر قدم رکھا جو حکمت ازلی ساتھ اسکے متعلق تھی کہ وہ دولت علمی پر فائز ہو اور خلق اللہ جفا پیشہ راؤن کے پنجہ ظلم و ستم سے نجات پاوین روز بروز اسکے کام نے درجہ بدرجہ ترقی اور افزونی پکڑی اور چند عرصہ مین ملک ہنزوالہ اور مالوہ اسکے حیطۂ تصرف مین آیا اور اُسنے نہایت سے عدل و داد کا فرش بچھایا اور چتر احسان کا سایہ ہر شہر و دیار کے سکنہ کے سرون پر ڈالکر اسقدر عدل و انصاف مین مساعی جمیلہ پیش پہونچائے کہ مقتضا طبیعت جذب ہین یعنی لاہ کھینچنے کے خیال سے باز رہا اور کمر بانے دست تصرف کا دامن کاہ سے کوتاہ کیا اور ہنود کا اعتقاد وہ ہے کہ اسکی اہل بنا کے حال کے سوا یہ حالت تھی کہ جو کچھ اسکے پیشگاہ ضمیر مین گذرتا تھا بیقصور و نقصان یعنی ہو بہو وہی ظہور مین آتا تھا اور جو کچھ شب کے خیر و شر اور نفع و ضرر سے اسکے ممالک محروسہ مین سرزد اور واقع ہوتا تھا صبح کو بے خلل و فتور روز روشن کی طرح ہویدا و روشن اور مبرہن ہوتا تھا اور باوصف سلطنت اور شوکت کے خلق خدا سے برادرانہ سلوک کرتا تھا اور اپنے مکان مین مثل کے کوزہ اور بریہ کے سوا نہ رکھتا تھا اور شہر اجین اور قلعہ دھارا سی کے عہد دولت مہد مین بنکر آباد ہوا اور بکرماجیت نے اجین سکونت اختیار کی تھی اور اُجین مین مہاکال تنجانہ تیار کر کے برہمنان جوگیون کا وظیفہ مقرر کیا اور تنجانہ مین رہنے اور عبادت کرنے کا اشارہ فرمایا اور وہ اکثر اپنی اوقات خلق کی پرسش اور خالق کی پرستش مین بسر کرتا تھا اور اہل ہند اسپر اعتقاد بہت رکھتے ہین اور قصہائے غریب اور قصص عجیب اسکے واسطے ساختہ اور پرداختہ کہتے ہین اور تاریخ سال ماہ اس کے فوت سے دفترون مین ثبت کرتے ہین اور حالت تحریر اس سطور تک اصل کتاب کی تالیف سے مراد ہے کہ سنہ ۱۰۱۵ ہزار اور پندرہ برس غیر البشر علیہ الصلوۃ والسلام کی ہجرت سے ہین ہنود کے حساب سے سنہ ۱۶۶۳ سولہ سو ترسٹھ بکرماجیت کے فوت سے آخر ہوئے اور راجہ بکرماجیت آرویشر کا معاصر ہوا ہے اور بعضون کا یہ بھی قول ہے کہ شاپور کا ہم عہد تھا اور اُسکے آخر عہد مین مسمے سالباہن زمیندار دکن نے مجسر خروج کیا اور دریائے نربدہ کے کنارے پر افواج طرفین نے آتش کارزار افروختہ کی عاقبت الامر سالباہن غالب اور بکرماجیت مقتل ہوا اور اسکے ایام دولت کے بارہ مین بہت سی روایتین ہین اور جو کہ انمین سے کوئی اس قسم کی نہ تھی کہ عقل خرد مین اُسے قبول کرے لہذا سکوت کیا اور بکرماجیت کے بعد مدت دراز تک اوجہ کا ملک حاکم عادل اور صاحب وجود نہونے کے سبب سے خراب رہا آخر کار راجہ بھوج نامے حکومت کی باگ اپنے دست قدرت مین لایا۔ تذکرہ راجہ بھوج کی حکومت کا۔ وہ بھی قوم پوار سے تھا اور عدالت اور سخاوت مین بکرماجیت کی پیروی کرتا تھا اور راتون کو تغیر وضع کر کے شہر کے گرد پھرتا تھا اور فقرا اور مساکین کے حال کی خبر لیتا تھا

۱۲ ؎ اس سے ظاہر ہوا کہ حضرت عیسیٰ کے عروج سے ۵۷ برس بعد راجہ بکرماجیت کا زمانہ اور شاپور کا ہم عہد ہونا حضرت عیسیٰ کے بعد ہوگا

اور ہمیشہ عیش و عشرت آبادی اور آسودگی حال رعایا اور برایا مین مصروف رکھتا تھا اسی کے عہد مین شہر کھرکون اور بیجاکر اور قصبہ ہنڈیہ آباد ہوا اور عورتون کے جمع کرنے مین حریص تھا اور سال مین دو مرتبہ جشن عالی ترتیب دیتا تھا اور ہندوستان کے اطراف سے سازندے اور نوازندے کثرت کے ساتھ اسکے دربار مین آتے تھے اور چالیس ورنک عیش و عشرت کی محفل جشن ترتیب پاتی تھی اور گانے اور بجانے اور عیش و نشاط کے سوا اور سر کام نتھا اور اندرون مین تمام ارباب نشاط کے واسطے طعام و شراب اور پان سرکار سے مقرر تھے اور رخصت کیوقت ہر ایک کو ایک خلعت اور دس مثقال طلا پاتا تھا اور اُسنے پچاس برس سلطنت کو کے رخت ہستی باندھا اور اسی عرصہ مین باسدیو نامے تخت قنوج پر متمکن ہوا اور ملک بہار کو جگال کی طرح قنوج کے راجاؤن کے تصرف سے نکل گیا تھا مخلص فرمایا فی الجملہ شوکت اور حکمت تمام رکھتا تھا اور بہرام گور اسی کے عہد مین تاجری کا لباس زیب تن کر کے ممالک ہند کی تحقیق اور ہنود کے اوضاع اور اطوار دریافت کرنے کے واسطے دارالراج قنوج مین آیا تھا کہتے ہین اسی ایام مین ایک فیل مست اور مہیب نے نواح قنوج مین بے حد تلاطی بہم پہونچائی تھی اور ایسا کوئی دن نہ تھا کہ وہ موذی اپنے ہاتھ سے ایک جماعت مسافرین اور مترددین کو پامال ہلاکت نکرتا اور باسدیو مکرر اسکے دفع کا قصد کر کے سوار ہوا اور ناکام ہو کر پھر آیا تھا اتفاقات سے اُسیدن کہ بہرام گور بلدۂ قنوج مین داخل ہوا وہ فیل مست بلائے ناگہانی کی طرح شہر کے کناے آیا اور شور و خوغا آدمیون مین برپا ہوا راجہ نے حکم دیا کہ شہر کے دروازے بند کرو بہرام تن تنہا اسکے دفع کے واسطے باہر آیا اور ایک چوٹ تیر سے اسے ہلاک کیا اور شہر کی خلقت نے کہ وضع شریف تماشائی شہر سے برآمد ہوئے تھے اُسکے ہاتھون کو چوم کر قدمبوسی کی اور تحسین اور غلغلۂ آفرین کا جوف گردون مین ڈالا اور باسدیو نے یہ خبر سنکر بہرام گور کو اپنے روبرو طلب کیا جب بہرام راجہ کے پاس گیا ایک اسکے مصاحبون سے کہ سال گذشتہ مین پیشکش بہرام کے واسطے ولایت مین لے گیا تھا پہچانا اور حقیقت اسکی راجہ کے گوش زد کی راجہ نے تخت سے اُتر کر بہرام کی ملازمت کی اور اپنی لڑکی اُسے دی اور باعزاز تمام رخصت کیا اور اپنے حین حیات مین بھی تحف نفیسہ ہر سال بھیجتا رہا اور ستر برس حکومت کر کے درگذر اقلعہ اور شہر کالپی اسکی تعمیر سے ہے اور وہ فرزند اس سے باقی رہے اور بھائیون مین دس برس کے عرصہ تک بر سر تخت بحث و نزاع رہی اور شب و روز جنگ و جدل مین گذرتے تھے آخر الامر رام دیو نامے کہ باسدیو کا سپہ سالار تھا انسان فوج کے اتفاق سے قنوج کے پاے تخت پر متصرف ہو کر عظیم الشان راجہ ہوا۔ ذکر رام دیو راٹھور کے راج کا۔ واضح ہو کہ رام دیو قوم راٹھور سے تھا نہایت دلیر اور شجاع اور مدبر اول سے سرحد داران سرکش کو کہ جنکی طبیعت مین خود رائی جاگزین ہوئی تھی باآسانی تمام دفع کیا اور گھر کے فساد سے مطمئن ہو کر سپاہ جرار ہمراہ رکاب لیکر مالوہ کی طرف متوجہ ہوا اور اس ولایت کو فرقہ کچھواہہ کے تصرف سے برآوردہ کر کے اپنے قوم کو کہ راٹھور کی جماعت سے راد ہے سکن اور آباد کیا اور اسی تاریخ سے اس قوم نے اس ولایت مین قیام کیا اور قوم کچھواہہ کو اس ولایت سے نکالکر قلعہ رہتاس کی حدود مین آباد کیا اور اس قوم کے سرداروں کی بیٹیون کو اپنے حرم مین جگہ دی اور اسکے بعد سرحد لکھنوتی پر جاکر متصرف ہوا اور وہ شہر اپنے بھتیجے کو عطا کر کے غنیمت وافر اپنے قبضہ مین لایا اور تین برس کے بعد قنوج مین مراجعت فرمائی اور دو برس توقف کر کے لشکر ظفر پیکر مالوہ کی طرف روانہ کیا اور اس ملک کو بھی اپنے قبضہ مین لاکر متصرف ہوا اور بہت سے قصبہ اور قریہ آباد فرمائے اور قلعۂ بزور کی بھی مرمت کی اور ایک شخص کو کہ وہ قوم راٹھور سے تھا وہان کا حاکم کیا پھر بیجانگر کے راجہ سے بیٹی چاہی اور شیو رائے کہ بحسب نسب دکن کے مملکت کی حکومت کی

رام اپنے ہاتھ مین رکھتا تھا رام دیو کی شوکت سے ہراسان ہوا اور فوراً اپنی بیٹی مع جہیز لائق ارسال کی رام دیو دو برس کونڈلہ اڑہ مین بسر لیگیا اور اکثر عمدہ زمینداروں کو قتل کرکے قنوج کی طرف مراجعت کی اور سات برس عشرت مین مشغول رہا اسکے بعد سوالک کے پہاڑون پر جاکر اس لواح کے تمام راؤن کو خراج گذار بنایا اور کملایو نگر راجہ کو اُن پہاڑیون پر عمدہ قلعہ اور اُس سے پیشتر دو ہزار برس کے قریب اُسکے آبا اور اجداد اس ملک کے حاکم تھے رام دیو سے سبقت کرکے جنگ مین مشغول ہوا اور صبح سے شام تک معرکہ قتال و جدال گرم رہا اور بہت سے دلاور اور سوار طرفین کے آتش کارزار مین جلکر اپنا نام دفتر دوام مین ثبت کر گئے اور دھوان اُنکے خاندان سے برآیا آخر الامر نسیم فتح و ظفر کی پرچم اقبال رام دیو پر چلنے لگی اور کملایون کے راجہ کا پاے ثبات میدان وغا سے ہل گیا اور سلب و سامان اور ہاتھی اور گھوڑے چھوڑکر کوہستان مین جاکر پناہ لی اور رام دیو نے دختر اور پیشکش لیکر ملک مسی کے سپرد کرکے عنان توجہ نگرکوٹ کے پہاڑون کی سمت معطوف فرمائی اور اس ولایت کو بھی غارت کی جھاڑو سے جھاڑتا ہوا جاتا تھا یہانتک کہ موضع ہنکوٹ مین پہونچا کہتے ہین کہ دوگا کے بتخانہ کی حرمت کے سبب سے جو نگرکوٹ کے قلعہ کی حوالی مین واقع تھا عنان عزیمت پھیری اور آگے نہ بڑھا اور آدمی بھیجکر وہانکے راجہ کو طلب کیا راجہ ملازمت کرنے مین متفکر ہوا آخر براہمہ درمیان مین آئے اور یون تجویز ہوئی کہ رام دیو بتخانہ کی زیارت کے واسطے آوے اور یہانکا راجہ اُس مقام مین ملازمت کرے غرض اس تقریب سے دونون مین ملاقات ہوئی اور رام دیو نے زرخطیر بتخانہ کے خادمون کو دیا اور راجہ نگرکوٹ کی دختر اپنے فرزند کے واسطے خواستگاری کی پھر جمو کے قلعہ کی طرف روانہ ہوا اور جمو کے راجہ نے اپنے لشکر کثیر کی حمایت اور استواری قلعہ اور صعوبت راہ اور انبوہی جنگل اور افزونی غلہ پر تفکر کرکے مطلق فروگذاشت نہ کی اور جنگ پر آمادہ ہوا بالآخر اپنے تین مرد میدان ستیز اور رام دیو کا ہمسرہ دیکھا اور عنان عزیمت بہزیمت پھیری اور رام دیو نے ایک جماعت اُسکے تعاقب مین روانہ کی اور قلعہ کو خود راجہ رام دیو نے محاصرہ کیا اور اس قلعہ کو چند روز مین مفتوح کیا اور خلق کثیر اسیر اور دستگیر ہوئی اور مال و افر اور نقد بیشمار اُسکے ہاتھ آیا اسکے بعد جمو کا راجہ بعجز تمام حاضر ہوا رام دیو نے اسکی بیٹی اپنے دوسرے فرزند کے واسطے خواستگاری کی پھر وہان سے کوچ کیا اور نہر بہت بڑے کنارے سے کہ کشمیر جنت نظیر کے پہاڑ سے پنجاب کی زمین پر گرتی ہے حد و بنگالہ اور دریاے شور تک کہ کوہستان سوالک کی حد وہان منتہی ہوتی ہے اور شاید کہ پانچ مہینے کا راستہ ہو سیر فرمائی اور پانسو راے اور راجہ کہ اُس کوہستان مین استقامت رکھتے تھے اکثرین بسیاست پیش آن کز زیروزبر اور مالگزار کیا اور وہان سے نزد جواہر اور ساز و سلب اور مال و منال و افیال بیشمار لیکر قنوج کی طرف مراجعت فرمائی اور اسکے بعد اپنے پایۂ تخت مین ایک جشن عظیم ترتیب دیا اور تمام فوج کی تنخواہ اضافہ فرمائی اور مردمان شجاع کو انعامات سے سرفراز کرکے ثلث خلعت خلق پر قسمت فرمائی پھر مسند فراغت اور استراحت پر متمکن ہو کر کسی طرف سوار نہوا اور چون[۴۲] برس سلطنت کرکے اس جہان فانی سے کوچ کیا اور اہل ہند متفق ہین کہ رام دیو کے مانند ہندوستان مین کوئی راجہ عظیم الشان نہین ہوا اور وہ فیروز شاہ ساسانی ولد کیقباد کا ہمعصر تھا ہر سال باج و خراج بھیجتا تھا اور کوئی دقیقہ اطاعت و فرمانبرداری کا فروگذاشت نہین کیا تذکرہ پرتاب چند سنسودیہ کا واضح ہو کہ راجہ رام دیو کے فوت کے بعد اُسکی اولاد مین نزاع واقع ہوئی اور آپسمین نوبت ہتھیار کی آئی اور اس سبب سے قنوج کے پایۂ تخت مین بہت سی خرابیان اور فتور واقع ہوے رام دیو کا خزانہ کہ محاسب وہم جسکے حصر و شمار سے عاجز تھا

[۴۲] نسخہ مرزا بشیر بیگ مسند ہوا ۱۲

تلف ہوا اور ایک شخص نے سپہ سالاران رام دیو سے کہ پرتاب چند نام رکھتا تھا بھائیون کے مناقشہ اور محاربہ کو غنیمت جان کر سپاہ کثیر اور لشکر خطیر اپنے پاس فراہم کیا اسکے بعد قنوج پر فوج کشی کر کے بسہولت آسانی تمام قابض اور متصرف ہوا اور پرتاب چند نے لول رام دیو کے بیٹون کو جو وارث ملک تھے تباہ کر کے اُن کا اثر مطلق نہ چھوڑا پھر اُن زمینداروں کو کہ قنوج کے اطراف و جوانب میں تغلب سے مسلط ہوئے تھے رفتہ رفتہ اُن کے درخت ہستی کو بھی تبر سیاست سے یک لخت بیخ و بن سے منقطع کیا اور آپ راجہ عظیم الشان بن بیٹھا جب اُس نے اکثر کام اپنی مراد کے موافق صاختہ اور پرداختہ دیکھے عجب و تکبر کی شراب نے اسقدر اُسے مبہوت اور بیخود کیا کہ سلاطین ایران کو بیشکش بھیجنا یکقلم موقوف کیا اور نوشیروان کا الجی کمال مقرری لینے کو آیا تھا محروم اور ناکام واپس گیا اور جب سپاہ ایرانی شاہ ایران کے حکم سے ملتان اور پنجاب کے ممالک سے متعرض ہوئی تو سر اسیمہ اور پریشان ہوا اور اپنے کیے ہوئے سے شرمندہ ہو کر استغفار کی اور زر و جواہر و افر سپاہ ایران کے پاس ارسال کیا تو اُنھون نے ہاتھ منہ غارت سے کوتاہ کیا اور پرتاب چند اپنی قید حیات میں ہر سالہ خراج بھیجتا تھا اور اُسکے فوت ہونے کے بعد اطراف کے راؤن نے سر اُٹھایا اور بزور شمشیر اکثر اطراف پر قابض اور فیصل ہوئے اور تھوڑی مملکت پرتاب چند کے فرزندون کے تخت حکومت رہی اس سبب سے انکا لقب رانا ہوا اسلیے کہ کم مکان والے راجہ کو ہندی مین رانا کہتے ہین اور حالت تحریر اس سطر تک حکومت پرتاب چند کے سلسلہ مین ہے لیکن فقط کوہستان کو یلیری اور اُسکا اطراف اپنے تحت و تصرف مین رکھتے ہین اور چیتوڑ اور مندسور اور باقی بہت سے ممالک انکے امیر تیمور صاحبقران کی اولاد کے قبضہ مین ہین بیان راجہ انند دیو راجپوت کا وہ راجہ بنیں کے فرقہ سے تھا اور پرتاب چند کے مرنے کے بعد اوہ کی مملکت سے خروج کیا اور دن بدن اُسکے کام نے عروج پکڑا اور مالوہ و گجرات اور دکن اور برار کی سرزمین پر متصرف ہوا اور رام گڑھ اور ماہور کا قلعہ اسی کے عہد مین بنا ہوا اور قلعہ مندو بھی اسکی تعمیر سے ہے اور یہ خسرو پرویز کا معاصر تھا اور سولہ برس راج کر کے اُسنے شربت ناگوار موت کا چکھا اور تخمین سنوات ہندی مین مالدیو نام نے دو آبے کے درمیان سے جمعیت عظیم بہم پہونچائی اور دہلی پرتاب چند کے فرزندون سے برآوردہ کی اور دہلی پر قبضہ کرنے کے بعد عنان عزیمت قنوج کی طرف معطوف کی اور اسے بھی اپنے تحت و تصرف مین لایا اور یہ بھی کہتے ہین کہ شہر قنوج اُسکے عہد مین نہایت آباد ہوا کہ ایک قسم تنبولی کی دکانین تیس ہزار ہوئین اور ساز ندون اور خواننده ندون کے ساٹھ ہزار مکان یک لخت آباد ہوئے اور باقی مخصوصیات کو بھی اسی سے قیاس کرنا چاہیے اور مالدیو بیالیس برس کے بعد اس جہان فانی سے رہگرائے آخرت ہوا اور جو کہ لاولد تھا ہر ایک سرزمین مین ایک راے خود راے بن بیٹھا پھر اس زمانہ سے طلوع ہونے آفتاب جہانتاب دین مبین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ممالک ہند مین کوئی راجہ عظیم الشان مسند حکومت پر متمکن نہوا چنانچہ جس زمانے مین کہ سلطان محمود غزنوی غزا اور جہاد کا آہنگ کر کے ہندوستان مین آیا تو قنوج مین کورنامی ایک راجہ فرمانروا تھا اور میرٹھ مین دھرم دت اور مہاون مین کلچند اور لاہور مین جے پال بن اسپتال اور کالنجر مین بجیراور اسی طرح سے اجمیر اور گجرات اور گوالیار مین جدا جدا ایک ایک حاکم تھا اسلیے انکے احوال کا تذکرہ قلم انداز ہوا اب شروع وقعات سلاطین اسلام ادام اللہ آثارہم الی یوم القیامۃ کہ مراد اس کتاب کی تالیف سے ذکر خیر انکا ہی کرنا ہے۔ تذکرہ ظہور نیر اسلام کا ممالک ہند مین ناظرین پر تمکین کے طبائع

آفتاب شعاع پر مخفی اور پوشیدہ نہ ہے کہ اول جس شخص نے کہ ارباب اسلام سے ہندوستان کی سرحدین قدم رکھا اور وہانکے اہالی کے ساتھ غزا کی مہلب بن ابی صفرہ ہی اور تفصیل اس سخن مجمل کی وہ ہی کہ سنہ ۲۸ اٹھائیس ہجری مین عبداللہ بن عامر بصرہ کا حاکم تھا اور امیر المومنین کے حکم سے فارس کی سمت کہ وہان کے اہالی نے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد نقض عہد پر کمر باندھی تھی فوج فتح موج لیجا کر مظفر اور منصور بصرہ کی طرف معاودت کی اور سنہ تیس مین امیر المومنین عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے ولید عقبہ کو شرب شام کے سبب سے کوفہ کی حکومت سے معزول فرمایا اور سعید بن العاص کو اُسکا قائم مقام کیا اور سعید اسی سال طبرستان کی طرف روانہ ہوئے اور امیر المومنین حسن اور حسین علیہما السلام بھی اس یورش مین تشریف رکھتے تھے اور انکے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے آمل جرجان کہ دار الملک استر آباد ہی مفتوح ہوئی اور جرجان کے آدمیون نے صلح کے عوض مین دو لاکھ دینار پیشکش کیے اور خود دولت اسلام سے مالا مال ہو کر اپنے مکانون مین آباد ہوئے اور سنہ اکتیس ہجری مین عبداللہ بن عامر امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے خراسان کی فتح کے واسطے مقرر ہوئے اور لشکر گران سے کرمان کے راستہ سے خراسان کو عازم ہوئے اور بمقدمہ لشکر احنف بن قیس تھے چنانچہ انھون نے سیستان اور قہستان اور نیشاپور کو مسخر کیا اور طوس کے مرزبان نے بھی نسے موافقت کا دم بھرا اور شرس اور ہرات اور بادغیس اور غور اور غرجستان اور مرو اور طالقان اور بلخ بھی مسلمانون کے تصرف مین آیا اور عبداللہ کو جب تائیدات الٰہی سے چند عرصہ مین فتوحات کلی حاصل ہوئین قیس بن ہاشم کو خراسان مین اور احنف بن قیس کو مرو اور طالقان اور نیشاپور مین اور خالد بن عبداللہ کو ہرات اور غور اور غرجستان مین والی کیا اور عبداللہ نے خود طواف کعبہ کا احرام باندھا اور حجاز کی طرف متوجہ ہوئے اور سنہ چھتیس ہجری مین عبدالرحمن بن ربیعہ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے بلخ کے جہاد کو گئے تھے مع بہت سے مسلمانون کے شہد شہادت نوش کر کے جنت سدھارے اور مسلمانان بقیۃ السیف کا پاے ثبات جگہ سے ہلگیا اور جیلان اور جرجان کی طرف روانہ ہوئے اور اسی سال قارن نامے کہ امراے عجم سے تھا جب نے دیکھا کہ عبداللہ عامر حرمین الشریفین زاد ہما شرفا کی زیارت کو روانہ ہوا ہی اور خراسان کا میدان سواران اسلام سے خالی ہی چالیس ہزار مرد طبس اور ہرات اور بادغیس اور قہستان اور خور وغیرہ سے فراہم کر کے مسلمانون پر خروج کیا اور عبداللہ عامر کے نیشاپور مین احنف کے ساتھ مقیم تھے فقط چار ہزار مرد سے اُسکا دفع شر کیا اور اسی حسن خدمت اور مساعی جمیلہ کی برکت سے خراسان کی حکومت پر سرفراز ہوئے اور سنہ چوالیس ہجری مین معاویہ ابن ابی سفیان نے زیاد بن ابیہ کو بصرہ اور خراسان اور سیستان کا حاکم کیا اور اُسی برس عبدالرحمن بن سمرہ نے زیاد کے حکم کے موافق کابل فتح کر کے وہان کے باشندون کو مطیع کیا اور اسی عرصہ مین مہلب بن ابی صفرہ کہ امراے عرب کے کبار سے تھا مرو کے اطراف سے کابل اور زابل اور ہندوستان مین آیا اور وہانکے کفار سے جہاد کر کے دس بارہ ہزار ہندی اسیر کیے اور اسی عرصہ مین بعض مردم ہند رفتہ رفتہ خدا کی وحدانیت اور رسالت پناہ کی نبوت کا صدق دل سے اقرار کر کے مسلمان ہوئے اور سنہ ۵۳ ترپن ہجری مین طاعون زیاد بن ابیہ کی نگلی مین ظاہر ہوا اور اس صدمہ سے وہ جانبر نہوا اُسکے فوت ہونے کے بعد معاویہ نے اُسکے فرزند عبیداللہ کو کوفہ کی امارت پر مقرر کیا اور عبیداللہ نے بھی چند مرتبہ ماوراء النہر کی طرف جا کر بعض شہر مفتوح کر کے مراجعت کی اور بصرہ کی حکومت پر سرفراز ہوا اور اپنی طرف سے اسلم بن زراعۃ الکلابی کو خراسان کی امارت پر روانہ کیا اور سنہ پچاس ہجری مین معاویہ نے خراسان کی حکومت سعد بن عثمان رضی اللہ عنہ ابن عفان کو دی اور سنہ ۶۳ باسٹھ ہجری مین یزید بن معاویہ نے مسلم بن زیاد کو خراسان اور سیستان کی

حکومت پر تعین کیا اور اُن لوگون مین سے کہ یزید نے مسلم کے ہمراہ کیے تھے مہلب بن ابی صفرہ تھا اور مسلم نے اپنے چھوٹے بھائی یزید بن زیاد کو سیستان کی امارت پر بھیجا جب اُسنے سُنا کہ کابل کے بادشاہ نے تمرد کر کے ابو عبیدہ ابن زیاد کو کہ اُنکا حاکم تھا قید کیا ہے لہذا لشکر جمع کر کے اہل کابل کے مواجہ کو متوجہ ہوا اور جنگ عظیم اور معرکۂ شدید کے بعد ہزیمت کھائی اور ایک جماعت کثیر قتل ہوئی اور جب یہ خبر مسلم بن زیاد کو پہونچی طلحہ بن عبداللہ بن حنیف خزاعی کو کہ طلحۃ الطلحات مشہور ہے کابل کی طرف روانہ کیا اور اُسنے جاکر ابو عبیدہ کو پانچ لاکھ درم دیکر کابلیون کی قید سے نجات بخشی اُسکے بعد مسلم نے سیستان کی حکومت طلحہ کو ارزانی رکھی اور غور اور باذغیس کی فوج کابل کی طرف بھیجی اور وہان کے باشندون کو جبراً اور قہراً مطیع اور فرمانبردار کیا اور خالد بن عبداللہ جسکو بعض کہتے ہین نسل خالد بن ولید سے تھا اور بعض کہتے ہین ابو جہل کی نسل سے ہے جب کابل کی حکومت سے معزول ہوا عراق عرب کی طرف مراجعت شاق اور دشوار تر جانکر حاکم جدید کے خوف سے مع عیال و اطفال اور ایک جماعت مردم عرب سے جیان کابل کی ہدایت سے کوہ سلیمان پر کہ ملتان اور پیشاور کے مابین مین واقع ہے جاکر متوطن ہوا اور اپنی بیٹی ایک افغان معتبر کے کہ شرف اسلام سے مشرف ہوا تھا حبالۂ نکاح مین لایا اور اُس لڑکی سے بہت فرزند متولد ہوئے اُنمین سے دو شخص ساتھ مزید شہرت کے ممتاز ہوئے ایک لودی اور دوسرا سور اور گروہ افغانان لودی اور سور اسی جماعت سے ہین اور مطلع الانوار کہ ایک مردم اُلفقہ کی تصنیف ہے اور وہ کتاب برہانپور خالدیس مین مطالعہ ہوئی اُسمین یون تحریر تھا کہ افغان قبطیہ فرعون ہین جسوقت کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اُس کافر پر غالب ہوئے اکثر قبطیون نے تائب ہو کر دین موسیٰ مین آراستہ ہوئے اور ایک جماعت کہ فرعون کی دوستی اور اُس کی خدائی مین صلب تھی نہایت جہل سے اسلام اختیار نہ کیا اور جلاوطن ہوئے اور ہندوستان ہین آن کر کوہ سلیمان ہین اقامت کی اور قبائل کی کثرت سے افغان موسوم ہوئے جسوقت کہ ابرہہ نے کعبہ پر چڑھائی کی تھی بہت سے کفار دور و نزدیک نے اُسکی متابعت اختیار کی ازانجملہ افغانون کے گروہ نے بھی وقت معہود پر ابرہہ کا ساتھ دیا اور جب کہ مغلبہ مین پہونچے قہر الٰہی سے سزایاب ہو کر بحر عدم مین غرق ہوئے القصہ افغانان مسلمان کا گروہ زراعت اور تحصیل مائدہ معاش مین مشغول ہوئے اور خداوند اسپ و گاؤ و گوسفند بسیار رہے اور ہمراہ اہل اسلام جو محمد قاسم کے ساتھ سند کے راستہ سے ملتان مین آکر متوطن ہوئے تھے رابطۂ آشنائی اور رضابطۂ آمد و شد کا بہم پہونچایا اور سنہ ۱۴۳ الکسوستینا لیس مین جب اُنکی اولاد کثرت سے ہوئی کوہستان سے نکل کر مواضع معمورۂ ہندوستان پر مثل کرلپ اور پیشاور اور شنوران کے متصرف ہوئے اور لاہور کے راجہ نے کہ اجمیر کے راجہ سے قرابت رکھتا تھا افغانون کے دفع فساد کا آہنگ کر کے ایک اپنے امرا مین سے ہزار سوار سے اُنپر تعین کیا اور افغان بھی جنگ و جدال پر آمادہ ہو کر مقابل ہو گئے اور اکثر ہندوون کو تہ تیغ کیا اور اس قضیہ کے بعد لاہور کے راجہ نے اپنے بھتیجے کو دو ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادہ سے افغانان سرکش کے تدارک کے واسطے روانہ کیا اور اس مرتبہ غلجی اور غور اور کابل کے آدمی کہ زیور اسلام سے مزین تھے افغانون کی امداد اپنے ذمۂ ہمت پر واجب اور مفروض سمجھکر چار ہزار مرد مقابل ہو کر آئے اور اُن لوگون نے مستظہر ہو کر علم مقاومت کا بلند کیا اور پانچ مہینے کے عرصہ مین ستر بار کفار سے لڑے اور اکثر محاربات مین غالب ہوئے اس اثنا مین سرما کی فصل نے کفار پر تاخت لاکر عاجز کیا سب جنگ سے دست کش ہو کر پلٹ آئے اور موسم زمستان کے بعد لاہور کے راجہ کا بھتیجا لشکر

تازہ وجوار لیکر اسطرف متوجہ ہوا اور اس مرتبہ بھی اہل کابل اور خلج بدستور سابق افغانون کی کمک کو پہونچے اور کرماج اور پشاور کے مابین مین فریقین نے داد جوانمردی اور دلاوری کی دی کبھی کفار جنگ پیش لیجاکر مسلمانون کو کوہستان تک پسپا کرتے تھے اور گاہے اہل اسلام شیر کی طرح حملہ آور ہوکر کفار کو بارش تیر اور ضرب شمشیر سے اپنے مکانون کی طرف سے ہٹاتے تھے جب موسم برسات کا آیا فوج کفار نے آب وتلاب کی بیماری کے اندیشہ سے بغیر اسکے کہ غالب مغلوب سے متمیز ہو اپنے مقام مین مراجعت کی اور باشندہاے کابل اور خلج بھی اپنی جگہ اور مقام کہ بیوقوف راہی ہوئے جو شخص اُنسے پوچھتا تھا کہ احوال مسلمانان کوہستان کا کہانتک پہونچا ہو اور کیا صورت پیدا ہی ہو یہ جواب دیتے تھے کہ کوہستان نکہا افغانستان کہو کسواسطے کہ وہان افغان اور خوافا کے سوا دوسری چیز نہین ہو ظاہر المعلوم ہوتا ہو کہ کفار خلائق اسی سبب سے اپنی بولی مین انکو افغان اور اُنکے مکانات کو افغانستان کہتے ہین لیکن جو ہندی اپنی زبان مین اس فرقہ کو پٹان یعنی پٹھان کہتے ہین وجہ تسمیہ کی معلوم نہین ہو لیکن ذہن نشین یہ ہوتا ہو کہ عہد سلاطین اسلام مین پہلی مرتبہ کہ ہند مین آئے جو شہر پٹنہ مین ساکن ہوئے اہل ہند انکو پٹان کہنے لگے واللہ اعلم عند اللہ پھر جب لاہور کے راجہ اور کفار کھکر کے درمیان موافقت ساتھ مخالفت کے مبدل ہوئی کھکر قرب وجوار کے سبب افغانون کے شریک ومتفق ہوئے اور راجہ نے افغانون سے صلح کی اور منازعت کی بساط لپیٹی اور چند مواضع لمعانات سے افغانون کو واگذاشت کیے اور قوم خلج کو کہ افغانون کے طفیل اس صحرا مین بیٹھے تھے اس شرط سے اُنکا شریک کیا کہ سرحدون کی محافظت مین مشغول رہین ایسا ہو کہ لشکر اسلام ہندوستان مین دخل ہو اور افغانون نے کوہستان پشاور مین ایک حصار تیار کرکے خیبر نام رکھا اور ولایت روہ پر متصرف ہوئے اور عہد ملوک سامانیہ مین کچھ خلل اُنکی مزاحمت اُنکی ولایت لاہور مین پہونچی اس سبب سے تاخت اور تاراج سامانیہ اول سے آخر تک سندھ اور بہاطیہ کی طرف تھی اور وہ عبارت ہی کوہستان مخصوص سے کہ باعتبار طول سواہو جور سے ہی قصبہ سیوی تک کہ بکر کے تابع ہو اور باعتبار عرض حسن ابدال سے کابل اور قندھار اور حدود اس کوہستان تک واقع ہوئی اور جب حکومت غزنین کی نوبت الپتگین کو پہونچی سبکتگین کہ ایک سپہ سالار تھا اور وہ اکثر اوقات لمغان اور ملتان پر تاخت لاکر غلمان اور جواری کو اسیر اور جید گرتا تھا افغان اسکے مقابلہ سے عاجز ہوے اور پنجاب کے راجہ کو جسکا نام جیپال تھا سبکتگین کے تسلط سے آگاہ کیا جیپال خوب جانتا تھا کہ ہندوستان کی فوج شدت سرما سے اُن سرحدون مین متوطن ہونیکی اسواسطے بہاطیہ کے راجہ سے مشورہ کیا اور اسکے کہنے سے شیخ حمید کو کہ افغانون کے درمیان مین صاحب اعتبار تھا اپنے روبرو بلاکر منصب امارت پر منصوب فرمایا اور اسنے ولایت ملتان اور لمغان کے نظم ونسق کا تعہد اپنے ذمہ لیا اور ہر ایک مواضع مذکورہ مین ایک حاکم اپنی طرف سے مقرر کیا اس تاریخ سے افغانون نے صدر امارت پر قدم رکھا اور صاحب جاہ ہوئے اسکے بعد جب الپتگین فوت اور سبکتگین اسکا قائم مقام ہوا شیخ حمید نے پرخاش مین صلاح اور فلاح نہ دیکھی اور پیغام دیا کہ ہمارے اور تمھارے اسلام کی شرکت کے سبب سے نہایت بیجا ہی سزاوار مراحم خداوندی وہ ہی کہ اس گروہ کو اپنے وابستگون سے تصور فرماکر عساکر منصورہ کو مامور کرین کہ ممالک ہند سے تاراج کیوقت اس جماعت خیر خواہ کے احوال مین تعرض اور مزاحمت نہ پہونچائین سبکتگین نے بمقتضاے وقت اسکے ملتمس کو قبول کیا اور جیپال کی فتح کے بعد بہمدردی تمام پیش آیا اور ملتان کی حاکمی اسکے نام مقرر کی لیکن سلطان محمود نے اپنے عہد سلطنت مین اپنے باپ کے خلاف عمل کیا اور افغانون کے قبائل کو مقہور اور مخذول کرکے تخین کے سرکشون کو تیغ کے گھاٹ اوتارا اور فرامنروا

کو ملازم رکاب کرکے نوکروں کیطرح خدمت لینے لگا مقالۂ اول سلاطین لاہور کے ذکر مین کہ سلاطین غزنویہ مشہور ہین۔

ذکر امیر ناصر الدین سبکتگین کی سلطنت کا - ہرچند امیر ناصر الدین سبکتگین نے آب نیلاب سے عبور نفرمایا اور پنجاب کی حکومت مین فائز نہوا لیکن بعض مورخین اُسے سلاطین لاہور کے سلک مین منسلک فرماتے ہین عارفان فضائل نفسانی اور واقفان کمالات انسانی بیان کرتے ہین کہ امیر سبکتگین غلام ترک نژاد اور مملوک البتگین کا ہی اور البتگین ایام دولت سامانیہ مین خراسان کی سرحدی پر فائز ہوا اور کمنت لا انتہا اس ولایت مین بہم پہونچائی اور جب عبد الملک نے وفات پائی تو امرائے بخارا نے ایک ایلچی البتگین کے پاس بھیجکر استمزاج کیا کہ اولاد سامان مین مسند خلافت کے لائق کون ہی البتگین نے قاصد سے ارشاد کیا کہ منصور بن عبد الملک نوجوان ہی اور دودمان سلطنت کا شائستہ نہین ہی اس کام کا سزاوار اُسکا چچا ہی لیکن امرائے بخارا نے قاصد کی مراجعت سے پیشتر آپسمین اتفاق کرکے منصور کو تخت سلطنت پر متمکن کیا اور جب منصور نے البتگین کو بخارا مین طلب فرمایا تو وہ متوہم ہوا اور قدم جادۂ اطاعت مین نرکھا بلکہ سنہ ۳۵۱ تین سو اکاون ہجری مین علم طغیان کا بلند کیا اور تین ہزار سوار کہ سب اسکے غلامان خاص تھے خراسان سے ہمراہ لیکر غزنین کیطرف نہضت فرمائی اور اس ولایت کو حرب شمشیر سے مسخر کرکے نشان استقلال کا برپا کیا اور جب خبر خلوع عرصۂ خراسان کی امیر منصور کے سمع مبارک مین پہونچی ہرزاری اس مملکت کی ابو الحسن محمد بن ابراہیم سیجوری کو ارزانی رکھی اور دومرتبہ لشکر البتگین کے محاربہ کو بھیجا اور ہر مرتبہ البتگین ظفریاب ہوا اور لشکر منصور کا مقہور رہا اور حمد اللہ مستوفی کی روایت سے پندرہ برس ایام دولت و اقبال سے گذرانے اور اُس مدت مین کئی بار اُسکے سپہ سالار سبکتگین نے ہندوون کے ساتھ غزوات کیے اور ظفر اور منصور رہا اور جب البتگین نے سنہ ۳۶۵ تین سو پینسٹھ مین اس جہان گذران سے رحلت کی اُسکا بیٹا ابو اسحاق سبکتگین کے ہمراہ بخارا کیطرف روانہ ہوا اور امیر منصور نے ابو اسحاق کو غزنین کی حکومت عطا فرمائی اور انتظام امور ملکی و مالی امیر سبکتگین کی رائے صواب کے مفوض ہوا لیکن جب چند عرصہ مین ابو اسحاق کا پیمانۂ حیات آب فنا سے لبریز ہوا اعیان غزنین نے آثار رشد اور متانت کے امیر سبکتگین کے ناصیۂ احوال سے مشاہدہ کرکے سنہ ۳۶۶ تین سو چھیاسٹھ ہجری مین اُسے اپنا حاکم کیا اور البتگین کی دختر کو بھی اُسکے سلک ازدواج مین کھینچا امیر سبکتگین نے بساط عدل و داد کے بچھانے مین مبالغہ فرمایا اور بنیاد ظلم اور جور کی یکقلم منہدم کی اور امیرون اور اعیان اور اشراف کو اقسام الطاف اور انواع اعطاف سے نوازا لیکن تاریخ منہاج السراج جرجانی ناطق ہی کہ ایک سوداگر مشہور نصر حاجی امیر سبکتگین کو ترکستان سے بخارا مین لایا اور البتگین کے ہاتھ فروخت کیا اور البتگین نے کیاست اور جلادت کے آثار اُسکے ناصیۂ حال سے معائنہ کرکے منظور نظر عزت کیا یہانتک کہ غزنین مین اپنے لشکر کی امیر الامرائی اُسے عنایت فرمائی اور وکیل مطلق کیا اور وہ نیز وجود شہریار کی نسل سے ہی اور جسوقت کہ یزدجرد امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت مین ولایت مرو مین چکی گرفتار کیا گیا اولاد اور تابعدار اُسکے ترکستان مین رہے اور ترکون سے وصلت یعنی شادی بیاہ کرکے دو پشت مین خاص ترک ہوگئے اور سب اسکا یہ ہی کہ امیر سبکتگین بن جوقان بن قراخکم بن قزل ارسلان بن قراخان بن غیروزین یزدجرد ملک عجم اور جب امیر سبکتگین مسند حکومت پر بیٹھا طغا نامی قلعہ بست پر مستولی ہوا اور ایک شخص مسمی پاتورے طغا کی عداوت کا پکہ کمر باندھا اور اسے اس قلعہ سے نکالدیا اور طغا امیر سبکتگین کے دربار مین حاضر ہوا اور امیر سے یہ عہد کیا کہ اگر امیر کی اعانت سے مین قلعہ بست پر

دوبارہ قابض و متصرف ہون تو خاطر خدمتگاری اور خراج گذاری امیر کا دوش پر بکمر عبودیت اطاعت سے انحراف نکرونگا امیر سبکتگین نے اسکی ملتمس قبول فرمائی اور بست پر فوج کش ہوا اور پانور کو شکست فاش دیکر طغا کو مقہور دلی پر خائز کیا اور وہ مواعید کے بارہ مین کہ بموجب شرط کے وفا انکا اسکی ذمہت پر واجب تغافل و تساہل عمل مین لایا امیر سبکتگین نے علامات مکر اور آثار خدعہ اسکے حرکات و سکنات سے مشاہدہ فرمائے ایک روز امیر سبکتگین نے صحرائے شکار مین طغا سے بزبان خشونت اس سے خراج مقبولہ طلب کیا طغا نے زبان ساختہ جواب ناصواب کے گویائی اور شامت اعمال سے دست بشمشیر ہوا اور امیر سبکتگین کے احسان کو نسیاً منسیاً کرکے انکا ہاتھ مجروح کیا امیر سبکتگین نے بھی طیش مین آکر سر دست اسی دست زخم رسیدہ سے طغا پر ضربت تیغ ماری اور چاہا کہ دوسری ضرب سے اس سفاک کا کام تمام کرے اسوقت دونون سردارون کے ملازمون کی تک و دو کی کثرت سے غبار معرکہ ارتفاع ہوا طغا فرصت پاکر کرماج کیطرف بھاگ گیا اور بست کا قلعہ سبکتگین کے تصرف مین آیا اور سب سے عمدہ فائدہ جو امیر سبکتگین کو اس ملک سے حاصل ہوا ملازمت کرنی ابوالفتح کی ہے کہ وہ انواع فنون سے ماہر اور ممدوح خواص و عوام تھا بتخصیص انشا پردازی اور خوشنویسی مین عدیل اور نظیر نرکھتا تھا اور ابوالفتح پانور کا منشی تھا اور پانور کے اخراج کے بعد وہ بست کے گوشہ مین پوشیدہ تھا امیر سبکتگین اسکے حال سے واقف ہو کر مشتاق ہوا اور اس فاضل بلاغت شعار کو حاضر ہونیکا حکم دیا جب وہ حاضر ہوا اسکی قابلیت کے قامت کو خلعت فاخرہ اور انواع انعام سے آراستہ کرکے میر منشی گری کے منصب پر سرفراز اور ممتاز کیا اور سلطان محمود غزنوی کے ابتدائے ایام دولت سے وہ مہمات ملکی کا متکفل تھا اسکے بعد اس سے رنجیدہ ہو کر ترکستان کی طرف چلا گیا القصہ جب امیر ناصرالدین سبکتگین بست کیطرف سے فارغ ہوا عنان عزیمت موضع قصدار کی سمت معطوف فرمائی اور دفعۃً اس مقام مین پہونچکر وہان کے حاکم کو ہیر کیا اور اپنے ملازمونکی سلک مین منتظم کرکے قصدار کی جاگیر عطا کی اور اس فتح کے بعد ہندوستان کے غزا کا عازم ہوا اور آخر ۳۷۷ھ ہجری مین دیار ہند کیطرف متوجہ ہوا اور ہندوستان کے چند قلعہ مفتوح کرکے جابجا مسجدین تعمیر فرمائین اور تاخت و تاراج سے غنائم وافر اپنے تصرف مین لایا اور مظفر و منصور غزنین کیطرف مراجعت کی اور جیپال بن ہتپال کہ قوم براہمہ سے تھا اور ولایت لاہور کو سر ہند سے لمغان تک اور کشمیر سے ملتان تک اپنے قبضہ تصرف مین رکھتا تھا اور اس عرصہ مین حکام اسلام کے صرر و زحمت کے دفعیہ کیواسطے قلعہ بھٹنڈہ مین متحصن ہوا تھا اور اس حال کے مشاہدہ سے کہ مجاہدان اسلام کا دست تعرض اسکے میدان حکومت مین دراز ہوا غایت مضطرب و پریشان ہوا اور کام کے انجام کی دن بدن بیراندیشہ کی کہ افواج جرار جمع کرکے اور فیلان کوہ پیکر ہمراہ لیکر دیار اسلام کیطرف متوجہ ہوا اور امیر ناصرالدین سبکتگین نے بھی لشکر ہمراہ رکاب لیکر غزنین سے جنبش کی اور دونون سردار سرحد ملتان کی جانب آلپسمین سنمکھ ہوئے اور چند روز پیاپے سرگرم و غدار رہے اور ان معرکون مین سلطان محمود سے کہ ہمراہ اپنے باپ کے تھا باوصف خردسالی کے ایسے آثار شجاعت و مردانگی کے ظاہر ہوے کہ دیدۂ فلک پیر اسکے مشاہدہ سے خیرہ ہے اور چند روز تک تنوع مقابلہ اور مجادلہ کا گرم رہا اور غالب مغلوب سے تمیز نہوا ایک جماعت نے سلطان محمود کو یہ خبر پہونچائی کہ جیپال کے لشکرگاہ کے قریب ایک پانی کا چشمہ ہے کہ جسوقت اس مقام مین قدرے نجاسات سے ڈالین ابر تیرہ اور بادصرصر و صاعقہ اور رعد و برسا پیدا ہو سلطان محمود نے ارشاد کیا کہ اندگ نجاست اس چشمہ مین ڈالو جب لوگ اسکے کہنے کے موافق کاربند ہوئے خاصیت اسکی وجہ تم ظہور مین آئی اور فوراً

عہ اصل مین بھی قصدار ہی ہے

آسمان پر تیرہ اور برعد اور صاعقہ ظاہر ہوا اور روز روشن شب تار ہو اور سرائے سخت اسقدر جو ہر ہو اپر غالب ہوا کہ گھوڑے اور تمام حیوانات کثرت سے تلف ہوے اور سردی کے سبب خون ہندون کی رگون مین منجمد ہو اور انمین حرکت کی طاقت مطلق نرہی اور سب تضرع وزاری مین مشغول ہوئے جیپال نے یہ حالت انکی دیکھکر ایلچی مع تحف و ہدایا ناصر الدین سبکتگین کی خدمت مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اگر امیر صلح کرے تو مین حکم اسکا اپنے ملک مین نافذ کرون اور چند زنجیر فیل کوہ پیکر اور علاوہ اُسکے اور تحفہ بھی آپکی خدمت مین بھیجونگا امیر ناصر الدین سبکتگین نے وفور مروت سے چاہا کہ فوراً ملتمس اُسکی قبول کرے لیکن اسکے فرزند سلطان محمود نے اس امر کے پذیرا کرنے سے مخالفت کی ہو اسطے اتباع صلح مین توقف واقع ہو اجیپال نے ایک ایلچی دانا سلطان محمود کے روبرو روانہ کرکے یہ گذارش کی کہ جہل اور تعصب اہل ہند خصوصاً فرقہ راجپوت کا شاید ضمیر انور پر روشن نہین جاہلی اور بیفکری انکے ساتھ اس نہایت کی ہو کہ شدت کے وقت اور خطرات کی حالت مین اول جو کچھ اموال اور نفائس سے کہ اُنکے تصرف مین ہو تمام و کمال اُس آگ مین کہ جسکی پرتش کرتے ہین ترقی درجات اخروی کا سبب جانکر ڈالتے ہین کچھ ملاحظہ کرتے ہین اگر رہائی اور نجات کی راہ بالکل مسدود ہو اپنے قاعدہ پر عمل کرکے جواری اور قمار باز اپنے آگ مین ڈالتے ہین اور جب دیکھتے ہین کہ متاع دنیوی سے ہمارے پاس اب کچھ باقی نہین رہا ایک دوسرے کو اخصت کرکے اسقدر دشمن سے حربے ضرب کرتے ہین کہ تمام ہلاک ہوتے ہین اور خاکستر کے سوا اُنسے کچھ باقی نہین رہتا ہو اپکا کام ساتھ اس انتہا کے پہونچا ہو کہ ساتھ دستور اور قاعدہ اپنے کے ہم عمل کرین اگر آپ اسمین فائدہ دیکھتے ہین تو مختار ہین ورنہ صلح کرکے ہمپر باراحسان رکھین سلطان محمود کو ہندو کے صدق گفتار مین جب شک باقی نرہا صلح کی اجازت دی اور یہ تجویز ہوا کہ جیپال دس لاکھ درم اور پچاس فیل پیشکش کرے پھر جیپال نے ایک مردم عمدہ اپنے سے بطور گرو اور ضمانت سپرد کرکے ایک جماعت مسلمانون کو مال اور افیال سپرد کرنیکے واسطے ہمراہ لیگیا اور لاہور مین پہونچکر نقض عہد کرکے امیر ناصر الدین کے ایلچیون کو مقید کیا اور کہا جبتک امیر ہمارے آدمیون کو کہ گرو لیگیا ہے نہ بھیجے گا مین بھی انمین رہا نکرونگا کہتے ہین کہ اُس زمانے مین یہ قاعدہ تھا کہ راجاؤن کی دیوان داری کیوقت چند برا ہمہ دانشمند داہنی طرف بیٹھتے تھے اور ایک جماعت کھتریون کی بائین طرف اور جسوقت کوئی عمدہ مہم کا سامان ہوتا تھا یہ لوگ راؤن کو رائے دیتے تھے یعنی حسن عقیدت سے فہمائش کرتے تھے جب اُنھون نے دیکھا کہ جیپال ایسا کارناشناس کیا چاہتا ہو سبھون نے متفق ہوکر راجہ جیپال کی خدمت مین عرض کی کہ ہم آئین احتیاط اور عاقبت اندیشی مین ایسا مشاہدہ کرتے ہین کہ نقض عہد کی شامت سے ادبار اس ملک پر دو اپنہ تاخت لاویگا اور ہم برباد ہونگے راجہ اس ترک سے کہ جسکا خوف خواص و عوام کے دل پر جاگزین ہو اہو مخاصمت اور ستیزہ کرے اور جن اشیا کا بھیجنا اپنے ذمہ بہت پر قبول اور منظور کیا ہو فوراً ارسال فرماوے اور ایک خلق کو امن و امان کے عہد مین نگاہ رکھے جیپال نے کہ جسپر وقت ادبار و نکبت پہونچا تھا انکی التماس قبول نہ کی امیر ناصر الدین سبکتگین حقیقت حال کے اطلاع کے بعد بقصد انتقام دریاے جوشان و خروشان کیطرح لشکر گران لیکر ہندوستان کیطرف متوجہ ہوا اور جیپال نے بھی اور راجاؤن سے استعانت و استمداد طلب کی سپاہ بیشمار فراہم کرکے جنگ کیواسطے پیش قدمی کی منقول ہو کہ اُس سال تمام راجاؤن نے اپنی بقاے دولت کا باعث سمجھکر اُسکی مدد کی اور لشکر اور زر نقد و جنس بھیجنے مین کسیطرح کی کمی نہ کی بالخصوص دہلی اور اجمیر اور کالنجر اور قنوج کے راجہ نے کمک کے بارہ مین دریغ جائز نہ رکھا اور اپنے لشکر کے انتخاب اور خلاصہ کو مع خزانہ خوب پنجاب مین روانہ کیا

ع کہتے ہین کہ جوالا مکھی کے مندر کی بنا اور بہمنون نے اسی زمانے مین کی ہو واللہ اعلم ۱۲

خلاصہ یہ ہو کہ جیپال ایک لاکھ سوار اور پیادہ بیشمار اپنے علم کے سایہ مین مجتمع دیکھکر دلیرانہ اسلامیون کی حرب کے لیے روانہ ہوا اور جب دونون سپاہ مقابل ہوئین امیر ناصرالدین سبکتگین نے جیپال کے لشکر کی کیفیت اور کمیت تحقیق کرنیکے واسطے ایک پہاڑ پر چڑھکے ملاحظہ کیا تو دیکھا کہ ایک دریا ہی بے پایان اور ایک لشکر خیل مور و ملخ کے فراوان لیکن اپنے تئین ایک قصاب سمجھا کہ گوسفندون کی کثرت سے نہین اندیشہ کرتا ہی اور ایک شاہین تصویر کیا کہ کلنگونکی صف سے نہین ہراسان ہوتا اُسکے بعد سپاہ کے سردارون کو روبرو اپنے بلایا اور ہر ایک کو باستمالت تمام جہاد اور غزا کے بارہ مین تحریص اور ترغیب دیکر فرمایا کہ اپنی اپنی باری پانسو مرد کاری میدان کارزار مین قدم رکھکر داد جوانمردی دین اور جب وہ لڑتے لڑتے تھک جاوین پانسو مرد اہل نبرد اور تازہ زور دشمن کے مقابلہ مین مشغول ہووین القصہ سپاہ اسلام نے ساتھ طریق مذکور کے کارزار کی اور کام اس نہایت کو پہونچایا کہ باوصف کثرت افواج اور ضعف کفار کے بشدت ظاہر ہوا اُسوقت میان فوج اسلام نے ہیئت اجتماعی کے ساتھ حملہ کیا اور کفار بیشمار قتل کیے اور بقیۃ السیف نے راہ فرار پائی غازیان اسلام نے نہر نیلاب کے ساحل تک تعاقب کرکے قتل و خونریزی مین تقصیر نہ کی اور غنیمت وافر بیکران ولایت ملغان و پشاور و نہر نیلاب کے کنارہ تک اُسکے عمال کے تصرف مین آئی اور شاعر اسلام نے اس ولایت مین رواج پایا اور سکہ و خطبہ بنام ناصرالدین کے نام نامی پر پڑھنے لگے اور اس فتح نمایان کے بعد امیر ناصرالدین سبکتگین نے ایک کوہ مرا سے نامدار سے دو ہزار سوار سے پشاور مین تعین کیا اور اغنان اور خلج کہ اُس حدود مین صحرانشین تھے اپنے لشکر کے زمرہ مین جگہ دیکر غزنین کیطرف روانہ ہوا اور اُس عرصہ مین امیر نوح سامانی نے ابو نصر فارسی کو امیر ناصرالدین سبکتگین کی خدمت مین بھیجا اُسنے فائق کی بدافعالیان ظاہر کین اور فوجی مدد چاہی امیر ناصرالدین سبکتگین نے جب آل سامان کی بے سامانی سے اطلاع پائی رگ حمیت حرکت مین آئی اور بسبیل استعجال ماوراء النہر کی طرف نہضت فرمائی امیر نوح ولایت سرخس تک امیر ناصرالدین کی پیشوائی کو آیا اور امیر ناصرالدین سبکتگین نے ملاقات سے پیشتر الناس کی تھی کہ اسے ضعف پیری کے سبب گھوڑے سے اُترنے اور رکاب کے بوسہ دینے سے معاف رکھین امیر نوح نے اس کو منظور کر لیا تھا لیکن جب امیر ناصرالدین سبکتگین کی آنکھ امیر نوح کے طلعت پر پڑی ہیئت سلطانی امیر ناصرالدین پر ایسی چھائی کہ بیساختہ گھوڑے سے اُترکر رکاب چومی اور امیر نوح نے بھی باعزاز و بشاشت تمام اُسے آغوش مین کھینچا اور اُن دونون سعادتمند کی ملاقات سے ایک راحت دلون کو پہونچی اور خوشی و مسرت کا پھول خواص عوام کے باغ دلین اور چمن خاطر مین شگفتہ ہوا اور ایسی صحبت منعقد ہوئی کہ کسی زمانے مین اسکے مانند میسر ہوئی تھی القصہ بعد فراغ صحبت و ضیافت کے تقریباً کلام انتظام مملکت و دفع منازعان مین واقع ہوا اُس پر قرار پایا کہ امیر ناصرالدین سبکتگین غزنین مین جا کر فوج کے اجتماع مین کوشش کرے پھر امیر نوح نے امیر ناصرالدین سبکتگین اور اُسکی اولاد اور توابع کو خلعتہاے فاخرہ شاہانہ اور اعطاف خسروانہ سے ممتاز کرکے مراجعت کی اجازت دی اور خود بخارا کی طرف جا کر فوج کشی کے تہیہ مین مشغول ہوا اور جو امیر ابوعلی سجوری نے کرائف ساتھ اسکے پناہ لیگیا تھا اور پر اس قضیہ کے اطلاع پائی حیرت کا دھنواں اسکے کاخ دماغ مین صعود کر گیا اور اپنے خواص سے اس بارہ مین مشورہ کرکے فرمایا کہ اگر خدانخواستہ کسی حادثہ کا سامنا ہوا تو کس ولایت جا کو کس صاحب قوت سے پناہ لیجانا انسب ہی سبھون کی رائے نے اسپر قرار پکڑا کہ فخر الدولہ دیلمی سے محبت کا طریق مسلوک رکھکر اُسکی دوستی کو حبل المتین جاننا چاہیے پھر ابوعلی سجوری نے جعفر ذوالقرنین کو جو جان کی سفارت پر مقرر فرمایا اور خراسان کے نفائس

اور ترکستان کے تحائف جو کچھ ممکن تھے اسکے صحابت سے فخر الدولہ دیلمی اور اُسکے وزیر خوش تدبیر کیواسطے ارسال کیے اور بنیاد دوستی اور محبت آپسمین مستحکم اور آمد شد کے دروازے انکے درمیان کشادہ ہوئے اور اس عرصہ مین امیر ناصر الدین سبکتگین بلخ مین داخل ہوا اور امیر نوح بھی بخارا سے نہضت کر اُس سے جا ملا اور فائق اور امیر سمجوری جب انکی توجہ سے خبردار ہوئے افواج گران سے ساتھ باتفاق دارا ابن شمس المعالی قابوس بن وشمگیر فخر الدولہ دیلمی کیطرف سے دو ہزار سوار سے معاونت اور امداد کیواسطے آیا مخاصمہ جنگ پر آمادہ ہو کر ہرات سے برآمد ہوے امیر ناصر الدین سبکتگین نے صحرائے وسیع پسند کر کے صفوف میمنہ اور میسرہ آراستہ کیین اور خود اپنے فرزند دلبند سلطان محمود اور امیر نوح کے قلب لشکر مین قیام فرمایا جب طرفین کی صفین مقابل مین صف آرا ہوئین میمنہ اور میسرہ ابو علی سمجوری کا امیر نوح کے برانغار و جرانغار پر غالب آیے اور پسپا کیا اور قریب تھا کہ لڑائی بگڑنے سے کام ہاتھ سے جاتا رہے ناگاہ دارا ے بن قابوس قلب لشکر امیر علی سمجوری سے برآمد ہو کر حملہ آور ہوا اور جب درمیان دونون صف کے پہونچا سپر پس پشت ڈالی اور امیر نوح کی خدمت مین آیا اور بقدر خصت حاصل کر کے سپاہ خراسان کے مقابل متوجہ ہوا امراے عاصی اور تمام سپاہ اس اندیشہ سے کہ عذر دارا لے موافقت ایک جماعت کثیر کے ہونگا دل شکستہ ہوئے اور حیرت زدہ ایستادہ رہے امیر ناصر الدین سبکتگین نے ضعف اور عاجزی کے آثار مخالفون کے رخسارون سے مشاہدہ کر کے ساتھ ایک جماعت بہادران پرخاش جو کے حملہ کیا اور مخالف اُس کے خوف اور نہیب سے سراسیمہ اور بدحواس ہو کر بھاگے اور سلطان محمود نے مفرور دیکھا تعاقب کر کے ایک جماعت کو قتل اور ایک گروہ کو اسیر کیا اور یہ بدبخت لوگ جنھون نے اپنے ولی نعمت کے ساتھ علم مخالفت اور محاربت بلند کیا تھا بقدر غنیمت اور اسلحہ اور سلاح و سامان چھوڑ گئے کہ اگر عشر عشیر اسکا وقایہ عرض ناموس اپنے کا کرتے زمانے کے نہیب سے سالم رہتے اور جو فائق اور امیر علی سمجوری نے بھاگ کر نیشاپور مین دم لیا امیر نوح نے امیر سبکتگین کو ساتھ لقب ناصر الدین کے بلند آوازہ کیا اور اُسکے فرزند سلطان محمود کو سیف الدولہ ملقب فرما کر مشرف کیا اور منصب امیر الامرائی کا جو ابو علی سمجوری کے نام زد تھا ساتھ سیف الدولہ کے مفوض فرمایا اور خود مظفر اور منصور ہو کر بخارا کیطرف نہضت فرمائی اور امیر ناصر الدین سبکتگین اور سیف الدولہ سلطان محمود جب افواج بحر اموج لیکر نیشاپور کی سمت روانہ ہوئے فائق اور ابو علی سمجوری مضطرب ہو کر جرجان کی طرف راہی ہوئے اور فخر الدولہ دیلمی کے پاس پناہ لیگئے اسکے بعد امیر ناصر الدین سبکتگین غزنین مین تشریف فرما ہوئے سیف الدولہ سلطان محمود نیشاپور مین تنہا رہے امیر ابو علی سمجوری اور فائق فرصت وقت غنیمت جانکر نیشاپور مین عازم ہوئے اور قبل اسکے کہ کمک امیر نوح اور امیر ناصر الدین سبکتگین کی پہونچے سیف الدولہ محمود سے محاربہ کر کے فائق ہوئے اور تمام مال و اسباب لوٹ لیگئے امیر ناصر الدین سبکتگین اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی ایک لشکر جرار اور متعدد ستیز فراہم کر کے نیشاپور کیطرف روانہ ہوئے اور طوس کے حوالی مین امیر ابو علی اور فائق سے دوچار ہو کر جنگ مین مشغول ہوا اور اُس درمیان مین کہ آتش حرب مشتعل تھی یک بیک امیر ابو علی سمجوری کے عقب فوج سے ایک غبار اُٹھا اور انکشاف کے بعد سیف الدولہ محمود مردمان صف شکن کی ایک جماعت کثیر سے ظاہر ہوئے امیر ابو علی کو اسکے سوا کوئی تدبیر بن نہ آئی کہ دونون جناح کو یعنی فوج میمنہ اور میسرہ کو ساتھ قلب کے متفق کر کے فائق کے اتفاق سے امیر ناصر الدین سبکتگین کے قلب لشکر پر حملہ آور ہو اور امیر ناصر الدین سبکتگین نے پاے ثبات زمین کین مین محکم کر کے اس حملہ کو رد کیا کہ اسی حال مین سیف الدولہ سلطان محمود شیر خشمگین کے مانند پہونچکر اُسپر حملہ آور ہوا اور برق شمشیر کی تابش سے انکی جمعیت مضطرب کر دی امیر

ابو علی سمجوری اور فائق اپنی جانبری کیواسطے میدان جانستان سے بدحواس ہوکر بھاگے اور قلعہ کلات میں دم لیا اور اس فتح کے بعد امیر ناصر الدین سبکتگین بکمال دل صدر فرماندہی پر متمکن رہا اور شعبان کے مہینے ۳۸۷ھ میں سو سال کی عمر اسکی سے چھپن سال گذرے تھے حدود بلخ کے موضع نرمذ میں ہاوم لذات یعنی ہیضہ اجل سے سر پر وہ سپہ تاخت لایا اور قالب بیجان کو عماری میں رکھکر غزنین میں نقل کیا اسکی حکومت کے ایام بیس برس تھے اسکے بعد چودہ آدمی اسکی اولاد سے نوبت بنوبت سلطنت کی باگ اپنے کف میں رکھکر لاہور اور اسکے اطراف پر متصرف رہے اور امیر ناصر الدین سبکتگین کی وزارت ابو العباس فضل بن احمد اسفرائینی کے متعلق رہی اور وہ انتظام امور مملکت و سرانجام مہام سپاہ و رعیت میں بیضا دکھاتا تھا اور جامع الحکایات میں منقول ہی کہ امیر ناصر الدین سبکتگین اوائل حال میں کہ التگین کی ولایت میں شہر منیشاپور میں رہتا تھا ایک گھوڑے سے زیادہ اسکے پاس نہ تھا تمام روز صحرا میں جاکر شکار کرتا تھا ایک روز حسب عادت صحرا میں پھرتا تھا ناگاہ ایک ہرنی دیکھی کہ وہ اپنا بچہ لیے چرتی ہی اسنے اسکے دیکھتے ہی گھوڑا سرپٹ بھینکا اور ہرن کے بچہ کو زندہ گرفتار کیا اور اسکے ہاتھ پاؤں باندھکر زین پوش پر رکھ لیا اور شہر کیطرف متوجہ ہوا جب قدرے راہ طے ہوئی منھ پھیر کر دیکھا کہ اس بچہ کی ان الفت مادری کے جوش سے پیچھے چلی آتی ہی اور اضطراب کرتی ہی امیر ناصر الدین سبکتگین نے ترحم و شفقت کی بنا مبذول کرکے اسکے بچہ کو چھوڑ دیا اور ہرنی اپنے بچہ کے رہا ہونے سے خوشوقت ہو کر صحرا کیطرف روانہ ہوئی اور روانگی کیوقت منھ پھیر کر امیر ناصر الدین کو دیکھتی تھی اور دم واپسین تک شادمانی، و بر کامرانی سے زندہ رہی الغرض اس شب کو امیر ناصر الدین سبکتگین نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اے امیر ناصر الدین سبکتگین ہم تیری شفقت اور رحمت نے جو ایک حیوان نور عاجز اور بیزبان کے حال پر بجا لایا درگاہ صمدیت میں قبولیت کی عزت پائی اور دیوان احدیت میں سلطنت کا فرمان تیرے نام تحریر ہوا چاہیے کہ تو عامہ خلائق کی نسبت بھی یہی شیوہ پسندیدہ مبذول رکھے اور کسی حال میں صفت شفقت دست حق پرست سے نہ چھوڑے کہ سرمایہ سعادت دارین ہی اور ماثر الملوک میں لکھا ہی کہ سلطان محمود غازی بایام جوانی میں اپنے باپ کے ظل عنایت اور سایہ رعایت میں بعشرت و کامرانی بسر کرتا تھا اور اسنے غزنین میں ایک باغ جنت نشان نہایت نزہت اور زینت سے بنیاد کیا جب وہ باغ دلکشا اور روضہ روح افزا تیار ہوا ایک جشن عظیم کو ترتیب دیا اور اپنے پدر بزرگوار اور اعیان دولت نامدار کو اس باغ میں طلب کیا امیر ناصر الدین سبکتگین نے فرمایا کہ اے فرزند یہ باغ اور عمارت نہایت مطبوع اور مقبول ہی لیکن اسطرح کا باغ اور عمارت ہر ایک ملازم اس سلسلہ کا تیار کرسکتا ہی سلاطین خوش تدبیر کے لائق حال وہ ہی کہ ساتھ تیاری اور نزہت گاہ ایسے مکانوں کے مشغول ہوں کہ دوسرے اسطرح کی تعمیر سے عاجز آویں سلطان محمود نے زمین خدمت کو بوسہ دیکر استفسار کیا کہ وہ کیا ہی فرمایا کہ وہ اہل فضل علم کے دلوں کی تعمیر ہی نہال احسان اسکے زمین دل میں بٹھا اور سعادت جاوید کا ثمر چن اور ذکر جمیل ایام قیامت تک صفحہ روزگار پر چھوڑ جیسا کہ نظامی عروضی سمرقندی فرماتا ہی نظم لسامکا خیمہ محمود بش بناکرد ہ کاز رفعت تفاخر بر سماکرد ہ ۔ نہ بینی زان ہمہ یک خشت برجاے ہ بناے عنصری ماند ہست برپاے ہ اور یمینی کے ترجمہ میں اسطور ہی کہ امیر ناصر الدین سبکتگین مرض الموت سے چند روز پیشتر اثناے محاورات میں شیخ ابو الفتح بستی سے کہتا تھا کہ ہم نوازل اسقام اور عوارض امراض کے مقاسات میں گوسفند کے مانند ہیں کہ جب قصاب اسے اول مرتبہ پشم تراشی کیواسطے زمین پر گراتا ہی اور ہاتھ اسکے محکم باندھتا ہی ایک شکل معہود اور ایک حال ہمیشگی کے خلاف دیکھتی ہی نا امید ہوکر دل مرگ پر رکھتی ہی یہانتک کہ وہ اپنے کام سے فارغ ہوکر رہا کرے اور آرام پاکر خوشوقت ہوتی ہی اور دوسری مرتبہ جب قصاب کے

ہاتھ پڑتی ہو حال اُسکا خوف ورجا کے مابین ہوتا ہو اور اُس حالت کی نجات کے بعد اُنس کرنیوالی ہوتی ہو اور نفرت ہس صورت سے نقصان قبول کرتی ہو اور تیسری مرتبہ کہ قصاب ذبح کرنیکے واسطے زمین پر گراتا ہو وہ خوف وہراس کو اپنے یقین مطلق راہ نہین دیتی اور عادت سابق پر واثق رہتی ہو یہانتک کہ بخبری مین تیغ ظلم سے اُسکی حلق بریدہ اور جان شیرین ہم عمر فنا سے رہا ہو جاتی ہو ہم بھی اقسام اسقام اور انواع آلام مین اغافت کی امید پر مغرور اور مسرور رہتے ہین اور مرگ ناگہان سے غافل ہوکر زندگی کرتے ہین اور دفعتاً ایسا اتفاق ہوتا ہو کہ کمند قضا گردن مین پڑتی ہو اور ہاذم لذات بند اجل مضبوط کرتی ہو کہ مرغ روح قفس عنصری توڑ پرواز کر جاتا ہو راوی کہتا ہو کہ اس مثال کے درمیان اور امیر ناصر الدین سبکتگین کے انقضاے عمر مین چار روز سے فاصلہ نہ تھا ذکر امیر اسمعیل بن امیر ناصر الدین سبکتگین کی تخت نشینی اور فرمانروائی کا جو وقت کہ امیر ناصر الدین اس دار گذران سے رخت سفر آخرت باندھکر اول منزل ہوئے سیف الدولہ محمود نیشاپور مین تھا لہذا جھوٹا بھائی اسکا امیر اسمعیل اپنے باپ کی وصیت کے بموجب قبۃ الاسلام بلخ مین تخت سلطنت پر بیٹھا اور دلجوئی دلہاے رعایا اور استمالت خواطر برایا کے بارہ مین سعی موفور مبذول فرمائی اور باب خزانون کے دروازے کھولے اور زر خطیر سپاہیون کو عنایت کیا اور دلجوئی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نفرمایا لیکن باوجود ہم جود واحسانکے امراے بےانصاف اور دنیا پرست بسطیع گردن طمع بلند کرکے مطالبات بیجا کرتے تھے اور ضبط مین نہین آتے تھے سیف الدولہ محمود نے جب یہ اخبار سُنے تعزیت نامہ تحریر کرکے ابوالحسن جموی کے صحابت سے اپنے بھائی کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ امیر ناصر الدین جو ہمارا قبلہ گاہ اور پشت پناہ تھا اُسنے اس دار فانی سے رحلت فرمائی اب میرے نزدیک جملہ مین تجھسے گرامی تر کوئی نہین ہو اور تو میری نکھوکا تارہ ہو جس شے کی تو مجھسے آرزو کریگا مین ہرگز دریغ نکرونگا لیکن کبر سنی اور تجربہ ایام اور وقوف وفاق امر سلطنت پر ملک کے ثبات اور دوام دولت مین دخل تمام رکھتا ہو اگر یہ صفات تیری ذات مین موجود ہوتین تو مین سب سے پہلے راضی ہوتا اور یہ کہ باپ نے تجھے ولیعہد کیا ہمکا باعث بعد مسافت اور اسطرف کی محافظت کا اہتمام تھا اب مصلحت وہ ہو کہ تو سر انصاف اور بصیرت سے غور کرکے وجہ صواب کو خطاسے پہچانے اور جو کچھ باپ کے متروکات سے ہو اُسے شریعت کے موافق تقسیم کرے غزنین کو کہ مطلع سعادت اور منشاے دولت ہو مجھپر واگذاشت کرے تو مین ولایت بلخ کو مخالفون کے خار وجود سے مصفا کرکے مع تمامی ولایت خراسان تیرے سپرد کرونگا امیر اسمعیل نے یہ کلمات مشفقانہ گوش ہوش سے نہ سنے اور برادر شفیق کی مخالفت پر اصرار کیا اور سیف الدولہ محمود نے بھی بمقتضاے آخر الدواء الکی کے برادر کے قلع اور قمع کے سوا علاج نہ دیکھا اور اپنے عم مزاحم اور اپنے بھائی امیر نصر مین امیر ناصر الدین سبکتگین کو اپنا متفق اور شریک کرکے نیشاپور سے عزیمت کا نشان غزنین کیطرف بلند کیا امیر اسمعیل بھی بلخ سے اسطرف دوڑا جب دونون لشکر مقابل ہوئے سیف الدولہ محمود نے مساعی جمیلہ مبذول رکھے کہ امیر اسمعیل تمام مقاتلہ سے تجاوز کرے اور صلح کا دروازہ اپنے مُنھ پر کھولے لیکن کچھ فایدہ نہ بخشا ناچار لشکر کا جائزہ لیکر صفین آراستہ کین اور امیر اسمعیل بھی اپنے یاردن سے آیا اور قلب اور جناح پیلان کوہ پیکر کے مانند استوار کیے اُسوقت لشکر طرفین نے تیغ میان سے لی اسقدر قتل مین کوشش کی کہ شمشیر آہنی ضمیر مردان کارزار کی زراعی اور خانہ خرابی پر خون فوقی تھی عاقبت الامر سیف الدولہ محمود کے حملہ سے کہ قلب مین قیام رکھتا تھا اسمعیل کے ارکان لشکر مین زلزلہ واقع ہوا اور بھاگ کر غزنین کے قلعہ مین متحصن ہوا سیف الدولہ محمود نے اُسی عہود و مواثیق پر قلعہ سے برآورد کرکے کنجیان خزاین کی اُس سے لین اور عمال معتمد علاقون مین مقرر کیے اور خود بلخ کیطرف متوجہ ہوا اور چند روز کے بعد کہ امیر اسمعیل اپنے بھائی کی مصاحبت مین بسر لیجاتا تھا سیف الدولہ محمود کے

ایک روز مجلس انس ترتیب دیکر کسی تقریب سے اپنے بھائی امیر اسمٰعیل سے استفسار کیا کہ اگر اس معرکہ مین تیرا ستارہ موافقت کرتا اور تو فتحیاب ہوکر مجھے اپنے پنجہ مین گرفتار کرتا میرے حق مین کیا تجویز کیا تھا جواب دیا کہ میرے دل مین یہ امر جاگزین ہوا تھا کہ جو مین تجھپر ظفریاب ہون ایک قلعہ مین محبوس کرکے سامان فراغت اور آسودگی کا مہیا اور موجود کرون جب سیف الدولہ محمود اپنے بھائی کے مافی الضمیر سے کہ جو مکنون خاطر تھا مطلع ہوا اس مجلس مین خاموش رہا اور چند روز کے بعد اُسے ایکقلعہ مین جو جان کے محبوس کیا اور فارغبالی کے سامان اور ابتہاجات سے جو کچھ چاہیے ہر ترتیب فرمایا اور امیر اسمٰعیل نے جیسا کہ اپنے بھائی کی نسبت اندیشہ کیا تھا مدت حیات اس محبس مین آخر ہوئی من حضر بیر الاخیہ فقد وقع فیہ - **تذکرہ واقعات امین الملۃ یمین الدولہ سلطان محمود غزنوی کے ایام دولت کا** - حادیان خصائل حمیدہ وحاکیان فضائل معنوی اقلام تحقیقہ ارقام سے صفحات مؤلفات پر یون ثبت کر گئے ہین کہ سلطان محمود غزنوی ایسا بادشاہ تھا کہ بسہام سعادت دینی اور فتوحات دنیوی سے فائز ہوا اور شرہ اُسکی عدالت اور جہانبانی کا اور آوازہ اُسکی شجاعت وکشورستانی کا قاف سے قاف تک پہونچا اور اجتہاد کی برکات سے امر خرد امین احلام اسلام مرتفع اور بلند فرمائی اور بنیاد ارباب کفر وظلام کی اُکھاڑی اور ہنگام عبور میدان مبارزت اور پہلوانی مین سیل کے مانند شیب وفراز سے اندیشہ نکرتا تھا اور وقت جلوس سریر سلطنت کامرانی پر انوار معدلت اُسکا ضیاے خورشید کے مانند سب جگہ پہونچا بیت ہمش ہوش دل بود و ہم زور دست ہ بین ہر دو بر تخت باید نشست ہ لیکن بعض کتب مین معائنہ ہوا کہ وہ بادشاہ عالیجاہ باوصف اس صفات حمیدہ کے مال دنیوی فراہم کرنے مین نہایت حریص تھا اور بخل وامساک کے طریقہ ناستودہ مین مبالغہ کرتا تھا لطمع نبود شش زفضل وسخاوت شرف ہ نگہ داشتی دربیان صدف ہ خزائن بسے داشت پر از گہر ہ ولے زان نشد مفلسے بہرہ ور ہ اس کتاب کا مؤلف محمد قاسم فرشتہ فرماتا ہے کہ بخل کی نسبت ساتھ اس سلطان والاشان کی عزیزان روزگار کی بے انصافی سے ہے ہان اُسکے زر دست ہوتے مین شک نہین اور خزانہ بھی جمع کرتا تھا لیکن فتح بلاد مین دل کھولکر خرچ کرتا تھا کتاب مقامات ابو نصر عتبی اور مجلدات ابو الفضل اس قول کی شاہد ہین کہ استعد علما اور فضلا اور سپاہ اُسکے دربار مین جمع ہوتے تھے اور خوان جود اور مائدہ احسان اُسکے سے بہرہ مند ہوتے تھے کہ ایسے عالمگیر زمانے کے اور بادشاہ جو نکو کم نصیب ہوے اور نہ ہونگے اور اہل عرفان جانتے ہین کہ یہ امر بدون صرف درہم ودینار میسر نہین ہوتا اہل حیثیت اور وضعدار ونکو دست رکھتا تھا اور انھین مرحمت انعام فرماتا تھا اور انعامات کے علاوہ وظائف مقرری ہر سال چار ہزار درہم ساتھ اُنکے عطا کرتا اور انواع الطاف اور اصناف اعطاف سے انھین نوازتا ہان دو چیزین اُس بادشاہ کے اشتہار بخل کا باعث ہوئین ایک قصہ فردوسی کا دوسرے آخر عمر مین بے سبب رعایا اور توانگرون سے زر لینا کہتے ہین کہ سلطان محمود غزنوی حسن وجمال ظاہری سے حارسی تھا ایک روز اُسنے صورت اپنی آئینہ مین دیکھی اور اپنی بصورتی مشاہدہ کرکے متالم ومتفکر ہوکر اپنے وزیر سے کہا مشہور ہے کہ بادشاہون کے گنجہ دیکھنے سے آنکھ مین بینائی زیادہ ہوتی ہے اور یہان معاملہ بالعکس ہے اور اس میری شکل سے دیکھنے والے نہایت صدمہ اُٹھاتے ہین وزیر نے جواب دیا صورت تیری ہزارمین سے ایک نے دیکھی خصلت تیری سبھون کو شامل ہے پس خصائل پسندیدہ اور شمائل حمیدہ پر قیاس فرماتو دونکا محبوب رہے یمین الدولہ کو کلام اسکا نہایت پسند آیا اور کہنے کے موافق بسرت پسندیدہ اس انتہا کو پہونچائی کہ تمام بادشاہون سے سبقت لیگیا سلطان محمود کا باپ امیر ناصر الدین سبکتگین ہے اور والدہ اسکی اعیان زابلستان کی نسل سے تھی اسواسطے اُسکو زابلی کہتے ہین جیسا کہ فردوسی کہتا ہے ؎ ... مخجستہ ... نہ

محمود زابلی دریاست ۔ کدام دریا کہ آنرا کنارا پیدا نیست ۔ شبنم بدریا و غوطہ زدم ندیدم در چہ گناہ نخست ست این گناہ دریا نیست ۔ سلطان محمود شب عاشورہ ۳۶۱ھ تین سو ستاون مین متولد ہوا اور کتاب منہاج السراج جرجانی اس امر کی مخبر ہی کہ سلطان محمود کا ستارہ صاحب ملت اسلام کے طالع سے موافق تھا اور ایک ساعت اُسکی ولادت کے پیشتر امیر ناصر الدین سبکتگین نے خواب مین دیکھا کہ اُسکی محلسرا کے آشخانہ سے ایک شجر نہایت رفیع اور چھتنار مثل طوبےٰ کے ظاہر ہوا کہ خلقت تمام عالم کی اُسکے سایہ مین بیٹھ سکے جب بیدار ہوا اُسکی تعبیر کے اندیشہ مین تھا کہ ایک مبشر نے محمود کے تولد کی بشارت دی امیر ناصر الدین سبکتگین کا غنچۂ دل نسیم شادمانی سے شاخسار کامرانی پر شگفتہ اور رویاے محمود الابتدا اور محمود الانتہا کا امیدوار ہوا صاحب وہ فرزند ارجمند رحم مادر سے ساقط ہوا اسکا نام محمود رکھا چند عرصہ کے بعد اسکا نہال اقبال اسطرح سے سایہ گستر ہوا کہ رعایا مسکون کے باشندے اُسکے ظلال مین استظلال کرتے تھے اور شاہنامہ فردوسی طوسی اس امر کا شاہد عادل ہی کہ

دو بیتین آئین سنہ ج مین ابیات جہاندار محمود شاہ بزرگ ۔ بآبے خورانہ ہمی میش و گرگ ۔ چو کودک لب از شیر مادر بشست ۔ بگہوارہ محمود گویی نخست ۔ امیر ناصر الدین سبکتگین نے اُسی سنوات مین رس مولود کے شکرانہ کیواسطے ہندوؤنکے تنبخانہ کو کہ آب دورہ کے کنارے واقع تھا توڑ کر مسمار کیا اور موافقت طالع اُسکے تخت کے ساتھ طالع صاحب دین نے اپنا کام کیا اور اُسکے جلوس کے سال اول مین ایک معدن زبرجد ایک درخت کی شکل سیستان کی زمین سے برآمد ہوئی اور جس قدر اُسے کھودتے تھے زر خالص نکلتا تھا دور اسکا تین فرسخ (عہ یعنی کلومیٹر ۱۲) ہوا اور وہ کان سیصورت سے باقی رہی اور سلطان مسعود کے عہد سلطنت مین زلزلہ کے سبب سے غائب ہوئی اُسکا ذکر عنقریب مذکور ہوگا جب سلطان محمود اپنے بھائی کی خبر سے فارغ ہوا بلخ کی طرف متوجہ فرمائی اور بسبب اسکے کہ منصب اسکا کہ امیر الامرائی خراسان تھا بکتوزن کے مفوض ہوا تھا ایک ایلچی بخارا مین امیر منصور کے پاس بھیجکر اظہار رنجش کیا اور اُسنے جواب دیا کہ مین نے بلخ اور ترمذ اور ہرات کی امارت تجھے عطا فرمائی لیکن بکتوزن کا بندہ ہو یہ اُسکے عزل کا فرمان دینا مناسب نہین ہی سلطان محمود نے ابو الحسن جہوی کو ساتھ تبرکات اور تحائف بیشمار بخارا مین بھیجکر امیر منصور کو پیغام دیا کہ توقع ایسی ہی کہ سر رشتہ دوستی اور اخلاص کو بے اتفاقی کے خار و خاشاک سے مکدر اور تیغ کین اور میرے اور باپ کے حقوق جو آل سامان کے ذمہ ہین انمین یک لخت ضائع نفرمائین تو رشتۂ الفت شکستہ نہووے اور متابعت اور مطاوعت کی بنا استحکام سے مقصون رہے جب ابو الحسن جہوی بخارا مین پہونچا امیر منصور نے اُسے منصب وزارت کی نوید دیکر اپنی ملازمت مین رکھا اور سلطان محمود کے جواب پیغام کیطرف ہرگز توجہ نفرمائی سلطان محمود بضرورت نیشاپور کیطرف متوجہ ہوا اور بکتوزن اُسکی عزیمت سے واقف ہوکر کسی طرف نکلگیا اور ایک عرضداشت بخارا مین بھیجکر صورت حال گذارش کی امیر منصور غرور اور جوانی کے نشہ سے سپاہ فراہم کرکے خراسان کی طرف روانہ ہوا اور سرخس تک کسی مقام مین توقف نہ کیا سلطان محمود اگرچہ جانتا تھا کہ امیر منصور تاب میرے مقابلہ کے نہین رکھتا ہی لیکن سر نہ کشی اور کفران نعمت کی بدنامی سے اندیشہ کرکے نیشاپور کی حکومت سے دست کش ہوکر اُسے واگذاشت کی اور آپ مرغاب کی طرف راہی ہوا ناگاہ بکتوزن نے فائق کی صلاح سے غدر کرکے امیر منصور کو گرفتار کیا اور اُنکی آنکھون مین سلائی کھینچی اور اسکے بھائی عبد الملک کو کہ خردسالی سے سن تمیز کو نہ پہونچا تھا تخت پر بٹھایا اور سلطان محمود کے خوف سے مرو کیطرف بھاگ گیا سلطان محمود اسکے تعاقب مین مرو مین داخل ہوا بکتوزن اور فائق نے اُسکا مقابلہ کیا اور کفران نعمت انکے شامل حال ہوئی نسیم نصرت نے سلطان محمود کے پرچم رایات پر چلنا شروع کیا اور فائق عبد الملک کو لیکر بخارا کیطرف روانہ ہوا

اور کبتوزن نے نیشاپور کی راہ لی اور پھر چند روز کے بعد بخارا مین جاکر شکر پر آئندہ کی فراہمی کے درپے ہوا اتفاق سے اس درمیان مین قائق نے مرض الموت مین مبتلا ہوکر داعی حق کو لبیک اجابت کیا اور ایلک خان نے کاشغر سے بخارا مین آکر عبد الملک نوح کے تواریخ کو مستاصل کیا اور آل سامان کی دولت کہ اسکی مدت یکسو اٹھائیس برس تھی انتہا کو پہونچی اور سلطان محمود باستقلال تمام بلخ اور خراسان کی حکومت مین مشغول ہوا اور جب آوازہ اسکے اقبال کا اطراف عالم مین پہونچا بغداد کے خلیفہ القادر باللہ عباسی نے ایک خلعت بیش قیمت کہ اس سے پیشتر کسی خلیفہ نے کسی بادشاہ کو نہ بھیجا تھا ارسال کرکے ساتھ لقب یمین الملۃ امین الابناء کے سرفراز فرمایا اور ذیقعدہ کے آخر مہینے سنہ ۳۹۱ تین سو نوے مین بلخ سے ہرات مین روڈلا اور ہرات سے سیستان گیا اور خلف بن احمد کو جو وہان کا والی تھا مطیع کرکے غزنین کیطرف معاودت فرمائی اور اسی عرصہ مین ہندوستان کیطرف متوجہ ہوکر چند قلعہ مفتوح کیے اور وہان سے سالانا غنائم احبت کی اور حسب عادت قدیم سطوح سے عدل و داد کا فرش بسیط زمین پر بچھایا کہ اس کی دستی خاص و عام کے دل مین جاگزین ہوئی اور ایلک خان نے ماوراء النہر ایلیارگی آل سامان کے تصرف سے برآوردہ کی اور فتحانہ تہنیت استیلائے مملکت خراسان کا سلطان محمود کی خدمت مین ارسال کیا اسواسطے دونون بادشاہون کے درمیان مین بنائے دوستی اور یگانگی نے استحکام قبول کیا اور سلطان محمود نے بھی ابو الطیب سہل بن سلیمان صعلوکی کو کہ اہل حدیث سے تھا بسم رسالت ایلک خان کے حضور مین بھیجکر ساتھ خلعت گرانبہا کے کرایم اسکے سے رغبت کی اور نفائس بیحد یاقوت اور لعل ہائے قیمتی اور بالے مروارید جو ان اور بیضہ عنبر و اوانی سیم و زر منقش بنقوشات کافور اور تبرکات ہند اور عود کے درخت اور شیشہ ہائے آبدار اور پیلان جنگی کوہ پیکر و فانوس اور رماں طبق مرصع سے آراستہ کہ دیکھنے والونکی آنکھ اسکی چمک سے خیرہ ہوتی تھی اور گھوڑے رہوار بازین زرد ساز ہائے مرصع اسکی صحبت مین قاصد روانہ کیے اور امام ابو الطیب سہل جب ترکستان کے ملک مین پہونچا اس ملک کے اہالی اور سردار ایلک خان کے حکم کے موافق کہ اکثر لوگ ترکستان کے اسکے عہد فرخندہ مہد مین شرف اسلام سے مشرف ہوے تھے اسکے اعزاز و اکرام مین نہایت مبالغہ بجالائے اور امام ابو الطیب کو اسوقت تک کہ ایلکخان کی ملازمت مین فائز ہوا وزگند مین مقیم کیا اور ایسے دستیم کو کہ واسطے تحصیل اس ورکے دریاے ترکستان کی غواصی کی تھی رسیتاب کرکے ساتھ نفائس اور غرائب اسوالایت کے مثل زر خالص اور سیم ناب اور کنیزان خطائی اور ماہر دیان چینی اور تماثم اور سنجاب و سمور اور انواع تبرکات دیگر باز گشت کی اور فائز المرام ہوکر سلطان محمود کی خدمت مین حاضر ہوا اور بسبب اس خدمت پسندیدہ اور کارنمایان کے مصدر انواع عواطف شاہانہ اور مورد اقسام مراحم خسروانہ ہوا اور اسکے بعد مدت ہاے مدید اور عرصہ ہاے بعید تک سلطان محمود اور ایلک خان کے درمیان مین دوستی اور یگانگی کی بساط گسترده تھی یہانتک کہ چشم زخم ایام نافرجام اور سعایت نمام بدانجام سے محبت سابقہ عداوت کے مبدل ہوئی جیسا کہ عنقریب اسمین کا شمہ اللہ کی توفیق سے تحلی ہوگا اور سلطان محمود اس قول کے لحاظ سے جو تمام ممالک مین مشہور ہوا تھا کہ مین اکثر سنوات مین مہمات سلطنت سے فارغ ہوکر دیار ہند مین جاکر مراسم غزا اور لوازم جہاد بجالاؤنگا اسواسطے ماہ شوال سنہ ۳۹۱ تین سو اکیانوے ہجری مین غزنین سے پھر غزیمت ہندوستان کی اور دس ہزار سوار ہمراہ رکاب ظفر انتساب لیکر پیشاور مین آیا اور جیپال نے بارہ ہزار سوار اور تیس ہزار پیادہ و تین سو زنجیر فیل سے مقابل آنکر معرکہ جنگ آراستہ کیا اور محرم کی انیسوین تاریخ روز دوشنبہ کے دن کہ سنہ ۳۹۲ تین سو بانوے ہجری تھے فریق ناجی اور فریق ناری سنگھ ہوکر لوازم شجاعت بجالائے سلطان محمود ساتھ فتح اور فیروزی کے اختصاص پاکر غازی ملقب ہوا اور جیپال پندرہ تن فرزندون اور عزیزون سے اسیر ہوا اور پانچ ہزار ہندو قتل ہوے اور غنیمت بیشمار ہاتھ آئی ان مین سے سولہ حائل مرصع یعنی مالے

اور دو لڑی گوہر ہموار اور خوش آب اسیر و نگی گردن سے اتار کر سلطان محمود کے ملاحظہ میں گذرے تھے بصر جوہریون نے قیمت ایک لاکھ اسی ہزار دینار سرخ مخمس اور مقرر کی اُسکے بعد سلطان محمود پشاور سے قلعہ بھٹنڈہ میں گیا اور انضال الٰہی سے اُسے بھی مسخر کیا اور جو کہ موسم بہار قریب پہونچا تھا سلطان محمود نے اولو العزمی سے جیپال اور دوسرے اسیرون کو باج اور خراج قبول کرنیکے بعد لاہور دیکر رہائی بخشی اور بسبب سے افغان کے رئیسون کو تہ تیغ کیا اور بعضون کو چاکرون مین منسلک فرما کے معاودت فرمائی کہتے ہین ہندو کے طریقہ مین وہ ہے کہ جو راجہ کہ دو مرتبہ مسلمانون سے شکست پاوے یا قید ہووے دوبارہ سلطنت کا شائستہ نہو اور گناہ اُسکا اگ کے سوا پاک نہووے اسواسطے جیپال نے اپنے فرزند انندپال کو ولیعہد کرکے اپنے تئین آگ مین ڈالکر جلایا اور سلطان محمود ماہ محرم ۳۹۱ھ تین سو ترانوے مین پھر سیستان کیطرف روانہ ہوا اور خلف کو اس مرتبہ غزنین مین لایا اور دوبارہ ہندوستان جانیکی اُسے پیش ہوئی اور ۳۹۵ھ تین سو پچانوے مین شہر بھاطیہ کی سمت نہضت فرمائی اور ملتان کی حدود سے گذر کے ملتان کے ماہروار دہوا اور وہ ایسی دیوار رکھتا تھا کہ نسر طائر اُسکے شرفات مین نہ پہنچ سکتا تھا اور خندق اُسکے گرداگرد بحر محیط کے مانند وسیع اور عمیق تھا بجے راجا نام راجہ تھا اور بسیار اور افیال کی کثرت سے نہایت غرور اُسکے سرشت مین جاگزین تھا اور بسبب ناصر الدین سبکتگین کے امراکی جو ہندوستان مین رہتے تھے اُنکی عزت نکرتا تھا اور جیپال سے بھی جیسا کہ شرط فرمانبری ہے پیش نہ آتا تھا جب سلطان محمود اُسکے دفع کیواسطے اسطرف فوج کش ہوا بجے راو بھی اپنی سپاہ فراہم کرکے لشکر اسلام کے مقابل صف آرا ہوا اور درمیان مین دونون گروہ کے تین روز علی الاتصال کارزار اور حرب و ضرب قائم رہی اور مقہور و منصور سے مشخص نہوا قریب تھا کہ مجاہدان اسلام کو چشم زخم پہونچے اس سبب سے چوتھے روز سلطان محمود نے اپنے لشکریون مین منادی کی کہ آج جنگ سلطانی ہوگی چاہیے کہ مردم اُردو ملازم اور غیر ملازم جوان اور پیر جہاد پر مستعد ہو کر میدان جنگ مین پیش قدمی کرین اور راجہ بجے راو بھی مسلمانون کی غزمیت سے واقف ہوا اور تہنجا نہین آیا اور اپنے معبودون سے گلک طلب کی اور ہندوون کو سلاح بندی کا حکم دیا اور نہایت شان و شوکت سے شہر سے برآمد ہوکر رزمگاہ کی طرف روانہ ہوا امرای اسلام میمنہ اور میسرہ سے دست بقبضہ جوش و خروش مین آکر ایکبارگی لشکر کفار پر حملہ آور ہوئے اور چاشت کیوقت سے ظہر تک لوازم حرب و ضرب پیش پہونچائے اور طرفین سے کشتون کے پشتے ہوئے لیکن عجز و ضعف کی علامت کسیکے چہرہ پر عیان نہوئی تھی سلطان محمود بھی قادر ذوالجلال اور معبود لایزال کی درگاہ کیطرف رجوع لایا اور حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پرفتوح سے استمداد اور استعانت طلب کی اور بنفس نفیس قلب لشکر کو ہمراہ لیکر لشکر کفار کے قلب پر تاخت لایا اور ان کی جمعیت کو پریشان کرکے پسپا کیا اور بجے راو لشکر شکستہ کو ہمراہ لیکر قلعہ بند ہوا سلطان محمود نے محاصرہ کرکے خندق کے پاٹنے کا حکم صادر کیا قریب تھا کہ خندق خاک اور سنگ اور چوب سے پر ہو بجے راو متہم اور مضطرب ہوا اور لشکر اپنا سلطان محمود کی سپاہ کے مقابل چھوڑا اور رات کو اپنی خواصون کو لیکر قلعہ سے برآمد ہوا اور بھاگ کر ایک جنگل مین جہان آب سند کی حوالی مین پناہ لیگیا سلطان محمود نے اس حال سے مطلع ہوکر ایک فوج دلیران اسلام سے اس کے تعاقب مین تعین فرمائی اور شیران بیشۂ وغا نے اس گاؤ پرور غا کو اس بیشہ مین جاتے ہی نقطۂ پرکار کی صورت چارون طرف سے گھیر لیا اور راہ گریز نہی بجے راو نے مرنیکے سوا اپنا مفر نہ دیکھا اور اپنے ہاتھ سے خنجر بران کھینچکر اپنے سینہ پر کینہ کو چاک کیا غازیان اسلام نے اسکا سر سلطان محمود کے پاس روانہ کیا اور تیغ بیدریغ اُسکے ہمراہیون حتا بلون پر علم کرکے ایک خلق کثیر مقتول کی اُسکے بعد دو سو اور بھی زنجیر فیل اور برده اور غنائم بیشمار دستیاب ہوئے اور وہ شہر اور اُسکے باشندے سلطان محمود کے ممالک محروسہ مین شامل ہوے

اور سلطان محمود نے مظفر اور منصور ہو کر غزنین میں مراجعت فرمائی اور سنہ ۳۹۹ تین سو چھیانوے ہجری میں ملتان کے تسخیر کی خرمیت کی اور لشکر کے حضار کا حکم نافذ کیا اسلیے کہ ملتان کا والی شیخ حمید لودھی امیر ناصر الدین سبکتگین سے اخلاص کا طریقہ مسلوک رکھکر خدمات شائستہ پیش پہونچاتا تھا اُسکے بعد اسکا پوتا ابو الفتح داود بن نصیر بن شیخ حمید کہ ملاحدہ سے تھا ابتدا میں اپنے باپ داود کی سنت پر عمل کرکے باکو سلطان کے ملازمونمیں شمار کرتا تھا لیکن اُس زمانے میں کہ لشکر اسلام ملبدہ بہاطیہ کے محاصرہ میں مشغول تھا ادا ہاے خارج عقل سے سرزد ہوا سلطان محمود نے اس سال صلاح وقت نہ دیکھکر عین انماض سے طرح دیکر کچھ نہ کہا دوسرے سال انتقام کا عازم ہوا اور زین الاخبار کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ سلطان نے اس نظر سے کہ وہ واقف نہونے پاوے اینڈ پال کیطرف سے راستہ اختیار کیا لیکن بخت اینڈ پال منحرف ہوکر سد راہ ہوا اور شکست کھاکر کشمیر کیطرف بھاگا اور البرونی نے یمین لکھا ہے کہ جب ابو الفتح سلطان محمود کی خبر آمد سنکر سراسیمہ ہوا تو اینڈ پال کو سلطان کے ارادہ سے آگاہ کرکے کمک چاہی اور اسنے اُسکی مدد پر ہمت باندھی لاہور سے پشاور روانہ ہوا اور اپنے امیر فوج کی ایک جماعت بھیجکر سلطان محمود کی سد راہ کی تو اُسکی روانگی کے مانع ہوں سلطان محمود یہ ماجرا دیکھکر غضب ناک ہوا اور لشکر کو اینڈ پال کی جنگ اور اُسکے بلاد کی پامالی کا حکم دیا غازیون نے حکم کے موافق اُسکے سرداروں کو کہ حمایت کا علم بلند کرکے روبرو آئے تھے تیغ قہر سے پامال کیا اور بہ شکست فقرہ انکی جمعیت میں ڈالا اور اینڈ پال اس حال سے آگہی پاکر بھاگ گیا جب سلطان محمود کا لشکر اُسکے تعاقب میں سودہ کے اطراف اور آب جہناب کے ساحل پر پہونچا اینڈ پال ہراسان ہوکر کشمیر کے پہاڑون پر بھاگا اور سلطان نے اُسکا تعاقب مناسب نہ دیکھا اور ترشیدہ کے راستہ سے ملتان کیطرف کہ اس یورش سے غرض اصلی اُسکی ملتان کی تسخیر سے تھی روانہ ہوا اور ابو الفتح نے جب یہ شہادہ کیا کہ مقدم ملوک ہند کو کیا پیش آیا ناچار مقاومت کی صلاح نہ دیکھی اور قلعہ بند ہوا اور عجز و زاری کا دروازہ مفتوح کرکے متعہد ہوا کہ ہر سال میں ہزار درم سرخ بلا عذر داخل کرونگا اور احکام شرعی جاری کرکے مذہب الحاد سے احتراز کرونگا سلطان محمود نے بعد سات روز ملتان کو محاصرہ کرنیکے اس اقرار پر صلح کرکے معاودت کے تہیہ میں تھا کہ دفعتہً ایلچی ارسلان جاذب حاکم ہرات کے پاس سے پہونچا کہ ایلک خان کے لشکر ادھر آتے ہیں اور ملک کو خراب کرتے ہیں سلطان محمود نے تبجیل تمام مہمات تہندہ کے سکھ پال کو سپرد کیے جو کہ راجہاے ہند کے فرزندمیں سے تھا اور پیشاور میں بعلی سبکتگین کے ہاتھ میں گرفتار ہوکر مسلمان ہوا تھا اور اُسے آب سار بھی کہتے تھے اور خود غزنین گیا اور شرح ایلک خان کی داستان کی یون ہے کہ مدت مدید تک بساط محبت و مودت درمیان سلطان محمود و ایلک خان کے گستردہ رہی اور علاقہ مصاہرت اور مادی محکم اور استوار رہا یہانتک کہ مفسدون کے فساد اور سخن چینیون اور چغلخورون کی چغلخوری کے سبب وہ صداقت عداوت کے ساتھ مبدل ہوئی اور جب سلطان محمود نے ملتان کی طرف نہضت فرمائی اور خراسان کا میدان دلیران شیر افگن کی ہیبت سے خالی ہوا ایلک خان نے فرصت پاکر اس ولایت کی تسخیر کی طمع کی اور سیاوش تگین کو کہ اُسکا سپہ سالار تھا اطراف و جوانب سے فوج بحساب جمع کرکے خراسان کی طرف روانہ کی اور جعفر تگین کو بطور شحنگی کے دار الملک بلخ میں مقرر کیا ارسلان جاذب حاکم ہرات اس حال سے واقف ہوکر تحکام کی حفاظت کیواسطے ہرات سے غزنین کی طرف متوجہ ہوا اور اعیان خراسان کی ایک جماعت نے سلطان محمود کے ایام غیبت کی درازی اور انواع ارجیف کے انتشار کے سبب ایلک خان کے ساتھ مطاوعت اور فرمانبرداری طریق اختیار کیا جب سلطان محمود غزنین میں داخل ہوا ایک لشکر باشکوہ اور ایک حشر انبوہ بحر موج کے مانند فراہم کرکے

بلخ کی سمت روانہ ہوا اور جغتائین سلطان کی فوج کشی سے خبردار ہوکر ترمذ میں بھاگ گیا اور ارسلان جاذب سلطان کے حکم کے موافق سیاوش تگین کیطرف متوجہ ہوا اور بہرات سے برآمد ہوکر ماوراالنہر کی عزیمت کی ایلک خان قدرخان سے جو شاہ چین تھا مدد چاہی اور قدرخان پانچ ہزار فوج سے اُسکی کمک کو آیا ایلک خان نے اُسکے اتفاق سے آب جیحون سے عبور کیا اور بلخ کے چار فرسخ پہونچکر سلطان محمود کے لشکر کے مقابل فروکش ہوا سلطان محمود نے بنفس نفیس صف کارزار آراستہ کی قلب لشکر پر اپنے چھوٹے بھائی امیرنصیرالدین والی جرجان اور ابونصر فریغون اور عبداللہ طائی کے سپرد کی اور میمنہ التوتاش حاجب کے حوالہ کی اور میسرہ ارسلان جاذب اور امرائے افغانان اور خلج کے تفویض فرمائی اور پانسو فیل کوہ ہمتمثیل افواج بحر موج کے آگے استادہ کئے اطراف ایلک خان نے بھی قلب لشکر میں قرار کیا اور قدرخان کو میمنہ اور جغتائین کو میسرہ میں مقرر کیا جب طرفین سے صف کارزار تیار ہوئی جہانتک پیک نظر جاتا تھا سوارون کا پر نظر آتا تھا فردوسی

نہان گشت خورشید گیتی فروز ۔ شد آگاہی از شب بود پیدا نہ روز
شد اسم سپہان زمین لالہ رنگ ۔ ز نیزہ ہوا شد چو پشت پلنگ

پھر دونون لشکر مثل دو بحر زیخ ایک دوسرے کے مقابلے کو آئے اور کھڑونکی صدا نے آسمان کے کان بہرے کیے اور تازیون نے اپنے سم کے غبار سے فضائے سپہر تیرہ کیا اور آتش حملہ کی ہوا سے افروختہ ہوئی اور شمشیر آبدار اور سنان شعلہ کردار کی آبیاری سے خون دلاور رزمکا معرکہ کی خاک مین آمیختہ ہوا اور ایلک خان غلامان خاصہ کی افواج ہمراہ لیکر اپنی صف سے برآمد ہوکر دار وگیر مین مشغول ہوا سلطان محمود شدت ترکان ایلک خان کی مشاہدہ کرکے گھوڑے سے آتر اور تضرع و زاری سے منہ اپنا خاک عجز پر رکھکر حضرت ذوالجلال سے نظفر و نصرت کی مسئلت کی اور نذرا و صدقات اپنے اوپر واجب کیے اور افضال الٰہی پر اعتماد کرکے فیل مست پر سوار ہوا اور شیر ژیان کے مانند ایلک خان کے قلب لشکر پر جا پڑا جو اُسکی نظر فضل رب پر تھی ناگاہ عنایت سبحانی سے اول مرتبہ سلطان محمود کے فیل مست نے ایلک خان کے علمدار کو خرطوم مین لپیٹ کر سنگر یزہ کی طرح پھینکدیا اُسکے بعد ترکون کی صف کیطرف جھکا اور خلق کثیر اور جم غفیر کو عرصۂ ہلاک مین داخل کیا جب دیران صف شکن سلطان نے مشاہدہ کیا کہ سلطان محمود قاہر و بہادر کے فضال سے ایسے فیل مست سے دشمنون پر حملہ آور ہوا بیکبارگی جوش و خروش مین آکر جب دراست سے صفوف اعدا پر جا پڑے اور تیغ بید ریغ کی ضرب اور طعن سنان جانستان سے ترکون کو خاک ذلت پر ڈالا یہانتک کہ ایلک خان اور قدرخان اپنی زندگی سے مایوس ہوے اور ہزار حیلہ معرکہ سے باہر گئے اور برق کے مانند بھاگ کر آب جیحون سے عبور کیا اور اپنے ممالک محروسہ مین کسی مقام پر باگ نزدکی اور دوبارہ خراسان کے تسخیر کا خیال اپنے سر پر نہ لائے اور تاریخ یمینی مین مسطور ہے کہ سین الدولہ سلطان محمود نے ایلک خان کی ہزیمت کے بعد تعاقب کی عزیمت فرمائی جو کہ موسم سرما تھا اور اس حدود مین سردی اور برف ریزی اس کثرت سے تھی کہ تمام لشکر اُسکی تاب نہ لاسکتا اکثر امرا اس امر سے راضی نہ تھے لیکن سلطان محمود بنفس نفیس اسیارہ مین بجد تھا ناچار دو کوچ اسکے تعاقب مین گیا تیسری شب کو بیابان مین برف عظیم اور سرمائے شدید نے زور شور کیا الحکارون نے سلطان محمود کیواسطے ایک بارگاہ ایستادہ کرکے منقل مشیا رحامہ نمدین جیسا کہ اکثر حضار مجلس گرمی کے سبب سے چاہتے تھے کہ جاہاے زمستانی بدن سے دور کرین اتنے مین مسمے دلچک سلطان محمود کی بارگاہ مین حاضر ہوا سلطان نے ازروے ظرافت دلچک سے فرمایا کہ تو باہر جا اور میری طرف سے سرما سے کہدے کہ یہ جان کندنی تیری کیا ہے ہم یہان گرمی کے سبب سے قریب ہے کہ سرد کیا جامہ اپنے بدن سے تبدیل کرین دلچک حکم کے موافق باہر گیا اور کچھ عرصہ کے بعد واپس آیا اور زمین ادب کو بوسہ دیکر عرض کی کہ غلام نے حضور کا پیغام

طغرل بیگ کا نام امیرالمومنین قہرالدین رکھا اور ابوالفتح فرخزاد بغاث بلاد یمین الدولہ

سرما کو پہونچایا وہ کہتا ہے کہ اگرچہ سردست میرا ہاتھ سلطان اور اسکے مقربون کے دامن تک نہین پہونچتا ہے لیکن تلقچون اور شاگرد پیشہ کی آج شب کو ایسی خدمت کرونگا کہ کل حضرت سلطانی اور اُسکے مقرب اپنے گھوڑونکی تیمارداری اور خدمت کرینگے اور ہماری طرف سے غبار خاطر شریف مین نہ بیٹھے سلطان نے اگرچہ اسوقت خوش طبعی سے ظاہر کچھ نہ کہا لیکن اس غریبت سے دلمین پشیمان ہوا اور واپسی کا قصد کرلیا ناگاہ اُسی شب کو ہندوستان کی طرف سے یہ خبر سمع مبارک مین پہونچی کہ آب سار تمروی سے مرتد ہوکر دین حق سے پھر گیا اور اس میدان کو خالی دیکھکر یاد شاہی عمال کو اُس دیار سے نکالدیا اسواسطے سلطان نے علی الصباح عنان عزیمت ہندوستان کیطرف معطوف فرمائی اور کوچ برکوچ روانہ ہوا اور اُن امرا کو جنکی جاگیرین ہندوستان مین تھین بانجناح استعجال پیشتر روانہ فرمایا وہ لوگ آب سار کو گرفتار کرکے دربار مین حاضر لائے سلطان محمود نے چار لاکھ درم اس سے لیکر اپنے خزانچی مستے گلین کو عنایت کیے اور آب سار کو قید کیا یہانتک کہ وہ قیدی مین مرگیا اور اس وقت آنحضرت نے عطف عنان کرکے غزنین مین رونق افروزی کی اور بستر استراحت پر تکیہ زین ہوکر آرام فرمایا اور سنہ ۳۹ تین سو ترانوے ہجری مین انندپال کی گوشمالی کا آہنگ کیا اور وجہ اسکی یہ تھی کہ اُسنے عین قصد تسخیر ملتان مین بے ادبی کی تھی اور لشکر فراہم کرکے ہندوستان کے یورش کا عازم ہوا اور یہ خبر سنتے ہی انندپال سخت پریشان ہوا اور ہندوستانی راجاون سے استمداد طلب کی یہ لوگ جو اہل اسلام کی دفع ایذا کو موجب حسنات اور ترقی درجات سمجھتے تھے ناچار بقصد ثواب ہند اور اطراف کے تمام راجہ اسکی استمداد پر آمادہ ہوے یہانتک اوجین اور گوالیار اور کالنجر اور قنوج اور دہلی کے راجہ فوج فوج لشکر سے پنجاب کیطرف متوجہ ہوے اور امیر ناصر الدین سبکتگین کے عہد مین جس قدر لشکر قلمبند ہوا تھا اب کی اس سے بھی زیادہ تھا اس مرتبہ فوج کا جائزہ لیکر انندپال کو سردار کرکے سلطان کی حرب پر آمادہ ہوے اور پیشاور کے صحرا مین سلطان محمود کے لشکر کے قریب جاکر چالیس روز تک مقابل رہے برابر کے حریفون سے کوئی جنگ بہتفت اور پیش قدمی نکرتے تھے لیکن روز بروز لشکر کفار افزون ہوتا تھا اور اطراف وجوانب سے آئین مدد پہونچتی تھی یہانتک کہ لشکر کے کفار بھی اُس سفر مین ہنود سے ملحق ہوے اور ایک حشر عظیم برپا کیا اور مسلمانون کی حرب مین ایسے ساعی ہوے کہ اُنکی عورتین اپنا زیور فروخت کرکے اور دور دور سے خرچ اپنے شوہرون کیواسطے بھیجتی تھین تو مصارف ضروری سفر مین صرف کرکے مسلمانون کی حرب مین کوشش کرین اور جو عورتین اسمقدرت نرکھتی تھین چرخہ زنی اور مزدوری کرکے چیزے بھیجے مردم لشکر کیواسطے ارسال کرتی تھین جب سلطان نے بخوبی دریافت کیا کہ کفار اس مرتبہ فدویون کے مانند سلوک کرتے ہین بالقاع جنگ مین شرائط احتیاط بجالایا یعنی لشکر کے دوطرفہ خندق وسیع اور عمیق کھدوائی تو جانبین سے کفار دلیرانہ نہ آسکین اُسکے بعد حرب مین قیام کرکے ہزار جوان تیرانداز حکم کے مطابق آگے جاتے تھے اور کفار کو حیلہ ہاے سپاہیانہ سے جنگ پر آمادہ کرکے اپنے لشکر گاہ کیطرف بھیج لاتے تھے اور غازیان اسلام اتفاق حسنہ سے اُنکے دفع مین مشغول ہوتے تھے اور باوصف اس احتیاط کے کہ سلطان عمل مین لایا تھا تیس ہزار کفار سر و پا برہنہ اور ببرایک حربہ بغیر کررہا تھا مین لیکر دونون طرف سے عین کارزار مین دوطرفہ خندق سے عبور کرآئے اور سوداران اسلام پر آپڑے اور انسان دو رکو بنکو لشکر اسلام کے زخمی شمشیر اور خنجر اور برچھی سے کرتے تھے خلاصہ یکطرفۃ العین مین تین چار ہزار مسلمانون کو شہد شہادت چکھا کر روضہ رضوان مین داخل کیا اور اس والاہمتی سے اُنکی نیت خاص یہ تھی کہ سلطان بھکر کے پیادون کے شر سے معرکہ سے کنارہ کش ہوکر اس روز جنگ موقوف رکھے جو کہ خدا الفیل تھا قدرت سے قضیہ بالعکس ظہور مین آیا کہ ناگاہ وہ فیل کہ جسپر انندپال سوار تھا صدائے لفظ دھڑنگ سے سراسیمہ ہوکر بھاگا اور اطراف کے لشکر نے لمرگ مچندکے

مقدم پر فرار کا گمان کر کے سب نے ہزیمت کی راہ پائی اور عبداللہ طائی نے پانچہزار سوار عرب سے اور ارسلان جاذب نے دو ہزار ترک افغان اور خلج سے دو شبانہ روز مغروریون کا تعاقب کیا اور آٹھ ہزار تیغ کے گھاٹ اتارے اور تیس زنجیر فیل اور غنیمت بیشمار فراہم کر کے سلطان کی خدمت مین حاضر ہوے سلطان اس فتح کے بعد تقویت دین محمدی کیواسطے نگرکوٹ کے جہاد اور وہانی بت شکنی کا عزم بالجزم کر کے روانہ ہوا اور اس عہد مین وہ قلعہ ساتھ قلعہ بھیم کے موسوم اور مشہور تھا سلطان طے مراحل اور منازل کے بعد جب قلعہ بھیم کے اطراف مین پہونچا حکم اسکے محاصرہ کا دیا اور اسکے اطراف و جوانب کے باشندون کے قتل سے اپنے تئین معاف نرکھا اور وہ قلعہ راجہ بھیم کے عہد مین ایک پہاڑ کے فلہ پر تعمیر ہوا تھا اہل ہند اسکو بت دیکا مخزن جانتے تھے اور اطراف و اکناف کے راجہ زر نقد اور جواہر کے علاوہ انواع نفائس اور تحائف وہان بھیجتے تھے اور اس امر کو سبب تقرب درگاہ احدیت تصور کرتے تھے چنانچہ سونے اور نقرہ اور جواہر اور در و مرجان اس قلعہ مین اس قدر جمع ہوا تھا کہ جوہری وہم اسکا حساب نکر سکے اور کسی بادشاہ کے خزانہ مین فراہم نہ تھا چونکہ قلعہ ابطال رجال سے خالی تھا اور سوا ے برامہہ اور بت پرستون کے کہ خادمان اصنام سے مراد ہین کوئی ساکن نہ تھا اسواسطے رعب اور ہراس افواج سلطانی دلونکے باشندونکے دلون پر طاری ہوا الامان کی صدا ایوان کیوان تک پہونچائی اور تیسرے دن قلعہ کا دروازہ کھولکر سلطان کے روبرو خاک مذلت پر گرے سلطان چند خواص اپنے ہمراہ لیکر قلعہ مین داخل ہوا سات لاکھ دینار سرخ اور سات سو من الات چاندی سونے اور دو سو من کندن اور دو ہزار من چاندی خالص اور بیس من انواع جواہر کہ بھیم کے عہد حکومت سے فراہم ہوا تھا اہالیان سلطانی کے تصرف مین آیا پھر سلطان بے سالما اور غانما غزنین کیطرف معاودت فرمائی اور سنہ ۴۰۸ چار سو بیحین شہر کے باہر چند تخت طلا اور نقرہ کے بارگاہ مین رکھوائے اور وہ غنائم کہ اس سفر مین ہاتھ آئے تھے صحرا مین لیجاکر انبار کیے اہل شہر اور دیہات اسکے تماشے کو جمع ہوئے تین روز تک یہ صحبت اور مجمع رہا سلطان محمود نے جشن عظیم فرمایا اور مستحقون اور پرہیزگارون کو مال اور احسان سے مستغنی کیا اور جذب قلوب مین کسی طور تقصیر نکی اور سنہ ۴۰۹ چار سو ایک ہجری مین سلطان محمود نے خور پر لشکر کشی فرمائی اور وہان کا حاکم مسمے محمد بن سوری دس ہزار مرد آراستہ کر کے سلطان محمود کی صفوف کے مقابل آیا اور صف آرائی کے بعد طلوع آفتاب سے دوپہر تک آتش حرب و ضرب شعلہ زن کر کے داد مردانگی اور جوانمردی کی دی جب سلطان محمود نے غوریون کی جانبازیان مشاہدہ کین اپنے لشکر کو از روے فریب کے معرکہ جدال سے روگردان اور پسپا کیا اہل غور نے اس گمان سے کہ سپاہ سلطان نے ہزیمت پائی کھائی سے کہ اپنے گرداگرد تیار کی تھی برآمد ہو کر پیچھا کیا جب فضاے صحرا مین پہونچے سلطان محمود کی افواج دریاے سیل شدید کے مانند پھر پڑی تھین اکثر غوریون کو طعمۂ شمشیر آبدار کیا اور جرأت کا قدم بڑھا کر محمد ابن سوری کو دستگیر کر کے سلطان محمود کے روبرو حاضر کیا محمد ابن سوری نے وفور الم اور ہجوم غم سے ہیرہ کا نگینہ کھاکے مجلس سلطان مین اس عالم فانی سے کوچ کیا اور وہ ولایت اہالیان سلطان کے تحت تصرف مین آئی اور تاریخ یمینی مین مرقوم ہے کہ غور کے حکام اور وہان کی رعایا نے اس عہد تک دین اسلام نہ قبول کیا تھا لیکن صاحب طبقات ناصری اور فخر الدین مبارک شاہ رودی کہ سلطان غور کی تاریخ سلک نظم مین کھینچی ہے انکا یہ قول ہے کہ اہل غور امیر المومنین اور نیسوب اللہ حدین اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے عہد خلافت مین مسلمان ہوے ہین اور بنی امیہ کے عہد مین تمام ممالک اسلام نے حرف بیجا حضرت رسالت پناہ کے خاندان پر کہا ہے لیکن غور کی مملکت مین کسی وجہ سے مرتکب اسکے ہونے اس سبب سے کہ اس مملکت کو تمام ممالک پر فخر اور مباہات ہے اور اس سلطان محمود دوبارہ غزنین سے طغیان آیا اور اسے جزیرہ سے

مفتوح کیا بہت سے قزاقوں اور ملاحدہ کو تہ تیغ کرکے دارالبوار پہونچایا اور بتوں کے ہاتھ اور پاؤں قطع کیے اور داؤد بن نصیر کو زندہ گرفتار کرکے اپنے ہمراہ غزنین میں لیگیا اور غور کے قلعہ میں محبوس کیا یہانتک کہ وہیں ہلاک ہوا اور سنہ چار سو دو ہجری میں سلطان محمود کے دلمیں دوبارہ جہاد کی ہوس پیدا ہوئی تھانیسر کیطرف کہ ممالک ہندوستان سے ہی متوجہ ہوا اور عزیمت کا سبب یہ تھا کہ یہ خبر اُسکے سمع مبارک میں گوش زد ہوئی تھی کہ تھانیسر کفار کے نزدیک عزت واحترام میں بمنزلہ مکہ معظمہ کے ہی اور وہان قدیمی ایک تجانہ ہی اور تین بت کثرت سے نصب کیے ہین اور اعظم اصنام اُنکا جگ سوم نام رکھتا ہی اور کفار کے اعتقاد مین جب سے کہ جہان پیدا ہوا ہی وہ بت بھی تھا اور سلطان غازی جب ممالک پنجاب مین داخل ہوا چاہتا تھا کہ بسبب اُس عہد اور پیمان کے کہ اُسکے اور انندپال کے درمیان واقع ہوا تخلف نہ ہووے اور کسی طور کا صدمہ اور لغزش عبور راہ کی وجہ سے اُنکی مملکت کو نہ پہونچے اسوجہ سے ایلچی انندپال کے روبرو بھیجکر اعلام کیا کہ مین تھانیسر کی عزیمت رکھتا ہون تجھے لازم ہی کہ ایک جماعت اپنے معتمدین سے ہماری موکب ہمایون مین ملازم کرے تو جو پرگنہ کہ تیرے متعلق ہو سپاہ گردون اشتباہ کے صدمہ سے محفوظ رہے انندپال نے فرانبرداری فرمان واجب الاذعان اپنی بقاے دولت کا سبب جانکر بسرعت تمام اسباب ضیافت مہیا کیا اور اپنی مملکت کے تجار اور بقالون کو حکم دیا تو ہر قسم کے اشیا مثل روغن اور غلہ اور جمیع ما یحتاج لشکر سلطان کے اردو مین لیجاکر ایسا انتظام کرین کہ لشکر مین آسودگی ظاہر ہووے اور دو ہزار سوار اپنے بھائی کے ہمراہ کرکے سلطان کی خدمت مین بھیجکر عرضی لکھی کہ بندہ مطیع اور فرانبردار ہی اور وفور اخلاص اور اعتقاد سے مقربان بارگاہ کی خدمت مین عرض گذار ہی کہ تھانیسر کا تجانہ اس ملک کے باشندون کا معبد ہی اگرچہ حضور کے مذہب مین بتونکا توڑنا موجب حصول حسنات اور رفع سیات کا سبب ہی اور یہ امر قلعہ نگرکوٹ کی بت شکنی مین حاصل ہوا اب یہ خدمتگار جان نثار عرض کرتا ہی اگر سلطان فضل بھائی قرار دیکر ہر سال خراج اس ملک کی رعایا پر لازم کرکے مراجعت فرماوین یہ کمترین بھی اس شکریہ مین کہ التماس اس ذرۂ بیمقدار کی معرض قبول مین پذیرا فرمائی ہی ہر سال پچاس زنجیر فیل مع تحف و ہدایا بے نقیسہ درگاہ عرش اشتباہ مین مرسول کریگا سلطان نے جواب دیا کہ مسلمانون کے مذہب مین ایسا ہی کہ وہ جس قدر شریعت خراکی رواج اور کفار کے بعد یعنی تجانون کے انہدام مین کوشش کرین یوم الجزا مین اجر زیادہ تر پاوین اور جو نیت ہمایون وہ ہی کہ ہم مساعی جمیلہ سے بت پرستی کی بیخ ہندوستان کے تمام شہرونسے بالکل زائل کرین کیونکر سفر تھانیسر کے عزیمت فسخ کرین الغرض جب یہ خبر دہلی کے راجہ کو پہونچی اہالی اسلام کے حرب پر آمادہ ہوا اور ہندوستان کے اطراف وجوانب مین ایلچی بھیجکر پیغام دیا کہ سلطان محمود جنود نامعدود سے تھانیسر کیطرف کہ ہمارے ممالک سے ہی متوجہ ہوا ہی اگر پیشتر سے اس سیلاب تند کا بند محکم نباندھینگے عنقریب وہ اس مملکت کے صحرا مین پہن ہوکر جور کے تیر سے صغیر و کبیر کے دولت کا نہال بیخ و بن سے اکھاڑیگا تہیہ ہی کہ تم سب عالی ہمم اپنی افواج سے تھانیسر مین مجتمع ہوا اور ہم سب یکدل ہوکر غوغا برطرف کرین لیکن سلطان محمود لشکر کفار کے اجتماع سے پیشتر تھانیسر مین پہونچا اور شہر خالی دیکھکر بیدلجمعی تمام غارت کیا اور حضرت ابراہیم کی طرح بتون کو توڑا اور جنگ سومنات غزنین مین بھیجا تاکہ خلائق کے سر راہ اُسے ڈالکر پے سپر بناوین اور اسقدر خزینے تبکدون سے دستیاب ہوے کہ شمار اُسکا حد سے باہر ہی اور حاجی محمد قندھاری کی روایت سے یہ واضح ہوتا ہی کہ ان تجانون مین سے ایک قطعہ یاقوت سرخ کا ایسا دستیاب ہوا تھا کہ اُسکا وزن چار سو پچاس مثقال تھا اور اس سنگ ورڈھنگ اور رنگ کا جوہر نفیس کسی نے نہ دیکھا نہ سنا تھا سلطان نے اُس فتح کے بعد دہلی کی تسخیر کا ارادہ کیا ارکان دولت نے عرض کی کہ دہلی ہو وقت تسخیر ہوگی کہ پنجاب کی سلطنت

یکقلم بالیان سرکار کے تصرف مین آوے اور راننہ پال کے طرف سے بالکل دلجمعی ہووے سلطان کو یہ بات پسند آئی اور وہ
عزیمت فتح کی اور تخمیناً دو لاکھ ہندی اس ولایت سے غزنین مین لیگیا کہتے ہین غزنین کو بھی اس سال بلاد ہندوستان سے شمار
کرتے تھے کس واسطے کہ لشکر سلطان کا ہر فرد بہت سے کنیز اور غلام کا مالک ہوا تھا اور سنہ ۴۰۰ چار سو اور تین ہجری مین التوتمش
پسر بالاار اور ارسلان خان جاذب نے غرجستان فتح کرکے شاہ سار ابولعشر کو جو وہان کا حاکم تھا غزنین مین گرفتار کرلائے اور
کہتے ہین کہ جس وقت شاہ سار کو قید کرکے غزنین مین لاتے تھے ایک غلام جو شاہ سار کا موکل تھا آسنے ارادہ کیا کہ غزنین
کے پہونچنے سے پیشتر خاتون کو اپنے مجاری احوال پر مخبر کرے پھر شاہ سار کو نامہ تحریر کرنیکی تکلیف دی ہر چند شاہ سار نے اس
امر سے انکار کیا فائدہ نہ بخشا شاہ سار نے ناچار قلم اٹھایا اور یہ عبارت تحریر کی کہ اے تجربۂ ناکار و اے شوخ چشم تیرہ روزگار
مجھے یہ تصور اور خیال ہے کہ تیرے افعال شنیعہ اور اعمال قبیحہ میرے گوش زد ہوئے اور ضائع کرنا میرے مال کا اپنے تحصیل
مرادات مین میرے خاطر نشان نہوا مین خوب واقف ہون کہ تو زمانہ شراب خواری اور اوقات حریف کی نازبرداری مین سرشار
بسر کرتی ہے اور میرے خانمان کو غبار صرصر بدنامی سے برباد کرتی ہے اور میری آبروریزی کرکے خاک مذلت و رسوائی میرے سر پر
گرائی اگر حسبہ اللہ تعالی کے فضال سے مع الخیر و عافیت پھر وطن پہونچا ہون تیرے کوار بد کی سزا دیتا ہون اور تیرے اعمال
زشت کی جزا تیری آغوش مین رکھتا ہون پھر نامہ اختتام کرکے سربمہر کی اور غلام کے سپرد کیا جب وہ نامہ خاتون کو پہونچا اور
مضمون معلوم ہوا دھوان غم کا اُس ضعیفہ بیچارہ کے دماغ سے برآمد ہوا اور اپنے دلمین یقین کیا کہ دشمنون نے میرے شوہر سے
سخنان دروغ لمکر میری نسبت تہمت چند کی ہین اسلیے وہ شوہر کے خوف سے اپنی خواہون کو لیکر مکان سے نکل گئی اور گوشہ
مین پوشیدہ ہوئی اور غلام نے شاہ سار کو غزنین مین پہونچایا اور اپنے مکان مین گیا دیکھا کہ محل سرا کا دروازہ بند ہے اور آبادی
کا نشان مطلقاً باقی نہین رہا حیران ہوا اور دروازہ کھولا اُس مکان کو گلزار ارم کے مانند نزہت افزا تھا بیابان
لوط کی طرح خشک اور خالی پایا اور کدبانو کا اثر اور پرستار و نشان نہ ملا کاکانے ہمسایہ کے باشندون سے حقیقت حال
پوچھی اُنھون نے نامہ کے مضمون اور قبائح اور فضائح سے جو اُسمین ثبت تھے آگاہ کیا کاکا نے فریاد اور شور برپا کیا کہ مین اس
سے وقیعت نہین رکھتا پھر خاتون کو طلب کرکے عذر خواہی کی اور اول مرتبہ جب شاہ سار کو سلطان کے دربار مین لیگئے
یاران خوش طبع نے یہ ماجرا سلطان کے گوش زد کیا سلطان نے متبسم ہوکر فرمایا کہ جو شخص اپنے جادۂ اعتدال سے باہر قدم
رکھتا ہو اور اپنے بزرگ تر سے بطریق ادب پیش نہین آتا اُسکی یہی سزا ہے اور سلطان نے تین دنون مین ایک مکتوب خلیفہ عباسی القادر
باللہ کو تحریر کیا کہ جو اکثر بلاد خراسان راقم سے متعلق ہین امیدوار ہون کہ بعضے بلاد خراسان جو آپ کے غلامون کے تصرف مین
ہین اس طرف کے لوگون کو معاف فرماوین خلیفہ نے سلطان کے ملاحظہ سے یہ التماس پذیرائی سلطان محمود نے جب
دوبارہ خلیفہ بغداد الماقا اور کو نامہ سمرقند کی طلب اور عطائے فرمان مین لکھا خلیفہ نے فرمایا معاذ اللہ مین یہ امر قبول نکرونگا
اور اگر تو میری بغیر مرضی اُسکے لینے کا ارادہ کریگا ایک عالم تیرے اوپر چڑھا لاؤنگا سلطان رنجیدہ ہوا اور خلیفہ کے ایلچی سے کہا
کہ تو چاہتا ہو کہ مین ہزار فیل جنگی لیکر دارالخلافت ویران کرون اور اسکی خاک ہاتھیون کی پیٹھ پر لاد کر غزنین مین لاؤن ایلچی روانہ
ہوا اور چند عرصہ کے بعد خلیفہ کا نامہ لیکر آیا اُسوقت سلطان محمود دربار مین بیٹھا تھا اور غلام صف باندھکر ادب سے ایستادہ
ہوئے تھے اور ایلچیان کو بہ بیکر دربار گاہ پر ایستادہ کیے اور لشکر کو تعبیہ کیا رسول حاضر ہوا اور نامہ سربمہر تخت کے
روبرو رکھکر اور امیر المومنین قادر باللہ کی طرف سے عرض کی کہ خلیفہ فرماتا ہے تیرا جواب یہ ہی خواجہ ابونصر

روزنی نے کہ امیر دیوان رسالت تھا نامہ کو لکر دیکھا کہ اول سرنامہ پر بسم اللہ الرحمن الرحیم تحریر ہے اور اسکے بعد ایک سطر بحروف مقطعات الم الم الم لکھکر آخر اسکے یوں تحریر ہوا الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علے رسولہ محمد وآلہ اجمعین اس کے سوا اور کچھ تحریر نہ تھا سلطان اور تمام کاتب اور منشی حیران تھے کہ آیا تین کیا رمز اور کنایہ لکھا ہے ہر ایک آیت جو قرآن مین اور ہی تمام پڑھین اور تفسیر کی کچھ دریافت نہوا خواجہ ابوبکر قہستانی کہ اتبک کسی مدارج اور مناصب پر منصوب نہ تھا قدم جرأت کا بڑھا کر عرض کی جو حضور نے دار الخلافت کی پایمالی پلے پیلان سے تجویز کرکے ہاتھیون سے تہدید کی تھی شاید کہ اُسکا جواب الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل تحریر کیا ہو سلطان محمود اس امر کے سنتے ہی بیہوش ہوگیا جب ہوش مین آیا گریہ وزاری کرکے الحجی سے معذرت چاہی اور مع تحف و ہدایا رخصت کیا اور ابوبکر قہستانی کو خلعت خاص سے سرفراز فرکر صدر امارت پر متمکن کیا اور ۴۰۴ھ چار سو چار ہجری مین سلطان نے قلعہ نندونہ پر کہ باضات کے پہاڑ پر واقع ہے لشکر کشی کی اُس عرصہ مین انندپال کے فوت ہونے سے اُسکا بیٹا یعنی جیپال کا پوتا لاہور کا حاکم تھا جو کہ وہ سلطان کے مقابلہ کی طاقت نرکھتا تھا مرزبان جنگی کار آزمودہ قلعۂ نندونہ مین چھوڑکے آپ کشمیر کے درہ مین روانہ ہوا سلطان قلعہ کا محاصرہ کرکے نقب یعنی سرنگ وغیرہ اور آلات واسباب قلعہ کشائی مین مشغول ہوا اہل قلعہ نے عاجز ہوکر امان چاہی اور راہالیان سلطانی کو قلعہ سپرد کیا سلطان قلعہ کے اسباب پر متصرف ہوا اور اپنے معتمدین مین سے ایک کو قلعہ سپرد کرکے کشمیر کے درہ کیطرف متوجہ ہوا جیپال کا نبیرہ اُس امر سے آگاہ ہوکر وہان سے بھی دوسرے مقام مین بھاگ گیا سلطان اس درہ سے بھی غنیمت بیشمار اپنے تصرف مین لایا اور ایک خلق کو دین اسلام سے آشنا کرکے غزنین مین آیا اور ۴۰۸ھ چار سو چھ ہجری مین بھی کشمیر کی غزیت کی اور قلعہ لوہ کوٹ کو کہ رفعت اور متانت مین بمشہور و معروف تھا محاصرہ کیا جب چند ماہ کا عرصہ منقضی ہوا اور موسم برف باری اور شدت سرما کا آیا اور کشمیر کی کمک بھی اُسکے پاس پہونچی ترک محاصرہ کرکے راہ غزنین کی آگے لی اور سفر مین راہ گم کرکے ایسے مقام مین جا پڑے کہ تمام صحرا آب تھا اور جس طرف جاتے تھے پانی کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا اور پانی مین ایک خلقت کثیر ہلاک ہوئی اور یہ پہلا چشم زخم اور صدمہ تھا کہ سلطان محمود کے لشکر کو ہندوستان کے سفرون مین پہونچا اور چند روز کے بعد اُس آب سواج سے بہزار مشقت اور حیلہ کے نجات پائی اور اسی سال ابوالعباس مامون خوارزم شاہ نے سلطان محمود کو نامہ تحریر کرکے اپنی ہمشیرہ کی خواستگاری کی سلطان نے اُسکے پنجہ عروس تمنا کو حنائے اجابت سے رنگین کیا یعنی اپنی بہن کو خوارزم مین بھیجدیا اور ۴۰۷ھ چار سو سات ہجری مین خوارزم شاہ پر ایک جماعت اوباش نے ہجوم کرکے یورش کیا اور شاہ موصوف اُنکے دست تسلط سے مقتول ہوا سلطان یہ سانحہ سنتے ہی بسہیل عجلت غزنین سے بلخ آیا اور وہان سے بیک نظر کی طرح خوارزم کی جانب متوجہ ہوا جب خضر بند مین کہ وہ خوارزم کا سرحد ہے پہونچا محمد طائی کو مقدمۂ لشکر کرکے پیشتر بھیجا جس وقت کہ غزنویون نے منزل مین اقامت کرکے صبح کی نماز مین قیام کیا خمارتاش کہ خوارزمیون کا سپہ سالار تھا قابو پاکر کمین گاہ سے برآمد ہوکر ابلیس کی طرح نمازیون پر تاخت لایا اور ایک جماعت کثیر کو تہ تیغ کرکے روضہ رضوان مین داخل کیا اور بقیۃ السیف منہزم ہوئے سلطان فتح غلامان خاصہ کی فوج جرار بیشمار اس جماعت کی سرکوبی کیواسطے تعین فرمائی اور اُن جانبازون نے تعاقب کرکے خمارتاش کو گرفتار کیا اور سلطان کے حضور حاضر لائے اُسکے بعد سلطان قلعۂ ہزارا سپ مین پہونچا خوارزم کی سپاہ اجتماع کرکے مقابل ہوئی حرب شدید اور معرکہ عظیم کے بعد راہ ہزیمت و شکست نالی اور التونتگین بخاری جو اُنکا سپہ سالار تھا اسیر ہوا پھر سلطان نے خوارزم مین نہضت فرمائی اور ابوالعباس کے قاتلون کو اُسکے انتقام خون مین قتل کیا اسوقت امیر حاجب التونتاش کو خوارزم شاہی کے خطاب سے

مخاطب فرما کر خوارزم کی ولایت کا والی کر کے بطور جاگیر کے عنایت کی اور وہان سے بلخ مین مراجعت فرمائی اور ولایت ہرات کی اپنے فرزند امیر مسعود کو بخشی اور ابو سہل محمد بن حسین زوزنی کو اُسکا وکیل کر کے اُسکے ہمراہ روانہ کیا اور ولایت گورکان اپنے پسر امیر محمد کو دی اور ابو بکر قہستانی کو اُسکے ہمراہ کیا اور جب سلطان محمود خوارزم کی مہم سے مطمئن ہوا اُس سال کے زمستان و ربیع مین توقف فرمایا تاکہ سپاہ آرام پاوے اور سنہ ۴۰۷ چار سو نو ہجری مین اول بہار اور ہنگام اعتدال لیل و نہار مین کہ سلطان نامیہ نے سبزہ اور پھولون کی سپاہ فضائے صحرا اور بوستان مین کھینچی اور ہواے اردی بہشت کی اعتدال اور نسیم فرورد مین کے اہتزاز سے غنچہ طرب مفتوح ہوئے سلطان محمود ایک لاکھ سوار خاصہ اور بیس ہزار مرد مطوعہ الاسلام جو نواح بلاد ترکستان اور ماوراء النہر اور خراسان وغیرہ سے بہ نیت جہاد آنکر سلطان کی فوج کے منتظر رہتے تھے ساتھ لے کر متوجہ بلاد و فتوح ہوا اور فتوح گشا سپ کے زمانے سے سلطانکے عہد تک کسی بیگانہ کا ہاتھ اُسکے دامن مین نہ پہونچا تھا اور غزنین سے اس ولایت تک تین مہینے کا راستہ ہے اور سات دریا موج اور ہولناک سے عبور کرنا پڑتا ہے جب کشمیر کی سرحد مین پہونچا جانکے والی نے تحف اور ہدایاے لائق پیشکش کر کے عنایات خسروانہ سے مفتخر ہوا اور حکم محکم کے موافق تمدر لشکر ظفر پیکر روان ہوا اور جب سپاہ سلامت قطع کرتے مراحل اور مناذل کے بعد قنوج مین داخل ہوئی ایک قلعہ نظر آیا کہ رفعت سے سر افلاک کشیدہ اور متانت و حصانت مین بیدیل واقع ہوا وہان کے راجہ ذی شوکت کا نام کورہ تھا سلطان محمود کی افواج دریا موج کی کثرت اور شاہکا تجمل و حشمت دیکھکر حیران اور مبہوت ہوا اور مجادلہ کا خیال اپنے دل سے محو کر کے ایلچی کاروان اور مدبر بھیجکر انقیاد اطاعت و فرمانبرداری کیا اور رجوع سعادت ازلی اُسکے دامنگیر ہوئی برغبت تمام فرزندون اور ملازمون کو ساتھ لیکر قلعہ سے برآمد ہوا اور عنایات سلطانی اور مراحم خاقانی کے ساتھ مخصوص ہوا اور حبیب السیر کے قول سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اور سلطان محمود تین روز کے بعد میرٹھ کے قلعہ کیطرف متوجہ ہوا وہان کا راجہ مسمے ہردت وہ قلعہ مردم معتبر کے سپرد کر کے خود کسی طرف نکل گیا اور اہل قلعہ نے تاب مقاومت کی نہ لاکے دو لاکھ اور پچاس ہزار روپیہ اور تیس زنجیر فیل پیشکش کر کے امان پائی سلطان بھی وہان سے کوچ کر کے قلعہ مہاون پر جو آب جون یعنی جمنا کے کنارے واقع ہے متوجہ کش ہوا وہانکا راجہ گلچند نام ہاتھی پر سوار ہوا اور چاہا کہ دریا سے عبور کرے فوج سلطانی ہواے تند کیطرح تعاقب کنان اُسکے سر پر پہنچی گئی اُسنے مخبر سپاہ کو پہنچکر اپنی رانی اور فرزند دلبند کا سر کاٹا اُسکے بعد خنجر اپنے سینہ پر مار کر رخت ہستی وا والبوا مین کھینچا اور اُس ولایت سے اس قدر غنیمت ہاتھ آئی کہ خامہ و زبان اُس کی شرح سے عاجز ہے چنانچہ از انجملہ اسی فیل کوہ تمثیل تھے اس مہم کے فراغ کے بعد سمع شریف مین پہونچا کہ اس حدود مین ایک شہر ساتھ تھا کے مشہور ہے اور کرشن باسدیو کا مولد ہے اور ہنود اسے پیغمبر اور محل حلول واجب تعالی جانتے ہین اور شہر متھ معمور ہے اور آبادی مین اسطرح تین رکھتا اور استقدر عجائب اور غرائب اُس شہر مین ہے کہ زبان ناطقہ اُسکے وصف سے عاجز ہے سلطان محمود ادام اللہ اثارہ یہ کلام سنتے ہی اُس شہر کیطرف روانہ ہوا اور باوصف اُسکے کہ وہ شہر ولی کے راجہ سے علاقہ رکھتا تھا اور کسی نے قدم ممانعت آگے نہ بڑھایا تھا سلطان نے تائید یزدی سے بلا مزاحمت اور مخاصمت فائز المرام ہو کر اس شہر کو غارت فرمایا اور متجانون کو کہ اصل شہر اور حوالی مین تھے آتش زنی وغیرہ سے ویران کر کے مال وافر اپنے تصرف مین لایا اور وہان کی عمارات عالیہ و متجانے کی تعمیر مشاہدہ کر کے تعجب مین رہا اور ایک نامہ اشراف اور اعیان غزنین کے نام تحریر کر کے تحسین اس عمارت کا نقشہ درج فرمایا کہ اس شہر مین ہزار قصر آسمان اساس ہین لیکن کشمیر ہین کے سنگ رخام سے ساختہ ہین اور متجانے اس قدر ہین کہ اُنکا شمار نہین ہو سکتا اور اگر کسی شخص کو ایسی عمارت تعمیر کرنا منظور ہووے

ایک لاکھ دینار صرف کرکے اور استادان چابکدست کی سعی سے دو سو برس مین انجام کو پہونچے اور یہ بھی کہتے ہین کہ سلطان محمود کے لوگون نے اس مین پانچ بت طلاے خالص کے پائے اور صناع نے اُن صنام کی آنکھون مین یاقوت سرخ نصب کیے تھے کہ مجموع پچاس ہزار دینار قیمت کے سزاوار تھے اور علاوہ اُسکے اُن طلائی بتون مین ایک قطعہ یاقوت برنگ ارزق یعنی نیلگون جڑا تھا کہ چار سو مثقال وزن رکھتا تھا جب وہ بت توڑا گیا اس مین سے اٹھانوے ہزار اور تین سو مثقال طلاے احمر حاصل ہوا اور چاندی کے بت خرد و بزرگ سو عدد سے زیادہ تھے جب انھین بھی توڑا سو شتر بار ہوے اُسکے بعد عمارات مین آگ لگائی اور بیس روز کے بعد وہان سے کوچ کیا اور تاریخ الفی کی روایت سے واضح ہوتا ہی کہ جب سلطان نے سنکاس الطاف مین دریا کے کنارے سات قلعہ واقع ہین کہ رفعت اور استحکام مین فلک البروج کے ساتھ ہمسری کا دم مارتے ہین یہ سنتے ہی سلطان اُن قلعون کی طرف متوجہ ہوا اور اُن قلعون کا والی دہلی کے راجہ کا باج گذار تھا مضطرب الحواس ہوکر بھاگ گیا سلطان اُن قلعون مین داخل ہوکر سیر و تماشے مین مشغول ہوا اس درمیان مین اُسکی نظر چند تختی نے پر پڑی کہ ہندو کے اعتقاد مین تاریخ عمارت مذکی سے چار ہزار سال گذرے تھے اہالی اسلام اُن قلعون مین سے جو کچھ پایا متصرف ہوے پھر سلطان کے ہمراہ رکاب قلعہ میرٹھ کیطرف راہی ہوئے اور وہ قلعہ مردان مقاتل اور آذوقہ سے مملو تھا سلطان پندرہ دن تک اُنکے محاصرہ مین مشغول رہا اور راہ آمد کی اپنپر مسدود دیکھی جب اس امر پر آمادہ ہوا کہ مسلمان پھر وہان سے مفتوح کرین کفار کی ایک جماعت نے عزم قلعہ سے اُتر کر اپنے تئین ہلاک کیا اور بعضے مع زن و فرزند گرفتار مین گرکر جلگئے اور اُنمن سے کچھ لوگون نے زیست سے سیر ہوکر قلعہ کا دروازہ کھولکر دست بخنجر و جدر کیا اور مسلمانون سے ایسا لڑے کہ اُنمین سے ایک زندہ نہ بچا سب تیغ اسلام کے گھاٹ اترے سلطان غنائم اور اموال قلعہ کا ضبط کرکے قلعہ چندپال کے سمت روانہ ہوا اور چندپال نے مقاومت کی طاقت اپنے سے مسلوب دیکھکر سلطان کے نزول اقبال سے پیشتر مال اور متاع حرمہ اور اولاد اور اتباع ہمراہ لیکر اس ملک کے پہاڑون پر پناہ لی اور سلطان محمود اس قلعہ کے مال بقیہ کو اپنے تصرف مین لایا اور غلہ کثرت سے وہان انبار تھا سپاہ پر قسمت کیا اسکے بعد عنان عزیمت چندرائے کے مسکن کیطرف کہ وہ بھی کافر خودرائے تھا معطوف فرمائی وہ بھی چندپال کی روش پر قدم زن ہوکر مع اموال و اسباب و اتباع اور راشیا کے پہاڑون پر بھاگ گیا متقول ہی چندرائے کے پاس ایک فیل نہایت قوی ہیکل اور نامی تھا جیسا کہ ہندوستانی ساتھ اُس فیل کے تمثیل مارکر مباہات کرتے تھے اور سلطان نے چندرائے سے چند بار بقیمت گران خریدار ہوکر طلب کیا تھا میسر نہوا لاب اللہ کفیل تھا وہ فیل اسوقت مین ایک شب کو بے فیلبان چندرائے کے اُردو سے بھاگ کر سلطان کے سراپردہ کے قریب آیا بادشاہ اسے دستیاب کرکے بہت شاد اور غم سے آزاد ہوا اور خداداد اسکا نام رکھا جب غزنین مین پہونچا نقاّرہ سفر فتوح کا شما کیا ایک لاکھ دینار اور کرورون درم شمار مین آئے اور پچاس ہزار بردہ اور ساٹھ سے تین سو ہاتھی اور نفائس اُسکے علاوہ تھے سلطان محمود نے جب مظفر اور منصور ہوکر اس سفر سے مراجعت فرمائی حکم دیا کہ غزنین مین ایک مسجد جامع بناکرین اور اس مسجد کی اصل عمارت سنگ مرمر اور سنگ رخام مربع اور مسدس اور مثمن بہ مدراس طرز سے تیار کرین کہ دیکھنے والے اُسکی استواری اور نقاشی سے متحیر اور ششدر رہین اور اس مسجد کی عمارت تیار ہونیکے بعد حکم کے بموجب اسے اس طرح سے ساتھ اقسام زینت و فروش اور قندیل وغیرہ کے سجا کر ظرفاے وقت شناس اس مسجد کو عروس فلک کہتے تھے اور اس مسجد کے جوار مین ایک مدرسہ بنا کیا اور کتب نفائس و نسخ غرایب سے مشحون کرکے بہت سے دیہات مسجد اور مدرسہ پر وقف فرماے جب سلطان محمود کو بناے مسجد کا شوق اور مدرسہ کی تعمیر کا ذوق ہوا بمقتضاے

الناس علے دین الملوکھم ہر ایک امرا و اعیان دولت نے بنائے مسجد و مدارس و رباطات و خانقاہون مین مبادرت کی تھوڑے عرصہ مین اس قدر عمارات عالیہ انجام کو پہونچین کہ محاسب سریع الحساب اُنکے شمار سے عاجز ہوا اور تمام چیزون سے نفیس سے جو کہ سلطان اس مرتبہ ولایت ہند سے لایا تھا ایک جانور پرندہ قمری کی شکل تھا اُسکی عادت تھی کہ جسوقت طعام زہر آلود مجلس سلطانی مین حاضر ہوتا تھا وہ مرغ اضطراب کرتا تھا اور بے اختیار آنسو اُسکی آنکھون سے روان ہوتے تھے شاہ نے اُسے اور تحف ہدایا کے ساتھ خلیفہ القادر باللہ کیواسطے بغداد مین ارسال کیا اور دوسرے ایک سنگ کہ ہندوستان کی مملکت مین پایا تھا اُسکا خواص یہ تھا کہ ہر چند کسی کو زہر عظیم پہونچا ہو جو اُسکے سنگ پانی مین گھسکر اُس زہر پر لگاتے اچھا ہوتا اور سلطان نے سنہ ۴۱۲ھ چار سو دس ہجری مین ایک فتحنامہ مفصل جمیع فتوحات کہ تائید ایزدی سے اسے نصیب ہوئی تھین بغداد مین روانہ کیا خلیفہ القادر باللہ عباسی نے اُسدن ایک مجلس عظیم آراستہ فرمائی اور ارشاد کیا تو وہ فتحنامہ منبرون پر خلائق کے روبرو باواز بلند پڑھین اور تمام خلائق خرد و بزرگ بسبب بلند ہونے اعلام اسلام اور منہدم ہونے بنیاد کفر و ظلام کے پروردگار عالم کا شکر بجالاوین اور سلطان محمود کی تعریف و توصیف مین زبان ہو کر حق سبحانہ تعالیٰ سے اُسکے واسطے نصرت اور ظفر سوال کرین اور اُسدن بغداد مین اس قدر سرور اور خوشحالی نے انتشار پایا تھا گویا یہ روز بھی ایک عیدہاے مقرری اسلام سے ظہور مین آیا ہوا سیلیے کہ جو کچھ صحابہ کرام بلاد عرب اور عجم اور روم و شام مین حسنات بجالائے تھے سلطان محمود نے مملکت ہندوستان مین ظاہر کیے اور دینا اور آخرت کا مکان اپنے لیے آباد کیا اور سنہ ۴۱۲ھ چار سو بارہ ہجری مین ایک جماعت کثیر علما اور صلحا اور اہل اسلام کے متفق ہو کر درگاہ سلطانی مین عرض گذار ہوئے کہ سلطان ہر سال حصول ثواب کے واسطے ہندوستان جاتا اور وہان اسلام کے آثار ظاہر کرتا ہی لیکن عرصہ دراز سے اعراب اور قرامطہ کے دست جور سے بیت الحرام کا راستہ مسدود ہو گیا ہی اور مسلمان اُنکی خوف اور ضعف خلفاے عباسی سے ثواب حج کے حاصل کرنے سے محروم اور ناکام ہین سلطان محمود نے اُنکی عرض قبول فرمائی اور ابو محمد ناصحی کو جو ممالک محروسہ کا قاضی القضات تھا امیر حاج یعنی حاجیون کا سردار کیا اور تیس ہزار دینار زر سرخ اعراب کیواسطے جو سر راہ قافلہ لوٹتے تھے اُسے سپرد کر کے بیت الحرام کیطرف روانہ کیا اور اعیان و اشراف اور اکابر و اصاغر کثرت سے اُسکے ہمراہ ہوے اور قطع مراحل اور طے منازل کے بعد بادیہ مین داخل ہو کر ایک موضع مین کہ جسکا نام فید ہی پہونچے اعراب سر راہ بطریق سیعاد حائل ہو کر مانع ہوئے قاضی ابو محمد ناصحی نے مصلحتاً مصالحہ تجویز کیا اور پانچہزار دینار اُنکے واسطے بھیجے کہ سنگ راہ نہون اور کسی طرف چلے جائین اعراب کا سردار کہ جسکا نام حماد بن ہلی تھا قاضی القضات کے فرمان سے روگردان ہوا اور اپنے لشکر کو قافلہ کے نہب و غارت پر مستعد کیا اتفاقات سے اس مابین مین ایک غلام ترک نے جو قافلہ کی جماعت مین کہ تیر اندازی مین صاحب قدرت تھا ایک تیر حماد کیطرف پھینکا اور اُس خود سر کے سر پر پہونچتے ہی مقابل سے گذر گیا اور رخنۂ زین سے نیچے آیا اعراب بے توقف اُسکی لاش اُٹھا کر بھاگ گئے قاضی ابو محمد ناصحی نے اُس سال بدستور تمام مناسک حج ادا کیے اور سالما غانما مراجعت کی الحمد للہ الملک المعبود ذلک اُسی سال یعنی سنہ ۴۱۲ھ چار سو بارہ ہجری مین سلطان کے سمع مبارک مین پہونچا کہ ہندوستان کے کفار نے کورہ راجہ قنوج پر زبان سرزنش اور ملامت کی دراز کی اور کالنجر کے راجہ نندا نے جو خیل و حشم مین زبردست تھا قنوج پر لشکر کشی کر کے راجہ کورہ کو قتل کیا سلطان محمود کو یہ امر نہایت ناگوار خاطر ہوا اور ابکی بار ہر مرتبہ سے زیادہ تر لشکر فراہم کر کے باساز و یراق فراوان نندا سے کورہ کا انتقام لینے کا آہنگ کر کے ہندوستان کیطرف متوجہ

ہوا جب جون کے ساحل پر پہونچا پنجاب کا راجہ یعنی جیپال کا پوتا کہ چند مرتبہ سلطان کے لشکر کے مقابلہ سے بھاگا تھا نندا کی کمک کیواسطے لشکر سمیت لیکر قتال پر مستعد ہوا اور سلطان کے سر پر آیا چونکہ آب تہار اور عمیق مانع تھا سلطان کے مقربون مین سے کوئی اس دریا سے عبور نکر سکا اتفاقاً آٹھ نفر غلام خاصہ سلطان نے ایکبارگی دریا سے عبور کر کے ذخیرہ جیپال کے تمام لشکر کو درہم برہم کیا اور ذخیرہ جیپال کا اُنکے حملہ کی تاب نہ لایا کچھ لوگون نے راہ فرار ناپی اور غلامون نے وہان سے ایک شہر مین کہ وہان سے قریب تھا جاکر غارت اور تاراج کیا اور زنجانون کو بھی یکلخت ویران اور مسمار کیا اور یہ امر بھی ذوی العقول پر مخفی اور متعجب نرہے کہ آٹھ نفر ایک لشکر کو ہزیمت نہین دیسکتے یقین ہو کہ یہ آٹھ نفر اسے تھے جنھون نے مع اپنے لشکر دریا سے عبور کر کے ایسا کام نمایان کیا اور دشمن سے سبقت لیگئے الغرض وہان سے راجہ نندا کے ممالک محروسہ کی طرف متوجہ ہوا اور وہ بھی جرأت کو کام فرما کر جنگ پر آمادہ ہوا اور چھتیس ہزار سوار اور پیتالیس ہزار پیادہ اور چھ سو فیل لیکر سلطان کے مقابل آنکر ڈیرہ کیا اور سلطان نے بلندی پر چڑھکر اُسکے لشکر کو چشم قیاس سے مشاہدہ فرمایا اور اُسکے افواج کثیر اور اپنا لشکر قلیل دیکھکر اپنے آنے سے پشیمان ہوا اور اسوقت جبین نیاز خضوع اور خشوع کی زمین پر رکھکر درگاہ الٰہی سے فتح و ظفر مسئلت کی اور اُسکا تیر دعا ہدف اجابت سے مقرون ہوا خدا کی قدرت کا تماشا دیکھیے کہ نندا کا آفتاب اقبال برج زوال مین آیا اور شب کو ایک خوف عظیم اُسکے دل پر طاری ہوا اور بدحواسی کے عالم مین تمام اسباب و سامان اپنا فرودگاہ مین چھوڑکر راہ فرار ناپی اور دوسرے روز سلطان اُسکی مفروری سے مطلع ہوکر سوار ہوا اور لول کمین گاہ ہوکا اپنے دل مین خیال کیا پھر کفار کے قدر اور مکر سے مطلع ہوکر غارت کا حکم صادر کیا اور غنیمت وافر اور خزانہ متکاثر سپاہ اسلام کے ہاتھ آیا اور اسکے اطراف کے جنگل مین سے پانسو اور اسی زنجیر فیل دستیاب ہوئے اور جبکہ سلطان کو ولایات عقب سے یعنی پنجاب وغیرہ سے دلجمعی نہ ہوئی اس سے اسی فتح پر اکتفا کر کے غزنین مین معاودت فرمائی تذکرہ **ولایات قیرات اور ناردین کے مفتوح ہونیکا**۔ اس سال خبر پہونچی کہ قیرات اور ناردین کہ ممالک سرحد ہندوستان سے ہو وہانکے باشندون نے مسلمانی کا حلقہ اپنی گردن مین نہین ڈالا ہے اور شرع محمدی کی اطاعت اور پیروی سے روگردان ہوکر اکثر لوگون نے بت پرستی اختیار کی ہو سلطان لشکر عظیم فراہم کر کے دردوگر اور آہنگر اور سنگ تراش کی ایک جماعت کثیر ہمراہ لیکر اس دیار کی طرف روانہ ہوا پہلے قیرات پر حملہ آور ہوا اور فتوحات غیبی سے اُسے مفتوح کیا اور ظاہرا قیرات ایک مقام سرد سیر ہا مین ہندوستان اور ترکستان کے واقع ہے وہ افراط سے پیدا ہوتا ہے اور آخر وہان کے حاکم نے سلطان کی اطاعت بدل قبول کی اور مع باشندہاے اس دیار کے شرف اسلام سے مشرف ہوا اور سلطان نے حاجب علی بن ارسلان جاذب کو ناردین کی تسخیر کے واسطے روانہ کیا اُسنے جاتے ہی اس مقام کو بھی مسخر کیا اور اموال بیشمار اور برد ہزار ہا ہزار اُسکے ہاتھ لگے جب وہان کے بتخانہ کو مسمار کیا اُسمین سے ایک لوح سنگین کندہ ہوئی برآمد ہوئی کہ ہنود کے اعتقاد مین اسکی تعمیر سے چالیس ہزار سال منقضی ہوئے تھے سلطان نے وہان جاتے ہی ایک قلعہ تعمیر فرمایا اور علی بن قدر سلجوقی کو کوتوال کر کے اپنے دارالملک کی طرف مراجعت کی۔ **تذکرہ لاہور کے تسخیر کا**۔ سلطان محمود نے سنہ ۴۱۱ھ چار سو بارہ ہجری مین آہنگ کشمیر مصمم کیا اور قلعہ لوہ کوٹ کو جا محاصرہ کر کے ایک مہینے کا کل اوقات صرف کی اور جو کہ وہ قلعہ نہایت سنگین تھا باوصف مساعی جمیلہ تسخیر نہوا وہان سے برآمد ہوکر لاہور مین آیا اور وہان فروکش ہوکر لشکر لاہور کے اطراف و جوانب مین تاخت و تاراج کیواسطے پراگندہ کیا اور غنیمت حد و حصر سے افزون اُسکے تصرف مین آئی اور

اس مرتبہ جو جیپال کا پوتا ضعیف اور زبون ہوا تھا اجمیر کے راجہ کے پاس پناہ لیگیا سلطان ملبۂ لاہور پر قابض ہوا اور ایک امیر معتمد کے سپرد کیا اور بہت عمال امین اور صاحب تدبیر ولایت پنجاب پر مقرر فرمائے تاخت اور تاراج سے مملکت گیرے پر توجہ فرمائی اور لشکر ظفر پیکر اس ملک مین متعین کر کے خطبہ اس ملک کا اپنے نام پڑھوایا اور ابتدائے بہار مین غزنین مین گیا اور ۴۱۵ھ چار سو دو تیرہ ہجری مین لاہور کے راستہ سے پھر ولایت نندا کا آہنگ کیا جب نگرکوٹ کے قلعہ مین پہونچا اُسکے لینے کی طمع کر کے محاصرہ کیا اور چار دن کے بعد اس قلعہ کے راجہ نے ایلچی کاردان اور چرب زبان کی صحابت سے پینتیس زنجیر فیل سلطان کے حضور بھیجے اور صلح کی پھر سلطان نے کالنجر کیطرف کہ نندا کا مسکن تھا رجوع کی اور وہان پہونچتے ہی نندا کو قلعہ بند کیا نندا تین سو زنجیر فیل قبول کر کے صلح کا طالب ہوا جب سلطان نے اسکی استدعا منظور فرمائی نندا نے متواتر تین سو ہاتھی بے مہاوتو نکے مگر صحرا مین چھوڑ دیئے اُسوقت سلطان کے حکم سے ترک تھین گرفتار کر کے سوار ہوئے اور اہل قلعہ یہ جرأت دیکھکر متحیر ہوئے اور ترکون کا حساب کرنے لگے اور نندا نے سلطان کی مدح مین بزبان ہندی ایک شعر موزون کر کے بھیجدیا سلطان نے وہ شعر فضلاے ہند اور عرب و عجم کو کہ اُسکی ملازمت مین حاضر تھے دکھلایا سب نے متفق ہو کر اُسکی تحسین کی سلطان نے اس شعر پر مباہات کر کے بندۂ قلعہ کی حکومت کافرمان کرا ایک نہین کانجر تھا مع تحائف دیگر اُسکے صلہ مین صادر فرمایا نندا نے بھی اموال و جواہر بے نہایت اُسکے عوض سلطان کی خدمت مین ارسال کیا یہانتک کہ اس ملک سے دست پاش ہو کر غزنین معاودت فرمائی اور ۴۱۶ھ چار سو پندرہ ہجری مین اپنے شکار کا جائزہ لیا اس لشکر کے سوا جو اطراف ولایت مین تعینات تھا جون ہزار سوار اور تین سو ہاتھی قلمبند ہوئے اس عظمت و شوکت سے ملتج مین گیا اُن روزون ماوراء النہر کے باشندے علی تگین کے دست جور سے شاکی اور فریادی ہوئے **تذکرۂ سلطان کی روانگی کا ملتج کی طرف** سلطان نے اسکے دفع کرنیکا آہنگ کر کے جیحون سے عبور کیا ماوراء النہر کے سردار اسکے استقبال کو حاضر ہوئے اور اپنے حوصلہ کے موافق نذرین گذرانین اور یوسف قدرخان جو تمام ترکستان کا شاہ تھا استقبال کو آیا اور از راہ محبت و تپاک سلطان سے ملاقات کی اور سلطان اُسکے آنے سے نہایت محظوظ ہوا اور جشن کی محفل آراستہ کر کے ایک نے دوسرے کو ہدایا اور سوغاتین دین اور صلح اور صفائی کے ساتھ رخصت ہوئے اور علی تگین سلطان کی فوج کشی سے خبردار ہو کر بھاگا سلطان نے لوگ اُسکے تعاقب مین بھیجے اور وہ اُسے گرفتار کر لائے سلطان نے اُسے طوق و سلاسل مین مسلسل کر کے ہندوستان کے ایک قلعہ مین محبوس کیا اور خود غزنین مین آیا اور اسی سال یعنی ۴۱۵ھ چار سو پندرہ ہجری مین وقائع نگارون نے اُسے یہ خبر پہونچائی کہ اہل ہند کہتے ہین کہ ارواح اجسام سے جدا ہونیکے بعد سومنات کی خدمت مین حاضر ہوتے ہین اور وہ ہر ایک روح کو ارواح مذکورہ سے جس بدنکے لائق جانتا ہے حوالہ کرتا ہے لیکن بطریق تناسخ اور اسی طرح اعتقاد اُنکا سومنات کے حق مین یہ ہے کہ مد و جزر دریا کا اُسکی عبادت کیواسطے ہے اور براہمہ کہتے ہین کہ جو سومنات اُن بتون سے کہ جنھین سلطان محمود نے توڑا ہے برگزیدہ تھا اسلیے اُسنے اُنکی حمایت نہ کی والا جسم زدن مین جسکو چاہے ہلاک کر سکتا ہے اور علاوہ اسکے یہ بھی اُنکا عقیدہ ہے کہ سومنات بادشاہ ہے اور باقی اصنام اسکے نوکر چاکر ہین یہ سنتے ہی سلطان محمود نے ارادہ فتح سومنات اور غزیمت قتل بت پرستان نکوہیدہ صفات کر کے دسمبر شعبان کو ساتھ لشکر خاصہ اور تیس ہزار سوار مطوعہ یعنی بے مشاہرہ اور مواجب والے جو ترکستان کی ولایت سے آنکر اسکے آزمودے ظفر قرین مین حاضر تھے اپنے ہمراہ لیکر سومنات کیطرف عازم ہوا اور وہ ایک شہر ہے وسیع دریاے عمان کے ساحل پر واقع ہے اور جاے عبادت براہمہ اور تمام کفار نکوہیدہ کردار ہے اور سومنات

وہان تھا اور اُن فنون بندر دیو کے تحت مین ہی اور اہل فرنگ متصرف ہین اور تواریخ مین تحریر ہوا کہ حضرت ختمی پناہ کے عہد رسالت مین ایک بڑے بت کا بھی نام سومنات تھا خانہ کعبہ سے اُٹھا کر وہان لائے اور وہ شہر اسکے نام پر بنا کیا لیکن براہمہ کے کتب متقدمین سے کہ ظہور اسلام سے کئی ہزار سال پیشتر تحریر ہوئین مستفاد ہوتا ہی کہ ایسا نہین ہی اور یہ بت کرشن کے عہد سے کہ چار ہزار سال کا عرصہ گذرا براہمہ کا معبود ہی اور بقول براہمہ کرشن نے وہان ضبیت کی خلاصہ یہ کہ سلطان نصف رمضان مین بلدہ ملتان مین داخل ہوا چونکہ بیابان بے آب و علف درپیش تھا حکم دیا کہ ہر شخص چند روز کا آب و علف بارکرین اور بادشاہ خود بھی علاوہ اسکے کہ مردم لشکر نے آب و علف بار کیا تھا احتیاطاً بیس ہزار شتر خاصہ آب و علف سے بارکر کے ملتان سے آگے بڑھا اور اُس بیابان خونخوار کو طے کر کے شہر اجمیر کے قلعہ مین پہونچا اور وہانکا راجہ سرراہ سے ہٹ گیا تھا سپاہ سلطان حسب الحکم بر اسم قتل و غارت مشغول ہوئی اور جو کچھ اصل عزت اور وجہ بہت سومنات کا توڑنا تھا قلعہ کے لینے پر مقید نہوا مسافت کے طے مین مشغول ہوا اُس بیابان مین چند قلعہ دیکھے کہ مردان خنجر گذار اور آلات و ادوات پیکار سے مملو تھے لیکن قادر ذوالجلال نے ایسا رعب اور ہراس اُنکے دلمین ڈالا کہ بے حرب و ضرب شاہ کے مطیع فرمان ہو گئے اور بلا جدو کد اموال متاع اُن قلعونکا اہالیان سلطان کے تفویض کیا اُسکے بعد ہنروالہ مین کہ پٹن گجرات سے مراد ہی نزول اجلال فرمایا اور اس شہر کو خالی دیکھکر حکم دیا کہ مہانسے بھی علف بکثرت بارکرین اہلکاران سلطانی حکم کے موافق کیا بندوبست اور بسبیل عجلت قطع منازل و مراحل کر کے سومنات پہونچے اور دریا کے کنارہ پر ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ دیکھا اور آب دریا اُس کی فصیل تک بہہ پہنچا تھا اور بکثرت بسیار سر دیوار برآمد ہو کر مسلمانونکو دیکھتے تھے اور باواز بلند کہتے تھے کہ ہمارا معبود سومنات تمھین یہان لایا اور ایسا مارے گی تم سبکو ہلاک کریگا اور اسمقام مین تمام اصنام کے جو تم نے ہندوستان مین توڑے ہین تمھارے بھی بدست و پا شکستہ کر کے مارینگا شعر روز نبرد گرین جہان پر غرور ۔ بافت از سر چشمۂ خورشید نور ۔ غازیان اسلام کا لشکر دارائے سپہر احتشام کے حکم سے زیر قلعہ جا کر جنگ مین مصروف ہوا اور داد جوانمردی کی دی جب ہنود نے جلادت اور شجاعت اُنکی مشاہدہ کی لاچار تیر اندازون کے خوف سے قلعہ کی دیوار پر سے اُترے اور بخانون مین کہ اُنکا راستہ قلعہ کے اندر سے تھا جا کر سومنات سے طالب امداد ہوئے مسلمان فرصت وقت پا کر سیڑھیان قلعہ کی دیوار پر لگا کر چڑھ گئے اور بشاشت سے فلنلۂ تکبیر کا بلند کیا ہنود نے دوبارہ اتفاق کر کے جنگ آغاز کی اور اُس روز جب سے بادشاہ خورشید اس حصار فیروزہ فام پر چڑھ آیا تھا اور جنبک عروس چہرۂ کواکب نے شبستان آسمان پر جلوہ گری کی دونون طرف سے تنور جنگ گرم رہا جب ظلمت میل و بیت اشعاع سے دافع ہوئی حصار اسلام نے مراجعت کی دوسرے روز فوج اسلام مسلح مکمل ہو کر معرکہ قتال مین بکمال اطمینان حملہ آور ہوئی اور توپ سنان اور پیکان جانستان کی زد سے ہنود کو دیوار بارہ سے آوارہ کیا اور بطریق روز گذشتہ زینے رکھکر اطراف و جوانب سے قلعہ پر ہجوم لائے بیان رایان سومنات کی جنگ کا ہنود صدمہ سپاہ اسلام سے بہت مایوس ہوئے اور فوج فوج سومنات کو قبل مین لیکر گریان اور بریان و داع دیوار و گیر اور بار بار کا شور کر کے بشدت تمام جنگ مین گھس پڑے لیکن جسقدر جہد کرتے تھے قتل ہوتے تھے تیسرے روز افواج ہند جو قلعہ و بت خانہ کے اطراف و جوانب مین تھی وہ ہر طرف سے بقدر لگ آئی اور جنگ پر آمادہ ہو کر صفین آراستہ کین اور سلطان محمود ایک جماعت کو محاصرہ قلعہ کیواسطے مقرر کر کے اس جماعت کے مدافعہ کیواسطے مشغول ہوا پھر فریقین نے جد و جہد لاکلام سے میدان رزم کو کین و غضب کی آگ سے ایسا شعلہ زن کیا کہ

گرمی کی مدت سے آتش کنارہ ڈھونڈھتی تھی اور شعلہ ہاے جوالا کا دل موم کمار زار کے حال زار پر جلتا تھا اور امراے سپہ دار
اوہ البسلیم کے پے در پے پہونچنے سے یہ توہم ہوتا تھا کہ ایک ضعف لشکر اسلام مین ظاہر ہو سلطان محمود نے مضطرب ہوکر گوشہ
مین جاکر فیخ ابوالحسن خرقانی کا خرقہ ہاتھ مین لیا اور منھ نیاز کا خاک پر رکھکر از روے اخلاص فتح و ظفر درگاہ ایزدی سے مسئلت
کی پھر اپنی فوج مین آیا اور ایکبارگی لشکر کفار پر حملہ آور ہوا عون ربانی سے لشکر کفر مین ہزیمت پڑی اور سلطان مظفر اور
منصور ہوا صاحب پانچ ہزار مرد مشرکون کے مقتول ہوئے رعب اُنکے دل قلعہ پر غالب ہوا اور جنگ سے دست کش ہوئے
اور بقیۃ السیف یعنی سومنات کے برہمن اور خدمتگار کہ وہ تخمیناً چار ہزار تھے دریاے عمان کیطرف متوجہ ہو کر کشتیون پر سوار
ہوئے اور سراندیب کے جزیرہ کا ارادہ کیا سلطان نے پیشتر اس فکر کی فکر کرلی تھی اور چند کشتی پر بہادرون کو سوار کرکے ساتھ
اُنکا کیا تھا بمجرد نمود ہونے کشتیہاے کفار کے نہنگ طوفان کی طرح حملہ کیا اور جا بجا کشتی سے اکثر مشرکون کو انھون نے
سیل فنا مین غریق کیا پھر سلطان محمود باطمینان تمام مع اپنی اولاد و اعیان درگاہ قلعہ مین داخل ہوا اور وہان کے تمام عمارات
کی سیر کی اور پھر قلعہ سے نخاز مین آیا ایک جگہ نہایت عریض اور طویل دیکھی چنانچہ چھپن ستون مرصع پر اسکی چھت رکھی تھی
اور سومنات ایک بت تھا سنگ سے تراشا ہوا اور اُسکا طول پانچ گز تھا دو گز زمین مین پوشیدہ اور تین گز ظاہر تھا جیسے ہی
سلطان کی نظر اس بت پر بڑی جذبہ مین آکر ایک گرز کہ اُسکے ہاتھ مین تھا اس زور سے اُسکے منھ پر مارا کہ چہرہ بنا ہوا اُسکا بگڑ گیا
تو کر سومنات کے توڑنیکا اسکے بعد حکم دیا کہ وہ قطعہ پتھر کے ہمین سے قطع کرکے غزنین مین لیجائین اور مسجد جامع کے آستانہ
کے نیچے اور کوشک سلطنت کی چوکھٹ کے نیچے ڈلوائے چنانچہ آجتک دن تک کہ چھ سو برس سے کچھ زیادہ گذرے ہین وہ سنگ غزنین
مین افتادہ ہین اور لوگ دیکھتے ہین اور وہ قطعہ سومنات سے بعد اکے مدینہ اور مکہ مین بھیجے تو شارع عام مین ڈالے جاوین اور یہ خبر بھی
بھیجی اور درست ہو کہ جب سلطان نے سومنات توڑنیکا ارادہ کیا برہمن کی ایک جماعت نے مقربان درگاہ کے ذریعہ سے عرض کیا کہ
اگر بادشاہ اس بت کو نہ توڑے اور اسے سالم چھوڑ دے تو ہم اسکے بابر سونا خزانہ عامرہ مین داخل کرین اور کان دھنے یہ بات سمع سلطانی
مین پہونچائی کہ اس بت کے توڑنے سے بت پرستی کی رسم اس ملک سے نجاوے گی اور اسکے توڑنے سے کچھ نفع بھی متصور نہین اگر آپ بقدر
مبالغ کفار سے لیکر مستحقون اور مسلمانون کو تقسیم کرین انسب معلوم ہوتا ہو سلطان نے ارشاد کیا کہ قول تمھارا مسلمانون کے
حق مین کچھ مصلحت ہو لیکن اگر یہ کام کرونگا خلائق مجھے ابدالآباد تک محمود بت فروش کہیگی اور اگر توڑتا ہون محمود بت شکن
مشہور ہونگا بہتر یہ ہو کہ دنیا اور آخرت مین مجھے محمود بت شکن کہین نہ محمود بت فروش خدا کی قدرت کا تماشا دیکھیے کہ اُسکے
حسن اعتقاد کا نتیجہ اُسیوقت حاصل ہوا وہ یہ تھا کہ جسوقت سومنات کو توڑا اُسکے پیٹ مین سے کہ مجوف کیا تھا اسقدر سونا
جواہر نفیس و لآلی شاہوار برآمد ہوے کہ قیمت اُس کی سو حصے زیادہ برہمنون کے پیشکش سے تھی اور حبیب السیر مین مسطور ہو کہ
سومنات ارباب تواریخ کے اتفاق مین ایک بت کا نام ہو کہ ہندوے اُسکو اعظم اصنام جانتے ہین لیکن شیخ فریدالدین عطار کے قول کے
خلاف اس بات کے مستفاد ہوتا ہو جیسا کہ فرمایا ہو بیت لشکر محمود اندر سومنات ۔ یا فقد آن بت کہ بتش بودنات ۔ اور اس
بیت سے واضح ہوتا ہو کہ سوم نام تجانہ کا ہو اور نام اس بت کا جو اسمین نصب تھا نات ہو اور لکھنے والون اوراق کا مرقوم خامہ
تحقیق کرتا ہو کہ جو کچھ مورخین سلف رحمہم اللہ نے بیان فرمایا ہو مقرون بصواب ہو اور جو کچھ شیخ فریدالدین عطار نے ارشاد
کیا ہی وہ بھی مخالفت ساتھ اس کے نہین رکھتا ہو کہ سو اسطے کہ یہ لفظ مرکب ہو سوم اور نات سے اور سوم ایک
بادشاہ کا نام ہو جس نے اس بت کو بنایا اور نات اس بت کا نام رکھا پس دونون لفظ کثرت استعمال سے مانند بعلبک ایک ہوگئے

ور مشہور ہو کر علم ہی بت بلکہ اس تجاد اور علم اس شہر کا بھی ہوئے ہیں پس اگر سومنات کو نام اس بت کا جانیں و یا
نات کو تنہا اس بت کا نام سمجھیں دونوں درست ہیں اور اصل معنے نات کے زبان ہندی میں بزرگ ہیں اور لفظ جگناتھ
کہ جو ہندی لغت میں مستعمل ہوتا ہے اس قسم سے ہے کہ سوا سطے کہ جگ یعنی خلائق اور نات یعنی صاحب خلائق ہے اور
بالفعل اکثر محاورات میں بطریق علم استعمال کرتے ہیں اور معنی لغوی ملحوظ نہیں ہے اور تجانہ سومنات میں جب رات کو منصوف
یعنی چاند گہن یا دن کو کسوف یعنی سورج گہن واقع ہوتا تھا دو تین لاکھ سے زیادہ آدمی جمع ہوتے تھے اور دور دراز ممالک سے
نذریں اس جگہ لاتے تھے اور جمیع قربانیات جو حکام ہندوستان نے سومنات پر وقف کیے تھے قریب دو ہزار کے ہوتے
تھے اور ہمیشہ دو ہزار برہمن سومنات کی پرستش کرتے تھے اور شب کو سومنات کو گنگا کے تازہ پانی سے غسل دیتے تھے
باوصف اسکے کہ سومنات اور نہر گنگ میں مسافت چھ سو کوس سے زیادہ ہوگی اور ایک پنجیر طلائے خالص دوسو من کی کہ گھڑیال
خواہ گھنٹے اسکے اطراف میں آویزان تھے ایک گوشہ کنیسہ سے تعبیہ کی تھی اور ساعت معین پر اسے حرکت دیتے تھے تاکہ اسکی صدا سے برہمن
کو عبادت کا وقت معلوم ہووے اور پاسبانی کرنے والی عورتیں اور تین سو مرد سازندہ اس تجانہ میں ملازم رہتے تھے اور اسکا
احتیاج جاگیرات وقف کے حاصلات اور چڑھاوے سے مہیا ہوتا تھا اور سیطرح سے تین سو آدمی زائرون یعنی تیرتھ کرنیوالونکے مرے
سر تراشی اور ریش تراشی کیواسطے معین تھے اور اکثر ہندوستان کے راجہ اپنی بیٹیاں سومنات کی نذر خدمت کرکے اس تجانہ میں بھیجتے
تھے القصہ اسقدر جواہر نفیسہ اور نقود وافرہ اصل تجانہ سے خزانہ سلطانی میں داخل ہوا کہ عشر عشیر اسکا کسی بادشاہ ہندوستان
کے خزانہ میں نہ تھا اور تاریخ زین المآثر میں مسطور ہے کہ اس تجانہ میں جس مقام میں سومنات تھا در اصل اندھیرا تھا اور
اس مکان کی روشنی اُن جواہر کی شعاع سے تھی جو قندیلوں میں اس تجانے کے نصب تھے اور سومنات کے خزانہ سے اسقدر
چھوٹے بڑے بت سونے اور جاندی کے دستیاب ہوئے جنکا شمار نہ تھا جیسا کہ حکیم سنائی فرماتا ہے نظم کہ و سومنات چون افلاک ۔
شذ زمحمود و از محمد پاک ۔ باین رکعبہ نہان برون انداخت ۔ وین زکین سومنات را بدرخت ۔ القصہ جب سلطان محمود
سومنات کی مہم سے فارغ ہوا راجہ پرم دیو کی گوشمالی پر جو نہروالہ کا راجہ عظیم الشان تھا عنان عزیمت معطوف فرمائی
کیواسطے کہ پرم دیو نے اسوقت کہ محمود عاقبت محمود قلعہ اور تجانہ کے محاصرہ میں مشغول تھا جسارت کرکے
سومنات کی مدد کو لشکر بھیجا تھا اور لشکر اسلام کے غازی قریب دو تین ہزار اسکی سپاہ کے معرکہ میں شربت شہادت چکھکر
روضہ رضوان میں سدھارے تھے اور فتحیابی سلطان اور شکستہ ہونے سومنات کے بعد راجہ پرم دیو ملہدہ نہروالہ سے
جو مملکت گجرات کا پایہ تخت تھا بھاگ کر قلعہ کنھ بہر میں متحصن ہوا تھا اور سومنات سے اس قلعہ تک کہ نخشکی کا رستہ چالیس فرسخ
ہے اور سلطان جب بدولت و سعادت اس قلعہ کے حدود میں پہونچا دیکھا کہ ایکدریا نہایت عمیق اور عظیم اس قلعہ کے دور کو احاطہ
کیے ہوا اور ظاہر اکسی طرف محل عبور نہیں ہے ارادہ کیا کہ ظفر قرین کے غوطہ خورون نے سلطان کے فرمانے سے بہر چند غوطہ لگائے
تدبیر بین کہیں عبور کا موقع ہاتھ نہ آیا یہانتک کہ دو بانکے غواصیون کی جماعت ہاتھ آئی انھون نے متفق ہو کر عرض کی کہ فلان
مقام سے عبور ممکن ہے لیکن عبور کیوقت اگر پانی اسکا تموج میں آوے سب ہلاک ہونگے سلطان محمود نے قرآن شریف
سے استخارہ کے بعد عنایت ایزدی پر توکل کرکے مع امراء و سپاہ کے گھوڑے پانی میں ڈالے اور حضرت نوح علیہ
السلام کے مانند آیہ فیض بدایہ بسم اللہ مجریہا و مرسہا ان ربی لغفور رحیم پڑھتا ہوا بسلامتی ساحل مراد کو پہونچا اور قلعہ کی تسخیر پر آمادہ
ہوا پرم دیو نے اپنے نفس کی سلامتی سب کو پر بہتر اور انسب جانکر مال و ناموس سے گذر کر یکہ و جریدہ مجہولون کے لباس میں قلعہ سے باہر آ کر

کسی طرف قرار کیا اُسکے بعد جوانون اور بہادرون نے داخل قلعہ ہوکر کفار متعصب کو تہ تیغ کیا۔ ذکر راجہ پرم دیو کے بھاگنے کا اور سلطان کے تصرف مین اُسکا اموال و جواہر آنے کا

مجاہدان اسلام نے فتح کے بعد انکی عورتون اور لڑکون کو اسیر کیا اور راجہ کا مال و جواہر بھی لکر سلطان کے خزانہ مین کہ ہمیشہ پل من مزید کہتا تھا سپرد کیا اور سلطان نے مظفر اور منصور ہو کر نہروالہ کیطرف نہضت فرمائی اور جو اس مملکت کو آب و ہوا اور زمستان حور صفت اور مرغزارہاے دلکش اور آبہاے روان اور امتعہ فراوان مین ہندوستان کے دیار اور امصار سے بہتر پایا سلطان نے یہ ارادہ کیا کہ چند سال وہان مقیم ہو بلکہ پاے تخت اپنا بناوے اور غزنین کو سلطان مسعود کے سپرد فرماوے اور بعضے کتب تواریخ سے ایسا معلوم ہوتا ہو کہ اس عہد مین زر خالص کی گنی کا مین وہان تھین سلطان اسکی طمع سے چاہتا تھا کہ نہروالہ کو دارالملک کرے اُسوقت مین اُن معاون کا وجود نہین ہو اور عجب نہین کہ اُسوقت مین موجود ہون اور اس زمانے مین ہر طرف یا غائب ہو گئے ہون اور ایسا اکثر ہوتا ہو جیسا کہ سلطان محمود کی اوائل سلطنت مین سیستان مین سونے کی کان ظاہر ہوئی اور اواخر وقت مین زلزلہ کے سبب سے غائب ہوئی علاوہ اسکے جزیرۂ سراندیب اور بیگو اور بعضے بنادر اور جزائر مین اسقدر طلا اور یاقوت کی معادن موجود تھین سلطان اسکی طمع سے چاہتا تھا کہ کچھ روزون کے بعد لشکر کشتیون مین سوار کرکے اُن جزیرون مین بھیجے اور اس مملکت کے غنیمے نفیسہ کو بھی اپنے خزانہ تصرف مین لاوے لیکن اعیان سلطنت اور ارکان دولت قاہرہ نے ازروے خیر خواہی کے معروض کیا کہ ہمنے خراسان کو نہایت محنت سے مصفا کرکے اس پر جو اپنے نفیسہ نفوس کے فدا کیے مین اسکو چھوڑنا اور گجرات کو دارالسلطنت بنانا مصالح ملکی سے بعید ہو اس بات نے سلطان کی دلپر اثر کیا اور معاودت کا عازم اور قاصد ہو کر فرمایا کہ تم کسی بیشخص کو تجویز کرکے پسند کرو کہ ہم اسے اس مملکت کے انتظام کے واسطے مقرر کرین اور حکومت کی مہار اُسکے قبضہ قدرت مین چھوڑین اعیان دولت نے اسمین مشورہ کرکے عرض کی کہ جو ہمین دوسری بار اس ولایت مین اتفاق عبور کا نہ پڑیگا اس ملک کے باشندون سے کسیکو حاکم کرنا چاہیے سلطان نے سومنات کے بعضے ہالیون سے اس بارہ مین صلاح لی اُنمین سے ایک جماعت نے عرض کی کہ کوئی گروہ یہانکے اہالی سے واشلیمون کے حسب و نسب مین بہتر نہین ہو نہ آج اس خاندان مین سے ایک شخص براہمہ کے لباس مین اس مقام مین بعالم ریاضت کے مشغول ہو اگر سلطان یہ مملکت اُسکے سپرد کرے مناسب ہو اور ایک گروہ نے یہ بات نہین سنکھی اور گویا ہوئے کہ واشلیم مرتاض ایک مرد بدمزاج کہ چند مرتبہ ملک گیری کا دعوی کیا اور ہر بار بھائیون کے ہاتھ اسیر ہوا اور جانکی امان پاکر تنجانہ مین پناہ لیگیا ہو اور حسب ضرورت ریاضت اختیار کی ہو نہ اپنے اختیار سے بیت سرگا و حصار ازان دہ کہ ست کہ از کنجدش ریسمان کوتہ است لیکن واشلیم اور اُسکے عزیزون سے ہو کہ عقل و دانش مین اپنا نظیر نہین رکھتا اور تمام براہمہ ہند کے اسکی حکمت اور صحت قول کو قبول کرتے ہین اور وہ خلان دیار کا حاکم ہو اگر سلطان ازروے عنایت ایک فرمان اسکے نام صادر فرماوے وہ آنکھ سے ملازمت مین حاضر ہوگا اور ولایت کو جیسا کہ حق نگاہ رکھنے کا ہو نگاہ رکھکر باج و خراج جو کہ قبول کریگا باوصف بعد مسافت کے ہر سال بلا عذر خزانہ عامرہ مین پہونچا دیگا سلطان نے فرمایا کہ اگر وہ خود ملازمت مین آتا اور اس امر کی التماس کرتا البتہ عرض اسکی معرض قبول مین پڑتی لیکن ایک مملکت مسافت ہا بسمت کے تفویض کرنا ایسے شخص کو جو بالفعل ایک ممالک ہند کا بادشاہ ہو اور گاہے گاہے ملازمت سے شرف یاب نہو قابل دور بین و رسے زرین سے بعید ہو۔ سپرد کرنا دارائی گجرات کی واشلیم مرتاض کو۔ اسواسطے واشلیم مرتاض کو طلب کرکے

نہروالہ کی حکومت ساتھ اُسکے رجوع کی اور اسنے باج اور خراج اپنے ذمہ لازم کرکے عرض کی کہ فلان والشبلیم میرے اقوام سے ہے اور میرے ساتھ مقام عداوت مین رہتا ہے جب سلطان کے جانے سے خبر پاوے گا بیشک میان فوج لاکر تصرف و غارگرم کریگا اور جو کہ مجھے ابتک عزت اور تمکن حاصل نہین ہے مین مغلوب ہونگا اگر سلطان میرے حال پر نظر عنایت مبذول فرماکر اسکا شر مجھسے دفع کرے ہر سال مین کابلستان کے خراج سے دو چند خزانہ عامرہ مین داخل کرونگا سلطان نے فرمایا دو برس کا عرصہ ہو اکہ ہم بہ نیت جہاد غزنین سے برآمد ہوئے ہین اگر دو سال پر اور چھ مہینے کی مدت گذریگی تو خیر بہرحال ہم اسکی مہم کو فیصل فرماوینگے یہ کہکر والشبلیم کی ولایت پر فوج کش ہوا اور چند عرصہ مین اُسے مسخر اور مفتوح کیا اور والشبلیم کو زندہ اسیر کرکے والشبلیم مرتاض کے سپرد کیا اُسنے عرض کی کہ پہار سے طریق مین بادشاہ کا قتل جایز نہین ہے بلکہ ایسا ہونا رہے کہ جسوقت ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ پر قدرت پاوے اپنے تخت کے نیچے ایک مکان تنگ و تاریک تعمیر کرائے اور دشمن کو اس مین محبوس کرے اور ایک سوراخ اُسمین چھوڑے اور اُسی منفذ سے آب طعام اُسے پہونچاوے اُسوقت تک کہ مدت حیات اُن دونون حاکم غالب اور مغلوب کی انجام کو پہونچے اور جو مین اب تک ویسی ایک جگہ محفوظ موجود نہین رکھتا بلکہ مجھے ہمیشہ رستاخیز نہین ہے کہ اپنے دشمن کو اُس طریق سے نگاہ رکھون اور ممکن ہے کہ جب سلطان اس حدود سے نہضت فرماوے اُسکے ہوادار اور جان نثار خروج کرکے اُسے میرے دست قبضہ سے چھین لین امیدوار ہون کہ ملازم درگاہ اُسے اپنے ہمراہ دارالملک غزنین مین لیجاوین جب ایک گونہ میری مکنت ظاہر اور باہر ہوگی اسوقت ایلچی بارگاہ سلطانی مین بھیجکر اُسکی درخواست کرونگا الیان سرکار میری استدعا پذیرا کرکے ارسال رکھین سلطان محمود نے یہ التماس بھی قبول و منظور فرمائی اور دو برس اور چھ مہینے کے بعد مراجعت کا نشان غزنین کی طرف بلند کیا اور جو پرم دیو اور راجہ اجمیر وغیرہم نے ایک لشکر عظیم فراہم کرکے سلطان محمود کے سر راہ تعبیہ کیا تھا اور سلطان نے جنگ و جدال مین مصلحت ندیکھی سندھ کے راستہ سے ملتان کی طرف متوجہ ہوا اس راستہ مین بعضے مقامات مین بے علفی سے اور بعضے محال مین آب کی نایابی سے محنت تمام و سختی تمام نے افواج سلطان کے حال پر راہ پائی اور نہایت مشقت سے قطع مسافت کرکے ۴۱۶ھ چار سو سترہ ہجری مین غزنین مین پہونچا کہتے ہین جسوقت کہ سلطان بیابان سند کی راہ سے ملتان جاتا تھا فرمایا کہ ایک رہبر پیدا کرو ایک ہندو یہ لفر قبول کرکے مسلمانون کا راہبر ہوا اور ایسے راستہ سے لیگیا کہ اس بادیہ مین آب نایاب تھا جب ایک شبانہ روز چلے اور پانی کا کہین نشان نہ ملا تشنگی کے غلبہ سے عجیب حالت اُنپر ظاہر اور قیامت کے آثار نمودار ہوئے جب سلطان نے ہندو دلیل سے پرسش حال کی جواب دیا کہ مین سومنات کے ذخایرون مین سے ہون اور تجھے اور تیرے لشکر کو اسواسطے اس بیابان مین لایا ہون کہ ہلاک کرون سلطان یہ کلام خصومت التیام اُسکا سنتے ہی غضب مین آیا اور تیغ سیاست سے اُسے ہلاک کیا اور اسی شب لشکرگاہ سے برآمد ہوکر صحرا مین گیا اور روے نیاز زمین عجز پر رکھکر حضرت ذوالجلال سے تضرع و زاری کی اس بلیہ سے نجات طلب کی اور جب ایک پہر رات سے گذر اقبلیت کے آثار ظاہر ہوئے یعنی شمال کیطرف سے ایک روشنی نمایان ہوئی لشکر حکم کے موافق اس مقام سے کوچ کرکے اس روشنی کے پیچھے روانہ ہوا اور صبح کیوقت ایک چشمہ کے کنارہ پہونچا اور بادشاہ کے اخلاص کی برکت سے ایسے ورطہ ہلاک سے نجات پائی والشبلیم مرتاض نے سومنات کی حکومت پر استقلال پایا اور چند سال کے بعد الچی بانچند ہاتھی بسیار اور مع جواہر اور خزائن بیشمار سلطان کے پاس بھیجا اور اپنے دشمن کو طلب کیا سلطان مروت کے سبب سے اُسکی دلجوئی مین متردد ہوا لیکن جوارکان دولت والشبلیم مرتاض نے مطمئن تھے عرض گذار ہوئے کہ کافران مشرک پر رحم نکرنا چاہیے اور خلاف

کرنا جو کچھ سلطان نے قبول فرمایا لائق نہین ہی بہرحال اُس جوانکو والشلیم مرتاض کے ایلچیون کے پکڑ کیا اور جب اُن لوگون نے اُسے سومنات کی حدود مین پہونچایا والشلیم مرتاض کے حکم سے زندان معہود یعنی وہ محبس کہ حسین سے قیدی رہا ہونا آرزو کیا اور بسبب اس قاعدہ کے کہ اُنکے درمیان مشہور اور معروف ہی والشلیم مرتاض خود اُس جوان کے استقبال کو شہر سے برآمد ہوا تو طشت اور آفتابہ خاصہ اپنا اُسکے سر پر رکھکر اپنے ہمراہ رکاب دوڑاوے اور اُس قید خانہ مین پہونچا دے لیکن والشلیم مرتاض اثنائے راہ مین فکار مین مشغول ہوا اور اسقدر بیخود ہوا کہ آفتاب کی حرارت نے اُسپر غلبہ کیا اور اُسنے ایک درخت کے سایہ مین استراحت فرمائی اور ایک رومال سرخ اپنے منہ پر کھینچا اُسیوقت تقدیر الٰہی سے جانور شکاری سخت چنگل نے رومال زنگین کو گوشت خیال کرکے ہوا سے آتے ہی ایسا جھپٹا اُس رومال پر مارا کہ اثر ناخن کا والشلیم مرتاض کی آنکھ مین پہونچا اور چشم دون مین اندھا ہوگیا اور جو کہ اُس عہد مین ہیان ہند معبودون کی اطاعت نکرتے تھے سپاہیون کے درمیان شور برپا ہوا اور اس اثنا مین والشلیم دوسرا آپہونچا اور اُسکے سواد دوسرا سلطنت کا استحقاق نرکھتا تھا سبھون نے اُسکی سلطنت پر اتفاق کیا اور وہی طشت اور آفتابہ والشلیم مرتاض کے سر پر رکھوا کر زندان معہود تک دوڑاتے لیگئے اور والشلیم ثانی کو بڑے تزک و حشمت سے تخت پر بٹھا کر نذرین دین تو بخانون مین سلامی کی شلک ہوئی پھر نہایت تجمل و شان سے آستانہ سلطنت کاشانہ دولت مین داخل کیا تمام قلمرو کا نقد جنس اُسکے تصرف مین آیا گاؤ سکہ پر نام جاری ہوا منادی نے ندا کی دوہائی پھر گئی ہر برسوز کا قول صادق آیا بیت پل مین چاہے تو گدا کو وہ کرے تخت نشین ۔ کچھ اچنبھا نہین اُسکا کہ خدا قادر ہی ۔ سبحان اللہ کارخانہ قدرت عجیب و غریب ہین نہ اعتماد سلطنت و حکومت پر نہ قیام غربت و عسرت پر طرفۃ العین یعنی پلک مارتے مین والشلیم مرتاض نے جیسا کہ اس جوان کے بارہ مین اندیشہ کیا تھا خود اُسین گرفتار ہوا مضمون من حفر بیرا لاخیہ فقد وقع فیہ ظہور مین آیا اور اپنے کام مین متعجب ہوکر بجاے اشک خون اپنی آنکھ سے گرتا تھا اور اپنے حسب حال مضمون ہمقال کو زبان پر لاتا تھا فرد ۔ چشم و دل بدان خاکیم در آتش و آب ست ۔ بچشم بین و بدل رحم کن کہ حال خراب ست ۔ سچ ہی بقول مرزا رفیع عجب نادان ہین جن کو ہی عجب تاج سلطانی ۔ فلک بال ہما کو دم مین سو بنے ہی مگس رانی ۔ اور اوت ہیجون ایک کو تخت شاہی سے نار کردوسرے کو شکم ماہی مین نگاہ رکھتی ہی اور جامع الحکایات مین یہ بھی مذکور ہی کہ سلطان محمود نے ہی ولایت کے تجانون مین سے ایک شکدہ مین ایک بت ہوا مین معلق ایستادہ دیکھا اور اسکے قدم کسی چیز پر قائم نہ تھے سلطان حیرت مین آیا اور اسکا بھید اس عصر کے حکما سے استفسار کیا سبنے عرض کی کہ اس تجانون کی تمام چھت اور دیوارین سنگ مقناطیس سے ہین اور وہ بت آہن ہی اور قوت جاذبہ اطراف و جوانب اس بت کے نسبت حکم تساوی رکھتی ہی لاجرم بت درمیان ایستادہ ہوکر کسی طرف مائل نہین ہی جب سلطان کے حکم سے ایک دیوار اُسین سے منہدم ہوئی وہ بت اوج ہوا سے سرنگون زمین پر آیا ذکر صدور نامہ خلیفہ مشتمل بر القاب اس سال جو سلطان نے سومنات کے سفر سے معاودت کی خلیفۃ القادر باللہ عباسی نے القاب نامہ سلطان محمود کو تحریر کرکے نشان خراسان اور ہندوستان اور نیروز اور خوارزم کا بھیجا اور اُسکے فرزندون اور بھائیون کے القاب نامہ مین مندرج کرکے سلطان کو کہف الدولہ والاسلام اور امیر مسعود کو شہاب الدولہ جمال الملۃ اور امیر محمد کو جلال الدولہ و جمال الملۃ اور امیر یوسف کو عضد الدولہ مؤید الملۃ ملقب کرکے تحریر کیا کہ تو جسے ولیعہد کریگا ہم بھی اُسے قبول کرینگے یہ نامہ سلطان کو بلخ مین پہونچا اور اسی سال سلطان نے اُن جٹ قومون کی گوشمالی کا آہنگ کیا جنکی بستی کا وہ جودی کے نیچے دریا کے کنارے واقع ہوئی تھی

اور ان مقہوروں نے سومنات سے مراجعت کیوقت فوج سلطانی سے انواع انواع بے اعتدالیاں کمین اور ہر قسم کے آزار پہنچائے تھے لشکر عظیم ملتان کیطرف کھینچا اور وہان پہونچکر ایکہزار چار سو کشتی تیار کروائیں اور ہر ایک کشتی مین لوہے کی تین شاخین نوکدار کمال قوت اور تیزی کے ساتھ مضبوط جڑین ایک کشتی کی پیشانی پر اور وہ اُسکے دونون پہلو پر نصب تھین اور اُسکے لگانے سے یہ غرض تھی کہ جو چیز ان شاخون کے مقابل آتی ریزہ ریزہ شکست ہوتی اور یہ تمام کشتیان پانی مین ڈالین اور ہر ایک کشتی مین بیس نفر مسلح با تیر و کمان و قارورۂ نفط بٹھلائے اور جٹون کے اخراج کیواسطے متوجہ ہوئے اور جٹون نے جزار ہو کر اپنے اہل و عیال جزیرہ مین بھیجدیے اور خود جریدہ مقابلہ پر آمادہ ہوئے چار ہزار کشتی اور ایک روایت مین آٹھ ہزار کشتی دریا مین ڈالین اور ہر ایک کشتی مین ایک جماعت مسلح سوار کر کے مقابلہ اور مقاتلہ کو دوڑی جب طرفین کا سامنا ہوا جنگ عظیم واقع ہوئی اور جو کشتی سلطان محمود کی کشتی کے مقابل آتی تھی کشتی کی شاخ سے ٹکرا کر شکستہ اور غرق ہوتی تھی یہانتک کہ تمام جٹان غرق ہوئے اور باقی طعمۂ تیغ اسلام ہوئے اور سلطان کے لشکر انے انکے عیال کے سر پر جاکر سبکو اسیر اور دستگیر کیا سلطان نے مظفر و منصور ہو کر غزنین مین مراجعت فرمائی اور سنہ ۴۱۶ چار سو اٹھارہ ہجری مین سلطان محمود نے امیر طوس ابو الحرب ارسلان کو ساتھ لیکر ابی ورود نساکے تاراج کیا تو ترکمانان سلجوقی کو کہ آب امو یہ سے عبور کر کے اس حدود مین فساد کرتے تھے جاتے ہی ہتیصال کر دیا امیر طوس نے جنگہائے عظیم اور معرکہائے شدید کے بعد عرصہ داشت کی کہ جب تک سلطان اپنی ذات خاص سے بہطرف رونق افروز نہوگا ترکمانون کے فساد کا تدارک ممکن نہین ہر سلطان نے بنفس نفیس خود توجہ فرمائی اور اُنکی جمعیت کو متفرق اور پریشان کیا اور چونکہ امرا اسکے ملک عراق پر مستولی ہوے اور وہ ملک آل بویہ کے تصرف سے برآوردہ کیا تھا ہمدان وہانسے رے مین گئے اور خزانے اور دفینے رے کے کوہ یارم کے حکام نے سالہائے دراز مین جمع کیے تھے بے مشقت و محنت انھین دستیاب ہوئے اور باطل مذہبون اور قرامطہ سے وہان بہت تھے جس شخص پر مذہب کا اختلاف ثابت ہوا گردن ماری پھر سلطان نے رے اور اصفہان کی ولایت امیر مسعود کو ارزانی فرمائی اور خود غزنین کیطرف رجوع فرمائی اور تھوڑے عرصہ مین سلطان کو مرض سوداوی یعنی یرقان کا بہم پہونچا ہر روز وہ مرض قوت پکڑتا تھا اور سلطان اپنے تکلف سے خلائق کی نظر مین قوی دکھائی دیتا تھا اور اس حال سے بلغ گیا اور جب بہار آئی غزنین کیطرف روانہ ہوا اور وہ مرض قوی تر ہوا غزنین مین آکر مرض سے پنجشنبہ کے دن تیسوین ربیع الثانی سنہ ۴۲۱ چار سو اکیس مین لاکھ حسرت اور آرزو مین اس کنہنہ بر سے ترسٹھ برس کے سن مین بمرحمت حمید ملک سلطنت کی پینتیس برس تھی اسکا جنازہ رات کو کہ مظہر برستا تھا اٹھا کر تعصر فیروز غزنین مین مدفون کیا اور سلطان محمود ایک مرد سیانہ قد اور خوش اندام اور چیچک رو تھا اور وہ پہلا بادشاہ ہوا کہ سلطان کی لقب اپنے اوپر اطلاق کی اور یہ خبر صحیح ہے کہ سلطان محمود نے اپنی وفات سے دو روز پیشتر حکم دیا تو خزانہ کی تھیلیان اشرفی اور روپیون اور انواع جواہر نفیسہ اور اصناف لفائس کہ اپنی مدۃ الحیات مین جمع کیا تھا اپنے محل سرا کے صحن مین حاضر کر کے مکان کو رشک گلستان ارم کیا اور سلطان محمود اُسے چشم عبرت سے دیکھتا تھا اور ہائے ہائے کے نعرہ مار کر رویا اور ایک ساعت کے بعد پھر خزانہ مین حاضر ہوا اور ایسے وقت مین کہ پیمانہ عمر آب بقا سے لبریز ہو چکا تھا اور تازگی سے یاس تھی اسمین سے کسیکو مستفیض اور بہرہ مند نہ کیا اور ایسی ہی وجوہ نے خلائق اُس شاہ والا نژاد کو ساتھ تجمل کے نسبت دیتی ہیں پھر دوسرے روز سلطان محفہ مین سوار ہو کر میدان کی سیر کو گیا اور اپنے حکم سے تمام ممالک خاصہ اسپان تازی و ستران بردمی و فیلان کوہ شکوہ و شتران قوی ہیکل اور سوائے اسکے سلطان کی نظر ثانی کیواسطے لیکر انھین بھی مشاہدہ کرنے حاضر ہوا اور وہ گروہ کے مانند جنھین ہار کر دیا اور گریہ کنان اپنے قعر کیطرف لوٹ گیا

اور ابو الحسن علی بن حسن میمندی سے منقول ہے کہ ایک روز سلطان محمود نے ابو طاہر سامانی سے پوچھا کہ آل سامان نے جو ہر قسم کی سے کسقدر جمع کیا تھا جواب دیا کہ امیر نوح سامانی کے عہد میں سات رطل جواہر نفیسہ خزانے مین تھا سلطان محمود نے منہ خاک پر رکھکر فرمایا الحمد للہ کہ حق سبحانہ تعالی نے میرے تئین جو ہر نفیسہ خاصہ سو رطل سے زیادہ ارزانی رکھا اور یہ بھی منقول ہے کہ سلطان کے آخر عمر مین یہ خبر پہونچی کہ نیشا پور مین ایک مرد نہایت مالدار ہے سلطان نے اسکے حضار کا حکم صادر فرمایا جب وہ حاضر ہوا سلطان نے اس سے خطاب کیا کہ اے شخص مین نے سنا ہے کہ تو ملاحدہ اور قرامطہ سے ہے اس مرد نے جواب دیا کہ انچہ با انصاف دعا گو ملحد و قرمطی نہین غلام مین عیب یہ ہے کہ مال کثرت سے رکھتا ہے جو کچھ ہے مجھسے سرکار لے اور مجھے بدنام نکرے سلطان محمود نے تمام مال اُس سے لیکر اور ایک نشانی اُسکے حسن عقیدت کے بارہ مین تحریر کرکے اسکے پیرکی اور طبقات ناصری سے معلوم اور معلوم ہوا کہ سلطان محمود حدیث العلماء ورثۃ الانبیا کے بارہ مین متردد تھا اور قیامت کے ہونے اور نا ہونے سبکتگین کے منتسب ہونے مین ایک شک رکھتا تھا ایک شب کو خلوت مین کسی مقام سے آتا تھا اور فراش شمعدان طلائی مین شمع روشن کیے ہوئے آگے جاتا تھا اور ایک طالب علم مدرسہ مین اپنا سبق یاد کرتا تھا اور تاریکی کے سبب جب محتاج مطالعہ عبارت کتاب ہوتا تھا چراغ بقال کی روشنی مین جاتا تھا سلطان کا دل اس طالب علم کی ناداری پر گرفتہ ہوا وہ شمعدان اُسی کو مرحمت فرمایا اور اسی شب حضرت مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ اُسے فرماتے ہین یا بن ناصر الدین سبکتگین اغرک اللہ فی الدارین کما اعززت ورثتی اس حدیث سے تینون مشکلین اسکی حل ہوئین کہتے ہین کہ سلطان کے فوت سے دوسرے سال غزنین مین ایک سیل عظیم واقع ہوئی اُسکے سبب اُس شہر کی بہت عمارات خراب و مسمار اور خلائق بیشمار ہلاک ہوئی اور جو بند کہ عمرو لیث طرنان خدفار نے اپنے عہد سلطنت مین باندھا تھا اس سیل سے بہقدر خراب ہوا کہ نشان اسکا ظاہر نہ رہا اور اہل بصیرت اس واقعہ کو وقوع اُس شاہ عادل کے آثار فوت سے جانتے تھے کہ اسواسطے کہ اُس بادشاہ مین عدل اس مرتبہ تھا کہ ایک روز ایک شخص فریادی آیا اور سلطان محمود نے اُس سے ملتفت ہوکر احوال پوچھا اُسنے عرض کی کہ شکایت میری ایسی نہین کہ سر دربار مجلس مین عرض کرون سلطان نے اُسے تخلیہ مین طلب کرکے استفسار فرمایا اُسنے عرض کی کہ بادشاہ کا بھانجا ایک مدت مدید سے میرے گھر مین آتا ہے اور مجھے ضرر بہاے تازیانہ سے مکان سے نکالتا ہے اور میری بیعصمتی کے ساتھ صبح تک رہتا ہے اور مین نے اس مدت مین تمام اعیان دولت سے استغاثہ کیا لیکن کسیکو یہ حوصلہ اور یارا نہین کہ جو عرض اقدس مین پہونچاوے کسواسطے کہ سب اُسکا ملاحظہ کرتے ہین اور کسیکو اسقدر حق سبحانہ تعالی کا ہراس و ترس نہین کہ فقیر عاجز کی خاطر فاتر کا ملاحظہ کرکے دادرسی کا درپے ہو جب مین سب سے ناامید اور مایوس ہوا آپکی درگاہ مین بجمع کرکے فرصت کا منتظر تھا آج یہ دولت میسر ہوئی حق سبحانہ تعالی نے اپنے فضال سے تجھے بادشاہ کیا احوال رعایا اور زیردستون کا تجھے پوچھیگا اگر فریاد کو پہونچے گا فہو المراد والا صبر کرونگا تو منتقم حقیقی اپنے عدل و قہر سے تمہارے مجھ عاجز کا طالمونسے لیوے سلطان محمود یہ کلام صداقت انجام سنکر متاثر ہوا اور اشک گرم اشک آنکھون مین بھر لایا اور رقت سے فرمایا کہ مسکین تو کسواسطے اس سے پیشتر میرے پاس نہ آیا اُسنے عرض کی کہ اے شاہ عدالت پناہ ایک مدت سے مین ہر روز انتظار کھینچتا تھا آج بزار مشقت دربانون اور چوبداروں کی نظر بچاکر حضور کی خدمت مین پہونچا ہون ایسے فقیرون کی کیا مجال کہ بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض حال اپنا کرسکین سلطان محمود نے کہا کہ اب جو تو نے اپنی سرگذشت مجھے سنائی دوسرے کی اس مرحلے واقف نکرنا یعنی کیسی سے نہ کہنا مین نے احوال اپنا بادشاہ کی خدمت مین عرض کیا ہے اب اپنے مکان مین جاکر مطمئن بیٹھ اور جسوقت وہ ظالم اپنی عادت کے موافق آوے اور تجھے

کہا لے فوراً میرے پاس آکر مجھے خبردار کرنا اُسنے گذارش کی کہ اے سلطان مجھے پھر ایسا وقت کہاں میسر ہوگا کہ یہ خدمت بجا لاؤں پھر اپنے تئیں بارگاہ عرش اشتباہ میں پہونچا کر دیدار فائز الانوار سے مشرف ہوا سلطان نے فوراً بکوتل طلب کے اُس کو تحسین کیا اور یہ حکم قطعی دیا کہ جس وقت یہ آوے خبردار مانع ہونا بلا توقف جہاں بین ہوں آنے دینا اور علاوہ اسکے بادشاہ نے اس مرد سے آہستہ فرمایا کہ اگر ایسا وقت ہو کہ یہ یعنی دربان وغیرہ تجھسے کہیں کہ بادشاہ استراحت میں ہے یا دوسرا بہانہ کرکے روکیں تو فلاں مقام سے آکر آہستہ آواز دینا کہ اپنے مقصد کو پہونچیگا غرض وہ شخص مطمئن ہوکر اپنے مکان پر گیا اور اُس شب بلکہ دوسری شب وہ اُسکے گھر میں نگہبانی شبگو بادشاہ کا بھانجا آدھی رات کو بعادت معہود اُسکے مکان میں آیا اور اُسے گھر سے نکالکر بغرض اپنے کام برانجام میں مشغول ہوا وہ شخص بسرعت تمام افغان وخیزان بارگاہ سلطانی میں آیا دربانوں نے روکا اور بولے کہ اسوقت بادشاہ حرم سرا میں ہے کسیکا وہاں گذر نہیں اور اگر دیوانہ نہ ہیں رونق افروز ہوتا تو تجھے کوئی مانع ہوتا لاچار وہ مرد اُس مقام میں کہ سلطان محمود نے اُس سے کہا تھا گیا اور آہستہ آواز دی کہ اے سلطان کیا کرتا ہے سلطان محمود نے فوراً جواب دیا کہ اے فقیر ٹھہر میں آیا یکایک برآمد ہوکر اُس شخص کے ہمراہ روانہ ہوا جب اُسکے مکان میں پہونچا اپنے بھانجے کو اُسکی زوجہ کے ساتھ ایک فرش پر مست بادہ نوم پایا اور شمع کو اُن دونوں کے حال زشت پر روتے و جلتے اور پروانہ کو سر دھنتے دیکھا سلطان نے شمع گل کی اور خنجر نکالکر اسکا سر تن سے جدا کیا اُسکے بعد فرمایا اے مرد ایک جرعہ آب اگر ممکن ہو بسبیل استعجال لا تو میں نوش کروں اُسنے فوراً کوزہ آب حاضر کیا سلطان محمود آب نوش کرکے اُٹھا اور کہا اے فقیر جا اور بفراغت تمام استراحت کر اُس مرد نے ہاتھ سلطان کے دامن میں مارا اور کہا کہ تجھے اس خدا کی سوگند ہے کہ جسنے تجھے دولت اور حشمت کرامت فرمائی مجھے سچ بتا کہ شمع کے بجھانے کا کیا سبب تھا اور پھر پانی طلب کرنے اور پینے کی کیا وجہ تھی اور تو نے کیا کیا جو مجھسے کہتا ہے جا فراغت سے خواب کر سلطان نے فرمایا اے مظلوم مجھے شر ظالم کا مجھسے دفع کیا اور اب ہمکار تن سے جدا کرکے لیے جاتا ہوں اور شمع کے بجھانیکا یہ باعث تھا کہ اُسکے دیکھنے سے صلہ رحمی کی محبت مانع نہ آوے اور پانی طلب کرنیکی یہ وجہ تھی کہ جسوقت تو نے حال اپنا مجھسے کہا میں نے خدا سے عہد کیا تھا کہ جب تک اُس ظالم کا شر اُس مظلوم سے دفع نکروں آب طعام زبان پر نرکھوں چنانچہ اس تین شبانہ روز میں ہر وقت منتظر اُس شتاب جو میں نے شر اُسکا تجھسے دفع کیا تشنگی کے غلبہ کے سبب سے کہ تین روز سے میں پیاسا تھا جرعہ آب طلب کرکے نوش کیا الغرض عقلاے نیکاندیش پر مخفی اور پوشیدہ نہ ہوگا کہ اگرچہ سلاطین نامدار سے حکایات عدالت شعار بکثرت تمام منقول ہیں لیکن ایسی حکایت انمیں سے کسی سے منقول نہیں ہوا واللہ اعلم بالصواب اور تواریخ بنا کتی میں مرقوم ہے کہ جب سلطان محمود خراسان کی طرف متوجہ ہوا جاہا کہ شیخ ابوالحسن خرقانی کی زیارت کرے لیکن اس ارادہ کے بعد یہ بھی اُسکے دلمیں گذرا کہ میں نے اپنے مکان سے اُنکی زیارت کا عزم نہیں کیا امسال میں خراسان کے مصالح کا آہنگ کرکے آیا ہوں لہٰذا فی الحال اس کام کے دوستان خدا کی زیارت کرنی شرط ادب سے بعید ہے اس سال خراسان سے معاودت کرکے ہندوستان گیا اور وہانسے پلٹ کر غزنین آیا اور شیخ کی زیارت کا احرام باندھکر خرقان گیا جب خرقان میں پہونچا کسی کو شیخ کے حضور بھیجکر پیغام دیا کہ سلطان آپکی زیارت کو غزنین سے خرقان میں آیا ہے اگر آپ خانقاہ سے اُسکے دیکھنے کو بارگاہ میں آئیں مراحم ذاتی سے دور نہ ہوگا اور ایلچی کو یہ بھی فہمائش کی کہ اگر شیخ اس امر سے انکار کرے یہ آیہ کریمہ اسکے سامنے پڑھنا یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم رسول نے وہ پیغام کہ سلطان نے زبانی کہا تھا ادا کیا اور جب انکار کیا یہ آیت پڑھی شیخ نے فرمایا تو مجھے اس تکلیف سے معذور رکھ اور محمود سے کہ کہ میں اطیعو اللہ میں ایسا مستغرق اور ڈوبا ہوں کہ اطیعو الرسول سے خجالت کھاتا ہوں اور ساتھ اولی الامر منکم کے کہاں مشغول ہوں ایلچی نے سلطان محمود سے جا کر کیا سلطان نے یہ کلام سنتے ہی رقت

کی اور اپنے مصاحبوں سے کہا اُٹھو کہ یہ وہ مرد نہیں ہو کہ مین نے گمان کیا تھا پھر اپنی پوشاک یاز کو پہنائی اور دس کنیزوں کو جامہ غلامان پہنا کر خود بجائے آیاز ایستادہ ہوا اور امتحاناً شیخ کے صومعہ کیطرف متوجہ ہوا جب صبح صومعہ کے دروازہ سے اندر آئے اور شیخ کو سلام کیا شیخ نے جواب دیا لیکن تعظیم کیواسطے قیام نہ کیا پھر سلطان محمود کو بغور دیکھا اور ایاز کی طرف کچھ التفات نہ کی محمود نے کہا اے شیخ تو سلطان کی تعظیم و تکریم کیواسطے نہ اُٹھا کیا یہ سب جہال ہو شیخ نے کہا تمام جہال ہو لیکن مرغ اسکا نہیں ہو کہا کہ تجھ آگے کیا گیا ہو سلطان محمود بیٹھا اور کہا مجھسے کچھ بات کیجیے فرمایا نامحرمون کو باہر کر سلطان نے لونڈیون کو اشارہ کیا وہ صومعہ کے باہر نکل گئین سلطان نے کہا مجھے بایزید بسطامی کے اقوال سے کوئی بات سنایئے شیخ نے فرمایا بایزید نے یون کہا ہو کہ جس شخص نے مجھے دیکھا رقم شقاوت سے امین ہو اسلطان محمود نے کہا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ بایزید سے زیادہ ہو پس ابوجہل اور ابولہب آنحضرت کے دیدار فائز الانوار سے مستفیض ہوئے تھے کسواسطے اہل شقاوت سے ہین شیخ نے فرمایا محمود ادب نگاہ رکھ اور تصرف اپنی ولایت مین کر مصلحتے کو کسی نے سوائے چار یار اور بعضے صحابہ کے نہ دیکھا اور دلیل پیر قول خدائے عزوجل ہو وترھم ینظرون الیک وھم لایبصرون سلطان محمود کو یہ بات پسند آئی اور کہا مجھے نصیحت کیجیے فرمایا چار چیز اختیار کر اول پرہیزگاری دوسرے نماز جماعت تیسرے سخاوت چوتھے شفقت خلق پر پھر سلطان نے التماس دعا کی فرمایا مین نماز پنجگانہ مین دعا کرتا ہون اللھم اغفر للمومنین والمومنات کہا یہ دعاے عام ہو خاص کیجیے فرمایا عاقبت محمود ہو جبو سلطان نے اشرفیون کا بدرہ روبرو رکھا شیخ نے جوکی روٹی سلطان کے روبرو رکھی اور فرمایا اسے تناول کر سلطان محمود نے اُسمین سے ایک لقمہ منہ مین رکھکر چبایا اسکے حلق مین پھنسنے لگا شیخ نے کہا کہ یہ روٹی تیرے گلے مین پھنستی ہو کہا ہان شیخ نے فرمایا تبر ابدرہ زر بھی اسیطور ہمارے حلق مین پھنسا ہوا اُٹھا لے سلطان نے کہا مین نے اسے طلاق دی ہو سلطان نے فرمایا مجھے کوئی اپنی نشانی یادگار عنایت فرمایئے شیخ نے اپنا پیراہن کہ مراد خرقہ سے ہو عنایت کیا سلطان محمود جب رخصت ہوا شیخ تعظیماً ایستادہ ہوا سلطان نے کہا اول آپ نے میرے آنے پر التفات نہ فرمائی اور اب تعظیم کیواسطے اُٹھے کیون تکلیف کی شیخ نے فرمایا اول تو رعونت بادشاہی اور نخوت امتحان مین آیا تھا اب تو انکسار درویشی مین جاتا ہو پھر سلطان چلا گیا جبو قت سومنات پر تاخت کی اور جب واپسی اور پرم دیو کی جنگ مین اُسے شکست کا خوف ہوا سلطان مضطرب ہو کر ایک گوشہ مین گیا اور منہ خاک پر رکھ کر اس پیراہن کو ہاتھ مین لیکر درگاہ الٰہی مین عرض کی الٰہی اُس صاحب خرقہ کی آبرو کے طفیل مجھے کفار پر ظفریاب کر اور جسقدر یہانسے غنیمت دستیاب ہوگی درویشون پر تقسیم کرونگا دفعتہً اس طرف ایک عدیم النظیر گرج اور ظلمت پیدا ہوئی کہ کفار کو تاریکی سے دوست و دشمن کی تمیز نہ رہی آپسمین خونریزی کر کے متفرق ہوئے لشکر اسلام نے ظفر پائی اور اسی شب کو سلطان نے خواب مین دیکھا کہ شیخ فرماتے تھے کہ اے محمود تو نے میرے خرقہ کی آبرو رکھنے کی اگر تو دعاے اسلام تمام کفار کیواسطے کرتا اجابت ہوتی اور جامع الحکایات مین وارد ہو کہ سلطان جب شیخ کے پاس آیا کہا اگرچہ مہمات خراسان کی کثرت تھی لیکن مین عزم زیارت اس جناب کے آیا ہون شیخ نے فرمایا ہی محمود اگر تو نے نذر مین سے میرا احرام باندھا کیا عجب لوگ خانہ خدا سے احرام باندھین اور تیرے پاس آوین زہے حالت سلطان کہ شیخ ابوالحسن خرقانی اُسکے حق مین ایسا فرماوے اور روضۃ الصفا مین مسطور ہو کہ ایک روز سلطان محمود اپنے محل مین بیٹھا تھا اور دریچہ سے چپ و راست نظر کرتا تھا ناگاہ اسکی نگاہ ایک بے سروپا پر پڑی کہ تین مرغ لیے ایستادہ ہو جب سلطان کو اُسنے اپنے طرف ملتفت اور متوجہ دیکھا ایک اشارہ کیا سلطان نے اغماض سے اپنے دل مین کہا یہ اشارہ اسنے کیون کیا پھر ایک ساعت کے بعد دوبارہ سلطان نے نگاہ اس کی طرف کی اُسنے پھر اشارہ کیا سلطان نے اُسے اپنے روبرو بلا کر استفسار کیا کہ یہ جانور کیسے ہین اور وہ اشارہ کیا تھا اُسنے عرض کی

کہ میں ایک مرد قبا باز ہوں اور آج میں سلطان کو غائبانہ شریک کرکے جو کھیلا تھا جو مرغ میری بیت میں آئے تھے یہ حصہ آپکا موجود ہے سلطان نے حکم دیکر وہ مرغ منگوا لیے دوسرے روز قبا باز دو مرغ اور لایا سلطان اُسے بھی لیکر متفکر ہوکر آیا یہ کس فکر میں جو تیسرے روز پھر تین مرغ لایا چوتھے روز وہ مردِ ذی ہوش بیک بینی و دو گوش سلطان کے مقابل ایستادہ ہوا اور تہیدستی سے محزون اور ملول ہوکر سر جھکا لیا سلطان نے جب اُسے اس حالت میں دیکھا فرمایا آج ہمارے شریک کو حادثہ عظیم بلکہ غم کا پہاڑ ٹوٹا ہے کہ آثار ملال کے اسکے چہرہ حال سے ظاہر ہیں پھر اسے اپنے پاس بلا کر استفسار حال کیا اُسنے عرض کی کہ آج غلام نے سلطان کی شرکت میں ہزار دینار زرِ سرخ بازے ہیں اور میرے ہم پیشہ نے جیتے ہیں سلطان نے تبسم ہوکر پانچ دینار اُسے دلوا دیئے اور فرمایا کہ آیندہ جنگ میں حاضر نہوں میری شرکت میں جو نہ کھیلتا اور عجیب الیسر ہے کہ قوم ہر اول وہ شخص کہ جسنے سلطان محمود کی وزارت کی ابو العباس فضل بن احمد اسفرائینی تھا اور اوائل میں وہ فائق کی کتابت میں جو امرائے طالقان سامانی کے ملک میں انتظام رکھتا تھا مصروف تھا جب فائق کا آفتاب اقبال سرحد زوال میں پہونچا اپنے تئیں امیر ناصر الدین سبکتگین کی ملازمت میں پہونچا کر مسند وزارت پر بیٹھا اور امیر ناصر الدین سبکتگین کی وفات کے بعد سلطان محمود کے بھی اسی منصب پر مقرر رکھا جو ابو العباس کا حال حال اسکا فضل تھا نثر عربی سے عاری تھا تاشیر اور فرامین اور احکام سلطان جو عربی میں تحریر کرتے تھے فارسی لکھنے کا حکم دیا لیکن خواجہ بزرگ یعنی خواجہ احمد میمندی نے بھی عربی کیا اور ابو العباس فضل امور مملکت کے انتظام اور سپاہ و رعیت کے سر انجام مہام میں یہ طولیٰ رکھتا تھا یعنی نظیر اپنا نہ رکھتا تھا جب بسن رسیدگی اسکی وزارت سے گذرے کو کو اسکے طالع نے اوج اقبال سے حضیض زوال کیطرف انتقال کیا یعنی معزول وزارت سے معزول ہوا اور بعض مورخوں نے اسکے عزل کا سبب یوں لکھا ہے کہ سلطان محمود غلامان خورشید عذار کے فراہمی کا نہایت شوق رکھتا تھا اور ابو العباس فضل اس بارہ میں بمقتضائے الناس علی دین ملوکہم عمل کرتا تھا ایکبار تبت یعنی ولایات ترکستان سے خبر ایک غلام پری پیکر حور وش کی سنی اپنے معتمدوں میں سے ایک شخص کو طرف روانہ کیا کہ اس غلام کو خرید کر کے عورات کے لباس میں پہونچائے سلطان نے کیفیت واقعہ کی ایک غماز اور تمام سے سنکر زیر یعنی ابو العباس کے پاس آدمی بھیجا ہو غلام کو طلب کیا۔ ابو العباس فضل نے انکار کیا سلطان محمود کسی بہانہ سے بدون اطلاع اور اچانک اسکے مکان میں تشریف لیگیا فضل لوازم اشعار و نیاز میں مشغول ہوا اور اس مابین میں وہ غلام مہر نقاشتری سیا اُسکے روبرو آیا بادشاہ غضب ناک ہوا اور وزیر کی ضبطی کا حکم جاری کیا ناگاہ اسی حال میں روایات طرفہ آیات ہندوستان کی طرف حرکت میں آئے اور بعض امرا سے بدگمان نے اخذ مال کی طمع میں ابو العباس فضل کو اطلاع سے قبل کیا کہ اُسکے صدمہ سے ہلاک ہوا اسکے بعد خواجہ بزرگوار احمد بن حسن میمندی منصب وزارت پر منصوب ہوا اور احمد بن حسن میمندی سلطان محمود کا برادر رضاعی یعنی دودھ شریک بھائی اور ہم سن اور اسکا باپ حسن میمندی امیر ناصر الدین سبکتگین کے عہد سلطنت میں قصبہ بست کی تحصیل میں قیام کرتا تھا لیکن بسبب ایک خیانت کے کہ اُسکی طرف منسوب کی امیر ناصر الدین سبکتگین کے فرمانے سے مسلوب ہوا اور چونکہ بین الناس مشہور و معروف ہے کہ حسن میمندی سلطان محمود کے سلک وزرا میں منسلک تھا عین غلط اور محض خطا ہے اور احمد بن حسن کی جو خوشنویسی اور جودت فہم اور فضل میں اتصاف رکھتا تھا ابتدا میں دارغہ دیوان انشا اور رسالت کیا اور خدمات التفات سلطانی اسے درجہ بدرجہ ترقی دیتی تھی یہاں تک کہ منصب ہتیمقامے ممالک پر پہونچ کر مشغل حائزہ لشکر و کشا شامل اور مذکور کے ہوا اور چند عرصہ کے بعد ضبط اموال بلاد خراسان بھی ساتھ اشغال سابقہ کے انضمام پایا اور وہ جناب اس تمام کے عہدہ پر جیسا کہ چاہیے باہر آیا جب مشرب مذہب سلطانی نے ابو العباس اسفرائینی کے نسبت بہت تکدر قبول کیا زمام وزارت نے من حیث الاستقلال

اس خواجہ ستودہ خصال کے کاف کفایت مین قرار پکڑا اٹھارہ برس تک کارروائی ملک ومال مین مشغول رہا اسکے بعد ایک جماعت امرائے بزرگ سے مثل التونتاش سپہ سالار اور امیر علی خویشاوند نے تحفل و فیع سلطانی مین زبان بس منع فضول چہاں کی ضبیث اور بہتان مین کھولی اور وہ باتین سلطان محمود کے دلمین موثر ہوئین شاہ نے عزل کی رقم احمد کی پیشانی حال پر کھینچی اور بہرام نام کہ ایک اسکے خواص سے تھا اُسے سپرد کرکے حکم دیا کہ اسے کشمیر کے درہ پر لیجا کر جنکی نمان نام ایک شخص کو وہان مقرر ہے تفویض کرے تو وہ اُسے قلعہ کالنجر مین قید کرے غرض وہ تیرہ برس اُس قلعہ مین مقید رہا اور سلطان مسعود کی اخیر سلطنت مین زندان ستم سے رہائی پائی اور پھر منصب وزارت پر سرفراز ہوا آخر سنہ ۴۳۲ھ جا بروجہ بین اتقال کیا اور سلطان محمود نے ایکبات کے بعد حسن بن میکال کو جو حسنک میکال سے شہرت رکھتا تھا اور ابتدائے ایام اطفلین اور شروع اوقات نشو ونما مین اُسکی ملازمت مین بسر لیجاتا تھا اور تیزی طبع اور جودت گفتار اور محاسن کردار مین موصوف و معروف تھا شاہ نے اُسے منصب وزارت پر سرفراز فرمایا اور وہ سلطان کی مدت الحیات تک اس امر پر مقیم رہا مورخان سخندان حسن کے حالات مین اسوجہ سے کہ مذموم کہ سلطان محمود امیر ناصر الدین سبکتگین کی ملازمت مین ابوعلی سمجوری کے وضع مین متوجہ تھا ایک مقام مین اسنے سنا کہ بیان ایک درویش گرامی مذہب ہمہ زہد و عبادت کی صفت مین موصوف اور اظہار کرامات اور خوارق عادات مین معروف اُسے زاہد پوش کہتے ہین جو کہ سلطان درویشون اور گوشہ نشینون سے حقیدہ کمال رکھتا تھا زاہد کی ملاقات کی خواہش کی اور حسن سے کہ منکر اس طبقہ کا تھا فرمایا ہر چند مین خوب جانتا ہون کہ تجھے اہل تصوف اور ارباب ہیئت سے ارادت والفت نہین لیکن مین چاہتا ہون کہ زاہد پوش کی زیارت کیواسطے میرا ساتھ دے حسن نے سلطان کے حکم کی موافقت کی اور ہمراہ رکاب عازم ہوا سلطان نے باصد شوق و ہزاران نیاز زاہد سے ملاقات کی درویش نے باتین تصوف کی میز شروع کین اور ان باتون کے سنتے سے بادشاہ کا عقیدہ درویش کیطرف زیادہ ہوا اور فرمایا کہ فقد جنس جیقدر آپکے خادمون کو مطلوب ہو میرے خزینہ دارون سے وصول فرمائین زاہد نے ہاتھ بلند کیا اور ایک مٹھی بھر دینار زر سرخ بادشاہ کی ہتھیلی پر رکھکر کہا کہ اس شخص کو خزانہ غیب سے ایسا نقد ہاتھ آوے اُسے غیر کے مال کی کب احتیاج ہووے سلطان نے یہ امر اُسکی کرامات پر گمان کیا اور وہ دینار حسن کے حوالہ کیے حسن نے اس دینار کے سکہ کو دیکھا کہ اُن پر ابوعلی سمجوری کا سکہ مسکوک ہے جو بغداد کے پاس سے ہو کر باہر آئے سلطان نے حسن سے کہا کہ ان خوارق عادات کی نسبت انکار نکرنا چاہیے حسن نے جواب دیا کہ غلام اولیا کی کرامات کا منکر نہین ہے لیکن مین مناسب نہین دیکھتا کہ آپ اس شخص کی حرب کیواسطے جاوین کہ آسمان پر جسکے نام پر سکہ مارتے ہین سلطان نے اسکی حقیقت پوچھی اُسنے وہ تنگجات اُسے دکھلائے جب سلطان محمود کی نظر ابوعلی سمجوری کے سکہ پر پڑی مضمحل ہوا راقم الحروف کہتا ہے کہ حسن کے کلام بیجا ہین کسواسطے کہ اس قسم کی چیز بن بموجب فرمان ایزدی کے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام اور جمال الغیب اسی عالم سفلی سے لیکر بلکہ اسی حوالی اور حواشی سے وجہ مشروع سے دستیاب کرکے عند الطلب اولیا کو پہونچاتے ہین وہ شی مسکوک ہو خواہ غیر مسکوک ہو الغرض سلطان مسعود جب بادشاہ ہوا حسن کو اس بہانہ سے کہ وہ مکہ معظمہ سے مراجعت کے وقت مصر مین خلعت وہانکے خلیفہ کا کہ بالماہ شہرت رکھتا تھا پہنکر پیشگی مین قرمشی ہوا ہے تاخیر مین دیر پہنچا ذکر مشاہیر شعرای عزنو یہ از انجملہ ایک عنصری رازی تھا اور وہ سلطان محمود کے عہد مین رے سے آیا اور شعرای دار الملک کے ہمراہ شاعرانہ اور معارضہ مین مشغول ہوا اور سلطان کی مدح مین یہ قصیدہ کہکر چودہ ہزار درم انعام پائے قصیدہ اگر مراد بجاہ اندر رست و جاہ جاں ✤ مرا مہین کہ بہ بینی جمال اکمل من ✤ الکم کہن تا بکشر فخر کند ✤ ہر آنکہ بہ سر یک بیت من قصیدہ فال ✤

عہ وقت طلب سے بیان نظامی عروضی سمرقندی کے کہ شاہ مصر مین زندان مین قید تھا ۱۲ ادیر علی

صواب کرد کہ پیدا کرد ہر دو جہان ۔ یگانہ و دادار بے نظیر و ہمال ۔ دگر نہ ہر دو بہ بخشید ہے او بوقت کرم ۔ امید بندہ نماند ہے ایزد متعال ۔ استاد اسدی طوسی سلطان محمود کے عہد میں فرقہ شعرائے خراسان کا استاد تھا اور اُسے متواتر نظم شاہنامہ کی تکلیف دی اور اُسنے پیری اور ضعیفی کا بہانہ کرکے استعفا کیا اور اُسکا دیوان مشہور ہے اور شعرا کے تذکروں میں نظم نہیں آتا ہے وہ اپنے شاگرد فردوسی کو ہمیشہ شاہنامہ نظم کرنے کیواسطے اشارہ کرتا تھا آخر کو ابیا ہوا اور جب فردوسی غزنین سے بھاگ کر طوس گیا پھر وہانسے رشد اراد طالقان جاکر پھر طوس میں راحت کی اور مرنے سے چند روز پیشتر اسدی کو بلایا اور کہا افسوس رحلت کا وقت آپہونچا وقت رحلت ہو اور شاہنامہ سے قلیل باقی رہا اور کسیکو قوت نہیں کہ باقی کو قید نظم میں لاوے اسدی نے فرمایا ہے فرزند غمگین نہو اگر میری حیات مستعار غالب عنصری میں باقی ہے میں انجام کو پہونچاتا ہوں فردوسی نے کہا اے استاد آپ قصیدہ میں محال ہے کہ یہ کام آپسے کفایت ہووے اسدی نے کہا انشاء اللہ تعالی انجام ہوگا اور اُسے چند روز میں شروع کیا اول بیتیائے عرب سے بعجم کیطرف کہ چار ہزار بیت ہوتی ہیں قید نظم میں لایا اور فردوسی ابتک زندہ تھا کہ اُسکے مطالعہ میں گذرنا اور وہ نہایت محظوظ ہوا اور اپنے استاد کے ذہن مستقیم کی تعریف کی اسدی نے مناظرے بہت خوب موزوں کئے ہیں اور یہ دو بیت شب و روز کے مناظرین اُسکی تالیفات سے ہیں ابیات بشنو از حجت و گفتا شب و روز بہم ۔ سرگذشتے کز دل و کندر شدت غم ۔ ہر دو را خاست جدل از سبب بیشی فضل ۔ در میان رفت فراوان سخن از مدحت و ذم ۔ مینوچہر بلخی کہ اصل اُسکی مرو سے ہے سلطان محمود کے عہد سلطنت میں غزنین میں رہتا تھا نہایت متمول اور صاحب دستگاہ تھا اور نغز شیع میں قصیدہ اُسی کا تصنیف ہے اُسکا مطلع یہ ہے شعر اے نہادہ در میان فرق جان خویشتن ۔ جسم مازندہ بجان و جان تو زندہ بتن حکیم عنصری سلطان محمود کے عصر میں سر آمد شعرا ے روزگار تھا اور وہ شاعری اور فضائل کثیر میں ممتاز تھا کہتے ہیں سلطان محمود کی رکاب میں ہمیشہ چار سو شاعر تیغ لازم تھے اور سب شاعر اُسکی شاگردی کے مقر تھے اور محفل سلطانی میں آمد شد رکھتا تھا اور آخر کو سلطان نے اپنے قلمرو کی ملک الشعرائی سے اُسے سرفراز فرمایا اور یہ ارشاد کیا کہ تمام شاعر اول شعر اُسے سنا دیں پھر وہ بادشاہ کے ملاحظہ میں گذرانے اور اُسکا ایک قصیدہ نہایت مطول ہے مختصر یہ کہ سلطان کے جمیع محارب بے قید نظم میں صادر ہوا ہے اور بیان کرتے ہیں کہ ایک شب سلطان نے بدمستی کی حالت میں سر رشتہ عقل ہاتھ سے دیا اور ایاز کے چہرہ پر اور طرح سے نظر کی ناگاہ برطن شرع نے آواز بلند کہا کہ اے محمود عشق کو فسق و ہوائے نفسانی سے نہ آمیز کر سلطان اُسیوقت متنبہ ہوا اور مقراض ایاز کے حوالہ کی کہ اس زلف رہزن کو تراش اسنے عرض کی کہانسے فرمایا یک قلم تراش ایاز نے حکم کے موافق عمل کیا سلطان کی آتش عشق اسکی فرمانبرداری کے روغن سے نہایت مشتعل زن ہوئی جواہر میشہ ارسے عنایت کیا اور آپ غلیان مستی سے فرش خواب بہ استراحت فرمائی صبح کو جب خواب غفلت سے بیدار ہوا اپنے کیے ہوئے سے پشیمان تھا اور دل کی بیقراری سے کبھی اُٹھتا اور کبھی بیٹھتا تھا اور کسی کو بات کرنیکا زہرہ نہ تھا حاجب ۔ نے عنصری سے کہا کہ اندر حاجب حاضر ہوا اسے دیکھکر سلطان نے فرمایا کہ مجھے دیکھتا ہو کہ مجھپر کیا گذری ہے اس بارہ میں کچھ کہ عنصری نے فی البدیہہ کہا رباعی ابر زلف در کاستن سست ۔ چہ جاے بغم نشستن و خاستن سست ۔ روز طرب و نشاط و میخواستن بست ۔ کار استن سروز پیراستن سست سلطان یہ رباعی سنکر نہایت خوش ہوا اور اُسکا منہ تین مرتبہ جواہر سے پر کیا اور مطربوں کو بلا کر مینوشی کی محفل آراستہ کرکے بنت عنب کے پینے میں اقدام کیا اور عنصری نے ۴۳۱ چار سو اکتیس میں وفات پائی اور نام اُسکا عالم فانی کے جریدہ پر ثبت ہوا عسجدی مروی الاصل ہے قصائد غرا رکھتا ہے اور عنصری کے شاگردوں میں سے ہے سلطان محمود کا مداح تھا

ع ہ یہ شعر صحیح طور پر یوں ہونا چاہیئے کہ گذر ہر دو جہان را کہ گذر نیست بر آن

یہ قصیدہ اسی کا تالیف ہے نظم تا شاہ خورد ہ بین سفر سومنات کردہ کردار خویش را علم معجزات کردہ دیوان اس کا شہرہ سنین ہوا اور یہ رباعی شش جہت بین اربع عناصر کیطرح معروف ہوا رباعی از شرب مدام طلاق مشرب تم ہ و ز عشق بتان سیم غبغب تو بہ ہ در دل ہوس شراب و بر لب توبہ ہ زین توبہ تا دست یارب توبہ فرخی بھی عنصری کا شاگرد تھا منقول ہو کہ اُسکا باپ امیر خلف والی سیستان کا غلام تھا فرخی نے زمینداران سیستان مین سے ایک زمیندار کی خدمت اختیار کی تھی ہر سال دو سو پیادہ پنج منی اور سو درم بطور نا کار کے یا تا تھا اسکے بعد ایک عورت موالی بنی خلف سے خواستگاری کر کے اپنے نکاح مین لایا اور خرچ اسکا زیادہ ہوا یہ حال زمیندار کو سنا کر درخواست کی کہ مجھے تین سو پیادہ اور ڈیڑھ سو درم عنایت ہونا چاہیے وہ فاق کہانو اس سے بھی زیادہ لینے کا سزاوار ہو لیکن مجھے مقدرت اس سے زیادہ نہین ہو فرخی یاوس ہو کر سلطان محمود کے بھتیجے ابو المظفر غزنوی کے پاس گیا اور یہ قصیدہ مزاگذ و نا خلعت اور نقود و اقربا یا نظم تابندہ نیلگون بر رود شد مرغزار ہ پرنیان ہفت رنگ اثر بر آرد کوہسار ہ عاج چون ناف آہو مشک ایدر بقیاس ہ بیدر اچون پر طوطی برگ ویدمیشار ہ پھر سلطان محمود کے شرف ملازمت سے مشرف ہو کر ارباح عالیہ پر ترقی کی چنانچہ سی غلام زرین کمر اسکی سواری کے جلو مین چلتے تھے وقیقی شعرائے متقدم سے ہو اور سلطان محمود کے عہد مین سے ابتدا کے اشعار نامہ کی کی اور ہزار بیت یا کم و بیش کہین بھیجکر فرد سی نے اُسے انجام کو پہونچایا اور اسکے اشعار بین سے یہ قطعہ تحریر ہوا ہر قطعہ من انجا دیر یا ندم خواگشتہ عزیز از ماندن ام خود خوار ہ چو آب اندر لب یار ہ عفونت گیرد از آرام بسیار مذکرہ جلال الملۃ محمد بن سلطان محمود غزنوی کی سلطنت کا جب سلطان محمود کا دست اختیار امور دینوی کے تصرف سے کوتاہ ہوا اسکا بیٹا امیر محمد گورگان مین اور امیر مسعود صفاہان مین تھا پھر امیر علی بن ارسلان نے جو سلطان محمود کا خویش تھا امیر محمد کو غزنین مین طلب کر کے سلطان حرم کے حسب وصیت تاج شاہی اُسکے زیب سر کر کے تخت سلطنت پر متمکن کیا اور اُسنے سپہ سالاری کا منصب اپنے عم امیر یوسف بگتگین اور وزارت کا منصب خواجہ ابو سہل احمد ابن الحسن میمندی کو ارزانی فرمایا اور خزانہ کا دروازہ کھول کر وضیع و شریف کو بہرہ مند کیا اور اسکے عہد مین ارزانی اور فراغت پیدا ہوئی رعیت اور سپاہی آسودہ ہوئے لیکن قلوب خلائق امیر مسعود کی بادشاہی پر نہایت راضی تھے سلطان محمود کی وفات کے بعد کہ ایک مہینے اور بیس روز کا عرصہ منقضی ہوا تھا ابو النجم امیر یاز بن اکبر غلامون سے متفق ہو کر اور علی داب کو اپنا شریک کر کے روز روشن مین زبردستی طویلہ مین آئے اور خاصہ گھوڑون پر سوار ہو کر بست کیطرف روانہ ہوئے امیر محمد اسکی روانگی سے خبردار ہوا تو سوبند رائے ہندو کو جو امرائے معتبر سے تھا فوج انبوہ کثیر ہندو کے اس جماعت کے تعاقب مین بھیجا اور یہ اسکے قریب پہونچے تو جنگ شروع ہو گئی اور سوبند رائے مع ہندون کی جماعت کثیر کے مارا گیا اور غلام بھی بہت قتل ہوئے اور جو لوگ انمین سے زندہ رہے انکو اسیر کر کے دربار گاہ مین ارسال کیے اور ابو النجم امیر یاز اور علی داب بسبیل استعجال اسطرح سے اتفاق کے ساتھ جاتے تھے یہانتک کہ نیشاپور مین پہونچے کتب مین امیر مسعود نے ہمدان مین اپنے باپ کے رحلت کی خبر پائی اور عراق عجم مین نواب اور عمال کارگذار مقرر کر کے خراسان کی طرف روانہ ہوا اور اپنے بھائی کو نامہ اس عبارت سے تحریر کیا کہ مجھے اس ولایت کی کہ باپ نے تجھے عنایت فرمائی تھی طمع نہین بلکہ بلاد جبال اور طبرستان اور عراق کے لیے بزور شمشیر آبدار لیے ہین کافی ہین مگر لازم کہ نام امیر اطلبہ مین تو مقدم کرے منقول ہو کہ امیر مسعود و امیر محمد ایک روز دو نون متولد ہوئے تھے اور امیر مسعود اس سے چند ساعت بیشتر پیدا ہوا تھا اسیوجہ سے امیر محمد چندان اسکی اطاعت کرتا تھا اور انکے درمیان ہمیشہ مخالفت اور مخاصمت واقع تھی القصہ امیر محمد نے اپنے بھائی کے مکتوب کا جواب سخت لکھا اور آلات حرب سامان جنگ مہیا کرنے لگا ہر چند جماعت دولتخواہ نے سعی کی کہ دونون بھائیون مین صلح واقع ہو وے کارگر نہوئی امیر محمد لشکر عظیم اور جم غفیر لیکر غزنین سے برآمد ہو کر

راہی ہوا اور غرہ رمضان سنہ ۴۲۱ھ چار سو اکیس ہجری میں موضع نکیابا د کہ حقیقت میں نکبت آباد تھا وارد ہوا اور ماہ صیام اُسمقام میں بسر کیا اور عید کے دن بے سبب کلاہ اُسکے فرق سے جدا ہوئی لوگ اس کو شگون بد سمجھے اور شوال کی تیسری شب کو امیر علی خویشاوند اور امیر یوسف بکتگین اور امیر حسن میکال نے ساتھ ایک جماعت کے اتفاق کر کے مخالفت کا علم بلند کیا اور امیر مسعود کی خواہش سے امیر محمد کا سر ابہ دہ گرد اگرد محاصرہ کر کے گرفتار کر لائے اور قلعہ دج ہین کہ ابہ دوم قندھار جسے قلعہ غلجی کہتے ہین بھیجا کر قید کیا اور تمام لشکر اور خوانین امیر مسعود کے استقبال کیواسطے ہرات کیطرف روانہ ہوئے اور امیر مسعود ہرات سے بلخ مین گیا اور امیر حسن کو بسبب اس بہار کے کہ کہ مسودہ سے عود کر کے خلعت خلیفہ مصر پہنا تھا اور پر کھینچا کر اسطے کہ امیر مسعود کے سمع مبارک مین پہونچا تھا حسن ایک روز کچہری مین کہتا تھا کہ جسوقت امیر مسعود بادشاہ ہوگا مجھے دار پر کھینچیگا بسیط بیر علی خویشاوند کو ان نعمت کی خبر مین قتل ہوا اور امیر یوسف بکتگین کو قید کیا اور قید خانے مین مرگیا اور امیر محمد اسکے حکم سے قلعہ مذکور مین نابینا ہوا امیر محمد کی مدت سلطنت پانچ مہینے سے بھی کم تھی نو برس قید رہا اور امیر مسعود کے قتل ہونے کے بعد ایکبال او خواہر زادہ اور پھر مودود بن مسعود کے حکم سے قتل ہوا

ذکر سلطنت شہاب الدین جمال الملۃ سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی کا سلطان مسعود

نہایت سخی اور شجاع تھا کہ اسکو رستم ثانی کہتے تھے اور تیر اسکا بر ستوان آہنی سے گذر کر قبیل کے بدن مین در آتا تھا اور اسکا گرز اسقدر وزنی تھا کہ کوئی اُسے ایک ہاتھ سے نہ اُٹھا سکتا اور جو کہ امیر مسعود اپنے باپ کو خطابات مین سخت جواب دیتا تھا لہذا اُسے ہمیشہ اپنی نظرون مین خوار اور ذلیل رکھتا تھا اور امیر محمد کی عزت و تکریم مین جہد بلیغ فرماتا تھا یہانتک کہ خلیفہ عباسی سے التماس کی کہ امیر محمد کا نام سلطان مسعود پر مقدم لکھین اور طبقات ناصری مین مذکور ہے کہ خواجہ ابو نصر مشکانی کہتا ہے کہ جب وہ فرمان سلطان محمود کی بارگاہ مین پڑھا گیا تمام امرا اور ملوک رنجیدہ خاطر ہوئے اور جب سلطان مسعود اس مجلس سے برآمد ہوا ابو نصر کہتا ہے کہ مین بھی اس صحبت سے اسکے بعد مین رخصت ہوا اور سلطان مسعود سے مین نے عرض کی کہ آپ کے لقب تاخیر ہونے سے میرا دل اور تمام امرا کا دل نہایت محزون اور مغموم ہوا سلطان مسعود نے فرمایا اسکا کچھ اندیشہ نکر اَلسَّیف اَصدَق و اَنبَا مِن الکُتب جو مین بلخ مین سلطان نے مجھے طلب کیا اور فرمایا کہ تو سلطان مسعود کے پیچھے کیون گیا تھا اور کیا ہر زہ بافی ہوئی تھی مین نے ماجرا بے کم و کاست اظہار کیا سلطان محمود نے فرمایا مین بھی جانتا ہون کہ سلطان مسعود کو ہر ایک امر مین امیر محمد پر ترجیح ہوا فرمونی ہو اور میرے جد سلطنت سلطان مسعود کو پہونچیگی لیکن یہ تمام امور اسواسطے کرتا ہون کہ امیر محمد بیچارہ کی میرے عہد مین کچھ حرمت اور توقیر بڑھے ابو نصر کہتا ہو اس معاملہ مین دو چیز سے مجھے تعجب ہوا اول تو مسعود کے جواب سے کہ مجھے علم و فضل کی وجہ سے جواب معقول دیا دوسرے سلطان محمود کے ضبط اور ہوشیاری سے کہ نجومیون نے یہ خبر غور گا مرغوض کی سلطان مسعود نے سال جلوس مین احمد بن حسن میمندی کو کہ سلطان محمود کے حکم سے قلعہ کالنجر مین جو قلعہا ے سرحد ہندوستان سے ہے محبوس تھا رہا کر کے دبیر منصب وزارت پر سرفراز کیا اور امیر احمد بن نبا لتکین خازن کو جبراً نہ کر کے زر کثیر اس سے لیا اسکے بعد اُسے ہندوستان کا سپہ سالار کر کے لاہور روانہ کیا اور مجد الدولہ دیلمی کو جو سلطان محمود کے حکم سے ایک قلعہا ے ہند مین مقید تھا اپنے پاس طلب کیا خطبہ پڑھا سلطان مسعود کا باد میں اور کرمان مین سنہ ۴۲۱ھ چار سو اکیس ہجری مین سلطان مسعود بلخ سے غزنین مین آیا اور لشکر کیچ اور کرمان مین بھیجکر اس ولایت مین خطبہ اور سکہ اپنے نام مروج کیا اور وہان کی کیفیت یہ تھی کہ والی ولایت کا قضاے الٰہی سے فوت ہوا تھا اُسکے دو بیٹے تھے ایک ابو العساکر دوسرا علیے اور جیسے باپ کی ولایت پر متصرف ہوا اور ابو العساکر کو بکال سید خل کیا اور ابو العساکر اپنے بھائی کے مقابلہ سے عاجز ہوا اور سلطان مسعود کی بارگاہ مین عرضداشت کی کہ اگر بادشاہ لشکر بھیجکر ایسا کرے کہ ولایت کیواور

مکران اس فقیر کے تصرف مین آوے مین بھی کہ وہ لشکر مین ملسلکہ ہو کر اس صوبہ کی ولایت کا سکہ اور خطبہ سلطان مین کے نام جاری کرون سلطان مسعود نے اسکی التماس پذیرائی اور لشکر بیشمار اسکے ہمراہ کیا اور افسرون سے فرمایا اگر عیسے مقام اصلاح مین آوے اور ولایت کو برادر اندہ تقسیم کرے فبہا والا تم اُس سے چھینکر ابوالعساکر کے سپرد کرنا اور جب ابوالعساکر لشکر ہمراہ لیکر مستعد کارزار ہو کر اس حدود مین پہونچا جیسے برگشتہ بخت روستائی کی تقلید مین گرفتار ہوا اور صلح اور صلاح سے انکار کیا آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ اکثر لوگ اسکی رفاقت سے جدا ہو کر ابوالعساکر سے ملے اور وہ باوجود اس حال کے اپنے مخصوصون اور مقربون کو لیکر صوبہ مین آیا اور بہقدر لڑا کہ مارا گیا ابوالعساکر ملک مرو وغیرہ پر متصرف ہوا خطبہ اور سکہ اس ولایت کا سلطان مسعود کے نام جاری کیا اور اسی برس سلطان مسعود نے سرداری ولایت رے اور ہمدان اور سائر بلاد جبل کی اپنے فراش کو جسکا نام تماش تھا ارزانی فرمائی اور کئے خود تقریب عرصہ مین اس ولایت کو مین نواب اور عمال اور امرا سے جنکو سلطان محمود نے خراسان کی مراجعت کے وقت مقرر کیا تھا انتزاع کر کے خود قابض اور متصرف ہوا اور حسب الحکم سلطان مسعود علاء الدولہ کو کرمان مستقلال بلند کیے ہوئے تھا شکست دیکر اسکے عاملون کو برخاست کیا بیان تسلط سلجوقی کے تسلط کا سلطان مسعود نے اس سال غزنین سے صفاہان اور رے کی عزیمت کی جب ہمدان مین پہونچا مردمان سرخس اور ابیورد و نسا کمانان سلجوقی سے نالشی ہوئے سلطان نے عبدالرئیس بن عبدالعزیز کو مع لشکر کثیر اُن پر تعین کیا اور وہ لشکر ترکمانون پر پہونچکر چند مرتبہ جنگ مین مصروف ہوا اور سلطان کے اس معرکہ کے بدون تصفیہ کے غزنین کیطرف معاودت فرمائی اور سنہ ۴۲۱ چار سو تیئیس ہجری مین التونتاش سپہ سالار سلطان مسعود کے حسب الحکم خوارزم سے علی تگین کے دفع کیواسطے کہ سمرقند اور بخارا پر غلبہ پایا تھا مع لشکر اُسطرف سے ماوراء النہر کی طرف متوجہ ہوا اور دار السلطنت غزنین سے بھی پندرہ ہزار سوار جرار التونتاش کی کمک کیواسطے تعین فرمائے اور وہ جماعت حدود بلخ مین اس سے جا ملے التونتاش آب آمو سے جیحون کر کے اول بخارا کی تسخیر کے بعد سمرقند روانہ ہوا اور علی تگین بعزم رزم و کین شہر سے برآمد ہو کر ایک مقام مین وارد ہوا کہ ایک سمت اسکے دیہاے زخار اور درخت بیشمار واقع تھے اور ایک طرف اسکے ایک پہاڑ کہ رفعت اور عظمت مین چرخ دوار سے مقابلہ کرتا تھا حائل تھا جب آتش جنگ نے اشتعال پایا ایک جماعت مردمان علی تگین سے کہ کمین مین تھے التونتاش کی فوج کے پس پشت تاخت لائے اور خلق بیشمار کو تیغ آبدار سے ہلاک کیا اور زخم کاری التونتاش کے جسم پر پہونچا اتفاقاً وہ زخم اس مقام مین پہونچا کہ پیشتر اس سے قلعہ ہند کے مفتوح کرنے کے وقت سلطان محمود کے حضور منجنیق کا پتھر اس جگہ لگا تھا التونتاش نے کیفیت حال کی غازیون سے بہقدر پوشیدہ رکھی اور پاے ثبات بہقدر صبر کرا فاین جمایا کہ بہت سپاہ علی تگین کے لشکر سے قتل ہوئی اور بقیہ السیف دشت ادبار مین آوارہ ہوئی اور جب شب نے پردہ ظلمانی تمام جہان پر چھوڑا التونتاش نے افسران سپاہ کو طلب کر کے اپنے زخم کی حکایت اظہار کی اور کہا رشتہ حیات میرا کٹ چکا ہے اس زخم سے نجات ممکن نہین اب تم تدبیر اپنے کام کی کرو افسرون نے اُسی شب کو ایک قاصد علی تگین کے پاس بھیجکر مصالحہ کیا کہ بخارا سلطان مسعود کے قبض و تصرف مین رہے اور سمرقند اور اسکے اطراف پر علی تگین قابض اور متصرف ہو دوسرے روز علی تگین ثمر قند کی طرف کوچ کر گیا اور التونتاش خراسان کی سمت راہی ہوا دوسرے دن وفات پائی وکلا اور وزرا اسکی وفات مخفی رکھکر خوارزم مین گئے اور سلطان مسعود سے جب یہ خبر سنی خوارزم کی حکومت التونتاش کے فرزند کو جو ہارون نام رکھتا تھا عنایت فرمائی

تذکرہ خواجہ حمیدہ صفات احمد بن حسن میمندی کی وفات کا۔

اور اسی برس خواجہ حمیدہ صفات احمد بن حسن میمندی نے عالم فانی سے عالم بقا کی طرف انتقال کیا سلطان مسعود نے ابو نصر احمد بن محمد بن عبدالصمد کو جو صاحب دیوان ہارون بن التونتاش تھا خوارزم سے طلب کر کے منصب وزارت پر سرفراز کیا اور سنہ ۴۲۲ چار سو بیس ہجری مین سلطان مسعود نے

ہندوستان کا آہنگ کیا اور قلعۂ بستی پر جو درۂ کشمیر میں واقع ہے جا کر محاصرہ کیا اور عرب اور ہر اس کا اس حصن حصین کے باشندوں پر غالب ہوا اور ایلچی سلطان مسعود کی خدمت میں بھیجکر یہ پیغام دیا کہ بالفعل ہم بسقدر روپیہ پیشکش کرتے ہیں اور ہر سال بھی مبلغ بیشمار خزانہ حاضرہ میں داخل کرینگے سلطان چاہتا تھا اس طریق سے صلح کرے ایک جماعت تجار اسلام نے کہ در میان قلعہ کے محبوس تھے میں مقید تھی، سلطان کو عرضداشت کی کہ ہم حسب تقدیر اس ملک میں آکر اس حصار میں کفار کے ہاتھ گرفتار ہوئے ہیں اور جو کچھ مال و نقد ہمارے پاس تھا ہمسے چھینکر الف کیطرح نقطۂ درہم و دینار سے عاری کیا اب خوف یہ ہے کہ سلطان کی مراجعت کے بعد ہمیں نقد حیات سے بھی محروم اور ناکام کریں چونکہ مردم قلعہ کے پاس آذوقہ اور مجال مقاومت سلطانی کی ہرگز نہیں یقین کہ تھوڑے عرصہ میں مسخر ہوگا سلطان نے ان بات سے مطمئن ہو کر فتح صلح کی در محاصرہ کے لوازم میں کوشش فرمائی یہانتک خندق کو نشکر سے کہ اس اطراف میں افراط سے تھی پاٹکر بلند کیا اور اوپر سے قلعہ میں داخل ہوئے اور تمام کفار کو تیغ کے گھاٹ اتار کر انکے زن و فرزند کو اسیر کیا اور اسباب و سامان غارت کر کے اور جو کچھ تجار سے لیا تھا وہ غارت سب انکے حوالہ کی اور یہ نیکنامی ابدالدہر فقرۂ عالم میں ثبت رہی ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء اور اس سال اکثر ربیع المسکون میں باران رحمت نہ برسا اور ایک قحط عظیم برپا ہوا اور قحط کے بعد وبا عام عالمگیر ہوئی چنانچہ اکثر اقلیموں میں سرایت کی اور ایک مہینے کے عرصہ میں چالیس ہزار آدمی صفحات میں ہلاک ہوئے اور اکثر بلاد ہندوستان کے قریوں میں اس قدر آدمی باقی نہ تھے کہ کشت اور زرعت اور انواع حرفہ میں قیام کریں اور اطراف بلاد اور حوالی و ولایت جرجستان میں مرض حدری یعنی چیچک کی بیماری بسقدر شائع ہوئی تھی کہ کوئی مکان ایسا نہ تھا کہ ہمیں چیچک کے سبب سے دو یا تین آدمی ضایع نہوئے ہوں اور ۴۲۵ھ چار سو پچیس ہجری میں قصد صوبہ آمل ساری کیا باشندے وہانکے ایکجا ہو کر جدال و قتال پر مستعد ہوئے جب لشکر غزنین نے فتح و فیروزی اختصاص پایا وہ اکثر بلخار امیر طبرستان نے ایلچی بھیجکر خطبہ سلطان مسعود کے نام قبول کیا اور اپنے فرزند ہمن او بھتیجے شیرویہ بن سرخاب کو گرگان بھیجا اور امیر مسعود وہان سے عزیمت کیطرف متوجہ ہوا جب قطع مسافت کے بعد نیشاپور میں داخل ہوا وہانکی رعایا تر کمانان سلجوقی کے دست جور سے بتنگ آکر فریادی ہوئی سلطان مسعود نے بکتغدی اور حسن بن علی میکال کو لشکر گران سے لبطور تاخت انکے تدارک کو بھیجا جب لشکر موضع شپید اتفاق میں پہونچا ایلچی ترکمانوں کا یہ پیغام لایا کہ ہم بندہ اور مطیع درگاہ عرش شہنشاہ ہیں بشرط اسکے کہ سلطان ہمارے اسطے جراگاہیں معین فرماوے تاکہ ہم نہ کسی سے سروکار رکھیں اور نہ کسیکو ہماری ذات سے ایذا پہونچے بکتغدی نے ایلچیوں سے درشتی کر کے یہ جواب دیا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان شمشیر کے سوا صلح نہیں مگر اسوقت کہ تم شاہ کی اطاعت کرو اور منہال بد سے باز آؤ اور اپنا آدمی سلطان مسعود کے حضور میں بھیجکر نوشتہ ہمارے نام لاؤ تو ہم تمہاری بتنبیہ و تادیب سے دست کش ہوں ترکمانوں نے جب یہ مضمون ایلچیوں کی زبانی سنا فوج سلطانی کے مقابل آئے اور جنگ عظیم اور حرب شدید کی لیکن شکست کھا کر پس پڑے ہوئے بکتغدی نے انکا تعاقب کیا اور سلجوقیوں کے اہل و عیال اسیر کیے اور غنیمت بہت ہاتھ آئی اور مراجعت کیوقت بکتغدی کی جمعیت لوٹ میں متفرق ہوئی تھی ترکمانوں نے فرصت غنیمت جانی پہاڑوں کے درہ سے برآمد ہوئے اور بکتغدی کے لشکر پر ایکبارگی تاخت لائے دو شبانہ روز تک جنگ قائم رہی بکتغدی نے حسن بن علی میکال سے کہا موقع کھڑے ہونیکا نہیں حسین نے اسکے کہنے پر عمل کیا اور پائے ثبات میدان کین میں قائم کر کے جنگ میں قیام کیا آخر الامر ترکمانوں کے چوبۂ ظلم میں گرفتار ہوا **بیان لشکر سلطان مسعود کی شکست کا ترکمانان سلجوقی کے مقابلہ سے۔** بکتغدی بھی بھاگ کر سلطان مسعود کے پاس نشاپور میں آیا سلطان مسعود غمگین ہوا اور ۴۲۶ھ چار سو چھبیس ہجری غزنین کیطرف متوجہ ہوا مقارن اس حال کے ہندوستان سے خبر احمد بالتگین کے طغیان کی پہونچی ہمیر مسعود نے نقد لوجہ ہندوکے سردار وغیرہ سے تھا اسکی تنبیہ کیواسطے بھیجا وہ انکے مقابل ہو کر آمنے جنگ مشتعل کی اور ناچار ہو گیا اور لشکر سلطانی متفرق ہو جب یہ

خبر سلطان مسعود کو پہونچی تو لک بن حسین کو کہ امیر الامرا سے ہنود تھا رونہ کیا اُسنے جاتے ہی تمرد و فا گرم کیا اور ابن بنگالین ہوسکست فاش ہوئی اور وہ بد حواس اور پریشان ہوکر منصورہ و ملتہ و سندھ کیطرف مفرور ہوا تو لک نے تعاقب کیا اور اسکے ہمراہیون مین سے جو ہاتھ آیا اُسکی ناک اور کان کاٹے اور ابن بنا لنگین بنہایت اضطراب سے چاہتا تھا کہ آب سندھ عبور کرون ناگاہ سیل عظیم آیا اور اُسنے غرق کیا اور جب یہ خبر تو لک نے اسکی نعش کنارے پھینکی سر اُسکا کاٹکر تو لک کے پروانے نے اسے سلطان مسعود کے پاس غزنین روانہ کیا اور ۴۲۷ھ چار سو ستائیس ہجری مین ایک قصر شاہنشین مین تعمیر ہوا تخت زرین مرصع اس محل مین رکھا اور تاج زرین بھی بوزن ستر من اُس تخت کے اوپر طلائی زنجیر سے لٹکایا سلطان مسعود نے اس تخت پر اجلاس کر کے بارعام دیا اور اسی سال اپنے بیٹے مجدود کو طبرستان علاء الدولہ کیطرف بھیجا اور خود قلعہ ہانسی کی فتح کو کہ صاحب طبقات ناصری کی روایت سے پائے تخت سوالک ہی ہندوستان کی طرف فوج کش ہوا اور وہ قلعہ نہایت مضبوط اور حصین ہی ہنود نے ایسا خیال کیا تھا کہ کسی شخص کو اسلام مین سلام سے میسر نہ ہوگا بیان قلعہ ہانسی کے مفتوح ہونیکا واضح ہو کہ جب سلطان مسعود اس مقام مین پہونچا بسا سعی جمیل کر کے وہ قلعہ چھ ہفتے کے عرصہ مین فتح کیا اور غنیمت وافر ہاتھ آئی مستحفظ کے سپرد فرمائی پھر وہانسے قلعہ سون پت کیطرف روانہ ہوا اُس قلعہ کا حاکم دیپال ہری تھا وہ سلطان کی خبر آمد سُنکر جنگلین بھاگ گیا تذکرہ قلعہ سون پت کے فتح ہونیکا۔ لشکر اسلام نے اس قلعہ کو بھی فتح کیا اور وہانکے تجانون کو تہ تیغ کیا غنائم و افر اور اموال متکاثر اپنے قبضہ مین لائے اور دیپال ہری کا پتہ لگا کر اُسکی جستجو مین سرگرم ہوئے اور وہ بھی اُنکے آنیکی خبر سُنکر تنہا بھاگ گیا اور غازیان اسلام نے اُسکے تمام لشکر کو قتیل اور اسیر کیا اور وہانسے درۂ رام مین توجہ کی اور رام نے خبر پاکر دیپال ہری کے حال مین سے بہت پیشکش بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ مین پیری اور ضعیفی کے سبب سے سلطان کی خدمت مین حاضر نہین ہوسکتا سلطان مسعود نے اسکا عذر قبول کیا اور اُسکے نعرض سے ہاتھ کھینچا اور وہانسے درۂ رام مین ایک کوہ سے کہار سے مقرر کر کے اُسکے اطراف کی تمام ولا و ضبط فرما کے اور غزنین کیطرف معاودت کی اور جب لاہور مین پہونچا اپنے فرزند ابو المجد مودود کو ہاکا حاکم کر کے طبل علم عطا فرمایا اور ایاز خاص کو جگانا بک کیا پھر غزنین مین وارد ہوا اور ۴۲۷ھ چار سو ستائیس ہجری مین ترکمانونکے فساد کے تدارک کیواسطے بلخ گیا اور ترکمان یہ خبر سنتے ہی ولایت بلخ چھوڑ کر بھاگ گیا وہانکے لوگون نے عرض کی کہ طغرل بیگ نے رایات ظفر قرین کے غیبت مین چند مرتبہ آب سے عبور کر کے مسلمانون کو قتل اور غارت پر ہاتھ دراز کیا ہی سلطان بلخ فرمایا مین اُس ستمگار سے دفع کرتا ہون اور ابتدا سے افضل سپاہ مین سلجوقیون کے اخراج مین مشغول ہوگیا اسوقت امرا اور نواب اپنے فریادیون کیطرح شور و غل مچا کر عرض کی کہ دو برس کے عرصہ سے سلجوقی خراسان سے بہت مال جبراً لیتے ہین اور وہانکے باشندون کو اپنے دست تعدی سے ایسا خستہ کیا ہی کہ انکی حکومت پر دل لگا رہی اول اس جماعت کا تدارک واجب ہی اسکے بعد سر انجام اور مہام کا پیش نہاد ہمت عالی چاہیے کرنا اور ایک شاعر نے اندون مین یہ قطعہ سلک نظم مین کھینچکر سلطان کے ملاحظہ مین گذرانا قطعہ چو لقمان قبولند مورد مار شدند ۔ بر آرا ز سر مور مان مار گشتہ دار ۔ عدو سے امد ہر گز مامان زین پیش ۔ کہ آرد ہا شود از روز گار یا بد مار ۔ جو سلطان مسعود کا طالع نا مسعود حدود نخس مین پہونچا تھا اُن باتون پر مطلق التفات نفرمائی اور اصل طبع لایت کے لینے کا طامع ہوا اور بل یا ندھکر آب جیحون سے عبور کیا اور اس سبب سے کہ ماوراء النہر کے کسی سردار نے اسکا مقابلہ نہ کیا بد تجمی و اطمینان تمام اُس ممالک پر متصرف ہوا لیکن اس ستانین ماوراء النہر مین برف و باران شدت سے برسا ہو سے نہایت مشقت غزنیون کے شامل حال ہوئی اور اس حال پر اختلال مین چغر بیگ داؤد سلجوقی نے جمع اقوال کے خیال مین سرخس سے بلخ کیطرف بقصد کی خروج احمد بن عبد الصمد وزیر نے بلخ سے عرضی بھیجی کہ داؤد سلجوقی نے جمعیت کثیر سے بلخ کا آہنگ کیا ہی اور مین بمقدور جمعیت اور آلات حرب نہین رکھتا کہ اسکا مقابلہ کرسکون سلطان مسعود طبل کوچ بجا کر بلخ کے سمت متوجہ ہوا منزل بیگ فرصت پا کر شاہ کی غیبت مین غزنین مین تاخت لایا

اور سلطان کے گھوڑے اور اونٹ غارت کر کے غزنیوں کی نہایت بے ناموسی کی سلطان جب بلخ کی فوج میں پہنچا دو دو کوس انحراف کر کے مرو کیطرف روانہ ہوا سلطان مسعود بلخ میں پہونچتے ہی اپنے بیٹے مودود کے اتفاق سے جقر بیگ داؤد کے تعاقب میں گورگان گیا اور وہاں کے چند رئیس علی تقتدری کے دست جور سے عاجز ہو کر سلطان مسعود کی خدمت میں حاضر ہو کر شاکی ہوئے اور یہ علی عیار اور شتگرا اور ابزو نامی تھا اور اس نواح میں بہت بہت حمایتی رکھتا تھا سلطان مسعود نے اسے اطاعت میں بلایا اس نے قبول نہ کیا اور اسی طریق پر ایذا نفس اور قتل خلق میں مشغول ہوا اور اس نواح کے ایک قلعہ میں اپنے اہل عیال کیواسطے قلعہ بند ہوا سلطان مسعود نے اسکی سرکوبی کیواسطے فوج تعین فرمائی اسنے جاتے ہی اس قلعہ کو مسخر اور علی کو دستگیر کیا اور سلطان مسعود کے پاس حاضر لائے سلطان نے اسے دار پر کھنچوا دیا جب کہ کانون نے سلطان مسعود کی خبر حرکت مرو کیطرف سنی ایلچی بھیجکر پیغام دیا کہ ہم بندگان مطیع ہیں اگر سلطان ہمارے حال پر نظر رحم مبذول فرما کر ایک مقام جاگاہ مقرر فرما دو تو ہم اپنے اہل عیال اور چوپاؤں کو لیکر وہاں مقیم ہوں اور ہم سب اپنی ذات سے آنکر سرکار کی ملازمت میں حاضر ہو کر خدمت میں مشغول ہونگے مراحم سلطانی سے یہ امر بعید نہوگا سلطان مسعود نے ملتمس انکی قبول فرمائی کسی کو بیغو کے پاس کہ اس جماعت کا سردار تھا بھیجکر حکم دیا کہ تو جاکر اس سے سند مکمل اس مضمون کی لے کہ میں بعد تحریر اس وثیقہ کے حیل شائستہ کا مرتکب نہونگا پھر جو چاہو اخراج کرنا نکو اسلے معین کی پھر سلطان مسعود عہد و پیمان انسے لیکر دہلمہ جات کیطرف متوجہ ہوا اور اس راہ میں ایک جماعت ترکمانون نے سلطان مسعود کے لشکر پر تاخت کی اور چند مرد قتل کر کے تھوڑا سا اسباب لوٹ لیگئے سلطان مسعود نے ایک جماعت انکے تعاقب میں روانہ کی تو سب باغیون کو تہ تیغ کر کے انکے اہل و عیال کو اسیر کیا اور انکے سر سلطان مسعود کے پاس لائے سلطان مسعود نے وہ تمام سر گھوڑوں پر لاد کر بیغو کے پاس بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ جو شخص نقض عہد کرے سزاوار اسکا ہو بیغو نے معذرت کے بعد جواب دیا کہ مجھے اس کی مرگی خبر نہ تھی اور اس جماعت کی نسبت جو میں چاہتا انتقاب پہنچا سلطان مسعود ہرات سے نیشاپور اور وہاں سے طوس گیا اور طوس کے قریب ایک جماعت ترکمانون نے مقابلہ کی اور جنگ کر کے انمیں کے اکثر مقتول ہوئے اسوقت یہ بھی خبر پہونچی کہ بادغیسی کے باشندون نے اپنا حصار تر کمانونکو دیا ہے سلطان مسعود نے اس قلعہ کو فتح کر کے انکا قلعہ قمع کیا اور انکو قتل کیا اور پھر نیشاپور میں معاودت کر کے اس سال کا جاڑا وہان کاٹا جب موسم بہار آیا سنہ ۴۳۱ چار سو تیس ہجریہ میں طغرل بیگ سلجوقی کے تدارک کیواسطے باورد گیا طغرل بیگ سلطان کی آمد سے خبردار ہو کر ترن اور باورد میں بھاگا سلطان مسعود بیہقی کے راہ سے سرخس کیطرف واپس آیا رعایا ہرات کی جو خراج کے دینے میں پہلوتہی کرتی تھی اسے گرفتار کر کے قتل کیا اور ایک قوم کے ہاتھ قطع کر کے انکا قلعہ ویران کیا اور وہاں سے عنان عزیمت دندانقان کیطرف معطوف فرمائی اور جب وہان پہونچا اٹھوین رمضان سنہ ۴۳۱ چار سو تیس ہجریہ میں ترکمانون نے اطراف اور جوانب سے ہجوم لاکر راہین غزنین کیطرف کی اسدوقت لشکر سلطان مسعود نے لاچار ہو کر صفوف جنگ آراستہ کین اور جنگ پر آمادہ ہوا ترکمانان بھی اپنی فوج آراستہ کر کے مقابل ہوئے اور جنگ عظیم برپا کی اس میں اکثر سالار لشکر غزنین نے سلطان کے جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور دشمن سے جاملے سلطان نے شجاعت اور شعور کو کام فرمایا نفس نفیس خود میدان قتال میں آیا اور چند مرد ترکمانون کے سر داروں میں سے ضرب شمشیر آبدار سے گرائے اور ایسی کارزار کی کہ کسی بادشاہ نے نہ کی تھی ناگاہ ایک جماعت لشکر غزنین سے کہ سلطان کی اطاعت میں تھی انھوں نے بھی بیوفائی کی اور مورچہ قتال میں پشت دیکر غزنین کیطرف مفرور ہوئی اور جب کوئی شخص سلطان مسعود کے پاس خبر بالقوت مرگانگی اس معرکہ سے باہر گیا اور کسی کو یہ قدرت اور حوصلہ نہ تھا کہ اسکا تعاقب کرتا جب مردمین مشغول ہوا چند خاص لشکر یون کے اس سے جا ملے اور وہانسے غور کی راہ سے غزنین میں آیا اور گان اندرونکو جو بلا جنگ معرکہ سے بیٹھ دکھا کر بھاگے تھے قتل علی دایہ اور حاجب شیبانی و یکیتغدی حاجب کو گرفتار کر کے ہراندہ کیا اور ہندوستان کے قلعونمیں بھیجکر قید فرمایا اور اکثر اسی عرصہ میں انکے حبس میں ہلاک ہوئے اور امیر مسعود نے تمام کوہ سلجوقی کے دفع میں عاجز ہو کر چاہا کہ لشکر کو ہندوستان لیجاوے تا ایکوقت بہم پہونچا کر ترکمانونکے سر پر تاخت

اور اُنکے افعال نا پسندیدہ کی سزا دیوے پھر دوبارہ شاہزادہ مودود کو بلخ کی امارت دیکر خواجہ محمد بن عبد الصمد وزیر کو اُسکے ہمراہ کرکے
بسطرف بھیجا اور انگین صاحب کو اُنکی حاجبی کیواسطے معین کیا اور چار ہزار مرد اسکے بھی ہمراہ کیے اور شاہزادہ امیر مجدود کو جو ہلاک
سے آیا تھا حکم دیا کہ دو ہزار مرد مقاتل لیکر طخارستان کی طرف جاوے اور اُس حدود کے انتظام میں مشغول ہو اور شہزادہ امیر ایزدیار
کو کوہ پایہ غزنین کی سمت بھیجا کہ وہانکے قلعہ کو جو عاصی تھے نگاہ رکھے تو وہ ولایت اُنکی معرفت سے محفوظ رہے اور سلطان مسعود
سلطان محمود کے تمام خزانہ جو قلعہ غزنین میں تھے غزنین میں لایا اور شتروں پر لاد کر لاہور کیطرف روانہ ہوا اور ناشتار راہ سے کیسو اپنے بھائی امیر محمد
محمول کو قلعہ سے لانے کو بھیجا اور جب مسافر خانہ اکلمیں پہونچے ساتھ ایکقتال کے آپ حلیم میں کہ اس زمانے میں ساتھ آپ بہت کے شہرت
رکھتا تھا بعض غلامان معتبر شتران خزانہ سے دوچار ہو کر سب غارت کیا اس اثنا میں امیر محمد وہاں پہونچا اور جب غلامان نے جانا کہ اس قسم کا ظلم
پیش نجاہ گیا مگر یہ کہ امیر دوسرا ہو بالضرورت امیر محمد کے پاس گئے اور اُسے ساتھ بادشاہی کے قبول کیا اور ہجوم کرکے امیر مسعود کے سر پر گئے
اور امیر مسعود اس باطمین قلعہ بند ہوا اور خروج کے خرد و کلان وطن کی جدائی اور سفر ہند سے دلگیر تھے امیر مسعود کو رباط ماکان کے اندر
سے کہ آب سند کے قریب ہے گرفتار کرکے سلطان محمد کے روبرو لیگئے سلطان محمد نے امیر مسعود سے کہا کہ میں تیرے قتل کا ارادہ نہیں
رکھتا اپنے واسطے کوئی جگہ اختیار کر کہ مع حرم اور اپنی اولاد کے وہاں بود و باش کرے سلطان مسعود نے قلعہ گیری کو پسند کیا کہتے ہیں اس
اختصار کی طرف روانگی کیوقت مصارف ضروری سے محتاج ہوا ایلچی سلطان محمد کے روبرو بھیجکر کچھ خرچ طلب کیا سلطان محمد نے پانسو درم اُسکے
واسطے بھیجے سلطان مسعود نہایت متاثر اور متاسف ہوا اور بطرف عبرت اپنے دنیات پر جاری کیے اور کہا سبحان اللہ کل کے روز یہ وقت میں لاکھ
تین ہزار شتر خزانہ کا تھا اور آج ایسے حال میں گرفتار ہوں پھر اپنے مقربوں سے ہزار دینار قرض لیکر اس شخص کو جو پانسو درم لایا تھا عنایت
فرمائے اور مع زر مرسولہ اُسکو واپس کیا اور سلطان محمد نے کاتکی نور بصر سے بے نصیب تھی سلطنت اپنے نور نظر احمد کو جو ساتھ جلوہ داغ کے شہرت
رکھتا تھا تفویض کی اور خود ساتھ ایک روٹی کے قانع ہوا اور حدود بلخ باتفاق سلیمان بن یوسف سکلتگین اور پسر علی خویشاوند کے اور اپنے باپ کے
بے مشورہ قلعہ گیری میں جاکر ۴۳۲ھ چار سو تینتیس ہجری میں مسعود کو تیغ بیدریغ سے قتل کیا اصبغی کہتے ہیں ایک چاہ حمیق میں زندہ گاڑ کر خاک سے
پٹوا دیا اور بعض مورخین کہتے ہیں کہ احمد نے اپنے باپ کو اسپر آمادہ کرکے آدمی بھیجکر مسعود کو قتل کیا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال مدت سلطنت
شہاب الدولہ مسعود کی بروایت صحیح نو برس اور نو مہینے تھی اور بروایت دیگر اُسکی سلطنت نے بارہ سال کا عرصہ کھینچا اور وہ بادشاہ
شجاع اور کریم الاخلاق تھا سخاوت بافراط رکھتا تھا اور علما و فضلا کے ساتھ مجالست کرتا اور آنپر تازہ انواع احسان و انعام مبذول
فرماتا ایک جماعت کثیر نے فضلا سے اسکے نام کتابیں تالیف کیں از انجملہ استاد ابوریحان خوارزمی منجم نے جامع تمام وقت کا علم ہیئت تھا اور غزنی یا ضیافات
میں اپنا نظیر نہ رکھتا تھا قانون مسعودی اور حلم ریاضی اسکے نام نامی پر تحریر کیں اور ایک فیل نقرہ اسکے صلہ میں پایا اور قاضی ابو محمد ناصحی
نے بھی کتاب مسعودی فقہ مذہب ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں اس شاہ افضل پناہ کے نام تالیف کی اور روضۃ الصفا میں مسطور ہے کہ
شہاب الدولہ مسعود تصدق بہت مستحقوں کو تقسیم کرتا تھا چنانچہ اسنے ماہ رمضان میں ایکدن لاکھ درم مستحقوں کو بھوچائے اور اول سلطنت
میں اُسکے اسقدر عدد سے اور سجدین تعبیر ہوئیں کہ زبان اسکی تعداد کے بیان سے عاجز اور قاصر ہے۔ **ذکر سلطنت ابو الفتح قطب الملۃ شہاب الدولہ امیر مودود بن امیر مسعود بن محمود غزنوی کا** جب امیر مسعود تیغ بیدریغ سے قتل ہوا
میر محمد محمول نے جزع فزع بہت کی اور اُن لوگوں کو جنھوں نے اُسکے قتل کی کوشش کی تھی سرزنش اور ملامت کی اور مودود بن
امیر مسعود کو کہ بلخ میں استقامت رکھتا تھا اس مضمون سے تعزیت نامہ لکھا ترجمہ اسکا یہ ہے کہ فلان فلان اشخاص نے اپنے باپکے قصاص
میں امیر مسعود کو قتل کیا اور دوسروں کو اس بارہ میں اختیار نہ تھا مودود نے اسکے در جواب یہ تحریر کیا کہ حق سبحانہ تعالیٰ میری عمر کو زیادہ

کر کے سلامت رکھیو اور اُسکے فرزند دیوانہ احمد کو ایسی عقل کرامت فرماوے کہ بسبب اُسکے معاش کرسکے اور جو وہ ایک امر عظیم کا مرتکب ہوا یعنی خون اپنے چچا کا بہایا جو ایسا بادشاہ تھا کہ امیر المومنین نے اُسے سید الملوک السلاطین کا لقب دیا تھا مستقیم حقیقی جلد اُسکے اس عمل ناشائستہ کی پاداش نصیب کریگا اور خط بھیجنے کے لیے ہی چاہتا تھا کہ ہتقام کے لیے مارکلہ کی طرف جاوے لیکن ابو نصر احمد بن عبد الصمد وزیر نے اس عزیمت سے اُسے باز رکھا اور غزنین میں لیگیا غزنین کے تمام باشندے اُسکے استقبال کو آئے اور اسکے شریک ہوئے پس سنہ ۴۲۱ھ چار سو اکتیس ہجری میں غزنین سے برآمد ہوا اور محمد مکحول نے اپنے نام پسر کو چک اپنے کو سپہ سالار پیشاور اور ملتان کا کر کے خود آپ سندھ کے کنارہ سے استقبال مودود کیواسطے چلا اور دشت دیور میں چچا اور بھتیجے کے درمیان تازہ قتال مشتعل ہوا عاقبت الامر نسیم فتح و ظفر فوج مودود کے پرچم پر چلنے لگی محمد مع اپنے فرزندوں و تو شنگین ملجی اور پسر علی خویشاوند و سلیمان بن یوسف کے جو فتنہ و فساد کے بانی تھے تمام ہیرا اور دستگیر ہوئے اور مودود کے غلاموں نے بہ نیت انتقام عبد الرحیم بن محمد کے سو بکو قتل کیا اور سبب اُسکی نجات کا یہ تھا کہ جب وقت مسعود کو قید کیا اُسکے بھتیجے عبد الرحیم اور عبد الرحمن اُسکے دیکھنے کو گئے عبد الرحمن نے ازروے تمسخر دست بے ادبی دراز کر کے طاقیہ میر مسعود کے سر سے اُتارا اور عبد الرحیم نے اُسکے ہاتھ سے چھینکر اپنے عم بزرگوار کے زیب سر کیا اور اپنے برادر بے ادب کو سرزنش کر کے دشنام دی اور آخر کو مضمون بن عمل صالحاً فلنفسہ و من اساء فعلیہا وقوع میں آیا القصہ مودود جب قتلان پدر کے انتقام سے فارغ ہوا اُس موضع میں کہ اسکی صورت فتح نمودار ہوئی تھی ایک قریہ اور ایک رباط یعنی مسافر خانہ تیار کر کے اُسکا نام فتح آباد رکھا اور تابوت اپنے باپ اور بھائیوں کا قلعہ گیری سے غزنین میں روانہ کیا اور خود بھی غزنین کیطرف متوجہ ہوا اور ابو نصر احمد کو منصب وزارت پر مقرر رکھا اور سنہ ۴۲۲ھ چار سو بتیس ہجری میں سے معزول کر کے خواجہ طاہر بن محمد ستوتی کو وزارت پر بحال کیا و ابو نصر محمد بن احمد کو کہ ایک اُسکے امرا سے تھا ہندوستان میں بھیجا تو اُس نے نامی ولد محمد مکحول ابن سلطان محمود سے محاربہ کر کے قتل کیا بعد اُسکے کچھ اندیشہ سوائے چھوٹے بھائی مجدود بن مسعود کے نہ رہا کہ باپ کے قضیہ کے بعد ملتان سے لاہور گیا اور خاص کی اعانت سے آب سند سے ہانسی اور تھانیسر تک جیسا کہ سزاوار ہر ضبط کر کے استقلال تام جم پہونچا پھر اسی سال ایک لشکر جرار اُسکے دفع کیواسطے رخصت فرمایا اور مجدود اس امر سے خبردار ہوا مع افواج کثیر بلدۂ ہانسی سے کہ اس مقام میں واسطے تسخیر دار الملک دہلی کے توقف اختیار کر کے کمین فرصت کا جویا تھا استقبال فرمایا اور قبل اسکے کہ لشکر مودود قلعہ لاہور پر متصرف ہووے اپنے تئیں چھٹی تاریخ ذی الحجہ کو اُس مقام میں پہونچایا اور قریب تھا کہ اُس کے نہیب و صلابت کے خون سے مودود کی فوج میں سنگ تفرقہ پڑے اور اکثر امرائے غزنین اُسکی ملازمت میں مشرف ہوں ناگاہ عید قربان کی صبح کو مجدود اپنی خوابگاہ میں مردہ ملا اور کیفیت اسکی ہرگز دریافت نہوئی اور ایاز نے بھی چند روز میں وفات پائی مملکت ہندوستان کی مقرر کر کے ساتھ اُسکے تعلق رکھتی تھی بلا جنگ و جدل سلطان مودود کے متعلقوں کے تصرف میں آئی اور ماوراء النہر کے بادشاہوں نے بھی اُس کی اطاعت اختیار کی لیکن سلجوقی بوجہ اسکے کہ مودود چغربیگ سلجوقی کی دختر اپنے عقد نکاح میں لایا تھا بسبب قرابت مقام نزاع میں تھے اور سنہ ۴۲۵ھ چار سو پینتیس ہجری میں رائے دہلی اور دوسرے راجاؤں نے اتفاق کر کے بلدۂ ہانسی اور تھانیسر مع سائر مضافات حکام غزنویہ کے تصرف سے برآوردہ کر کے قلعہ نگرکوٹ کیطرف توجہ کی اور اُسے بھی چار مہینے محاصرہ کیا جب عدد لاہور سے نہ پہونچی مفتوح اور مسخر کر کے متصرف ہوئے اور قلعہ نگرکوٹ میں پھر رسم قدیم بت نصب کر کے از سر نو بت پرستی کی رسمیں اُس حدود میں رواج دیں اور شرح اس قضیہ کی یوں ہو کہ رائے دہلی نے جب آثار ضعف اور ادبار سلطنت غزنویہ میں مشاہدہ کیے ایک برادر البیس صفت کی رہبری اور وسوسہ سے اپنے امرائے ارکان دولت کو حاضر کر کے کہا کہ آج شب بت نگرکوٹ نے میرے خواب میں آکر کہا میں نے بہت تک غزنین میں اسواسطے توقف کیا کہ بنیاد دولت غزنویہ کو متزلزل و ویران کروں اب جو مقصد حاصل

سلطان ابراہیم غزنوی کا جلوس اور سلطنت کے انتظام کی طرف توجہ

ہوا چاہتا ہوں کہ اپنے مرکز اصلی میں مراجعت کروں مجھے فتح و نصرت تمہیں امداد فرمائی چاہیے کہ بہتر روایت جو تمہارے قبضۂ تصرف سے برآوردہ ہوئی ہے اپنے تصرف میں لاؤ اور مجھے اسجگہ حاضر جانو کفار نے اُس دن کو مثل ایک روز ہائے عید کے تصور کر کے جشن کیے اور نہایت محظوظ ہوئے اور رائے دہلی نے اپنے سنگ تراشان معتمد سے مخفی اور پوشیدہ فرمایا کہ ایک سنگ بیم پہونچا کر مثل صورت اُس بت کے ایک شکل تیار کرو سنگ تراشوں نے فوراً کمر خدمت چست کر کے ہندوؤں کے واسطے ایک معبود اُس بت کی شبیہ بنا کیا اور رائے دہلی نے راجہ ہائے اطراف سے متفق ہو کر قلعہ ہانسی اور تھانیسر کو فتح کیا اور نگر کوٹ کیطرف متوجہ ہوا اور یا ہر قلعہ کے جنگل اور خرگاہ بلند کیا جب یہ وہ شب بانع اور حائل رویت ابصار ہوا اور خلق بادۂ قوم سے غافل و درست ہوئی رائے دہلی نے اُس معبود کو جو مخلوق اور معبود سنگ تراشان سحر آفرین تھا برہمن ہا ہنوں کو دیا تو اُسے اس باغ میں کہ اس نواح میں واقع تھا موضع لائق اور مقام مناسب میں نصب کرے برہمن اس معبود مصنوع مبشور کو اُٹھا کر اُس باغ میں لیگیا اور جائے مناسب بیم پہونچا کر اُسمقام میں منصوب کیا اور علی الصباح جب نگار خاور ہی نے سر دیدۂ قصر نمروی سے باہر نکالا باغبانان نے سر خواب غفلت سے اُٹھایا اور حادث قدیم کے مرافق باغ میں متوجہ ہوئے اور جو اس بت کی صورت اکثر اوقات دیکھی تھی اور خوب شناسا تھے فریاد برآئے اور جوش خروش کے بعد فوج فوج میں آکر اُسکے پہونچے اور آئینی آپسمیں مبارکباد کہنے لگے اور یہ خبر جا بجا منتشر ہوئی اور لشکر کفار میں شور عظیم اور غوغائے شدید برپا ہوا اور رائے دہلی اپنے فرزندوں اور عزیزوں اور بزرگوں کو اپنے ہمراہ لیکر نہایت شوکت و تجمل سے پیادہ پا برہنہ سر معبود مصنوع کی تعظیم کیواسطے باغ کو روانہ ہوا اور رسم مروجہ بجا لاکر سر اُسکے قدم پر رکھا اور شکریہ قدوم اُسکا بجا لاکر یا ہر آیا اور یہ فرمایا جو یہ مہاراج ایک شب میں غزنین سے مسافت بعید طے کر کے یہاں رونق افروز ہوئے ہیں صعوبت سفر اور کوفتہ راہ سے آجکے دن بستر خواب پر استراحت فرماویں گے کل بارعام ہوگا عامۂ کفار نے قبول کیا اور اپنے حال کے لائق نذریں اور صدقات اپنے اوپر معین اور لازم کیے دوسرے روز اُس بت کی خدمت میں پہونچا اسقدر جواہر اور اقمشہ اُسکے پاؤں پر گرایا کہ محمود کی روح پر فتوح ہمتا کی ملاحظہ ہوئی اور وہ برہمن اُس بت سنگین کے پاس ایستادہ ہوا اور جو شخص اُسکی زیارت کو آتا تھا اُس سے کہتا تھا کہ دیوتا نے حکم عام کیا ہے کہ قلعہ نگر کوٹ کو جو میرا مسکن اکبر جلد مسخر اور مفتوح کرو سپاہ ہند اور دے اخلاص اعتقاد قلعہ کی تسخیر میں سعی اور لوازم محاصرہ میں مشغول ہوئی اور مسلمان جو اُس قلعہ کی محافظت میں مصروف تھے پہلے ہی سے عزم شہادت کا بانی انسبت قرار دیکر بیخ اور بارہ کو مستحکم کیا اور ہر چہار طرف عزم و تہیہ کے پاس جا بجا ہوئے ایلچی بھیجکر کمک طلب کی جوانکے درمیان میں نفاق بیم پہونچا تھا اور ایک دوسرے کی خصومت میں پڑا تھا محصنوں کی فریاد کو نہ پہونچے محصوروں نے ناچار ہو کر کفار سے جان اور عرض و ناموس کی امان چاہی اور قلعہ اُنکے سپرد کیا اور لاہور کی طرف راہی ہوئے اور اپنے ابنائے جنس سے جا ملے اور رائے دہلی نے تجانہ کی جو سلطان محمود نے مسمار کیا تھا مرمت کی اور بت کو اپنے مقام پر نصب کیا اور جب یہ خبر بلاد ہندوستان میں منتشر ہوئی کفار مسرور اور فتح ہوئے اور ایام سابق سے بھی زیادہ قلعہ نگر کوٹ کے تیرتھ اور زیارت کو دوڑے اور بت پرستی کا بازار گرم کیا اور ہند کے کفار کا یہ قاعدہ ہے کہ امور معظم اور کار دشوار میں اُس بت سے مشورہ کرتے ہیں اگر اجازت فتح اُس کام کی نہ عنایت کرے بخوبی کوشش کرتے ہیں نہیں اُس کام سے دست کش ہوتے ہیں اور یہ امر اس زمانے میں بعضے مردم اس دیار میں جو دعوی ایمان اسلام کا کرتے ہیں اثر کر گیا ہے یعنی اس جماعت مشہور سے لوازم مشورت بجا لاتے ہیں اور زر خطیر نقد جنس اس تجانہ میں بقصد ثواب بھیجتے ہیں اور اس عصر میں ممالک پنجاب وغیرہ میں وہ راجہ جو فیران لشکر اسلام کے خوف سے لوٹ گئے تھے جنگلوں اور پہاڑوں میں جا کر چھپتے تھے انھوں نے بھی خاطر جمعی سے سر اُٹھایا اور تین لاکھ بزدست نے دس ہزار سوار و پیادہ مشیار یکبارگی لاہور کا محاصرہ کیا اور مراد سے اقدام جو مودود بن امیر مسعود کی اطاعت سے دست کش تھے اور کوچ بندی کر کے چھ سات مہینے سے اپنی جاگیر اور مناصب کیواسطے ایک قصر سے جگہ

وجدل رکھتے تھے کفار کی جمعیت اور جرأت سے واقف ہو کر خصوصت چھوڑ مقام موافقت میں آئے اور مودود بن امیر مسعود کی
اطاعت کے بارہ میں عہد اور پیمان کبالا نے پھر بہیئت اجتماعی افواج مسلح اور مکمل ہمراہ لیکر شہر سے برآمد ہوئے راجگان جب کیفیت
حال سے واقف ہوئے بلا جنگ بھاگے اور سنہ ۴۳۲ چار سو چونتیس ہجری میں مودود نے ارنگین جاجب کوہستان کی طرف روانہ
کیا ارنگین جب وہاں پہونچا خبر پائی کہ داؤد ترکمان کا بیٹا ارمن میں آیا ہے لشکر کشیدہ سے اسپر چڑھائی کی اور جب اسکے قریب پہونچا
پسر داؤد ترکمان لشکر اپنے مقام پر چھوڑ کر اور چند اشخاص اپنے ہمراہ لیکر بھاگ گیا ارنگین نے وہاں پہونچتے ہی بہت مرد اہل
بنرد اسکے لشکر کے قتل کیے اور بلخ میں آکر قبضہ کیا اور خطبہ امیر مودود کے نام پڑھا چند عرصہ کے بعد ترکمانان اس سے لڑنے کو بلخ
کے قریب آئے ارنگین نے امیر مودود سے مدد چاہی جب التماس اسکی عرض قبول میں آئی مع فوج پنجہیر کابل کے رستہ سے غزنین
میں آیا اور امیر مودود نے سنہ ۴۳۳ چار سو تینتیس ہجری میں بعضے لوگوں کے اغوا و تفہیم کے سبب بوعلی کوتوال غزنین سے بیخبر ہو کر اسکو
محبوس کیا اور آخر کو جب بیگناہی اسکی ثابت اور متحقق ہوئی قید سے رہائی بخشی اور پھر مناصب دیوانی ممالک ورکہ توالی غزنین پر بحال کیا اور ری
بن معتز کو کہ وہ قدیم الایام سے درگاہ عرش اشتباہ قبہ ضریح مبارک حضرت امام علی الرضا علیہ السلام میں تھا اور اس عرصہ میں دیوان ہوا تھا
اسے بھی قید کیا یہانتک کہ وہ محبس میں فوت ہوا اور ارنگین سے کچھ فصل زشت امیر مودود کو ناگوار خاطر ہوئے لہذا اپنے روبرو اسکی
گردن ماری اور اس سال ترکمانان ملک غزنیہ کی طمع میں بست کی اطراف میں آئے اور سلطان مودود نے لشکر بھیجا جو لڑکر
شکست کھا کر بھاگ آئے اور سنہ ۴۳۴ چار سو چونتیس ہجری میں خواجہ طاہر وزیر باتدبیر نے بھی وفات پائی اور خواجہ ابوالفتح عبدالرزاق بن
احمد بن حسن میمندی صدر وزارت پر متمکن ہوا اور اسی سال طغرل حاجب کی بست کیطرف روانہ کیا اسنے سیستان میں جاکر ابوالفضل کے
بھائی اور زنگی ابوالمنصور کو قید کیا اور اپنے ہمراہ غزنین میں لایا اور سنہ ۴۳۵ چار سو پینتیس ہجری میں کمانان سلجوقی جمعیت کر کے غزنین کیطرف متوجہ
ہوئے جب بست سے گذرے امیر کے مسافرخانہ کو غارت کیا طغرل مع لشکر غزنین مقابل ہو کر جنگ میں معروف ہوا جنگ شدید کے بعد
ترکمانون نے ہزیمت پائی اور انمین سے اکثر مقتول ہوئے اور اس فتح کے بعد طغرل گرم سیر قندھار میں گیا اور اس ولایت کے
ترکمانون کو کہ سرگروہ مشہور تھے قتل کیا اور انمین کے بہت اسیر کر کے غزنین میں لایا اور سنہ ۴۳۶ چار سو چھتیس ہجری میں امیر مودود
نے طغرل کو پھر مع لشکر ابنوبست کی سمت بھیجا اور جب وہ تکیاباد پہونچا سلطان کے جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور عاصی ہوا
اور جب یہ خبر امیر مودود کے گوش زد ہوئی آدمی اسکی استمالت یعنی اپنی طرف میل دینے اور غرب کرنے کو بھیجے طغرل نے
جواب دیا کہ ایک جماعت جو امیر کی ملازمت میں ہے مجھسے دشمنی رکھتی ہے میں دربار حضور میں حاضر نہیں ہو سکتا اسکے بعد امیر مودود نے
علی بن خادم ربیع کو دس ہزار سوار سے اسکے دفع کیواسطے بھیجا جب وہ اس حوالی میں پہونچا طغرل چند آدمیونسے بھاگا اور علی
نے اسکے لشکر میں آکر اکثر کا مال لوٹا اور انمین سے چند کس غزنین میں گرفتار کر لایا اور اسی سال امیر مودود نے حاجب بزرگ بالتین کو غور کی
طرف روانہ کیا جب غور کے قریب پہونچا ولد ہیچ غوری کو ہمراہ لیکر حصار ابوعلی میں گیا اور اس قلعہ کو فتح کر کے ابوعلی کو جو غور کے
معتبر سرداروں سے تھا دستگیر کیا اور یہ ایک قلعہ تھا کہ سات سو برس امیر حاجب سے پیشتر کسی امیر قبضہ نہ پایا تھا ولد ہیچ غوری اور
ابوعلی کو زنجیر میں بسلسل کر کے غزنین میں لایا اور سلطان نے ان دونوں کی گردن ماری اور اسی سال امیر حاجب بالتین کو بہرام
نیال کے تدارک کو جو ترکمانو نکا سالار تھا روانہ کیا اور بست کے اطراف میں طرفین سنکھ ہو کر خوب لڑے آخر کو ترکمان بھاگ گئے
اور سنہ ۴۳۹ چار سو انتالیس ہجری میں امیر تنوار نے حد سے گذر کر سلطان کی نافرمانی پر کمر باندھی امیر بالتین سپہ تاخت لایا قندوار
بھی جو میں مشغول ہوا آخر کو بھاگ گیا پھر چند عرصہ کے بعد جملہ اطاعت اپنے گلے میں ڈالکر خراج سلطانی قبول کیا اور امیر حاجب مساعدت کر کے غزنین

مین آیا اور سنہ ۴۲۱ چار سو چالیس ہجری مین مودود نے اپنے دونون بڑے بیٹون کو یعنی ابوالقاسم محمود اور منصور کو ایکلاکھ فوج غلمت اور طبل علم دیا ابوالقاسم محمود کو لاہور مین اور منصور کو پشاور روانہ کیا اور ابوعلی کوتوال غزنین کو توجہ دلا کر کے ہندوستان بھیجا تو وہانکے سرکشون کو گوشمالی دیکر راہ راست پر لاوے ابوعلی پہلے پشاور مین گیا جب قلعہ ہستپال کا آہنگ کیا آہنین نام حاکم اس قلعہ کا باغی ہوا تھا جریدہ بھاگا اور ابوعلی نے ہجری نیک جو مودود کا سردار تھا اور سلطان محمود کے عہد مین خدمتگذار کے عمر گذرانی تھی لشکر کے سلیب سے بھاگ کر ہندوستان آیا تھا اور کوہمالے کشمیر مین بسلوجا ناتھا ایلچی بھیجکر استمالت بہت کی اور اپنے روبرو طلب کیا اور عہد و پیمان اور قول و قرار کے بعد غزنین بھیجا امیر مودود بھی مقام القفات مین آیا اور اُسے تسلی فرمائی اور راس عہد مین کہ ابوعلی کوتوال سندھ مین تھا اسکے دشمنون نے ازروے حسد بری خبر مین امیر مودود کے خاطر نشان کی تھین لہذا جب ابوعلی کوتوال مع اموال بسیار غزنین مین آیا امیر مودود نے حکم اسکے قید کا دیکر میرک بن حسین نے پیش کیا چار روز کے بعد دشمنون نے اُسے قید مین ہلاک کیا اور جو امیر مودود کی بے ارضی مصدر اس فعل کے ہوئے تھے اس خون کے اخفا کے لیے امیر مودود کو ہر روز سفر کی ترغیب و تحریض کرتے تھے تو اور چیزون مین مشغول ہونے سے چند مدت یہ عمل پوشیدہ رہے آخر الامر امیر نے سفر کا میل اختیار کیا اور چاہا کہ وہانسے خراسان جاوین اور وہ مملکت ترا کمہ کے تصرف سے برآورده کردین جب ہمادان دار السلطنت کی نواح مین پہونچا قلعہ سیالکوٹ پر گیا تاکہ جو خزانہ وہان ہو اٹھالاوین اتفاقاً امیر مودود اس قلعہ مین تو لنج کی بیماری مین مبتلا ہوا اور روز بروز مرض نے مودود قوت پکڑا تھا ناچار عبدالرزاق وزیر کو سیستان کی طرف جو سلجوقیون کے تصرف مین آیا تھا بھیجا اور خود مضمحل مین درگاہے ہاتھی پر سوار ہو کر غزنین کیطرف مراجعت فرمائی جب غزنین مین پہونچا میر وکیل کو عین مرض مین تکلیف دی کہ ابوعلی کو قید خانہ سے بلا کر کے حاضر کرو میر وکیل نے حیلے پیش کر کے ایک ہفتہ کی مہلت طلب کی ابھی ایک ہفتہ نہ گذرا تھا کہ امیر مودود نے چوبیسوین رجب سنہ ۴۴۱ ہجری کو عالم فانی سے انتقال کیا مدت اسکی سلطنت کی نو برس تھی کہتے ہین اس سال اوایل النہر اور باسیہ کے تمام ملوک امیر مودود سے متہدد ہوئے تھے کہ اسکے مال و لشکر سے مدد کر کے ترکمان سلجوقی کا ہاتھ بلاد خراسان سے کوتاہ کرین چونکہ طالع اُنکا قوی تھا اپنا کام کیا **ذکر سلطنت ابوجعفر مسعود بن مودود بن مسعود بن محمود غزنوی** کا جب مودود نے رخت بسرمنزل آخرت باندھا علی بن ربیع خادم جو داعیہ بادشاہی کا رکھتا تھا مسعود بن مودود کو طفل جانا اور تخت غزنین پر بٹھایا چونکہ باشگین حاجب کے امرا سے عہد سلطان محمود غزنوی سے تھا اس امر مین شریک نہوا اسکے اور علی بن ربیع کے درمیان جنگ کی نوبت آئی غزنین کے تمام باشندے مسلح ہو کر باشگین کے مکان پر آئے اور سلطان مسعود کے تمام فرزندون سے ابوالحسن علی شہر مین تھا علی بن ربیع چاہتا تھا کہ اسے قتل کرے وہ اسوقت بھاگ کر باشگین کے پاس گیا اور باشگین نے ارکان دولت کے اتفاق سے مسعود بن مودود کو باوصف اسکے کہ پانچ چھ روز بادشاہی کی تھی خلع کیا اور اسکے چچا ابوالحسن علی بن مسعود کو تخت نشین کیا **ذکر سلطنت ابوالحسن علی بن مسعود بن محمود غزنوی** کا جمعہ کے دن غرہ شعبان سنہ ۴۴۱ چار سو اکتالیس ہجری مین سلطان ابوالحسن علی بن مسعود نے تخت سلطنت پر احلاس کیا اور مودود کی زوجہ جو چغر بیگ کی دختر تھی اپنے عقد نکاح مین لایا اور علی بن ربیع خود فرد ہو کر میر وکیل کے اتفاق سے زر و جواہر جسقدر کہ اٹھا سکا لیکر ایک جماعت امرا اور غلامون کے اتفاق سے پیشاور کیطرف بھاگا اور اس خطہ کو طغیان اور سند تک اپنے قبضہ مین لایا افغانون کو جو ظلم و جور سے غرائی کرتے تھے بضرب شمشیر مطیع و فرمان بردار کیا سلطان ابوالحسن علی نے اپنے بھائیون کو جنکا مردان شاہ اور رایز و شاہ نام تھا قلعہ نائی سے دار الامان غزنین مین طلب کر کے معزز اور مکرم کیا اور جو ذکر خروج عبدالرشید کا درمیان مین تھا خزانہ کا دروازہ کھلکر بہت مال آدمیون کو عنایت کیا لیکن مفید نہوا اور عبدالرشید نے اسی سال کے اخیر مین غزنین مین پہونچکر اُسے منہزم کیا اور خود مالک تاج و تخت ہو کر عزت مین بسر کیگیا ابوالحسن علی بن مسعود کی مدت سلطنت نے دو برس دو مہینے قبول کی **ذکر زین الملۃ سلطان عبدالرشید** کی سلطنت کا سلطان عبدالرشید بروایت صحیح سلطان محمود غزنوی کا بیٹا ہے

اور مودود کے حکم سے وہ اس قلعہ مین حبوست اور اسفراین کے درمیان واقع ہی محبوس تھا عبدالرزاق بن احمد حسن میمندی نے اثنائے راہ مین مودود کے فوت کی خبر سنکر سیستان کی فتح عزیمت کی اور قلعۂ کیا آباد مین آکر چند روز مقام کیا اور خواجہ ابوالفضل اور رشید بن التونتاش حاجب نوشتگین حاجب کے اتفاق سے آخر ۴۳۲ھ چار تیتالیس ہجری مین عبدالرشید کو کہ سلطان مودود نے بھی اپنی حین حیات مین اسکی سلطنت کی وصیت کی تھی قید سے رہائی بخشی اور بادشاہ بنایا اور کوچ بکوچ غزنین کو روانہ ہوا سلطان ابوالحسن علی بن مسعود اس کے خوف سے بھاگ گیا اور سلطان عبدالرشید بفراغ خاطر و اطمینان تمام اپنے آبا اور اجداد کے تخت پر متمکن ہو کر امور ملکی اور مالی مین مشغول ہوا اور سلطان ابوالحسن علی کو دستیاب کر کے قلعۂ ہندی مین قید کیا اور علی بن ربیع کو جو ہندوستان مین تھا اور تسلط تمام پیدا کیا تھا انواع تدبیرات سے اپنے روبرو بلایا اور نوشتگین حاجب کرخی کو ہندوستان کا امیر الامرا کیا اور امرائے عالیشان اور سپاہ ثمایان اسکے ہمراہ کر کے بلدۂ لاہور کی حکومت پر بھیجا اور اسنے اس حدود مین جا بجا قلعہ نکروٹ کو کہ اسپر کفار سابق فترتون سے متصرف ہوتے تھے پانچ چھ روز کے عرصہ مین انکے قبضہ سے برآوردہ کیا اور طغرل حاجب جو سلطان مودود کا سالا تھا اور جسن اسکی سلطان مودود کے سلک ازواج مین منتظم رکھتی تھی سیستان بھیجا طغرل نے سیستا کو مسخر کر کے جمعیت تمام بہم پہونچائی اور سلطنت کی فکر مین غزنین کیطرف متوجہ ہوا عبدالرشید اسکا ارادہ سمجھکر غزنین سے چل کھڑا ہوا طغرل نے شہر کو مسخر کر کے عبدالرشید کو مع دیگر اولاد سلطان محمود کے کہ شخص تھے سب کو تیغ بیدریغ سے قتل کیا اور دختر مسعود کو اپنے حبالۂ نکاح مین لایا طغرل کا فرنعمت مشہور ہوا اور نوشتگین کرخی جو عبدالرشید کے حسب الحکم لاہور سے برآمد ہو کر پشاور کے اطراف مین پہونچا تھا نامہ مشتمل بر محبت و دوستی تحریر کیا لیکن نوشتگین کرخی طیش مین آیا اس کو ننگ کافرنعمت کے مکتوب کا جواب بغلظت تمام لکھا اور دختر مسعود کو مخفی ایک مکتوب بھیجکر اسے طغرل کے قتل پر ترغیب کی اور اسی طرح بعضے امرائے غزنویہ کو جو پروردۂ نعمت خاندان محمودی تھے مکاتبات تحریر کیے اور انکو اعمال قبیحۂ طغرل سے اغراض کرنے مین نہایت تنبیہ اور سرزنش کی اس سبب سے سب کی رگ حمیت و غیرت حرکت مین آئی اور طغرل کے قتل پر اتفاق کیا اور بروز نوروز سلطانی کہ سلطان محمود نے تخت پر جلوس کر کے بارعام کیا تھا سب نے جرأت کا قدم آگے بڑھایا اور اس کافرنعمت صاحب کرش کو کہ چالیس دن سلطنت کی تھی قتل کیا نوشتگین کرخی اس حادثہ سے چند روز کے بعد غزنین مین پہونچا اشراف و اعیان کو جمع کر کے سید ناصر الدین سبکتگین کی اولاد کی تلاش کی انمین سے تین شخص قلعونین زندہ تھے انکا نام فرخ زاد اور ابراہیم اور شجاع تھا انمین سے قرعۂ اختیار سلطنت کا فرخ زاد کے نام پڑا اسے بلوا کر اٹھارہ برس کے تخت سلطنت پر بٹھایا اور اسکا حلقۂ بیعت اپنے کان مین ڈالا عبدالرشید کی مدت سلطنت برس و رتھی اور طبقات ناصری مین وارد ہی کہ طغرل کافرنعمت سے پوچھا کہ کس واسطے تو نے ملک و سلطنت کی طمع کی بارہا جو وقت کہ سلطان عبدالرشید مجھے سیستان بھیجنے لگے اور ہاتھ میرے ہاتھ پر رکھکر عہد کرنے لگے اسوقت ایسا خوف اسپر غالب ہوا کہ ہاتھ اسکا کانپنے لگا مین سمجھا کہ یہ میرے بادشاہی کے لائق نہین ہی پھر مجھ پر ملک و سلطنت کی طمع نے غلبہ کیا اور اس بارہ مین سعی کر کے اپنی مراد کو پہونچا **مصرع** سلطنت گر ہمہ یک لحظہ بود مغتنم است ۔ مدت سلطنت عبدالرشید کی برس روز سے بھی کم تھی۔ **ذکر جمال الدولہ فرخ زاد بن سلطان مسعود** کا حبب سلطان فرخ زاد نے تاج شاہی زیب سر فرمایا تدبیر مملکت کی زمام نوشتگین کرخی کے قبضۂ اہتمام مین سپرد کی اسی عرصہ مین داؤد سلجوقی انقلاب دولت غزنویہ سے آگاہی پاکر غزنین پر تاخت لایا نوشتگین کرخی باستعداد تمام اسکے محاربہ کے آہنگ مین غزنین سے برآمد ہوا اور بعد تلاقی کے فریقین دست بشمشیر و نیزہ و تیر ہو کر ہلاکی ایک دوسرے کی کرنے لگے اور طلوع صبح سے غروب آفتاب تک دونون قوم کے جانباز رونے کار زار کو اشتعال کیا ایک دوسرے کے نیست و نابود

کرنے کے سوا دوسرے کام میں مصروف ہوتے تھے عاقبت الامر نوشتگین کرخی مظفر اور منصور ہوا اور داؤد کا پائے قرار جگہ سے ہلگیا راہ فرار ناپی غزنہ سلجوقیہ کا پیچھا کر کے ساز و سلب لوٹ لائے اور بفتح و فیروزی غزنین میں بازگشت کی اور فتح فرخ زاد کے لیے سبب استقامت ہوئی بایں تمام سپاہ نصرت انجام ہمراہ لیکر اعلام توجہ خراسان کی طرف بلند کیے اور سلجوقیوں کی طرف سے کلیارق نے جو انکے امرائے عظام سے تھا مع لشکر ذاوان استقبال کیا اور فریقین کے مقابل ہونیکے بعد آتش جدال و قتال سقدر شعلہ زن ہوئی کہ سپر ان میدان فصاحت اور چاپک ارا ن معرکہ بلاغت کی زبان کی صفت سے عاجز و قاصر تھی اس محل رزمین بھی تائیدات الٰہی نسیم فتح و ظفر غزنین کے مشام پر جان کلیارق اور جنکے شخص اور عیان سلجوقیہ سر پنجہ تقدیر مین اسیر ہوئے اور جب یہ خبر جقر بیگ سلجوقی کو پہونچی اپنے برزند الپ ارسلان کو سلطان فرخ زاد کے مقابلہ کو روانہ کیا اور ہر دو لشکر نوشتگین کرخی اسکے محاربہ کو متوجہ ہوا آخر جنبہ سلجوقیہ کو ہزیمت فتح مشاہدہ ہوئی اور بعض اعیان غزنین انکے اسیر و دستگیر ہوئے الپ ارسلان نہایت حشمت اور شوکت سے مراجعت فرمائی فرخ زاد نے جو صورت حال سلطنت سے عاجز تھا کلیارق کو مع تمامی متعلقان سلجوقیہ قید سے رہائی بخشی اور خلعت ہائے فاخرہ سے مخلع فرما کر آزاد کیا سلجوقیون نے جب انسانیت دیکھی خون نے بھی اسیران غزنین کو رعایت کر کے مطلق العنان کیا اور سلطان فرخ زاد در وضنہ الصفا کی روایت سے مسعود کا فرزند ہے اور بقول حمد اللہ مستوفی پسر عبد الرشید چھ برس دشاہی کی اور نشہ چاہو چھ اس بجرین عارضہ قولنج کے سبب سے عالم باقی کیطرف متوجہ ہوا اور قبل اس سے ایک برس کے فلامون نے جسوقت کہ وہ حمام مین تھا اسکے قتل کا بیڑا اٹھا کر اتفاق کیا اور حمام مین داخل ہوئے اور اسنے اپنے حال پر لطائف پاکر شمشیر سیان سے لی اور اسقدر اسکی مدافعت و ممانعت مین مشغول ہوا کہ لوگ خبر دار ہو کر حمام مین آئے اور اس غلامون کو قتل کیا اور اس قضیہ کے بعد فرخ زاد ہمیشہ موت کا ذکر اور دنیا کی حقارت کرتا تھا یہانتک کہ اسی سال داعی حق کو لبیک اجابت کہی واللہ اعلم و نذیر انس کا حسن بن مہران تھا اور اوخرین ابو کالیجار ۔ ذکر سلطنت ظہیر الدولہ سلطان ابراہیم بن سلطان مسعود غزنوی کیا ۔ اسکے بعد کہ سلطان فرخ زاد کے فرامین مقیم ہوا سلطان ابراہیم نے اپنے وجود باجود سے صدر ہایالت کو آراستہ کیا اور وہ ایک بادشاہ نہایت زاہد اور عبد گزار تھا اور باوصف آغاز شباب و رجوانی جرگ لذات نفسانی کر کے ماہ رجب و شعبان کو ماہ رمضان کے ساتھ بصیام و قیام احیا میکرتا تھا اور تمام سال ماہ مبارک اور عید مین بروجہ مسنون قیام کرتا تھا اور خیرات مبرات اور اذکار مین مبالغہ فرماتا تھا جیسا کہ جامع الحکایات مین مسطور ہے کہ ہر سال ایک مرتبہ تمام بنی اعمام و سادات و علما کو اپنی مجلس مین بلواتا اور وہ وعظ کہتے مین مشغول ہوتے اور لوگونکو بھی نصیحت کرتے اور وہ بزرگوار سلطان ابراہیم سے کلاب بے محابا کرتے اور سلطان اس امام یگانہ کی درشتی سے آزردہ نہوتا اور خط فسخ بہت خوب لکھتا اور بایام سلطنت مین ایک مصحف اپنے خط سے انجام کو پہونچا کر ایک سال کہ عظمہ مین اور ایک سال مدینہ شرفہ مین بھیجا تھا کہتے ہین ایک چند مصحف اسکے خط کے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کتب خانہ مین موجود ہین اور سلطان ابراہیم کو اوائل سنوات جلوس مین سلجوقیون سے معاملہ کا اتفاق پڑا اس جملہ پر کہ کوئی فریقین سے قصد مملکت دوسرے کا نکرے اور رعایا کو کردار اچھی ہمین ضرر اور مزاحمت نہ پہونچاوے اور وقت سلطان ملکشاہ سلجوقی کو اپنے فرزند مسعود کے عقد نکاح مین لاکر ابواب مصاہرت مفتوح کیے کہتے ہین پیشتر اس سے کہ صلح واقع ہو سلطان ملکشاہ سلجوقی نے یورش غزنین پر عزیمت کی سلطان ابراہیم نے متوہم ہو کر ایک سپر سوچی اور نامے اس مضمون کے امرائے سلطان ملکشاہ سلجوقی کے نام لکھے کہ جو ہمارے سمع اشرف مین پہونچا کہ سلطان ملکشاہ کو جتنے اسباب آسیکے واسطے بہت سی ترغیب تحریص کی ہے ہرگز نہایت پسند ہوا طریقہ خلاص وہ کہ اس مقدمہ مین نہایت کوشش مبذول رکھکر ایسا کرو کہ سلطان ملکشاہ بعجلت تمام اس ولایت مین آوے تو ہم اس سے نجات کلی پاوین اور ہمنے جیسا کہ تمہارے واسطے مراسمات کا اقرار کیا ہے مضاعف کے کہ غایت عاطفت مبذول رکھیئے اور

یہ مکتوبات ایک کو دیکر کہا کہ سلطان ملکشاہ اکثر ہوقات صید و شکار میں مشغول رہتا ہو فرصت کا وقت نگاہ دیکھیو تا کہ شکارگاہ میں تجھے اُسکے پاس لیجاوین اور غرض سلطان ابراہیم کی اس تعلیم سے یہ تھی کہ وہ مکتوبات ایسے مقام میں ملکشاہ کے ہاتھ آوین کہ امرا اُسکے ہمراہ نہوں اتفاقاً اندنوں میں سلطان ملکشاہ نے قصد سفر ارین میں نزول کیا تھا اور ایکروز شکار کیلئے برآمد ہوا شنائے شکار میں حاجی قطان صیدگاہ اُسے پکڑ کر سلطان ملکشاہ کے روبرو لیگئے جب سلطان ملکشاہ نے پوچھا یہ تین نیشان کتنے گاہ سلطان نے فرمایا اُسے چند تازیانہ مارو تو راست راست اقرار کرے جب اُنھوں نے شاہ کے حکم کے موافق عمل کیا تو اس سلطان ابراہیم غزنوی کا پیک یہ تین مجھے اس اُردو میں بھیجکر چند مکتوب بے یہ تین جب مکتوبات اُس سے لیکر سلطان ملکشاہ نے اُسکے مضمون پر اطلاع پائی اس مضمون کا التماس مناسب نہ دیکھا اور عنان عزیمت اس راہ سے معطوف فرما کر اپنے دارالسلطنت کیطرف مراجعت کی آخر الامر بہت جستجو کے بعد ظاہر ہوا کہ یہ جملہ تزویرات سلطان ابراہیم سے تھا اور سلطان ملکشاہ سے منقول ہو کہ حقیقت حال کے دریافت ہونیکے بعد فرماتا تھا ہر چند سلطان ابراہیم شاہ نے یہ حیلہ اسواسطے کیا تھا کہ طاقت مقابلہ کی نہ رکھتا تھا اور یہ یقین جانتا تھا کہ اگر جنگ کی ہم واقع ہوگی مین مغلوب مطلق ہونگا لیکن جو مین اُسکے مکر و تزویر سے اس عزیمت سے باز رہا گویا وہ ہمپر غالب آیا جب ابراہیم بن مسعود کا دل سلجوقیہ کیطرف سے مطمئن ہوا لشکر ہندوستان کی سمت روانہ کیا اور اُس دیار کے بعضے مقام جو اسوقت تک فتح نہوئے تھے سخر اور مفتوح کیے اور ۴۷۳ھ چار سو بہتر ہجری مین سلطان ابراہیم نے خود ہند کیطرف نہضت فرمائی اور قلعہ اجودھن کو جو اب پٹن شیخ فرید شکر گنج کے مشہور ہو اور لاہور سے اس قلعہ تک سو کوس کی مسافت ہو محاصرہ کرکے فتح کیا اور اس فتح کے بعد دوسرے قلوب جیسے سیوال کہتے تھے متوجہ ہوا اور وہ قلعہ پہاڑ کے قلہ پر واقع ہو کہ ایک سمت دریا اور دوسری طرف جنگل حائل ہو کہ درختان جنگلی اور خیزران کی شعاع کا اسمین گذر نہین ہو سکتا اور اُسکے اکثر اشجار پر زہر دار سانپ تھا مسکن تھا اور اس حصار کے نیچے کھڑے ہونے اور جنگ کرنیکی جگہ نہ تھی سلطان ابراہیم نے ہر چند فراہم اس قلعہ کی تسخیر مین مصروف تھی اور لشکر کو آراستہ کرکے جنگ کی بنیاد ڈالی اور تائیدات ربانی اور قوت سپاہ اسلام سے اُسے بھی تھوڑے عرصہ مین فتح کیا پھر وہانسے عنان عزیمت دوسرے شہر کیطرف کہ اس سے قریب تھا اور دہرہ نام رکھتا تھا معطوف فرمائی وہانکے باشندے خراسانیونکی نسل سے تھے کہ فرمانبرداری اُنکی سرکشی سے بہ تنگ آکر سنہ ۴۰۰ھ چار سو میں ولایت خراسان سے ہندوستان کی جانب نکالدیا تھا اور آدمی اس شہر کے تمام اُس جماعت سے تھے اور بیگانہ سے پیوندو وصلت نہین کرتے تھے اور اصنام کی پرستش اور رسائی فسق پر شیفتہ تھے اور وہ شہر نہایت آباد اور معمور تھا اور ایک حوض اس شہر مین تھا کہ قطر اُسکا نصف فرسخ اور قعر اُسکا گہرائی کی کثرت سے دریافت نہوتا تھا اور ہر چند تمام سال آدمی اور چوپائے اُسکے نہین سے پانی پیتے تھے ہرگز تفاوت محسوس نہوتا تھا اور جنگل کی کثرت سے جو اس قلعہ اور شہر کے گرداگرد واقع تھا آمد و شد کا رستہ دکھائی نہین دیتا تھا اور بلوک ہند بسبب اسکے کہ غلبہ اس جماعت پر جملہ محاربات سے جانتے تھے اُنسے متعرض اور مزاحم نہین ہوتے تھے اور سلطان ابراہیم کو اس سرزمین رہنماے وشوار بست پیش آئین جب اُس جنگل مین پہونچا کئی ہزار پیادہ تبرزار اُن درختونکے قطع کرنیکے واسطے پیشرو روانہ کیے تھے تا کہ اُن درختونکو قطع کرکے راہ کشادہ کرین اور لشکر کے لوگ اسمین بفراغت تمام گذر کرتے تھے خلاصہ یہ جب طلایع سے اس شہر کے حدود مین پہونچے موسم برشکال ہند آیا اسکے سبب تین مہینے تک کفار کے مستقر مین توقف کیا اور مباحث کثرت بارش بہت محنت اور مشقت کھینچی اور بعد مرور موسم برسات نہایت شوق و شان سے اس شہر کے کنارہ گیا پہلے ایلچی بھیجکر دعوت اسلام کی جب اُنھون نے قبول کیا کاز راہ مین معروف ہو جبر و قہراً اس قلعہ کو مفتوح کیا اور ایک لاکھ ہندی قید کرکے غزنین لیگیا اور غنائم کو بہر قیاس کر سکتے ہین اور منقول ہو کہ ایک روز سلطان ابراہیم غزنین کیطرف جاتا تھا ایک حمال یعنی بوجھ اُٹھانے والے کو دیکھا کہ بھاری پتھر سر پر رکھے ہوئے عمارت سلطانی کیواسطے لیجاتا ہو

اور اس بیچارے سے رنج اور مشقت نہایت کھینچتا ہو سلطان کو اسکے حال زار پر رحم آیا فرمایا کہ یہ پتھر پھینکدے اس بیچارہ نے پھینکدیا اور وہ پتھر مسافتین پڑا رہا جب گھوڑے وہان پہونچتے تھے پتھر کے سنگ راہ ہونے سے دو فرسخین آگے رکھتے تھے یعنی ٹھوکر کھاتے تھے ایکدن ایک مقرب نے سلطان ابراہیم کو عرض بہشت کی کہ اگر حکم ہو وہ پتھر میدان سے اٹھوا لیا جائے کہ یہ مصلحت سے خالی نہین بادشاہ نے عرضداشت کے حاصیہ پر دستخط کیا کہ ہمنے سابق مین حکم اس پتھر کے گرانیکا دیا تھا اگر اب حکم اسکے اٹھانیکا نافذ ہو خلقت میری بے ثباتی قول پر گمان کرینگے اور یہ امر بادشاہان صاحب اقتدار کو لائق و سزاوار نہین منقول ہو کہ وہ پتھر اسی طور سے بہرام شاہ کے آخر دور تک پڑا رہا اور سلطان ابراہیم کے لفظ کی تعظیم کیوجہ اسکے کوئی اسے نہ اٹھاتا تھا اور سلطان ابراہیم کے چھتیس فرزند و چالیس دختر تھین ہیٹیان سادات عظام اور علماے عالی مقام کو دین و فات ہی ایک روایت مین ۴۸۱ھ چار سو اکاسی ہجری مین ہوئی پس ایام دولت اسکے کتیس سال ہوئے اور بقولے ۴۸۲ھ پھر مدت اسکے سلطنت کی بیالیس برس تھی وزارت اسکے اول ایام مین خواجہ ابو سہل حمبندی اور خواجہ مسعود حجی کے تعلق رکھتی تھی اور عہد اواخر مین عبد المجید احمد بن عبد الصمد نے وزارت کا نشان بلند کیا اور اس وزیر کی مدح مین ابو الفرج نے قصیدہ کہا کہ مطلع اسکا یہ ہو شعر ترتیب فضل و قاعدۂ جود و رسم داد ۔ عبد المجید احمد عبد الصمد نہاد اور استاد ابو الفرج سلطان ابراہیم کا معاصر تھا سیستانی الاصل ہو اور بعض غزنوی بھی کہتے ہین اور عنصری اسکا شاگرد ہو اور عندلت ابو علی سمجوری مین کہ وہ امراے سامانیہ سے تھا فروغ پایا اور مداح اس خاندان کا رہا اور وہ ایک مرد نہایت محتشم اور صاحب جاہ تھا اور آل سمجور سے اسکو انعام اور اکرام بیقیاس حاصل ہوتا تھا علم شعر مین نہایت ماہر اور صاحبفن تھا جیسا کہ ایک نسخہ جمع متعدد کے رکھتا ہو اور اکابر رسائل مین اشعار استاد ابو الفرج کے استشہاد کے واسطے لاتے ہین اور یہ قطعہ اسی کا ہو قطعہ عنقاے مغرب است در بین دو رخی ۔ خاص از براے محنت و غم زاد آدمی ۔ ہر چند گرد عالم صورت برآمدم ۔ غمخوار آدم آمد بیچارہ آدمی ۔ ہر کس بقدر خویش گرفتار محنت است ۔ کس را ندادہ اند بمرات کسی ۔

ذکر سلطنت علاء الدولہ مسعود بن ابراہیم بن مسعود غزنوی کا

سلطان مسعود اخلاق حسنہ اور سخاوت وافر مین اتصاف رکھتا تھا اور عدل انصاف مین کوشش کرتا اعراض قلمی جو ظہور مین آئے تھے دفع کیے جاگیرین اور تعلقہ کہ سلطان ابراہیم نے ملک اور امرا کو عنایت فرمائے تھے بحال رکھے خواہر سلطان سنجر سلجوقی سمے مہد عراق کو اپنے عقد نکاح مین لایا اور اسکے عہد مین حاجب طغانگین مقطع لاہور ہندوستان کی سپہ سالاری پر فائز ہوا اور آب گنگ سے عبور کر کے ایسے مقام مین پہونچا کہ سلطان محمود کے سوا کوئی شخص لشکر سمیت وہان نہ پہونچا تھا تاخت و تاراج کر کے سالما غانما لاہور کیطرف معاودت کی اسکے بعد سلطان مسعود نے سولہ برس زیادہ بے تشویش و خرخشہ گذرانکر اور آخر ۵۱۵ھ پانسو آٹھ ہجری مین عالم فانی سے دار الباقی کیطرف راہی ہوا اور تاریخ گزیدہ مین تحریر ہو کہ مسعود کی وفات کے بعد اسکا بیٹا کمال الدولہ شیرزاد تخت سلطنت پر متمکن ہوا اور ایک برس سلطنت کر کے ۵۱۶ھ پانسو سولہ ہجری مین ہاتھ سے اپنے بھائی ارسلانکے مارا گیا لیکن اور مورخون نے مسعود کے ذکر کے بعد بیوسطہ ارسلان شاہ کا مذکور کیا ہو ۔

ذکر ایالت سلطان الدولہ ارسلان شاہ بن مسعود بن ابراہیم غزنوی کا

جب ارسلان شاہ غزنین کا بادشاہ ہوا اپنے بھائیو نکو گرفتار کر کے محبوس کیا مگر بہرام شاہ بھاگ کر سلطان سنجر کے پاس پہونچا اسوقت سلطان سنجر اپنے بھائی محمد سلطان بن ملکشاہ کیطرف سے خراسان کا فرمانروا تھا ہر چند ارسلان شاہ نے بہرام شاہ کے بارہ مین خط لکھا اور الحاح کی اسنے قبول نہ کیا بلکہ بہرام کی مدد کے واسطے خود علم توجہ غزنین کیطرف بلند کیا ارسلان شاہ نے یہ خبر سنکر ایلچی سلطان محمد کے روبرو بھیجکر اسکے بھائی سلطان سنجر سے شکایت کر کے التماس کی کہ اسے اس ارادہ سے باز رکھے سلطان محمد مقام اصلاح مین ہوا لیکن مفید نہ پڑا ارسلان شاہ جب سلطان محمد کیطرف سے مایوس ہوا

ف ۱۰۰۰ ۱۲

لہ یعنی اس سن مین اسکی تصنیف ایلچی کا سب ہوا

اپنی مان مہد عراق کو جو سلطان سنجر کی بہن تھی مع دولاکھ دینار اور تحف بسیار سلطان سنجر کے نزدیک بھیجکر طالب مصالحہ ہوا چونکہ مہد عراق سکے ظلم اور بھائیوں کے قتل ہونے سے انواع عقوبت مین گرفتار اور نہایت رنجیدہ تھی سلطان سنجر کو کثرت مین پہونچا تھا باین وحشت انگیز پہونچائین اور غزنین کی روانگی کے باب مین بھیجدیا سلطان ارسلان اپنی والدہ کیطرف سے بھی خاطر جمع کرکے تہیۂ جنگ مین مشغول ہوا اور تیس ہزار سوار اور پیادہ جرار بیشمار اور لیکر ساٹھ زنجیر فیل لیکر غزنین سے ایک فرسخ پر بادشاہ خراسان کے مقابلہ مین صفوف حرب آراستہ کین اور دونون طرف سے لڑائی کی گھمسان ہوئی اور سپاہ کثرت سے کام آئی ابوالفضل ملک سیستان کے آثار جلادت سے کہ ہراول ملک سنجر تھا غزنوی منہزم ہوئے ارسلان شاہ تاب مقاومت کی نہ لایا ہندوستان کی طرف روانہ ہوا اور سلطان سنجر غزنین مین داخل ہوا چالیس روز اس شہر مین توقف کیا اور وہ ولایت بہرام شاہ کو ارزانی رکھی پھر عنان توجہ اپنی ولایت کی سمت معطوف فرمائی ارسلان شاہ نے جب سلطان سنجر کی خبر معاودت سنی لشکر ہندوستان جمع کرکے غزنین کی طرف متوجہ ہوا اور بہرام شاہ عدم استعداد کے سبب تاب مقاومت نہ لایا اور قلعہ بامیان مین متحصن ہوا اور آخر کو سلطان سنجر کی تقویت اور مدد کو غزنین مین آیا اور ارسلان شاہ بھاگنے کے درمیان مین بھاگا سلطان سنجر کے لشکر نے تعاقب کرکے گرفتار کیا اور بہرام شاہ کی سپردگی مین چھوڑا اسنے اسے قتل کیا اور حکومت مین مستقل ہوا مدت اسکی سلطنت کی تین سال تھی اور ستائیس برس کی عمر رکھتا تھا اور طبقات ناصری مین مسطور ہے کہ سلطان ارسلان کے عہد مین حوادث عظیم واقع ہوئے جیسا کہ آسمان سے آگ اور صاعقہ آئے اور اسکے سبب سے اکثر مکانات اور بازارین جلگئین کہ مغز لاکھ

بہرام شاہ بن مسعود بن ابراہیم کا - وہ بادشاہ ذی شوکت اور صاحب حشمت تھا اور علما و فضلا کے ساتھ بیٹھتا اور انکی صحبت دوست رکھتا اور ہر شخص پر بقدر علم و فضل رعایت کرتا اسواسطے اس زمانے کے فضلا نے باہم شروع اسکے کتب تالیف فرمائی ہین اور مصنفات مین مشغول ہوئے مین چنانچہ شیخ نظامی گنجوی نے مخزن الاسرار اسکے نام پر کہی اور سید حسین غزنوی نے اسکے روز جلوس یعنی سریر سلطنت پر جلوہ گر ہونیکے دن ایک قصیدہ اسکی مدح مین انشا کرکے سلطان سنجر کے حضور پڑھا تھا اور مطلع اسکا یہ ہے مطلع منادی برآمد ز هفت آسمان ✤ که بهرام شاه است شاه جهان ✤ اور کتاب کلیلہ اور دمنہ اسکے عہد مین عربی سے فارسی مین ترجمہ ہوکر اسکے نام زمین ہوئی کہتے ہین کہ شطرنج اور کلیلہ دمنہ کو بادشاہ ہند نے نوشیروان عادل کیواسطے بھیجی بزرجمہر نے بمشقت تمام اس کتاب کو زبان پہلوی کو عبارت فرس قدیم سے ہو ترجمہ کی اور شطرنج مین فکر بہت کرکے اسکے کھیلنے کا طریق دریافت کیا اور ساتھ ایلچی کے کہ اسکو لایا تھا کھیلا پہلی مرتبہ قائم کیا اور دوسری بار مات کیا اور مقابل اسکے نرد استخراج کرکے راے ہندوستان کے پاس ارسال کی اس دیار کے اہل فکر اور دانشمند اسکے دریافت سے عاجز ہوئے اور آخر کو اس سفیر سے کہ لایا تھا چالین اسکی یاد کین اور اہل ہند کا شطرنج کے استخراج سے اشارہ وہ ہو کہ خیر و شر انسان سے ہو اور امور عالم سعی و کوشش سے حاصل ہوتے ہین اور امورین قضا و قدر اور اجرام علوی کو دخل نہین مثل ازدیاد مال و جاہ و کسب علوم اور مثل اسکے اور بزرجمہر نے اسکے مقابل نرد استنباط کی ایا یہ ہو کہ سعی کو جدا کے کارخانہ مین جندان دخل نہین ہو اور اکثر سلسلۂ قضا و قدر کے متعلق ہو اگر تدبیر تقدیر کے موافق ہو دست آتا ہے والا نہین طاس نرد مثل فلک اور کعبتین مثل انجم کے جو نقش کہ ساتھ خامۂ قدرت کے کعبتین مین منقش ہو موافق اسکے کھیلنا واجب ہو اور کھیلنا عقل و تدبیر سے عبارت ہو اور ہارون رشید کے عہد مین کتاب کلیلہ دمنہ کو ابن المقفع نے زبان پہلوی سے عربی زبان مین ترجمہ کیا اور عہد سلطان بہرام شاہ مین عربی سے اس زمانے کی فارسی متعارف مین بنام اسکے تالیف کی اور اسکے بعد ملا حسین واعظ کاشفی نے سلطان حسین مرزا کے عصر مین اس فارسی مغلق کو بعبارت فارسی سلیس بدل کر بشعار عربی موقوف کیلئے اسکا نام انوار سہیلی رکھا اور سلطان بہرام شاہ نے اپنے عہد دولت مین چند مرتبہ ہندوستان کیطرف متوجہ ہوکر متردون اور مجرمون کو گوشمالی دی اول مرتبہ جو ہندوستان مین

داخل ہوا محمد بالیم کو سلطان ارسلان شاہ کی طرف سے سپہ سالار لشکر لاہور تھا اور اعمال ناشایستہ کا مصدر ہو کر
علم مخالفت بلند کیا تھا ستائیسوین رمضان ۵۱۲ھ پانسو بارہ مین گرفتار کر کے قید کیا پھر اسکو معاف کر کے قدیم
سے رہائی بخشی اور بدستور سابق ہندوستان کا سپہ سالار کیا اور خود غزنین کی طرف مراجعت کی محمد بالیم نے
سلطان کی غیبت مین قلعہ ناگور کو جو ولایت سوالک مین واقع ہے مفتوح کر کے اپنے اہل و عیال اور سلطنت و سامان کو وہان
چھوڑا اور عرب و عجم اور افغان اور خلج کا لشکر خوب بہم پہونچا کر تیغ اسلام سے بہت کفار سرکش نیست و نابود کیے اور اس
سبب سے باد غرور اور نخوت سے اُس کے دماغ مین ۔۔۔ اکبر دوبالا ہوا داعیہ سلطنت اور ملک گیری کا کیا اور بہرام شاہ نے
یہ خبر سنی دوسری مرتبہ ہند مین آیا اور وہ کافر نعمت بے نام و نشان یعنی محمد بالیم مع دس فرزند کہ سب مسند امارت پر متمکن
تھے بقصد مقابلہ اور مقاتلہ بہرام شاہ کے استقبال کو دوڑا اور حوالی ملتان مین دونو لشکر متقارب ہوا اور ایسی جنگ کہ فلک
پیر خمیدہ پشت نے مثل اسکے کمتر مشاہدہ کیا ہوگا وقوع مین آئی اور اثر کفران نعمت کا ظاہر ہوا حاصر سر پر ہمت محمد بالیم
کے پرچم رایت پر چلی وقت گریز مع دو فرزندان اور اتباع زمین حجمہ پر گر کے ایسا غالب ہوا کہ اکثر لشکر کے مرکوب سے
پیدا نہوا اسوقت سالار حسین بن ابراہیم علوی کو سپہ سالار اس حدود کا کر کے غزنین کیطرف معاودت فرمائی اور اسکے
اون خر سلطنت مین قطب الدین محمد غوری سوری کہ داماد اُسکا تھا غزنین مین بہرام شاہ کے حکم سے مقتول ہوا اور سیف الدین
سوری اپنے بھائی کے انتقام خون مین غزنین کیطرف متوجہ ہوا اور بہرام شاہ مقابلہ کی طاقت نرکھتا تھا غزنین سے کرمان
گیا اور یہ کرمان نہ کرمان مشہور ہے بلکہ کرمان ایک شہر تھا درمیان غزنین اور ہند کے اور بسبب اسکے کہ اس ولایت کی نواح مین
بہت پہاڑ تھے وہان سوارون کا گذر نہایت دشوار تھا افغانون کے ساتھ اس ولایت پر متصرف ہو کر وہان قیام کیا اور سیف الدین
غزنین مین داخل ہو کر متصرف ہوا اور غزنویون پر اعتماد کر کے وہان بود و باش اختیار کی اور اپنے بھائی علاء الدین کو مع تمامی امرائے
قدیم غور کیطرف بھیجا باوصف اسکے سیف الدین سوری اہالی غزنین سے ہمیشہ سلوک کرتا تھا اور غوریون کو یہ مجال نتھی کہ اُن پر
تعدی کرین غزنوی ہمیشہ خواہان بہرام شاہ کے تھے اور سیف الدین سوری سے ظاہر دوستی کرتے تھے اور بہرام شاہ سے پوشیدہ
ابواب مراسلات مفتوح رکھتے تھے یہانتک کہ فصل سرما کی پہونچی اور غور کے راستے برف کی شدت سے بند ہوئے اور لوگون کو
دواوہوش کی طاقت نہ رہی بہرام شاہ ناگاہ مع لشکر افغانان و خلج و مردم صحرانشین حوالی غزنین مین پہونچا اور اسوقت کہ فاصلہ
دو فرسنگ سے زیادہ نہ رہا سیف الدین سوری نے خبر پائی ساتھ غزنیون کے جو اخلاص اور دوستی کا دم بھرتے تھے درباب
جنگ اور روانگی طور کیطرف مشورہ کیا غزنیون نے نفاق کو اپنا شعار کر کے جو کہ حق مشورہ کا ہی نہیں تھا پہونچایا اور واسطے
جنگ کے ترغیب اور تحریص کی سیف الدین سوری نے موافق استشارہ موتمن کے انکو مشورہ مین جانا مع فوج
غزنویہ اور کچھ مردم غور سے شہر سے روانہ ہوا اور بہرام شاہ کے مقابلہ مین صف آرا ہونے کی ابھی لوازم حرب لوازم مین نہ پہونچے تھے
کہ غزنیون نے سیف الدین سوری کو پکڑ کے خوش طبعانہ بہرام شاہ کے سپرد کیا بہرام شاہ نے فرمایا تو سیف الدین سوری
کا منہ سیاہ کر کے گدھے و ضعیف و ناتوان پر کہ ساتھ ہزار تفویش کے ایک قدم اُٹھاتی تھی سوار کر کے تمام شہر مین تشہیر کیا
اور لڑکے بالے بوڑھے سفید ریش غزنین کے اسکے پیچھے فریاد کرتے تھے اور دشنام دیتے تھے اور تمسخر کرتے تھے اور تشہیر کے
بعد بدترین عذاب سے قتل کیا اور اسکا سر تن سے جدا کر کے عراق مین سلطان سنجر کے پاس بھیجا اور سید مجد الدین کو جو وزیر
سیف الدین سوری کا تھا اُسے بھی دار پر کھینچا اور جب یہ خبر وحشت اثر علاء الدین کے سمع مبارک مین پہونچی آتش غضب کا جوان اسکے

کانون سینہ سے برآمد ہوا اور اپنے بھائی کے انتقام کے عزم مین مع لشکر بیشمار غزنین کی سمت متوجہ ہوا لیکن اسکے پہونچنے سے پیشتر دوست تھنا نے بہرام شاہ کے طرفدار حیات کو لپیٹا اور اسکے بیٹے خسرو شاہ کو محنت پنجروزہ دنیا مین گرفتار کیا اور بروایت مشہور جب خبر توجہ سلطان علاء الدین بہرام شاہ کو مسموع ہوئی اپنے لشکر کو جمع کرکے غزنین سے بعزم زرم باہر آیا اور ایلچی علاء الدین کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ صلاح میری اسمین ہے کہ اوہ جاہل سے کہ تو نے میرا ہر نادم ہو کر پلٹ جا کہ مین کئی ہزار بہادران خیر اندیش و فیلان آہنین تن تیرے استیصال کو اسطے مہیا رکھتا ہون میرے مقابلہ سے پرہیز کر اور ہاتھ دامن ستیز مین مت ڈال تو ایکیا رگی خاندان سلاطین غوریہ کا سند رس اور منعدم ہوئے سلطان علاء الدین نے کہا یہ کام کہ بہرام شاہ سے سرزد ہوا ہے علامت زوال دولت غزنویہ کا ہے کسواسطے کہ پادشاہان ممالک یکدیگر پر لشکر کھینچتے ہین اور آسمین قدرت پاکر نفوس نفیسہ کو مستاصل کرتے ہین لیکن نہ سابقہ اس سوائی اور فضیحت کی اور یقین ہے کہ زمانہ بسطے مکافات اور عبرت انتقام تجھسے کھینچیگا اور مجھے تجھپر ظفر بخشیگا بہرام شاہ نے ایلچیون پر تازان ہوئے اگر وہ فیل کھتا ہر اول میرا مدکفیل ہے دوسرے خر فیل رکھتا ہون کہ کہ سپاہ علاء الدین مین دو آدمی تھے انھین خر فیل کہتے تھے اور یہ دونون شخص غوریون سے شجاعت اور توانائی مین فیل آسمان شکوہ کو خانہ کنار بساط مین شہ نت کرتے تھے اور دست نوش پنا رکھتے تھے اور جب ایلچی رخصت ہوا اور وہ باتین کہ سنی تھین بہرام شاہ سے گذارش کین اگرچہ وہ بحسب ظاہر متغیر نہ ہوا لیکن باطن مین متاثر ہوا اور نہایت فکر اسکے ضمیر پر مستولی ہوا القصہ جب دونون سپاہ ٹکہ ہو کر حرب مین مشغول ہوئین اور آوزہ چپا چاپ شمشیر و تشلقاش تیر کا گوش فلک کینہ کوش مین پہونچا خر فیل خردہ کلان مثل فیل مست معرکہ مین آئے خر فیل بزرگ نے خنجر سے فیل نامی کا شکم پھاڑا اور فیل اس پر حملہ آور ہوا دونون مرے اور خر فیل کوچک نے دوسرے فیل کو مار ڈالا اور خردہ شکم اسکے سے سلامت باہر آیا الغرض جب جسہا ہاتھیون کے اس معرکہ مین مثل گاؤ اور گاہ میش کے بیفائدہ اور بے صفت ہوئے علاء الدین اور اسکے غوریہ جتا عی ایکبارگی بہرام شاہ پر حملہ آور ہوئے اور غزنویون کو ضرب دست ہنا کیا اور جو دولت شاہ بن بہرام شاہ سپہ سالار لشکر اور شجاع اور مردانہ تھا اس موکر جانستان ہین جان خازن بہشت کے سپرد کی بہرام شاہ مخوف ہو کر ہند کی طرف بھاگا اور اسی عرصہ مین غم و غصہ فرزند وغیرہ سے بیمار ہوا اور سراسے فانی سے ریاض جاودانی کیطرف انتقال کیا اور غرت اسکی بروایت اصح ۵۴۷ پانسو ستیالیس ہجری مین واقع ہوئی اور مدت اسکے سلطنت کی بیتیس برس تھی اور ایک شعر اسے عصر بہرام شاہ شیخ سنائی ہوا وہ اوحد الملحد مجدود بن آدم الغزنوی تھا اور نفحات مین مسطور ہے کہ شیخ سنائی کی توبہ کا سبب یہ تھا کہ زمستان مین سلطان محمود واسطے تسخیر بعضے دیار کے غزنین سے باہر گیا تھا سلطان محمود کی مدح مین ایک قصیدہ سلک نظم مین کھینچکر متوجہ اسکے اردو کا ہوا تا کہ عرض عرض مین پہونچا دے درمیان راہ کے ایک گلخن کے دروازہ پر پہونچا کہ ایک مجذوب جسکو لائی خوار کہتے تھے اپنے مذاق سے کہتا تھا قدح پر کن بکوری محمود ساقی نے کہا محمود ایک بادشاہ مسلمان ہے اور ساتھ امر جہاد کے مشغول لائی خوار نے کہا محمود ایک بوزہ ہے بہت ناخوش جو کچھ اسکے تحت حکومت مین آتا ہے اسے ضبط نہین کر سکتا ہے اور جاہتا ہے کہ ملکات اور لیوے اور ہ قدح کھینچا پھر کہا ایک قدح اور پر کر بکو رسنائی شاعر ساقی نے کہا سنائی ایک شاعر فاضل اور لطیف طبع ہے لائی خوار نے کہا اگر وہ لطف طبع سے بہرہ ور ہوتا ایسے کام مین اشتغال کرتا کہ اسکے کام آتا کیون چند لغو باتین کاغذ مین لکھ لایا ہے کچھ اسکے کام نہین آوے گا اور نہین جانتا ہے کہ اسکو کسواسطے پیدا کیا ہے سنائی یہ کلام سنتے ہی متغیر ہو اشراب غفلت سے ہوشیار ہوا اور ساتھ سلوک کے مشغول ہوا اور خردمندان خردہ بین پر مخفی نہو دے کہ شیخ سنائی بہرام شاہ کا معاصر تھا اور وہ کتاب ۵۲۵ پانسو پچیس ہجری مین

اس شاہ عالیجاہ کے نام نظم کی اور جب سلطان محمود غزنوی نے ۴۱۱ھ چار سو گیارہ ہجری مین وفات پائی ملاحظان دو تاریخ سے اذکیا کے نزدیک سمت وضوح پاتا ہو کہ صحت حکایت محمد وب لائی خوار کی عہد سلطان محمود مین نہایت بعید ہو اور ظاہر ایہ امر سلطان مسعود کے عہد مین واقع ہوا اور کاتبون نے غلطی سے سلطان محمود کا نام لکھا ہو واللہ اعلم عند اللہ وفات شیخ سنائی کی صاحب تاریخ گزیدہ کے عقیدہ مین سلطان بہرام شاہ کے عہد مین واقع ہوئی اور بقول بعضے فضلا ۵۲۵ھ یا ۵۴۵ھ پانسو پچیس ہجری مین کہ تاریخ اتمام حدیقہ ہو اس واقعہ کا اتفاق پڑا۔ **ذکر سلطنت ظہیر الدولہ خسرو شاہ بن بہرام شاہ کا** - روایت صحیح سے واضح ہوتا ہو کہ جب بہرام شاہ غزنوی نے غزنین مین وفات پائی اور خسرو شاہ اسکے اتفاق سے مسند حکومت پر جلوہ گر ہوا انھین دنون مین خبر علاء الدین غوری کے قریب پہونچنے کی متواتر پہونچی خسرو شاہ مع اہل عیال ہندوستان کی طرف گیا اور شہر لاہور مین مقیم ہوا اور علاء الدین غوری نے غزنین مین وفات پائی اور خسرو شاہ اسکے اتفاق سے مسند حکومت پر جلوہ گر ہوا انھین دنون مین خبر علاء الدین غوری کے قریب پہونچنے کی متواتر پہونچی خسرو شاہ مع اہل عیال ہندوستان کی طرف گیا اور شہر لاہور مین مقیم ہوا اور علاء الدین غوری نے غزنین مین جاتے ہی حکم دیا کہ غزنویون کی تخریب اور غارت اور قتل مین مضائقہ نہ رکھو اسواسطے اسکی فوج نے سات روز آدمیون کے قتل کرنے اور لوٹنے اور جلانے مین اس شہر کے اصلا تقصیر نہ کی اور علاء الدین سوری کے سمع مین پہونچا کہ سیف الدین سوری کی تشہیر کے وقت عورتین غزنویہ کوچہ بازار مین آوارد ہوین دائرہ سوری کی بجوگانی تھین اور تمسخر کرتی تھین علاء الدین نے بہت عورتین غزنویہ کو قتل کیا اور کسی پر ترحم نہ کیا اسوقت غور کی طرف متوجہ ہوا اور راہ مین جس جگہ ایک عمارت کہ اولاد سبکتگین سے منسوب تھی سب کو دکھا دکھا کر جلائی اسکا صیلہ ملا کر ساتھ لقب علاء الدین جہان سوز کے ملقب ہوا اور واسطے انتقام سید مجد الدین کے کہ نائب سیف الدین سوری کا تھا فرمایا کہ سب جماعت سادات غزنویہ کی تو برہ خاک سے پر کر کے انکی گردن مین لٹکایا اور فیروزہ کوہ مین لیجا کر سب کی گردن ماری اور وہ خاک کہ اُن تو برون مین تھی اُنکے خون سے تر کر کے فیروزہ کوہ کے برج مین صرف کی اور بعد مراجعت سلطان علاء الدین سوری خسرو شاہ نے بطمع پائے تخت غزنین اور چشمداشت امداد سلطان بنجلا ہور سے مع سپاہ آراستہ اسطرف نہضت فرمائی لیکن اذنون ترکمانان غز سلطان بنجر کو پکڑ کر متوجہ غزنین ہوئے خسرو شاہ طاقت مقابلہ کی نہ لایا پھر لاہور کیطرف گیا ترکمانان غز دس برس غزنین پر متصرف رہے اسکے بعد غوریون نے ترکمان غز سے چھین لیا اور اُنسے عند الفرجہ امرا خسرو شاہ نے غزنین کو پھر چھین لیا اور بعض کتب سے ایسا معلوم ہوتا ہو کہ جب خسرو شاہ ترس آسیب علاء الدین غوری سے ہندوستان گیا علاء الدین غوری جہانسوز نے گرم سیر و قندھار اور تکیا باد کو مسخر کیا اور سلطان غیاث الدین محمد کے سپرد کر کے غور گیا اور جب خسرو شاہ ہند سے مع سپاہ موفورہ غزنین کی طرف متوجہ ہوا علاء الدین جہانسوز جا ہتا تھا کہ اس طریق سے مصالحہ کرے کہ خسرو شاہ شہر اور قلعہ تکیا باد کو اسکے قبضہ مین واگذاشت کرے فقط غزنین پر قناعت کرے خسرو شاہ نے قبول نہ کیا علاء الدین غوری جہانسوز نے یہ رباعی لکھکر اُسکے پاس بھیجی رباعی اول پدرت بنا دکین را بنیاد ۔ تا خلق جہان جملہ ببیداد افتاد ۔ ہان تا ندہی زہر یک تکیا باد ۔ سرتا سر ملک تو محمود بباد ۔ خسرو شاہ امداد سلطان بنجر سے قوی پشت تھا اسلئے اس صلح کے التفات نہ کی قضا را اُسی چند روز مین زبونی طالع سلطان بنجر کی واضح ہوئی اور علاء الدین غوری جہانسوز کے خوف سے مجد دگالہور کی طرف بھاگا اور علاء الدین غوری جہانسوز غزنین کو لیکر غور گیا خسرو شاہ بلدۂ لاہور مین ۵۵۵ھ پانسو پچپن ہجری مین فوت جہانمات اسکے حکومت کی سات برس تھی۔ **ذکر سلطنت خسرو ملک بن خسرو شاہ غزنوی کا** - جب خسرو شاہ بلدۂ لاہور مین اس سرائے پرفتور سے دار السرور کیطرف خرامان ہوا اسکا بیٹا خسرو ملک اس مقام مقام ہوا لاہور کی دار السلطنت کو عدل و داد کی زینت سے آراستہ کیا اور جسقدر ولایت ہندوستان سے سلطان ابراہیم

او بسلطان بہرام شاہ کے قبض تصرف مین تھی کما حقہ اپنے تخت و ضبط مین لایا لیکن سلطان شہاب الدین محمد غوری نے اخذ غزنین پر کہ دار الملک اس خاندان عظیم الشان کا تھا اکتفا نہ کیا طمع ہندوستان کی بھی کی اور پشاور اور افغانستان اور ملتان اور سندھ کو مسخر کیا اور ۵۷۵ پانسو چہتر ہجری مین لاہور گیا جو کہ خسرو ملک تاب اُسکے محاذرہ کی نہ رکھتا تھا محصن ہوا اور سلطان شہاب الدین محمد غوری آخر دے تسلط کے ملک شاہ کے بیٹے کو کہ طفل خرد سال تھا مع ایک فیل نامی گرفتار کر کے لے گیا اور ۵۸۳ پانسو اسی ہجری مین دوبارہ لاہور مین آیا خسرو ملک جب پر قلعہ بند ہوا سلطان شہاب الدین محمد غوری نے اطراف و جوانب سے اس بلدہ کو تاخت و تاراج کر کے قلعہ سیالکوٹ تعمیر کیا اور اپنے ایک معتمد کے سپرد کر کے غزنین گیا اور خسرو ملک نے اسکی غیبت مین کمگروں کے اتفاق سے قلعہ سیالکوٹ کو جا کر محاصرہ کیا اور کچھ مفید نہوا آخر ش پلٹ آیا سلطان شہاب الدین محمد غوری نے عزم بالجزم بلدۂ لاہور کی تسخیر کا کیا اور ۵۸۴ پانسو چیاسی ہجری مین اول بحسب ظاہر خسرو ملک سے اظہار محبت کی اور ملکشاہ بن خسرو ملک کو سامان شاہی جو کچھ مناسب تھا درست کر کے مردم معتبر کے ہمراہ باپ کی ملاقات کو لاہور کیطرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ اسے ہمیشہ خوشی کی ترغیب کرین اور باعث جون کہ آہستگی جاوے اور اثنائے راہ مین چند جا مقام کرے جب خبر بہجت اثر قرۃ العین کے آنے کی خسرو ملک کو پہونچی نہایت محظوظ اور مسرور ہوا اور سلطان شہاب الدین کی دوستی پر اعتماد کر کے عیش و طرب مین مشغول ہوا بیت در ان تخت و ملک از خلل غم بود کہ تدبیر شاہ از شبان کم بود۔ اُدھر ملکشاہ رستہ مین تھا کہ سلطان شہاب الدین محمد غوری دوسری راہ سے مبیں ہزار سوار دو ہیہ و سہ اسپہ سے جریدہ اور سبک غزنین سے تاخت کر کے دریاے لاہور کے کنارہ آیا اور صبح کو جب خسرو ملک خواب غفلت سے بیدار ہوا سائل دریا کو لشکر دشمن سے مالا مال دیکھنا چار ناچار مجز ساتھ امان کے کھولی اور خدمت مین اُسکے حاضر ہوا اور بلدۂ لاہور بے خونشا و جنگ اس حیلے سے سلطان شہاب الدین محمد غوری کے قبضہ مین آیا سلطنت نے خانوادۂ غزنوی سے ساتھ غوریہ کے انتقال کیا مدت سلطنت خسرو ملک کی اٹھائیس برس تھی مقالہ دوسرا ذکر سلاطین دہلی مین۔ جب سریر شہنشاہی کا ساتھ اجگر کے ملا مناسب سمجھا کہ اول احوال ہندو احداث ہونا شہر دہلی کا بطریق اختصار بیان کرے اور اسکے بعد احکام غزنہ کو مجملاً تحریر کر کے برسر مقصود کہ ذکر بادشاہان دہلی ہر رجوع کرے پس خاطر خورشید آثر سبحون کے ظاہر اور باہر ہو کہ حکماے ہند نے جیسا کہ مقدر مین گذرا ہا اعتبار ادوار افلاک اور کواکب کے جہان کو چار حصہ پر تقسیم کیا ہے ست جگ ترتیا جگ دواپر جگ کلجگ اور مدت کلجگ سے زمانہ بعثت حضرت خواجہ کائنات محمد مصطفے صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تک تین ہزار اور سات سو اور چند برس گذرے تھے اور ہر جگ کیواسطے تاثیر اور خواص علیحدہ قرار دیے ہین اور کہتے ہین جب مدت کلجگ کی تمام ہووے پھر زمانہ ست جگ کا آتا ہے اور تمام جگ اسی طریق سے گردش مین رہتے ہین اور قیامت عبارت ہے انتہاے ہر جگ سے اور ہر جگ جگ فانی نہین ہوتے ہین اور بعضے براہمہ کا یہ قول ہے کہ جہان فانی ہوگا اور جگ ختم ہونگے لیکن جمعیت قوی اسپر نہین رکھتے ہین اور عقیدہ براہمہ کا وہ ہے کہ ہر ایک جگ مین ایک پیغمبر یا ایک دانشمند یا ایک مجتہد نے ایک ایک کتاب لکھی اور باوجود اس قدر عرصہ مدت گذرنے کے اب بھی وہ کتابین موجود ہین اور بسبب سے کفار چین و ختا و ختن و کفار ہند کہتے ہین کہ طوفان نوح علیہ السلام ہمارے ملکت مین نہین پہونچا بلکہ اہل طوفان نوح کا اعتقاد نہین رکھتے ہین اسواسطے کسی طرح کی تاثیر اُنکی کتابون کو نہ پہونچی اور اکثر فرقے موجود ہین دوسرا اعتقاد انکا وہ ہے کہ ابتداء آفرینش سے کست جگ۔ دل ہزار سن مانے تک کلجگ کا عہد ہے بنی نوع انسان ہوئے ہین اور عالم قدیم ہے اور ہر گز دنیا آدمی سے خالی نہ تھی اور منوی او بعضے حدوث آدم کیواسطے ست جگ اول زمانہ تعین کرتے ہین اور بابا آدم اور ماما حوا کا ہر جگ مین اوضاع مختلف سے ظہور ہوا خیانچہ بنظر ہر جگ کی مدت بلند قامتی

عظیم الجثہ اور کثیر العمر ہوئے ہین اور بعضے اوتار مین برعکس اسکے اور سیطور سے شجاع اور جوہ بھی اسی پنج سے مختلف العوارض ہوتے ہین اور کہتے ہین ذات برہمن اور کھتری کی قدیم الایام سے تھی اور دوسرے طوائف بہت ہین کہ اور آخر کلجگ سوم اور اوائل کلجگ چہارم مین ظاہر آئے چنانچہ طوائف راجپوت قدیم نہین ہین اور اواخر عہد دوپر جگ مین پیدا ہوئے ہین اور اوائل مدت کلجگ مین کثیر ہوئے اور شرح اس بات کی یہ کہ ہر ایک ان جگون مین راجہ ہاے بزرگ کہ حساب انکا خدا جانتا ہر ممالک ہند مین بادشاہی کر گئے ہین اور انکے قصون کا کچھ حصہ مہابھارت مین ہو جو کہ کتابہ معتبر اہل ہند کی ہر اور اکبر شاہ کے زمانے مین فارسی ترجمہ کے تحریر ہوئی اسمین لکھا ہے کہ جملہ رایان بزرگ سے کہ آخر عہد دوپر جگ مین ہوئے ہین جرجودھن کھتری ہر اور ہاے تخت اسکا بلدہ ہستنا پور تھا جو حوالی دہلی مین ہر اور کرشن جو ہتو کا پیغمبر ہر اور مشار اور وزیر اسکا بلدہ متھرا ہی اسکو سکا سامر تلاتے ہین اور جرجودھن پانچ بھتیجے رکھتا تھا جو مشہور بہ پنج پانڈو ان ہین آثار رشد اور شجاعت چہرہ انکے سے مشاہدہ کرکے درپے مربادی انکے کے ہوا جب کسی طرح دفع انکا میسر نہوا ایک روز مجلس قمار ترتیب دیکر ساتھ انکے بازی کی اور جو کچھ کہ جائداد منقول رکھتے تھے جیت لی یہانتک کہ ریاست اور علاقہ کی نوبت آئی ہر ایک ان پنج بھیون نے جو پرگنہ کر رکھتے تھے اندریت سون پت پانی پت تلپت باگ پت وہ بھی اپنے چچاے قمار مین ہارے آخر کار جب کچھ باقی نرہا شرطیہ مقرر ہوئی کہ جو شخص ہارے جلاے وطن ہو کر بارہ برس ممالک غربت مین ظاہر ہو کہ مسافرت کرے اس طرح ہر شخص سے چھ مین اور پھر مین اور ایک سال اسطرح مملکت بیگانہ مین پوشیدہ رہے کہ کوئی شخص اسکے احوال پر مطلع نہو اور جو اس سال مین ایک شخص بھی واقف ہوے پھر از سر نو بارہ برس ظاہر مسافرت کرے اور ایک سال مختفی رہے جب اس پنج سے شرط عمل مین آوے اپنے ملک مین پلٹ آوے اتفاقا وہ بازی بھی بھتیجون نے چچا سے ہاری اور قرار کے موافق پانچون بھائیون نے سفر اختیار کیا اور اپنے ملک سے نکل گئے اور ملک دکن مین جو دریودھن کے تصرف مین نہ تھا بارہ برس سیر کرتے رہے اور جرجودھن انکے احوال سے اطلاع رکھتا تھا اور ایک سال کے بعد تفویض یعنی بھیس بدلکر اسطرح سے کہ کوئی انھین نہ پہچانے ولایت بانین مین جو پرگنات دکن سے ہر اور اسوقت ساتھ ابراہیم شاہ عادل کے تعلق رکھتا ہر گئے اور وہان اسطرح سے بسر کی کہ جرجودھن نے ہر چند تجسس کی انسے آگاہی نہ پائی اسکے بعد پانچون بھائیون نے شرط کے بموجب وطن اصلی کیطرف نہضت کی درقدم چچا کی ولایت مین رکھا درجودھن اس امر سے خبر پاکر بخیدہ ہوا اسواسطے کہ غرض اصلی اسکی انکا اخراج اور دفع تھا پیغام دیا کہ ملک میرے سے نکلجاؤ یا منتظر قتال کے رہو پانچون بھائی اپنی کرشن پیغمبر کے پاس پناہ لیگئے کہ اس عرصہ مین وہ متھرا مین تھا کرشن نے درجودھن سے سفارش کی کہ انھین اپنے ملازمونکی سلک مین منتظم کرکے ایک حصہ ملاد سے مقرر کرے درجودھن نے التماس کرشن کی قبول نہ کی اور چچا بھتیجون کے درمیان مین آتش نزاع مشتعل ہوئی اور طرفین نے لشکر کشی کرکے جنگ کی درجودھن مارا گیا اور پانچون پنڈے ہندوستان کی سلطنت عظیم پر متمکن اور مستقل ہوے اور جب یہ مر گئے انکے بیٹون اور پوتون اور نواسون نے کئی قرن بادشاہی کی یہانتک کہ حکومت اس دیار کی زمانہ کلجگ مین انکے خلاصون اور نفرون کو منتقل ہو کر طوائف ملوکی ہوئی اور رفتہ رفتہ انسے بکراجیت کھتری بادشاہ اوجین کیطرف انتقال کی اور اسنے بہت ملوک طوائف کے دفع کیے اور اکثر ممالک کو درجودھن کے تصرف مین تھے برآورد کرکے اپنے قبضہ مین لایا اور دکن کو بھی مسخر کیا اور آنکہ سالباہن کہ ایک برہمن کا بیٹا تھا اور شائیس برس کی عمر رکھتا تھا اسنے قصبہ پٹن سے خروج کرکے وہ ولایت بکراجیت کے تصرف سے برلایا اور بکراجیت نے خود اسکے دفع کیواسطے نہضت کی اور آب گنگ سے عبور کیا اور سالباہن سے ہم مصاف ہو کر مارا گیا اور سالباہن چاہتا تھا کہ آب نربدہ سے عبور کرکے ولایت بکراجیت تسخیر کرے ناگاہ ہاتھی گھوڑے اور آدمی بہت پانی مین غرق ہوئے اور سالباہن عبور سے پشیمان ہوا اور اوجین کی حکومت بکراجیت کے فرزندون اور نسل رکھی اور خود دکن

کی بادشاہی پر خاتمہ ہوا اور اہل ہند کو مراد ہنود سے بکرماجیت کے جلوس سے تاریخ لکھتے ہیں اور اس عرصہ میں کہ حضرت رسالت پناہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی چھ سو اکیس سال تک تاریخ بکرماجیت سے گذرے تھے کہتے ہیں بکرماجیت کے بعد مدت دراز تک سلطنت اُسکے خاندان میں رہی آخر راجپوتوں نے کہ عبارت کھتری کی اولاد ہیں کہ فرزندوں سے ہر بادشاہی وارثان ملک کے ہاتھ سے برآوردہ کرلی اور ہر ایک مملکت پر متصرف ہوئے کہ بسلسلہ جمیع خاندان کھتری اللہ درجہ حسن بالا اس سے بھی پیشہ لونڈیاں رکھتے تھے اور رسم دستور اہالی ہند کا ہے کہ دنکو لونڈیوں سے کام لیکر انکو مطلق الضان کرتے ہیں وہ ہر ایک ایک معشوق بہم پہونچا کر اولاد کے جنتی تھیں اور وہ کمال عزت سے پرورش کرتی تھیں اور جو کہ تخت سری خانہ زادوں میں ہوتی ہے آپ کو راجاؤں کے فرزندوں سے جانتے تھے اور لفظ راجپوت دلالت اس معنی پر کرتی ہے اور جدا ولاد بکرماجیت میں بہت سے راجپوت ساتھ دولت و امارت کے پہونچے اور اپنے اپنا خیس کو کہ عبارت فرزندان کنیزان اور امرا اور سائر الناس کھتری سے ہے تربیت کرتے تھے یہانتک کہ گروہ راجپوتوں کا شمار سے گذرا اور لشکر بادشاہان کھتری کا اکثر راجپوتوں سے ہوا اور پھر طوائف ملوک ہوکر سلطان محمود کے عہد میں فراغت سے زندگی کرتے تھے اور سلطان محمود اور اولاد اسکی جیسا کہ مذکور ہوا ابتدا سنہ ۳۶۶ ہجری و مورد راجگان لاہور اور دوسرے راجاؤں پر حد استیصال کرکے سرہند اور تھانیسر اور قلعہ ہانسی پر متصرف ہوئے اور اندیشہ میں قلع راجہ اجمیر اور دہلی غیرہم کے تھے کہ ناگاہ انکی دولت نے زوال قبول کیا اور وہ دولت سلطان شہاب الدین غوری اور اُسکے متعلقوں کے نصیب ہوئی الغرض نے بہت سے راجاؤں کو مستاصل کیا اور جو کچھ اُنسے باقی رہے دیگر بادشاہان دہلی و گجرات و مندو نے ہر جماعت کی پریادی میں تقصیر کی جب نوبت بادشاہی ساتھ اولاد امیر تیمور صاحب قران گورکان کے پہونچی خود انکیلئے انکو بیخ و بن سے اکھاڑا اور محتاج نوکری اور کشت و زرعت کا کیا اور ملوک محمد بکرماجیت میں سے جنکا ذکر ہوا ہے اس زمانہ تک کہ سلطنت جہانگیر بادشاہ کی پہونچی ہر کوئی خاندان نرماسوا سے اس ایک رانا راجپوت کے کہ ظہور اسلام سے پہلے بھی دولت اس خاندان میں تھی اور ابتک باقی ہے لیکن اسوقت میں نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ کے لشکر نے اس دیار میں پہونچکر اس خاندان کے اکھاڑنے میں سعی موفور اور جہد بلیغ رکھی اور دہلی شہر ملے جدید سے ہے۔

ذکر شہر دہلی کی بنا کا - شہور سنہ ۳۰۰ تین سو سات ہجری میں دادیتہ راجپوت نے کہ طائفہ توران سے ہے اسکو قصبہ اندرپت کے پہلو میں بنا کیا اور جو زمین بہت نرم اور سست تھی کہ بمنزل وہاں مضبوط متحمل تھی اس لیے اسکا نام دہلی رکھا اور دادیتہ کے بعد آٹھ نفر نے جماعت توران سے وہاں نشان حکومت کو بلند کیا تھا جو جراح ادھن بید هندل ورپک روتھکر آہیکدن بال سالباہن اور بعد زوال دولت تومر دہلی کی حکومت طائفہ چوہان میں جو عہد پرتھوی راجپوتوں سے ہیں انتقال کی اور انمیں جمعہ نے اس بلدہ میں نشان فرماندہی کا بلند کیا مانکہ یو دیو راج راول دیو جاہر دیو سہرو لیو بچھو راجہ اجھرا بچھو راجہ امر کہ سلطان شہاب الدین میں مقتول ہوا اور سنہ ۵۸۸ پانسو اٹھاسی ہجری میں دہلی انکے تصرف سے بحکم قضہ دیوان ملوک غور میں آئی مورخین بخدان نے تحقیق احوال ملوک غور میں ایسا غور کیا ہے کہ جس اوقات میں فریدون عالم سرفرازی میں ضحاک تازی پر غالب ہوا ذریت ضحاک سے دو بھائی ایک سوری دوسرا سام اسکے ملازم رہے اور ایک مدت کے بعد فریدون سے منہزم ہوئے اور ساتھ جمعیت اتباع اپنے کے نہاوند کو جا بھاگے اور اسمقام کو محکم کیا سوری قبیلہ کا سردار ہوا اور سام اسکا سپہ سالار ہوا سوری نے اپنی دختر سام کے فرزند شجاع نام کو دی اور جب سام مرگیا شجاع بہ حشمت و عیش چچا کی خدمت میں رہنے لگا حاسدوں نے باتیں ناخوش سوری کے گوش زد کرکے اُسکے مزاج کو منحرف کیا یہانتک کہ سوری نے چاہا کہ شجاع سے اپنی بیٹی کی طلاق لیکر شجاع کو جلای وطن کرے دختر نے اپنے شوہر کو خبر کی شجاع نے شب کو سوری کے اصطبل میں جا کر اس اسپ دریدہ تلار ختر بار کرکے اور زن فرزند و اقربا و جواہر و اموال و نقود بہمراہ لاکھ سبیل تعجیل بگریختہ جہاں خود میں

پہونچایا اور وہان مقام کرکے کمانڈہ میندلیش اس سبب سے اُس محل کا نام زدہ میندلیش مشہور رہا اور اس مقام میں بہت سے مضبوط قلعے بنائے اور ایک مدت اُنکی پشتی سے سپاہ و فریدون سے مقابلہ کیا اور آخر کار خراج اپنی گردن پر رکھکر امان پائی اور زدیکھا کہ کی اہل ولایت میں جرجستی ایک دوسرے کے جانب سفر قبیلہ ہوتا تھا تا بوقت اسلام شنسب کی نوبت پہونچی اور وہ حضرت امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے عہد میں تھا اور بدست مبارک آنحضرت کے ایمان لایا اور فرمان حکومت غور کا بخط مبارک شاہ ولایت پناہ کے پایا اور اُسکے نسب کا یون ذکر کیا ہے کہ شنسب بن حریق بن عتیق بن یحیی بن زمن بن حسین بن ابرام بن حجیش بن حسن بن ابراہیم بن سعد بن اسد بن شداد بن ضحاک دروہ بطام بن ہشام بن غیلان بن فریدون بن سامید بن سعید بن ضحاک بن شہران بن سند بن سیامک اور وہ سام بن مرغناش بن ضحاک بادشاہ معروف ہزار اول سے جت سی وہ طبقہ ساتھ شنبسی کے منسوب ہوا اور بنی امیہ کے عہد میں جمیع ممالک اسلام میں برسر منابر اہل بیت کو نا سزا کہتے تھے مگر غور والے تعلب اس امر شنیع کے نہوئے اور فولاد شنبسی ابو مسلم مروزی کے خروج کے وقت اُنکی مدد کو گیا اور اعدائے اہل بیت کے قتل میں کسیطرح تقصیر کی اور نجی بن نہاد ان بن درمنش بن ومنشان بن پرویز بن شنسب ہمعصر ہارون رشید کا تھا اور سوری بن محمد فرزند زادہ امیر نجی کا صفاریہ کے زمانے میں تھا اور محمد بن سوری سلطان محمود غزنوی کا معاصر تھا جو کہ محمد بن سوری شاہ کی اطاعت نہیں کرتا تھا سلطان نے اپنے لشکر کھینچکر زندہ گرفتار کیا اور حکومت اس دیار کی اُسکے فرزند ابو علی کے تفویض فرمائی اور جب ابو علی بن محمد بن سوری نے ساتھ سلطان کے اظہار بندگی نہ کیا عباس بن شیث بن محمد ابو علی کے برادر زادہ نے بسبب تعصب کے حکومت پائی اور اُسکی شومی ظلم کے سبب سے سات برس غور میں پانی نہ برسا اور آدمی و حیوان کسی کے بچہ پیدا نہوا آخر کار سلطان ابراہیم سے جنگ کرکے اسیر ہوا اور محمد بن عباس اُسکا قائم مقام ہوا اور سلطان کا طائفہ اطاعت اپنے کان میں ڈالا اور قطب الدین حسن بن محمد عباس جد سلاطین غوریہ ہو ایک قلعہ کے محاصرہ کیوقت ایک تیر اُسکی آنکھ میں لگا اُسکے صدمہ سے جان بحق ہوا اور تین بیٹا سام سلاطین غزنویہ کے تسلط سے ہند کیطرف بھاگ گیا اور تجارت میں مشغول ہوا اور دو اخیر میں سب پر غلبہ ہوئی مع اہل و عیال دریائی راہ سے غور کیطرف متوجہ ہوا ناگاہ باد مخالف نہایت شدت سے چلی اور کشتی کے شکستہ ہونے سے تمام اہل کشتی مکروب گئے مگر عز الدین حسین بن سام نے بمقتضائے الغریق یتشبث بکل حشیش بیم جان سے ساتھ ایک تختہ کے ٹکڑے پر ہاتھ مارا درمیان اس حال کے کہ ایک شیر درندہ اُس تختہ میں تھا یہ بھی اُسکا مصاحب ہو ردیف ہوا وہ بھی اُس تختہ کا گوشہ اپنے پنجہ تصرف میں لایا اور رفیق و شفیق اُسکا ہوا مصرع خوش است آوارگی اور اکہ ہمراہے چنین ہاشدہ بعد تین شبانہ روز کے کروے دریا بے زادر ہے تھے ہزار خرابی جان کنی کے ساحل مراد سے دوچار ہوئے خبر کنارے کو دکر جلا گیا حسین اُسکے خوف سے رہا ہوا اور ہرات میں ایک شہر سے نظامآباد وہان گیا بطور مسافر فرنکے ایک دکان میں سو رہا ایک جماعت کو توالی روند پھرتی ہوئی آئی اور خفتہ بخت کو سمجھے کہ چور ہے پکڑ کر قید کیا حسین نے سات برس کا زمانہ اُس زندان ستم میں بہ محنت و کدورت کاٹا اسکے بعد حاکم شہر کو ایک عرض عارض ہوا قید یون کی رہائی کا حکم دیا حسین نے بھی نجات پائی غزنین کیطرف متوجہ ہوا اثنائے راہ میں ایک گروہ ہزنون کا کہ ہمیشہ غزنین کے اطراف میں رہزنی کرتے تھے اُسے ملاقی ہوا انھون نے حسین کو جوان وجیہ اور گران ڈیل اور زبردست پایا ہتھیار اور گھوڑا دیکر اپنے پاس رکھا کہتے ہین اُسی صبح کو کچھ لوگ سلطان ابراہیم غزنوی کے ملازم کہ مدت مدید سے اس جماعت کی تلاش میں سرگردان تھے ان پر ظفر یاب ہوئے اور سب کو دستگیر کے سلطان کے روبرو لیگئے سلطان نے ازراہ غضب اُنکے قتل کا حکم نافذ فرمایا جسوقت جلاد حسین کے گردن پر خط دیکر آنکھون پر پٹی باندھنے لگا حسین نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور آسمان کیطرف نگہ کرکے یکبارگی میں

خوب جانتا ہون کہ غلطی تو تجھسے نہین ہوسکتی اور میدان تیری کبریائی کا ظلم اور جور کے خار وخاشاک سے منزہ اور مبرا ہی کیا سبب کہ مین بیگناہ قتل ہوتا ہون یہ سنکر جلاد نے کہا تو کیونکر بیگناہ ہی حال آنکہ مدت مدید اور عرصہ دراز تک ہرنی کی اور بادشاہ سے مخالفت اختیار کی حسین نے جواب دیا کہ مین کل شب کو اسنے لمحہ ہوا ہون اور ماجرا اپنا مفصل بیان کیا جلاد کو رحم آیا اور اُسکے قتل سے دست کش ہوا اور اپنے سردار کے وسیلہ سے سلطان سے گذارش کی سلطان نے حسین کو طلب کرکے حال پوچھا اُسنے اپنی سرگذشت رست رست عرض کی بادشاہ نے نظر رحم اسکے حال پر مبذول فرمائی اور آثار نجابت اُسکے ناصیہ سے ہویدا دیکھے اُسکی تربیت اور پرورش مین کوشش کی اور اپنے مقربونکے جرگہ مین منتظم کیا اور تھوڑے عرصہ مین بیحد صاحب کرکے ایک لڑکی اپنے عزیزون مین سے اُسکے حبالہ نکاح مین دی اور روز بروز درجہ زیادہ ہوتا جاتا تھا یہانتک کہ سریر سلطنت پر سلطان مسعود بن ابراہیم غزنوی متمکن ہوا اور حسین اُسکے منظور نظر ہوا اور غور کی حکومت پر سرفراز ہوا فرقان زریج شکایت کہ در طریق طلب ہ براحتے نرسید آنکہ نرحمتے نکشید ہ اور بعضے یون بھی کہتے ہین کہ اعزالدین حسین فرزند بیواسطہ قطب الدین حسین کا ہی اور بہر تقدیر اعزالدین حسین کے اس منصفہ سے جو خاندان غزنویہ سے تھی سات پسر فرخندہ اثر پیدا ہوئے ایک انمین سے ملک فخرالدین مسعود ملک یا میان ہی دوسرا قطب الدین محمد داماد بہرام شاہ تیسرا شجاع الدین علی کہ مین شباب مین اس جہان فانی کو بدرود کرگیا چوتھا ملک الامرا محمد کہ ولایت زمین داور رکھتا تھا اور وہ ایک ولایت ہی اطراف غور مین اور علاقہ قندھار سے رکھتی ہی پانچوان سیف الدین سوری چھٹا بہاء الدین سام ساتوان علاء الدین حسین اور یہ اعزالدین حسین سلطان بہرام اور سلاطین غزنویہ دونون کی اطاعت کرتا تھا اور جب وہ مرگیا اُسکی اولاد سبعہ کی جنمین ہفت اختر کہتے تھے متفرق ساتھ دو فرقہ کے ہوئی ایک ملوک یامیان کہ تمامی ملوک طخارستان اور ملوک ہیاطلہ کہتے ہین اور اُنکی تفصیل کتب مبسوط مین مذکور ہی دوسرے ملوک غور و غزنین کہ اول اُنمین قطب الدین محمد ہی اور ساتھ ملک الجبال کے شہرت رکھتا ہی اور بہرام شاہ غزنوی کا داماد ہی جسنے فیروزکوہ کو تعمیر کرکے دارالملک بنایا اور تمکانگاہ کیا واسطے قریب دو فرسنگ کے وہ طرف سے دیوار سنگی اور جابجا قصر ملوکانہ تعمیر کئے اور روش سلاطین بزرگ کی اختیار کی اور غزنین کے تسخیر کی فکر کی بہرام شاہ اس ارادہ سے مطلع ہوا واسطے اُسکے غور سے غزنین مین طلب کرکے محبوس کیا اور بعد چند روز کے زہر دیکر مسموم کیا اور یہ اول عداوت درمیان غوریہ اور غزنویہ کے واقع ہوئی اور سلطان سیف الدین سوری اس خاندان سے اول وہ شخص ہی کہ جسنے لفظ سلطان اپنے اوپر اطلاق کی اور بھائی کے ہمراہ غزنین مین تھا بھائی کے وقتہ سے خبر پاکر وہانسے بھاگکر فیروزکوہ کو گیا اور بقصد انتقام لشکر جمع کرکے غزنین کیطرف متوجہ ہوا بہرام شاہ طاقت مقاومت کی نہ لایا ہند کی سمت مفرور ہوا اور سلطان سیف الدین غزنین مین تخت محمودی پر بیٹھا اور اہل غزنین پر اعتماد کرکے اپنے بھائی بہاء الدین سام کو مع اہل وحشم غور فیروزکوہ مین بھیجا جب برف ریزی کا زمانہ آگیا اور رستے غور کے برف کی کثرت سے بند ہوئے یعنی ہانسے گذرکر غزنین پہونچنا محال ہوگیا نظم

در آمد زمستان و شد تیرماہ ہ گرفتند ہر یک بہ گنجے پناہ ہ دے آمد یلانگی تابہار ہ گسست آب زنجیر در جویبار ہ بہ فعر زمین رفت باران فرود ہ حصاری شدہ تابیان زیر رود ہ بر آنکس کہ بادش مخالف وزید ہ مثل گرچوکوہ است در موغزید ہ بہ بہمن نہان راز سر ہوش گم ہ فرو رفتہ نارون در خون شکم ہ

بہرام شاہ سبب درخواست مردم غزنین ہند سے اپنے دارالملک کی طرف متوجہ ہوا اور جیسا کہ مذکور ہوا اس ملک کو غوریہ کے ہاتھ سے انتزاع کیا اور سیف الدین سوری اور سید مجدالدین اُسکے وزیر کو بسوائی تمام قتل کیا اور وہ عداوتین کہ اوقت تک مخفی تھین آشکار ہوئین بہاء الدین سام بن اعزالدین حسین جو سلطان غیاث الدین محمد اور شہاب الدین محمد کا والد ہی نے بقصد

انتظام لشکر جمع کیا تھا اس درمیان مین برض چیچک گرفتار ہوکر مرگیا پھر علاء الدین حسین جہانسوز نے کہ بھی بیٹا عز الدین حسین کا تھا اور اسی کی جہت سے سلاطین غور بلند آوازہ ہوئے اپنے بھائی کے انتقام کیواسطے غزنین کی طرف گیا اور یہ انتقام کہ جلا کر خاک سیاہ کیا سوائے قبر سلطان محمود اور سلطان مسعود اور سلطان ابراہیم شاہ کے جمیع قبور آل سبکتگین کو کھود کر آگ لگی ہڈیون مین ڈالی پھر سلطنت غزنین سے بعض محال خراسان مین بہونچا جب غور کیطرف مراجعت کی اپنے بھتیجون غیاث الدین محمد اور معز الدین محمد بن بہاء الدین سام کو بایالت سنجہ تعین کیا چونکہ انکی طبیعت مین مخاوت اور شجاعت مرکوز تھی اس ولایت کا حاصل انکے صرف کو کفایت نکرتا تھا اسقدر آدمیون پر رعایت کی کہ اطراف وجوانب سے سپاہ کثیر اور جم غفیر انکے پاس فراہم ہوئی اور نام انکا بلند ہوا ایک جمعیت اہل حسد نے اس امر کو بوجہ نالائق علاء الدین حسین کے سمع مبارک مین پہونچایا اور وہ متوہم ہوا دونون کو جرجستان کے قلعہ مین قید کیا اور نہایت غرور سے سلطان سنجر سے مخالفت کی اور جو کچھ اسکا باپ ہر سال بھیجتا تھا اسکے بھیجنے مین اغماض کیا بلکہ بلخ اور ہرات کو اپنے تصرف مین لایا آخر کو سلطان سنجر کے معرکہ مین اسیر ہوا اور چند مدت اسکے اردو مین سرگردان رہا آخر سلطان سنجر نے ترحم کرکے پھر مملکت غور اسے عنایت فرمائی لیکن ۵۵۱ھ پانچسو اکاون ہجری مین مرگیا اور ملک سیف الدین محمد بن علاء الدین حسین باپ کے بعد بادشاہ ہوا اور اپنے چچیرے بھائیون سلطان غیاث الدین محمد سام اور سلطان معز الدین محمد بن بہاء الدین سام کو قلعہ جرجستان سے رہا کرکے سنجہ کی حکومت پر بحال کیا اور بعد ایک سال وچند روز کے لڑائی جھگڑ غزان کیواسطے گیا اور لڑائی کے دن اپنے ایک آدمی کے ہاتھ سے مارا گیا غیاث الدین محمد سام بعد چچیرے بھائی کے سلطنت فیروزہ کوہ پر حاکم ہوا اور اپنے بھائی شہاب الدین کو جو فی الحقیقت بادشاہ تھا سپہ سالار کیا اور تھوڑے عرصہ مین خراسان اور ہندوستان کو اپنے تصرف مین لایا اور اس مملکت مین خطبہ اپنے نام پڑھایا گراوسکے پر اپنا نام جاری کیا اور ۵۹۹ھ پانسو ننانوے ہجری مین وفات پائی

ذکر سلطنت بادشاہ جم جاہ سلطان معز الدین بن بہاء الدین محمد سام بادشاہ دہلی الملقب بہ شہاب الدین غوری

- جب سلطان عالیمقام غیاث الدین محمد سام سلطنت غور کا بادشاہ ہوا برادر اعیانی اپنے معز الدین محمد کو کہ ساتھ شہاب الدین کے شہرت رکھتا تھا تکیا بادمین کہ بلاد گرمسیر ہے چھوڑا اور وہ ہمیشہ تکیا بادسے غزنین پر کہ پھر اولاد سبکتگین کے تصرف مین آیا تھا فوج کشی کرتا تھا اور اس بلاد کو زحمت دیتا تھا یہانتک کہ شہور ۵۷۲ھ پانسو سترہ ہجری مین سلطان غیاث الدین محمد نے سنقت فرما کر غزنین کو تصرف امرائے خسرو ملک سے برآوردہ کیا اور اسے بھی سلطان معز الدین محمد کے سپرد کیا اور وہ اپنے بھائی کے حکم کے موافق ۵۷۲ھ پانسو بہتر ہجری مین لشکر ملتان کیطرف لیگیا اور اسکو مسخر کیا اور وہانسے باجہ مین گیا راجا اس بلدہ کا قلعہ بند ہوا اور سلطان شہاب الدین اس قلعہ کے دور مین خیمہ وخرگاہ ایستادہ کرکے لوازم محاصرہ مین مشغول ہوا اور جو جانتا تھا کہ راجہ کا جنگ سے غلبہ اور سخر کرنا دشوار ہے ایلچی راجہ کی رانی کے پاس جو شوہر پر مسلط تھی بھیجا اور اسے یہ فریب دیکر وعدہ کیا کہ جو تیری سی سے یہ شہر مفتوح ہووے تجھے اپنے عقد مین لاکر ملک جہان بناؤنگا رانی جو کہ حشمت وشوکت سلطان سے ہراسان تھی اور یقین جانتی تھی کہ غلبہ اسکی طرف سے ہوگا جواب دیا کہ مجھے لیاقت اس امر کی نہین رہی ہے لیکن ایک دختر بلند اختر کہ کمال حسن ولطافت مین اپنا نظیر نہین رکھتی اگر سلطان قبول فرماوے اور اپنے عقد نکاح مین لاوے اور شہر لینے کے بعد میرے مال واسباب خاصہ کی طمع نکرے تو مین راجہ کو ایسا خواب مرگ مین سلاؤن کہ قیامت تک نہ جاگے سلطان شہاب الدین نے قبول کیا اس عورت ناپاک نے چند روز مین اپنے شوہر کو ہلاک کرکے شہر کو سپرد کیا بیت اگر زن نکو بود وی ورائے زن ۔ زنان لعزن نام بدے نہ زن ۔

سلطان

سلطان شہاب الدین نے ایفاے وعدہ کرکے راجہ کی بیٹی کو شرف اسلام سے شرف کیا اسکے بعد حسب شریعت غراے محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سلک ازدواج مین لایا اور دونون کو غزنین بھیجا تاکہ آداب وضو اور نماز کے یاد کرین اور کلام مجید پڑھین رانی نے اسی عرصہ مین وفات پائی سلطان رانی کے عمل بد سے متنفر ہوا اعتماد اوپر نکرکے دختر کو بھی اپنے وصال جان بخش سے کامیاب کیا یہانتک کہ دو برس کے بعد غم وغصہ کھانے سے آسکا بھی انتقال ہوا سلطان نے باجہ اور ملتان کو علی کی راج کے حوالہ کرکے غزنین کیطرف معاودت فرمائی اور ۵۷۴ھ پانسو چوہتر ہجری مین پھر باجہ اور ملتان مین آیا اور ریگستان کے رستہ سے گجرات کی عزیمت کی اور راے بھیم دیو جو پرم دیو کی نسل سے تھا اور حکومت اس ولایت کی رکھتا تھا اسکے مقابل آنکر مقابلہ اور مقاتلہ مین مشغول ہوا اور جنگ عظیم وصرکہ شدید کے بعد لشکر اسلام نے شکست کھائی بہت سے مسلمان شہید ہوئے اور سلطان نہایت مشقت سے غزنین گیا اور ۵۷۵ھ پانسو پچہتر ہجری مین پیشاور کی طرف کہ کتب سلف مین سرحد بکرام اور پرشور فرسور کے مشہور ہے لشکر لیجاکر اس ناحیت کو تسخیر کیا اور دوسرے سال لاہور کی طرف روانہ ہوا اور خسرو ملک جو دہلی کے راجہ اور دیگر راجگان اور افغانان کی مخالفت سے بادشاہی مین استقلال نرکھتا تھا تاب مقاومت اور آویزش کی نہ لاکر قلعہ مین متحصن ہوا اور رسل رسائل کے بعد خسرو ملک نے اپنے چھوٹے بیٹے کو جو نہایت خردسال اور موسوم بہ ملک شاہ تھا مع ایک زنجیر فیل کراس سے بہتر اسکی سرکار مین نہ تھا اس کے پاس بھیجا سلطان معزالدین محمد نے بمضمون الصلح خیر عمل کرکے مراجعت کی اور دوسرے برس یول کیطرف کہ ولایت سند سے ہی لشکر لیگیا تمام بلاد ساحل بحر کو اپنے ضبط مین لایا اور رسالاً فاتحاً باز گشت کی اور ۵۷۷ھ پانسو ستہی ہجری مین دوسرے بار لاہور مین آیا خسرو ملک پھر متحصن ہوا اور سلطان معزالدین محمد نے لاہور کی نواح کو غارت اور تاراج کیا اور قلعہ سیالکوٹ کو جو درمیان آب راوی اور آب چناب کے ہے بنا کیا اور حسین خرمیل کو وہانکا حاکم کیا اور استعداد قلعہ داری دیکر مراجعت کی اور خسرو ملک نے فرصت پاکر کھکران اور دوسرے قبائل کفار کے اتفاق سے حصار سیالکوٹ کو محاصرہ کیا اور ایک مدت مدید وہان بسر لیگیا بغیر کسی فتح کے معاودت کی اور سلطان معزالدین محمد اس سبب سے طیش مین آیا اس مرتبہ لشکر جرار وخوتخوار لیکر ۵۸۲ھ پانسو بیاسی ہجری مین پھر لاہور مین آیا خسرو ملک نے متحصن ڈھونڈھا اور چند روز تلاش کرکے آخر لاچار ہوا زر وے عجز سلطان شہاب الدین کی طاقات کیواسطے دوڑا اور اسے شہر مین لایا سلطان شہاب الدین نے لاہور کو حلی کرکے جو حاکم ملتان تھا سپرد کیا اور خود غزنین کی طرف رجوع کی اور خسرو ملک اور اسکے بیٹے ملکشاہ اور اقربا اور اعزہ کو کوہ فیروزہ مین اپنے بھائی سلطان غیاث الدین محمد کے پاس بھیجا سلطان غیاث الدین محمد نے انھین قلعہ جرجستان مین محبوس کیا اور حادثہ خوارزم شاہ کا ملاحظہ کرکے سب کو قتل کیا اس سلسلہ سے ایک اثر باقی نہ چھوڑا اور ۵۸۳ھ پانسو تراسی ہجری مین غزنین سے ہندوستان کی عزیمت کی اور قلعہ تبرہند کو کہ اس زمانہ مین بقبضہ راجگان عظیم الشان تھا رے اجمیر کے تصرف سے برآیا اور ملک ضیاءالدین تولکی کو مع ایکہزار اور دو سو سوار کے ہر ایک چیدہ اور انتخاب تھا اس قلعہ مین چھوڑکر مراجعت کیا چاہتا تھا کہ خبر پہونچی کہ پتھورا والی اجمیر اپنے بھائی کھانڈے راے والی دہلی سے اتفاق کرکے مع چند راجہاے راجپوت اور دو لاکھ سوار اور تین ہزار فیل جنگی ہمراہ لیکر بقصد انتزاع واسترداد قلعہ تبرہند بسبیل استعجال متوجہ ہوا سلطان شہاب الدین نے فسخ عزیمت مراجعت کرکے اسکے مقابلہ کو پیش قدمی کی اور موضع ترائن جو آب سرستی کے ساحل پر جو تھانیسر سے سات کوس ہے اور اب سانقہ تبراوری کے شہرت رکھتا ہے اور دہلی سے چالیس کوس کی مسافت پر ہے مقابلہ اور مقاتلہ واقع ہوا میمنہ اور میسرہ سلطان شہاب الدین کی متفرق ہوئی اور قلب مین بھی چندان فوج نہ رہی اسوقت ایک نے مقربان سے عرض کی کہ امراے میمنہ اور میسرہ فوج خانہ ان

عالیشان کے نعمت پروردہ تھے پائے ثبات زمین کین سے متزلزل کرکے راہ فرار نا پی اور امرائے غوریان خلج کہ مقدمۃ الجیش تھے اور ہمیشہ لاف مردی و مردانگی مارتے تھے معرکہ مین انکا نشان پیدا نہین اگر عجالۃ الوقت عنان مراجعت لاہور کی طرف معطوف فرماوین مناسب دکھلائی دیتا ہو سلطان کو یہ بات موافق طبع نہ آئی شمشیر میان سے لی اور لشکر قلب کے اتفاق سے سپاہ دشمن پر حملہ کرکے حرب وضرب آغاز کی ابیات بران متن کہ زد خنجر سخت کوش ؛ در آمد سرش پائے کوبان و خوش ؛ ہر سو کہ شمشیر آبدار کرد ؛ یکے را دو کرد و دو را چار کرد ؛ چنانچہ ہر دوست و دشمن انکی سیدان داری اور خنجر گذاری پر آفرین کرکے رسم تحسین بجا لایا ناگاہ کھنڈے رائے سپہ سالار ہلی کی نظر سلطان پر پڑی فیل کوہ تمثیل کہ بسپر سوار تھا سلطان کی طرف دوڑایا سلطان بلا توقف نیزہ ہاتھ مین لیکر اسکی طرف متوجہ ہوا اور ایسی ضربت اسکے دہن مین ماری کہ کئی دانت اس کے شکست ہوکر گر پڑے کھنڈے رائے نے بھی کمال تہور اور جلادت کرکے ہاتھی پر سے ایسا زخم سلطان کے بازو پر پہونچایا کہ قریب تھا کہ خانہ زین سے جدا ہو ناگاہ ایک خلجی بچہ پیادہ بجانب پشت سلطان کے گھوڑے پر سوار ہوا اور سلطان کو اپنے زیر بغل کرکے زد سگاہ سے نکالکر لشکر امرا مین کہ آنھون نے بھاگ کر بیس کوس پر دم لیا تھا بخیر و عافیت پہونچایا اور شور و ولولہ لشکر اسلام اور سلطان کے گم ہونے کا لشکریان مین برپا تھا ساکن ہوا اور سلطان شہاب الدین ممالک ہندو مردم معتمد کو پیچھے چھوڑ کر کے خود بجانب روانہ ہوا اور افغانون سے اُسوقت مصلحتاً کچھ نہ کہا اور امرائے غور و خلج و خراسان کو معاتب و مرعوب کیا اور توپڑے پر از جواہر انکی گردن مین لٹکائے اور شہر مین تشہیر کیا اور حکم دیا کہ جو شخص جو کچھ تو بڑہ مین ہو نہ کھائے اسکا سر تن سے جدا کردیا جاوے لوگون نے اس کے خوف سے جو نوش جان کیے اور سلامتی کو بہترین امور سمجھے اور زبان الماظ کے طرز کلام سے ایسا واضح ہوتا ہو کہ جب سلطان شہاب الدین نے زخم کھایا اور ضعف اُسپر غالب ہوا گھوڑے سے گرا بسبب عدم معرفت اُسکے کسی نے نجانا کہ کون شخص ہو اُسکی طرف کوئی متوجہ نہوا اور شب نے پردۂ ظلمانی جہان پر ڈالا اور جبکہ ایک پہر رات سے گذرا ایک جماعت غلامان ترک سے سلطان کے درپے تفحص ہوئی اور سرکہین آنکر درمیان مقتولون کے ڈھونڈھنے لگے سلطان نے آواز اپنے غلامون کی پہچانکر انھین اپنے حال سے مطلع کیا غلامون نے اُسکی سلامتی پر شکریہ ادا کیا اور اُسے باری باری کاندھے پر چڑھاکر تمام شب قطع مسافت مین معروف رہے علی الصباح اپنے ہمراہیون سے جا ملے اور بادشاہ کو محفہ مین سوار کیا اور اُسی حال مین رائے پتھورا آیا اور قلعۂ تہندہ کو کہ منیا رالدین تولکی زبان تھا ایک سال اور ایک مہینہ محاصرہ کیا آخر کو صلح سے لیا پھر اپنے بھائی سلطان شہاب الدین سے رخصت لیکر غزنین کیطرف خرامان ہوا اور بقصد استقام خواب و خورا پنے اوپر حرام کیا اور تھوڑے عرصہ مین سپاہ جرار خوخوار بہم پہونچا دوسرے برس ایک لاکھ اور سات ہزار ترک و تاجیک اور افغان کہ انمین اکثر کلاہ مکلل بجواہر سر پر اور جوشن محلی پسیم و زر زیب بر رکھتے تھے غزنین سے آئے اور بغیر اسکے کہ اعیان درگاہ سلطان سے مشورہ کرین ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے جب رایات نصرت آیات بلدہ پیشاور مین پہونچا ایک پیران غور سے جو گستاخ تھا سر مجز زمین انکا رکھکر التماس کی کہ کچھ معلوم نہین ہوتا ہو کہ سلطان کہان جاتا ہو اور ارادہ کیا ہو سلطان شہاب الدین نے فرمایا کہ شخص یقین جان کہ جسوقت سے مین نے ہند کے راجاؤن سے شکست کھائی ہو اپنی ہمجوابہ کے ساتھ عیش و عشرت کے فرش پر استراحت نہ کی اور پوشاک کہ پہنے ہوئے دہلی یہ سال مین نہ اتارونگا اور اسی مدت مین لاہور و ملتان مین بسر کیا ہو اور امرائے غور و خلج و خراسان باوجود قدیم الخدمتی کے مجھے معرکہ اندامین چھوڑکر مفرور ہوئے مین نے انکے دربار مین آنے کی حماقت تو مین کی سلام کا تو کیا ذکر آجکا منہ نہ دیکھا اب لطف ایزدی پر اعتماد کرکے بقصد انتقام ہند کیطرف متوجہ ہوا ہون اور امرائے قدیم جو عہد سے

اس عہد تک پروردہ نعمت اس خاندان کے ہین اُنسے چشم داشت خدمت کی نہین رکھتا پر غروری اس حکایت کے سنتے ہی نمین
خدمت کو بوسہ دیکر عرض گذار ہوا فتح و ظفر ہمراہ رکاب ملازمان شاہ ہو جیسا فشار اللہ تعالی ابھی مرتبہ طراے عیان نثار ایسی
جانسپاری اور میدان داری کرینگے کہ تلافی اور تدارک فروگذاشت سابق ہوے اور نام نیک صحائف روزگار پر ثبت رہے لیکن امیدوار
ہون کہ سلطان رقم عفو کے جرائم پر کھینچکر مجرے کا حکم نافذ فرماوے اور الطاف خسروانہ و عنایات شاہانہ فرمایش کرکے اپنے کیے
ہوئے سے نادم ہون اور سیات اپنے سابقہ حسنات کے مبدل کرین سلطان کو تقریر دلپذیر پسند آئی تمام امراکو اپنے دربار
مین بلایا اور حشمی عظیم کرکے ہر ایک کو انمین سے علی قدر مراتب اور تفاوت مدارج خلعت اور کمر بکر اور خنجر مرصع سے سرفراز کیا
اور انکی خجالت دفع کرکے جہاد کے بارہ مین بہت سفارش اور تاکید فرمائی دوسرے دن اس موضع سے کوچ کرکے اہلام نصرت نشان
ملتان کی طرف روانہ کیے اور اُس حدود کے امراکو جنمون نے سلطان کی غیبت مین دو تنخواہی کی تھی اور سپہ سالار صوبہ لاہور سے
سلوک پسندیدہ و خاطر خواہ کرکے جو اس طرف کے راجاؤن کو شر سے دافع ہوئے تھے بایہ انکی دولت کا بھی بلند کیا اور دلونکی
کشش مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور جب سراپردہ سلطان لاہور مین برپا ہوئے قوام الملک رکن الدین حمزہ کو جو اعیان
ملک اور مشاہیر دولت سے تھا برسم رسالت اجمیر کیطرف بھیجکر اسلام اور اطاعت کے بارہ مین ترغیب ترہیب کی چٹھی رانے جواب
سخت دیا اور ہندوستان کے تمام راجاؤن سے اعانت چاہی اور روایت صحیح سے واضح ہوتا ہی کہ اُس نے تین لاکھ سوار
راجپوت اور افغان وغیرہم سلطان کے مقابلہ کو بھیجے تھے سلطان نے بھی لشکر اسلام لیکر شیر غران کیطرح قدم جرأت
کا انکی طرف بڑھایا اور ۱۱۹۱ھ پانسو اٹھاسی ہجری مین پھر لشکر کفر و اسلام کا مقابلہ ہوا اور دونون لشکر نے آب سرستی
کے کنارے ٹیرہ کیا راجاے راجپوت کہ ڈیڑھ سو فوج تھے بنے شجاعت کا قشقہ اپنی پیشانی پر کھینچکر اپنے قاعدہ و روش
سے قسمین غلیظ اور شدید کھائین اور رقم ہزیمت کی صفحہ خاطر سے محو کی اور یہ عہد کیا کہ جب تک دشمن کو دفع نہ کرین
کارزار سے دست بردار نہون اور جو کہ جنگ سابق مین شریک ہوئے تھے نہایت نخوت اور غرور سے نامہ تہدید و تخویف
تحریر کیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ عدت و حدت جاری سپاہ بیکران کی تجھے معلوم ہوگی کہ تواتر و توالی روز بروز لشکر اقصاے
بلاد ہندوستان سے پہونچتا ہی اگر تو رحم اپنی ذات پر نہین کرتا ہے اس جماعت نامراد پر جو ہمراہ رکھتا ہی رحم کر اور
اپنے آنے سے خجل ہو کر علم معاودت بلند کر کہ ہمین اپنے دیوتا اور برہمن کی سوگند ہی کہ ہم تمھارا پیچھا نکرینگے اور کسی طرح کا
تعرض اور مزاحمت نہ پہونچاوینگے اور جو یہ امر تمھین منظور نہین تو ہمارا سامنا کرو کہ فیلان صف شکن تین ہزار سے
زیادہ ہین اور پیادہ تو پچی اور تیراندازکہ حساب سے افزون ہین مع لشکر کہ درمیان دریا کے نمساوے کل تمھارے اُردو پر جا
لاوینگے اور حریف کو عرصہ گیرودار مین ذلیل و خوار کرینگے سلطان شہاب الدین نے اسکے درجواب ترقیم فرمایا کہ جو کچھ پیغام
دیا نہایت مروت اور شفقت ہی لیکن سب کو معلوم ہی کہ لشکر کشی مین اس دیار کے مجھے اختیار نہین ہی اپنے بھائی کے حکم سے
اس حدود مین آیا ہون اور سانحہ مشقت اور محنت کے قرین ہوا ہون بمقدر مجھے مہلت اور فرصت دو کسی مرد خردمند
اور دانشمند کو اپنے بھائی کے پاس بھیجکر کیفیت تمھاری جمعیت اور غلبہ کی عرض کرون اور رخصت حاصل کرکے تمسے صلح
کرون کہ سرہند اور پنجاب اور ملتان جمارے قبض و تصرف مین رہے اور باقی ممالک ہندوستان پر تم قابض رہو کفار کے
سرداروں نے جب اس جواب سے لشکر اسلام کی زبونی کا سراغ پایا خواب غفلت مین سوئے اور سلطان شہاب الدین اُسی شب کو تہیاے
جدال و قتال ہوا اور بعد طلوع صبح کہ راجپوت بہ قضاے حاجت اور منھ ہاتھ دھونے کو دائرہ سے باہر نکلے تھے

صفوف حرب آراستہ کرکے کمال مردانگی و شوکت سے میدان مین آیا کفار ہر چند سراسیمہ ہوئے لیکن جو کہ موجود تھے ہر نوع فراہم ہوئے اور دانت پر دانت گرفتہ بقدر حال آلات حرب ترتیب دیکر مقابلہ کو دوڑے سلطان نے جو اہل اسلام کی بہادری اور جوانمردی مشاہدہ کی تھی اپنے لشکر کے چار حصول کیے کہ اپنی اپنی باری جنگ کرین یعنی جس وقت غلبان جنگی اور سواران ہندی حملہ آور ہون الحرب خدعۃ کے موافق پشت ہزیمت انھین دکھاکر پاے ثبات متزلزل کرین اور جب وہ فرار کا گمان کرکے تعاقب کرین پلٹ کر تیغ یمانی سے سرافشانی اور تیر سندان گذار سے اُن نابکارہ نکے بدنون کو بار سر سے سبک کرین الغرض پہرون چڑھے سے نماز عصر کیوقت تک طرفین سے تور حرب گرم رہا ہوقت شہاب الدین نے خود توکل کا زیب سر اور زرہ مصابرت کے جسم پر ڈالی اور ہزارہا سوار نے شمشیر ہاے براں کفار کے قتل کیواسطے میان سے لین اور سناناے جانفشان گھوڑونکی کنوتیون پر راست رکھین اور شیر غرین کیطرح نعرۂ تکبیر بلند کرکے حملہ آور ہوئے اور خاک معرکہ کی دیرون کے خون سے رنگین کرکے طرفہ لعین مین صفوف اعدا مین تزلزل ڈالا اس درمیان مین خرفیل اور دوسرے امرا نے یکبارگی چارون طرف سے حملہ کرکے سپاہ ہند کو منہزم کیا کھانڈے راے حاکم دہلی اور بہت سے راجہ جنگ مغلوبہ مین مارگئے اور تھوڑا عدد دہ بستی مین گرفتار ہوا اور سلطان کے حکم سے قتل ہوا غنائم کثیر غازیون کے ہاتھ آئی قلعہ سرستی اور ہانسی اور سانا اور کرنال وغیرہ مفتوح ہوئے اُسوقت سلطان شہاب الدین نے اجمیر کیطرف عنان توجہ معطوف فرمائی اس حدود کو بھی بنیۂ قلعہ اقتدار مین لایا اور ہندی بہت سے کرکے قتل نہین کیا اور صلاح وقت دیکھکر باج وخراج کی گفتگو درمیان مین لایا اور اجمیر کو پسر پتھورا کے تفویض کرکے دہلی کیطرف روانہ ہوا حب وبا نکارا جہ از راہ عجز وزاری حاضر ہوا اور ہر قسم کے تحفہ اور ہدیہ بھیجے سلطان نے ظاہر دہلی سے کوچ کیا اور ملک قطب الدین کو جو غلام اور برگزیدہ اُسکا تھا قصبۂ کرام مین کہ سر کوس دہلی سے ہو چھوڑا اور کوہ ہاے سوالک کہ ہندوستان کے شمال مین واقع ہین غارت و تاراج کرکے غزنین کی طرف مراجعت کی اور ملک قطب الدین ایبک اسی سال قلعہ میرٹھ اور دہلی کو فتح کرکے پتھورا اور کھنڈے راے کے عزیزون کے نصرت سے برطرف کیا اور سنہ ۵۸۹ پانسو نوہی ہجری مین قلعہ کول کو بھی سخر کیا اور دہلی کو دارالملک کرکے وہان اقامت کی اور اسکے اطراف و اکناف پر انتظام واقعی کرکے اسلام کے طریق ظاہر کیے سلطان شہاب الدین غزنین سے پھر عزیمت ہندوستان کی اور بلدۂ قنوج کی طرف متوجہ ہوا اور راے جے چند جو قنوج اور بنارس کا والی تھا اور تین سو کوئی فیل کوہ پیکر رکھتا تھا اُسنے سبقت کی اور قصبۂ چندوار الور اٹاوہ کی نواح مین آیا اور ملک قطب الدین ایبک سے کہ مقدمۃ الجیش تھا محاربہ کرکے شکست پائی اور مال و اثقال کو بھی برباد کیا سلطان حصار اسنی مین کہ راے چند کا مخزن تھا داخل ہوا اور غنیمت بہت ہاتھ آئی پھر وہانسے بنارس گیا اور قریب ایکہزار بتخانہ مین مومنون کا مسکن کیا اسکے بعد قلعہ کول کی سیر کیواسطے توجہ فرمائی اور بعدہ اس ممالک ہند کو بھی بدستور سابق ملک قطب الدین ایبک کے سپرد کرکے منظفر و منصور غزنین کیطرف روانہ ہوا اور انھون مین پتھورا کے عزیزون مین سے ایک شخص کہ ہیمراج نام رکھتا تھا پسر پتھورا پر خروج کرکے اجمیر کو اُسکے قبضہ سے برلایا اور ملک قطب الدین ایبک سے بھی مقام مخالفت مین آیا چنانچہ سنہ ۵۹۱ پانسو اکانوے ہجری مین اسکے اوپر لشکر لیگیا اور ہیمراج نے بھی لشکر کثیر فراہم کیا اور ہم مصاف ہوکر لڑا گیا اجمیر اس مرتبہ مسلمانونکے زیر حکومت ہوا اور انھین دنون مین ملک قطب الدین ایبک لشکر نہروالہ گجرات کی طرف لیگیا مقام سلطان کارا سے بھیر دیو سے جو وہان کا راے تھا لیا اور غنائم واقر سے بکتاب ہوئی اور فرمان کے موافق غزنین کی طرف جاکر دہلی کو مراجعت کی اور سنہ ۵۹۵ پانسو بانوے ہجری مین سلطان شہاب الدین کو دوبارہ سفر ہند کی ہوس ہوئی غزنین سے روانہ ہوکر قلعہ بھٹنگر کو کہ اسوقت ساتھ بیانہ کے شہرت رکھتا تھا فتح کیا اور وہان کی

سرداری بہاء الدین طغرل کو عنایت فرمائی اور واسطے تسخیر قلعہ گوالیار کے مامور کرکے خود دار الملک غزنین کی طرف معاودت کی اور بعد فتح گوالیار کے ملک قطب الدین ایبک سے حوالی اجمیر کے راجپوتون سے جنگ واقع ہوئی شکست فاش نے اُسے منہ دکھایا اور ۵۹۳ پانسو ترانوے ہجری مین ملک قطب الدین ایبک نے نہروالہ گجرات کو مفتوح کیا اور بسیط سے قلعہ کالپی اور کالنجر اور بداؤن ۵۹۹ پانسو ننانوے ہجری مین سر ہوا اور سلطان شہاب الدین محمد طوس و سرخس مین تھا کہ خبر وفات اسکے بڑے بھائی سلطان غیاث الدین محمد کی کہ متمکن بہ تخت شاہی تھا پہونچی وہان سے باذغیس کی طرف متوجہ ہوا اور اُس مقام مین شرائط عزا بجا لایا اور ممالک خراسان کو اس سال ساتھ آل سام کے اس طور سے تقسیم کیا کہ تخت فیروزہ کوہ اور غور اپنے چچیرے بھائی ملک ضیاء الدین کو دیا جو سلطان غیاث الدین محمد کا داماد تھا اور بست و قزاء اور اسفزار بن سلطان محمود بن غیاث الدین محمد کو ارزانی فرمایا اور حکومت ہرات اور اُسکے توابع کی اپنے خواہرزادہ ناصر الدین محمد مسلم رکھی اور بہ نفس نفیس باذغیس سے پلٹ کر غزنین مین آیا اور اپنے بھائی کی وصیت کے بموجب تاج جہانداری اپنے زیب سر کرکے تخت بلند پایہ پر متمکن ہوا اور اُن روزون خبر شہادت محمد خیر بیگ حاکم مرو کی سنکر باستقلال تمام سنہ چھ سو ہجری مین خوارزم کے عزم تسخیر مین خوارزم شاہ تاب مقاومت نہ لایا قلعہ خوارزم مین متحصن ہوا جب سلطان خوارزم مین پہونچا اس نہر کے کنارہ جو جیحون سے شرقی خوارزم اور خلیج کے طرف کھودی ہے فروکش ہوا اور بعد چند روز کے لڑائیان واقع ہوئین کئی امرائے غور شہادت کو پہونچے اس درمیان مین خبر پہونچی کہ قرا بیگ سپہ سالار کورخان بادشاہ خطا اور سلطان عثمان بادشاہ سمرقند خوارزم شاہ کی ملک کو آتے ہین یہ خبر سنتے ہی ایسا خوف سلطان پر مستولی ہوا کہ احوال انتقال زیادتی کو آگاہ کرکے خراسان کی طرف راہی ہوا خوارزم شاہ نے پیچھا کیا سلطان شہاب الدین محمد لپٹ کر حرب مین مشغول ہوا اور شکست کھا کر خزانہ اور ہاتھی گھوڑے دشمن کے قبضہ مین چھوڑ کر بھاگا کہ ناگاہ لشکر قرا بیگ خطائی اور سلطان عثمان سد راہ ہوے سلطان نہرار مشقت اندوز خود مین پہونچا اور دونون لشکر کے درمیان محاربہ عظیم واقع ہوا سلطان نے اس جنگ مین داد مردی و مردانگی دی باوصف اس کے کہ بسوار ہمراہ اُسکے رہے تھے حرب مین مشغول رہا جب تاب مقاومت نہ رہی قلعہ اندخود مین متحصن ہوا آخر کو سلطان نے عثمان کے ذریعہ سے صلح کی اور قلعہ دیگر بحال پریشان عازم مراجعت ہوا جسوقت کہ سلطان خوارزم شاہ کے میدان سے بھاگا ایک ناپاک جو اسکے مقربون سے تھا معرکہ سے باہر جاکر گمان لے گیا کہ سلطان کو آسیب پہونچا ہوا سلطنت سنہ ہو اور اُس نواح کو اپنا مرکز خلط کرکے بہ تحصیل تمام ملتان کی طرف متوجہ ہوا اور وقت پہونچنے کے امیر داد حسن کے ساتھ مکر کا شبہ شروع کرکے یہ بات کہی کہ سلطان کا فرمان صادر ہوا ہے مجھے تجھ سے کچھ خلوت مین کہنا ہے اور مجاری احوال جو کچھ تازہ حادث ہوا ہے درمیان مین لانا ہے امیر داد حسن بے تامل اُسکے محل مین داخل ہوا ایبک ناپاک نے اسکی خلوت مین بلا کر ادھر اُدھر کا تذکرہ کیا اسی درمیان مین ایک غلام ترکی کو کہ اُسکے مار ڈالنے کا اقرار کیا تھا اشارہ کیا اُسنے بے ملاحظہ خنجر غدر میان ظلم سے نکالکر امیر داد حسن کا مرغ گشن نازنین سے جدا کیا اور شہر مین یہ شہرت دی کہ مین نے سلطان کے حکم سے ہر فعل کا مرتکب ہوا ہون اور فرمان جعلی تحریر کرکے شہر قبتہ الاسلام ملتان پر بے مشقت و منازعت متصرف ہوا اور سردار کہکران کوہ جودھیرو نے سر کرنا نام رکھتا تھا سلطان کے قتل ہونے کا یقین کرکے داعیہ سلطنت کیا اور تسخیر حصار لاہور پیش نہاد ہمت کرکے مابین آب جیلم اور سرو رہ کے آتش فساد مشتعل کی اور سلطان جب قلعہ اندخود سے غزنین مین پہونچا اسکا غلام ایاز گیا قلعہ مین راہ ندیکر جنگ پر آمادہ ہوا جو کہ سلطان کو تاب مقاومت نہ تھی راہ ملتان کی آگے پکڑی اور ایبک ناپاک نے جب سلطان کے جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھا سلطان نے

اُس سے جنگ کر کے گرفتار کیا اور ساتھ لشکر سرحد ہائے ہند کے غزنین کیطرف متوجہ ہوا اور اکابر غزنین کی سفارش سے ایلچی گری خطا معاف فرمائی اور غزنین میں آیا اور انھیں دنوں میں خوارزم شاہ کا بھی ایلچی آیا اور درمیان انکے صلح واقع ہوئی پھر بقصد جہاد کفار کہکران ہند کی طرف خروج کیا جو قطب الدین ایبک بھی دہلی سے خدمت میں پہونچا کہکران کو مالش دی اور لاہور میں جا کر قطب الدین ایبک کو دہلی کی طرف رخصت فرمائی اور جن دنوں میں کہ سلطان شہاب الدین بلدۂ لاہور میں اقامت رکھتا تھا کہکران نے کہ ولایت اُنکی آب نیلاب کے کنارہ سے امن کوہ سوالک تک ہر مسلمانوں کی ایذا اور اہانت پر کمر باندھی تھی کہ جس مسلمان کو پاتے تھے ساتھ انتقام شکنجہ کے آزار پہونچاتے تھے خصوصاً اُن مسلمانوں کو جو سلطان کی طرف سے بلدہ پیشاور اور اُس نواح میں رہتے تھے یہ ہمیشہ محنت اور تشویش کے باعث پنجاب کیطرف فراغت سے آمد و شد نہ کر سکتے تھے کہکران کا کچھ دین و ملت نہ تھا اور ایسے بھیانک تھے کہ جس وقت اُنکے یہاں بیٹی پیدا ہوتی تھی اپنے دروازہ پر بڑی کو لیکر فریاد کرتے تھے کہ آیا کوئی شخص ہے کہ اس دختر کو اپنی زوجیت میں قبول کرے اگر کوئی شخص قبول کرتا تھا اُسے دیتے تھے والا اُسی ساعت اُس لڑکی کو بتیغ ظلم سے ہلاک کرتے تھے اور اُنکے درمیان ایک عورت چند شوہر رکھتی تھی جو شوہر کہ اُس عورت کے پاس آتا تھا اپنا نشان دروازہ پر چھوڑ جاتا تھا کہ اگر دوسرا شوہر آوے وہ نشانی دیکھکر پلٹ جاوے اور وہ جماعت اس وضع پر رہتی تھی کہ مسلمانوں کی عقوبت ثواب جانتی تھی یہانتک کہ آخر ایام سلطان شہاب الدین میں ایک مسلمان انکے بہت ظلم میں گرفتار ہوا اور طرح وضع ارباب اسلام کی کسی تقریب سے بیان کی اس طائفہ کے سردار کو مسلمانوں کا شعار پسند آیا اور محفوظ رہا کہ کہا اگر میں سلطان شہاب الدین کی خدمت میں جا کر قلادۂ اسلام گردن میں ڈالوں میرے ساتھ وہ کیا سلوک کرے مرد مسلمان نے کہا میں ذمہ دار ہوں کہ رعایت شاہانہ کر کے پھر حکومت اس کوہستان کی تجھے عنایت فرماوے چنانچہ اس مسلمان نے عریضہ مشتمل اس ماجرے کا ساتھ عرضداشت رئیس کہکران کے سلطان شہاب الدین کے حضور میں ارسال کیا سلطان نے بلا توقف خلعت فاخرہ اور کمر بند مرصع اُس رئیس کیواسطے ارسال فرمایا من بعد وہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عنایات خسروانہ سے سرفراز ہوا شرف اسلام سے مشرف ہوا اور دربار سے فرامین حکومت اُس کوہستان کی لیکر آیا اور اکثر کہکروں کو مسلمان کیا مگر انمیں کے نادر لوگ جو دور بخت کے باشندے تھے ساتھ شرف اسلام کے فائز نہوئے اور اسی سال کفار ترایہ کو کہ کوہستان غزنین اور پنجاب کے درمیان رہتے تھے اور قتل ارباب اسلام کو موجب حول جنت جانتے تھے بعضوں کو بہ لطف و خلق اور بعضوں کو بتقہر سیاست دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم میں درلایا اور قریب تین چار لاکھ کفار زنار دار کہ اس یورش میں جہنم تو گئے مگر دین میں طوق ایمان الا اور ابتک کہ تاریخ ہجری ایک ہزار آٹھ ہے دونوں قوم دین اسلام پر ثابت قدم ہیں تقریر نے اُنکے اعتقاد میں راہ پائی اس کے بعد کہ خاطر اشرف شہاب الدین نے فتنہ ہند سے فراغت پائی سولھویں رجب سنہ چھ سو دو ہجری میں بلدۂ لاہور سے غزنین کیطرف متوجہ ہوا اور فرمان باسم بہاء الدین سلم والی باسیان کے اصدار پایا کہ خاطر جہانیوں ما بدولت جہاد کفار ترکستان کی طرف متوجہ ہوئی چہ لازم کہ بر ورود وصول فرمان اُس حدود میں لشکر کو فراہم کر کے ساحل آب جیحون پر نزول کرے اور پل تیار رکھے تا سپاہ اسلام عبور کے وقت آثار رہ [illegible] اور چو سلطان دوسری شعبان سنہ مذکور کو آب نیلاب کے کنارہ پر پہونچا چنانچہ اس منزل میں کہ ہتک کے نام سے شہرت رکھتی تھی اور ہوا قضا ران چند روز میں بیس نفر کفار کہکران کہ اکثر اُنکے عزیز و اقارب اور فرزند سلطان شہاب الدین محمد کی جنگ میں مارے گئے تھے ہم عہد اور ہم سوگند سلطان شہاب الدین کے قتل میں ہوئے تھے اور تدبیر میں کر کے قابو ڈھونڈھتے تھے کہ وقت کیوقت کو فراش سلطان پردہ اُتارنے لگے خرگاہ خاصہ سلطان شہاب الدین اور

مصفح اور مسکن اسکا کما حقہ خاطر مین لائے اور تیسرے ماہ مذکور کو ایک کیکرون مین سے پیشقدمی کر کے سلطانکے دربانون کو چھری مار کر بھاگا جب غوغا ہوا تمام آدمی اور خدمتگار سلطانکے پاس جمع ہوئے اسوقت اس جماعت نے فرصت پاکر ایک شقہ سراپردہ کا چھری سے کاٹا اور مع چھری و خنجرہاے برہنہ کے خیمہ سلطانی مین داخل ہوئے اسوقت ہمین غلام ترک خدمت گذار کہ حاضر تھے کمال حیرت سے مثل چوب خشک بیحس و حرکت ہوگئے اور کیکرون نے خاطر جمعی سے حالت نوم مین اُس شاہ عالیجاہ کے بائیس چھریان مار کر درجۂ شہادت مین فائز کیا قطعہ شہادت ملک بحر و بر معز الدین بن کنز ابتدائے جہان مثل اونما مدیک ۔ سوم ز غرہ شعبان بسال شش صد و دو ۔ فتاد در رہ غزنین بمنزل رہتاک ۔ سلطنت اسکی ابتدائے حکومت غزنین سے آخر عمر تک بتیس سال اور چند مہینے تھی اس سے ایک بیٹی رہی کہتے ہین وزیر اسکا خواجہ مؤید الملک بن خواجہ محمد سجستانی تھا بعضے کہ کلان غلام گرفتار کر کے بسیاست خیر کر یعنی انواع عقوبت سے قتل کیا اور اعلا و ادنان سپاہ کو متفق کر کے تاج شریک کیا اور خزانہ کی محافظت مین کہ چار ہزار اونٹ پر لدا تھا اُنسے قسم اور سوگند لی اور غلام سلطان شہید کے جاہتے تھے کہ خزانہ تاراج کرین تہدید اور تخویف سے انھین بھی مانع ہوا اور جنازہ اس شاہ عالیجاہ کا اُٹھا کر بحشمت و شوکت تمام تر غزنین کیطرف لیگیا اہل خاطر خواجہ مؤید الملک اور امراے ترک کی واسطے سلطنت غیاث الدین محمد کے تھی اور امراے غور کہ سر مین خیال سلطنت بہاء الدین سام کا رکھتے تھے اس سبب سے جب حوالی فرسادرین پہونچے مین الفریقین مخالفت تمام ظہور مین آئی خواجہ مؤید الملک اس واسطے کہ کرمان بہت نزدیک تھا جانا چاہتا تھا کسواسطے کہ تاج الدین ایلدگز کا ایک غلام سلطان شہاب الدین سے تھا اور سلطان غیاث الدین سے نہایت اخلاص و ارتباط رکھتا تھا ہمقام مین تھا اور امراے غور ارادہ رکھتے تھے کہ ایسی راہ سے جلین کہ بامیان سے بہت نزدیک ہووے تا خزانۂ بہاء الدین سام کو واصل کرین اور اس مقدمہ مین قریب تھا کہ تلوار بیسین چلے اور کام ضائع ہو خواجہ مؤید الملک نے امراے غور کے روبرو جا کر ملامت بہت کی اور ساتھ دلائل و براہین کے خاطرنشان کی کہ مناسب وہ ہو کہ شیرکوہان اور کرانے راستہ سے غزنین کیطرف متوجہ ہونا چاہیے غرضکہ قبائل افغانان اور کفار تراہیہ سے زحمت بہت کھینچکر جب کرمان کی نواح مین پہونچے تاج الدین ایلدگز محفہ سلطان کے استقبال کیواسطے برآمد ہوا جونہین اُسکی نظر محفہ پر پڑی گھوڑے سے اُتر کر زمین ادب کو بوسہ دیا اور اسکے بعد پردہ محفہ کا اُٹھایا جب کالبد سلطان پر نظر پڑی اپنی دستار سر سے اور پیرہن تن سے پھاڑ کر گریہ زاری آغاز کی اور ماتم تازہ کیا القصہ بتاریخ بائیسوین شہر شعبان محفہ سلطان شہاب الدین کا غزنین مین پہونچایا اور اُس خطیرہ مین کہ جو اپنی دختر کیواسطے تیار کیا تھا دفون کیا کہتے ہین غزنین مین خزانہ بہت زر اور نقرہ اور جواہر سے اُس سے باقی سوا از انجملہ پانسو من الماس جواہر نفیسہ سے اُسکے جواہر خانہ مین موجود تھا اور دوسرے نقود اور اموال کو اس سے قیاس کر سکتے ہین تین مرتبہ سفر ہندوستان کیا تھا دو مرتبہ شکست پائی پھر کامیاب ہوا بادشاہ عادل اور خدا ترس اور شفیق خلائق تھا اور علما اور صلحا کی عزت و تکریم کرتا تھا

ذکر روح دہندۂ بخشش لک سلطان قطب الدین ایبک مشہور بہ لک بخش

سلطان قطب الدین ایبک اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ مین موصوف تھا وش شہ یاری اور نوید جہانداری خوب جانتا تھا اور لوازم لشکر کشی و کشور ستانی مین جیسا کہ چاہیے قیام اور اقدام کرتا تھا اور صغر سنی مین اُس جناب کو ایک تاجر ترکستان نیشاپور لیگیا قاضی فخر الدین ابن عبد العزیز کوفی کے ہاتھ جو فرزندان امام اعظم ابو حنیفہ سے تھا بیچا چونکہ دست قدرت نے بقلم صنایت رقم سعادت کی اُسکے ناصیۂ احوال پر کھینچی تھی اولا قاضی کی صحبت مین مکتب مین جا کر تھوڑے عرصہ مین قرآن پڑھا اور خط سواد بہم پہونچایا اور آداب و کمالات کے تحصیل مین نہایت کوشش کی اور قاضی کے فوت ہونے کے بعد ایک سوداگر نے

اُسے قاضی کے فرزند نے بقیمت گران خرید کیا اور بطریق تحفہ سلطان معزالدین ملقب بشہاب الدین غوری کے پاس لایا سلطان نے اُسے اُن تاجر نے بقیمت افزون خریدکیا چونکہ اُسکی انگشت خنصر شکستہ تھی اسواسطے اُسے ایبک کہتے تھے اور خدمت سلطان مین ازروے خلوص واخلاص مصروف رہتا تھا حتے کہ چند عرصہ مین قرب واختصاص تمام حاصل کیا لکھا ہے کہ ایک شب کو سلطان معزالدین ایک بزم آراستہ کرکے ساتھ مقربین خاص کے صحبت رکھتا تھا اور اُس بزم مین تمام نزدیکون اور مخصوصون کو اپنے انعام کثیر سے سرفراز فرمایا سلطان قطب الدین ایبک کو بھی بمزید انعام اختصاص بخشا جب مجلس نے اختتام وانصرام پایا سلطان قطب الدین ایبک نے جو کچھ انعام پایا مناسب فراشون واہل خدمت کو قسمت کیا جب صبح کو جب یہ خبر سلطان کو پہونچی یہ حرکت اُسکی پسند آئی چنانچہ اُسے مرتبۂ امارت مین پہونچایا اور ساتھ خدمت حضوری کے تخت کے آگے سرفراز ہوا اور ہمیشہ مرتبہ بمرتبہ ترقی پر تھا یہانتک کہ ساتھ شغل امیرآخوری کے ممتاز ہوا اور جن روزون مین سلاطین غور اور غزنین باہمدیگر بامیان سلطان شاہ خوارزمی کے دفع کرنیکو اسطے خراسان کی طرف لشکر کش ہوئے سلطان قطب الدین ایبک ہر روز واسطے طلایع کے صحرا جاتا تھا ایکروز رود آب مرغاب پر افواج سلطان شاہ سے مقابلہ ہوا قطب الدین ایبک نے زیادہ تر مردی و بہادری کی دی چونکہ جمعیت کم تھی فوج غنیم مین گرفتار ہوا اور وہ اُسے سلطان شاہ کے روبرو لیگئے سلطان شاہ نے اُسے پنجۂ آہنی مین قید کیا جب کہ درمیان سلطان غور اور سلطان شاہ کے جنگ واقع ہوئی سلطان شاہ منہزم ہوا سلطان قطب الدین ایبک کو سلطان معزالدین کے ملازم مع تحفہ ہند آہن خچر پر بٹھاکر سلطان کی ملازمت مین لائے سلطان نے اُسے باعزاز تمام خلعت ہاے فاخرہ اور انعامات مرحمت فرمایا اُسکے بعد سلطان نے ۵۸۸ پانسو اٹھاسی ہجری مین راے جمیر اور دہلی سے انتقام لیا کرام اور سمانہ اور دیگر ممالک پر اُسے مقرر کرکے ہندوستان کا سپہ سالار کیا سلطان قطب الدین ایبک نے جیسا کہ چاہیے اُس منصب جلیل کا اہتمام اور انتظام کیا اور اُس انواح کا بخوبی تمام ضبط کیا اور قلعہ میرٹھ کو اپنے بعض تصرف مین لایا اور دہلی کیطرف لشکر کشی کرکے محاصرہ کیا اور جب بنیاد جنگ کی قائم کی تو راجپوتون نے اطراف وجوانب سے آنکر صفوف آراستہ کین چنانچہ سپاہ طرفین کی بہت قتل ہوئی اور خون موجزن ہوا مگر آخر کار راجپوتون نے منہزم ہوکر شہر مین دم لیا جب کام انپر تنگ ہوا اپنی جان اور ناموس کی امان چاہی اور شہر سلطان قطب الدین ایبک کے تفویض کیا اور ماہ رمضان ۵۸۹ پانسو نواسی ہجری مین حیتوان جو راے سرسوتی کے متعلقون سے تھا مع لشکر کثیر بقصد تسخیر قلعہ ہانسی کے قریب آیا حاکم وہان کا نصرت الدین سالار متحصن ہوا اور یہ خبر دہلی مین پہونچی سلطان قطب الدین ایبک بہ تعجیل تمام اُسکی طرف متوجہ ہوا حیتوان بھاگ کر سرسوا والگجرات کیطرف راہی ہوا سلطان قطب الدین ایبک نے ۵۹۰ پانسو نوے ہجری مین دریا جمونہ کے قلعہ کول کو بزور شمشیر لیا اور بیکنار گھوڑے راہوار اور غنائم بیشمار دستیاب ہوئے اور اُن دنون مین جب خبر توجہ سلطان معزالدین بقصد تسخیر قنوج وبنارس شائع ہوئی سلطان قطب الدین ایبک کول سے پیشوائی کیواسطے گیا اور ملاقات کے بعد سو گھوڑے تازی اور ایک زنجیر فیل طلائی اور ایک زنجیر فیل نقرہ سے مفرق پیشکش کیا اور پچاس ہزار سوار کا جائزہ دیکر خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوا اور سلطان کے حکم کے موافق لشکر طلیعہ ہوکر اُسکی سواری کے آگے روان ہوا اور افواج راے بنارس کو جو سدراہ ہوئی سب کو مار ہٹایا آخر کار جو چندراے بنارس خود قطب الدین ایبک کے مقابلہ کو میدان مین آیا اور عین گرمی اور ہنگامہ کارزار مین ایک تیر جانستان چندراے کے حدقۂ چشم مین در آیا فیل کے حوضہ سے خاک مذلت پر گرا مع روح اسکا قفس تن سے پرواز کر گیا اور لشکر راجپوتون کا متفرق ہوا کسی شخص کو اُسکے قتل ہونیکی اطلاع نہ تھی آخر الامر اُس علامت سے

کر دانت اُسکے ضعف پیری کے سبب مینہائے طلائی سے مستحکم کیے تھے لاش اسکی مقتولوں کے درمیان سے اٹھا لیگئے اُسکے بعد سلطان شہاب الدین مع افواج بزرگ پیچھے سے آنکر بنارس مین داخل ہوا اور اُس نابکار کو تا بلاد بنگالہ پے در پے کیا و تخمیناً یکہزار بت توڑے اور چار ہزار اونٹ نفائس اور جواہر اور زر و اقمشہ وغیرہ سے لادے اور قلعہ کول حسام الدین اوغلبک کے سپرد کر کے مظفر و منصور غزنین کیطرف مراجعت فرمائی کہتے ہین جب فیلان بناسس بروز بار عام سلطان کی نظر تجسسہ اثر مین گذرانے تمام ہاتھیون نے فیلبانون کے اشارہ سے سلطان کو سلام کیا مگر فیل سفید کو ہر چند فیلبان نے سعی کی اُسنے سلام پر اقدام نکیا اور بہقدر شدت و شوخی کی کہ نزدیک تھا فیلبان کو ہلاک کرے سلطان نے فیل سفید کے سوا سب ہاتھی سلطان قطب الدین ایبک کو ارزانی رکھے اسکے بعد چند منزل غزنین کیطرف روانہ ہوا فیل سفید کو بھی ساتھ فرمان فرزندی کے قطب الدین ایبک کیواسطے ارسال فرمایا اور قطب الدین ایبک کے آخر ایام حیات تک وہ فیل زندہ تھا اسکے فوت کے بعد تیسرے دن فیل سفید بھی گیا چنانچہ اسوقت سے زیادہ تحریر اس تاریخ جہان آرا کے کوئی سلاطین دہلی فیل سفید نہ رکھتا تھا اور حکام اطراف سے بھی نہ سنا گیا کہ ایک فیل سفید رکھتا ہو جہان اس مدت مین کہ میرے بخت مسعود نے یاوری کی ملازم دارائے جمجاہ ابراہیم عادلشاہ ہوا اور اسلطنت بیجاپور مین تجار ثقہ صادق القول سے مین نے سنا کہ سرکار بادشاہ جزیرہ بیگو مین ہمیشہ ہوا تھی سفید رہتے ہین اور جبتک وہ زندہ ہین ہر چند مردم بادشاہی وغیرہ جنگلون مین تیسر تلاش کرتے ہین ہرگز فیل سفید نہین نظر آئی دنیا ہی اور جب کہ ان دو فیل سے کوئی مرتا ہی تو قادر یکجون کے حکم سے فیل سفید پیدا ہوتا ہی اُسوقت یہ تعجیل تمام لوگ بادشاہی جنگل مین آنکر ساتھ اُس حیلہ کے کہ جانتے ہین فیل کو گرفتار کر کے شہر مین لاتے ہین الغصہ سلطان قطب الدین ایبک نے بعد مراجعت سلطان شہاب الدین کے غزنین مین چند روز حصار اسنی مین مقام کیا اور اس صوبہ سے خاطر جمعین کر کے دہلی کیطرف روانہ ہوا اثنائے راہ مین خبر پہونچی کہ ہمیراج راجپوت نے کوہستان سے خروج کر کے کوہ رنتھور سے جنگ کر کے اُسے اجمیر سے اُن تھور کیطرف مفرور کیا اور جیت مل نے بھی اپنا لشکر دہلی کے انتزاع و استرداد کیواسطے روانہ کیا بلکہ حوالی دہلی مین پہونچکر تاخت و تاراج مین مشغول ہوا سلطان قطب الدین عزیمت ملوکانہ اُسکے تدارک و تلافی مین مصروف رکھکر مبیس ہزار سوار اپنے لشکر سے جدا کر کے بسہیل تعجیل ہمترا کیطرف متوجہ ہوا جب سلطان قطب الدین ایبک کے یہ نیکی خبر پائی تاب مقاومت اپنے سے مفقود دیکھکر اجمیر کیطرف راہی ہوا سلطان قطب الدین ایبک نے اسکا تعاقب اجمیر تک کیا اور ہمیراج راجہ اجمیر نے باہر آنکر صفین آراستہ کین اور سلطان قطب الدین ایبک سے مقابلہ کر کے مقتول ہوا اکثر سرنوشت سلمانون کے قبضہ مین آیا اس مرتبہ حکام اسلام کا تخمین ہوا اور ۵۹۱ھ مین پانسو کانوے ہجری مین لشکر ہنوز الہ گجرات کی طرف لیگیا اور جیتوان سپہ سالار بھیم دیو رائے نہروالہ کا جو قلعہ نہروالہ کے قریب مقیم تھا سلطان قطب الدین ایبک کی تاخت سے مضطرب ہوکر مفرور ہوا سلطان نے پیچھا کیا اور وہ ایک فوج کثیر سے بھاگا جاتا تھا ایک امیر لشکر سلطانی سے کچھ سوار لیکر دوڑا اور اُسکو قتل کیا اور سب سامان لیلیا بھیم دیو بھی یہ خبر سنتے ہی اپنی ولایت کی سمت بھاگا اور سلطان قطب الدین ایبک اس ممالک سے غنائم بیشمار لایا پھر وہان سے قلعہ ہانسی مین گیا اور اُسے تسخیر کیا پھر کہرام کو مفتوح کر کے دہلی مین آیا اس درمیان مین قوام الملک رکن الدین حمزہ جو جاگیردار حوالی رن تھنبور تھا اُسنے یہ پیغام بھیجا کہ راجہ اجمیر کا بھائی کہ کوہستان مین بھاگا ہوا تھا قلعہ مذکور پر خروج کش ہوا اور تھنبور کے بیٹے کو محاصرہ کیا چونکہ وہ سلطان قطب الدین ایبک کا مطیع اور فرمان بردار تھا بعجلت تمام اُسکی مدد کو گیا راجہ اجمیر کا بھائی یہ خبر سنتے ہی کسی ملازت مفرور ہو گیا اور کوہ نے اموال و افر اور تین خرپزہ طلائی پیشکش کیے سلطان قطب الدین ایبک نے وہانسے معاودت کی اور تاج المآثر مین

جو بنام قطب الدین ایبک تحریر ہوئی اس سلطان کا مگار کے واقعات مفصل ہمین تحریر ہین اس سے واضح ہوتا ہو کہ جب ولایت اجمیر دوسری مرتبہ مفتوح ہوئی اور نہروالہ اور صدن تنجھو کی فتح وقوع مین آئی دہلی کیطرف مراجعت کی اور مکتوب بتفصیل خبر فتوحات غزنین مین روانہ کیا سلطان معزالدین نے فرمان اسکے طلب مین صادر فرمایا سلطان قطب الدین ایبک احرام خدمت باندھکر غزنین کی طرف روانہ ہوا چنانچہ بعد طی مسافت سلطان کی پابوسی مین مفتخر ہوا اور اعزاز واکرام بہت پایا مدت غزنین مین بیمار ہوا سلطان کی بہت توجہ اور طبیب روشن رائے کے معالجہ کی برکت سے کہ جالینوس عصر تھا شفا پائی اور بعد صحت ہندوستان کی طرف رخصت حاصل کی جب کرمان مین پہونچا دختر سلطان تاج الدین کو بحکم سلطان معزالدین کے عقد نکاح مین لایا پھر جب دہلی مین داخل ہوا اطراف اسلام بالتکلف تمام آئین ہندی کرکے جشن کیے اور سنہ ۵۹۱ھ یا سنہ ۵۹۲ھ ہجری مین مسجد جامع کہ قبل اسکے مدت سے دہلی مین بنا کی تھی انجام کو پہونچی بعد ازان بقصد تسخیر قلعہ تھنگر یعنی بیانہ کہ لشکر فراہم کرکے روانہ ہوا جا رہا تھا کہ ناگاہ سلطان کے آنے کی خبر ہندوستان مین شائع ہوئی سلطان قطب الدین ایبک نے ہانسی تک استقبال کرکے ملازمت کی سپہ تازی اور خلعت خاص سے سرفراز ہوا اور اسکے ہمراہ رکاب قلعہ تھنگر یعنی بیانہ پر جا کر مفتوح و مسخر کیا سلطان معزالدین نے حکومت اس قلعہ کی اپنے ایک غلام ترک بہاءالدین طغرل کے تفویض فرمائی پھر سلطان قطب الدین ایبک گوالیار کیطرف روانہ ہوا وہانکے راجہ سلکھن رائے نے باج و خراج قبول کرکے صنایع خطیر پیشکش بھیجے اس فتح کے بعد سلطان نے غزنین کیطرف معاودت کی اور سلطان قطب الدین ایبک دہلی مین مقیم ہوا فی الجملہ اسی سنوات مین خبر پہونچی کہ راجہاے نتران یعنی راجپوتان راجہ نہروالہ سے موافقت کرکے چاہتے ہین کہ اجمیر مسلمانونکے تصرف سے برآوردہ کرین سلطان قطب الدین ایبک کہ ابھی لشکر نہروالہ مین نہ پہونچا تھا اُن راجاؤن کی سرحد مین مشغول ہوا لیکن اسکا گھوڑا زخم کاری اٹھاکر گرپڑا لشکر اسلام کا اول شکست ہوا اور سلطان قطب الدین ایبک کو بہ جز قلیل دوسرے گھوڑے پر سوار کرکے اجمیر مین لیگئے اور راجپوت اس فتح سے خوش حال ہوئے جب لشکر نہروالہ ملک کو پہونچا اور اجمیر کے اطراف مین جا کر تین کوس پر فروکش ہوا اور چند مہینے متواتر جنگ مین مشغول رہا یہ خبر سلطان معزالدین کو پہونچی چنانچہ حسب الحکم اسکے امراے کبار شمس اسلام خان و سدالدین وارسلان خلج و نصیرالدین حسین و عزالدین مویدو شرف الدین محمد مع لشکر کثیر و جم غفیر غزنین سے لیکر ہندوستان کیطرف متوجہ ہوئے اور راستے مین بھی تیغ بمقام نیلم سے کھینچی کفار نے توقف مناسب نجانا اپنے مقاموں مین راہی ہوئے اور سلطان قطب الدین ایبک نے فوج بغرض گجرات کی گوشمالی مقدم سمجھکر صفر کی پندرھوین تاریخ سنہ ۵۹۳ھ یا سنہ ۵۹۴ھ ہجری مین اجمیر سے نہروالہ کیطرف نہضت فرمائی جب قتلغ اور بزول کے حدود مین پہونچا دونون قلعہ تصرف مین لایا اسوقت یہ خبر پہونچی کہ دالن ارسی راجپوت راجہ نہروالہ سے اتفاق کرکے قلعہ ابوگڑھ کے قریب جو بلدۂ سروہی کے مضافات سے ہے پہنچے ہین اور چاہتے ہین کہ گجرات کی روانگی سے مانع ہوکر ہنگامہ کارزار برپا کرین سلطان قطب الدین ایبک اسکی جنگ کو متوجہ ہوا چنانچہ اُن دردناک اور ویرانون مین داخل ہوکر رستم کے مانند میدانداری کرکے راجپوتون کو شکست فاحش دی اور پچاس ہزار ہندو اس لڑائی مین تہ تیغ کرکے شکست سابقہ کا عوض لیا اور ہندی قریب بیس ہزار اہل اسلام کے ہاتھ آئے اور غازی ظفر آثار غنائم بیشمار سے تواںگر و مالامال ہوئے سلطان قطب الدین ایبک جب قتل و قمع کفار راجپوت سے فارغ ہوا ولایت معمورۂ گجرات مین داخل ہوا وہانکے سرکشون کو زیر و زبر کیا غرضکہ اس مرتبہ نہروالہ تصرف مین لاکر ایک امراے کبار کے تفویض کیا اور اجمیر کے راستہ سے دہلی کیطرف مراجعت کی اور جواہرات و ہدایاے قیمتی اور چند کنیز و غلام خوبصورت سلطان کیواسطے غزنین مین بھیجے اور ملوک و خوانین کو انواع لطف و احسان سے سرفراز کرکے انکے مناصب پر

اور جود و کرم کا ہاتھ کھولکر فقرا اور مساکین دہلی کو احتیاج کی مصیبت سے نجات بخشی اور سنہ ۵۹۹ پانسو ننانوے ہجری مین سلطان قطب الدین ایبک پنکاجاد کا ہمت پر چیت یا ندھکر کالنجر کی طرف روانہ ہوا اور انکا راجہ بھی صفوف جر آب استہ کر میدان مین آیا اور طرفہ العین مین بھاگ کر قلعہ مین متحصن ہوا اور اپنی جرأت و جسارت سے نادم ہوا آخر مطیع ہو بزرگان اسلام کے سلطان محمود کی اطاعت کرتے تھے اُسنے بھی سلطان قطب الدین ایبک کی فرمانبرداری پہنچی اور لازم پکڑی دوسرے یہ کہ آمادہ ترسیل اسپ و فیل و جواہر اور اموال مین تھا قضائے الٰہی سے مرگیا بعدہٗ اسکے وکیل جدہ دیلونے اُس بیشہ کے بھوسے سے جو اس قلعہ پر ہوا سر مخالفت اُٹھا کر اعلام مجادلہ اور محاربہ بلند کیے قضارا جو وقت ہوا بارتھا اور بخت و سعادت نے اُس سے منھ پھیر الا جرم وہ چشمہ چند روز مین خشک ہوا اہالی قلعہ نے لاچار ہو کر امان چاہی اور قلعہ سے برآمد ہوئے اور قلعہ مع ساز و سامان رسد و جو سلطان قطب الدین ایبک کے ملازمونکو سپرد کیا اور وہان بھی پچاس ہزار کنیز و غلام قید و اسیری مین مبتلا ہو کر شرف اسلام سے مشرف ہوئے اور سلطان وہانسے شہر مہوبہ مین جو پائے تخت بلدہ کالنجر تھا روانہ ہوا اور اُسے بھی اپنے زیر نگین کیا اور اُسی آستہ سے بادون کیطرف متوجہ ہو کر اُسے بھی اپنے تصرف مین لایا من بعد محمد بختیار خلجی بہار سے آگہی ملازمت کو پہنچا انواع جواہر اور رتہسام تقوبشکش گذرانا سلطان قطب الدین ایبک اسکے بعد دہلی مین آیا اور جو سلطان معز الدین قضیہ خوارزم کے بعد ہندوستان مین آیا سلطان قطب الدین ایبک اور سلطان شمس الدین التمش جو اُسکے غلام تھے طائفہ کھکران سے مردانہ لڑے اور اس طائفہ کی مغلوبیت کے بعد سلطان قطب الدین ایبک رخصت کے مواقف دہلی مین آیا اور سلطان معز الدین غزنین کے راستہ مین شہد شہادت نوش کر کے جنت کیطرف راہی ہوا پھر اُسکے بھتیجے سلطان محمود بن سلطان غیاث الدین نے تخت غور پر جلوس کیا اور سلطان قطب الدین ایبک کیواسطے کہ اسوقت تک ملک قطب الدین کہتے تھے چتر اور جلوس شاہی اور خطاب سلطانی اور خط آزادی روانہ ہند کیا جسمع اسکے سلطان قطب الدین ایبک برسم استقبال لاہور مین گیا جو کچھ سلطان محمود بن سلطان غیاث الدین محمد نے بھیجا تھا اُسکے وصول سے مغرز اور مباہی ہوا اور سہ شنبہ کے دن اٹھارھوین ماہ ذیقعدہ سنہ چھ سو دو ہجری مین تخت لاہور پر جلوس فرمایا پھر چند عرصہ کے بعد دہلی مین آیا اور تاج الدین یلدوز جیسا کہ چاہیے پنجاب کے درپے تسخیر ہو کر غزنین سے لاہور کیطرف کوچ پر کوچ روانہ ہوا اور وہان کے حاکم کو زیر کر کے متصرف ہوا سلطان قطب الدین جب اس معاملہ سے آگاہ ہوا مع لشکر دہلی پنجاب کیطرف متوجہ ہوا اور سنہ چھ سو تین ہجری مین درمیان فریقین کے آتش حرب افروختہ ہوئی طرفین نے لوازم شجاعت ظہور مین لاکر بچائے عاقبت الامر یلدوز منہزم ہو کر کرمان اور شبوران کی طرف بھاگا اور ریہاڑیون مین در آیا اور سلطان قطب الدین ایبک نے غزنین کے تخت پر جلوہ گر ہو کر داد عیش دی اور مے نوشی پر کمر باندھی مردم غزنین اسکی غفلت سے آگاہ ہوئے اور پوشیدہ سلطان یلدوز کے پاس ایلچی بھیجکر طلب کیا تاج الدین یلدوز اس دن کا امیدوار اور مع لشکر جرار تاخت کر کے غزنین پہنچا اور مستعد قتال ہوا سلطان قطب الدین ایبک حقیقت حال سے مطلع ہوا اور اپنا رہنا مناسب نہ جانکر سو رج سنگ کی راہ سے لاہور کیطرف گیا بیت چو سلطان سر انداز نباشد زمے ❊ فتد بیخ از سر شاخ تاج کے ❊ سلطان قطب الدین ایبک نے اس سبب سے کہ وفور بہت تاج الدین یلدوز کیطرف سے رکھتا تھا لاہور مین استقامت فرمائی اور عدل و داد و سخاوت مین دقات بسر کی خلائق کو مہد امن و امان مین نگاہ رکھا کہ ناگاہ سنہ چھ سو سات ہجری مین چوگان بازی کیوقت لاہور مین گھوڑے سے گرا اور زین کا کوہہ اُسکے سینہ پر اس زور سے لگا کہ جان برنہ آمد اسکے دولت کی نمخ دہلی سے آخر عمر تک متین رہی اور چند مہینے تھی از انجملہ چار برس دو شاہی مین گذرے اسکی سخاوت و جوانمردی اور شجاعت ہندوستان مین ضرب المثل ہے کہ

لاکھون روپیہ انعام فرماتا تھا اور مستحقون کو زیادہ اس سے جو حوصلہ مین سماوے عطا کرتا تھا اس سبب سے لقب اسکا لک بخش ہوا و اتابک اہل ہند اسکی جود و سخاوت پر مدح کرتے مین لک قطب الدین کہتے ہین لک اور لکھ بکاف عربی مفتوح مع الالف اور بدون الالف زمانہ کو کہتے ہین یعنی قطب الدین زمانہ اور یمین الدین کو ایک فضلاے عصر سے تھا اسکی مدح مین کہتا ہی قطعہ ؎ لک بخش لک تو در جہان آوردہ ؎ کان را لکھ تو کار یکان آوردہ ؎ از رشک لکف تو خون گوشہ دل کان ؎ وز لعل بہانہ در میان آوردہ ؎ جو سلطان قطب الدین ایبک کے سوا اور چار نفر غلامان امراے سلطان غیاث الدین سام سے مملکت ہندوستان مین تخت سلطنت پر متمکن ہوئے تھے ذکر انکا اس مقام پر مناسب دیکھا ذکر سلطان تاج الدین یلدوز کا

ارباب اخبار بیان کرتے ہین کہ سلطان معز الدین محمد سام غلامان ترک کے خریدنے اور انکی تربیت کرنے مین نہایت شغف رکھتا تھا اسواسطے کہ اسے ایک دختر کے سوا کوئی فرزند نصیب نہوا ایکروز ایک مصاحب گستاخ نے عرض کی کہ کیا خوب ہوتا جو آفریدگار عالم سلطان زمن کو پسران سعادت نشان کرامت فرماتا تو بعد حصول واقعہ ناگزیر صاحب تاج و تخت ہوتے سلطان نے اسکے درجواب ارشاد کیا کہ بادشاہونکے فرزند گنتی کے چند ہوتے ہین میرے کئی ہزار فرزند ہین میرے ارتحال کے بعد ممالک میرے نام پر کھینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا سلطان نے اپنی زبان فیض ترجمان سے فرمایا تھا ایک سلطان معز الدین کے غلام نے کہ مالک تاج و نگین ہوا وہ تاج الدین یلدوز ہے سلطان شہاب الدین نے اسے صغرسن مین تربیت کیا تھا جو کہ صاحب اخلاق پسندیدہ و اوصاف حمیدہ تھا اور حلیہ جمال باکمال سے بھی آراستہ تھا سلطان نے اسے قرب خدمت مین اختصاص دیکر مرتبہ اسکا بزرگ کیا اور اپنی عنایات بیغایات سے تمام بندون پر ممتاز فرمایا اور جب مرتبہ امارت مین پہونچایا کرمان اور شیوران اسکی وجہ جاگیر مین مرفوع القلم کیا جسوقت سلطان نے لصد فتح ہندوستان کرمان مین نزول اجلال اور حلول اقبال فرمایا ملک تاج الدین یلدوز نے تمام امراکی ضیافت کی اور ایکہزار کلاہ و قبا خلعت دیے اور علاوہ اسکے تمام لشکر حشم کو ہر شخص کی لیاقت اور عزت کے موافق انعام فرمایا اور اسکی دو بیٹیان تھین ایک بیٹی سلطان کے حکم سے سلطان قطب الدین ایبک کے حبالہ نکاح مین تھی اور دوسری بیٹی ملک ناصر الدین قباچہ کے عقد نکاح مین منعقد کی تھی اور نیز سلطان تاج الدین یلدوز کے دو فرزند تھے ایک معلم کے سپرد کیا تھا معلم نے بقصد تادیب ایک تازیانہ اٹھایا کہ اسکے سر پر مارا جو کہ اس طفل کی اجل آپہونچی تھی اسی ضرب سے آناً فاناً مین وفات پائی مضمون اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون کا واقع ہوا جب یہ خبر جہرت اثر سلطان تاج الدین یلدوز کو پہونچی معلم کو خرچ دیکر رخصت کیا اور فرمایا کہ جبتک لڑکے کی ان کو خبر پہونچے آپ راہ اخفا پوشیدہ ہو کر سفر اختیار کرین بس یہ حکایت ایک دلیل واضح ہے اسکی حسن سیرت پر شرح کی حاجت نہین مختصر الغرض سلطان معز الدین آخر ایام سلطنت مین جب کرمان مین آیا ملک تاج الدین یلدوز کو کسوت خاص سے مخصوص کیا اور اسے سپاہ کا نشان عنایت فرمایا اور اسکے دل مین یہ تھا کہ سلطان کے مرنیکے بعد سلطنت و ولایت غزنین یعنی ۶۰۲ھ سے ہو جب سلطان نے وفات پائی ملوک اور امراے غور کی یہ مرضی تھی کہ سلطان محمود بن سلطان غیاث الدین محمد بن سام کو گرم سیر کی حدود سے طلب کر کے تخت عم پر جلوس دین یہ امر قلمبند کر کے سلطان محمود کو عرضداشت کی سلطان محمود نے اسکے درجواب لکھا کہ مجھے اپنے باپ کا تخت فیروزہ کوہ بہت پسند ہے سلطان تاج الدین یلدوز کو خلعت بھیجکر اور خط آزادی دیکر غزنین کا تخت عنایت فرمایا چنانچہ اس فرمان کے موافق ملک تاج الدین یلدوز نے تخت غزنین پر اجلاس کیا اور اس ممالک کو اپنے قبضہ مین لاکر حکومت مین مشغول ہوا من بعد لاہور کے تسخیر کا آہنگ کر کے لشکر کشی کی جانب ہندوستان کی اور سلطان قطب الدین ایبک سے حدود پنجاب مین حرب و ضرب کے

منہزم ہوا اور غزنین سلطان قطب الدین ایبک کے تصرف مین آیا اور چند عرصہ کے بعد جیسا کہ مذکور ہوا پھر سلطان تاج الدین یلدوز کیطرف عود کیا اور ایک بار سلطان محمود کی ملک کیواسطے ہرات پر لشکر بھیجکر وہان کے بادشاہ غرالدین حسین جہنبل پر غالب ہوا اور ایکبار تبہ سیستان کیطرف لشکر لیگیا اور سیستان کو بھی محاصرہ کرکے سیستان کے بادشاہ سے صلح کی اور معاودت کیوقت اثنائے راہ مین ملک نصیر الدین حسین میر شکار نے مخالفت کرکے محاربہ کیا اور شکست کھائی اور چندمدت کے بعد جب غزنین خوارزم شاہ کے تصرف مین آیا اور تاج الدین یلدوز کرمان اور شیوران مین داخل ہوا اور اس ملک پر قناعت نکرکے تمامی ہندوستان لینے کی خواہش کی اور فوج کشی کرکے سلطان شمس الدین التمش سے حدود ترائولی مین مصاف کیا اور گرفتار ہوا اور قید مین مرگیا اسکی حکومت کی مدت نو برس ہے ناصر الدین قباچہ کا احوال متعاقب حکام سندھ مین تحریر ہوا ہے اختیار الدین محمد خلجی کے واقعات متعاقب سلاطین بنگالہ مین مفصل مسطور ہونگے فوکر بہاؤ الدین طغرل کا یہ بھی بندگان کبار اور امرائے نامدار سلطان عزالدین محمد سام سے تھا اوصاف حمیدہ واخلاق پسندیدہ سے وہ بھی ممتاز تھا کہتے ہین جب سلطان عزالدین محمد بن سام نے قلعہ تھنگر کو فتح کیا اور بہاؤ الدین طغرل کے تفویض فرماکر قلعہ گوالیار کیطرف متوجہ ہوا دیکھا کہ فتح اسکی بجز قہر متشکل ہے پھر اپنے دلمین ارادہ کیا کہ اول ایکدت اس قلعہ کو محاصرہ کرکے اہالی حصار پر کام تنگ کرے اور فتح کرے اجہ گوالیار نے سلطانکے اندیشہ پر آگاہی پائی ملازمت مین حاضر ہوا اور پیشکش و نذر گذران کر سلطان کو اس ارادہ سے باز رکھا لیکن طغرل نے سلطانکے غزنین کی مراجعت کے بعد ولایت بیانہ مین ایک قلعہ بناکر کے وہان سکونت اختیار کی اور ہمیشہ گوالیار کیطرف سوار ہوکر اس نواح مین تاخت کرتا تھا اور سبب تاخت کا یہ تھا کہ سلطان نے گوالیار سے مراجعت کیوقت ملک بہاء الدین طغرل سے فرمایا تھا کہ جب یہ قلعہ مفتوح ہوگا اسکی حکومت تجھے مقرر ہوگی اور جو اُن سواریون اور تاخت وتاراج سے کوئی نتیجہ اور فائدہ حاصل نہوا لاعلاج ہوکر گوالیار سے دو فرسنگ پر ایک قلعہ محکم بنا فرمایا اور اپنی جمعیت سے ہمیشہ وہان استقامت کرکے تاخت اور محصورون کے عاجز کرنے مین کوشش کرتا تھا یہانتک کہ مدت ایک سال منقضی ہوئی اہل قلعہ عاجز ہوکر پھر ایلچی مع تحف و ہدایا سلطان قطب الدین ایبک کے پاس بھیجکر قلعہ اُسکے تفویض کیا بس امرومیان سلطان قطب الدین ایبک اور ملک بہاء الدین طغرل کے باعث عداوت ہوا قریب تھا کہ طرفین سے فوج کشی ظہور مین آوے اور آتش جدال و قتال مشتعل ہو اتنے مین ہادم اللذات یعنی ملک الموت دو اسپہ ملک بہاء الدین طغرل کے سر پر تاخت لایا بے تحریک سیف و سنان ایسے معاملہ عظیم نے تصفیہ پایا قلعہ سلطان کوٹ ملک بہاء الدین طغرل کے آثار اور علامات سے ہوئے ذکر آرام شاہ بن قطب الدین ایبک ارباب خبرت اور اصحاب فطنت نے گوہر سخن کو یون سلک بیان مین کھینچا ہے کہ آرام شاہ نے سلطان قطب الدین ایبک کے واقعہ ناگزیر کے بعد امرائے دہلی کے اتفاق سے تخت سلطنت پر تقدم رکھا لیکن اسکی عدم قابلیت سے ابھی ایک سال نہ گذرا تھا کہ ناصر الدین قباچہ سندھ کیطرف سے اُچ ملتان اور اوچہ و بہکر و شیوران پر متصرف ہوا اور حکام خلج نے بنگالہ مین دم استقلال مارا اور بعض راجاؤن نے بھی سرحدون مین فتنہ و فساد کی آگ روشن کی اسواسطے امیر علی اسمٰعیل اور امیر داؤد دہلی اور ایک جماعت امرا نے اتفاق سے سرمنہ ہوئی اور ایلچی پاس ملک شمس الدین التمش کے جو بندہ اور داماد اور متبنیٰ سلطان قطب الدین ایبک اور بداؤن کا حاکم تھا بھیجکر سلطنت کے اجلاس کی استدعا کی وہ اپنی جمعیت کو لیکر دہلی مین آکر قابض و متصرف ہوا آرام شاہ نے جب امیر علی اسمٰعیل اور ملک شمس الدین التمش کی توجہ سے آگاہی پائی شہر سے نکلگیا اور دہلی کے اطراف مین جاکر اپنے باپ کے امرا اور سپاہ کو طلب کیا اور اُنکی تسلی کرکے جمعیت خوب سے دہلی آیا ملک شمس الدین التمش دہلی کے صحرا مے ظاہر پر صف آرا ہوا اور حرب مین مشغول ہوکر آرام شاہ کو منہزم کیا پھر استقلال تمام سے ہندوستان کا بادشاہ ہوا

آرام شاہ کی مدت سلطنت ایک سال بھی نہ پہونچی تھی ذکر خان سکندر منش سلطان شمس الدین التمش انار اللہ برہانہ و برد مرقدہ کا۔ کتاب طبقات ناصری ساتھ اسکے ناطق ہو کہ سلطان شمس الدین التمش بزرگ از اوگان ترکان فراختائی سے ہوا اور اسکا باپ قبیلہ البری سے ہو ساتھ ایلم خان کے شہرت رکھتا تھا اور خیل حشم اور تابعین کی کثرت سے تمام عصرین مشہور و معروف تھا اور بھائی اسکے اور بقولے بھتیجے اسکے حسن کیاست اور خوبی فراست پر اسکے حسد و رشک لیگئے بزبان حال مضمون آیہ کریمہ قالوا یابانا مالک لاتامنا علے یوسف و انا لہ لناصحون ارسلہ معنا غدا یرتع ویلعب گوش بدر مین پہونچایا اور حضرت یوسف کے مانند اسے گلہ اسپان کی سیر اور رجا فروان شکاری کے بہانہ سے بدر کے حجرۂ عطوفت سے جدا کیا اور اسکی خرد سالی پر رحم نہ کھایا شیوہ بیوفائی کا اختیار کر کے ایک تاجر کے ہاتھ بیچا سوداگر اُسے بخارا مین لیگیا اور صدر جہان بخاری کے ایک غریز کے ہاتھ فروخت کیا اور چند مدت اسکے مکان مین انواع پرورش اور اقسام تربیت پائی من بعد حسب تقدیر حاجی بخاری نام ایک سوداگر نے اُسے خرید کیا اور اُسنے حاجی جمال الدین چست قبا کے ہاتھ بیچا اور حاجی جمال الدین اُسے غزنین مین لیگیا چونکہ اندونون مین کوئی ترکیب سے زیادہ حسین اور عقیل غزنین مین نہ پہونچا تھا اسکا تذکرہ سلطان معز الدین محمد سام کی خدمت مین عرض کیا سلطان نے اسکی قیمت مشخص کرنیکا حکم دیا ایک غلام اور ایک نام اُسکے ہمراہ تھا چنانچہ ہر ایک کے لیے ہزار دینار رکنی قیمت تجویز کی سلطان نے فرمایا تم یکہزار دینار رکنی پر دونون کو خرید کر لے جاؤ سکار اضی ہوا سلطان نے حکم دیا کہ کوئی شخص انھین نہ خریدے حاجی جمال الدین سال بھر غزنین مین رہا کوئی گاہک خریدار نہوا دونون غلام ہمراہ لیکر بخارا گیا اور پھر غلامون کو ساتھ لیے غزنین مین پانچ سال وزا قامت کی لیکن خریدار انکی حکم سلطانی کی وجہ سے آدمیون پر دشوار تھی یہانتک کہ سلطان قطب الدین ایبک راجہ نہروالہ کی شکست کے بعد ملک ضیاء الدین خرمیل کے ساتھ غزنین مین آیا اور احوال التمش کا سنکر سلطان سے اُسکے خریدنے کی اجازت چاہی سلطان نے فرمایا کہ چونکہ مین نے منع کیا ہو کہ کوئی انھین نہ خریدے لہذا انکی خرید و فروخت غزنین مین واجب نہین وہ بہانے ہی مین لیجا کر بیچے غرضکہ جسوقت سلطان قطب الدین ایبک نے غزنین سے معاودت کی نظام الدین وزیر کو بعضے مہمات کیواسطے وہان چھوڑا اور حکم دیا کہ حاجی جمال الدین چست قبا کو ہمراہ لاوے جب وہ لایا سلطان قطب الدین ایبک نے دونون ترک بچہ یعنی التمش اور ایک کو ایک لاکھ جیتل کو خرید لیا ایبک کا طغاج نام رکھکر بھشنڈہ کا امیر کیا چنانچہ وہ سلطان تاج الدین یلدوز کی جنگ مین کہ سلطان قطب الدین ایبک کے ساتھ واقع ہوئی تھی ہاتھ آگیا اور التمش کو کہ دوسرا نام رکھتا تھا ساتھ التمش کے موسوم کیا اور اپنا فرزند بنایا اور اپنے قرب سے مخصوص کر کے میر شکار کیا اور گوالیار مفتوح ہونیکے بعد حکومت وہانکی اُسے عنایت فرمائی اسکے بعد بران اور تواح اسکی جاگیر برابر بدایون کی حکومت پر فائز ہوا جب سلطان معز الدین محمد سام فتنہ کہکران کی تسکین کیواسطے ہند مین آیا اور سلطان معز الدین کے حسب الحکم سلطان قطب الدین ایبک بھی اپنا لشکر لیکر پنجاب گیا التمش بدائون کی فوج سے سلطان قطب الدین ایبک کی خدمت مین حاضر ہوا اور چونکہ شیوۂ دلاوری و مردانگی مین سرآمد روزگار رکھتا آتش کارزار کے اشتعال کیوقت مسلح اور مکمل ہوکر حرب پر آمادہ ہوا اور گھوڑا پانی مین ڈالکر کہکران سے لڑا اور انھین شکست دیکر بارہ ہزار مرد مقاتل انکی طرف کے قتل کیے سلطان معز الدین جو انمردی اور کاربرداری اسکی مشاہدہ کر کے نہایت محظوظ ہوا تشریف خسروانہ اور انعام شاہانہ سے اسے ممتاز فرمایا اور سلطان قطب الدین ایبک سے اُسکی پرورش اور تربیت کے بارہ مین سفارش کی اور خط آزادی لکھوا کر اُسے بند غلامی سے آزاد کر دیا پھر التمش رفتہ رفتہ مرتبہ بمرتبہ امیر الامرائی کے درجہ کو پہونچا اور سلطان قطب الدین ایبک کی تین بیٹیان تھین ایک کو التمش کے عقد نکاح مین لایا اور دو بیٹیان ایک کی چھوٹنے کے بعد دوسری ناصر الدین قباچہ کے سلک ازدواج مین منضمین

جب سلطان قطب الدین ایبک نے لاہور مین انتقال کیا التمش امیر علی اسمعیل سپہ سالار اور امیر داود و پیلی اور دیگر اعیان مملکت کی استدعا سے باجمعیت و لشکر بداؤن دہلی مین آیا اور اسپر متصرف ہوا اور لقب اپنا سلطان شمس الدین رکھا اور سنہ چھ سو سات ہجری مین تخت سلطنت پر متمکن ہو کر اکثر ملوک و امرائے قطبی کو مرحمت احسان و رعایات کرکے مطیع کیا لیکن حاجی الدبیر کے سردار یعنی خاصہ خیل نے کہ سرور ترک تھا بعضے امرائے غوری اور قطبی سے موافقت کرکے اطراف دہلی مین جمعیت کی اور ترکونکی فوج خونخوار لیکر موقف کارزار مین آیا سلطان شمس الدین اسکے مقابل آکر جنگ مین مشغول ہوا جو اسکا چراغ دولت نور تائید الٰہی سے روشنی قبول کیے ہوے تھا فوج مخالف سے آ قسنقر اور فرخ شاہ جو سردار نامی ترکونسے تھے مارے گئے اور نیز جاہ اراتیکن کے بعضے امرا سے بھاگا اور مدت تعلیل مین وہ سب حلقہ تیغ اسلام ہوے میدان اسکی سلطنت کا اہل فتنہ کے خس خاشاک سے پاک ہو ہیبت ہیبا و تیز و تعقیل اسکی نکبخت و کفلندن مقبلان ہست سخت ۔ اس عرصہ مین قصبہ جاور کا حاکم کہ اڈیسہ نام رکھتا تھا باغی ہو کر ادائے مال واجب مین سستی کرنے لگا شمس الدین التمش اسطرف لشکر کش ہوا پھر اڈیسہ کو مطیع کرکے اور پیشکش لیکر باز گشت کی اسکے بعد سلطان تاج الدین یلدوز حاکم غزنین کا شاہ تھا ہاے مراتب چھتر اسکے پاس بھیجا شمس الدین التمش نے حاکم غزنین کی عزت کا لحاظ کرکے قبول کیا لیکن چند عرصہ کے بعد جب سلطان تاج الدین یلدوز لشکر خوارزم سے منہزم ہو کرمان اور شیوران گیا ملک ہندوستان کی طمع کرکے سنہ ۶۱۲ چھ سو بارہ ہجری مین پہلے ولایت پنجاب اور تھانیسر پر متصرف ہوا اور ایلچی شمس الدین التمش کے پاس واسطے ایسے امور کے جو عزت سلطنت کو ضائع کرین روانہ کیا سلطان شمس الدین التمش طیش مین آیا اور لشکر کثیر اپنے ہمراہ لیکر فوج کش ہوا ٹراین کے حدود مین فریقین سے جنگ عظیم ہو کر شدید واقع ہوا سلطان تاج الدین یلدوز بھاگ گیا اور اکثر سردار اسیر ہوے تائید الٰہی سے فتح و نصرت سلطان شمس الدین التمش کے قرین حال ہوئی اور ناگاہ تاج الدین یلدوز بھی گرفتار ہوا اسے مقید کرکے دہلی مین لایا اور بداؤن مین بھیجکر قید کیا یہانتک کہ قید خانہ مین اجل طبعی یا قہر سے ہلاک ہوا اور سنہ ۶۱۴ چھ سو چودہ ہجری مین سلطان شمس الدین التمش اور ملک ناصر الدین قباچہ سے کہ یہ بھی سلطان قطب الدین ایبک کا داماد تھا انقطاع لاہور اور حوالی منصورہ بہ آب جناب کے ساحل پر جنگ واقع ہوئی وہان بھی سلطان شمس الدین التمش فتحیاب ہوا اور سنہ ۶۱۵ چھ سو پندرہ ہجری مین سلطان ناصر الدین قباچہ سے اور ملوک خلجی سے جو غزنین کے اطراف مین تھے اور مضافات سند پر تاخت لاتے تھے جنگ واقع ہوئی ناصر الدین قباچہ غالب آیا اور خلجی سلطان شمس الدین التمش کے پاس پناہ لائے سلطان نے ناصر الدین قباچہ پر حملہ کیا اور جو ہزیمت کے بعد اسے بھی شکست دی جب وہ اپنی مملکت کے اطراف مین بھاگا سلطان دہلی مین آیا اور سنہ ۶۱۸ چھ سو اٹھارہ ہجری مین سلطان جلال الدین خوارزم شاہ چنگیز خان سے منہزم ہو کر لاہور مین آیا سلطان شمس الدین التمش لشکر کثیر سے مقابل گیا سلطان جلال الدین تاب مقاومت نہ لایا سندھ اور ہندوستان کی طرف بھاگا پھر اسکو ناصر الدین قباچہ کے ساتھ مناقشہ اور خرخشہ واقع ہوا آخر قباچہ ہانسے براہ بکھر اور مکران ہو کر بھاگ گیا اور تاریخ نظام الدین احمد بخشی اور بعض کتب تواریخ سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ سلطان جلال الدین ہندوستان مین ناصر الدین قباچہ کے غرق ہونے کے بعد آیا تھا ظاہر ابہ روایت صحت نہین رکھتی چنانچہ آیندہ معلوم ہوگا اور سنہ چھ سو بائیس ہجری مین سلطان شمس الدین التمش نے لشکر لکھنوتی اور بہار کیطرف کھینچا اور سلطان غیاث الدین خلجی کو جسکا ذکر علیحدہ آویگا اور جسنے تسلط تمام پیدا کیا تھا حلقہ اطاعت مین لایا اور سکہ و خطبہ اپنے نام جاری کیا اور اڑتیس زنجیر فیل اور اسی ہزار تنکہ نقرہ اس سے لیے اور اپنے بڑے بیٹے کو سلطان ناصر الدین خطاب دیکر ولایت لکھنوتی کہ ممالک بنگالہ سے ہو اسے سپرد کیا اور چترو دوربا ش دیکر بلدہ اودھ مین اسے چھوڑا اور خود دار الملک دہلی کی سمت مراجعت فرمائی سلطان ناصر الدین نے غیاث الدین خلجی سے جنگ کرکے اسے قتل کیا اور غنیمت وافر وہان سے دستیاب کرکے اکثر خوبان روشناس دہلی کو ساتھ انعام اور

تحفہ کے یاد کیا اور روایت صحیح یہ ہے کہ سلطان شمس الدین التمش نے ناصر الدین قباچہ پر فوج کشی کی اور وہ حصار اوچہ کو محکم کر کے قلعہ غنکر کیطرف بھاگا اور سلطان شمس الدین نے نظام الملک وزیر جنگ کو ناصر الدین قباچہ کے تعاقب کیواسطے تعین کیا اور خود اوچہ کے محاصرہ مین مشغول ہوا اور دو مہینے بیس روز کی مدت مین فتح کر کے حوزۂ تصرف مین لایا جب قلعہ اوچہ کے مفتوح ہونیکی خبر ناصر الدین قباچہ کو پہونچی اپنے فرزند علاء الدین بہرام شاہ کو سلطان کیخدمت مین بھیجکر صلح کا طالب ہوا ہنوز کلام صلح ناتمام تھا کہ یہ خبر پہونچی کہ سلطان ناصر الدین قباچہ جو ہرلسان پر کہ بقصد گریز کشتی مین سوار ہوا تھا بطریق اجل کے طوفان سے دریا مین غرق ہوا پھر ۶۲۳ھ چھ سو تیئیس ہجری مین رن تھنبور پر لشکر کشی کر کے اُس قلعہ کو بھی مفتوح کیا اور ۶۲۴ھ چھ سو چوبیس ہجری مین بعزیمت قلعہ سندہ لشکر کش ہوا اور اس قلعہ کو بھی مع جملہ مواللک اپنے قبض و دخل مین لایا ہیرو حانی کہ اُس عہد کے افاضل سے تھا چنگیز خان کے حادثہ مین بخارا سے دہلی آیا تھا اور ان فتوحات کی تہنیت مین اشعار بہت کہے تھے اُنمین سے یہ ابیات ہین فنظم خبر بابل سایر و جبرئیل امین ۔ نزد نمایہ سلطان عہد شمس الدین ۔ کہ ای ملاذ کہ قدس آسا نہاد را ۔ بدین بشارت بندہ بدکلہ و آئین ۔ کہ از بلاد سوالک شد منشہ اسلام ۔ کشاد یارد گر قلعۂ سپہر آئین ۔ شہ مجاہد و غازی کہ دست تیغش را ۔ روان حیدر کرار میکند تحسین ۔ اور ۶۲۵ھ چھ سو پچیس ہجری مین عرب کے ایلچی خلافت کا لباس سلطان شمس الدین کیواسطے لائے سلطان بھی شرط اطاعت ادا کرنے جیسا کہ چاہیے بجا لایا اور عباسیون کا لباس پہنکر بہت خوش ہوا اکثر امرا کو خلعتون سے مخلع فرمایا اور شہر کو آئین بندکر کے قبے بنکالے اور نقارہ خوشی کا بجایا پھر اُسی سال خبر وفات شاہزادہ سلطان ناصر الدین لکھنوتی کے حاکم کی پہونچی سلطان شمس الدین التمش نہایت غمگین ہوا اور شرائط تعزیت بجا لایا اور نام اسکا اپنے چھوٹے فرزند پر چھوڑ کر اُس سے موانست پکڑی اور ۶۲۷ھ چھ سو ستائیس ہجری مین لشکر لکھنوتی کیطرف روانہ کر کے جو قصہ کہ سلطان ناصر الدین کی وفات کے بعد قائم ہوا تھا دفع کر کے تسکین دی اور لکھنوتی عزت الملک ملک علاء الدین غلجی کے سپرد کیا اور خود دار السلطنت دہلی مین سعادت فرمائی اور ۶۲۹ھ چھ سو انتیس ہجری مین گوالیار کیطرف عزیمت کی اور سبب عزیمت کا یہ تھا کہ گوالیا مسلمانون کے قبضہ سے نکل گیا تھا بیس روز اس قلعہ کو محاصرہ کر کے متحصنون پر کام تنگ کیا پھر وہ جو اس قلعہ کا والی تھا شب کو بھاگ گیا اور قلعہ سلطان کے تصرف مین آیا اور بندی کثرت سے ہاتھ آئی اُن سب مین سے تین سو پر سیاست کی اور ملک تاج الدین ریزہ جو ممالک کا منشی تھا اُسنے اس قلعہ کے فتح ہونیکی رباعی کہی اور ایک چھپر کندہ کرا کے قلعہ کے دروازہ پر نصب کی وہ رباعی یہ ہے رباعی ۔ ہر قلعہ کہ سلطان سلاطین بگرفت ۔ از عون خدا و نصرت دین بگرفت ۔ آن قلعۂ گوالیار را کہ حصین ۔ در ہفتہ ایام سنہ ثلاثین بگرفت ۔ پھر ۶۳۰ھ چھ سو تیس ہجری مین ولایت مالوہ کیطرف یورش فرمایا اور قلعہ بھلسیہ کو مسخر کر کے شہر اجین کو بھی زیر نگین کیا اور تنجانہ مہاکال جو شمال تنجانہ سومنات کے تھا اور تین سو برس کے عرصہ مین تعمیر ہوا تھا اور قلعہ کی طرح نہایت مستحکم اور سنگین تھا اور اُسکی دیوار کی بلندی سو گز تھی اُسے بیخ و بن سے کھود کر خراب و ویران کیا اور بکراجیت کی مورت جو اُجین کا بادشاہ تھا اور اہل ہند اب تک اُسکی تاریخ لکھتے ہین مع سنگ مہاکال اور چند مورتین اور پنج دھنج یعنی کانسے سے ڈھالین تقریبًا اُٹھا کر دہلی کی جامع مسجد کے دروازہ کے آگے زمین مین گاڑدین تا خلائق کی ٹھوکرون پڑین پھر دوسری مرتبہ ملتان کی طرف فوج کشی کی لیکن یہ سفر نامبارک ہوا یعنی مرض الموت سہ طاری ہوا ضعف و ناتوانی نے غلبہ کیا عیان السلطنت عماری مین بٹھا کر دہلی مین لائے چنانچہ شعبان کی بیسویں تاریخ ۶۳۳ھ چھ سو تینتیس ہجری مین عالم عقبیٰ کی طرف راہی ہوا و مرحوم خواجہ قطب الدین بختیار رحمۃ اللہ علیہ کہ جامع شیخ فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد تھے تحریر ہے کہ سلطان کو ایک حوض تیار کرنیکی خواہش ہوئی اور اُس حوض کیلئے مناسب تعین کرنے کے واسطے خواجہ کی خدمت مین حاضر ہو کر استصواب کیا سلطان سوار ہو کر ہر قلعہ و زمین سے گذر کرتا تھا یہانتک کہ

اس مقام مین کہ جہان حوض شمسی واقع ہی بہ بنجا اس زمین کو پسند فرمایا پھر شرف سلطان نے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ سرور ما بنیا علیہ من الصلوۃ افضلہا اس سرزمین مین خوش پر ایستادہ ہین اور فرماتے ہین کہ شمس الدین کیا چاہتا ہی سلطان نے عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مین حوض تعمیر کیا چاہتا ہون آپ نے ارشاد کیا اس مقام مین تیار کر چنانچہ اسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خوش نے اس سرزمین پر ٹاپ ماری ایک چشمہ آب نے جوش مارا پھر سلطان خواب سے بیدار ہوا اور باقی شب کچھ رات باقی تھی کہ سلطان خواجہ قطب الدین بختیار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور واقعہ کو بیان کیا خواجہ قدس سرہ فرماتے ہین کہ سلطان مجھے اس سرزمین پر لیگیا اور مین نے چراغ کی روشنی سے دیکھا کہ اس مقام مین ایک چشمہ آب جوش شان ہی یہ حکایت بقدر بڑے تغیر سے مقالہ مشائخ مین مذکور ہوا ہے تحریر ہوئی ہا اور یہ روایت سلطان شمس الدین التمش سے مروی ہی کہ مین جسوقت بخارا مین تھا میرے صاحب نے ایک قراضہ زر مجھے انگور خریدنے کے واسطے دیکر بازار بھیجا راہ مین وہ قراضہ میرے ہاتھ سے گر پڑا اور گم ہوا مین مالک کے خوف سے رونے لگا ناگاہ ایک درویش نے اس حال سے واقف ہو کر قدرے انگور خرید کر میرے حوالہ کئے و تاکید مجھے فرمایا کہ خبردار جب تخت سلطنت پر تمکن ہو کر تاج شاہی زیب سر کرنا فقرا و اہل خیر سے نیکی کرنا اور انکے حقوق نگاہ رکھنا و سر نہ پھیرنا اسی زمانہ مین کہ سلطان شمس الدین بغداد مین دل رقیب مین تھا اسکے مالک کے مکان مین فقرا کی ایک جماعت نے مجلس سماع کی تھی اور آگ سننے کا ذوق کہ اہل اللہ کو ہوتا ہی مشغول تھے سلطان شمس الدین التمش اس مجلس مین تمام رات انکی خدمت مین دست بستہ حاضر شمع کا سر گلگیر سے کاٹتا تھا اور قاضی حمید الدین ناگوری کہ اس مجلس کے عائد سے تھا جب درویشون کو سلطان شمس الدین التمش کی خدمت پسند آئی نظر لطف اسپر ڈالی حق سبحانہ تعالی نے اس نظر کی برکت سے اسے درجہ سلطنت پر فائز کیا غرض مدت مدید کے بعد جب سلطان شمس الدین التمش نے تخت سلطنت پر اجلاس کیا قاضی حمید الدین ناگوری ہندوستان آئے اور دہلی مین بارشاد سلطان مشغول تھے ہمیشہ آنکی محفل مین درویش راگ اور موقتین سنکر حال قال مین آتے تھے اور دو شخص علما و ظاہری نے کہ ایک کا نام ملا عماد الدین اور دوسرے کا ملا جلال الدین تھا سماع کا انکار کر کے سلطان کو اسپر آمادہ کیا کہ قاضی کو سمع سے منع کرے چنانچہ سلطان نے قاضی کو طلب کیا اور اعزاز و اکرام سے بٹھایا بھر اُن دونون ملا نے قاضی سے سوال کیا کہ سماع حلال ہی یا حرام قاضی نے کہا اہل قال پر حرام اور اہل حال پر حلال ہی اسکے بعد سلطان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ آپکو یہ اختیار ہا یا ہوگا کہ ایک شب کو درویشان اہل حال راگ سنتے تھے اور آپ اپنے مالک کے حکم سے اُن اہل مجلس کی خدمت مین حاضر ہو کر شمع گل لیتے تھے درویشون نے ترحم سے آپ پر نظر کیمیا اثر ڈالی اُسکی برکت سے آپکو یہ سلطنت نصیب ہوئی سلطان وہ بات یاد کر کے اشک بنی آنکھون مین بھر لایا اور حالت رقت مین قاضی کو اپنے پاس بٹھا کر نوازا اور سلطان اسکے بعد سماع سے لذت اٹھاتا اور درویشون کے نفس نفیس کا معتقد رہتا تھا اور طاعت و عبادت کا مولع تھا ہر ایک جمعہ کو جامع مسجد مین جاتا اور فرائض و نوافل کے ادا مین قیام کرتا تھا الحاصل زمانہ کہ ملطان دہلی کا سزاوار تھا اس امر سے نہایت غضب مین آیا اور ملحدون سے اتفاق کر کے آسیمین دار و مدار کیا کہ سلطان کو عین ادائے نماز مین کہ خلائق اپنے حال مین مشغول ہون قتل کرے غرض جمعہ کے روز اجماع کر کے حربہ اٹھا کر مسجد مین آئے اور تیغین کھینچکر چند اشخاص کو شہید کیا حق سبحانہ تعالی نے سلطانکو ان اشرار کے شر سے نجات بخشی اور خلقت واقف ہو کر دیوار ون اور کوٹھون پر چڑھ گئی اور اُس گروہ سفاک کو زخم سنگ و تیر سے خاک ہلاک پر ڈالا اور جہان کو اُس موذی خلائق کے وجود سے خالی کیا اور سلطانکی آخر عمر مین فخر الملک عصامی وزیر بغداد کا جو تیس برس سے اس بلدہ مین وزارت کے منصب پر اشتغال رکھتا تھا اور فضائل صوری و کمالات معنوی مین مشہور تھا ساتھ کسی سبب کے اسباب دنیوی سے کہ جو مایہ رنجش و ملال خاطر ارباب دولت ہتا ہی دانستہ جدا ہو کر دہلی مین آیا سلطان اُسکا

آنا غنیمت سمجھکر باعزاز واکرام تمام شہر مین لایا اور منصب وزارت پر منصوب فرماکر اسکے حق مین مراحم خسروانہ مبذول فرمائین اور منجملہ فضلا اور اہل انشا سے نورالدین محمد عوفی بھی سلطان شمس الدین التمش کے عہد دولت مین دہلی مین قیام رکھتا تھا جسنے کتاب جامع الحکایات اسکے وزیر نظام الملک محمد بن ابی سعید جنیدی کے نام سے لوح بیان مین تحریر کی سلطان شمس الدین التمش کی مدت سلطنت چھبیس برس تھے

ذکر رکن الدین فیروزشاہ بن شمس الدین التمش کی سلطنت کا - متون کتب تواریخ مسطور ہے کہ ۶۲۳ھ چھ سو چھبیس ہجری مین سلطان شمس الدین التمش نے چترتودہ رباش سلطان رکن الدین کو دیگر پسران سے زیادہ عنایات فرمایا اسکے بعد گوالیار فتح کرکے دارالسلطنت دہلی مین مراجعت کی بھر امور کی بھی سرداری اسے دیکر صاحب حشمت و شوکت کیا اور جب وفات کر اسکا باپ ہندوستان کے سفر سے بازگشت کرکے مرگیا وہ دہلی مین تھا سہ شنبہ کے دن ۳۰ شعبان ۶۳۳ھ چھ سو تینتیس ہجری مین تخت دہلی پر جلوس فرمایا اور اعیان سلطنت و ارکان مملکت لوازم نثار و مراسم ایثار بجالائے شعرا نے قصائد اور تہنیت مین موزون کیے اسکے صلہ مین شاہ نے نوازش فرمائی انمین سے ملک تاج الدین ریزۂ دبیر نے ایک قصیدہ طویل گذران کا انعام شاہانہ پایا یہ ابیات اسمین سے ہین

نظم مبارکباد ملک حاودانی ٭ ملک را خاصہ در عہد جوانی ٭ امین الدولہ رکن الدین کہ آمد ٭ ورش ازمین چون رکن یمانی لیکن سلطان رکن الدین تخت پر اجلاس کرتے ہی عیش و طرب مین مشغول ہوا امور سلطنت سے دست کش ہوا خزائن قیطی اور شمسی جو تھے اکثر گانے والون اور سخیون پر صرف کئے مہام جہانبانی کی لگام اپنی والدہ کے ہاتھ مین جو کنیز ترکیہ تھی چھوڑی وہ اپنے مقصدون کو پہونچی اتنی عورتین حبیل کو سلطان شمس الدین کے عقد نکاح مین تھین انکو بفضیحت تمام قتل کیا اور کنیزان ترک صاحب اعتبار شمسی کو بسوائی لاکھام پہونچائی اور سالہا سال کارخانہ جو دلمین مین رکھتی تھی اسکا انتظام کیا اور سلطان کے چھوٹے بیٹے کو جسکا نام قطب الدین تھا اس بدبخت نے ناحق ہلاک کیا ان سانحون کے وقوع سے جو ظلم صریح تھا رکن الدین فیروزشاہ سے صغیر و کبیر اور وضیع و شریف کا دل متنفر ہوا اور شاہزادہ غیاث الدین محمد نے جو اسکا چھوٹا بھائی ولایت اودھ کا فرمانروا تھا مراجعت کا پھیرا اور خزانہ لکھنوتی کو جو دہلی مین لیے جاتے تھے چھین لیا اور ملک اعزالدین محمد سالار جو بہائین کا صاحب صوبہ تھا اور ملک علاءالدین شیرخانی حاکم لاہور اور ملک اسدالدین کبیرخانی والی ملتان اور ملک سیف الدین کوچی ناظم ہانسی نے آپسمین مراسلات کرکے نشان مخالفت کا بلند کیا سلطان رکن الدین فیروزشاہ نے انکے دفع کیواسطے مع لشکر کثیر دہلی سے کوچ کیا اور کیلوکھری مین نازل ہوا اور میان اس حال کے نظام الملک محمد جنیدی جو وزیر مملکت تھا فیروزشاہ کے خوف و ہراس سے کیلوکھری سے بھاگ کر قصبۂ کول مین گیا اور ملک اعزالدین محمد سالار سے جا ملا پھر یہ سب اتفاق کرکے لاہور مین گئے اور جس حدود کے ملوک کے پاس پہونچکر متفق اللفظ والمعنی ہوئے اور سلطان رکن الدین اس فساد کے دفع کیواسطے پنجاب کیطرف متوجہ ہوا جب منصورپور کی حوالی مین پہونچا تمام امراجو اسکے ہمراہ تھے مثل تاج الدین اور ملک محمد وہیرا اور بہاءالدین حسن اور ملک کریم الدین اور ضیاءالملک شیرخانی اور خواجہ رشید اور امیر فخرالدین لشکر سے جدا ہو کر دہلی مین آئے اور سلطانہ رضیہ کو جو بڑی بیٹی سلطان شمس الدین التمش کی تھی اس سے بیعت کرکے سریر سلطانی پر متمکن کیا پھر اسنے شاہ ترکان یعنی سلطان رکن الدین کی والدہ کو گرفتار کرکے مقید کیا جب یہ خبر سلطان رکن الدین کو پہونچی دہلی کیطرف مراجعت کی جب کیلوکھری مین پہونچا سلطانہ رضیہ نے اٹھارھوین ربیع الاول ۶۳۴ھ چھ سو چونتیس ہجری مین فوج اسکے مقابلہ کو بھیجی اور اسے گرفتار کرکے محبوس کیا تھوڑے عرصہ مین وہ اس زندان مین مرگیا مدت اسکی سلطنت کی چھ مہینے اور اٹھائیس دن تھی - **بیان ملکہ دوران ملقبہ جہان رضیہ سلطانہ بنت شمس الدین التمش کا** - سلطانہ رضیہ جمیع صفات مین جو بادشاہان عاقل اور کامل الرائے کو

لازم و ملزوم ہین آراستہ و پیراستہ تھی دانشمندان صاحب نظر کو کارگاہ اسکے سوا کہ وہ عورت کی صورت مین مخلوق ہوئی کوئی عیب اور برائی اُسمین نہ پاتے تھے قرآن مجید کو باداب تمام پڑھتی تھی اور بعضے علوم سے بھی کچھ بہرہ رکھتی تھی اپنے باپ کے عہد مین مہمات ملکی مین دخل دیتی تھی اور حکمرانی کرتی تھی اور سلطان ارسس عقل و فراست و فراس سے مشاورہ کرتا تھا بلکہ اس سال جب گوالیار کی فتح سے بازگشت کی چند امرا کو بلا کر اسے ولیعہد کیا امرا نے عرض کی کہ شاہزادون قابل اور رشید کے ہوتے شاہزادی کو ولیعہد کرنے مین کیا حکمت ہے بادشاہ نے ارشاد کیا کہ مین اپنے فرزندون کو مے نوشی اور اقسام مناہی اور ہوا پرستی مین مبتلا دیکھتا ہون (یعنی صاحبزادون کو ولیعہد کرنے مین کیا فرزندون) انکا بازو بار سلطنت اٹھانے کے لائق نہین پاتا ہون رضیہ اگرچہ عورت کی صورت ہے لیکن معنی مین مرد ہے اور حقیقت مین بیٹون سے بہتر اور افضل ہے غلاصہ کہ سلطانہ رضیہ ۶۳۴ھ چھ سو چونتیس ہجری مین پردہ سے برآمد ہوئی اور مردونکا لباس یعنی قبا زیب تن اور تاج شاہی زیب سر کرکے بار عام مین تخت سلطنت پر متمکن ہوئی اور قواعد و ضوابط کہ جو رکن الدین فیروز شاہ کے عہد سلطنت مین مہمل مندرس فرو گذاشت ہوئے تھے مروج کیا اور عدالت و سخاوت کی روش اختیار کی پھر نظام الملک محمد حنیدی جو وزیر مملکت تھا اور ملک علاء الدین شیر خانی اور ملک سیف الدین کوچی اور ملک اعز الدین کبیر خانی جو اطراف سے اجتماع کرکے شہر دہلی کے باہر بیٹھے تھے اور کفران نعمت کرکے مخالف ہوگئے تھے اور دیگر امرائے اطراف کو نامہ و پیام کرکے مخالفت کی ترغیب دیتی تھی اس حال مین ملک نصیر جانگیر دار اودھ سلطانہ رضیہ کے ہمنگ و مین دہلی کیطرف متوجہ ہوا جب دریائے گنگ سے عبور کیا امرائے مخالف نے جنکا مذکور ہوچکا سر راہ ہو کر اسے گرفتار کرکے قید کیا وہ ضعف و نقاہت کے سبب سے اس شدائد کا متحمل نہوا اسی حال مین وفات پائی لیکن اسکے بعد عرصہ قلیل مین سلطانہ رضیہ نے تدبیہ کامل و رائے اکمل سے امرائے مقہور و مخذول کو متفرق و پریشان کیا ہر ایک نے راہ فرار ناپی پھر سلطانہ رضیہ نے مغرور ملک قاقاب فرمایا ملک سیف الدین کوچی اور اسکے بھائی کو گرفتار کرکے قتل کیا اور ملک علاء الدین شیرخانی بابل کے حدود مین مارا گیا اور سر اسکا کاٹ کر دہلی مین لائے اور ملک نظام الملک وزیر کردہ سر مورچہ پر پہونچکر فوت ہوا چونکہ سلطانہ رضیہ نے ایک قوت پیدا کی تھی اسکی مملکت نے انتظام قبول کیا پھر خواجہ مہذب غزنوی کو جو نظام الملک حنیدی کا نائب تھا منصب وزارت پر منصوب کیا اور نظام الملک کے لقب سے ملقب فرمایا اور لشکر کی نیابت ملک سیف الدین ایبک کے تفویض کرکے قتلغخان خطاب دیا اور ملک اعز الدین کبیر خانی نے جو اطاعت اسکی کی تھی اُسے ولایت لاہور حوالہ کی اور ممالک ملتان و اوچ و دیبل و سیستھ اور تمامی بلاد اور علاقجات ہر ایک امیر کے سپرد کیے چنانچہ اسی عرصہ مین سیف الدین ایبک نے وفات پائی اسکی جگہ پر قطب الدین حسن کو نصب کرکے مع لشکر کثیر قلعہ رن تھنبور پر بھیجا اور جو مسلمان کہ اس قلعہ مین تھے سلطان شمس الدین التمش کی وفات کے بعد ہندوون نے انھین قلعہ بند کرکے محاصرہ کیا تھا قطب الدین حسن نے انھین محاصرہ سے نجات بخشی اور قلعہ کے ضبط مین مقید ہوا اور اسکی روانگی رن تھنبور کے بعد ملک اختیار الدین ایتگین امیر حاجب ہوا اور جمال الدین یاقوت حبشی نے جو امیر آخور تھا سلطانہ رضیہ کی خدمت مین تقرب تام پیدا کیا اور امیر الامرا ہوا اور ساتھ اس مرتبہ کے صاحب نسب ہوا کہ سلطانہ رضیہ کو سواری کے وقت دست زیر بغل کرکے سوار کراتا تھا اس سبب سے تمام ملک کے سردار اس سے آزردہ ہوئے انھین سے ۶۳۷ھ چھ سو سینتیس ہجری مین ملک اعز الدین حاکم لاہور نے سر اطاعت اُس سے پھیر اسلطانہ رضیہ سیاہ آراستہ کرکے اسکے سر پر نازل ہوئی ملک اعز الدین صلاح وقت دیکھکر از روے اخلاص پیش آیا اور دو لختو ہونین داخل ہوا سلطانہ رضیہ نے ولایت ملتان جو ملک قراقش کے سپرد تھی اُسے بھی ملک اعز الدین کے حوالہ کیا پھر وہانسے راجعت کی اور اسی سال جب ملک التونیہ حاکم بھٹنڈہ نے جو ترکان چہلگانی سے تھا اور شرح اسکی مفصل بیان ہوگی جمال الدین یاقوت حبشی کے عروج سے عاجز ہو کر اپنا تمکانشان بلند کیا

اور سلطانہ رضیہ نے فوج جنبار ہمراہ رکاب لیکر ٹھنڈہ کیطرف نہضت فرمائی اثنائے راہ میں امرائے ترک نے آپر خروج کیا اور جمال الدین یاقوت حبشی امیر الامرا کو قتل کیا اور سلطانہ رضیہ کو مقید کرکے قلعہ ٹھنڈہ میں بھیجدیا اور دہلی میں جاکر معزالدین بہرام شاہ بن شمس الدین التمش کو تخت شاہی پر بٹھایا اور اسی عرصہ میں ملک التونیہ حاکم ٹھنڈہ سلطانہ رضیہ کو اپنے عقد نکاح میں لایا پھر سلطانہ رضیہ نے ملک التونیہ سے موافق ہوکر تھوڑے عرصہ میں جماعت کہکران دہقان وتمامی زمیندارن اس اطراف کو جمع کیا اور چند امرا کو بھی اپنا متفق کرکے لشکر دہلی کیطرف روانہ کیا سلطان معزالدین بہرام شاہ نے ملک اعزالدین بلبن کو جو خطاب الغخان سے مخاطب اور داماد سلطان شمس الدین التمش تھا مع لشکر کثیر سلطانہ رضیہ کے مقابلہ کو بھیجا دونوں لشکر راہ میں ملاقی ہوے اور تنور حرب گرم ہوا سلطانہ رضیہ نے شکست فاش کھائی اور بھاگ کر ٹھنڈہ میں دم لیا اور ایک مدت کے بعد لشکر پراگندہ فراہم کرکے از سر نو سامان حرب درست کیا اور عنان عزیمت دہلی کیطرف معطوف فرمائی سلطان بہرام شاہ نے پھر ملک اعزالدین بلبن کو لشکر گران سے سلطانہ رضیہ کے مقابلہ اور مقاتلہ کو بھیجا چنانچہ چوتھی ربیع الاول کو ۶۳۷ چھ سو سینتیس ہجری میں فریقین کا سامنا نواح کیتل میں واقع ہوا پھر دوبارہ سلطانہ رضیہ کی فوج پر ہزیمت ہوئی سلطانہ رضیہ والتونیہ ہزیمت کیوقت زمینداروں کے ہاتھ گرفتار آئے اور پچیسویں ماہ مذکور کو قتل ہوئے مدت سلطنت سلطانہ رضیہ کی تین سال اور چھ مہینے اور چھ روز تھے عارفان دولت جانتے ہیں کہ یہ صرصر اور بارکس صبا سے اٹھی اور گل دولت رضیہ پر مضیہ کا کس کن دتند نے بیخ سے اکھاڑا سچ ہے غلام حبشی کو دہلی کی ایمارت سے کیا نسبت اور مرد و زن حبیس کو ایسی ملکہ تاجدار سے کیا کام **مصرع** این از ملک بہت از حبش غریب **ذکر معزالدین بہرام شاہ بن شمس الدین التمش** کا جب سلطانہ رضیہ قلعہ ٹھنڈہ میں محبوس ہوئی بروز شنبہ اٹھائیسویں ماہ رمضان کو ۶۳۷ چھ سو سینتیس ہجری میں سلطان معزالدین بہرام شاہ کو امرا اور ملوک نے اتفاق سے دہلی کے تخت سلطنت پر بٹھایا اور وہ سلطانہ رضیہ کے معاملے جیسا کہ مذکور ہوا مفروغ ہوا ملک اختیارالدین التگین نے نظام الملک مہذب الدین وزیر مملکت کے اتفاق سے تمام سر سلطنت کی مختاری اختیار کی اور سلطان معزالدین کی ہمشیرہ کو جو سابق میں قاضی اختیارالدین کی منکوحہ تھی اپنے عقد نکاح میں لایا اور ہمیشہ اپنا پاس بھی بخوبی بجنبار اپنے دروازہ پر بنیدار رکھتا تھا اور اس زمانے میں بادشاہ کے سوا دوسرا شخص باختی نہ رکھتا تھا یہ امر سلطان معزالدین بہرام شاہ کی بدگمانی کا سبب ہوا اسنے دو نفر ترک کو جو اسکے معتمدین میں سے تھے بخفیہ حکم دیا کہ اپنی متوالی کی صورت بنا کر ان دونوں شخص کو قتل کرو پھر شنبہ کے دن سترھویں چھ سو اڑتیس ہجری میں بقصر سفیدان دونوں ترک نے شاہ کے فرمانے پر عمل کیا اور متوالوں کی شکل سے آکر مستانہ ادائیں کرنے لگے ملک اختیارالدین التگین جو امرا کی صف میں سلطان معزالدین بہرام شاہ کے پاس ایستادہ تھا انکی طرف متوجہ ہوکر زجر اور منع میں مشغول ہوا اور وہ وقت فرصت پاکر ہاتھ خنجر جانستان پر لیگئے اور اسکے حصار وجود کو مشبک کرکے کشتہ ہزار سالہ کے برابر کردیا پھر نظام الملک وزیر کے قاصد جان ہوکر دو زخم اسکے بدن پر رسید کیے اسوقت امراء خیرہ نے ہجوم کیا نظام الملک نے بزار خرابی اپنے تئیں دربار سے باہر پہنچا سلطان معزالدین بہرام شاہ نے لوگوں کے محافظہ دہی کیلئے اسکے دونوں ترکوں کو قید خانہ میں بھیجا اور چند روز کے بعد انھیں رہائی بخشی اور نظام الملک وزیر چند روز تک بستر بخواری پر افتادہ نا چار شفا پائی پھر دیوان خانہ میں آکر کار و زارت میں مصروف ہوا لیکن ملک بدرالدین سنقر رومی جو امیر حاجب ہوا نظام الملک پر تفوق ڈھونڈھتا تھا اور زخم اسکے آلے رکھتا تھا یہانتک کہ مزاج ملک بدرالدین سنقر کا ایک جماعت اہل فتنہ کے اغوا سے سلطان سے منحرف ہوا چنانچہ صفر کی سترھویں تاریخ دوشنبہ کے روز صدر الملک تاج الدین کے مکان میں جو شرف ممالک تھا گیا اور تمام اکابر بھی وہاں جمع ہوئے اور تبدیلی سلطنت کے بارہ میں گفتگو کرنے لگے اور صدر الملک تاج الدین مشرف کو

نظام الملک مہذب الدین کے طلب کو روانہ کیا کہ وہ بھی اس مشورہ مین شریک ہو۔ داخل ہوئے اسیوقت صدر الملک تاج الدین مشرف نے ایک شخص معتمد کو سلطان معز الدین بہرام شاہ کے پاس بھیجکر اس امر کی اطلاع دی اور ایک شخص معتمد سلطان سے جا ملون کے پاس مین اپنے ہمراہ نظام الملک مہذب الدین کے مکان پر لیگیا اور مجلس کے قریب ایک گوشہ مین ایستادہ کرکے آغاز کلام کیا اور نظام الملک مہذب الدین کی خدمت مین باجتماع قاضی جلال الدین کاشانی اور قاضی شمس الدین اور شیخ محمد ساوجی اور دیگر آدمیون کے داعیہ سے خبردار کیا نظام الملک مہذب الدین نے وقع الوقت کرکے اپنا آنا دوسرے وقت پر منحصر رکھا۔ صدر الملک تاج الدین نے اس حقیقت کو خادم سلطان کے ذریعہ سے جو پوشیدہ اپنے ہمراہ لیگیا تھا خدمت سلطان مین عرض کی سلطان اسیوقت اٹکے سر پر تخت لایا اور گلی جمعیت کو متفرق کیا اور ملک بدر الدین سنقر رومی کو وقت کا موقع دیکھکر بداؤن کی جاگیر دیکر یکسو طرف روانہ کیا اور قاضی جلال الدین کاشانی کو عہدۂ قضا سے معزول فرمایا اور چند مہینے کے بعد جب ملک بدر الدین بداؤن سے درگاہ سلطان مین حاضر ہوا سلطان نے اسکی اور ملک تاج الدین موسی کی گردن ماری اور قاضی شمس الدین اور قاضی تصبہ بارہہ کو باغی کے باؤن سے روندوایا یہ سب مرسبب غور بیم و ہراس خلائق ہوئے اور تمام لشکر اسکے فرمان سے سرتاب ہوا۔ نظام الملک مہذب الدین جو اوائل خون سے آزردہ تھا سلطان کی ہلت سے باتین موحش کہکر موجب زیادتی نفرت طبائع ہر خاص عام کا ہوتا تھا اس حال مین سلطنین جا مے آخر روز دوشنبہ کو ۶۳۹ چھ سو انتالیس ہجری مین افواج مغول چنگیزی نے آکر لاہور کو محاصرہ کیا اور ملک قراقش نے جو لاہور کا حاکم تھا حرکت مذبوحی کرکے جو آدمیون سے موافقت نہ رکھی آدھی رات کو لاہور سے کوچ کرکے دہلی کیطرف آیا اور وہ شہر چنگیزیون کے ظلم سے خراب و برباد ہوا اور خلقت کثیر اسیر ہوئی جب یہ خبر سلطان معز الدین بہرام شاہ کو پہونچی امرا کو قصر سفید مین جمع کرکے بیعت تازہ کی اور نظام الملک مہذب الدین وزیر اور قطب الدین حسن غوری کو وکیل السلطنت کرکے مع امرائے دیگر مفاون کے قصد شر کیواسطے لاہور کیطرف روانہ کیا جسوقت کہ لشکر آب بیاہ کے کنارے پر کہ اس عرصہ مین قصبۂ سلطان پور اسکے قریب آباد ہوا ہے پہونچا نظام الملک مہذب الدین نے کہ باطن مین سلطان سے منافق تھا امرا کو سلطان سے پھیرا اور ساتھ کرکے غرب کیے یہ عرضداشت کی کہ باعث مجمع جماعت منافق سے کہ ہمراہ میرے ہے کچھ کام ظہور مین نہ آویگا اور یہ فساد مدفعت پنا ویگا جبتک کہ سلطان خود اپنے نفس نفیس سے اسکے استیصال نہ فرماوے یا فرمان صادر کرے کہ بندہ اور ملک قطب الدین متفق ہوکر انھین اس درمیان سے ہٹاوین چونکہ سلطان اس سے سادگی اور خوش اعتمادگی رکھتا تھا درجواب اسکے لکھا کہ وہ جماعت واجب القتل اور سیاست کرنیکے قابل ہے اپنے وقت معین پر ضرور پہونچیگی تم چند روز انسے مدارا کرو القصہ اس فرمان کو نظام الملک مہذب الدین نے امرائے لشکر کو دکھلایا اور عزل سلطان مین انکو متفق کیا جب سلطان اس حال سے واقف ہوا خدمت مین شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے گیا اور انھین بہ تکلیف تمام امرا کی تسلی کے واسطے بھیجا مگر وہ کسی وجہ سے راضی و مطمئن نہوئے اور شیخ دہلی مین پلٹ آئے پھر نظام الملک مہذب الدین اور تمام امرا و سلطان معز الدین بہرام شاہ کے دفع کرنیکی عزیمت کرکے دہلی مین آئے سلطان معز الدین کو محاصرہ کرکے ساڑھے تین مہینے تک ہر روز آتش جنگ کی افروختہ رکھی چونکہ باشندے شہر کے اسے متفق تھے روز دوشنبہ آٹھوین ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور مین دہلی پر قبضہ کیا اور سلطان معز الدین بہرام شاہ کو دستیاب کرکے چند روز حبس مین نگاہ رکھا عاقبت الامر انھین قتل کیا مدت اٹکی سلطنت کی دو برس اور ایک مہینے پندرہ دن تھی ذکر سلطنت سلطان علاء الدین مسعود شاہ بن سلطان رکن الدین فیروز شاہ کا۔ جب باقی دوران کے ہاتھ سے شربت حمام معز الدین بہرام شاہ کی جان کو نصیب ہوا ملک اعز الدین بلبن بزرگ نے دہلی کے تخت پر جلوس کیا اور شہر مین منادی فرمائی لیکن امرا اور ملوک اسکی سلطنت سے

راضی ہوئے فوراً شاہزادہ ناصرالدین اور جلال الدین فرزندان سلطان شمس الدین التمش اور سلطان علاءالدین مسعود شاہ پسر رکن الدین فیروز شاہ کو جو قصر سفید میں محبوس تھے باہر نکالکر انمیں سے علاءالدین مسعود شاہ پسر سلطان رکن الدین فیروز شاہ کو ذیقعدہ کے مہینے سنہ ۶۴۳ چھ سو تینتالیس ہجری میں تخت سلطنت پر اجلاس کیا ملک قطب الدین حسن نیابت پر اور نظام الملک مہذب الدین وزارت پر سرفراز ہوئے اور ملک قراقش امیر حاجب ہوا حسب نظام الملک مہذب الدین نے عروس سلطنت سے مشارکت دوسرے کیلئے اپنی آغوش میں لی امرا اور عیان وقت کو تاب نہ رہی اور سب نے اتفاق کرکے روز چہارشنبہ دوسری جمادی الاول سنہ ۶۴۴ چھ سو چوالیس ہجری میں صحرائے حوض رانی میں اُسے قتل کیا بیت ہر خوان دہر دست ارادت مکن دراز کہ لاوہ کردہ اند بہر این نوالہ باز گشت وزارت صدر الملک نجم الدین ابوبکر کے تفویض ہوئی اور غیاث الدین بلبن خرد بہ حاجب ہوا اور ناگور اور ہانسی اور اجمیر کے عہدہ پر ملک اعز الدین بلبن بزرگ مقرر ہوا اور بداؤن کا پرگنہ ملک تاج الدین کے سپرد ہوا اور تمام پرگنے ممالک کے فراخور حال ہر ایک امرا کے تقسیم کیے امور مملکت نے انتظام قبول کیا اور خلق پر آرام و تسکین ظاہر ہوئی اسوقت اعز الدین طغاخان سنہ سے اپنی ولایت لکھنوتی میں آیا اور شرف الملک سنقری کو سلطان علاءالدین کیخدمت میں بھیجا سلطان نے چتر مثل اور خلعت خاص مرصع قاضی جلال الدین کاشانی حاکم اودھ کی صحابت سے لکھنوتی کیطرف واسطے اعز الدین طغاخان کے ارسال فرمایا اور اپنے دونوں چچا کو قید حبس سے رہا کیا اور انکی تعظیم و تکریم میں نہایت کوشش کرتا تھا چنانچہ ناصرالدین کو خطہ بہرائچ کی حکومت ارزانی رکھی اور جلال الدین کو قنوج کا حاکم کیا اور اُسنے اُس دیار میں آثار پسندیدہ ظہور میں آئے پھر سنہ ۶۴۳ چھ سو بیالیس ہجری میں افواج مغول لکھنوتی کے ملک میں آئی قیاس یہ ہے کہ تمام مغل اُس راہ سے کہ محمد بختیار خلجی تبت اور خطا کی طرف گیا تھا آئے ہونگے غرضکہ سلطان علاءالدین نے طغاخان کی امداد کیواسطے ملک قرابیگ تیمور خان کو جو بندگان خوجہ تاش سے تھا مع فوج کثیر لکھنوتی میں بھیجا پھر خلون نے بہزیمت کھا کر لکھنوتی کو چھوڑا اس بعد درمیان اعز الدین طغاخان اور ملک قرابیگ تیمور خان کے مخالفت بہم پہونچی سلطان نے لکھنوتی تیمور خان کو عنایت فرمائی اور اعز الدین طغاخان دہلی میں سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا اسی عرصہ میں یعنی سنہ ۶۴۴ چھ سو تینتالیس ہجری میں یہ خبر پہونچی کہ فوج مغول قندھار اور طالقان کیطرف سے سندھ کے اطراف میں آئی ہے اور قلعہ اوچہ کو محاصرہ کیا ہے سلطان نے بسبیل استعجال اپنے امرا کو فراہم کرکے قلعہ اوچہ کیطرف منصف فرمائی جب آب بیاہ کے ساحل پر پہونچا مغول کا لشکر حصار اوچہ چھوڑکر مفرور ہوا سلطان منصور اور مظفر ہوکر دہلی میں داخل ہوا اور شرب شراب کی زیادتی سے طریقہ انصاف اور معدلت سے انحراف قبول کیا اور بوش اخذ و قتل اختیار کی اور خلل مملکت میں ظاہر ہوا اور دولتخواہوں کی نصیحت نے سنی ملوک و امرا نے عداوت کا پرچا کرکے بہانہ ڈھا اور ایک ایلچی مغلی اُسکے چچا شاہزادہ ناصرالدین کے پاس بہرائچ میں روانہ کیا اور اس سے تشریف لانے کی التماس کی شاہزادہ ناصرالدین بے تامل اور توقف بعزت تمام دہلی کیطرف متوجہ ہوا اور منزل مقصود میں پہونچکے ہی تخت سلطنت پر اجلاس کیا اور مسعود شاہ محرم کی پچیسویں سنہ ۶۴۴ چھ سو چوالیس کو زندان میں داخل ہوا زمانہ اسکی زندگی کا آخر ہوا مدت اسکے سلطنت کی چار برس اور ایک مہینا اور ایک دن تھی **ذکر سلطنت سلطان عادل باذل فاضل ناصرالدین محمود بن شمس الدین التمش ادام اللہ تعالی آثارہ و نور مضجعہ کا** رقوم قلم زرین رقم ہوتا ہے کہ خلف الصدق یعنی بڑا بیٹا سلطان شمس الدین التمش کا ناصرالدین نام رکھتا تھا جب اُسنے بلاد لکھنوتی میں وفات پائی اور یہ فرزند اُسکا کہ سب فرزندوں سے چھوٹا تھا متولد ہوا سلطان نے وفور محبت سے اُسکا بھی نام ناصرالدین رکھا اور اُسکی تربیت میں مساعی جمیلہ مبذول فرمائی اور عہد میں سلطان علاءالدین مسعود شاہ کے جب اُسنے

ولایت بہرائچ پائی کفار سے غزوات کرکے اُس خطہ کو معمور اور آباد کیا اُسکی عدالت گستری اور رعیت پروری کا شہرہ تمام ممالک میں منتشر ہوا خاص و عام کی طبیعتیں اُسکی خواہاں ہوئیں امرا و اعیان دولت نے اُسکے قدوم میمنت لزوم کی درخواست کی اور قصر سفید میں اُسکے پدر کے تخت پر بٹھایا وہ بادشاہ عابد و رحمدل اور شجاع اور سخی تھا اکثر لفقہ خاص اپنا مصحف مجید کی کتابت سے کرکے زمانہ حیات مستعار کا بسر لیجاتا تھا اور سلطنت کا مال اپنے مصارف لابدی میں ہرگز صرف نہ کرتا تھا اور صلحا و علما کو دوست رکھتا تھا اور اہل ہنر کو نوازتا تھا روز مجلس شاعروں نے قصاید غرا سلطان کے ملاحظہ میں گذرانے صلہ اور انعام سے سرفراز ہوئے قاضی منہاج السراج جرجانی نے کہ طبقات ناصری اُسکے نام لکھی اُسوقت میں ایک قصیدہ کہا تھا چند بیت اُسمیں میں نظم آن خداوندے کہ حاتم بذل و رستم کوشش ست ۔ ناصر دنیا و دین محمود دین التمش ست ۔ آن جہاندارے کہ سقف چرخ ازایوان او در علو مرتبت گوئی کہ فیروزہ دش ست ۔ سکہ راز القاب ہمیونش چہ اندازہ ست فخر ۔ خطبہ را از اسم ہمایونش چہ پایہ تازش ست ۔ منصب وزارت پر ملک خیاث الدین بلبن خرد کو جو بندہ اور داماد اُسکے باپ کا تھا منصوب کیا اور بخطاب خان اعظم الخان کے سرفراز فرمایا اور چتر و دوربا ش دیگر تمام کام سلطنت اُسکے سپرد کرکے مدار المہام کیا اور اپنے چچیرے بھائی خان اعظم خیر خان کو خطاب خان معظم سے مخاطب فرما کر پنجاب اور ملتان کا حاکم کیا اور سپاہ مغول کے مقابل میں جو غزنین اور کابل اور قندھار اور بلخ اور سرحدات کے تھی نگاہ رکھا اور حصار بھٹنیر اور بھٹنڈہ تعمیر کیا ہو شیر خان کا ہی کہتے ہیں سلطان ناصر الدین نے تفویض مہمات کے وقت خان اعظم الخان سے فرمایا کہ میں نے تجھے اپنا نائب کرکے امور سلطنت کا اختیار تیرے ہاتھ میں دیا خبردار ایسا کام نکرنا کہ درگاہ بے نیاز میں اُسکی جوابدہی سے عاجز ہو اور تو اپنے تئیں خجل اور شرمسار کرے چنانچہ خان اعظم الخان نے اُسیطور سے نیابت کے قواعد اور ملک داری کے آئین کی بنیاد رکھی کہ تمام امور ملکی اُسکے قبضۂ اقتدار میں آئے اور کسیکی مجال نہ تھی کار سلطنت میں تزہی اور ماہ رجب سال جلوس میں سلطان ناصر الدین خان اعظم الخان کے استصواب سے لشکر کی طرف فوج کش ہوا اور غرہ ذیقعدہ سنہ سودہ کو آب لاہور سے عبور کرکے جب آب سودرہ کے ساحل پر پہنچا توقف کرکے خان اعظم الخان نکولشکر کا سپہ سالار کیا اور کوہ جود اور آب سندھ کی طرف روانہ کیا اور خان اعظم الخان نے کوہ جود اور تمام بلاد ہس نواح کو تہ و تاخت غارت کیا اور کھکروں اور متمردوں کو وہانکے جو سالگذشتہ میں مغلوں کو رہبری کرکے ولایت ہند میں لائے تھے سب کو تہ تیغ کیا اور عورتوں اور لڑکیوں کو اُنکی اسیر کیا اور جب وہانسے پلٹ کر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا سلطان نے قلت علف کے سبب سے بعجلت تمام دہلی کیطرف مراجعت فرمائی کہتے ہیں ایک جماعت امرائے کہن سال کہ سلطان قطب الدین ایبک اور سلطان شمس الدین التمش کے عہد سلطنت سے حدود لاہور اور ملتان میں جاگیر رکھتی تھی اور اطاعت جیسی کہ لازم اور ملزوم ہم نہیں کرتی تھی مغول کی فوج سے مقابلہ اور مقاتلہ سے پہلوتہی کرکے لفاق کرنے لگی سلطان خان اعظم الخان کی راے کے استصواب سے سب کو منصب وزارت سے معزول رکھکر اپنے ہمراہ دہلی لے گیا اور اُنکے فرزندوں اور عزیزوں اور معتبرسنوں کو اس منصب پر سرفراز کیا اس سبب سے تمام ملکی اور الی پنجاب و ملتان نے انتقامت تمام بہم پہونچائی بادشاہی اُسکی نے بھی قدرے درازی پائی اور کتب تواریخ متقدمین میں مسطور ہے کہ جب اسکندر ذوالقرنین نے اکثر ممالک روے زمین کے سخر کیے ہندوستان کی روانگی کی خواہش کی بعضے امراء عیان دولت نے طریق بندگی سے پاؤں باہر رکھا اور ہر ایک نے دم استقلال سے مار اسکندر کو اُنکے علاج میں عاجز ہا عاقبت الامر غور اور تامل کے بعد الہی بدوم میں اپنے وزیر اور استاد ارسطا طالیس کے پاس کہ اُسنے ضعف پیری کے سبب سے اُسکی ملازمت سے تخلف کیا تھا بھیجکر اس جماعت کے بارہ میں تدبیر صائب چاہی ارسطا طالیس نے ایلچی کی باتیں گوش ارادت سے سماعت کیں مگر کچھ جواب اسکے سوا

سودرہ

ندریا یعنی بلا توقف اس ایلچی کو اپنے ہمراہ لیکر ایک باغ مین داخل ہوا اور باغبانون کو حکم دیا کہ شاہا بزرگ سبز سے کھانا لاوین اسنے کوچک بجاے انکے بٹھائے جب باغبان اسکے حکم کے موافق کاربند ہوے ارسطاطالیس نے اپنی التماس کی طرف مراجعت فرمائی اور ایلچی اسکندر کے روبرو حاضر ہوا اور عرض کی کہ غلام نے وہ پیغام حکیم کو پہونچایا ہر چند مین نے سعی کی مجھے جواب ندریانا کام مجھے خوشت کیا اسکندر سمجھا کہ حکیم نے اس شخص کو لائق جواب اور سزاوار تکلم نجانکر کچھ بھیجدیگی کی ہوگی پھر اُس سے پوچھا کہ تو نے عرض پیغام کے وقت حکیم سے کیا مشاہدہ کیا اُسنے عرض کی جب مین نے شاہ کا پیغام سنا فوراً ایستادہ ہوا اور اپنے ایک باغ ملوکہ کیطرف متوجہ ہوا اور مجھے بھی اپنے ہمراہ لیگیا اور باغبانون سے فرمایا کہ بڑے درختون کو جڑ سے اکھاڑو اور پودھے کو جگہ اُس جگہ بٹھاؤ اور خود بھی اس کام مین مشغول ہوا اور مجھے کچھ جواب ندیا اور اپنے مکان پر آکر مجھے رخصت کیا اسکندر نے فرمایا اُس بیچارہ نے جواب شافی کہا ہو اسکی غایت تیرے فہم مین نہین آئی پھر اسکے بعد اسکندر نے امراے متسلط اور متغلب کو معزول کرکے اُنکے فرزندون کو اُنکے مقام پر نصب کیا اور اس فہم سے کہ متردد تھا نجات پائی القصہ دوسری تاریخ ماہ شعبان ۳۲۵ھ سنہ سو پینتالیس ہجری مین سلطان ناصر الدین نے پھر دوآب کی طرف نہضت فرمائی اور قلعہ نیر تھہ کو نہایت کوشش سے مفتوح کیا اور اسی سال سومین ذیقعدہ کو کرہ کی طرف عزیمت کرکے خان اعظم الغخان کو مقدمۃ الجیش فوج کیا اور وہ جاتے ہی مواضع دلکی ملکی کو غارت کرکے خوب لوٹا اور اُنکی اولاد اور اتباع کو اسیر کرکے مع غنائم کثیر سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا اور باتفاق دہلی مین مراجعت کی اور یہ دلکی ملکی راجہ آب جو نگے طرف کا تھا اور سابق مین تھانہ ناے بادشاہی اُٹھا کر کانجر اور کڑہ مانوہ تک تصرف مین رکھتا تھا اور چھٹی شعبان ۳۲۶ھ سنہ سو چالیس ہجری مین خان اعظم الغخان کو رن تنبھور اور کوہ پایہ سیوات پر تعین کیا اور وہ اُس حدود کے متردد لوگون کو گوشمالی دیکر مع غنائم بسیار درگاہ مین آیا اور اُسکا بھائی ایبک کشلیخان اسوقت امیر حاجب اور ایازیجانی وکیل السلطنۃ تھا اور اسی سال سلطان کا بھائی کہ جلال الدین تھا اپنی جاگیر سے دہلی مین آیا اور متوہم ہوکر کہ جیتور پر بھی کا سلطان اُسکے تواقب مین اس پہاڑ تک آن تک گیا اور سات آٹھ مہینے اس حدود مین استقامت فرمائی جب باتھہ اسکا ذرہ مفقہ پر پہونچا دہلی مین مراجعت کی اور اسی سال قاضی عماد الدین سنقور غانی کو ساتھ لیکے امیر کے تہم کرکے قضاسے معزول کیا اور عماد الدین ریحانی کی سعی سے گردن ماری اور ۷۲۷ھ سنہ سو ستیالیس ہجری مین سلطان نے خان الغخانی دختر اپنے عقد نکاح مین لی اور ۷۲۸ھ سنہ سو اڑتالیس ہجری مین لشکر ملتان کی طرف کھینچا اور آب بیاہ کے کنارہ شیر خان عالم ملتان اور سلاہر کا بیس ہزار سوار سے سلطان کے پاس آگیا اور سلطان اس سال کی چھٹی ربیع الاول کو ملتان مین داخل ہوا و چند روز کے بعد ملک اعز الدین بلبن بزرگ صاحب صبونہ ناگور اور اودہ کو اُس طرف رخصت کرکے خود دہلی کی طرف مراجعت فرمائی اور ۷۲۹ھ سنہ سو انچاس ہجری مین ملک اعز الدین بلبن بزرگ سرطاغت سے پھر کر عاصی ہوا سلطان نے فتنہ کے دفع کیواسطے ناگور کیطرف کوچ کیا اور ملک اعز الدین بلبن بزرگ تاب مقاومت نلایا اور بارگاہ سلطانی مین حاضر ہوکر امان چاہی سلطان نے ترحم ذاتی سے اُس کی خطا معاف فرمائی اور اس حدود کی حکومت بدستور اُسپر ارزانی رکھی اور منظفر و منصور دہلی مین بازگشت کی اور اسی سال پچیسوین ماہ شعبان کو افواج بحر موج ہزارہ لیکر قلعہ بژدور کیطرف روانہ ہوا اور جاہر دیو نے اس فوج مین ایک حصار جدید بنا کر کے انجام کو پہونچایا تھا پانچہزار سوار اور دو لاکھ پیادہ جرار سے سلطان کے مقابل آیا اور جنگ شدید کے بعد شکست فاحش پاکر مفرور ہوا اور سلطان ناصر الدین نے قلعہ کو محاصرہ کرکے تھوڑے دنون مین مسخر اور مفتوح کیا اور وہانسے چندیری اور مالوہ مین جاکر امراے صاحب اقتدار وہان مقرر کرکے پھر دار السلطنت دہلی مین مراجعت کی اور خان اعظم الغخان سے اس سفر مین علاقتین جو از دہلی و آتا مردانگی کے ظہور مین آئے

اور اسکے بعد شیر خان نے جو چچہ بھائی خان اعظم الفخان کا ہوتا تھا اور شجاعت اور سخاوت اور عقل کی تیزی مین شہرہ آفاق تھا غزنین کو مغلون سے لیکر چند مدت وہان خطبہ اور سکہ سلطان ناصر الدین کے نام جاری کیا اور سلطان کے حکم کے موافق مع فوج ملتان سے قلعہ اوچہ کے لینے کی عزیمت کی ملک اعز الدین بلبن بزرگ جس سے تمرد کے آثار ظاہر ہوتے تھے شیر خان کے دبدبے سے ہراسان ہوا اور لاچار ہوکر ناگور سے اوچہ مین آیا اور حرف وحکایات سے یہ قلعہ شیر خان کے سپرد کرکے سلطان کی خدمت مین گیا اور مراحم شاہانہ سے ولایت بداؤن کی جاگیر پائی سلطان نے بائیسوین شوال ۶۵۵ھ چھ سو پچاس ہجری مین لاہور کے راستہ سے اوچہ اور ملتان کی طرف کوچ کیا اور اس سفر مین سنقر قتلغخان نائب سلطنت سیوان سے اور ملک اعز الدین بلبن بزرگ بداؤن سے مع افواج ہمراہ آب بیاہ کے ساحل پر سلطان کی ملازمت مین آئے اور ابتداے ۶۵۱ھ چھ سو اکاون ہجری مین عماد الدین ریحانی جو خان اعظم الفخان کا دست گرفتہ تھا اس وقت بعض بادشاہون سے موافقت کرکے حسد سے خان اعظم الفخان کا قاصد جان اور درپے ہلاک ہوا جب اس کام سے ناکام ہوا سلطان کو یہ عرضداشت کی کہ صلاح دولت کی اسی مین ہے کہ خان اعظم الفخان اپنی جاگیر مین کہانسی ہیجا دے اور وہان بود وباش اختیار کرے سلطان نے یہ امر قبول کیا اور خان اعظم کہانسی گیا اور عماد الدین ریحانی نے اسکے غیبت مین فرصت پائی جو اشخاص کہ خان اعظم سے نسبت رکھتے تھے سب کو تغیر اور تبدیل کیا اور ایبک کشلیخان کو کرلہ اور مانکپور کی جاگیر دیکر اسطرف رخصت کیا اور عین الملک حسنیدی کو جو دہلی مین آکر بستقامت رکھتا تھا تمام ممالک کا وزیر اعظم کیا اور عز الدین کشلو خان کو امیر حاجب کیا اور جب دہلی مین آیا دست دراز کرکے بادشاہ کے دل کو مشوش کیا اور سلطان اسی سال شوال مین دہلی سے حرکت کرکے آب بیاہ کے نواح مین گیا اور جب شیر خان ریحانی نے سند میان متمرد سے نہزیمت کھائی تھی عماد الدین کے اغوا سے فوج کثیر بھیجکر قلعہ بھٹنڈہ اور اوچہ اور ملتان کو شیر خان کے کارندون کے ہاتھ سے برآوردہ کرکے اور رسلا خان کو حوالہ کرکے مراجعت کی اور اسی موسم مین جب ملک اعز الدین جنی الملک ترک نے حالت مستی مین زمیندار اکھتیل اور کہرام کے ہاتھ سے شربت شہادت چکھا سلطان نے انتقام کیواسطے اسطرف نہضت فرمائی اور متمردان کو سزا دی اسکے بعد بداؤن مین گیا پھر چند روز کے بعد مرکز خلافت مین معاودت کی اسوقت امراے اطراف وجوانب حضور تھا گڑہ اور مانکپور اور اودھ اور بداؤن وسرہند وسنام وکرام ولاہور وسواک ناگور نے آپسمین موافقت کرکے خان اعظم الفخان کو پیغام دیا کہ مملکت کے انتظام مین بالکل فتور واقع ہوا اور عماد الدین ریحانی نے ظلم وجور کا کوئی طریقہ نہین چھوڑا مناسب وہ ہیکہ دار الخلافت دہلی مین حاکر بدستور سابق وہانسے مہمات کو انجام دیجیے خان اعظم الفخان نے یہ بات قبول کی اور رنگین کہرام کی نواح مین ایک جگہ جمع ہوئے اور عماد الدین ریحانی سلطان کو اسکے وقوع پر آمادہ کرکے اسکے دفع کے واسطے روانہ ہوا جب ہانسی کے قریب پہونچا خان اعظم الفخان اور امراے مذکور نے پیغام دیا کہ ہم سب آپکے غلام فرمانبردار ہین اگر عماد الدین ریحانی ملازمت مین نہ رہے ہم سب قدمبوسی مین مشرف ہون سلطان نے عماد الدین ریحانی کو عہدۂ وکالت سے معزول کرکے بداؤن کی جاگیر پر بھیجا پھر جمیع امرا خدمت سلطان مین حاضر ہوئے اور خلعت خاصہ سے مخلع ہوکر سرفرازی پائی اور ملک جلال الدین خانی کہ ترکان خواجہ تاش سے تھا حکومت لاہور پر منصوب ہوا اور شیر خان بدستور سابق دیپالپور وملتان وبھنیر وبھٹنڈہ اور اسکے مضافات پر مقرر ہوا سلطان مقتضی المرام ہوکر دہلی مین داخل ہوا اور خان اعظم الفخان کے آنے سے صغیر وکبیر اور نے والے خوشوقت ہوئے اور گئے دلونکے باغ مین گلہاے مراد شگفتہ ہوئے اور ۶۵۲ھ چھ سو باون ہجری مین سلطان کا مزاج اپنی والدہ ملکہ جہان سے جو قتلغخان کے نکاح مین تھی منحرف ہوا ولایت اودھ قتلغخان کی تفویض کرکے اسطرف رخصت فرمایا اور تھوڑے عرصہ مین وہانسے بھی تبدیل کرکے بہرائچ بھیجا قتلغخان باغی ہوا اور عماد الدین ریحانی اور

ملک اعز الدین کشلیخان حاکم سندھ اور بعضے امرائے دیگر نے اس سے موافقت کی اور سلطان نے خان اعظم الغخان کو قتلغخان کے سر پر اور ملک تاج الدین ترک کو عماد الدین ریحانی کے سر پر نامزد کیا اور عماد الدین جنگ کے بعد اسیر اور قتل ہوا اور قتلغخان نے خان اعظم الغخان کے مقابلہ سے بھاگ کر جیتپور مین دم لیا خان اعظم خان نے اس ناحیہ کو غارت کرکے دہلی مین مراجعت کی اور ۷۵۵ھ مین سنگین مین جیتپور کا راجہ دیا پال نام قتلغخان کی کمک کیواسطے مبت لوگ فراہم کرکے کشلیخان حاکم سندھ کے پاس گیا اور دونون متفق ہوکر حوالی سمانہ اور کرنال مین آکر خلل انداز ہوئے سلطان نے بھرام الدین الغخان اور کشلیخان حاجب کو مع افواج گران انکے سر پر تعین فرمایا جب فریقین یکجا بہم پہنچے دہلی سے مشائخ الاسلام حضرت خواجہ قطب الدین اور قاضی شمس الدین سرخی نے پوشیدہ خلوت بھیجکر قتلغخان اور کشلیخان کو دہلی کے آنے اور شہر لینے کی تحریص کی اور دہلی کے باشندون کو انکی بیعت پر ترغیب دی الغخان نے انکے کید پر آگاہی پاکر ایک عرضداشت مین کیفیت مفصل لکھکر دہلی کیطرف روانہ کی سلطان نے اس جماعت کو اپنی اپنی جاگیرون کی روانگی کا حکم دیا اور بقولے سب کو قید کیا اس حال مین قتلغخان و کشلیخان بازی روزگار سے غافل ہوکر دو روز مین سو کوس کی مسافت قطع کرکے دہلی مین آئے جب اس جماعت کو دہلی مین نہ پایا وہ سب متفرق ہوگئے کشلیخان سندھ مین جا کر خان اعظم الغخان کے ذریعہ سے پھر وہانکی حکومت پر قائم ہوا اور احوال قتلغخان کا معلوم نہوا کہ کدھر گیا اور اس سال کے آخر لشکر مغول کثرت سے اوچہ اور ملتان کی نواح مین آیا سلطان نے انکے دفع کا آہنگ کرکے سرمد سے سرخ برسایا کئی چار مہینے کے بعد فون جمع ہوکر کوچ ہر کوچ روانہ ہوئے مین اونچلو نکا لشکر بلا جنگ بھاگا سلطان نے بھی مراجعت فرمائی اور پنجاب شیر خانک تفویض کیا اور ملک جلال الدین کو لکھنوتی کی حکومت پر سرفراز فرمایا ۷۵۶ھ چھ سو چھپن ہجری مین سلطان نے عنان عزیمت گڑھ مانکپور کیطرف معطوف فرمائی ہیبلا خان اور قلیچ خان کو اسطرف بغاوت کا علم بلند کرکے باوصف طلب سفر مغول مین حاضر نہوئے تھے عہد و سوگند کرکے سلطان کی خدمت مین حاضر ہوئے ارسلا خان کو ممالک لکھنوتی اور قلیچ خان کو کوہ پایہ مرحمت ہوا ۷۵۷ھ چھ سو ستاون ہجری مین کشلی خان اور خان اعظم الغخان بیانہ اور کول اور جالیسر اور گوالیار کی حکومت پر فائز ہوا اور اس سال دونو بخیر فیل اور جواہر و اقمشہ اور یاقوت تنکا لکھنوتی سے آیا اور اسی سال ملک اعز الدین کشلیخان فوت ہوا ۷۵۸ھ چھ سو اٹھاون ہجری مین خان اعظم الغخان سلطان کے حکم کے موافق کوہ پایہ اور سوالک اور رن تھنبور کیطرف فوج کش ہوا اور رایہائے راجپوت اور میوات اور سوالک کے اس حصہ مین سرکشی کی بنیاد رکھکر سوار اور پیادہ کثرت سے جمع کرکے جابجا سخت اور دشوار گذار مین دار و ہوئے تھے الغخان نے آگ قہر و غضب کی انکے مضاجع مین ڈالکر کوئی دقیقہ خرابی سے چھوڑا اور ان درون کے توڑنے مین جہان الغخون نے کمیدگاہ مقرر کی تھی داخل ہوا اور تین چار مہینے اوقات انکی جنگ مین صرف کی جو کفار ایسے مقامون مین پیچھے تھے کہ سوار ان لشکر اسلام کا گذر محال تھا اسواسطے خان اعظم الغخان نے اپنے اردو مین منادی فرمائی کہ جو شخص مردم مخالف کو زندہ اسیر کرلاویگا دو تنکہ نقرہ انعام پاویگا اور جو مقتول مردہ کا سر کاٹ لاویگا ایک تنکہ نقرہ پاویگا پھر تو مردمان اردو ہر روز تین چار سو آدمی انکے سر لیکر الغخانی بارگاہ مین زندہ اور مردہ نظر سے گذرانتے تھے اور زر انعام خزانہ سے لیکر پھر اپنے کام مین مصروف ہوتے تعلیقی مفسدون کے تجسس اور گرفتاری مین روانہ ہوتے تھے راجاؤن نے جب یہ معاملہ دیکھا مخزون اور غمگین ہوکر ان درون و کمینگاہون سے برآمد ہوئے اور افواج آراستہ کرکے میدان مین شتابان ہوئے اور خان اعظم الغخان نے بھی ترتیب سپاہ پر ہمت مقرر کرکے میمنہ اور میسرہ اور قلب اور مقدمہ آراستہ کی اور حکم جنگ دیکر صبح سے عصر کے وقت تک طرفین مشغول رہا اور صف اسکے کچھ امرائے ترک اس معرکہ مین شہادت پاکر زندہ جاوید ہوئے آخر نسیم فتح وظفر خان اعظم الغخان کے نشان کے

پرچم پر چلی اور دو سو پچاس سردار کفار اور منصب داروں کے زندہ گرفتار ہوئے اور قلعہ رن تھنبور کو جو محاصرہ کیے تھے اُسے مفتوح کیا پھر بعجلت و شوکت سے دہلی میں مراجعت کی اور ایک جماعت سرداران کفرہ کو جو طوق و زنجیر میں زندہ ہمراہ لے گئے تھا سلطان کے ملاحظہ میں درلایا سلطان نے اس جماعت کے قتل کے واسطے اشارہ کیا شہر دہلی کے راستہ اور بازاروں میں ہر ایک دوسری طرح سے موض ہلاکت میں آئے اور ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں ایلچی ہلاکو خان کیطرف سے حوالی دہلی میں پہونچا خان اعظم الغخان نے پچاس ہزار سوار بایراق عرب اور عجم اور ترک اور خلج اور افغان سے اور دو لاکھ پیادہ پناہی سلاح اور دو ہزار فیل اور تین ہزار عراده آتشبازی شہر سے باہر لیجا کر ایلچی کے سر راہ پر واسطے عرض اثاثہ سلطنت ایستادہ کیا اور آواز دہل ہاور دہل اور کرنا اور رنفیر اور نقارہ اور شرع پیلان اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ اور اسلحہ بہادروں کے چمکنے سے ملاقین روز قیامت کی ظاہر ہوئیں اور گرد و غبار آسمان فلک کر ہوئے پھر خان اعظم الغخان ایلچی تیر کے اندازہ راہ سے افواج سے جدا ہو کر ایلچی کے استقبال کو گیا اور درمیان اُن صفوں کے گذر کر کے قیلون اور بہادروں کا تماشا دکھاتے ہوئے قصر سفید میں ناصر الدین سلطان کے روبرو لایا اور اُس روز قصر سلطنت نے تجلیات بادشاہانہ زرینہ و سمینہ سے زینت زینت پائی تھی با حضور سادات و مشایخ اور امرائے نامدار اور پچیس شاہزادہ عراق اور خراسان اور ماوراء النہر جو چنگیز خان کے عہد میں ہندوستان میں آئے تھے اور سلطان کی خدمت میں بسر لیجاتے تھے اور بہت سے رائے اور راجے زادے ہندوستان کے بہت بستہ تخت کے گرداگرد ایستادہ تھے اور قاضی منہاج جرجانی نے اس جشن کی تعریف میں یہ چند بیت موزون کی تضمین نظم زہے جشنے کزان اطراف چون خلد برین گشتہ ۔ خجے بزمے کزان اکناف عدن وستین گشتہ ۔ ز فرناصر الدین شاہ محمود دین التمش ۔ ملک زوش عاخوانند فلک پیشش زمین گشتہ ۔ شہنشاہے کہ در عالم ز فیض فضل ربانی ۔ سزائے چتر شاہی لائق تخت و نگین گشتہ ۔ ز ترتیب نہاد و رسم آئین نشاط او ۔ تو گفتی عرصۂ دہلی بہشت ششتین گشتہ ۔ مبارکباد بر اسلام این بزم شہ عالم ۔ کزین ترتیب ہندوستان بسے خوشتر زچین گشتہ ۔ تاریخ نظام الدین احمد میں مسطور ہے کہ ناصر الدین ہر یکسال میں دو کلام مجید لکھتا تھا اور زر ہدیہ اُسکا اپنی وجہ قوت خاص میں صرف کرتا تھا ایکدفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک قرآن شریف جو سلطان کا لکھا ہوا تھا ایک امیر نے زر ہدیہ اُسکا زیادہ دیا جب سلطان اس معاملہ سے آگاہ ہوا اُسے خوش نہ آیا حکم کیا کہ یہ میری کتابت پوشیدہ بقیمت متعارف فروخت کرتے رہیں اور یہ بھی منقول ہے کہ سلطان کوئی لونڈی اور خادمہ مشکوحہ کے سوا نہ رکھتا تھا اور وہ سلطان کے واسطے خاصہ پکاتی تھی ایک روز سلطان سے بیگم صاحبہ نے عرض کی کہ روٹی پکانے کے سبب سے میں ہمیشہ ایذا اُٹھاتی ہوں اور ہاتھ میرے اکثر جلتے رہیں اگر سلطان عالم ایک کنیز روٹی پکانیکے واسطے خرید دیں مناسب ہے سلطان نے جواب فرمایا کہ بیت المال حق بندگان خدا ہے مجھے نہیں پہونچتا ہے کہ واسطے درم لیکر لونڈی خریدوں صبر کر کہ حق سبحانہ تعالی تجھے آخرت میں جزائے خیر دیوے بیت جہان خواہیست بیش جشم بیدار ۔ بخواب بے دل نہ بندد ہر ہوشیار ۔ ایک روز کا مذکور ہے کہ ایک شخص قرآن مجید کی کتابت کیوقت سلطان کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور نظر اُسکی قرآن مجید کے ایک مقام پر پڑی کہ فیہ فیکر لکھا تھا اُسنے سلطان سے عرض کی ایک فیہ زیادہ ہے سلطان نے فوراً دوات و قلم طلب کر کے ایک فیہ کے دو میں حلقہ کھینچا پھر اُس شخص کی حاجت روائی اور خائب المرام کر کے اُسے خوشدلی سے رخصت کیا اور اُسکے جانے کے بعد قلمتراش لیکر اُس حلقہ کو تراشا اُسوقت ایک غلام حاضر تھا عرض کی حلقہ کھینچنے کی کیا وجہ تھی اور پھر حک کرنے کا کیا سبب تھا سلطان نے ارشاد کیا وہ محتاج آیا تھا اگر اُس دم میں کہتا غلط ہے ہو اول عیب اُسکا ظاہر ہوتا دوسرے شرمندہ ہوتا اسواسطے میں نے حلقہ کھینچا اور پھر دور کیا کہ رقم کاغذ حک کرنے میں بہت آسان ہے حک غبار اس کدورت سے کہ کسی کو بیٹھے اور یہ بھی مشہور ہے کہ سلطان ناصر الدین کا ایک مصاحب تھا محمد نام اور سلطان کی بیحد عزت تھی کہ اُسے محک کہکر پکارتا

ناگاہ ایک روز اُس مصاحب سے فرمایا کہ تاج الدین فلان کام کو مدیم نے حکم کے موافق عمل کیا اور حکم کے فراغ کے بعد اپنے مکان پر گیا تین روز تک سلطان کی ملازمت مین حاضر ہوا سلطان نے آدمی اُسکی طلب کو بھیجا جب وہ باز مین حاضر آیا سبب غیر حاضری کا استفسار فرمایا مدیم نے عرض کی خداوند جہان کی عمر دراز ہو مجھے حضرت ہمیشہ میرا نام محمد لیکر ارشاد فرماتے تھے اس روز خلاف عادت تاج الدین خطاب نے سے فدوی کو تعین ہوا کہ اس دولت کی نسبت مزاج سلطانی مین کچھ تغیر ظہور مین آیا ہے جو بیگانہ وار مخاطب ہوا ہے اس امر کے وقوع سے فدوی تین روز تک بیتاب اور بیقرار افتادہ رہا سلطان نے قسم یاد کرکے فرمایا کہ مین تیری طرف سے کچھ گرانی اپنی خاطر فیض مفاطر مین نہین رکھتا لیکن اُسوقت مین بے وضو تھا مجھے شرم آئی کہ بے وضو ہم مبارک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زبان پر جاری کرون اسواسطے تجھے بلقب تاج الدین بلایا اور ۶۲۲ چھ سو بائیس ہجری مین ناصر الدین مرض الموت مین مبتلا ہوا اور گیارھوین جمادی اول ۶۲۴ چھ سو چوبیس ہجری مین دار دنیا سے دار البقا کی طرف انتقال کیا سلطان ناصر الدین کی مدت سلطنت بیس برس اور چند مہینے تھی

ذکر سلطنت سلطان فردوس نشین سلطان غیاث الدین بلبن کا

وہ شاہ فرخندہ آثار اور بادشاہ معدلت شعار تھا اور ساتھ محامد خصائل اور محاسن شمائل کے آراستہ و پیراستہ تھا بیست طالع و بخت بادشاہی او فرخ آمد تر نیکخواہی او سلطان غیاث الدین بلبن ترکان قراختائی کے طائفہ ابری سے تھا ایک سوداگر اُسکو مغلون کے ہاتھ سے کہ اس دیار پر غلبہ پاکر اسیر کیا تھا خرید کر کے بغداد مین لایا اُسکا باپ ایک قبیلہ کا رئیس تھا جس مین دس ہزار مکان آباد تھے اور بغداد مین خواجہ جمال الدین بصری نے کہ ساتھ تقوی اور دیانت کے مشاہیر وقت سے تھا ۶۳۲ چھ سو تیس مین اُسے خرید کیا اور جو اسلطان شمس الدین التمش بادشاہ دہلی بھی اُسی قبیلہ سے تھا بہت بڑی امید مین اسی سال دار السلطنت دہلی کیطرف روانہ ہوکر غیاث الدین بلبن کو مع اور چند غلام ترک کے سلطان شمس الدین کے ملاحظہ مین گذرانا سلطان نے اُنھین بقیمت اعلے خرید کیا اور بہتدر خواجہ جمال الدین بصری کو مورد انعام اور مصدر اکرام فرمایا کہ مقتضی المرام ہوکر بغداد مین معاودت کی سلطان شمس الدین التمش نے آثار شہامت اور مردانگی غیاث الدین بلبن سے مشاہدہ فرماکر بازدار خاص کیا اور قضائے آسمانی سے اِسنے اپنے بھائی کشلیخان کو جو سلطان کی ملازمت مین نہایت اعتبار رکھتا تھا پہچانا اس تقرب سے نہایت صاحب عزت ہوکر مشاہیر درگاہ سے ہوا اور سلطان رکن الدین کے عہد مین تمام ترکان ہندوستان کو ہمراہ لیکر پنجاب کے ذوج مین گیا اور بغاوت اختیار کی اور سلطان رضیہ کے عہد مین بترکون نے دہلی کے اطراف مین آکر جاد کیا اور آخر درمیان انکے سنگ تفرقہ پڑا خیاف الدین بلبن کو انکے پنجہ ظلم مین گرفتار ہوکر محبوس ہوا اور حکمت الٰہی اس مقید ہی مین یہ تھی کہ مصیبت زدون آور محتاجون کی قدر پہچانے اور سلطانہ رضیہ کے عہد مین زندان سے رہائی پاکر اسکا مدبر مشکار ہوا اور مدبر مشکار ہونے سے یہ اشارہ تھا کہ عالم اسکا صید ہوگا اور سلطان معز الدین بہرام شاہ کے زمانہ مین عمدہ امیر آخوری پر منصوب ہوا اس سے ظاہر تھا کہ مرکب دولت کو زیران کھینچے گا پھر بدر الدین سنقر رومی امیر حاجب کی دستگیری سے امیر کبیر ہوا اور پرگنہ ہانسی اور ریواڑی جاگیر پایا اور میوات کے کفار کہ جو سرکش تھے اور راتون کو دہلی پر تاخت لاکر بہت خرابیان کرتے تھے زیر کیا اس سبب سے آوازہ اسکی شجاعت اور مردانگی کا منتشر ہوا اور روز بروز دولت اُسکی ترقی مین تھی یہانتک کہ بشہور ۶۴۲ سنہ سو بیالیس ہجری مین سلطان علاء الدین مسعود کے عہد مین امیر حاجب ہوا اور کارہائے نمایان اُس سے ظہور مین آئے اور سلطان ناصر الدین محمود کے زمانے مین منصب زمورمالی اور ملکی کا سوائے اُسکے مفوض ہوا اس طور کا صاحب جاہ ہوا کہ اس سے سلطنت تک چند ان فاصلہ نہ رہا اور سلطان ناصر الدین کو بادشاہی سے یہی ایک نام باقی رہا تھا اور اُسکے فوت ہونیکے بعد بلا فاصلہ قصر سفید مین تخت دہلی پر متمکن ہوا اور خاص و عام اُسکی بادشاہت سے راضی اور شاکر ہوئے اور جو تواریخ مین چند شخص کو ساتھ لقب بلبن کے ذکر کیا ہے

ہو سکتا ہو کہ بلبن ایک گروہ ترکون سے ہو واللہ اعلم عند اللہ سلطان شمس الدین التمش چالیس غلام ترک وشتاں ور صاحب اعتبار رکھتا تھا کہ چہل گانی کہتے تھے سلطان شمس الدین کی فوت کے بعد سب ایک مجلس مین جمع ہو کر ہم عہد اور ہم سوگند ہوے اور مملکت ہند آپسمین تقسیم کی اور ترکون مین خواجہ تاش مشہور ہوے لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد ایک دوسرے سے فروتنی جیوبہ جانکر ہر ایک لاف اناولاغیری (یعنی ہمارے سوا دوسرا نہین) مارنے لگے اور جبکہ سلطان غیاث الدین بلبن ایمن سے بادشاہ ہوا اول تھوڑے ترکان خواجہ تاش کو جو استقلال تمام رکھتے تھے اور اُنسے ڈرتا تھا نیست ونابود کیا یہانتک کہ اپنے چچیرے بھائی شیر خان کو جو سندگان خواجہ تاش کے درمیان مشہور تھا قتل کیا اور تھوڑے عرصہ مین سلطنت ہند کو ضبط کیا اور دشمنون اور مخالفون سے ایک کا اثر نہ چھوڑا اور بادشاہ عظیم الشان ہوا چنانچہ سلاطین عراق اور خراسان ور ماوراالنہر اس سے طریق دوستی ناپتے تھے اور وہ دانا وصاحب وقار اور صاحب تجربہ تھا چنانچہ کارہاے سلطنت کو سنجیدگی اور فہمیدگی سے انجام دیتا تھا نظم چنیکو متاعیست کارآگہی ۔ دمساز ازین نقد عالم ہیچ کسے سربرآرد لعالم البتہ کہ در کار عالم بود ہوشمند ۔ بکار مملکت کو سواے اُنکا برادر مروم دانا کے نہ سپرد کرتا اور اراذل کو کامون مین دخل نہ دیتا اور جبتک صلاح وتقوی اور دیانت کسی شخص مین نہ ہوتی اُسے کارکن نہ فرماتا اور نسب کی تصحیح مین بھی مبالغہ بلیغ اور تفحص کثیر کرتا اور شغل اور عمل سپرد کرنیکے بعد کسی مین نقص ذاتی اور صفاتی کا گمان ہوتا تو فوراً معزول کرتا اور کنار سے ہرگز عہدہ اور عمل بموجب نکرتا تاکہ مبادا مسلمانون سے بطریق تسلط پیش آوین اور آخر ایام بادشاہی تک کہ بامیس برس کا زمانہ گذرا تھا اراذل اور لئام سے کبھی ہمکلام نہوا اور مسخرون کو اپنے دربار مین بار نہ دیا کہتے ہین فخر دیانی نام ایک رئیس کہ برسون خدمت درگاہ کی تھی ایک مقربان درگاہ سے حال کثیر تحمول کرکے ملتجی ہوا کہ اگر بادشاہ ایکمرتبہ ساتھ اسکے ہمزبانی فرماوے مال وافر نقد وجنس سے پیشکش کرے جب یہ امر سلطان کے سمع مبارک مین پہونچا فرمایا کہ وہ رئیس اور امیر بازار ہو سلطان کے ہمزبان ہونے سے وہابت بادشاہی دل مین عوام کے کم ہوگی اور حشمت وعظمت مین نقصان راہ پاویگا اور طبقات ناصری مین جو مصنفہ شیخ منہاج الدین بجاپوری ہو مرقوم ہو کہ سلطان غیاث الدین کو یہی دولت اور سعادت کافی ہو کہ بادشاہ اور بادشاہزادے جو سلاطین ماضیہ کے عہد مین ہند مین تشریف لائے تھے انکے علاوہ پندرہ بادشاہزادے ترکستان اور ماوراالنہر اور خراسان اور عراق اور آذربائیجان اور فارس وروم وشام سے جو سیاہ چنگیزی کے ظلم سے اپنے مرکز دولت سے پراگندہ ہو کر اُسکے عہد دولت مین دہلی مین پہونچے تھے ہر ایک فرش عزت اور سرفرازی پر متمکن ہو کر نہایت ذوق وشوق سے تخت کے روبرو دست بستہ کھڑے رہتے تھے لیکن وہ شاہزادہ کہ بارے تخت پر بیٹھتے تھے وہ دونون خلفاے عباسی کی اولاد سے تھے اور جسوقت بادشاہزادگان ولایات اور بزرگان وقت سے اُسکے عہد مین ہند مین آتے تھے سلطان اظہار بشاشت کرکے انکو آلمی بجا لاتا تھا اور ہر ایک کے لیے علوفہ محلہ مقرر کرتا تھا چنانچہ دہلی مین بندرہ محلہ آباد موجود تھے اُنکی تفصیل یہ ہو محلہ عباسی محلہ سنجری محلہ خوارزم شاہی محلہ دیلمی محلہ علوی محلہ اتابکی محلہ غوری محلہ چنگیزی محلہ رومی محلہ سنقری محلہ یمینی محلہ موصلی محلہ سمرقندی محلہ کاشغری محلہ خطائی اور اس سبب سے کہ زبدہ اور نخبہ اور خلاصہ عالم از اصحاب سیف وقلم اور سازندہ اور خواننده وارباب ہنر سے کہ ربع مسکون مین عدیل اور نظیر نہ رکھتے تھے اسکے دربار مین جمع ہوئے تھے اسکی درگاہ کو درگاہ محمودی اور سنجری پر ترجیح دیتے تھے کہتے ہین جمیع علما اور فضلا اور کملا اور مشائخ اسکے بڑے بیٹے سلطان محمد خان شہید کے مکان مین مجتمع ہوتے تھے اور ارباب نشاط اور اہل ساز وعشرت اور قصہ خوان اور خوش طبع اور ظریف اور ہزال اور ضحاک اسکے دوسرے فرزند بغرا خان کی مجلس مین حاضر ہو کر بزم شاہانہ آراستہ کرتے تھے

اور سہز کی مصقل سے زنگ غم آئینہ خاطر کے چہرہ سے دفع کرتے تھے و بمقتضاے الناس علی دین ملوکہم جمیع امرا و اعیان دولت بھی اپنی منازل و مساکن مین اُن دونون عنایتون کے شیوہ متعودہ پر عمل کرتے تھے سلطان غیاث الدین بلبن آرایش لباس و لوازم عظمت اور شوکت اور کوکبہ بادشاہی مین مبالغہ کرتا تھا اور ہیبت تمام سے بارعام دیتا تھا چنانچہ مبدو نکاہ اُسکے چہرہ کے مشاہدہ سے زہرہ آب ہوتا تھا اور اُسکی شکوہ اور عظمت اور جلال سے متمرداں دور و نزدیک کے اندام پر لرزہ پڑتا تھا اور سواری کے دن پانسو سیستانی اور غوری اور ہمر قندی اور کرہ اور لُر اور عرب شمشیر ہاے برہنہ دوش پر رکھے ہوے وضع مہیب کے ساتھ پیادہ جوش و خروش کرتے ہوئے اُسکی رکاب مین جاتے تھے اور مجلس جشن کو بھی تکلف سے آراستہ کرتا تھا اور ایام عید و نوروز کو بادشاہان عجم کے طور پر بسر لیجاتا تھا اور ایام جشن مین صبح سے شام تک مجلس مین احلاس کرتا تھا اور نذرین پیشکشین خواہ مین اور امرا کی نظر سے گذرتی تھین مقربان مجلس اُسکے صفات پسندیدہ اور خدمات شایستہ کو معروض رکھتے تھے اور خروش منقش و رستہا ل اولنی طلائی نقرہ اور بردہاے زربافت اور انواع فراکو اور اطعمہ و اشربہ اور تنبول مین مبالغہ کرتا تھا اور بار ہا کہتا تھا مین نے ترکون سے جو سلطان شمس الدین التمش کی مجلس مین اعتبار تمام رکھتے تھے سنا ہے کہتے تھے کہ جو بادشاہ کہ ترتیب دربار اور جدید سواری مین رسمین اور قاعدے سلطنت کی رعایت کیے ہوے نرکھے اُس سے حشمت بادشاہی مشاہدہ نہین ہوتی اور ہیبت اُسکی دشمنان کے دلمین نہین بیٹھتی اور نقصان مملکت مین ظاہر ہوتا ہے اور سایطر سے عدل در دادمین نہایت مبالغہ کرتا تھا اُسکی عدالت کا یہ شمہ ہے کہتے ہین ملک لیتی ابن جامد اُسکے جو ایک بزرگ سے تھا اور چار ہزار سوار خاصہ رکھتا تھا اور ولایت بدایون اُسکی جاگیر مین تھی بمستی کی حالت مین ایک فراش کو دُرہ کی ضرب سے ہلاک کیا چند مدت کے بعد سلطان غیاث الدین بلبن بداؤن مین گیا فراش کی زوجہ دربار عام مین آکر فریادی ہوئی سلطان نے بعد ثبوت جرم کے ملک تعیق کو اُس ستم رسیدہ کے روبرو اسقدر دُرے لگوائے کہ اُسکے شوہر سے جاملا اور لاش اُسکی بدایون کے دروازہ پر آویزان کی اور اسی طور سے اُسکے ایک غلام صاحب اعتبار نے کہ جسکا نام ہیبت خان اور جاگیر اُسکی اودھ تھی اُسنے بھی ایک شخص کو حالت مستی مین ہلاک کیا اُسکی زوجہ داد خواہ ہوئی سلطان غیاث الدین بلبن نے ہیبت خان کو پانسو دُرے مار کو اس عورت کو بخشا اور فرمایا یہ آجتک میرا غلام تھا اب تیرا مملوک ہوا تجھے اسکے قتل اور رہائی کا اختیار ہے ہیبت خان نے ایک جماعت کا ذریعہ کرکے بعد تضرع و زاری مبلغ ایک لاکھ روپیہ اُس ضعیفہ کو دیکر اپنے تئین رہا کرایا پھر اس حادثہ کے بعد غیرت سے اپنے مکان سے باہر نہ آیا یہانتک کہ مرگیا سلطان غیاث الدین بلبن اپنے فرزندون سے کہتا تھا کہ سلطان شمس الدین التمش فرماتا تھا کہ مین نے دو مرتبہ سید مبارک غزنوی سے مجلس سلطان معزالدین محمد بن بہاالدین سام مین سنا ہے کہتا تھا کہ اکثر جو کچھ بادشاہ کرتے ہین تمام اشرک بخدا ہے اور بخلاف سنت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور نجات اُنکی آتش دوزخ سے چار چیز مین منحصر ہے جو ہمین بھی خلل واقع ہوا یقین ہے کہ عقوبت کا سزاوار ہونگے اُنسے کوئی نہوگا اول وہ کہ بادشاہ کو لازم ہے کہ فرامور سلطنت اپنے تئین لوازم عمل پر مصروف رکھے اور خلق کی رفاہیت اور خوف خدا کے سوا اُسکے مدنظر نہ ہے دوسرے فسق و فجور علانیہ اپنے ممالک مین واقع نہونے دے اس بارہ مین سعی بلیغ فرماوے اور فاسقون و بیباکون کو خوار و ذلیل رکھے تیسرے یہ کہ شغل و عمل مردم دانا و ورع شائستہ اور دیانت دار اور خدا ترس کے تفویض فرماوے اور مردم بداعتقاد کو اپنے ملک مین جگہ نہ دیوے جو باعث اختلال عقیدہ خلق ہون چوتھے یہ کہ عدالت اور دادد ہی مردم اس درجہ اختیار کرے کہ ظلم و تعدی کا آثار اُسکے ممالک محروسہ مین نہ ہے بیت پایداری بعدل و داد بود ۔۔۔ ظلم و شاہی چراغ باد بود پس تم میرے عزیز فرزند اور جگر گوشہ ہو یقین جانو کہ اگر تم عاجزون پر کسی نہج کا ظلم اور تعدی روا رکھوگے مین ترا اُسکی تعیین دونگا اور حقیقت کہ بادشاہ سلطان غیاث الدین بلبن برحق

دریا یا پل یا خلیج یا خلاب کے پہونچتا اس مقام میں توقف کرتا اور امرا اور ارکان دولت کو مقرر کرتا کہ لکڑیاں ہاتھ میں لیکر ہنکا کرتے چلے اور اول مریضوں اور ضعیفوں اور عورات اور اطفال اور چارپایوں کو بے مزاحمت اتوا کے ہمراہ خوفناک سے پار اتارتے تھے اسکے بعد اپنے تمام دواب یعنی فیل اور سپاہ اور شتر وغیرہ کو پار اتارتے تھے اور آپ ایسے مقاموں میں چند روز توقف کرتا تھا تو خلائق آسانی اور آرام سے عبور کرے سلطان غیاث الدین بلبن اپنی خانی کے زمانہ میں بنگالہ اور تغرل خان کی آرائشگی اور امرا و ملوک کی صفائی اور قمار بازی اور زر اہل مجلس کے نثار کرنے میں رغبت تمام رکھتا تھا اور ہمیشہ اسکی مجلس میں صاحبان شیریں سخن اور مطربان خوشنوا حاضر رہتے تھے لیکن تخت سلطنت پر متمکن ہونیکے بعد ان اعمال کے گرد نہ پھرا اور تمام شراب خوری تمام مناہی کا سلطنت سے تاوبہ کیا اور صیام اور نوافل اور قیام شب اور مواظبت جماعت اور نماز اشراق اور چاشت اور تہجد میں مشغول رہتا اور ہر وقت باوضو رہتا اور علما و صلحا کے بے حضور ہاتھ طعام میں نہ لیجاتا اور زندگانی خاصہ متناول کرتے وقت علما سے مسائل شرعی تحقیق کرتا اور امرا اور بزرگان کے مکان پر جانا اور نماز جمعہ کے بعد مشایخ اور علما کے مکان پر مثل شیخ برہان الدین بلخی اور مولانا سراج الدین سجزی اور مولانا نجم الدین مشقی جانا اور بہت سی تعظیم کرتا اور زیارت قبور نکی کرتا اور اکابر کے جنازہ پر حاضر ہوتا اور تعزیہ کرجاتا اور میت کے فرزندوں اور عزیزوں کو خلعت عنایت فرماتا و ظیفہ میت کا اسکے وارثوں پر مقرر اور بحال رکھتا اور گریہ کرتا اور باوجود اس شدت اور دبدبہ کے اگر سواری کو موت خبر پاتا کہ فلان مقام میں مجلس وعظ ہے بیوقت خانہ زین سے اتر کر مجلس میں شریک ہوتا اور تذکرہ سنکر روتا نظم نیکخوری از انجا خوبست کہ جہانرا بعدل علم آراستہ روز خلوت گیتم پرستی باستاز و نیاز کوشیدی روی بر رگیرد و مل چو دیگ بجوش دہل سخن گستر و زبان خاموش مثنا بدیدی دلش بیدرد راز دیدہ ہمای این نشیب فراز کہتے ہیں کوئی خدمتگاران قدیم سے جو اسکے مجلس خاص تھے اسے کسیوقت بیکلاہ اور بے موزہ نہ دیکھتے اور کبھی مجلس میں قہقہہ مار کر نہ ہنستا اور کہتا تھا جسقدر عجب و ہیبت و وقار و تمکین بادشاہ سے خلائق کے دلمیں اثر کرتا ہے اسقدر سیاست سے نہیں روئیدہ ہوتا ہے اور بادشاہ میں ہیبت کا ضرور رعایا کی سرکشی اور طغیان کا سبب ہوتا ہے اگر بادشاہ ایسا کرے مدت تک تخت پر رہتا ہے اور جو نہیں کرتا ہے عرصہ گذرے کہ نقصان اور تخلل واقع ہو اور فتنہ و فساد ظہور میں آوین اور عدالت کے قواعد متخلل اور ظلم اور تعدی کے دروازے مفتوح ہوں اور باوصف ان تمام اعمال اور افعال حسنہ کے قہر اور سیاست میں اہل طغیان کا فرد مسلمان سے ہرگز محابا نہ کرتا اور قتل کرنے اور زدوکوب اور گرفتاری میں نظر صلاح ملک داری مشروع خواہ غیر مشروع ہوں تمیز کمی نہ کرتا جیسا کہ بہت سی اولاد شمسی کو سلطان اپنی سلطنت کی عدو جانتا تھا سراسر اور علانیہ قتل کیا اور اکثر ایسا بھی واقعہ ہوا ہے کہ ملک کی بہتری کیواسطے ایک باغی کے سبب ایک لشکر اور ایک شہر کو خاک سیاہ کیا مصرع یارما این دارد و آن نیز ہم اس سبب سے کوئی شخص اسکے جادۂ اطاعت سے قدم باہر نہ رکھتا تھا اور ضعف اہل سلطنت اور تومین مملکت نے جو سلطان شمس الدین التمش کے فرزندوں کے عہد میں متحمل اور مندرس ہو گئے تھے از سر نو تازگی اور استحکام قبول کیا اور غیاث الدین بلبن بنگالہ دوست بہت تھا اس سبب سے اسکے عہد میں میر شکار بہت صاحب جاہ و عزت تھے اور باوجود مصالح جہانداری کے اکثر روز شکار کو جاتا تھا اور زمستان کو غنیمت جان کر اس فصل کی آرزو کرتا تھا اور وہی بے اطراف کی بیس کوس تک شکار کے واسطے محافظت فرماتا تھا اور آخر شب کو محل سے سوار ہوتا تھا تا ثلث شب دیگر باہر رہتا اور ہمیشہ شکار میں باری باری نہرا بسوار اور اسیقدر پیادے تیرانداز ہمراہ رہتے تھے اور خود اکی شکار سے پہونچتی تھی جب شکار و اغی کی خبر ہلاکو خان کو بغداد میں پہونچی یولاغیاث الدین بلبن بادشاہ بنجالہ اور صاحب تجربہ ہے ظاہر شکار کو جاتا ہے اور باطن میں سواری کی عمدگی فرماتا ہے اور لشکر اپنا ہمراہ رکھتا ہے سلطان نے یہ بات سنکر ہلاکو خان کی ہمہ دکیاست کی تعریف کی اور فرمایا قاعدے ملکداری اور

لہ تخ نوی کہ بہ زبردست ۱۲ ہجری ۱۲۷۱ء

جہانداری کے وہ شخص جانتا ہو کہ چند ملک لیے ہین کہتے ہین جب اسکی سلطنت مین استقلال کمال پہونچا چند امرا نے معروض کیا کہ قوت و قدرت بادشاہ زمان کی بدرجہ اعلیٰ ہو ممالک گجرات اور مالوہ امروہ باد و ہند جو شاہ قطب الدین ایبک و سلطان شمس الدین التمش کے عہد مین متصرف مین آئے تھے انکا چھوڑنا مناسب نہین بادشاہ نے جواب دیا کہ اسوقت مغلونکی جماعت بلاد اسلام پر متسلط ہوئی ہو اور اکثر ممالک ہند پر تاخت لائے ہین دہلی سے منفصت کرنا اور دیگر ولایت دور دست مین جانا مناسب وقت ہیاری اور دور اندیشی سے بعید ہو بلکہ اپنا ملک مستحکم اور امین رکھنا بہتر اور انسب ہو نہ کہ دوسرے ملک مین مشغول ہونا اور ولایت قدیم کو ناقص رکھنا اور سال ۶۶۴ چھ سو چونسٹھ ہجری مین جب سلطان نے تخت پر جلوس فرمایا محمد تاتار خان ابن رسلان خان نے جو ناصر الدین محمود کے عہد مین بمقدار لطاعت نہ رکھتا تھا تہ سٹھ فیل مع دیگر تحف و ہدایا کے لکھنوتی سے بھیجے بادشاہ نے اسے فال نیک سمجھا اور اوکو نے حکم شاہی کے موافق شہر آئین بند کیا اور جا بجا قبے آویزان کر کے شادیانے بجوائے اور سلطان غیاث الدین بلبن نے نہایت ذوق و شوق سے ناصری چبوترہ پر جو بدایون کے دروازہ کے باہر واقع ہو بار عام دیا اور امرا و ملوک اور صدور و اکابر کے حاضر ہونے کی اجازت ہوئی تمام زمین خدمتہائے شاہی اور انعام سلطانی سے سرفراز ہوئے اور اس کام سے تاتار خان کو مطیع اور فرمانبردار کر کے امرائے کبار کی سلک مین منتظم کیا کہتے ہین کہ فرزندان سلطان شمس الدین التمش کے عہد مین میواتی کی ایک جماعت نے جنگلہائے اینبوہ کے سبب تمام تھا غارت و تاراج مین دراز کر کے رہزنی اور دزدی اختیار کی تھی اور راتونکو شہر دہلی کے اندر آکر سیندھ لگا کر مال رعایا کا لیجاتے تھے اور حوالی شہر کے مکانات بھی دفعۃً غلبہ سے غارت کرتے تھے سوداگرون کو مجال تردد نہ تھی اور بارہا حوض خاص کے سقاون اور کنیزان آبکش کو ہزاحمت پہونچاتے تھے اور شہر کے لوگ دروازے رات کے خوف سے عصر کیوقت بند کرتے تھے اور کیسکو عصر کی نماز کے بعد زیارت بزرگونکے مقابر کی میسر نہوتی تھی اسواسطے سلطان نے انکا دفع کرنا اور کار مہم پر مقدم رکھا چنانچہ جلوس کے آخر سال مین بسمت غنان عزیمت معطوف فرمائی اور ایک لاکھ مردم سے بدمعاشون کو حلقہ تیغ خون آشام کر کے بازار سیاست گرم کیا اور جنگلون کو قطع اور صاف کر کے حکم زراعت اور کاشتکاری کا نافذ فرمایا اور چند مقام پر تھانے بٹھائے اور سرداران بزرگ اور حکام تجربہ کار اور خداترس مقرر کر کے بسعادت و اقبال معاودت فرمائی اور دوسرے برس ہمت مفسدون اور سرکشونکے قلع قمع پر جو درمیان دوآب کے تھے اور خرابی کرتے تھے مقرر کی اور وہ ولایت مردم زبردست کے سپرد فرمائی تا کہ لوازم قتل بجا لا کر بالکلی انکی ذات سے برلاوین اسکے بعد سلطان نے دوسرے تھانے اور پٹیالے اور بھوج پور مین قلعے اور مسجدین تعمیر کرائین اور تینون قلعے اختیار خان کو جاگیر مین دیے اچھا حلالی تیار کر کے مسلمانون کے سپرد فرمایا اور دار السلطنت مین مراجعت کی اور اسی عرصہ مین فتنہ کیتھی کی خبر حاکم بدایون اور امروہہ کی زبانی عرض علی مین پہونچی سلطان نے لشکر کی آراستگی کا حکم دیا خلائق کو یہ گمان ہوا کہ کوہ پایہ کی طرف جاوینگا لیکن تیک سراپردۂ سرخ برآمد ہوا تھا کہ سلطان با لخیزار سوار ہو کر دہلی سے ایلغار گیا اور دو شب مین دریائے گنگ سے عبور کر کے ولایت کیتھ مین آیا اور عورتون اور لڑکون کے سوائے حکم قتل عام جاری کر کے کسی کو زندہ نہ چھوڑا اور اس ولایت کو بدمعاشون کی لوٹ سے ایسا پاک کیا کہ بدایون اور امروہہ اور سنبھل نے اس جماعت کی شر سے نجات پائی حتی کہ عہد جلالی تک کیتھ مین کوئی نام ایک فسادی کا نہ سنتا تھا پھر سلطان مظفر اور منصور ہو کر دہلی مین داخل ہوا اور اسکے چند روز کے بعد غنان عزیمت پایہ جود کی طرف معطف فرمائی اور دو برس تک وہان کے باشندون کے قلع اور استیصال مین نہایت جد و جہد ظہور مین پہونچائی

اور اسقدر گھوڑے سپاہ اسلام کے ہاتھ آئے کہ قیمت اسپ خوب کی تیس اور چالیس تنکہ نقرہ سے زیادہ نہوتی تھی جب قتل اور غارت اور تاخت اس پہاڑ کے رہنے والوں سے فارغ ہوا فتح و نصرت سے قرین ہو کر دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور قاعدہ ایسا ہو تھا کہ جسوقت سلطان غیاث الدین بلبن کسی لشکر سے معاودت کرتا تھا صدور اور اکابر شہر کے دو تین منزل آگے پیشوائی کو جاتے اور شہر میں قبے اویزان کر کے شادی کرتے تھے اور جو کچھ نثار اور خیر ہوتا تھا حسب نقد و جنس اطراف ولایت میں بھیجکر ایل استحقاق پر قسمت کرتے تھے اور چند روز کے بعد لاہور کی طرف کوچ کر کے وہانکے قلعہ کو بھی کہ اولاً شمسی کے عہد میں خراب گیا تھا مرمت سے تعمیر فرمایا اور لاہور کے اطراف کو جو سپاہ مغل کے صدمہ سے ویران ہوا تھا آباد کر کے دہلی کے دار الملک میں آیا اس درمیان میں مغلوں نے گذارش کی کہ ایک جماعت کثیر لشکریان عہد شمسی سے پیروفرتوت ہو کر جنگ و تردد سواری سے باز رہے ہیں حاکموں کو کچھ دیکر لشکر میں حاضر نہیں ہوتے ہیں سلطان نے فرمایا جو لوگ بسبب پیرانہ سالی کے خدمت سے متعذر ہیں سپاہ گری سے معاف رکھکر تیس تنکہ مدد معاش کیواسطے مقرر کرو اور زیادتی کو باز یافت کریں اس سبب سے ایک مصیبت لشکر میں ظاہر ہوئی تھوڑے مرد عزیز یعنی ذی عزت مع تحف ملک فخر الدین کوتوال کے مکان پر گئے اور ہاے ہاے کے نعرے مارکر رونے لگے اور بولے کہ ہم نہیں جانتے تھے کہ بڑھاپے میں اس بلا کا سامنا ہوگا اور ہم ایسے دن میں گرفتار ہونگے وگرنہ ہم جوانی میں ایسے کام میں مشغول ہوتے کہ بڑھاپے میں کام آتا ملک فخر الدین کوتوال نے انکا تحفہ لیا اور کہا اگر میں تمسے رشوت لونگا میرے کلام کا اثر جاتا رہیگا پھر متامل اور متفکر ہو کر دیوان عام میں گیا اور اپنے مقام پر مودب کھڑا ہوا سلطان غیاث الدین نے اشارہ جلال اسکے چہرہ سے مشاہدہ فرمائے سبب اسکا استفسار فرمایا اسنے عرض کی میں نے سنا ہے کہ دیوان عرض میں بوڑھوں کو برطرف کرتے ہیں میں ڈرتا ہوں کہ جو قیامت میں بھی اسیطرح سے ضعیف مرد دھروین غلام کا کیا حال ہوگا سلطان اسکا مقصد سمجھکر متنبہ ہوا اور اشک گہرنشک صدف چشم سے گرانے لگا اور زر و قطار رو کر فرمایا کہ اسکی تنخواہ بدستور سابق مقرر رکھیں اور تغیر و تبدل آئین راہ نپاوے بیت قرب سلطان مبارک آنکس راست ؎ کہ کند کار ستمدان ہمہ راست ؎ اور جو تھے برس جلوس میں خان معظم شیر خان خواجہ تاش نے جو سلطان غیاث الدین بلبن کا چچیرا بھائی تھا اور سلطان ناصر الدین محمود کے عہد سے اسوقت تک حکومت لاہور و ملتان و بھیتر و سرسہندو دیپالپور اور تمام جاگیرین جو مغل کے قبضہ میں تھیں رکھتا تھا وفات پائی اور بعضے کہتے ہیں کہ سلطان نے فقاع میں اسکو زہر دیا اور بھیتر میں ایک مقبرہ عالی جو اپنے واسطے تیار کیا تھا مدفون ہوا اور سلطان غیاث الدین بلبن نے سنام سعادت تمیور خان کو کہ وہ بھی بندگان چہلگانی سے تھا حوالہ کیا اور دوسری ولایت اور امیروں کے سپرد فرمائی اور جو مغل شیر خان کے ایام حکومت میں ہندوستان کے گرد نہ پھر سکتے تھے پھر سرحدوں میں مزاحمت پہونچانے لگے سلطان غیاث الدین بلبن لاعلاج ہو کر اپنے بڑے بیٹے محمد سلطان کو کہ قاآن الملک اسکا خطاب تھا اور ساتھ خان شہید کے شہرت رکھتا تھا اپنا ولیعہد کر کے چتر اور دور باش اور باقی لوازم شاہی عنایت فرمائے اور ملتان اور سند اور دیپالپور اور لاہور کو مع جمیع توابع اور مضافات اسے مفوض فرمائے اور ایک جماعت عقلا با استعداد تمام اسکے ہمراہ کر کے ملتان کیطرف روانہ کیا اور تاریخ فیروز شاہی میں مذکور ہے کہ بندگان شمسی کہ خانی اور ملکی میں ہو بچتے تھے انمیں سے بعضوں نے اپنے فرزندوں کا نام محمد رکھا اور وہ اپنے آپ کو محمد یار مہربان کی تربیت کی برکت سے قابل اور صاحب حیثیت بر آئے اور ہر ایک ساتھ ایک صفت صفات حسنہ سے زمانے میں مشہور اور معروف ہوے اور اپنا نظیر اور عدیل نہ رکھتے تھے انمیں سے ایک ایک محمد کشلیخان تیر اندازی اور نیزہ بازی اور شجاعت و مردانگی و صف شکنی میں اپنا مثل نہ رکھتا تھا اور بادشاہزادگان مغل اسکے حالات اپنے دل میں لاکر رعب اور دل اسکی حضوری کے تھے اور دوسرا علاء الدین محمد بن اعز الدین کشلیخان جو سلطان غیاث الدین بلبن کا بھتیجا تھا

لام الف واو جمع از آنجا کہ بنی آدم اعم اند

مجلس آرائی اور بذل و احسان مین حاتم کیطرح تمام آفاق مین مشہور ہوا اور مصر شام روم و بغداد و عراق و خراسان و ترکستان وغیرہ سے مردم فاضل اور شاعر اُسکی بخشش کی امید مین ہندوستان مین آتے تھے اور ہر ایک خوان احسان اُسکے سے پس خوردہ اُٹھاکر فائز المرام ہوکر اپنے وطن کیطرف مراجعت کرتا تھا اور اُسکی گلہ ارسخاوت کی نسیم صبا کے روائح شہر شہر اور ملک ملک پہونچکے کہتے ہین کہ سلطان غیاث الدین بلبن نے اُسکی قابلیت اور اہلیت دریافت کرکے اُسکے باپ کا منصب اُسے رجوع فرمایا اور بار یک کرکے چوگان زر اور خطاب خان اعظم کشلیخان و اقطاع کول دیکر سرفراز فرمایا اور خواجہ شمس الدین لہ خواجہ معین الدین ندیم خاص ملک قطب الدین حسن غوری نے چند اشعار علاء الدین محمد بن اعز الدین کشلیخان کی مدح مین کہکر اور تعلیق لکھکر اور منقش اور زرافشان کرکے معلمان درگاہ بلبنی کے حوالہ کئے تاکہ عرض نوروزی مین کہ جمیع خوانین اور ملوک حاضر ہوتے ہین پڑھین مطربون نے اسکے کہنے کے موافق عمل کرکے اس غزل کو مجلس سلطانی مین خوش الحانی سے گایا ایک بیت اُسمین سے یہ ہے بیت علاء الدین الغ قطع معظم بود بار یک کشلیخان اعظم ۔ علاء الدین کشلیخان اس محفل مین حاضر تھا اپنی مع مطربون کی زبانی سنکر پوچھا کہ اس نظم کا ناظم کون ہے عرض کی کہ خواجہ شمس الدین ہے جب اپنی منزل اور مقام مین آیا خواجہ شمس الدین کو بلاکر تمام اسباب مجلس نوروزی جو بتکلف تمام زینت پذیر تھا اُسے عنایت فرمایا اور گویون کو دس ہزار تنکہ انعام فرمائے اور سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد مین بارہا بارگاہ اور خزانہ اور اسباب تجمل کوتلکا متاع دنیوی سے ایک پیراہن کے سوا کچھ باقی نہ رکھا اور محمد تاتار خان پسر ارسلان خان ہمت و شجاعت و پاکدامنی مین مشہور جہان ہوا اور کچھ وقتی مین چند وقت خطبہ اپنے نام پڑھا اور دیگر شاہزادہ عالم و عالمیان محمد سلطان خان شہید کہ اپنے باپ کے روبرو سلطان غیاث الدین بلبن کے اور فرزندون سے عزیز تر تھا اسکا مکارم اخلاق اور محاسن اوصاف کے اتصاف رکھتا تھا اور بہت صفات خوب جو بادشاہزادہ کو ضرور ہین حق سبحانہ تعالی نے اُسے کرامت فرمائے تھے اور فضیلت اور دانش اور ہنر مین اپنا مثل اور عدیل نہ رکھتا تھا اور ہمیشہ اپنی مجلس ہمایون فاضلان سعادت قرین اور بہت اہل عرفان فراست آئین سے آراستہ کرکے سب کے حق مین انواع اعطاف اور اقسام الطاف مصروف رکھتا تھا اور زمانہ اُسکے وجود فائز الجود سے بہار بہار اور چمن چمن سیم بیلا اور زر چمپا جیب و دامن مین بھرتا امیر خسرو اور خواجہ حسن پانچ برس ملتان مین اسکے ملازم رہے اور اسکے مصاحبین کی سلک مین بانتظام رکھتے تھے اور عزت اُنکی اور مذہبون سے زیادہ تر رکھتا اور نظم و نثر سے اُنکے خوش ہوتا اور ایسا مہذب اور موہب تھا کہ مجلس فرماندہی مین اگر تمام دن اور رات اہل اس کرتا تو اپنا بلند نہ کرتا اور سوگند اسکی لفظ حقا کے سوا نہ تھی اور مجلس شراب اور اوقات غفلت و مستی مین حرف نا ملائم اُسکی زبان پر جاری نہوتا بیت ادب بزرگ کند مرد را تو شاہد طبع ۔ بجلیۂ ادب آراے تا بزرگ شوی ۔ اور مجلس منیف مین اُسکی شاہنامہ اور دیوان خاقانی اور انوری اور خمسہ مولوی نظامی اور اشعار امیر خسرو پڑھتے تھے اور ارباب فہم و دانش اُنکی شعر فہمی کے مقر تھے امیر خسرو سے منقول ہے کہ مین نے بجدت طبع اور دریافت معنی دقیق اور سخن شناسی اور یادداشت اشعار متقدمین اور متاخرین مین کسی کو مثل محمد سلطان کے کم دیکھا ہے ایک بیاض رکھتا تھا کہ تخمیناً بیس ہزار بیت پسلیقہ عالی کتب متقدمین سے انتخاب کرکے بخط خوب لکھے تھے امیر خسرو اور خواجہ حسن ان اشعار پسندیدہ سے محظوظ ہوے اور اسکی شعر فہمی اور دریا دلی پر مدح اور ثنا خوان ہوے اور اُنکی شہادت کے بعد سلطان غیاث الدین بلبن نے وہ بیاض امیر علی جامدار کو عنایت فرمائی اسکے بعد امیر خسرو کو پہونچی اور تمام صاحب طبعان نے اس بیاض کو دیکھکر اشعار منتخب اُسکے اپنی بیاضون مین تحریر فرمائے اور شاہزادہ نوجوان کے فوت سے تاسف کرتے تھے اور اسوقت کہ محمد سلطان ملتان مین اقامت رکھتا تھا شیخ عثمان ترمذی جو بزرگان وقت سے تھا وارد ہوا شاہزادہ نے تواضع بافراط کرکے نذر اور ہدیہ گذرانا اور سعی بہت کی کہ ملتان مین اسکے واسطے ایک خانقاہ

نیا کرے اور قریہ وقف فرماوے شیخ نے قبول نہ کیا اور رخصت ہو کر منزل مقصود کیطرف روی ہوا ایک اور شیخ عثمان اور شیخ صدرالدین ابن شیخ بہاءالدین زکریا شاہزادہ کی مجلس مین تشریف رکھتے تھے اشعار عربی انکے سماعت کرکے تمام درویش جو اُس مجمع مین شریک تھے وجد مین آکر رقص کرنے لگے اور شاہزادہ محمد سلطان خان شہید پر وہ اُنکے وجد سے بیخود ہو کر زار زار رونا قہقہا اور جو حیانا کوئی شخص اسکی مجلس مین کوئی شعر شراے متقدمین سے پڑھتا کہ شامل وعظ و نصیحت کے ہوتا مصالح دینوی کو ترک کرکے گوش بآواز ہو کر رقت کرتا اور دلیل اسکی وفور دانش اور بینش پر یہی کافی ہے کہ جن دنون خط ملتان کو اپنے قدوم کی برکات سے رشک گلستان ارم کیا تھا دو مرتبہ اپنے مقربون کو مع تحف و اموال فراوان شیراز مین شیخ مصلح الدین سعدی کے پاس بھیجکر التماس قدوم میمنت لزوم کی فرمائی اور چاہا کہ ملتان مین اُنکے واسطے ایک خانقاہ تیار کرے اور قریہ وقف فرماوے جو کہ شیخ پذیرا نا توان رہا تھا دونون مرتبہ عذرخواہ ہوا اور ہر بار صفینہ یعنی بیاض اپنے شعرون کی غزلیات وغیرہ سے اپنے خط سے اُسکے واسطے بھیجکر دیر خسرو کی سفارش کا ضمیمہ کیا شاہزادہ محمد سلطان خان شہید ہر سال ملتان سے اپنے والد بزرگوار کی خدمت مین آتا اور تحف و ہدایہ گذرانکر چند روز کے بعد رخصت کرتا اور اُن سنوات مین سلطان غیاث الدین بلبن نے اپنے چھوٹے فرزند بغراخان کو جو ناصرالدین خطاب رکھتا تھا سنامانا اور سنام مین اُنکی جاگیر مقرر کرکے اسطرف روانہ کیا اور چند نصیحتین بھی ارشاد فرمائی منجملہ وہ یہ ہین کہ وہان جاکر تہی اپنے لشکر قدیم کا موجب اضافہ کرے اور جسقدر کہ لشکر جدید درکار ہو نگاہ رکھے اور مغل کے آنے سے خبردار اور ہوشیار رہے اور امور ملکی کی پرداخت مین دانایان محرم سے مشورہ کرے اور جو کسی امر کی پرداخت مین کسی طور کا اشکال اور اضطراب ظہور مین آوے حقیقت اُسکی مجھسے صداقت کرے پھر جو امر نافذ ہووے عمل مین لاوے اور مے نوشی سے منع کرکے فرمایا اگر آئندہ شراب خوری کریگا مین تجھسے اس جاگیر سے معزول کردونگا اور دوسری جاگیر اُسکے عوض مین نہ دونگا اور جبری نظر مین ہمیشہ خوار اور ذلیل رہیگا بغراخان نے اپنے والد ماجد کا فرمان گوش ہوش مین جگہ دیکر نیک چلنی اور راست روی کو اپنا شعار کرکے ترک مالا یعنی کیا اور ایسا متقرر ہوا کہ جو مغل ہندوستان مین آوے سلطان ملتان سے اور بغراخان سمانہ اور ملک یار بیگ برلاس دہلی سے تمام اتفاق کرکے آب بیاہ تک کہ اسوقت قصبہ سلطانپور اُسکے قریب واقع ہوا جاوین اور مغل کا شر دفع کرکے مع الخیر احاجت کرین پھر اُسکے بعد کہ مہمات مملکت نے استقامت قبول کی اور کام حسب الخواہ انجام ہوئے قضیہ طغرل جو غلامان ترک سلطان غیاث الدین بلبن سے تھا اور حکومت لکھنوتی رکھتا تھا واقع ہوا تفصیل حال اُسکا یون ہے کہ ۶۷۵ھ چھ سو پچھتر ہجری مین طغرل کہ سخاوت اور شجاعت اور حسن و جمالی مین انصاف رکھتا تھا لکھنوتی سے دیار بنگر کیطرف فوج کش ہوا اور وہان کے راجہ کو ہزیمت دیکر فیل اور مال وافر لایا جو کہ سلطان مغیث الدین سے ناتوان ہو گیا تھا اور اُسکے فرزند مخالون کے مقابلہ مین مشغول تھے سلطنت لکھنوتی کے غیاثیون پر ان فیلون اور غنائم سے سلطان کے واسطے حصہ نہ بھیجا اسی عرصہ مین سلطان دہلی مین بیمار ہوا اور قریب ایک مہینے کے محلسرا سے برآمد نہوا اور ضعف کے سبب سے اُسکی خبر فوت مملکت مین منتشر ہوئی طغرل ایک مرتبہ پوست سے برآیا اور جمعیت کثیر بہم پہونچائی اور اپنا خطاب سلطان مغیث الدین رکھکر چتر سرخ سر پر رکھکر اس ملک کا خطبہ اپنے نام پڑھوایا اور اس عرصہ مین فرامین بادشاہی مشتمل شفا و صحت مزاج اقدس پہونچے طغرل نے بحکم الشروع ملزم ما التزم اپنے کیے ہوے سے پشیمان نہو کر مخالفت مین اصرار کیا اور سلطان غیاث الدین نے اُسپر مطلع ہو کر ملک اختیارگین ہوے دراز کو کہ خطاب امین خان رکھتا تھا اور حاکم اودھ تھا لشکر کا سپہ سالار کیا اور صاحب لکھنوتی کے مع امراے دیگر مثل تمرخان شمسی اور ملک تاج الدین خان یار اور جمال الدین قندھاری کو طغرل کی سزادہی کے واسطے روانہ کیا جب ملک امین خان مع لشکر ہمراہی سرحد سے گذر کر لکھنوتی کیطرف روانہ ہوا اور طغرل کے مقابل آیا امرا اور سپاہیون نے

سنہ جلوس سنہ سال

طغرل کی زراعشانی سے امین خان کی ترک رفاقت کرکے طغرل سے جاملے اور اُسکی رعایتو نسے متحول ہوکر جانثاری پر آمادہ ہوے
اس سبب سے طغرل نے امین خان کو محاربہ کے بعد منہزم کیا سلطان اس خبر وحشت اثر کے سننے سے پریشان ہوا اور اپنا ہاتھ دانتوں
کاٹا اور امین خان کو درد ولت پر لاکر بھاتی دلوائی اور ملک ترمتی ترک کو مع لشکر بسیار طغرل کے دفع کیواسطے تعین فرمایا و طغرل اس
لشکر کو بھی شکست دیکر غنیمت وافر اپنے قبضہ مین لایا بیت بہ پیروے اقبال آن خیرست ٭ دوبارہ سپاہ عدو شکست یافت سلطان
یہ خبر کلفت اثر سنکر نہایت محزون اور مغموم ہوا اور ہمت عالی اور عزم ملوکانہ سے خود چلنے پر تیار ہوا اور حکم دیا کہ بہت سی کشتیان جون
اور گنگ مین موجود تھین اور خود برسم شکار سنام اور سمانہ کیطرف باہر آیا ملک سراج پسر جامدار کو سمانہ کی نیابت پر فرمائی اور بغراخان
کو مع خاصہ لیا اور سمانہ سے پلٹ کر دوآبہ کے درمیان آیا اور ملک فخرالدین کوتوال کو نیابت دہلی مین چھوڑا اور گنگ سے عبور کیا اور بسبب
اس سامان کے کہ رکھتا تھا برسات کا بھی ملاحظہ نہ کیا ساتھ کوچ متواتر کے لکھنوتی کیطرف نہضت فرمائی جو سلطان کو کثرت باران اور
صعوبت راہ کے سبب توقف ہوا طغرل نے فرصت پاکر اپنے لشکر کو مستعد کیا اور مع مال و اموال جمعیت لیکر جاج نگر کیطرف اس نیت سے
راہی ہوا کہ اُسے تصرف مین لاکر چند عرصہ وہان قیام کرے اور جسدم سلطان دہلی کو معاودت فرمائے پھر لکھنوتی مین آوے
لیکن جسوقت سلطان لکھنوتی مین داخل ہوا چند روز توقف کرکے سالار حسام الدین دلیل اور یار بیگ برلاس کو جو مؤلف تاریخ فیروز شاہی
کا جد تھا لکھنوتی کے ضبط کیواسطے مقرر کرکے خود طغرل خان کے تعاقب مین جاج نگر کی سمت روان ہوا اور جسوقت کہ اسلم کے حدود مین پہونچا
مجموع راے کو ہاں کا خلاف ضابطہ تھا سلطان کی کیفیت مین حاضر ہوکر ہوا خواہ بنکے سلک مین منتظم ہوا اور عہد و اتفاق کیا کہ جو طغرل دریا کیطرف
بھاگنے کا ارادہ کریگا مین گے دریا سے عبور نہ کرنے دونگا پھر سلطان بسبیل استعجال وہانسے عبور کرکے جب چند منزل گیا طغرل کی جو منتظم ہوئی
کوئی شخص اسکا پتا نہ دیتا تھا اسواسطے سلطان نے ملک یار بیگ برلاس کو فرمایا کہ تو سات ہزار سوار جرار اور شتاب ہمراہ لیکر دس بارہ کوس آگے
جاوے ہر چند ترک حکم کے موافق آگے جاتے تھے اور طغرل کی جستجو کرتے تھے کہ نشان اور اثر اُسکا پاتے تھے ایکروز مقدمۂ لشکر ملک محمد شیرانی رحالا
کول اور اُسکا بھائی ملک مقدر کساتھ طغرل کشن کے آثار پاکر تیس چالیس سوار سے بطریق زبان گیری آگے جاتے تھے ناگاہ چند بقال
صحرا مین نمودار ہوے اُنھین گرفتار کرکے تحقیق راہ اور طغرل کے سراغ کیواسطے دھمکایا اُنھون نے انکار کیا جب انمین سے ایک
کی گردن ماری باقی فریاد بلائے اور بولے اگر تمھارا مقصود متاع و اسباب ہو جو کچھ ہمارے پاس ہو لیجاؤ جان کی امان دو ملک محمد شیرانی نے
کہا ہم طغرل کا سراغ چاہتے ہین اسکے سوا ہمین کچھ غرض نہین اگر تم اس امر مین ہادی و دلیل ہو جان و مال سلامت پاؤ ورنہ جو کچھ
دیکھو گے آپ دیکھو گے یہ سنکر بقال ہراسان ہوے اور باتفاق بولے کہ ہم غلہ طغرل کے اردو مین لیگئے تھے اور بالفعل ہم وہانسے
آتے ہین اور تسطغرل تک آدھے فرسخ سے زیادہ نہین ہر آج مقام کیا ہوگا کل کوچ کرکے جاج نگر مین داخل ہوگا ملک محمد شیرانی نے بقالون کے
ساتھ دو سوار ہمراہ کرکے یار بیگ برلاس کے روبرو بھیجکر پیغام دیا کہ حقیقت حال بقالون سے دریافت کرکے بہ تعجیل تمام تاخت کرین
مبادا طغرل کوچ کرکے ولایت جاج نگر مین کہ مملکت بیگانہ ہے داخل ہوے اور وہانکے آدمیونسے افتخت کرکے مخالل مین بوشیدہ ہووے
یہ کہکر خود مع سواران ترک ایک پشتہ بلند پر چڑھکر دیکھا کہ طغرل کی بارگاہ ایستادہ ہے اور اُسکا لشکر غفلت تمام سے آرام مین ہے اور
بعضی گھوڑے چرنے مین مشغول ہین فرصت غنیمت جانکر پشتہ سے اُتر طغرل کی بارگاہ کیطرف متوجہ ہوا لوگون نے یہ گمان کیا کہ یہی طغرل
کے متعلقون مین سے ہین جب قریب پہنچے تلوارین میان سے کھینچین خوشخص نے پرآیا اُسے مارا اور خوش خوش مین کر یہ آواز بلند پکارا کہ دولت
سلطان غیاث الدین بلبن کی ہو طغرل اس خیال سے کہ سلطان آپہنچا ہے ہراسان ہوکر عمارت خانہ سے برآمد ہوا اور سراپے زین پر سوار ہوا اور
عمارات ہنوز سب اپنے یارون مین آیا اور چاہا کہ پاکو اُس پانی مین جو لشکر کے تردد سے گدلا ہوگیا تھا عبور کرے اور پھر بانسے بلطنیان تمام جاج نگر کیطرف روانہ ہوے

اتفاقاً طغرل کے غائب ہونے سے امرا اور سپاہ اُسکے متفرق اور پریشان ہوئے ہر ایک ہر سمت مفرور ہوا ملک مقدر کہ طغرل کا قتل اُسکے مقدر ہوا تھا شیر کی طرح طغرل کے تعاقب مین دوڑا اور آب کے کنارہ پر اُس سے جا ملا اور آتیر شکاری اُسکے پہلو پر مارا کہ وہ پشت اسپ سے زمین پر آیا یہ بھی گھوڑے سے اُتر کر بیک اجل کیطرح اُسکے سینہ پر سوار ہوا اور سر اُسکا تن زمین سے جدا کیا چونکہ لوگ اُسکی تلاش مین متردد تھے اسواسطے اُسکا سر پانی کے کنارے پوشیدہ کیا اور اُسکی لاش پانی مین پھینکدی اور اپنا لباس اُتار کر اُسکے دھونے مین مشغول ہوا اس عرصہ مین طغرل کے لوگ پہونچے اور خداوند عالم کا آوازہ بلند کر کے طغرل کو ڈھونڈھنے لگے جب بایا راہ فرار نا پاکر ایکدیگر سے جدا ہو گئے ہم از بے سرے جملہ گشتند رام ۔ اس عرصہ مین ملک یارہیگ برلاس پہونچا اور ملک مقدر نے آگے بڑھکر فتح کی خوشخبری پہونچائی ملک یارہیگ برلاس نے اُسکی تحسین و آفرین کی طغرل کا سر فتح نامہ کے ساتھ سلطان کی خدمت مین ارسال کیا دوسرے دن خود مع غنائم و اسیران لشکر طغرل ملازمت مین پہونچکر فتح کا مفصل حال عرض کیا سلطان ملک محمد شیر اندازہ اور اُسکے بھائی پر غضبناک ہوا اور فرمایا کہ تمنے خطا کی تھی میرے اقبال و دولت نے اپنا کام کیا جو خیر بیت شامل حال ہوئی پھر سلطان نے تحسین نوازا اور ملک یارہیگ برلاس اور ملک محمد شیر اندازہ کو رتبہ عالی بخشا اور ملک مقدر کو طغرل کش موسوم کر کے مسند امارت پر متمکن کیا اور حکم دیا کہ آج سے اس متمرد کو طغرل نکرام کہین جیسا کہ طغرل غزنوی کو طغرل کافر نعمت کہتے ہین اسکے بعد لکھنوتی مین آکر ہنگامہ سیاست کا گرم کیا اور حکم دیکر دونون طرف راستہ بازاہ شہر مین سولیان نصب کروائین اور طغرل کے اعوان و انصار جو دستگیر ہوئے تھے سبکو دار پر کھنچوایا اور اُنکی عورتون اور فرزندون کو جہان پاتے تھے شہر لکھنوتی مین بسیاست غیر مکرر قتل کرتے تھے اور اُس زمانے تک کسی شاہ و ملی نے مردم مجرم کی عورتون کو قتل کیا نہا کہتے ہین کہ وہ قلندر کر جسے شاہ قلندر کہتے ہین حضرت طغرل مین نہایت عزت رکھتا تھا اُسکو ستیاب کر کے تین من طلا کہ طغرل نے آلات قلندری بنانے کیواسطے اُسکو دیا تھا چھین لیا اور جو فلک بے مہر قلندر صاحب جاہ کو نہ دیکھ سکا سلطان نے اسے سزا دیکر چند قلندر کے قتل کیا اور پھر لشکریان طغرل کو حکم کیا کہ دہلی مین لیجاکر سیاست مین پہونچاوین اور تقلیم لکھنوتی اپنے فرزند بزرگ خان کو عنایت فرمایا اور قبل اور خزانہ کے سوا جو شے طغرل سے دستیاب ہوئی تھی اُسے ارزانی کیا چتر اُسکے سر پر پھیرا خطبہ اور سکہ اُسی لایت کا اُسکے نام کیا اور خصیت کے وقت اُسے چند نصائح کین اول یہ کہ حاکم لکھنوتی کو ساتھ بادشاہ دہلی کے خواہ بخواہ بیگانہ ہو جنگ اور بغاوت کرنا لائق نہین اور جو بادشاہ دہلی قصد لکھنوتی کرے حاکم لکھنوتی کو لازم ہے کہ انحراف قبول کر کے جاہلے دور دست مین جاوے اور جب شاہ دہلی مراجعت کرے پھر لکھنوتی مین داخل ہووے اور اپنا کام سنوارے دوسرے یہ کہ خراج لینے مین رعایا سے میانہ روی کو کام فرماوے نہ اسقدر لیوے کہ متمرد ستاب ہووین اور نہ اسقدر کہ عاجز اور زبون ہون اور لشکر کو اسقدر مواجب دیوے کہ مخلصین سال بسال کفایت کرے اور معیشت کے سبب سے عسرت دیکھین تیسرے یہ کہ امور ملکی کے پرداخت مین بے مشورے اہل الراے مخلص اور خیر خواہون کے ابتدا نکرے نظم ز صد شمشیر زن راے قوی بہ ۔ ز صد لشکر کلاہی خسروی بہ ۔ براے لشکرے را بشکند پشت ۔ بشمشیرے یکے تا دہ توان کشت ۔ اور اجراے احکام مین ہوا پرستی سے پرہیز کرے اپنے نفس کے واسطے خلاف حق نکرے جو تھے وہ کرفاہ احوال خشم سے کہ لازمہ جہانداری کا ہے غافل نہ رہے اور دلجوئی اُنکے دلکی ضروریات سے شمار کر کے تغافل اور سستی کو اُنکے مقدمہ مین کار نفرماوے اور جو کوئی تجھے اُسکی تحریص کر کے آمادہ کرے اُسے ہتا دشمن جانکر اُسکے قول کی سماعت نکرنا پانچوین وہ کہ البتہ اپنے تئین پناہ مین اس شخص کی جو کہ دنیا سے روگردان ہو کر حق کیطرف متوجہ ہوا ہو لاوے بیت حمایت از کہن دانائے درویش ۔ ز صد سد سکندر رفت پیش ۔ سلطان نے اپنے فرزند کے کان نصائح سے گرانبار کر کے رخصت فرمایا اور خود کوچ متواتر اور پیہم کرتا ہوا تین مہینے مین

دہلی پہونچا ملک فخرالدین کوتوال کو جو غیبت مین اُسکی کارنمایان ظہور مین پہونچائے تھے بہت سرفراز کیا اور وہ قبا کہ آپ جسم مبارک مین پہنے تھا اُتار کر اُسے دی اور ثانی الحین اپنا کیا اور ارباب استحقاق کو بھی خوشدل کرکے علما اور درویشونکے مکانو پر گیا اور فتوح اور نذور گذرانکر انکی تعظیم مین کوشش کی اور قیدیونکو جو مال کے مطالبہ کے سبب سے محبوس تھے رہا کیا اور در بقایاے رعایا جو فتور مین تھا مسامحت فرمایا اسکے بعد یہ حکم نافذ کیا کہ دہلی کے بازارون مین سولیان نصب کرواور بقیۃ السیف سپاہیان لشکر طغرل کو جو دہلی سے لکھنوتی مین جاکر اُسکے شریک ہوئے تھے اُنکو داروں پر کھینچو جب یہ خبر شہر مین مشتہر ہوئی اہل شہر سراسیمہ ہوکر اُنمین اکثر سپہ سرکے عزیز و اقارب تھے مغموم اور محزون ہوئے اور مضطرب حال ہوکر گریہ و زاری شروع کی قاضی لشکر کا جو پرہیزگاران زمانہ سے تھا باد شاہ کے پاس گیا پہلے کلمات رقت آمیز سے بادشاہ کا دل موم کیا اور جراحت زخم کیا اُسکے بعد جماعت گنہگاران کے بارہ مین سفارش کی اور بادشاہ نے سمع قبول سے اصغا کرکے قلم عفو اُنکے جرائم پر کھینچا اور بڑا بیٹا اُسکا سلطان محمد شہید خبر راحت پدر والا گہر سنکر باتحف و نفائس بسیار طغان سے دہلی مین آیا بادشاہ اُسکے آنے سے نہایت محظوظ اور خوشحال ہوا انواع شفقت اور مہربانی ظہور مین پہونچائی اور تین چار مہینے وقت بیوقت آپسمین بکر صحبت اور ملاقات کو غنیمت جانتے تھے اور ایک لحظہ آپس سے جدا نہوتے تھے لیکن جب خبر تاخت و تاراج مغل سمع مبارک مین پہونچی ناچار فراق پسر پسر رکھکر ملتانکی طرف رخصت فرمایا اور وداع کیوقت طلب کرکے فرمایا میری تمام عمر اور اُمرا ملکی اور بادشاہی مین گذری اور مجھے اکثر تجربے حاصل ہوئے اُس سے چاہتا ہون کہ مین تجھے چند نصائح کہ لازمۂ جہانداری ہے مین کرون اور میرے بعد کارآیند اول وہ کہ جب تخت بادشاہی پر جلوس کرے امر جہانداری کو فی الحقیقت خلافت خداے عزوجل جانکر اور سہل نہ سمجھے اور اس امر کی عزت کہ نہایت بزرگ ہو ساتھ اور بکتاب قبائح اعمال اور ذمائم اوصاف کے مبدل نکرے اور مردم رذائل اور لیام کو اس مقام مین شریک اپنا نکرے فرد سفیہ فطرت رذلہ را بساحت قرب لیام را نتوان منصب کرد بان داد دوسرے یہ کہ قہر اور سطوت اپنے کو اپنے محل مین جلا کر اپنے اغراض نفسانی سے پرہیز کرے اور احدے کے سوا کوئی کام نکرے اور خزانے اور دفینے جو عطاے بزرگ باقی ہے مین مرضیات حق اور رفاہیت خلق مین صرف فرماوے اور اعداے دین اور ظلمہ کو ہرگز وقت خواہ اور ذلیل رکھے تیسرے وہ کہ افعال عمال سے اور احوال ولایت و خال اپنے سے ہرآن باخبر رہے اور تحسین و تقبیح محاسن افعال اور خصائل اخلاق کے تحریض فرماوے چوتھے یہ کہ قضات مفتی اور حکام متدین خلائق پر نصب فرماوے تاکہ رواج دین اور رونق عدل خلائق کے درمیان ظاہر اور باہر ہووے پانچوین یہ کہ خلاصہ اور ملازمین [جمع خاصی] لوازم حشمت و عظمت بادشاہی کی رعایت کرکے کوئی وقت اوقات سے مطالبہ اور سائر لایعنی کی اشتغال نکرے بیت لازم حشمت را بجد صیانت کن ۞ کہ نہزل باہمہ کس کم کند مہابت را چھٹے یہ کہ مردم صاحب ہمت نیک اندیش اور شاکر نعمت کو ساتھ اکرام اور انعام کے پیش آکر اُنکی نگاہداشت خاطر مین سہولت نکرے اور مردم صاحب عبر و خردمند کی تربیت مین کوشش بلیغ اور روا کار مملکت ہر یکی کرے اور قسمون اور خلعتا ترسون سے چشم و خانہ رکھے اور صلاح ملک اور دین کے دور ہونے اور بیگانہ ہونے اس گروہ کے جانے منظم گو ہر یک از عقدہ مریز ۞ آنکہ بدگوہر است ازو پرہیز ۞ بدگہر باکسے وفا نکند ۞ اصل بد از خطا خطا نکند ۞ ساتوین یہ کہ ہمت و شاہی آپسمین لازم و ملزوم ہین اور عقلا و حکما خان ہونون کو برادران توام سے نسبت دیکر فرمایا ہے کہ ہمت ایسی بادشاہ کو چاہیے کہ بادشاہ ہمتون کا ہووے کسواسطے اگر ہمت بادشاہ کی مثل ہمت دوسرون کے ہووے درمیان اُسکے اور تمام خلقت کے کچھ فرق نہو اور بادشاہی ساتھ بے ہمتی کے متحکم نہووے آٹھوین یہ کہ کس کسی کو بزرگ کرے تھوڑی لغزش مین جو اُس سے صادر ہووے خاک مذلت مین نہ ڈالے اور مردم مخلص اور ہواخواہ کو بے ضرورت مصلحت ملکی نہ آزار دے اور دوستون کو دشمن نہ بناوے بیت ہر سر سرے را کہ خود برافرازی ۞ تا توانی زپا نیفتد ازی ۞ اور جو تو

کسی کو حسب ضرورت ملک و دین کے عقوبت کرے جگہ صلح اور ملاپ کی نگاہ رکھے اور اشراف کی ایذا رسانی میں جلدی نکرے فقہ بیچ مثنی کا جلد القیام نہیں قبول کرتا اور تدارک ہر کام دشوار ہوتا ہے نوین یہ کہ سخن چین کا سماعت نکرے اور راہ اُنکے آمد و شد کی اپنے اوپر مفتوح نفرماوے اسلیے کہ سلطان حضرت اور مخلصان دولت ہر اس مین ہووین اور خلطائے عظیم امور مملکت مین ظاہر آوین اور جبتک تو بخانے کہ یہ کام برآمد ہو نیوالا ہے اُسے شروع نکرے تمام جھوٹ نالائق حال شاہین کے نسوبیت تا نہ کہی جاے قدم استوار نہ پاے منہ ہر طالب ہیچ کار و دسوین وہ کہ بے مشورہ عقلا کسی کام کی عزیمت نفرماوے اور جو ہم کو دوسرے سے رکھے خود ہی باشرت سے اجتناب کرے اور سر حلہ امور جہانبانی کے باخبر ہونے سے نیک و بد خلق کی جانے اور معاملات مین میانہ روی کو کام فرماوے اور شدت قہر سے تنفر عوام پر یا ہوتا ہے اور سستی اور سہل گیری سے متمردون کو طغیان اور تمرد مین پڑتا ہے اور تمام وقت اپنی محافظت مین کہ شامل صلاح عام ہے مبالغہ کرا اور درگاہ کو چاؤشان اور پاسبانان مخلص اور معتمد سے معمور رکھ اور اپنے بھائی کے حق مین مہربان رہ اور بات کسی کی اُسکے حق مین نہ سُن اور اُسے اپنا بازو تصور کرا اور جاگیر اُسکے ساتھ اُنکی مقرر رکھ پھر بادشاہ دین پناہ نے یہ تمام نصائح سودمند اپنے فرزند دلبند کے روبرو یاد فرمائین اور امارت بادشاہی دیکر اُسے ملتان کی طرف رخصت فرمایا اور سلطان محمد خان شہید نے وہان جاتے ہی ایک جماعت کثیر مغل سے جو ہند کی سرحدون پر تھی تیغ بیدریغ سے اُسے مقتول فرمایا اور اپنی مملکت اُنکے تصرف سے لایا اور جب تختگاہ ایران نے بقدوم ارغون خان بن ایاق خان بن ہلاکو خان کے زیب و زینت پائی تیمور خان کو امراے عظیم الشان جنگیزی سے تھا اور ہرات و قندھار و بلخ و بدخشان و غزنین و غور و بامیان وغیرہ علاقہ اس سے رکھتا تھا واسطے تاخت و تاراج اور انتظام بعضے خویشون اور ہمقومون اُسکے سے کہ سنوات سابق مین بہ جنگ محمد سلطان خان شہید کے ہلاک ہوئے تھے بیس ہزار سوار اچل سے لاہور اور دیپالپور مین در آیا اور اس ملک کو تاخت و تاراج کر کے ملتان کیطرف متوجہ ہوا سلطان محمد خان نے اُنکے قریب پہونچنے سے آگاہی پائی عاجت کیونکہ ملتان سے کوچ کر کے دو پہر کو آپ لاہور کے سامل کو جو نواح ملتان مین واقع ہے مصاف کیواسطے اختیار کیا اور تمر خان جو دریا کے سمت دار دہو اتھا عبور کر کے میمنہ اور میسرہ اور قلب و جناح آراستہ کر کے جنگ مین مشغول ہوا اور حرب شدید کے بعد چندر تمر تمر قتل ہوئے اور تیمور خان منہزم ہوا اور امراے ہند نے لوازم احتیاط ہاتھ سے دیکر مفرورون کا پیچھا کیا بادشاہ محمد خان شہید اجل رسیدہ نے جو نماز ظہر ادا نہ کی تھی تعجیل کر کے دریا کے کنارہ ایک کولاب بزرگ پر پانسو خازبون سے دار دہو کر ادا کے صلوٰۃ مین مشغول ہوا اس درمیان مین ایک امراے مغل نے کہ ہمراہ اُسکے دو ہزار آدمی کمین مین تھے وہان پہونچکر فرصت غنیمت جانی اور متوجہ مقابلہ ہوا محمد سلطان اپنے یارون سے سوار ہوا باوصف اسکے کہ گھوڑے اور آدمی خستہ تھے جہات سے عازم قتال ہوا اور کئی بار حملہ کر کے بہت مغلون سے قتیل و دربسا کیے قریب تھا کہ مظفر و کامیاب ہو کہ ناگاہ ایک تیر شست قضا سے چھوٹکر تقتل شاہزادہ پر آیا اُسکے مرغ روح نے قفس جسمانی سے پھڑک کر رہائی پائی اور روضہ اقدس کیطرف پرواز کر گیا اور مغلون نے اکثر امیرون سے آدمی مارے اور سب اور سازو یراق لوٹکر لیکر سپاہ ہند کے اجماع کے خوف سے بھاگ گئے چنانچہ میر خسرو اس معرکہ مین حاضر تھا مفصل کہ پنجہ ستم مین اسیر ہوا ساتھ اسطرح کے جو خضر خوانی اور دیپالدی آنی مین مسلط ہو کر رہائی پائی اور دہلی کیطرف روانہ ہوا اور جب خبر شہادت سلطان محمد خان شہید کی بادشاہ غیاث الدین بلبن کو پہونچی نہایت محزون اور ملول ہوا اور لباس ماتمی پہنا اور چند روز تعزیت رکھی پھر کیخسرو پسر سلطان محمد خان شہید کو کہ جوان نوخاستہ تھا قائم مقام پدر کیا اور چتر و امارت بادشاہی دیکر ملتان کی سمت روانہ فرمایا اور کیخسرو ملتان مین پہونچکر سنت پدر کا پیرو ہوا اور استقامت کر کے لطف و احسان کا مرہم سپاہ اور رعیت کے زخم پر رکھا اور ہر حد کی محافظت مین کما ینبغی کوشش کی لیکن بادشاہ غیاث الدین بلبن کہ عمر اُنکی اسی سال کی ہوئی تھی اپنے فرزند نوجوان کے غم مین شکستہ دل اور غمدیدہ پشت ہوا

اگرچہ ظاہر لوگوں کے دکھانے کو کہتا تھا کہ میں تن رضائے قضا ہیں پر سلطان محمد خان شہید کے قتل ہونے سے مخزون اور ملول نہیں ہوں لیکن دل کو بے اختیار ہو کر زار زار روتا تھا اور آہ و فغاں کھینچکر بزبان حال کہتا تھا نظم ؎ کلبن رنجہ گلبرگ خندان ؛ چرا برمن مگردد باغ زندان ؛ پریدہ از چمن کبک بہاری ؛ چرا چون ابر نخروشم بزاری ؛ قرد مردہ چراغ عالم افروز ؛ چرا روزم نگردد شب بدین روز ؛ چو روز بروز علامات ضعف اور ناتوانی کی ہویدا ظاہر ہوتی تھی اور سیاہ غم و غصہ ملکت وجود کے سکے کو پامال حیف کرتی تھی کیبکو بغرا خان کی طلب کے واسطے لکھنوتی بھیجا بغرا خان راستہ میں تھا کہ ضعف منجر کی بیماری میں صاحب فرش ہوا اور بغرا خان یہ خبر سنکر بعجلت تمام دہلی میں پہونچا اور اپنے بڑے بھائی کے مراسم تعزیت بجالکر باپ کی تشفی خاطر میں کوشش کی بادشاہ نے فرمایا کہ تیرے بڑے بھائی کے فراق نے مجھے رنجور اور ضعیف کیا ہے اور دیکھتا ہوں کہ ارتحال کا وقت قریب پہنچا ہے اسوقت میں تیری جدائی کہ میں تیرے سوا کوئی وارث نہیں رکھتا مصلحت سے دور ہے تیرا فرزند کیقباد اور تیرے بھائی کا بیٹا کیخسرو صغر سن ہیں اور دنیا کے تجربہ سے بیگانہ ہیں اگر ملک انکے قبضہ میں پڑے غلبۂ جوانی اور جوانپرستی سے انکی محافظت سے بری الذمہ نہو سکینگے اور جو شخص کہ تخت دہلی پر بیٹھے تجھے اطاعت اسکی لازم ہے اور جو تو تخت دہلی پر متمکن ہووے حاکم لکھنوتی مطیع و فرمانبردار رہیگا پس تجھے چاہیے کہ مجھے غنیمت یعنی جدائی نکرے بغرا خان اپنے باپ کی اطاعت واجب جانکر خدمت میں حاضر تھا لیکن جسوقت کہ اثر صحت کا بشرۂ بدن میں مشاہدہ کیا انکے کرنے سے یاس ہوا بادشاہ کے بے اذن شکار کے بہانہ سے بسبیل عجلت لکھنوتی کیطرف متوجہ ہوا سچ ہے دنیا میں اولاد سے زیادہ کوئی دشمن سخت نہیں باپکے فقر و غنا میں انکی خصومت یکساں ہے بادشاہ غیاث الدین بلبن کو یہ امر مرگ سلطان محمد خان شہید سے بھی دل پر شاق اور دشوار تر گذرا اور روگردانی کی شدت سے مضمحل اور شکستہ تر ہوا اور بغرا خان ابھی لکھنوتی نہ پہونچا تھا کہ مرض قدیم نے عود کیا اور انکو یقین ہو اکہ اس عاوضہ سے جانبری نہیں ہے بجز مصیبت لطیجی کیخسرو کی طلب کیواسطے ملتان کی طرف روانہ کیا اور ولیعہدی اسکے پسر کی آرزو دریافت کیا کہ عمر عزیز تمام ہوا چاہتا ہے کہ وداع کرے ملک فخر الدین کوتوال اور وزیر اور وکیل کو اپنے روبرو بلا کر فرمایا کہ میں بغرا خان سے ہمیشہ آزردہ خاطر تھا اور سلطان محمد خان شہید سے راضی اور شاکر تھا اسواسطے کہ سلطان محمد خان شہید از روے خلاص حلقہ میری اطاعت کا اپنے زیگیش رکھتا تھا اور میرے حکم سے کبھی تجاوز نکرتا تھا بخلاف بغرا خان کہ اکثر اوقات میرے کہنے پر کار بند نہوتا تھا اور جو عمل بھی کرتا تھا میرے ترس و خوف سے خواہش طبیعت اور تسلیم قلبی سے نہیں اور میں نے واسطے ضرورت اور خوف بد رائی کے اسے لکھنوتی سے طلب کر کے ولیعہد کیا تھا اب اس سے کہ یہ بے اندامی ظہور میں آئی سب میں اسکے عمال سے نہایت رنجیدہ خاطر ہوا اب چاہیے میرے بعد کیخسرو کو تخت دہلی پر بٹھاؤ اور کیقباد کو کہ بیٹا بغرا خان کا ہے لکھنوتی میں اسکے باپکے پاس بھیجدو کہ توال اور تمام اعیان المملکت نے یہ وصیت قبول کی اور سر فرمانبرداری کا زمین پر رکھا لیکن جب سلطان غیاث الدین بلبن تیسرے دن آخر شہور سنہ ۶۸۶ھ چھ سو چھیاسی ہجری میں اس جہان پر شور و فتین سے سفری ہوا اور پیکر خاکی اسکے دار الامان میں مدفون ہوا ملک فخر الدین کوتوال نے کہ سلطان محمود خان شہید کے صفائی نہ رکھتا تھا مردم معتبر سے اتفاق کر کے کہا کہ کیخسرو بہت تند خو ہے اگر اسے تخت بادشاہی پر جلوس میسر ہوگا اپنے دست غضب سے بہت کم آدمی زندہ چھوڑیگا بسکی صلاح اور ملک کی فلاح اسمیں ہے کہ کیقباد کو جو لڑکا نہایت حلیم اور بردبار ہے اور شاہ کی فیض ملازمت اور ظل عاطفت میں تربیت پاکر بزرگ ہوا ہے اسے تخت شاہی پر بٹھائیں تا کہ مردم امین رہیں بیچارون کو یہ خبر نہ تھی کہ وجود اسکا لاکھ فساد کا باعث ہوگا پھر کیقباد کو صاحب تاج و تخت کر کے کیخسرو کو ملتان روانہ کیا اور عہد سعادت مہد بادشاہ غیاث الدین بلبن کا بخیر الاعصار تھا اسواسطے کہ اسکے عہد میں مشائخ عظیم الشان جمع ہوے تھے ایک شیخ فرید الدین مسعود شکر گنج اور دوسرے شیخ الشیوخ شیخ بہاء الدین زکریا

اور فرزندانکے شیخ صدر الدین اور دوسرے شیخ بدر الدین غزنوی خلیفہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور دوسرے سید ی محمد کہ توفیق ایزدی سے انکے حالات کلک بیان سے تحریر ہونگے سلطان غیاث الدین بلبن نے بائیس برس بفر و اقبال خوب نیکنامی سے حکومت کی پھر سرائے فانی سے کوچ کیا دار البقا کی راہ لی ذکر سلطان معز الدین کیقباد بن ناصر الدین بغرا خان بن بادشاہ غیاث الدین بلبن کا حسب بادشاہ غیاث الدین بلبن رحمت حق مین واصل ہوا کیقباد بن ناصر الدین بغرا خان جو اٹھارہ برس کا تھا اُسکو بادشاہ معز الدین خطاب دیکر سریر سلطنت پر جلوہ گر فرمایا اور وہ بادشاہ فضیلت طبع اور بلاغت نظم اور مکارم اخلاق کے جمال سے آراستہ اور حسن یوسفی اور طلعت خورشید ہی و رعلو نسب مین پیراستہ تھا کہ اسلئے کہ ناصر الدین بغرا خان سلطان غیاث الدین بلبن کی دختر سے متولد ہوا اور وہ خود دختر سلطان ناصر الدین محمد بن شمس الدین التمش سے تھا التمش ناصر الدین محمود جہانداری اور غیاث الدین بلبن جہانبدری ہونا ہوا جیسا کہ امیر خسرو نے اسکی مدح مین فرمایا ہے نظم شمس جہانگیر جہاندرش ۔ اظہر من شمس جہاندیگرش ۔ ناصر حق شاہ فرشتہ سرشت ۔ خوے خوشش نفخہ باغ بہشت ۔ چارسوم شاہ غیاث الامم ۔ حاکم فرمان ز عرب تا عجم ۔ ہر سہ جدش کمیار کان جود ۔ کردہ و عالم سہ حدش را سجود ۔ اور اپنے جد بزرگوار کی آغوش عاطفت مین پرورش پاکر مسلمان نیک سیرت اور موحد بان پاک خصلت ہمیشہ اسپر موکل رہے اور انکے قبض تربیت اور اثر خوف سے لذات و شہوات نفسانی کے گرد نہ پھرتا تھا اور اوقات عزیز اُسکے کھیلنے پڑھنے مین صرف ہوتی تھی اور جب اقبال یاور ہوا تخت سلطنت پر جلوہ گر ہو کر مطلق العنان ہوا بمقتضائے ہوائے جوانی ایسا جادہ ہوا پر ستی مین قدم رکھا کہ مباشرت قمر عذاران سیمین اندام اور مخالطت پری پیکران مشکین دام کو مادہ حیات سمجھ کر عمر عزیز برایگان کرتا اور مطربان خوش آواز و مسخرون اور نشاط انگیزون اور عیش جویون کے بانداز ایسا رواج پایا کہ ہر کوچہ مین ایکہ ی پیکر اور ہر گوشہ بام پر ایک غزلخوان اور سرود گو ظاہر ہوا جو کہ بادشاہ نے یہ شیوہ اختیار کیا ملوک اور خواتین بھی عیش عشرت مین مصروف ہوئے اور شہر کے رئیس اور باشندے کیا مرد کیا بوڑھا کیا جوان بادہ عشرت سے مست ہو کر کوچہ و بازار مین غزلخوان پھرتے تھے اور متظلم تکلیف میان سے دور ہوئی اور قاضی اور محتسب نے شیوہ رندان عشرت پسند کا قبول کیا اور ارباب نشاط اور مسخرے ہندی متاع نقد و جنس کی فراوانی سنکر اطراف و جوانب سے دہلی کی طرف متوجہ ہوئے اور سلطان معز الدین کیقباد نے کیلوگڑھی مین دریاے جون کے کنارے ایک قصر عالی اور باغ شاہانہ تعمیر کرکے دار السلطنت بنا یا اور اپنی مجلس خوش بیان خوشخوار و مصاحبان بذلہ گو سے ملکی نظم قصر نگویم کہ بہشتی فراخ ۔ رفتہ طوبیٰ دراو را بشاخ ۔ طاق بلندش بہ فلک گشت حفت ۔ حائل او شد فلک اندر منفت ۔ چون کرہ گرد جہان شد عیان ۔ قصر نمود از رز آب روان ۔ ہمچو دو آئینہ مقابل دو آب ۔ آبے رو عکس نما او در آب ۔ شہ چو دران خلد برین جاے کرد ۔ خرم و خوشدل بطرب اے کرد ۔ سلطان کا مگار ایک لحظہ بے عیش و کامرانی نگذارتا تھا روز و شب بذل و اعطا مین صرف کرتا تھا ملک نظام الدین جو دادا اور بھتیجا ملک فخر الدین کوتوال کا تھا سلطان کے پاس نہایت تقرب پیدا کرکے وکیل مطلق ہوا اور امور شہریاری اور جہانداری کی پرداخت اسکے متعلق ہوئی اور ملک قوام الدین علاقہ جو بے نظیران زمانہ سے تھا نائب وکیل ہوا اور جمیع امرا اور مقربان اور ملازمان سلطان اس قصر کے حوالی مین مکان تعمیر کرکے یہ بھی استیعاب لذات بوجہ اتم کرتے تھے اور شراب کی قیمت ایک سے سر حصہ زیادہ ہوئی ارباب طلب کسی کے ہاتھ نہ آتے تھے اور مسجدین نمازیون سے خالی ہوئین میخانے معمور اور آباد ہوئے اور جب کیقباد جمشید منش کے عیش و طرب اور بیخبری اُسکی امور جہانداری سے حد سے گذری ملک نظام الدین کو ہوس بادشاہی کی ہر گز مناسبت اُسکے حال سے نہ رکھتی تھی ہر مین پڑی اور بسارہ مین فکر کرین اور فریفتہ کرکے اپنے ڈھب پر لاتا تھا کہ ناصر الدین بغرا خان حکومت لکھنوتی پر قانع ہوا اور سلطان معز الدین کیقباد ضمن بیخبری مین ہر اگر کچھ ہوا تو کیخبر ہو تو اول اسکا علاج چاہیئے تاکہ

اُسکے بعد سلطان معزالدین کیقباد کو سہل ترین وجہ سے درمیان سے اُٹھا کر تاج شاہی سر پر رکھنا ممکن ہو پھر نہایت پرکاری اور مکاری سے سلطان معزالدین کیقباد کے ملوک و خوانین سے بنیاد خصومت کی ڈالی اور یہ لوگ اُسکے تسلط و پرشیاری و تقرب سے ہراسان ہو کر جمیع امور مین اُسکی رضامندی حسب ظاہر ملحوظ رکھتے تھے اور ملک نظام الدین بھیم قلب سے بنا مطیع اور فرمانبردار امور کر کے تمہید مقدمات دفع کیخسرو مین مشغول ہوا اور تاریخ حاجی محمد قندھاری اور فتوح السلاطین مین کہ معاصر تمام ہا یک شاعر نے احوال سلاطین دہلی کا نظم کیا ہے مذکور ہے کہ کیخسرو ملتان مین خبر جلوس اپنے چچیرے بھائی اور ملک نظام الدین کے غلبہ اور اُسکی عزیمت کی سنکر تیمور خان مغل سے جو غزنین مین رہتا تھا رابطہ آشنائی اور دوستی کا درمیان مین لایا اور آہنگ طلب کمک امداد تسخیر دہلی کیواسطے کر کے غزنین کیطرف روانہ ہوا تیمور خان کو جیسا کہ اُسنے اپنے دلمین تصور کیا تھا پیش نہ آیا بلکہ اپنے اعزاز و اکرام مین فرق پایا اسوجہ سے کیخسرو دلگیر ہوا اور چند روز کے بعد غزنین سے عازم مراجعت ہوا اور ایلچی سلطان معزالدین کیقباد کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ مجھے تیری اطاعت اور فرمانبرداری سے چارہ نہین ہے اور مین یقین جانتا ہون کہ تو مجھپر بنفسہ کمال شفقت اور محبت مبذول فرماتا لیکن بعضے اہل غرض سے کہ مقاصد خود اور عناد مین ہین اور ہر لحظہ خاطر اشرف کو مجھسے منحرف کرتے ہین آگاہ چاہیے پدر مجھے تفویض فرمائین اور مجھے بھی ایک دلتنواہون سے شمار کرین عالم مروت اور دوست نوازی سے بعید نہوگا سلطان معزالدین کیقباد نے درجواب فرمایا کہ مین تجھے نہایت عزیز نہین رکھتا گذرا جو کچھ گذرا آیندہ چاہیے کہ کسی نہج کے دغدغہ کو اپنے دلمین راہ نہ دیکر میرے پاس آ تو زبان بدگویون کی کوتاہ ہووے اور مین تجھے نہایت تعظیم و تکریم سے ملتان روانہ کرون کیخسرو دارالملک دہلی مین گیا اور ملک نظام الدین نے جو وزیر اے خام سے مقام استیصال خانوادہ بلبنی مین تھا یہ جواب سکر و حیلہ کھولکر سلطان معزالدین کیقباد کی خاطر نشان کیا کہ کیخسرو تبر اشریک ہوا اور اوصاف بادشاہی اور صفت ولیعہدی مین آرستہ اور فلان فلان اس سے خطہ کتابت رکھتے ہین اور چاہتے ہین کہ تجھے تخت سے اُتار کر اُسے سزیر جہانداری بتمکین کرین سلطان معزالدین کیقباد نے شراب کے نشہ مین فی الفور سیات قبول کر کے کیخسرو کے قتل کا حکم صادر کیا اور ملک نظام الدین نے اُسی وقت اپنے احوان و انصار سے اثنائے راہ یعنی قصبہ رہتک مین کیخسرو کو مع جمیع جان نثار اور دلتنواہون کے شربت شہادت چکھا کر روضہ رضوان کا راہی کیا اور اسی طرح سے خواجہ خطیر کو جو وزیر سلطان حاتم تھا کر کے گدھے پر سوار کر کے مشتہر کیا اور فضیحت و رسوائی تمام سے شہر بدر کیا اور جماعت بلبنی جن کا اتفاق کیخسرو سے ثابت کیا تھا مقتول کیا اور اُنکی لاشین دریا مین ڈالین امرا اور ملوک کو نظام الدین کا جو خوف متمکن ہوا تھا نہایت مضبوط ہوا اور خلائق زیادہ تر رجوع ہوئی اور اُسوقت لشکر مغل کے لاہور آنے کی خبر پہونچی اور ملک یار بیگ برلاس اور خان جہان اُنکے دفع شر کیواسطے تعین ہوئے اور اطراف لاہور مین مقابلہ صعب واقع ہوا اکثر مغل قتل ہوئے اور ایک جماعت کو پسپا کر کے دہلی مین آئے اور ملک نظام الدین پھر حیلے کے درپے ہوا ایک روز سلطان سے عرض کی کہ امرائے مغل جو سلطان بلبن کے عہد سلطنت مین ہندوستان مین آکر لوکر ہوئے ہین سب ایک جنس ہین اور ہمیشہ میت رکھتے ہین اگر متفق ہو کر تیری نسبت کوئی مکروہ خیال کرین علاج دشوار ہووے اور ایسے کلمات منحرف سے سلطان کو اُنکے قتل پر آمادہ کیا یعنے امرائے مغل کے قتل کی خدمت حاصل کی اور سب کو ایک روز مین دسیسہ کر کے تیغ بیدریغ سے اُنکا خون بہایا اور مغلمان اُنکا برباد کیا اور بعضے ملوک بلبنی کو بھی جو امرائے مغل سے قرابت اور صداقت رکھتے تھے مجبوس کر کے حصار ہانسی و دوردست مین بھیجا اور خانوادہائے قدیم کی خرابی سے کچھ اندیشہ نہ کیا اور ملک نظام بیگ امیر ملتان اور ملک تمکی حاکم لاہور کو جو امرائے کلان بادشاہ غیاث الدین بلبن سے تھے اپنے مکر و حیلہ ذاتی سے انکو درمیان سے اُٹھایا اور سلطان کو اُسنے ایسا اپنا مسخر کیا کہ جو شخص از روے خلوص و دلتنواہی کے

شمہ بد اندیشی اسکی سلطان سے معروض کرنا سلطان فوراً وہ بات ملک نظام الدین سے کہتا اور اس شخص کو گرفتار کرکے اسکے پیش کرتا اور ملک نظام الدین کی وجہ جو ملک الامرا ملک فخر الدین کوتوال کی بیٹی تھی وہ حرم سلطانی مین رسوخ اور غلبہ تمام پیدا کرکے سلطان کی در خواندہ یعنی منہ بولی ماں بنی اور امرا نے اس اطوار کے مشاہدہ سے بسلم تذبیر سے اپکو اسکے حلقۂ حمایت مین ڈالا اور بلطائف الحیل اسکا شر اپنے سے دفع کرتے تھے اس جہت سے اسکی درگاہ جاے رجوع خاص و عام ہوئی اور درگاہ معنوی کی رواج و رونق شکست ہوئی اور ملک الامرا ملک فخر الدین کوتوال نے کہ عمر اسکی نوے برس کی ہوئی تھی جب ملک نظام الدین کے خیال باطل اور اسکے مخوف اور مضر پر اطلاع پائی اسنے نہانی طلب کرکے ہر چند چاہا کہ دلایل و براہین عقل سے خیال فاسد اسکے سر بیخ سے دور کرے فایدہ نہوا اور خام طبع کوتہ اندیش متنبہ نہوا اور جواب مین بولا کہ جو کچھ ملک فرماتا ہے تمام صواب ہے اور اسکے خلاف خطا لیکن جو خلق کو مین نے دشمن کیا ہے اور سب جانتے ہین کہ مین کس کام مین مشغول ہون اگر اب ہاتھ ہی دعا سے باز رکھونگا لوگ مجھے دست کش نہونگے ملک الامرا ملک فخر الدین کوتوال افرین کرکے اس سے بیزار ہوا اور یہ بات جب کابر اور معارف نے سنی شتاب خوان ہوئے عاقبت اندیشی اور سلامت جوئی ملک الامرا فخر الدین کوتوال کی سب پر ظاہر ہوئی اور ناصر الدین بغرا خان نے لکھنوتی سے خبر غفلت پسر اور غلبہ ملک نظام الدین سنکر مکتوبات نصایح آمیز بیٹے کو بحکم پدری کیا اور ہر مرتبہ خواہ حریف و شکی کے اندیشہ سے اسپار کیا لیکن سود مند نہوا اور جب سمجھا کہ یہ خلف صلاح پذیر نہین ہے اور احوال اسکا وضع جہانداری کے خلاف ہے بادشاہ غیاث الدین بلبن کے فوت ہونے سے دو برس کے بعد ملک دہلی کے انتزاع کے قصد مین فوج کش ہوا جیسا کہ مثنوی قران السعدین مین امیر خسرو فرماتا ہے نظم

خبر خسرو مشرق پناہ ۔ ناصر حق وارث این تختگاہ ۔ کافسر اورا پسر اینباز گشت ۔ وین شرف ازوے بپسر باز گشت پسر کردہ علم کرکشیہ ۔ سافتہ کین سفدہ لشکر کشید ۔ تند چو باد آمد ازان خاوخار ۔ از پئے گلگشت بسوے بہار ۔ سلطان معز الدین کیقباد نے جب خبر قصبہ پدر بزرگوار اور اسکا پہونچنا بہار مین سنا وہ بھی سامان حرب و ضرب درست کرکے افواج کثیر سے اس حدود کی طرف متوجہ ہوا ۔ عین گرمی مین آب کہکر کے ساحل پر پہونچکر فروکش ہوا اور سلطان ناصر الدین نے یہ خبر سنکر بہار سے کوچ کرکے آب سرو کے کنارے نزول کیا نظم نصب شد اعلام شہنشاہ دہر ۔ بر لب کہکر بجوالی شہر ۔ کہکر ازین سو ۔ ازاق و طراف ۔ از لف لشکر ملحب آورد وہ کلف ۔ تیغزنان مشرق از انسوے آب ۔ گشت چو روشن کہ رسید آفتاب ۔ بر لب آب آمدہ آراستہ صف ۔ تا فت وہ خورشید زہر دو طرف ۔ الغرض بعد حصول قرب جوار نے ناصر الدین بغرا خان استطلاص دہلی سے خاطر خالی کرکے طالب صلح اور ملاقات ہوا سلطان معز الدین نے ملک نظام الدین کے اغوا کے باعث اس معنے سے انکار کیا اور عازم جنگ ہوا اور اسکے بعد تین روز تک طرفین سے مراسلات جاری رہے ناصر الدین بغرا خان نے چوتھے دن اپنے دستخط خاص سے یہ ترقیم فرمایا کہ اے فرزند اشتیاق تیرے دیدار کا نہایت ہے اور مجھے اس سے زیادہ تر صبر کی طاقت نہیں فراق مین باقی نہین ہے ایسا کر کہ یہ سوختہ آتش بے نصیبی کا تیرے وصال مین پہونچے اور حضرت یعقوبؑ کے مانند ایک مرتبہ اسکو چشم روشن دیدہ طلعت یوسفی کے مشاہدہ سے روشن ہو تیری بادشاہی اور عیش و عشرت مین خلل نہوگا اور یہ بیت بھی اسمین درج کی بیت گر چہ فردوس مقامے خوش است ۔ پیچ فراوید بہ از لذت دیدار نیست ۔ سلطان معز الدین کیقباد اس مکتوب کے پڑھنے سے متاثر ہوا اور اپنے سرارادہ سے اٹھکر مقام صلح مین گیا اور باپ کی ملاقات کے واسطے جریدہ جانے پر آمادہ ہوا ملک نظام الدین مانع ہوا اور ایسا کیا کہ سلطان نے مع افواج اور دبدبہ بادشاہی کے بقصد ملاقات ساحل آب کہکر سے کوچ کیا اور صحرا کی طرف متوجہ ہوکر آب سرو کے کنارے وارد ہوا اور ایسا مقرر ہوا کہ واسطے حفظ مرتبہ شاہ دہلی کے ناصر الدین بغرا خان آب سرو سے گذر کرکے بادشاہ معز الدین کیقباد کے دیدار کو آوے اور اسے تعظیم دے اور بادشاہ معز الدین کیقباد تخت پر بیٹھا رہے پھر منجمان درگاہ نے طالع نیک واسطے

ساعت سعود تجویز کی ناصر الدین بغرا خان نے اسی ساعت کشتی پر سوار ہو کر پانی سے عبور کیا اور سلطان معز الدین کیقباد کی بارگاہ کیطرف متوجہ ہوا اور خلوتخانہ مین اترکر تین مقام مین تسلیمین بوسی بجا لایا جب ناصر الدین بغرا خان نزدیک آیا سلطان معز الدین کیقباد بیتاب ہو کر تخت سے اُترا اور باپ کے قدمون پر گرا اور ایکدوسرے سے بغلگیر ہو کر ایک ساعت خوب رو برو رہا اور منھ پر منھ رکھے دوسرے کے دیے اور دونون بحر فیض ابر کمطر زار زار روئے اور حاضرین نے ابھی اگلے مشاہدہ حال سے اشک اپنی آنکھ سے جاری کیے پھر بانے ہاتھ بیٹے کا پکڑ کر تخت پر بٹھا کر جا کر مین تخت کے روبرو ایستادہ ہوا مین بیٹا تخت سے اُتر آیا اور باپ کو تخت پر بٹھایا اور خود بھی اُسکے مودب بیٹھا اور زمرہ فقرا بیشمار نثار ہوا شعرا مدایح پڑھتے اور مطرب سرود گاتے اور چاوش و رقیب جوش و خروش مین آئے اور اُسوقت مین جو کچھ لوازم بادشاہی اور خلعت مجلس شاہنشاہی مشہور و معروف تھے بجالائے اور مکالمہ اور مجاریہ سے ایکدوسرا محظوظ ہوا ایک لحظہ کے بعد ناصر الدین بغرا خان اُٹھا اور آپ سے عبور کر کے اپنی بارگاہ مین گیا اور تحف و ہدایاے غریبہ و تنقلات عجیبہ و ظروف و اشربہ لطیفہ طرفین سے ارسال ہوئے اور دونون لشکر کے آدمیونکو حکم ہوا کہ ایکدوسرے کے مکانون مین آمد و شد کرین اور از روے یگانگی سلوک کرین اور ناصر الدین بغرا خان چند روز متواتر اپنے فرزند کے مکان پر آتا رہا اور ہر مجلس محبت گرم کرتے تھا اور ایکبار اپنے پیکر حسن و طرب کی داد دیتے تھے چنانچہ مثنوی قران السعدین امیر خسرو کی تفصیل کی ناطق ہے اور جب ان وضعت اور وداع کا قریب ہوا چنانچہ ناصر الدین بغرا خان نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ جمشید نے کہا ہے کہ جو بادشاہ کہ ہمیشہ رحال منادی کے کہ خزانہ مین نہ تو کہ دشمنون کے غلبہ کے وقت اپنے لشکر کی ساتھ اُسکے مدد کرے اور بلاے قحط مین رعایا کی دستگیری کرے ہرگز بادشاہ کو شاہ جہان نہ کہنا چاہیے اور مین چاہتا ہون کہ چند نصایح جو حال سلطنت کے لائق ہون کرون بادشاہ معز الدین کیقباد نے عرض کی کہ آپ میرے صاحب تخت و تخو ہین میرے پاس کوئی ایسا نہین جو مجھے خواب غفلت سے بیدار کرے آپ جو میرے حق مین بہتر سمجھین مجھے اُس سے متنبہ فرماوین تو مین اُسے بنا دستور العمل بناؤن اور اُسکے خلاف روا نہ رکھون ناصر الدین بغرا خان کا دریاے محبت پدری جوش مین آیا فرمایا کہ مجھے بہت مرغوب خاطر دیکھنے سے یہ غرض تھی کہ تیرے دیدہ نابینا نوازا نوار سے اپنی آنکھین روشن کرون اور اُسکے بعد شرط موعظت اور نصیحت بجا لاؤن اور تجھے خواب غفلت سے کہ لازمہ جوانی اور دولت کا ہے بیدار کرون پھر خلوت کر کے فرمایا کہ ملک نظام الدین اور ملک قوام الدین علاؤ الدین علاقہ جو تیرے ملک کے عمدہ مین تجھین حاضر کر تو جو کچھ مجھے کہنا ہو اُنکے حضور مین کہون ملک نظام الدین اور ملک قوام الدین علاؤ الدین مجلس مین حاضر ہوے اُسوقت ناصر الدین بغرا خان نے ازروے شفقت اور عطوفت فرمایا نصیحت پہلی او فرزند جو سوتیلے مین نے سنا کہ تو تخت دہلی پر متمکن ہوا مین نہایت خوشوقت ہوا اور مین سمجھا کہ ملک دہلی مجھے ہو چکا لیکن جب مین نے حکایت تیری غفلت اور بیخبری کی سنی حیران اور ششدر ہوا کہ تو ابتک کیونکر زندہ رہا اور دو برس گذرے ہین کہ مین تیری طرف سے اپنی تربیت مین مشغول رہتا ہون اور ملک دہلی اور لکھنوتی کو مرض زوال مین دیکھتا ہون بالتحقیق اُسدن سے کہ مین نے سنا ہے کہ تو نے میرے پدر کے بندون کو جو پروردہ نعمت سلکاہ اور مخلص اور خیر خواہ تیرے تھے ناحق قتل کیا اور اُنکے قتل کرنے سے دوستون کا اعتماد تجھسے برطرف ہوا اب مجھے کسیطرح کی امید اور توقع ملک مین نہین اور فرزند جو کچھ مین دیکھتا ہون اور سنتا ہون تو نہین دیکھتا اور نہین سنتا بسقدر اندیشہ کر کہ میرا بڑا بھائی جو جانداری کے لائق تھا باپ کے عین حیات شہید ہوا اور فرزند اُسکا جو سلطنت کا شایستہ اور قوت بازو تیرا تھا بدخواہونکے کہنے سے تو نے اُسکو قتل کیا اسی طرح مجھے بھی درمیا نسے اُٹھاو بیگنگے ملک دہلی ایسے بد عمل کے ہاتھ آوے گا کہ نام و نشان ہمارا روے زمین پر نہ چھوڑیگا او فرزند اگر تو اپنے اوپر رحم نہین کرتا اپنی اولاد اور اتباع پر ترحم کر اور اُنکو لہو و لعب مین مشغول نہ رکھ اپنا غم کھا اور یہ چند نصیحت کہ مین تجھے سناتا ہون عمل مین لا پہلی نصیحت یہ ہے کہ اپنی جان پر رحم کر اور اپنے نفس کے معاملہ مین مصروف رہ

کہ تیرے چہرہ کا رنگ جو گلاب کے پھول سے زیادہ خوشرنگ اور سیراب تھا سونے اور ہلدی کے مانند زرد ہوا افراط شہوت سے تو ایسا لاغر اور ضعیف ہوا ہے کہ بکو روک اور گرد و اسکے نہ پھر کسر سے کہ جب جان میں خلل واقع ہو لذات سے فائدہ کی امید نہ رکھنا چاہیے میر خسرو فرماتا ہے ابیات نشاید باد شد است بودن ۔ نہ درخشک و پوس پیست بودن ۔ بود شہ پاسبان خلق پیست ۔ خطا باشد کہ باشد پاسبان مست ۔ شبان چون شد خراب از بادۂ ناب ۔ رمہ در صدمۂ گرگان کند خواب ۔ وہ تیسری نصیحت یہ ہے کہ لوگ ملک دارست ۔ ثبات کار با و ہوشیاری بہت ۔ دوسری نصیحت یہ ہے کہ امرا اور ملوک کی خبر نہ رکھنا کہ جو ہتا کہ اعیان و امصار تجھ سے بدگمان نہ ہوں اور یہ مرد حاضر ملک نظام الدین امد ملک قوام الدین علاقہ جو پختہ کار اور صاحب تجربہ روزگار ہیں تو ان سے مشورت کیا کر اور ہر امر خوب سے انکے شریک کر اعیان چار دانگ چار رکن دولت تصور کر اور جو کام پیش آوے انکا اتفاق اور صلاح سے قبول فرما اور سرانجام کو پہونچا ایک کو دیوان وزارت دوسرے کو دیوان رسالت تیسرے کو دیوان عرض چوتھے کو دیوان انشا حوالہ کر اور جہاں تک قوت برابر دے اگرچہ انکے مراتب میں باعتبار اعمال تفاوت ہو لیکن انہیں سے کسیکو بقدر فائدہ جو سرکشی اور طغیان کرے بیت مگر بخت شنیدہ بید ارنیست ۔ وگرنہ چنین کار دشوار نیست ۔ چوتھی نصیحت یہ ہے کہ جس ارباب ملکی کے کہنے کی امر ہو چاروں شخص کے حضور لیوے اور بہ رکھوے اور انہیں سے ایک کو اپنے اسرار سے ایسا محرم نکر کہ دوسرے رنجیدہ ہو تیسری نصیحت چوتھی یہ ہے کہ نماز پنجگانہ ادا کر اور رمضان کے روزہ رکھے تو ان دونوں امر و واجب العین کی برکت سے خذلان دنیا اور آخرت تیرے دامنگیر نہ ہوں اور میں نے سنا ہے کہ کسی حیلہ سے علمائے وقت نے تیری خوشامد سے دو ماہ رمضان میں کھانے کی رخصت دیکر کہا ہے کہ جو روزہ آزاد کرے یا ساٹھ مسکین کو طعام دے کفارہ یعنی عوض روزہ کا کہا ہے تو ایسے علما کے قول و فعل سے پرہیز رکھا اور مسائل دین کے علما و اطبا اور حریص سے کہ دنیا انکی مبغوض ہوئی ہے پوچھنا بلکہ مسائل دینی تو اس شخص سے استفسار کر جو دنیا سے دنی سے روگردان ہوا ہو اور متاع دنیا سے دون انکی نظر ہمت میں ذرہ سے بیقدر تر ہو نصیحت کرکے کہ زنہار اور ہائے ہائے کرکے مرجیا اور اپنے دلبند کو گود میں لیکر وداع ہوا اور آغوش میں لیکر کیوقت اسکے کانوں میں کہا کہ ملک نظام الدین کو جلد اپنے پاس سے دفع کر اسلیے کہ جو وہ فرصت پاویگا تجھے ایک روز بلکہ ایک ساعت زندہ نچھوڑیگا یہ کہا اور روتا ہوا اپنے منزل میں گیا اور دو روز کے عرصہ میں تناول فرمایا اور اپنے محرموں سے کہا کہ آج میں فرزند اور ملک دہلی کو وداع آخری کی اور آل اسکا ایسا ہے کہ سلاطین اپنی منحصر بادشاہان دہلی کی متابعت میں دیکھکر بادشاہ جلال الدین اور بادشاہ علاء الدین اور سلطان قطب الدین سے اظہار اطاعت کیا اور چتر اور خطبہ اپنے سے دور کے مثل سائر امرا سلوک کیا سلطان قطب شاہ جب دہلی سے بنگالہ کیطرف گیا ناصر الدین بلرام نے استقبال کرکے لوازم پیشکش پیش پہونچائے قطب شاہ نے ترحم فرماکر پھر ولایت لکھنوتی بامانہ کو روبنگالہ اسے عنایت فرمائی اور دوبارہ چتر اور دربار دیکر اسکی تعظیم میں کوشش کی الغرض اسکے بعد بادشاہ ناصر الدین کیقبضہ سے نکل اودھ سے دہلی کیطرف نہضت فرمائی اور چند روز پاس انفاس پدر کرکے اور لوگونکی شرم و حیا کا لحاظ کرکے اپنے تئیں عیش و طرب میں مشغول کیا لیکن جو آوازہ بادشاہ کی مجالس حشن کا اطراف و اکناف عالم میں پہونچا تھا گروہ ارباب نشاط شیرین کار اور طرب بیگانہ روزگار درگاہ میں آئی تھیں اور ہر روز بکو آراستہ کرکے اور مستعد صحبت ہو کے گرد پیش اسکے اپنے تئیں جلوہ دیتی تھیں اور ملازمت کا انتظار کھینچتی تھیں سلطان جو عاشق اس گروہ کی صحبت اور شیدا اس جماعت کا تھا شوق وہ لولہ نے بار بے اختیار زردیدہ نگاہ رخسار نازنین پر کرتا تھا اور گوشۂ چشم سے ایک التفات انکے حال پر فرماتا تھا ناگاہ بولی بچہ کہ آہنگ و شنگ میں سرور نازنینان اور پریرویان تھا کلاہ مکلل سر پر اور قبائے زرنگار در بر اور پیشکدمر صع بکمر

اور اسپ عراقی برسو ارچو کہ ہنگام کوچ با صد کرشمہ و ناز چتر سلطانی کے مقابل آیا اور ہنرہائے عجب و عملہائے غریب ایک نوع کے ساحری کہنا چاہیے ظاہر کیے اور یہ بیت باآواز خوش پڑھی بیت اگر قدم برچشم ما خواہی نہاد ؛ دیدہ در رہ می نہم تا میری اور اسکے بعد عرض کیا کہ مطلع اس غزل کا اسحالت مین مناسب نہ دیکھتا ہون لیکن سوء ادبی سے نہین پڑھ سکتا سلطان نے فرمایا پڑھ اور مت ڈر اُسنے بڑھا بیت سر دشمنان دامن امیر و ؛ نہ بک بد عہدی کہ بے امیری ؛ سلطان اُس کے شارہ حال اور ملاحظہ حرکات و سکنات سے حیران رہا اور طبلسان آتش کے دوش پر ڈالی اور نشان صنم پرستی دوبارہ بلند کر کے اپنے اصلی صورت فراموش کین اور بے اختیار راہ مین ایستادہ ہو کر اُس نو بشکن سے ساتھ اس بیت کے ہمزبان ہوا بیت فغان کین لولیان شوخ و شیرین کار و شہر آشوب ؛ چنان پر دند صبر از دل کہ تر کان خان یغما ؛ اور کمال بیطاقتی سے گھوڑے سے اُترا اور اسمقام مین منزل کی اور مجلس آراستہ کر کے اس رشک خوبان طراز کی قاضی اور بازی مین مشغول ہوا اور یہ بیت زبان پر لایا بیت شبے می تو یکنم از بیم نازشاہدان ؛ با مداد ان روے ساقی باز دکار آورد ؛ اور اُس شوخ برہمزن دین نے جب یہ بیت شاہ کی زبانی سُنی فی البدیہہ یہ بیت پڑھی بیت غمزۂ زاہد فریبم علبد صد سالہ را ؛ موے پیشانی گرفتہ پیش خمار آورد ؛ سلطان نے تیزی خو اور جودت طبع اور مکلم نکتہ سنجے سے الہ اور حیران ہو کر اُسی کو ساقی بنایا اور لولی بچہ نے شرائط تواضع بجالا کر یہ بیت پڑھی بیت اگرچہ کہ خوب ترزما ہیم ؛ ہم بندۂ بندگان شما ہیم یہ کہا پھر جام شراب پر تکالی سے لبریز کر کے سلطان کے ہاتھ مین دیا سلطان نے اُسکے دست نازنین سے لیکر از راہ شیفتگی یہ بیت پڑھین نظم قدح چون دور من آید بہ نزدیکان مجلس ؛ مرا بگذار تا حیران بہ ہم چشم ساقی راہ اگر ساقی تو خواہی بود مارا باک میگیرد ؛ کہ می خوردن حرام است پیہ کہا اور پیالہ نوش فرمایا اور امرا اور ملوک بھی اپنے منازل مین مجالس عشرت آراستہ کر کے لہو و لعب اور طرب مین مصروف ہوئے دوسرے روز سلطان نے وہانسے کوچ کیا اور منزل بمنزل مجلس حسین سنوار کر داد عیش و طرب کی دیتا تھا یہان تک کہ دہلی مین پہونچا اور قصر کیلوکھری مین نزول اجلال اور حلول اقبال فرمایا اور اہل شہر اُسکے آنے سے شاد ہوئے اور جشن کیے اور شہر آئین بند کر کے قبے آویزان کیے اور سلطان نے عالم جوانی مین شیوۂ ناموزونیہ ہوا پرستی کا با نہ سے بچھوڑا بد ستور سابق شرب خمر و اختلاط گلعذاران مین افراط کرتا تھا اور خلقت بیباکی اپنا شعار کر کے ہر کوچہ اور محلہ مین علانیہ اور آشکارا شراب خواری کرتی تھی اور صحبت گرم رکھتی تھی اور خم و اندوہ خلائق کے دل سے دفع ہوا شاہد غفلت نے ملک عقل کو تسخیر کیا اور جب چند مدت اس وطیرہ پر گذری سلطان بیمار ہوا اور کثرت جماع اور مداومت شراب سے ضعیف اور لاغر ہو اس درمیان مین باپ کی نصیحت یاد آئی چاہا کہ اپنے بیم گزند سے ملک نظام الدین کو درمیان سے اُٹھا دے اور چونکہ صاحب فکر سکا ساتھ مکابرہ کے پیش آیا اور یہ فرمایا کہ تو ملتان مین جا اور وہانکے مہمات کو انجام دے ملک نظام الدین سمجھا کہ بادشاہ میرے دفع کا ارادہ رکھتا ہے وہانکے جانے مین تعلل کر کے عذر لایا اور مقربون نے جب سلطان کے انحراف مزاج سے آگاہی پائی اور ہمیشہ اُسکی ہلاکت کے خواہان تھے بادشاہ کے حکم سے نظام الدین کو زہر دیکر ہلاک کیا اور ملک جلال الدین خیر خوزبن ملک بہرس خلجی کو جو نائب سمانہ اور بیر جامدار درگاہ تھا سمانہ سے طلب کر کے خطاب شائستہ خانی دیا اور عارض ممالک کر کے قطاع ہر اعمال کیے اُسوقت مین بادشاہ کے مزاج مین انحراف اور فتور زیادہ راہ پاکر ساتھ لقوہ اور فالج کے مجتمع ہوا اور صاحب فراش ہو کر بکلی کام سے عاجز ہوا اور امرائے صاحب شوکت کو سلطنت کی آرزو ہوئی ہر ایک سر مین ایک سودا اور ہر ایک دل مین ایک تمنا ظاہر ہوئی اور بمجرد الوقت اتفاق کر کے کیومرث پسر بادشاہ معز الدین کیقباد کو جو تین برس کا تھا دم سے باہر لائے اور بادشاہ شمس الدین خطاب کر کے تخت پر بٹھایا اور وہ فرقہ کے ایک قبیلہ خلج اور یہ تمامی ہمراہ ملک جلال الدین خیر خوند ہو کر بہاد پور مین وکش ہوئے

اور دوسرے فرقہ اتراک نے کیومرث کو اپنے ہمراہ رکھکر ملک ایتمر کچن اور ملک ایتمر برغر کو سرگروہ کرکے صحرائے چیورہ ناصری
مین نزول کیا اور بادشاہ معزالدین کیقباد قیصر کیلوکھری مین بیمار اور بتاب ساتھ ایک جماعت اطبا کے رہتا تھا اور ایسے قرون
مین اکثر فساد درمیان مین آتے ہین اور اتفاق اور اتحاد گوشہ مین پوشیدہ ہوکر عزیز الوجود ہوتا ہے خوانین ترک نے آماہ کیا
کہ جو کیومرث ہمارے ہاتھ مین ہو ملک جلال الدین اور تمام امرائے خلج وغیرہ کو کہ اصل تہ کو نے نین ہین متاصل کرکے تمامت سلطنت کو
ہم ترک باہم انجام دینگے اور بیگانہ کو درمیانین مداخلت نہ دینگے اور تذکرہ انکے نام تحریر کیا اور آنکھ اندیشہ کرکے مین نام جلال الدین خلجی تھا
جب ملک جلال الدین اس بات سے آگاہ ہوا اپنے حفاظت مین پڑا اور امرا اور ملوک خلج کو جمع کرکے بعضے دیگر امرا کو بھی اپنی اے سے
متفق کیا اور اس حال مین ملک ایتمر کچن سوار ہوا تو ملک جلال الدین کو فوج نے یکسر سوار اور پورے سے لاکر اسکا کام تمام کرے ملک جلال الدین خلجی
جو اس اندیشہ سے آگاہ تھا جسوقت کہ ملک ایتمر کچن اسکی محلسرا کی ڈیوڑھی پر گھوڑے سے اترا اسکے جامہ جن کو تلوار سے پرزے
پرزے کرکے دھجیان اڑادین نظم سراپیر جون جداشد زتن ہ خرد شے برکرد ازان انجمن ہ بے ہرکہ چاہے پے کس کہ نہ ہ اور اقتضا
اندران چنگلند ہ اور ملک جلال الدین فیروز خلجی کے فرزند کہ ساتھ شجاعت اور مردانگی کے انصاف رکھتے تھے یا نسوار اپنے ہمراہ لیکر
اردوے کیومرث مین جاکر اتراک پر ہجوم لائے اور عنایت چستی اور چالاکی سے سراپردۂ سلطانین مین داخل ہوئے اور بادشاہ شمس الدین
کو تخت سے اٹھاکر ہمراہ فرزندون ملک الامرا ملک فخرالدین کوتوال کے بہادر پور مین اپنے باپکے روبرو لائے اور ملک ایتمر برغر نے کہ تعاقب
انکا کیا تھا شانے راہ مین اس سے جنگ کرکے قتل کیا اور خواص عوام دہلی کے جنکو بزرگی خلجیون کی دشوار اور ناگوار معلوم ہوتی تھی ہجوم
کرکے شاہ شمس الدین کی مدد کیواسطے شہر سے برآمد ہوئے اور بداؤنکے دروازے کے آگے جمعیت کرکے قرار دیا کہ ملک جلال الدین فیروز خلجی
کے سر پر جاوین لیکین ملک الامرا ملک فخرالدین کوتوال نے اپنے لڑکے کے سبب سے کہ ملک جلال الدین فیروز خلجی کے پاس تھے عوام کو اس راہ
سے باز رکھا اور انکی جمعیت کو متفرق کیا اور آپکی رونا کثر امرا اور ملوک ملک جلال الدین فیروز خلجی کے شریک ہوئے اور حلقہ بیعت کا
اپنے کانمین ڈالا اور ملک جلال الدین فیروز خلجی نے ان ترکون کو جنکے باپ بادشاہ معزالدین کیقباد کے ہاتھ سے مارے گئے تھے
قیصر کیلوکھری مین بھیجا انھون نے جاتے ہی بادشاہ معزالدین کیقباد کو کہ ایک مدت سے زیادہ دم باقی نہ تھا جام خانہ یعنی کمل مین لپیٹ کر
اور چند لاتین مار کر کام تمام کیا اور اسکی جداکی لاش پانی مین ڈالدی بنا کا وہ قصر شاہ آمد و رفت خون پدر کینہ خواہ آمد و بیک جا نماند تن
شاہ راہ بہ پیچید آن قوم وحشت گزا ہ بکردند اگر لکد مال زود ہ فلک طرفہ بازی بخشم نمود چنین بازیہا مین گنبد نیلگون ہ نماید زمین
دیر شد زر فزون ہ کشاند شان را بدست خسان ہ کسان را کند حاجز ناکسان ہ ستر تاجداران بخاک فگند ہ تن سرکشان در مغاک
افگند ہ ازان رود بین عالم بیوفا ہ نہ بستند دل اہل ملک ولا ہ سر از تاج شاہی و گردن کشی ہ کشید مدام صدر ضا و خوشی ہ نہ امید
از عالم خاک شان ہ نہ بیمی زدوران افلاک شان ہ اسوقت ملک جلال الدین فیروز خلجی نے بنام سلطان جلال الدین رکھا اور
ملک چھجو کو جو بھتیجا بادشاہ غیاث الدین بلبن تھا اور آپ کو وارث ملک جانتا تھا ولایت کڑہ اسے جاگیر کرکے رخصت روانہ کیا
اور اس ساعت مین کہ منجمون نے پسند کی تھی شوکت و اقبال شاہانہ سے قصر مغری مین جو کیلوکھری مین بنا کیا تھا اکر
نزول اجلال فرمایا اور کیومرث کو درمیان سے اٹھاکر بفراغ خاطر حکومت مین اشتغال کیا اور بادشاہی ترکون
سے جو سلاطین غور کے غلام تھے سلسلۂ خلجیہ مین منتقل ہوئی اور بہ واقعات اور حالات او اخر ۶۸۹ھ چھ رستاسی
مین واقع ہوئے تھے مدت سلطنت معزالدین کیقباد کی تین برس کسری زیادہ تھی البقاء للملک المعبود ذکر سلطان
جلال الدین فیروز شاہ خلجی کی بادشاہی کا نظام الدین احمد بخشی نے اپنی تاریخ مین مرقوم کیا ہے کہ ایک

تواریخ معتبرہ مین میری نظر سے گذرا کہ گروہ خلج فاریاب خان داماد چنگیز خان کی نسل سے ہین اور قصہ اسکا یون ہے کہ آسکی خاتون سے جو چنگیز خان کی بیٹی تھی کچھ رنجش واقع ہوئی اور وہ چنگیز خان کے خوف سے مدار اور ملایمت کے سوائے کچھ علاج نہ رکھتا تھا اور ہمیشہ ایک نفر اور ایک ملاڈھو ہمراہ رکھتا تھا اور دستیاب نہ ہوتا تھا بعد چندے چنگیز خان نے ساحل آب سندھ پر پہونچکر سلطان جلال الدین خوارزمی کو مغلوب اور منکوب کیا اور ایران اور توران کی مہمات سے فارغ ہوکر اپنے یورت اصلی مین باز گشت کی تو لیخ خان نے اُس زمانہ مین غزنہ اور خراسان کے پہاڑون پر ہوکر گزرتے وقت اُسکا استحکام بنظر غور اور تعمق دیکھا اور فرصت کیوقت چنگیز خان سے جدا ہوکر اپنے عزیزہ اقارب سے کہ تخمیناً بیس ہزار خانوادہ تھے اُن کو ہندوستان سنکھ مین گیا جب چنگیز خان فوت ہوا کسی نے اُسکے فرزندون مین سے اُسکی پیروی نہ کی اور اُسنے اس مقام مین سکونت اختیار کی اور صاحب اقتدار ہوا بادشاہ جلال الدین فیروز خلجی دہلوی اور پدر سلطان محمود خلجی سندھی بنا تواریخ خان سے ہین پھر تحریف بار خلج ہوئے اور کثرت استعمال سے الف کو بھی مستردکر کے خلج کہنے لگے اور بقول صاحب تاریخ سلجوقیان ترک بن یافث کے گیارہ فرزند تھے ایک کا اُنمین سے خلج نام رکھا اور اُسکے فرزندان کو خلجی کہتے ہین اور راقم کے نزدیک یہ قول باصواب نزدیک تر ہے کہ بسواسطے کہ تتبع کتب تاریخ غزنویہ مین مذکور ہوا ہے کہ سلطان ناصر الدین سبکتگین اور سلطان محمود غازی کے بہت سے امراء قوم خلج سے ہوئے ہین اور یقین ہے کہ اتکا عہد چنگیز خان کے عہد پر متصدم تھا اور ہو سکتا ہے کہ قلیج خان قوم خلج سے ہوا ہو والد بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ دہلوی اور سلطان محمود خلجی کے اُسکی اولاد سے ہوں القصہ بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ بہادر پور سے مع جم غفیر لاؤ لشکر خطیر سوار ہوکر قصر کیلوکھری مین داخل ہوا اور چند روز بادشاہ شمس الدین کو ہمراہ لاے سلطنت سکھکر اُسکی نیابت مین قیام کیا اور اوائل شہر ۶۸۹ چھ سو اٹھاسی ہجری مین اُسے درمیان سے اُٹھاکر تربیت کے سن مین قدم بساط شاہی پر رکھا شاہزادون کے خلاف جبر سنی کو تبدیل کر کے سفید کیا اور صفت قہر و غضب کی ایکبارگی اپنے سے سلب کی جلوس حلم و لطف ہوا اور کبھی موذی و ضعیف کو نستایا اور جو کہ مردم دہلی کا اعتبار نہ رکھتا تھا اسواسطے قصر کیلوکھری مین سکونت کی اور عمارات تمام مزین تیار کروائین اور ایک باغ عدیم المثال جمن پر تیار کر کے ایک تلاب بیج اور پتھر سے بنا کیا اور امراء اور اپنے معارف درگاہ کو عمارت بنانے کی تاکید بلیغ فرما کر سبزہ زار کی بنیاد ڈالی اور اُس شہر کو شہر نو موسوم کیا لیکن رفتہ رفتہ سب دہلی خراب ہوئی شہر نو ساتھ دہلی نو کے مشہور رہوا میر خسرو نے اس حصار کی تعریف مین بہت ابیات موزون کی تھین اُنمین سے ایک یہ بیت ہے بیت شاہ شہر نو کردی حصارے کہ رفعت نہ کنگرہ اناقہ سنگ ✤ اور ابتداے جلوس مین ضبط ولایت اور رتق و فتق مہات مملکت مین مشغول ہوا پہلے اپنے بادشاہ غیاث الدین بلبن کے بھتیجے کو کہ جسکا نام ملک چھجو بن کشلیخان ابیک تھا ولایت کڑہ دیکر روانہ کیا اور اپنے بھائی کو منصب عرض ممالک اور خطاب عجز شہان کے ساتھ اختصاص بخشا اور اپنے بڑے بیٹے کو اختیار الدین خانخاناں خطاب دیا اور منجھلے فرزند کا کشلیخان اور چھوٹے بیٹے کا قدر خان نام رکھا اور ہر ایک کو ایک ولایت و ولایات ہندوستان سے عنایت فرمائی اور ایک درگاہ اُنکے واسطے ظاہر کی اور اسطرح سے اپنے بھتیجون علاء الدین اور الماس بیگ کو کہ آخر خطاب الغخان پایا اور اُنکا باپ شہاب الدین مسعود نام رکھتا تربیت کر کے علاء الدین کو امراے بزرگ سے اور الغخان کو آخر بیگ کیا اور ملک احمد حبیب بھائی اپنے کو باریک اور ملک خرم کو میرور اور خواجہ خطیر کو وزیر الممالک اور ملک الامراء ملک فخر الدین کوتوال کیا اور جب حکایت خدا پرستی اور حلم و حیا اور عدل بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ خلجی منتشر ہوا اعیان اور معارف دہلی کہ مجنون نے ساٹھ برس سلاطین اترک کی خدمت کی تھی اور خدمت خلجیہ سے تنگ و عار رکھتے تھے دل اُسکی سلطنت پر رکھکر نئے شہر مین آئے اور اُسکی بیعت کا حلقہ بگوش کر کے ملازمت اختیار کی اور اُسکے بعد کہ درمیان خاص و عام کے ایک سکوت اور ایک آرام ظاہر ہوا بادشاہ پورب جانے کے ارادہ سے

افواج بحر مواج ہمراہ رکاب سعادت انتساب لیکر دہلی کہنہ کی طرف متوجہ ہوا اور جب دو اتحاذ مین دارد ہوا دو رکعت نماز شکرانہ ادا کرکے تخت سلاطین ماضیہ پر اجلاس فرمایا اور بآواز بلند سنایا کہ مین فکر الٰہی کے ذمہ سے کہ کر باہر آسکون کہ مین نے جس تخت کے آگے برسون سر زمین پر رکھا تھا اب قدم اُسپر رکھکر اُسپر سلطنت پر قیام کیا اور دعا کرکہ جو مجھسے کہین بہتر اور افضل تھے دست بستہ میرے روبرو ایستادہ ہین پھر وہانسے برخاست کرکے سرخ محل جو خاص محل بادشاہ غیاث الدین بلبن کا تھا گیا اور مکان مین برسم قدیم گھوڑے سے اترا ناگاہ ملک حبیب نے عرض کی کہ جو فلک سلطان سے ہمکلام کسواسطے خانہ زین سے اترے سلطان نے ارشاد کیا ہر حال مین حرمت اپنے دلنشین کی نگاہ رکھنا واجب ہو ملک حبیب احمد نے گذارش کی سلطان کو اس محل مین جو دوہزار مارتہ ہمکو نوکر رکھنا چاہیے سلطان نے جواب دیا کہ اس محل کو سلطان غیاث الدین بلبن نے اپنے ایام جوانی مین بنیاد کیا تھا اس قصر کی مالک اسکی اولاد ہے اور میرا ایسی کچھ حق نہین ملک احمد نے کہا کہ امور ملکی مین اسقدر تقید اور احتیاط گنجایش نہین رکھتی سلطان نے فرمایا مین مصلحت چند روزہ کیواسطے قواعد اسلام سے کیونکر باہر جاؤن اور نفس الامر کے برخلاف ایک کام کرون بیت کجا تامل باشد شرع فتوی دہد کہ اہل خرد دین بدنیا دہند پھر ہا پیادہ لعل محل کے اندر جا کر جن مقامون مین کہ بادشاہ غیاث الدین بلبن بیٹھتا تھا حضار مراتب اور پاس حرمت کے سبب سے اُس مکان مین نہ بیٹھا اور صفہ مین کہ مخصوص امرا کے واسطے تھا جلوس فرمایا اور بہ مقربون اور بندگونسے فرمایا کہ اینجا کجہن اور اینجا سرفہ کا خانہ برباد ہو جو کہ اُنھون نے قصد میری ہلاکی کا کیا اور مین جان کے خوف سے ترک اس امر خطیر کا کرون دگر مین کہان اور کہان بادشاہی مصرع بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا و نقیر جو کہ خافی اور ملکی مین بفراغت بسر لیجاتا اب متحیر ہون کہ انجام میرے کام کا کیونکر ہوگے باوصف عظمت اور ہیبت بادشاہ غیاث الدین بلبن اور درازی روزگار اور غلبہ اعوانی انصار کے سلطنت اُسکے فرزندون پر نہرہی مجھکیونکر رہیگی اور خدا جانتا ہو کہ میرے لیے میری اولاد اور اتباع کی نسبت کیا سانحہ گذریگا اس صورت مین بعضے امرائے حاضرین کہ قائل اور صاحب تجربہ تھے اُنکی باتون سے متاثر ہو کر روتے تھے اور بعضے جو جوان اور بیباک تھے سلطان کی مذمت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ مرد بادشاہ ہو از دال ملک مال کے اندیشہ مین پڑا ہوا ورنہ وہ سیاست جو لازمہ جہانداری کی ہو اس سے کیونکر دست بردار ہوگیا بادشاہ جلال الدین فیروز خلجی نے اس امر زوال کے بعد دہلی سے نکہ شہر مین بازگشت فرمائی اور حسن اور شادی بادشاہانہ کرکے ایک دختر اپنی کہ حسن و جمال مین نظیر و عدیل نرکھتی تھی قطلوغ نرقش خلاف قامت بی مہت خلاف زلفش ہ ضد میان سرنش ضد سرین میانے ہ نتوان دہان از لطف تا نہاشت ہ از حرف او لیکن خندہ تر جانی ملک علاء الدین کے ساتھ عقد مناکحت باندھکر سپرد کیا اور دوسری بیٹی الماس خان النخان سے ترویج فرمائی بادشاہ جلال الدین فیروز خلجی حلیم و کریم اور طبع موزون رکھتا تھا اور صفت قدرشناسی اور سخا مین موصوف تھا جس کسیکو جاگیر دیتا کبھی تغیر نکرتا اور جسکی مقرب سے کوئی جرم وقوع مین آتا ہرگز ذلیل نکرتا بیت تیغ حلم از تیغ آہن تیز تر بود لشکر ظفر انگیز تر مکرر اور تعذیب اور تشدد اور طمع مال مردم مین کہ شیوہ جبار و لکاہ ہو اپنی بادشاہت مین ہرگز بجانہ لایا اور مجالس شراب مین ساتھ اہل مجلس کے مصاحبانہ اور بے تکلف اختلاط کرتا اور نسبت مساوات کی مرعی رکھتا اور حریفان مجلس شراب سلطان ملک تاج الدین کوچی اور ملک فخر الدین کوچی اور ملک اعز الدین خوزی اور ملک قرا بیگ بن یغمش مقتول اور ملک نصرت صباح اور ملک حبیب اور ملک کمال الدین ابو المعالی اور ملک نصیر الدین کرامی اور ملک سدید الدین مینائی تھے کہ یہ لوگ لطف طبع اور حسن اختلاط اور شجاعت اور مردانگی مین اپنے عصر مین عدیل و نظیر رکھتے تھے اور تاج الدین عراقی اور امیر خسرو اور خواجہ حسن اور مؤید جاجرمی اور مؤید دیوانہ اور امیر ارسلان کاملی اور مختیار الدین بابغی اور باقی خطیب

سلک ندما میں انتظام رکھتے تھے اور ہر ایک علم اشعار اور تاریخ دانی میں ممتاز تھے اور ہمیشہ مجلس بادشاہ کی غرخوانان جان نواز مثل امیر خاصہ اور حمید اجاد و ساقیان دلربا مثل پیران حبیب سعدخان نظام خرلیا اور مہریان بے بدل مثل محمد شاہ چنگی اور فتح خان و زعیر عاکف اوہر روز سے آراستہ رہتی اور امیر خسرو ہر روز مجلس میں غزلیں تازہ لاتے تھے اور انعام و التفات سے بہرہ مند ہوتے تھے اور جن دنوں بادشاہ جلال الدین فیروز خلجی میر جاندار ی سے حاضر ملک بادشاہ معز الدین کیقباد ہوا امیر خسرو کو نوازشوں سے ممنون فرما کر لازم کیا اور معاجب خوب آنکے واسطے مقرر کیا اور ملبوس خاص اپنا آنمیں دیا جب بادشاہ ہوا اپنے مقربان میں داخل کیا اور شغل مصحف داری اور منصب امارت دیکر ساتھ جاندار اور کر ہند سفید کے جو امرا سے کہا کرتے واسطے مخصوص تھا اختصاص بخشا اور سال جلوس کے دوسرے برس ملک چھجو بھتیجے سلطان غیاث الدین بلبن نے باغتطار امیر علی امیر جاندار حاکم اودھ کہ اسکو حاتم خان کہتے تھے ولایت کڑہ میں خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کیا اور چتر اپنے سر پر پھرا کر سلطان مغیث الدین نام رکھا اور سائر ملک بلبنی کو اسراف جاگیر رکھتے تھے اس بار کے زمیندار اور امراؤں نے اس سے موافقت کی اور وہ لشکر بیشمار سوار اور پیادہ سے لیکر دہلی کیطرف متوجہ ہوا جب یہ خبر سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے سمع مبارک میں پہونچی بیٹے فیروز خانکلیخان کو ساتھ افواج خلجیہ کے کہ شب تار میں دیدۂ مور و ماہیکان آبدار سے سینے تھے ہراول کر کے پیشتر روانہ کیا اور خود بارہ کوس پیچھے سے مسافت قطع کرتا ہوا آہستہ آہستہ جاتا تھا یہانتک کہ ارکلیخان اور ملک چھجو مقابل ہو کر جنگ میں مشغول ہوئے اور ظفر اور فیروزی ارکلیخان کے شامل حال ہوئی اور ملک چھجو داہی ہزیمت کیطرف متوجہ ہوا اور ارکلیخان نے تعاقب کر کے امیر علی امیر جاندار اور ایک جماعت امرشاہیہ دولت بلبنی سے اسیر کر کے کوشکنے گردنوں میں ڈالکر اونٹ پر سوار کر کے باپ کے پاس بھیجا جونہیں بادشاہ جلال الدین کی نظر شست سواروں پر پڑی آنکھ سفید کر کے فرمایا یہ کیا قباحت اور قیامت ہے جو تمنے کیا مرد مغزیہ کو ساتھ اس وضع کے لائے پھر حکم دیا کہ انمیں جلاد و دیوانے سے آتار دو اور دو شاخے آنکی گردنوں سے جدا کرو اور انمیں سے چند شخص جو بادشاہ غیاث الدین بلبن کے نزدیک عزیز الوجود اور قدر و منزلت رکھتے تھے آنکو حمام بھیجکر خلعتہائے خاص پہنا کر عطر ملوا یا اور خود بارگاہ مجلس شراب آراستہ کر کے اون لوگوں کو بعزت و توسع بلا کر ہم پیالہ کیا اور سلامیت و افراہ اور ملاطفت متکاثر مبذول فرما کر کلام الفت آغاز کیے سیت بدی را بدی سہل باشد جزا اگر مردے احسن الی من اسی جادہ پر چند سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی گرمی اور مہربانی زیادہ تر کرتا تھا یہ نجابت و فعال سے سرزد ہوتا تھا سلطان انکی تسکین خاطر کیواسطے فرماتا تھا تمکو امین کی بین بادشاہ تمہارا یہ تھا کہ یہ مخالفت باعث تمکو ہی ہو بلکہ دو تخمہی اپنے ولی نعمت کی بجالائے اور چاہتے تھے کہ دولت بادشاہ غیاث الدین بلبن کے خانوادے سے بجاوے غایت آنکی یہ ہو کہ جو ارادہ ازلی نے یہی تعلق پکڑا تھا کہ حکومت اس خاندان سے زائل ہو کر آخر عمر میں مجھے پہونچے تمہاری کوشش نے نتیجہ اور فائدہ نہ بخشا تم وہی لوگ ہو کہ سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد میں جو تھوڑی التفات میرے حال پر فرماتے تھے میں اسے افتخار اور اعتبار اپنا جانکر محفوظ اور مسرور ہوتا تھا اور ملک چھجو کو بھی جو ایکے عمزادوں اس میں سے ہے ساتھ پناہ لیگیا تھا گرفتار کر کے سلطان کے روبرو بھیجا آنکی بھی شاہ نے تعظیم و تکریم کی اور تحفہ میں بٹھا کر لکھنان کہ جاگیر دار کے پاس روانہ کیا اور یہ حکم نافذ فرمایا کہ ملک چھجو کو مع اہل عیال مکان خوب میں اتارہ اور اطمینان و بشاشت اور اسباب عیش و عشرت کا جو کچھ بادشاہ ہونیکے لائق ہو مہیا رکھو اور آنکی محافظت میں مصروف رہو اور آنکی دلجوئی اور رضا طلبی میں کسیطرح کی کمی نہ کرنا اور ملک حبیب امیر امرائے خلج کو یہ نوازش کہ سلطان نے وارث مملکت اور سائر امرا کی نسبت مبذول فرمائی ناگوار ہوئی گذری اور عرض کی کہ سلطان نے جو یہ لطف ساتھ اس جماعت واجب القتل کے خلاف آئین جہانداری کے خلاف ہوا اور قواعد

جہانبانی کے منافی ہو خونریزی جو بادشاہ غیاث الدین بلبن سے اس قسم کے گروہ کے بارہ میں جسکی فوج میں آئی خداوند عالم نے معاینہ فرمائی اب مناسب دولت وہ ہو کہ سیاست اور خونریزی سے اس گروہ کو آپ معاف فرمائیں اور ملک چھجو خان کو اگر قتل نکریں تو میل اسکی آنکھ میں نہ نکالیں تو دوسرے عبرت پکڑیں جبکہ بادشاہ اسطرحکے آدمیوں پر ایسی گوارش فرمایا تمام خلقت کو مخالفت اور بغاوت کی ہوس ہوگی اور فساد برپا ہوگا اگر ہم کو بھی ہاتھ گرفتار رہتے تو وہ نامور نشان خلجیوں کا کارہ سے زمین پر نرکھتے سلطان نے جواب دیا کہ جو کچھ تم کہتے ہو صحیح ہو اور سب صواب اور رموز حق جہانداری کے ہیں لیکن کیا کروں کہ میں نے عراقی ستر برس مسلمانی میں بسر کی اور کسی کا ناحق خون نگریا اب کہ ضعیف ہوا ہوں اور عمر آخر کو پہونچی نہیں چاہتا کہ خون مسلمانوں کا گر کر صفت تمہاری اور جہاری کی اپنے اوپر ثابت کروں اگر ہم کو نکے ہاتھ پڑتے اور وہ ہماری خونریزی کرتے اسکی جوابدہی قیامت کے دن کرتے ذمہ ہوتی نہ ہمارے اوپر برسبب ہم سلطان غیاث الدین بلبن کے نوکر رہے اور حقوق اسکی خدمت کے ہماری گردن پر ہیں آج کہ اسکے ملک پر متصرف ہوا ہوں اگر اسکے خویش و انصار کو بھی قتل کروں ایکبارگی دیدۂ مروت پر خاک ڈالوں اور مثل اسکے اور بھی کلام دلیرانہ اور صوفیانہ کے آخر کو اس مقدمہ میں بازی کھا کر پکڑے تیغ ملامت کا گشتہ کیا سو سلطے کہ حکما نے کہا ہے کہ بادشاہی دو رکن رکھتی ہو ایک لطف دوسرے قہر اور جو وقت کہ ایک ان دونوں سے خلل پڑے بادشاہی زوال قبول کرے بیت تحمل دلکش ست اما زچندان تحمل کیا خوش ست اما زچندان نہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے بعد واقعہ ملک چھجو کے جب بداؤں سے دار الملک تختگاہ میں حضرت فرمائی اور بعد کرنے علماء اکابر خلجی کو دیکر اسطرح روانہ کیا اور تربیت سپاہ اور آبادی ولایت میں مصروف ہو کر صفت قہر کی جو لازمہ بادشاہی ہو ایکبارگی ہاتھ سے دی اور صفت حلم و بے آزاری کو درجۂ کمال میں پہونچایا اور جب یہ خبر جابجا لوگوں نے سنی مردان کار اس مورد اور رہزنوں اور دیگر فتنوں تمام ممالک نے سر اٹھا کر فتنہ و فساد شروع کیا اور جو جیا تا چوروں اور گرہ بروں اور رہزنوں کو گرفتار کرلاتے قاضیوں اور مشائخوں کیطرح انکو چوری اور اعمال نا شایستہ سے سوگند اور توبہ کرکے فوراً چھوڑ دیتا تھا اس سبب سے خلجی خاندان درگاہ سے تھے مجالس اور محافل میں سلطان جلال الدین پر زبان طعن دراز کرکے ہر شخص کلام ناخوش مذکور کرتے تھے اور حرف اور مذاق اگرچہ تعریف اٹھا کر وہ باتیں سمع سلطان میں پہونچاتے تھے لیکن وہ تغافل کرکے کہتا تھا کہ مست لوگ کہ بہت بکتے ہیں اُن کے قول پر خردہ نہ پکڑنا چاہیے پھر تو یہ نوبت پہونچی کہ مقربان سلطان کفران نعمت اپنے اوپر قرار دیکر بولے کہ سلطان جلال الدین ہر چند شجاع اور صف شکن ہو اور مغلوں سے چند مرتبہ لڑا ہو اب کہ وہ ضعیف اور ناتوان ہوا ہو شعر کہنے اور شعر سننے اور بشطرنج اور نرد کھیلنے کے سوا اُس سے کوئی کام ظہور میں نہیں آتا ہو مناسب وہ ہو کہ ہم سب اتفاق کرکے اُسے معزول کریں اور ملک تاج الدین کوچی کو جو امراء صاحب دعویہ سے ہو تخت سلطنت پر بٹھا دیں اور اکثر امرائے خلجی نے ایکے ذریعہ تاج الدین کوچی کے مکان میں مہمان ہو کر مجلس شراب منعقد کی اور حالت مستی میں بولے یا بادشاہ جلال الدین سلطنت کے لائق نہیں اس امر کا شایستہ ملک تاج الدین کوچی ہو اور تمام مزخرفات میں مشغول ہوئے پھر ایک انمیں سے بولا کہ میں باوصف نیم شکار ہونے کے بادشاہ جلال الدین کا کام تمام کرتا ہوں وہ سرا دست بقبضہ ہو کر کہنے لگا کہ میں اس تیغ آبدار سے اُسے خیار کی طرح دو ٹکڑے کرتا ہوں جب اس وزمجلس شراب میں یاوہ گوئی حد سے زیادہ عمل میں لائے ایک انمیں سے اٹھکر باہر گیا اور اپنے تئیں ہلاکو قت سلطان کی خدمت میں پہونچا کر صورت حال بتفصیل ظاہر کی سلطان اس مرتبہ اگرچہ دشنام دہی اور بیہودہ گوئی ان دشمنوں سے نہ آزردہ ہوا لیکن اسکے اس ارادۂ ناصواب سے نہایت آزردہ اور بیطاقت ہوا اسیوقت ایک آدمی بھیجکر اس مجلس کے تمام اہالیوں کو حاضر کیا اور زرہ سے اپنے تئیں آراستہ کرکے اور تلوار آبدار اپنی غلاف سے نکالکر اُنکے روبرو پھینکدی اور فرمایا کہ یہ تلوار جو شخص تم میں سے دعوی مردی اور مردانگی کا کرتا ہو اٹھا لے اور مجھسے لڑے کہ میں تنہا

بیٹھا ہون تو معلوم ہو دے کہ کام نمایان کسکے ہاتھ سے ظہور مین آتا ہے پیشتر اُن بیدولتون نے سر خجالت جھکایا اور گونگون کے مانند خاموش ہوئے اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے جب از روے غضب انھین بہت لعنت ملامت کی پھر شعلۂ غضب اُسکا ساکن ہوا ایک مصاحب سلطان کا جسکا نام ملک نصرت تھا اور وہ بھی اُس مجلس مین شریک تھا اُسنے ہرزہ گوئی بہت کی تھی مُرتب فراغت مین آکر بولا خداوندنعمت خوب جانتے ہین کہ مست حالت مستی مین جو کچھ منھ مین آتا ہے بکتے ہین اگر ہم تجھسے بادشاہ کو جو ہمین فرزندون کی طرح پالتا ہے قتل کرینگے پھر مثل تجھے دوسرا بادشاہ کہان پائینگے اور جو تو بھی اُس مستی مین ہمین اخذہ کرکے ہلاک کرگیا تو ہمارے مخلصان جان نثار پناہ بیگا سلطان ملک نصرت کے جواب سے متبسم ہوکر قہر و شدت سے باز آیا اور اپنے ہاتھ سے جام اُسے عنایت فرمایا اور اذرو ے نصیحت یارون کی طرف متوجہ ہوا اور فرمایا اگر بجاے میرے دوسرا بادشاہ ہوتا تمکو بالضرور ہلاک کرتا مین اس سن مین جمارے ہی وقار ہی کہ لازم و ملزوم جہانداری اور شہریاری ہے اپنی نسبت قرار نہین دے سکتا ہون اور مقام جزا اور سزا تمھاری مین نہین آسکتا اور تمسے سواے میونشی اور قمار بازی اور بیہودہ گوئی اور شاہد بازی کے دوسرا فعل نہین آتا ہے تم کہان اور ندیم شکار ڈالنا اور شمشیر کا کام فرمانا کہان خیر مین نے تمھارا گناہ بخشا اپنی جاگیرون مین جاکر ایک مدت دہان بسر کرو میت رنطق ابھی آزار نہیم بسے ۔ فخواہم کہ آزردہ گردد کسے ۔ کہتے ہین کہ جسوقت مین سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی بادشاہ غیاث الدین بلبن کا جانشین اور سمانہ کی نیابت پر مامور تھا مولانا سراج الدین ساوی جو شعراے وقت سے تھا اور ایک قصیدہ بہایت مبالغہ سے پڑھا جو دیوان مین رکھتا تھا بادشاہ جلال الدین نے اور وظیفہ داارون کے مانند مولانا سراج الدین سے خراج طلب فرمایا مولانا نے اس امر سے آزردہ ہوکر ایک ثمنوی سلطان کی ہجو مین کہکر عمال کی شکایت اُسمین درج کی اور ظاہر بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ کثرت مشاغل کے سبب سماعت مولانا کے نہ مشغول ہوا مولانا دل گرفتہ مجلس سے اُٹھا اور وہ ثمنوی سلطان جلال الدین فیروز شاہ کی ہجو مین کہی اُسکا نام خلجی نامہ رکھا اور اُس نے مین سلطان جلال الدین فیروز شاہ نیابت سمانہ رکھتا تھا خلجی نامہ مذکور ہجو متضمن ہجو باے رکیک تھا سلطان کے پاس پہونچا مولانا سراج الدین نے اس خوف سے کہ بادشاہ انتقام کی فکر مین ہوگا سمانہ کی استقامت چھوڑکر دوسری جگہ توطن اختیار کیا اور اُسی عرصہ مین سلطان جلال الدین فیروز شاہ نے ایک دیہہ و بہات منداہرے کو غارت کیا تھا اسوجہ سے منداہرے سلطان کے مقابل آیا اور سلطان کے چہرہ پر ایک ایسا زخم مارا کہ اثر اُسکا تمام عمر باقی رہا تھا جب سلطان سریر سلطنت پر متمکن ہوا مولانا سراج الدین اور منداہرے اپنے اپنے کام مین حیران ہوئے اور اپنے بخت ارجمند کی رہنمونی سے وہ دونون بڑھی اپنی گردن مین ڈالکر درگاہ مین حاضر ہوئے سلطان کو جب خبر ہوئی فوراً انھین طلب کیا اور مولانا سے تغلگیر ہوکر انعام اور خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا اور مواجب مقرر کرکے حکم دیا کہ تو مثل دوسرے مجرا لمون دربار کے پیش تخت مجرا کیا کرے اور منداہرے کو بھی نوازا اور جملہ حکایات عجیبہ سے جو سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کی راستی پر دلالت کرتی ہے یہ ہے کہ ایکروز اُس کی خاطر دھاطر مین یہ خیال گذرا کہ جو مین نے مکرر کفار مثل سے غزا کی ہے اگر روس مبارک مجھے ساتھ لقب المجاہد فی سبیل اللہ یاد کرین بعید نہوگا اسواسطے ایکروز اُسنے یہ بات اپنی زوجہ ملکہ جہان سے کہی کہ جب ارباب علم صدور اور قاضی کسی تہمت کی تقریب مین حرم کے سرا پردہ پر حاضر ہون تو یہ بلچی اُنکے پاس بھیجکر یہ پیغام دینا کہ تم سلطان سے درخواست کرو تو اسی جمعہ کے روز منبر پر المجاہد فی سبیل اللہ خطبہ مین پڑھین اتفاقاً اسی پانچ چھ روز کے عرصہ مین بادشاہ معزالدین کیقباد کی آخر کار کا ریخبر وسی قدر خان سے ہوا علما اور صدور و قاضی مبارکباد کیواسطے حرم کے دروازہ پر حاضر ہوے ملکہ جہان نے محلدار کی زبانی مقدمہ مہودہ سے پیغام دیا اُن لوگون نے اس بات کو پسند کرکے عرض کی کہ سلطان نے بارہا کفار مثل سے جنگ کی ہے اُسے المجاہد فی سبیل اللہ خطبہ مین کہنا جائز و واجب ہے اور جب اکابر اور علما اور فضلا

اور صدور غزنہ ماہین سلطان کی خدمت میں حاکر شرف دست بوس سے مشرف ہوے قاضی فخر الدین تا فلہ کہ سرکردہ علماے اس عصر سے تھا ملتمس ہوا کہ صدور اور قضات اور جمیع علما سلطان سے التماس رکھتے ہیں کہ سلطان نے جو کفار غزنین سے جہاد کیا ہے اسلیے نام نامی کو ساتھ لقب المجاہد فی سبیل اللہ منبوں پر یاد کرے رہیں سلطان نے یہ حرف سنکر اشک آنکھوں سے جاری کیے اور کہا اوقاضی فخر الدین ملکہ جہان نے میرے تئیں یہ پیغام دیا ہے لیکن میں اس سے یہ بات کہکر شرمندہ ہوا کہ سوا سلطے کے میں نے اپنے دین کی نہ غزنین بلکہ ہیچ غرض نہ تھی اس حرب میں ہرگز میاں مخلوق سے کیں خدا سے عزوجل اور مطمع شہادت اور تقصد بلند کرنے اسلام و مین اسلام کے لیے غزنین بلکہ ہیچ غرض نہ تھی کہ نام اور آوازہ میرا بلند ہووے یا میرا اعتبار اور عزت میرے مالک بادشاہ غیاث الدین بلبن کے روبرو زیادہ ہووے باوصف اسکے علما اور صدور اور بعضیات نے سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے دغدغہ دفع کرنے کیواسطے وجوہ تاویلات پیدا کین اور کرار کی لیکن کسیطور سے قبول نفرمایا اور بمجاہ غریب حادثہ کے جو ایسے بادشاہ سلیم النفس کے زمانہ مین وقوع مین آئے قتل کرنا سیدی مولانا ضیاء برنی اور صدر جہان گجراتی نے یون بیان کیا ہے کہ جو ملک الامرا الملک فخر الدین کوتوال نے قتل اسکے اکثر مقام صدود مین اسکا مذکور ہوا ہے سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے عہد مین وفات پائی تو چند ملوک اور خوانین بلبنی جو بے جاگیر رہے تھے اور اسکے دولت کی پناہ مین زندگی کرتے تھے سرگردان اور عاجز ہوے اور اسیطرح سے بارہ ہزار آدمی قرآن خوان کہ ہر روز ہزار مرتبہ قرآن ختم کرتے تھے اور سیصد سبھی اور سر ہنگ کہ اسکے نوکر تھے اس جناب کے انتقال کے بعد پریشان حال ہوے اور آخر سے سیدی مولانا کی خانقاہ مین آنا اختیار کیا ملحقات شیخین الدین بیجاپوری سے اضح ہوا کہ وہ ایک مرد لباس فروریشی مین تھا جو جہان سے غرب کیطرف گیا اور ایک مدت مدید صاحبدلونکی صحبت مین بسر لیگیا اور اُنسے نظر معارف حاصل کرکے جرجان مین مراجعت فرمائی پھر چند روز کے بعد شیخ فرید الدین شکر گنج کی نہایت کو ہندوستان کے سمت راہی ہوا اور اجودہن مین اُنسے ملاقات کی اور چند مدت اُنسے صحبت رہی مجلسین کرتا تھا اور عارفانہ کلام کرتا تھا بادشاہ غیاث الدین بلبن کے عہد سلطنت مین دہلی کی سیر کی ہوس ہوئی شیخ سے اجازت لیکر دہلی کیسمت متوجہ ہوا ایک روز شاہ صحبت داری مین شیخ نے کہا تو چاہتا ہے کہ دہلی مین جا کر سفہ آمد و شد خلق کا اپنے اوپر کھولے اور ہر طرف کے مسافرون کو طعام دیجے ہرگز تجھسے کچھ نہین کہنا اور مانع بھی نہین ہوتا لیکن تجھسے ایک نصیحت یاد رکھ ملوک اور امرا اور سلطان شاہ کے ساتھ اختلاط کرنا اور ملاقی آشنائی سے بہتر زہر ہلاہل کہ مصاحبت اور اختلاط اس جماعت کا ہم فقیرون کو سبب ہلاکت کا ہے سیدی مولانا دہلی مین پہونچکر متوطن ہوا ایک خانقاہ عظیم تعمیر کروائی اور فقرا اور مساکین کی دعوت اور ضیافت مین مصروف ہوا ہر روز جسقدر مردم درویش مسافر اور مجاور اُسکی خانقاہ مین آتے تھے محروم نہ کرتا تھا اگرچہ مسجد جامع مین نماز جمعہ کیواسطے جاتا تھا تنہا مکان نہین نماز ادا کرتا تھا اور ہمیشہ اتفاق ہوا ہے کہ بزرگان دین نے قرار دیا ہے بجا نہ لاتا تھا لیکن مجاہدہ اور ریاضت بہت کھینچتا تھا جامہ ایک چادر کے سوا نہ پہنتا اور نان ہر روز خریدکر کے کھاتا اور کوئی عورت اور خادمہ نہ رکھتا اور لذت شہوات کے گرد نہ پھرتا اور کسی آفریدہ سے کچھ چیز نہ لیتا تھا اور اسقدر خرچ کرتا تھا کہ لوگ حیرت مین آکر کہتے تھے کہ وہ علم کیمیا جانتا ہے اور جب عہد بادشاہ غیاث الدین بلبن کا گذرا اور عہد مغزی کرنا نہ غفلت اور بیخبری کا تھا پہونچا سیدی مولانا بیمار اور فگار مین نہایت درجہ کو خوش کرتا تھا اور خوانین اور ملوک کے ساتھ مخلط ہوکر شیخ فرید الدین عطار رحمہ کی نصیحت دل سے محو کی بیت بر آتش دل منہ کو رخ فرو زد کہ وقت آمد کہ صد خرمن بسوزد اور حسب الخواہ افراط سے خرچ کرکے اکابر اور اعیا کو دو تین ہزار تنکہ زر رخ انعام فرماتا اور اُنکے اسطے اپنی خانقاہ مین دسترخوان بچھاکر ایسے طعام لذیذ اور اشربہ گوناگون چنتا تھا کہ سلاطین روزگار کو میسر نہوتے تھے اور اکثر ایسا اتفاق ہوتا تھا کہ ہزار من بیوہ ہندوستانی وزن سے اور دو سو من مصری اور دو سو من شکر اور پانسو من مسلوخ اور کئی من روغن اور اشیاے دیگر جو ضروری ہین

اُسکے باورچیخانہ مین پختہ ہوکر خانقاہ مین تقسیم ہوتا تھا اور اُن درویش کا قاعدہ یہ تھا کہ جب کسی شخص کو کچھ عنایت فرمانا چاہتے تھے یا قیمت اُس اشیا کی جو خریدی تھی اُسکے دینے کا ارادہ کرتے تھے کہتے تھے فلانی لو رپیا یا فلان پتھر یا اُس خدمت کو اُٹھاؤ اُسکے نیچے اسقدر تنکہ نقرہ اور طلا ہین اُٹھا جب اُسکو اُٹھاتے تھے اُنکے ارشاد کے بموجب پاتے تھے اور خیال کرتے تھے گویا اُسنے ہزار لکھ سے لائے ہین اور جب سلطنت خلجیون کو پہونچی اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی سریر حکومت پر متمکن ہوا خلائق نے اُسکے پاس رجوع کیا اور خانخانان فرید بادشاہ جلال الدین اُسے اپنا والد قرار دیکر اکثر اوقات اُسکی خدمت مین جاتا تھا اور ہر قران ثانی اور خانخانان اور ملوک کبار نامدار شب و روز اُسکی ملازمت مین حاضر ہوکر اعتبین گوناگون کرتے تھے اپنے بہتر خوانون پر بیٹھتے تھے اُسکی خانقاہ مین مہیا پاتے تھے اور جیسا کہ مذکور ہوا جب ملک الامرا ملک فخر الدین کوتوال حضرت مین وصل ہوا اُسکے تمام متعلقون نے بہت توسل سید مولا کے دامن مین مارا اور اُسکے اشارے سے طاقون اور اشرفیون اور تنکہ ونکے نیچے سے سونے اور چاندی کے ٹکے حاصل کرکے زمانہ چند عشرت سے گذرانتے تھے اس عرصہ مین ہندی جلال الدین کاشانی نے کہ ایک دفتنہ انگیز اور عیار بادشاہ سے تھا اُسکی خدمت مین جاکر بساط حیرت بانی کے کرشمے بچھائے اُسکے دلمین سطوح جگہ کی کہ سید مولا نے اُسے راست کردار اور خیر خواہ اپنا معلوم کیا اور اتحاد و خصوصیت اُس سے انتہا کو پہونچائی تین تین اور چار چار روز خانقاہ مین رہکر اُسے سلطنت کیواسطے ترغیب و تحریص کرتا تھا اور کہتا تھا کہ تا دعلی الاطلاق نے اسقدر قدرت محض حواسطے تجھے کرامت فرمائی ہے کہ بادشاہی ظالمونکے ہاتھ سے برآورد کرکے خود مستقل اس امر جلیل کا ہو اور شریعت رسول اللہ کی پیروی کرکے ایک خلقت کو ساتھ عدل اور داد کے عہد امن و امان مین نگاہ رکھے اور جو ایسی نیکی کریگا فردائے قیامت مین کیا جواب دیگا چنانچہ لوازم بشریت ہر بشر کے ساتھ لاحق ہین وہ بیچارہ فریب کھا کر متعدد مقدمات خروج مین جدوجہد کرنے لگا اور ہر ایک مرید کو ساتھ ایک خطاب اور منصب کے نامزد کیا اور برہمنین کو توال اور تنہاے پہلوان جو سید مولا کیطرف سے حسان بہت دیکھتے تھے متعہد اس امر کے ہوئے کہ جمعہ کے روز سواری کے وقت فرداے دار آپکو بادشاہ تک پہونچاکر اُسکا کام تمام کرینگا اور اس ہزار آدمیون نے کہ پوشیدہ سید مولا سے بیعت کی ہے اپنے تئین جلانیہ سید مولا کے پاس پہونچاکر تخت شاہی پر بٹھاوین اتفاقات سے ایک دن مجلس نے ایک بخش ہم پہونچاکر کیفیت حال تغلب و حملہ بادشاہ جلال الدین کے سمع مبارک مین پہونچائی سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے سید مولا کو مع قاضی جلال الدین کاشانی اور ایک جماعت حاضر کرکے حقیقت حال استفسار فرمائی سب باتفاق منکر ہوئے اور عرض کی ہم اس امر سے ہرگز آگاہی نہین رکھتے اور اس معنی سے مطلع نہین جب انکار انکا حد سے گذرا اور مدعی ثبات سے عاجز ہوا بادشاہ نے صحراے بہادرپور مین ایک آتش عظیم و شعلہ افروختہ کی کہ شعلہ اُسکا آسمان تک پہونچتا تھا اور خود مع جمیع امرا و سپاہ و علما سوار ہوکر ایک بارگاہ مین جو اپنے واسطے برپا کی تھی مقیم ہوا اور فرمایا کہ سید مولا اور قاضی جلال الدین اور برہمن کوتوال اور تنہاے پہلوان اور ایک جماعت اور اتباع اُسکے سے آوین اور آتش سے گذر کرین تو راست گو و دروغگو سے ظاہر ہووے جسوقت کہ اُنھون نے آواز بلند کلمہ شہادت پڑھا اور آگ مین داخل ہوا چاہتے تھے بادشاہ جلال الدین نے ترحم فرماکر علماے وقت سے استفسار کیا کسی نے فتوی نہ دیا اور کہنے لگے کہ آگ بالطبع جلانے والی ہے راست کو اور دروغگو کو یکسان جلاویگی اور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شریعت غرا ایسی سیطور سے دست نہین ہے کہ ساتھ آتش سوزندہ کے معجزات تحصیل ہووین بادشاہ اس رادہ سے باز آیا اور مجلس میت قاضی جلال الدین کاشانی کو بداؤں کی قضا پر بھیجا اور لڑکے اُسکے اور مردم معتبر کو جو متہم ہوئے تھے اپنے دارالملک سے نکالدیا اور دونون کوتوال جو شاہ کے قتل پر متعہد ہوئے تھے بسیاست تمام اُنکو قتل کیا اور وہانسے قصر کیطرف متوجہ ہوا اور قصر کے مقابل سید مولا کو دست بستہ پایین ایستادہ کیا اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی اُس سے سوال کرتا تھا اور وہ جواب دیتا تھا اور باوصف اسکے شرعا

اور عرفاً اُسپر کوئی گناہ ثابت نہوا اسکے وجود کو موجب خلل بادشاہی تصور کرکے شیخ ابوبکر طوسی حیدری کو ساتھ ایک جماعت درویشان حیدری جو ولایت سے اُسکے ہمراہ آئی تھی کو شکک کے قریب ملک کے فرمایا ہو درویشو دیکھو کہ اس نے میرے حق میں کس قسم کا ظلم کیا ہو اور کس نوع کا خلل ظہور میں پہونچایا چاہتا ہو انصاف کرو سنجری نام ایک قلندر بیباک کہ اُسکے احسان میں غریق تھا حقوق اُسکے بجا لایا بے تامل اُسکے تن نازنین کو استرہ اور چوال دوز سے مجروح کیا سید مولہ فریاد برلایا کہ مجھے جلد اپنے مبداء پر پہونچاؤ میں اپنے قتل ہونے سے خوشحال ہوں آرزو نہیں لیکن یقین جانتا کہ اولاد طائفہ درویشان خوام ہرگز مہیت نہیں رکھتا اور عنقریب اُسکا مکافات تیرے اور تیرے خاندان کی نسبت پہونچیگا بادشاہ جلال الدین قتل میں اُسکے مترددا متفکر ہوا اس درمیان میں شاہزادہ ارکلیخان نے جو خانخانان کو بیٹا بنانے کے سبب سید مولہ سے عداوت رکھتا تھا تعجیل کرکے کوٹلے پر سے فیلبانسے اشارہ کیا تو اُسنے اسیوقت ہاتھی اُسپر دوڑا کر کام اُسکا انجام کو پہونچایا بیت بمردی کہ ملک سراسر زمین ۔ بنیرزہ کوخونے چکد برزمین ۔ ضیاء الدین برنی مؤلف تاریخ فیروز شاہی جو آپکو صادق القول جانتا ہو کہتا ہو کہ میں اُس روز دہلی میں تھا مجھے خوب یاد ہو کہ سید مولہ کے قتل کے بعد ایک آندھی سیاہ اُٹھی کہ جہان تیرہ و تار ہوا اور بسقدر ظلمت جہان میں چھائی کہ کچھ دیر تک کوئی کسیکو نہ دیکھتا تھا اور اس سال کو سنہ ۶۹۰ چھ سو نوے ہجری تھی دہلی اور اُسکے اطراف میں بارش کی کمی ہوئی اور تھا پتا جانچہ عوام الناس جماعت جماعت گرسنگی سے ایکجا ہو کر آپکو جون کے پانی میں گراتے تھے اور غرق ہوتے تھے نظامی بے شک نا خوشود کہ در ہر زمین ۔ بناحق بریزند خونے چنین ۔ و در قطرہ آبے بریزند ہوا ۔ نرویدو در ہیچ برگا گیاہ ۔ بجائے گیاہ گردست زرگین ۔ کشت آسمان جائے بخم زمین ۔ شنیدم کہ خلقے دران خشک سال ۔ چنان گشت عاجز ز تنگی حال ۔ کہ وہ پست آدم مقبو گرفتہ ہمہ دست بر یکدگر ۔ بسے غرق گشتند در آب جون ۔ فساد چنین گشت پیدا کنون ۔ بسے خلق مسکین در آن روزگار ۔ بمردند در کوہ جہاز ار زار ۔ عجب تر قصہ حیرت افزا سید مولہ فتوح میں آیا ۱۲ دوازدہ سپہ جلال الدین فیروز شاہ خلجی کجدات میں تاخت لایا اور بکبت بخیر مراجعت ہوئی و روز بروز قضیہ ارکلیخان عجیب باسانح ہوا اُسکی بادشاہی میں ایک انتظام اور رونق ملکی نہ رہی از انجملہ اُسی روز سے بڑا بیٹا اُسکا اختیار الدین خانخانان کہ جسکے تاصیب سے آثار بادشاہی بزرگی کے واضح اور لائح تھے اور جمیع امرا دوست و دشمن اُسی کے قہر اور دبدبہ کے ملاحظہ سے قدم جادۂ اطاعت سے باہر نہ رکھتے تھے اُسکے مزاج خریف نے اعتدال سے انحراف پایا اور معالجہ اطبا سے حاذق کا سودمند نہ آیا بیماری روز بروز زیادہ ہوتی تھی اور ناتوانی لحظہ بہ لحظہ زور کرتی تھی یہانتک کہ فوت ہوا اور بادشاہ اُسی سال میں متعجنبور کیطرف فوج کش ہوا اور ارکلیخان کو ولیعہد کرکے چتر اور تمام لوازم بادشاہی دیکر نئے شہر میں چھوڑا اور جب قلعہ رنتھنبور میں پہونچا اس قلعہ کو نہایت مستحکم دیکھا اسکے لینے کا مقدور نہوا اور جھاجھن کی سمت روانہ ہوا اور اسے فتح کرکے بہت غنیمت لایا اور نجانہ مالوہ کو شکست اور ویران کیے اور مراجعت کیوقت پھر قلعہ رنتھنبور میں تاخت لایا جبکہ وہاں کا راجہ مقام نرمی اور فرمانبرداری میں نہ آیا بادشاہ جلال الدین نے تیاری ساباطون اور کوچہائے صلابت کا حکم دیا لیکن پھر جلدی فسخ عزیمت کرکے کوچ کیا اور ارکان دولت سے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ قلعے کے لینے میں سختی کروں مگر جب یقین ہو کہ وہ قلعہ بدون شہادت چند ہزار مسلمانوں کے مفتوح نہوگا فسخ عزیمت کی ملک احمد حبیب جو مقربان درگاہ سے تھا اسنے عرض کی کہ بادشاہ کو جہانگیری کیوقت قتل ہونے کا ملاحظہ نچاہیے کہ راجہ عنقریب بیا مکے راجہ کو ایک خیال اور یلین گذرگیا باؤن اپنے دائرہ سے باہر رکھے گا بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ خلجی اس بات سے آزردہ ہوا اور اُسے یہ جواب دیا کہ تیرا گمان وہ ہو کہ بادشاہوں کو قتل ہونے آدمیوں سے پروا ہیں لیکن اُس کلام کے جو بادشاہ کہ مسلمان ہیں اور خدا اور رسول خدا کی طرف بازگشت رکھتے ہیں اور آخرت کے معتقد ہیں کمتر مرتکب ہوتے ہیں میں بارہا

تجھے کہا ہو کہ میں پیرانہ سال ہوا ہوں مناسب نہیں کہ جہاد ون اور فراغنہ کے اختیار کروں ویسا فعل عمل میں لاؤں کہ لاکھوں زن و فرزند اہل اسلام کی بیوہ اور یتیم ہوں اور علاوہ اسکے اور بھی کلام اس قبیل سے کہے اور دہلی میں داخل ہوا ۱۹ چھ سو اکاونے ہجری میں ایک قرا بیتون ہلاکو خان سے دس تمن مغل لیکر ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا اور تمن عساکر ہندوستان نے ہمراہ سے جب بادشاہ اس امر سے واقف ہوا لشکر قرا بہادر کو انکے دفع کیواسطے ہمراہ کا لیکر کوچ کیا اور حدود ہراہ میں دونوں فوج کا سامنا ہوا اور بیچ میں اُسکے ایک دریا واقع ہو مقابل ایک دوسرے کے وارد ہوئے اور لڑائی کیواسطے ایک صحرا وسیع باندازہ لشکر قرار دیکر چند روز مبارزطرفین جنگ میں مشغول رہے اور ایک جماعت کثیر قتل ہوئی اور ایک روز درمیان دونوں طرف کے سپاہ لاکھ کے مقابلہ عظیم اور صدمہ شدید واقع ہوا آخر کو لشکر اسلام کے مقدر منظفر اور منصور ہوئے اور مغل بیشمار جلد تیغ خون آشام ہوئے اور دو فرار ہزارہ اور چند کس امرا سے جدید مغل سے اسیر ہوئے اُسکے بعد ایک جماعت اہل صلاح سے درمیان میں آئی مقدمات صلح ترتیب دیے بادشاہ نے اُنکے سردار کو جو قرا بہادر ہلاکو خان سے رکھتا تھا اپنی زبان مبارک سے فرزند فرمایا اُسنے بادشاہ کو پدر کہا اور بموجب دوستی و دوستی دونوں نے دور سے سوار ایک دوسرے کو دیکھا اور بعد ارسال تحف و ہدایا طرفین لشکر مغل پلٹ گیا اور الغوخان نواسہ چنگیزخان مع چار ہزار مغل مع زن و فرزند سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی سے حاملا اور دولت اسلام سے مالا مال ہوا اور علاوہ اُسکے بادشاہ کی دامادی سے اختصاص پایا اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے اپنے بیٹے ارکلیخان کو ملتان اور لاہور اور سند کا حاکم کیا اُسکے بعد دار السلطنت شہر لو کی طرف مراجعت فرمائی الغوخان اور تمام امرائے مغل کا کہ ساتھ تھے مسلم کے شہرت پائی تھی حوالی غیاث پور کہ مقبرہ شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ وہاں ہے مسکن تعین ہوا اور اس گروہ نے وہاں عمارات عالیشان اور محل وسیع تعمیر کیے اور اُسکا نام مغل پورہ رکھا اور ۱۹۲ چھ سو بانوے ہجری میں بادشاہ نے صفر میں جاکر اُسکے قلعہ کے نواح کو غارت فرمایا اور اُسی عرصہ میں ملک علاء الدین حاکم کڑہ نے التماس کی کہ فردی قلعہ تہاسر پر تاخت جاوے اور اُسکی اطراف کو غارت کرے معروضہ اُسکا پذیرا ہوا چنانچہ حکم کے موافق اُسنے قلعہ تہاسر کو غارت کیا اور غنائم وافر لیکر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس غنائم میں سے دو بت ہشت دھاتی جو ہندو کے معبود تھے بداؤن کے دروازہ پر ڈالکر بسیر خلائق کیے یہ خدمت ملک علاء الدین کی بادشاہ کو پسند آئی نوازشات خسروانہ اور اضافہ سیاگیرا و دھ سے سرفراز فرمایا ملک علاء الدین نے جب بادشاہ کو اپنے حال پر مہربان پایا معروض کیا کہ چندیری کے اطراف و جوانب میں چند اجناس خزائن اور فتوح ہیں اگر حکم ہو تو غلام وجہ فتوح اپنے اقطاع سے ملازم جدید نگاہ رکھے اور فوج قدیم اور جدید کی اعانت سے اُنکے سر پر تاخت لیجا کر غنائم کثیر بانسے لاکر داخل خزانہ عامرہ کرے سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی عمال کی طمع سے اسکی التماس قبول فرمائی اور ملک علاء الدین کی غرض ان سب مقدمات سے وہ تھی کہ اپنے تئیں محکمات ملک جہانسے کہ کمال تسلط بادشاہ پر رکھتی تھی اور اُسکے غلبہ سے کچھ عرض نکر سکتا تھا خلاص کر کے ہمیشہ سرفرد و فرمان بر ہے بلکہ اگر ممکن ہووے ولایت دور دست میں ایک مقام مضبوط پیدا کر کے وہاں فروکشی کرے الغرض ۱۹۳ چھ سو ترانوے ہجری میں ملک علاء الدین دہلی سے قصد رخصت حاصل کر کے کڑہ کیطرف روانہ ہوا اور سپاہ ملک چھجو اور دوسرے امرائے طبقی کو جو سرگروہ تھی ملازم رکھا اور ساتھ لیکر راہ اجمیر و دکن خزانہ مورو ثی کئی قرن کا رکھتا ہے اور کسی بادشاہ دہلی کو ایسا خزانہ میسر نہیں ہوا لہذا مع سات آٹھ ہزار سوار و پیادہ جرار چندیری ۱۹۴ سنہ چھ سو چورانوے ہجری میں جنگل کے راستہ سے کڑہ نزدیک ہووے ہوا اور جسقدر کہ کن کی سرحد میں پہونچا اُس امید پر کہ رام دیو کے سر پر تاخت لیگیا کہ جو شہر دیوگڈھ و حصار اور دربند نہیں رکھتا شاید کہ طالع ارجمند کی سعادت سے

صبح کو رام دیو یا کوئی اُسکے فرزندون اور اقربیون مین حالت غفلت مین گرفتار ہووے اور بسبب اس وسیلہ کے بسلطنت کلی اس سے دستیاب کیجیے ہرچند یہ ارادہ اُسکا عقل سے بعید اور حق سے قریب تھا لیکن اقبال بلند کی دلالت سے مرتکب اس امر خطیر کا ہوا اور پاؤن الیچ پور سے اُٹھایا اور ایک روایت مین یہ ہے کہ دو روز وہان آرام کر کے دیوگڑھ کی طرف جلدی روانہ ہوا اور رام دیو اپنے فرزند کو لیکر جاے دور دست مین گیا تھا جب سُنا کہ ملک علاء الدین دیوگڑھ کے حدود مین آیا ہے تو راجاؤن کا لشکر گران لے کر مقابل آیا اور بعد محاربہ ملک علاء الدین نے اُس لشکر کو شکست دیکر دیوگڑھ کو فتح کیا اور مؤلف طبقات ناصری کہ معاصر اُسکا تھا یون روایت کرتا ہے کہ ملک علاء الدین نے گڑھ سے برآمد ہو کر ایک راہ آگے پکڑی اور شکار مین مشغول ہوا اور ساتھ اُن راجاؤن کے کہ سر راہ واقع ہوتے تھے ہرگز مزاحمت نہ ہو پہنچا تھا اور خواص کے سوا کوئی اُسکے ارادہ سے واقف نہ تھا اور دو مہینے کے بعد الیچ پور مین جو دکن کے بلاد مشاہیر سے ہے وہ فوج پہونچا اور یہ مشہور کیا کہ ملک علاء الدین امراے بادشاہ دہلی سے تھا بعض مقدمات کے سبب سے اُسکی نوکری سے مستعفی ہوا اب چاہتا ہے کہ راجہ رام چندری کے روبرو جہاں ملک تلنگانہ سے سوجھ ملازم ہوئے اور آدھی رات کو ظاہر البلدۂ الیچ پور سے کوچ کر کے بسبیل تعاقب دیوگڑھ کی طرف روانہ ہوا اُسوقت مین رام دیو کی زوجہ اور اُسکا بڑا بیٹا ایک تمغانہ کی پرستش کو اُس حدود مین گئے تھے اور راجہ رام دیو خود نہایت غفلت سے شہر دیوگڑھ مین مقیم تھا اور چرخ ستمگر کی شعبدہ بازی سے کچھ خبر نہ رکھتا تھا کہ ناگاہ ملک علاء الدین ہمو بخارام دیو نے بہت اُسکے دور کرنے پر قرین کی دو تین ہزار شخص کو کہ حاضر تھے اُنکے مقابلہ مین بھیجا یہ جماعت دیوگڑھ سے دو کوس آگے بڑھ کر ملک علاء الدین کے فراولون سے مقابل ہوئی اور آتش جنگ کو مشتعل کیا جو کفار دکن نے مسلمانون کے طرز حرب اور ضرب شمشیر و تیر سینہ شگاف و سندان گداز کبھی آنکھون سے نہ دیکھے تھے حملۂ اول مین تاب نہ لائے اور ایسے پسپا ہوئے کہ دو کوس کے مابین مین کسی مقام پر باگ نہ موڑی شہر دیوگڑھ مین دم لیا اور غازیان اسلام کے تعاقب سے رام دیو سراسیمہ و حیران ہو کر قلعۂ دیوگڑھ مین کہ اُسکی خندق اور استحکام نہ رکھتا تھا قلعہ بند ہوا اور متعلقان اُسکے دو تین ہزار گون جو تمک سے ملوثین اور اُسی روز تجارکی کی طرف سے لائے تھے اور زیر قلعہ اور شہر ڈاکر خوف سے بھاگ گئے تھے غلہ سمجھکر قلعہ مین اُٹھا لائے اور اُنمین تمام تمک تھا ملک علاء الدین نے اکابر اور تجار اور رعیت کو بھاگنے کی فرصت نہ دی شہر دیوگڑھ مین داخل ہوا اور مہاجنون اور بنیون اور وہانکے رئیسون کو اسیر اور دستگیر کر کے لوازم نہب و غارت مین نہایت ساعی ہوا اور چالیس زنجیر فیل کو تمثیل اور چند ہزار من خالص رام دیو کے اصطبل سے اپنے خاص اختیار مین لایا اور یہ مشہور کیا کہ بیس ہزار سوار مسلمان ہزار فلان راہ سے متعاقب پہونچتے ہین اور اُسکے تاراج کے بعد کہ شہر کئی ہزار برس سے سم اسپ بیگانہ کی آفت سے محفوظ تھا قافلہ کے اطراف مین جا کر اُسکے محاصرہ مین مشغول ہوا رام دیو نے یقین جانا کہ اُنھون نے فکر اصل پر کی اور داخل مملکت ہوے سنا سب وہ ہو کہ جلبکار اور ادا پیچھے سے پہونچین اور شریک ہووین ہم ملک علاء الدین کو راضی کر کے صلح کرین اور اُسے اس مملکت سے پھیرین یہ کہکر چند شخص اپنے دولتخواہون سے کہ اُنمین اکثر برہمن تھے اُسی روز اُسکے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ تمھارا آنا اس دیار مین احتیاط اور دور اندیشی سے بہت بعید ہے اور اس سبب سے کہ یہ شہر لشکر سے خالی تھا تم اُسپر مسلط ہوئے جو چاہو کرو لیکن مغرور نہو عنقریب ہمارے اطراف و جوانب سے لشکر دکن کہ حد حساب سے باہر ہے تم پر اس طرح لاکر تم مین سے ایک کو زندہ ملک سے باہر نجانے دینگا اور بر تقدیر دکن سے سلامت باہر جاؤگے مالوہ کا راجہ چالیس ہزار سوار اور بیادہ کا مالک ہے اور گونڈوارہ اور خاندیس کا راجہ کہ لشکر کثیر رکھتے ہین اگر تمھارے آنے سے مطلع ہونگے سد راہ ہو کر اس جماعت سے ایک متنفس کو قید حیات مین

نہ چھوڑینگے بہتر یہ ہو کہ پیشتر اُس سے کہ حکام اطراف آگاہی پاوین مہاجنون اور مہایا سے جو تمھاری قید مین پڑے ہین نقل بہای کیکر معاودت کرو ملک علاء الدین نے راہ دوربینی اور احتیاط سے یہ معنی قبول کیے اور لوگون سے کہ بھیجے ہوئے تھے پچاس من طلا اور چند من مروارید اور نقرہ نقیسہ لیکر اقرار کیا کہ کل صبح کو کہ پندرھوین تاریخ ہوگی اسیرون کو رہا کرونگا اُسکے بعد فوج کو حکم کوچ دونگا اتفاقات سے رام دیو کا بڑا بیٹا اُس قلعہ سے مطلع ہوا اور لشکر کو فراہم کر کے مقابلہ اور مقاتلہ پر آمادہ تلا کہ ملک علاء الدین کوچ کا حکم دیکر چلنے پر تھا تین کوس دیوگڑھ سے آگے پہونچا رام دیو نے اپنا آدمی اُسکے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ جو کچھ تقدیر اور نصیب ہونے والا تھا ظہور مین آیا لیکن بھگوان کی دیا سے ہمین کسی طرح کا صدمہ اور ضرر نہ پہونچا اگر رعایا دست جور و ستم مین مبتلا ہوئی اُسکا تدارک بخوبی تمام اسکا ہون تجھے مناسب ہے کہ قتوا ابواب قتال اور جدال مفتوح نہ کرے کہ ترک یعنی مسلمانون کا فرقہ عجیب شاہزادہ کرتا ہون اُسے لڑنا مصلحت نہین ہے لڑائی کے وقت جب اپنے لشکر کو دشمن کی سپاہ سے دوچند دیکھے اسواسطے کہ اور بھی راجہ ہمکی مدد کو آئے تھے جنگ مین اصرار کر کے ملک علاء الدین کو پیغام دیا کہ اگر تمھین اپنی زندگی عزیز ہے اور چاہتے ہو کہ اس ورطۂ ہلاکت سے نجات پاکر سلامتی مراجعت کرو تو جو کچھ اس شہر کی رعیت سے تمھارے تصرف مین آیا ہے واپس دیکر اپنے ملک کا راستہ پکڑو اور سلامتی غنیمت سمجھو ملک علاء الدین اُسکی یاوہ گوئی سے طیش مین آیا اور پرتھی راج کے بیٹے کے ایلچیون کو روسیاہ کر کے لشکر مین پھرایا اور ملک نصرت کو ہزار سوار سے قلعہ کے محاصرہ کیلیے مقرر کیا اور خود بلا تاخیر صفوف حرب آراستہ کر کے لشکر دکن پر تاخت لایا قریب تھا کہ علاء الدین کا پاے ثبات متزلزل ہو کر راہ معاودت نا پیے تائید ایزدی سے ملک نصرت نے اسوقت بڑا کام کیا کہ علاء الدین کی بلا اجازت محاصرہ سے دست کش ہو کر سرکہ کی طرف روانہ ہوا جب لشکر دکن کی نگاہ ملک نصرت کی فوج پر پڑی تب یقین ہوا کہ بیس ہزار سوار لشکر اسلام جو موجود تھے آن پہونچے بعضون نے اس توہم سے پشت معرکہ پر دیکر قصد فرار کیا ملک علاء الدین اسیوقت منظفر اور منصور ہوا اور بطور سابق قلعہ کو محاصرہ کے آثار خشونت اور شدت کے بیش پہونچاتے اور مہاجنون اور برہمنون کی ایک جماعت کو جو اسیر تھی قتل کیا اور ایک جماعت خویشون اور قرابتیون رام دیو کو کہ معرکہ مین اسیر ہوئے تھے طوق اور زنجیر سے مطوق اور مسلسل کر کے قلعہ کے مقابل ایستادہ کیا رام دیو مقربون کی فہمایش سے درپے مدافعہ ہوا اور چاہا کہ گلبرگہ و تلنگانہ و مالوہ و خاندیس کے راجاؤن سے استعانت ڈھونڈھے اس درمیان مین معلوم ہوا کہ قلعہ مین مطلق ذخیرہ نہین ہے اور وہ گوئین جو بھیجے تھے تمام نمک سے پر ہین اور جو کہ لشکر خلق کے دبدبہ اور صلابت سے کوئی شخص مردم دکن سے قلعہ مین نہ پہونچ سکتا تھا رسد پہونچانے کا کیا ذکر ہے یہ سُنکر رام دیو دریاے حیرت مین غوطہ زن ہوا اور حکایت غلہ اور آذوقہ فقدان کی پوشیدہ رکھتا تھا اور ملک علاء الدین سے ابواب رسل و رسائل مفتوح کر کے ایسا معروض رکھا کہ خداوند بیزظاہر و روشن ہے کہ دولتخواہ کو اس قضیہ مین کچھ دخل نہ تھا اور میرے فرزند نا خلف نے جہل و نادانی اور غرور جوانی سے اگر نشان جسارت کے بلند کیے خیر سگال کو موخذہ اور معاتب نکرین اور ایلچیون سے یہ بھی پوشیدہ کہا کہ ذخیرہ قلعہ مین نہین ہے اگر دو تین روز یہی محصور رہیگا اور ملک علاء الدین یہانسے کوچ نکریگا تمام آدمی قلعہ کے بھوک کی شدت سے ہلاک ہونگے اور قلعہ اور ولایت اہل اسلام کے قبضہ مین آویگا تمھین لازم ہے کہ ایسی کوشش اور تدبیر کرو کہ یہ راز فاش نہو اور فوج اسلام کوچ کرے لیکن ملک علاء الدین اضطراب رام دیو سے نسبت فقدان سرمایہ معاش کے متیقن ہوا اسقدر قتال اور قتال صلح واقع ہونے مین کیا کہ ایلچیون نے الحاح و زاری اور مبالغہ تمام سے اقرار کیا کہ رام دیو چھ سو من طلا اور سات سو من مروارید اور دو من جواہر لعل و یاقوت اور الماس

وزمرد سے اور نہزار من نقرہ اور چار ہزار جامۂ ابریشمی اور دوسری اجناس کہ تفصیل اُسکی موجب تطویل ہوتی ہے اور عقل بھی اُسکی تصدیق سے انکار رکھتی ہے ملک علاء الدین کی سرکار مین داخل کرے اور علاوہ اسکے یہ بھی عہد ہوا کہ الیچپور کو مع توابع اور مضافات اُس کی علاء الدین کے متعلقون کے تصرف مین چھوڑے اور ضبط اپنا رکھکر ہر محصول اس ولایت کا کڑہ مین بھیجتا رہے اور ملک علاء الدین تمام اسیرون کو قید سے نجات دیوے اور وہ لشکر جو وہان سے دکن مین تعین ہوا ہے واپس کرے اور درمیان سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی اور رام دیو کے واسطہ ہوکر ایسا کرے کہ دونون مین سازگاری ہمیشہ رہے ملک علاء الدین تمام اشیاء مذکور اپنے قبضہ مین لایا اور اسیرون کو رہائی دیکر بچیسوین روز محاصرہ سے منظفر اور منصور مع جواہر و اموال بیقور اور ہاتھی گھوڑے کو اسوقت تک شاہان دہلی کے خزانہ مین اسقدر مال و جواہر جمع نہوا اٹھا کڑہ کی طرف روانہ ہوا عارفان روشن ضمیر کہ کیفیت حال عالم پر اطلاع رکھتے ہین اور اوپر کتب تواریخ اولین و آخرین کے مطلع ہوے ہین جانتے ہین کہ جہان مین لطائف غیبی بیشمار ہین اور اس دبیر شش در کے بساط مین کہ نقش رنج ہی مقبلون کو منصوبہ ہاے غیر مکرر کثرت سے ظاہر ہوتے اور ہوتے ہین لیکن ایسی دولت عظیم کہ نصیب بندگان ملک علاء الدین کو ہوئی کسی فرد از افراد انسانی کو نصیب نہوئی اور نہوگی کسواسطے کہ کڑہ سے دیوگڑہ تک مسافت بہت ہے اور اسوقت مین کہ اتنے راجہ زبردست مثل راجہ مالوہ و گنڈواڑہ و خاندیس وغیرہ کہ سرراہ واقع ہوئے تھے اُنکے درمیان سے گذرنا اور دیوگڑہ پہونچنا اور غنیم کی طرف نمک بجاے خلد قلعہ مین کھینچکر ذخیرہ کرنا اور چندروز مین مال تمام عالم کا دستیاب ہونا اور پھر اتنے دشمنون کی ولایت سے باں مال کثیر و لشکر قلیل سلامت پھر آنا اور چند ہزار راہ ہاے دشوار گذار طی کرنا اور اُسی سال سواد اعظم ہندوستان کے سریر سلطنت پر متمکن ہونا سہل اور آسان نہین ہے اور بیان ملک علاء الدین کا بادشاہی دہلی کے مدارج اعلیٰ پر پہونچنے کا یہ ہے کہ جب ملک علاء الدین نے دیوگڑہ کی طرف کوچ کیا کچھ روز خبر اُسکی منقطع ہوئی لیکن جب علاء الدین کہ اُسکی طرف سے کڑہ مین مستقل تھا تسلی کے واسطے عرضداشت تحریر کرتا تھا کہ ملک علاء الدین بہت تاراج چندیری مین مشغول ہوا اور امروز و فردا مین عرضداشت اُسکی درگاہ عرش اشتباہ مین پہونچے گی اور سلطان اُس سے تسلی ہوتا تھا یہانتک کہ چھ مہینے عرائض اُسکی بارگاہ سلطانی مین نہ پہونچین اور اراجیف کی زبان سے اُنکی بغاوت کی باتین کہ مقدمہ وقوعی تھا دہلی مین مشہور ہوئین اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی جو ملکہ جہان کی رنجش خاطر سے اطلاع نہ رکھتا تھا اصلا بدگمانی اُسکی نسبت دلمین نہ دیتا تھا اور ابتداے ۶۹۵ھ چھ سو اٹھانوے ہجری مین سلطان نے بہم شکار عنان توجہ گوالیار کی طرف معطوف فرمائی اور چند مدت وہان توقف کرکے ایک گنبد نہایت رفیع تعمیر فرمایا اور ایک پتھر بھی تیار کرکے یہ رباعی کہ طبع زاد اقدس تھی گنبد کے پیشگاہ مین تحریر کی رباعی مارا کہ قدم بر سر گردون شاید ۔ تو دہ سنگ و گل چہ قدر افزاید ۔ این سنگ شکستہ زان نہادیم زدست ۔ باشد کہ شکستہ در دآساید ۔ اس عرصہ مین عرضداشت اُسکی نہ پہونچی بھی نہ تھی کہ تمام شہر مین مشہور ہوا کہ ملک علاء الدین نے دیوگڑہ کو سر کیا اس قدر اسباب سلطنت خزانہ اور فیل اور اسپ وغیرہ اُسکے ہاتھ آیا کہ کسی کو شاہان دہلی سے سلف سے آجتک میسر نہین ہوا اور نہایت شان و شوکت سے عازم کڑہ ہے سلطان یہ خبر سُنکر محظوظ اور خوشحال ہوا زیادتی سامان اُس کا موجب از دیاد رفعت اپنا جانا لیکن سلطان کے اعوان و انصار دانشمند اور کارآگاہ تھے اس سبب سے کہ ملک علاء الدین سلطان کی بلا اجازت ترکب اس امر عظیم کا ہوا تھا اور رنجش سے ساتھ حرم بادشاہ ملکہ جہان کی اطلاع رکھتے تھے آنکہ بصیرت سے باطنی ہونا اُسکا بادشاہ سے دیکھتے تھے اور دیر بادشاہ

کے نہیں کہتے تھے یہانتک کہ ایک روز بادشاہ نے اس امر سے آگاہی پائی انھین خلوت مین بلاکر صلاح پوچھی کہ ملک علاء الدین دیوگڑھ سے مع اسقدر فیل واسپ وغنائم کے آتا ہی ہین کیا کرنا چاہیے بارگاہ مین توقف کرین یا اُسکے استقبال کو جاؤن ملک احمد حبیب جو ساتھ راستی اور درستی راے اور استقامت فکر کے مشہور تھا اُسنے عرض کی کہ کثرت مال وجمعیت موجب طغیان اور سرکشی ہوتا ہی اور کڑے کے مفسداور مفتری جو ملکہ جھجو کو راہ سے لیگئے تھے سب اُسکے پاس فراہم ہوکر سلطان کی بلا اجازت ولایت دیوگڑھ مین لیگئے کوئی کیا جانے کہ اُسکے دلمین کیا ہی پس جانا بادشاہ کا چندیری کی طرف کہ علاء الدین کے سرراہ ہی مناسب وقت اور متضمن فوائد نامحصور ہی کیونکہ جب خبر قریب پہونچے لشکر فیروزی اثر کی اسے بسطوح درہافت ہوئی پیشتر سپاہیون نے زر وزیور سے گرانبار ہوکر سفر دور دراز سے معاودت کی ہی اور مشتاق اپنے مکانون کے ہین اور جنگ پر آمادہ نہین ہین اور سرعت سیر اور توقف کوہستان بسبب زیادتی احمال واثقال اور افیال کے اُسکو ممکن نہین ہی بالضرور حضوری دربار کے سوا اور خیال اُسکے دلمین متخیل نہونگے اور جو کچھ لایا ہی برضا ورغبت تخت کے روبرو گذرانے گا بادشاہ کو مناسب ہی کہ اسباب چشمت کہ مراد از رنقد وجواہر اور افیال سے ہی اُس سے لیوے اور باقی اُسپر سلم رکھے اور جماعت فتنہ انگیز ملک چھجو کی اور ملک فخرالدین کوتوال کی جو سبب مولہ کے قتل کے بعد اسکے پاس جمع ہوے ہین ہر ایک کو ہر ایک طرف بھیجکر اُسکی خاطر کو زیادتی جاگیر سے مسرور اور شادان فرماوے اُسکے بعد اُسے خواہ کڑہ کی طرف رخصت کرے خواہ دہلی مین لاوے بادشاہ کو اختیار ہی اُسکے علاوہ رنجش خاطر علاء الدین اور ملکہ جہان کی اظہر من الشمس ہی اس مدت مین کسی نے ملکہ جہان کے خوف سے عرض نہ کیا اور یہ معاملہ اس انتہا کو پہونچا کہ ملک علاء الدین چاہتا ہی کہ جاے دور دست مین جاکر استقامت کرے اور صاحب خاطر آزردہ سے امین ہو ناحرم وہوشیاری سے نہایت بعید ہی اور جو سلطان اس واقعہ کو حقیر جانکر اصلاح مین اُسکی نہ مشغول ہو اور دہلی کی طرف نہضت فرماوے اور ملک علاء الدین مع اسقدر مال اور افیال اور اسپ وخزاین کہ سرمایہ بادشاہی کا ہی کڑہ مین جاوے تو بادشاہ نے خود اپنے زوال دولت مین کوشش کرکے اپنا خانمان خراب اور برباد کیا **بیت** بسے بکام دل دشمنان بود آنکس ۞ کہ نشنود سخن دوستان خیراندیش ۞ ملک فخرالدین کوچی باوصف اسکے کہ جانتا تھا کہ راے ملک احمد حبیب کی باصواب ہی لیکن جو سلطان کی مرضی نہ دیکھی عین خواص کرکے بولا اتبک خبر مراجعت ملک علاء الدین کی اور لانامال واسباب کا عرصہ شہرت اُسکی سے یا ردہم معتبر سے تحقیق نہین ہوئی تاکہ مدار اسپر رکھکر اُسکے لائق فکر کیجاوے اور بر تقدیر ے کہ خبر راست ہو اور ہم اُسپر لشکر کشی کرین اور آگے سے اُسکے سد راہ ہون جو کہ بلا اجازت کیا ہی احتمال رکھتا ہی کہ ایک عرب اُسکے دلمین ظاہر آوے اور جس مقام مین کہ پہونچا ہی وہانسے پلٹ کر کسی طرف چلا جاوے اور ہمین اس حال مین کہ برسات قریب پہونچی ہی اسکا پیچھا کرنا اور جہان گیا ہی جانا ضرور دشوار ہی اور مثل مشہور ہی کہ پانی سے پیشتر موزہ بچا ہیے کینچا اگر وہ مع فیل اور مال واسباب سالما غانما کڑہ مین آوے اور ظاہر ہوکر اسکے باطن مین کسی طرح کے خلاف اور فساد نے راہ پائی ہو تب بھی ایک صدمہ بادشاہی سے اسکا کام تمام ہوسکتا ہی ملک احمد حبیب کے دلمین بسبب اطلاع پاکی ملک فخرالدین کوچی کے حقیقت حال پر اور چشم پوشی کرنا اسکا معاملہ سے آتش غضب افروختہ ہوئی اور بے اضطراب کے کہاوقت گذرتا ہی کسواسکے سستی کرتا ہی جسوقت ملک علاء الدین مع فیل واسب ومال کڑہ مین جاوے اور وہانسے آب سرد سے عبور کرکے قصد لکھنوتی کا کرے تو کیا تو اُسکے عہدے سے برآوینگا یا مین برآونگا بادشاہ اس بات سے ناراض ہوا اور صاحب عرض کی نسبت اُسکی طرف کرکے فرمایا کہ

ملک احمد حبیب ہمیشہ اور ہر وقت ملک علاء الدین کی نسبت بدگمان ہوتے ہیں نے اپنی آغوش مبارک میں پالا ہے اور فرزندوں کی طرح منصب عالی پر پہونچایا ہے اگر فرزندان اصلی مجھسے منحرف اور سرتاب ہوں تو ممکن ہے مگر وہ مجھسے پھرے ہیں تعجب نہیں ہے سلطان کا یہ فرمان سنتے ہی ملک احمد حبیب کا ناطقہ بند ہوا متقدر سخن مسدود ہوا مجلس سے اُٹھا اور تاسف کرتا ہوا باہر گیا اور ہاتھ پر ہاتھ مار کر کہتا تھا کہ ہیہات یہ مرد بیہودہ اپنی دولت کو لات مارتا ہے نہیں جانتا کہ آخر کو اسکے سر پر کیا آفت آئیگی اور یہ بیت پڑھی بیت چو تیرہ شود مردرا روزگار ہمہ آن کند کش نیاید بکار۔ سلطان نے ملک فخرالدین کوچی کی تحسین کر کے دہلی کی طرف رخصت فرمائی ابھی جگہ بگرم کی تھی کہ ملک علاء الدین کی عرضداشت کڑہ سے پہونچی کہ اکثیس زنجیر فیل اور تمام اسپ و جواہر اور زر قاشہ کہ اقبال سلطانی سے خیرخواہ کے ہاتھ آیا ہے پیشکش کے واسطے موجود ہے لیکن جو کہ ایک مدت پوشیدہ رہا اور بسبب بعد مسافت اور بند ہونے راستوں کے ایک عرضداشت اس مدت میں بارگاہ میں نہیں بھیجی بندہ نہایت مجبوب اور خائف ہے اور ایک جماعت کہ اس سفر میں رفیق ہوئی ہے وہ بھی خوف سے بہدکی طرح لرزاں ہے توقع کہ ایک توقیع بخط مبارک بنام بندہ و رفقاے بندہ کہ لوازم جان نثاری و جانسپاری میں کسی طرح کی تقصیر نہیں کی ہے عنایت ہووے تو سرے قدم کر کے مع اُس اشیا کے اس سفر میں دستیاب ہوئی ہے درگاہ جہان پناہ کی طرف روانہ ہوں القصہ پہونچا اس عریضہ کا بادشاہ کو باعث فرحت تمام ہوا یکبارگی ملک علاء الدین کے اخلاص و محبت پر جازم ہوا اور ملک علاء الدین خود مستعد اور روانگی لکھنوتی کی کرتا تھا اور ظفر خان کو ادھر بھیجکر کشتیان آب سرد کے کنارہ اس خیال سے مرتب کرائیں بیٹھیں کہ جسوقت سلطان کڑہ کی طرف راہی ہووے میں کشتی میں سوار ہو کر لکھنوتی جاؤں اور وہاں قائم ہو کر علم مخالفت بلند کروں اور یہاں سلطان نے بحسب التماس ایک فرمان مشتمل بانواع عنایت و دلجوئی اپنے ہاتھ سے تحریر کیا اور دو آدمیوں کی معیت سے جو محرم راز تھے کڑہ میں بھیجا جب یہ کڑہ میں پہنچے دیکھا کہ ملک علاء الدین بادشاہ سے برگشتہ ہے اور تمام امرا بھی سرتاب ہیں ملک علاء الدین نے دونوں ایلچیوں کو مقید کر کے محافظوں کے سپرد کیا اور محافظت کے بارہ میں ایسی تاکید کی تھی کہ ایلچی ایک حرف حقیقت حال کا بادشاہ کو تحریر نہ کر سکتے تھے اسواسطے سلطان نے اصل حال سے اطلاع نہ پائی اور اس حال کی پوشیدگی میں الماس بیگ برادر ملک علاء الدین کہ وہ بھی داماد اور برادرزادہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی تھا جس وقت کہ فرصت پاتا تھا کہتا تھا کہ زبانوں پر خبر بعنایتی بادشاہ کی میرے بھائی کے نسبت نہایت مشہور ہے ڈرتا ہوں کہ ملک علاء الدین حیا و شرم اور خوف و ہراس بادشاہ سے اپنے قتل پر اقدام کرے اسواسطے کہ حضرت کے بے فرمان دیوگڑھ کی طرف جانا اور عرضداشت نہ لکھنا گناہ عظیم جانتا ہے درمیان اس حال کے ملک علاء الدین کا خط اسی مضمون سے الماس بیگ کو پہونچا کہ حقوق سلطانی مجھپر زیادہ تر اُس سے ہیں کہ تحریر کروں کیونکہ فی الحقیقت وہ میرا باپ ہے اور عم اور صاحب بھی ہے اور میری زندگانی بسبب رنجش خاطر مبارک بادشاہ کے تلخ ہوئی اگر فی الواقع تجھپر محقق ہوا ہو کہ رضاے شاہ کی میرے قتل میں ہے مجھے اعلام کر کہ تھوڑا زہر کہ ہمیشہ اپنے ہمراہ رکھتا ہوں کھا کر جان شیریں گنواؤں یا یہ کہ جدھر میرے سینگ سمائیں چلا جاؤں الماس بیگ افغان نے یہ کتابت سلطان کے ملاحظہ میں گذرانی اور صدہا طرح کی چاپلوسی کی کہ ملک علاء الدین کی کتابت میں تحقیق قوۃ سے فعل میں لایا اور جو خفیہ ملک علاء الدین نے اپنے بھائی کو لکھا تھا کہ ایسا کر کہ سلطان دندان طمع مال میں لیجاوے اور جزیرہ یعنی چھپرے سواری سے کڑہ کی طرف متوجہ ہووے عین مراد ہے اس سبب سے الماس بیگ نے کتابت گذرانے کے وقت زار و قطار رو کر بادشاہ سے عرض

کیا کہ اگر خود بدولت جریدہ قبل اسکے کہ میرا بھائی اپنے قتل پر اقدام کرے یا آوارہ وطن ہوکر راہ مین نزول اقبال وحلول اجلال فرماوین ایک مدت منتہاے سابق پر اور ایک حق حقوق ماتقدم پر زیادہ ہو سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی بچہ ۹ اشعار چو لوح خاطرش از نقش ساده است ۹ سرو کارش بجا دوئے فتاده است ۹ که صدره بسته چشمش در شکر خواب ۹ کتاب سحر بابل را بصد تاب ۹ اس بات کو صدق محض تصور کرکے بے تامل مشورت الماس بیگ سے فرمایا کہ تو بتعجیل تمام کڑہ مین جاکر اپنے بھائی کی تسلی کر ایسا نہو کہ وہ اپنے قتل یا آوارگی پر اقدام کرے مین بھی متعاقب جریدہ بسبیل یلغار پہونچتا ہون الماس بیگ اُسیوقت کشتی پر سوار ہوکر ہوا سے تند کی طرح پانی پر روان ہوا اور ساتوین روز کڑہ مین پہونچا اور خبر پہونچنے پیشتر مراد کی ہدف مقصود پر پہونچائی ملک علاء الدین نے شادیانہ عنایت بادشاہی کا بجایا اور بھائی کے آنے سے کامیاب ہوا اور کہا اب عزیمت لکھنوتی چاہیے کرنا یا نہین وہ جماعت کہ اُسکے پاس تقرب رکھتی تھی بولی کہ اب لکھنوتی جانا مناسب نہین ہر بادشاہ مال اور اموال کی طمع سے برسات مین جریدہ ہمارے روبرو آتا ہے پہلے ہمکو کام تمام کرین اُسکے بعد جب تک ارکلیخان بادشاہ ہوا اور جبتک وہ آپکو امور ملکی و مالی سے فراغ حاصل کرے ہم ممالک جونپور اور لکھنوتی اور بنگالہ اپنے تصرف مین لاکر استقلال کا نشان بلند کرین ملک علاء الدین نے یہ رائے مناسب نہ پڑی جانی جگہ سے نہ ہلا بادشاہ جلال الدین کی اجل دامنگیر ہوئی اور جو کہ عرض مجسم ہوا تھا ما نعت کسی مانع اور نصیحت کسی ناصح کی سود مند نہ پڑی عزیمت اُس سفر کی مصمم کی کسواسطے کہ یقین کیا تھا کہ اگر ملک علاء الدین لکھنوتی کی طرف جاویگا جواہر اور مال اور اموال منکل سے دستیاب ہوگا اور دل اُس سے اُٹھانا نہایت مشکل تھا پھر ایکہزار سوار لیکر کشتی مین سوار ہوا اور کڑہ کی راہ لی اور ملک احمد حبیب کو حکم ہوا کہ لشکر وحشم خشکی کے راستہ سے لاوے بیت نیوشند چون گوش بدہ بپند ۹ خورد گوشمال از سپہر بلند ۹ جب ملک علاء الدین نے بادشاہ جلال الدین کی توجہ سے خبر پائی آب گنگ سے عبور کرکے مانکپور کو لشکر گاہ کیا اور جب سترھوین رمضان کو چتر سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی دور سے نمایان ہوا ملک علاء الدین کی سپاہ عرض نخل اور مجرا سے خدمت کے بہانے سے سلاح و آہن مین غرق ہوئی اور گھوڑے ہاتھیون کو آراستہ کیا اور ملک علاء الدین نے اپنے بھائی الماس بیگ نمکحرام کو استقبال کے واسطے بھیجا کہ جس حیلے سے ہو سکے بادشاہ کو اُس اندک مایہ سے کہ مردم بزرگ کشتی مین ہمراہ ہین جداکر کے ہمارے پاس لاوے الماس بیگ نے ملازمت مین پہونچکر عرض کی کہ بندہ اگر ایک روز کے بعد پہونچا ملک علاء الدین آوارہ وطن ہو جاتا باوجود اسکے لبتک کچھ عرب اپنے لیکن رکھتا ہے اور اگر بادشاہ کو اسقدر سوار جرار سے مستعد دیکھے گا یقین ہے کہ متوہم ہو کر قصد آوارگی کرے بادشاہ سادہ لوح نے اُسکے حرف شکستہ کو تسلیق سمجھکر فرمایا کہ جو سوار کشتی مین ہمراہ ہین نہین توقف کرین اور خود چند خواص سے ایک کشتی مین پیشتر روان ہوا اور جب تھوڑی راہ طے ہوئی پدر الماس بیگ غدار زبان بکر کھولکر بولا کہ میرا بھائی حضرت کے استقبال کو قریب پہونچا ہے اگر ان چند کس کو جو بادشاہ کیخدمت مین حاضر ہین مسلح اور مستعد دیکھے گا حمایت سلطانی سے مایوس ہوگا بادشاہ نے فرمایا تم سب ہتھیار اپنے سے دور کرو اور جب ساحل کے قریب پہونچے بادشاہ کے مقربون نے دور سے ملک علاء الدین کو مسلح اور مستعد دیکھکر اُسکے غدر اور مکر کا یقین حاصل کیا اور سمجھے کہ الماس بیگ کس کام مین ہے پس ملک خرم رکیک نے الماس بیگ سے کہا کہ ہمنے تمھارے التماس کے موافق اپنی افواج و دریا موج کو جدا کیا اور ہتھیار رکھواڈالے تم مستعد جنگ دکھائی دیتے ہو الماس بیگ نے کہا کہ میرا بھائی چاہتا ہے کہ اپنا لشکر آراستہ اور مسلح اور مکمل نظر کیمیا اثر سے گذرانے اور مجرے خدمت کرے بادشاہ بموجب

إذا جاء القدر عمی البصر کے اسوقت بھی اُنکے مکر اور غدر سے کہ خرد ور زرگ پدر روشن ہو گیا تھا پانہ لیگا اتفاقاً الماس بیگ سے کہا کہ باوصف روزہ داری کے اتنی راہ طے کرکے ملک علاء الدین کے پاس آیا ہون وہ یہ بھی نہین کرتا کہ زورق مین سوار ہو کر میرا استقبال کرے الماس بیگ خدا نے جواب دیا کہ میرا بھائی نہین چاہتا کہ خالی ہاتھ بادشاہ سے ملازمت کرے اور چاہتا ہی کہ مع اسباب پیشکش یعنی فیل و اسپ و مال و جواہر گذرانکر خدمت کرے اور سامان فطار بھی ترتیب دیکر امیدوار ہی کہ بادشاہ اُسکے مکان مین روزہ افطار کرے تو بسبب اس شرف کے اپنے ہمچشمون مین ممتاز ہووے سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی خاصل کشتی مین قرآن شریف کی تلاوت کرتا رہا وقت عصر سنگ تک ساحل پر پہونچکر کشتی سے باہر آیا ملک علاء الدین نے پیشتر جاکر ملازمت کی اور بادشاہ کے قدمون پر گر پڑا بادشاہ نے ازروے شفقت اور مرحمت کے اُس کے رخسارہ پہ آہستہ آہستہ مار کر اظہار محبت کے بعد فرمایا کہ مین نے باوصف لطف تجھے تربیت کرکے مہر پدری سے بزرگ کیا اور ہمیشہ تو میری نظر مین فرزندون سے عزیز تر رہا اور ابتک تیری بولے طفلی میرے حامہ سے برطرف نہین ہوئی بھلا کیونکر مین تیرے حق مین بدی کا اندیشہ کرتا یہ کہا اور ہاتھ ملک علاء الدین کا پکڑکے کشتی کی طرف روان ہوا ملک علاء الدین محمد حسن کشش نے اُس جماعت سے کہ مستعد اور مکمل سلطان کے قتل پر تھی اشارہ کیا محمود سالم نے کہ اجلاف سمانہ سے تھا ایک ضرب شمشیر سے سلطان کو زخمی کیا سلطان زخم کھاکر کشتی کی طرف دوڑا اور فرمایا ہی علاء الدین بدبخت تو نے یہ کیا ستم کیا اور اختیار الدین جو نصرت شاہ کا پروردہ تھا پیچھے سے آیا سلطان ابھی کشتی مین سوار نہوا تھا کہ بکرا کر زمین پر گرایا اور ہنگام غروب آفتاب کہ افطار کا وقت تھا اُسکا سر مبارک کاٹکر علاء الدین کے روبرو لایا اور چند مخصوصان شاہ مرحوم مثل خرم وغیرہ نے پاؤن کشتی سے زمین پر رکھا تھا کہ اُن سب کے سر کاٹ کر زمین پر رکھے اور سر اُس تاجدار ہند کا تاج نیزہ کرکے کڑہ اور بانکپور مین پھرایا اور دہانسے اودھ لیگئے اور زبان حال سے یہ کہتے تھے کہ یہ سزا اُس شخص کی ہی کہ دل سفید مکار پر رکھے اور فرزند اور پیوند پر بھروسا کرے اور ہمواز شفقت اور خون جگر سے انھین پرورش کرے جو کوئی کہ بصد ہزار آرزو ایک گلبن ہوا و ہوس کا زمین شورہ زار مین بٹھائے اور مرشک چشم اور خونابہ دل سے اُسکی پرورش کرے بجاے پھول کے خار آزار ہی چنے اور جو کوئی چشم نیکی بوستان دہر پر فریب سے طمع رکھے آنکہ جہان مین اُسکی آزردہ نشین جاہا ہووے اجہ شمس نے باب صلح بند کرکے شہر کا دروازہ کھولا ایک لحظہ فراغت سے نہ سویا اور جس نے فتنہ خفتہ کو بیدار کیا دنیا اور آخرت اس کام کے خیال مین کھوئی مثنوی سرائے آفرینش سرسری نیست ❊ زمین و آسمان بے داوری نیست ❊ دراندیش اے حکیم از کار ایام ❊ کہ پاداش عمل شد سرانجام ❊ اژدہاے ارہ سے اگر جمشید خوار ہی تو ضحاک کے تن پر بھی فریدون کے خوف سے ہر سال مار کر دار ہی سراب رنج کا اگر تور کے پاؤن پر افتادہ ہی تیغ منوچہر بھی سر سلم و تور پر آمادہ ہی سر سیاوش کا اگر زیر خشت ہی خون افراسیاب بھی تخم لالہ دشت ہی جگر دارا کا اگر زخم تیغ مقربین سے پارہ پارہ ہی دور سیاست سکندری بھی سزا کے لیے تیار ہے خسرو پرویز اگر خاک و خون مین تپان ہی سر شیرویہ بھی قاتل کی ٹھوکرون سے غلطان ہی سلطان مغز الدین اگر غرق دریاے حیرت ہی آب گنگ خون سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی رنگین چمن ہی احوال بادشاہ جلال الدین کے قاتلون کا اگر غور کرکے دیکھے تو تجھے یقین ہو جاوے کہ نیازی کردگار سے اشعار آب زر سے لکھنے کے قابل ہین مثنوی صبح چو خواہد علم برفراخت ❊ نقش بگرگردش اختر نگاشت ❊ تاخت چو بر بسط زمین وزمان ❊ فیلقرسان گشت بجنبان ❊ تا کند اطوار قضا و قدر ❊ صنعتیی یکے بیکے رہگذر ❊ بود زناسازی نفس لئیم ❊ از پی یکدانہ دران رہ مقیم ❊ سعی کنان ہر طرفے می شتافت ❊ تا ز قضا دانہ مقصود یافت ❊

دانہ کش ازدہ چوبروں پاسناد ٭ چشم یکے مرغ برد او فتاد ٭ حملۂ بیداد بران مور کرد ٭ روز بروچوں شب دیجور کرد ٭
کرد تقاضاے فزو بردنش ٭ برگرد چو منقار بخون خوردنش ٭ ناشدہ آن مور بخلقش فرد ٭ مرغ دگر حملہ در آمد برد ٭
کرد ورا بال بچنگال بند ٭ تا سرش از کرک منقار کند ٭ مرغکے از کردل مور ریش ٭ یافت بہان لحظہ مکافات خویش ٭ ناتوانی بکسے بد مکن ٭ نیک زی و دشمنی خود مکن ٭ بند نیازی بنشو زینہار ٭ تا نخوری خون دبد روزگار ٭ لفظ سے
مروی ہو کہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے کڑہ مین آنے کے وقت ملک علاء الدین کرمانی مجذوب کی خدمت مین
جو قصبہ کڑہ مین مدفون ہین گیا اور ازروے عجز و انکسار کے خدمت کی مجذوب نے محرّ اُٹھا کر یہ جملہ فارسی کا سنایا ٭ ہر کس
کہ کند با تو جنگ ٭ سرد رکشتی تن در گنگ ٭ القصہ اُسیوقت جبکہ سلطان جلال الدین کا ملک علاء الدین کے سر پر بلند کرکے
ندائے سلطنت دی گئی رہی وہ جماعت کہ اُسوقت قتل بادشاہ جلال الدین مین ملک علاء الدین کی شریک تھی تھوڑے عرصہ مین
بلاے عظیم مین مبتلا ہوئی اور اسفل السافلین کے درکات مین ہبوط کیا از انجملہ محمود بن سالم ایک سال کے بعد مجذوم ہوا اور اندام
ہمکا خون فاسد کے غلیان سے پارہ پارہ گوشت اُسکے بدن سے جدا ہوا اور اختیار الدین دیوانہ ہو گیا نقد ہوش و حواس ہاتھ
سے دیا اور نزع کے وقت نعرہ مارتا تھا اور کہتا تھا کہ سلطان جلال الدین تیغ ہاتھ مین رکھتا اور سر میرا کاٹتا ہو اور الماس بیگ
اور دوسرے کہ ترقی کی اُمید مین اس مشیخین کے مرتکب ہوئے تھے تین چار برس مین ایسے مستاصل اور ہلاک ہوے کہ ملک علاء الدین
ہی کے عہد مین انکا نشان باقی نرہا اور ملک علاء الدین نے اگرچہ چندے جہان کو ساتھ مقصد اپنے کے گذرانا لیکن آخر کو فلک
مکار نے تیشہ اُسکے پاؤن مین مارا کہ خانمان اُسکا بھی اُسکے ہاتھ سے خراب ہوا کسواسطے کہ اپنے بھائیون اور فرزندون کو قید کیا
اور مقربان معتبر کو حکم قتل دیا اور غلام پروردہ اور برآوردہ اُسکے نے جو کچھ اس بادشاہ کی حیات اور جہان مین کیا کسی گبرستان
اور کفرستان مین واقع ہنوان فی ذلک لعبرۃ لاولی الابصار جب خبر شہادت سلطان جلال الدین کی ملک احمد جلیب کو
کہ سپہ سالار فوج تھا پہونچی وہان سے پلٹ کر دہلی مین آیا اور ملکہ جہان حرم بادشاہ نے ناقص عقلی سے تعجیل کی جو کہ
تھا شہزادہ ارکلیخان بلدۂ ملتان مین تھا اپنے چھوٹے بیٹے شہزادہ رکن الدین ابراہیم کو کہ ابتداے جوانی اور عنفوان شباب
مین تھا اور امور جہانبانی سے کچھ خبر نرکھتا تھا بے مشاورت ارکان دولت تخت پر بٹھایا اور کیلوکھری سے دہلی مین آکر
کوشک سبز مین نزول کیا اور عہدے اور جاگیرین درمیان امرا اور ملوک کے تقسیم کیے ارکلیخان کو خلف الصدق بادشاہ کا قصد
اور استعداد بادشاہی رکھتا تھا یہ خبر سنتے ہی کو فتہ خاطر ہوا اور ملتان مین توقف کیا اور ملک علاء الدین کو ارادہ
سلطنت لکھنوتی رکھتا تھا ارکلیخان کی رنجش خاطر اور جلوس طفل بے تمیز و بے تجربہ سے تخت دہلی کا خیال کرکے دہلی کی بادشاہی
کی فکر مین پڑا اور عین برسات مین کڑہ سے دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور دہلی مین پہونچکر مقام سلطنت تک کہ مدتون اُسکے آبا و نیا
مدت سلطنت سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کی سات برس اور چند مہینے تھی و البقاء للملک المعبود ٭ ذکر بادشاہی
سلطان فلک بارگاہ علاء الدنیا والدین بادشاہ علاء الدین خلجی الملقب بہ سکندر ثانی
جو بجب تقدیر شام اجل نے افق مشرق سے بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے فرق پر سر مار اعلاء الدین دریاے حیرت
مین غرق ہوا اور مقربون سے مشورہ کیا کہ ان دو امر سے کہ لکھنوتی کی طرف جانا اور رنج سفر کرنا اور بقصاے بنگالہ تک
لینا یا یہان رہنا کڑہ مانکپور مین اور علم استقلال بلند کرنا اُنمین سے کیا اختیار کرنا چاہیے سب نے متفق ہو کر عرض کی کہ ارکلیخان
بادشاہزادہ شجاع اور صاحب سخاوت ہو اور لشکر کشی اور ملک گیری کے آداب خوب جانتا ہو وہ اُس کی

مان عنقریب انتقام طلب کرین گے اور سب سے پہلی مہم اُنکی یہی انتقام ہوگا مناسب یہ ہے کہ کڑہ مانکپور مین مقیم ہو کر ملک
ہزبر الدین کو مع لشکر انتخابی اسی برسات مین لکھنوتی کی طرف روانہ کرین تو اُس حدود کو مسخر کر کے انتظام کرے اور
جسوقت شاہزادہ ارکلیخان مع لشکر دہلی سے اس طرف متوجہ ہووے اور چارہ نرہے بعد طلوع سہیل کہ پانی بچہنیکا اُتر جاویگا
ہم بھی آب سرد سے عبور کر کے لکھنوتی اور بنگالہ مین جا کر حلقہ مقاومت بلند کرینگے ملک علاء الدین کو یہ اسے پسند آئیگی اور ملک
ہزبر الدین کے بھیجنے کی فکر مین تھا کہ ناگاہ یہ خبر پہونچی کہ ملک جہان نے امرا ارکان دولت کے بے طلب مشورہ شہزادہ
قدر خان کو بادشاہ رکن الدین موسوم کر کے تخت دہلی پر متمکن کیا ہے اور امرا اور سپاہ نے اس امر سے رنجیدہ خاطر ہو کر آثار
خصومت ظاہر کیے ہین ملک علاء الدین ہا دشاہی سواد اعظم ہندوستان کی فکر مین پڑا اور تسخیر ملک پر آمادہ ہوا اور جمیع
دلالات اُس طرف برمتصرف ہوا اور اپنے مقربون کو ساتھ خطاب ہائے شایان کے سرفراز کیا چنانچہ الماس بیگ کو
الغخان اور ملک نصرت حاجبسری کو نصرت خان اور ملک ہزبر الدین کو ظفر خان اور سنجر خسرو پورہ یعنی سالار کو جو اُس کا
میر مجلس تھا الپ خان خطاب دیا اور اپنے یاورون کو جو ہیرنہ تھے مرتبہ امارت مین پہونچایا اور جو کہ امرا تھے اُنکے منصب
زیادہ کر کے جاگیرین عطا فرمائین اور اپنے اوپر بھی ہم پادشاہی اطلاق کر کے مع خزاین و یو گرطہ عین برسات مین کڑہ مانکپور سے ہلی
کی طرف راہی ہوا اور اُسکا دست جواہر بخش ابر نیسان کی طرح درافشانی مین آیا اور ہر روز بارگاہ مین پہنچکر با تفاق نصرت خان
خاص و عام کو صلہ دیتا تھا اور زر نجر دار اور نشتر مع بارہ اقمشہ قطار قطار آدمیون کو بخشے مین تقصیر نکرتا تھا نظم بزرجیتوان لشکر
آراستن ۔ بہ لشکر توان کینہا خواستن ۔ ہمہ کار دنیا بزر بستہ اند ۔ بزر رخہا خطر بستہ اند ۔ منقبل ہر جس جگہ کہ سراپردہ
اُسکا برپا ہوتا تھا ایک منجنیق مختصر اُسکے آگے نصب کر کے ہر روز پانچ من زر سرخ و سفید اُسمین رکھکر خلائق پر چھڑکتا تھا
اور جب یہ خبر گوش زد عالم ہوئی اطراف و جوانب سے فوج فوج در گاہ کی طرف متوجہ ہوئے فتنوی خزانہ ریز شد منزل
بہ منزل ۔ بزر کردہ کلید کار مشکل ۔ ہر منزل زپیش تخت تا دور ۔ فشاندے گنجہا بے منع و زور ۔ چو بادہلی نہاد از فتح
کارش ۔ گرفت از منجنیق زر حصارش ۔ سلطان علاء الدین جب بداؤن مین پہونچا بادشاہ رکن الدین ابراہیم نہایت بیخبری
و خامی سے خود نہ نکلا بلکہ امرا اور ملوک کو مع لشکر گران اُسکے مقابلہ کو بھیجا جو فوج اُسکی بادشاہی سے راضی تھی سلطان
علاء الدین کی شریک ہوئی اور انعام و نوازش بہت پایا اور جب ساتھ ہزار سوار قلم بند ہوا بداؤن سے قدم آگے
بڑھایا اور ملکہ جہان اس خبر وحشت اثر سے نہایت مضطرب ہوئی اور بعد خرابی بسیار آدمی ملتان کی طرف روانہ
کیے اور ارکلیخان کو مع الغوخان طلب کیا اُنھون نے جواب دیا کہ اب کام ہاتھ سے گیا اور لشکر دشمن کا شریک ہوا ہی
اور خزانہ مین سنش ماہہ مواجب نہین رہا ہمارا آنا کیا نفع بخشے گا بیت سرچشمہ شاید گرفتن بیل ۔ چو پر شد نشاید گذشتن
بہ پیل ۔ سلطان علاء الدین نے یہ خبر سنتے ہی بسبیل تعجیل جلو مسافت کی اور بے تامل آب جون سے عبور کر کے صحرائے
دروازہ جو وظاہر دہلی مین نزول کیا بادشاہ ابراہیم رکن الدین کو حرکت مذبوحی دل مین پہونچی اپنی جمعیت سے
باہر آیا اور صف آرائی کر کے کچھ شوخی کی جب آپ کو مرد اُسکے میدان کا ند دیکھا دہلی مین پلٹ آیا اور اُسی رات
کو اکثر امرائے جلالی جدا ہوئے اور بادشاہ علاء الدین سے جا ملے بادشاہ رکن الدین نے سلامتی فرار مین دیکھی
قدرے زر خزانہ سے لے کر بنی مان اور حرمون کو ہمراہ لے کر با تفاق ملک رجب اور ملک احمد حبیب اور ملک
قطب الدین علوی اور امیر جلال تلنگانی کے راہ ملتان لی اور سلطان علاء الدین نے صحرائے سیدی مین

فروکش ہو کر لشکر گاہ سنوارا اُسکے بعد وضع و شریف شہر کے اُسکی خدمت مین حاضر ہوئے خطاب و سکہ اور جمیع رسوم بادشاہی بجا لائے، دو وہ مع کوکہ اور دبدبہ عظیم آخر سنہ ۶۹۰ چھ سو چھیانوے ہجری مین داخل دہلی ہو کر سریر شاہی پر جلوہ گر ہوا اور وہانسے لعل محل مین آیا اُسکو دار السلطنت بنایا اور تین روز جشن برپا کیا اور قبہ آویزان کیے اور شراب و کباب کی سبیل ہوئی کارلہو و لعب نے رواج پکڑا اور بادشاہ نے غرور دولت اور جوانی کی مستی سے عیش و طرب مین کوشش کر کے خلائق کو ایسا فریفتہ کیا کہ سب نے راغب اور مائل ہو کر رنج بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے قتل کا دلون سے محو کیا بیت سخاوت مس عیب ایمیاست ۔ سخاوت ہمہ در دہار ادوست ۔ اُسوقت اعوان و انصار کی تقویت کی کوشش کی ہر ایک کو ساتھ ایک شغل اور خطاب کے نوازش فرمائی اور پرگنات اور ولایات تقسیم کیے چنانچہ خواجہ خطیر کو کہ ساتھ بنکی ذات و پسندیدگی صفات کے شہار رکھتا تھا وزارت اور قاضی صدر الدین عارف کو جو ساتھ صدر جہان کے مخاطب تھا قضاے ممالک اور منصب خطابت اور خطاب سید اجل شیخ الاسلام ارزانی رکھا اور دیوان انشا بعہدہ عمدۃ الملک ملک حمید الدین اور ملک اغر الدین کے مفوض ہوا اس سبب سے کہ ملک اغر الدین ساتھ فضائل صوری اور معنوی کے آراستہ تھا اپنی مصاحبت اور قربت مین خصوصیت بخشی اور نصرت خان کو جو نائب ملک تھا شہر کا کوتوال کیا اور ملک فخر الدین کوچی ساتھ داروغگی کے مقرر ہوا اور ظفر خان بخشی عارض ممالک ہوا اور ملک ابو جلال الدین آخور بیگ اور ملک برن باربک کا نائب ہوا اور ملک علاء الدین چچا ضیاے برنی کڑہ اور اودھ کی جاگیر پر سربلند ہوا اور ملک جونا نائب وکیلدر اور سعید الملک ضیاے برنی کے باپ نے نیابت اور خواجگی قصبہ برن کی پائی اور اتفاق کو اہل استحقاق پر مسلم رکھکر خوشدلی لیا اور تمام لشکر کو تنخواہ کے سوا سے شش ماہہ انعام دیکر ان ابیات پر عمل کیا ابیات رخنہ گر ملک سرافگندہ بہ ۔ لشکر بہ عہد پراگندہ بہ ۔ سر نکشد شاخ نوازسر وبن ۔ تا نزنی کژدن شاخ کہن ۔ پھر اولاد سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کا استیصال پیش نہاد ہمت کیا اور الماس بیگ الغخان اور ملک ہزبر الدین ظفر خان کو انیسوین تاریخ ذی الحجہ سنہ مذکور کو مع چالیس ہزار سوار ملتان کی طرف روانہ کیا اُنھون نے منزل مقصود مین پہونچکر ملتان کو محاصرہ کیا اور دو مہینے کے بعد مردم ملتان اور اہل لشکر ترک رفاقت ارکلیخان اور بادشاہ رکن الدین ابراہیم کر کے ساتھ الماس بیگ الغخان اور ملک ہزبر الدین ظفر خان کے شریک ہوئے اور دونون بھائی نے مضطرب ہو کر شیخ رکن الدین قدس سرہ کے وسیلے سے الماس بیگ سے بعہد و پیمان ملاقات کی اور اُسنے شرائط تعظیم بجا لاکر اپنے سراپردہ کے قریب جگہ دی اور فتح نامہ مسرعان کے ہاتھ بھیجا اور جب فتحنامہ دہلی مین منبرون پر پڑھا گیا تو سامان جشن آراستہ کر کے شادیانے بجائے اور اُسکے بعد الماس بیگ الغخان مع فرزندان اور امراے سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے دہلی کی طرف چلا اور دو دن راہ کے ملک نصرت خان کوتوال دہلی تعین ہوا تھا الماس بیگ الغخان کے پاس پہونچا اور لیکر بادشاہ جلال الدین خلجی اور الغو خان بہبرۂ چنگیز خان کہ داماد سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی تھا اور ملک حبیب کہ نائب امیر حاجب ہوا تھا انکی آنکھون مین میل کھینچکر چشم و اموال پر اُنکے متصرف ہوا اور اُن دونون شاہزادۂ مظلوم کو قلعۂ ہانسی مین قید کیا ارکلیخان کے دو بیٹون کو تیغ ظلم سے شہید کر کے روضۂ رضوان کی طرف راہی کیا ملک حبیب محول اور حرمسراے سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی اور اُسکے بیٹون کے حرمون کو مع ملک جہان دہلی مین لاکر حبس مین نگاہ رکھا اور دوسرے برس جلوس کے ملک نصرت خان منصب وزارت پر سرفراز ہوا تو وہ مال کہ سلطان علاء الدین نے ابتداے جلوس مین وقت غناے ماہ مصلحۃً امراے خلجی پر

قسمت کیا تھا اُسے واپس لیکر کل روپیہ خزانہ مین لایا اور ملک علاء الدین کڑہ سے ساتھ اموال اور خزانے کے دہان آیا تھا ساتھ خطاب علاء الملکی کے فائز ہو کر دہلی کا کوتوال ہوا اور اسی سال دوا خان حاکم اور ارالنہر نے بقصد تسخیر ممالک پنجاب اور ملتان اور سند قریب سو ہزار مغل کو نامزد ولایت ہندوستان کیا اور اُنھون نے آب سند سے گذر کر کے تاخت و تاراج و خرابی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جب یہ خبر بادشاہ علاء الدین کو پہونچی الماس بیگ الغخان اور ملک ہزبر الدین ظفر خان کو مع سپاہ بیکران اُنکے دفع کے واسطے روانہ کیا اور حدود لاہور مین دونون صفین بہو نچکر حرب صعب مین مشغول ہوئین جو فتح و شکست کا مختار خدا ہے مغلون نے ہزیمت کھائی اور تخمیناً بارہ ہزار مغل علف تیغ خون آشام ہوئے اور اکثر امرائے معتبر اُنکے اسیر اور دستگیر ہو کر بعقوبت تمام ہلاک ہوئے اور الماس بیگ الغخان نے مغلون کے سردن کو مع زن و فرزند اُنکے جو اسیر ہوئے تھے دہلی مین بھیجے اور ان دونون کامون کے سبب سے کہ گرفتاری اولاد و انصار جلالی اور فتح مغل ہے شوکت و حشمت اور شاہ علاء الدین کے دلون مین بیٹھ گئی حکام اور لوک اطراف کے اُسکے معتقد ہوئے اور اُسکا لشکر جس طرف جاتا تھا فتح و ظفر اختصاص پاتا تھا بادشاہ علاء الدین نے اُسکے بعد اپنے بھائی الغخان کے اتفاق سے ان امرا کے دفع مین جنھون نے مزخرفات دنیوی کی طمع سے بادشاہ جلال الدین کی اولاد سے بیوفائی کر کے دنیا و آخرت برباد دی تھی مشغول ہوا کسب کو گرفتار کیا بعضون کی آنکھون مین میل کھینچی اور بعضون کو قلعون مین بھیجکر محبوس کیا اور مال و اسباب اور ساز و سلب ناحق شناسون کا قریب ایک کرور روپیہ کے خزانہ مین لا کر خانمان اُنکا برباد کیا لیکن ملک قطب الدین علوی اور ملک نصیر الدین شختہ پسل اور ملک امیر جلال جو امرائے جلالی سے تھے اور اُسکے بیٹون سے منحرف نہ پھرے تھا اور سلطان علاء الدین سے کچھ نہ لیا تھا زندہ چھوڑا اور تا دام الحیات مسند عزت اور امارت پر متمکن رہے اور اوائل سنہ ۶۹۷ ہجری ستانوے ہجری مین الماس بیگ الغخان اور ملک نصرت خان کو مع امرائے کثیر تہتگاہ اور ولایت سند کی فوج سے گجرات کی تسخیر کو بھیجا اور اُنھون نے نہروالہ اور تمام گجرات تاخت و تاراج کر کے مسخر کیا اور رائے کرن والی نہروالہ بھاگ کر دکن مین رام دیو والی دیوگڑھ کے پاس پناہ لے گیا اور چند عرصہ کے بعد ولایت بنگالہ مین کہ گجرات سے متعلق رکھتا تھا اور دکن کی سرحد مین واقع تھا گیا اور رام دیو کی حمایت سے وہان متوطن ہوا اور امرائے بادشاہی زنان رائے کرن کو کہ سرمد اُنکی کنولای تھی مع مال و عیال و خزانہ وغیرہ اپنے قبضہ مین لائے اور ایک بت کہ برہمنون نے اس سومنات کے عوض کر جسے سلطان محمود غزنوی نے توڑ ڈالا تھا تیار کر کے اپنا معبود بنایا تھا اور اُسے بھی سومنات کہتے تھے دہلی مین بھیجکر پیشگاہ خلائق کیا اور ملک نصرت خان نے کنبایت مین جاکر وہان کے باشندون سے مال و جواہر بیقیاس لیا اور کافور ہزار دیناری کو کہ آخر بادشاہ علاء الدین نے اُسے نائب ملک کر کے ملک نائب خطاب دیا تھا اُسکے صاحب سے بقسم لیا اور الماس بیگ الغخان اور ملک نصرت خان نے گجرات کو بعد نہب و تاراج کے حوزہ دیوان دہلی مین لا کر ساتھ مردم معتبر اور امین کے سپرد کر کے مع غنائم موفورہ مراجعت کی اور جب قلعہ جالور کے اطراف مین پہونچے مردم مشکر کو جس غنائم کے واسطے اور سوائے اُسکے مواخذہ کر کے بہ تعذیب و تشدید زیادہ طلبی مین حد سے تنگ کیا سو اسطے بعض مغل نے کہ جن کو نومسلم کہتے تھے اور مقدم اُنکا محمد شاہ نام رکھتا تھا مع اور لوگون کے کہ وہ بھی مواخذہ سے عاجز آئے تھے متفق ہو کر جمعیت بہم پہونچائی اور ملک اغر الدین جو بھائی ملک نصرت خان اور امیر حاجب

سلطان علاء الدین کے عہد مین ہندوستان کے فرمانروا اور امرا

الماس بیگ الغخان کا تھا بیک اجل کی طرح اُسکے سر پر آئے اور اُسکو قتل کرکے الماس بیگ الغخان کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہوئے
الماس بیگ الغخان کہ اجل اُسکی نہ پہونچی تھی دوسری طرف سے بھاگ گیا اور اپنے تئین پیادہ ملک نصرت خان کی بارگاہ مین
پہونچایا اور باغیون نے سلطان کے بھانجے کو الماس بیگ الغخان گمان کرکے قتل کیا اور ملک نصرت خان نے فوراً
نقارۂ جنگ پر چوب ماری مردم لشکر اس گمان سے کہ راجہ جالوریا وہ سرانیم پہونچا ہے اُسی وقت جنگ پر آمادہ ہوئے
اور فوج فوج بارگاہ نصرت خان کی طرف دوڑے اور مفسدون کی گرفتاری کا قصد کیا اور وہ متفرق ہوکر اطراف
وجوانب مین بھاگ گئے اور الماس بیگ الغخان اور ملک نصرت خان کی فوجون کے تعاقب سے بہ تنگ آکے
سب ہمیر دیو راجہ رتھنبور کے پاس کہ تھورا سے حاکم اجمیر کی اجداد سے تھا پناہ لیگئے الماس بیگ الغخان اور ملک
نصرت خان ترک تعاقب کرکے مع غنائم و اموال و اعیال دہلی مین پہونچے بادشاہ علاءالدین نے نوروزادی کو جو حسن
صورت اور سیرت اور حرکات شیرین اور تکلم نمکین مین ہندوستان مین شہرت رکھتی تھی مسلمان کرکے اپنے عقد نکاح مین
لیا اور کافور ہزاردیناری کو منظور نظر کرکے اُسکی محبت کا زنار اپنی کمر جان مین باندھا اور طیلسان اُسکے عشق کی
دوش عقل پر خرد پر ڈالی زمام دین و دانش کی ہاتھ سے دی اور اولاد اور اتباع اُن لوگون کے جو جالور کے فساد
مین ساعی تھے گرفتار کرکے اُنپر سیاست کی اور فرمان سلطان کے موافق ملک نصرت خان کے واسطے انتقام زنان
وطفل شیرخوارہ اُن لوگون کے کہ قتل مین اُسکے بھائی کے سعی کی تھی جلادون کے سپرد فرمایا تو طفلان شیرخوارہ
کو بطریق گزر و سنگ سر پر اُنکی ماؤن اور بہنون کے اسقدر مارا کہ مثل روئی دھنی کے پاش پاش ہوکر ہلاک ہوئے
اور چوراہہ بازار مین رسوا کرکے ہندؤن کو بخشا اور قبل اسکے دہلی مین یہ رسم نہ تھی کہ کسی کے جرم کے سبب اولاد
اور اتباع کو سیاست نہ کرین اور اس سال جسوقت لشکر دہلی گجرات کی تسخیر مین مشغول تھا چلدی نام اور اُسکا
بھائی آنکر قلعہ سیوستان پر متصرف ہوئے خان اعظم شعار ملک نہر برالدین ظفر خان کو مع فوج کثیر اس طرف
تعین فرمایا اور اُسنے سیوستان کو محاصرہ کرکے عرصہ قلیل مین مفتوح کیا اور چلدی اور اُسکے بھائی کو مع اولاد و اتباع
کہ عورات اور عیال و اطفال کے سوا ایک ہزار اور سات سو مغل تھے طوق و زنجیر مین مقید اور مسلسل کرکے دہلی مین بھیجا اور خود
بھی پیچھے سے دہلی مین آیا اور صفدری اور دلاوری ملک نہر برالدین ظفر خان نے شہرت پائی بادشاہ علاءالدین اُسکی
شجاعت سے خطرناک ہوا اور اُسی سال کے آخر مین قتلغ خواجہ ابن دوا خان مبین تمن مغل یعنے دو لاکھ سوار لیکر بقصد تسخیر ہندوستان
ماوراءالنہر مین آیا اور آب سند سے عبور کرکے قصبات اور قریات کو جو سر راہ پر واقع تھے ملک اپنا تصور کرکے آسیب نہ
پہونچایا اور طی مسافت کے بعد سائل جون پر فروکش ہوئے اور دہلی کے محاصرہ کی تدبیر کی اور جو خلق کثیر شہر اور قصبات
اور خطہ اور نواحی کی مغل کے خوف سے شہر مین آئی تھی جمعیت بمرتبہ بہم پہونچی کہ مساجد اور کوچہ و بازار اور محلات مین جگہ
بیٹھنے اور ایستادہ ہونے کی نہ رہی خلائق انبوہ سے عاجز اور بہ تنگ آئی اور راستہ آمد و شد غلہ اور آذوقہ کے مسدود
ہوئے اور طرفہ گرانی تمام چیزون مین ظاہر آئی لوگ حیران ہوئے سلطان علاءالدین نے امرا اور ملوک کو طلب کرکے
سامان جنگ مہیا کیا باوجودیکہ بعض امرا جنگ سے ممانعت کرتے تھے اور لشکر ہندوستان کی زبونی دلائل سے
معروض رکھتے تھے اور کنایۃً کہتے تھے کہ کار جنگ خطرناک ہے اور جنگ دوسرا رکھتی ہے بادشاہ نے انکا قول نہ
نہ کیا اور یہ فرمایا کہ بادشاہان نامدار کو جنگ و کارزار سے حذر کرنا حال سلطنت کے لائق نہین ہے ہر بیت کسے کو

کلاہ کیان می نہند۔ سرخویش را در میان می نہند۔ یہ کہکر محافظت شہر اور اہلحرم اور خزانہ کی علاء الملک کوتوال کے ذمہ مقرر کی اور بیادوں کے دروازے کے سوا چھاؤنک بندی کرکے ساتھ کوچ کیا اور دبدبہ شاہی کے بروایت صحیح تین لاکھ سوار اور دو ہزار سات سو فیل جنگی کا رآمد لیکر شہر سے برآمد ہوا اور میدان کیلی مین طرفین سے طبل جنگ بجنے لگے اور صفوف حرب آراستہ ہوئین اور ہندوستان مین بعد ارتفاع رایات اسلام کسی عہد و عصر مین ایسے دو لشکر عظیم آپسمین مقابل نہ آئے تھے اور ابتک کہ تاریخ ہجری ہی ایک ہزار اور پندرہ کو پہونچی ہی اس قسم کی دو سپاہ کینہ جو مقابل ایک دوسرے کے صف آرا نہوئی الغرض بادشاہ علاء الدین سکندر ثانی ترتیب افواج مین مشغول ہوا میمنہ ملک ہزبرالدین ظفر خان سے جو شجاعان روزگار اور مبارزان کامگار سے تھا اور جاگیر سمانہ اور پنجاب اور ملتان رکھتا تھا آراستہ کی اور میسرہ اپنے بھائیون الماس بیگ الغخان اور رکن خان سے کہ قوت بازو اور پشت پناہ تھے تحکم کی اور خود مع ملک نصرت خان اور بارہ ہزار سوار کہ سب جوان خوب اور یکہ تھے مع فیلان ہشیار قلب مین ٹھہرا عمائد سلطنت مین سے ہر ایک کو اس کے لائق مقام پر مقرر کیا۔ ملک ہزبرالدین ظفر خان نے اپنے مقابل میسرہ مغل پر ہاتھیون و افواج سے حملہ کرکے انکو تہ و بالا کر ڈالا اور وہان سے مغلون کی دوسری فوجون پر جو دوسرے سرداروں کے مقابلہ پر جانبازی کرتی تھین حملہ کرکے انکو بھی پامال کیا اور شمشیر آبدار سے اسقدر مغل قتل کیے کہ صحرا مین انکی لاشون کے انبار لگ گئے۔ مغلون نے اُسکے مقابلہ سے جی چھوڑ دیا اور بیتاب ہو کر بے تحاشا بھاگے اور ملک ہزبرالدین نے انکا تعاقب کیا اور مارتا و قتل کرتا ہوا اٹھارہ کوس تک چلا گیا۔ الماس بیگ الغخان سردار میسرہ نے جو ملک ہزبرالدین سے حسد و عداوت رکھتا تھا ساتھ نہ دیا اور اس کو تنہا چھوڑ دیا۔ مغلون کے سردار میسرہ نے بھاگنے کے بعد راہ مین کمینگاہ اختیار کی تھی۔ جب اس نے دیکھا کہ ملک ہزبرالدین آگے نکل گیا اور پیچھے کوئی مددگار فوج نہین ہی تو اسنے کمینگاہ سے نکل کر ظفر خان پر پیچھے سے حملہ کیا اور سپہدار تقلق خواجہ نے بھی بھاگنے سے باگ موڑی۔ ملک ہزبرالدین ظفر خان دونون کے بیچ مین گھر گئے اور تیر سے انکا گھوڑا مارا گیا۔ ہزبرالدین نے ترکش سے تیز زمین پر ڈال دیے اور جس کو مارا ہلاک کیا۔ تقلق خواجہ نے سفید جھنڈی ہلائی اور ملک ہزبرالدین کی تعریف کرکے پیغام دیا کہ تم حق نمک ادا کر چکے آؤ اب ہم تم کو اس سے اونچے مرتبہ پر پہونچا دین۔ ظفر خان نے قبول نکیا اور بہادر تیزدن سے جماعت کثیر مار ڈالی۔ تقلق خواجہ نے بہرچند چاہا کہ زندہ گرفتار کرکون میسر ہوا آخر تیر سے مارنے کا حکم دیا اور ملک ہزبرالدین ظفر خان شہید ہو گیا اور اس کی فوج کے سردار بھی مارے گئے لیکن مغلون نے اس خوف سے کہ مبادا لشکر علائی آجاوے فوراً کوچ کیا اور تیس کوس پر جا کر دم لیا اور وہان سے بھی کوچ پر کوچ کرکے جلد اپنی سرحد مین داخل ہوا مغلون کے دلون پر ظفر خان کا خوف ایسا بیٹھ گیا تھا کہ اگر ان مین سے کسی کا گھوڑا پانی پینے مین بھڑکتا تو کہتا کہ کیون کیا ملک ہزبرالدین ظفر خان کی صورت نظر آگئی۔ بادشاہ علاء الدین خلجی بھی ظفر خان کی شجاعت سے متوہم رہتا تھا۔ اس لڑائی مین اس کا مارا جانا اپنے نزدیک دوسری فتح سمجھا اور خوش خوش دہلی مین جا کر فتح کے جلسے کیے اور مردان شجاع کو خلعت و منصب عطا کیے۔ ایک سردار کو جو لشکرگاہ سے دہلی بھاگ آیا تھا گدھے پر سوار کرکے شہر کیا۔ کہتے ہین کہ جب علاء الدین بادشاہ ہوا اور دولت جلوس سے تین سال مین بادشاہ کے حسب ارادہ

کام بنتے گئے اور گجرات ایسی مملکت مفتوح ہوئی اور سلطنت مین اسکا کوئی معارض نہ رہا تو اس کے دماغ مین عجیب خیالات سمائے ازانجملہ ایک یہ کہ اکثر مجلس شراب وخلوت مین ارکان دولت سے کہتا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار یار کی موافقت سے ایک شریعت مستحکم چھوڑی اگر مین بھی اپنے چار یار الماس بیگ الغخان وسنجر الیخان وملک نہر برالدین ظفرخان وملک نصرت خان کی مظاہرت سے ایک جدید شریعت رائج کرون تو قیامت تک نام رہے یہ ملک نہر برالدین کے قتل سے پہلے کا حال ہے۔ اب تم لوگ بتلاؤ کہ ایسی شریعت کیا ہوسکتی ہے جس کو سب عقلا پسند کرین۔ دوم یہ کہ افواج وہاتھی بہ کثرت ہین جی مین آتا ہے کہ دہلی ایک خیرخواہ کو سپرد کرکے خود سکندر کی طرح جہانگیری مین مشغول ہون پہلے خراسان وماوراء النہر وترکستان فتح کرکے وہانکے لوگون کو اپنی ملت مین لاؤن پھر بڑھکر فارس وعراقین وشام وفرنگ وحبش وغیرہ مسخر کرون۔ ارکان مجلس اس کی سخت گیری وبدخوئی سے متحیر ہوکر اکثر اس کی تحسین کرتے پھر جب اسکو دولا کھ ترک خونخوار پر جن کا سپہ سالار رستم روزگار تتلق خواجہ تھا فتح حاصل ہوئی تو غرور ونخوت بہت بڑھی خطبہ مین اپنا لقب اسکندر ثانی بڑھایا اور خیالات سابقہ اور بھی مستحکم ہوئے اہل مجلس دل مین ان مہملات پر ہنستے مگر خوف سے چپ تھے اور بزرگان دین مثل حضرت نظام الدین اولیا رقدس سرہ ان باتون کو سنکر دلگیر ہوتے اور اس کی راستی کی دعا کرتے چنانچہ بالآخر اس کا اثر یون ظاہر ہوا کہ ملک علاء الملک کوتوال دہلی جو ہر چاندرات کو سلام کے لیے مجلس شاہی مین حاضر ہوتا تھا حسب معمول شریک ہوا بادشاہ نے بھی حسب معمول اپنے دونون خیال ظاہر کرکے راے پوچھی۔ علاء الملک کسی قدر ذی علم اور سچا دیندار تھا دل مین سوچا کہ عمر آخر ہوئی چند روزہ زندگی کے لیے بادشاہ کی خوشامد مین دین برباد کرنا انتہاے خسارہ ہے سچ کہ دون اور بادشاہ کے غیظ وغضب سے مار ہو کر دین کا کلمہ بلند کرون غایت اسکی مارا جانا تو آخر عمر مین شہادت بھی مزہ سے خالی نہین ہے لہذا کہا کہ اگر حضرت اپنی مجلس سے شراب برطرف فرماوین اور غیرون کو بھی دین تو جو کچھ اس غلام ضعیف کے خیال مین ہے عرض کرے۔ بادشاہ نے اسکے کہنے پر عمل کیا اور سوا ے الماس بیگ الغخان وملک نصرت خان وملک سنجر الیخان وغازی ملک تغلق قائم مقام ملک نہر برالدین کے سب کو باہر کیا۔ علاء الملک نے اجازت لیکر عرض کرنا شروع کیا کہ حضرت یہ دین وشریعت تو ایسی چیز ہے کہ جس کا تعلق حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے آسمانی وحی کے ساتھ ہوتا ہے اور اب تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اسکا خاتمہ ہوگیا اب جہان پناہ کا یہ خیال جو کوئی سنے گا خاص ہو یا عام چھوٹا ہو یا بڑا عورت ہو یا مرد دور ہو یا نزدیک یقینی وہ متنفر ہوگا اور اپنی جان سے بیخوف ہوکر سب کے سب قطعاً ہم لوگون کو اس کا بانی فساد سمجھکر ہماری جان کے دشمن ہوجاوین گے اور اس جہت سے فسادات عظیم برپا ہونگے جن کا تدارک غیر ممکن ہے حضور کے دولت واقبال کے لائق یہ ہے کہ آیندہ ایسے خیال کو بالکل زبان ودل سے مٹا دیا جاوے کیونکہ امکان بشری سے باہر ہے۔ حضور ذرا اسی بات پر توجہ فرماوین کہ چنگیز خان وہ اس کی اولاد نے پورے ظلم وجبر سے مدتون کوشش کی کہ دین محمدی مٹاکر اپنا دین جو ہزارون برس سے ترکستان مین رائج تھا عالم مین شائع کرین اور لاکھون مسلمانون کو انھون نے قتل کیا مگر کسی طرح میسر نہ ہوا بلکہ آخر کار

دین محمدی کی خوبی و استواری دیکھ کر انکے پوتے بیجون نے دین اسلام اختیار کیا اور اسکی تقویت کے واسطے غاریورپ سے جہاد عظیم کیے۔ بادشاہ علاء الدین نے بعد غور دراز و فکر صحیح کے فرمایا کہ جو کچھ تو نے کہا بیشک ٹھیک اور واقعی امر ہے اب انشاء اللہ تعالی کبھی اس کے خلاف کوئی کلمہ مجھسے صادر نہ ہوگا۔ رہا امر دوم اس کے بارہ مین میتری کیا رائے ہے آیا وہ بھی خطا ہے یا صواب۔ ملک علاء الملک نے عرض کیا کہ حضور دوسرا خیال اپنی ذات مین بہت ٹھیک ہے اور حضور کی شاہانہ ہمت بلند کی دلیل ہے اور ممکن ہے کہ بعض بلند ہمت بادشاہان کی طرح جہان پناہ بھی اپنے لشکر کثیر و خزائن موفور کے ذریعہ سے اقالیم کو مسخر فرماوین لیکن اُن کے لیے چند چیزین اور بھی درکار ہین کیونکہ جب سلطان والا نہمت دہلی سے نکلکر ممالک ایران وغیرہ مین دور گئے اور مدت گذری تو یہان حضور کے مانند لائق آدمی کون ہے جو نیابت کا کام انجام دے گا اور یہ بھی معلوم نہین کہ مدت دراز کے بعد جب دہلی کی طرف رجوع فرمانے کا قصد ہو تو نائب اپنے عہدۂ ایمان پر ہوگا یا منحرف۔ کیونکہ اس زمانہ کو سکندر کے زمانہ پر قیاس نہین کر سکتے اُسکے زمانہ مین غدر و بدعہدی شاذ و نادر تھی جس نے جو عہد کیا مرتے دم تک اسپر قائم رہتا اور سکندر کو ارسطا طالیس جیسا وزیر ملا تھا کہ عمدہ تدابیر و رائے سے سب کو مطیع و منقاد رکھتا اور ایسے ہی عمدہ اسباب سے بہت کم مدت مین اس نے ان ممالک کو مطیع کر لیا اور جب لوٹ کر روم گیا تو مملکت کو بدستور درست پایا۔ اگر حضور کے پاس ایسے آدمی معتمد ہون تو یہ رائے جہانگیری مین صواب ہے بادشاہ نے بہت غور و تامل کے بعد فرمایا کہ اچھا اگر مین ایسے موانع و عوارض خیال کر کے جہانگیری کا عزم ترک کرون تو یہ لشکرہاے کثیر و خزائن کس کام مین آوین گے مین تو اسی گوشہ دہلی پر قانع ہو چکا۔ ملک علاء الملک نے عرض کیا کہ حضور کے سامنے ابھی دو مہم ضروری درپیش ہین امر اوّل طرف جنوبی ہندوستان کی فتح جیسے دیونھو و چندیری و جالور و طرف مشرقی تا دریاے شور (سمندر) اور طرف شمالی تا ممنان کابل۔ اگر یہ ممالک مفتوح ہو جاوین اور ڈاکو و چور و فسادی یہان سے دفع ہو جاوین تو سلطنت مین اطمینان و اصلاح حاصل ہو جاے۔ امر دوم اقوام مغل جن راہون سے ہندوستان مین گھسکر لوٹ مار کرتے ہین وہان مستحکم قلعجات و لشکر جنگی معین کیا جاوے کہ مغلون سے امن ہو۔ بعد اس کے جہان پناہ کو بخوبی میسر ہوگا کہ خود دہلی مین توقف فرماوین اور امراے معتمد کو آراستہ فوجون سے اطراف مین روانہ فرماوین تاکہ وہ دور کے اطراف مسخر کر کے حضور کا نام جہانگیری روشن کرین۔ لیکن یہ تمام بیداری و ہوشیاری اس وقت حاصل ہوگی کہ جہان پناہ افواہ ناشنیدنی شکار و عیش پرستی سے اپنے ذات ملکی صفات کو روکین۔ بادشاہ علاء الدین ان باتون کو سُنکر بہت خوش ہوا اور علاء الملک کی رائے صائب کی تعریف کی اور اسی وقت خلعت جامہ زردوزی جیسپر شیر کی تصاویر تھین مع پرتلہ تنگہ اور دو اسپ عربی مع زین و لگام مرصع عنایت فرمائے اور دو گانون معافی انعام دیے اور جو امرا اس مجلس مین حاضر تھے سب نے نہایت خوش ہو کر چند ہزار تنگہ مع دو اسپ ملک علاء الملک کے پاس بطور شکرانہ بھیجے اور حضرت شیخ العصر نظام الدین اولیا قدس سرہ نے بھی خوش ہو کر اس کے حق مین دعاے خیر فرمائی ف مترجم کہتا ہے کہ یہ نعمت تمام جہان کی دولت سے بڑھ گئی سنہ ۶۹۹ چھ سو ننانوے ہجری مین بادشاہ نے پہلے الماس بیگ الغخان حاکم سمانہ کو اور ملک نصرت حاکم کرہ کو طلب فرما کر قلعہ رنتھنبھور

کی فتح کے لیے روانہ فرمایا۔ وہان کا راجہ پورا خود مختار بنا ہوا تھا اور قدیم راجہ دہلی کی نسل سے تھا اور پہاڑی ممالک کی وجہ سے سرکش تھا۔ الغخان و نصرت خان نے جاکر اول جھاین کا قلعہ فتح کیا پھر مدکر کا محاصرہ کیا۔ ایک روز ملک نصرت خان قلعہ کے نزدیک جاکر سرکوب تیار کرنے کا اہتمام کر رہا تھا کہ ناگاہ گوپھن کا پتھر اُس کے لگا مگر کچھ زیادہ صدمہ نہین پہونچا اور دو تین روز کے اہتمام مین یہ مستحکم قلعہ بھی فتح کرلیا۔ اس درمیان مین راجہ رنتھبور نے فرصت پاکر بڑا سامان کرلیا اور دو لاکھ سوار و پیادہ لیکر قلعہ رنتھبور سے نکلا۔ الماس بیگ الغخان نے مقاتلہ مناسب نہ دیکھا اور جھاین مین واپس آکر عرضی مین حسب حال بادشاہ کو لکھ بھیجا۔ بادشاہ غضبناک ہوکر لشکر گران لیکر دہلی سے روانہ ہوا اور راہ مین نلپٹ کا جنگل ایسا بھایا کہ چند روز ٹھہر کر شکار مین مشغول ہوگیا چنانچہ ایک روز رات کو بھی جنگل مین رہا اور صبح سے پہلے ہی حکم دیا کہ شکار قمرغہ شروع کرو اور خود اپنے چند خواص کے ساتھ اونچے ٹیلے پر بیٹھا تاکہ جب وحوش صحرائی جمع ہو جاوین تو شکار مین مشغول ہونا گاہ بادشاہ کا بھتیجا سلیمان شاہ اپنے نومسلم نوکرون کے ساتھ اُدھر پہونچا اور بادشاہ کو تنہا دیکھ کر چاہا کہ جیسا علاءالدین نے سلطان جلال الدین کے ساتھ کیا تھا ویسا علاءالدین کے ساتھ کرون اور فوراً تیرون کی زد مین لیلیا۔ بادشاہ نے کچھ ہاتھ پانؤن مارے اور دو زخم بازؤ پر اٹھا کر مردون مین گر پڑا۔ سلیمان شاہ جس کا خطاب الغخان اور وکیل درگاہ تھا فوراً گھوڑے سے اُتر کر چلا کہ سر کاٹ لون۔ بادشاہ کے ساتھ جو پیادے گرد و پیش تھے فی الفور ظاہر مین اس کے مرید بن گئے اور مبارک سلامت کہتے ہوئے اس کی آگے آگئے اور عرض کی کہ حضور کو سلطنت مبارک ہو دشمن کا خاتمہ ہوگیا فی الفور تخت پر جلوس فرمایئے۔ الغخان جس مین بادشاہی کی لیاقت نہ تھی انکے کہنے کے موافق دوڑتا ہوا بارگاہ شاہی مین پہونچ کر تخت پر بیٹھ گیا اور باواز بلند پکار دیا کہ مین نے بادشاہ کو مار ڈالا ہے۔ لشکر والے۔ اس کو سچ سمجھے اور چار ناچار حاضر ہوکر اپنے اپنے قرینے سے کھڑے ہوئے اور قاریون نے قرآن شروع کیا اور تہنیت و مبارکبادی شروع ہوئی نقیبون نے آوازے لگائے گانے والے سرود مین مشغول ہوئے بیعت و نثار کا دروازہ کھل گیا اور ہاتھی گھوڑے آراستہ کرکے بارگاہ کے سامنے لائے گئے۔ الغخان پست ہمت شہوت پرست نے چاہا کہ اسی وقت حرم سرا مین داخل ہو ملک دینار خواجہ سرا دربان حرم تھا اپنی جماعت کو مسلح و مکمل کرکے حرم سرا کے دروازہ پر بیٹھا اور کہا کہ جب تک بادشاہ علاءالدین کا سر نہ دیکھ لون تب تک اندر نہ جانے دونگا۔ وہان جب بادشاہ علاءالدین کو ہوش آیا تو اپنے زخم باندھے اور خیال کیا کہ الغخان نے امراء کے اتفاق سے اپنا کام پورا کرلیا مین ان پچاس ساٹھ نفر کے ساتھ جو میرے پاس باقی ہین جس طرح ممکن ہو جھاین تک الماس بیگ الغخان کے پاس پہونچون اور اس کے اتفاق سے کام کرون لیکن ملک حمیدالدین نے جو الغخان کے مثل منصب و کالت رکھتا تھا اور اپنے وقت کے عقلاء مین سے تھا اس نے بادشاہ کو جھاین جانے سے روکا اور کہا کہ حضور اسی وقت سوار ہوکر اپنی بارگاہ کی جانب قصد فرماوین کیونکہ ہنوز الغخان کا کچھ استقلال نہین ہے اہل لشکر حضور کا چتر شاہی دیکھتے ہی حضور ہی مین دوڑ آوینگے اور اسکا کھیل بگڑ جائیگا اور اگر اسمین کچھ

ناخیر ہوئی تو کام دشوار ہو جائے گا - بادشاہ اسی وقت سوار ہوا اور چتر سفید بادشاہی جو اسی جنگل مین پڑا تھا اٹھا کر بادشاہ کے سر پر سایہ کیا گیا اور بادشاہ بہت استقلال و آہستگی سے بارگاہ کی جانب روانہ ہوا - راہ مین جو سوار و پیادہ دیکھتا بادشاہ کی حضوری مین آجاتا چنانچہ لشکر تک پہونچتے پہونچتے پانچ سو آدمی جمع ہو گئے اور جب لشکر کے قریب پہونچا ٹیلہ پر اپنا چتر بلند کیا اہل لشکر بادشاہ کا چتر دیکھتے ہی اکتخان کو چھوڑ کر سب کے سب بادشاہ کی طرف دوڑ پڑے اور تمام ہاتھی گھوڑے جو سجا کر بارگاہ کے سامنے لائے تھے سب بادشاہ کے حضور مین لائے - سلیمان شاہ اکتخان مضطرب و بدحواس ہو کر افغان پور کی طرف بھاگا - بادشاہ ٹیلہ سے اتر کر بارگاہ مین تخت پر جلوہ افروز ہوا اور لوگون کو عام اجازت دی اور ایک دستہ فوج سلیمان شاہ کے تعاقب مین بھیجی انھون نے افغان پور مین اسکو گرفتار کر کے سر کاٹ لیا اور لاکر لشکر مین پھرایا - بادشاہ نے اسکے بھائی تتلغخان کو مع اسکے ہواخواہون کے قتل کر دیا - جب زخم اچھے ہو گئے تو نلپت سے رنتھنبور کی طرف کوچ کیا اور الماس بیگ الغخان نے استقبال کیا اور حسب الحکم شاہی محاصرہ مین بہت سختی کی گئی اور لقب لگانے مین کامیابی حاصل کی باوجود اس حالت کے اہل قلعہ اوپر سے تیر و پتھر و آگ برسا کر بہت لوگون کو ہلاک کرتے اور بادشاہی فرمایش پر کان نہ دھرتے تھے - اسکے مختلف اسباب مین سے ایک تو قوم راجپوت کی ذاتی جہالت تھی کہ ناحق زبردست بادشاہ کے مقابلہ مین جانین ضائع کرنا - دوم پہاڑون کے پیچیدہ راہون سے انکو مدد و رسد برابر پہونچتی تھی - سوم بادشاہی صوبہ داردن کی بیجا بغاوت کو سنکر انکو یقین تھا کہ بادشاہ آخر کار مضطرب ہو کر بغاوتون کے فرو کرنے کے لیے کوچ کر جاویگا - چنانچہ انھین ایام محاصرہ مین بادشاہ کے خواہرزادے امیر عمر و منگو خان جو بداؤن و اودھ کے حاکم تھے باغی ہو گئے اور جمعیت کثیر بہم پہونچا کر فساد پھیلایا - بادشاہ نے اس نواح کے امرار کو لکھا کہ متفق ہو کر انکو دفع کرین - امرار نے بعد جدال و قتال دونون کو مغلوب و مقید کر کے حضور مین روانہ کیا - بادشاہ غضبناک تھا دونون کی آنکھین نکلوا ڈالین چونکہ اس نواح کے زمیندار بھی باغیون کے شریک تھے اور امرار سے سرکشی کرتے تھے بادشاہ نے دونون کو قتل کر دیا اور امرار نے بھی ان کے موقعین پر تلوار حاکم کر دی - ہنوز یہ فتنہ بالکل فرو نہوا تھا کہ دوسرا فتنہ پیدا ہوا یعنی دہلی کے سابق کوتوال ملک فخرالدین مرحوم کے غلام زادہ حاجی مولی نے جو سلطان جلال الدین خلجی کے عہد مین سرشحنۂ دہلی ہو گیا تھا جب دیکھا کہ بادشاہ قلعہ گیری مین پھنسا ہوا اور ملک علاء الملک کوتوال دہلی بادشاہ کے ہمراہ ہوا اور بالفعل بایزید کوتوال جو شہر کے باہر چبوترہ پر بیٹھکر مقدمات فیصل کیا کرتا ہو لوگ اس سے موافق ہین مدد نہ کرین گے ایسے موقع پر یہان دوسرا بادشاہ بنا کر کام نکالو چنانچہ جیٹھ کی گرمی مین جب دوپہر کو لوگ گھرون کے اندر چھپے تھے شہر مین داخل ہو کر سیدھا بایزید کوتوال کے مکان پر پہونچا اور پیام دیا کہ بادشاہی فرمان پہونچا ہو جلد نکلو وہ بیچارہ غافل تھا فوراً نکل آیا - حاجی مولی نے اپنی مفسد جماعت کو اشارہ کیا جنھون نے اس کو فی الفور ٹکڑے کر دیا اور خود اظہار کیا کہ مین نے بادشاہی حکم سے مارا ہو اور حکم دیا کہ شہر کے دروازے مقفل کر دو اور قلعہ جدید کے قلعہ دار علاء الدین ایاز کو پیام بھیجا کہ فرمان بادشاہی آیا ہو فوراً آدمی اسکی تعمیل کی جاوے - وہ اس کے فتنہ سے آگاہ ہو چکا تھا قلعہ کے دروازے بند کر کے آدمیون کو مسلح کر لیا - حاجی مولی فوراً لعل کوشک مین مع مفسدون کے گھس گیا اور وہان کے قیدی سب چھوڑ دیے اور وہان کے ہتھیار و خزانے

جو کچھ پائے اپنے معتمد ساتھیوں مین تقسیم کیے اور جماعت کثیر لیکر علوی کے یہان پہونچا اسکو لوگ شاہنشہ کہا کرتے تھے اور اُسکی والدہ سلطان شمس الدین التمش کی نسل سے تھی۔ زبردستی علوی کو لاکر لعل کوشک مین تخت پر بٹھایا اور اکابر شہر پر جبر و تعدی کی کہ اس کے ہاتھ پر بادشاہی کی بیعت کرو۔ یہ خبر سلطان علاء الدین کو رنتھنبور کے محاصرہ مین پہونچی لیکن اس کے شاہانہ عزم مین کچھ تزلزل نہ ہوا بلکہ اُس نے سختی محاصرہ کا اہتمام کیا اور امراء کو نامزد فرمایا جنھون نے نواح مین تاخت و تاراج کر کے محصورون کی رسد بند کر دی اور معزز رسرکشون کو موم کی طرح نرم کر دیا۔ باوجود اسکے اہل قلعہ رنتھنبور سرکشی پر آمادہ رہے اس لیے کہ ایام فرصت مین انھون نے بہت رسد جمع کر لی تھی۔ پہلے فتنہ دہلی کا حال سنو کہ جب حاجی مولی نے اہل شہر کو مقہور کر کے علوی کو بادشاہ بنا یا ہنوز ایک ہفتہ بھی نہ گذرنے پایا تھا کہ ملک حمید الدین امیر کوہ مع اپنے بہادر بیٹون کے شہر کا وہ دروازہ جو دروازے بداؤن کہلاتا تھا کھول کر شہر سے باہر نکل گیا اور اطراف سے کچھ لوگ جمع کیے اتفاق سے ملک ہزبر الدین ظفر خان مرحوم کے سوارون مین سے ایک جماعت اپنا جائزہ و عرض کے واسطے امروہہ سے شہر مین آئی تھی ملک حمید الدین نے ان کو اپنے ساتھ لے لیا اور دروازہ غزنین کے راستہ سے شہر مین داخل ہوا اور دروازہ ہند کے پاس اس سے اور حاجی مولی سے محاربہ ہوا ملک حمید الدین گھوڑے سے کود پڑا اور حاجی مولی کو گھوڑے سے گرا کر اسکے سینہ پر چڑھ بیٹھا ہر چند حاجی مولی کے لوگون نے نیزہ تلوارون سے اسکو زخمی کر دیا مگر اس بہادر نے حاجی مولی کا سر کاٹ ہی لیا اور نیزہ پر چڑھا کر کوشک لعل پر تاخت کی اور علوی کا سر بھی کاٹ ڈالا اور فتحنامہ کے ساتھ سلطان کی خدمت مین بھیجا بادشاہ نے الماس بیگ الغخان کو دہلی بھیجا جس نے اہل فتنہ و فساد کو بالکل مستاصل کر دیا بلکہ ملک الامراء فخر الدین کوتوال قدیم مرحوم کے بیٹون کو بھی بیگناہ قتل کیا کیونکہ وہ لوگ بالکل اس فتنہ مین شریک نہ تھے صرف اس تہمت سے کہ حاجی مولی اُن کے باپ کے خاصہ خیل مین سے تھا ان بیگناہون کا خانمان بھی تباہ و برباد کر دیا۔ بادشاہ نے بعد ایک سال کے ایک قول یہ کہ بعد تین سال کے اطراف و جوانب سے حشر انبوہ جمع کر کے انکو حکم دیا کہ ہر شخص ایک تھیلی خاک لاکر قلعہ کے اس دروازہ پر ڈالے جس کو رن کہتے تھے چنانچہ اس خاک کا انبار اس قدر اونچا ہو گیا کہ قلعہ والون پر سر کوب تیار ہو گیا اور اہل قلعہ مقہور و مغلوب ہو گئے راجہ ہمیر دیو مع اپنے لوگون کے مارا گیا۔ سابق مین فتح گجرات کے واقعہ مین ذکر ہو چکا کہ جابور کے مقام پر محمد شاہ مغل مع نو مسلمون کے باغی ہو گیا تھا اور آخر مغلوب ہو کر قلعہ رنتھنبور مین پناہ لی تھی اسوقت راجہ کے ساتھ ہو کر لڑا اور اس کے اکثر ساتھی مارے گئے اور خود محمد شاہ زخمی پڑا ہوا تھا۔ اتفاقاً بادشاہ نے اُسے دیکھا اور ترس کھا کر فرمایا کہ اگر مین تیرا علاج کر کے تجھے تندرست کر دون تو کیا سلوک کریگا اس نے جہالت سے جواب دیا کہ اگر اچھا ہو جاؤن تو تجھے قتل کر کے ہمیر دیو کے بیٹے کو راجہ بناؤن۔ بادشاہ نے غصہ ہو کر اسپر ہاتھی چلا دیا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد اس کی شجاعت و وفاداری یاد کر کے اشارہ کیا کہ اسکو کفن دیکر دفن کرین۔ راجہ کا وزیر رتمل وغیرہ جو راجہ سے جدا ہو گئے تھے سب کے قتل کا حکم دیا اور فرمایا کہ ان لوگون نے اپنے ولی نعمت کے ساتھ کیا سلوک کیا جو ہمارے ساتھ وفاداری کی امید کرین پھر بطور سیر کے قلعہ پر گیا اور وہان کے نقد و جواہر جو شمار سے باہر تھے مع قلعہ و ولایت کے الماس بیگ کو عطا فرما کر دہلی کی طرف روانہ ہوا۔ الماس بیگ پانچ چھ مہینہ کے بعد سخت بیمار ہو کر دہلی کو روانہ ہوا لیکن راہ مین مر گیا۔ سلطان علاء الدین کو اس مدت مین امراء کی فتنہ انگیزی کا تجربہ

ہو چکا تھا بنا برین اپنے خیر خواہ و عقلاء کو جمع کر کے اُن سے مشورہ کیا کہ کس تدبیر سے بغاوت کا دروازہ بند ہو کہ آیندہ خلق خدا آرام و راحت سے زندگی بسر کرین اور فتنہ انگیز گنہگاروں کے ساتھ ناحق بیگناہ پامال حوادث نہ ہون وزراء عاقل نے عرض کیا کہ چار چیزین فتنہ انگیزی کا باعث ہوا کرتی ہین (اول) خلق کے نیک و بد سے بادشاہ کا بیخبر ہونا (دوم) علانیہ شراب خواری اُس لیے کہ شراب خواری سے بدخصلتین اُبھرتی ہین اور بے اختیار اپنے دلی خیالات کا اظہار کرتے ہین اور جب ایک کو دوسرے کا عندیہ معلوم ہوجاتا ہو تو ایک خیال والے باہم اتفاق کر کے فتنہ انگیزی کرتے ہین (سوم) امراء باہم رشتہ داریان کر لیتے ہین اور اس یگانگت کی وجہ سے جب کسی ایک پر کوئی حادثہ واقع ہوتا ہو تو سب رشتہ دار شرکت کرنے پر مجبور ہوتے ہین (چہارم) مال و دولت کی زیادتی کیونکہ جب کمینہ آدمیون کے پاس دولت و مال زائد ہو جاتا ہو تو اُن کی بدخصلتین ترقی کرتی ہین حتی کہ وہ سلطنت کے دعوی ہو جاتے ہین سلطان علاء الدین کو اہل علم و عقلاء دربار گاہ کی رائے پسند آئی اور ان امور کے دفعیہ کی تدابیر مین کوشش فرمائی چنانچہ نیک و بد خلق کی آگاہی کے لیے ایسے طریقے سے جاسوس مقرر فرمائے کہ شہر و قصبات و ولایات کے تمام نیک و بد معاملات سے بادشاہ کو پوری آگاہی حاصل ہوتی تھی بلکہ یہانتک نوبت پہونچی کہ شہر کے امراء و اعیان درگاہ راتون کو جو باتین اپنے زن و فرزند سے کرتے تھے بادشاہ اس سے آگاہ تھا اور جب صبح کو وہ شخص حضوری مین حاضر ہوتا اور کوئی معاملہ دلچسپ یا خاص کام کے متعلق کچھ کلام ہوا تھا وہ قلمبند کر کے اس کو دیا جاتا اور وہ اس سے متحیر ہو کر کانپ جاتا اور نوبت یہانتک پہونچی کہ رعایا و اہل بازار کی باہم گفتگو در کنار خود اپنے گھرون مین رات کو لوگ بآواز بلند بات نہین کر سکتے تھے سوائے اچھی باتون کے - اور دربار مین کوئی کسی سے خفیہ باتین کرنے کی مجال نہ رکھتا تھا سوائے اس کے کہ کچھ رمز و کنایہ کرے - راستون کا انتظام ایسی خوبی سے مضبوط فرمایا کہ تاجر لوگ و مسافر لاکھون روپیہ کا مال اسباب لیے ہوئے راتون کو بدون کسی سپاہی بلکہ بدون کسی ساتھی کے برابر سفر کرتے تھے اور مشرق مین بنگالہ کے سرحد سمندر تک اور مغرب مین کابل و کشمیر و سندھ تک اور جنوب مین گجرات و ساحل سمندر دولنکا کے پل و مدراس کے سواحل سمندر تک برابر سب راہین بخوف و خطر ہو گئین بلکہ مسافر و تجار لاکھون کی دولت لیے ہوئے صحرا مین جہان شام ہوتی وہین مال و اسباب اتار کر بسیرا کرتے اور اس کو سات حلقہ کا قلعہ تصور کر کے بے خطر چین سے سوتے تھے راہ گیر و مسافر غریب جس گانون مین پہونچتے - وہان کا متقدم و رعایا عزت کے ساتھ انکی راحت کا سامان مہیا کرتے تھے مترجم کہتا ہو کہ شاید کسی کو یہ وہم ہو کہ تمام اطراف ہندوستان بادشاہ کے تحت مین نہ تھے تو جواب یہ ہو کہ آخر مین تمام اطراف مین سلطان علاء الدین کا فرمان جاری تھا چنانچہ آیندہ بیان سے ظاہر ہوگا - مفسدہ شراب دور کرنے کے لیے اول بادشاہ نے اپنا عیش خانہ یعنی مجلس شراب بالکلیہ موقوف کر دی چنانچہ دروازہ بداؤن کے باہر تمام تمہارے شراب نفیس بہا دیے گئے اور ظروف توڑ کر جس قدر چاندی سونے کے تھے سب گلا کر زر سکہ بنائے اس کے بعد فرمان عام جلدی کیا کہ بادشاہ نے شراب سے توبہ کر لی آیندہ جو شخص شراب خوری کرے یا شراب فروشی کریگا اُس کا خون اسکی گردن پر ہوگا اور اسی طمع کے فرمان اطراف و ولایات مین بھیجدیے اور میخوارون نے مکانات سے اس قدر شراب جنگل مین بہائی کہ برسات کی طرح صحرا کیچڑ ہو گیا اور سلطانی پولیس کا ضبط اسقدر

بڑھ گیا کہ اگر دور سے کوئی خائن کسی قدر شراب انار کی گوند یا لکڑی کے گٹھے یا کسی ترکیب سے لانا چاہتا تو شہر مین پہونچنے سے پہلے ہی گرفتار ہو جاتا اور وہ شراب ہاتھیون کو دیجاتی - بعضے میخوار جو شدت سے عادی تھے خفیہ اپنے گھر مین بناتے چونکہ ضبط بادشاہی اعلیٰ درجہ پر تھا فی الفور گرفتار ہو جاتے اور دروازہ پر اون کے پاس صحرائی کنوئین مین قید ہو کر یا تو جان دیتے یا توبہ سے رہا ہوتے تو معالجہ سے شفا پاتے - اس زبردست انتظام سے رسم میخواری بالکل اُٹھ گئی - جب لوگون مین عادت مذموم نہ رہی تو بادشاہ نے مدت کے بعد اسقدر اجازت دی کہ اگر امراؤمین سے کسی کو ضرورت ہو اور بطور دوا کے کشید کرے تو تنہا بدون کسی کی شرکت کے اندر گھر کے پی سکتا ہے - امراء کی باہمی رشتہ داری کے لیے فرمان نافذ ہوا کہ امراء معارف شہر و ممالک بدون حکم بادشاہی باہم بیاہ شادی نہ کرین اور نہ ایک دوسرے کی دعوتون مین شریک ہون چونکہ بادشاہی پولیس کا ضبط بہت قوی تھا کسی کو مجال نہ رہی کہ اس کے خلاف کرے حتی کہ اگر اتفاق سے کسی کے یہان بطور مہمان آجاتا اور وہ چاہتا کہ سلطانی مہمانی کے علاوہ خود بھی اسکی مہمانداری کرے تو سید خان وزیر کے پاس درخواست لیجاتا کہ شاہی منظوری حاصل کرے - لوگ اس وزیر کو فتنہ انگیز جہان کہا کرتے تھے - اب رہا فتنہ دولت و ثروت جو سب سے بڑا فتنہ تھا اس کے انسداد کے لیے زبردست محتسب مقرر ہوئے جنھون نے اُن کے زائد اموال اُن کے نام سے بیت المال مین ضبط کیے اور املاک و باغات شہر و ولایات خواہ کفار کی ملک تھے یا مسلمانون کے سب یک لخت خالصہ کر لیے اور ان کے مصارف سے زائد یا دہ فساد ضبط کر کے اپنی حفظ مین لے لیا اس ہیبت سے لوگون کو مادۂ سرکشی پر اپنا قابو نہ رہا اور فسادی شیطان ان کے دماغ سے اکیبارگی نکل بھاگا جب سلطانی تسلط و انتظام پنی استقامت پر آگیا تو بادشاہ نے زمیندار مقدم و چودھری کا تسلط رعایا پر ناگوار دیکھکر چند قانون ایسے نافذ فرمائے کہ رعایا نے بھی زمینداروں کے تسلط سے آرام پایا اور عامۂ خلائق بادشاہ کے لیے دعا گو ہو کر چین سے زندگی بسر کرنے لگے خلاصہ بعض قوانین یہ ہین کہ بادشاہ نے اپنے عقلاء کی مجلس سے یہ قانون نافذ کیا کہ زمین کی پیمایش کر کے ہر قسم کے مواضع سے نصف حاصلات وصول کر کے خزانہ مین داخل کرین اور اس مین مقدم و چودھری و رعایا کو یکسان شمار کرین کسی کمزور پر بار نہ ڈالین اور مقدم ہو یا رعیت ہر ایک کو صرف اس قدر اختیار ہو کہ چار بیل کھیتی کے اور دو بھینسین و دو گائین اور بارہ بکریان پالین زیادہ ضبط ہون اور چرائی بھی بحساب ہر جانور کے برابر کے حساب سے وصول کی جاوے رعیت پر ظلم نہ ہو اور پٹواری و عمال و محاسب مختلف دفاتر مین ایسے معین کیے کہ عاملون کو ایک پیسہ بطور خیانت لے لینا میسر نہ تھا اور اسی طرح محاسب و محرر بھی ایک پیسہ خیانت نکر سکتے اسی وجہ سے بہتیرے عمال نے محرری و محاسبی چھوڑ کر پیشۂ تجارت وغیرہ اختیار کیا اور مقدم و چودھری جو ہمیشہ سے رعایا کو مظلوم بنا کر ہتھیار باندھے گھوڑون پر سوار لباس فاخرہ پہنے سیر و شکار مین مصروف رہتے تھے اب اپنے کاروبار مین لگے بلکہ یہانتک نوبت پہونچی کہ بعضے کبھی اپنی معاش کے لیے کچھ محنت مزدوری کر لیتے تھے سلطان علاء الدین کبھی کبھی فرماتا کہ علماء بہت کم ایسے ہین کہ احکام سلطنت و ضوابط سیاست کو موافق شریعت استنباط کر سکین انکو فقط اتنی ہی لیاقت ہوتی ہے کہ قضایا تفصیل کرین وخصومات کا تصفیہ فرمادین اور لوگون کو عبادات

کا طریقہ تبلاوین اسی خیال سے بادشاہ کی نظر دورین مین سیاست رعیت کیواسطے جو ضابطہ مستحسن ہوتا اسکو جاری کردیتا اور مشروع و نامشروع ہونے کو دریافت نکرتا۔ اس زمانہ کے علمارمین سے قاضی ضیاءالدین بیانوی و مولانا ظہیرالدین مرشد لنگ کہرامی و اتحانہ مین آتے جاتے اور باہرامرار کے ساتھ دسترخوان پر کھانا کھاتے تھے اور قاضی مغیث الدین بیانوی جو اس زمانہ کے مبتحر علمارمین سے تھے اگرچہ فی المجلد بادشاہی تقرب رکھتے اور مجلس خاص مین حاضر ہوتے تھے مگر علمی تذکرہ کبھی نکرتے اسلیے کہ بادشاہ محض جاہل تھا لیکن جب مخزون کے عرائض پڑھنے پر مجبور رہا تو اچھی محنت کرکے بمقدر لیاقت حاصل کرلی کہ شکستہ تحریرین اچھی طرح پڑھ لیتا تھا اور اس تقریب سے اسنے چند فارسی کتابین بھی پڑھلین اور فاسد اعتقادات سے پھر گیا جیتی پہلے اسکو عالمون کے حق مین خراب خیال تھا وہ دور ہوا اور سمجھ گیا کہ عالم و قاضی و اہل فتوی جو کچھ کہتے ہین محض نیک نیتی و خیرخواہی سے کہتے ہین اپنی طرف سے کوئی مسئلہ نہین نکالتے اور دنیاوی طمع سے پاک ہین چنانچہ اس کے بعد اپنی سابقہ عادت کے خلاف اکثر اوقات علمار کی صحبت مین بیٹھتا اور مسائل دینی کی تحقیق کرتا رفتہ رفتہ خوف آخرت نے اسمین اثر کیا اگرچہ علمار و قاضیون کے ذہن مین اسکی طرف سے یہی خیال تھا کہ وہ کمال جہالت سے عالمون کو مکار و حیلہ گر جان کر انسے بات نہین کرتا ہو چنانچہ ایک روز اسنے قاضی مغیث الدین سے فرمایا کہ مین تمسے چند سوال پوچھنا چاہتا ہون۔ قاضی نے خوف کھاکر عرض کیا کہ ظاہر اسبندہ کی موت نزدیک آگئی اور اگر جہان پناہ بغیر پوچھے اس بندہ کے قتل کا حکم فرماوین تو بچند وجوہ میرے حق مین بہتر نظر آتا ہو بادشاہ نے پوچھا کہ اس خوف کا کیا سبب ہو۔ قاضی نے عرض کیا کہ جہان پناہ کے سوال کا جواب اگر سچ سچ عرض کرونگا سہا واکہ بادشاہ کے مزاج کے موافق نہ ہو اور میری قتل کا سبب ہوجاوے اور اگر مین نے خوشامد سے دروغ خلاف شرع عرض کیا تو عندالله میرے حق مین قتل سے بدتر ہو بااین ہمہ اگر میرا دروغ بادشاہ پر ظاہر ہوا تو دنیاوی قتل بھی موجود ہو بادشاہ نے ہنس کر فرمایا کہ مین جو کچھ تم سے پوچھون تم شریعت محمدی صلی الله علیہ وسلم کے مطابق سچ سچ کہو اور سچائی سے ضرر نہین ہوتا ہو اول سوال یہ کہ ہندوؤن مین کس کو ذمی ہونے کا حق حاصل ہو قاضی نے عرض کیا کہ بادشاہی تحصیلدار جب اس سے مال خراج طلب کرکے لوے وہ تواضع کے ساتھ بدون سرکشی کے ادا کرنے کا ملتزم ہو کیونکہ حق خراج بہت قلیل ہو اور اگر محصل سے کسی قسم کا تشدد بھی ظاہر ہو تو اس سے سرکشی صادر نہ ہو کیونکہ خراج مذکور اسکی جان و مال کی حفاظت ہو تو اسکو جان کے عوض جانکر بخوشی تمام التزام کرے۔ بادشاہ نے ہنسکر فرمایا کہ آپنے اس کو قرآن و حدیث سے بیان فرمایا اور مین نے اپنی رائے سے یہی برتاؤ جاری کیا ہو سوال دوم یہ کہ عمال و محصل خراج کے علاوہ جو کچھ بطور رشوت لیتے ہین کیا خائن چورون کی سزا ان پر جاری ہوسکتی ہو۔ قاضی نے جواب دیا کہ اگر محصلین کو بیت المال سے قدر کفایت ملتا ہو تو جس قدر انھون نے بطور رشوت لیا ہو اس کو ہر طرح کی سزا و تکلیف سے اُن سے واپس لینا روا ہو لیکن ہاتھ کاٹنا جو چور کی سزاے شرعی ہو ایسے مال لینے مین نہو جو مکان محفوظ مین محرز ہو تو وہ اسپر جاری نہین ہوسکتی بادشاہ نے کہا کہ مین بھی رشوت خوار عمال سے ہر طرح کی اہانت و سخت گیری سے مال رشوت ضبط کرلیتا ہون تاکہ خیانت کا طریقہ مٹے اور ظالمون سے رعایا کو نجات ہو۔ سوال سوم یہ کہ ایام بادشاہی سے پہلے جو کچھ مال مین نے قلعہ دیوگڑھ سے بزور شمشیر

حاصل کیا وہ میرا حق ہو یا بیت المال ہو کہ جس مین مسلمانون کا بھی حق ہو قاضی نے عرض کیا کہ بادشاہ کا حق اسمین باقی مسلمانون کی طرح ہو مگر وہ مسلمان جو اس کے حاصل کرنے مین شریک تھے بادشاہ نے برہم ہو کر کہا کہ جو مال اس ملکی کے زمانہ مین بڑی مشقت سے کافرون سے حاصل کیا اور وہ شاہی خزانہ مین بھی داخل نہین ہوا وہ کیونکر بیت المال ہو سکتا ہو قاضی نے عرض کیا کہ بادشاہ نے جو کچھ خاص اپنی ذات سے بنفس نفیس پیدا کیا وہ البتہ خالص حق شاہی ہوگا لیکن جو مال لشکریون کی معاونت سے حاصل کیا اسمین سب شریک ہین۔ سوال چہارم یہ کہ اچھا اس مین سے میرا اور میرے فرزندون کا حق کسقدر ہو قاضی نے کہا کہ اب بالضرور میری موت آگئی کیونکہ اول جواب سے بادشاہ عالم آزردہ خاطر ہو چکے ہین اور اس کا جواب تو اس سے زیادہ ناگوار ہوگا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ بیان کرو تم کو جان سے امان ہو قاضی نے کہا کہ اسمین تین طریقہ مرعی ہو سکتے ہین ایک یہ کہ محض عدل خالص اور خلفاے راشدین کی پیروی منظور ہو تو بادشاہ جس قدر ایک کمتر نوکر کو دے اسی قدر اپنے تصرف مین لاوے دوسرا یہ کہ فراخی و میانہ روی منظور ہو تو امرا و معارف مین سے جس کو سب سے زیادہ ملا ہوا سکے برابر خود تصرف فرماوے۔ تیسرا طریقہ ایسے عالمون کی راے پر عمل ہو جو بادشاہ کی حضور ہی و خطاب پر نظر کر کے ضعیف روایات کی بنیاد پر یون کہتے ہین کہ سب سے بڑھ کر جس امیر کو ملا ہو بادشاہ اس سے بقدر امتیاز سلطانی کے زائد لیوے اس سے زیادہ روا نہین ہو اور شاہزادے یا تو موافق عام لوگون کے یا موافق امراء کے لین بادشاہ غضبناک ہو گیا اور فرمایا کہ پھر یہ اموال جو میرے مکانات مین بطریق انعام وغیرہ ابواب مصارف مین خرچ ہوا کرتے ہین انکی نسبت بھی کہو گے کہ جائز نہین ہو قاضی نے عرض کیا کہ جب حضرت بادشاہ مجھسے شرعی مسئلہ پوچھین تو مجھپر واجب ہو کہ جو کچھ شریعت کی کتاب مین ہو وہی عرض کرون اور اگر مجھسے ملکی مصلحت کے معاملہ مین دریافت فرماوین تو مین یہی کہونگا کہ جو کچھ جہان پناہ کرتے ہین عین صواب ہو جہانداری کی ضرورت ہی کہ مقتضی ہو کیونکہ جس قدر زائد ہو اسی قدر شوکت و حشمت پادشاہی زیادہ ہوگی پھر بادشاہ نے کہا کہ مین ہر سپاہی سے جو اپنی گنتی دینے عارض لشکر کے پاس حاضر نہین ہوتا اس سے سہ سالہ تنخواہ واپس لیتا ہون اور باغی و فتنہ انگیز کو مع اولاد و ساتھیون کے ہلاک کر کے انکے گھر برباد کر کے تمامی اموال لاکر خزانہ مین رکھتا ہون اور اسی قسم کے سیاسات شراب خوارون و چورون و زناکارون کے معاملہ مین عمل مین لاتا ہون ان سب کو بھی کہو گے کہ یہ ناجائز ہین۔ قاضی فی الفور اٹھکر دور جا کر زمین بوسی کر کے کہنے لگا کہ ہان حضور یہ نامشروع ہو بادشاہ غضبناک ہوا اور اٹھکر حرم سرا مین چلا گیا قاضی بھی جلدی سے اپنے گھر آیا اور اپنے اہل و عیال کو وصیت کر کے وداع کیا اور قتل کا منتظر بیٹھ گیا مثل مشہور ہو کہ سچ کا خدا نگہبان۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دوسرے روز قاضی منیث الدین کو طلب کر کے بہت تلطف کیا اور خلعت زردوزی خاصہ و ہزار تنکہ انعام فرما کر کہا کہ مین نے اگرچہ علوم شرعی حاصل نہین کیے و فرائض و نوافل کی کتابین نہین پڑھین لیکن آخر مسلمان کے گھر پیدا ہوا اور خود مسلمان ہون مین خوب جانتا ہون کہ تو نے جو کچھ بیان کیا سب برحق ہو لیکن مہمات سلطنت خصوص ہندوستان مین بدون سیاستہاے عنیفہ کے درست

نہیں ہوتے اور خلق خدا کو آرام و راحت نہیں ملتی ہر چند کہ خالص عدل وہی ہے جو آپ نے بیان کیا مگر دوسری جانب اس زمانہ کی خلقت عدل و اعتدال کے پاس تک نہیں پھٹکی آپ دیکھتے ہیں کہ اس زمانہ کے بدکار فاجر کس قدر زناکاری میں مبتلا ہیں اگر انکو عذاب آخرت سے دھمکایا جاوے یا قید کیا جاوے یا کوڑے مار دئے جاویں تو اس سے ہرگز باز نہیں آتے بلکہ دوسروں کو دلیر کرتے اور ناموس خلق برباد کرتے ہیں اسی نظر سے چند بدکاروں کو پکڑ کے خصی کر دیتا ہوں تاکہ عبرت کھا کر باز آویں باوجودیکہ میں جانتا ہوں کہ یہ مشروع نہیں ہے چونکہ میری نیت اس سے تعظیم محارم شرع اور رفاہیت خلق ہے امیدوار ہوں کہ حق تعالے میرا گناہ بخشے اور ابھی توبہ کا دروازہ بھی بند نہیں ہوا ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ ابن الجوزی رح کے بیان کے موافق بادشاہ عظیم الشان سلیمان بن عبدالملک نے بھی غیرت میں آکر بعض ایسے لوگوں کو جن کی ذات سے زناکاری کا فتنہ دیکھا خصی کر کے دیار الخصیان میں ڈال دیا اور مانک حکایت لکھی کہ ایک روز بادشاہ ہارون الرشید شکار کو گیا راہ میں ایک مرد صالح نے اسکی باگ پکڑ کر کہا کہ اے ہارون خدا سے خوف نہیں کھاتا اور سخت الفاظ میں درشتی کی۔ ہارون نے حکم دیا کہ اسکو ساتھ لاویں۔ جب خلوت پر بیٹھا تو ناصح کو طلب فرما کر بٹھایا اور فرمایا کہ اے شیخ تمہاری نظر میں فرعون بہتر تھا کہ میں شیخ نے کہا کہ فرعون بدتر کافر تھا اور تم مسلمان ہو۔ ہارون نے کہا کہ تم بہتر ہو یا موسیٰ علیہ السلام۔ شیخ نے کہا کہ میں خاک ہوں اور حضرت موسیٰ عالم افلاک سے ہیں۔ فرمایا کہ پھر تم نے قرآن میں نہیں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ و ہارون کو حکم دیا کہ فقولا لہ قولا لینا تم دونوں فرعون سے نرم گفتگو کرنا۔ آپ نے مجھسے اس قدر سخت گفتگو کیوں کی۔ شیخ نے اپنی خطا کا اعتراف کیا واللہ اعلم۔ م۔ چند روز کے بعد سلطان علاء الدین نے راجہ تلنگ کے قلعہ ورنگل کو فتح کرنے کے لیے بنگالہ کی راہ سے فوج روانہ کی اور خود لشکر لیکر قلعہ چتور کی فتح کے لیے روانہ ہوا یہ قلعہ آج تک کبھی اہل اسلام نے مسخر نہیں کیا تھا۔ چھ ماہ محاصرہ کے بعد محرم ۷۰۳ھ سات سو تین ہجری میں بزور شمشیر فتح کر کے اپنے بیٹے خضر خان کو عنایت کیا اور خضر آباد اس کا نام رکھا اور رو میں خضر خان کو ولیعہد کر کے چتر لعل عنایت فرمایا۔ جب ماوراء النہر میں یہ خبر پہونچی کہ سلطان علاء الدین مغل رنتھمور کے قلعہ چتور فتح کرنے گیا ہے دارالسلطنت کا میدان خالی ہے تو طرغی مغل ایک لاکھ بیس ہزار سوار لیکر دوڑ پڑا۔ بادشاہ یہ خبر سنکر کوچ بہ کوچ دہلی میں داخل ہوا اور دو ماہ بعد طرغی مغل نے بھی جمنا کے کنارے دہلی کا محاصرہ کر لیا۔ بادشاہ کے پاس فوج نہ تھی اور امراء بوجہ محاصرہ کے کول دیہرن میں متوقف تھے اور مغل کی شوخی یہاں تک بڑھی کہ بادشاہ و لشکر مقام سیری میں تھا مغلوں نے دہلی میں گھسکر انبار خانہ سے غلہ نکال لیا اور بہت فساد مچایا۔ بادشاہ نے مضطرب ہو کر حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہ کی خدمت میں توسل ڈھونڈھا کہ میں بے طرح بغیر لشکر رہ گیا ہوں حضور ہی کی توجہ درکار ہے۔ اسی رات کو طرغی پر اس قدر اضطراب غالب ہوا کہ بے وجہ ہراسان ہو کر بھاگا۔ تمام لوگوں کو یقین ہوا کہ یہ حضرت سلطان الاولیاء کا کرامتی تصرف تھا اسکے بعد بادشاہ نے خود لشکر کشی ترک کی اور یقین ہو گیا کہ سکندر کی طرح خود ممالک کی فتح و شوار ہے اطراف میں حریفان زبردست بہت ہیں ابھی تو برابری و بندبستی نعمت ہے لہذا سیری کو دارالسلطنت قرار دیکر عمارت ہزار ستون وغیرہ تعمیر فرمائی اور حصار دہلی از سر نو مضبوط کیا اور مغلوں کی آمد کے سد جدی قلعے اور سر

مستحکم کر کے مردان کارآزمود کو سپرد کیے اور طرغی فضل کے واقعہ سے یہ فائدہ لیا کہ اپنے عاقل وزرا کو جن کا سر عنہ ملک خیلر الدین تھا جمع کر کے فرمایا کہ لشکر کثیر جمع کرنے کی کیا صورت ہو کیونکہ میری خواہش یہ ہے کہ مغلوں کی سرکوبی اور ممالک محروسہ کی حفاظت دونوں کے لیے کافی لشکر تیار رہے اور موجودہ خزانہ پانچ چھ سال تک اس کے لیے کافی ہو سکتا ہو کیا مغلوں کی طرح سپاہیوں کی تنخواہ بہت قلیل مقرر کردوں - وزرا و جوابنے وقت کے بہت عاقل مدبر تھے بعد غور کے عرض کرنے لگے کہ اگر سپاہیوں کے آلات جنگ و ضروریات زندگی ارزانی ہو تو یہ رائے درست ہو سکتی ہو بادشاہ نے حکم دیا کہ ضوابط مقرر کریں چنانچہ چند قواعد مقرر ہوئے اول اناج اور اس میں چند ضوابط تھے (اول) یہ کہ فرمان کے موافق ممالک میں نرخ مقرر ہو گیا اہل بازار کو کمی بیشی کا اختیار نہ رہا اور بادشاہ کے آخر ایام تک یہ قاعدہ جاری رہا صرف قحط کے سبب سے تفاوت ملحوظ رکھا گیا تھا اور یہ انتظام منجملہ عجائبات کے ہو کہ پہلے کبھی ممکن نہ ہوا تھا اور آئندہ بھی اسکی امید نہیں ہو اور بادشاہ نے ملک قبول کو منڈی کا عامل مقرر کیا وہ شخص عادل خیر خواہ تھا بادشاہی نرخ میں بھی تفاوت نہ ہونے دیتا (دوم) حکم دیا کہ بادشاہ کا علاقہ خالصہ بھی عام قانون میں داخل ہو حصہ رسد دہان سے بھی وصول کریں (سوم) ملک قبول کو حکم تھا کہ ممالک کے غلہ فروش طلب کر کے دریا کے کنارے بسا دے کہ نرخ شاہی پر فروخت کریں اور ان سے اقرار نامہ لے لیا جاتا (چہارم) کسی کو غلہ روک رکھنے کی اجازت نہ تھی حتی کہ اگر سپاہی نے کوٹھار بھری تو ضبط ہو جاتی تھی (پنجم) رعایا و کاشتکار بھی سوائے ضرورت کے زائد نہیں بھر سکتے تھے اور خرمن ہی سے غلہ نرخ مقرری پر فروخت کر دیتے اور عاملوں کو حکم تھا کہ عدل سے واجبی مال لیں اور قدر ضرورت گھر لے جاویں اور کمال انضباط سے عامل ظلم نہ کر سکتا اور خیانت رعایا بھی نہ کر سکتی اور اس انتظام سے رعایا بھی مرفہ الحال آسودہ تھے اور مال خراج بھی بہت سہولت سے وصول ہو جاتا تھا (ششم) بازار میں عملہ خاص مقرر تھا اور روزنامچہ اگر خاص مخبروں کے خبر سے غلط برآمد ہوتا تو سیاست ہوتی اس لیے بہت ٹھیک عمل درآمد جاری تھا - قاعدہ دوم کپڑے کے نرخ میں بھی بادشاہی نرخ کٹا ہوا تھا دروازہ ہراول کے پاس وسیع سرائے میں وقت خاص سے ظہر تک معاملہ ہوتا تھا اور قانون کے مطابق روانہ تھا کہ سرائے عدل سے تجار خرید کر باہر لے جاویں - قاعدہ سوم گھوڑوں کے بارہ میں بھی اسی طرح کے قواعد منضبط تھے - اگر کچھ بھی فرق ہوتا تو تمام دلال جو اخفا میں بھی شریک ہوتے سیاست میں سزا پاتے اسی طرح غلام و لونڈی کے بارہ میں ضوابط تھے - ہر مہینہ کے گذرنے پر جانچ ہوتی تھی اور اسی طرح چارپاؤں کے بارہ میں قواعد تھے حتی کہ حلوے سے ریوڑی تک اور پان سے پودینہ تک عقلاء کے مجمع میں عدل سے نرخ مقرر ہوتا تھا اور ننگر جہاں اس کتاب میں مذکور ہو جاندی کا سکہ ہو اور جیتل تانبے کا مگر اس کا وزن معلوم نہ ہوا - الغرض جب یہ انتظام ہو گیا تو چار لاکھ پچیس ہزار سوار خالص فوج شخص ہوئی اور افواج کی کثرت سے مغلوں کی آمد رفت قطعی مسدود ہو گئی اور اگر ادھر سے کبھی مغلوں نے ہجوم کیا تو ایسے پامال ہوئے کہ پھر کبھی نام نہ لیا چنانچہ ۷۰۰ھ سات سو چار ہجری میں چغتائی خان کی اولاد میں سے علی بیگ و تربال خواجہ نے ایک لاکھ چالیس ہزار سوار سے تبت کی راہ سے اتر کر کوہ سوالک کے

دہن سے قتل وغارت وزنا کاری کرتے اور لوگون کو قید کرتے وممالک جلاتے ہوئے امروہہ تک پہونچے تھے کہ بادشاہ علاء الدین کو خبر ہوئی تو ملک نائب کافور اور غازی ملک تغلق کو لشکر گران کے ساتھ نامزد فرمایا کہ جلد پہونچ کر مغلون کو اس طرح گھیرین کہ ایک بھی زندہ نہ بچے اور قتل وگرفتاری مین پوری کوشش کرین دونون سردارون نے پہونچ کر امروہہ کے قریب مغلون سے سخت مقابلہ کیا اور غالب ہوکر اکثر مغل قتل کیے وعلی بیگ وتربال کو زندہ پکڑلیا اور بیس ہزار گھوڑے و دیگر سامان غنیمت حاصل کیا اور رعایا جو پکڑے ہوئے تھے انکو مع اموال رہا کیا اور مغلون کے قیدی وسرون وگھوڑون وغیرہ کے ساتھ کوچ کیا سلطان علاء الدین اس روز باہر چبوترہ پر بیٹھا اور دور ویہ افواج باساز وسامان آراستہ تھی اور پشت پر ہر طرف خلائق کا اژدحام عظیم تھا اس حالت مین علی بیگ وتربال خواجہ کو مع قیدیون کے حضور مین لائے۔ بادشاہ نے سردارون کو ہاتھیون سے روندا اور قیدیون کو بھی قتل کرکے حکم دیا کہ مغلون کے سرون کو سیری کے برج بنانے مین بجاے پتھرون کے کام مین لاوین اور غازی ملک تغلق کو نوازش فرماکر مملکت پنجاب کا صاحب اختیار کردیا اور اکتخان کو گجرات کا امیرالامرا کیا اور زبردست فوج کے ساتھ اُدھر روانہ کیا اور عین الملک ملتانی کو زبردست فوج کے ساتھ ملک اوجین ومالوہ وجالور وچندیری مسخر کرنے کے لیے روانہ فرمایا۔ عین الملک روانہ ہوکر مالوہ پہونچے تو وہان کا راجہ ایک لاکھ پیادہ وچالیس ہزار سوار سے مقابل ہوا اور بڑی سخت لڑائی کے بعد عین الملک مظفر ومنصور ہوا اور دہم جمادی الاول کو اوجین وسندود دھارا نگر وچندیری کو مفتوح کیا اور فتحنامہ بادشاہ کے حضور مین روانہ کیا بادشاہ نے ہفت روزہ شادیانہ وشکرانہ کا حکم دیا۔ جالور کے راجہ کا تردد نے جب سنا کہ مالوہ فتح ہوا اور راجہ نے لڑکر اپنا خاندان برباد کیا تو اسنے خوفناک ہوکر عین الملک سے امان نامہ حاصل کیا اور دہلی مین حاضر ہوکر بادشاہ کی قدمبوسی حاصل کی اور امرا مین داخل ہوا اس درمیان مین بادشاہ نے سنا کہ راجہ چتور جو قید ہے اس کی لڑکی بدھنی بہت خوبصورت ہے بادشاہ نے فرمایا کہ اگر وہ مجھے اپنی داماد ی مین قبول کرے تو خلاص ہوکر عزت پاوے راجہ نے قبول کیا اور آدمی بھیجکر اہل وعیال کو جو کوہستانی جنگلون مین پناہ گیر تھے طلب کیا جب راجہ کے قرابتیون کو اصل حال معلوم ہوا تو مرتک گئے اور چاہا کہ کھانے مین کچھ زہر بھیجکر راجہ کو ہلاک کرین۔ بدھنی نے کہا بلکہ ڈولیون مین سپاہی بھیجو اور مشہور کردو کہ اہل وعیال ہین۔ بادشاہی سوار وامرا کچھ متعرض نہین ہوسکتے کیونکہ بادشاہی بیگم کو ڈولیون مین تصور کرکے بہت ادب سے دور رہین گے۔ جب یہ لوگ قید خانہ تک پہونچین تو فوراً راجہ کو نکالکر روانہ ہوجاوین چنانچہ یہی کیا اور لے بھاگے جب معلوم ہوا تو شاہی افواج نے تعاقب کیا اور بکثرت راجپوت قتل ہوئے مگر راجہ کسی طرح گرتا پڑتا جنگلون مین پہونچگیا اور چتور کے نواح مین تاخت وتاراج کرنے لگا۔ بادشاہ نے بمقتضاے وقت شاہزادہ خضرخان سے قلعہ لے کر راجہ مذکور کے بھانجے کو جو صدق دل سے خدمت گذاری کرتا تھا سپرد کیا اس نے چتور پہونچکر پورا استقلال حاصل کرلیا اور سب راجپوت اس کی حکومت کے تابع ہوگئے اور ہمیشہ بادشاہ کی خدمت مین مع تحائف حاضر ہوتا کبھی منحرف نہین ہوا اور ہر

یورش مین پانچ ہزار سوار و دس ہزار پیادہ لیکر ساتھ ہوتا اور جانفشانی عمل مین لاتا رہا - سنہ سات سو پانچ ہجری مین بادشاہ ماوراءالنہر دو اخان نے علی بیگ و خواجہ تریال کے انتقام کا قصد کرکے زبردست فوج لشکر داری گنگ روانہ کی جنھون نے صوبہ ملتان کے نواح سے اتر کر سوالک مین لوٹ مار جاری کی - ہیر غازی ملک قتلغ نے اپنے فوجین فراہم کرکے دریاے نیلاب کے کنارہ مغلون کا راستہ روکا اور جب وہ لوگ تاخت و تاراج کرکے پیاسے گرمی کی شدت مین نیلاب کے پانی سے سیراب ہونے کے لیے پہونچے تو دیکھا کہ آب حیات دشمن کے قبضہ مین ہے ناچار لڑنے پر آمادہ ہوئے اور شکست کھاکر اکثر قتل ہوئے اور گنگ گرفتار ہوا اور جو لوگ بھاگ بچے تھے وہ بیابان مین پیاس سے مرے اور تمام ان کے زن و فرزند اسیر ہوگئے اور عجب حالت ہوئی کہ ساٹھ ہزار مین سے فقط تین چار ہزار زندہ بچے - غازی ملک نے گنگ کو مع قیدی مغلون کے بادشاہ کے حضور مین بھیجا اور وہ بھی ہاتھیون سے روند کر مارے گئے اور اس سال مغلون کے اہل و عیال مثل ہندیون کے فروخت ہوئے - کچھ مدت کے بعد اقبال مند مغل مع لشکر گران کے ہندوستان مین گھسا اور قتل و لوٹ مار و بدکاری سے سخت فساد مچایا اور غازی ملک اپنی فوجین لیکر اس کے مقابل پہونچا اور بعد جنگ سخت کے اس کو قتل کیا اور بہ کثرت مغلون کو گرفتار کرکے دہلی روانہ کیا کہ وہ بھی ہاتھیون سے پامال ہوئے اس کے بعد مغلون پر اس قدر خوف و ہیبت اس غالب ہوا کہ انھون نے کبھی ہندوستان کا نام نہ لیا بلکہ غازی ملک خود ہر سال اپنے قیام گاہ دیپال پور سے فوجین لیکر کابل و غزنین و قندھار و گرمسیر و ہرات تک تاخت و تاراج کرتا اور وہان کے شہرون سے خراج وصول کرتا تھا مغلون کو اتنی طاقت نہ تھی کہ اس کو روکین یا سرحد بچا دین تو بھلا خود کیا مزاحمت کرتے اور یہ حال سلطان قطب الدین کے آخر عہد تک رہا - جب مغلون کی مزاحمت بالکلیہ دفع ہوگئی اور ہندوستان مین جہان جہان مفسدون کے ٹھکانے تھے صاف ہوکر منضبط ہوگئے اور مملکت مالوہ بھی بادشاہی تصرف مین آئی اور امن و چین سے تاجرون و مسافرون کی آمد و رفت جاری ہوئی تو بادشاہ علاءالدین نے دور کے ممالک فتح کرنے شروع کیے اور تعجب یہ تھا کہ جدھر جس سردار کو بھیجا بہت آسانی سے فتح ہوگیا - بعض لوگون نے گمان کیا کہ بادشاہ کی کرامت ہے اور بعض نے کہا کہ نہین بلکہ اسکے حق مین استدراج اور عوشت ہے لیکن اکثر عقلا اس کو حضرت سلطان الاولیا نظام الدین قدس سرہ کی برکت سمجھتے تھے کیونکہ بادشاہ بھی ممنوعات شرع سے پرہیز کرتا اور حضرت شیخ کی تعظیم مین کوتاہی نہ کرتا اور رفاہیت خلق اللہ مین ساعی رہتا اپنے عیش و آرام سے احتراز کرتا تھا القصہ سلطان نے ملک کافور ہزارہ دینیاری کو امراے نامدار کے ساتھ دکن فتح کرنے کے واسطے روانہ کرنے کا عزم کیا باعث یہ تھا کہ دیوگڈھ کے راجہ نے حد شکنی کرکے تین سال تک خراج نہ بھیجا اور دکن کے راجاؤن نے بھی باہم اتفاق کیا سلطان نے اس کا انسداد ضروری سمجھ کر ملک کافور کو سائبان و سرا پردہ شاہی عطا کرکے امرا و نامدار کے ساتھ روانہ کیا اور حکم دیا کہ ملک کافور کی راے سے اختلاف نہ کرین اور خواجہ حاجی کو جو عارض مملکت کا نائب آور بزات خود مرد صالح تھا عارض لشکر مقرر کرکے موافق روایت تاریخ جہان آرا قاضی احمد غفاری کے ایک لاکھ فوج سے شروع سنہ سات سو چھ ہجری مین دکن روانہ کیا اور عین الملک ملتانی حاکم مالوہ اور الغخان حاکم گجرات کو لکھا کہ ملک کافور کی مدد و جب سمجھ کر اس کے کہنے سے اختلاف نہ کرین بلکہ

ہر معاملہ مین موافق وہ کر کسی طرح شکایت کا موقع نہ دین اس موقع پر رانی مکنور لادی بادشاہ بیگم نے عرض کیا کہ جب ہمارا لشکر کرن کے یہان تھی تو میری گود مین دو دختر مانندۂ بدر منیر تھین جب مین اپنی نیک انجامی سے حضور بادشاہ کی خدمت مین آئی وہ دونون رائے کرن کے پاس چھوڑ گئین اب سنتی ہون کہ بڑی نے زمین کے دل مین گھر کر لیا مگر چھوٹی دیولدی نام زندہ ہوا امیدوار ہون کہ الغخان وملک کافور کو حکم ہو کہ اس ذرہ کو خورشید سلطنت تک پہونچا دین بادشاہ نے فوراً دونون کے نام فرمان لکھا کہ رائے کرن سے جو بالفعل دکن مین ہو دیولدی کو خوشی سے خواہ ناخوشی سے لیکر بادشاہ بیگم تک پہونچا دین - ملک کافور نے مالوہ سے بڑھ کر جس مقام پر نزول فرمایا وہان قصبہ سلطان پور اور نندربار آباد ہوئے اور ملک کافور نے فرمان سلطانی رایان دکن کے نام عقلمند المیچون کے نام روانہ کیے کہ اگر اطاعت کرین تو راجہ چتور وراجہ دیوگڈھ کی طرح سرفرازی پاوین ورنہ جو بیش آوینگا اُنکے افعال کا نتیجہ ہوگا رایان دکن نے خزائن ولشکر کی کثرت پر مغرور ہو کر مانند رائے کرن کے انکار کیا ادھر رامدیو راجہ دیوگڈھ کا بیٹا سنگلدیو بھی دل مین منافق ہوا کیونکہ وہ مدت سے چاہتا تھا کہ کسی طرح دیولدی کنور کو اپنے تصرف مین لاوے چونکہ رائے کرن راجپوت تھا اور سنگلدیو قوم مرہٹ اس وجہ سے رائے کرن متردد تھا اسوقت جب الغخان نے گجرات سے فوج لے کر تیلنگانہ کا قصد کیا اور براے کرن نے کئی بار جنگ کر کے دوارسمدر تک اپنا مقام بچایا تھا سنگلدیو نے بدون اجازت رامدیو اپنے باپ کے بہت سے ہدیہ وتحفہ اپنے بھائی بھیم دیو کے ہاتھ رائے کرن کو روانہ کیے اور پیام دیا کہ آریا راجپوت اگرچہ ترکستان ہی سے یہان آئے ہون اور ترکون کے ہم قوم ہون پھر بھی مذہبی مخالفت بہت زائد ہے تم لڑکی میرے عقد مین دیکر روانہ کرو تاکہ جھگڑا ختم ہو اور ترک کوچ کر جاوین رائے کرن نے نادانی کر کے دیوگڈھ کی مدد پر امید لگا کر اس پری کو دیو کا ساتھی بنانے پر راضی ہو کر بھیم دیو کے سپرد کیا الغخان یہ خبر سنکر بہت مضطرب ہوا اور امرا کو جمع کر کے کہا کہ جب تک دیولدی یہان ہے زور دار حملہ کر کے لے لونگا یا مارا جاؤنگا کیونکہ بادشاہ کو منہ دکھانا غیر ممکن ہے سب نے متفق ہو کر مرگ کی ٹھان لی اور مختلف جہات سے ان پہاڑون مین گھسے اور اس جنگ مین رائے کرن بالکل پامال ہو کر ہاتھی گھوڑے وسامان چھوڑ کر دیوگڈھ کی طرف ہوا ہوا اور الغخان نے سخت تعاقب کیا حتی کہ دیوگڈھ ایک روزنہ راہ رہ گیا لیکن رائے کرن کا پتہ نہ چلا - الغخان مایوس ہو گیا مگر بادشاہی اقبال نے اپنا کام پورا کر لیا اور تماشا دکھلا دیا تفصیل یہ کہ الغخان نے دیوگڈھ کے قریب ایک دریا کے کنارے دو روز مقام کیا وہان سے گوہ ایلورہ نزدیک ہے جس کی تعریف سنکر تین چار سو آدمیون نے الغخان سے اجازت لیکر اس کی سیر کا قصد کیا اتفاقاً وہان ہندؤن کی فوج لشکر بڑی یہ لوگ سمجھے کہ رام دیو کی فوج نے اُنپر چھاپہ مارنے کا قصد کیا ہے لہذا ہتھیار مسلح ہو کر آمادہ ہوئے حالانکہ یہ بھیم دیو کی فوج تھی جو پہاڑی راستون سے دیولدی کو لیے ہوئے دیوگڈھ کے پاس پہونچ چکا تھا اور دشمنون نے باوجود کثرت کے ترکون کے تیرون سے عاجز ہو کر بھاگنا شروع کیا اور دیولدی کا گھوڑا ابھی تیر کھا کر چلنے سے رہ گیا جو انون نے اسپر ہجوم کیا تو اس کی چیرہ دستی مین سے ایک نے کہا کہ یہ راج کماری دیولدی ہے عزت وادب رکھو - یہ سنتے ہی سبھون نے نہایت ادب سے دیولدی کو محافہ مین سوار کر کے فوراً الغخان کی خدمت مین پہونچایا - الغخان یہ مژدہ سنتے ہی خوشی سے جامہ مین پھولا نہ سمایا اور فی الفور گجرات کی طرف کوچ کیا اور وہان سے پورے اعزاز واکرام کے ساتھ شاہزادیون کی طرح اسکو دہلی روانہ

کیا وہ اسی سال چھ کے آخر مین اپنی والدہ مکرمہ کنولادی بیگم کے پاس پہونچ گئی - چونکہ شاہزادہ خضر خان اور دیولدی مین باہم عشق ہوا بادشاہ نے اسکو خضر خان کے نکاح مین دیدیا اور ان دونون مین باہم محبت درجہ عشق تک پہونچی چنانچہ امیر خسرو کی مثنوی خضر خانی و دیولدی رانی کے مطالعہ سے ظاہر ہے - ادھر ملک کافور نے سلطان لہ سے کوچ کیا اور یکایک دکن مین اپنا سر نکالا رعایاے دکن خوف سے کانپنے لگی لیکن ملک کافور نے سب پر شفقت و مہربانی فرما کر ایک چیونٹی کا دکھ بھی پسند نہ کیا سب کو مطیع و منقاد کر لیا اور ولایت مرہٹ کا مسخر کرنا امراے پر منقسم کر کے خود قلعہ دیوگیر جو فی الحال دولت آباد کہلاتا ہے فتح کرنے چلا - یہ قلعہ بھی رام دیو کے تصرف مین تھا جو خود سلطان علاء الدین کی جنگ دیکھ چکا تھا فوراً اسنے اپنے بڑے بیٹے سنگلدیو کو قلعہ مین چھوڑ کر دوسرے بیٹون عزیزون کو لیکر مع تحف و ہدایا کے ملک کافور سے ملاقات کی ملک نائب نے فتحنامہ بادشاہ کی خدمت مین بھیجا اور پیچھے سے خود بھی سترہ ہاتھی اور عمدہ تحائف کے ساتھ مع رام دیو کے لاکر بادشاہ کے حضور مین پیش کیا بادشاہ نے اسکو سرفراز کیا اور بادشاہ نے رام دیو کو بھی راے راہان خطاب دیا اور چتر سفید و فرمان حکومت دیوگڈھ مع چند ممالک قدیم کے عنایت کر کے سرفراز فرمایا اور گجرات کے قصبہ ساری اس کے انعام مین معافی کر دیا اور ایک لاکھ تنکہ نقد انعام دیگر اعزاز و اکرام کے ساتھ مع عزیزون کے خلعت دیکر رخصت فرمایا رام دیو نے جبتک دولت ولایت بادشاہ سے پائی تھی اس پر متصرف ہوا اور زندگی بھر کبھی فرمانبرداری سے باہر نہ ہوا - جس زمانہ مین ملک کافور دکن مین تھا بادشاہ نے قلعہ سیواند فتح کرنے کا عزم کیا جو پہلے فتح ہوا تھا بادشاہ نے اسکو گھیر کر مقہور کر لیا ستلدیو حاکم قلعہ نے آخر مین معافی مانگی اور طلا سے اپنی تصویر بنوا کر اس کی گردن مین سنہری رسی ڈالی اور سونا ہاتھی مع تحائف کے بادشاہ کے حضور مین بھیجکر عذر خواہی کی - بادشاہ نے ہنسکر اس کو رکھ لیا اور فرمایا کہ اب بدون حاضری کے ان باتون سے کچھ نفع نہ ہوگا - ستلدیو نے لاچار ہو کر قلعہ سپرد کیا - بادشاہ نے اسباب قلعہ مین سے جو کچھ کارخانجات کے لائق تھا وہان بھیجا اور باقی سپاہیون کے مواجب و انعام مین تقسیم کیا اور خالی قلعہ ستلدیو کے سپرد کیا اور ولایت کو امراے پر تقسیم کر دیا - رام دیو نے ابتدا ہی سے عقلمندی کی تو زیادہ انعام و اکرام پایا اور ستلدیو نے پہلے دشمنی و سرکشی کی پھر مجبوری کے وقت عذر کیا تو کچھ نفع نہ ہوا - م - انھین دنون مین قلعہ جالور بھی مفتوح ہوا کانردیو راجہ جالور کی خدمت مین رہتا تھا ایک روز بادشاہ نے کہا کہ مجھ اصداب میرے افواج سے کسی کو مقابلہ کی جرأت نہین ہر کانردیو نے غرور و جہالت سے کہا کہ مین معارضہ کر سکتا ہون اگرچہ مارا جاؤن بادشاہ نے اسوقت کچھ نہ کہا چند روز بعد اس کو جالور رخصت کیا اور دو تین ماہ کے بعد ایک لونڈی گل بہشت کو حکم دیا کہ جا کر جالور فتح کرے اسنے قلعہ کا محاصرہ کر کے ایسی شجاعت دکھلائی کہ کانردیو کو اس کے مقابلہ کی جرأت اور تن اور اہل قلعہ سخت مضطرب ہوئے قریب تھا کہ قلعہ سپرد کرین کہ ناگاہ گل بہشت بیمار ہو کر مر گئی اس کے بیٹے شاہین نے بھی قلعہ کو سخت محصور کیا - اب کانردیو نے مرنے پر کمر باندھی اور قلعہ مین اہل و عیال نیست کر کے مع جماعت کے بغلا اتفاق سے شاہین اس کے ہاتھ سے مارا گیا - اور امرا کسی قدر پیچھے ہٹے بادشاہ نے کمال الدین کو روانہ کیا اس نے جبر و قہر سے قلعہ فتح کر کے کانردیو اس کی اولاد و اتباع کو قتل کر ڈالا سیالبن مین مذکور ہوا کہ بادشاہ نے بنگالہ کی راہ سے دوارسمدر فتح کرنے کو لشکر بھیجا تھا وہ اپنے سپہ سالار کی نالائقی سے خراب و خستہ

واپس آئے لہذا ۷۰۹ھ سات سو نو ہجری مین ملک کافور کو دیوگڈھ کی راہ سے روانہ کیا اور حکم دیا کہ اگر لدر دیو حاکم ورنگل موجودہ خزانہ و جواہر و ہاتھی نذر کرے اور ہر سالہ خراج کا التزام کرے تو اسی قدر پر اکتفا کرنا اور وہان کے امور خواجہ حاجی کے سپرد کرنا اور امرا کو ذرہی تقصیر پر سزا دینا اور جس لشکری کا گھوڑا مرے یا مارا جاے یا چوری جاے۔ اس کو شہر گھوڑا دینا چاہیے۔ جب ملک نائب وخواجہ حاجی روانہ ہو کر دیوگڈھ پہنچے تو راجہ رام دیو نے استقبال کیا اور بہت پیشکش کے ساتھ پوری مہمانداری کی اور اڑدو بازار بھیجکر بازاریون کو حکم دیا کہ بادشاہی نرخ پر فروخت کرین اور خود ہر روز بمثل سائبان کے سامنے حاضر ہو کر خدمت کرتا۔ جب ملک نائب نے تلنگ کی طرف کوچ کیا تو چند منزل تک خود ہمراہ گیا اور جب ملک نائب نے اس کو رخصت کیا تو اس نے بہت سے سوار و پیادے سربراہی و حفاظت کے لیے ساتھ کیے اور اپنی مملکت کے سوداگردن و بقالون وغیرہ کے نام قطعی حکم لکھا کہ برابر غلہ و ضروریات ہر قسم کے ہر طرف سے جہان سے میسر ہو پہونچاتے ہین ایسا نہ ہو کہ کسی چیز کی تکلیف سے شکایت ہو۔ جب ملک نائب پرگنہ اندوزہ پہونچا جو مملکت تلنگ کی سرحد ہے تو حکم دیا کہ ان سرکشون کے قید و قتل و غارت مین کمی نہ کرو وہان کے لوگ بہودہ جنگ کر کے منکوب قتل و قید و غارت ہوئے اس وجہ سے اہل تلنگ پر بے انتہا خوف و ہیبت اس غالب ہوا اور تمام راجہ ہمارا جہ ورنگل کے پاس جمع ہو گئے اور ہر چند فوجین راہ لوٹنے کو بھیجین مگر ملک نائب کا قدم بڑھتا گیا جب ورنگل نزدیک رہا تو لدر دیو خود سنگین قلعہ ورنگل مین متحصن ہوا اور دوسرے راجہ مع بے شمار فوجون کے بیرونی قلعہ مین رہے جو بہت وسیع تھا مگر پختہ نہ تھا۔ ملک نائب نے محاصرہ کیا اور راہین مندکردین اس لیے کفار نے مضطرب ہو کر مقابلہ کیا لیکن ہر روز بکثرت مارے جاتے تھے اور آخر بڑی کوشش سے بیرونی قلعہ مفتوح ہوا اور تمام راجہ وزمیندار مع اہل و عیال و اتباع کے قید ہو گئے۔ لدر دیو نے کمال خوف سے عاجز ہو کر تین سو ہاتھی اور سات ہزار گھوڑے و بہت سا جواہر نذر کیا اور ہر سالہ خراج کا التزام کیا۔ ملک نائب نے فتح نامہ دہلی بھیجا اور خود بھی واپس ہوا۔ فتحنامہ پہونچنے پر طبل شادیانہ بجا اور خیرات جاری ہوئی اور منبر پر فتحنامہ پڑھا گیا اہل اسلام نے شکرانۂ الٰہی ودعا و ثنا ادا کی۔ جب ملک نائب قریب آیا تو بادشاہ چبوترہ ناصری پر بیٹھا اور ملک نائب نے حاضر ہو کر تمام غنائم بادشاہ کے حضور مین عرض کیے اور سرفرازی پائی۔ بادشاہ علاءالدین نے ہر کوس پر بانخانہ یعنی ڈاک چوکی بنائی تھی اور دو پیادے تیز و چالاک مقرر رہتے تھے اور ہر قصبہ و شہر مین لکھنے والے و مخبر مقرر تھے اور جب کسی مقام پر لشکر روانہ فرماتا تو لشکری انتظام دہلی سے وہان تک غالب ہوتا اور جو کچھ وہان کے روزانہ اخبارات ہوتے تھے بذریعہ ڈاک چوکی ہر روز برابر پہونچتے رہتے تھے۔ اتفاق سے جب ملک نائب نے مملکت تلنگ مین داخلہ کیا اور ورنگل تک پہونچے تو تلنگیون نے اپنے پیادے اس کثرت سے پھیلا دیے کہ ملک نائب کی چوکیان قائم نہ رہین اسوجہ سے دیوگڈھ تک اخبار نہ پہونچتے اور اس جہت سے بادشاہ بہت مکدر تھا اور اسی اضطراب مین قاضی مغیث الدین بیانوی و ملک قرابیگ کو حضرت نظام الدین اولیا رقدس سرہ کی خدمت مین بھیجا اور انکو حکم دیا کہ میری دعا حضرت شیخ کی خدمت مین پہونچا اور عرض کرو کہ حضور کو اسلام کی تنخواہ ری مجھ سے زیادہ ہے اگر حضور کو نور باطن سے کچھ حال مکشوف ہوا ہو تو آگاہ

فرماوین کہ خبر شکر منقطع ہونے سے متردد ہون - قاضی ملک سے تاکید کردی کہ سوائے میرے عرضداشت کے کچھ نہ کہنا اور نہ دوبارہ سوال کرنا بلکہ جو کچھ حضرت شیخ فرماوین بلفظہ اسکو یاد رکھنا اور مجھسے بیان کرنا اسمین کمی بیشی نہ ہونے پاوے - جب دونون نے یہ پیام عرض کیا تو حضرت شیخ نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ اگلے بادشاہون مین سے ایک کا ذکر اور اس کی فتح کا تذکرہ کیا اور اس تذکرہ مین یہ بھی عبارت فرمائی کہ اس فتح کے بعد امور بھی فتوحات حاصل ہونے والی ہین - قاضی اور قرا بیگ نے واپس ہوکر حضرت شیخ کی عبارت عرض کی بادشاہ نہایت خوش ہوا اور سمجھا کہ ورنگل فتح ہوگیا ہے - اسی روز عصر کے وقت فتحنامہ لیے ہوئے قاصد پہونچے - بادشاہ کا اعتقاد حضرت شیخ کی نسبت بڑھ گیا - بادشاہ اگرچہ حضرت شیخ کی ملاقات سے محروم رہا لیکن ہمیشہ عرائض و ایلچی بھیجکر اظہار اخلاص اور استمداد ہمت کرتا رہتا تھا - اس زمانہ مین سرحد کابل و سندھ سے لیکر تہانہ تک اور گجرات و دکن کے سب قلعے و صوبجات بادشاہ علاء الدین کے زیر فرمان ہوئے اور تمام رجواڑون مین بھی اسکا خطبہ و سکہ رائج ہوا لیکن دس بیگہ زمین ایسی نہ تھی جہان اسکا حکم نافذ ہوتا - اس نے چاہا کہ اس کماری کے حدود اور سواحل بحر ہند ولنکا کو مسخر کرے لہذا ملک نائب وحاجی خواجہ کو سنہ سات سو دس ہجری مین لشکر عظیم کے ساتھ روانہ فرمایا اور مشہور تھا کہ وہان کے بتخانے زر و جواہر نفیسہ سے بھرے ہین - جب یہ دونون دیوگڈھ پہونچے تو معلوم ہوا کہ رام دیو کا انتقال ہوچکا ہے اور اس کے بیٹے کو باپ کے موافق مخلص نہ پایا لہذا ایک سردار کو مع فوج حالیہ کے قریب جودکن کے گنگا کے کنارے واقع ہے چھوڑ کر آگے بڑھے اور کفار کندہ کے قتل مین زیادہ اہتمام کیا اور اس ہیئت و سیاست سے تین ماہ بعد ان مقامات مین پہونچے اور دیبان دیو راجہ کرناٹک کو گرفتار کرکے تمام ولایت کو غارت کیا اور بتخانون کو توڑکر مرصع بتون پر قبضہ کرلیا اور آخر مین ایک مسجد مختصر بنائی اور وہان خطبہ سلطان علاء الدین پڑھا اور اس کتاب کے تحریر کے زمانہ تک کہ گیارھوین صدی ہے وہ مسجد سبت بندر امیر مین بدستور باقی ہے اس کو مسجد علائی کہتے ہین ف سبت بندر مشہور مقام ہے جس پر سے لنکا کا راستہ تھا صاحب کتاب لکھتا ہے کہ بندر دھورد دریاے عمان کے کنارے تھا پھر پانی آجانے سے غرق ہوگیا - کہتے ہین کہ جب دوبارہ کفار نے وہان تسلط پایا تو مسجد کو خراب نہین کیا اور بعضے کہتے ہین کہ انکی کتابون مین مرقوم ہے کہ آخر یہ بلاد مسلمانون کے قبضہ مین آوین گے اس لیے اسکو کھودنے کا فتوی نہین دیتے ہین ف مترجم نے بعض تواریخ مین دیکھا کہ جب انھون نے مسجد کھودنے کا ارادہ کیا تو ساتھ ہی ایسا حادثہ عظیم مکرر واقع ہوا کہ آیندہ اس ارادہ سے بالکلیہ باز رہے - الغرض ملک نائب نے وہان کے بے شمار خزائن و جواہرات پر قبضہ کرکے کوچ کا ارادہ کیا تو اسی روز رات مین برہمنون کی ایک جماعت مین جو امان پاکر بخوف بسر کرتے تھے بعضے دفینہ کی تقسیم پر جھگڑا ہوا اور نوبت یہان تک پہونچی کہ کوتوال نے انکو گرفتار کرکے ملک نائب کے روبرو پیش کیا برہمنون نے خوف کھاکر اطلاع دیدی کہ ان بتخانون کے نیچے تہ خانے ہین جن مین خزانے بھرے ہین اور انکے علاوہ بیابان مین چھ مقام پر دفینے متلاشی حسن کا شمار نہین ہوسکتا - ملک نائب نے سب اموال ہاتھیون پر لاد کر معبر کی طرف کوچ کیا جو لنکا کا پل مشہور ہے اور وہان سے بھی ہزارون برہمن کے خزانے لیے اور صحیح سلامت کوچ پر کوچ روانہ ہوکر سنہ سات سو گیارہ ہجری مین دہلی

پہونچا اور تین سو بار ہاتھی اور بیس ہزار گھوڑے اور دو کرور اشرفیان و طلائی صندوق و موتی و جواہرات کے صندوق جو شمار سے باہر تھے ہزار ستون کے سامنے بادشاہ کے روبرو پیش کیے خسرو پرویز کا گنج باد آورد جو بہت مشہور ہے اس کے سامنے باد ہوائی تھا بادشاہ خوش ہوا اور خلاف عادت امرا علما و مشایخ و صلحا و فقرا وغیرہ کو حسب مراتب آسمین سے انعام دیا اور باقی کو سامنے گلہ اکر اسپر طلائی سکہ لگایا۔ مورخین نے ملک نائب کے فتوحات کرناٹک مین سوائے طلا کے چاندی کا ذکر نہین کیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہان سونے کی اسقدر کثرت تھی کہ چاندی شمار مین نہ لاتے تھے اور اس زمانہ مین بھی وہان کا جلن اکثر سونے کے عوض ہے اور وہان کے فقیرون کو چاندی کے زیور سے شرم آتی ہے مالدارون کا کیا ذکر اور وہانکے اوسط درجہ والے سونے چاندی کے برتنون مین کھانا کھاتے ہین۔ آخر زمانہ علاء الدین مین عجیب سانحہ نقل کیا جاتا ہے کہ بادشاہ نے کچھ سوچ کر حکم دیا کہ نومسلمون یعنے مغلون کو نوکری سے برطرف کیا جاوے اور جس کا جی چاہے امرا کی ملازمت اختیار کرے یا کوئی دوسرا کام کرے۔ اکثر نے امرا کی ملازمت کرنی اور بعض نے عار کر کے بہت کمی کے ساتھ بادشاہی لشکر مین گنجایش نکالی اور منتظر رہے کہ آخر بادشاہ ترحم فرما کر ہماری خطا معاف کریگا جب مدت ہوگئی تو پھران جاہلون نے منصوبہ باندھا کہ بادشاہ کو شہر مین ہلاک کرین۔ یہ خبر پہونچتے ہی بادشاہ غضبناک ہوا چونکہ سیاست کے وقت شرع و بے شرع اور حق ناحق کا کم لحاظ کرتا تھا فرمان نافذ کیا کہ ممالک محروسہ مین جہان مغل نومسلم ہو اس کو قتل کرین اور اسکا گھر بار قاتل کو دیا جاوے اور لوگون نے بخوف سلطانی یا بالطبع مال قریب چودہ پندرہ ہزار کے قتل کیے اور مغلون کی نسل مٹ گئی اور ایسا واقعہ ضحاک و فرعون کے عہد مین بھی منقول نہین ہے۔ پھر سلطان کو یہ خبر تحقیق ہوئی کہ دہلی مین ایک جماعت اہل رفض مین سے عجیب جمع ہوئی ہے جو پہلے رودبار وغیرہ مین اور بعض اطراف شام مین تھی یہ لوگ سال مین ایک روز عید کرتے ہین اور اس مستی مین جس عورت سے چاہتے ہین حتی کہ ماں بہن بیٹی سے وطی کرتے ہین۔ بادشاہ نے گویا پہلے گناہ کے کفارہ مین حکم دیا کہ اس قوم کو آرہ سے چیر ڈالین اور انکا نشان باقی نہ چھوڑا چونکہ بادشاہ سخت مزاج تھا کسی کو سفارش کی جرات نہ تھی سکتے ہین کہ جسقدر فتوحات ممالک و بناے عمارات از قسم مسجد و خانقاہ و حوض و منارہ و حصار وغیرہ اس بادشاہ کے عہد مین ہوئین کبھی حاصل نہ ہوئین اور جس قدر ہر علم و ہنر کے ماہر اس کے عہد مین جمع ہوئے کبھی نہ تھے اور عام خلق اللہ مین جس قدر سچائی و راستی وغیرہ اس کے عہد مین تھی کبھی نہ تھی اور جس قدر اسکے زمانہ مین ہندؤن نے بغیر سرکشی کے فرمانبرداری کی کسی زمانہ مین نہ تھی اور جس قدر بزرگان دین و سالکان راہ یقین اسکے عہد مین جمع ہوئے کبھی نہ تھے چنانچہ دہلی مین حضرت شیخ الاسلام نظام الدین اولیا قدس سرہ سجادۂ ارشاد پر متمکن تھے اور شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ کے عرس کے ایام مین حضرت نظام الدین اولیا کے خانقاہ مین دور دور سے خلق خدا دہلی مین آتے تو اہل عہد کے وجد و حال مین دیکھتے کہ در و دیوار نالہ و فریاد مین ہین اور اجودھن مین شیخ عطاء الدین برادر حضرت فرید الدین شکر گنج جو ظاہری عبادات مین اسقدر مبالغہ فرماتے کہ لوگ ان کو ملائکہ قدس سے شمار کرتے اور ملتان مین حضرت

قطب الاولیا رکن الدین بن عارف صدر الدین تھے کہ سرگشتگان بادیۂ طلب کو منازل وصول و قرب
مین پہونچاتے اور تمام اہل ملتان واوچہ و نواح سندھان کی بارگاہ مقدس مین بلیات سے پناہ لیتے
تھے اور حضرت شیخ عارف باوجود کمالات کے سخاوت بے انتہا رکھتے تھے چنانچہ میراث کا مال کثیر مع بے انتہا
فتوحات کے جو شمار سے باہر تھی سب خیرات کرتے اور اکثر اوقات قرض پر بسر فرماتے اور ان کے
علاوہ سید تاج الدین ولد سید قطب الدین جو سخاوت و حلم و علم و دیگر کمالات انسانی مین بے نظیر تھے
مدت تک اودھ کے قاضی پھر بداؤن کے قاضی ہوئے اور ان کے بھائی سید رکن الدین قاضی کڑہ متصف
بہ کمالات تھے اور سید مغیث الدین وانکے بھائی سید نجیب الدین دونون زہد و تقوی و دیگر کمالات مین ممتاز تھے
اور انکو سادات قوایتہ کہتے ہین اور ان بزرگون کے علاوہ بھی بزرگان دین و اصحاب کمالات اسقدر
تھے جن کا مفصل ذکر کرنا بہت دراز ہے از انجملہ قاضی صدر الدین عارف جو قاضی القضاۃ ملقب بہ
صدر جہان تھے پھر قاضی جلال الدین ان کے بعد قاضی القضاۃ ہوئے و مولانا ضیاء الدین بیانوی بھی صدر جہان
ہوئے اور بادشاہ علاء الدین کے آخر ایام سلطنت مین ملک حمید الدین ملتانی کو قضاے ممالک کا عہدہ
ملا تھا و علماے ظاہری جو درس و تدریس مین جامع علوم تھے چھیالیس علماے بزرگ تھے جیسے قاضی
فخر الدین نافلہ و قاضی فخر الدین کرمانی و مولانا نصیر الدین غنی و مولانا تاج الدین مقدم و قاضی ضیاء الدین
بیانوی و مولانا ظہیر الدین لنگ و مولانا ظہیر الدین بھکری و قاضی زین الدین نافلہ و مولانا شرف کنی
و مولانا نصیر الدین رازی و مولانا علاء الدین صدر شریعت و مولانا میران باباک گلہ و مولانا
نجیب الدین بیانوی و مولانا شمس الدین ہم و مولانا صدر الدین و علاء الدین لاہوری و مولانا شمس الدین
گازرونی و مولانا شمس الدین تخشی و مولانا شمس الدین و صدر الدین بادہ و مولانا معین الدین
لولوی و افتخار الدین رازی و مولانا معبر الدین اندرپتی و نجم الدین انتشا و مولانا حمید الدین
ملہوری و علاء الدین کرک و مولانا حسام الدین سادہ و محی الدین کاشانی و کمال الدین کولوی و
وجیہ الدین کابلی و مولانا منہاج الدین و نظام الدین کلانی و نصیر الدین کرسی و مولانا نصیر الدین
صدر یوبی و مولانا علاء الدین تاجر و مولانا کریم الدین جوہری و مولانا محب ملتانی و مولانا حمید الدین
مخلص و برہان الدین بھکری و افتخار الدین ہربی و مولانا حمید الدین ملتانی و مولانا گل محمد شیرازی
و مولانا حسام الدین سرخہ و شہاب الدین ملتانی و مولانا فخر الدین ہانسوی و مولانا فخر الدین شقالی
رحمہم اللہ تعالے اور سلطان علاء الدین کے آخر عہد مین مولانا علیم الدین خبیرہ شیخ بہاء الدین زکریا قدس
سرہ نے دہلی مین آکر اتوارات علوم شروع فرمائے تھے۔ اور سلطان کے عہد مین علم قرارت کے
اساتذہ مین سے مولانا نشاطی ہین جن کا رسالۂ قرآت دنیا مین مشہور رہا اور مولانا علاء الدین سنقری
و خواجہ زکی الدین جو خواجہ حسن بصری کی بہن کی اولاد سے تھا اور وعظ و نصیحت کے مشاہیر مین سے مولانا حسام الدین
درویش دان کے بھائی مولانا جلال الدین مولانا شہاب الدین طیبی و مولانا کریم الدین اپنے وقت کے بے نظیر
تھے اور بادشاہی مجلس کے ندماء مین سے سید الاشراف تاج الدین عراقی و خداوندزادہ چاشنی گیر بادشاہ ملین

بلبن بزرگ کے نواسون مین سے اور ملک رکن الدین و ملک اعزالدین قتالخان و نصیرالدین تورخان ہین سے کی خیر خواہی بادشاہ و دین و عوام خلق اللہ معروف ہو اور سلطان عالیشان کے عہد سلطنت مین شعرائے بیشمار جنکے آوازہ سخنوری سے دارالسلطنت دہلی بلکہ ہندوستان کو زیب و زینت تھی بہت لوگ تھے از انجملہ زمرہ طبقہ امیر خسرو رح تھے کہ فنون سخن مین اختراع معانی انکا حصہ تھا اور یہ خود ان کے تصانیف سے واضح ہو کسی کو انکار کی مجال نہین ہوسکتی اور باوجود اس کے صاحب وجد و حال تھے اکثر اوقات روزہ نماز مین گذارتے اور عشق و محبت مین بڑا پیالہ سپکر نشاط کمال رکھتے تھے ؎ بخدا زیر چرخ زنگاری ۔ گر کوئی اسکا مثل ہو تو دہی ۔ سلطان علاءالدین انکو ہزار تنکہ سالانہ دیتے تھے ۔ دوم امیر حسن سنجری کہ سلاست و لطافت سخن مین مشہور ہین اسی جہت سے انکو ہندوستان کا سعدی کہتے ہین اور وہ بھی ترک و تجرید و قناعت و تہذیب اخلاق مین یگانۂ روزگار تھے اور حضرت شیخ نظام الدین اولیاء قدس سرہ کے خلیفہ تھے اور فواد الفواد انھین نے جمع کی اور نظم و نثر مین انکی تصانیف بہت ہین اور صدرالدین حالی و فخرالدین قوامی و حمیدالدین راجہ و مولانا عارف و عبدالحکیم و شہاب الدین صدر نشین بھی اس عہد کے شعراء سے ہین جب کہ شاعری کے صیغہ مین تنخواہین ملتی تھین اور ہر ایک کا طرز خاص تھا چنانچہ انکے دیوان انکے کمالات سخنوری کے شاہد ہین ۔ سلطان کے وقت مین چند مورخین بھی بے مثل تھے ۔ اور اس بادشاہ عالیجاہ کے عہد مین طبابت کے اہل کمال مین سے اول استاد الاطباء مولانا بدرالدین دمشقی کا یہ کمال تھا کہ اگر چند جانورون کا پیشاب قارورہ مین ڈالکر لایا جاتا تو فوراً حکم کرتا کہ فلان فلان جانور کا پیشاب خلط ہو ۔ مؤلف کتاب کہتا ہو کہ صناعت طبی مین یہ امر دشوار ہو لیکن چونکہ طبیب موصوف باوجود اس فن کے اہل تصوف مین سے صاحب کشف و کرامت تھا اس نظر سے کچھ بعید نہین ہو کہ اسکو خاص خدمت کے لیے یہ کشف عطا ہوا ہو ۔ اس عہد مین منجمون و رمالون مین سے بھی چند آدمی محرکومات کرتے تھے اور اہل طرب و قوال و مغنی خوان اس کثرت سے استاد موجود تھے کہ انکا شمار دشوار ہو اسی طرح ہر ایک صنعت و ہنر کے اہل کمال اس کے عہد مین اس قدر جمع تھے کہ انکا بیان علیحدہ کتاب مین بھی دراز ہو ۔ جب بادشاہ علاءالدین کی سلطنت کمال کو پہونچی تو بقول مشہور ہر کمالے را زوالے بادشاہ کے حرکات مین تغیر شروع ہوا اور بقائے دولت کے برخلاف حرکات کرنے لگا چنانچہ ملک نائب کافور کو بالکلیہ مختار کر دیا جو کچھ وہ کہتا بادشاہ منظور کر لیتا اور اپنی اولاد کو شایستہ مودب لائق ہونے سے پہلے ہی باہر نکالا چنانچہ خضر خان کو خہر دیکر ولیعہد کر دیا اور یہ بھی نہ کیا کہ عقلاء و اہل دیانت کو اسکی اتالیقی مین مقرر کرتا یا جیسے بیٹون کو عقلاء کے سپرد کرتا جو ہر طرح کی نصیحت و حسن تدبیر و نیک تعلیم سے انکو شہوت پرستی کے مہلک خطرات سے بچاتے ۔ اس اثنا مین راے تلنگ نے مینڈھا ہاتھی مع عرضداشت حضور مین بھیجے کہ مین نے جو کچھ سائبان تعالی کے زیر سایہ اپنے ذمہ قبول کیا اور ملک نائب کو اس کے بارہ مین عریضہ دستخطی دیدیا ہو وہ سب حاضر ہو جس کو حکم ہو سپرد کر دون ۔ ملک نائب کو خضر خان و اسکی والدہ سے خوف تھا بالفعل اس نے موقع پا کر عرض کیا کہ اگر فرزندی اس خدمت پر سرفراز ہو تو اتنی مدت کا خراج راے تلنگ سے وصول کر لاوے اور رام دیو کا بیٹا سنگدیو جو قابل اعتماد نہین ہو اس کو دفع کر کے مملکت دکن کو صاف کرے ف ۔ گویا اس حیلہ سے ملک کافور کا مطلب تھا

کہ اگر بادشاہ اس عرصہ مین مرجاوے تو اس کے پاس خزانہ و فوج ایسی کافی موجود ہوگی کہ وہ بیگمی کو پوری طرح ادا کرسکے۔ م - بادشاہ نے سنہ سات سو بارہ مین مع افواج دکن کو روانہ کیا۔ اس نے دیوگڈھ پہونچکر سنگدیو کو قتل کیا اور مرہٹ کے اکثر بلاد گلبرگہ تک و مدکل و راچور سب صاف کردیے اور تلنگ و اہل وجی پور و دھور سمندر وغیرہ سب سے ممالک کرناٹک و تلنگ کے راجون سے جنھین کر قلعون کو فتح کرکے ایسا صاف کردیا کہ کسی کو سرکشی کی طاقت نہ رہی پھر اس نے رائے تلنگ و کرناٹک سے اموال و پیشکش وصول کرکے دہلی روانہ کیے اور خود دیوگڈھ مین ٹھہر گیا اور چند روز مین دیلان دیو راجہ کرناٹک و راجہ میسور دونون کو سلطان کا خراج گذار کرلیا - ان دنون بادشاہ کو بوجہ کثرت جماع کی سخت بیماری عارض ہوئی اور کمبختی سے خضر خان و اسکی والدہ کو عیش پرستی نے گھیرا چنانچہ ملکہ جہان کو ان دنون سوائے پوتون کے ختنہ و مونڈن کے جشن کے جو ہر روز نئے طریقہ سے جاری کرتی تھی اور کوئی کام نہ تھا اور شہزادہ خضر خان بھی سوائے مجلس آرائی و شراب خواری و چوگان بازی اور رقص سرود کے کسی طرف توجہ نہ کرتا گویا ان احمقون کے خیال سے بادشاہ کا بیمار ہونا اثر گیا اور بادشاہ ان حرکات سے بدل رنجیدہ ہوا اور ملک نائب کو دیوگڈھ سے اور الغخان کو گجرات سے طلب کیا وہ دونون حاضر ہوئے تو بادشاہ نے بیٹے و بی بی کی شکایت تنہائی مین ملک نائب سے بیان کی وہ خصلتی بے حمیت جو عورتون سے بدتر جبلت مین تھا منکر امی سے اس فکر مین تھا کہ خاندان علائی برباد کرکے خود سلطنت کی بنیاد ڈالے فوراً موقع پاکر بادشاہ سے کہا کہ ملکہ جہان و خضر خان و اسکا مامون الغخان ملکر حضور کی موت چاہتے ہین۔ بادشاہ کی دانائی بوجہ ضعف دماغ کے خراب ہوگئی تھی متوہم ہوا اسی عرصہ مین خضر خان و شادی خان کی والدہ نے درخواست کی کہ الغخان کی بیٹی سے شادی خان کی شادی منظور فرمائی جاوے۔ ملک کافور نے موقع پاکر خیال سابق کو تازہ کیا۔ بادشاہ نے بدگمانی سے خضر خان کو حکم دیا کہ امروہہ جاکر سیر و شکار مین مشغول رہے بعد صحت حسب الطلب حاضر ہو۔ بیچارہ شاہزادہ دلگیر ہوا اور خدا تعالی سے منت مانی کہ اگر والد ماجد کو اللہ تعالے شفا بخشے تو وہان سے پیادہ مشائخ دہلی کے دیدار فیض آثار کے لیے حاضر ہوگا چنانچہ جب اسکو باپ کی تندرستی کی خبر پہونچی تو حکم شاہی پہونچنے سے پہلے ہی اپنی نذر ادا کرنے کے لیے خاصہ فوج لے کر ننگے پانون دہلی روانہ ہوا۔ افسوس کہ اس سادہ لوح کو نہ خود آداب معلوم تھے اور نہ کوئی عاقل اتالیق تھا۔ ملک کافور نے موقع پاکر عرض کیا کہ دیکھیے خضر خان بغیر حکم شاہی چلا آیا۔ مبادا امراء سے متفق ہوگیا ہو بادشاہ نے ابتدا مین یقین نہ کیا اور شاہزادہ کو اپنے پاس بلایا اور باتون سے اسکے دل مین صحت کی خوشی پاکر گود مین لیا اور سر و چشم پر بوسیدہ دیکر رخصت کیا کہ گھر مین جاکر ان سب کی زیارت کرے۔ شاہزادہ نادان نے گھر مین جاکر پھر عیش پرستی مین پڑکر دربار کی حاضری مین غفلت کی۔ کافر خصی نے موقع پاکر بادشاہ کے ذہن نشین کردیا کہ شاہزادہ نے الغخان و شادی خان وغیرہ کے اتفاق سے قصد مصمم کیا ہے کہ بادشاہ کو ہلاک کرے اور اپنے ہمجنس خواجہ سراؤن کو گانٹھ کے ان سے حسب دلخواہ گواہی دلوادی اور ہر قسم کے مکر و حیلہ سے حکم حاصل کیا کہ خضر خان و شادی خان دونون شاہزادون کو بالفعل قید کیا جاوے چنانچہ انکو گوالیار کے قلعہ مین محبوس کیا اور انکی والدہ ملکہ جہان کو بھی محل سے نکال کر دہلی کہنہ مین قید کیا مشہور ہے کہ بادشاہون کا معاملہ سخت نازک ہوتا ہے - غصہ کے وقت اپنی اولاد پر بھی رحم نہین کرتے ہین - اس کے بعد الغخان کے قتل کا حکم جاری کرے

اس کو بھی شہید کیا اور بادشاہ کے حکم سے سید کمال الدین کرک نے جاکر جالور مین الغخان کے بھائی نظام الدین کو بھی شہید کیا - واہ عجب برگشتگی ہو کہ اپنے ہاتھون اپنا گھر خراب کرتے ہین - الغخان و اسکے بھائی کے قتل ہونے اور دونون شاہزادون کے قید ہونے سے ہر طرف فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا - لشکر گجرات نے بغاوت اختیار کی - ملک نائب کافور نے بادشاہی حکم سے سید کمال الدین کرک کو گجرات بھیجا وہان الغخان کے آدمیون نے اس کو پکڑکر سخت تکلیف کے ساتھ قلعہ پر سے نیچے ڈال دیا اور حاکم چتور نے باغی ہوکر بادشاہی آدمیون کو باندھکر قلعہ پر سے نیچے ڈال دیا اور دکن مین رامدیو کے داماد ہرپال دیو نے بغاوت کرکے بادشاہی تھانے اٹھا دیے - بادشاہ یہ خبرین سنکر غم و غصہ مین سانپ کی طرح بل کھاتا تھا تعجب شاید اب سمجھا ہو کہ اس کافر خصی نے دغا کی اور مشہور یہ ہو کہ بیماری روز بروز بڑھتی گئی حتی کہ شوال کی چھٹی تاریخ سنہ ۷۱۶ سات سو سولہ ہجری مین انتقال کیا اور یہ تمام ہاتھی گھوڑے وخزائن وجواہرات اندوختہ جو سلطان محمود بسبتگین کو بھی میسر نہ ہوئے اسی طرح چھوڑ دیے ؎ بقا بقائے خداے است و ملک ملک خدائے - کچھ لوگون کا یہ خیال ہو کہ ملک نائب کافور نے زہر سے ہلاک کیا واللہ اعلم بادشاہ علاء الدین کے عہد مین چورا سی لڑائیان چھوٹی بڑی واقع ہوئین اور بحکم قادر ذوالجلال ہر معرکہ مین فتح سلطان و اسکے لشکر ہی کو نصیب ہوئی اور سلطان علاء الدین کی حشمت و شوکت اگر قیاس کرنا چاہو تو کمتر نمونہ یہ ہو کہ فقط شاگرد پیشہ ستر ہزار تھے ازانجملہ سات ہزار معمار دگاکار تھے کہ جب بڑی سے بڑی عمارت بنانے کا قصد کرتا تو دو ہفتہ مین پوری تیار ہو جاتی تھی اور چھوٹی تو تین روز مین تیار تھی اور سلطان جو وقت مقرر کر دیتا اس سے تجاوز کی مجال نہ تھی - اور یہی سبا بادشاہ جس نے ہاتھی پر عماری رکھکر سواری فرمائی - اسکی سلطنت کچھ اوپر بیس سال تھی - ذکر سلطنت شہاب الدین عمر بن سلطان علاء الدین خلجی - صدر جہان گجراتی نے اپنی تاریخ مین لکھا کہ وفات کے دوسرے روز ملک نائب نے امرا و ارکان دولت کو حاضر کرکے بادشاہی فرمان دکھلایا کہ مین نے خضر خان کو معزول کرکے شہاب الدین عمر کو ولیعہد کیا اور موافق وصیت کے اس سات برس کے بچہ کو تخت پر بٹھاکر خود نیابت مین مشغول ہوا اور اول روز ملک سہیل کو منصب باربکی دیکر رخصت کیا کہ قلعہ گوالیار مین جاکر شاہزادہ خضر خان و شادی خان کے آنکھون مین سلائی پھیرے اس کافر نعمت نے جاکر یہی کیا اور ملکہ جہان کو مقید کیا - ملک نائب کافور اگرچہ خایہ تراشیدہ خصی تھا مگر بادشاہ شہاب الدین کی والدہ کو اپنے نکاح مین لیا اور چاہا کہ شہزادہ مبارک خان کی آنکھون مین بھی سلائی پھیرے اور خود سلطنت کرے مبارک خان کی والدہ بی بی مایک نے شیخ نجم الدین قدس سرہ کی خدمت مین جو حضرت احمد جام قدس سرہ کی اولاد سے تھے آدمی بھیجکر آہ وزاری سے یہ حال عرض کیا - حضرت شیخ نے فرمایا کہ اس سے کہہ کر غم نہ کر اور لطیفہ غیبی ظاہر ہونے کا انتظار رکھ اور اپنے سر مبارک سے ٹوپی اٹھاکر ٹیڑھی رکھ لی اور فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی جب تک مبارک خان تخت سلطنت پر نہ بیٹھے اپنی ٹوپی سیدھی نہ کرونگا - ملک نائب ہر روز بادشاہ خردسال شہاب الدین کو کوشک ہزار ستون کے بالاخانہ پر لاکر گھڑی دو گھڑی تخت پر بٹھاتا اور امرا و اکابر و حاجب وغیرہ قرینہ سے صف بستہ ہوتے پھر اس طفل کو محل مین بھیجکر خود اپنے محرم راز خواجہ سراؤن کے ساتھ بیٹھکر چوپڑ کھیلنے مین مصروف ہوتا - ایک رات ایک قدیمی جماعت کو جو ہزار ستون کے

محافظ تھے مخفی روانہ کیا کہ جاکر مبارک خان کو ہلاک کرین۔ مبارک خان نے انکو دیکھتے ہی پہچانا کس قصد سے آئے ہین اور اپنے گلے سے قلادہ مرصع نکالکر انکے سامنے ڈال دیا اور اپنے باپ سلطان علاء الدین کے حقوق ان کو یاد دلائے۔ وہ لوگ شرمندہ ہوکر لوٹے اور اپنے سردار میشر و بشیر سے یہ سب حال کہا اور وہ گردن بندان کے آگے رکھ دیا وہ دونون حقوق سلف مبارک و اسکی اولاد کی تباہی یاد کرکے رونے لگے اور سب نے مردانہ عزم کرلیا چنانچہ جب سب لوگ رخصت ہو گئے انھون نے ہزارستون کے دروازے محکم بند کرلیے اور خرگاہ مین گھس کر ملک نائب داس کے محرمون کو تہ تیغ کرڈالا اور شاہزادہ مبارک خان کو قید سے نکالکر بادشاہ شہاب الدین عمر کا نائب کردیا۔ یہ واقعہ سلطان کی وفات کے پچیسوین روز ہوا۔ شاہزادہ مبارک نے چند روز اپنے برادر خرد کی نیابت کی پھر امراء کو موافق کرکے بادشاہ شہاب الدین عمر کی آنکھون مین سلائی پھیر کر قلعہ گوالیار مین بھیجدیا اسکی بادشاہی تین مہینہ چند روز تھی اور خود تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور سلطان قطب الدین لقب پایا۔ جس زمانہ مین سلطان علاء الدین کا خاندان برباد ہو رہا تھا لوگون نے شیخ بشیر قدس سرہ سے جو ظاہر مین دیوانہ مشہور تھے اور حقیقت مین مخبر وبان وقت سے تھے پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے فرمایا کہ علاء الدین نے اپنے چچا دولی نعمت کا گھر تباہ کیا تھا اس کا بدلا ہو رہا ہے ازمکافات عمل غافل مشو۔ ذکر قطب فلک عشرت و کامرانی سلطان قطب الدین مبارک شاہ خلجی کا۔ ماہ محرم کی آٹھوین تاریخ ۷۱۶ھ سات سو سترہ ہجری مین سلطان قطب الدین مبارک شاہ نے قدم تخت شاہی ہندوستان پر رکھا اور بشیر و بشیر کہ سردار نائکان تھے اور بعد قتل ملک نائب کے اپنی ذات کو موجود تصور کرکے اعمال ناپسندیدہ اُنسے سرزد ہوتے تھے قتل کیا اور باقی نائکان کو قصبات اور پرگنات مین متفرق کیا خاطر انکی جانب سے مطمئن کی اور ہر ایک امرا کو بقدر مراتب نوازش فرماکر صاحب طبل و علم کیا اور اپنے قدیم غلامون کو عہدہ ہاے قدیم اور جاگیرین عطا فرمائین اور ملک دینار شحنہ پیل کو ظفر خان اور اپنے چچا شیر شاہ کے غلام کو جس کا نام محمد تھا اور مولانا ضیاء الدین پسر مولانا شہاب الدین خطاط کو صدر جہان خطاب دیا اور ملک قراگیز کو اپنے قرب مین اختصاص دیا و حسن نام پرواز بچہ کہ پہلوان گجرات سے تھا اور ملک شادی نائب خاص کو کہ بادشاہ علاء الدین نے اُسے پالا تھا اپنے التفات سے سرفراز کرکے خسرو خان خطاب دیا اسکے ساتھ بے انتہا محبت کے باعث ملک نائب کافور کا سب لشکر و حشم و ملک شادی کا لشکر و حشم اُسے عنایت کیا یہانتک کہ بیمار شیفتہ اور فریفتہ ہوا کہ منصب وزارت پر بدون دریافت استعداد اور اشغال منصوب کیا بلکہ گجنیہ مدہ ہرگدائے پُر ترسم کہ کند جہان خطائے ہے جو کہ بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ خوف قتل اور محنت حبس و زندان کھینچے ہوئے تھا اوائل سلطنت مین خوش خلق اور رحم دل رہا اور سترہ ہزار محبوس رہا کیے اور جلالیون کو اطراف سے طلب کرکے اُنپر بڑا بذل و احسان کا کھولا اور تمام فوج کو شش ماہہ مواجب عنایت فرمایا اور مناصب اور جاگیر امرا اور ملوک کو زیادہ کرکے دل اور کیسا اور ہمیان کمر سے باندھ دست بخیلون کے خالی تھا مثل چشم و دل جوانمردون کے پُر کیا اور مردم کو چہ و بازار نے برسون کے بعد درم اور دینار کا منھ دیکھا اور اہل استحقاق کی عرضیان جو مدت سے مندرس ہوئین تھین ملاحظہ مین گذرین اور موافق ارادہ اور التماس کے جواب دستخط خاص سے

مزین ہوئین اور علما اور صلحا اور ارباب استحقاق کا وظیفہ اور اور اضافہ کیا زمینداروں کے دیہات زمینداری جو شاہ علاء الدین کے عہد مین خالصہ مین آئے تھے پھر نکلے اور خراج گران اور سخت طلبی کہ معمول قدیم تھا موقوف کیا آخر جو سون نے کہ بالکل ملک عدم مین رخت کھینچا تھا آہستہ آہستہ ملک وجود مین قدم رکھا بلکہ جمیع قواعد و ضوابط عہد علائی کو کہ ہر ایک شامل ایک مصلحت اور حکمت مین تھے درمیان سے اٹھائے اور نرخ اشیا کو بھی برہم مارا اگرچہ ظاہر مین شراب کی ممانعت مین کوشش کرتا تھا لیکن جو بادشاہ خود عیش و عشرت اور جود و سخا بے اندازہ اور غفلت کے سوا دوسرا کام نہ رکھتا تھا اس سبب سے آدمی از کاب خمر سے متنبہ اور ممنوع سونے فسق و فجور مین کوشش کرتے تھے اور عہد علائی کے خلاف عمل مین لاتے تھے اور جو حادثہ گجرات قوی ہوا تھا بادشاہ قطب الدین نے اس فساد کی تسکین اہم جانکر عین الملک ملتانی کو جو سرداران معتبر علائی سے تھا اور ہمیشہ خدمات بزرگ پر تعین ہوتا تھا مع لشکر جرار گجرات کے دفع فساد کے واسطے روانہ کیا اور اُسنے وہان جاکر اُن لوگون کو کہ باغی فتنہ و فساد ہوئے تھے بزور شمشیر زیر کیا اور بہزاد اور گجرات از سر نو ضبط مین لایا اور اُس ملک کے زمینداروں کو مطیع اور فرمانبردار کیا اُس کے بعد سلطان قطب الدین نے ظفر خان کی دختر اپنے حبالہ نکاح مین کی اور اُسے گجرات کا صاحب صوبہ کیا اور اُسنے تین چار مہینے کے عرصہ مین گجرات کو خس و خاشاک اہل بغی اور فساد سے ایسا پاک کیا کہ اُن کا اثر اُس دیار مین باقی نرہا اور وہان کے راجاؤن اور زمینداروں سے زر خطیر وصول کرکے خزانہ مین بھیجا اور جو نبیرہ رفاق بادشاہ علاء الدین کے ہرپال دیو داماد رام دیو باتفاق راجاے دکن ولایت مرہٹ پر متصرف ہوکر مرد م بادشاہی کو دکن سے باہر کرکے قلعہ دیوگڑھ کو محاصرہ مین رکھتا تھا بادشاہ قطب الدین نے دوسرے برس جلوس کے لشکر گران دیوگڑھ کی طرف کھینچا اور غلام بچہ شاہین نام کو خانبیگ خطاب کرکے واسطے تنبیہ باغی ضعیف کے دہلی مین چھوڑا اور جب حدود دیوگڑھ مین پہونچا ہرپال دیو اور دوسرے راجاؤن نے کہ قلعہ دیوگڑھ مین اجتماع کیا تھا تاب مقاومت نہ لاکر متفرق ہوئے بادشاہ نے ایک جماعت امرا اُنکے تعاقب کے واسطے مقرر کی وہ شرط تعاقب بجالائے یعنی ہرپال دیو کو دستگیر کرکے بادشاہ کے روبرو حاضر کیا بادشاہ کے حکم دیکر اُسکا پوست کھنچوایا اور سر اُسکا دیوگڑھ کے دروازہ پر لٹکایا اور سلطان بارش کے سبب چند روز وہان توقف کرکے تمام ولایت مرہٹ اپنے تصرف مین لایا اور شہر دیوگڑھ مین ایک مسجد جو اب تک موجود ہے تعمیر کروائی اور گاکر اور ساگر اور دھورسمند اور دوسرے مالک مین تھانے بٹھلائے اور ملک بیگ لکھی کو جو بندگان علائی سے تھا لشکر دکن کی سرداری عنایت فرمائی اور مرہٹ کو امرا کی جاگیر مین تقسیم کیا اور باپ کی طرح معشوق کی تربیت مین مشغول ہوکر خسرو خان کو چترا اور دور باش دیا اور امراے معتبر ہمراہ کرکے معبر کی طرف روانہ کیا اور خود دہلی کی طرف مراجعت کی اور راستہ مین شرب مدام اور غفلت دوام کی سبب سے ملک اسدالدین چچیرے بھائی بادشاہ علاء الدین کے سر مین سرداری کا خیال واقع ہوا ساتھ ایک جماعت سرہنگون کے اتفاق کرکے عہد کیا کہ جب سلطان کاتی ساکون سے گذر کر حرم مین جا بیٹھے اُسوقت سلاح داروں اور نایکون اور تمام محافظون سے کوئی اُسکے پاس نہ ہیگا حرم مین جاکر اُسکا کام تمام کرین اتفاقاً اُس شب کو کہ سلطان کاتی ساکون سے عبور کیا چاہتا تھا ایک ہمراہی ملک اسدالدین نے سلطان کی خدمت مین حاضر ہوکر سب حقیقت حال عرض کی بادشاہ نے اسی مقام مین قیام کیا اور بعد ثبوت جرم ملک اسدالدین کے قتل کا

حکم نافذ فرمایا اہلکارون نے حکم کے موافق عمل کیا یعنی اُسے گرفتار کرکے گردن ماری اور اس کے ہواخواہون نفر کہ جن مین سے بعضے دہلی مین تھے اور اس مصلحت مین انھین کچھ مداخلت نہ تھی اور بعضے اس سفر مین تھے اُسکے حکم سے اُنپر بھی سیاست ہوئی اور جب جھابن مین پہونچا شادی کنہ سرد اور اصلاحدار ان کو گوالیار کی طرف بھیجا تاکہ خضر خان اور شادی خان اور ملک شہاب الدین کو کہ قبل اُسکے سیل آنکھ مین کھینچی تھی قتل کیا اور اہل وعیال کو دہلی مین لایا سلطان قطب الدین نے خضر خان کی منکوحہ دیولدی کو اپنے حرم مین داخل کیا اور جب گجرات اور دکن اور تمام ممالک ہندوستان کو اپنے تصرف مین دیکھا اور امرا اور ملوک کو اپنا فرمان بردار اور مطیع پایا اور مدتی ملک مین مزہا مستی شراب اور جوانی اور دولت سے نخوت اور غرور اُسکے دماغ مین پیدا ہوا اور اجرائے کام مین کسی سے مشورہ نہ کرتا اور کسی مخلص اور دولتخواہ کا قول سماعت نفرماتا اور اگر کوئی شخص دولتخواہی اور خیرسگالی سے کوئی بات اُس کے خلاف رائے عرض کرتا روگردانی کرکے زبان اُس کی دشنام اور اہانت مین کھولتا پھر تو یہ نوبت پہونچی کہ کسی کو اتنی قدرت نرہی کہ رمز و اشارہ سے وہ بات جو شامل اُس کے فلاح اور صلاح ہووے عرض کرسکے آخر کو اخلاق کریمہ اُس کے اوصاف ذمیمہ سے مبدل ہوئے اور قہر و سیاست کا عادی ہوا اور باپ کی طرح خون ناحق پر کمر باندھی از انجملہ ظفر خان والی گجرات کو جو اُسکا رکن رکین سلطنت اور اعیان دولت سے تھا بے صدور قصور قتل کیا اور اُسکے بعد ملک شاہین کو جو دفا بیگ خطاب رکھتا تھا ارباب غرض کے بھڑکانے سے ناحق ہلاک کرکے اُسکا مظلمہ اپنی گردن پر لیا اور علاوہ اسکے وہ کام جن کا ارتکاب موجب زوال دولت اور منافی بقاے سلطنت ہووے اپنا شعار کیا اور حضرت نظام الدین اولیاء سے بوجہ اس کے کہ خضر خان انکا مرید تھا عداوت باندھی اور زبان طعن آنحضرت کی نسبت کھولی اور کلام نامناسب کہے اور شیخ زادۂ حرام کو جو اُنکے مخالفون سے تھا اپنے تقرب مین اختصاص بخشا اور شیخ رکن الدین کو شیخ زادہ کے تعصب سے ملتان سے طلب کرکے اُنکی عزت و احترام مین ساعی ہوا اور اکثر اوقات اپنے تئین ساتھ زیور اور لباس عورتون کے آراستہ کرتا تھا اور مجمع مین حاضر ہوتا تھا اور زنان ہزالہ اور سخرہ کو قصر ہزار ستون پر طلب کرتا کہ ساتھ امراے کبار مثل عین الملک ملتانی اور قرا بیگ کے کہ جو وہ شغل رکھتا تھا اور مثل ان لوگون کے ہزل اور اہانت کرتین تھین اور حرکات زشت اور ناشایستہ بجالاتی تھین اور وہ بدبختین ماورزاد برہنہ ہوکر ان بزرگون کے مقابل آتی تھین اور اُن کی پوشاک پر پیشاب کرتی تھین علاوہ اسکے اور حرکات غیر مکرر کی مرتکب ہوتی تھین اور سامان اُس کی زوال سلطنت بلکہ خاندان علائی کا مہیا اور آمادہ کرتی تھین اور نظر خان کے قتل ہونے کے بعد حکومت گجرات حسام الدین برادر مادری خسرو خان کو دی اور حسام الدین بھی بادشاہ کا منظور نظر تھا جسوقت خسرو خان حاضر ہوتا اُس کے عوض حسام الدین قیام کرتا تھا اور جب حسام الدین گجرات مین پہونچا اور عزیز و اقارب اُس کے جونپور اور اُس کے اطراف و اکناف مین رہتے تھے وہان جاکر اُس سے ملے تو نہایت نادانی اور کم تجربگی سے فی الحال مخالفت آغاز کی اور امراے گجرات کو اپنے حال پر تھے سب نے متفق ہوکر حسام الدین کو گرفتار کرکے درگاہ سلطانی مین روانہ کیا جو مین سلطان کی اُسپر نظر پڑی دوبارہ بمقتضاے بشریت و عالم جوانی حسام الدین کو قید سے رہائی دیکر اپنے تقرب مین سرفراز کیا لیکن امراے گجرات و اعیان درگاہ اُسکے رہا ہونے سے دل مین نہایت آزردہ ہوئے اور حکومت گجرات حسام الدین کے بعد ملک جیالدین قریشی کو

مفوض ہوئی اور وہ گجرات کے انتظام اور آبادی مین کہ حسام الدین نے خراب اور ویران کیا تھا مشغول ہوا اور اسی عرصہ مین یہ خبر پہونچی کہ ملک بیگ لکھی حاکم دکن نے لوائے خصومت بلند کرکے بغاوت پر کمر باندھی ہے سلطان نے ایک جماعت کو امرائے نامدار سے مع لشکر گران اسکے فساد کے دفع کے واسطے روانہ کیا اور اس جماعت نے حاکم ہنی حسن تدبیر سے ملک لکھی کو مع اور مفسدون کے کہ مایۂ فتنہ اور بانی فساد تھے دستگیر کیا اور دہلی مین لائے بادشاہ نے ملک لکھی کے ناک اور کان کٹوا کر اور دوسرون کو انواع عقوبت سے قتل کیا اور ملک عین الملک ملتانی کو دیوگڑھ کی حکومت پر اور ملک تاج الدین پسر خواجہ علاء الدین کو اس ولایت کا مشیر کرکے رخصت کیا اور ملک حمید الدین کو گجرات سے طلب کرکے منصب وزارت پر منصوب فرمایا اور تاج الملک کے خطاب سے مخاطب کیا اور خسرو خان جب معبر پر پہونچا دہا کے حاکم تاب مقاومت نہ لاکے مع خزائن و اسباب فرار ہوئے لیکن خواجہ تقی نامے ایک سوداگر جو مال فراوان رکھتا تھا اور ساتھ اس اعتقاد کے کہ لشکر اسلام مجھے آزار نہ پہونچاویگا اُسنے راہ فرار نہ پائی تھی ظلم و تعدی سے اُس بیچارہ کا بھی زر خطیر لوٹ کر قتل کیا اور وہان سے تلنگ گیا وہان کے راجہ حصاری ہوا اُسنے محاصرہ کیا اور اُسے عاجز کرکے ایک سو ایک زنجیر فیل اور علاوہ اُس کے اور تحف و نفائس لیکر امان دی پھر وہان سے کیلی کی طرف روانہ ہوا اور بیس زنجیر فیل اور ایک لماس ورنی چھ درم کا اُسکے ہاتھ آیا پھر معبر کی سمت مراجعت کی اور موسم برسات وہان بسر کیا اور سرکشی کا دعوی کرکے چاہا کہ امرائے معتبر کو جو اُس کے ہمراہ تھے قتل کرکے اُس ولایت پر استقلال سے قبضہ کرے ملک تلنبہ حاکم جزیرہ کو وہ اور ملک تیمور حاکم چندیری اور ملک کمل افغان کہ امرائے عمدہ اور نامی اُس کے سے تھے اس ارادہ پر مطلع ہوئے اور اجتماع کرکے پیغام دیا کہ ہم تیرے اندیشہ سے واقف ہوئے زحمت بیہودہ لیجانا کچھ فائدہ نہین رکھتا لازم کہ یہ خیال محال اپنے سر سے باہر کرے اور اس سے پیشتر کہ یہ راز فاش ہو دہلی کی طرف مراجعت کر جب خسرو خان نے جانا کہ کچھ پیش نہ جاوے گا بالضرورۃ معبر کو امرائے عمدہ کے سپرد کرکے دہلی کی معاودت کا عازم ہوا اور ایرکہ ایسی خدمت پیش لیجا کر سوطرح کی امید تحسین اور سرفرازی کی رکھتے تھے عرایض مبنی بر حقیقت حال درگاہ سلطانی مین ارسال کین لیکن بادشاہ نے خسرو خان کی محبت اور اُسکے وصال پر مقبل و خرد برباد دی تھی یہ حکم نافذ کیا کہ خسرو خان جہان پہونچا ہوا اُسے پالکی مین سوار کرکے ہر منزل مین کہار بہم پہونچا کر بسرعت تمام حضور مین روانہ کرین امرا نے حکم کے موافق عمل کیا اور سات دن مین اُسے دہلی مین پہونچایا اور جب خسرو خان نے ملازمت کی اُسوقت کہ بادشاہ کو اس کی آرزو تھی گریہ وزاری آغاز کرکے التماس کی کہ امرا میری ہمراہی سے ننگ رکھتے تھے اس سبب سے مجھے اس تہمت مین متہم کرکے ساتھ نمکحرامی کے منسوب کیا بادشاہ کہ عاشق اور شیدا تھا اُسکے دروغ کو سچ سمجھکر امرا پر بدظن ہوا اور جبکہ امرائے ترقی خواہ اُسکے دفع کے بعد آئے ہر چند اندیشہا سے فاسد اور ناصواب خسرو خان کے بیان کیے اور اپنے صدق دعوی پر گواہ گذرانے کچھ فائدہ نہوا بلکہ طریق مکابرہ اور دلائل ناصواب اختیار کرکے انھین منصب اور جاگیر سے معزول کیا اور نظربند کرکے دربارداری سے ممانعت فرمائی اور ولایت چندیری کو تغیر کرکے اسکے بیٹے کو عنایت فرمائی اور ملک تلنبہ کو طلب مارے اور جاگیر اس سے لیکر قید خانہ مین بھیجا اور گواہون کو زیر چوب تاکید کیا اور تمام خلائق کو معلوم ہوا کہ خسرو خان کے بارہ مین کلام کرنا پشیمانی کے سوا فائدہ نہین دیتا ہی سب گونگے اور بہرے ہوکر

خاموش ہوئے اور ہر حیلہ و تدبیر سے بعضوں نے آپ کو سرحد کی طرف کھینچا اور نکالے اور بعضوں نے خسرو خان سے آمیزش کرلی اُسکے بعد روز بروز سلطان اُسکے عشق و محبت مین بیخود ہوتا جاتا تھا اور نائرۂ عشق زیادہ تر شعلہ زن ہوتی جاتی تھی اور خسرو خان سلطان کے دفع کی فکر و تدبیر مین تھا اور جہانداری کی ہوس کرتا تھا اور بہاء الدین و بیراس سبب سے کہ سلطان نے قصد اُس کی منکوحہ کے ناموس کا کیا تھا سا تھ خسرو خان کے متفق ہوا اور خسرو خان نے عزم طوکانہ اختیار کیا اور شروع مطلب کرکے ایکروز خلوت مین عرض کیا کہ بادشاہ از روے بندہ نوازی کے کبھی کبھی مجھے تسخیر ولایت کے واسطے فوج کی سپہ سالاری دیکر بھیجتے ہین چونکہ امراے تابع بسبب تفوق قوم اور قبیلہ سرکشی کرتے ہین اور قبائل بندہ بھی بہت ہین اگر حکم ہووے مین بھی اپنے قبیلہ کو جمع کرکے صاحب استعداد ہوون سلطان موصوف نے اس امید سے کہ اُنمین بھی کوئی صاحب حسن و جمال ہو بشوق تمام التماس اُسکا پذیرا کیا اور اُنکے طلب کی اجازت دی خسرو خان نے اس بہانہ سے اکثر ہندو گجرات کو کہ ناداری کے سبب اوقات بسر نکر سکتے تھے بہرطرح تسلی کرکے بیس ہزار گجراتی اپنے پاس فراہم کیے اور جو کچھ رکھتا تھا صرف کرکے ساز و یراق لشکر راست کیا اور قوت و کثرت تمام پیدا کرکے گجراتیون اور دوسری قومون سے چالیس ہزار سوار انصار اُسکے پاس جمع ہوئے اسوقت اپنے دعا یہ کے درپے اور بجد تر ہوکر پسر قرہ قماز اور یوسف صوفی اور مثل اُنکے مفسدان دہلی سے کہ ساتھ اُسکے متفق تھے صلاح کرکے منتظر وقت ہوا اس درمیان مین سلطان سر ساوہ کی طرف شکار کے واسطے روانہ ہوا خسرو خان اور اُسکے بھائی چاہتے تھے کہ بادشاہ کو شکارگاہ مین قتل کرین پسر قرہ قماز اور یوسف صوفی اس ارادہ سے مانع ہوئے اور بولے کہ سلطان کو اگر ہم راستہ مین قتل کرینگے احتمال رکھتا ہے کہ اُسکا لشکر ہمارا تعاقب کرے اور اُسکے انتقام مین زندہ نہ چھوڑے انسب وہ ہے کہ ہزار ستون کے اوپر کہ وہ مقام خلوت کا ہے وقتہ ہم داخل ہون اور سلطان کا کام تمام کرین اور امرا کو مکان سے باہر کرکے اپنے پاس بلاکر رکھین اگر ہماری اطاعت قبول کرین فبہا والا اُنمین بھی قتل کرین اور جب سلطان شکار سے مراجعت کرکے دہلی مین آیا اور اپنی عادت کے موافق شرب خمر اور عیش مین مشغول ہوا نظم بخرم و لے زان طرف بازگشت ٭ سوے بزم گاہ آمد از کوہ و دشت ٭ ولے غافل ز کینہ روزگاہ ٭ کہ خواہد شدن چون سر انجام کار ٭ خسرو خان حصول مطلب مین ایسے وقت مستعد ہوا کہ اسوقت جو کچھ سلطان سے التماس کرتا سلطان حاکم مشوت کے حکم سے قبول کرنے کے سوا دوسرا چارہ نہ رکھتا تھا عرض گذر ہوا کہ اکثر اوقات بندہ دیر تک رات کو خدمت مین حاضر رہتا ہے جب اُسوقت رخصت حاصل ہوتی ہے تب بھی غریب خانہ نہین جا سکتا شبانہ سرکاری مین رات بسر کرتا ہے اور میرے بھائی اور اقارب جو میرے دیکھنے کے واسطے اپنا گھر بار چھوڑکر گجرات سے آئے ہین میری صورت مہینون نہین دیکھ سکتے ہین امیدوار ہون کہ اگر دربانون کے نام حکم نافذ ہووے کہ وہ اُس جماعت کو رات کے وقت آنے سے مانع اور مزاحم نہ ہوون نہایت مرحمت ہوتا کہ رات بھر حضور کی خدمت مین بفراغ خاطر حاضر ہوسکون بادشاہ نے اس مقدمہ کو موجب زیادتی سامان وصال معلوم کرکے بڑا توقف کیا یان دربانون کی خسرو خان کے سپرد فرمائین اور کہا تجھ سے اور تیرے بھائیون سے اعتمادی اور اعتباری زیادہ تر کون ہے یعنی دولتخانہ کا اہتمام تیرے عہدہ مین ہے خسرو خان نے کہا مجھون کا ملنا فال مبارک جان کر گویا زمام بادشاہی اپنے کف اقتدار مین پائی نظم چو فیروز دید آنچنان حال را ٭ دلیل ظفر یافت آن فال را ٭ ازان فال فرخ دل

خسروی ؛ چو کوہ قوی یافت پشت قوی ؛ جب درگاہ سلطانی بالتمام بھائیوں کے تصرف میں آئی وہ جماعت بیباک سفاک فرقہ فرقہ مسلح مکمل ہو کر شب و روز شبخانۂ خسروخان میں فراہم ہوتی تھی اور فرصت طلب کرتی تھی اور تمام اعیان و ارکان سلطنت جانتے تھے کہ خسروخان کس خیال میں ہے لیکن بادشاہ کی غفلت سے کسی کو یہ مجال نہ تھی کہ کچھ سلطان سے عرض کرے اور تمام امرا کو نوبت اُنکی چوکی کی ہوتی تھی دل و جان سے ہاتھ دھو کر نوبت گاہ میں آتے تھے غرضکہ دو روز پیشتر اس سے کہ سلطان کا قصہ مختص ہووے قاضی ضیاء الدین مخاطب بقاضی خان کو ساتھ دو خور علم و عمل کے اتصاف رکھتا تھا اور اُسکا بادشاہ پر حق تعلیم تھا اور بادشاہ نے کنجیان دروازہ ہائے حرم اور باہر کی اُسے سونپی تھیں دل اپنی جان اور ناموس سے اُٹھا کر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور زمین ادب کو بوسہ دیکر عرض کی اے بادشاہ خسروخان قصد غدر رکھتا ہے اور خرد و بزرگ بخوبی تمام جانتے ہیں بادشاہ مقام امتحان میں آوے اگر یہ بات خلاف ہو تو اس سے کیا بہتر اعتماد خسروخان کا زیادہ ہوگا اور اگر بعیاذاً باللہ صدق ہووے بادشاہ ہوشیار رہے کس واسطے کہ جان ایک جوہر لطیف ہے اور معاملہ بادشاہی اور ملک داری کا بدون رعایت حزم و ہوشیاری تمشیت نہیں قبول کرتا ہر چند قاضی نے اس قبیل سے سمجھایا چونکہ خسروخان ان دنوں بادشاہ کی خدمت میں ہمیشہ حاضر رہتا تھا اور سلطان کے دعاے دلی میں کہ وصل سے مراد ہے مسلوک ہوتا تھا نہایت شیفتہ تھا قاضی کو درشت کہا کسی وقت خسروخان آپ کو عورتوں کی طرح ہر ہفت کر کے یعنی بن سنور کے دروازہ سے در آیا۔ سلطان نے اُسے دیکھ کر بزبان حال فرمایا بیت اگر ہزار جفا سر زند ز عاشق نیست ؛ چو خود بیاید عذرش بنا باید آورد ؛ اور گرد راہ سے اُسے آغوش میں کھینچا اور جو کچھ قاضی صاحب نے فرمایا تھا اُسے حرف بحرف سُنایا بیت ہمیاد اشت ملیح نازنینش ؛ ہمیشہ گریہ اندر آستینش ؛ اشک گر رشک اینہ صدف چشم سے رخسار گلگوں پر دوان کیے اور نہایت ناز و انداز سے کہا جو بادشاہ کا میرے حال پر نہایت لطف مبذول ہے تمام لوگوں نے میرے قتل پر بیڑا اُٹھایا ہے اور جب تک میری جان نہ لینگے اُٹھینگے چین نہ آویگا بادشاہ دلبر کے رونے سے بیتاب ہوا اُسے آغوش میں لیا اور بوسہ اُس کے رخسار پر دیکر فرمایا تو خاطر جمع رکھ کہ میں تیرا ایک بال اپنی بادشاہی سے بہتر جانتا ہوں تجھے بدگویوں کے دغدغہ سے کیا پروا ہے بیت سر سودائے تو ہرگز ز سر ما نرود ؛ برود این سر سودائی سودا نرود ؛ اور بعد تسلی تشفی اُسے مکان کی رخصت دی اس جرے کے وقوع سے دوسری شب کو تمام حرام خور اہتمام کے بہانہ سے دربار بادشاہی یعنی ہزار ستون میں داخل ہو کر کمین میں بیٹھے اور جب پہرات گذری محل آسائش مرغ و ماہی ہوا اور ہر شخص امرا کے سوا کہ وقت اُن کی چوکی کا تھا اپنے مکان میں گیا اور کوئی نہ رہا قاضی ضیاء الدین چوکیداروں کی تحقیق کے واسطے ہزار ستون میں در آیا خسروخان کے چچا نے جس کا نام مبذول تھا قاضی سے ملاقات کر کے باتوں میں لگایا اور قاضی کو اپنے ہاتھ سے ایک بیڑا پان دیا قاضی کو اجل خواب غفلت میں لے گئی اُسی وقت جاہر بیگ نام پرواری جسنے قاضیخان کے قتل کا بیڑا اُٹھایا تھا قاضی خان کے پس پشت آ کر ایسی ضربت شمشیر آبدار ماری کہ قاضی زمین پر آیا اور اس قدر فرصت پائی کہ فریاد کی کہ غدر ظاہر ہوا اور دو تین نفر جو قاضی کے ہمراہ تھے بھاگ کر شور مچانے لگے کہ قاضیخان شہید ہوئے چوکیدار اس واقعہ کی تحقیق میں اُسکے خسروخان کے دو نگ ہزار کے موافق تلوار کھینچکر ہزار ستون میں آئے اور غلغلۂ عظیم برپا ہوا ہزار قتل نے رواج پایا بادشاہ کو خسروخان کو اپنی جان سے عزیز رکھتا

پوچھا کہ یہ شور کیسا ہے خسرو خان نے لب بام آکر ایک لحظہ توقف کیا اور شاہ کی خدمت میں جاکر عرض کی کہ چوکی خانہ کے گھوڑے جو ہزارستون میں لائے ہیں سائیسوں کے ہاتھ سے چھوٹ گئے ہیں لوگ اُنکے پکڑنے میں مشغول ہیں اس عرض میں باہر اور بھائی اُسکے ہزارستون کے دروازہ سے کوٹھے پر پہونچے اور ابراہیم اور اسحاق نے خاص محل کے دربانوں کو قتل کیا غوغا نزدیک پہونچا بادشاہ بدحواس ہوکر اٹھا وہ ہوا اور سمجھا کہ کام قبضہ اختیار سے درگذرا حرم کی طرف متوجہ ہوا کہ شاید اس مخمصہ سے نجات ملے خسرو خان نے دیکھا کہ اگر بادشاہ حرم میں داخل ہوا خدا جانے ہاتھ آوے یا نہ آوے یہ اندیشہ کرکے نہایت مردانگی سے پیچھے سے دوڑکر دست تظلم سے بادشاہ کے سر کے بال پکڑے اور بادشاہ نے بعد تلاش بسیار بسبیل عادت اسے اپنی ران کے نیچے کھینچا لیکن اس بیچارے شاہ کے بال ہاتھ سے نہ چھوڑے یہانتک کہ اُسکے رفیق پہونچے اور اُنسے فریاد کی مجھسے ہوشیار رہنا جاہر نے ایک ضربت شمشیر سے بادشاہ کا کام تمام کیا اور بادشاہ کے سر سے پکڑے خسرو خان کے بھائی اور جاہر مع دیگر ہنود خاص محل میں داخل ہوئے فرید خان کی والدہ یعنی بادشاہ علاءالدین کے حرم کو قتل کیا اور سلطان کے بیٹے فرید خان اور علی خان اور عمر خان کو تیغ ظلم سے مذبوح کیا اور حرم سلطانی سے جو جا وہ کیا مصرع ہر کس کہ بکند عین کند چنین آید پیش ۔ اور خسرو خان نے چراغ و مشعل بہت روشن کرکے آدمی امرا کی طلب میں بھیجے عین الملک ملتانی کہ ان دنوں دیوگر طلب سے آیا تھا اور ملک فخرالدین محمد جونا کہ آخر کو سلطان محمد تغلق شاہ خطاب پایا تھا اور وجیہ الدین قریشی اور قرا بیگ کے فرزند اور باقی امرا کو جو غافل تھے اُن کے مکانوں سے بلوا کر ہزارستون کے بام پر اپنے پاس نگاہ رکھا جیسے کہ ان نعمت سلطان علاءالدین نے اپنے چچا جلال الدین فیروز شاہ کے ساتھ کی اس کا نتیجہ اسکی اولاد و احفاد و اہل بیت کے شامل حال ہوا چنانچہ بنیاد اس سلسلہ کی بدترین طریق کے مستحکم ہوئی اور یہ قضیہ ربیع الاول کی پانچویں تاریخ کی شب کو سنہ سات سو بیس ہجری میں ظہور میں آیا جب صبح ہوئی انبوہ کثیر اور جم غفیر پرداران کا اور خسرو خان کے متابعوں کا جمع ہوا اور خسرو خان نے امرا کو اپنے حضور نگاہ رکھا اور اپنا نام سلطان ناصرالدین رکھکر سریر سلطانی پر قدم رکھا اور امرائے قطبی مثل عین الملک ملتانی اور ملک جونا محمد تغلق شاہ کو بجبر آگے تخت کے ایستادہ کیا بیت چو از سرو بن جائے گردد تلخی ۔ بگیرد گیہا جائے سرو سبزی ۔ اور اُسی وقت ایک جماعت کثیر غلامان علائی اور قطبی کو جو صاحب اعتبار تھے قتل کرکے زن و فرزند اُنکے ہندوؤں کو بخشے اور اپنے بھائی کو خانخانان خطاب کرکے بادشاہ علاءالدین کی دختر اُس کو دی اور بادشاہ قطب الدین کی زوجہ پر خود متصرف ہوا بادشاہ علاءالدین اور بادشاہ قطب الدین کے حرمن اور لڑکیوں کو اپنے آدمیوں پر تقسیم کیا اور موسی جاہر یعنی قاضی خان کے قاتل اور بادشاہ کے کشندہ کو زر و جواہر سے آراستہ کرکے نہایت نوازش کی اور مبارک کا بارایان خطاب کرکے خان دان قاضی پر اُسے مقرر کیا اور دروازہ خزانہ علائی اور قطبی کا کھولکر تمام لوگوں کو بخشش بے پایہ عطا فرمایا اور ایک جماعت کثیر اوباش اور ارذل اور حق ناشناسوں کی کہ حرص اور زر کی طمع سے اسکے پاس

جمع ہوئی تھی اور اُنسے خدشہ رکھتا تھا سب کو تہ تیغ کر کے مطمئن ہوا اور ملک نصرت یعنی بادشاہ علاء الدین کے بھانجے کو باوصف اسکے کہ سالہا سال سے محتاج ہو گیا تھا قتل کر کے ہلاکی خاندان علائی سے بر لایا اور کفر و شرک نے یہ رواج پایا کہ ہندوؤں نے بت پرستی شروع کی معاذ اللہ کلام مجیدون کو بجائے کرسی کام مین لاتے تھے یعنی اُسپر بیٹھتے تھے اور امرائے علائی سے پسر قمر اعظم الملک شائستہ خان خطاب پاکر عارض مملکت ہوا اور عین الملک ملتانی کو امیر الامرائی کیا اور ملک وجیہ الدین تاج الملک خطاب پاکر وزیر ہوا اور اس کے بیٹون کو اشغال ملک رجوع ہوئے اور ملک فخر الدین جونا کے ساتھ خسرو خان نے بہت رعایت کی اور ساتھ منصب آخوربیگی کے امتیاز دیا اور زرخطیر دے کر اُسکے احترام مین بہت کوشش کی تا کہ اُسکا باپ غازی ملک حاکم لاہور اور دیپالپور فریب کھا کر اطاعت کرے لیکن ملک جونا غصہ سے مثل سانپ کے پیچ و تاب کھاتا تھا اور جس کا باپ بھی کھیلا کا سردار اور اہل جمعیت تھا اور حق شناسی اور خدا ترسی رکھتا تھا غیرت اُسکی دامنگیر ہوئی اور ولی نعمت زادون کے انتقام خون مین کمر ہمت باندھی اور دو تین مہینے کے بعد ملک فخر الدین جونا نے آدھی رات کو فرصت پاکر دو تین معتمد آدمیون کے ساتھ اپنے باپ سے مل جانے کے لیے دیپالپور کا راستہ لیا اور خسرو خان خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنے زوال دولت سے غمگین ہوا اور پسر قمر اعظم شائستہ خان کو مع اور امرائے نامدار اُسکے تعاقب مین روانہ کیا لیکن اُسکے پاس نہ پہونچے بلکہ ناکام حوالی قصبہ سرستی سے لوٹ آئے اور غازی ملک نے پہلے سے اسی موقع کا خیال کر کے قلعہ سرستی مین دو سو سوار چھوڑ رکھے تھے چنانچہ ملک فخر الدین جونا ان مین سے چند سوار ہمراہ لیکر دیپالپور پہونچا اور باپ نے بیٹے کے آنے سے محظوظ ہو کر خوشی کے نقارے بجوائے اور اسباب استقام کے تہیہ مین امرائے اطراف و جوانب کو مکتوب لکھ کر معاونت چاہی ایک جماعت کثیر نے حلال نمکی منظور کر کے اُس سے اتفاق کیا مگر حاکم ملتان مغلطی نام نے اُس مکتوب کے در جواب لکھا کہ مین امیر ملتان ہون اور تو دیپالپور کا حاکم ہے ہم کو بادشاہ دہلی سے مقابلہ کرنا اچھا نہین ہے غازی ملک نے بہرام ابیہ کو جو معارف ملتان سے تھا لکھا کہ مغلطی کو درمیان سے دُور کر کے وہان کے لشکرون کو لیکر ہم سے ملجاؤ اور بہرام نے جمعیت کر کے مغلطی کو مار ڈالا اور اسباب سفر کے تہیہ مین مستعد ہوا اور ملک بیگ لکھی حاکم سمانہ باوجود اس کے خسرو خان کی وجہ سے مثلہ ہوا تھا غازی ملک کی تحریر بجنسہ خسرو خان کے پاس بھیجکر لشکر غازی ملک پر لشکر لایا اور حملہ اول مین شکست کھا کر سمانہ مین آیا اور چاہا کہ خسرو خان کے پاس جاوے اس درمیان مین وہان کے زمینداروں نے یورش کر کے اُسے تلوارون سے پرزے پرزے کیا خسرو خان نے خانخانان اپنے بھائی کو چتر اور دریاش دیا اور یوسف صوفی جس کو صوفی خان خطاب دیا تھا دونون کو مع اپنے خدائیون کی فوج کثیر کے غازی ملک کے دفع کے واسطے نامزد کیا اور اسی حال مین ملک بہرام ابیہ اچہ ملتان سے مع لشکر آراستہ آکر غازی ملک سے مل گیا اور سرستی کے حدود مین دونون لشکر مقابل ہوئے اور صفین آراستہ کین جو کہ غازی ملک اور ہراہی اُسکے اکثر جرار کار آزمودہ تھے اور مخالف کا فر نعمت رسوم جنگ، اور سمو کے نام و ننگ سے ہرگز واقف نہ تھے غازی ملک کے پہلے حملہ کی تاب نہ لاکر شکست فاحش پائی اور جو کبر و کر رکھتے تھے خاک مذلت پر گر کر بد بختی کی خاکستر اپنے اپنے سر پر چھڑکی اور

گھوڑے ہاتھی اور خزانہ تمام چھوڑ کر خائب اور خاسر ہو کر خسرو خان سے جا ملے اور غازی ملک فتحیابی کے بعد سر شکر الٰہی بجا لایا اور جو کچھ غنائم اُس کے ہاتھ آئے تھے سپاہ پر تقسیم کیے اور بقوت و شوکت تمام کوچ پر کوچ دہلی کی طرف متوجہ ہوا خسرو خان مضطرب ہو کر دہلی سے نکلا لیکن کوچ نہ کر سکتا تھا پھر پہلوے حوض علائی میں منضبط ہو کر حصار کو پس پشت اور باغات کو پیش رو قرار دیکر بیٹھا اور غازی ملک تجمل ہو رشکوہ سے آتا تھا اور زمانہ کی صفت میں کہتا تھا بیت میسیا یار و خضرش رہنما و ہمعنان یوسف و قحطانی آفتاب من باین اعزازی آید و اور جب یہ لشکر اسلام غازی ملک کے آنے سے خبردار ہوا اور دروازہ خزانہ کا کھولکر بعض سپاہیوں کو سہ سالہ اور بعضوں کو چہار سالہ اور بعضے کو ڈھائی سالہ پیشگی تنخواہ دی اور مشائخوں کو بھی زر خطیر تقسیم کر کے ایک حبہ خزانہ میں نہ چھوڑا اور جواہرات آدمیوں کو بانٹ دیے اور اُس رات کو کہ جسکی صبح کو جنگ ہو گی عین الملک ملتانی اُس سے کنارہ کش ہو کر مندو کی طرف راہی ہوا اور یہ امر خسرو خان کی دل شکستگی کا سبب اور سرد مہری کا باعث ہوا لیکن باوصف اسکے صحرائے اندرپت میں غازی ملک کے مقابل صف آرا ہو کر حرب میں مشغول ہوا ملک تلیغہ ناگوری اور شایستہ خان کہ دونوں اس جید دولت کے مقدمہ لشکر تھے جنگ رستمانہ کر کے مارے گئے اور خسرو خان زنانہ پن میں مردانگی کو کام فرما کر عصر کے وقت تک جنگ میں مصروف رہا اور آخر کو پرداروں کی ایک جماعت کے ساتھ تلپٹ کی طرف بھاگا اور راہ میں وہ جماعت اُسے تنہا چھوڑ کر مفرور ہوئی بیت صد یار بوجہان شکے نیست ۔ چون کار رفت بجان یکے نیست ۔ عاقبت الامر فردت وحشم اور فیل و علم خسرو خان کا غازی ملک کے ہاتھ آیا اور خسرو خان جل رسیدہ و نہایت خوف اور سراسیمگی سے اُس رات کو تنہا ہر مقام میں پھرا آخر ملک شادی کے حظیرہ میں جو اُسکا صاحب قدیم تھا پوشیدہ ہوا اور دوسرے روز اُسے گرفتار کر کے غازی ملک کی خدمت میں حاضر لائے غازی ملک نے بفور اُسکی گردن ماری اور اُسکا بھائی خانخانان کہ جو باغ میں پوشیدہ ہوا تھا اُسکو بھی اپنی نظر کیمیا اثر سے بچا لیا بیت در بزم عشق یکدو قدح درکش و برو ۔ یعنی طمع مدار و وصال دوام را بدو دیگر بخشایش ۱۲ سات سو کیس ہجری تھی شہر کے وضیع و شریف نے خدمت میں ہو بچکر تہنیت اور مبارکباد دیکر کنجیاں دروازوں کی سپرد کیں غازی ملک سوار ہو کر شہر میں آیا اور جب ہزار ستون میں پہونچا گریہ و زاری کی اور تاسف کر کے مراسم تعزیت سلطان قطب الدین اور اُسکے فرزندوں کے بجا لایا اُسکے بعد حاضرین سے باواز بلند کہا کہ میں بھی ایک تم میں سے ہوں الحمد للہ میں نے اس مقام اپنے ولی نعمت کا اُس کو رنگ سے لیا اب ولی نعمت کی نسل سے اگر کوئی وارث ہو لائق تو اسے سریر سلطنت پر بٹھا کر ہم سب اُسکی خدمت میں کمر باندھیں اور جو کوئی آئین باقی نہ ہو جسکو تم لائق جانو میں بھی برضا و رغبت اُسکا حلقہ اطاعت بگوش کروں سب متفق ہو کر کہنے لگے کہ ان دو بادشاہوں کے فرزندوں میں سے کوئی نہیں رہا اور عرصہ سے تو مغل کے مقابلہ میں بیٹھا رہا ہے اور آپ کو سپر تمام اہل ہند کا بنا کر بڑا حق اہل ہند پر ثابت کیا ہے اور اب جو یہ کام اور یہ مقام اپنے اولیائے نعمت کا اُسکے وارثوں سے لیا یہ حق دوسرا ہے کہ خاص عام پر ثابت کیا اس صورت میں بادشاہی اور اولوالامری کے لائق تیرے سوا دوسرا نہیں ہے یہ کہکر غازی ملک کا ہاتھ پکڑ کر تخت پر بٹھا کر تمکین کیا اور سلطان غیاث الدین خطاب دیا مدت سلطنت سلطان قطب الدین چار برس اور چار مہینے تھے اور خسرو خان ملعون کی حکومت چند روز کم پانچ مہینے تھے ۔ ذکر

سلطنت سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کا

مورخین ہندوستان متقدمین اور متاخرین میں سے

کسی نے اصل و نسب تغلق شاہیہ مرقوم قلم تحقیق نہین کیا ہی اور مؤلف ان اوراق کا محمد قاسم فرشتہ جو نورالدین محمد جہانگیر
بادشاہ کے اوائل سلطنت مین سلطان عصر ابراہیم عادل شاہ کی طرف سے بلدۂ لاہور مین پہونچا تھا وہان کے بعضے
آدمیون سے جنھین تواریخ شاہان ہندوستان کے پڑھنے کی رغبت تھی اور سلاطین ہند کے احوال سے خبردار
تھے استفسار اصل و نسب خاندان تغلق شاہی کیا انھون نے جواب دیا کہ ہمنے بھی صریحاً کسی کتاب مین نہین دیکھا ہی
لیکن اس ملک مین مشہور ہی کہ ملک تغلق پدر بادشاہ غیاث الدین تغلق بادشاہ غیاث الدین بلبن کے سلک غلامان
ترک مین انتظام رکھتا تھا اور مردم خیت کے ساتھ کہ سرزمین اس ملک کی ہی وصلت کرکے اُنسے لڑکی لی اور بادشاہ
غیاث الدین تغلق شاہ اُسی کے بطن سے پیدا ہوا اور لطفات مین مسطور ہی کہ تغلق اصل مین قتلغ تھا اور قتلغ لغۃ ترکی ہی
اور مردم ہند نے استعمال کے وقت قلب کرکے تغلق کیا ہی اور بعضون نے قتلغ کو قتلو کہا ہی القصہ جب بادشاہ غیاث الدین
تغلق شاہ بعد قتل خسرو خان وغیرہ اپنے ولی نعمت کے قاتلون کے تخت شاہی پر جلوہ گر ہوا احوال مملکت جو ویرانی
پر رہا تھا اصلاح مین لایا اور مقبول قلوب ہوکر صلاح رعایا اور برایا کی طرف رغبت کی نظم بر و سند بادا
جہانبون درخت ۔ کہ در سایۂ او توان برد رخت ۔ کہ از میوہ آرایش خوان دہد ۔ کہ از سایہ آسایش جان دہد
اور وہ بادشاہ حکیم و کریم و عاقل و حلیم تھا اور اُس کی طبیعت مین عصمت اور پاکیزگی طبعی تھی اور اوقات خمسہ
نماز کو باجماعت گذارتا تھا اور صبح سے شام تک کچہری مین اجلاس کرکے احوال مردم اور امور مالی و ملکی مین مشغول
ہوتا تھا اور علمائی کے بازماندون کی نسبت نہایت ادب اور حرمت اور عزت سے سلوک کرتا تھا اور ایک جماعت
کو کہ جنھون نے سلطان قطب الدین کی زوجہ کا قبل انقضاے عدت خسرو خان سے عقد باندھا تھا سزاے اعمال کو پہونچایا
اور ملک فخرالدین جونا کو جو خلف الصدق اُسکا تھا ولیعہد کیا اور عطاے چتر سے اُسکا سر فرقدان پر پہونچایا اور الغخان
خطاب دیا اور علاوہ اسکے اپنے اور چار بیٹون کو بہرام خان اور ظفر خان اور محمود خان اور نصرت خان سے مخاطب
فرمایا اور بہرام ابیہ کو جو اُسکا مخصر بولا بھائی تھا کشلو خان خطاب دیکر اقطاع ملتان اور تمام ہاوسندھ تفویض
فرمائے اور ملک اسدالدین بھتیجے اپنے کو باریک اور ملک بہاءالدین بھانجے کو عارض مملکت یعنی بخشی فوج کیا
اور سمانہ اُسکی وجہ جاگیر مین مقرر رکھا اور ملک شادی جو اُسکے داماد کا بھائی تھا دیوان وزارت کی کارفرمائی اُس کے
تعلق کی اور اپنے منھ بولے پسر کو تاتارخان خطاب دیکر ظفرآباد کی جاگیر عنایت فرمائی اور ملک برہان الدین پدر
قتلغخان کو دیوگڈھ کی وزارت اور قاضی صدرالدین کو صدر جہانی دی اور شہر دہلی کی قضا قاضی سماءالدین کو
تفویض کی اور ملک تاج الدین جعفر کو ممالک گجرات کا بخشی فوج کیا اور دیگر اشغال بھی ہر شخص کے فراخور حال
تقسیم ہوئے اور استحقاق اور لیاقت کام کی جب تک کسی شخص مین مشاہدہ نہ کرتا وہ کام ہرگز اُس کے سپرد نہ کرتا اور مردم
قابل اور لائق کو معطل اور بیکار نہ رکھتا اور جسوقت فتحنامہ کسی مقام سے پہونچتا یا کدخدائی کسی شاہزادہ کی وقوع مین آتی
یا اُسکے فرزند پیدا ہوتا جمیع صدور و اکابر علما و مشائخ اور امرا کو باندازہ مدارج انعام عطا فرماتا اور گوشہ نشینون
اور متوکلون کی خبر لیتا اور اُن کے احوال پر تفقد کرتا اور جس شخص کو اپنے اہل ممالک سے پریشان دیکھتا اُسکا احوال
استفسار کرکے اُسکے تدارک مین مشغول ہوتا اور دروازے متغل کے آنے کے ایسے مسدود کیے کہ مغل کو آنکی مدت سلطنت مین
ہندوستان دیکھنے کی ہوس بھی ہوئی اور عمارت بنانے کی رغبت تمام رکھتا تھا عمارت قلعہ تغلق کے سوا اور بھی اُسنے

تعمیرات فرمائیں اور مسکرات سے پرہیز کرتا اور آبکاری کی ممانعت میں مبالغہ فرماتا اور وہ سلوک کہ حالت امارت میں ساتھ اہل بیت اور غلاموں اور چاکروں اور فرمانبرداروں قدیم کے کرتا تھا بدستور جاری رکھا اور ملوک علائی کو نوازکر مراتب اور جاگیرات اُنکی مقرر رکھے اور ملک فخرالدین کوتہ کہ بساتین الانس اُنکی تصنیف ہے اور مؤلف اس کتاب نے اُنکو مختصر کیا ہے منصب پیری عنایت فرمایا اور خواجہ خطیر اور ملک انور جنیدی اور خواجہ مہذب بزرگ کو کہ ہمیشہ بادشاہان سابق کے نزدیک اعتبار رکھتے تھے سرفراز کیا اور ساتھ مواہب اور انعام کے خوش کرکے دربار میں بیٹھنے کی اجازت دی اور قوانین اور ضوابط سلاطین ماضیہ کہ استقامت ملک اور انتظام احوال خلق میں وضع کیے تھے اُنسے پوچھتا تھا اور پیروی اُنکی کرتا تھا البتہ ایسے امر سے کہ باعث آزار و محنت خلائق ہو احتراز کرتا اور جس شخص سے قدرے اخلاص معائنہ فرماتا درجہ عالی میں پہونچاتا اور جس کسی سے خدمت شائستہ ظہور میں آتی ساتھ مراحم خسروانہ کے جلد امتیاز بخشتا اور معاملات جہانداری میں ساتھ اعتدال کے کام فرماتا اور افراط اور تفریط سے اجتناب کرتا اور خزانہ علائی جسکو خسرخان نے اضطرار اور اضطراب میں خلائق پر صرف کیا تھا کچھ تدبیر اور تدریج سے اور کچھ شدت و تہدید سے تحصیل کرکے اسی طرح سے معمور اور کملو کیا اور زر باقی مطالبات میں تامل کرکے لاکھ سے ہزار اور سو سے دس اختصار کرکے وصول کیا اور عاملوں کو ہرگز اجازت نہ دی کہ رعایا پر سخت طلبی اور شدت کریں اور دوسرے برس جلوس کے جب لدر دیو حاکم ورنگل نے باج بھیجنے سے انحراف کیا اور ولایت دیوگڈھ بھی بے نظام ہوئی تھی الغخان کو بعض اعوان و انصار قدیم اپنے سے اور لشکر چندیری اور بداؤن اور مالوہ وغیرہ ہمراہ کرکے شوکت و دشاہی کے ساتھ تلنگ کی طرف بھیجا الغخان وہاں پہونچکر نہب و غارت میں مشغول ہوا اور لدر دیو نے بھی سرکشی اور تمرّدی سے حرب ہائے عظیم اور معرکہ ہائے شدید کیے اور برخلاف گذشتہ کے افواج دہلی کے ساتھ تلاشہائے خوب کرکے نامردیہائے سابق کی تلافی کی آخر کو پسپا ہوکر حصار ورنگل میں محصور ہوا اور جو اُنمیں دونوں حسین برج اور دیوار میں قلعہ کی مستحکم کی تھیں الغخان نے حاصرہ کرنے پر بھی اظہار عجز کرکے ہر روز آثار شجاعت و جلادت ظاہر کرتا اور طرفین کی سپاہ کثرت سے مقتول ہوتی کچھ الغخان تیاری و مدد اور سرنگ میں مشغول ہوا اور قریب تھا کہ حصار ورنگل فتح ہو دے لدر دیو نے عاجز ہوکر الغخان کے پاس ایلچی بھیجکر مال اور اموال اور جواہر و نفائس دینا قبول کرکے اقرار کیا کہ سنوات آیندہ میں بھی پیشکش ساتھ اسی دستور کے کہ سلطان علاءالدین کو دیتا تھا بھیجتا رہوں گا الغخان صلح پر راضی ہوا اور قلعہ کے لینے میں زیادہ تر اہتمام کیا اس عرصہ میں اُردو یعنی لشکر گاہ میں مخلوق اور اس دیار کی آب و ہوا کی ناسازی سے قسم قسم کی بیماریاں پیدا ہوئیں اور خلق بیشمار اور ہاتھی گھوڑے بیحساب ضائع ہوئے اور لشکر گاہ کے لوگ خبر بن متوحش مشہور کرتے تھے اور مقارن اس حال کے راہ مسدود ہونے کے سبب ایک مہینہ کامل خبر دہلی سے نہ پہونچی اور حال آنکہ ہفتہ میں دو مرتبہ قاصد ڈاک چوکی دہلی سے آتے تھے اور شیخ زادہ دمشقی اور نجیب شاعر کہ اس عرصہ میں ہندوستان میں آکر الغخان کی ملازمت میں اوقات بسر کرتے تھے اور کمال تقرب رکھتے تھے بدذاتی سے یہ خبر وضع مشہور کی کہ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ فوت ہوا اور دہلی میں فتنہ عظیم حادث ہوا ہے اور تخت سلطنت پر دوسرا شخص متمکن ہوا ہے اور لشکریوں کا اختلاف کہ کبھی دونوں متفق ہوکر ملک تیمور اور ملک گل افغان اور ملک کافور ہزاری اور ملک نگین جو امرائے عمائد لشکر تھے اُنکے ڈیرے میں جاکر کہنے لگے کہ احوال دہلی کا اسطرح ہوا الغخان جو تمھیں اکابر ملوک علائی سے اور ہمارا شریک ملک جانتا ہے اُسنے زہر دیا ہے کہ تم چاروں کو گرفتار کرکے قتل کرے یہ لوگ اسبات کے سننے سے مضطرب ہوئے اور لشکر میں ہر اس عظیم برپا ہوا اور ہر شخص کے جو پاس سنگ سامان تھا مفرد ہوا اور الغخان بھی سراسیمہ ہوکر اپنے چند خواصوں سے دیوگڈھ کی طرف بھاگا اور اہل حصار نے برآمد ہوکر تلنگ کی

سر حد تک تعاقب کیا اور خلق بیشمار مقتول کی اسی حالت مین ڈاک چوکی کہ ان لوگون کی اطلاع مین الاغ کہتے تھے مع فرمان دہلی سے پہونچے اور بادشاہ کی سلامتی کی خبر سنکر اور تحقیق ہوئی الغخان بصحت و عافیت دیوگڈھ مین پہونچا اور لشکر متفرقہ کو پھر فراہم کیا اور ان چار دن سردارون کا کہ لپھین اتفاق کرکے لشکر سے برآمد ہوکر جدا ہوئے تھے حشم و خدم زائل ہوا اور سارا سلب اُنکا کفار کے ہاتھ آیا اور ملک تیمور چند آدمیون سے زمینداران تلنگ مین جا کر گیا اور ملک تلگین کو ہندوان مرہٹ نے قتل کرکے اُسکا پوست الغخان کے پاس بھیجا اور ملک گل افغان اور عبید شاعر اور ملک کافور اور دیگر مفتریون کو گرفتار کرکے الغخان کے پاس لائے الغخان نے انھین مقید کرکے دہلی مین روانہ کیا بادشاہ غیاث الدین نے شہر سیری مین سب کو زندہ درگور کرکے خوش طبعی اہل پر فرمائی اور اُنکی اولاد و احفاد کو جو دہلی مین گرفتار تھے اُنھین بھی ہاتھیون سے پامال کیا اور جب الغخان دو تین ہزار سوار جریدہ لیکر دیوگڈھ سے دہلی مین آیا اور اپنے باپ کی ملازمت کی تو چار مہینے کے بعد لشکر گران لیکر دیوگڈھ کے راستہ سے ورنگل کی طرف متوجہ ہوا اور شہر بیدر کے قلعہ کو جو تلنگ کی سرحد مین تھا اور ورنگل کے راجہ سے تعلق رکھتا تھا مع بعض دیگر قلعون کے کہ ثنائے راہ مین تھے مسخر اور مفتوح کیا اور اپنے معتمدون کے سپرد کرکے راستون کے ضبط کا ذمہ دار انکو کیا اور خود ورنگل کی طرف راہی ہوا اور مدت قلیل مین جیگر آ اُسے بھی سر کیا اور از روے انتقام بہت سے ہندو کو تیغ کیے اور امرا دیو کو مع اہل عیال اسیر کرکے مع فیلان اور خزانہ تلنگ ہمراہ بید المخاطب بقدر خان اور خواجہ حاجی نائب عرض ممالک کے مع فتح نامہ دہلی مین روانہ کیا اور اس بشارت پر دہلی مین آئینہ بندی اور محفل جشن برپا ہوئی الغخان نے مملکت تلنگ اپنے امرا سے معتبر کے سپرد کرکے ورنگل کا نام سلطان پور رکھا اور خود بطریق سیر واجاح نگر کی طرف روانہ ہوا اور وہانکے راجہ سے جالیس زنجیر فیل بہت عمدہ لیکر باپ کی خدمت مین بھیجے اور ورنگل مین جاکر حسب خواہش سامان اور سرانجام اس ولایت کی کرکے مظفر و منصور باپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور سنہ سات سو چوبیس ہجری مین عرصہ اجنان لکھنوتی اور ستارگانون سے پھر بعض کہ امرا اور حکام نے وہان کے دست تظلم دراز کیا ہوا اور کوئی طریقہ ظلم و جور کا فروگذاشت نہ کیا بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ نے افواج بحر امواج فراہم کی اور الغخان کو اپنا نائب کرکے دہلی مین چھوڑا اور خود بنفس نفیس ہندوستان کی طرف شرقی کی طرف منضت فرمائی اور جب ترہت مین پہونچا سلطان ناصر الدین محمود بادشاہ غیاث الدین بلبن جسکی سلاستی نفس کی وجہ سے عہد خلیہ مین اُسکی جاگیرات مین تغیر نہوا تھا اور بخوشہ لکھنوتی مین رہتا تھا تغلق شاہ کی تاب مقاومت نہ لایا اور قضاے الٰہی پر راضی ہوکر ترہت مین حاکر شاہ سے ملاقات کی اور تحف و ہدایا سے کثیر پیشکش کیے اور شارخان کو سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کا منھ بولا فرزند تھا ستارگانون اُسکے نامزد ہوا وہ وہان کے حاکم بہادر شاہ کو جو امراے علائی سے تھا اور دا عیہ سرکشی رکھتا تھا گرفتار کرکے درگاہ مین لایا تغلق شاہ نے ناصر الدین کو چتر دیکر بدستور سابق لکھنوتی کی جاگیر کے واسطے مقرر کی بلکہ محافظت ستارگانون اور کنور بنگالہ اس سے رجوع کرکے عازم مراجعت ہوا اور فتوح السلاطین مین وارد ہوا کہ مراجعت کے وقت جب ایت بادشاہ غیاث الدین نے سایہ وصول ترہت مین ڈالا راے ترہت ہزیمت کرکے جنگل مین بھاگا اور تغلق شاہ اُس کے پیچھے تعاقب مین جنگل کے دہنون مین در آیا اور خود بہ نفس نفیس تیر ہاتھ مین لیکر چند درخت قطع کیے آدمیون نے جب حال اسطرح دیکھا خود بخود درخت قطع کرنے مین مشغول ہوئے اور تھوڑی فرصت مین ایسا مصفا کیا کہ گویا کبھی گھاس بھی نہ اُگی تھی اور بادشاہ دو تین روز کے بعد حصار ترہت مین داخل ہوا دیکھا سات خندق پر آب اس قلعہ کے گرداگرد تھے اور ایک راہ باریک کے سوا جو

۱۲ تغلق شاہ نے بنگالہ کی ایک ولایت کا ایک حصہ کو کوئی ایک دریا کے پار تھا اور بعض کہتے ہین کہ ہمراہ کرکے بنگالہ سے لا ڈالا

راستہ نہ رکھتا تھا باوجود اسکے بہت مکوکانہ مصروف رکھ کر دو تین ہفتہ میں اُسے مفتوح کیا اور وہاں کے راجہ کو دستگیر کرکے تربیت احمد خان ابن ملک تلینگہ کو دیکر دہلی روانہ ہوا اور جب چند منزل طے کی لشکر پر سبقت کرکے بطریق سرعت دار السلطنت کی طرف متوجہ ہوا اور غافل اُس سے کہ اجل اُسکا گریبان پکڑے کھینچتی ہے الغخان نے جب سنا کہ باپ بہت جلد تشریف لاتا ہے تو الغخان پور کے قریب ایک قصر تین روز کے عرصہ میں احداث کرکے انجام کو پہونچایا کہ جسوقت باپ وہاں پہونچے شب کو توقف کرے اور صبح کو شہر آراستہ کرکے تمام اسباب سلطنت اور لوازم تجمل مہیا ہو تا بشکوہ تمام شہر میں داخل ہووے جب سلطان وہاں پہونچا بسبب احداث عمارت دل میں لاکر وہاں نزول کیا اور تغلق آباد میں شادی کا سامان مہیا کیا اور قبہ بنائے دوسرے دن الغخان اور تمام مرزا مل بادشاہ پر بوسہ دینے سے سرفراز ہوئے اور سلطان سلخ ایک جماعت کے کہ استقبال کے واسطے آئے تھے اُس قصر میں بیٹھکر طعام کھانے میں مشغول ہو اجب دستر خوان بڑھایا گیا لوگ سمجھے کہ بادشاہ اُسی وقت سوار ہوگا دست ناشستہ نکل آئے اور الغخان کہ اجل اُس کی نہ پہونچی تھی وہ بھی اسپ وفیل اور تمام پیشکش گذرانے کے واسطے کہ ہمراہ لایا تھا باہر آیا اس درمیان میں اس مکان کی بحث گر پڑی بادشاہ مع پانچ آدمیوں کے اُسکے نیچے دب کر جوار رحمت حق میں پیوستہ ہوا اور بعضی تواریخ میں مسطور ہے کہ جو قصر نو ساختہ اور تازہ تھا ہاتھیوں کے دوڑنے کے صدمہ سے گر پڑا اور بعض مورخین نے لکھا ہے کہ بنانا اس قسم کی عمارت کا بھی ضرور نہ تھا ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ الغخان نے قصد باپ کی ہلاکی کا کیا ہو اور ضیا برانی جو بادشاہ فیروز کے عصر میں تھا اور بادشاہ فیروز کو سلطان محمد سے اعتقاد کمال تھا اُسکے لحاظ سے یہ بات نہ لکھی ہو لیکن ارباب بصیرت کی ضمائر پر پوشیدہ نہو کہ یہ حکایت عقل سے بہت بعید ہے کہ بواسطے کہ الغخان اپنے باپ کے ساتھ دستر خوان پر حاضر تھا یہ کرامت کہاں رکھتا تھا کہ اسکے نکلتے ہی چھت گر پڑی اور سب سے زیادہ صدر جہان گجراتی کی عبارت ہے جو اُس نے اپنی تاریخ میں لکھی ہے کہ الغخان نے یہ عمارت ساتھ طلسم کے برپا کی تھی جب طلسم ٹوٹا چھت گر پڑی اور حاجی محمد قندھاری نے اپنی تاریخ میں تحریر کیا ہے کہ جسوقت بادشاہ ہاتھ دھونے میں مشغول تھا بجلی آسمان سے نازل ہوئی اور قصر کی چھت ٹوٹکر اُسکے سر پر گری چنانچہ یہ روایت بر تقدیر وقوع ساتھ صحت کے اقرب دکھائی دیتی ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال وکان ذالک فی شہر ربیع الاول ۷۲۵ھ سات سو پچیس ہجری زمان سلطنت سلطان تغلق شاہ چار برس اور چند مہینے تھا اور امیر خسرو کہ عہد بادشاہ علاء الدین میں ہزار تنکہ پاتا تھا بادشاہ غیاث الدین کے عصر میں معاش کے سبب سے بہت فراغت رکھتا تھا اور تغلق نامہ کہ نسخہ اُسکا کمیاب ہے اُس کے نام نامی میں لکھا ذکر سلطنت سلطان اعظم سلطان محمد تغلق شاہ کا سلطان اعظم نے بعد وفات پدر رسوم عزا تین روز قائم رکھا آخرش تزویج ساتھ خوشی اور محنت ساتھ عیش کے مبدل ہوئی اور جہان نے جوانی از سر نو حاصل کی اور اعظم شاہ نے امرائے بزرگ کے تغلق سے بجائے پدر سریر فرمانروہی پر قدم رکھا اور اپنا نام سلطان محمد شاہ رکھا چالیس روز کے بعد ساعت سعید اختیار کرکے تغلق آباد سے دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور شہر میں خوشی کے نقارہ بجوائے اور آئینہ بندی ہوئی اور کوچے اور بازار آراستہ کیے اور قرص زر سرخ و سفید ہاتھیوں پر لاد کر سلطان کی سواری کے آگے اور پیچھے کوچہ و بازار اور کوٹھوں پر بتقدر اٹھائے کہ اکثر فقراء دہلی اس روز سے گدائی سے مستغنی ہو گئے اوطابقۃ العنبر فراغت بسر کی اور وہ بادشاہ عالی ہمت تھا چاہتا تھا کہ ہفت اقلیم کی زمین میرے زیر نگین ہو اور میرا حکم جن و پری پر نافذ ہووے اور ربع مسکون پر میرا ایک قرعہ ضبط و ربط

رکھے اور آگو اسلام مورونی ملنے نہ تا دعوی انا ربکم الاعلی کرتا ایسا آتی تھا کہ تقریر کو خزانہ دنیا اور محکو بھی حقیر جانتا تھا یعنی مین نے اُسے کچھ نہ دیا اور بخشش مدت العمری حاتم دشمن کی عطائے مکتبرین ایک روز اُسکی تھی اور بذل اور ایثار کے وقت غنی اور فقیر آشنا اور بیگانہ اُسکی نظر مہت مین یکسان دکھلائی دیتے تھے نثار خان کو کہ بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ نے ستارگانون کا والی کیا تھا اور برادر خواندہ اُسکا ہوتا تھا اُسکو بہرام خان خطاب دیکر ایک روز مین سوز پنجہ فیل اور نہزار گھوڑے اور ایک کروڑ اشرفی اور جیتر و دور باش مرحمت فرمایا اور ولایت بنگالہ اور ستارگانون اُسکے تفویض کی اور نہایت تعظیم و تکریم سے اس طرف روانہ کیا اور ملک سنجر و بخشانی کو اسّی لاکھ روپیہ اور ملک الملوک عماد الدین کو ستر لاکھ تنکہ اور مولانا معتمد الدین اپنے استاد کو چالیس ہزار تنکہ ایک روز مین بخشے اور مولانا نا صر الدین کامی کو جو ملک الندما تھا ہر سال لاکھ تنکہ دیتا تھا اور ملک غازی کو جو بزرگ زادہ اور فاضل دانشمند و خوش طبع اور شاعر تھا ہر سال لاکھ تنکہ دیتا تھا اور شعر مین کسی کو بھی اسقدر مرحمت فرماتا تھا کہ کسی کے وصلہ مین یہ سماوے اور جیسا کہ نظام الدین احمد بخشی نے تحقیق کیا کہ اس تنکہ سے مراد نقرہ ہوا اور کچھ برس بھی آئین شریک تھا اور اس ایک تنکہ کے سولہ مس بل یعنی تانبے کے پیسے دیتے تھے اور اُسکی بادشاہی مین اول سے آخر تک علما اور کبیرا اور اہل ہنر اور کشتی شکستہ اُسکے عواطف اور مراحم کی بدولت مین عراق اور خراسان اور ماوراء النہر اور ترکستان اور عربستان سے ہندوستان مین آتے تھے اور اس سے زیادہ تر کہ تصور کرتے تھے مورد انعام اور نوازش ہوتے تھے اور زنان بیوہ اور مفلسون اور ضعیفون کو جو اطراف و اکناف سے اُسکی خدمت مین حاضر ہوتے تھے زر نقد دیتا تھا اور جو شخص معلن کی طرف میل کرتا تھا وظائف مقرر کرتا اور تقریر فصیح و رضیر ترین کلامی مین بے نظیر تھا اور مکاتبات اور مراسلات عربیہ و فارسیہ قلم برداشتہ اور بدیہہ بولتا دلکھتا تھا کہ غشیان عطارد رقم آئین حیران رہتے تھے اور ایسا خوشنویس اور خطاط تھا کہ استاد اُسے پسند اور قبول کرتے تھے اور اختراع ضوابط جہانداری مین اپنا مثل نہ رکھتا تھا اور جودت فہم اور حدت ذہن مین علم انتہا بلند کرتا تھا اور بدیہہ ساتھ محاسن اور رذائل شخص کے حکم کرتا اور قبل تکلم متکلم کے اُسکے مافی الضمیر سے مطلع ہوتا اور علم تواریخ کا ماہر تھا اور قوت حافظہ اسدرجہ رکھتا تھا کہ مدت العمر مین جو کچھ کہ یکبار سنتا فراموش نہ کرتا حکایات اور داستان شاہنامہ اور قصہ امیر حمزہ اور امیر حمزہ حفظ رکھتا اور جمیع علوم معقول خصوص علم طب اور حکمت اور نجوم اور ریاضی اور منطق مین مہارت تمام رکھتا تھا اور بیماران کا معالجہ کرتا اور شخص مرض غیرہ مین اطبا سے عصر سے بحث طالب علمانہ کرتا اور الزام دیتا اور ایام شاہی مین بھی اکثر اوقات صرف معقولات و فلاسفہ مین کرتا اور رسد منطقی اور عبید شاعر اور نجم الدین منشار اور مولانا علم الدین شیرازی اور دیگر علمائے حکیم طبیعت سے ہم صحبت ہو کر کتب متقدمین کے حرف و بیان مین لاتا اور یہ عبید عبید شاعر مشہور ہے اور اُس کی نہایت یہ رکھتا تھا نہزال اور شاعر بیباک اور اراکانی تھا اور سلطان ساتھ نقلیات کے چندان صفائی نہ رکھتا تھا اور فقہا اور ارباب منقول کو ہمکی مجلس مین چندان راہ نہ تھی اور نقلیات سے جو کچھ تطبیق اُسکے ساتھ عقلیات کی متصور ہوتی تصدیق کرتا تھا اور شعر فارسی نہایت خوب کہتا اور قدما کے شعر بخوبی تمام سمجھتا اور شجاعت مین بھی اپنا شبیہ اور نظیر نہ رکھتا تھا اور ہمیشہ ہمت والا نہمت آگہی آئین معروف تھی کہ ایک ولایت تازہ قبضہ و تصرف مین لاوے اور اسی جہت سے اکثر ایام شاہی اُسکے لشکر کشی مین گذرتے اور اُس بادشاہ کو عجائب مخلوقات سے نشان دیتے ہین کہ واسطے کہ جامع ہندو تھا اور اسے یہ بھی تمنا تھی کہ سلطنت حضرت سلیمان کے مانند باصدار احکام شرعی اور ملکی کرے اور بھی پیروی دین محمدی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ترکے پانچوں وقت کی نماز ادا کرتا اور نوافل اور مستحبات مین قیام کرکے کوئی سکرنہ کھاتا اور زنا اور لواطہ یعنی لونڈہ بازی اور جمیع چیزون سے کہ اہم حرمت ہیر جزمی ہووے پرہیز کرتا لیکن قہر و سیاست اور خونریزی ناحق اور تشدید اور تعذیب بندگان خدا مین بیباک تھا اور اس بارہ مین شرع اور عقل کے خلاف کرتا تھا اور چاہتا تھا کہ جہان کو خلق خدا سے خالی کرے اور کوئی ہفتہ ایسا نہوتا تھا کہ موحدان اور مشائخ اور سادات وصوفی و قلندر اور فریسندہ اور لشکریون پر سیاست نفرماتا اور خونریزی نکرتا اور اوائل جلوس مین اپنے امرا اور ملوک اور اعوان کو موافق اور متفق تھے حسب قدر مراتب ہر ایک کو القاب اور جاگیرین مقرر کین اور ملک فیروز اپنے چچیرے بھائی کو اپنی طرف سے بار بک کا نائب کیا اور ملک بیدار خلجی کو قدر خان خطاب دیا چونکہ شاہ نامدار دین فوت ہوا تھا لکھنوتی کی جاگیرات مرحمت فرمائی اور قتلغخان کو کہ اس سے قرآن شریف اور بعض کتب فارسیہ پڑھی تھین اور خط کی بھی مشق اس سے کی تھی شغل و کالا اور ارزانی رکھا اور ملک مقبل کو لقب عماد الملکی سے سرفراز کرکے وزیر الممالک کیا اور احمد ایاز کو خواجہ جہان خطاب دیکر گجرات کا سپہ سالار کیا اور ملک مقبل کو خانجہان خطاب دیکر گجرات کا وزیر کیا اور محمد ابن قتلغخان کو الپ خان خطاب عنایت فرمایا اور ممالک گجرات سے جاگیری اور ملک شہاب الدین کو ملک افتخار خطاب دیکر نوساری کی جاگیر مقرر کی اور ابتدائے سلطنت مین کہ ہنوز امور مملکت نے مضبوطی تمام پیدا نہ کی تھی کہ ترمشیرین خان بن داؤد خان حاکم الوس چغتائی کہ شجاعت رستم اور عدالت کسریٰ اسکی فات مین جمع تھی اور بادشاہ مسلمانون کا تھا مع انواج افزون از قطرات باران اور برگ درختان لیکر ہندوستان کی تسخیر کا عازم ہوا اور ۷۲۸ سات سو ستائیس ہجری مین اس مملکت مین داخل ہوا اور ملتان اور ملتان و دہلی تک بعض کو تاخت و تاراج کیا اور بعض پر بقبول و قسم متصرف ہوا بارسیان دہلی کو لشکرگاہ اپنا بنایا سلطان محمد تغلق شاہ نے مقابلہ اور مقاتلہ مین صرفہ نہ دیکھکر راہ عجز و انکسار اختیار کی اور ایک لک اعتبار سے فقیر کرکے نقود اور جواہر اسقدر کہ ترمشیرین خان کی سبب تسلی خاطر ہوئی بخشش کیا اور ساتھ اس کے عرض ناموس مملکت اپنی سول لیکر ایسا کیا کہ ترمشیرین خان نے ظاہر دہلی سے کوچ کیا لیکن گجرات کی طرف جا کر اس ولایت کو سراسر حق نہب و غارت کیا اور مال ایک عالم کا ہاتھ مین لایا اور بندے بہت لیکر سندھ اور ملتان کے راستہ سے سالما غانما اپنے وطن کی طرف مراجعت کی اور ضیاے برنی نے زمانہ کے ملاحظہ سے اس واقعہ کو اپنی تاریخ مین مرقوم نہ کیا اور بادشاہ محمد تغلق شاہ اسکے بعد لشکر کی ترتیب اور ضبط ملک کی فکر مین ہوا اور ولایت دور دست مانند دھور سمندر اور معبر اور کنپلہ اور ورنگل اور لکھنوتی اور حبیب گانون اور ستانگانون اور مواضع قریبہ دہلی کو مضبوط کیا اور ولایت کرناٹک طولاً اور عرضاً دریاے عمان کے ساحل تک تصرف مین لائی چنانچہ بعض علاقہ کہ شامل ممالک محروسہ سے ہوگئے اور بعضون کے راجہ متعہد خراج ہوکر سال بسال واصل خزانہ کرتے تھے اور کسی مفسد اور سرکش کو یہ قدرت نہ تھی کہ نیم درم مال دیوانی سے بطریق اختفا یا تمرد نگاہ رکھے اور تمام مقدم اور راجہ اور زمیندار ممالک محروسہ اسکی خدمت کا زین پوش اپنے دوش پر لیکر مال واجب سرکار ادا کرتے تھے اور بقدر اموال اطراف سے اسے پہونچتا تھا کہ باوجود کثرت بذل سلطان محمد کے کسی وجہ سے خزانہ مین کمی ظاہر نہوئی تھی لیکن اواسط اور اواخر سلطانی مین باوصف ایسی مضبوطی کے ایسا تزلزل واقع ہوا کہ گجرات کے سوا دیگر بلاد مذکورہ سے کوئی اس کے تصرف مین

نہ رہا اور باعث انحراف ملک و دولت چند چیزیں تعین اول خراج درمیان دواب کے زیادہ کرنا دوسرے سکہ تانبے اور کاسے کا بجائے نقرہ رواج دینا تیسرے تین لاکھ اور ستر ہزار سوار خراسان اور ماوراء النہر کے عوض لشکر میں ترتیب کرنا اور خزانہ علائی صرف کرنا چوتھے ایک لاکھ سوار آراستہ کرنا اور ہمراہ اپنے بھانجے خسرو ملک کے کوہ قراجل کی طرف کہ اسے ہاجل بھی کہتے ہیں بھیجنا پانچویں اہل اسلام اور کفار کا افراط سے قتل کرنا لیکن زیادتی خزانہ کی حکایت یوں ہے کہ بعض امور دلمین تصور کرکے خراج مملکت میان دواب ایک روپیہ کی جگہ تگمنا چوگنا مقرر کیا پس یہ امر استیصال برایا اور تردد رعایا کا سبب ہوا کار زراعت و کشتکاری معطل رہا اور امساک باران بھی دو تین برس تک ساتھ اس حالت کے ہمقرن ہوا اور قحط عظیم دہلی میں پڑا چنانچہ اکثر مقامات خراب اور ویران ہوے اور جمعیت متحمل ہونے سے کار و شاہی میں خلل عظیم واقع ہوا اور قصہ زر مس کا یہ ہے کہ جو سلطان چاہتا تھا کہ سکندر کے مانند اقالیم سبعہ کو مسخر کرے لیکن چشم و خزانہ ساتھ اسکے وفا نکرتا تھا پس یہ مقصود حاصل کرنے کے لیے سکہ مس پیدا کیا اور فرمایا جیسا کہ ممالک چین میں زر جاری و رائج ہے ہندوستان میں بھی زر مس کو دار الضرب میں سکہ مارین اور بجائے تنگہ سرخ و سفید کے رواج دیوین اور خرید و فروخت میں معمول کھین اور خاد کاغذ کا پارچہ تھا کہ نام و لقب شاہان چین کا اُسپر نقش کرتے تھے اور خلق اس دیار کی بجائے تنگہ طلا و نقرہ صرف کرتی تھی لیکن اس معاملہ نے ہند میں صورت نہ باندھی ہندوان ممالک کے بہت زیادہ تانبا دار الضرب میں لاتے تھے اور سکہ مار کر لاکھوں اور کروروں روپیہ بہم پہونچاتے تھے اور اسلحہ خرید کر کے اطراف میں بھیجتے تھے اور تنگہاے زر و نقرہ کے عوض بیچتے تھے اور زر کردن نے بھی سکہ بادشاہی کی تقلید کرکے اپنے مکانون میں سکے گڑھے اسواسطے چند عرصہ کے بعد ایسا ہوا کہ یہ حکم ممالک و دردست کے حکام نے قبول نہ کیا اور بتدریج سرتابی کی پھر رفتہ رفتہ نوبت یہ پہونچی کہ تختگاہ اور مواضع قریبہ میں بھی سکہ مس درجہ اعتبار سے گرا اور بادشاہ اس حال کے مشاہدہ سے اپنے حکم سے نادم ہوا چارہ نہ رکھتا تھا حکم کیا کہ جو شخص سکہ مس رکھتا ہو خزانہ میں داخل کرے اور اسکے عوض سونا اور چاندی لیوے کہ شاید اس تقریب سے تنگہ مس اعتبار قبول کرے اور دو اوسند میں رواج بہم پہونچاوے لیکن خلق نے تنگہاے مس کو سنگ و کلوخ کے مانند اپنے کانون میں ڈالا تھا خزانہ میں لاکر اُسکے عوض میں تنگہاے زر و نقرہ لے گئے اس تقریب سے خزانہ خالی ہوا تنگہ مس اسی طور بے رواج رہا اور سلطنت میں فتور عظیم پیدا ہوا اور اندیشہ ہاجل تسخیر ربع مسکون میں سپاہ بہت نگاہ رکھنے سے ایسا ہوا کہ جب امیر نوروز داماد تر مشیرین خان جو بادشاہ زادہ چغتائی تھا بہت امراے ہزارہ اور صدہ سے اپنے ہمراہ لیکر ہندوستان میں آیا اور سلطان محمد شاہ کی نوکری اختیار کی اور عراق اور خراسان کے شاہزادے اور امرا اور رؤسا بھی ملازمت میں پہونچے انھوں نے تسخیر ایران اور فتح توران بسہولت تمام ظاہر کی ہر آئینہ سلطان محمد عزیمت جہانگیری کر کہان لوگون کو کہ اُس طرف آتے تھے تالیف قلوب کرکے نگاہ رکھتا تھا اور زر دیتا تھا اور سرحدون کی حفاظت کے لیے جس قدر سپاہ کی ضرورت تھی اُن کے علاوہ تین لاکھ اور ستر ہزار سوار نگاہ رکھے اور گھوڑے داغ کیے پہلے سال مواجب انکا خزانہ سے وصول ہوا جب فرصت نہوئی کہ اُس لشکر کو کام میں لاکر ممالک تازہ تسخیر کرے تاکہ تنخواہ فوج وہانسے پہونچے یا کوئی ایسی غنیمت ہاتھ آوے کہ سپاہ کی تسلی ہووے ہر آئینہ خزانہ خالی ہوا دوسرے سال لشکر متفرق ہوا اور بیرونقی تمام کار بادشاہی میں ظاہر ہوئی اور اندیشہ بھیجنے لشکر کا کوہ ہاجل میں یون ہوا کہ سلطان کو فکر تسخیر ولایت چین و ہاجل جو ولایت چین و ہند کے درمیان میں واقع ہے ہوئی چنانچہ ۷۳۸ سات سو اڑتیس میں امراے نامدار اور سرداران آزمودہ کار اور لاکھ سوار کارآمدنی اپنے

سہ ہاجل سے مراد نیپال ہے

بھائی خسرو ملک کے ہمراہ کرکے رخصت فرمایا کہ اول کوہستان ہماچل اپنے تصرف مین لاوین اور جس مقام مین ضرور جانین قلعہ باندھ کر اور لشکر چھوڑ کر آگے بڑھین اور سرحد چین مین پہونچکر اس سرحد مین ایک قلعہ نہایت رفیع اور مستحکم بناکر کے اقامت کرین اور ولایت ہماچل کا انتظام بخوبی تمام کرکے عرضداشت درگاہ سلطانی مین ارسال کرین اور جب حضور سے دوسرا لشکر کمک کو پہونچے تبدریج یعنی آہستہ آہستہ آگے بڑھکر چین کے لینے کے درپی ہوون ہرچند ارکان دولت نے کنایۃً اور تصریحاً عرض کیا کہ یہ فکر مناسب نہین ہے اور کبھی ایسا نہین ہوا کہ بادشاہان ہندوستان ایک گز زمین اس ممالک اپنے تصرف مین لائے ہون اُسنے قبول نہ کیا اور جو حسب الملک اور امرائے بیچارہ اطاعت کے سوا چارہ نہ رکھتے تھے روانہ ہوئے اور کوہستان مذکور مین داخل ہوے اور جابجا مناسب مقامون مین قلعے تعمیر کیے اور ایک جماعت سوار و پیادہ مقرر کرکے آگے بڑھے اور جب بہت کوہ ہاے ہماچل سے طے کرکے حوالی شہر ہاے سرحد چین مین پہونچے اور شوکت و عظمت شاہ چین کی مشاہدہ کی اور تحکمی حصار اور راہ ہاے دشوار گذار اور نایابی علف کا اپنے دل مین خیال کیا خوف و ہراس اُنکے دلون پر ایسا مستولی ہوا کہ عازم مراجعت ہوئے اور اسواسطے کہ ایام برسات پہونچا تھا اکثر راہین جن سے گئے تھے زیر آب ہوکر معدوم ہوئی تھین اور جو تہ بر آمد ہوئے کا معلوم نہ تھا اُن کو ہ پکڑکر سر اسیمہ جاتے تھے مردم کوہستانی فرصت پاکر مسلمانون کے قتل مین مشغول ہوئے اور آثار قحط ظاہر کیا پھر ایک ہفتہ کے بعد اہل اسلام ہزار مشقت ایک صحراے وسیع مین پہونچے جو اس مقام ہولناک کو طے کرچکے تھے استراحت کے واسطے وہان توقف کیا قضارا اُس شب کو باران عظیم برسا لشکر گاہ کے دور کو اسطرح پانی نے گھیرا کہ گھوڑے اور آدمی پیرنے سے متعذر ہوئے خسرو ملک اور تمام آدمی دس پندرہ روز مین آذوقہ اور قوت لایموت کی نایابی سے ہلاک ہوئے اور ایک جماعت کہ اس لشکر سے کچھ فاصلہ پر فروگش ہوئی تھی ہندوستان کی طرف راہی ہوئی اور ہماچل کے باشندے اس قضیہ سے مطلع ہوکر کشتیون پر سوار ہوئے اور اُس مقام مین جاکر امتعہ اور اسلحہ وافر لوٹ کر مستغنی ہوئے اور وہ لوگ کہ سرراہ پاسبانی کے واسطے خسرو ملک نے چھوڑے تھے اُنھین ایسا قتل کیا کہ اُنمین سے ایک متنفس نہ بچا اور تھوڑے لوگ جو ہزار مشقت بچ کے سلامت پھرے وہ بھی سلطان محمود شاہ کی تیغ قہر مین گرفتار ہوئے چونکہ قصد سفاکی بادشاہ اور قتل کرنا سپاہ و رعیت کا ضمن واقعات سابق ولاحق سے واضح ہوتا ہے اسواسطے ذکر اُسکا علیحدہ نہ کرکے داستان دہلی کے شکستہ ہونیکی تحریر کرتا ہون وہ یون تھی کہ بہاءالدین سلطان محمد شاہ کا چھوٹا بھائی المخاطب بگرشاسب جو امراے کبار سے تھا اور ولایت ساگر کہ جملہ ممالک دکن سے بہتر جاگیر رکھتا تھا مہمات سلطنت کی بے رونقی دیکھکر خود سری کے اندیشہ مین پڑا اور استحکام قلعہ ساگر اور کثرت خیل اور لشکر پر مغرور ہوکر سر اطاعت سے پھیرا اور اکثر امراے دکن کو اپنا یار کرکے تمام معمورہ دکن کو اپنے قبضہ مین لایا اور نہایت قوت پکڑی چنانچہ اکثر امراء کو ساتھ مسکے متفق ہوئے تھے تاب مقاومت نہ لاکر ذلیل و خوار ہوکر بھاگے اور مندو اور شادی آباد مین جاکر دم لیا اور جب یہ خبر سلطان محمود شاہ کو پہونچی خواجہ جہان کو مع چند امراے پایہ تخت اور تمامی لشکر گجرات اُسکے دفع کے واسطے مامور کیا اور خواجہ جہان جب دیوگڈھ مین پہونچا گرشاسب بھی لشکر آراستہ کرکے اُسکا سامنا کیا دیوگڈھ مین طرفین سے آتش کارزار افروختہ ہوئی جو اثناے جنگ مین خنجر بہرام کے امراے کلان گرشاسب سے تھا اس سے روگردان ہوکر خواجہ جہان سے جاملا ایک فتور عظیم نے اسپر راہ پائی اور خواجہ جہان قوی ہوا گرشاسب نے توقف مناسب نہ دیکھا یکبارگی میدان جنگ سے منھ پھیرا اور ایسا بھاگا کہ ساگر تک کسی مقام مین نہ ٹھہرا اور

چند روز کے بعد لشکر خصم کے تعاقب سے وہاں بھی توقف میسر نہوا اپنے اہل و عیال لیکر کنبیلہ مین کہ مالک کرناٹک سے ہے
اور وہان کا راجہ اُسکا دوست اور مکیبت تھا پناہ لیگیا اور اس عرصہ مین بادشاہ بھی دہلی سے دولت آباد مین آیا خواجہ جہان
کو مع لشکر گران ولایت کنبیلہ پر تعین کیا خواجہ جہان نے دو مرتبہ گرشاسب سے شکست پائی لیکن اسکے بعد جو کہ لشکر ظاہر ہوا دیو
دیوگڑھ سے اُسکی مدد کو پہونچا تیسری مرتبہ غالب آیا راے کنبیلہ کو دستگیر کیا اور گرشاسب بلال دیو کے مسکن کی طرف بھاگا
بلال دیو لشکر اسلام کے تعاقب سے مضطر ہوا اور گرشاسب کو گرفتار کرکے خواجہ جہان کے پاس بھیجا اور آپ کو دکھنیان
سلطانی سے شمار کیا خواجہ جہان نے گرشاسب کو مقید کرکے درگاہ سلطان مین روانہ کیا سلطان نے اسکا پوست کھچوا کر
بھوسہ بھروایا اور شہر مین تشہیر کرکے یہ منادی کروائی کہ بیت ہر آن کو بتاید سزاے شہر یار ہ سزا ایسی ہین است انجام کار ہ
سلطان کی راے نے یہ تقاضا کیا کہ بہت سے ممالک میرے علم آسمان ساے کے زیر سایہ آگئے ہین ایسے ملک ہین دار الملک
مقرر کرنا چاہیے کہ جہان اطراف مملکت سے پہونچا اخبار خیر و شر اور صلاح و فساد کا ممالک محروسہ کا علی السویہ ہو
اور جو کسی دیار مین ایک حادثہ پیدا ہو یا کسی مدت مین کوئی مرض پیش آوے جلد تر اُس کے تدارک اور علاج مین قیام
ہو سکے غرضکہ دانایان درگاہ نے جو عرض و طول اقلیم ہند سے خبر رکھتے تھے شہر دیوگیر تختگاہ کے واسطے پسند کیا اور
عرض کی کہ جو باعتبار طول و عرض وسط ہند مین واقع ہے بکر ماجیت کھتری نے اسواسطے اسے بنیاد دار الملک بنایا تھا
اور بعض بزرگ حضور نے سلطان کے دل کا عندیہ سمجھ کر عرض کی کہ دیوگڑھ ہندکے وسط مین واقع ہے بادشاہ یہ
امر خدا سے چاہتا تھا ہمسایگی دشمنان قوی مثل شاہ ایران و توران اور دوسرے امور سے غافل مطلق ہو کر حکم دیا
کہ دہلی کو جو رشک مصر تھی اُجاڑ کر و باکی خلقت صغیر و کبیر نوکر و غیر نوکر کو مونث اور مذکر کو پکڑوا کر دیوگڑھ مین لاکر
اور آباد کرین اور اکثر لوگون کو زاد راہ اور قیمت مکان خزانہ سے دو اور ہر منزل جو مابین دولت آباد و دہلی کے ایک
سرا سے تیار کراؤ اور اُسکے راستہ مین دو رویہ اشجار سایہ دار بٹھاؤ تو مسافرین آرام سے آمد و شد کرین اور شہر دیوگڑھ کا
دولت آباد نام رکھا اور عمارات عالیہ کی بنیاد ڈالی اور قلعہ دیوگڑھ کے گرداگرد خندق کھدوا لے اور دولت آباد
بالا گھاٹ اور بلورہ کے قریب باغات اور حوضہاے بزرگ یعنی تالاب بنوائے اور جب اس تغیر و تبدل نے رعایا اور برایا
کے حال پر راہ پائی جہات ملکی مین تفرقہ عظیم واقع ہوا اور خواجہ حسن دہلوی المعروف دولت آباد مین کہ آیہ کریمہ الذی
لم یخلق مثلہا فی البلاد اُسکی شان مین وارد ہے فوت ہو کر وہان مدفون ہوا اور دولت آباد فیض بخشی اور خوش ہوائی مین کچھ
نقص نہین رکھتا تھا اُسمین فقط یہی عیب تھا کہ ایران اور توران سے دور تھا اور اُسکے بعد کہ بادشاہ گرشاسب کے طرف سے
مطمئن ہوا اور خرد و بزرگ دہلی کے برآمد ہو کر دولت آباد مین ساکن ہوئے پھر دولت آباد سے نصفت کرکے قلعہ کندہانہ
کی تسخیر مین جو جنیر کے اطراف مین واقع ہے متوجہ ہوا اور ناک نایک نے جو کہ لیمان کا سردار تھا مدافعہ کے واسطے قیام کرکے
جنگہاے مردانہ اور حرب رستمانہ کی اور آفرین اور تحسین کی ندا زمین و آسمان سے سنی اور وہ قلعہ نایک کوہ نیسچ کی چوٹی
پر واقع ہے اور ہموار ی مین ساتھ فلک البروج کے دم برابری کا مارتا ہے اور کمندا و ہام حکم صاحب اقتدار اُسکے کنگرہ تک
پہونچنے سے اظہار عجز کرتی ہے اور سلطان آٹھ مہینے تک گرد اس قلعہ کے مقیم رہا اور ساباط بنانے اور سرنگ کھودنے مین سعی
بلیغ اور جہد موفورہ پیش پہونچائی ناک نایک نے مضطرب اور بدحواس ہو کر امان طلب کی اور قلعہ سپرد کرکے امراے بزرگ مین منتظم
ہوا اور بادشاہ نے مظفر و منصور ہو کر دولت آباد مین نزول اقبال اور حلول اجلال فرمایا اور زمانہ سابقہ مقصدون کے گذرانا

اس درمیان مین لاہور سے خبر پہونچی کہ ملک بہرام ابیہ حاکم ملتان نقارہ خصومت کا بجاکر ملکت پنجاب کو تاخت و تاراج کرتا ہو اور جمعیت عظیم بہم پہونچاکر ملک گیری کا دعوی رکھتا ہو اور بیان واقعہ کا یون ہو کہ سلطان محمد نے جب دولت آباد کو پاے تخت اپنا بنایا اور جمیع امرا و منصب دارون کو فرامین بھیجے کہ اپنے زن و فرزند دولت آباد مین بھیجکر سکان تیار کرو اسواسطے علی نام ایک محصل بہرام ابیہ کے بال بچے لانے کو ملتان کی طرف گیا اور جسطرح کہ رسم محصلون کی ہو درشتی اور بدخلقی کی اور کلام موحش قسم تہدید اور وعید سے مذکور کیے اور داماد بہرام ابیہ کا ایک روز اپنے مکان سے برآمد ہوکر متوجہ دیوانخانہ بہرام ابیہ کا تھا کہ علی محصل نے اُسکے پاس پہونچکر کہا کسواسطے اپنے بال بچون کو دولت آباد مین نہین بھیجتے ہو شاید یہ مین اپنے خیال حرامزادگی کا رکھتے ہو اُسنے کہا حرامزادہ کسے کہتا ہو کہا کہ وہ جو مکان مین بیٹھا ہو اور حکم بادشاہی کی تعمیل نہین کرتا ہو آخر اس مقدمہ مین ردوبدل درمیان اُنکے اسقدر ہوئی کہ نوبت ساتھ اس انتہا کے پہونچی کہ علی نے موے سر بہرام ابیہ کے داماد کے پکڑے اور کئی گھونسے رسید کیے اور اُس نے کسی نہ کسی طرح سے اپنے بال اُس کے ہاتھ سے چھڑائے اور علی یعنی محصل مذکور کو زمین پر دے مارا اور اُسکے ایک سپاہی نے اسکے شہارہ کے موافق اُسکا سر تن سے جداکر کے شہر مین پھرایا بہرام ابیہ جب اس سانحہ سے آگاہ ہو سلطان محمد تغلق شاہ کے خوف قہر و غضب سے بغاوت اور طغیان کے سوا چارہ نہ دیکھا بادشاہ نے اس فساد کا دفع مخصر اپنی توجہ پر جانکر دولت آباد سے نہضت فرمائی اور لشکر فراہم کرکے ملتان گیا اور بہرام ابیہ بھی ایک لشکر مور و ملخ سے زیادہ جمع کرکے بادشاہ کے مقابل صف آرا ہوا اور حرب و ضرب کے بعد کہ خلق بیشمار دونون طرف سے ہلاک ہوئی ہزیمت شامل حال اُسکا فرنعمت کے ہوئی بادشاہ منظفر ہوا اور چاہا کہ ملتان کو قتل عام کرے شیخ رکن الدین سلطان کے دیکھتے کو آئے لوگون کی شفاعت کی سلطان اُنکی شفاعت کے موافق ملتانیون کے قتل سے درگذرا اور قوام الملک نامے کو دہانکی حکومت پر منصوب کیا اور یہ جماعت بہرام ابیہ کے تعاقب مین نامزد ہوئی تھی سر اُسکا جداکر کے ملتان مین لائی پھر بادشاہ نے دہلی کی طرف مراجعت فرمائی اور جو لوگ اطراف کے کہ ساتھ تکلیف کے دولت آباد مین ساکن ہوئے تھے پراگندہ ہوے بادشاہ دو برس وہان رہا اور بہت دولت آباد کی تعمیر پر مصروف فرمائی اور اپنی والدہ مخدومہ جہان کو مع سائر حرم اور سپاہی دولت آباد مین روانہ کیا اور ایک آدمی دہلی کو جو وہان کی آب و ہوا کے خوگر تھے اپنے ساتھ نرکھا سب کو دولت آباد بھیجا اور دہلی اسطرح سے ویران ہوئی کہ آواز کسی متنفس کی گیدڑ اور لومڑی اور جانور صحرائی کے سوا کان مین نہ پہونچتی تھی اور ان سنوات مین جو مال و جہات دوآب کا بشدت طلب کیا جاتا تھا وہان کی رعایا اور مقدمون نے آگہ اپنے مکانون اور کھلیانون مین لگاکر اور مواشی اپنے لیکر جنگلون اور پہاڑون مین داخل ہونے بادشاہ نے فرمایا کہ ضلعدار اور حکام وہانکے ہاتھ قتل و غارت مین دراز کرکے جس کسی کو پاوین تیغ بیدریغ سے ہلاک کرین یا زندہ درگور کرین اس سبب سے ولایت دوآب کے خراب اور ویران ہوئی مترددین خوف اور نامنی کے سبب تردد سے باز رہے لشکری کہ زن و فرزند اُنکے دولت آباد مین آباد ہوئے تھے حیران اور سرگردان ہوئے الغرض ایسا کام ابتداے افترنیش سے اُسکے عہد تک کسی حاکم نے نہ کیا تھا اور سب سے طرفہ یہ کہ بادشاہ خود بہی شکار سے رہگیا اور ہزار ہا رعایا کو ہلاک اور غارت کرکے حکم دیا کہ اُسکے سر قتلہ کے کنگرون پر آویزان کرو ایسا ہی حسب الحکم عمل مین آئے اور اسی طرح سے قنوج مین جاکر وہانسے صوبہ تک ایک عالم کا عالم قتل کیا اسوقت مین ایک نوکران قدرخان سے کہ اسے ملک فخرالدین کہتے تھے بعد فوت بہرام خان کے بنگالہ مین بغاوت پر کمر باندھی تھی قدرخان کو قتل کرکے لکھنوتی کے خزانون پر بھی متصرف ہوا اور

لکھنوتی اور ستارگانون اور سنگام کو اپنے قبضہ و دخل مین لایا اور بادشاہ تبک قنوج سے قتل و غارت سے فارغ ہوا تھا کہ معبر سے خبر پہونچی کہ سید حسن بدر سید ابراہیم خریطہ دار معبر مین باغی ہوا اور جانکے امرا کو قتل کر کے اس ولایت پر متصرف ہوا ہے سلطان نے فخر الدین کے معاملہ کو موقوف رکھکر شہر مین آکر ابراہیم خریطہ دار اقربائے سید حسن کو گرفتار کر کے قید کیا اور لشکر ترتیب دیکر ۷۳۴ سات سو بیالیس ہجری مین معبر کی طرف نہضت فرمائی اور دیوگڑھ مین پہونچتے ہی وہان کے عمال اور مزارع سے سخت طلبی فرمائی جیسا کہ ان مین کے اکثر نے شدت مطالبات سے جان دی چنانچہ اُس ولایت مین بھی اضافہ گران رکھکر محصل تیز اور تند مقرر کیے اور اُسکے بعد خواجہ جہان کو دہلی کی طرف بھیجکر خود بقصد دفع فتنہ سید حسن تلنگ کے راستہ سے معبر کی سمت روانہ ہوا جب ورنگل مین پہونچا وہان دس دن سے وبا عالمگیر تھی اکثر آدمی اُس مرض مین مبتلا ہوئے اور چند سردار نامی نے وفات پائی اور سلطان بھی بیمار ہوا ملک نائب اوحدالملک وزیر کو وہان چھوڑکر خود دولت آباد کی طرف علم معاودت کا بلند کیا جسوقت کہ حوالی قصبہ بیرین پہونچا درد و انتون مین پیدا ہوا ایک دانت اسکا گر پڑا اور اسی مقام مین دفن کر کے ایک گنبد اُسپر تیار کیا چنانچہ ابتک وہ گنبد موجود ہے اور ساتھ گنبد دندان سلطان تغلق کے شہرت رکھتا ہے اور بادشاہ جب پٹن مین پہونچا چند روز وہان اپنے معالجہ مین مشغول ہوا اور شہاب سلطان کو تصرف خان خطاب دیکر ولایت بیدر اُسکے حوالہ کی اور جاگیرات اس نواح کی بتجدد کرور تنکہ مقاطعہ اس کو دیا اور دولت آباد اور ولایت مرہٹ قلیچ خان اُستاد کے تفویض فرمائی اور چونکہ حرف حرف مخواری شاہ سے افغان مذکور رنجا تھا پھر بحالت مرض پالکی مین سوار ہو کے دہلی کی طرف عازم ہوا اور حکم دیا کہ باشندگان دہلی سے جو شخص کہ دولت آباد مین ساکن ہے اگر چاہے یہان آوے ورنہ دولت آباد مین استقامت کرے پس اکثر بسبب ہمراہی بادشاہ کے دولت آباد سے دہلی مین آئے اور ایک جماعت ولایت مرہٹ مین سکونت پذیر ہوئی پھر سلطان وہانسے روانہ ہوا تمام ولایت مالوہ اور سب قصباب جو دہلی کے راستہ مین تھے اسساک باران نے قحط کے سبب خراب اور پریشان دیکھا اور تمام ڈاک چوکی کے پیادے تھانون سے برخاستہ پائے اور جب دہلی مین پہونچا اُسے بھی خراب دیکھا اور قحط اس نہایت کو پہونچا کہ سیر بھر غلہ ستر درم کو میسر ہوتا تھا اور اکثر مویشی اور مردم ہلاک ہوئے بادشاہ نے بعد از خرابی بصرہ واسطے آبادانی ولایت اور تکثیر زراعت کے توجہ کر کے چند روز ترک سیاست کی اور خلق کو خزانہ سے زر دیکر کھودنے چاہ اور کشت اور زراعت کی تحریص کی لیکن خلائق از بسکہ خراب اور مضطر تھی جو کچھ بطور تقاوی پایا تھا کچھ اپنے اکولات مین صرف کیا اور کچھ چاہ و زراعت مین صرف کیا لیکن بسبب اسساک باران کے کنوئین کا پانی مفید نہوا اور اکثر خلق ساتھ سیاست کے پہونچی اس درمیان مین شاہزادے افغان نے طمع مخالفت علانیہ ملتان مین بجا لایا اور سپہ دار نائب ملتان کو قتل کیا قوام الملک کو ملتان سے دہلی کی طرف بھگایا اور بادشاہ نے دہلی سے سامان لشکر درست کر کے ملتان کی سمت نہضت فرمائی ایک منزل مسافت قطع ہوئی تھی کہ والدہ اسکی مخدومہ جہان کا انتظام و التیام تمام خاندان تغلق شاہیہ ساتھ اسکے وابستہ تھا دہلی مین برحمت حق واصل ہوئی سلطان محزون اور ملول ہوا اور حکم دیا تو ا لیان سلطنت نے شہر مین اُس مرحومہ کی موج پر فتوح کرنے واسطے طعام اور صدقات دیے اور خود روانہ ہوا جب ملتان کے قریب پہونچا شاہزادے افغان نے عریضہ مشتمل بر ندامت اور اپنی بازگشت کے بھیجا اور خود ملتان چھوڑکر افغانستان مین گیا بادشاہ راہ سے معاودت کر کے دہلی مین آیا اور دہلی مین قحط اس مرتبہ تھا کہ آدمی آدمی کو کھاتا تھا سلطان نے پھر روپیہ

خزانہ عامرہ سے دیا تو کنوئیں کھودنے اور کشتکاری میں مشغول ہوں لیکن لوگ پریشانی اور بے سامانی اور کمی باران کے سبب سے تصعیر اور اہمال کرتے تھے اور سیاست میں پہونچتے تھے اُسوقت میں ایک گروہ مندہران اور چوہان اور میانے و بھسنیان کو ولایت منام اور سمانہ میں تھے تردد کرکے جنگلون عظیم میں در آئے اور مکانات بنوا کر مقیم ہوئے اور ہاتھ مالگذاری سے کھینچے بادشاہ نے بمدافعت انکے لشکر کھینچکر مکانات اُنکے کو صطلاح ہند میں منڈل کہتے ہیں منہدم کیے اور انکی جمعیتون کو پریشان کیا اور اُنکے سردارون کو ہمراہ لاکر شہر میں جگہہ دی اور ۶۴۲ھ سات سو تینتالیس ہجری میں ملک چندر کہ سردار کہکران کا تھا اُسنے علم مخالفت بلند کرکے حاکم لاہور یعنی ملک تاتارخان کو قتل کیا سلطان نے خواجہ جہان کو اسکے دفع کے واسطے بھیجا اُسنے کہکران کو مخذول اور منکسر کیا اور جو لین بادشاہ کے متمکن ہوا تھا سلطنت بے اجازت خلیفہ عباسی جائز نہیں ہے ہمیشہ اس اندیشہ میں تھا کہ اجازت حاصل کرے اس درمیان میں سنا کہ حکام مصر نے واسطے ایک مصلحت کے دودمان عباسی سے کسی کو سریر خلافت پر بٹھایا ہے پس اُسیوقت باتفاق کمال الملک غائبانہ بیعت ساتھ اس خلیفہ کے کرکے بجاے اسم اپنے نام خلیفہ سکہ میں درج کیا اور شہر میں نماز جمعہ اور عیدین منع کی اور دو تین مہینے اوقات عریضہ لکھنے میں صرف کرکے مرسول رکھا اور ۶۴۴ھ سات سو چوالیس ہجری میں حاجی سعید حرمزی ہمراہ ایلچی بادشاہ مصر فرمان حکومت اور خلعت خلافت لایا بادشاہ نے جمیع امرا اور علما اور مشائخ ہمراہ لیکر قریب پانچ چھ کوس استقبال کرکے فرمان خلیفہ سر پر رکھا اور بوسے حاجی سعید حرمزی کے قدمون پر دیکر چند قدم پیادہ اُسکے جلو میں گیا اور شہر میں تبے آویزان کیے اور زرخطیر فرمان پر نثار کیا اور نماز جمعہ اور عیدین کی ادا کے واسطے کہ موقوف کی تھی اجازت دی اور خطبہ بنام خلیفہ پڑھ کر آسامی بادشاہان دہلی کو جو خلیفہ سے اذن نرکھتے تھے خطبہ سے موقوف کیا اور نام باپ کا طراز جامہاے زرباف میں اور شرفات عمارات نام خلیفہ ثبت فرماکر ایک عریضہ مطول مشتمل بر تواضع بے اندازہ بخط خود تحریر کیا اور ایک گوہر نفیس کہ مثل اُسکا خزانے میں نہ تھا خلیفہ کے واسطے جدا کیا اور حاجی رجب فیج کی معیت سے مصر میں روانہ کیا اور ملک کبیر سردار جاندار کو جو حسن اخلاق اور شجاعت اور تقوی اور عبادت میں نظیر نہ رکھتا تھا اور اُس سے مقرب تر کوئی نہ تھا داخل پیشکش کرکے ملک خلیفہ میں لایا اور ملک نے قبول خطاب کیا اور عریضہ اُسکے متضمن اقرار العبودیت خلیفہ مصحوب حاجی رجب رفیع کے مرسول کیا اُسوقت کشتا نایک پسر لاردیو نے نواحی دونگل میں استقلال دیدہ بلال دیو کے پاس جو راے عظیم الشان کرناٹک کا تھا جاکر کہا کہ مسلمان ملوک دیار تلنگ اور کرناٹک میں داخل ہوتے اور عزیمت رکھتے ہین کہ ہمین ایکبارگی مستاصل کرین اس بارہ مین ایک فکر چاہیے کرنا بلال دیو نے جمیع اہیان مملکت کو حاضر کرکے مشورہ طلب کیا اور بعد تفکر اور امعان نظر کے قرار پایا کہ بلال دیو جمیع ممالک اپنے کو عقب چھوڑکر خود سر راہ سپاہ اسلام میں تخنگاہ بنادے اور معبر اور دھورسمندر کہ نیلہ کو مسلمانون کے تصرف سے برآوردہ کرے اور کشتا نایک صرف ہمت کرکے دونگل کو بھی کہ اُس ایام میں فرصت ہی حوزہ دیوان دہلی سے لیوے اور بلال دیو نے کوہستان اپنی سرحد کے جاے صعب میں ایک شہر نام اپنے فرزند بچن راے کے بنا کیا کہ مشہور بہ بچن نگر ہوا اور رفتہ رفتہ کثرت استعمال سے بیجانگر ہوا اور پیادے اور سوار بہت ہمراہ کشتا نایک کرکے پہلے دونگل پر قابض ہوا اور ملک عماد الملک وزیر بھاگ کر دولت آباد میں آیا بعدہ بلال دیو نے کشتا نایک کو ملک دیگر دہ طرف سے ایان معبر اور دھورسمند کو جو قدیم الایام سے بلرج گذار حاکم کرناٹک تھے مسلمانون کے تصرف سے برآوردہ کیا اور رفتہ رفتہ خوابیدہ

ہر طرف سے بیدار ہو امالک دور دست مین گجرات اور دیوگڈھ کے سوا بادشاہ دہلی کے تصرف مین نرہا بادشاہ اس سبب سے نہایت پریشان ہو کر خلق پر سیاست فرماتا تھا اور خلائق سیاست بادشاہ کی سخت سے متنفر زیادہ تر ہوتی یہ امر سبب زیادتی فتنہ و فساد ہوا اور جو بسبب امساک باران کے فائدہ بھی وکوشش بادشاہ کا زراعت کے بارہ مین مترتب ہونا تھا ناچار حکم کیا کہ دروازے شہر کے کھول دو اور جن لوگون کو کہ زجر و توبیخ سے شہر مین نگاہ رکھا ہو رہا کرین جو کہ زندہ رہے تھے مع زن و فرزند گرتے پڑتے بنگالہ کی طرف دوڑے بادشاہ بھی قحط سے لاعلاج ہو کر شہر سے برآمد ہوا اور بیتابی اور کنپلہ کو طے کر کے آب گنگ کے ساحل پر اقامت کی اور فرمایا تو آدمی وہان بھاوفی تیار کرین اور بھاوفی کی تیاری کے بعد اس موضع کا سرگدواری نام رکھا اور کڑہ اور اودھ سے غلہ وہان پہونچتا تھا اور شہر کی نسبت وہان ارزانی حاصل ہوئی اور عین الملک جو جاگیر ظفرآباد اور اودھ رکھتا تھا اور اپنے بھائیون کے ہمراہ وہان رہتا تھا ہمیشہ غلہ اور آذوقہ اور اقمشہ اور سائر مایحتاج سرگدواری مین متواتر ارسال کرتا تھا چنانچہ اس عرصہ مین کہ بادشاہ وہان رہتا تھا نقد و جنس سے بمقدار آٹھ لاکھ تنکہ خدمت سلطان مین ارسال کیے اور سلطان کو انکی نسبت اعتقاد تمام پیدا ہوا اور اسکی حسن کفایت پر تحسین اور آفرین کی اور اس زمانے مین کہ بادشاہ سرگدواری مین تھا چار فساد حادث ہوئے اور جلد ساکن ہوئے اول فساد نظام مائین کا کڑہ مین ظاہر ہوا اور وہ ایک مرد تنگی اور یاوہ گو اور ہرزہ کار تھا اس جہت سے عہدہ مقاطعہ سے برطرف آیا اور ۷۴۵ھ سات سو پینتالیس ہجری مین باغی ہو کر اپنے تئین سلطان علاءالدین مشہور کر کے چتر سر پر لیا لیکن قبل اسکے کہ سلطان اسکے دفع مین متعین ہووے عین الملک نے مع اپنے بھائیون کے لشکر بھیجکر اسکو دستگیر کیا اور سر اسکا کاٹ کر بادشاہ کے پاس روانہ کیا اور شیخ زادہ نظامی کو سلطان کی اہین کی اوسکی اسکو بیباہی تھی اودھر نامزد ہوا اس نے ایک جماعت کو کہ اس فساد مین شریک نظام مائین تھی دستیاب کر کے جزا اور سزا مین پہونچایا اور دوسرا فساد جو اس سال دکن مین حادث ہوا وہ یہ ہے کہ نصرت خان نے تمام ولایت بیدر کو کرور تنکہ پر ٹھیکہ لیا تھا جب اسکی ادائی سے عہدہ برانہ ہو سکا باغی ہو کر قلعہ بیدر مین متحصن ہوا قتلغخان دیوگڈھ سے نامزد ہوا اور دوسرے امرا بھی دہلی سے اس کی کمک کے واسطے تعین ہوئے اور قتلغخان نے قلعہ بیدر کو صلح کر کے قول و قرار سے اس کو قلعہ سے برآوردہ کر کے بادشاہ کی خدمت مین بھیجا ابھی ایک مہینا اس واقعہ سے نہ گذرا تھا کہ علی شاہ بھانجا ظفر خان علائی جو امیران صدہ سے تھا اور دولت آباد سے واسطے تحصیل مال واجب سلطانی کے گلبرگہ کی طرف گیا تھا جب اس حدود کو عمال سے خالی دیکھا اپنے بھائیون کو کہ ایک اون مین سے سن کا نکوی تھا ایکجا جمع کیا اور ۷۴۶ھ سات سو چھیالیس ہجری مین مہرین ضابط گلبرگہ کو جو نفران معتمد سلطان سے تھا غدر کر کے ہلاک کیا اور مال و متاع اور سلب و سامان انکا غارت کر کے بیدر مین گیا اور نائب خلیت بیدر کو بھی قتل کر کے اس ولایت کو بھی اپنے تصرف مین لایا اور سلطان نے اس مرتبہ بھی لشکر مالوہ کو قتلغخان کی کمک کیواسطے بھیجکر اس کے دفع کو مامور کیا اور جب قتلغخان بیدر کے اطراف مین پہونچا علی شاہ استقبال کر کے جنگ مین مصروف ہوا پھر شکست کھا کر قلعہ بیدر مین پناہ لی اور قتلغخان نے قول دیکر اسے مع بھائیون قلعہ سے برآوردہ کیا اور سرگدواری مین سلطان کی خدمت مین حاضر لایا سلطان نے علی شاہ اور اسکے بھائیون کو اخراج کر کے غزنین بھیجا اور جب وہ خون گرفتنی بحکم غزنین سے پھر آئے اسی وقت قتل ہوئے اور جیسا کہ گذرا یعنی بادشاہ کو عین الملک کی

بجا آوری خدمات مستحسن اور پسند پڑی تھین مقام عنایت ہین ہوکر چاہا کہ اُسے مع خیل اور تو ابعین دولت آباد مین بھیجکر
درکھل کی بھی مہم ساتھ اُسکے رجوع کرے اور تلنگان کو حضور مین طلب فرماوے عین الملک آپکو دست توہم مین سپرد کرکے
فکرہاے دور دراز مین پڑا اور اپنے دلمین اندیشہ کیا کہ تلنگان اُستاد جسنے تمام مملکت دکن کو بوجہ احسن ضبط کیا اور حسن
سلوک سے رعیت محدود کو مطیع اور منقاد کیا ہی بے تقریب اُسے دکن سے عزل کرنا اور مجھے بجاے اُسکے اس طرف بھیجنا معنی
نہین رکھتا ہو البتہ ارادہ اور مقصد بادشاہ کا یہ ہی کہ ساتھ اس طریق کے میرے تئین اس حدود سے اُکھاڑکر کے ضائع کرے اتفاقاً
اُس درمیان مین ایک جماعت نویسندگان ساتھ خیانت کے منسوب ہوئی تھی اور بادشاہ نے حکم اُنکے قتل کا نافذ کیا تھا اور
اُنھون نے بہانہ گرانی دہلی سے برآمد ہوکر اودھ اور ظفرآباد مین جاکر اپنے تئین عین الملک کی حمایت مین الالتجا اور وہ خاطر
سلطان کو اس سبب سے اپنے اوپر متغیر پایا تھا چنانچہ اسوقت مین سواے تمرد اور عصیان کے چارہ نہ دیکھا علم بغاوت کا بلند
کیا اور بحسب ظاہر بموجب حکم سلطان لشکر اور اپنے بھائیون کو اودھ اور ظفرآباد سے بلایا اور یا بھی راستہ مین تھے کہ
عین الملک ایک شب کو سرگروہ ارکی سے برآمد ہوکر لشکر اور بھائیون سے جاملا اور اس جلدی مین اُسکے بھائی علم جسارت بلند کرکے
مع چار ہزار سوار سرگروہ ارکی کے اطراف مین آئے اور تمام ہاتھی اور گھوڑے سلطان کے جو صحرا مین چرتے تھے اپنے لشکرگاہ
مین ہانک لے گئے بادشاہ نے سراسیمہ ہوکر لشکر امرو ہہا اور سامانہ اور کول اور برن کو طلب کیا اور خواجہ جہان نے بھی آپکو
مع لشکر دہلی خدمت مین پہونچایا بادشاہ نے افواج آراستہ کین اور عین الملک اور اُسکے بھائیون نے آب گنگ پر عبور کیا اور
بادشاہ کے مقابل آئے بخیال اسکے کہ جو خلائق بادشاہ سے متنفر ہو شاید ہماری شریک ہو غرضکہ دوسرے دن نئی فوج کو ترتیب
دیکر صحراے قنوج مین پرا جمایا سلطان اُنکی جرأت سے غضب مین آیا اور چاہا کہ انھین علف سیوف خون آشام کرے خود سوار
ہوا اور عین الملک اور اُسکے بھائی نے یہ خبر سنتے ہی دست و پا گم کیے اور کچھ دیر کے بعد راہ فرار نالی اور عین الملک زندہ دستگیر
ہوا اور شہر امتہ اُسکا بھائی مجروح آب گنگ مین غرق ہوا اور اُسکا دوسرا بھائی معرکہ مین مارا گیا اور تھوڑے مع اسپ و سلاح
پانی مین ڈوب گئے اور وہ نیم جان کہ آب گنگ سے اپنے تئین ساحل تک لیگئے تھے اُنمین سے اکثر اس زخم کے ہاتھ ہلاک ہوے سلطان
نے فرمایا کہ عین الملک کی ذات مین کچھ شرارت نہین ہو لوگون نے اُسے بہر آمادہ کیا تھا پھر اُسے اپنے روبرو طلب کیا اور گھوڑا اور
علماے بزرگ دیکر اُسے سرفراز فرمایا پھر بادشاہ وہانسے بہرائچ کی طرف متوجہ ہوا اور وہان جاکر عمارت قبر سالار مسعود غازی
کی جو سلطان محمود غزنوی کے اقارب سے تھے اور سلطان محمود غزنوی کی اولاد کے عہد مین یعنی ۴۲۴ھ پانسو سال ہجری مین کفار
کے ہاتھ سے شہید ہوئے تھے تیار کروائی اور زر کثیر وہانکے مجاورون اور فقرا کو عنایت فرمایا اور خواجہ جہان کو بہرائچ سے آگے بھیجا تو
راستہ لکھنوتی کا لیوے اور بقیہ السیف عین الملک کو لکھنوتی جانے سے روکے اور مردم دیگر جو دہلی سے بسبب قحط یا بادشاہ
کے خوف سیاست سے اودھ اور ظفرآباد مین جاکر ساکن ہوئے ہین اپنے وطنون مین روانہ کرے اور بادشاہ خود بہرائچ سے
دہلی مین آیا اور خواجہ جہان بھی اُس مہم سے کہ حوالے اُسکے ہوئی تھی خاطر جمع کرکے خدمت مین حاضر ہوا اُن بعد حاجی جب شیخ اشیوخ
مصری مع فرمان نیابت اور خلعت خاص اور لواے امیرالمومنین بادشاہ کے روبرو آئے چنانچہ بادشاہ نے مع امرا اور
اکابر استقبال کیا جب نزدیک پہونچا پیادہ ہوا اور فرمان خلیفہ سر پر رکھکر دروازہ سے اندرون قصر تک پیادہ گیا اور
مصحف اور حدیث کی کتاب مشارق مع فرمان خلیفہ ہمیشہ اپنے روبرو رکھ کر نام خلیفہ آدمیون سے بیعت لیتا تھا
اور جو حکم بادشاہ سے صادر ہوتا تھا خلیفہ سے منسوب کرتا تھا اور کہتا تھا امیرالمومنین نے یہ حکم نافذ فرمایا ہی اور چند روز کے بعد

شیخ الشیوخ مصری کو انعام و اکرام بہت دیکر رخصت انصراف ارزانی فرمائی اور مال اور جواہر فراوان خلیفہ کی خدمت مین ارسال کیا اور اسی وقت مخدوم زادہ بغدادی کہ ظاہرا خاندان عباسی سے تھا ہند مین آیا بادشاہ نے قصبۂ پالم تک استقبال کیا اور دو لاکھ تنکہ اور ایک پرگنہ اور کوشک میہنی اور تمام محصول زمین داخل حصار اور باغات اُسکے انعام مین مقرر فرمایا اور جسوقت کہ مخدوم زادہ عزم ملاقات کرتا بادشاہ تخت سے اُتر کر چند قدم استقبال کو جاتا اور اُسے اپنے پہلو مین تخت پر متمکن کرتا اور مودب اُس کے روبرو بیٹھتا اور ان دونون مین واقع ہوا کہ ولایت مرہٹہ اور دولت آباد قتلغخان کے کارندون کے ظلم و ستم سے خراب ہوئی اور محصول دکن دس حصہ سے ایک حصہ پہونچا ہر آئینہ بادشاہ نے باتمین معلل بغرض کہ باور کرکے قتلغخان کو کہ عدالت اور حسن سلوک مین عدیل اور نظیر اپنا نہ رکھتا تھا دکن سے طلب فرمایا اور حکم دیا کہ قتلغخان کا بھائی مولانا نظام الدین المخاطب بعالم الملک کہ بروج مین رہتا تھا دولت آباد کی طرف جاکر عمال کے پہونچنے تک ضبط ممالک اور ترتیب امور اور اصلاح معاملات کرتا رہے اور قتلغخان اُن دنون حوض کی تیاری مین مشغول تھا جو اس زمانے مین ساتھ حوض قتلو کے بہ تبدیل حسین بلوا مشہور ہوا اور اتمام اُس حوض کا اُسکے حوالہ کیا اور خزانۂ بادشاہی جو کہ خود جمع کیا تھا اور خوف راہ کے اندیشہ سے دہلی مین لیجانا ممکن نہ تھا قلعہ دھارا گڑھ مین نگاہ رکھا اور بسرعت تمام دہلی کی طرف روانہ ہوا اور دھارا گڑھ عبارت حصار بالاے کوہ سے ہے اور اس مین اس پہاڑ کے ایک ضلع سے پیوستہ حصار گچ اور سنگ سے کھینچا ہے اور قلعہ دولت آباد مراد اُس قلعہ سے ہے کہ کوہ پر کھینچا گیا ہے اور بادشاہ نے قتلغخان کے بعد پہونچنے کے دہلی مین اپنے تئین فرمان خلیفہ عباسی کے وصول سے مستحق بادشاہی جان کر مجددًا باستقلال تمام کار و بار امری مین غور کیا اور مملکت دکن جو کچھ کہ اُسکے تصرف مین تھی چار شقدار کرکے چار شقدار کے حوالہ کی اور عماد الملک مشیر بادشاہی کو کہ مرد شجاع اور عاقل اور مدبر تھا سپہ سالار دکن کیا اور سرور الملک اور یوسف لقب کو کہ امراے کبار سے تھے ہمراہ کرکے دولت آباد مین روانہ فرمایا اور خالصات دکن کے ساتھ سات کرور تنکہ سفید کے مقاطعہ کرکے اُنکے ذمہ کیے اور حکم کیا کہ معاملات مین ساتھ عالم الملک کے مشورہ کرتے رہین لیکن رعایاے دکن بتغیر قتلغخان و بے بضاعتی عمال سے مضطرب ہوکر بعضون نے جلاے وطن کیا اور بعضون نے تمرّدی کا طریقہ اختیار کیا اور اس ولایت مین خرابی بڑھی ایسے ہی عزیز خار کو جو ازل سے تھا مالوہ کی حکومت پر بھیجا اور رخصت کے وقت فرمایا شنا ہے مین نے کہ جو فساد اُس ولایت مین پیدا ہوتا ہے باعث اُسکے امیران صدہ اُس مملکت کے ہوتے ہین چاہیے کہ ہر کسی کے دفع مین کہ جو اُنمین سے مفسد ہو تو تقصیر نکرے پھر بادشاہ بعد فراغ مہم دکن اور مالوہ کے سرگدازی کی طرف آیا اور تا بادانی ملک و تکثیر زراعت مین کوشش کی اور اس بارہ مین اختراع چند وضع کیے اور اختراع کو اسلوب نام رکھا اور ہر بارہ مین محکمہ علیحدہ وضع کیا موسوم بمشہور اور ہتھ پھیری کے ہوا اور جملہ مخترعات اُسکے سے یہ تھا کہ تیس کوس سے تیس کوس مسافت کو دائرہ فرض کرکے ساتھ ایک شخص کے رجوع کیا کہ جسقدر زمین اُس مسافت مین ہو اگر نامزروعہ ہو مزدوعہ کرے اور اگر مزروعہ ہووے سعی کرے تو اعلی مرتبہ کو پہونچے اور قریب سو شقدار کے اس کام کے واسطے منصوب ہوئے بس بعضے کہ گرسنہ اور مضطر تھے اور بعضے کہ نہایت حرص و طمع سے نظر ساتھ انجام کار کے نہین ڈالتے تھے زراعت کے متکفل ہوتے تھے اور مبالغ لبطور تقاوی اور انعام لیتے تھے اور اس کو اپنے حوائج ضروری مین صرف کرتے تھے اور منتظر سیاست بادشاہی بیٹھتے تھے اور دو برس کے عرصہ مین سترلاکھ تنکہ خزانہ سے اس کام مین صرف ہوئے اگر سلطان مہم تھانہ سے زندہ پھرتا تو ایک شخص اس کام کے متصدیون و متکفلون سے

زندہ نہ چھوڑتا اور اُس بادشاہ کے عہد مین دو مرتبہ اسقدر باران ہوا اور ہر مرتبہ قریب تین سال کے آدمیون نے اوقات سابق عسرت کے بسر کی پھر عزیز خمار دھار کی طرف پہونچا اور کالپی مین مشغول ہوا ایک دن بتقریب ضیافت امیران صدہ کو عبارت یورباشی سے ہو طلب کیا اور قریب نشست نقرا میر صدہ کو اُس مجلس مین بطور غدر کے قتل کیا اور ملاحظہ اُسکا نہ کیا کہ امیران صدہ دکن اور گجرات وغیرہ متوہم ہو کر مقام فساد مین ہونگے اور عریضہ بادشاہ کی خدمت مین لکھا کہ خانہ زاد نے ایک خدمت نمایان کی ہو بادشاہ نے اُسکو دولتخواہی بزرگ تصور کرکے گھوڑا اور خلعت مع تحسین نامہ واسطے اُسکے بھیجکر فرمایا کہ ٹھہر امراسے بزرگ تحسین نامہ عزیز خمار کو لکھکر رخصت ہاے عہدہ اور خلعت فاخرہ بھیجین اور خود بہوس تربیت ارادل جو کہ فرمودہ اُسکے سے تجاوز نکرین مصروف ہو اچند شخص جو اسامل روزگار سے تھے اُنکو اپنے قرب مین اختصاص بخشکر مدایح اور مراتب اُنکے اکثر امراسے بلند تر کیے بنجملہ ان کے بخیان مطرب بچہ کو ولایت گجرات اور ملتان اور بداؤن تفویض فرمائی اور ایک باغبان کو جو سفلہ ترین مردم سے تھا عہدہ دیوان وزارت پر منصوب فرمایا اور فیروز حجام اور میکائی بھٹیارے ولد باغبان اور شیخ بالوے بابک جولاہہ بچہ کو اپنے قرب مین ممتاز کرکے جاگیرین اور نظامتین بزرگ حوالہ فرمائین اور مقبل نام غلام احمد ایاز کو کہ صورت و معنے مین حقیر ترین اُسکے غلامون سے تھا گجرات کی وزارت تفویض کی اور ان دو بیتون کے مضمون سے غافل ہوا نظم سر ناکسا نرا برافراشتن ؛ وزانیشان امید بہی داشتن ؛ سر رشتہ خویش گم کردن است ؛ بجیب اندرون مار پرورد نست ؛ اور سبب ارادل کی پرورش کا یہ تھا کہ جو بادشاہ دربارہ قتل رعایا وغیرہ احکام بجا دیتا تھا اور امراے دانا اور عاقل جانتے تھے کہ صلاح بادشاہی آئین ہمین ہے سر حکم سے بھیر کر ساتھ تغافل کے گذرانتے تھے تا بادشاہ کے دل مین نقش اُسکا جاگزین ہوتا تھا کہ جو آدمی اصیل و نجیب ہین اُنکے دلمین میری کچھ قدر اور میرے قول کا کچھ اعتبار نہین ہے ایسی جماعت کو بزرگ کرنا چاہیے جو ارادل اور لئام سے ہو وین القصہ جب عمل شنیع عزیز خمار کا غافلہ اور بادشاہ کی تحسین کا ملتفتانہ اطراف و جوانب مین پہونچا جہان کمین امیر صدہ تھے اپنے تئین فراہم کرکے مغتنم وقت اور فرصت کے بیٹھے اس درمیان مین ملک مقبل جسنے خطاب خان جہانی اور وزارت گجرات پائی تھی مع خزانہ اور گھوڑون خاص سواری کے جو گجرات مین جمع کیے تھے دیوی اور برودھ سے دہلی آتا تھا اس حدود کے امیران صدہ نے اُسکو تمام تاراج کیا خان جہان پلٹ کر نہروالہ کی سمت گیا بادشاہ یہ خبر سنکر غضبناک ہو گجرات کی روانگی کا ارادہ کیا اور قتلغخان نے ضیاء برنی کے ہاتھ جو مؤلف تاریخ فیروز شاہی کا ہے پیغام کیا کہ فساد امیران صدہ دیوی اور برودھ کا اس قبیل سے نہین ہے کہ بادشاہ خود بنفس نفیس اُسکے دفع کے واسطے تشریف فرما ہوے اور حضرت کے اقبال دولت سے دعا گو کو بھی بمقدار استعداد اور لشکر ہے کہ تعہد تسکین اس فساد کا کرے اور بادشاہ بنفس خود کی تشریف سے احتمال ہے کہ اور بھی فساد پیدا ہون بادشاہ نے اُنکی التماس قبول فرمائی فوج کی تیاری کا حکم نافذ کیا ملک فیروز اپنے چچیرے بھائی کو نیابۃً مع خان جہان اور ملک کبیر کے دہلی مین چھوڑا اور خود سنہ ۷۰۷ سات سو سات ہجری مین دہلی سے برآمد ہوا اور قصبۂ سلطان پور مین کہ پندرہ کوس شہر سے ہے نزول فرمایا تو لشکر جمع ہووے اور اس درمیان مین عریضہ عزیز خمار کا پہونچا کہ جو امیران صدہ بیوفا اور پروردۂ فتنہ انگیزی ہین اور بندی اُنسے بہت قریب تھا شہر دھار کی فوج کو آراستہ کرکے اُنکے دفع کے واسطے روانہ ہوا سلطان نے اندیشناک ہو کر فرمایا کہ عزیز خمار ناکردہ کار ہے اور طریقہ حرب کا نہین جانتا ہے عجب نہین کہ مارا جاوے بعد اُسکے خبر پہونچی کہ جب عزیز خمار باغیون کے مقابل ہوا بدحواس ہو کر گھوڑے سے گرا باغیون نے اُسے گرفتار کرکے بدترین عذاب سے ہلاک کیا بادشاہ بھی سلطانپور سے روانہ ہوا

اثنائے راہ مین ایک دن ضیاء برنی سے کہا اگرچہ لوگ کہتے ہین کہ اکثر فساد بادشاہ کی کثرت سیاست سے حادث ہوتے ہین اور مین ہرگز سیاست کو ترک نکرونگا اسکے بعد فرمایا کہ تو کتب خواندہ ہو بتا کہ بادشاہون کو سیاست کس کس مقام مین مناسب ہو عرض کی کہ تاریخ کسروی مین مذکور ہو کہ بادشاہ کو سات محل مین سیاست لازم ہوا اول وہ شخص کہ دین حق سے پھرے اسپر سیاست لازم آوے دوسرے وہ کہ عمداً خون ناحق کرے تیسرے وہ کہ مرد زن دار سا بخو عورت شوہر دار کے زنا کرے چوتھے وہ کہ ساتھ سلطان کے اندیشہ غدر کا کرے پانچوین وہ کہ بانی فساد ہووے اور بدادرت ساتھ فتنہ کے کرے چھٹے وہ کہ اہل حایا سے ہووے اور ساتھ باغیون کے موافقت کرے اور زر اور سلحہ رسانی مین معاونت کرے ساتوین وہ کہ بادشاہ کا حکم خوار رکھے اور کسی وجہ سے فرمانبرداری نکرے پھر پوچھا کہ ان سیاستون مین کتنی قسم حدیث شریف کے موافق ہین عرض کی ان سیاست بمنگانہ مین تین مقام پر حدیث وارد ہوا اور وہ یہ ہین ارتداد اور قتل مسلم اور زنائے محصنہ اور جا سیاست صلاح ملک کے واسطے مخصوص بادشاہون کو ہین بادشاہ نے فرمایا کہ زمانہ سابق مین خلائق راست کردار اور صدق گفتار تھی اور اس زمانہ مین افساد زمانہ سے مجھے ایسی ہی سیاست پر ضرور ہی بیباک کہ یا تو خلق راست روی اور نیک چلنی اختیار کر کے فجاءت اور فساد کو ترک کرے یا مین درمیان سے برخاستہ ہون اور میرے پاس ایسا وزیر کامل نہین ہو کہ ساتھ حسن تدبیر اور عمل نیک کے سرانجام ملک کرے کہ احتیاج خونریزی کی نہووے اور جب بہاڑ آبو پر جو گجرات کی سرحد مین واقع ہی پہونچا شیخ معزالدین کو کہ ایک امرائے معتبر سے تھا باغیون کی سرکوبی کیواسطے رخصت کیا وہ جب دیوی کے اطراف مین پہونچا خان جہان بھی اسکا شریک ہوا جب باغیون کے سر پر پہونچے دیوی کے اطراف مین جنگ عظیم واقع ہوئی باغی شکست فاش کھا کر آوارہ دشت ادبار ہوے بادشاہ آبو سے معاودت کر کے بہروج مین آیا اور وہان مقیم ہوا اور ملک قبول اور عماد الملک وزیر ممالک کو مع امرائے صدہ بہروج مفرورون کے تعاقب مین بھیجا عماد الملک آب نربدہ کے کنارے اُنسے ملاقی ہوا اور انمین کے اکثرون کو تہ تیغ کیا اور اُنکی اولاد اور اتباع کو دستگیر کیا بعضے جو زندہ رہے ماندیو بکلانہ کے ضابط یعنی حاکم کے پاس پناہ لیگئے اور ماندیو نے سلطان کے ملاحظہ سے اُنھین تاراج اور خراب کیا شر انکا گجرات سے بالکل دفع ہوا اور عماد الملک نے چند روز آب نربدہ کے کنارے توقف کیا اور سلطان کے حکم کے موافق اکثر امیران صدہ کو قتل کیا اور ایک جماعت شمشیر کے تلے سے بھاگ کر الوار مین آوارہ ہوئی پھر بادشاہ نے چند روزہ بہروج مین نزول اجلال فرمایا احوال بہروج اور کنبایت اور تمام بلاد گجرات کا کہ آدمیون کے پاس رہا تھا بشدت تمام وصول کر کے خزانہ مین داخل کیا اور ان لوگون کو کہ فی الجملہ شریک فساد تھے مقتول کر کے فتنہ خوابیدہ کے بیدار کرنے مین مشغول ہوا زین الدین زند کو جو مجد الدین خطاب رکھتا تھا اور ابن رکن الدین تھا نیسر کا کو جو شریران روزگار سے تھے دولت آباد مین بھیجا تو وہانکے اہل فساد امیران صدہ وغیرہ کو گرفتار کر کے سیاست تو پہونچا دین پھر چند روز کے بعد سلطان نے اس حکم سے پشیمان ہو کر چاہا کہ اُس جماعت کو اپنے روبرو بلا کر قتل کرے پھر اُنکے پیچھے ملک علی سرجامدار اور ملک احمد لاچین کو جو ہیر خسرو کے عزیزون سے تھے عالم الملک برادر قتلغ خان کے روبرو بھیجکر فرمان لکھا کہ امیران صدہ کو جو وہان معروف و مشہور ہین حضور مین بھیجے اور ڈیڑھ ہزار سوار انکے ہمراہ کیے اور حکم دیا کہ ہمراہ ان دو امیر کے درگاہ سلطانی مین روانہ کرے اور عالم الملک نے امیران صدہ رایجو اور مکل اور گلبر گا دیجاید اور گنجوتی اور رای باغ اور کلہار و نیکری اور برار اور امی گیر وغیرہ کو دولت آباد مین طلب کیا اور جب امیرون نے سیاست سلطان کی خبر سنی زود تر حاضر نہ ہوئے ملک علی جامدار اور ملک احمد لاچین کو مع ڈیڑھ ہزار سوار

بر سبیل تحصلی اس حدود میں روانہ کیا انھوں نے نہایت کوشش کر کے ہمیران صدہ کو مانند نصیر الدین تغلق اور قزلباش خاں اور حسام الدین اور اسمٰعیل مخ اور حسن کانکو اور نور الدین کے گلبرگہ میں جمع کر کے دولت آباد کی طرف روانہ کیے اور عین الملک نے انھیں بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیا اور جب درہ ماتک دون میں جو مابین قصبہ گج اور دون کے واقع ہے پہونچے امیران صدہ سیاست سلطان سے خائف اور ہراسان ہوئے اور آپسمیں مشورہ کر کے اقرار کیا کہ ہماری طلب سے سوائے قتل اور سیاست کے کوئی امر دوسرا نہیں ہر لائق یہ ہے کہ ہم مثل گوسفندان دست و پا بستہ کے اپنے تئیں قصاب خونخوار بے رحم کے حوالہ نہ کریں سب ہے کہ یہانسے پلٹ کر علم مخالفت بلند کریں پس اتفاق کر کے کوچ کے وقت امرائے محصل پر تاخت لائے اور ملک احمد لاچین کو قتل کر کے اسکا تمام مال و اسباب لوٹ لیا اور ملک علی حامد اجس طرف سے آیا تھا ادھر مفرور ہوا اور امیران صدہ نے دولت آباد میں تاخت کر کے عالم الملک کو محاصرہ کیا اور قلعہ کی فوج سے موافقت کر کے چند روز میں قلعہ پر متصرف ہوئے اور عالم الملک کو کہ حسن سلوک اسکے سے راضی تھے جان کی امان دی اور باقی عاملان سلطانی کو ساتھ ابن رکن الدین خلجی کے قتل کیا اور دولت آباد کا خزانہ آپس میں قسمت کیا اور امیران صدۂ گجرات بھی کہ گوشے اور کنارے کر اس اور مواس میں پوشیدہ تھے سب انکے شریک ہوئے اور اسمٰعیل مخ برادر گل افغان نے کہ وہ بھی امیران صدہ سے تھا اور وفور عقل و مروت سے اتصاف رکھتا تھا اپنے تئیں بادشاہ کر کے اپنا نصیر الدین خطاب کیا امیت اسمٰعیل مخ زاروان دار و گیر

۱۲۱۷ھ بشاہی نجو اندند نام نصیر۔ جب اس فساد کی خبر بہروچ میں بادشاہ کو پہونچی بسبیل استعجال بہروچ سے کوچ پر کوچ کر کے دولت آباد میں آیا اور امیران صدہ نے افواج آراستہ کر کے صفوف سنوارے اور آثار جوانمردی اور بہادری کے اس طرح سے ظہور میں پہونچائے کہ میمنہ اور میسرہ بادشاہ کے متفرق اور پسپا ہوئے اور قریب تھا کہ جشم زخم پہونچے ناگاہ انکا سردار مقدمہ قتل ہوا اور انکے تخمیناً چار ہزار سوار نے نایکبارگی وادی کی طرف ہزیمت کھائی اور رات نے درمیان میں پردہ ظلمانی ڈالا ساتھ ہی طرفین کہ طرفین ایک دوسرے کے حال سے خبر نہ رکھتے تھے اور میدان جانستان کے قریب فروکش ہوئے تھے اسمٰعیل مخ اور تمام امیران صدہ نے قرعہ مشورت کا درمیان میں ڈالا اور بہتری اسمیں دیکھی کہ اسمٰعیل مخ مع ایک جماعت کے جو قلعہ کی محافظت کے واسطے پر ضرور ہے قلعہ دولت آباد میں داخل ہووے اور باقی امرا گلبرگہ میں جا کر اپنی جاگیروں کی محافظت کریں اور جب سلطان دکن سے نکلجاوے پھر دولت آباد میں فراہم ہو کر اپنے کام میں مشغول ہووین پھر اسمٰعیل مخ قلعہ دھارا گڈھ میں جو غلہ اور تمام ایکتاج سے مملو تھا داخل ہوا اور دوسرے امیر کہ حسن کانکو بھی انمیں سے تھا قول قرار کیموافق اپنی جاگیروں میں دوڑے اور سلطان نے عماد الملک مشیر کو کہ قبل اسکے ایلچپور میں رہتا تھا اور تاب مقاومت امیران صدہ نلا کر سلطانپور کی طرف بھاگتا تھا ساتھ ایک جماعت امرا کے باغیوں کے دفع کے واسطے گلبرگہ کی طرف بھیجا اور خود دولت آباد کے کوشک خاص میں استقامت کی واسطے باشندوں کو ہمراہ امیر نوروز گرگین کے دہلی کی طرف روانہ کیا اور فتح نامہ لکھا کہ اسے دہلی کے میر و سر بر بڑھکر ہمارے خوشی کے بجا دیں پھر عازم تسخیر قلعہ دھارا گڈھ ہوا سوار و پیادے بیشمار اسکے محاصرہ کے واسطے مامور کیے چنانچہ ہر روز جنگ بلا ناغہ واقع ہوتی تھی اور اندر اور باہر کی جماعت کثیر قتل ہوتی تھی غرضکہ تین مہینے اسی نہج پر گذرے ناگاہ گجرات سے خبر پہونچی کہ ملک طغی غلام صفدر الملک نے کہ وہ بھی غلام احمد ایاز خواجہ جہاں کا تھا فساد برپا کر کے امیران صدہ کو جو کہستان میں زمینداروں کی تجویز سے رہتے تھے ساتھ اپنے متفق کیا ہے اور کفایت کو غارت کر کے اب قلعہ بہروچ کو محاصرہ کیا ہے بادشاہ یہ خبر سننے سے مضطرب ہو احتیاط و ندرا وہ قوام الدین کو مع چند امرائے بزرگ مثل ملک جواہر اور شیخ برہان الدین بلگرامی اور ظہیر الجیوش کو مع لشکر کثیر دولت آباد کے محاصرہ کو واسطے

چھوڑکر خود بہ تعجیل تمام گجرات کی طرف روانہ ہوا اور ساکنان دولت آباد سے جو شخص کہ راستہ میں ملا گیا اُسکو ہمراہ لیتا گیا چنانچہ تفصیل اسکی یہ ہے کہ اودیگیر اور دکنیوں نے لشکر سلطان کا تعاقب کرکے چند فیل اور خزانہ لیا اور بہتوں کو قتل کیا جب سلطان بہروچ میں پہونچا آپ نربدا کے کنارے نزول فرمایا طغی ترک بہروچ سے کوچ کرکے کنبایت گیا بادشاہ نے ملک یوسف بقرا کو اُسکے تعاقب میں تعین فرمایا پھر کنبایت کی حوالی میں حرب واقع ہوئی یوسف بقرا مع اکثر مردم معتبر مقتول ہوا اور بقیۃ السیف بادشاہ کے پاس بھاگ آئے اور طغی نے بغی میں مضبوط ہوکر شیخ معزالدین اور دوسرے اہلکاران سلطانی کو کہ حبس میں رکھتا تھا مقتول کیا اور بادشاہ غضبناک کنبایت کی طرف روانہ ہوا طغی بھاگ کر اساول میں کہ اب ساتھ احمد آباد کے مشہور ہوگیا بادشاہ بھی اُسکے اثر پر راہی ہوا طغی نہروالہ کی طرف بھاگا اور بادشاہ نے شدت باران کے سبب سے ایک مہینا اساول میں توقف کیا اس درمیان میں خبر پہونچی کہ طغی جمعیت بہم پہونچا کر نہروالہ سے اساول کی طرف تاخت لایا کر ایک گڑھی میں فروکش ہوا ہے اور عزم رزم رکھتا ہے اور صفوف جنگ آراستہ کیا چاہتا ہے بادشاہ بھی عین بارش میں اساول سے روانہ ہوکر گڑھی میں آیا اور گڑھی میں فریقین کا مقابلہ ہوا طغی اور اُس کے ہمراہی شراب پیکر فدائیوں کے دستور سے بادشاہ کی فوج خاص پر تاخت لائے اور جو کہ فیل کوہ تمثیل آگے مانع اور سدراہ تھے محروم اور ناکام بھاگے اور درختوں کے انبوہ میں جو وہانسے قریب تھے داخل ہوئے اور وہانسے نہروالہ گئے اور پانسو آدمی طغی کی طرف کے جو پیچھے رہ گئے تھے اسیر ہوئے اور بادشاہ کے حکم سے سیاست کو پہونچے یعنی قتل ہوئے بادشاہ نے یوسف بقرا کے بیٹے کو مع لشکر ابنوہ طغی کے تعاقب میں بھیجا ابن یوسف نے رات کو راہ میں توقف کیا اور طغی نے فرصت پاکر اہل و عیال اور دوسرے باغیوں کو نہروالہ سے برآورد کرکے آب رن سے عبور کیا اور ولایت کچھ کے راستے سے کنتہ کی طرف بھاگا سلطان تین روز کے بعد نہروالہ میں داخل ہوا اور حوض سہنگ کے کنارے نزول فرمایا اور ولایت گجرات کی آبادی میں مشغول ہوا مقدم اور راے گجرات کے جو ہر طرف سے آتے تھے اور پیشکش گذرانتے تھے اُنھیں خلعت اور انعام کرامت فرماتا تھا اور بادشاہ کے ساعی جمیلہ سے گجرات کی پریشانی ساتھ اصلاح کے مبدل ہوئی اور چند کس معارف لشکر طغی سے کہ جدا ہوکر نامندل کی پناہ میں آئے تھے اُسنے اُنکے سرتن سے جدا کرکے بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیے ابھی بادشاہ گجرات کی تعمیر میں معروف تھا کہ دکن سے خبر پہونچی کہ امیران صدہ نے کہ قبل اسکے شکست کھاکر متفرق ہوئے تھے اب یکجا جمع ہوکر حسن کانکو کے سرکردگی سے عماد الملک مشیر کو قتل کیا اور خداوندزادہ قوام الدین اور ملک جوہر اور ظہیر الجیوش اور تمام امراے بادشاہی کو اس مملکت سے مالوہ کی طرف بھگا دیا اور اسمٰعیل مخ بھی قلعہ دولت آباد سے برآمد ہوکر اُنسے جا ملا اور دولت آباد اُنکے تصرف میں آیا جب اسمٰعیل نے سلطنت سے استعفا دیا جمیع امیران صدہ نے اُنکی تجویز سے حسن کانکو کو بادشاہ کرکے سلطان علاء الدین خطاب دیا بادشاہ یہ خبر حیرت اثر سنکر غمگین ہوا اور بعد تامل فراوان کے سمجھا کہ یہ تمام فساد جو بپیدا ہوئے ہیں سیاست کی کثرت سے واقع ہوئے ہیں بادشاہ یہ اندیشہ کرکے چند روز سیاست سے دست کش ہوا اور ملک فیروز اور خواجہ جہان اور ملک غزنین اور صدر جہان اور امیر رفیعہ کو مع لشکر ہمراہی اُنکے دہلی سے طلب کیا تو حسن کانکو کے تدارک کو روانہ کرے اور جس دنوں میں کہ یہ خدمت میں پہونچے خبر متواتر پہونچی کہ حسن کے پاس جمعیت بیشمار فراہم ہوئی بادشاہ نے اُنکی روانگی موقوف رکھی اور یہ قصد کیا کہ مہم گجرات اور تسخیر کرنال سے جو ساتھ جونہ گڑھ کے شہرت رکھتا ہے خاطر جمع کرکے خود حسن کانکو کے دفع میں مشغول ہووے اسواسطے اُسنے دو برس گجرات میں بسر کیے پہلے سال سرانجام اور استعداد لشکر میں مصروف رہا اور دوسرے برس حصار کرنال کی تسخیر

مین مشغول ہوا اور جمیع مقدم اور راے اُس نواح نے حلقہ اطاعت کا اپنے زیب گوش کیا اور خدمت مین سلطان کے حاضر ہوئے اور کنکار رجولایت کچھ کا راجہ تھا وہ دربار سلطانی مین حاضر ہوا اور فحواے عبارت تاریخ نظام الدین احمد سے ایسا واضح ہوتا ہو کہ حصار کرنال مسخر سلطان محمد تغلق شاہ سے ہوا لیکن ظاہر یہ ہو کہ وہ قلعہ سواے محمود شاہ گجراتی کے کسی سے مفتوح نہین ہوا اور سلطان تغلق نے ساتھ اطاعت وہانکے راجہ کے اکتفا کیا الغرض ضیاء برنی کہتا ہو کہ بادشاہ نے اس حال مین مجھسے فرمایا کہ میری مملکت نے امراض متضادہ بہم پہونچائے ہین اگر ایک مرض کا علاج کرتا ہون دوسرا مرض غالب ہوتا ہو اور تو نے کتب تواریخ بہت پڑھی ہین اس بارہ مین تیرے دلمین کیا پہونچا ہو ضیاء برنی کہتا ہو مین نے عرض کیا کہ ایک کتب تواریخ سے یہ نتیجہ سمجھا ہو کہ اگر بادشاہ سے خلائق متنفر ہو فساد متوقع ہو اور علاج یہ ہو کہ وہ بادشاہ اپنے بیٹے یا بھائی کو جو شایان سلطنت ہووے اپنا قائم مقام کرے اور خود گوشہ گیری اختیار کرے اور اگر یہ نکرے ترکگان اعمال کو کہ جو موجب تنفر خلائق ہوئے ہین فرماوے بادشاہ نے فرمایا میرا اس طور کا فرزند کہ قائم مقام ہو نہین ہو اور مین سیاست ترک کرنے والون سے بھی نہین ہون جو کچھ ہونیوالا ہو ہو مصرعہ شود شود نشود گر مشو چہ خواہد شد ۔ بادشاہ کو مذل مین جو کرنال سے پندرہ کوس ہو مرض ہیضہ مین مبتلا ہوا اور قبل اسکے کہ مذل مین پہونچے بسبب اسکے کہ ملک کبیر نے دہلی مین وفات پائی تھی خواجہ جہان اور عماد الملک نائب وزیر الممالک کو دہلی کی طرف بھیجا اور خداوند زادہ اور مخدوم زادہ اور دوسرے معارفون کو دہلی سے مذل کی طرف طلب فرمایا اور جب سلطان کو مذل مین پہونچا وہ تمام لوگ مع حرمون اور جمعیت ہاے ملوکانہ کے پہونچے اور بادشاہ کی خدمت مین بہت سے لشکر آراستہ ہوئے اور مرض سے بھی صحت پائی اُس کے بعد دیپالپور اور ملتان اور اچھ اور سیوستان سے کشتیان ٹھٹھہ کی طرف طلب کین اور مذل سے روانہ ہو کر دریا کے کنارہ پہونچا اور طغی کے دفع کے واسطے مع لشکر اور اخبال کے دریا سے عبور کر کے دوسرے ساحل پر فروکش ہوا اُسوقت مین التون بہادر مع پانچہزار سوار مغل کے کہ ہمیر قرغن نے سلطان محمد تغلق شاہ کی کمک کو بھیجا تھا پہونچا بادشاہ نے اُنکے حق مین انواع مراحم اور الطاف خسروانہ مبذول فرمائے اور وہانسے بقصد اخراج ایک گروہ سومرہ کے کہ طغی حرامخور پناہ ساتھ اُنکے لے گیا تھا ٹھٹھہ کی طرف نہضت فرمائی جب ٹھٹھہ سے تیس کوس مسافت طے کی روز عاشورہ تھا روزہ رکھا اور وقت افطار مچھلی کھائی مرض تب نے کہ قبل اس سے رکھتا تھا عود کیا اور باوجود اسکے کشتی مین سوار ہو کر ساتھ کوچ متواتر کے چودہ کوس ٹھٹھہ کے پہونچکر مقام کیا اور مرض لحظہ بہ لحظہ ترقی کرتا تھا اور اضطراب اور تشویش عظیم پیدا ہوا غرضکہ تاریخ اکیسوین ماہ محرم سنہ ۷۵۲ سات سو باون ہجری مین کنارے آب سندھ کے پہونچا اور اسی مقام مین روز نامہ اُسکی حیات کا ساتھ رقم تحمل نفس ذائقۃ الموت کے مرقوم ہوا اور ایسا جبار ستمکار میر خاک ہو کر پیوند زمین ہوا انظم روزگار اگر کام خویش بر داری ۔ بر آفتاب اگر نام خویش بنگاری ۔ اگر بہ ثروت ساسانیان رسی کیان ۔ وگر بہ رخ فرازی علم زجباری ۔ چہ سود عاقبتش بستری و بسپاری ۔ دریغ کاخزانان بگذری ۔ بگذاری ۔ وریہ برفہ اُسکے فوت مین کہا گیا ہر غیبہ مایہ زہر است شرب عالم را ۔ میوہ مرگست تخم آدم را ۔ ای حریف عدم قدم در نہ ۔ کہ زن این عالم کم از کم را ۔ صبح محشر دمید و ما در خواب ۔ بانگ زن خفتگان عالم را ۔ جان کہ فرش فنا بگستر دند ۔ و نرو رد این بساط خرم را ۔ رستخیزست و خیز و باز نشگاف ۔ سقف ایوان طاق طارم را ۔ شہ محمد بخفت در دل خاک ۔ نیکگون کن لباس ماتم را ۔ پس بدست خروش در تن دہر ۔ چاک زن این قبا سے معلم را ۔ اور یہ بیتین سلطان محمد نے حالت نزع مین موزون کی تھین **نظم** بسیار دریغ جان طپیدیم ۔ بسیار نعیم و ناز دیدیم ۔

اسپان بلند برنشستیم ٭ ترکان گران بہا خریدیم ٭ کردیم بے نشاط آخر ٭ چون قامت ماہ نو خمیدیم ٭ مدت اسکی سلطنت کی ستائیس برس تھی۔ **ذکر وقائع سلطنت بادشاہ معظم مہذب فیروز شاہ بن سالار رجب** کہتے ہین ملک فیروز بارک بھتیجا سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کا تھا اور سلطان محمد اسکے مقدمہ مین نظر استخلاف اور ولیعہدی کی رکھتا تھا جب وہ بادشاہ کی بیماری مین تیمارداری اور شرط حق خدمتگذاری بجا لایا اُس حال مین عنایت اور شفقت بادشاہ کی اُسکے بارہ مین ایک حصہ سے ہزار درجہ ہوئی ہنگام رحلت کے وصیت کی کہ ولیعہد یہ ہو اور یہ بیت پڑھی بیت تو سرسبز باشی لشاہنشی ٭ کہ من کردہ ام سرزبالین تہی ٭ سلطان محمد تغلق شاہ کی بعد وفات لشکر مین فتور اور برہمی بسیار واقع ہوئی ملک فیروز بارک نے بعضے امرا کو بضابطہ خلائق پر تعین کرکے تعاقب مہمات کیا اور صلاح وقت کے موافق اول التون بہادر اور وہ امرا جو امیر قرغن کے پاس سے مدد کے واسطے آئے تھے علی قدر مراتب ہر ایک کو خلعت و انعام دیکر اجازت مراجعت دی اور فرمایا کہ یہ وقت مناسب نہین ہے مبادا تمھارے اور لشکر ہندوستان کے درمیان عناد نزاع مرتفع ہو کر ساتھ فساد کے منجر ہووے اولی وہ ہے کہ قبل ہمارے کوچ کرنیسے تم اُردو سے برآمد ہو کر روانہ ہو التون بہادر کو یہ بات پسند آئی اسیوقت خیمہ اور خرگاہ اکھاڑا اور کوچ کرکے پانچ کوس کے فاصلہ پر فرکش ہوا اور امیر نوروز گرگین زادہ ترمشیرین خان مغل کہ سلطان محمد تغلق شاہ کے عہد مین ہند مین آیا ہوا امرا سے کبار کے سلک مین منتظم ہوا تھا کفران نعمت اور کورنمکی پر کمر باندھی اپنے اور آدمیون کے ہمراہ کوچ کیا اور التون بہادر کے پاس وارد ہوا اور کہا بادشاہ ہندوستان فوت ہوا اور لشکر بے سروسامان ہے اور ابتک کوئی تخت نشین نہین ہوا ہے اور لوگ دل پریشان رکھتے ہین پس راہ سیاہ گری کی وہ ہے کہ کل جب لشکر کوچ کرے ہم خزانہ پر جا پڑین اور نقود اور جواہر سے جو کچھ دستیاب ہو لیکر اپنی ولایت کی طرف روانہ ہون پس اسی صبح بادشاہ کی وفات کے دوسرے دن کہ لشکر قافلہ کے مانند بے سروسامان جا تھا اُسپر تاخت لاکر چند صندوق خزانہ کے کہ اونٹ پر بار تھے متصرف ہوے اور لوٹکا اور لوٹکیان بہت سیر کرکے لوازم غارتگری مین تقصیر نکی اور امرائے سلطان محمد نے بہزار ترس و بیم اُردو کو سیوستان معروف بسہوان مین پہونچا کر نزول کیا اور اُس لشکر صبح تک شرائط ہوشیاری مین مشغول ہو کر خواب و آرام اپنے اوپر حرام کیا لیکن دوسرے دن مخدوم زادہ عباسی اور شیخ الشیوخ نصیر الدین محمود اودھی الملقب بچراغ دہلی اور دوسرے علما اور مشائخ اور امرائے کبار اور ارباب حل و عقد کو جمع کرکے ملک فیروز بارک کے مکان پر گئے اور عرض کی کہ جو بادشاہ مرحوم نے ولیعہدی آپکو تفویض فرمائی دوسرا اس امر عظیم الشان کے شایان نہین ہے مناسب یہ کہ آپ مہمات سلطنت کو معطل نفرمائیے اور سریر سلطنت پر جلوس کیجیے ملک فیروز بارک نے اظہار عذر سفر حجاز اور زیارت حرمین شریفین کیا اور ہر چند عذر کیے مفید نہوے آخر ناچار ہو الحرام کی تیسوین تاریخ سنہ مذکور کو جبکہ بچاس اور چند مرحلہ عمر شریف اُنکی سے طے ہوئے تھے تخت جہانداری پر جلوس فرمایا **نظم** مخالف شکن شاہ فیروز بخت ٭ بفیروز فالی برآمد بہ تخت ٭ ز فیروزی دولت کامگار ٭ نشاط و نگینت در روزگار ٭ پہلے دن جلوس مین کئی ہزار نفس کہ مفسدان ٹھٹھہ اور مغل کی قیدمین پڑے تھے خرید کیے اور تیسرے دن نہایت شوکت و شان اور تزک و تجمل سے سوار ہوا اور جس طرف سے کہ سواران مغل اور مفسدان ٹھٹھہ دست اندازی کرنے کو واسطے آتے تھے دستگیر ہوتے تھے یا جان سے مارے جاتے تھے چنانچہ کئی شخص سرداران مغل سے گرفتار ہو کر سزاے اعمال کو پہونچے **نظم** ہمایون او چو بال کشاد ٭ ازین سیمین کمند چند دعوی باد ٭ چنان لباخت جانزا ہوا ے عدلش ٭ کہ از طبیعت ضحاک و فتنہ

ناسازی ۔ امیر نوروز گرگین اور التون بہادر اور دوسرے مغلوں نے صلاح توقف مین نہ دیکھکر اور سے استعجال نیچے ملکا کی طرف دوڑے اور مردم قطغ جوطنی کی تحریک سے فتنہ اور فساد مین تقصیر کرتے تھے یہ بھی اپنی حد سے دانستہ قدم اندازہ سے باہر نرکھتے تھے اور خلائق پر جلوس سلطان فیروز شاہ کا مبارک ہوا احسان جہان اور مال کا بہتر ثابت ہوا اور اسکے دیکھنے کو پنج منوا کے سیوستان سے قلعہ بھکر مین آیا امرا اور ملوک اور مشائخ اور علما کو ساتھ انعام سپہ وخلعت پنجہزاری و پنجکے کے نوازا اور اسی طور سے سیوستان اور بھکر کے باشندون کو بھی انعام فراوان عنایت فرمایا اور ہر شہر بادشاہان ماضیہ کی مقرر رکھکر اسکے جاری کرنے کے واسطے فرمان صادر فرمائے اور وہ لوگ کہ جو قندھار اور سیستان اور خراسان اور عراق اور مصر اور بغداد سے درگاہ سلطان محمد مین حاضر ہوکر انعام اور احسان کے منتظر تھے ہر ایک کو علی قدر مراتب انعامات دیکر پھر رخصت مراجعت وطن دی اور خداوندزادہ عماد الملک اور امیر علی خوری کو طغی طاغی کے تدارک کو روانہ کرکے خود اچھی کی طرف متوجہ ہوا اور وہانے ائمہ اور اہالی کو بھی رہین احسان کرکے وظیفے مقرر کیے ناگاہ خبر پہونچی کہ احمد ایاز المخاطب بخواجہ جہان نے جو سلطان محمد تغلق شاہ سے نسبت خویشی رکھتا تھا اور عمر اسکی نوے برس سے متجاوز تھی دہلی مین جمعہ برس کے لڑکے مجہول النسب کو ساتھ سلطان محمد کے نسبت دی اور بادشاہ غیاث الدین محمد نام رکھکر بادشاہ بنایا ہے اور ایک خلق کو اطاعت کے واسطے دعوت مین فراہم کیا ہے اور سمرکہ بہم پہونچایا ہے سلطان فیروز نے اس بات کا گمان اسکی خرافت اور حماقت پر کرکے سیف الدین شحنہ پیل کو مع فرمان عفو ونصیحت اسکے پاس بھیجا اور وہانسے کوچ کرکے جب دیپالپور مین آیا خلق کی آسایش کے واسطے چند روز توقف فرمایا اور وہانسے بھی باہستگی تمام اجودہن مین پہونچکر زیارت مزار شیخ فریدالدین قدس سرہ مین سرفراز ہوا اور اسکے خانوادون کی بہت تعظیم کی اور مجاورون اور مستحقون اس بقعہ کو نوازشین کین اور جب اجودہن سے راہی ہوا ملک عماد الملک و زیر الملک نے اپنے علاقہ سے آکر ملازمت کی اور ساتھ خلعت مرصع کے مخصوص ہوکر منصب وزارت کل ممالک پر مخصوص ہوا اور خطاب خانجہانی پایا کنگرہ اسکے مرتبہ کا فلک الافلاک سے گذرا اور جب بادشاہ اطراف ہانسی مین پہونچا احمد ایاز نے سید جلال الدین ترمذی اور ملک حمید الدین کچھی اور مولانا نجم الدین اور اپنے خانہ زاد داؤد خان کو برسم سالت فیروز شاہ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ ہنوز سلطنت سلطان محمد تغلق شاہ کے خاندان مین برقرار ہے اگر وہ خداوند تخت وتاج ساتھ ابن سلطان مرحوم کے رجوع کرکے خود ساتھ رسم نیابت کے پرداخت امور ملکی کرے پسند طباع مستقیمہ ہوگا فیروز شاہ نے جمیع ہمیان درگاہ سلطان محمد تغلق شاہ کو حاضر کرکے کہا کہ تم سلطان محمد کے محرمون اور نزدیکون سے تھے اگر اس سے کوئی فرزند باقی رہا ہے کہو تو اسے تخت پہ بٹھاکر ہم اسکی اطاعت مین مشغول ہون سب متفق اللفظ والمعنی بولے کہ سلطان محمد تغلق شاہ کا کوئی فرزند نہین اور وارث اور وصیت کے موافق سلطنت اور بادشاہی تغلق کی ساتھ خداوند نعمت کے راجع ہوئی اور جب مشائخ اور علما سے مثل شیخ محمد نصیر الدین اودھی اور کمال الدین یمانہ اور مولانا شمس الدین باجوزہی کے اس مجلس مین حاضر تھے استفسار کیا تو مولانا کمال الدین نے کہا جس شخص نے اس کام کو اول شروع کیا ہے اولی تر ہے بس اس صورت مین مولف کہتا ہے کہ اس جواب سے ایسا واضح ہوتا ہے کہ وہ لڑکا سلطان محمد تغلق شاہ کا تھا کسواسطے کہ علما نے گواہی ساتھ سلب اولاد ذکور کے نہین دی اور اس سے ثابت ہو کر مسئلہ دیگر درمیان مین لائے علی ای حال بادشاہ نے رسولان احمد ایاز کو نگاہ رکھا اور داؤد خانہ زاد اور مولانا نازادہ کو جو مسلمہ رسولون سے تھے اسکے پاس بھیجکر ساتھ کلام نصیحت آمیز کے ہدایت فرمائی اور جب پہونچے داؤد خانہ زاد کے جو اکثر امرا مثل ملک تمجو حاجب اور ملک حسن ملتانی وغیرہ کو احمد ایاز سے موافقت کرکے زمام خطیر اپنے تصرف مین لائے تھے بادشاہ کے

استقبال کے واسطے دو کرکر لشکر شاہی مین جا ملے اور اسی وقت بفرمان ملک طغی کہ طغیان کر کے گجرات کی طرف بھاگا تھا پہنچی اور اسی چند روز مین شہزادہ فتح خان بلدہ فتح آباد مین پیدا ہوا اور سطوت سے آثار اقبال اور فیروزی اسکے ظاہر ہونے لگے احمد ایاز سمجھا کہ کوئی کام پیش نہ جائے گا پس از روے عجز و انکسار ارادۂ ملازمت کر کے اشرف الملک جلبی اور محمد حسین میر میران کو درخواست عفو گناہ کے واسطے بادشاہ کے حضور مین روانہ کیا اور بادشاہ نے جان کی امان دی احمد ایاز مع اپنے تو ربعین سر ہاے محلوق یعنی مونڈے ہوے برہنہ کر کے اور پگڑیان گردن مین ڈالکر ملازمت مین پہونچا بادشاہ نے احمد ایاز کو پانسی کے کوتوال کو تفویض کیا اور ملک خطاب کو جو اعوان سے خاصہ ہند کی طرف بھیجا اور شیخ زادۂ بسطامی کو خراج فراکر دوسری تاریخ ۵۵۳ سات سو باون ہجری مین خود بدولت نے دولت و سعادت سے قدم تخت بادشاہی پر رکھکر عدل و احسان کا مژدہ خاص و عام کو پہونچایا چنانچہ تمام رعایا و برایا کے فائز المرام ہونے سے رفاہیت اور آسودگی ادنی و اعلی مین پیدا ہوئی نظم چہ پرتو است کہ اقبال در جہان افگند چہ غلغلست کہ دولت در آسمان افگند ۔ غبار موکب شاہیست یا نسیم بہشت ۔ کہ بوی امن و امان در شام جان افگند ۔ امرا و ارکان دولت کو ساتھ خطاب اور مناصب ارجمند کے سربلند کیا شیخ صدر الدین ولد شیخ بہاو الدین زکریا کو خطاب شیخ الاسلامی دیا اور خداوندزادہ قوام الدین کو بہ خطاب خداوند خانی مخاطب کر کے عہدہ وکیلدری تفویض فرمایا اور ملک تاتار خان کو نائب وکیلدر کیا اور سیف الملک کو شکار بیگی اور خداوندزادہ عماد الملک کو سلاح دار کیا اور اس عہد مین جو شخص کہ درمیان سلاطین غور سے تھا خطاب خداوندزادہ پاتا تھا اور جو کہ خاندان خلفاے عباسی سے تھا ساتھ مخدوم زادہ کے ملقب ہوتا تھا اور عین الملک مشرف یعنی داروغہ کیوان ہوا اور ملک حسین میر میران نے استیفاے کل پایا اور صفر کی پانچوین تاریخ ۵۵۳ سات سو ترپن ہجری کو بادشاہ نے بطریق میر و شکار کوہ سرمور کی طرف عنان عزیمت منعطف فرمائی اور اکثر اس طرف کے زمینداروں نے ملازمت سے شرف ہو کر حلقہ بندگی کا زیب گوش کیا اور غاشیہ خدمت کا دوش پر اٹھایا اور روز دوشنبہ یعنی تیسری جمادی الاول سنہ مذکور کو شہزادہ محمد خان دہلی مین پیدا ہوا سلطان فیروز شاہ نے جشن کر کے خلائق کو ساتھ انعام اور الطاف کے بہرہ ور کیا اور ۵۵۴ سات سو چوون ہجری مین ذہن کوہ کلانور مین شکار کر کے ہنگام معاودت عمارات عالیہ لب آب سرستی پر بنا فرمائی اور ماہ شوال سنہ مذکور مین خان جہان کے تعین اختیار تمام دیکر شہر مین چھوڑا اور خود مع لشکر گران لکھنوتی کی عزیمت کی اور اس سفر سے غرض یہ تھی کہ حاجی الیاس کافتہ کہ شمس الدین شاہ نام اپنا رکھکر صوبہ بہار کے تک متصرف ہوا تھا دفع کرے مسوقت گورکھپور کے قریب پہونچا اور دے سنگھ مقدم ذہن کا خدمت مین آیا اور پیشکش لائق مع دو زنجیر فیل گذران کر مورد انعام خاقانی اور مصدر مراحم سلطانی ہوا اور راے گورکھپور نے بھی خراج چند ساله داخل کیا اور دونون سلطان کی ملازمت مین روانہ ہوئے اور جب حدود بندھوہ مین کہ محل وزارہ حاکم بنگالہ تھا پہونچا الیاس حاجی اسے چھوڑ کر کدالہ کی طرف کہ ایک موضع نہایت مستحکم مین واقع ہے اور یہ ایک جانب آب اور دوسری طرف جنگل رکھتا ہے اسمین جا کر پناہ لیگیا بادشاہ نے بندھوہ کے باشندون کو مضرت نہ پہونچائی دریا لانگھ آگے بڑھا اور بیت الاول کی ساتوین تاریخ کو کدالہ مین پہونچا اور اسی روز جنگ عظیم واقع ہوئی اور انتیسوین شہر مزبور کو لشکر سلطان شہر سے جدا ہو کر اب گنگ کے کنارے فرو کش ہوا اور بیع الآخر کی پانچوین تاریخ کو عقوبت اردو کے سبب سے چاہتا تھا کہ تغیر منزل کرے جو بہ نفس نفیس سوار ہو کر جستجو سے جاے مناسب کرتا تھا حاجی الیاس المخاطب شمس الدین شاہ ساتھ خیال اسکے

کہ سلطان بعزم معاودت سوار ہوا اسواسطے بقصد جنگ حصار سے برآمد ہو کر صف آراستہ کی اور حرکت نہ ہوجی کر کے
پھر قلعہ مین بھاگا اور جو الیس زنجیر فیل اور چتر اور علم اور اسباب شاہی اور حشم اسکا سلطان کے ہاتھ آیا اور بیاوہ بہت مارے
گئے ایک جماعت کثیر اسیر ہوئی اور سلطان نے دوسرے دن وہان مقام کر کے حکم دیا کہ ایران باد لکھنوتی کو رہا کرین اور
جو موسم برسات آپہونچا تھا اور ولایت بنگالہ مین بارش اسقدر ہوتی ہے کہ اس فصل مین کاشتکار کشتکاری سے نہایت متعذر
ہوتے ہین بادشاہ نے فرمایا جو مین نے فتح کر کے اسباب اگلی سلطنت کا لیا دوسرے سال اسکے دفع کے واسطے آؤنگا
پھر صلح گونہ درمیان مین لاکر اور اسیران بلاد لکھنوتی کو رہا کر کے عازم معاودت کا دہلی کی طرف بلند کیا اور ۷۵۵ھ سات سو پچپن
ہجری مین قریب دہلی کے شہر فیروز آباد کنارے نہر جون کے احداث کیا اور شبہان کی بارھوین تاریخ ۷۵۶ھ سات سو چھپن ہجری
مین دیپالپور کی طرف شکار کے واسطے گیا اور ایک نہر بڑی آب ستلج سے کھود کر اجھبر تک کہ اڑتالیس کوس ہوتا ہے گیا اور ۷۵۷ھ
سات سو ستاون ہجری مین کوہ سندوی اور سرمد کی طرف دریاے جون سے ایک ندی چرا کر کے سات نہرین احسین اور جمع
کر کے ہانسی مین پہونچائین اور وہانسے اسیین کی طرف لیجا کر ایک قلعہ مستحکم بنا کیا اور نام اس قلعہ کا فیروز رکھا اور اس قلعہ
کے نیچے ایک تالاب کھود کر آب نہر سے بھر کیا اور ایک بند ندی اور آب بگھر سے کھینچکر حصار ہستی سے گذرا نگر نہر سرکتہ مین
پہونچائی اور ایک شہر وہان بنا کر کے فیروز آباد نام کیا اور ایک نہر اور جون سے کھینچکر اس شہر کے تالاب مین ڈالی اور ماہ ذیحجہ
سنہ مذکور مین خلعت اور فرمان خلیفہ عباسی مصر الحاکم بامر اللہ ابو الفتح ابو بکر بن ابی ربیع سلیمان متضمن تفویض ممالک ہندوستان
اور سفارش بادشاہان بہمنیہ دکن کے آیا اور اسی مہینے مین ایلچی حاجی الیاس المخاطب بشمس الدین شاہ لکھنوتی اور بنگالہ سے
پہونچا اور ہدایا اور تحف اور نفایس بہت درگاہ مین لائے اور صلح کی درخواست کی بادشاہ بھی اس مرید پر اضی ہوا ایلچیون کو
بعزت و حرمت رخصت کیا اور اس تاریخ سے بنگالہ اور دکن سلاطین دہلی کے تصرف سے باہر گیا ساتھ پیشکش کے استقبال
کی اور ۷۵۸ھ سات سو اٹھاون ہجری مین ظفر خان فارسی ستارگانون سے آن کر نائب وزیر ہوا اور ۷۵۹ھ سات سو
انسٹھ ہجری مین شمس الدین شاہ نے بنگالہ سے چند نفر امرا کو بہ رسم رسالت مع تنسوقات اور تحف شایستہ کے درگاہ
بادشاہی مین بھیجا چنانچہ وہ درجہ قبول مین آیا اور بادشاہ نے بھی عوض اسکے گھوڑے تازی اور ترکی اور تشہ نفیسہ
اسکے واسطے ارسال رکھا لیکن اسکے پاس نہ پہونچا کیونکہ اسواسطے کہ جو قت اشیاے مرسولہ بارمین پہونچین خبر شمس الدین شاہ
کے فوت کی آئی اور اسکا بیٹا سکندر خان قائم مقام اسکا ہوا بادشاہ نے حکم کیا کہ تحف و ہدایا کو درگاہ مین بھیجین اور گھوڑے
مواجب کے عوض سپاہیان بہار کو دیوین اور سلطان بھی سنہ مذکور مین سمانہ کی طرف شکار کو اسواسطے کیا اور وہان سنا
کہ مغل کی جمعیت دیپالپور تک آئی ہے سلطان نے ملک قبول پر وہ دار کو مع لشکر کثیر اسکے دفع کے واسطے روانہ کیا
اور مغلون نے اسکے پہونچنے تک اپنا کام کیا یعنی ولایت کو تاراج کر کے اپنے ملک کیطرف مراجعت کی اور ۷۶۰ھ سات سو
ساٹھ ہجری مین بادشاہ لکھنوتی کی عزیمت کر کے روانہ ہوا اور خان جہان کو دہلی مین چھوڑا تاتار خان کو سرحد غزنین کا
شحنہ مقرر کیا اور جب ظفر آباد مین پہونچا برسات شروع ہوئی اس مقام مین مقام کیا اور قت شیخ زادہ بسطامی کہ مسکو قتل اس سے
اخراج کیا تھا آیا اور خلیفہ مصر سے خلعت لایا اور اعظم الملک خطاب پایا اور اسی عرصہ مین ایلچی بادشاہ کی طرف سے سکندر خان
کے پاس گیا اور انھین دنون مین ہمراہ حاجب سکندر خان مع پانچ زنجیر فیل اور تحف و ہدایا درگاہ مین آیا لیکن
کوئی خبر اسپر مترتب نہ ہوا بادشاہ برسات کے بعد لکھنوتی کی طرف متوجہ ہوا اور اسوقت شہزادہ فتح خان کو

سراپردہ سرخ اور ہاتھی نامی دیگر خطبہ اُسکے نام پڑھا اور گرسکہ پر اُسکا نام جاری کیا اور اُسکے واسطے ہارگا خلعت و تیار کرکے فراشخانہ اور چتر نعل اور تمام آلات سلطنت کے دیگر لوازم اور منصب وزارت اُسکے سپرد کیے اور قانون اور قاعدہ دان اُسپر مقرر کیے وہ شاہزادہ باوجود صغر سن کے لہو ولعب اور تمام لوازم طفلی سے پرہیز کرکے صبح سے چاشت تک اور شام سے ایک پہر رات تک لکھنے پڑھنے مین مشغول رہتا تھا اور در میان سواری اور مجلس آرائی کے نہایت تمکنت اور وقار ظاہر کرتا تھا اور کارہاے مہم گرانبار و جلیل اُسکی خدمت مین معروض رکھتے تھے ساتھ حسن وجہ کے فہم صائب رکھتا تھا جسکا سبب حیرت ذوی العقول کا ہوتا تھا ایکدن خواب نے اُسپر غلبہ کیا چاہا کہ کتب سے اُٹھکر محل خاص مین جاوے اور آسایش کرے اُسوقت ایک پیرزال نے سر راہ آنکر عرض کی کہ میرا شوہر اور بیٹا ستر گاؤن سے قدرے متاع خرید کرکے بسم تجارت اُردوے سلطان مین آتے تھے رہزنون نے آنکر انھین قتل کالا سے سکبار کیا اور جسپارے بحال غارت زرہگون کے اطراف لشکر مین پہونچے مردمان شاہی نے بعلت جاسوسی انھین گرفتار کرکے مجلس مین مقید کیا ہے اور جہان کو اُنکی مفارقت سے مجمعہ تنگ و تاریک کیا شاہزادہ شیخبخت نے اُس ضعیفہ کے سوز و گداز پر نظر ترحم مبذول فرمائی اور ارشاد کیا اگر تو اس قول پر صادق ہو دو شخص بے غرض لاؤ تو گواہی دیوین کہ وہ سوداگر تھے نہ جاسوس ضعیفہ نے کہا گواہ بہت ہین لیکن میرے آنے جانے مین عرصہ ہوگا اور دوسری مرتبہ شاہزادہ کی خدمت مین رسائی مشکل ہوگی شاہزادہ ہنسا اور فرمایا مین یہان ٹھہرا ہون تو جا اپنے گواہون کو لا کہتے ہین کہ مقربان شاہزادہ کی ایک جماعت نے ضعیفہ کے جانے کے بعد عرض کی کہ آفتاب مین ایستادہ ہونا مناسب نہین ہر سایہ مین فلان وقت کے نزدیک ہو چلکر استراحت سے بیٹھیے شاہزادہ نے جواب دیا کہ مین نے اُس ضعیفہ سے وعدہ کیا ہے کہ مین تیری مراجعت تک یہان ایستادہ رہونگا وعدہ خلافی ہرگز نہین کرسکتا پس اُسقدر آفتاب مین ایستادہ رہا کہ پیرزن آئی اور گواہ مقبول الشہادت گذرانے اُسوقت پیرزال کو ہمراہ لیکر باپ کے دہلیز مین گیا دیکھا بادشاہ استراحت فرماتا ہے دیوانخانہ مین بیٹھکر استقدر انتظار لے گیا کہ بادشاہ خواب سے بیدار ہوا تب سرگذشت ضعیفہ کے تظلم کی اور گواہون کی کیفیت مسامع قدسی مجامع مین پہونچائی اور اُسکے شوہر اور فرزند کو آزاد کیا اُسکے بعد اپنی منزل مین تشریف لیجاکر طعام چاشت عصر کے وقت تناول فرمایا اور جب سلطان فیروز شاہ ظفر آباد سے بندوہ کی طرف پہونچا سکندر خان اپنے باپ کے طور اکدالہ مین قلعہ بند ہوا اور جب وہ عاجز اور تنگ ہوا اڑتالیس زنجیر فیل اور تحف و نفائس بیشمار پیشکش کرکے التماس صلح کی اور وہ مقبول ہوئی اور بادشاہ جونپور کی طرف روانہ ہوا اور دوسری برسات وہان آخر کی پھر جاجنگر کی طرف عنان عزیمت معطوف فرمائی جب سنگرہ مین پہونچا اس ولایت کو تاخت و تاراج کیا والی اُس ولایت کارا سے سر و من مقام دور دست کی طرف بھاگا اُسکی بیٹی شکر خاتون نام گرفتار ہوئی بادشاہ نے اُسے اپنی دختر کمسکر فرزندی مین لیا اور محافظت فرمائی جبدم کہ آپ مہندری سے عبور کرکے شہر بنارس مین کررے جاج نگر کا ساکن تھا پہونچا اُسے وہانکا تانگ کے سمت بھاگ گیا بادشاہ نے بعلم سعادت بلند کیا راے بیر بھان دیو نے کہ جو گذر قافیہ ہر واقع ہوا تھا سنتیس زنجیر فیل مع تحف نفیسہ ارسال کرکے امان چاہی بادشاہ اس طرف سے پھر کر جب پاوتی مین کہ جنگل ہاتھی کا ہے پہونچا تینتیس ہاتھی زندہ گرفتار کیے اور دو ہاتھی کہ زندہ دستیاب ہوتے تھے ہلاک کیے اور ملک ضیاء الدین شہدی نے جو سکے اطراف مین انتظام رکھتا تھا بدیہیہ رباعی موزون کی رباعی شاہی کہ زمرہ دولت پایندگرفت ٭ اطراف جہان جوہر تابندہ گرفت
از بہر شکار فیل در جاج نگر ٭ دو میل بکشت و سی و سہ زندہ گرفت ٭ بادشاہ جب ۸۶۲ سات سو باسٹھ ہجری مین سالمگی خلد

دہلی مین پہونچا سنا کہ نزدیک بھیرہ ترکے ایک پہاڑ ہی کہ اُسکے درمیان سے پانی ہر آمد ہوتا ہی اور نہر سلیم مین گرتا ہی اور اُس نہر کو سرستی کہتے ہین اور آب سرستی کے اُس طرف ایک ندی ہی کہ اسکو سلیم کہتے ہین اگر بڑا لیشہ کہ درمیان اُس دو آب کے حائل ہی کھودین آب سرستی اس ندی مین گرے اور وہان سے سرہند اور منصور پور مین پہونچے وہان سے سنام مین آوے اور ہمیشہ جاری رہے یہ سنکر اس طرف سوار ہوا اور حکم کیا کہ پچاس ہزار بیلدار جمع ہو کر اُس لیشہ اور ندی کے کھودنے مین مصروف ہوے چنانچہ درمیان اُس لیشہ کے پہڑیان ہاتھی اور آدمیون کی ظاہر ہوئین اور بڑیان آدمی کے ہاتھ کی تین گز کی تھین کچھ انمین پتھر ہو گئی تھین اور کچھ انمین استخوان تھین اور اُسی وقت سرہند کو جو در اصل داخل سنام تھا جدا کیا اور دس کوس سے سنام تک داخل سرہند کر کے ملک ضیاء الملک اور شمس الدین ابوجا کے حوالہ کیا اور وہان ایک قلعہ تعمیر کر کے فیروز پور نام رکھا پھر نگرکوٹ کی طرف متوجہ ہوا جب دامن کوہ مین پہونچا لوگ برف لائے بادشاہ نے فرمایا کہ جس وقت ہمارے خداوند نعمت سلطان محمد تغلق شاہ مرحوم نے یہان نزول جلال فرمایا تھا اور شربت برف اُسکے واسطے لائے تھے جو مین حاضر نہ تھا آپ نے بھی شربت کی طرف میل نہ کیا تھا لہذا حکم دیا کہ چند فیل و شتر بار مصری جو کہ ہمراہ ہو شربت برف کر کے بیاو سلطان محمد تغلق شاہ تمام لشکر مین تقسیم کرو پھر اجہ نگرکوٹ کا بعد محاربہ اور مجادلہ کے مع توابعین خدمت مین حاضر ہوا اور زمین بوس خدمت کا دوسس پر اُٹھایا بادشاہ نے اُسپر نوازش فرمائی اور نگرکوٹ کو بنام سلطان محمد تغلق شاہ مرحوم ساتھ محمد آباد کے موسوم کیا اور سونت بادشاہ کے عرض مین پہونچا کہ سکندر ذوالقرنین جسوقت کہ یہان آیا تھا برہمنون نے نوشابہ کی صورت بنا کر اپنے مکان مین رکھی ہر وہ اب وہ معبود اس دیار کے باشندون کی ہی اور ایک ہزار اور تین سو کتاب بر ابہمہ سے اس بتخانہ مین ہین کہ ساتھ جوالا لکھی کے اشتہار رکھتی ہی بادشاہ نے اُس گروہ کے علما طلب کر کے انمین سے بعضے کتب کا ترجمہ کیا از انجملہ اعز الدین خالد خانی نکہ شروع اُس عصر سے تھا ایک کتاب حکمت طبعی اور شگون اور فالون مین سے سلاک نظم مین کھینچکر دلائل فیروز شاہی نام رکھا ہی اور قسم ہی خدا کی وہ ایک کتاب ہی متضمن اقسام حکمت علمی اور عملی کی اور بعضے کتب مین مسطور ہی کہ سلطان فیروز شاہ بارہک نے نگرکوٹ کے تمام بت توڑے اور گوشت نادہ گاو کا توڑہ مین کر کے براہمہ کی گردنون مین باندھ کر اردو مین پھیر آیا اور صورت نوشابہ کی مع ایک لاکھ تنکہ کے مدینہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین بھیجی تو اُس صورت کو زائرون کے شارع مین پیوند زمین کی اور زر نقد مجاورون اور مستحقون کو تقسیم کیا اور بادشاہ نگرکوٹ کے بعد فتح عزیمت ولایت سندھ کر کے ٹھٹھہ کی طرف متوجہ ہوا اور جام مالی مین جام غفرہ نے جو ہمیشہ شاہ دہلی کا مطیع تھا باغی ہو کر قلعہ کو مضبوط کیا اور بادشاہ نے چند مدت اُسکا محاصرہ فرمایا جب غلا اور علف نے قیمت جواہر پیدا کی اور موسم برسات کا قریب ہوا گجرات کی طرف گیا اور برسات وہان بسر کی اور ظفر خان کو گجرات کی امارت پر سرفراز کیا پھر کوچ متواترہ سے ٹھٹھہ مین آیا جام مذکور نے اس مرتبہ امان طلب کر کے ملازمت حاصل کی بادشاہ اُسے مع جمیع متعلقون ٹھٹھہ کے دہلی مین لے گیا اور ایک مدت کے بعد پھر اُسپر ترحم کر کے ٹھٹھہ مین بھیجا اور ۷۷۳ھ سات سو چوہتر ہجری مین ملک مقبول خان خان جہان نے اس دار فانی سے رحلت کی اور جو ناشاہ اُسکا بڑا بیٹا ساتھ اس خطاب بلند آوازہ ہوا اور ۷۷۵ھ سات سو پچہتر ہجری مین ظفر خان گجرات مین فوت ہوا اُسکے بڑے بیٹے دریا خان نے خطاب ظفر خانی پایا اور باپ کا جانشین ہوا اور صفر کی بارھوین تاریخ ۷۷۶ھ سات سو چھتر ہجری مین فلک نے پھری اور عناد اپنا ظاہر کر کے سلطان ملک فیروز بارہک کو ساتھ مرگ فرزند دلبند اُسکے فتح خان کے کہ شاہزادہ بے مثال تھا

قرین رنج والم کیا اُسکی پشت طاقت کو بارغم سے خم کیا اور جو صبر کے سوا کوئی علاج اُسکے کف اختیار مین نہ تھا آخر کار غسل
وکفن دیکر تابوت مین رکھا اور صندوق نعش اُٹھا کر سبز زربفت کی چادر کھینچ ڈالی سرہانے کی طرف سر اشکا یا شامیانہ اوپر
کھینچا دا ہنے بائین سیاہ بالباس سیاہ تلوارین کھینچے حال مذبون نشان سب سرنگون فوج کے سردار یان خنجر گذار انکی پوشاک
نیلگون آنکھین جیسے جوے خون جنازہ کے ساتھ ہوئے آخر کار بادل انگار جوان مہ جبین کو اپنے خطیرہ مین جیو ند زمین
کیا جوان بیٹے کے مرنے کا سب کو غم ہوا بیت گر پیر نود سالہ بمیرو عجب نیست ۔ این ماتم سخت است کہ گو ید جوان مرد
اُسکی ماں اور لونڈیون کے بیان کا زبان قلم کو یارا نہین بلوے عالم تھا قیامت کا قیام تھا خلاصہ یہ کہ مراسم تعزیت بجالایا
اور کمال ملال کے سبب ہلال کی طرح کا ہیدہ پشت خمیدہ ہو اسایہ التفات امور سلطنت سے اُٹھایا نہایت ملول ومغموم
رہتا تھا اُسکے ماتم مین آٹھ پہر گریہ وزاری کرتا تھا اور اصیان درگاہ سر زمین پر رکھکر عرض گذار ہوئے کہ رعایت بقضا کے
سوا اس واقعہ کا کچھ علاج نہین ہے اور امور شاہی مین بے التفاتی اس سے زیادہ مناسب نہین اس شاہ دانا نے
مخلصان دولتخواہ کی التماس قبول کی احوال سلطنت مین مشغول ہوا اور رفع کلفت کے واسطے نشاط شکار کی رغبت کی
دہلی کے اطراف مین دو تین فرسنگ دو طرف دیوارین کھنچکر اشجار سایہ دار لگائے اور اُسے شکارگاہ مقرر کیا چنانچہ
اس زمانے تک اثر اُسکا باقی ہے اور ۷۱۰ سات سو اٹھتر ہجری مین خواجہ شمس الدین دامغانی نے عرض کیا کہ اعمال گجرات کے
اس ولایت کا حاصل قرار واقع دیوانی گماشتون سے اظہار نہین کرتے ہین اس صورت مین ترقی خواہ سو فیل اور چالیس لاکھ
تنکہ اور چار سو غلام حبشی اور ہندی اور دو سو گھوڑے تازی اور عراقی جمع گجرات پر اضافہ کرکے متعہد ہوتا ہو کہ ہر سال خزانہ
عامرہ مین داخل کریگا بادشاہ نے فرمایا کہ اگر شمس الدین ابو رجا جو ظفر خان کا نائب ہے یہ اضافہ قبول کرے گجرات اُسکے تفویض ہو
جب اُسنے قبول نہ کیا خواجہ شمس الدین دامغانی گوپٹکا زرین اور چند دل نقرہ مرحمت فرماکر بجانب ظفر خان گجرات کی طرف رخصت
کیا اور جب وہ اس اضافہ کے عہدے سے جو قبول کیا تھا عاجز ہوا اور اظہار خلاف کیا عمال گجرات نے کہ اُس سے نہایت رنجیدہ تھے
امیران صدہ سے اتفاق کرکے اُسے قتل کیا اور سر اُسکا جدا کرکے دربار مین بھیجا اور سلطان فیروز شاہ بارہ کے عہد مین
کوئی شخص حکام سے شمس الدین دامغانی کے سوا باغی نہوا اور اُسکے قتل ہونے کے بعد گجرات کی حکومت بنام ملک مفرح جو فکھوار تھا
اور پرورش یافتگان اُس دولت سے تھا مقرر ہوئی اور فرحت الملک خطاب پایا اور بادشاہ نے اُس تفویض کے بعد سر حدود ان
کو امراے معتبر کے سپرد کرکے خاطر جمع کی چنانچہ ڈکاہ اور دھولہ اور اطراف اُسکے ملک شمس الدین سلیمان ابن ملک مردان دولت
کو دیے اور اقطاع بڑودہ اور سندیلیہ اور کول کو سام الملک کے حوالہ کیا اور اقطاع جونپور اور ظفر آباد ملک بہروز کو مرحمت فرمایا
اور پنجاب اور سر حد کابل برائے وریت نصیر الملک ولد ملک مردان دولت کے مفوض کیا الغرض سلطان کے عہد آخر تک کوئی
اُسکے نوکرون مین سے مصدر عصیان نہوا اور ۷۵۹ سات سو اناسی ہجری مین زمینداران اور مقدمان پرگنہ اٹاوہ نے
بغاوت پر کمر باندھی بادشاہ غضب ناک ہوا اور بالنفس نفیس وہان گیا اور وہ بھی جنگ پر آمادہ ہو کر مسفر ہوے
اور بہت اُس جماعت حرام خور سے اسیر اور دستگیر ہوئے اور اپنے اعمال زشت کا انتقام پایا اور بادشاہ
نے اٹاوہ واگہل اور دیتلائی مین جس مقام مین وار دہوا ایک قلعہ محکم تیار کرکے مردمان کارگذار کے سپرد کیا اور پرگنات
وغیرونکی مستقر دولت کی طرف مراجعت فرمائی اور ۷۶۰ سات سو ساٹھ ہجری مین سمانہ کی طرف عزیمت فرمائی اور جب
جوناشہ خانجہان کو حاکم اس ولایت کا تھا پیشکش ہاے لائق گذران کر ساتھ مراحم فراوان کے مخصوص ہوا بادشاہ اپنا لہ

اور شاہ آباد سے گذر کر کے دامن کوہ سہارنپور مین آیا اور سرمور کے راے اور دوسرے راؤن سے پیشکش لائق لیکر دہلی کی طرف معاودت کی اور سُنا کہ مقدم کٹھیر موسوم کھگر حاکم بداؤن نے سید علاء الدین اور سید محمود کو اپنے مکان مین مہمانی کے بہانے سے طلب کر کے غفلت کے وقت ساتھ شمشیر غدر کے قتل کیا بادشاہ نے غضبناک ہوکر تیاری سفر اس طرف کی کی اور ابتداے سنہ ۷۰۸ سات سو سیاسی ہجری مین دار الملک سے کوچ کیا جب کٹھر کا نواح محل نزول لشکر فیروزی اثر ہوا فوج نے حسب الحکم آتش نہیب وغارت اُس شہر کے موطنون کے مکانون مین ماری اور قتل مین کوتاہی اختیار کرنے کی کوشش کی کہ اروح سادات شہید شفاعت کیون اسواسطے آئین اسواسطے کہ گھر کو بھاگ کر کمایون کے پہاڑ پر گیا تھا خازیون کی تاخت کا صدمہ رسیا اُس طرف کو شامل ہوا قریب تیئیس ہزار نفر کے حلقۂ عبودیت مین گرفتار ہوئے اور کھگر کو سیاب کے مانند اُن پہاڑون کے شگاف اور شعاب مین پراگندہ ہوا اور کسی شخص نے اُس سے نشان زندہ یا مردہ کا نہ دیا اور برسات قریب ہوئی رایات ظفر آیات جنبش مین آکر مرکز اصلی یعنی معاودت فرما ہوئے اور ملک داؤد خان افغان کو نہایت بزرگ کر کے سنبھل مین مقرر فرمایا اور حکم کیا کہ ہر سال تہور غضنب سے ولایت کٹھر مین داخل ہوکر کوئی دقیقہ خرابی سے نچھوڑے اور آپ بھی سنہ ۷۰۹ سات سو نو ہجری سے ہر سال دہلی سے سنبھل کی طرف شکار کیواسطے جایا کرتا جو کچھ ملک داؤد خان افغان نے کیا تھا وقوع مین لاتا تھا جیسا کہ اُن سنوات مین ایک جریب زمین تردد نہوئی اور کوئی متنفس ایک رات اپنے گھر مین چین سے نہ سویا اور اُسکے خوف مین تین سیدا گکی ہزار ہندو قتل ہوئے اور سنہ ۷۱۰ دس سو دس مین ایک قلعہ نہایت مضبوط موضع بسولی مین کرسات کوس بداؤن سے ہر تیار کر کے اُسکا فیروز پور نام رکھا لیکن خلق ستم دیدہ اور ظریف اُس قلعہ کو آخرین پور کہتے تھے اور آخرین ایسا ہی ہوا جو آدمیون کی زبان پر جاری ہوا تھا بادشاہ کو دو سرا قلعہ بنانا اور شہر اور قصبہ آباد کرنا نصیب نہوا اور وہ قلعہ ساتھ آخرین پور کے مشہور ہوا اور اُس سال سے ضعف و پیری بادشاہ پر غالب ہوئی خانجہان جو منصب وزارت پر مسلط تھا ہمت قوی ہوا کہ جو کچھ وہ کہتا تھا بادشاہ بلا تامل و توقف عمل مین لاتا تھا یہانتک کہ سنہ ۷۱۵ سات سو نو اسی ہجری مین خانجہان نے بادشاہ سے معروض کیا کہ شہزادۂ محمد خان یعنے اعز الدین ظفر خان اور ملک سماء الدین اور ملک یعقوب اور ملک کمال الدین سے اتفاق کر کے ارادہ خلاف رکھتا ہے جب بادشاہ شاہزادہ محمد خان کے در پے گرفتاری ہوا شاہزادہ واقف ہوکر اپنے محلسرا مین خانہ نشین ہوا اور شرائط اپنی محافظت کے پیش پہونچانے پر جب خانجہان حیلے اور وسیلون سے اُسے دربار مین طلب کرتا تھا وہ عذر اور معذرت کر کے نہین آتا تھا یہانتک کہ ایک روز شاہزادہ محمد خان نے ہتھیار باندھ کر محافہ مین سوار ہوکر حکم دیا کہ چھتکا اُسپر ڈالکر چوبدار کمین اور جو کوئی پوچھے یہ بہانکر ہین کہ شاہزادہ محمد خان کی بیگم حرم سرا سے شاہی مین جاتی ہے دربار مین آن کر محل کے اندر گیا اور محل کی عورتون نے جب اُسے مسلح اور محل دیکھا بدحواس ہوکر بادشاہ کی طرف دوڑین اور شور اور فریاد برپا کیا کہ شاہزادہ غدر کا قصد کر کے آن پہونچا لیکن شاہزادہ والا گہر کے دل مین کسی طرح کا خدشہ اور غدر جاگزین نہ تھا سیدھا حضور شاہی مین داخل ہوا اور اسی طرح سے مسلح باپ کے نقد لازمت حاصل کی اور سر اُسکے قدمون پر رکھکر عرض کی کہ خانجہان نے حضور سے میری نسبت ایسا ظاہر کیا ہے کہ کمترین نسبت بادشاہ کے قصد ہلاکت رکھتا ہے کسی فرزند نے اپنے باپ کی نسبت ایسا آہنگ نہین کیا اور اگر کوئی مرتکب اس امر نا شایستہ کا ہوا عمر سے بہرہ پنایا اگر میرے دلمین کسی طرح کا قصد ہوتا تو اسوقت ظہور مین پہونچاتا اور خانجہان کی غرض یہ ہے کہ مجھے اور دوسرون کو درمیان سے دفع کر کے خود سریر سلطنت پر متمکن ہووے بادشاہ کو یہ بات صادق آئی شاہزادہ کو آغوش مین لیکر فرمایا کہ جا خانجہان کو قتل کر کے ظفر خان کو رہائی بخش شاہزادہ

خانجہان

محمد خان نے بادشاہی گھوڑے اور ہاتھیوں کو مستعد کر کے باتفاق غلامان فیروز شاہی گذرہ دس بارہ ہزار سوار تھے آدھی رات کو خان جہان کے مکان کو جا کر محصور کیا اور اُسے واقف ہو کر ظفر خان کو قتل کیا اور خود کچھ فوج سے مسلح ہو کر گھر سے برآمد ہوا اور شاہزادہ سے جنگ میں مشغول ہوا اور جب زخم کھا کر بے طاقت ہوا پھر مکان میں آیا اور دوسرے دروازہ سے برآمد ہو کر میوات کی طرف راہی ہوا اور کوکا سے چوہان سے پناہ ڈھونڈھی شاہزادہ نے اُسکا مکان غارت کیا اور اُسکے حیوان و اموال سے جو کوئی ہاتھ آیا اُسکی گردن ماری اور شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا بادشاہ جو نہایت پیرانہ و ناتوان ہو گیا تھا سلاطین شاہی شاہزادہ محمد خان کے سپرد کیا اور خطاب ناصر الدین محمد شاہ عنایت فرمایا اور خود گوشۂ عزلت اختیار کر کے اپنے رب کی طاعت و عبادت میں مشغول ہوا اور ناصر الدین محمد شاہ نے ۱۴ شعبان ۸۱۵ھ سات سو نو ہجری میں تخت جہانبانی پر جلوہ گر ہو کر امور بادشاہی میں قیام کیا اور حکم دیا کہ جمعہ کے دن خطبہ میں دونوں بادشاہ کے نام پڑھا جائے اور ارباب دخل یعنی عاملوں اور تحصیلداروں کو بدستور سابق مقرر رکھا اور ہر ایک کو سرفرازی کا خلعت عنایت فرمایا اور ملک لعیقوب کو خربیگ کو جو امرائے معتبر سے تھا سکندر خان خطاب دیکر گجرات کی حکومت کی سند دیکر روانہ کیا اور ملک راجو کو سارنگ خان اور کمال عمر کو مفتی الملک خطاب دیکر سرفراز فرمایا اور ملک لعیقوب سکندر خان جب میوات کے قریب پہونچا کوکا چوہان کو خانجہان نے اُسکے پاس پناہ لینی نہی ہر اسان ہو کر اطاعت شاہی کا دم بھرنے لگا اور خانجہان کو گرفتار کر کے ملک لعیقوب سکندر خان کے پاس بھیجا اور ملک لعیقوب سکندر خان نے اُسکی گردن ماری اور سر اُسکا دہلی میں بھیجا اور خود گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور ناصر الدین محمد شاہ ۸۱۵ھ سات سو نو اسی ہجری میں کوہ پایۂ سرمور کی طرف جا کر شکار میں مشغول ہوا اور دو مہینے شکار میں بسر کیا اور وہاں یہ خبر پہونچی کہ فرحت الملک اور امرائے سدہ نے گجرات میں اتفاق کر کے علم مخالفت کا بلند کیا ہے اور رعایا ملک لعیقوب سکندر خان کو قتل کر کے اُسکے مال و اسباب پر متصرف ہوئے ہیں ناصر الدین محمد شاہ یہ خبر سنکر دہلی میں آیا اور چونکہ سرد و گرم زمانے کا نہ دیکھا تھا دفع فساد گجرات کی طرف متوجہ نہوا عیش و عشرت میں مشغول ہوا اور امرا اور مقربان پدر کا اعتبار نہ کر کے اپنے مقربان خاص صاحب حشمت و جاہ کیا اور باوجود بقائے حیات سلطان ملک فیروز شاہ یعنی نغران قدمبوسی پر دشوار آئے ملک لعیقوب سکندر خان کے واقعہ مزبورہ کے پانچ مہینے کے بعد ساتھ ملک بہاء الدین اور کمال الدین کے جو چچیرے بھائی بادشاہ ناصر الدین کے تھے موافقت کر کے مخالفت میں مکیت ہوئے اور غلامان فیروز شاہی کو کہ بقول صاحب تاریخ مبارک شاہی جمعیت اُنکی ایک لاکھ تھی اپنا شریک کیا اور ایک بارگی ناصر الدین محمد شاہ سے روگردان ہوئے ناصر الدین محمد شاہ نے ملک ظہیر الدین لاہوری کو اُس فتنہ کی تسکین کے واسطے بھیجا جسوقت کہ ملک ظہیر الدین اُس میدان میں کہ لشکر فیروز شاہی جمع تھا پہونچا لشکریوں نے اُسے سنگ سے مجروح کیا اور وہ اس حال سے ناصر الدین محمد شاہ کے روبرو آیا بادشاہ ناصر الدین محمد شاہ جمعیت کر کے اُنکے سر پر گیا اور حرب صعب کے بعد فائق آیا اور اُنھوں نے بھاگ کر فیروز شاہ کے پاس پناہ لی اور اُسکا دربار ہا تھ میں لا کر دوسری مرتبہ ناصر الدین محمد شاہ کی جنگ میں قیام کیا اور دار الملک میں فتنۂ عظیم قائم ہوا اور دو روز غالب مغلوب سے تمیز نہو تا تا تیسرے دن غلامان مذکور خواہ مخواہ بادشاہ کو حرم سرا سے برآمد کر کے پالکی میں بٹھا کر میدان رزم میں لائے لشکر محمد شاہی اور فیلبانان بادشاہی نے جب چتر اور اتاغ فیروز شاہی کو دیکھا بگمان اُسکے کہ سلطان اپنے اختیار سے جنگ ناصر الدین محمد شاہ کی طرف متوجہ ہوئے شاہزادہ سے منحرف ہو کر بادشاہ سے جا ملے ناصر الدین محمد شاہ نے جب احوال اسطرح دیکھا کوہ سرمور کی طرف روانہ ہوا اور ساز و سلب اُسکا تمام غارت ہوا جو بادشاہ کو غلبہ لشکر پیری اور تسلط سپاہ ضعف سے کچھ اختیار نہ تھا

غلاموں کی صلاح دید کے بموجب تغلق شاہ ولد شاہزادہ فتح خان کو کہ پوتا اسکا ہوتا تھا ساتھ بادشاہی کے نامزد فرمایا اور امیر سید حسن داماد اپنے کو کہ سلطان ناصر الدین محمود شاہ کے ساتھ اتفاق کیا تھا غلاموں کی تکلیف سے قتل کیا اور تغلق شاہ نے اپنے بڑے باپ کی عین حیات میں اول جو حکم کیا تھا یہ ہوا کہ جس جگہ ناصر الدین محمود شاہ کے بھائی بھتیجوں کو پاؤ قتل کرنا اور بلکہ سلطان شہ خوشدل کو کہ وہ امرائے فیروز شاہی سے تھا سامانہ کی طرف بھیجا تو وہاں کے حاکم علیخان افغان کو کہ سلطان ناصر الدین کے موافقوں اور رفیقوں میں سے تھا گرفتار کرکے دربار میں لاوے اور سامانہ محمد شاہ کے حوالہ کرے اور سلطان فیروز شاہ کو نوے برس سے زیادہ تر عمر رکھنا اتفاق مضان کی تیرھویں تاریخ ۷۹۰ سات سو نناوے ہجری میں دار البقا کی طرف راہی ہوا اور مدت اسکی سلطنت کی چالیس سال کے قریب تھی اور یہ بادشاہ فاضل اور عادل اور کریم رحیم اور حلیم تھا اور رعیت اُس سے راضی تھی اور کوئی شخص اُسکے عہد میں ظلم کا یاد نہ رکھتا تھا کتاب فتوحات فیروز شاہی اُسکی تصانیف سے ہوا اور یہ پہلا بادشاہ بادشاہان دہلی سے ہے کہ مقام تربیت افغانان میں ہو کر برخلاف بادشاہوں ماضی کے اعتماد اُنپر کرکے ان لوگوں کو کہ سلطان محمد تغلق شاہ کے عہد میں امیران صدہ سے تھے امرائے کبار کیا اور سرحدوں کو اُنکے سپرد فرمایا اور فضل اسکے افغین پر مرتبہ اعلیٰ حالت نہ تھی اڑتیس برس اور نو مہینے بادشاہی ہندوستان کی اُسکے پاس رہی وفات فیروز تاریخ اُسکے فوت کی ہوا اور تیمور صاحبقران کا معاصر تھا اور ضیاے برنی نے تاریخ فیروز شاہی اُسکے نام لکھی اور نظام الدین احمد نے اپنی تاریخ میں مسطور کیا کہ اُس بادشاہ سے ضوابط احسان اور قواعد امن دامان بہت خلائق کے درمیان رہے چنانچہ جملہ ضوابط سے تین ضابطے عمدہ ہیں ضابطہ پہلا یہ کہ اس شخص نے سیاست کو جزو اعظم بادشاہی مطلقاً ترک کرکے کسی مسلمان اور ذمی پر سیاست نہ کی بسبب کثرت انعامات اور ارارات کے تالیف قلوب خلایق کے لیے محتاج سیاست کا نہ ہوا ضابطہ دوسرا یہ کہ خراج موافق حاصل اور قوت رعایا کی طلب کرتا اور اضافہ اور تغیر معاف رکھتا اور بات کسی کی رعایا کے حق میں نہ سنتا یہ ضابطہ باعث آبادانی ملک اور آسودگی رعایا اور برایا کا ہوا ضابطہ تیسرا یہ کہ ناشاے حکومت ولایات کے آدمی دیانت دار اور خدا ترس تعین کرتا اور کسی شریر اور بدنفس کو خدمت نفرماتا اور حاکم اوامر اور تمام خلائق بحکم الناس علی دین ملوکہم پیروی اپنے حاکم کی کرتے تھے اور خیرات اور میرات اور انعامات اور ارارات اسکے دوسرے بادشاہوں ہند سے امتیاز تمام رکھتے تھے اور اُس عدالت آثار نے گنبد عالی پر کہ مسجد جامع فیروز آباد میں ہشت پہل بنائی ہوا اور اسکے آٹھ طرف مضمون کتاب فتوحات فیروز شاہی اپنی تالیف جو مشتمل ہوا بر وقایع اُسکے کے اور مبنی ہر آٹھ فصل پر تجہیز کفن و کندہ کی ہیں بمقتضاے کلام الملوک ملوک الکلام تیئنا اور ہر گاہ قدرے اُنمیں سے تحریر کرتا ہوں تاکہ اُس بادشاہ فرشتہ صفات کی نیکی ذات اور پسندیدگی صفات ارباب بصیرت کو معلوم ہو فصل اول اوقاف مسجد اور کتبہ اور وصیت اسکے مصرف میں لکھے اور دوسری فصل میں کہتا ہے کہ زمانہ سابق میں جو خونریزی مسلمانوں کی ساتھ تھوڑی جریمہ کے باقسام تعذیب مثل کاٹنے ہاتھ اور پاؤں اور کان اور بینی اور کوڑے کرنے آنکھ اور تھوکنے منہ استخوان ہاے اعضایں اور جلانے اندام زانی سے اور گاڑنے منہ آہنی ہاتھ اور پاؤں میں اور کھینچنے پوست اور دوبارہ کرنے آدمیوں اور دوسرے انواع کی سیاست شنیع تمام رکھی تھی حقسبحانہ تعالیٰ نے مجھے ایک توفیق ایسی کرامت فرمائی کہ وہ سزائیں تمام میں نے منسوخ کیں اور نام نامی بادشاہان ماضیہ کو کہ بسبب کوشش اُنھوں کے ہندوستان دار الاسلام ہوا ہے داخل خطبہ کیے تو اُس تقریب سے فاتحہ اُن کی آمرزش کا دوام ہوتا رہے اور تحصیل مال میں جو لوگ وجوہات نامعقول

اور حساب کو ساتھ ظلم کے داخل مال واجبی کرکے ہر سال بجبر لیتے تھے مثل چرائی اور گل فروشی اور نیلگون در ناحق
فروشی اور ندافی اور ریسمان فروشی اور تخود بریان گری اور دوکانہ اور خمار خانہ اور داد بیگی اور کوتوالی ان سب
مین نے برطرف کیا اور مین نے کہا بیت دل دوستان جمع بہتر کہ گنج پر خزینہ نہتی یہ نہ مردم بریخ بداد مین نے مقرر
رکھا کہ جوال خلاف سنت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو نہ لیوین اور قبل اسکے رسم تھی کہ مال غنیمت سے پانچوان حصہ
سپاہ کو دیتے تھے اور چار حصے دیوان مین لیتے تھے مین نے شریعت پاک کے موافق پانچوان حصہ دیوان کا قرار دیا اور مین نے
بدمذہبون اور ملحدون اور اہل بدعات کو جو سبب اضلال خلائق تھے سب کو اپنی ولایت سے نکالدیا اور رسوم اور عادات
اُنکے کتب کے مندرس کیے اور لنگی کپڑا پہنا اور استعمال سونا اور چاندی کرنا مردمان روزگار کی عادت ہوئی تھی سب کو ایکقلم
دفع کیا اور احکام شریعت کے موافق حکم دیا اور عورات مسلمہ اور کافرہ مزارات اور تبخانون مین جاتی تھین اور سرمشاہ قسم فساد کی
ہوتی تھین سب کو منع کیا اور تبخانون کے عوض مسجدین تعمیر کین اور مین نے مکانات خیر بادشاہان ماضیہ کے جیسے مسجدین اور
خانقاہ اور مدرسے اور چاہ اور حوض اور پل اور مقبرے کہ بوسیدہ اور مسمار ہوئے تھے از سر نو تعمیر کرکے اوقاف مقرر کیے اور
مین نے ایک جماعت کو جنکے میرے خداوند سلطان محمد تغلق شاہ مرحوم نے سیاست کے واسطے گرفتار کرکے قطع اعضا کیے تھے
زن اور فرزند اور ورثہ اُنکے سے جو میرے ہاتھ آئے ساتھ انعام اور وظیفہ کے خوش دل کیا اور خطا ابرائے ذمہ سلطان مرحوم
اُنسے لے کر اور ساتھ مہر اکابر اور اشراف کے مزین کرکے بادشاہ تغلق شاہ مبرور کے مقبرہ مین رکھا اور ماوراء اسکے جس
جگہ کہ خبر کسی گوشہ نشین یا فقیر کی مین نے سنی اُس کی خدمت مین جاکر مراعات کی اور علاوہ اسکے مردمان سپاہ اور امراکہ کبیر
سن مین پہونچے تھے اُنھین ساتھ نصیحت اور موعظت کے مناہی سے توبہ کرا کے وظیفہ اُنکا مقرر کرکے کار آخرت مین مشغول
کیا اور اہل خدمت تمام مسجدون اور مدرسون اور خوانق اور حمام اور چاہ پر معین کرکے وظیفہ مقرر کیا کہ تفصیل اُسکی دراز
ہے پھر بادشاہ موصوف کہتا ہے کہ دو مرتبہ مجھے زہر دیا گیا مین نے دیدہ و دانستہ نوش کیا مجھے کچھ مضرت نہ پہونچی اور جو کہ دوسرے
وقائع اس رسالہ کے اس کتاب مین داخل ہوئے بسبب توارد اور تکرار کے قلم انداز کیا لیکن جو کچھ بتفصیل بنائے عمارات
و رقبہ جات خیر اُسکے پائی گئی تفصیل اُسکی یہ ہے کہ بندہ جو بچاس عدد مسجد چالیس عدد مدرسہ تیس عدد خانقاہ بیس عدد
کوشک سو عدد - دار الشفا پانچ عدد - مقبرہ سو عدد - حمام دس عدد - چاہ ایک سو پچاس عدد - پل سو عدد
باغات حد و حصر سے افزون اور ہر ایک کے واسطے وقف نامے تحریر کیے اور موقوفات اُنپر مقرر کیے - ذکر بادشاہی
سلطان غیاث الدین تغلق شاہ بن فتح خان بن سلطان فیروز شاہ بارک کا - بعد فوت
سلطان تغلق شاہ کے سلطان فیروز شاہ بارک قصر فیروز آباد مین تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوکر ساتھ سلطان غیاث الدین
تغلق شاہ کے مخاطب ہوا اور امرا بادشاہی مین استقلال پاکر خطبہ اور سکہ ہندوستان کا اُسکے نام ہوا اور ملک فیروز شاہی
پسر ملک تاج الدین پردہ دار خان جہان ہوکر منصب وزارت پر منصوب ہوا اور غیاث الدین ترندی کو سلاحداری
کی خدمت مفوض اور اقطاع گجرات بدستور سابق ساتھ فرحۃ الملک کے مقرر ہوئے بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ نے
خان جہان اور بہادر ناہر کو مع لشکر گران سلطان ناصر الدین محمد کے دفع کے واسطے تعین کیا اور ناصر الدین محمد شاہ
نے سرمور مین آوازہ توجہ لشکر دہلی کا سنکر پہاڑ پر دم لیا اور اپنے اہل و عیال اور طارمین اور متعلقین کو محکم کرکے
لشکر مخالف سے لڑا آخر کو شکست پائی اور جا بجا انتقال کرتا ہوا قلعہ نگرکوٹ مین پہونچا جو قلعہ نگرکوٹ کا تخمینہ

اور محکم تھا افواج بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ کی پلٹ آئی اور وہ بمقتضاے جوانی عیش کامرانی مین مشغول ہوا اور ظلم و فساد پر کمر باندھی اور اپنے بھائی حقیقی کو جو سالار شہ نام رکھتا تھا بشدت تمام مقید کیا اور اُس کے چچیرے بھائی ابوبکر شاہ بن ظفر خان بن سلطان فیروز شاہ نے بیم و ہراس سے گوشہ اختیار کیا اور فرصت پاکر ملک رکن الدین نائب وزیر کو اور چند سردارون کو اپنا یار کرکے علم مخالفت کا بلند کیا چنانچہ غلامان فیروز شاہی جو عمدہ درگاہ تھے وہ بھی ساتھ اُسکے متفق ہوکر دیوانخانہ مین گئے اور ملک مبارک کبیر کو جو امیر الامرا بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ کا تھا قتل کیا اور سلطان غیاث الدین آگاہ ہوکر ہمراہ ملک فیروز علیخان جہان کے اُس دروازہ سے کہ جونہر جون کی طرف واقع تھا نکل گیا اور ملک رکن الدین نائب وزیر نے خبردار ہوکر ساتھ ایک جماعت غلامون سے پیچھا کیا اور اُسے مع ملک فیروز علی خان جہان گرفتار کرکے متبع کیا یہ واقعہ ماہ صفر کی اکیسوین ۲۱ سنہ سات سو اکانوے بجری مین واقع ہوا تھا مدت سلطنت سلطان غیاث الدین تغلق شاہ ثانی کی پانچ مہینے اور چند روز تھی ذکر سلطنت ابوبکر شاہ بن ظفر خان بن سلطان فیروز شاہ باریک کا - ارکان دولت اور اعیان حضرت جب اپنے خداوند کی سیاست سے فارغ ہوے ابوبکر شاہ کو سریر سلطنت پر متمکن کیا اور ملک رکن الدین نائب وزیر ہوکر امور شاہی کا صاحب اختیار ہوا اور ارادہ کیا کہ بادشاہ کو قتل کرکے خود تخت شاہی پر جلوس کرکے تاج سلطانی زیب فرق کرے ابوبکر شاہ نے اس امر سے واقف ہوکر پیشدستی کی یعنی اُسے ساتھ ایک جماعت غلامون سلطان فیروز شاہ کے کہ جو اس ارادہ مین شریک تھے قتل کیا اور اس سیاست سے اُسکی سلطنت نے قوت پکڑی لیکن ان دنون مین امیران صدہ سمانہ نے مخالفت پر کمر باندھی اپنے حاکم ملک سلطان شہ خوشدل کو کہ دولت خواہان ابوبکر شاہ سے تھا قتل کیا اور اُسکا سر ناصر الدین محمد شاہ کے پاس نگرکوٹ مین بھیجکر التماس تشریف آوری کی ناصر الدین محمد شاہ جالندھر کے راستہ سے سمانہ مین گیا اور وہان تخت پر بیٹھکر دہلی کیطرف لشکر کشی کی اور بعد ازانکہ چند مرتبہ شکست کھاکر مغلوب ہوا تھا آخر مین غالب آیا اور ابوبکر شاہ کو ذیحجہ کی بیسوین تاریخ ۷۹۵ سنہ سات سو بانوے ہجری مین دار العدم کے قید خانہ مین بھیجا اور تفصیل اُسکی واقعات ناصر الدین محمد شاہ سے واضح ہوگی ابوبکر شاہ کی مدت شاہی ڈیڑھ برس تھی - ذکر بادشاہی سلطان ناصر الدین محمد شاہ بن سلطان فیروز شاہ باریک کا - پہلا جلوس اُس کا حیات پدر مین شعبان کی چھٹی تاریخ ۷۹۴ سنہ سات سو نواسی ہجری مین ہوا تھا اور جب ملک سلطان شاہ خوشدل کو امیران صدہ نے سمانہ مین قتل کیا ناصر الدین محمد شاہ نے بکوچ متواتر آپکو قلعہ نگرکوٹ سے سمانہ مین پہونچایا پس جمیع امیران صدہ اور سمانہ اور مضافات اس اطراف نے اُس سے بیعت کی اور بعضے امرا و مردم پاے تخت دہلی سے ابوبکر شاہ سے سرتابی کرکے اُسکی خدمت مین حاضر ہوئے اور اُسکے بعد بیس ہزار سوار اُسکے ظل رایت مین فراہم ہوے پھر وہ دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور جب دہلی کے حوالی مین پہونچا پچاس ہزار سوار اُسکے پاس جمع ہوئے پھر ربیع الآخر کی پانچوین تاریخ سنہ مذکور کو بجرو قہر شہر مین داخل ہوکر تخت جہان نما پر متمکن ہوا اور ابوبکر شاہ نے بھی فیروز آباد مین اپنے لشکر کو جنگ پر آمادہ کیا اور جمادی الاول کی دوسری تاریخ اُسی سنہ کو کوچ کرکے فیروز آباد مین ساتھ مردم ناصر الدین محمد شاہ کے بنیاد جنگ کی ڈالی اور اُسی روز بہادرانہ بجمعیت تمام شہر مین داخل ہوا اور ابوبکر شاہ مستظہر ہوکر دوسرے دن فیروز آباد سے برآمد ہوکر ساتھ ناصر الدین محمد شاہ کے ہم مصاف ہوا اور غالب آیا اور ناصر الدین محمد شاہ دو ہزار سوار سے آب جون سے عبور کرکے درمیان دوآب کے گیا اور ہمایون

پسر میانی اپنے کو ساتھ ملک ضیاء الملک ابوجا اور رائے کمال الدین اور رائے خلجی ہستی کو سمانہ کی طرف بھیجا اور خود موضع جالیسر مین آب گنگ کے کنارہ قرار پکڑا اور جو اول سے آخر تک غلامان فیروز شاہی نے ساتھ ناصر الدین محمد شاہ سے بدلوکی تھی حکم کیا کہ جہان کہین یہ دستیاب ہون تیغ بیدریغ سے قتل کرو اور انکا مال و متاع غارت کرو اس سبب سے بہت سے غلام کہ ولایت مین متفرق اور پریشان ہوئے تھے رعایا وغیرہ کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے اور رعیت ابوبکر شاہ سے منحرف ہوکر دشمن ہوئی اور باج و خراج کے ادا کرنے سے انکار کیا جو ملک سرور شحنہ بیل اور ملک نصیر الملک حاکم ملتان اور خواص الملک حاکم بہار اور رائے سرور اور دوسرے رائے اور امرا ناصر الدین محمد شاہ کے شہر کہ ایک لاکھ پچاس ہزار سوار سے جمع ہوئے ناصر الدین محمد شاہ نے ملک سرور کو وزارت دیکر خواجہ جہان کا خطاب عنایت فرمایا اور ملک نصیر الملک کو امیر الامرا کرکے ساتھ خضر خان کے مخاطب کیا اور خواص الملک کو خواص خان اور رائے سرور کو رائے رایان خطاب دیا اور باقی امرا کو بھی ساتھ خطاب اور القاب کے مسرور اور خوشدل کرکے آہنگ دہلی کیا اور ابوبکر شاہ نے بھی لشکر جرار آراستہ کرکے استقبال فرمایا اور موضع کندلی مین فریقین کا مقابلہ ہوا اور بعد حرب صعب کے چونکہ ابھی وقت نوبت سلطنت ناصر الدین محمد شاہ کا نہ آیا تھا شکست پاکر جالیسر کی طرف گیا بقول شخصے بیت تا در نرسد وعدہ کسے بر کار کہ ہست ؎ سودے نہ دہد یار بے ہر یار کہ ہست ؎ ابوبکر شاہ نے تعاقب کرکے ناصر الدین محمد شاہ کا اردو غارت کیا اور دہلی کی طرف معاودت فرمائی اور ہمایون خان جو سمانہ مین تھا لشکر جمع لاکر دہلی کی اطراف مین روانہ ہوا اور ابوبکر شاہ نے ملک شاہین کو اُسکے حرب پر مامور کیا اور پانی پت مین جنگ ہوئی اور ہمایون خان ہزیمت کھاکر سمانہ کی طرف راہی ہوا اور لشکر دہلی کو اگرچہ ہر بار فتح اور نصرت مضمحہ دکھائی تھی لیکن اس سبب سے کہ امرا اور ملوک فتنہ طلب پوشیدہ ساتھ ناصر الدین محمد شاہ کے موافق تھے ابوبکر شاہ اس وقت مین دہلی کو چھوڑکر تعاقب ناصر الدین محمد شاہ کا نکرتا تھا لیکن اس مرتبہ شکست ہمایون خان سے دلیر ہوکر امرا کی تحریص سے ناصر الدین محمد شاہ کے دفع کے واسطے دہلی سے برآمد ہوا اور بیس کوس پر مقام کیا اور جالیسر کے جانے کی فکر مین ہوا اور ناصر الدین محمد شاہ کو تو ال اور امرا سے دہلی سے موافقت کرکے ساز و سلب اپنا جالیسر مین چھوڑکر مع چار ہزار سوار جرار مقابل لشکر ابوبکر شاہ کے روانہ ہوا اور اُسکے لشکر نزدیک ہوا راہ چپ سے دہلی کی طرف یلغار فرمایا اور ایک جماعت کو ابوبکر شاہ محافظت کے واسطے دروازہ پر چھوڑ گیا تھا جنگ مین مشغول ہوئی ناصر الدین محمد شاہ زور لاکر دروازہ بداؤن کو آگ دیکر شہر مین داخل ہوا اور قصر ہمایون مین نزول کیا اور امرا و وضیع و شریف اُسکی خدمت مین حاضر ہوکر مبارکباد دینے لگے ابوبکر شاہ خبر پاکر اُسی روز متعاقب ناصر الدین محمد شاہ کے شہر مین پہونچا اور ملک بہاء الدین ہنگی کو کہ ناصر الدین محمد شاہ کی طرف سے نگہبانی دروازہ کی کرتا تھا قتل کرکے قصر ہمایون کی طرف متوجہ ہوا اور ناصر الدین محمد شاہ کے لوگ اُسکے شہر مین متفرق ہوئے تھے طاقت مقاومت اپنے سے مفقود دیکھکر دروازہ حوض خاص سے جالیسر کی طرف نکل گیا اور بعضے امرا اُسکے سے مثل خلیل خان بارمک اور آدم اسمٰعیل خواہرزادہ سلطان فیروز شاہ دستگیر ہوکر مقتول ہوئے اور بعضے جنگ مین مارے گئے اور رمضان کے مہینے سنہ مذکور مین میثم عاجب بادشاہی نے کہ خطاب اسلام خانی پایا تھا اور غلامان فیروز شاہی مین اُس سے بزرگ تر کوئی نہ تھا ابوبکر شاہ سے رنجیدہ ہوکر ایک عریضہ مشتمل اخلاص و طلب ناصر الدین محمد شاہ کو لکھکر اکثر غلامان فیروز شاہی کو ساتھ اپنے متفق کیا اور ابوبکر شاہ جب مطلع ہوا کہ اکثر لشکر والے مخالف ہوئے ہین اور محمد شاہ نے اپنی جگہ سے جنبش کی ہر ناچار ایک جماعت مخصوصون کو لے کر

نزدیک بہادر ناہر کے میوات کی طرف گیا اور ملک شاہین اور صفدر خان اور ملک بحری کو دہلی مین چھوڑا اور ناصر الدین محمد شاہ رمضان کی انیسوین سنہ مذکور مین دہلی مین پہونچکر صہ رشاہی پر متمکن ہوا اور وزارت اسلام خان کے مفوض ہوئی ناصر الدین محمد شاہ نے بعد چند روز کے جب کچھ قوت پکڑی وہ ہاتھی کہ غلامان فیروز شاہی کے تصرف مین تھے کھنسے لیکر اپنے فیلبانون کے سپرد فرمائے اس سبب سے تمام غلام رنجیدہ خاطر ہوئے اور شب کو مع اہل و عیال بھاگ کر ابو بکر شاہ کے پاس گئے اور ناصر الدین محمد شاہ نے باقی غلامان فیروز شاہی کو جو تقلید غلامان مصر کرتے تھے دہلی سے نکالدیا کسواسطے کہ ان سنوات مین مصر مین بھی یہی صحبت تھی کہ غلام آپس مین مستقل و متفق ہوا کر اپنے مالک کو قتل کرتے تھے اور کام عجیب ظہور مین پہونچاتے تھے اور اس کی جگہ دوسرون کو بٹھاتے تھے اور مشہور ہوکہ ناصر الدین محمد شاہ نے فرمایا کہ غلامان فیروز شاہی سے جو کہ تین روز سے زیادہ شہر مین رہیگا جان و مال اسکا تلف ہوگا پس اکثر اعیین سے تین روز مین شہر سے باہر گئے اور جو کہ نہ گئے دستیاب ہوکر حلف تیغ خون آشام ہوئے اور بعضے خوف جان سے کہتے تھے کہ ہم اصیل ہین ناصر الدین محمد شاہ نے فرمایا جو کہ تم کہتے کھرا کھوی کہے اصیل ہے اور غلام جسطور سے کہ بادشاہ چاہتا تھا تلفظ نکر سکتے تھے بلکہ مردم پورب اور بنگالہ کی بولی مین اداکرتے تھے مارے جاتے تھے حتی بہت سے آدمی پورب کے کہ اصیل تھے اور زبان انکی خوب نہ تھی قتل ہوئے اسکے بعد ناصر الدین محمد شاہ اپنے کام کے سرانجام مین مشغول ہوا اور اطراف و جوانب سے لشکر جمع کیا اور ہمایون خان بیٹا اسکا جو سمانہ مین بتقاضا جمعیت تمام دہلی مین آیا ناصر الدین محمد شاہ کو تقویت تمام حاصل ہوئی اور شاہزادہ ہمایون خان کو ساتھ اسلام خان اور عادل خان اور راے کمال الدین اور راے خلجی بہلیسی کے ابو بکر شاہ پر تعین فرمایا اور جب وہ لشکر کوتلہ مین پہونچا محرم کے مہینے ۷۹۳ سات سو ترانوے ہجری مین ابو بکر شاہ باتفاق بہادر ناہر اور خانزادان فیروز شاہی کے ہمایون خان کی بخبری مین اردو پر تاخت لایا اور پندرہ آدمیون کو مجروح کیا شاہزادہ پاے ثبات استوار کر کے جنگ مین مشغول ہوا اور اسلام خان بھی اپکو مستقبل کر کے کمک کو پہونچا اور ابو بکر نے کچھ کام نہ کیا قلعہ کوتلہ کی طرف پلٹ آیا اور ناصر الدین محمد شاہ یہ خبر سنتے ہی بکوچ متوانزہ میوات کی طرف گیا ابو بکر شاہ اور بہادر ناہر نے چارہ امان کسوا نہ دیکھا پس اطاعت کی ناصر الدین محمد شاہ نے بہادر ناہر کو رخصت انصراف دی اور ابو بکر شاہ کو ہمراہ لیکر منزل لکھنوتی مین لایا اور وہانسے جدا کر کے قلعہ بیرٹ مین بھیجا اور وہ اسی حبس مین فوت ہوا اور ناصر الدین محمد شاہ نے جب دہلی مین مراجعت کی خبر پہونچی کہ ملک حاکم گجرات باغی ہوا ہے اسواسطے ظفر خان بن فرحۃ الملک کو ساتھ اسکے تفصیل کے کہ وقایع شاہان گجرات مین لکھا جاویگا باعزاز و احترام تمام گجرات کی طرف روانہ کیا اور ۷۹۴ سات سو چورانوے ہجری مین خبر تردی راے نرسنگھ اور سراوہ مین ساتھور اور بیر بھان مقدم بھیسور کے جو عمدہ کفار تھے سنی بادشاہ نے اسلام خان کو راے نرسنگھ کے دفع شر کے واسطے کہ عمدہ تین ستمر دان سے تھا بھیجا راے نرسنگھ نے جنگ کر کے شکست پائی اور آخر کو صلح کر کے اسلام خان کے ہمراہ دہلی مین آیا اور انھین دنون مین بادشاہ نے سنا کہ مقدمان اٹاوہ تمرد کر کے قصبہ بلارام اور دوسرے پرگنات پر تاخت لائے ہین بادشاہ نے خود بہ نفس نفیس فوج جرار سے اس طرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور کفار عاصی کو مستاصل کیا اور قلعہ اٹاوہ کو مسمار کر کے قنوج کی طرف روانہ ہوا اور اس نواح پر بھی تاخت کر کے جالیسر مین آیا اور جو اس زمین کو اپنے اوپر مبارک جانتا تھا قلعہ وہان تعمیر کر کے محمد آباد نام رکھا اور اسوقت مین خواجہ جہان حاکم دہلی کی عرضی پہونچی کہ اسلام خان لاہور مین

بھٹنسو

جاکر فساد برپا کیا چاہتا ہے ناصر الدین محمد شاہ بہ تعجیل تمام دہلی کی طرف راہی ہوا اور دہلی مین پہونچتے ہی اسلام خان کو طلب کرکے استفسار فرمایا اسلام خان نے انکار کیا جا جونام ہندو اور اسلام خان کے بھتیجے نے کہ اُسکے دشمن تھے گواہی دروغ دی ناصر الدین محمد شاہ نے کہ اصل مین اس سے متوہم تھا اُسے گرفتار کرکے فوراً حکم اُسکے قتل کا نافذ فرمایا خواجہ جہان منصب وزارت پر سرفراز ہوا اور ملک مقرب الملک نے محمد آباد کی حکومت پائی اور اس طرف راہی ہوا اور سنہ ۹۵۵ سات سو پچانوے ہجری مین سنبھل اور بیر بھان نے ملغیان پر کمر باندھی اور ملک مقرب الملک نے حسب الحکم لشکر محمد آباد کا لیجاکر اُنکے شہر کے دفع کی تدبیر کی اور بادشاہ بھی شوال کے مہینے اُسی سنہ مین میوات کے سمت جاکر اُس ولایت پر تاخت لایا اور وہانسے محمد آباد اور جالیسر مین آکر ہمارہوا اور جب سُنا کہ بہادر ناہر عصیان اور ملغیان پر کمر کسکر بعضے مواضع دہلی کے غارت کرتا ہے بادشاہ باوجود مرض اور ضعف کے میوات کی طرف متوجہ ہوا جب کوتلہ مین پہونچا اور ناہر نے مقابل ہوکر صف آراستہ کی اور شکست کھاکر کوتلہ مین آیا اور جو ٹھہرنے کی قدرت نہ رکھتا تھا وہانسے بھاگ کر بنجر مین پوشیدہ ہوا سلطان اہتمام عمارت کے واسطے دیسی بہاری مین محمد آباد اور جالیسر کی طرف گیا اور ربیع الاول کی پہلی تاریخ سنہ ۹۵۶ سات سو چھیانوے ہجری مین ہمایون خان کو کہ دہلی مین تھا واسطے تدارک اور دفع شیخاے کہکے کہ باغی ہوکر قلعہ لاہور پر متصرف ہوا تھا تعین فرمایا ابھی ہمایون خان دہلی سے برآمد نہوا تھا کہ سلطان اس سراے فانی سے عالم باقی کی طرف راہی ہوا اُس واسطے کہ محمد آباد جالیسر مین بیماری اُسکی زیادہ ہوئی روز بروز ضعف کا زور ہوا اور طاقت سلب ہوئی یہانتک کہ ماہ ربیع الاول کی سترھوین تاریخ سنہ مذکور مین داعی حق کو لبیک اجابت کہا اور نعش اُسکی دہلی مین لاکر حوض خاص کے کنارے پہلو مین اُس کے باپ کے دفن کی مدت اُس کی سلطنت کی چھ برس اور سات مہینے تھی **ذکر سلطنت سکندر شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ کا** - جب ناصر الدین محمد شاہ روضۂ جنت کی طرف سدھارا اُسکا فرزند ہمایون خان اُنتیسوین تاریخ شہر مذکور صدر کو تخت شاہی پر جلوہ گر ہوا اور لقب اپنا سکندر شاہ رکھا اور بدستور عہد پدر عمال و حکام ولایات پر برقرار رکھے اُسکے بعد کل ایک مہینے سلطنت کی اور مرض سخت مین مبتلا ہوا اور ہر روز مرض ترقی مین تھا یہانتک کہ اُسنے بھی اپنے باپ اور دادا کے مانند حوض خاص کے کنارے خوابگاہ بنالی بیت **تخت و دولت چو شد ایار بر شد ای خواجہ بہ بیہ نخوان خورد ازین مائدہ جو قسمت خویش** ؛ مدت اُسکی سلطنت کی ایک مہینہ اور پندرہ دن تھی - **ذکر سلطنت ناصر الدین محمود شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ کا** - سکندر شاہ کے فوت کے بعد امرا کے درمیان بادشاہ کے تعین ہونے مین گفتگو بہت ہوئی پندرہ روز تک امرا بادشاہی معطل رہا آخر خواجہ جہان کی کوشش سے ناصر الدین محمد شاہ کا چھوٹا بیٹا کہ محمود نام رکھتا تھا سواد اعظم ہندوستان کے تخت پر جلوس فرماہوا ناصر الدین لقب پایا اور تمام اکابر اور امرا اس سے بیعت کرکے سر اُسکے حلقۂ فرمان مین لائے اور خواجہ جہان بدستور منصب وزارت پر مقرر ہوا اور مقرب الملک مقرب خان ہوکر کفیل السلطنت اور امیر الامرا ہوا اور سعادت خان نے بارکبی پائی اور سارنگ خان بیانہ پور کا حاکم ہوا اور دولت خان متشی عارض ممالک ہوا اور سلطنت دہلی کے انقلاب سے استقامت سلطنت دہلی زائل ہوئی تھی ولایت ہین ہر طرح نے ظہور کیا کفار اطراف نے سرکشی کو اپنا پیشہ کیا بالخصوص ہندو شرقی نے بہت سر اٹھایا اس سبب سے بادشاہ ناصر الدین محمود نے خواجہ جہان کو سلطان الشرق خطاب دیکر مع بیس زنجیر فیل اور لشکر کثیر ہندو

تھنوج اور بہار کی طرف روانہ کیا اور وہ اُس ولایت مین جاکر بآسانی تمام سبکو عمل مین لایا اور جونپور تک گیا اور حکام بنگالہ سے بھی مال مقرری چندسالہ اور ہاتھی متقبلۂ ہر سال کے لیے اور سارنگ خان جو حاکم دیپالپور کا ہوا تھا لشکر ملتان اور اُس کے نواحی کا فراہم کرکے سیتھا کھکر کی طرف متوجہ ہوا اور سیتھا کھکر بھی مع سپاہ کثیر کہ اکثر اُن مین خویش اور ہم قوم اُسکے تھے اجودہن سے استقبال کرکے بارہ کوس لاہور سے مقابل مین پہونچا اور ایسی جنگ کہ مردان شجاع اور بہادران کارآگاہ زبان سابقہ تعریف اور تحسین کے کھولین واقع ہوئی آخر کو سیتھا کھکر بھاگ کر لاہور مین آیا اور زن و فرزند اپنے ہمراہ لے کر کوہ جمون مین پناہ لے گیا اور سارنگ خان لاہور کو اپنے چھوٹے بھائی حاجی خان کے سپرد کرکے دیپالپور کی طرف گیا اور اُسی عرصہ مین سلطان ناصرالدین محمود نے مقرب الملک مقرب خان کو مع ایک سو زنجیر فیل اور ایک جمعیت خاصہ خیل دہلی مین چھوڑکر خود گوالیار اور بیانہ کی طرف سواری فرمائی اور سعادت خان ہاربک رکاب مین تھا اور جب گوالیار مین پہونچا مبارک خان یعنی فرزند ملک راجو اور ملوخان برادر سارنگ خان اور ملک علاءالدین دمہار والے نے سعادت خان ہاربک کو مار ڈالنے کا قصد کیا اور سعادت خان اُن کے ارادہ سے آگاہ ہوا مبارک خان اور ملک علاءالدین کو قتل کیا اور ملوخان بھاگ کر دہلی مین پہونچا اور سلطان ناصرالدین محمود اس فساد کے بعد دہلی مین آیا اور مقرب الملک مقرب خان استقبال کے واسطے حاضر ہوکر شرف ملازمت سے مشرف ہوا لیکن طرح اور وضع مجلس بادشاہی سے اور پناہ دینے اپنے سے ساتھ ملوخان کے ایک خوف اور ہراس نے اُس کے دل مین راہ پائی شہر کی طرف بھاگ کر حصاری ہوا اور جنگ شروع کی اور تین مہینے کے عرصہ تک مبحث نے درازی پائی اکثر اوقات مردمان درونی اور بیرونی کے درمیان مین جنگ واقع ہوتی تھی اور جو یہ صحبت سعادت خان ہاربک کی خاطر تھی ناصرالدین محمود شاہ سابقہ ترغیب اور تحریص مقربان کے ہنگام فرصت ماہ محرم ۷۹۶ھ سات سو ستانوے ہجری مین شہر مین داخل ہوکر مقرب الملک مقرب خان سے جا ملا دوسرے دن مردمان شہر نے ایک حشر برپا کیا اور سعادت خان ہاربک کے مقابلہ اور مجادلہ کو شہر سے برآمد ہوئے اور شکست کھاکر پھر شہر مین داخل ہوئے اور جب برسات کا موسم پہونچا اور قلعہ دہلی کا نہایت متین اور مستحکم تھا سعادت خان خیمہ اور خرگاہ اُکھاڑکر شہر فیروزآباد کی طرف گیا اور امرا کی صلاح سے نصرت خان بن فتح خان بن فیروزشاہ کو کہ ولایت میوات مین رہتا تھا طلب کرکے بادشاہ بنایا اور ناصرالدین کو نصرت شاہ لقب دیا اور خود متصدی اور متکفل امور بادشاہی ہوا نصرت شاہ کو نمونہ سلطنت کا رکھتا تھا امرا اور غلامان فیروزشاہی بدسلوکی سعادت خان ہاربک سے آزردہ خاطر ہوئے فیلبانون کو اُس سے منحرف کیا اور نصرت شاہ کو بھی اُس سے ساتھ مکر اور حیلہ کے متنفر کیا اور ہاتھی پر سوار کرکے سعادت خان ہاربک کے دفع کے واسطے متوجہ ہوئے ادھر سعادت خان جو غافل تھا فرصت جنگ نہ پاکر بھاگا منصرع صید را چون اجل آید سوے صیاد رود ۔ اور مقرب الملک مقرب خان سے امان چاہکر اُسکے پاس گیا اور اُسی چند روز مین شمشیر غدر اُسکے سے درگذرا اور امرائے فیروزآباد نے از سر نو نصرت شاہ سے بیعت کی اور بہت ولایتون پر متصرف ہوئے اور دہلی اور فیروزآباد مین دو بادشاہ قائم ہوئے اور امرا بھی دو طرف ہوئے جیسا کہ تاتارخان بن خان اعظم ظفرخان گجراتی اور شہاب ہبر اور مخلص اللہ بلخی الخاطب بہ قتلغخان نصرت شاہ کے شریک ہوئے اور مقرب الملک مقرب خان مع اور امرا سلطان ناصرالدین محمود کی ملازمت مین حاضر ہوا اور ملوخان المخاطب

یا اقبال خان جو کہ قلعۂ سیری کو تصرف مین رکھتا تھا اور بہادر ناہر جو دہلی کہنہ مین تھا کسی طرف نگزیدہ ہوئے تشخیص معاملہ کے منتظر تھے اور تین برس ان دونون بادشاہون کے درمیان جنگ قائم رہی غالب مغلوب سے متمیز نہو تا تھا کبھی دہلوی زور کر کے خنیم کو فیروز آباد تک پسپا کرتے تھے اور گاہے فیروز آبادی غلبہ کر کے دشمن کو دہلی کے قلعہ تک ہٹاتے تھے اور ایک جماعت کثیر ہندو اور مسلمان سے ان معرکون مین کام آئی اور ۷۹۸ھ سات سو اٹھانوے ہجری مین سارنگ خان حاکم دیپالپور نصرت خان حاکم ملتان سے پرخاش آغاز کی اور سارنگ خان جنگ کے بعد غالب آیا اور ملتان پر متصرف اور قوی ہوا اور ۷۹۹ھ سات سو ننانوے ہجری مین سمانہ کی طرف گیا اور وہانکے حاکم عالی خان کو بھی نکال کر مستقل ہوا اور نصرت شاہ نے یہ خبر سنکر تاتار خان حاکم پانی پت کو مع ملک الیاس اور لشکر گران سارنگ خان پر تعین کیا اور اوائل محرم سنہ ۸۰۰ آٹھ سو ہجری مین سارنگ خان تاتار خان سے شکست کھا کر ملتان کی طرف بھاگا اور سُنا کہ میرزا پیر محمد جہانگیر پوتے امیر تیمور صاحبقران نے آب سندھ پر کشتی کے پل باندھ کر عبور کیا اور اوچہ کو محاصرہ مین لایا بسواسطے اُسکے ملک تاج الدین نائب اپنے کو مع امرائے دیگر اور لشکر برگزیدہ ملک غلی حاکم اوچہ کی کمک کو روانہ کیا اور امیرزادہ نے اُنکے آنے سے واقف ہو کر آب بیاہ کے کنارے تک استقبال کیا اور اُنھین غافل کر کے حملہ آور ہوا اور اُنکی جمعیت متفرق کی چنانچہ اُنمین کے اکثر آدمی ہنگام فرار قتل ہوئے اور بعضے پانی مین ڈوب گئے اور ملک تاج الدین پریشان اور بدحال کچھ آدمیون سے ملتان کی طرف بھاگا اور جب میرزا پیر محمد جہانگیر بطور تاخت ملتان مین پہونچا سارنگ خان مضطرب ہو کر حصاری ہوا اور چھ مہینے کے بعد تحفہ اور پیشکش دیکر سارنگ خان امان طلب کر کے قلعہ سے برآمد ہوا اور میرزا پیر محمد نے اُسے مع تمام لشکر مقید کر کے ملتان پر قبضہ کیا اور اسی عرصہ مین سارنگ خان قید خانہ سے بھاگا اور ملتانیون کو مطیع اور منقاد کیا اور سندھ مذکور مین اقبال خان مقرب الملک مقرب خان سے رنجیدہ ہو کر ناصر الدین محمود شاہ سے منحرف ہوا اور نصرت شاہ سے پیغام کمجنبی کیا اور نصرت شاہ سوار ہو کر قلعہ سیری مین آیا اور دروازہ حظیرہ خواجہ بختیار کاکی قدس سرہ مین مصحف مجید کو درمیان مین لا کر طرفین سے عہد باندھا اقبال خان نصرت شاہ کو مع لشکر و فیل قلعۂ جہان نما کے اندر لیگیا اور ناصر الدین محمود شاہ سلطنت مقرب الملک مقرب خان اور بہادر ناہر کے دہلی کہنہ مین رہا اور دو تین روز کے بعد اقبال خان نے نصرت شاہ سے ل دگرگون کر کے غدر کا ارادہ کیا اور نصرت شاہ قلعہ سیری سے برآمد ہوا اقبال خان نے پیچھا کیا اور اثاثۂ بادشاہی کو قبضہ مین لایا اور نصرت شاہ کو فیروز آباد مین مقامت کی طاقت نہ رہی اپنے وزیر تاتار خان کے پاس پانی پت مین گیا اور اقبال خان فیروز آباد کو اپنی تصرف مین لایا اور نیابت مستقل ہوا اور عزم مقرب الملک مقرب خان کے دفع کا کیا چنانچہ قریب دو مہینے کے اُنکے درمیان جنگ قائم رہی آخر بادشاہ اور امرا درمیان مین آئے اور قصبہ جہان نما مین اُنمین صلح کروائی اور اقبال خان اُنھین دنون مین بمصلحت دینوی کے باعث عہد توڑ کر قلعہ سیری سے اچانک مکان پر مقرب الملک مقرب خان کے تاخت لے گیا اور اُسے گرفتار کر کے قتل کیا اس وقت سلطان ناصر الدین محمود کو دست افراز کر کے ساتھ حکومت کے مشغول ہوا اور ایک نام کے سوا ساتھ اُس کے نہ چھوڑا اور اسی سال قلعہ دہلی کو ساتھ اعوان و انصار اپنے کے سپرد کر کے بادشاہ کے ہمراہ تاتار خان کے دفع کے واسطے پانی پت کی طرف روانہ ہوا اور تاتار خان ہاتھی اور اسباب حصار پانی پت مین چھوڑ کر دوسرے راستہ سے دہلی کی طرف گیا اور محاصرہ کیا اقبال خان نے قلعہ پانی پت کو محاصرہ کر کے تین دن مین مفتوح کیا اور تاتار خان کمال دہ دہ پر متصرف ہوا اور ظفر اور منصور ہو کر دہلی کی طرف معاودت کی اور تاتار خان سے قلعہ دہلی کے استحکام کے سبب سے کچھ نہ

بن پڑا تھا اپنے باپ ظفر خان کے پاس گجرات مین گیا اور اقبال خان نہایت اطمینان سے دہلی مین فروکش ہوکر امور سلطنت مین مشغول ہوا اور اس درمیان مین خبر پہونچی کہ امیر تیمور صاحبقران نے بقصد تسخیر ہندوستان آب سندھ سے عبور کیا بیان امیر تیمور صاحبقران کا مملکت ہندوستان کی طرف آنے کا۔ امیر تیمور صاحبقران گیتی ستان آخوب اور فتنہ دہلی بلکہ تمام ہندوستان کا سنہ سنہ آٹھ سو ہجری مین سفر ہندوستان کا عازم ہوا اور آب سندھ سے عبور کرکے محرم کی بارھوین تاریخ سنہ آٹھ سو ایک ہجری مین چول جلالی کے کنارے اترا اور جب سے چنگیز خان سے شکست کھاکر سلطان جلال الدین ہنکرلی اُس چول مین داخل ہوا ساٹھ سال کے مشہور ہوا اور بعضے زمیندار ان نے دامن کوہ سے اُس مقام مین آکر ملازمت کی اور شہاب الدین مبارک جو آب بھٹ کے نواحی مین بعضے ولایات کے حفظ کے واسطے کہ تصرف مین رکھتا تھا اقامت پذیر تھا جب امیرزادہ پیرزا پیر محمد ملتان کی طرف جاتا تھا آن کر ملازمت کی اور باوجود رعایت کے پھر اظہار خلاف کیا اور اسوقت مین بھی صاحبقران کی اطاعت نہ کی اسلیے امیر شیخ نورالدین ساتھ اقوام اپنی کے اسکے دفع کے واسطے تعین ہوئے اور جب وہ وہان پہونچا اول آدمی شہاب الدین مبارک کے پاس بھیجکر واسطے اطاعت اور القیاد کے دلالت کی اور چونکہ اُسنے ایک قلعہ دریا کے کنارے تیار کیا تھا اور ایک خندق عمیق گرداگرد اُسکے کھود کر آب دریا سے اُسمین جاری کیا تھا فرمانبرداری اُسکی قبول نہ کی اور جنگ مین مشغول ہوا اور امیر شیخ نورالدین نے اول روز خندق سے عبور کرکے قلعہ کو محاصرہ کیا اور شہاب الدین مبارک بعزم شبخون قلعہ سے برآمد ہوا اور جنگ عظیم اور معرکہ شدید کیا عاقبت الامر شہاب الدین مبارک نے شکست فاحش کھائی اور اکثر آدمی اُسکے قتل ہوے اور امیر شیخ نورالدین کی بھی سپاہ بہت مجروح ہوئی اور صاحبقران امیر شیخ نورالدین کی روانگی کے بعد خود بنفس نفیس بھی تاخت لایا اور اُس شب کی صباح کو پہونچا اور شہاب الدین مبارک شکست کے بعد دو سو کشتی کہ موجود رکھتا تھا مال اور عیال سے پر کرکے بایان آب مین روان ہوا اور امیر شیخ نورالدین ساحل کے کنارے جاتا تھا آخوش پلٹ آیا اور صاحبقران مہم شہاب الدین مبارک سے فارغ ہوکر پانی کا کنارہ پکڑکے روانہ ہوا یہانتک کہ اس مقام مین پہونچا کہ جہان نہر جمنا اور چھناب یکجا ہوتے ہین اور ایک قلعہ محکم موسوم بہ تلبہنہ اس مقام مین تھا الغرض حکم ہوا کہ اُس نہر پر پل باندھ کر عبور کرین اہلکار حکم کے موافق عمل مین لائے اور صحرائے تلبہنہ لشکرگاہ ہوا اور مال امان کا اس بلیدہ کے اہالی پر خوالہ دیا اور کچھ تحصیل ہوا لیکن جو لشکر ساتھ غلہ کے احتیاج رکھتا تھا آخر کو حکم ہوا کہ جہان غلہ پاوین اٹھالاوین اسی قدر حکم کافی ہوا یعنی ایک ساعت مین تمام شہر تاراج ہوگیا اور اکثر شہر کے باشندے مارے گئے دوسرے دن کوچ کرکے ظاہر موضع شاہنوا از خیمہ گاہ عساکر منصور رہوا اور جو وہان غلہ تھا تمام لشکر نے آذوقہ اٹھایا اور باقی کو حسب الحکم آتش دیکر جلا دیا اور جب یہ ثابت اور متحقق ہوا کہ میرزا پیر محمد جہانگیر کے اس موضع مین پہونچنے کے وقت مردم تلبہنہ نے فرمانبرداری نہین کی امیر شاہ ملک شیخ محمد حکم کے موافق اس شہر مین داخل ہوئے اور لوازم قہر و غضب مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور علما اور سادات اور مشائخ کے سوا کوئی آدمی سالم نہ رہا اور دوسرے دن وہانسے کوچ کرکے آب بیاہ کے کنارے ظاہر موضع شاہنوا مین نزول فرمایا اور اُس جگہ صاحبقران کو خبر پہونچی کہ حضرت بھائی شیخا کہ کے دریا کے کنارے دو ہزار آدمی سے پائے ثبات حکم کیا ہے فوراً غرقوں کو وہان چھوڑکر اس طرف روانہ ہوا بمجرد پہونچنے کے سپاہیون نے اطراف و جوانب سے آب دجل سے عبور کرکے اُس جماعت کو پریشان اور بہتون کو بیجان کیا اور مال و اطفال اُنکا دستیاب کیا اور موضع شاہنوا مین اسقدر غلہ تھا کہ جسقدر لشکر نے چاہا اٹھایا اور باقی صاحبقران کے حکم سے جلایا اور تیسرے دن وہانسے کوچ کرکے آب بیاہ سے

عبور کیا اور ولایت آباد اور نیر علف اور آذوقہ مین داخل ہوے اور احوال میرزا پیر محمد جہانگیر کا ملتان کے لینے کے بعد سے ہو کہ جب موسم برسات مین بارش کے سبب سے اکثر گھوڑے فوج کے سقط ہوگئے شہزادہ ناچار ہو کر شہر مین داخل ہوا اور آپکو قلعہ کی پناہ مین کھینچا اور اطراف وجوانب کے باشندے شہزادہ کی سپاہ کی پریشانی پر مطلع ہوے راتون کو شہر کے کناسے آتے تھے اور جو کچھ پاتے تھے لیجاتے تھے اور شہزادہ متالم اور متفکر تھا کس واسطے کہ لشکر کو وہان سے پیادہ نکالنا دشوار تھا ناگاہ صاحبقران گیتی ستان بسعادت و اقبال آب بیاہ کے ساحل پر وارد ہوے شہزادہ ساتھ اپنے لشکر کے بعضے جونین سے گاؤسوار اور بعضے پیادے تھے اُردو کی طرف متوجہ ہوا اور جمعہ کے دن صفر کی چودھوین تاریخ کو آنحضرت کی سعادت ملازمت سے مشرف ہوا اور نفایس ہندوستان سے جو کچھ اُسکے ہاتھ آئے تھے نظر ہمایون مین گذرا صاحبقران نے سب کو امرا پر تقسیم فرمایا اُسکے بعد صاحبقران نے تین ہزار گھوڑے ایک ون شہزادہ کے ہمراہیون کو مرحمت فرمائے اور چونکہ شہزادہ نے حاکم بھٹنیر کی شکایت کی تھی صاحبقران نے اُس کا دفع اہم جانکر دس ہزار آدمی انتخابی ہمراہ لیکر قصبۂ اجودہن کی طرف بلغار فرمایا اور اجودہن کے آدمی تین گروہ ہو کے ایک جماعت حصار بھٹنیر مین پناہ لیگئی اور بعضون نے جلاوطن کیا اور بعضون نے توکل کر کے قصبۂ اجودہن مین بسکونت کی کسی طرف نہ گئے اور امیر تیمور صاحبقران نے اجودہن مین پہونچکر شیخ فرید شکر گنج قدس سرہ کی زیارت حاصل کی اور وہان کے باشندون کو امان دیکر بعزم بھٹنیر روانہ ہوا اور آب اجودہن سے عبور کر کے خالص کول مین فروکش ہوا اور وہان سے بھٹنیر پچاس کوس کی مسافت رکھتا تھا بلغار کر کے ایک دن مین وہ راہ دراز طی کی اور جو وہ قلعہ قلاع مشہورہ ہند سے تھا اور راہ سے دور واقع ہوا تھا اور کبھی لشکر بیگانہ وہان نہ پہونچا تھا اس سبب سے آدمی اجودہن اور دیپالپور اور اطراف واکناف کے اُس مقام مین پناہ لے گئے جس مذبر کہ گنجایش رکھتا تھا قلعہ مین درآئے اور باقی خندق کے کنارے مقیم تھے پھر صاحبقران نے تاخت فرمائی کردہ مسافت تمام ایک منزل مین قطع کی اول روز جو لوگ کہ قلعہ کے باہر تھے سب کو قتل کیا اور اموال اُنکا اویماے دولت قاہرہ کے تصرف مین آیا اور رائے خلجی جو ہانکا حاکم صنادید کفار ہند سے تھا اور قواعد سرداری اور قلعہ داری مین اُس سے بہتر کوئی ہندوستان مین نہ تھا اور بہاو راپنا نام رکھا تھا کسواسطے کہ بہادر زبان ہندی مین راے کو کہتے ہین قلعہ سے برآمد ہو کر شہر کے کنارے صف آرا ہوا اور سپاہ چنتائی اُسپر حملہ آور ہوئی اور اُسے شہر مین لیگیا اور صاحبقران نے خود سوار ہو کر شہر کے کنارے طرح جنگ کی ڈالی اور حرب صعب کے بعد فائق اور غالب آکر مزب کیے وقت شہر کو لیا اور خلق انبوہ تہ تیغ ہوئی اور غنیمت بہت بدست کر کے قلعہ کی طرف متوجہ ہوا اور نقب کھودنی شروع کی رائے خلجی نے مضطرب ہو کر استغاثہ بلندگر کے عجز اظہار کیا اور ایک سید کو شفاعت کے واسطے بھیجکر ایک دن کی مہلت چاہی کہ دوسرے دن برآمد ہونگا صاحبقران نے التماس اُسکی قبول کر کے سراپردہ مین مراجعت فرمائی اور وہ دوسرے دن وعدہ خلاف ہوا لوگون نے حکم کے موافق اطراف وجوانب سے نقب کھودنی آغاز کی دوسری مرتبہ قلعہ بندون نے برج پر چڑھکر تضرع وزاری کر کے امان چاہی اور رائے خلجی کا بیٹا قلعہ سے برآمد ہو کر پیشکش گران لایا اور دوسرے دن رائے خلجی بھی ساتھ اتفاق شیخ سعد الدین پوتے شیخ فخر گنج کے جو اجودہن سے بھاگ کر وہان آیا تھا برآمد ہو کر پایبوس سے مشرف ہوا اور انواع جانوران شکاری اور تین سو گھوڑے عراقی اور اقسام اقمشہ ہند پیشکش گذرانا اور خلعت فاخرہ اور گران مایہ سے سربلند ہوا اور امیر سلیمان شاہ اور امیر ارداو اسطے ضبط

دروازہ کے متعین ہونے کر دوم اطراف کو جو کہ اُس قلعہ مین در آئے تھے نکالین اور جنسے مسافر کابلی کو جو میرزا پیر محمد جہانگیر کے آدمیون سے تھا قتل کیا ہو سزا کو پہونچا دین اور باقیون سے مال امان لیکر رہا کرین چنانچہ جن مردم دیپالپور نے مسافر کابلی کو مع ہزار آدمی کے قتل کیا تھا حسب الحکم اُن مین سے پانسو آدمی اپنی سزاے اعمال کو پہونچے اور مسافر کابلی نام ایک شخص تھا الغرض اس سبب سے برادر اور پسر راے خلجی نے بنیاد فضولی کرکے ساتھ جنگ کی مبادرت کی اور صاحبقران نے راے خلجی کو مقید کرکے سکناے شہر سے جنگ کی پھر یک جماعت درمیان مین آکر امان طلب ہوئی اور امان پائی امیر شیخ نورالدین اور امیرزادہ تحصیل ارزانی کے واسطے شہر مین داخل ہوئے اور مردمان شہر مسلمان اور کافر نے سخت طلبی ارزانی کے سبب سے اپنے تمام دیہات مین آگ افروختہ کی اور اپنی زن و فرزند کو قتل کرکے جنگ مین مبادرت کی اور لشکر منصور سے بہتون کو ہلاک کرکے آپ بھی قتل ہوئے اور امیر صاحبقران نے اُس شہر کو خالی سیاہ کیا اور سرستی مین آیا اور باشندگان سرستی کو جو بھاگ گئے تھے تعاقب کرکے سبکو قتل کیا اور تمام اثاثہ اُنکا لوٹ لیا پھر فتح آباد مین آیا چنانچہ وہان کے آدمیون کے ساتھ بھی یہی معاملہ واقع ہوا اور قلعہ رجب اور اہروانی اور توہنہ نے بھی حکم فتح آباد کا حاصل کیا اور اغراق کو سمانہ کی طرف روانہ کرکے خود بہ نفس نفیس اطراف کے جنگلون کی طرف متوجہ ہوا اور قوم جٹان سے جو شخص کہ راہزنی کرتا تھا تیغ بیدریغ سے اُسے زندہ نہ چھوڑا اور ایک جماعت سادات جو ایک موضع مین استقامت رکھتی تھی اُس پر رعایت فرمائی اور جب قریہ کھئیل مین کہ سمانہ سے پانچ کوس پر ہے پہونچا تمام شاہزادہ اور امراے اطراف مین غارت کرنے گئے تھے راہ ہاے مختلف سے متوجہ ہوکر اُس موضع مین جمع ہوئے اور حکم ہوا کہ من بعد لشکر منصور زور و قاعدہ سے روان ہووے جب اُسکے بعد پانی پت مین آیا یہ ارشاد کیا کہ یہان سے ہماری فوجین زور و شور ہوکر چلین اور فراغ انی علف کے سبب سے آب جون سے عبور کرکے دو آب کے درمیان مین آیا اور قلعہ نوئی کو بجنگ لے کر ہندوون کو قتل کیا اور یہ قلعہ لونی درمیان آب ہندن اور جون کے واقع ہوا ہے ہندن ایک آب عمیق ہے جسکو سلطان فیروز شاہ بارہک مرحوم نے آب کالپی سے جدا کیا تھا اور اس مقام مین ساتھ آب جون کے اتصال دیا تھا اور اکثر باشندے وہانکے مجوس تھے الغرض اس فتح کے بعد ساحل آب جمنا کے کنارے عمارت جہان نما کے مقابلہ مین بخیر و سعادت نزول فرمایا اور گذرہاے آب کی بہ نفس نفیس احتیاط فرمائی اور امیر سلیمان شاہ و امیر جہان شاہ کو تاخت و تاراج جنوبی کے واسطے بھیجا اور خود سات سو سوار منتخل اور جرار لیکر شہر جون سے عبور کرکے جہان نما کی عمارت کے سیر مین مشغول ہوا اور گذر آب اور جاے جنگ کو ملاحظہ فرمایا کہ اس درمیان مین ناصرالدین محمود شاہ اور اقبال خان جب تھوڑے آدمی پانی کے اس طرف دیکھے پانچہزار سوار اور پیادے اور ستائیس ہاتھی لیکر شہر سے برآمد ہوئے اور یہ صاحبقران کے قراولون نے محمود کو خبر کی تو مرے معبر دہلی سے تھا اور وہ بھی قراولی کے واسطے سنکھ ہوا تھا اگر فرار کر گئے اور حکم کے موافق ہم سکی گردن ماری پھر صاحبقران پلٹ کر اپنے لشکر مین گیا اور قراول اُسکے تین سو آدمی جو اُس طرف تھے جنگ کے واسطے کھڑے ہوئے اور سوبخک بہادر اور زادہ دنے بھی حسب الحکم اُنکے کمک کے لیے ساتھ دو تمنون کے آب سے عبور کیا اور بہیئت اجتماعی تیراندازی مین مشغول ہوے اور ملخان صلاح معاودت مین جانکر پلٹ گئے اور بہادرون نے تعاقب کرکے ایک جماعت کو پیچھے رہی تھی اُنکے خون سے زمین رنگین کی اور وہ ہاتھی کہ مردمان دہلی کا پشت پناہ تھا اُسوقت دو اڑھائی کوس کے صدمہ سے گر گیا اور میر صاحبقران اس امر کو مشگون نیک سمجھے دوسرے دن غرہ نوئی سے کوچ کرکے شرقی لونی کے سمت جوہلی کے مقابل ہی نزول اجلال و حلول اقبال فرمایا اور اس [illegible]

مین جمیع شہزادے اور تمام سردار پایہ سریر اعلی کے قریب فراہم ہوئے اور امیر جہان شاہ اور دوسرے امرا نے عرض اقدس مین پہونچایا کہ لب آب سندھ سے یہان تک ایک لاکھ آدمی سے زیادہ سوا کر منصورہ کے پنجہ قہر مین گرفتار ہوئے ہین اور حبس دن بادشاہ ناصر الدین محمود اور ملو اقبال خان شہر سے برآمد ہوئے تھے یہ بشاشت اور خوشحالی کرتے تھے سیاہ ابر روز جنگ اتفاق کر کے ساتھ لشکر دہلی کے ملحق ہوون جو اکثر کا نرتھے حکم ہوا کہ جو ہندی پندرہ برس کا ہو اُسے زندہ نگاہ نہ رکھین اور جو کوئی اس حکم کی تعمیل مین تغافل کرے اُسکی بھی گردن ماری جاوے اور مال اُسکا اُس شخص کو ملے جو اُس کی عدول حکمی اور تقصیر کی خبر گذارش کرے اس صورت مین اُس دن امیر صاحبقران کے حکم سے لاکھ آدمی قتل ہوئے اور یہ بھی حکم نافذ ہوا کہ جنگ کے دن دس نفر سے ایک نفر زندہ رہے اور ہندو کے زن و فرزند صغیر سن کی محافظت کرین القصہ افواج تیموری ماہ جمادی الاولی کی پانچوین تاریخ کو آب جون سے عبور کر کے صحرائے فیروز آباد مین فروکش ہوئی اور خندق عمیق اپنے اوپر دکھوا کر گاے اور بھینسون کی گردن اور پانون مین چرم خام باندھ کر اُس خندق مین چھوڑا اور چوکیدار اُسکے پیچھے سترانطا ہو شیاری مین مشغول ہوئے اور ماہ مذکور کی ساتوین تاریخ کو باوجودیکہ منجم رضا سواری کی نہ دیتے تھے صاحبقران نے سعادت و اقبال سوار ہو کر بالغار و جرانغار و قول کو آراستہ کیا اور سلطان ناصر الدین محمود اور ملو اقبال خان اس امر سے واقف ہوئے اور لشکر دہلی اور ایکسو تیس ہاتھی مجموع کو مسلح اور مکمل کر کے صاحبقران کی طرف متوجہ ہوئے بہادران چغتائی ہاتھیون پر حملہ آور ہوئے اور طرفین مین زخم تیر سے فیل و فیلبانون کو نگونسار کیا اور ہندوستانیون نے ۴ پہر مرد میدان اُن خانزیون کا نباکر راہ گریز پائی اور سلطان ناصر الدین محمود اور ملو اقبال خان نے کچھ لوگون سے ہزار شقت اپنے تئین شہر کی طرف روگردان کیا اور صاحبقران نے دروازہ تک تعاقب کر کے مظفر اور منصور ہو کر حوض خاص کے کنارہ نزول فرمایا سلطان ناصر الدین اور ملو اقبال خان نے کہ تھوڑے آدمیون سے آپ کو شہر مین پہونچایا تھا اُس شب کو برآمد ہو کر سلطان ناصر الدین گجرات کی طرف روانہ ہوا اور ملو اقبال خان بران کی طرف بھاگا امیر صاحبقران نے مطلع ہو کر ایک جماعت کو تعاقب مین بھیجا اور اُنھون نے کر فیلو راہ سر بیچ السیر کے جا کر بہتون کو ہلاک کیا اور بیٹے ملو اقبال خان کے کہ ایک سیف الدین نام رکھتا تھا اور دوسرا خداداد یہ دونون گرفتار ہوئے اور صاحبقران میدان عیدگاہ مین وارد ہو سادات اور قضات اور اکابر اور اشراف دہلی ساتھ عزت بساط بوس کے فائز ہوئے اور طلب امان کی عرض اُن کی درجہ قبول مین پہونچی جمعہ کے دن مسجد جامع دہلی مین خطبہ بنام مبارک آنحضرت کے پڑھا اور سو ملوین ماہ مذکور کو ایک جماعت اہل قلم سے دروازہ پر بیٹھی ہوئی تو جیہ مال امانی کرتی تھی اور چند نفر امرا سے تفحص باغیان کے لیے شہر پناہ کے اندر پھرتے تھے اس سبب سے شور و غوغا بر پا ہوا اور سپاہی جو کہ غلہ اور دوسرے ما یحتاج کے واسطے شہر مین آئے تھے سب نے ہاتھ غارت کا دراز کیا اور ہر چند کہ امرا منع کرتے تھے مفید نہوا اور جو صاحبقران عیش پنجروزہ مین مشغول تھا کسی کو یہ قدرت نہوئی کہ اس معنی کو معروض کرتا اور ہندو فوج فوج اپنے زن و فرزند کو جلا کر جنگ پر آمادہ ہوے اور امرا نے اسقدر کیا کہ دروازے بند کیے تاکہ دوسری فوجین شہر پناہ مین قدم نرکھین لیکن اسقدر سپاہی شہر مین تھے کہ احتیاج مردم بیرون کی نہوئی اور صبح تک شہر کو تاراج کیا جب صبح ہوئی مردم بیرونی بھی ضبط اپنا نہ کر کے تمام شہر مین در آئے اور غارت عام ہوئی اہل لشکر کے ہر ایک شخص نے سو نفر سے زیادہ ہندو کو

اسیر کیا تھا اور مال و اسباب کا حساب نہ تھا اور شرح انواع غنیمت سونا اور چاندی اور جواہر بالخصوص الماس اور یاقوت اور مروارید جو کہ قیاس سے باہر تھی قلم انداز ہوئی اور ایک جماعت کثیر اور جم غفیر منود سے مسجد جامع مین جمع ہو کر جنگ کرتی تھی امیر شاہ ملک نے ایک جماعت بہادران سے وہان جا کر اس مسجد کو اس جماعت کے خبث وجود سے پاک کیا اور بعد وقوع اس قضایا کے جب صاحبقران مطلع ہوا عنان اختیار دست اقتدار سے جا چکی تھی اور تاریخ نظام الدین احمد وغیرہ مین مسطور ہے کہ ایک جماعت مال آمانی تحصیل کرتی تھی مردم شہر انکی شاق طلبی اور سخت گیری سے سرکشی و انکار کرنے لگے اور چند نفر محصلون یعنی مزاولون کو قتل کیا اس سبب سے آتش غضب آنحضرت کی افروختہ ہوئی سادات اور علما اور مشائخ کے سوا حکم غارت اور اسیری کا نافذ فرمایا اسوقت تک یہ امر کسی بادشاہان مغل کو میسر نہ ہوا تھا اور صاحبقران ایک سو بیس ہاتھی اور بارہ کرگدن یعنی گینڈہ اور دوسرے جانوران شکاری وغیرہ جو سلطان فیروز شاہ بارہا سے دہلی مین تھے اپنے متصرف ہوکر شہر مین داخل ہوا اور جو مسجد جامع دہلی کو سلطان محمد تغلق نے سنگ سے تراش کر تیار کروائی تھی مشاہدہ فرمایا اسکے زمین گذار کا سمرقند مین اسکے مانند تیار کرے چنانچہ دہلی کے سنگتراشون کو سمرقند کی طرف لیجا کر ویسی مسجد تعمیر کروائی اور اسکے بعد پندرہ روز تک دہلی مین وقوف کیا پھر عازم مراجعت ہوا اور کوچ کے وقت ایک جماعت کو تعین فرمایا کہ سادات اور مشائخ اور علما کو مسجد جامع مین محافظت کرین اور خود ساتھ سعادت کے روان ہوکر فیروز آباد کی طرف آیا وہان بہادر نے دو طوطے سفید جن کو کاکاتوا کہتے ہین برسم تحفہ میوات سے بھیجکر اظہار اخلاص کیا اور سید شمس الدین ترمذی صاحبقران کی طرف سے جا کر بہادر ناہر کو ملازمت مین لایا اور رخنہ خان نے جو میوات کے پہاڑ مین پوشیدہ تھا درگاہ مین آنکر نوازش پائی اور وہ حضرت وہانسے راہی ہوکر جب پانی پت مین پہونچے امیر شاہ ملک اور ایک جماعت اور امرا کو قلعہ میرٹھ کی تسخیر کے واسطے جواہرات قلاع ہند سے تھا بھیجا انھون نے وہان جا کر خبر بھیجی کہ اس قلعہ کے رہنے والے جنگ پر آمادہ ہوکر کہتے ہین کہ ترمش زین خان نے بھی اس قلعہ کے لینے کا ارادہ کیا تھا لیکن فتح میسر نہ ہوئی امیر صاحبقران یہ کلام سنکر غضبناک ہوئے اور خود بنفس نفیس تاخت کی اور قلعہ کے نیچے گئے اور اسی لحظ بعضے جنگ مین اور بعضے سرنگ کھودنے مین مشغول ہوئے جیسا کہ دوسرے دن ہر ایک طرف سے دس گز اور پندرہ گز نقب قلعہ کی طرف پہونچ گئی اور الیاس خان اوغانی اور فرزند مولانا احمد تھانیسری اور ملک صفی کبیر جو کہ قلعہ مین تھے جنگ مین مصروف ہوئے لیکن تھوڑے سے بہادران مغل نے سیڑھیان لگائین اور بعضے کمندین ڈالکر قلعہ پر چڑھ گئے اور قبل سرنگون کے پہونچنے سے قلعہ کو مفتوح کرکے امرائے مذکور کو تیغ کیا اور ایک متنفس کو زندہ نہ چھوڑا اور جب سرنگین تیار ہوئین توان مین آگ دیکر برج و دیوارہائے قلعہ اڑا کر قلعہ بھٹنیر کے مانند اسے بھی خاک سیاہ کیا اور جب ایسی فتح اس آسانی سے لشکر منصورہ کو میسر ہوئی صاحبقران کوہ سوالک کے دامن مین پہونچے اور ان ممالک کو بالکل تاخت تاراج کرکے تہ و بالا کر دیا اور آب گنگ سے عبور کرکے اس مقام مین کہ جہان اسکا سرچشمہ ہے اور سلطان محمود غزنوی بھی وہان پہونچا تھا گیا اور کفار سے جہاد کرکے انکے زن و فرزندون کو اسیر کیا اور غنیمت بہت سپاہ کے ہاتھ آئی پھر سعادت کا عازم ہوا اطی مسافت کے درمیان مین رتن نام ایک زمیندار کو مغلوب کرکے سارو سلب اسکا غارت کیا اور نواح جمو کے دروتک چند قلعہ اور فتح کیے اور جب جمو مین پہونچا وہان کا راجہ حرب پر آمادہ ہوکر مقابل آیا اسے بھی

بضرب شمشیر آبدار مجروح کرکے گرفتار کیا اور امیر صاحبقران کی نصیحت سے اُسنے مسلمان ہوکر گائے کا گوشت کھایا اور کتنے مین شیخا کہکر نے اپنے چھوٹے بھائی حسرت کہکر کو کہ صاحبقران کے مقابلہ سے بھاگ کر اُس سے جا ملا تھا بندگان آنحضرت کے ساتھ مخالفت پر اسے سرزنش اور ملامت بہت کی اور سارنگ خان کے برعکس اپنی خواہش سے بلا توقف امیر صاحبقران کی ملازمت مین حاضر ہوا اور مجلس ہمایون مین راہ پائی اور نظر التفات اُس کے بارہ مین سانجوا احمد کے پہونچی کہ جب لشکر منصور کسی انبوہ و جماعت کثیر پر پہونچے اور وہ لوگ اپنے آپ کو شیخا کہکر سے منسوب کرتے تو کسی شخص کو افراد عساکر منصور سے یہ مجال نہ تھی کہ متعرض ہو جب شیخا کہکر رخصت حاصل کرکے اپنے مقام مین گیا فرصت پاکر قلعہ لاہور پر متصرف ہوا اور بے سبب بمادۂ اطاعت اور اخلاص سے تدوم باہر رکھا اور ہندو شاہ خازن سے جو راقم کتاب کے اجداد سے تھا اور مولانا عبد الصمد صدر سے جب یہ دونون ماوراء النہر سے آتے تھے اُنسے سلوک غیر مرضی کیا اور اُسوقت امیر صاحبقران نواحی پنجاب مین پہونچے جب بھی سر اطاعت سے پھیر کر ملازمت مین حاضر نہوا اسواسطے پنجابیون اور امیرون نے قلعہ لاہور کو مسخر کرکے شیخا کہکر کو گرفتار کیا صاحبقران نے اُسکی گردن یاری اور لاہور اور دیپالپور اور ملتان کی حکومت خضر خان کے تفویض فرمائی اور خود راہ کابل سے عزیمت سمرقند کرکے بجیل روان ہوا اور دہلی اور سیری دو مہینے تک خراب رہے قحط اور وبا بھی اس اطراف مین ظاہر ہوئی اور نصرت شاہ کو ملوا قبال خان کے خوف سے دوآب کے درمیان تھا مع اپنے لشکر کے میرٹھ کی طرف گیا اور عادل خان مع اپنی جمعیت اور جا و فیل کے اُس سے جا ملا اور نصرت خان جو کہ اُس سے مطمئن نہ تھا مقید کرکے اُسکے اسباب پر متصرف ہوا اور دو ہزار سوار سے فیروز آباد کی طرف آکر دہلی خراب کو اپنے قبضہ مین لایا اور شہاب خان ابنا لشکر اور دس ہاتھی لیکر اور ملک الماس مع اپنے آدمیون کے میوات سے اُسکے پاس آئے اور نصرت شاہ نے شہاب خان کو ملوا قبال خان کے قلع اور قمع کے واسطے برن کی طرف بھیجا اور اثنائے راہ مین چند زمیندار ملوا قبال خان کے اغواے سے اُسپر شبخون لائے اور تیغ بیدریغ سے اُسے قتل کیا اور ملوا قبال خان تاخت کرکے شہاب خان مقتول کا مال و اسباب لوٹ کر دوبارہ قوی ہوا اور دہلی کی طرف لشکر کشی کی اور نصرت شاہ تاب اُس کی مقاومت کی نہ لاکر میوات کی طرف بھاگا اور ملوا قبال خان از سر نو دہلی خراب کا حاکم ہوا اور قلعہ سیری مین استقامت کی اور ایک جماعت مردمان دہلی نے کہ شمشیر جانستان عساکر صاحبقران کے خوف سے اطراف و جوانب مین بھاگ گئی تھی دہلی کی طرف مراجعت کی اور حصار سیری کچھ آباد ہوا اور دہلی کہنہ اُسی وقت سے اس زمانے تک ویسی خراب اور ویران رہی اور نئی دہلی آباد ان تر ہوئی اور ولایت میان دوآب ملوا قبال خان کے تصرف مین آئی اور ممالک دور دست کو ہر شخص کہ جہان تھا اپنے قبضہ مین لایا جیسا کہ گجرات کو خان اعظم خان اور مالوہ کو دلاور خان اور قنوج اور اودھ اور کڑہ اور جونپور کو سلطان الشرق خواجہ جہان اور لاہور اور دیپالپور اور ملتان کو حسکر صاحبقران سے خضر خان نے اور سمانہ کو غالب خان اور بیانہ کو شمس خان اوحدی نے اور کالپی اور مہوبہ کو محمد خان بن مالکزادۂ فیروز نے اپنے اپنے زیر حکم کیا اور باہم ایک دوسرے پر اعتماد نہ کرکے اپنی جگہ پر دم استقلال مارتے تھے چنانچہ اکثر بادشاہ ازل لم یزل کے حکم سے دولت اور سلطنت کو پہونچے شرح اُس کی عنقریب رقمزدہ کلک تحقیق ہوگی اور جمادی الاول کے صفحہ سنہ آٹھسو تین ہجری مین ملوا قبال خان نے دار الخلافت دہلی سے بیانہ کی طرف لشکر کھینچا اور شمس خان سے جنگ کی اور غالب آیا وہ ہاتھی اور سامان اُسکی شوکت کا قبضہ مین لاکر وہان سے کھینر کی طرف گیا اور رنتھنبھور سے پیشکش بہت لیکر دہلی کے سمت باز گشت

کی اور سنا کہ سلطان الشرق خواجہ جہان جونپور مین فوت ہوا اور اُسکا منجھلا بیٹا ملک وصل اپنا نام سلطان مبارک شاہ رکھکر اُس تمام مملکت پر متصرف ہوا پھر ملو اقبال خان نے جمادی الاولی کے مہینے سنہ مذکور مین مبارک شاہ پر فوج کشی کی اور شمس خان حاکم بہایہ اور مبارک خان اور بہادر ناہر نے بھی اُسکی ہمراہی کی اور جب قصبۂ بتالی مین جو نہر گنگ کے کنارے واقع ہے پہونچا رائے سیہا دو اُس طرف کے تمام زمینداروں کو اُسکے مقابلہ کو آنے اور حرب شدید کے بعد ہزیمت پائی اور ملو اقبال خان نے قنوج مین جاکر چاہا کہ جونپور اور لکھنؤ مین در آوے لیکن اس طرف سے مبارک شاہ مع لشکر جنگ پر مستعد ہوا چونکہ درمیان دونو لشکر کے آب گنگ حائل تھا کسی کو مجال عبور نہوئی اور دو مہینے تک مقابل ایک دوسرے کے بیٹھے رہے آخر ہیچے اکھاڑکر ہر ایک اپنی ولایت کی طرف راہی ہوئے اور ملو اقبال خان نے درمیان راہ کے شمس خان اور مبارک خان کو بدگمانی کے سبب سے قتل کیا اور سنہ آٹھ سو چار ہجری مین سلطان ناصر الدین محمود شاہ کہ ظفر خان کی بیٹی سے ربخیدہ ہوکر مالوہ کی طرف گیا تھا اُسوقت حسب التماس ملو اقبال خان کے دہلی مین آیا اور بادشاہی روٹی کپڑے پر قناعت کرکے امور بادشاہی مین ملو اقبال خان کے خوف سے دخل نہ کیا اور جو اس سال مبارک شاہ نے جونپور مین وفات پائی ملو اقبال خان ناصر الدین محمود شاہ کو ہمراہ لے کر پھر قنوج کی طرف لشکر کش ہوا شاہ ابراہیم یعنی برادر مبارک شاہ نے جونپور کے تخت پر جلوس کیا تھا مع لشکر شرق ساتھ کمال شوکت و ہیبت کے استقبال کیا اور نہ چاہا کہ کچھ صدمہ سپاہ دہلی سے میری مملکت کو پہونچے اور ناصر الدین محمود شاہ باین خیال خام کہ جو شاہ ابراہیم خانہ زاد ہے مجھے بادشاہ بناکر خود میرے خانہ زاد کے سلک مین منتظم ہوگا ایک شب کو شکار کے بہانہ سوار ہوکر شاہ ابراہیم کے پاس گیا اور شاہ ابراہیم نے جب معلوم کیا کہ سبب آنے کا کیا ہے حسب اصالت سے لوازم ضیافت بھی بجا لایا اور ناصر الدین محمود شاہ جیسا کہ آیا تھا اسی طرح پلٹ گیا اور قنوج کی طرف جاکر اُس بلدہ پر متصرف ہوا اور وہان کے حاکم کو جو ابراہیم شاہ کی طرف سے منصوب تھا شہر بدر کیا اور شاہ ابراہیم نے جونپور کی طرف اور ملو اقبال خان نے دہلی کے سمت بازگشت کی اور سنہ آٹھ سو پانچ ہجری مین ملو اقبال خان بجانب قلعہ گوالیار گیا جو صاحبقران کے فترت مین راجہ سنگھ کے تصرف مین آیا تھا اور بعد فوت اُس کے اور اُس کے بیٹے کے برم دیو راجپوت کی طرف متقل ہوا تھا لشکر کھینچا جو کہ وہ قلعہ نہایت استحکام مین تھا اس کی نواح مین تاخت کرکے مراجعت کی اور چند عرصہ بعد پھر اُس قلعہ پر لشکر لے گیا اور برم دیو قلعہ سے برآمد ہوکر جنگ مین مشغول ہوا اور اول حملہ مین شکست کھاکر قلعہ مین داخل ہوا اور ملو اقبال خان بدستور سابق تاخت کرکے دہلی کی طرف روانہ ہوا اور سنہ آٹھ سو سات ہجری مین دوبارہ اٹاوہ کی طرف لشکر کھینچا اور رائے بیر اور گوالیار اور رائے جھالا وغیرہ جو اٹاوہ مین جمع ہوئے تھے انسے چار مہینے تک محاربہ کیا اور بعد اُسکے پیشکش لی اور کمال ہیبتو خوبی انصافی سے قنوج کی طرف متوجہ ہوا ناصر الدین محمود شاہ حصاری ہوا اور ملو اقبال خان قلعہ کا محاصرہ کرکے ایک مدت ناصر الدین محمود شاہ سے لڑا کیا لیکن قلعہ کے استحکام سے اُسکی تدبیر پیش نہ گئی اور ماہ محرم سنہ آٹھ سو آٹھ ہجری مین کوچ کرکے سانہ کی طرف راہی ہوا اور بہرام خان ترک بچہ جو فیروز شاہی خانہ زادون مین تھا اور سارنگ خان کے ساتھ مخالفت اختیار کی تھی اسوقت ملو اقبال خان کے خوف سے اپنا مقام کہانہ سے مراد ہے چھوڑکر کرہ دھوری کی طرف راہی ہوا اور ملو اقبال خان نے تعاقب کیا اور اُس پہاڑ کے درے کے قریب پہونچ کر فروکش ہوا آخر حضرت علیم الدین نبیرہ سید جلال الدین بخاری نے درمیان مین آنکر صلح کرائی اور ملو اقبال خان بہرام خان ترک بچہ کو ہمراہ لیکر ملتان کی طرف

روانہ ہوا تو خضرخان کو دفع کرکے خطبہ اور سکہ دہلی کا اپنے نام جاری کرے جس وقت تلونڈی میں پہونچا راے داؤد کمال مہینتی اور راے ہیو فرزند راے رتی کو دستیاب کرکے مقید کیا اور عہد شکنی سے بہرام خان ترک بچہ کا پوست کھچوایا اور جب اجودہن کے قریب فروکش ہوا خضرخان نے لشکر پنجاب اور دیپالپور اور ملتان کو جمع کرکے استقبال کیا جمادی الاول کی انیسویں تاریخ سنہ مذکور کو جنگ واقع ہوئی اور ملو اقبال خان کو شکست دی اور جو شامت نقض عہود کی اُسکے شامل حال ہوئی تھی گھوڑا اُسکا زخمی ہوکر معرکہ سے باہر نہ آسکا اسلام خان لودھی کے سپاہی اُسکا سر کاٹ کر خضرخان کے پاس لائے اور خضرخان نے وہ سر فتح پور کی طرف کہ اُسکا مسکن تھا بھیجکر اُسکے دروازہ پر آویزان کیا بیت بہ نقض عہد دلیری مکن کہ چرخ فلک پنجۂ علمت زود در کنار نہد دولت خان لودھی اور اختیار خان نے کہ دہلی میں تھے یہ خبر سنکر سلطان ناصرالدین محمود کو قنوج سے طلب کیا سلطان جمادی الاول سنہ مذکور میں تھوڑے آدمیوں سے دہلی میں آنکر تخت پر جلوہ گر ہوا اور چونکہ بادشاہی اور اقبال نے فیروز شاہ بارہک کے خاندان سے منہ موڑا تھا ناصرالدین محمود شاہ نے مہمات پنجاب اور ملتان اور پاے تخت کو متحصن نہ کرکے دولت خان لودھی کو مع لشکر گران بیرم خان کے سر پر کہ وہ بھی ترک بچہ اور خانہ زاد فیروز شاہ بارہک کا تھا اور بعد قتل ہونے بہرام خان ترک بچہ کے سمانہ کو تصرف میں رکھتا تھا بھیجکر خود قنوج کی طرف گیا شاہ ابراہیم نے مقابل میں آن کر چند روز معرکہ قتال وجدال کو گرم کیا آخر کو بادشاہ ناصرالدین محمود نے جب جانا کہ یہاں کچھ تدبیر پیش رفت نہ جاوے کی دہلی کی طرف معاودت فرمائی اور آدمی کہ بادشاہ کی بادضاع سے قنوج تھے کثرت لشکر کشی سے بہ تنگ آنکر بادشاہ کی بلا اجازت اپنے اقطاع کی طرف روانہ ہوے اور سلطان ابراہیم شاہ شرقی نے یہ خبر سنکر آب گنگ سے عبور کیا اور قنوج کو لے کر دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور کوچ پر کوچ جاتا تھا یہانتک کہ لب آب جون تک پہونچا اور چاہا کہ اس سے بھی عبور کرے اُس درمیان میں نوبت پہونچی کہ خان اعظم ظفرخان گجراتی نے الپ خان والی مندو کو گرفتار کرکے مملکت مالوہ پر قبضہ کیا اور اب جونپور کے تسخیر کی عزیمت رکھتا ہے ابراہیم شاہ شرقی نے اس عزیمت کو فسخ کرکے جونپور کی طرف معاودت کی اور ماہ رجب سنہ ۸۱۷ آٹھ سو سترہ ہجری میں درمیان دولت خان لودھی اور بیرم خان ترک بچہ کے سمانہ سے دو کوس پر جنگ ہوئی بیرم خان ترک بچہ نے شکست پائی اور شہر سرہند میں داخل ہوکر متحصن ہوا اور امان چاہ کر دولت خان لودھی کو دیکھا لیکن اسی عرصہ میں خضرخان اس حدود پر متصرف ہوا اور دولت خان لودھی دہلی میں آیا اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور میں سلطان ناصرالدین محمود ملک میر ضیا کے سر پر جو ابراہیم شاہ شرقی کی طرف سے حاکم قصبہ برن ہوا تھا گیا اور ملک میر ضیا قلعہ سے برآمد ہوکر مقابل ہوا اور اول ہی حملہ میں شکست کھا کر قلعہ میں بھاگا اور لشکریان بادشاہ ناصرالدین محمود بھی پیچھے اسکے قلعہ میں داخل ہوئے اور ملک میر ضیا قتل ہوا بادشاہ ناصرالدین محمود سنبھل کے سمت گیا اور تاتار خان نے بلا جنگ سنبھل کو چھوڑا اور قنوج کی طرف گیا سلطان ناصرالدین محمود اسد خان لودھی کو سنبھل میں چھوڑکر دہلی کی طرف آیا اور سنہ ۸۱۸ آٹھ سو گیارہ ہجری میں بادشاہ ناصرالدین محمود قوام خان کے سر پر جو خضرخان کی طرف سے حاکم حصار فیروزہ تھا گیا اور وہ قلعہ فیروزہ میں حصاری ہوا چند روز کے بعد اُس نے اپنے فرزند کو مع پیشکش بسیار بادشاہ کی خدمت میں بھیجکر عذر کیا پھر سلطان مراجعت کرکے دہلی کی طرف گیا اور خضرخان یہ خبر سنکر فتح آباد کی سمت آیا اور مردان

فتح آباد کو جو محمود شاہ سے پیوستہ تھے ایذا دیکر ملک مخصہ کو تعین کیا کہ دوآب پر جو سلطان کے تصرف مین تھا تاخت لاوے اور خود سنہ مذکور مین رہتک کے راستہ سے دہلی مین آیا بادشاہ ناصر الدین محمود جو عقل اور شجاعت سے چندان بہرہ نہ رکھتا تھا فیروز آباد مین حصاری ہوا اور خضر خان نے چند روز اُسکے محاصرہ مین قیام کیا پھر غلہ اور علف کی نایابی سے بغیر مفتوح ہوئے قلعہ کے فتح پور کی طرف گیا اور سنہ ۸۱۲ ہجری مین بیرم خان ترک بچہ خضر خان کے ساتھ مواضعت کرکے دولت خان کے پاس جو دریاے جون کے کنارے مقیم تھا گیا اور اپنے اہل و عیال کو پہاڑ پر بھیجا اور خضر خان نے تعاقب کیا جب دریاے جون کے ساحل پر پہونچا بیرم خان پشیمان ہوکر از روے عجز پھر خدمت مین خضر خان کے آیا اور جس پرگنون پر کہ اُسکی جاگیر مین تھے پھر مقرر ہوا اور سنہ ۸۱۳ آٹھ سو تیرہ ہجری مین خضر خان ملک اودیس پر جو محمود شاہ کی طرف سے رہتک کیا حاکم تھا گیا ملک اودیس نے قلعہ رہتک مین متحصن ہوکر چھ مہینے جنگ قائم رکھی آخر عاجز ہوکر اپنے بیٹے کو بھیجکر مبالغہ بیحد کرکے بیعت کی اور خضر خان سمانہ کے راستہ سے نصیر پور گیا پھر سنہ ۸۱۴ آٹھ سو چودہ ہجری مین خضر خان رہتک کی طرف کہ مجملہ ولایات بادشاہ ناصر الدین محمود سے تھا روانہ ہوا ملک اودیس اور مبارز خان نے استقبال کرکے ملازمت کی اُنھین نظر عنایات اور التفات گرامی سے سرفراز کرکے قصبہ نارنول کو جو اقلیم خان اور مبارز خان کے تصرف مین تھا غارت فرما کر دہلی مین آیا اور سیری کے قلعہ کو جسمین سلطان ناصر الدین محمود قلعہ بند ہوا تھا محاصرہ کیا اور اختیار خان جو فیروز آباد مین رہتا تھا سلطان ناصر الدین محمود کا اوبار اس کے چہرہ حال سے مشاہدہ کرکے خضر خان سے جاملا اور اُسے اُٹھاکر فیروز آباد کی طرف لے گیا اور ولایت میان دوآب کو ضبط کرکے نہ چاہا کہ ایکدانہ غلہ اور آذوقہ کا دہلی مین پہونچے لیکن جو بادشاہت سلطان ناصر الدین محمود کے چند روز باقی تھے اس مرتبہ بھی امساک باران ہوکر ایک قحط طرفہ ولایت دوآب کے درمیان ظاہر آیا اور خضر خان محاصرہ سے دست کش ہوکر فتحپور کی طرف گیا اور سلطان ناصر الدین محمود ماہ رجب مین کھتیل کی طرف سوار ہوکر شکار مین مشغول ہوا اور مراجعت کے وقت ذیقعدہ کے مہینے مین مرض الموت مین مبتلا ہوکر اسی مہینے مین مرگیا چنانچہ اس تاریخ سے دہلی کی بادشاہی ترکون کے سلسلہ سے جو غلام شہاب الدین غوری اور موالی اُسکے غلامون کے تھے منقرض ہوئی مدت سلطنت ناصر الدین محمود شاہ باوصف اس تمام تزلزل اور انقلاب کے بیس برس اور دو مہینے تھی اور اُسکے انتقال کے بعد امرا نے دولتخان لودھی سے بیعت کی خطبہ اور سکہ دہلی کا ماہ محرم سنہ ۸۱۴ آٹھ سو چودہ ہجری مین اُسکے نام پڑھا گیا اور ملک اودیس اور مبارز خان خضر خان سے برگشتہ ہوکر اُس سے جا ملے اور دولت خان لودھی اُسی ماہ جلوس مین کھیتر کی طرف سوار ہوا اور راے نرسنگھ اور تمام زمیندارون نے حاضر ہوکر ملازمت کی اور جب قصبہ بتالی مین پہونچا مہابت خان بدایونی نے آنکر دیکھا اور اس عرصہ مین خبر پہونچی کہ ابراہیم شاہ شرقی نے قادر خان بن محمد خان کو کالپی مین محاصرہ کیا ہے جو قلت غوج کے سبب ابراہیم شاہ شرقی سے تاب مقاومت نہ رکھتا تھا دہلی مین پلٹ آیا اور خضر خان جو ہمیشہ ایسے کمین گاہ کا جویا تھا عازم تسخیر دہلی ہوا اور ساٹھ ہزار سوار اطراف سے فراہم کرکے بماہ ذیحجہ سنہ مذکور دہلی مین پہونچا اور دولت خان لودھی کو قلعہ سیری مین قلعہ بند کیا اور چار مہینے کے بعد حصاری مضطرب ہوئے چنانچہ دولت خان لودھی نے ربیع الاول کی پندرھوین تاریخ سنہ ۸۱۵ آٹھ سو پندرہ ہجری مین قلعہ سے برآمد ہوکر خضر خان کی ملازمت کی اور گرفتار ہوکر فیروز آباد مین محبوس ہوا اور پھر قضاے الٰہی سے

مرگیا مدت اُسکی سلطنت کی ایک برس اور تین مہینے تھی ۔ ذکر ایالت سید خضر خان بن ملک سلیمان کا
طبقات محمود شاہی اور صاحب تاریخ مبارک شاہی خضر خان کو خاندان حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
منسوب کرکے سید کہتے ہین اور وہ بیٹا ملک سلیمان کا ہو اور ملک سلیمان منہ بولا بیٹا ملک مردان دولت کا تھا جو کہ
امرائے کبار سلطان فیروز شاہ بارہک سے ہوا اور ملک مردان دولت جب حکومت ملتان مین فوت ہوا اور حکومت وہاں کی
اُس کی پسر صلبی ملک شیخ کو مفوض ہوئی اور وہ بھی اسی عرصہ مین قضاے الٰہی سے مرگیا ملک سلیمان جو دعوی سیادت
کا کرتا تھا حاکم ملتان ہوا اور اُسکے بعد خضر خان سلطان فیروز شاہ بارہک کے حکم سے ملتان کی حکومت پر سرفراز
ہوا اور جیسا کہ گذرا جب سارنگ خان غالب آیا اور اسے ملتان کی حکومت سے محروم کیا اور وہ بعد فتح دہلی
صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہوا اور حسن اخلاص اور نیک عقیدت کے سبب سے پھر ملتان اور پنجاب کی
حکومت پر سرفراز ہوا اور آنحضرت کے یمن عنایات سے آخر کو دہلی کی سلطنت پر فائز ہوا اور خلق اللہ سے حسن سلوک
مبذول کیے اور جو صاحب تاریخ مبارک شاہی نے دلیل قوی اُس کے سیادت پر لکھی ہے نقل اُسکی مصنف نے
اپنے اوپر واجب جانی تاکہ ناظرین اور اتفی ہذا اور خلق اللہ پر خضر خان کی صحت نسب ظاہر ہووے اول یہ
کہ ملک سلیمان اُس کا باپ جس وقت کہ ملک مردان دولت کی خدمت مین رہتا تھا ایک مرتبہ سید السادات مخدوم
سید جلال الدین بخاری قدس سرہ نے ملک مردان دولت کے مکان پر قدم رنجہ فرمایا اور جب طعام تناول ملک
سلیمان جو قبل اُس کے کبھی دعوی سیادت کا نہ کرتا تھا بطور اور خدمتگارون کے طشت اور آفتابہ ہاتھ دھونے
کے واسطے لایا اُن سید نے فرمایا کہ اس سید کو اس خدمت مین رکھنا گستاخی ہے پس جب یہ بات اہل اصلاح کی زبان
پر گذری یقین ہوگیا کہ وہ سید ہوگا دوسرے یہ کہ اخلاق اور اطوار خضر خان کے مثل سخاوت اور شجاعت اور حشم
و تواضع اور صلاح و تقوی اور صدق و حرم ساتھ اخلاق اور اوصاف حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی شباہت تمام رکھتے تھے اور یہ بھی دلیل سیادت کی ہے القصہ خضر خان نے ملک خطہ کو تاج الملک خطاب دیکر
منصب وزارت پر سرفراز فرمایا اور عبد الرحیم منہ بولے بیٹے ملک سلیمان کو ساتھ طلا ملک کے خطاب کرکے اقطاع ملتان
اور فتحپور عنایت فرمائے اور اختیار خان افغان کو شقداری میان دوآب کی دی اور سید سالم کو سرفراز کرکے کھانپور
اور نرہدہ اور دیگر اقطاع خوب کرامت فرمائے اور اسی طرح سے اپنے جمیع (غلامان) و الفاظ کو ساتھ خطاب اور القاب کے
مخاطب کیا اور ابتدا امین سکہ اور خطبہ امیر تیمور صاحبقران کے اسم مبارک سے ملتان اور دہلی مین بنام میرزا شاہرخ
کے جاری رکھا لیکن اخر کو ایک خطبہ خضر خان کے نام کا لیجاکر دعا کرتے تھے اور اکثر سنوات مین پیشکش لائق
میرزا شاہرخ کے واسطے بھیجتا تھا اور پہلے سال تاج الملک کو باسپاہ آراستہ بطرف بھیجا اور
دریاے جون اور گنگ سے عبور کرکے ولایت کھنیتر تاخت کی اور راے زنگدیان کا راجہ بھاگ کر کوہستان
مین پناہ لے گیا پھر اُس نے پیشکش بہت دیکر رعیت ہوتا اختیار کیا اور صفات خان حاکم بدایون نے بھی
آن کر ملازمت کی اور تاج الملک نے وہان سے کھور اور کیتل اور چندوار مین جاکر مال و مواشی اور خراج بہت
سال کا لیا اور جالیسر کو چندوار کے راجپوتون کے تصرف سے برآورد کرکے (ملک) کے تصرف مین لایا اور بہت
سفدمون کو گوشمال اور تادیب قرار واقعی کی اور انتظام اُس ممالک کا کرکے دہلی کی طرف مراجعت فرمائی اور

جمادی الاول سنہ مذکور میں خبر پہونچی کہ جماعت ترکون کی جو قوم بیرم خان ترک بچہ سے تھی ملک سدھو کو کہ شاہزادہ مبارک خان کی طرف سے حاکم سرہند تھا قتل کر کے اُس حدود پر متصرف ہوئی ہے خضر خان نے زیرک خان اور ملک داؤد کو مع لشکر گران اُن کے سر پر متعین کیا اور جماعت ترکان آب ستلج سے عبور کر کے پہاڑ میں در آئی اور زیرک خان تعاقب کر کے پہاڑ پر پہونچا چونکہ تمام پہاڑ اس ولایت کے ساتھ پہاڑون نگرکوٹ اور اُس نواحی کے متصل ہیں اور اُس وقت میں چند زمیندار غلبہ کر کے اُنپر متصرف ہوئے تھے اور قوت تمام پیدا کی تھی ناچار زیرک خان اور ملک داؤد نے ہر چند اُن کے اخراج میں کوشش کی کچھ فائدہ نہوا اور سنہ ۸۱۹ آٹھ سو انیس ہجری میں یہ خبر پہونچی کہ سلطان احمد شاہ گجراتی ناگور کی طرف آنکر اُسکی تسخیر کا ارادہ رکھتا ہے خضر خان ہمت اُسکی دفع پر تعین کر کے اُس طرف روانہ ہوا اور سلطان احمد شاہ گجراتی اُسکے پہونچنے تک توقف مناسب دیکھکر مالوہ کی طرف راہی ہوا اور خضر خان جب جالور میں پہونچا الیاس خان حاکم شہر نو المسلمی بعروس جہان کہ بنا ہاے سلطان علاء الدین خلجی سے ہے ملازمت کر کے سرفراز ہوا اور خضر خان کو الپارتک جا کر وہانکے راجاؤن سے مال مقرری لیکر بیانہ کی طرف آیا اور پھر کریم الملک یعنی شمس خان اوحدی کے بھائی سے بھی خراج لیکر دہلی میں آیا اور سنہ ۸۲۰ آٹھ سو بیس ہجری میں خبر ملک ملغاے ترک کی بغاوت کی کہ ان دنون سردار قاتلان ملک سدھو ہوا اتھا پہونچی زیرک خان حاکم سامانہ مع افواج کثیر اُنکی سرکوبی اور تدارک کے واسطے تعین ہوا جب قریب پہونچا باغیون نے کہ قلعہ سرمنڈ کو محاصرہ کیا تھا اپنے تئین پہاڑ کی طرف کھینچا اور ملک کمال الدین جو قلعہ میں تھا نجات پاکر دہلی کے سمت گیا اور زیرک خان نے مخالفون کا پیچھا کیا جب قصبۂ پایل میں پہونچا ملک ملغا نے انقیاد کر کے پیشکش دینی قبول کی اور اپنے فرزند کو گرو دیکر ملک سدھو کے قاتلون کو کہ عمدہ اُس فساد کے تھے اپنے سے جدا کیا اور زیرک خان جالندر اُسکے سپرد کر کے سمانہ کی طرف گیا اور ملک ملغا کے بیٹے کو مع پیشکش خضر خان کی خدمت میں روانہ کیا اور سنہ ۸۲۱ آٹھ سو اکیس ہجری میں خضر خان نے تاج الملک کو راے رنسنگھ یعنی کھنیر کے راجہ کے تدارک کے واسطے بھیجا جب لشکر نے آب گنگ سے عبور کیا نرسنگھ ولایت خالی کر کے جنگل ٹوڈ میں در آیا اور جب تھوڑے لشکر شاہی نے جنگل میں اُنکی تلاش کی بھاگ گیا اور گھوڑے اور ہتھیار اور تمام اسباب اُسکا فوج کے ہاتھ آیا اور لشکر نے کمایون تک اُسکا پیچھا کیا اور غنیمت بہت دستیاب ہوئی پانچ ہاتھی جو اُن لشکر میں ملحق ہوئے اور تاج الملک ولایت کھنیر کو تاخت و تاراج سے خراب کر کے بداؤن میں آیا اور آب گنگ سے عبور کیا اور مہابت خان حاکم بداؤن کو کہ ناصر الدین محمود شاہ کے امراے بزرگ سے تھا رخصت دی اور خود اٹاوہ کی طرف آیا راے سمیر اٹاوہ میں متحصن ہوا اور تاج الملک نے ولایت اٹاوہ کو تاراج کیا آخر صلح پر قرار پکر پیشکش لی اور دہلی میں آیا پھر سنہ مذکورہ میں خضر خان نے کھنیر کے مفسدون کی تنبیہ کے واسطے عزیمت کی پہلے ولایت کوگر شمال دیکر آب گنگ سے عبور کیا اور پھر پنجھل کو خراب کر کے باز گشت کی اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور میں بداؤن کی طرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور بتیالی کے نزدیک آب گنگ سے عبور کیا اس سبب سے مہابت خان کے لشکر میں ایک بہراس نے راہ پائی اور بداؤن میں متحصن ہوا اور چھ مہینے محاصرہ اور محاربہ میں بسر کی اس درمیان میں بعضی امرا مثل قوام خان اور اختیار خان لودھی اور خانہ زادان محمود شاہی نے جو دولت خان لودھی سے جدا ہو کر خضر خان کے شریک ہوئے تھے غدر کا اندیشہ کیا خضر خان اس امر سے واقف ہو کر محاصرہ سے دست کش ہوا اور دہلی کی طرف پلٹ گیا اثناے راہ میں جمادی الاول کی آٹھوین تاریخ سنہ ۸۲۴ آٹھ سو چوبیس ہجری میں آب گنگ کے ساحل پر اُنھیں کسی بہانہ سے ایک مجلس میں بلا کر سب کی گردنیں

اور جب دہلی مین داخل ہوا یہ خبر سنی کہ اجیوارہ کے قریب ایک شخص نے اپنکو سارنگ خان ظاہر کیا ہے اور خلق کثیر اُسکے پاس فراہم ہوئی حالانکہ سارنگ خان ان دنون مین کہ جب میر صاحبقران ہند مین آیا تھا فوت ہوا تھا خضر خان نے سلطان شہید لودھی الخاطب باسلام خان کو جو حاکم سرہند کا تھا اُسپر تعین کیا اور سارنگ خان جعلی نے استقبال کرکے حوالی سرہند مین آتش حرب مشتعل کی اور شکست پاکر کوہستان مین در آیا سلطان شہ لودھی اُسکے تعاقب سے دست کش ہوا اور خضر خان کے حکم کے موافق ملک طغای ترک امیر جالندھر اور زیرک خان امیر سمانہ اور ملک خیر الدین حاکم میان دوآب مع لشکر عظیم سلام خان کی کمک کو آئے جب کہ سارنگ خان جعلی قلب جگہ مین چھپا تھا لا چار بلٹ کر اپنے مقام مین پہنچا اور ۸۳۳ آٹھ سو تینتیس ہجری مین سارنگ خان جعلی کوہ سے برآمد ہوا اور بعد جمعہ دیپالپور کے ملک طغا سے جا ملا اور ملک طغا ملک و مال اور دولت کی طمع سے اُسے ہلاک کرکے خضر خان سے باغی ہوا اور قلعہ سرہند کو محاصرہ کرکے تاخت و تاراج کیا اور سرحد منصورپور اور پایل تک پہونچا اور خضر خان نے ملک خیر الدین اور زیرک خان کو بسزا مزہ دیا اور ملک طغا نے جنگ کرکے شکست پائی اور لوہانہ کے قریب ستلج سے عبور کرکے ولایت جسرت بھائی شیخا کھکر مین در آیا زیرک خان نے ولایت جالندھر جاگیر پائی ملک خیر الدین دہلی کی طرف پلٹ گیا اور ۸۳۴ آٹھ سو تینتیس ہجری مین خضر خان نے میوات کی طرف تاخت کی جانچہ بعضے میواتیون نے آنکر ملازمت کی اور بعضے کوہ نمیاور ناہر مین متحصن ہوئے جب کہ ناہر سخت ہوا قلعہ سے برآمد ہوکر پیادہ مین در آئے اور خضر خان نے قلعہ کوٹلہ کو لیکر ویران کیا اور اُسوقت تاج الملک نے وفات پائی وزارت اُسکی بڑے بیٹے مکمل اشرف سکندر پر مقرر ہوئی اور خضر خان وہانسے گوالیار گیا اور پیشکش لیکر اٹاوہ کی طرف تاخت کی اور جو رائے میرٹھ مرگیا تھا اُسکے بیٹے سے پیشکش لی اور مریض ہوکر ساتھ کوچ متواتر کے دہلی کی طرف پہونچا اور جمادی الاول کی سترھوین تاریخ سنہ مذکور مین مرض کی طرح اس جہان ناپدار سے درگذر امارت اسکی سلطنت کی سات برس اور چار مہینے تھی اور وہ بادشاہ عادل درعاقل اور کریم اور صادق القول تھا خلائق اس سے راضی اور شاکر تھی اس سبب سے خرد و بزرگ نوکر اور غیر نوکر اُسکے ماتم مین بیٹھے اور جامہ سیاہ پہنا اور بروایت اصح تین روز کے بعد ماتمی کپڑے دور کیئے اور اُسکا بڑا بیٹا مبارک شاہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا ذکر سلطنت بادشاہ معزالدین ابوالفتح مبارک شاہ بن خضر خان کا جب خضر خان نے اثنائے مرض مین دریافت کیا کہ تین اس عارضہ سے جانبر ہونگا قوت سے تین روز پیشتر اپنے فرزند ارجمند مبارک خان کو ولیعہد کیا اور مبارک خان نے اپنے باپ کی رحلت کے بعد اور ایک روایت مین تیسرے دن ساتھ اتفاق ملوک اور اکابر کے تخت پدر پر جلوس کیا اور اپنا نام معزالدین ابوالفتح سلطان مبارک شاہ رکھا امرا درملوک اور اکابر اور مشائخ کو جاگیرین اور وظیفے مقرر فرمائے اور بھتیجے کا مشاہرہ اضافہ کیا اور اپنے بھتیجے ملک بدر کو فیروز آباد اور ہانسی عنایت کرکے صاحب جاہ و حشمت کیا اور ملک رجب بن سدھوی نادری کو جو فیروز آباد اور ہانسی کا حاکم تھا دیپالپور اور پنجاب کا والی کیا اور ماہ جمادی الاول ۸۳۴ آٹھ سو تینتیس ہجری مین سلطان علی بادشاہ کشمیر ٹھٹھہ مین گیا اور مراجعت کے وقت جو کہ جمعیت قلیل اور متفرق تھی جسرت کھکر جو بعد قتل ہونے اپنے بھائی شیخا کھکر کے صاحب قبیلہ اور خویش ہوا تھا سدراہ اُسکا ہوا اور حرب اور ضرب کرکے علی بادشاہ کو زندہ دستگیر کیا اور غنیمت بیحساب دستیاب کرکے مغرور ہوا اور خلل نے اُس کے دماغ مین راہ پائی دہلی کے تسخیر کی فکر مین پڑا اور ملک طغا سے ترک کو جو قبل اسکے صدمہ سپاہ دہلی سے کوہستان مین بھاگا تھا اپنے پاس بلا کر امیر الامرا کرکے لاہور اور پنجاب بدو متصرف ہوا اور لاہور کو ویران اور برباد کرکے آب ستلج

سے عبور کیا اور قلعہ تلوندی کو راے کمال سے تعلق رکھتا تھا غارت کیا اور راے فیروز زمیندار وہان سے بھاگ کر جون کی طرف گیا اور جسرت لودیانہ کی طرف آیا اور روپر کے سرحد تک تاخت کر کے پھر آب ستلج سے عبور کیا اور جالندر کے قلعہ کو محصور کیا اور زیرک خان حاکم وہاں کا متحصن ہو کر مجاہدین مشغول ہوا جسرت نے از روے فریب دروازہ صلح کا کھٹکھٹایا اور اقرار کیا کہ زیرک خان جالندر خالی کر کے ملغا کے سپرد کرے اور ملغا کے بیٹے کو مع پیشکش لائق مبارک شاہ کی خدمت میں بھیجے پس شہر جمادی الآخر سنہ ۸۲۴ آٹھ سو چوبیس ہجری میں زیرک خان حصار جالندر سے برآمد ہو کر تین کوس پر لشکر جسرت سے آب ستلج کے ساحل پر فرو کش ہوا اور دوسرے دن جسرت نے نقض عہد کر کے زیرک خان پر تاخت کیا اور اُسے دستگیر کر کے پھر لودیانہ میں آیا اور بیسویں ماہ مذکور کو سرہند میں پہونچا اسلام خان حاکم سرہند کا متحصن ہو اسلطان مبارک شاہ یہ احوال اپنے دلمین سمجھ کر ماہ رجب سنہ مذکور میں باوجود برسات کے دہلی سے برآمد ہوا جب سرہند کے اطراف میں پہونچا جسرت لودیانہ کی طرف گیا اور زیرک خان اُسکی قید سے بھاگ کر سامانہ میں بادشاہ سے جا ملا اور سلطان لودیانہ کی طرف روانہ ہوا اور جسرت نہر ستلج سے عبور کر کے اُس بار بادشاہ کے لشکر کے مقابل فرو کش ہوا چونکہ کشتیان جسرت کے قبضہ میں آئین بھتین اور آب دریا ملغیانی پر تھا سلطان مبارک شاہ نے وہان توقف فرمایا اور جب سیل طلوع ہوا اور پانی دریا کا اُتر گیا کوچ کر کے قبول پور کی طرف خشکی کی راہ سے کہ مراد ساحل آب ہے ہی روانہ ہوا اور جسرت بھی حسارت کر کے اُس طرف آب نہر کے کنارہ سے جاتا تھا اور ہر دو لشکر سلطان کے مقابل فرو کش ہوتا تھا یہانتک کہ گیارھوین شوال سنہ مذکور میں ملک سکندر تحفہ وزیر الممالک اور زیرک خان اور محمود حسن اور ملک کالو اور دوسرے امرا سلطان کے حکم کے موافق با لشکر کثیر اور چھ زنجیر فیل کے تاخت زن ہوے اور اُس مقام سے جہان دریا پایاب تھا عبور کیا اور بادشاہ نے بھی اُنکے عبور کے بعد اثر تاثر شروع کیا اور جسرت تاب مقاومت نہ لا کر بلا جنگ بھاگا اور فوج سلطانی نے پیچھا کیا اور اُسکے اعوان اور انصار بسیار تہ تیغ کیے اور مال اور متاع اور ساز و صلب اُسکا تمام غارت کیا اور جسرت بحال مفلوکان آب جناب سے اُتر کر کوہستان میں آیا راے بھیم مقدم جمو نے ملازمت کو واسطے حاضر ہو کر سلطان کی رہبری کی اور بسیلی کی طرف کہ محکم ترین جاہاے جسرت سے تھا نے گیا جسرت دوبارہ بھاگا پھر اُسکے پیچھے ہی قتل ہوئے اور جو کچھ وہان رکھتا تھا غازیان اسلام کے ہاتھ آیا سلطان مبارک شاہ ماہ محرم سنہ ۸۲۵ آٹھ سو پچیس ہجری میں لاہور میں آیا اور عمارت اُسکی جو ویران ہوئی تھی از سر نو تعمیر کر کے آباد کیا ملک الشرق حسن کو وہانکا حاکم کیا اور استعداد حصار داری کا بندوبست کر کے دہلی کی طرف مراجعت فرمائی اور جسرت نے سلطان کے دہلی میں آنے کے بعد فرصت پائی اور جمعیت فراہم کر کے لاہور کے قلعہ کے متصل آیا اور قریب درگاہ میر حسن زنجانی قدس سرہ کے فرو کش ہوا اور قلعہ مذکور کو ایک مہینا پانچ روز محاصرہ کر کے چند مرتبہ قلعہ پر دھاوا کیا مگر کچھ کام نہ کیا ناچار کلانور کی طرف گیا اور بقصد انتقام کے راے بھیم پر تاخت لایا اور جنگ کر کے کھرا بری پر جدا ہوا اور آب بیاہ کے کنارے آ کر لشکر جمع کرنے میں معروف ہوا اُس عرصہ میں ملک سکندر تحفہ جو دہلی سے ملک محمود حسن کی مدد کے لیے تعین ہوا تھا لوہی گھاٹ پر پہونچا اور ملک رجب حاکم دیپالپور اور اسلام خان لودی حاکم سرہند ساتھ اُسکے ملحق ہوئے اور جسرت کو قوت مقاومت نہ رہی آب جناب اور راوی سے عبور کر کے کوہستان میں پناہ لے گیا اور ملک سکندر تحفہ ماہ شوال کے بارھوین تاریخ سنہ مذکور میں لاہور میں آیا اور ملک محمود حسن اُسکا استقبال کر کے اُسکا مقدم گرامی رکھا اور ملک سکندر بھی راوی کے کنارے سے کلانور کی طرف گیا اور جب جمو کی سرحد پر پہونچا راے بھیم خدمت میں حاضر ہوا اور جس مقام میں گمان رکھتا تھا

کہ کہکر پوشیدہ ہوا سو لشکر لیجا کر قتل کیا اور ملک سکندر تحفہ لاہور سے پھرا اور اسوقت سلطان مبارک شاہ کا نزول پہونچا کہ ملک محمود حسن جالندھر مین جاکر استعداد اپنی صرف کرے اور دہلی مین آوے اور ملک سکندر تحفہ لاہور مین اقامت کرکے اس حدود کا انتظام کرے اور سنہ ۸۲۴ آٹھ سو چوبیس ہجری مین سلطان مبارک شاہ نے منصب وزارت کا ملک سکندر تحفہ سے لے کر سردار الملک کو دیا اور کفار متمرد کی تادیب و تنبیہ کے واسطے بھیجا اور خود بھی اسکے پیچھے سے دلات کھنیتر مین داخل ہوا اور بلوچ و خراج وہانکے مفسدون سے لیکر متمردون کو سزا دی اور اس جگہ جہابت خان امیر بدایون نے کہ حصاری ہو کر خضر خان سے لڑا اتھا ملازمت کی اور سلطان کے فرمان کے موجب آب گنگ سے عبور کرکے ولایت جاجت راٹھورون پر تاخت لایا اور بہت بندے دستگیر کیے اور چدراجہ اٹاوہ کہ حضرت مین سلطان مبارک شاہ کی حاضر آیا تھا ساحل آب گنگ سے اس وقت سے بھاگ کر ولایت اٹاوہ مین آیا اور سپاہ سلطانی نے اسکا تعاقب کیا اگرچہ اسے نپایا لیکن ولایت اٹاوہ مین داخل ہو کر مراسم تاخت و تاراج سے کوئی دقیقہ نچھوڑا سلطان مبارک شاہ خود کوچ کرکے بہ تعجیل تمام اٹاوہ کی طرف روانہ ہوا اور دہان کا راجہ بہت اچھے نزلون سے قلعہ مین در آیا سلطان مبارک شاہ اسکے محاصرہ مین مصروف ہوا جب کام اسپر تنگ آیا عاجز ہو کر دوسری مرتبہ اپنے فرزند کو ملازمت کے واسطے بھیجا اور پیشکش وافر دیکر مبارک شاہ کو دہلی کی طرف روانہ کیا اس درمیان مین ملک محمود حسن خدمت مین پہونچکر ساتھ منصب بخشی گری کے کہ اس زمانہ مین عارضی کہتے تھے سرفراز اور ممتاز ہوا اور اس سال درمیان جسرت اور رائے بھیم کے جنگ واقع ہوئی اور رائے بھیم قتل ہوا اور اس کا مال و اسباب بہت جسرت کے ہاتھ آیا اور قریب دس بارہ ہزار کمکر کے اپنے پاس فراہم کیے اور پھر بقصد بادشاہی لاہور اور دہلی کے متردد ہوا اور دیپالپور اور لاہور کے اطراف پر تاخت لایا کمال ہمت متعلقہ مین لایا اور ملک سکندر تحفہ نے ارادہ اسکے دفع کا کرکے آپ جناب سے عبور کیا لیکن کچھ کام اور تدبیر نہ بن آئی ناچار پلٹ آیا اور جسرت ولایت کہکروں کے درمیان مین جاکر خیل و حشم کی ترتیب اور آراستگی مین مشغول ہوا اور امیر شیخ علی کے ساتھ جو ایک امرائے میرزا شاہرخ سے تھا اور کابل مین اقامت رکھتا تھا آشنائی اور خصوصیت کا طریقہ سلوک رکھکر اسے سیوستان اور بکر اور ٹھٹھہ کے تاخت کے واسطے تحریص اور ترغیب کی کہ سیف سے زد شاہ دہلی پر پہونچا کر خود بنیاد مقصد حاصل کرے اسوقت ملک علاء الدین حاکم ملتان نے وفات پائی اور آوازہ امیر شیخ علی کی آمد کا منتشر ہوا سلطان مبارک شاہ نے بے توقف و درنگ ملک محمود حسن کو اقطاع ملتان اور بکر اور سیوستان دیکر با لشکر آراستہ اس طرف بھیجا اور وہ جان جاکر قلعہ ملتان کو جو امیر صاحبقران کے صدمہ سے خراب ہوا تھا مرمت کرکے لشکر اطراف و نواحی کو جمع لایا اور مستعد جنگ ہوا اور اسی سال جب سلطان ہوشنگ مالوہ نے بقصد تسخیر قلعہ گوالیار کر محاصرہ کیا سلطان مبارک شاہ اس قلعہ کے راجہ بان کی حمایت کے واسطے روانہ ہوا اور جب بیانہ مین پہونچا معلوم ہوا کہ امیر خان بن دلاور خان بن شمس خان حاکم بیانہ نے اپنے چچا مبارک خان کو قتل کرکے بیانہ کو خراب کیا ہے اور بقصد مخالفت پہاڑ پر قلعہ بند ہوا ہے مبارک شاہ نے اس پہاڑ کے دامن مین نزول فرمایا بعد رسل و رسائل امیر خان قصد خراج ہر سالہ کرکے لوازم اطاعت بجالایا اور سلطان مبارک شاہ وہانسے گوالیار کی طرف گیا اور سلطان ہوشنگ چمبل کے گھاٹ کو روک کر فرو کش ہوا تھا اور مبارک شاہ نے دوسرا گھاٹ پیدا کرکے عبور کیا اور بعضے امرائے جو مقدمہ لشکر دہلی تھے سلطان مالوہ کے اطراف کے اردو کو غارت کیا اور ایک جماعت کثیر کو اسیر کیا اور جو ہندی مسلمان تھے انکو مبارک شاہ نے زندان ستم سے رہائی بخشی اور جب سلطان ہوشنگ نے زنجیر صلح کو حرکت دے کر پیشکش

لائق بھیجی اور دھار کی طرف پھرا مبارک شاہ نے آب نربدا کے کنارے توقف کیا اور خراج بموجب قانون مقدم اُس دیار کے زمینداروں سے لیکر ماہ رجب ۸۲۷ آٹھ سو ستائیس ہجری مین دہلی مین آیا اور ۸۲۸ آٹھ سو اٹھائیس ہجری مین کھنیتہ کے سمت حرکت کی نرسنگو راے کھنیتہ نے آب گنگ کے کنارے آنکر ملازمت کی اور بقایاے چندسالہ کے سبب مقید ہوا اور مال واجب کے ادا کے بعد نجات پائی اور سلطان نے آب گنگ سے عبور کرکے متمردون کو پائمال کیا پھر دہلی مین آیا اور اس حال مین میواتیون کے طغیان کی خبر پہونچی سلطان نے اُس طرف نہضت فرمائی اور ہاتھ نہب وغارت مین دراز کیا اور میواتی اپنی ولایت خالی کرکے کوہ جہرہ مین در آئے اور سلطان عسرت غلہ اور نایابی علف اور قلت جگہ کے سبب مراجعت کرکے دہلی مین آیا اور امرا کو جاگیرون کی طرف رخصت دیکر عیش وعشرت مین مشغول ہوا اور ۸۲۹ آٹھ سو انتیس ہجری مین پھر میوات کی طرف گیا اور بہادر ناہر کے پوتون جلو اور فدو مع اعوان وانصار اپنے کوہ الور کی طرف پناہ لے گئے اور ایک مدت لشکر سلطان سے محاربہ کیا آخر کو عاجز آئے اور امان چاہکر ملازمت کی اور چند روز کے بعد بھاگنے کا ارادہ کیا قید ہوئے اور سلطان نے ولایات میوات کو تاراج کیا جب قحط برپا ہوا معاودت فرمائی اور پھر جہاد مہینے کے بعد بحسم کی گیارھوین تاریخ ۸۳۰ آٹھ سو تیس ہجری مین میوات کی طرف گرم عنان ہوا اور وہانکے متمردون اور سرکشون کو سزا دیکر بیانہ کی سمت گیا اور جو کہ امیر خان فوت ہوا تھا محمد خان اُسکے بھائی نے پہاڑ پر جاکر تحصن ڈھونڈھا اور پندرہ دن لڑائی کی اُسکے بعد اکثر ہمراہی اُسکے بادشاہ کے شریک ہوئے پھر اُسنے ازروے عجز وانکسار رسن گردن مین ڈالکر ملازمت کی اور گھوڑے اور ہتھیار اور جو نقائس قلعہ مین رکھتا تھا سب پیشکش کیے بادشاہ مبارک شاہ نے عیال واطفال اُسکے قلعہ سے برآوردہ کرکے دہلی مین بھیجے اور بیانہ کے قلعہ کو مقبل خان کے سپرد کیا اور سکری کو جو ابتک فتحپور مشہور ہے ملک خیرالدین تحفہ کے حوالہ کیا اور وہانسے گوالیار کی طرف جاکر وہانکے راجہ سے پیشکش لی اور دہلی مین آنکر ملتان اور اطراف اُسکا ملک حسن سے تغیر کرکے ملک رجب نادری کو عنایت فرمایا اور حصار فیروزہ ملک حسن کو ارزانی رکھا اور کوشک جہان نما فیروزشاہی محمد خان بن اخی خان کی سکونت کے واسطے تجویز کرکے فکر مین اُسکی تربیت کے ہوا لیکن محمد خان کو قبل کرکے مع زن وفرزند اور تابعین کوشک جہان نما سے بھاگ کر میوات مین گیا پھر دوبارہ مردمان واقعہ طلب کو فراہم کیا اور جسوقت خبر پائی کہ مقبل خان ملک ناصرالدین کو بیانہ کے قلعہ مین چھوڑکر خود چھاؤن کی طرف گیا ہے زمینداروں کے اتفاق سے تاخت لیجاکر شہر بیانہ پر تصرف ہوا اور ملک ناصرالدین جب قلعہ داری نکرسکا عاجز ہوکر امان چاہی اور قلعہ محمد خان کے سپرد کرکے دہلی کی طرف گیا سلطان مبارک شاہ نے ملک مبارز کو حکومت بیانہ دیکر محمد خان کے دفع کے واسطے بھیجا اور محمد خان جو جنگ کی طاقت نرکھتا تھا قلعہ بند ہوا اور ولایت ملک مبارز کے تصرف مین آئی محمد خان چند روز کے بعد قلعہ مردمان معتمد کے سپرد کرکے خود جریدہ بسبیل استعجال سلطان ابراہیم شاہ شرقی کے پاس جو بالشکر آراستہ بقصد تسخیر کالپی آیا تھا گیا قادشاہ ہیر کالپی لے ایلچی ملک اور اداد کی درخواست مین دہلی کی طرف روانہ کیے بادشاہ مبارک شاہ مہم بیانہ موقوف کرکے سلطان ابراہیم کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور افواج شرقیہ نے بھوگانو کو تاخت کرکے قصد بطرف بانون کیا سلطان مبارک شاہ آب جون سے عبور کرکے مواضع جوتولی پر جو مشاہیر ملا دمواس سے تھا تاخت لایا اور وہانسے اترولے کی طرف گیا اور جب اترولے مین پہونچا ملک محمود حسن کو مع دس ہزار سوار مخلص خان برادر شاہ شرقی کے مقابلہ کو جو اٹاوہ کے قصبہ مین آیا تھا روانہ کیا مخلص خان تاب اقامت نہ لاکر اپنے بادشاہ کے پاس گیا اور محمود حسن چند روز توقف کرکے اپنے لشکر سے جا ملا شاہ شرقی

ساحل آب کوپنا ہ لیکر برہانپور کی طرف آیا سلطان مبارک شاہ اتر ولی سے کوچ کر کے قصبہ مال کونہ کی طرف متوجہ ہوا شاہ شرقی عظمت اور شوکت مبارک شاہی مشاہدہ کر کے ماہ جمادی الاول سنہ مذکور مین ترک مقابلہ کر کے قصبۂ رابر ہی کی طرف روانہ ہوا اور وہان سے آب جون سے عبور کر کے بیانہ گیا اور آب کھنیتر کے کنارے مقام کیا سلطان مبارک شاہ بھی چند وارہ کے قریب آب جون سے عبور کر کے لشکر سے پانچ کوس پر فروکش ہوا اور طرفین اپنے اردو کے آگے خندق کھود کر بائیس دن مقابل ایک دوسرے کے بیٹھے اور افواج مبارک شاہی ہر روز اطراف لشکر شرقی پر تاخت کر کے گھوڑے اور مویشی اور آدمیون کو اسیر کر لاتے تھے یہانتک کہ شاہ شرقی ساتوین تاریخ ماہ جمادی الآخر سنہ مذکور کو بعزم جنگ سوار ہوا اور سلطان مبارک شاہ نے محمود حسن اور خان اعظم بن فتح خان بن سلطان مظفر گجراتی اور زیرک خان اور اسلام خان اور ملک چین بہیرہ فیروز خان اور لک گانون شحنہ بیل اور ملک حمد مقبل کو ہمراہ سردار الملک وزیر اور سید السادات میر سالم کے مقابلہ مین بھیجا چنانچہ وہ پہر دن سے شام تک معرکہ قتال و جدال گرم رہا لیکن پھر شب کو دونون لشکرون نے اپنے لشکر گاہ مین مراجعت کی اور غلبہ مغلوب سے دریافت نہوا اور دوسرے دن آٹھوین ماہ جمادی الآخر کو شاہ شرقی نے کوچ کر کے راستہ جیتپور کا لیا اور سلطان مبارک شاہ بلگامات کے راستہ سے گوالیار کی طرف گرم عنان ہوا اور وہانکے راجہ سے پیشکش لیکر بیانہ کی طرف پلٹ گیا اور محمد خان وحدی نے بچہ کوٹلہ تک پہونچایا تھا پھر چند دستہ پا مارے کچھ کام نہ کیا اور اس سبب سے کہ سلطان شرقی کی کمک سے ناامید ہوا امان چاہ کر ملازمت کی اور سلطان نے قلم عفو کا اسکے دفتر جرائم پر کھینچکر بجان و مال رخصت کیا تو جان چاہے جاوے اور محمود خان میوات کی طرف گیا اور سلطان مبارک شاہ نے محمود حسن کو واسطے ضبط قلعہ اور ولایت کے بیانہ مین چھوڑ کر خود مظفر اور منصور خان کے بندوبست تاریخ ۸۳۱ آٹھ سو اکتیس ہجری مین دہلی کی طرف مراجعت فرمائی اور ماہ شوال سنہ مذکور مین ملک فیروز میواتی کو کہ شاہ شرقی سے پیوستہ تھا گرفتار کر کے اسپر سیاست فرمائی اور ملک سرور الملک وزیر کو انتظام ولایت کے واسطے میوات مین بھیجا آدمی اس ولایت کے مواضع اپنے کو خالی اور ویران کر کے پہاڑ مین در آئے اور جلال خان بھائی ملک قدری اور احمد خان اور ملک فخر الدین قلعہ اندور مین آکر جمع ہوے اور ملک سرور الملک نے باج لیکر شہر کی طرف معاودت کی اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور مین خبر پہونچی کہ حضرت نے کلانور کو محاصرہ کیا ہے ملک سکندر تحفہ حسام لاہور کا اسکے سر پر گیا اور منہزم ہو کر لاہور مین آیا اور حضرت آب بیاہ سے عبور کر کے قلعہ جالندر کی تسخیر مین متوجہ ہوا اور جب اسپر غالب نہ پایا اسکے نواح پر تاخت کر کے بہت آدمیون کو اسیر کیا اور پھر کلانور کی طرف راہی ہوا سلطان مبارک شاہ نے حکم بھیجا کہ زیر خان حاکم سامانہ اور اسلام خان حاکم سرہند ملک سکندر تحفہ کے کمک کو جاوین اور ملک سکندر لکمیون کے پہونچنے سے پیشتر راجہ کلانور کو متعفن کر کے آب بیاہ تک گیا اور حسب الحکم غنیمت کہ حضرت وہان سے ہاتھ مین لایا تھا استرداد کر کے لاہور کی طرف پلٹ گیا اور ماہ محرم سنہ ۸۳۲ آٹھ سو بتیس ہجری مین ملک محمود حسن بیانہ کے فساد کو ساکن کر کے دہلی مین آیا اسکے بعد سلطان مبارک شاہ میوات کی طرف جا کر مہدواری مین آیا اور جب جلال الدین خان اور تمام میواتی عاجز ہوے ماگذاری قبول کی اور بعضون نے آکر ملازمت کی سلطان پلٹ کر دہلی مین آیا اسوقت خبر فوت ملک رجب نادری حاکم ملتان کے پہونچی سلطان نے ملک محمود حسن کو جسنے ولایت بیانہ کے آتش فساد کو تسکین بخشی تھی دہلی مین آیا ہوا تھا اسے ساتھ خطاب عماد الملکی کے سرفراز کر کے ملتان کی طرف بھیجا اور سنہ ۸۳۳ آٹھ سو تینتیس ہجری مین سلطان نے گوالیار کی طرف نہضت فرمائی اور اس

ولایت کے فساد کو تسکین دیکر ہلکمات کی سمت روانہ ہوا ہلکمات کا راجہ ہزیمت کھاکر کوہ پایہ مین در آیا بادشاہ نے اسکی ولایت بتاخت کرکے کنیز و غلام بیشمار اسیر کیے اور وہانسے رابری مین آیا اور اس ولایت کو حسین خلن کے بیٹے سے تغیر کرکے ملک حمزہ کے حوالہ کیا اور عازم مراجعت ہوا اثنائے راہ مین سید السادات سید سالم فوت ہوا اُسکے بڑے بیٹے کو سید خان اور چھوٹے کو شجاع الملک خطاب دیا کہتے ہین سید السادات سید سالم تیس برس خضر خان کے حضور زمرہ امرائے عمدہ سے تھا اور جاگیر بین لائق رکھتا تھا اور بتر ہندہ مین خزانہ اور ذخیرہ اور اسباب قلعہ داری کا جمع کیا تھا اور خارج از اقطاع بتر ہندہ اور امروہہ اور سرستی و رہیان دوآب مین بھی دلائین بہت رکھتا تھا اور مال کے جمع کرنے مین حریص تھا بادشاہ نے اُسکا خزانہ جو بادشاہون کے خزانہ سے دعوی ہمسری کرتا تھا تمام مع جاگیروت اُسکے فرزندون کے نام مسلم رکھا اور اُنھون نے حقوق بادشاہی کو منظور نہ رکھکر فولاد نام غلام ترک بچہ سید السادات سید سالم کو قلعہ بتر ہندہ کی طرف بھیجکر ساتھ مخالفت کے ترغیب کی ساتھ اس امید کے کہ دفع اس فساد کا ساتھ اُنکے رجوع پاکر خود علم بغاوت بلند کرین بادشاہ نے اس معنی سے مطلع ہو کر پسر سید السادات سید سالم کو قید کیا اور ملک یوسف اور رائے بیولے کو فولاد غلام کی قتلی کے واسطے اور دستیاب کرنے مال سید السادات سید سالم کے بتر ہندہ کی طرف بھیجا فولاد غلام نے حرف صلح درمیان مین لاکر اُنھین غافل کیا اور صبح کے وقت قلعہ سے برآمد ہوکر شبخون مارا اور جو ملک یوسف اور رائے بیولی کے پاس سپاہ ضعیف تھی کچھ کام نہ کرکے پلٹ آئے اور دوسری شب کو پھر اُنکے سر پر تاخت لایا اور برج قلعہ سے اور بارہ سے بھی توپ و تفنگ بھر کے مردم بادشاہی کو متفرق کیا اور تمام بھاگ کر سرستی کی طرف گئے اور فولاد غلام نے اُن کے مال و اسباب پر متصرف ہو کر قوت اور غلبہ تمام بہم پہونچایا آخر بادشاہ یہ خبر سنکر خود بتر ہندہ کی طرف متوجہ ہوا اور بموجب حکم کے امرا اور دلیران فوج اور زمیندار فراہم ہوئے اور عماد الملک حاکم ملتان بھی فرمان طلب کے بموجب حضرت مین حاضر ہوئے بادشاہ نے سرستی مین توقف کرکے چند امرا کو پیشتر بھیجا اور اُنھون نے رہان جاکر بتر ہندہ کے قلعہ کو محاصرہ کیا فولاد غلام نے پیغام دیا کہ عماد الملک کے قول پر مجھے اعتماد تمام ہے اگر وہ آکر مجھے امان دیوے قلعہ سے برآمد ہوکر سلطان کی تقدم ملازمت حاصل کرین چنانچہ التماس اُسکی قبول ہوئی سلطان نے عماد الملک کو بتر ہندہ مین بھیجا فولاد غلام نے قلعہ کے دروازہ کے قریب عماد الملک سے ملاقات کرکے عہد و پیمان کے بعد ایسا قرار دیا کہ کل برآمد ہو کر پابوس کے شرف سے مشرف ہونگا اس درمیان مین ایک اہل لشکر سلطانی نے جو اُسکا دشمن تھا پیغام دیا کہ عماد الملک ایک مرد صادق القول اور واثق العہد ہے لیکن سلطان فطرتا صلاح دولت پر رکھکر اُسکی بات نہ سنے گا اور دوسرون کی عبرت کے واسطے سیاست فرماویگا فولاد غلام خائف ہوکر اپنے ارادہ سے پشیمان ہوا اور جو خزانہ اور قوت تمام رکھتا تھا جنگ اور قلعہ داری مین اصرار کیا اور عماد الملک بے نیل مقصود پلٹ آیا ہوسطے کہ تسخیر اس قلعہ کی بزور ہی شود ارتھی بادشاہ نے عماد الملک کو خصمت ملتان کی دی اور خود بھی فوج بتر ہندہ سے رہیت اراجت برپا کیا اور اسلام خان لودھی اور کالیخان اور سارے نیروزان دروے امیران صدہ قلعہ کے محاصرہ اور تسخیر کے واسطے معین ہوئے اور عماد الملک اول بتر ہندہ کی طرف گیا اور امرا کو قلعہ کے محاصرہ مین سرپراہ کرکے ملتان کی سمت روانہ ہوا اور جو قلعہ کے لینے مین سعی اور کوشش بہت کی اور چھ مہینے تک قلعہ کو محصور کیا اور قریب تھا کہ قلعہ کو مفتوح کرین فولاد غلام دریاے اضطراب مین غوطہ زن ہوا اور نجات اس غرقاب سے منحصر امیر شیخ علی حاکم کابل کے توسل مین جانی اور ایک جماعت معتمدین کو کابل کی طرف بھیج کر

مبالغ خطیر قبول کیے اور جو سلطان مبارک شاہ بخلاف پدر امیر شاہرخ سے طریق ملایمت مسلوک نرکھتا تھا جب امیر شیخ علی کابل سے برآیا راستہ مین کمکر بھی اُس سے جا ملے امیر شیخ علی نے آب بیاہ سے عبور کرکے اقطاع امرا کو جو ظلم گیری مین مشغول تھے تاخت وتاراج کرکے بالکل خاک سیاہ کیا اور اُسکے بعد بتر ہندہ کے نزدیک پہونچا امرا نے قوت محاربہ اپنے سے مفقود دیکھی با قلعہ سے برخاستہ ہوے اور اپنے علاقہ مین گئے اور فولاد غلام نے قلعہ سے برآمد ہوکر امیر شیخ علی کو دیکھا اور دو لاکھ تنکہ نقرہ دیے اور اپنے اہل وعیال اُسکے سپرد کرکے قلعہ کی طرف گیا اور استحکام قلعہ مین زیادہ تر ساعی ہوا اور امیر شیخ علی نے آب ستلج سے عبور کرکے قتل وغارت مین سعی موفورہ اور کوشش بلیغ بہم پہونچائی اور فولاد غلام سے جو کچھ نقد جنس حاصل ہوا تھا سو حصہ زیادہ اُس سے اپنے تصرف مین لایا اور مردم گرسنہ کو کئی سال سے عسرت مین تھے سیر کرکے لاہور مین آیا اور ملک سکندر تحفہ جو کچھ ہر سال اُس سے دینا تھا اداکرکے بھیر زیا اور امیر شیخ علی دیپالپور مین جاکر جس جگہ اثر آبادی دیکھتا تھا ویران کرتا تھا جیسا کہ تین چار سال پیشتر اسنے دوکوٹ کا قتل کیا اور ہندی بہت گرفتار ہوے اور جو کوئی معاوضہ نرکھتا تھا فساد مین کمی نہ کی اور عماد الملک امیر شیخ علی نے دفع کرنے کے ارادہ سے قصد ملتبہ تک آیا امیر شیخ علی جنگ سے پہلوتہی کرکے خطیب پور کی طرف گیا اس درمیان مین سلطان کا فرمان پہونچا کہ عماد الملک ملتبہ سے برخاست کرکے ملتان کی طرف جاوے عماد الملک نے ملتان کی سمت کو رجع کیا امیر شیخ علی نے دیپالپور سے عبور کیا اور آب جیلم کے ساحل پر جو پر گنے آباد تھے اور ساحت جناب کے مشہور مین خراب کرکے ملتان سے دس کوس آگے پہونچا اور عماد الملک اسلام خان لودھی کو کہ عم ملک بہلول تھا اُس کے مقابلہ مین بھیجا اور وہ اثنائے راہ مین امیر شیخ علی کے پاس پہونچکر محاربہ سخت وقوع مین لایا اور اسلام خان نے شکست پائی لشکر اُس کا کچھ قتل ہوا اور کچھ بھاگ کر خیر آباد کی طرف جو ملتان سے تین منزل ہے روانہ ہوا اور دوسرے دن کہ ماہ رمضان کی چوتھی تاریخ تھی امیر شیخ علی ملتان کے قریب خیر آباد مین اُترا اور قلعہ پر لڑائی ڈالی عماد الملک نے شہر کے پیادے باہر نکالے انھون نے شیخ علی کے لشکر کو باغات مین معطل رکھا اُن دن امیر شیخ علی سے کچھ کام نہ بن آیا پلٹ گیا اور اسی طرح ایک مدت تک ہر روز قلعہ پر دوڑ مارتا تھا اور اپنے آدمیون کو قتل کرتا تھا سلطان مبارک شاہ نے یہ خبر سنکر فتح خان بن مظفر خان گجراتی کو ساتھ امرا ے بزرگ مثل ظریف خان اور ملک کالو اے سخنہ پل اور ملک یوسف اور کمال خان اور راے بہورا کو عماد الملک کی مدد کو بھیجا اور چھبیسوین ماہ شوال کو امرا ملتان کے قریب پہونچے عماد الملک نے مستظہر ہوکر اُنکے اتفاق سے صف قتال آراستہ کی اور حرب صعب کے بعد باوجود اس کے کہ فتح خان قتل ہوا فیصلہ ظفر عماد الملک کے پرچم اعلا پر چلی اور امیر شیخ علی نے شکست فاحش پائی اور اکثر آدمی اُس کے مارے گئے اور باقی آب جیلم مین ڈوب گئے اور امیر شیخ علی جو کچھ جنس سے اپنے قبضہ مین لایا تھا بالتمام ضائع کرکے قدرے قلیل اپنے ہمراہ لیے کابل مین پہونچا یا اور مضمون سلمت بجلدی ظاہر کیا اور عماد الملک اور تمام امرا قلعہ سیوستک تعاقب کرکے ملتان کی طرف پلٹ گئے اور امیر شیخ علی اپنے بھتیجے ملک مظفر کو مع اسباب حصار داری قلعہ سیوستن مین چھوڑکر خود کابل کی طرف متوجہ ہوا اور امرا ے گکھی بادشاہ کی حکم کے موافق راہی مین آئے اور اس عرصہ مین بادشاہ عماد الملک کے غلبہ سے متوہم ہوا اور اُسے مع جمیع امرا دہلی مین طلب کیا اور ربیع الاول کے مہینے سنہ ۸۶۵ آٹھ سو پینسٹھ ہجری مین جست کہ کر فرصت پاکر آب جیلم اوادی اور بیاہ سے عبور کرکے جالندر کی طرف گیا اور ملک سکندر تحفہ کہ ساتھ کسی تقریب کے لاہور سے برآمد ہوا تھا اپنا لشکر فراہم کرکے جست کے مقابل آیا اور اُسکا گھوڑا مع

جنگ مین کچھڑ مین پھنسا اسوجہ سے حسرت کے ہاتھ مین زندہ گرفتار ہوا اور اسپ اور اموال بہت سکے سے متصرف ہوکر لاہور مین آیا اور محاصرہ کرکے قلعہ گیری کے اسباب کی آراستگی مین مشغول ہوا اور حسرت کی تحریک کے سبب امیر شیخ علی انتقام کے فکر مین پڑا اور کابل سے برآمد ہوکر ملتان کے حدود مین آیا اور قصبہ طلبنہ کو محاصرہ کیا باوجود اس کے کہ صلح کا قرار سے لیا عورتون اور لڑکون کو اسیر کرکے باقی کو تہ تیغ کیا اور قلعہ کو مسمار کرکے خاک سیاہ کیا اور فولاد غلام بھی پتر ہندہ سے برآمد ہو کر ولایت رائے فیروز مین گیا اور رائے فیروز کو قتل کیا سلطان مبارک شاہ نے یہ خبر سنکر ماہ جمادی الاول سنہ مذکور مین سرا پردۂ سرخ لاہور اور ملتان کی طرف برپا کیے اور ملک الشرق ملک سرور الملک وزیر کو لاہور کی حکومت دیکر مقدمہ لشکر کیا اور جب ملک سرور الملک وزیر سامانہ مین پہونچا حسرت بائے قلعہ سے برخاست کرکے کوہستان مین آیا اور امیر شیخ علی بھی کابل کی طرف بھاگ گیا اور فولاد غلام نے بھی پتر ہندہ کے قلعہ مین دم لیا سلطان نے ولایت لاہور ملک الشرق ملک سرور الملک وزیر سے تغیر فرما کر نصرت خان کرک انبر کو لاہور کا حاکم کیا اور خود اثنائے راہ مین ساحل آب جون قریب پانی پت کے لشکرگاہ کرکے چندے استقامت کی اور عماد الملک کو مع سپاہ تکمل اور مسلح زمینداران بیانہ اور گوالیار کے دفع فتنہ کے واسطے بھیجا اور ملک الشرق ملک سرور الملک وزیر اور زیرک خان اور اسلام خان اور دوسرے امرا کو قلعہ پتر ہندہ کے محاصرہ کو روانہ کیا اور خود دہلی کی طرف معاودت فرمائی اور ماہ ذیحجہ سنہ ۸۳۷ آٹھ سو چھتیس ہجری مین دہلی سے برآمد ہوکر پتر ہندہ کے تسکین فساد کے واسطے سامانہ مین گیا اور اپنے والدہ مخدومہ کی وفات کی خبر سنکر دہلی کی طرف تہنیت کی اور بعد تکفین و تجہیز اور مراسم عزا کے پھر لشکر مین ملحق ہوا اور فتح عزیمت پتر ہندہ کرکے میوات کی طرف راہی ہوا اور لاہور اور جالندر کی حکومت نصرت خان سے برآوردہ کرکے ملک آزاد لودھی کے تفویض فرمائی اور حسرت معاودت بادشاہ سے تبدیل ہوکر جالندر کو بریز شیر نصرت خان سے چھین کر لشکر انبوہ کمکر و ہانسے ذراہیم لایا اور الغ خان سے جنگ کرکے غالب آیا اور حسرت کا فساد پھر قوی ہوا سلطان مبارک شاہ نے اکثر ولایات میوات کو تاراج کرکے جلال خان سے مشکش لیا اور دہلی مین آیا اور خبر توجہ امیر شیخ علی کی پتر ہندہ کی طرف فولاد غلام کے مرنے کے واسطے منتشر ہوئی بادشاہ نے ناچار دوسری مرتبہ عزیمت پنجاب کی سنہ مذکور آٹھ سو چھتیس ہجری مین دہلی سے برآمد ہوا اور اول عماد الملک کو اون امرا کی کمک کے واسطے جنھون نے پتر ہندہ کے قلعہ کو محاصرہ کیا تھا بھیجا جو کہ امیر شیخ علی کا لشکر عماد الملک سے ہراسان تھا پتر ہندہ کی عزیمت موقوف کرکے لاہور کی طرف ایلغار کیا اور ملک یوسف اور ملک اسمٰعیل جو شہر کی محافظت کے واسطے مقیم تھے مرحمان شہر کی مخالفت سے آگاہ ہوکر رات کو شہر سے برآمد ہوکر دیپالپور کی طرف مفرور ہوئے دوسرے دن امیر شیخ علی نے ایک فوج اُنکے تعاقب مین بھیجی اُنھون نے جا کر ایک جماعت کے خان سے زمین کو رنگین کیا اور ایک جماعت کو اسیر و دستگیر کیا اور خود شہر اور لاہور کے قلعہ پر متصرف ہوا اور قتل و اسر و غارت مین کوئی دقیقہ کچھ اٹھا نہ رکھا اور لاہور کے قلعہ کی جس مقام مین مرمت اور خلل پذیر تھا مرمت کی اور جو مہمات و مرمتین کے سپرد کیا اور استعداد قلعہ داری دیکھ دیپالپور کی طرف روانہ ہوا ملک یوسف اور ملک اسمٰعیل کو اُس کے ہاتھ سے لاہور سے بھاگ کر وہان گئے تھے قلعہ کو خالی کرکے بھاگنا چاہتے تھے عماد الملک مانع آیا اور اپنے بھائی احمد کو ولایت سرہند سے کمک مدد کو بھیجا جو کہ امیر شیخ علی نے ایک مرتبہ شکست فاحش پائی تھی جرأت جنگ نکرکے دیپالپور سے کوچ کیا اور ترددات دیپالپور اور لاہور کے درمیان پر متصرف ہوا اُسوقت سلطان مبارک شاہ نے تلونڈی مین پہونچکر عماد الملک اور اسلام خان کو بھی پتر ہندہ سے

حصول سعادت ملازمت مین فائز ہوے اور باقی امرا اور منصب دار بدستور قلعہ گیری مین مشغول رہے امیر شیخ علی بادشاہ کے آنے سے خبردار ہوا اور آب جہلم سے عبور کر کے اپنے بھتیجے مظفر خان کو اسی طرح سے قلعہ سیور مین چھوڑا اور خود کابل گیا سلطان نے ملک اسکندر تحفہ کو جو بہت روپیہ جبرت کو دیکر اس کی قید سے چھوٹ آیا تھا شمس الملک خطاب فرما کر دیپالپور اور جالندر اور لاہور کی حکومت پر تعین کیا شمس الملک ملک سکندر تحفہ نے مع لشکر گران حصار لاہور کو محاصرہ کیا اور مردم امیر شیخ علی کے بہ طلب امان کے قلعہ سپرد کر کے کابل کی طرف راہی ہوئے اور سلطان نے طلبنہ کی برابر آب راوی سے عبور کر کے سیور کے قلعہ کو محاصرہ کیا مظفر خان نے ایک مہینے تک اعلام مدافعہ بلند رکھے آخر کو عاجز ہو کر بادشاہ کو بیٹی اور پیشکش دیکر عازم مراجعت کیا بادشاہ نے ارادہ کو دیپالپور کی اطراف مین چھوڑا اور خود ایک جماعت مخصوصون سے ملتان مین گیا اور زیارت مشائخ کبار کر کے لشکر گاہ مین آیا اور شمس الملک ملک سکندر تحفہ کو معزول کر کے صوبہ پنجاب اور دیپالپور عماد الملک کو عنایت فرمایا اور خود بسبیل استعجال دہلی گیا اور چونکہ کام وزارت اور اشراف دونون ملک سرور الملک وزیر سے اجرا نہ ہوتے تھے اور اسکی طرف سے امین نہ تھا کار اشراف ملک کمال الدین کو دیکر حکم دیا کہ دونون باتفاق سرانجام کرتے رہین اور ملک کمال الدین جو مرد سنجیدہ اور کار آزمودہ تھا سب کامرجع ہو کر صاحب اختیار ہوا اور ملک سرور الملک وزیر اس بات سے اور دیپالپور و لاہور و جاگیرات سابق کی عزل سے رنجیدہ خاطر ہو کر در پے نفاق ہوا اور سدارن لد کانکوی کھتری اور سدپال نیرۂ گنجوی کھتری کو کہ اس خاندان کے پروردہ اور صاحب حشم وخدم تھے ساتھ اپنے متفق کیا اور میران صدر نائب عرض ممالک اور قاضی عبد الصمد صاحب خاص اور دوسرے آدمیون کو بھی بادشاہ کی مخالفت اور مخاصمت مین موافق اور یکدل کر کے جو یا وقت ہوا اور اسوقت سلطان مبارک شاہ نے ماہ ربیع الاول کی سترھوین تاریخ سنہ ۸۳۷ آٹھ سو سینتیس ہجری ہی مین نہر جون کے کنارے ایک شہر بنا فرما کر مبارک آباد نام رکھا اور خنکار کے بہانہ سے ہند کی طرف گیا اور تھوڑے عرصہ مین اس ملک کے زمینداروں کو مطیع اور فرمانبردار کیا اور اسوقت خبر بہ فتح پتہ ہندو کی مع سہ نولاد غلام کے پہونچی سلطان بلپکر شہر مبارک آباد مین آیا اور سنا کہ درمیان سلطان ابراہیم شرقی اور سلطان ہوشنگ لاری کے کالپی کی سرحد مین جنگ ہوتی ہو سلطان مبارک شاہ نے کہ ہمیشہ ممالک شرقی کے تسخیر کی فکر مین رہتا تھا فرصت جانکر جمیع لشکر کو حکم دیکر سراپردہ بادشاہی دہلی کے باہر نزدیک چبوترۂ سیرگاہ کے برپا کرین اور چند روز اجتماع لشکر کے واسطے توقف فرمایا بیت اور درین تدبیر و آگہ نے کہ تقدیر فلک چیفجۂ تدبیر را خط مشیت در کشد ۱۲ اور جو سب سے نیکی کی تھی اور تغیر و تبدل کے سوا کوئی برائی اُن کافر نعمتون سے نہ کی تھی اندیشہ عدم ملک سرور الملک وزیر سے نہایت غافل ہو کر بے تکلف عمارات شہر مبارک آباد کے تماشے کو جاتا تھا چنانچہ نوین ماہ رجب سنہ ۸۳۷ آٹھ سو سینتیس ہجری مین جمعہ کے دن لباحادت مالوف و معہود تھوڑے آدمی ہمراہ لیکر شہر مبارک آباد مین جا کر عمارت خاص مین فروکش ہوا اور جمعہ کی نماز کا نیتہ کیا اسوقت مثل میران صدر اور قاضی عبد الصمد مع ایک جماعت ہنود مسلح اور مکمل اندر گئے اور سدارن ولد کانکوی اپنی جماعت سے باہر رہا کہ کوئی باہر سے اندر نہ جا سکے سلطان باوصف اسکے کہ اس جماعت کو ہتھیار بند دیکھا عذر کی فکر نکر کے خال اپنے بیٹھا رہا یہانتک کہ سدپال نے تلوار کھینچکر ضربت سلطان کے فرق مبارک پر پہونچائی دوسرون نے بھی چارون طرف سے شمشیرین علم کر کے اس شاہ بیدل و نظیر کو شہید کیا میران صدر نے سلطان شہید کو

اُسی جگہ ڈانکر اپنی تئیں سردار الملک کے پاس پہونچایا اور بولا کہ میں نے اقرار کے بموجب سلطان کو قتل کیا اور ملک سرور الملک وزیر یزید صفت نے اُسیوقت محمد شاہ کو سریر سلطانی پر متمکن کرکے جہان کو اپنے مقصد بین دیکھا سلطان مبارک شاہ کی مدت سلطنت تیرہ برس اور تین مہینے اور سولہ دن تھی اور یہ بادشاہ عاقل تھا اور اخلاق ستودہ سے اتصاف رکھتا تھا اور کبھی ایام بادشاہی میں اُسکی زبان پر فحش اور دشنام جاری نہوے اور کبھی بات کے گرد نہ پھرا اور جمیع امور ملکی و خزینہ تفحص تحقیق کرتا تھا تاریخ مبارک شاہی اُسکے نام مسطور ہوئی۔ **ذکر سلطنت سلطان محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان کا** - جب اکرم جہان ہوکر جہان بے جہانداری کے نہیں رہ سکتا ہو اُسی حزن کہ سلطان مبارک شاہ شربت شہادت چکھ کر روضہ رضوان کی طرف راہی ہوا محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان سریر فرمانروائی ہندوستان پر جلوہ گر ہوا اور ملک سرور ملک وزیر کا خلعت خطاب خانجہانی پاکر خزانہ اور فیل خانہ اور قورخانہ بادشاہ مبارک شاہ پر متصرف ہوکر قوی دل ہوا اور تمام ہمت اُسپر مصروف کی کہ امرائے قدیم کو معزول کرکے امرائے جدید بحال کرے اور فرصت کے وقت سلطان محمد شاہ کو بھی قتل سلطان مبارک شاہ شہید کرکے خود خداوند تخت تاج ہووے اور کمال الملک اور دوسرے امرا جو شہر کے باہر سراپردۂ سلطان مبارک شاہ شہید کے قریب فروکش ہوے تھے عن رضا یہ قضا وبکرہی دن ناچار شہر میں داخل ہوئے اور سلطان محمد شاہ سے ظاہر ابیعت کرکے باطناً اپنے دل نعمت کی انتقام کے فکر میں پڑے اور ملک سرور الملک وزیر نے شروع اپنا مقصد کرکے پہلے سدبال اور سدارن کھتری اور اُن کے ترابتیوں کو قتل مبارک شاہ کے صلہ میں بیانہ اور امروہہ اور نارنول اور کرام اور چندپر گنے میان دوآب کے دیئے اور میران صدر کو بخطاب معین الملک مخاطب کرکے جاگیر خوب اور سید السادات سید سالم کے بیٹے کو بخطاب خان اعظم سید خان واقطاع لائق دیکر خوشدل اور محفوظ کیا اور اُمرا اور بندگان مبارک شاہی کو بیعت کے بہانہ سے دیوانخانہ میں طلب کرکے بعضے کو قتل اور بعضے کو حبس ملک کرم چند اور ملک مقبل اور ملک قنوج کو مقید کرکے جاگیرات بزرگ اپنے قبضہ میں لایا اور اپنے غلام مسمّی رانوشہ کو تحصیل مال چندسالہ کے واسطے سمانہ کو بھیجا اور وہ بارھویں تاریخ ماہ مذکور کو شہر سمانہ میں داخل ہوا اور چاہا کہ قلعہ کو اپنے قبضہ میں لاوے یوسف خان اوحدی خبردار ہوکر ہندوان سے سمانہ میں آیا اور رانوشہ سے جنگ کرکے اُسکے عیال و اطفال کو اسیر کیا اور اُسوقت سو نفر امرائے خضر خانی اور مبارک شاہی سے کہ جاگیروں میں اپنے تھے مانند ملک چمن حاکم بداؤن اور ملک اکہ داد و دھی حاکم سنبھل اور امیر علی گجراتی اور امیر کشلو ترک بچہ کے سب نے علانیہ نشان مخالفت کے بلند کیے اور ملک سرور الملک وزیر خانجہان نے خان اعظم میران صدر اور اپنے بیٹے یوسف کو ہمراہ کمال الملک کے اُنکے دفع کے واسطے مامور کیا اور جب وہ قصبہ برنہن پہونچے کمال الملک نے چاہا کہ فرصت دیکھکر انتقام خون ولی نعمت کے یوسف خان پسر ملک سرور الملک وزیر خانجہان اور سدارن کو قتل کرے اور ملک اکہ داد نے جب جانا کہ کمال الملک کس فکر میں ہے خاطر جمع سے اہار میں استقامت کرکے حرکت نہ کی ملک سرور الملک وزیر خانجہان نے کمال الملک کی فکر پر آگاہی پاکر ملک ہشیار اپنے غلام کو مع لشکر کثیر امداد کے بہانہ کمال الملک کے پاس بھیجا تو موافقت یوسف اور سدارن کی کرے اس درمیان میں ملک چمن ملک اکہ داد کے پاس اہار میں آیا اور سدارن اور ملک ہشیار جو کمال الدین سے متوہم تھے اس بات سے بیشتر ڈر کر آدھی رات کو دہلی کی طرف بھاگے اور کمال الملک کے جب اُنکے مفرور ہونے سے خبر پائی آدمی بھیجکر ملک اکہ داد اور ملک چمن اور امرائے موافق کو طلب کیا اور یہ باتوقف

وتامل اسکے شریک ہوئے اور علاوہ انکے اور بھی آدمی اطراف سے جمع آئے اور کمال الملک مع لشکر گران سلح ماہ رمضان کو دہلی کی طرف متوجہ ہوا ملک سرور الملک وزیر خانجہان ناچار قلعہ سیری مین متحصن ہوا اور تین مہینے تک حرب وضرب مین مشغول رہا اور حکام اطراف کے روز بروز کمال الملک کے پاس آتے اور کام محصورون پر تنگ کرتے تھے سلطان محمد شاہ کی بیوفائی سرور الملک وزیر کی یقین کی آنکھ سے مشاہدہ کرچکا تھا خاطر مرحوم بیرونی پر رکھتا تھا اور تابوڈھونڈھتا تھا کہ آپ کو کمال الملک کے پاس پہونچاوے یا سرور الملک کو تسلیم کرے اور سرور الملک نے اس بات کو سمجھکر چاہا کہ پیشدستی کرے چنانچہ محرم کی آٹھوین تاریخ سنہ ۱۳۱۸ھ آٹھ سو اڑتیس ہجری مین اپنے آدمیون اور میران صدر کے بیٹون کو بقصد غارت سلح کرکے ساتھ لیے ہوئے سراپردہ بادشاہی مین داخل ہوا اور بادشاہ جو ہمیشہ ہوشیار رہتا تھا ایک جماعت کو اپنے محافظت کے واسطے موجود رکھتا تھا اشارہ سرور الملک وزیر خان جہان کے وقتل کا فرمایا سرور الملک وزیر نے تاب اس جماعت کے حملہ کی نہ لاکر بھاگنے کا ارادہ کیا قریب تھا کہ قدم سراپردہ سے باہر رکھکر اپنے آدمیون سے ملحق ہووے کہ بادشاہ کے سپاہیون نے پہونچکر شمشیر آبدار سے اسکو پارہ پارہ کیا اور میران صدر کے بیٹون کو کہ سب برتر وا فحور تھے گرفتار کرکے سرور الملک کے اور رفقا اپنے مکانون مین محکم ہوکر جنگ مین مشغول ہوے سلطان محمد شاہ نے آدمی کمال الملک کے پاس بھیجکر اپنے آگاہ کیا کمال الملک اور تمام امرا مستعد ہوکر بدایون کے دروازہ سے شہر کے اندر آئے اور سدپال نے اپنی حیات سے امید قطع کرکے جیسی کہ رسم کافران ہے اپنے گھر مین آگ روشن کرکے زن وفرزندون کو جلاکر جنگ مین مصروف ہوا اور یہان تک لڑا کہ مارا گیا اور سداران مع جمیع کھتریون کے گرفتار ہوا اور بادشاہ کے حکم کے بموجب سلطان شہید کے خیمہ کے قریب بعقوبت وشدائد تمام قتل ہوئے اور ملک ہشیار اور ملک مبارک جو سرور الملک کے قرابتیون اور رفیقون سے تھے لعل بہ رہ ازنہ کے نزدیک انکو پھانسی دیگئی جب کھتریون اور دوسرے متعلقون ملک سرور الملک نے اپنے گھرون مین محکم ہوکر جنگ پر کمر کسی سلطان محمد شاہ نے حکم دیا کہ دروازہ بغداد کو مفتوح کرکے کمال الملک امروہے والتخامیون کو بلادین چنانچہ کمال الملک نے مع جمیع امرا شہر مین داخل ہوکر باغیون کے مکان کو مقتل کرکے سب کو گرفتار کیا اور تیغ آبدار سے سب کے سر تن سے جدا کرکے باہتی سے سبکدوش کیا نظم چنین است آئین گردندہ دور ہ گے مہربانی کندگاہ جور ہ زدوران امید وفا نہ داشتن ہ بود چشم نوراں سواد اشتن ہ دور وزست اے ہلوالہوس مہراو ہ نشان وفا نیست درچراو ہ دوسر بدان کمال الملک اور تمام امرا نے سلطان محمد شاہ سے بیعت کی اور کمال الملک کمال خان ہوکر منصب وزارت پر منصوب ہوا اور ملک حسین ساتھ غازی ملک کے مخاطب ہوا اور ملک الرداد نے خطاب قبول نہ کیا لیکن اپنے بھائی کے واسطے خطاب ذریاخانی کا لیا اور ملک کھوتران مبارک خانی اقبال خان کے ساتھ مخاطب ہوکر بدستور سابق حصار فیروزہ کے قلعہ داری مین سرفراز ہوا اور خان اعظم سید خان ساتھ لقب مجلس عالی کے مخصوص ہوا اور حاجی صندلی المشہور حسام خان نے دہلی کی کوتوالی پائی اور اقطاعات اور پرگنات اور عہدے ہر شخص کے ساتھ مقرر ہوئے اور جب سلطان محمد شاہ دہلی کی مہمات سے فارغ ہوا ارکان دولت کی صلاح سے ربیع الاول سنہ مذکور مین برسم سیر ملتان کی عزیمت فرمائی اور مبارکپور کے چبوترہ کے قریب فروکش ہوا اور حضار لشکر کے واسطے حکم دیا کہ اکثر اہر آنے مین متردد ہوئے اور جب عماد الملک ملتان سے حضرت مین حاضر ہوا تمام امرا اور افسران سپاہ مثل اسلام خان لودہی اور یوسف خان ادھدی اور اقبال خان وغیرہ کے دربار مین حاضر ہوکر بخلعتہاے فاخرہ سے

سرفرازی پائی سلطان محمد شاہ نے ملتان مین جاکر مشائخ کی زیارت حاصل کی اور انتظام اس ولایت کا ساتھ ایک معتمد کے رجوع کرکے دہلی مین معاودت کی اور سنہ ۸۴۴ آٹھ سو چالیس ہجری مین سمانہ کی طرف گیا ایک فوج کو بہرت کہکر کی ولایت پر کہ فساد کرتی تھی بھیجا ایسا تنگ کہ انکی ولایت کو تاخت و تاراج کرکے پاٹ گئی اور خود دہلی مین آیا پھر ایسا مستغرق عیش و عشرت ہوا کہ ملک و مال کی پروا نہ رہی اس سبب سے خلل عظیم واقع ہوا ملک بہلول بھی کہ اپنے چچا کی فوت کے بعد سلطان شہ الخاطب باسلام خان حاکم سرہند ہوا تھا محوقت دیپالپور اور لاہور اور پانی پت پر بحکم بادشاہ کے متصرف ہوا بیت جو شہر بازماندہ پروانے ملک ۔ فقد بھر مرے راتمائے ملک ۔ بادشاہ نے ساتھ اس تفصیل کے جو عنقریب مذکور ہوگی لشکر قہر بھیجکر انکو بیخ و بن سے مفرور کیا اور بہت سے پٹھانون معتبر کو قتل کیا اور ملک بہلول پھر جمعیت کرکے سرہند اور پنجاب مین آیا اور دوبارہ پانی پت تک متصرف ہوا سلطان محمد شاہ نے اس مرتبہ حسام خان کو تعین کیا اور حسام خان شکست فاش پاکر دہلی مین آیا اور ملک بہلول نے بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ اگر حسام خان کو آپ قتل کرین مین آپکی اطاعت اور فرمانبرداری مین سرگرم رہون بادشاہ نے دعی کا کلام گوش ارادت سے سنکر حسام خان کو قتل کیا اور حمید خان کو وزیر کرکے دوسرے کو بخطاب حسام خان کرکے نیابت و وزارت سے سرفراز کیا حکام اطراف نے زبونی بادشاہ کے مشاہدہ کرکے اسکے ممالک مین طمع کی اور جب زمینداران باج گذار نے باج ستان کو ایسا دیکھا ہاتھ ادا کے مال سے کھینچا اور سلطان محمد شاہ نے کسی کی تادیب و تنبیہ مین ہرگز التفات نفرمایا اور بے پروائی اسکی عالمگیر ہوئی اور ابراہیم شاہ شرقی بعضے پرگنات پر متصرف ہوا اور سلطان محمود خلجی سلطان مالوہ نے دہلی کے تسخیر کا قصد کیا اور سنہ ۸۴۴ آٹھ سو چوالیس ہجری مین دہلی کے دیوس پر آنکر ضبط ولایت مین قیام کیا محمد شاہ نے مضطرب ہوکر اپنے ایلچی ملک بہلول کے پاس بھیجے اور بمبالغہ اور ابرام تمام اسے مدد کے واسطے طلب کیا ملک بہلول بیس ہزار سوار جرار لیکر دہلی مین آیا سلطان محمد شاہ باوجود شکست لشکر لیکر اپنے خود ارادہ جنگ نکرکے امرا سے کہا کہ میرے سوار ہونے کی حاجت نہین ہے تم فوج آراستہ کرکے جنگ کرو امرا نے حسب الحکم سلطان کے محمود خلجی مالوی کے مقابل افواج آراستہ کی ملک بہلول مع اپنے لشکر کے کہ مغل تیرانداز تھے مقدمہ سپاہ دہلی ہوئے سلطان محمود مالوی نے جب سنا کہ بادشاہ خود نہین آیا اسنے بھی اپنے بیٹون غیاث الدین اور قدر خان کو جنگ کے واسطے بھیجا چنانچہ طرفین سے شام تک آتش کارزار مشتعل رہی اور ملک بہلول اور اسکے آدمیون نے حملے رستانہ کیے چنانچہ لشکر دہلی اس دن اسکے مساعی جمیلہ سے شادمان اور محظوظ ہوا اور سلطان محمود خلجی مالوی اس رات کو خواب پریشان دیکھکر مشوش ہوا اور صبح کے وقت سنا کہ سلطان اشاہ گجراتی مندو کی طرف سے آنا چاہتا ہے زیادہ تر دلگیر ہوکر صلح کی فکر مین ہوا لیکن غیرت کے سبب اسکا تذکرہ زبان پر نہ لایا اور اسوقت سلطان محمد شاہ مرتکب ایسے امر کا ہوا کہ کوئی شاہان دہلی سے نہوا تھا وہ یہ ہے کہ بے سبب اور بے تقریب دو سرے جنگ کے آپکو دست توہم مین سپرد کرکے امرا اور ارکان دولت کے بے مشورہ ایک جماعت صلحا سے سلطان محمود خلجی مالوی کے پاس بھیجکر طالب مصالحہ ہوا سلطان محمود خلجی یہ امر خدا سے چاہتا تھا قبول کیا اور احسان کرکے اسی وقت کوچ کیا اور ملک بہلول نے بادشاہ کی ادا سے مثل مار کے پیچاب کھایا اور بھر سوار ہوکر مالوہیون کا پیچھا کیا اور ایک جماعت کثیر کو طعمہ تیغ خون آشام کیا اور مال و متاع وافر دستیاب کرکے لشکر دہلی کی بہر پشتاہ رکابی سلطان محمد شاہ نہایت عزیز حال ہوا اور ملک بہلول کو اپنی فرزندی مین لاکر خانخانان خطاب ارزانی رکھا لیکن طلب صلح سلطان محمد شاہ کی زبونی کا سبب ہوا اس کی نظر دن

دونوں میں قرب اور اعتبار رہا اور سلطان محمد شاہ ۸۵۵ھ آٹھ سو پینتالیس ہجری میں سمانہ کی طرف گیا اور حکومت لاہور اور دیپالپور کی ملک بہلول کو دے کر جرأت کہکر کو دفع کے واسطے مقرر کیا اور خود وہاں سے بازگشت فرمائی اور ملک بہلول ولایت لاہور میں نہایت قوی ہوا اور پٹھان بہ کثرت اُسکے پاس فراہم ہوئے اور جرأت کہکر نے اُسکے ساتھ طریق دوستی کا ناپ کر دہلی کی بادشاہی کی ترغیب دی ملک بہلول کے سر میں ہوائے بادشاہی پڑی اور بہت سے پرگنات پر متصرف ہو کر ایک جماعت تمام بہم پہونچائی اور بے سبب ظاہر ہی سلطان محمد شاہ کے بنیاد مخالفت کی ڈالی اور باکمال ہیبت اور استیلا کے سلطان محمد شاہ پر لشکر کشی کی اور دہلی کو محاصرہ کر کے بے نیل مرام پلٹ گیا اور سلطان محمد شاہ نے روز بروز سستی قبول کر کے کام اس نہایت کو پہونچایا کہ امرائے نزدیک نے بہر اُس کی اطاعت سے پھیرا اور بیانہ کے زمینداروں نے سرکشی اختیار کر کے سلطان محمود خلجی سے جا ملے سلطان محمد شاہ اسوقت بیمار ہوا اور ۸۴۸ھ آٹھ سو انچاس ہجری میں اس دار ناپائدار سے عالم باقی کی طرف رحلت کی اور اُسکا بیٹا سلطان علاء الدین سریر سلطنت پر متمکن ہوا ہیبت نہ رہے ملک دوران سرور نشیب و فراز رفت و بازے بسر در رکیب

سلطان محمد شاہ کی سلطنت کا بادشاہ علاء الدین نے

کی مدت سلطنت بارہ برس اور چند ماہ تھی ذکر سلطان علاء الدین بن محمد شاہ کی سلطنت کا بادشاہ علاء الدین نے جب قدم تخت دہلی پر رکھا تمام امرا سوائے ملک بہلول لودہی کے تخت گاہ میں حاضر ہوئے اور حلقہ بیعت اطاعت اپنے گوش کیا اور بادشاہ علاء الدین ۸۵۵ھ آٹھ سو پچاس ہجری میں بیانہ کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ میں مشہور ہوا کہ جون پور کا بادشاہ دہلی کے تسخیر کے واسطے آتا ہے باوجود اسکے کہ یہ خبر غلط تھی دہلی میں پلٹ آیا حسام خان نے کہ زیب الملک اور نائب غیبت تھا عرض میں پہونچایا کہ بمجرد استماع خبر دروغ مراجعت کرنا بادشاہوں کی شان کے خلاف ہے بادشاہ کو یہ بات گران آئی اظہار رنجش کیا اور خلائق پر ظاہر ہوا کہ یہ بادشاہ اپنی باب سے سست تر اور امر سلطنت میں نہایت بیوقوف ہے اور ۸۵۸ھ آٹھ سو اکاون ہجری میں بادشاہ علاء الدین بداؤں کی طرف گیا اور ہوا وہانکی خوش آئی ایک مدت توقف کیا اور جب دہلی میں آیا ارشاد فرمایا کہ مجھے ہوا بداؤں کی دہلی سے زیادہ موافق ہے حسام خان نائب وزیر جو اُس یورش میں ہمراہ تھا اُسنے اُس کو نصیحت کی الا سود مند نہ آئی اور اسی طرح خاطر اُسکی بداؤں کی طرف مائل رہی اسوقت تمام ہندوستان طوائف ملوک ہوا دکن اور گجرات اور مالوہ اور جون پور اور بنگالہ پر شاہان صاحب سکہ نے قبضہ کیا جیسا کہ پنجاب اور دیپالپور اور سرہند اور پانی پت کو ملک بہلول لودھی اپنے قبضہ میں رکھتا تھا اور مہرولی سے سرائے لاڈو تک جو شہر دہلی کے متصل ہے احمد خان بہوائی متصرف ہوا اور سنبھل سے گذر خواجہ خضر تک کہ دہلی میں پیوستہ ہے دریا خان لودھی اور کول کو عیسی خان ترک بچہ اور رابری کو قصبہ بھوگانوں تک قطب خان افغان اور کنپل پٹیالے کو رائے پرتاب اور بیانہ کو داؤد خان اودی متصرف تھے میں لایا فقط شہر دہلی مع چند ملحقہ اضلاع کے بادشاہ کے قبض و دخل میں رہے اسی قدر ریاست میں بادشاہی کرتا تھا اور ان دنوں میں ملک بہلول لودھی نے مثل عہد سلطان محمد شاہ کے پھر تسخیر دہلی کے قصد میں لشکر کھینچکر محاصرہ کیا الا ناکام ہو کر پلٹ گیا الغرض بادشاہ علاء الدین نے اس بادشاہی کے تقویت کے بارہ میں متامل ہو کر قرہ مشورہ کا ساتھ قطب خان اور عیسی خان اور رائے پرتاب کے درمیان میں لایا چونکہ وہ بادشاہ کو ضعیف تر کیا چاہتے تھے بولے کہ اگر احمد خان سے دلتنگ ہیں اگر اُسے منصب وزارت سے معزول کر کے محبوس کریں تمام مطیع اور فرمانبردار ہیں اور امر بادشاہی رواج اور رونق زیادہ قبیل کرے اور جب

پرگنہ امراسے برآوردہ کرکے شریک خالصہ بادشاہی کرین بادشاہ علاءالدین نے جو عقل سے بے بہرہ تھا فی الفور قبول کرکے حمید خان کو زنجیر مین کھینچا بیت کسی کو تاگل گوید کہ از مرغان بستانی ۔ ترا جز پلیلے نبود چہ داری لبت پر اور ابا اسوقت ارادہ بداؤن کی روانگی کا کرکے فرمایا کہ مین وہان استقامت کیا چاہتا ہون حسام خان نے پھر از روے اخلاص عرض مین پہونچایا کہ دہلی کو چھوڑنا اور بداؤن کو پلے تخت کرنا صلاح دولت نہین ہے بادشاہ نے اُسکے قول کو سماعت نہ کی اور پیشتر سے زیادہ اُس سے رنجیدہ ہوا اور اُسے اپنی مصاحبت سے جدا کرکے دہلی مین چھوڑا اور برادران زن یعنی ایک سالہ کو دہلی کا کوتوال کیا اور دوسرے کو عہدہ امیری دیوان امیر کوہی مرحمت کرکے اواخر ۷۵۳ھ آٹھسو باون ہجری مین بداؤن کی طرف روانہ ہوا اور اسی چند روز مین دونون بھائیون کے درمیان مین نزاع بہم پہونچی ایک مارا گیا اور دوسرے کو مردم شہر نے حسام خان کے اغوا سے قصاص کو پہونچایا اور بادشاہ کو عشرت عشرت مین مشغول تھا ساتھ اُسکے ملتفت نہوا جب بداؤن مین پہونچا قطب خان اور رائے پرتاب نے ملازمت کی اور عرض کی کہ امیر حمید خان کے زندہ رہنے سے پریشان خاطر ہین اگر سلطان اسے قتل کرے جالیس پرگنے خالصہ بادشاہی مین داخل ہون اور رائے پرتاپ اس بارہ مین کوشش زیادہ کرتا تھا کسواسطے کہ قبل اس سے فتح خان پدر حمید خان لایت رائے پرتاپ کو تاراج کرکے اُسکی عورت پر متصرف ہوا تھا اُسوقت چاہتا تھا کہ اُسکے فرزند حمید خان سے انتقام لے اور سلطان نے جو عاجز مطلق تھا اور عقل سے جنان بہرہ نرکھتا تھا حکم اُسکے قتل کا دیا لیکن حمید خان کے بھائیون اور ہواخواہون نے اس معنی سے اطلاع پائی ہزار حیلہ و تدبیر دندان ستم سے نکالکر دہلی کی طرف بھاگے اور ملک محمد جمال جو نگہبان اُسکا تھا آگاہ ہوکر پیچھے سے دہلی مین آیا اور حمید خان کے مکان پر جاکر جنگ مین مشغول ہوا ملک محمد جمال زخم تیر سے مارا گیا اور حمید خان حرم سراے سلطانی مین در آیا اور عورتون اور لونڈیون اور شاہزادون کو باہر نکالکر سب کو سروپا برہنہ نہایت اہانت اور بیعزتی سے حصار شہر سے باہر کیا اور خزانے اور اسباب بادشاہی پر متصرف ہوا بادشاہ نے بدبختی سے موسم برسات کا بہانہ کرکے اقدام کو امر ورزد امین بڑا حمید خان فرصت پاکر اس فکر مین ہوا کہ دوسرے کو بادشاہ بناکر تخت سلطنت پر بٹھاوے جب غور کیا تو سلطان محمود شرقی اس وجہ سے پسند نہ آیا کہ وہ سلطان علاءالدین سے قرابت رکھتا تھا اس کا بلانا خلاف مصلحت تھا اور سلطان محمود خلجی کا بلانا ممکن نہ ہوا کیونکہ وہ مالوہ مین بہت دور تھا علاوہ برین یہ لوگ خود طاقتور بادشاہ تھے آخر اسکی راے یہ قرار پائی کہ ملک بہلول لودھی جو بادشاہ نہین ہے اس کو بلاکر بادشاہ بنادے یعنی وہ براے نام بادشاہ ہو اور دراصل خود بادشاہ ہووے ملک بہلول لودھی جو گھات مین ایسے وقت کے تھا اپنے بخت کو مرحبا کہکر بادشاہ علاءالدین کو لکھا کہ مین حمید خان کے دفع کرنے کو اسطرف دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور وہ باجمعیت تمام کوچ پر کوچ کرکے دہلی مین آنکر متصرف ہوا اور آیندہ جو وقوع مین آویگا تحریر ہوگا پھر ایک مدت کے بعد حمید خان کو اُٹھا کر اپنے تئین بادشاہ بہلول مشہور اور موسوم کیا اور خطبہ مین نام بادشاہ علاءالدین کا داخل کرکے اسی سال کہ ۷۵۳ھ آٹھسو چون ہجری تھی دہلی کو اپنے بڑے بیٹے خواجہ یزید یا اور دوسرے امرا کے سپرد کرکے اقتضاے وقت کے سبب بیانہ پور کی طرف کیا اور افغانون کے فراہمی اور ضبط و لایت مین مشغول ہوکر بادشاہ علاءالدین کو لکھا کہ مین نے بادشاہ کی توجہ سے حمید خان کو دفع کیا اور امر سلطنت کو جو کف اختیار سے نکل گیا تھا قبضہ مین لایا اور شہر کو آپ کے نام محافظت کرکے سلطان کا نام خطبہ سے

نہین گرایا بادشاہ نے اسکے جواب مین ارقام کیا کہ جو میرے والد ماجد نے تجھے فرزند کیا تھا تو میرا بڑا بھائی ہو مین نے بادشاہی تجھے ارزانی رکھی اور مین نے بداؤن پر قناعت کی سلطان بہلول کا مباب ہوکر ماہ ربیع الاول کی ستر ھوین تاریخ ۸۵۵ھ ہجری مین بکبارگی مرسلطنت مین مشغول ہوا اور نام بادشاہ علاء الدین کا خطبہ سے قلمزد کیا اور چتر شاہی اپنے سر پر لگایا اور بادشاہ علاء الدین بداؤن کے گوشہ مین مدت تک زندہ رہا آخر ۸۸۳ھ آٹھسو تراسی ہجری مین بقضائے الٰہی سے مرگیا مدت اُسکی سلطنت کی دہلی مین سات برس اور چند ماہ تھی اور بداؤن کی حکومت اٹھائیس برس رکھی۔ ذکر سلطنت سلطان بہلول لودھی کا۔ مرقوم کلک جواہر سلک ہوتا ہو کہ ایک جماعت افغانان لودھی سے آپسین یار و مصاحب ہوکر ہمیشہ سوداگری کے واسطے ہندوستان مین آمد و شد کرتے تھے اور اُس جماعت مین سے سلطان فیروز شاہ بارک کے عہد سلطنت مین ملک بہرام جو ملک بہلول لودھی کا دادا تھا اپنے بڑے بھائی سے رنجیدہ ہوکر جدا ہوا اور ملتان مین آیا اور ملک مردان دولت حاکم ملتان کا ملازم ہوا اور اُسکے پانچ بیٹے تھے ملک شاہو اور ملک کالا اور ملک فیروز اور ملک محمد اور ملک خواجہ اور ان پانچون نے اپنے باپ کے فوت کے بعد ملتان مین سکونت اختیار کی اور جب خضر خان سلطان فیروز شاہ کے عہد مین ملتان کا حاکم ہوا ملک سلطان شاہ اسکے ملازمون کے سلک مین منظم ہوکر سردار جماعت افغان ہوا اور بخت کی مساعدت سے اُس لڑائی مین جو خضر خان نے ملو اقبال خان کے ساتھ کی تھی ملک سلطان شاہ عین لڑائی مین ملو اقبال خان کے مقابل ہوا اور دلیری سے اقبال خان کو قتل کیا اس سبب سے خضر خان کے نزدیک درجہ اعتبار کے لائق ہوکر خطاب اسلام خانی اور مسند ہند کی حکومت سے سرفراز ہوا اور اُس کے بھائی ہمراہ اُسکے رہتے تھے ازانجملہ ملک کالا جو ملک بہلول لودھی کا باپ تھا بھائی کے توجہ سے بیگانہ دوراہ کا حاکم ہوا اور ملک کالا کے چچا کی بیٹی اُسکے نکاح مین تھی اور وہ ملک بہلول لودھی کی والدہ تھی وضع حمل کے قریب مکان کے نیچے دبکر مرگئی تھی اور ملک بہلول لودھی اسکے پیٹ مین تھا اُسی وقت تکہ چاک کرکے برآوردہ کیا گیا اور جب حیات کے آثار رائس مین پائے اسکی محافظت مین مشغول ہوئے اور ایک مدت کے بعد ملک کالا افغانان نیازی کی جنگ مین مارا گیا اور ملک بہلول نے جس کو ان دنون ملو کہتے تھے اپنے چچا اسلام خان کے پاس سرہند مین جاکر پرورش پائی اور جب کبیر سو کہ مین اُسنے آثار رجلادت اور شجاعت ظاہر کیے اسلام خان نے اپنی بیٹی کے ساتھ بیاہ کرکے تربیت مین مصروف ہوا کہتے ہین کہ رفتہ رفتہ اسلام خان اس مرتبہ کو پہونچا کہ بارہ ہزار افغان کہ اکثر عزیز اور ہم قوم تھے اُسکے ملازم ہوئے اسلام خان نے ہنگام رحلت باوجود پسران رشید کے ملک بہلول لودھی کو اپنا قائم مقام کرکے وصیت فرمائی اور جب اسلام خان نے محمد شاہ کے عہد مین اس دار فنا سے انتقال کیا اُسکے بعد نوکرون کے تین فرقہ ہوئے چنانچہ افغان نے وصیت کے موافق ملک بہلول کی ہمراہی اختیار کی اور بعضے ملک فیروز اور اسلام خان کے ساتھ رہے بھی بادشاہ دہلی سے منصب رکھتا تھا موافق ہوکے اور بعضون نے قطب خان ولد اسلام خان کا ساتھ دیا ملک بہلول لودھی نے کہ رشید تر تھا ساتھ مرور ایام و تدریج کے ہمقابل تمام ہوکر ملک فیروز اور قطب خان کو ضعیف کیا اور قطب خان نے اس نزاع کے سبب سرہند سے سلطان محمد شاہ کے پاس دہلی مین جاکر ارکان دولت کے وسیلہ سے معروض رکھا کہ افغانان نے سرہند مین ہجوم کیا ہو آخر اُسنے ایک خلل ملک مین حادث ہوگا سلطان محمد شاہ نے ملک سکندر بختہ کو مع لشکر گران قطب خان کے ہمراہ تعین کیا کہ سرہند مین جاکر افغانون کو درگاہ مین بھیجے اور اگر نہ مانین کہ سرہند سے نکالدے یہ جسارت کی کہ

ساتھ ہی مضمون کے فرمان صادر ہوا افغانان اس بات سے خبردار ہوکر کوہستان مین پناہ لے گئے جسرت کہکر اور ملک سکندر
سخت نے افغانون کو پیغام دیا کہ تم سے کوئی تقصیر ظہور مین نہین آئی ہے بھاگنے کا کیا سبب ہوا انھون نے عہد طلب کیا
چنانچہ پیمان با ایمان آنسے موکد ہوا ملک فیروز لودھی اپنے بڑے بیٹے شاہین خان اور بھتیجے ملک بہلول کو اہل وعیال سمیت
کرکے خود مع افغانان معتبر ملک سکندر سخت اور جسرت کہکر کے پاس گیا اور انھون نے قطب خان کی تحریک سے
نقض عہد کرکے ملک فیروز لودھی کو قید کیا اور افغانون کو قتل کرکے لشکر انکی اہل وعیال کے سر پر بھیجا ملک بہلول
اہل وعیال کو مقامہاے محفوظ اور جاہاے قلعہ مین لے گیا اور شاہین خان مع افغانان ہمراہی جنگ پر آمادہ ہوا
کچھ افغان زندہ دستگیر ہوئے اور باقی مع شاہین خان قتل ہوے اور جب اُن کے سر سرہند مین لائے جسرت کہکر
ملک فیروز لودھی سے مقتولون کو استفسار کرتا تھا اور وہ ایک ایک کا نام بتاتا تھا یہانتک کہ اُس کے
فرزند کا سر اُسکے روبرو لائے ملک فیروز نے کہا کہ مین اُسے نہین پہچانتا جسرت کہکر کے آدمیون نے عرض
کی کہ یہ مرد نہایت شجاع تھا ایسی ایسی جوانمردی اور بہادری کی ملک فیروز زار زار رونے لگا لوگون نے رونے
کا سبب پوچھا بولا کہ یہ میرا فرزند ہے مین شرم سے کہ مبادا اُس نے جنگ مین سستی کی ہو اُس کا نام پوشیدہ رکھتا تھا
اب کہ میری دلجمعی ہوئی اظہار کیا اور معلوم ہوتا ہے کہ ملک بہلول اس جنگ مین موجود نہ تھا سلامت نکل گیا ہے
وہ انتقام تم سے لیگا اور اُس کے بعد جسرت کہکر ملک سکندر سخت کو سرہند سپرد کرکے پنجاب گیا اور سندیون کو دہلی
بھیجا ملک بہلول لودھی نے آشناؤن اور دوستون سے مبالغ قرض لیکر افغانون کو تقسیم کیے اور ایک جماعت کو اپنا
شریک اور متفق کرکے رہزنی اور تاخت ولایت مین مشغول ہوا اور جو کچھ دستیاب ہوتا تھا اپنے ہمراہیون کو دیتا تھا
اور تھوڑے عرصہ مین تپچھان کثیر اور نفر قلیل اُسکے پاس جمع ہوئے اور ایک مدت کے بعد ملک فیروز دہلی سے بھاگ کر
سامانہ اسکے لحق ہوا اور قوتلب خان بھی اپنے فعل سے پشیمان ہوکر ساتھ اُسکے متفق ہوا ملک بہلول پھر سرہند لوٹا اپنے تصرف
مین لایا سلطان محمد شاہ نے اس مرتبہ حسام خان وزیر الممالک کو مع افواج بیشمار اس فساد کے دفع کے واسطے بھیجا اور موضع
کوہ مین کہ پرگنہ خضر آباد اور شاہجہورہ سے ہے ملک بہلول لودھی اسکے میدان مین آیا اور صفوف حرب آراستہ کی اور حسام خان
کو شکست دیکر توت اور مکنت تمام مہم پہونچائی کہتے ہین کہ ابتداے حال مین جب کہ ملک بہلول اپنے چچا اسلام خان کی خدمت
مین پہونچا تھا ایکدن سماعہ مین اپنے دو یا سہ ہمراہیون کیساتھ سدا نام درویش کی خدمت شریف مین حاضر ہوا اور دونون نے
دست بوسی کیا اور وہ مجذوب برمارتا تھا کہ کون ایسا شخص ہے کہ دہلی کی بادشاہی دو ہزار تنکہ مول لیوے ملک بہلول لودھی
ایکہ زار اور چوستنگدل اپنے پاس موجود رکھتا تھا وہ درویش کے رہبر نذر پیش کیے اور عرض کی کہ اس سے زیادہ میرے پاس موجود
نہین اُس بزرگوار نے قبول کرکے فرمایا دہلی کی بادشاہی مجھے مبارک ہو ہمراہیون نے اُنکی اس حرکت سے تمسخر اور استہزا کیا
اُسنے جواب دیا کہ یہ امر دو حال سے خالی نہین ہے اگر یہ امر یعنی حصول سلطنت وقوع مین آیا تو مفت سودا کیا اور جو ظہور مین نہ
آیا خدمت فقرا کی ابر سے خالی نہین بیت سالکان رہ بہت چو ارادت بنہند ۔ ۔ ۔ ملک کاؤس و فریدون بگدائے بخشند ۔ ۔ ۔ ملک
بہلول ساتھ ملک فیروز اور سائر اقربا اور عشائر کے اُس حدود پر پانی پت تک متصرف ہوا اور توت اور تہور اور تمام مہم پہونچائی
اُسکے بعد حسام خان وزیر الممالک کو شکست دیکر عریضہ مشتمل بر حسن عقیدت سلطان محمد شاہ کی خدمت مین ارسال رکھا اور آئین
یہ بھی تحریر کیا کہ مین حسام خان وزیر الممالک کی ناراضیدن سے ملازمت سے محروم و مہجور ہون اگر اُسے قتل کرین اور منصب

وزارت حمید خان کو مرحمت فرمائیں بندہ آپ کا مطیع اور فرمانبردار رہوگا بادشاہ نے بے تامل حسام خان وزیر الممالک کے صدور قصور قبول کیا اور ملک بہلول از روے اخلاص سلطان کی ملازمت کر کے سرہند اور اس نواحی کا بطور جاگیردار کے مقرر ہوا اور اس حدود میں لودھی کمال استقلال سے رہتے تھے اور جب سلطان محمود خلجی حاکم مالوہ نے تسخیر دہلی کا قصد کیا سلطان محمد شاہ لشکر کا محتاج ہوا اسے سرہند سے طلب کیا اور ملک بہلول بیس ہزار افغان اور مغل جمع لا کر جیسا کہ تحریر ہوا بادشاہ کی کمک کو آیا دوسرے دن داد مردی اور مردانگی دیکر بادشاہ سے خطاب خانخانی کا پایا اور سرہند میں آن کر حکم بادشاہ کے نہایت غلبہ سے لاہور اور دیپالپور اور سنام اور دوسرے پرگنات پر متصرف ہوا اور نہایت غلبہ اور تسلط سے نشان مخالفت بلند کیا اور اسقدر ملک پر بھی اکتفا نہ کر کے بادشاہ پر فوج کش ہوا اور ایک مدت محاصرہ کیا جب دہلی فتح ہوئی سرہند کی طرف مراجعت کی اور اپنے استحکام میں کوشش کی اور اپنا سلطان محمد خطاب کر کے خطبہ اور سکہ تسخیر دہلی پر موقوف رکھا اسوقت سلطان محمد شاہ فوت ہوا اور اسکا فرزند سلطان علاء الدین تخت پر بیٹھا اور چند سال کے بعد جیسا کہ مذکور ہوا حمید خان نے اسے سرہند سے طلب کر کے ۸۵۵ آٹھ سو پچپن ہجری میں بادشاہ بنایا اسوقت سلطان بہلول لودھی کے نوجیتے تھے خواجہ بایزید نظام خان جو آخر کو سلطنت بادشاہ سکندر کے مخالف ہوا اور برکات شاہ اور مبارک خان اور حاکم خان مشہور بہ شاہ علاء الدین اور جمال خان اور میاں یعقوب اور فتح خان اور میاں موسی اور جلال خان اور دیگر امراے نامی سکندر سلسلہ یگانگی اور نسبت خویشی کی اس سے رکھتے تھے پینتیس شخص تھے قطب خان ابن اسلام خان لودھی و خان جہان لودھی و دریا خان لودھی و بہادر خان ابن دریا خان لودھی و مبارک خان لوہانی و یوسف خان خاصیل عمر خان شروانی و قطب خان ابن حسین خان افغان و احمد خان سیوانی و یوسف خان حلوانی علیخان ترک بچہ شیخ ابو سعید قرملی و اعظم خان سیستانی و خانخانان قرملی خانخانان لوحانی و شیر خان وزیر خان خانان بن اسد خان و شیخ احمد شروانی و فرنگ خان و لشکر خان و شہاب خان منشی مبارز خان مہتر و رستم خان و جونہ خان بن غازی خان و ملک حسین بنہ خانجہان و علاء الملک قبول خان و میاں فرید معروف بقدیمی شیخ جمال و شیخ عثمان و راے پرتاب راے کہتین (کھتین) راے کرن چندر حمید خان تو تھا اور کہتا تھا کہ ہم بکھت تھا ملک بہلول نے صلاح مدار امین دیکھکر ایک مدت آس کی ملازمت میں بسر کی اور آخر وقتانہ کے مکان پر جا کر خانخانا بنا جب ایک دن حمید خان کا مہمان ہو کر افغانوں کو سکھایا کہ اہل مجلس میں حرکات مضحکہ کریں تو وہ دیکھ اور اس قوم کو ضعیف العقل تصور کر کے آئندہ پر حضور نہ دے غرضکہ افغان اس کی محفل میں آئے اور ادا ہاے مزخرفہ کئے چنانچہ بعضوں نے اپنی کفش کمر پر باندھی اور بعضوں نے طاقیہ سے مجلس میں حمید خان کے سر سے بلند کیں حمید خان نے کہا یہ کیا کرت ہو جواب دیا کہ ہم چور سے ڈرتے ہیں ایسا نہ ہو اٹھا لیجاوے بعد اور بچوں کے ایک لحظہ کے بعد حمید خان کی ملامت متوجہ ہوئی کہ لوگ فرش آبکار رنگین جسیم رکھتا ہے اگر ایک گلیم لطف فرما دیں ہم گداہ اور طاقیہ بنا کر اوڑھیں حمید خان نے کہا بسطے تکلف کے واسطے تھیں تو ہوا ہے لیکن اہل و عیال جانیں کہا رہے لیکن خان کی خدمت میں قربت اور پھر ترتیب خان نے تسلیم ہو کر فرمایا کہ میں محل اور زوجیت تمھیں اس کام کے واسطے دونگا اور جب خوان خوشبو کے مجلس میں آئے بعضے پٹھان کی کہن جامہ اور غطر لیسے تھے اور چوستے تھے اور بھول چبا کر تناول کرتے تھے اور بعضے تھوڑا چونہ بغیر پان کھاتے تھے اور بعضے پان کی گلوری کھولکر فقط چونہ چاٹتے تھے اور جب چونہ کی تیزی سے دہن میں سوزش ہوتی تو ہاتھ اپنے منہ میں ڈالکر بیتابی کرتے تھے اور حمید خان ہنسکر کہتا تھا کہ یہ عجیب آدمی ہیں ملک بہلول جواب دیتا تھا کہ یہ لوگ دوقدمی ہیں سے بڑا اور عقل سے

خالی ہین انھین عقلا اور اہل تمیز کی صحبت میسر نہین ہوئی کھانے اور سونے کے سوا کوئی ہنر نہین رکھتے اور پھر چند روز کے بعد ملک بہلول بسبب قاعدہ دوراہی کے حمید خان کا مہمان ہوا اور وہان ضابطہ یہ تھا کہ جسوقت ملک بہلول مہمان ہوتا وہان اُسکے ہمراہیون کو روکتے تھے افغان اکثر باہر رہتے اس مرتبہ افغان ملک بہلول کی تعظیم کے واسطے دہانون سے بہشت مشت کرکے تھوڑے بزرگوار مین داخل ہوئے اور باآواز بلند ملک بہلول کو سخت وسست کہکر کہتے تھے کہ اگر وہ حمید خان کا نوکر ہے ہم بھی اُسکے نوکر ہین ہم اپنے آقا کے سلام سے کیون محروم رہین اور جیسا کہ خان اُسے دوست رکھتا ہے ہم پر بھی مشفق اور مہربان ہے حمید خان نے اُنکا مباحثہ اور مکالمہ سنکر باواز بلند ندا کی کہ خبردار کسیکو کوئی شخص متعرض نہو دے اور سب کو دربار مین آنے دیوین پھر تمام خان ہجوم کرکے محل خاص مین داخل ہوئے اور دو نفر ہر ایک خدمتگار کے پہلو مین جو حمید خان کے گرد ایستادہ تھے کھڑے ہوئے بیت دگر زندگانی توقع مدار ۔ کہ در جیب دامن نہی جای مار ۔ اس عرصہ مین قطب خان لودھی نے دبیر بغل سے نکالکر حمید خان کے روبرو کھلی کہا مصلحت اس مین ہے کہ اب آپ گوشہ تجرد مین بیٹھکر یہ عمر پنجروزہ اپنے معبود کی عبادت مین صرف فرمائین اور خون تک کے سبب سے مین نے آپ کی جان کا قصد نہین کیا پھر افغانون نے حمید خان کو گرفتار اور مقید کرکے موکلون کے سپرد کیا اور ملک بہلول نے سکہ اور خطبہ اپنے نام جاری کیا اور اپنا نام شاہ بہلول رکھا اور اُس سال کہ ۸۵۵ آٹھ سو پچپن ہجری تھے دہلی اپنے بڑے بیٹے خواجہ بایزید کے سپرد کرکے واسطے لشکر فراہم کرنے اور انتظام ممالک ملتان اور پنجاب کے دیپالپور کی طرف گیا اور بعضے امرائے سلطان علاءالدین نے کہ بادشاہت لودھیون پر راضی نہ تھے سلطان محمود شاہ شرقی کو جون پور سے طلب کیا چنانچہ اُس نے ۸۵۶ آٹھ سو چھپن ہجری مین لشکر عظیم سے دہلی کو محاصرہ کیا اور خواجہ بایزید پسر بزرگ سلطان بہلول کا مع امرائے دیگر متحصن ہوا سلطان بہلول یہ خبر سنکر بسبیل استعجال دیپالپور سے روانہ ہوا اور موضع بیرون مین جو دہلی سے پندرہ کوس ہے فروکش ہوا اور سپاہی اسکے اونٹ اور بیل باربرداری لشکر محمود شاہ شرقی کے جو چراگاہ مین چرتے تھے ہانک لائے محمود شاہ شرقی نے یہ خبر سنتے ہی فتح خان ہروی کو ہمراہ تیس ہزار سوار اور تیس زنجیر فیل سلطان بہلول کے مقابلہ کو بھیجا اور افغان ثابت قدم ہوئے اور دریا خان لودھی نے جو محمود شاہ شرقی کا شریک ہو کر اُس طرف سے اہتمام جنگ کرتا تھا باآواز بلند کہا کہ ماں بہنین تیری قلعہ دہلی مین ہین تجھے بیگانہ کی طرف سے جنگ مین کوشش کرنی لائق نہین ناموس کی حفظ و حمایت کیون نہین کرتا دریا خان نے جواب دیا کہ مین اپنا ہوتا ہون خبردار تعاقب نہ کرنا قطب خان نے تسلی کھائی کہ مین پھر آکر دغا دریا خان نے منہ موڑا اور اُسکے پلٹتے ہی فتح خان ہروی نہر کمیت پاکر گرفتار ہوا اور چونکہ فتح خان ہروی نے پیشتر ابراہیم رائے کرن کو قتل کیا تھا رائے کرن اُسکا سر کاٹکر شاہ بہلول کی خدمت مین لایا محمود شاہ شرقی نے اس سانحہ کے وقوع سے تاب مقاومت نہ لاکر جونپور کی طرف مراجعت کی اور اس فتح کے بعد سلطان بہلول کی بادشاہی نے استقامت پائی اور قوت و مکنت تمام پیدا کی اور ضبط ولایت کے واسطے دورہ کا ارادہ کیا اول میرات کے سمت روانہ ہوا احمد خان میواتی نے استقبال کرکے حلقہ اطاعت اپنے زیب گوش کیا بادشاہ نے سات پرگنہ اُسکے تصرف سے برآوردہ کرکے باقی اُسے سرفرازی فرمائے اور وہان سے قصبہ بران مین گیا دریا خان لودھی حاکم سنبھل بھی ازراہ انقیاد پیش آیا اور سات ہاتھی پیشکش کیے اُسوقت بادشاہ کول کی طرف آیا اُس کا علاقہ بدستور سابق عیسی خان پر بحال رکھا اور اُسی طرح برہان آباد کی طرف

پہونچکر سکیٹ کو ساتھ مبارک خان لوحانی کے جو حاکم دہلی کا تھا اور بادشاہ کی خدمت میں مشرف ہوا تھا سلم رکھا اور بھوپین گانوں میں جاگیر رائے پرتاب پرخراج مقرر کیا اور جب ابری کی طرف گیا قطب خان بن حسین خان افغان نے رابری کے قلعہ میں تحصن ڈھونڈھا بادشاہ نے تھوڑے عرصہ میں قلعہ رابری کو مفتوح کیا اور خانجہان قطب خان کو قتل دیکر سلطان کے پاس لایا اور جاگیر اُسکی پھر اُسکو مرحمت ہوئی اور وہاں سے آگاہ میں گیا وہانکے حاکم نے اطاعت کی اُس کی جاگیر کو تغیر نہ دیا اور اُسوقت جوناخان بادشاہ سے رنجیدہ ہوکر محمود شاہ شرقی کے پاس گیا اور شمس آباد کی حکومت پائی اور سلطان محمود شرقی نے پھر سلطان بہلول پر فوج کش ہوکر اٹاوہ کے اطراف میں نزول کیا پہلے دن افواج طرفین جھڑپ میں مشغول ہوئیں دوسرے دن قطب خان اور رائے پرتاب نے صلح کا پیغام دیا اور ایسا مقرر ہوا کہ جو کچھ مبارک شاہ بادشاہ دہلی کے تصرف میں رہتا تھا ساتھ بہلول شاہ کے مقرر ہووے اور جو کچھ سلطان ابراہیم بادشاہ جونپور کے قبضہ میں تھا سلطان محمود کے تصرف میں رہے اور سات ہاتھی کہ سلطان بہلول لودھی نے فتح خان کے جنگ میں لیے تھے واپس دیکر قرار پایا کہ سلطان بہلول شمس آباد کو جوناخان سے لیوے اور سلطان محمود شرقی جون پور کی طرف گیا اور سلطان بہلول نے فرمان جوناخان کو لکھا کہ شمس آباد سے نکلجاوے جب اطاعت نہ کی سلطان بہلول نے اُس پر چڑھائی کرکے نکال دیا اور سلطان نے شمس آباد و رہے کرن کو عنایت فرماکر بندوبست اس حدود کا کیا اور محمود شاہ شرقی یہ خبر سنکر اپنے فعل سے نادم ہوا اور بقصد انتزاع پلٹ کر شمس آباد کے اطراف میں آیا اور قطب خان لودھی اور دریاخان لودھی اُسکے لشکر پر شبخون لے گئے ناگاہ قطب خان لودھی گھوڑے کی سکندری کھانے سے خانہ زین سے جدا ہوا محمود شاہ کے آدمیوں نے اُسے دوڑکر گرفتار کیا سلطان محمود نے اُسے جونپور کی طرف روانہ کرکے قید کیا اور سلطان بہلول نے شہزادہ جلال خان اور شہزادہ سکندر خان اور عماد الملک کو سلطان محمود کی فوج کے مقابل رائے کرن کی ملک کو کہ قلعہ میں تھا بھیجکر خود سلطان محمود کے مقابلہ کی عزیمت کرکے استقبال کیا اور لشکر خصم کے مقابل فروکش ہوا انھیں دنوں میں سلطان محمود شرقی نے مرض الموت میں مبتلا ہوکر رخت ہستی باندھا اور اُس کا بیٹا محمد شاہ شرقی قائم مقام اُسکا ہوا اور اُسکی والدہ مسماۃ بی بی راجی کے حسن تدبیر سے دونوں بادشاہ کے درمیان میں صلح واقع ہوگئی یعنی سلطان محمود کی ولایت محمد شاہ کے تصرف میں رہی اور جو کچھ سلطان بہلول کے قبضہ میں تھا اُسکے زیر نگین ہوا اور محمد شاہ جونپور کی طرف روانہ ہوا اور سلطان بہلول نے دہلی کی سمت معاودت فرمائی حسب وقت کردار الملک کے نزدیک پہنچا شمس خاتون خواہر قطب خان لودھی نے پیغام دیا کہ جب تک قطب خان محمد شاہ کے مجلس میں مقید ہے بایستہ پرخواب خورد حرام ہے بادشاہ متاثر ہوکر دہلی کی طرف نہ گیا اور مراجعت کرکے جونپور کی طرف گرم عنان ہوا اور جب شمس آباد میں پہونچا شمس آباد کا کرن سے برآوردہ کرکے جوناخان کو اُسکے پاس حاضر ہوا تھا دیا اور محمد شاہ شرقی نے استقبال کیا پھر سرسنی کے اطراف میں دونوں بادشاہ تھوڑے فاصلہ پر ایک دوسرے کے مقابل وارد ہوئے اور وقت بیوقت جنگ کیوا سطے تنبیہ کرتے تھے اس درمیان میں محمد شاہ شرقی کے چھوٹے بھائی حسین خان نے اپنے بھائی کے غضب سے اندیشہ کیا جب کہ اتفاقات شرقیہ میں مرقوم قلم زرین رقم ہوگا اور کچھ فوج اور فیلان جنگی لیکر لودیون کے ساتھ جنگ کے بہانہ لشکر سے برآیا اور عطف عنان کرکے قنوج کی طرف گیا سلطان بہلول نے یہ خبر سنکر کچھ امرا حسین خان کے استقبال کے واسطے بھیجے وہ لوگ اتفاق سے ساتھ شاہزادہ جلال خان کے برابر پہونچ گئے کہ جو اپنے بھائی کے تعاقب میں آتا تھا اور اُسے اسیر کیا سلطان بہلول نے اسے مہربانی خسروی

جا کر جلال خان کو قطب خان کے عوض قید کیا اور جب جونپور کے تمام امرا محمد شاہ سے روگردان ہوئے اور اُسے قتل کیا اور حسین خان کو تخت شاہی پر متمکن کر کے خطبہ اور سکہ اُس کے نام جاری کیا سلطان بہلول اور سلطان حسین خان شرقی نے صلح کر کے عہد کیا کہ چار برس تک کوئی مزاحم ایک دوسرے کا نہ ووے اور راے پرتاب زمیندار اس طرف کا جو سلطان بہلول سے منحرف ہو کر محمد شاہ سے جا ملا تھا اُس وقت قطب خان کے کہنے اور آگہی دلجمعی دینے سے سلطان بہلول کے پاس آیا اور انھیں دونوں روز میں سلطان حسین نے قطب خان کو کرسات لینے سے مقید تھا سلطان بہلول کے پاس بھیجا اور سلطان بہلول نے بھی شہزادہ جلال خان کو سلطان حسین کے پاس رخصت فرما کر دہلی کی طرف آیا اور جب مدت موعود منقضی ہوئی بادشاہ بہلول شمس آباد کی جانب گیا اور اُسے جونا خان سے تغیر کر کے دوبارہ راے کرن کے حوالہ کیا اور اُس مقام میں نرسنگھ دلدیاے پرتاب نے ملازمت کی چونکہ راے پرتاب نے اس سے پہلے ایک نیزہ کہ بمنزلہ علم سرداری اُس زمانہ میں رہتا تھا دریا خان لودھی سے بزور لیا تھا دریا خان نے اس وقت اُس کے بیٹے نرسنگھ کو قطب خان لودھی کے تجویز سے قتل کیا اور اُس معاملہ سے قطب خان بیٹا حسین خان اعظم خان کا امیر مبارز خان اور راے پرتاب آزردہ ہو کر حسین خان شرقی کے شریک ہوئے سلطان بہلول لودھی کو تاب مقاومت نہ رہی دہلی میں پلٹ گیا اور بعد چند روز کے سلطان بہلول حاکم لاہور کی بغاوت اور بے انتظامی مملکت پنجاب کے سبب اسطرف روانہ ہوا اور قطب خان اور خانجہان کو اپنی نیابت کے واسطے دہلی میں چھوڑا اور میان راہ کے سنا کہ حسین شاہ شرقی مع سپاہ آراستہ اور خیلان کو وہ پیکر بقصد دہلی آتا ہے ناچار بسرعت تمام بازگشت کی اور پنجاب کو قطب خان لودھی اور خانجہان کے سپرد کیا اور خود عینیہ کے مقابلہ کو عازم ہوا اور موضع چندوار میں پہنچ کر دونوں نے گیرودار کا بازار سات دن تک گرم کیا اس درمیان میں احمد خان میواتی اور رستم خان حاکم کول سلطان حسین سے جا ملے اور تاتار خان لودھی نے سلطان بہلول سے موافقت کی پھر بہم نہ سکے کہ جدال و قتال سے طول کھینچا اعیان دولت کی سعی اور مشورت سے قرار پایا کہ تین برس تک دونوں بادشاہ اپنی ولایات پر قانع ہو کر مخاصمت ترک کریں تین برس کے بعد حسین شاہ شرقی آتا وہ کو محاصرہ کر کے دونوں کے حاکم کو سلطان بہلول لودھی کا خویش تھا دلاسا دیکر اٹاوہ دیدیا اور احمد خان میواتی اور رستم خان کول کے حاکم کو اپنی طرف کھینچا اور جونپور حاکم حاکم حاکم

مانند ہو وہ تم سے برابری نہیں کرسکتا ہو اور مین حبتک دہلی کو آپ کے زیر نگین نکر دونگا مجھے ہرگز صبر قرار نہوگا اور بہ لطائف الحیل حسین خان شرقی سے رخصت لیکر سلطان بہلول کی خدمت مین آیا اور عرض کی کہ حیلہ اور تدبیر سے سلطان حسین شرقی کے ہاتھ سے نجات پاکر آیا ہون وہ دشمنی مین پختہ ہوا آپکو اپنی فکر کرنی مناسب ہو اس زمان مین بادشاہ علاء الدین یعنی خضر خان کے پوتے نے اس دار فنا سے رحلت کی اور سلطان حسین شرقی اٹاوہ سے اسکی تعزیت کے واسطے باؤن مین آیا اور بعد مراسم تعزیت کے بیرونی کر کے باؤن کو اسکے فرزندون کے قبضہ سے برآورد کیا اور پھر وہانسے سنبھل کی طرف گیا اور مبارک خان حاکم سنبھل کو مقید کیا اور ساتھ لشکر انبوہ اور فیل بسیار دہلی کے سمت متوجہ ہوکر سنہ ۸۵۸ آٹھسو اٹھاون ہجری مین آب جون کے کنارے قریب گھاٹ پچھ کے نزول کیا اور سلطان نے ہندمین یہ خبر سنی کہ حسین خان نے خانجہان کے بیٹے کو میرک کے بندوبست کے واسطے روانہ کیا اور خود دہلی مین آیا اور ایک مدت طرفین نے کارزار [illegible] کیا اور شرقیہ ہمیشہ زور کثرت اور اسبت کے کمال غلبہ رکھتے تھے قطب خان لودھی نے ایلچی سلطان حسین شرقی [illegible] بیغام دیا کہ مین بی بی راجی کے قدیمی احسان مین ہون جسوقت کہ مین جونپور مین قید تھا اس عفیفہ سے انواع مہربانی میرے حق مین ظہور مین آئین اب صلاح اسمین دیکھتا ہون کہ آپ صلح کر کے مراجعت فرمائین اور امتیاز فرصت مین رہین اور ہر گنگ کے اس طرف کے ولایت پر آپ متصرف رہین اور جو کہ ہر گنگ کے اس طرف ہو بہلول شاہ کے قبضہ مین واگذاشت کرین الغرض طرفین راضی ہوئے اور نزاع برطرف ہوئی اور سلطان شرقی نے ساز اور اسباب چھوڑ کر کوچ کیا سلطان بہلول نے فرصت پاکر تعاقب کیا اور سلطان حسین شرقی کی اردو کو تاراج کر کے کچھ خزائن اور اسباب نفیسہ سے جو کہ لگوڑون اور فیلبان پر محمول تھا اپنے قبضہ مین لایا اور تیس یا چالیس امرا سلطان حسین شرقی کے مثل قتلغخان وزیر کہ اعلے وقت سے تھا اور ملک بدھو نائب عرض کے اسیر ہوئے اور سلطان بہلول نے قتلغخان کو نجم ثانی کر کے قطب خان لودھی کے سپرد کیا اور سلطان بہلول پیشتر جا کر بعض پرگنات مقبوضہ سلطان حسین شرقی مانند قصبہ کھینل اور پٹیالے اور شمس آباد اور سکیٹ اور ماریہرہ اور جالیسر پر متصرف ہوا اور ہر ایک پرگنہ مین ایک شحنہ مقرر کیا اور جب تعاقب حد سے گذرا سلطان حسین شرقی مرضع رائم پنجرہ کے قریب پلٹ کر مقابلہ کیا بمقابلہ مین مصروف ہوا آخرکو اس مژدہ پر صلح نے قرار پایا کہ موضع دھوپاسو سر حد پچھ سلطان حسین شرقی رابری کی طرف گیا اور سلطان بہلول لودھی نے دہلی کی طرف مراجعت کی اور بعد یکبارگی مدت کے سلطان شرقی لشکر فراہم کر کے بادشاہ بہلول لودھی کے مقابلہ کو آیا اور موضع شہاران مین معرکہ عظیم اور جنگ شدید واقع ہوئی سلطان حسین شرقی نے ہزیمت پائی اور مال بیقیاس و متاع و اندوختہ ہیون کے ہاتھ آیا قوت اور مکنت اُن کی زیادہ ہوئی اور جب سلطان حسین شرقی رابری کی طرف گیا اور بادشاہ بہلول نے موضع دھوپا مین کے ترتیب دل کیا اس درمیان مین خانجہان کے فوت کی خبر دہلی سے پہونچی سلطان نے اسکے بیٹے کو خانجہان خطاب دیکر اسکے باپ کی جگہ پر مقرر کیا اور وہانسے سلطان شرقی کے مقابلہ کو رابری کے سمت نہضت فرمائی اور بعد محاربہ شدید نسیم ظفر شاہ بہلول کے رایت پر چلی اور مظفر و منصور ہوا اور سلطان حسین شرقی شکست پاکر گوالیار کی طرف گیا اور وہانسے راجہ خاوماہ حاضر ہوا اور کئی لاکھ تنکہ نقد و قیمتی زر سنہ پروہ اور فیل و اسپ و شتر پیشکش کیے اور دو تنخواہون کے زمرہ مین منتظم ہوا اور کالپی تک مشایعت کی اور اس حال پر اختلال مین بادشاہ بہلول اٹاوہ کی طرف گیا اور ابراہیم خان برادر سلطان حسین اور ہیبت خان عرف کرکرا ٹاوہ ژن حسن

ہوکر تین دن لڑے اور آخر کو امان چاہ کر برآمد ہوئے اور اٹاوہ سلطان بہلول کے سپرد کیا سلطان بہلول نے اٹاوہ ابراہیم خان لوحانی کے سپرد کیا اور چند پرگنہ ولایت اٹاوہ بموجب برائے عطا فرمائے اور لشکر گران ہمراہ رکاب لے کر سلطان حسین شرقی کی طرف روانہ ہوا اور جب موضع راکا تو مین جو کالپی سے متعلق ہے پہونچا سلطان حسین نے استقبال کرکے آب جون کے کنارے اقامت کی اور چند مہینے محاربہ مین منقضی ہوے اس درمیان مین رائے نکو چند حاکم ولایت کٹیہر سلطان بہلول کی خدمت مین حاضر ہوا سلطان کو اس مقام سے کہ پایاب تھا مع فوج عبور کروایا سلطان حسین تاب مقاومت نہ لاکر ولایت ٹھٹھہ مین داخل ہوا اور وہانسے جونپور گیا ابیات شیرے کہ خورد سیلی سر پنجۂ ہزبر ۔ یارد گر فرار بگیرد ابرش بازیکہ صید از کف شاہین کند برون ۔ زان پس لعیب گاہ شمارد کبوترش ۔ اور راجہ ٹھٹھہ نے بھی استقبال کرکے سلوک آدمیانہ کیا اور چند لاکھ تنکہ مع چند اسپ وفیل پیشکش گذرانے اور فوج بھی ہمراہ کرکے جونپور تک مشایعت کی اسکے بعد بادشاہ بہلول تعاقب کرکے جونپور کی طرف متوجہ ہوا اور جب سلطان حسین جونپور چھوڑکر برہرایچ کے راستہ سے قنوج کی طرف گیا بادشاہ بہلول بھی قنوج کی سمت روانہ ہوا اور آپ رہرت کے کنارے فریقین کے درمیان آتش حرب افروختہ ہوئی اور ہزیمت جو سلطان حسین شرقی کی جبلت ہوگئی تھی ظہور مین آئی اور ساز و سلب اور حشم شاہی اُس کا لودھیون کے ہاتھ لگا حرم محترم اُس کی بی بی خونزہ جو بادشاہ علاء الدین نبیرہ خضر خان کی دختر تھی اسیر ہوئی بادشاہ نے بصلاح و عفت محافظت کرکے دہلی کی طرف مراجعت کی اور چند عرصہ کے بعد افواج ترتیب دیکر لوائے عزیمت ولایت جونپور کی تسخیر کے واسطے بلند کیا اور اُس خطہ کو جو مدتون سے بادشاہان دہلی کے قبضۂ تصرف سے نکل گیا تھا مسخر کرکے مبارک خان لوحانی کے سپرد کیا اور قطب خان لودھی اور دوسرے سرداروں کو قصبۂ مجھولی مین چھوڑکر خود بداؤن کی طرف گیا اور سلطان حسین فرصت دیکھکر جونپور مین آیا اور امرائے سلطان بہلول کے جونپور چھوڑکر قطب خان کے پاس مجھولی مین گئے اور سلطان حسین کے ساتھ ازراہ خلاص پیش آکر کلام دولتخواہانہ درمیان مین لائے اور کمک پہونچنے تک ساتھ مدارا کے ایام گذاری کی اور جب سلطان بہلول یہ احوال سنکر قصبۂ ہلدی مین پہونچا خبر وفات قطب خان سنکر چند روز لوازم تعزیت مین مشغول ہوا اور پھر جونپور کی طرف گرم عنان ہوا اور سلطان حسین شرقی کو دور دست بھگا کر از سر نو جونپور کو تسخیر کیا اور اپنے بیٹے بابر بہ شاہ کو تخت شاہان شرقیہ پر بٹھاکر خود کالپی کی طرف گیا اور اُسپر بھی متصرف ہوکر اپنے پوتے خواجہ اعظم ہمایون بن خواجہ بایزید کو عنایت فرمایا اور چندوار کے راستہ سے دھولپور کی طرف متوجہ ہوا اور دھولپور کا راجہ کئی من سونا نقد پیشکش کرکے لوکرون کے سلک مین منتظم ہوا اور بادشاہ نے وہانسے آکبرپور کی طرف جون تصور کی لوا بعد سے چھڑا کر سکوا راج کیا اور مظفر اور منصور ہوکر دہلی کی طرف مراجعت فرما ہوا اور جب محرم حماحوس ہار وتی مین اُسکے فرق آیالو لایات اپنے فرزندون اور خلیفون کو تقسیم فرماکین جونپور پر جیسا کہ مذکور ہوا شاہزادہ بابر بہ شاہ کو مقرر فرمایا اور کڑہ اور مانکپور شاہزادۂ عالم کو مرحمت کیا اور بہرایچ اپنے بھانجے شیخ محمد قرملی معروف بہ کالا بہاڑ کو اور لکھنؤ اور کالپی اعظم ہمایون بن خواجہ بایزید خان اپنے نبیرہ کو عطا فرمایا اور خواجہ بایزید قتل اُس کے ایک خدمتگار کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا اور بداؤن خانجہان کو جو جلامراے معتبر سے تھا اور فی الجملہ نسبت خویشی رکھتا تھا ارزانی فرمایا اور دہلی مع اکثر برگنات دوآبہ کے شاہزادہ نظام خان کو عطا کی اور یہی آخر مین سلطان سکندر ہوا ہے اور چند روز کے بعد پھر گوالیار کی طرف گیا اور وہانسے

راجہ سے اسی لاکھ تنکہ پیشکش لیے اور گوالیار پر اُسے مقرر رکھا پھر اٹاوہ مین آیا اور اٹاوہ کو سکیت سنگھ سے تغیر کر کے صلح مراجعت بلند کیا اور اثنائے راہ مین بیمار ہوا اکثر امرائے لودھی جو نہایت قوی تھے اُسپر آمادہ ہوئے کہ اعظم ہمایون کو ولیعہد کیجیے بادشاہ جو چارہ نہ رکھتا تھا اس بات کو قبول کیا اور اعلیٰ سکندر خان کے طلب مین دہلی کی طرف روانہ کیا اور عمر خان شروانی جو منصب وزارت رکھتا تھا اور بادشاہ کی بے شعوری کی سبب سے ملک و مال کا صاحب اختیار ہو رہا تھا امرا کے مشورہ سے واقف ہو کر سلطان سکندر کی ماں کی صلاح سے کہ اس سفر مین ہمراہ تھی ایک آدمی معتمد مخفی دہلی مین بھیجکر سلطان سکندر کو صورت حال سے آگاہ کیا اور پیغام دیا کہ طلب کا باعث حبس و قید ہو آنے مین تعلل اور سستی کو اسب جانین سلطان سکندر نے ایک مدت امروز فردا مین بسر کی اور امرائے مخالف نے فرصت دیکھکر عرض مین پہونچایا اور بادشاہ غضب مین آیا اور بیٹے کو تحریر کیا کہ اگر تو نہین آتا ہے تو مین آتا ہون سلطان سکندر یہ سنکر سراسیمہ ہو کر چلنے پر مستعد ہوا لیکن کوئی امرا اور معارف دہلی سے روانگی تجویز نکرتا تھا سلطان سکندر نے قتلغخان وزیر سلطان حسین شرقی سے کہ دستگیر ہو کر دہلی مین محبوس ہوا تھا اور صلابت رائے اور سین تدبیر مین شہرت رکھتا تھا مشورہ کیا اُسنے کہا سر اپردہ دہلی کے باہر برپا کر کے آوازہ روانگی اور غلغلہ سفر کا بلند کرنا مناسب ہے اور تیاری سفر مین ایام گذاری کرنا لازم ہے سلطان سکندر نے اُس کی تعلیم پر عمل کیا تضارا ایمان مرض نے بادشاہ پر غلبہ کیا اور بعد اولی کے قریب جوماہ سکیٹ سے ہر ۸۹۴ آٹھ سو چار انوے ہجری مین رخت ہستی باندھا اُسکی بادشاہی کی مدت اڑتیس برس اور آٹھ مہینے اور سات دن تھی قلمرو ہشت صد و دو چار رفت از عالم خدیو ملکستان و جہان ستان بہلول بہ تیغ ملک ستان لودی لیک دفع اجل ۔ بود محال بہ شمشیر و خنجر مصقول ۔ بادشاہ بہلول لودھی ظاہر اصلاح مین آراستہ اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت مین پیراستہ تھا اور حضر اور سفر مین علما اور مشائخ سے صحبت رکھتا اور اوقات انکے ساتھ بسر لیجاتا اور افغانون کے ساتھ برادرانہ سلوک کرتا اور اُنکے روبرو تخت پر اجلاس نکرتا ایک فرش پر تقاعد کرتا جس وقت دہلی کو لیا اور خزانے شاہان ماضیہ کے افغانان لودھی پر قسمت کیے خود بھی مثل عوام الناس قسمت برابر انہ لیا اور خاصہ اپنے عسکر مین نہ کھاتا اور خاصہ کے گھوڑون پر سوار نہ ہوتا اور ہر روز علما و مشائخ سے ایک امیر کے منگوا کر تناول فرماتا اور ہنگام رکوب اُن کے گھوڑے پر سوار ہوتا اور کہتا مجھے بادشاہی سے یہی نام کافی ہے اور مغل کی سپاہ گری پر اعتماد تمام رکھتا اس سبب سے اُس کی سرکار خاص اور شہزادون اور امرا کے پاس تخمیناً بیس ہزار مغل نوکر تھے اور جسجگہ سنتا جوان کارآمد ہر آدمی بھیجکر اُسے اپنے روبرو بلاتا اور لائق حال سلوک کرتا اور عاقل اور شجاع اور متفرس اور متہور رتھا اور جہانداری کے قاعدے اور رسمین خوب جانتا تھا اور کرہ مون مین جلدی اور شتابی جائز نہ رکھتا تھا اور از روے عدل اور انصاف کے خلق عامہ کے ساتھ حیات مستعار بسر کرتا تھا ذکر بادشاہی سلطان عادل باذل نظام خان المخاطب بسلطان سکندر بن سلطان بہلول لودھی کا جب بحکم قادر ذوالجلال بادشاہ بہلول لودھی سفر مذکور مین رحمت حق مین واصل ہوا امرا اور ارکان دولت نے فراہم ہو کر جو عزم مشورہ کا آپس مین ڈالا تھا اُسپر عمل کیا اور اعظم ہمایون بنیرہ شاہ مرحوم کی بادشاہی پر رغبت کی اور اکثر امرا نے شاہزادہ بارمک کی طرف میلان کیا کیونکہ زندہ اولاد مین وہی سب سے بڑا تھا اُس وقت اور سلطان سکندر بن بہلول نام نے جو دختر ایک زرگر کی تھی اور اس سفر مین بادشاہ مبرور کے ہمراہ تھی پس پردہ آن کر امرا سے فرمایا کہ میرا فرزند سلطنت کی لیاقت رکھتا ہے

اور تمھارے ساتھ سلوک خوب کرگا عیسی خان لودھی جو چچیرا بھائی سلطان بہلول کا تھا اُس نے دشنام دیکر کہا کہ سونار کی لڑکی کا بیٹا بادشاہی کے لائق نہین ہوتا اس واسطے کہ مثل مشہور ہے کام بڑھئی کا بندر سے راست نہین آتا خانخانان قرلی جو نہایت قوی تھا یہ سنکر بولا کہ کل بادشاہ فوت ہوا ہے آج اُسکی بی بی اور بیٹے کو دشنام دینا اور سخت کہنا لائق نہ تھا عیسی خان لودھی نے کہا تو نوکر ہے کوئی ربتہ میش نہین رکھتا بادشاہ کے خویش اور اقربا کے درمیان دخل مت کر خانخانان نے غضبناک ہوکر کہا کہ مین نوکر بادشاہ سکندر کا ہون نہ نوکر اورون کا یہ کہکر مجلس سے برخاستہ ہوا اور جن امرا سے کہ ساتھ اُسکے متفق تھے بادشاہ کا جنازہ اُٹھاکر قصبہ جلالی مین لے گیا اور بادشاہ سکندر کو طلب کرکے اوپر بلندی کے جو آب بیاہ کے کنارے واقع ہے اور اُسکو کوشک سلطان فیروز کہتے ہین سریر پادشاہی پر متمکن کرکے بسلطان سکندر مخاطب کیا نظم بر ین تخت فیروزہ ہر صبح و شام ۔ یکے مہرۂ بخت چیند بکام ۔ کس آن بخت و این مہرہ باخود نبرد ۔ بکام دل از مملکت برنخورد جہانبادشاہ سکندر نے جنازہ اپنے باپ کا دہلی بھیجا اور خود عیسی خان لودھی کے سر پر گیا اور مغلوب کرکے اس کا گناہ معاف فرمایا اور دہلی کی طرف مراجعت کی اور اپنے باپ کی طرح افغانون سے سلوک بہوا اور برادرانہ کیا اور اکابر قوم کے روبرو تخت پر نہ بیٹھا اور اُسوقت اُسے خدا نے چھ فرزند عطا کیے تھے اُنکے اسم یہ ہین ابراہیم خان اور جلال خان و اسمعیل خان و حسین خان و محمود خان و اعظم ہمایون خان اور امرائے نامی سے تربیت آدمی تھے خانجہان لودھی احمد خان ابن خانجہان خانخانان قرلی شیخ زادہ قرلی خانخانان لوحانی اعظم خان شروانی دریا خان ابن مبارک خان لوحانی نایب بہار خان لودھی جلال خان ابن محمود خان لودھی نایب کالپی شیر خان لودھی مبارک خان موجی خلیل خان لودھی احمد خان لودھی حاکم اٹاوہ ابراہیم خان شروانی محمد شاہ لودھی بابو خان شروانی حسین خان قرلی نایب سہارن پور سلیمان خان ابن دوم خانخانان قرلی سعید خان ابن مبارک خان لودھی اسمعیل خان لوحانی تاتار خان قرلی عثمان خان قرلی و شیخ جان پسر مبارک خان لودھی شیخ زادہ محمد المشہور بکالا پہاڑ ابن عماد خان قرلی شیخ جمال ولد شیخ عثمان قرلی شیخ احمد قرلی آدم خان لودھی حسین خان برادر آدم خان لودھی کبیر خان لودھی نصیر خان لوحانی غازی خان لودھی تاتار خان حاکم تجارہ میان چین کنبوہ حجاب خاص محمد الدین حجاب خاص شیخ ابراہیم حجاب خاص شیخ عمر حجاب خاص قاضی عبد الواحد پسر طاہر کابلی حجاب خاص بہورہ خان پسر خواص خان شیخ عثمان حجاب خاص شیخ صدیق حجاب خاص خواجہ نصر اللہ مبارک خان قبال خان حاکم قصبہ باڑی اسفر خان پسر قوام الملک حاکم دہلی شیر خان برادر مبارک خان لوحانی عماد الملک کنبوہ متعلق مبارک خان لوحانی عالم خان لودھی کبیر خان لودھی بھیکھن خان ظہیر خان لوحانی عمر خان شروانی جبار خان شروانی ستار خان جلوانی اور چند عرصہ کے بعد سلطان سکندر پر کنہ رابری کی طرف گیا اور عالم خان المشہور بہ بادشاہ علاء الدین برادر سلطان سکندر چند روز مین محصور ہوا اور آخر کو بھاگ کر عیسی خان کے پاس پتالے مین گیا بادشاہ سکندر رابری کو خانخانان قرلی کے نام مقرر فرما کر اٹاوہ کے سمت گیا اور سات مہینے وہان گذرانے اور عالم خان المشہور بہ بادشاہ علاء الدین کو اعظم ہمایون سے جدا کرکے اپنے نزدیک لایا اور ولایت اٹاوہ اُسے عنایت فرمائی اور وہان سے پتالے کی طرف عیسی خان وہان کے حاکم پر تاخت لایا اور عیسی خان نے صف جنگ آراستہ کی دو بدو حرب ہوکر شکست پائی اور از روے عجز و انکسار ملازمت کی لیکن اُس زخم سے جان برنہوا بادشاہ سکندر نے ایک مرد معتمد بابر بیگ شاہ اپنے بھائی کی خدمت مین جو جونپور کا بادشاہ تھا بھیجکر پیغام اطاعت کرنے اور نام اُسکا

مقدم خطبہ مین پڑھنے کا دیا راے گیلن کہ بابر بک شاہ سے موافق تھا آیا اور سلطان کا شریک و رہوا خواہ ہوا اور جاگیر پیتالے کی پائی اور جب بابر بک شاہ نے سر اطاعت سے پھیرا سلطان نے لشکر ہمراہ رکاب لیکر اُسپر چڑھائی کی بابر بک شاہ باتفاق کالا پہاڑ قنوج کی طرف روانہ ہوا اور جسوقت کہ افواج سلطانی آن پہونچی صف آرا ہوکر مشیدی کی بازار گیر و دار گرم ہوا کالا پہاڑ اپنی جمعیت لیکر سلطان سکندر کے قلب لشکر پر حملہ آور ہوا اور فوج سلطانی کے درمیان مین گھر گیا اور گرفتار ہوا جب سلطان سکندر کے حضور مین اسے حاضر لائے سلطان گھوڑے سے اُتر کر اُس سے بغلگیر ہوا اور نوازش نہایت اُسکے حال پر مبذول فرما کر ارشاد کیا کہ تم میرے بجاے والد ماجد ہو التماس یہ ہو کہ مجھے اپنے فرزندان مین قبول فرمایئے کالا پہاڑ نہایت خجل اور نادم ہوکر بولا کہ مین اس احسان کا عوض جان کے سوا اور نہین رکھتا مصرع انچہ داریم سر بست بر کف دست ؛ اب ایک گھوڑا حضور سے مرحمت ہووے تو یہ جان نثار لوازم جان نثاری بجالاوے بادشاہ نے اُسے گھوڑے پر سوار کیا پھر اُسنے باتفاق افواج ظفر امواج بابر بک شاہ پر حملہ کیا بابر بک شاہ تاب برق شمشیر نہ لایا پاے ثبات اُسکا جگہ سے ہلگیا بداؤن کی طرف بھاگا اور شہزادہ مبارک خان گرفتار ہوا اور بادشاہ نے تعاقب کرکے بابر بک شاہ کو بداؤن مین محاصرہ کیا آخر کو بابر بک شاہ نے عاجز ہوکر ملازمت کی بادشاہ نے اُسکے اعزاز و احترام مین کوشش فرمائی اور اُسے خوشدل اور محظوظ کرکے اپنے ہمراہ جونپور مین لایا اور جو اتبک حسین شاہ شرقی حوالی بہار مین صاحب لشکر تھا اسے بدستور سابق تخت شرقیہ پر متمکن کیا لیکن اُس کی خدمت مین اپنے مرد معتمد مقرر کیے اور اکثر موضع مین اپنے حکام تعین فرمائے اور بعضے پرگنات کو امراے درگاہ پر قسمت کیا اور وہان سے کالپی مین آیا اور اُسے اعظم ہمایون سے تغیر کرکے محمد خان لودھی کو دیا اور وہان سے جھترہ کی طرف روانہ ہوا اور جوتا تاتار خان ؛ ہانکا حاکم لوازم القیاد بجالایا چھترہ پاسے بجال فرما کر قلعہ گوالیار کی طرف توجہ مبذول کی اور خواجہ محمد قرملی کو مع خلعت خاص اجہ مان حاکم گوالیار کے پاس بھیجا راجہ مذکور نے بھی جادہ اطاعت مین قدم رکھکر اپنے بھتیجے کو بادشاہ کی خدمت مین روانہ کیا کہ بیانہ تک مشایعت کرے اور سلطان شرف حاکم بیانہ بھی طریق اخلاص سے ملازمت مین حاضر ہوا بادشاہ نے ارشاد کیا کہ بیانہ کو چھوڑ تو اُسکے عوض جالیسر اور چند دارالامر بارہہ اور سکیٹ تجھے عطا کیا جاوے سلطان شرف نے عرخان شروانی کو ہمراہ لیا تاکہ کنجیان قلعہ کی سپرد کرے لیکن بعد پہونچنے کے نقض عہد کرکے قلعہ کو محکم کیا اور بادشاہ تغافل کرکے آگرہ مین آیا اور جو ہیبت خان جلوانی کہ مطیعان سلطان شرف سے تھا بغی ہوا اور قلعہ آگرہ پر اپنا عمل کرکے متحصن ہوا سلطان نے نارضا ہوکر ایک جماعت امرا سے آگرہ کے محاصرہ کو چھوڑا اور خود معاودت کرکے بیانہ کی طرف گیا اور بتہور و غضب قلعہ بندی تنگی مین کوشش فرمائی اور ایک مدت کے بعد سلطان شرف نے عاجز ہوکر امان چاہی اور ۸۹۷ آٹھ سو ستانوے ہجری مین بیانہ کا قلعہ فتح ہوا اور خانخانان قرملی کے تفویض فرمایا اور سلطان شرف کو گوالیار کی طرف نکالدیا اور آگرہ کا بھی قلعہ مفتوح ہوا پھر بادشاہ نے عنان عزیمت دہلی کی طرف معطوف فرمائی اور اس عرصہ مین خبر پہونچی کہ ولایت جونپور کے زمیندارون نے لاکھ سوار اور پیادہ کے قریب جمعیت بہم پہونچا کر شیر خان برادر مبارک خان لوحانی حاکم کڑہ کو شہادت مین پہونچایا ہے اور مبارک خان لوحانی بھی کڑہ سے برآمد ہوکر جسوقت پرستی پیال کے گھاٹ پر دریاے گنگ سے عبور کرتا تھا راے مہدیو راجہ ٹھٹہ نے اُسکو اسیر کیا اور بابر بک شاہ غلبہ اُس گروہ کا مشاہدہ کرکے جونپور سے کالا پہاڑ کے پاس بہرائچ مین آیا اور سلطان نے چھ بیس دن دہلی مین اقامت کرکے جونپور کی طرف عزیمت فرمائی جب آب گنگ سے عبور کرکے

دیلپور مین پہونچا بارک شاہ خدمت مین حاضر ہوکر عنایات سلطانی سے ممتاز ہوا اور رائے سہدیو بادشاہ کی آمد کا غلغلہ سنکر
ہراسان ہوا اور مبارک خان کو کہ اُسکے زندان ستم مین محبوس تھا بادشاہ کی خدمت مین بھیجا بادشاہ وہانسے کالپی گرھہ مین آیا
اور وہان کے زمینداروں نے اجتماع کرکے تنور جنگ گرم کیا آخر کو شکست کھاکر آوارہ دشت ادبار ہوے اور خجستہ بسیار فارقی
کے ہاتھ آئی بادشاہ جونپور کی طرف کیا اور دوبارہ بارک شاہ کو جونپور مین چھوڑکر راجت کی پھراودھ کے اطراف مین ایک مہینہ
کامل سیر و شکار مین بسر کیا اس عرصہ مین ہرکارے خبر لائے کہ بارک شاہ زمینداروں کے غلبہ سے جونپور مین قیام نہین کرسکتا
بادشاہ نے حکم کیا کہ کالپاڑا اور اعظم ہمایون شروانی اور خانخانان لوحانی اودھ کے راستہ سے اور مبارک خان کڑہ کی راہ
سے جونپور کی طرف جاکر اُس حدود کا بندوبست کرین اور بارک شاہ کو مقید کرکے حضور مین حاضر کرین جب بارک شاہ
کو بادشاہ کے ورود کی خبر ہوئی بادشاہ نے اُسے ہیبت خان لوحانی اور عمر خان شروانی کے سپرد کرکے خود جونپور کی اطراف سے
قلعہ چنار کے سمت عزیمت کی اور بعضے امراے حسین شاہ شرقی کو وہان تھے جنگ پر آمادہ ہوئے اور شکست کھاکر
قلعہ بند ہوے چونکہ قلعہ محکم تھا بادشاہ نے محاصرہ مناسب نجانا کیتھ کی طرف کہ مضافات پٹنہ سے ہے رہنمضت فرمائی
اور وہان کے راجہ رائے بلبھدر نے استقبال کرکے اطاعت کی بادشاہ نے کیتھ پر اُسے بحال رکھا اور اریل کی طرف
گیا اس درمیان مین بلبھدر متوہم ہوکر اسباب وحشم چھوڑکر کیتھ و تنہا پٹنہ کی طرف بھاگا بادشاہ نے تمام سامان اسب
اُسکا اسکے پاس بھیجدیا جب اریل مین پہونچا دست تاراج دراز کرکے باغات اور عمارات سے کچھ اثر باقی
نہ رکھا اور کڑہ کے راستہ سے دیلپور کی طرف گیا اور شیر خان برادر مبارک خان لوحانی کی منکوحہ کو اپنے بعقد
نکاح مین لایا اور شمس آباد کی طرف توجہ فرمائی اور چھ مہینے وہان اقامت کرکے سنبھل مین گیا اور بعد شمس آباد کی طرف
عنان عزیمت معطوف فرمائی درمیان راہ کے دیوپتاری کو کہ ماوای متمردان حق قتل و غارت سے خراب کیا اور
بقیۃ السیف نے بھاگ کر موضع وزیر آباد مین دم لیا سلطان وزیر آباد کے مالک کو بھی قتل اور اسیر کرکے شمس آباد
مین آیا اور ایام برسات شمس آباد مین گذرانے اور سنہ ۹۰۰ نوسو ہجری مین رائے بلبھدر کی گوشمالی کو پٹنہ کی طرف متوجہ ہوا
اثناے راہ مین متمردون اور بدمعاشون کے مواضع کو ویران اور بعضون کو قتل و دستگیر کرتا تھا اور جب کہارن اور کمانی مین
پہونچا نرسنگھ بیٹا بلبھدر کا جنگ مین مشغول ہوا اور بہزمیت پاکر پٹنہ مین بھاگا اور جب سلطان پٹنہ مین پہونچا راجہ
بلبھدر سرگجہ کی طرف مفرور ہوکر راہ مین فوت ہوا اور سلطان سرگجہ سے سہدیو کی طرف کہ اعمال پٹنہ سے تھا متوجہ ہوا
اور جب وہان پہونچا وہان افیون اور کوکنار یعنی پوست اور نمک اور گھی نہایت گران ہوا وہانسے جونپور کی طرف گرمی عنان
ہوا اور جو گھوڑے کہ پٹنہ کے سفر مین محتشد شاقہ پھنسے ہوئے تھے انمین سے اکثر تلف ہوے ہر سوار کہ دس گھوڑے رکھتا
تھا انمین سے نو ضائع ہوئے لکم چندرا رائے بلبھدر کے فرزند اور دیگر زمینداروں نے حسین شاہ شرقی کو لکھا کہ سلطان سکندر
کے لشکر مین گھوڑے نہین رہے اور یراق تلف ہوا فرصت غنیمت ہے حسین شاہ شرقی نے یہ خبر سنکر جمعیت کی اور چند فیل
ہمراہ لے کر شاہ سکندر کے مقابلہ کو آیا بادشاہ سکندر نے بھی گنگت کے گھاٹ جاکر آب گنگ سے عبور کرکے
استقبال کیا اور اٹھارہ کوس بنارس سے آگے میدان مقابلہ تھا۔ بادشاہ نے خانجہان کو سالباہن پسر رائے بھدر کے
پاس بھیجا کہ اُسے دلاسا دیکر لاوے اور خود بعزیمت تمام سلطان حسین کے سر پر گیا اثناے راہ مین سالباہن خدمت مین
حاضر ہوا بعد مقابلہ کے حرب شدید و قوع مین آئی لیکن بہزیمت حسین شاہ شرقی پر شامل حال ہوئی ولایت پٹنہ کی طرف گیا اور

بادشاہ نے فرد و چھوڑ کر بروایت صحیح ایک لاکھ سوار سے تعاقب کیا اور جب اثنائے راہ مین معلوم ہوا کہ حسین شاہ ولایت بہار مین گیا ہے نو روز کے بعد بادشاہ پلٹ کر اردو مین وارد ہوا اور بہار کی طرف توجہ فرمائی اور حسین شاہ نے ملک مکھندو کو حصار بہار مین چھوڑا اور خود گیل گانون مین جو توابع لکھنوتی سے ہے گیا اور سلطان علاء الدین بادشاہ بنگالہ نے اسکی عزت نگاہ رکھی اور اسباب عیش و فراغت کا اسکے واسطے مہیا کیا تاکہ فکر اور تردد سلطنت سے باز آکر بقیہ عمر وہان بسر کرے اور دولت جونپور کے بادشاہون کی ساتھ اُسکے منقرض ہوئی اور بادشاہ سکندر نے منزل دیوہارہ سے ایک فوج ملک مکھندو کے مقابلہ کو تعین فرمائی اور ملک مکھندو نے راہ فرار ناپی اور ولایت بہار گماشتگان سکندر کے ہاتھ آئی اور سلطان نے محبت خان کو مع ایک جماعت امرا کے بہار مین چھوڑکر خود دولت پور مین آیا اور خانجہان پسر خانخانان قرملی کو اُوڑہ پر چھوڑکر خود تزہت کا قصد کیا تربہت کے راجہ نے حاضر ہوکر کئی لاکھ تنکہ خراج قبول کیا بادشاہ نے بہار کو لوحانی کو خراج وصول کرنے کے لیے وہان چھوڑا اور خود درویش پور مین آیا اور جب خانجہان پسر خانخانان قرملی نے وفات پائی خسرو خان پسر بزرگ اُس کے کو ساتھ خطاب اعظم ہمایون کے امتیاز بخشا اور وہان سے شیخ شرف الدین یحییٰ منیری کی زیارت کو کہ بہار مین آسودہ تھے روانہ ہوا وہان کے فقرا اور مساکین کو انعام اور داد و دہش سے خوش دل بلکہ تونگر کیا اور پھر درویش پور مین آکر بادشاہ علاء الدین شاہ بنگالہ کی سر پر روانہ ہوا اور جس وقت قتلغ پور مین جو متعلق اعمال بہار سے ہے پہونچا علاء الدین شاہ نے دانیال اپنے بیٹے کو استقبال کے واسطے بھیجا اور سلطان سکندر نے بھی محمود خان لودھی اور مبارک خان لوحانی کو اس طرف سے تعین کیا چنانچہ موضع بارہ مین دونون مقابل ہوئے اور حرف صلح کا درمیان مین لائے اور یہ قرار پایا کہ دونون مین سے کوئی ولایت بنگہ نگر مین مزاحمت نہ پہونچاوے اور مخالفون کو بھی پناہ نہ دیوے پھر محمود خان لودھی اور مبارک خان لوحانی نے معاودت کی لیکن قصبہ پٹنہ توابع بہار مین مبارک خان لودھی قضاے الٰہی سے فوت ہوا اور سلطان سکندر لودھی قتلغ پور سے پلٹ کر درویش پور مین آیا اور کئی مہینے توقف کیا اور جو مبارک خان اُس مقام مین فوت ہوا تھا وہ ولایت اعظم ہمایون کے نام مقرر ہوئی اور ولایت بہار دریا خان پسر مبارک خان لوحانی کو عنایت فرمائی اور اُسوقت مین قحط غلہ ظاہر ہوا بادشاہ نے خلائق کے رفاہ کے واسطے فرامین صادر کہ زکوٰۃ غلہ کل قلمرو مین ارسال فرمائے اُس دن سے پھر زکوٰۃ غلہ کی بیک قلم موقوف ہوئی اور اُسوقت بادشاہ قصبۂ سارن مین گیا اور بعضے پرگنے قصبہ سارن کے اطراف کے جو زمینداران کے تصرف مین تھے برآورد کرکے اپنے آدمیون کو جاگیر دیکر مچھلی گڈھ سے جونپور مین آیا اور چھ مہینے توقف کیا اور جب بادشاہ نے سالباہن اے پٹنہ سے لڑکی طلب کی اور اُسنے انکار کیا اسوقت تہانگام کو سنہ ۹۰۰ نو سو چار ہجری مین پٹنہ کی طرف گیا اور اُسکی آبادی سے ایک شہر چھوڑا اور جب ماندھو گڈھ کی حوالی مین کہ محکم ترین قلاع اُس ولایت سے ہے اور حاکم نشین ہے پہونچا جوانان مردانہ نے جو ہمراہیان تھے چونکہ لشکر اسکی دشوار تھی بادشاہ اُس حصار سے پلٹ کر جونپور مین آیا اور وہان استقامت کرکے ایکٹ امور مملکت کی پرداخت مین اشتغال رکھا اس درمیان مین مبارک خان کا حسابی معاملہ پیش آیا کیونکہ مبارک خان مرحوم جو بعد قید کرنے بابر بادشاہ کے جونپور اُس کے حوالہ ہوا تھا اس نے بہت مال درمیان سے تلف کیا اور چاہتا تھا کہ لطائف الحیل مین گذارے اور ہر چند خوانین کو شفیع کیا فائدہ نہ بخشا حکم ہوا کہ اُس سے آمدنی چند سال کی بندوبست بادشاہی کے

موافق وصول کرین اس سبب سے امرائے افغان نے اپنے دلمین یک گونہ رنجش ہم پہونچائی اتفاقاً اُن دنون مین بادشاہ چوگان بازی کے واسطے سوار ہوا اور مین چوگان بازی مین چوگان ہیبت خان شروانی کا سلیمان خان لودھی کے چوگان سے ٹکرا کر سلیمان خان کے سر مین لگا کہ مجروح ہوا اس سبب سے اُنکے درمیان مین اُس مقدمہ کے باعث مناقشہ ہو کر رنجش ہوئی خضر خان برادر سلیمان خان نے انتقام کے واسطے قصداً چوگان ہیبت خان شروانی کے سر پر مارا شور و غل برپا ہوا محمود خان لودھی اور خانخانان نے ہیبت خان شروانی کو تسکین دی اور دلاسا دیکر مکان پر لے گئے اور بادشاہ میدان سے محل مین داخل ہوا اور چار دن کے بعد پھر چوگان بازی شروع ہوئی اثنائے راہ مین شمس خان نامے خویشان ہیبت خان شروانی سے غضبناک ہو کھڑا ہوا جب خضر خان برادر سلیمان خان کو دیکھا چوگان اُسکے سر پر مارا اور بادشاہ نے شمس خان کو خوب زدوکوب کر کے اپنے محل مین مراجعت فرمائی اور اُسکے بعد اپنے امرا سے بدظن ہوا البتہ اون کو کہ مخلص اور دولتخواہ جانتا تھا پاسبانی کا اشارہ کیا چنانچہ یہ شب کو مسلح ہو کر پاسبانی کرتے تھے اس عرصہ مین ہیبت خان شروانی اور دوسرے سرداروں نے آپسمین اتفاق کر کے شہزادہ فتح خان بن بادشاہ بہلول سے عرض کی کہ افسران سپاہ سکندر شاہ کی بادشاہی سے راضی نہین ہین اور مجھے سرداری مین قبول کیا ہے مین اگر حکم ہو سکندر شاہ کو درمیان سے اٹھا کر ہم تجھے سریر سلطانی پر متمکن کرین شہزادہ نے شیخ ظاہر کابلی اور اپنی والدہ سے یہ رازنامہ ظاہر کیا شیخ اور اُسکی والدہ نے نصیحت کر کے اسپر آمادہ کیا کہ نام بداندیشون کے بادشاہ کے روبرو ظاہر کرے شہزادہ نے ویسا ہی کیا چنانچہ سلطان غدار و بداندیشی اُس جماعت سے خبردار ہوا باتفاق امرا ہر ایک کو مختلف اطراف مین بھیجدیا اور اُسکے بعد بتدریج اُنکو برباد کیا اور ۹۰۷ھ نوسو پانچ ہجری مین سنبھل کی طرف جا کر چار برس اس حدود مین شکار اور چوگان بازی مین بسر کیے اور اس مقام مین خبر بدعملی اور بدکرداری اصغر خان حاکم دہلی کی سنی چنانچہ خواص خان حاکم ماچھراڑہ کو حکم بھیجا کہ دہلی مین جا کر اصغر خان کو مقید اور مخلول درگاہ مین بھیجے اور جب خواص خان حسب الحکم دہلی کی طرف متوجہ ہوا اصغر خان یہ خبر سُنکر قبل پہونچنے خواص خان سے شب شنبہ ماہ صفر ۹۰۸ نوسو سات ہجری مین قلعہ سے برآمد ہو کر سلطان کے روبرو سنبھل مین حاضر ہو کر مقید ہوا اور خواص خان دہلی پر متصرف ہو کر حکومت مین مشغول ہوا اور نقل ہے کہ ایک برہمن جو دھن نام موضع کاتھن مین سکونت پذیر تھا ایکدن اُسنے مسلمانون کے حضور اقرار کیا کہ اسلام حق ہے اور دین بھی درست ہے یہ بات اُس سے شائع ہو کر علمار کے گوش زد ہوئی اور قاضی پیادہ اور شیخ بدر جو کہ لکھنوتی مین رہتے تھے ساتھ تفیض ایک دوسرے کے فتوے دیتے تھے لہذا اعظم ہمایون بن خواجہ بایزید حاکم اس ولایت نے برہمن کو مع قاضی اور شیخ مذکور بادشاہ کی خدمت مین سنبھل بھیجا اور جو بادشاہ کو مذاکرہ علمی کے سننے مین رغبت تمام تھی علمار نامی کو اطراف سے طلب کر کے مجلس بحث ترتیب دی اور تفصیل اسماے علمار کی یہ ہے کہ میان قادر بن شیخ خواجو اور میان عبداللہ بن الہ داد کولھنہ سے اور سید محمد بن سعید خان کو دہلی سے اور ملا قطب الدین اور ملا الہ داد اور صالح کو سرہند سے اور سید امان اور سید برہان اور سید احسن کو قنوج سے بلایا اور ایک جماعت امرا سے جو ہمیشہ بادشاہ کے ہمراہ رہتے تھے شامل صدرالدین قنوجی اور میان عبدالرحمن ساکن سیکری اور میان عزیز اللہ سنبھلی یہ بھی اُس مجلس مین حاضر ہوئے اتفاق علما کا اسپر ہوا کہ اُسکو مجبوس کر کے عرض اسلام کرنا چاہیے اگر انکار کرے اُسکی گردن مارین جو دھن انکار کر کے مقتول ہوا اور بادشاہ نے جمیع علما کو انعام دیکر رخصت کیا اور بعد چند عرصہ کے خواص خان حاکم دہلی اپنے بیٹے اسمعیل خان کو دہلی مین چھوڑ کر حسب الحکم درگاہ مین آیا

اور نوازش خسروانہ سے سرفراز اور ممتاز ہوا اسوقت مین سعید خان خزوانی نے کہ لاہور سے آیا تھا ملازمت کی چونکہ یہ غداروں کا سرغنہ تھا اسکو اور تاتار خان قرلی اور محمد شہ لودھی اور تمام غداروں کو گجرات کے اطراف مین اخراج فرمایا اور اُس سال کر سنہ ۹ نو سو سات ہجری تھی راجہ مان سنگھ رائے گوالیار نے نہال نام خواجہ سرا کو بہم رسالت مع تحف و ہدایائے لائق روانہ کیا اور جو خواجہ سرا درشت گو اور بد زبان تھا بادشاہ نے ناراض ہوکر اسے رخصت کیا اور اپنے آنے اور قلعہ لینے کی تہدید فرمائی اور انھین دنون مین خبر فوت خانخانان قرلی حاکم بیانہ کی پہونچی چند روز بیانہ مین احمد اور سلیمان پسران پسر خانخانان قرلی کو مقرر رکھا اور جو بیانہ بسبب استحکام قلعہ اور ہونے سرحدون محکم کے محل بغاوت اور فساد کا ہوا تھا احمد و سلیمان پسران پسر خانخانان قرلی سے لیکر خواص خان کے سپرد کیا اور چند روز کے بعد صفدر خان آگرہ کے انتظام کے واسطے کہ مضافات بیانہ سے تھا تعین ہوا اور احمد و سلیمان جو بیانہ سے متصل مین آئے تھے شمس آباد و جالیسر و دھنپل اور شاہ آباد اور دوسرے پرگنے پائے اور عالم خان حاکم میوات اور خانخانان حاکم رابری کو حکم ہوا کہ باتفاق خواص خان قلعہ دھولپور کے تسخیر مین مشغول ہوون اور رائے بنایک دیو کے تصرف سے برآوردہ کرین اور رائے نے بقدم ثبات آکر مجادلہ اور محاربہ کیا اور خواجہ حسین کہ دلاوران صف شکن سے تھا اُس معرکہ مین شہید ہوا اور ہر روز ایک جماعت قتل ہوتی تھی جب یہ خبر بادشاہ کو پہونچی بتیانہ جمعہ کے دن ماہ رمضان المبارک کی چھٹی تاریخ سنہ مذکورہ مین متصل سے دھولپور کی طرف حرکت کی اور جب قریب پہونچا رائے بنایک دیو قلعہ اپنے متعلقون کے سپرد کرکے گوالیار کی طرف چلا گیا اور آدمی اُسکے صدمہ افواج سکندری کی تاب نہ لاکر آدھی رات کو قلعہ سے برآمد ہوکر نکل گئے اور بادشاہ نے صبح کے وقت قلعہ مین داخل ہوکر دوگانہ شکر کا ادا کیا اور بلوازمہ فتح عمل مین لایا غازیون نے ہاتھ تاراج و غارت مین دراز کیا اور مکانون کو مسمار کرکے باقات اطراف دھولپور کے کہ سات کوس تک سایہ ڈالے ہوئے تھے بیخ و بن سے اُکھاڑے اور ایک مہینے کے بعد رایات شاہی گوالیار کی طرف جنبش مین آئے اور آدم خان لودھی کو مع تمام امرا وہان چھوڑکر آب چنبل سے عبور کیا اور دریاے اسی عرف سیدکی کے کنارے نزول فرماکر دو مہینے توقف کیا اور وہانکی آب ہوا کی ناموزونی کے سبب بیماری وبا اور طاعون کی پیدا ہوئی اور آدمی بیمار ہوئے اور گوالیار کے راجہ نے ملایمت سے صلح کی درخواست کی اور سعید خان اور بابو خان اور رائے کبنس کو کہ بادشاہ سے بھاگ کر اُسکے پاس پناہ لے گئے تھے اپنی حفاظت سے نکالکر اپنے بڑے بیٹے بکراجیت کو ملازمت کے واسطے بھیجا چنانچہ بادشاہ نے اُسے بہ خلعت عنایت فرماکر رخصت انصراف مرحمت فرمائی پھر علم مراجعت بلند کرکے جب دھولپور مین پہونچا اُسے بھی بنایک دیو کو بخشا اور آگرہ مین آیا اور اس شہر کو جو بیانہ کے متعلق تھا اور زمانہ کفر و اسلام مین کبھی پاے تخت نہوا تھا گوالیار اور زور کی تسخیر کے واسطے پاے تخت کرکے حصار سیری کو کہ بہ ساحل دہلی نو کے شہرت رکھتا تھا ترک کیا اور برسات کا موسم اُس مقام مین بسر کیا اور ماہ رمضان المبارک سنہ ۹۱۰ نو سو دس ہجری مین طلوع سہیل کے بعد علم عزیمت قلعہ مندرایل کی تسخیر کے واسطے بلند کیا اور ایک مہینہ کامل اطراف دھولپور مین توقف فرمایا اور افواج نے حسب الحکم جاتے ہی حوالی گوالیار و مندرایل تک تاخت و تاراج کیا اور اُسکے بعد خود جاکر قلعہ مندرایل کو محاصرہ فرمایا اور اہل قلعہ نے امان طلب کرکے حصار کو سپرد کیا اور سلطان نے تجانے اور کنائس وہان کے مسمار کرکے مسجد مین تعمیر کین اور ساتھ ایک معتمد کے سپرد کرکے علم مراجعت بلند کیا اور جب دھولپور مین پہنچا قلعہ کو بنایک دیو سے تغیر کرکے شیخ قمرالدین کے سپرد کیا اور خود آگرہ مین آنکر امرا کو جاگیرون کی طرف رخصت فرمایا اور ۹۱۱ سنہ

نو سو گیارہ ہجری مین بروز یکشنبہ صفر کی تیسری تاریخ کو آگرہ مین زلزلہ عظیم واقع ہوا حتی کہ پہاڑ لرزہ مین آئے عمارات بلند اور محکم گر پڑین زندون نے قیامت اور مردون نے حشر معلوم کیا قطعہ اُسکی تاریخ کا یہ ہے قطعہ ورنہ صد واحدی عشر از زلزلہا گردید سوا د آگرہ مرحلہا ؛ با آنکہ بنا ہاش بسے عالی بود ؛ از زلزلہ شد عالیہا سافلہا ؛ اُس زمانے تک اُس طرح کا زلزلہ ہندین واقع نہین ہوا تھا اور اُس دن زلزلہ اکثر بلاد ہند مین آیا تھا بادشاہ نے سہیل کے طلوع کے بعد سنہ مذکورہ مین گوالیار کی طرف نہضت فرمائی اور ڈیڑھ مہینے دھولپور مین توقف کیا وہان سے آب چنبل کے کنارے کوہ گھاٹ کے نزدیک فروکش ہوا اور چند مہینے استقامت کی اور شہزادہ ابراہیم اور جلال خان کو مع خوانین معتبر وہان چھوڑا اور خود بعزم جہاد اور غارت بلاد و بناے سعادت رکاب مین لاکر اکثر کفار کو جو پہاڑون اور جنگلون مین پوشیدہ تھے تیغ بیدریغ سے قتل کیا اور غنیمت وافر غازیون کے ہاتھ آئی اور وہان جو بہ سبب نہ آنے بنجارون کے غلہ لشکر منصورہ مین کم پہونچتا تھا اعظم ہمایون اور احمد خان لودھی اور مجاہد خان کو رسد لانے کے واسطے روانہ کیا راے گوالیار اگرچہ انکا سد راہ ہوا لیکن تدبیر اُسکی کارگر نہوئی لاچار ہو کر پلٹ گیا اور رسد و غلہ لشکر فیروزی اثر مین بخوبی تمام پہونچی اور جب بادشاہ کفر محو موضع جنوہر مین جو ہمال گوالیار سے ہے پہونچا اس جگہ سے طلائیہ لشکر کی پاسبانی کے واسطے دس کوس پیشتر غنیم کی طرف گیا اور نگہبانی اور خبرداری مین تقصیر نہ کی نظم مثل گردان لشکر تیز چنگ ؛ بندہ اخته نامداری خدنگ ؛ ہنوز از کمان دور نارفته تیر ؛ خبر یافتی شاہ گردون سریر ؛ فوج راے گوالیار کی مراجعت کے وقت کمین سے برآمد ہوئی حرب شدید و معرکہ عظیم واقع ہوا اور داؤد خان اور احمد خان پسر خانجہان بن خانخانان قرلی کی بہادری و مردانگی اور جان سپاری سے کفار نے شکست کھائی اور راجپوت بہت علف تیغ خون آشام ہوئے اور غازیان اسلام نے بہت زندہ اسیر کیے اور بادشاہ نے مراجعت کے وقت دونون پر نوازش خسروانہ فرمائی داؤد خان کو ملک داؤد خطاب دیکر آگرہ مین آیا اور برسات وہان آخر کی اور ۹۱۲ نو سو بارہ ہجری مین قلعہ اودیپور نگر کی طرف توجہ فرمائی اور جب دھولپور مین پہونچا توقف کر کے عماد خان قرلی اور مجاہد خان کو مع چند ہزار سوار اور سو فیل کوہ تمثیل کے قلعہ اودیپور نگر کی جانب تعین فرمایا اور خدمت حجابی پر قاضی عبد الواحد ابن شیخ طاہر کابلی ساکن قصبہ تھانیسر اور شیخ ابراہیم مقرر ہوے اور ولایت کالپی جو محمود خان کی فوت کے بعد ساتھ جلال خان کے مقرر ہوئی تھی اور اُسکے بھائی سلیمان بھیکھن خان اور حاجی خان اُس سے پرخاش پر آمادہ تھے سلطان نے حکومت کالپی کی فیروز اد خان کو عنایت فرمائی اور اد خان ایک طائفہ ہوا فغان کے نزدیک اور مجاہد خان کو دھولپور مین چھوڑ کر خود آب چنبل کے کنارے جا کر نزول کیا اس مقام مین خواص خان اور بھیکھن خان ملازمت مین فائز ہو کر عنایات سلطانی سے ممتاز ہوئے اور سلطان نے اودیپور نگر کی طرف آن زنادہ کو محاصرہ کیا اور جو قلعہ اُسکا مثل قلع علیہ قلعہ گوالیر کے جانتا تھا تمام فوج کو حکم کیا کہ جنگ و پیکار پر مستعد ہو کر قلعہ کی تسخیر مین بہت پابندی اور خود ایسی ساعت مین کہ اختر شناسون نے مقرر کی تھی بنفس نفیس میدان کی طرف متوجہ ہو کر ہر طرف سے جنگ شروع کی افواج بحر موج نے مورو ملخ کی طرح قلعہ مین چسپیدہ ہو کر داد مردی اور مردانگی دی اور نسیم فتح و ظفر پرچم رایات سلطانی پر چلی ناگاہ قلعہ کی دیوار جو ملک علاء الدین کی جانب تھی وہ شگافتہ ہوئی اور جوانان مرد افگن و غازیان فرزانہ اُس طرف سے داخل ہوے ہر چند مدافعون نے فریاد الامان بلند کی کسی کے گوش شنوا نے کلمہ کو نہ سنا کیا اور راجپوت اپنے مکانون سے

جنگ کرتے تھے اور اپنے اہل وعیال کو قتل کرتے اور آتش سوزان مین جلاتے تھے غرض راجپوت بہت مقتول ہوئے
اس عرصہ مین ایک تیر غنیم کی طرف سے آیا اور ملک علاء الدین کے دیدۂ جان مین کہ بے نور کیا اور بادشاہ فتح کے بعد لوازم شکر
وسپاس نتاح حقیقی بجا لایا اور بتخانون کو مسمار کر کے مساجد تعمیر فرمائین اور قلعہ بھیلسین خان لدمجاہد خان کے سپرد کیا اور جب
بادشاہ کے سمع مبارک مین یہ خبر پہونچی کہ مجاہد خان نے راجہ ہنونت گڑھ سے رشوت لیکر قصد بادشاہ کے پھیرنے کا کیا ہے ماہ محرم
سنہ ۹۱۳ نوسو تیرہ ہجری مین ملا چن خاص حاجب کو کہ خطاب خان مجاہد خان سے تھا مقید کر کے ملک تاج الدین کنبوہ کے
سپرد کیا اور اُن امرا کو جو دھولپور مین تھے حکم ہوا کہ مجاہد خان کو محبوس کرین اور آگرہ کے قلعہ کی طرف کوچ کیا ایک روز
راہ کی ناہمواری سے کہ نشیب وفراز بہت رکھتی تھی مقام ہوا اور آب کی نایابی سے اُس دن حیوان صامت اور
ناطق بہت تلف ہوئے اور جب بادشاہ کے حسب الحکم مردہ نکا شمار ہوا آٹھ سو آدمی قلم بند ہوے اور قیمت ایک
کوزہ پانی کی پندرہ تنکہ ہوئی تھی بادشاہ وہان سے دھولپور مین آیا اور چند روز توقف کر کے دارالسلطنت کی طرف تشریف
لایا اور برسات کو آخر کر کے سہیل کے طلوع کے بعد سنہ ۹۱۴ نوسو چودہ ہجری مین قلعہ رنتھنبور کی تسخیر کی عزیمت کی اور قلعہ تواتع اور
اور کفار کے تصرف مین تھا اور جلال خان حاکم کالپی کے نام حکم صادر ہوا کہ رنتھنبور کو بیشتر جا کر محاصرہ کرے اور اہالی حصار
اگر صلح کرین درگذر کر کے قبول کرے جلال خان نے حکم کے موافق قلعۂ مذکور کو محاصرہ کیا اور بادشاہ بھی عقب سے
پہونچا دوسرے دن قلعہ کے دیکھنے کے واسطے سوار ہوا اور جلال خان نے اپنے لشکر کو آراستہ کر کے پیادے
اور سواروں اور فیلون کے تین گروہ کیے اور سربراہ ایستادہ کرنا چاہا کہ مجرا اپنی تبعیت کا کرائے بادشاہ نے اُسکے
لشکر کی کثرت ملاحظہ کر کے اپنے دلمین تجویز کیا کہ اسے بتدبیر وتدریج خراب کرے اور بادشاہ نے اُس قلعہ کو آٹھ کوس کا
جسکا دور تھا ایکسال تک محاصرہ کیا اور ہر روز آدمی جنگ کے واسطے پیشقدمی کرتے تھے اور قتل ہوتے تھے لیکن آٹھ
مہینے کے بعد بادشاہ کو معلوم ہوا کہ بعضے مردم معتبر محصورون سے آمیزش رکھتے ہین اس سبب سے قلعہ سر نہین ہوتا
اور سبب دریافت کا یہ تھا کہ ایک دن بادشاہ بام محل پر ایستادہ ہو کر تفرج کرتا تھا دیکھا کہ دروازہ قلعہ کا ایک
طرف سے شگافتہ ہوا اور اسی وقت اندر سے بند کیا گیا سلطان نے اس امر کو ایگدل اور ایکنے بان ہونا مراکام
حصار سے جانکر پہلے جلال خان کے مردمان جرمی کو اپنے روبرو بلایا اُسی وقت دو فرمان صادر فرمائے ایک جلال خان
کی گرفتاری مین بنام ابراہیم خان لوحانی اور سلیمان خان قرلی اور ملک علاء الدین جلوانی اور دوسرا شیر خان کے
حبس کے بارہ مین میان بھورہ اور سعید خان اور ملک آدم کے نام القصہ خواجہ مذکور نے جلال خان اور شیر خان
کو مقید کیا اور حسب الحکم قلعہ ہنونت گڑھ مین بھیجکر محافظت مین مشغول ہوئے اور اُسکے بعد اہالی قلعہ بے آبی
اور کمی غلہ سے عاجز ہو کر امان چاہی چنانچہ امان پاکر قلعہ سے نکل گئے اور سلطان نے چھ مہینے قلعہ کے قریب قیام فرما کر
بتخانون کو مکمودا کر مسجدین تعمیر فرمائین صفی اور خطیب مقرر کیے اور علما اور طلبہ کو وظائف معین کر کے اس مقام مین توطن کیا
اور ان دنون مین شہزادہ شہاب الدین بن سلطان ناصر الدین بن سلطان مالوہ نے باپ سے رنجیدہ ہو کر عزم ملازمت کیا
جسوقت قصبۂ سیری مین کہ اعمال مالوہ سے ہو پہونچا بادشاہ نے اپنے وحشت بھیجکر پیغام کیا کہ اگر تم چندیری کو میرے
سپرد کرو تو ایسی امداد کیجائیگی کہ سلطان ناصر الدین کا تسخیر غلبہ ہوگا اتفاقاً شہزادہ شہاب الدین کو کوئی ایسا سبب مانع
پیش آیا کہ ولایت پدر سے برآ نہ ہوا اور سلطان سکندر نے ماہ شعبان سنہ ۹۱۴ نوسو چودہ ہجری مین پائے تخت کو کوچ کیا

جس وقت کہ لب آب سند پہونچا اُسکے دل مین یہ اندیشہ گذرا کہ زور کا قلعہ نہایت سنگین ہے اگر ہاتھ مین کسی مخالف کے پڑیگا اُسکے ہاتھ سے بآسانی برآورد نہو سکیگا اسواسطے ایک حصار اور گرد قلعہ مذکور کے کھینچکر استحکام تازہ بخشا پھر اپنا منصوبہ پورا کرکے تصبہ بہار مین آیا اور ایک مہینہ اُس مقام مین توقف کیا اور اس جگہ نعمت خاتون زن قطب خان لودھی جو اجلال خان شہزادہ کی مرضعہ تھی شہزادے کے ہمراہ آئی اور سلطان اُسکے دیکھنے کے واسطے گیا اور دلجوئی کی اور سرکار کالپی شہزادے کی جاگیر مقرر کرکے ایک رسپس راس گھوڑے اور زنجیر فیل اور مبلغ نقد عطا فرمائے اور نعمت خاتون کے ہمراہ کالپی کی رخصت دی اور خود سنہ ۹۱۵ نو سو پندرہ ہجری مین رایت اقبال مقام گوالیار سے دارالملک کی طرف حرکت مین لایا اور حسب بلکھات مین پہونچا افواج اس حدود کے متمردون کی تدارک کو بھیجکر اُس نواح کو اہل بغی کے خس و خاشاک سے پاک کیا اور جا بجا تھانہ بٹھا کر آگرہ کی طرف تشریف لایا اور اسوقت مین خبر پہونچی کہ احمد خان پسر مبارک خان لودھی حاکم لکھنوتی کفار کی مصاحبت کے سبب طریقہ ارتداد کا اختیار کرکے دین اسلام سے پھر گیا ہے بادشاہ نے اس کے چھوٹے بھائی محمد خان کے نام فرمان بھیجا کہ اُسکو زنجیر مین مقفول کرکے خدمت مین روانہ کرے وہ حکم کے موافق کار بند ہوا اور سرکار لکھنوتی نے سعید خان اُس کے منجھلے بھائی کے نام قرار پکڑا اور ان دونون مین محمد خان پوتا سلطان ناصر الدین مالوی کا اپنے دادا کے قہر و غضب سے ہراسان ہوکر درگاہ عرش اشتباہ مین پناہ لایا بادشاہ نے سرکار چندیری اعمال مالوہ اُس کے نام مقرر فرمائی اور شہزادہ جلال خان کو حکم ہوا کہ محمد و معاون اُس کا ہوکر ایسا نہ کرے کہ سپاہ مالوہ کسی طرح کا صدمہ اُسے پہونچاوے اور اس وقت بادشاہ سیر و شکار کے واسطے دھولپور کی طرف سوار ہوا اور آگرہ سے دھول پور تک منزل بہ منزل قصور اور عمارات تعمیر فرمائین اور اُسی عہد مین محمد خان ناگوری اپنے خویشون علی خان اور ابا بکر پر جو اُسے قتل کیا چاہتے تھے غالب آیا اور وہ بھاگ کر بادشاہ کی درگاہ مین آئے محمد خان ناگوری نے اُن کے پناہ لے جانے سے ساتھ ایسے بادشاہ عالی جاہ کے عاقبت اندیشی کرکے عرضیان اخلاص آمیز مع تحف و ہدایا بھیجین اور اُس ولایت کا خطبہ بادشاہ کے نام پڑھا اور گزو سکہ بھی بادشاہ کے نام سے جاری کیا اور بادشاہ نے خلعت اُس کے واسطے بھیجا اور آگرہ مین تشریف لایا اور چند روز بساط نشاط بچھا سیر باغات اور بزم آرائی مین بسر کیے پھر دھولپور کی طرف راہی ہوا اور میان سلیمان چھوٹے بیٹے خانخانان قرلی کو فرمایا کہ لشکر و حشم کو اپنے ہمراہ لیکر ہیبت گڑھ کی طرف جا کر حسین خان نومسلم کی اعانت کرے اُسنے عذر کرکے عرض کیا کہ مین خدمت سے دور نہ ہونگا یہ معنی بادشاہ کے خاطر پر مغاطر کی مشغولی کا باعث ہوئی حکم کیا کہ وہ ہماری خدمت سے دور رہے اور صبح تک جو کچھ مال اپنا لشکر گاہ سے لیجا سکے اُسکا ہے اور جو کچھ باقی رہے غارت عام کرین اور پرگنہ بڑیڑی اُسکی مدد معاش کے واسطے مقرر ہووے چنانچہ وہان جاکر ساکن ہوا اور اُسی عرصہ مین بہجت خان حاکم چندیری جو اپنے باپ دادا کے زمانہ سے مطیع اور فرمانبردار سلاطین مالوہ تھا فی الحال اُسنے سلطان محمود مالوی کے ضعف اور فتور مملکت کو دیکھکر بوسیلہ ارسال تحف بادشاہ کا توسل اختیار کیا بادشاہ نے عماد الملک پدہ کو کہ احمد خان نام رکھتا تھا چندیری کی طرف بھیجا تو باتفاق بہجت خان اس حدود مین خطبہ سلطان کے نام پڑھاوے اور اُسوقت بادشاہ آگرہ مین آیا اور سعادت معہودہ فرامین مشتمل بر مژدہ اطاعت بہجت خان اور پڑھنا خطبہ کا ولایت چندیری مین اور حاصل ہونا فتوحات تازہ کا باطراف و اکناف ولایت مین بھیج کر بلند آوازہ ہوا اور اُس وقت

مصلحت ملکی کے واسطے بعضے امرا کو ساتھ تغیر اور تبدل جاگیر کے مناسب دیکھکر عمل کیا اور سعید خان مجھلے بیٹے مبارک خان لودھی اور شیخ جمال قرملی اور راے جگوسین کچھواہہ اور جعفر خان اور خواجہ احمد کو چندیری کی طرف بھیجا وہ اس ولایت کو اپنے قبض و تصرف مین لاکر مستقل ہوئے اور حسب الحکم شہزادۂ محمد خان بنیرۂ سلطان ناصر الدین مالوی کو شہر بند کر کے سلطنت اس ملک کی جسطرح کہ تھی ظاہرا اسپر مقرر رکھی اور مہجت خان حاکم چندیری نے جب معاملا ایسا دیکھا اپنا رہنا اس صوبہ مین صواب نجانا ناچار بادشاہ کی ملازمت مین فائز ہوا اور ان دنون مین بادشاہ کی طبیعت حق طلبی حسینی خان قرملی ضابطہ سارن سے منحرف ہوئی تھی اسوجہ سے حاجی سارنگ کو اس طرف بھیجا اسنے وہان جاکر اسکے لشکر کو حسن تدبیر سے اپنی طرف کرلیا اور اس کے قید کرنے کی فکر مین ہوا اور وہ واقف ہوکر تھوڑے رفقا سے ولایت لکھنوتی کی طرف گیا اور علاء الدین شاہ والی بنگالہ سے پناہ ڈھونڈھی اور سنہ ۹۲۲ نو سو بائیس ہجری مین علی خان ناگوری نے جو سرکار وسیع بیتو پور مین تعین تھا شاہزادہ دولت خان حاکم رنتھبور سے جو سلطان محمود مالوی کا محکوم تھا شیوۂ موافقت اور مرافقت مرعی رکھ کر اس کو بادشاہ کی اطاعت کی ترغیب کی اور مقرر کیا کہ بادشاہ کی نقد ملازمت سے مشرف ہوکر قلعۂ مذکور کو پیشکش کرے جب عرائضہ علیخان ناگوری کا اس بارہ مین ہمونچا بادشاہ نے محظوظ ہوکر اس طرف جانے کی عزیمت کی اور بیانہ کے نواح مین چار مہینے شکار اور مشائخ کبار کی ملاقات مین خصوصا سید نعمت اللہ اور شیخ حسینی کہ ساتھ خوارق عادات اور مکاشفات کے اشتہار رکھتے تھے بسر کیے اور اس عرصہ مین شہزادہ دولتخان اور اس کی والدہ کو صاحب اختیار قلعہ رنتھور تھی ساتھ مواعید بسیار کے ایسا فریفتہ کیا کہ دولت خان شہزادہ نے بتعجیل تمام عزم ملازمت کیا اور بادشاہ نے تمام امرا اسکے استقبال کے واسطے بھیجکر بعزت تمام داخل اردو کیا اور ملاقات کے وقت اسے فرزندون کے مانند نوازکر خلعت اور چند زنجیر فیل عنایت فرمائے اور بسالقہ قرار معہود کے تکلیف سپرد کرنے قلعہ رنتھور کی دی اتفاقا اسی علی خان ناگوری نے دشمنی کرکے شہزادۂ دولت خان کو اس پر آمادہ کیا کہ قلعہ بادشاہ کو نہ دیوے بادشاہ نے اصل راز سے آگاہ ہوکر شیو راج پوری کو سرکار اس سے تغیر کرکے اسکے بھائی ایاز کو دی اور بحکم کرم جبلی اس سے زیادہ اس کو معاتب نہ کیا اور پھر تھان کر کے راستہ سے قصبۂ باڑی کی طرف پہونچکر اس پرگنہ کو مبارک خان کے بیٹون سے برآوردہ کرکے شیخ زادۂ بھیلسن کے سپرد کیا اور دار الخلافت آگرہ مین آیا اور عادات قدیم کے موافق فرمان فتوحات ہر اطراف و جوانب مین صادر فرمائے اور اکثر امراے سرحد کو طلب کیا کہ قلعہ گوالیار پر چڑھائی کرکے جبرا اور قہرا مفتوح کرین اس بادشاہ نیکنام کا انجام یہ کہ زمانہ کی عادت قدیم ہو کہ عطیہ اور پرورش اپنے سے پشیمان ہوتا ہی اسوقت بادشاہ کو سانحۂ مرض ناصحی کے گرفتار کیا اگر چہ از روے غیرت کے خیال اپنا نکرکے اسی حالت مین کچہری مین اجلاس کرتا تھا اور سوار ہوتا تھا لیکن رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ لقمہ حلق سے نہ اتر اراہ نفس بستہ ہوئی اور دم گھٹنے لگا چنانچہ بروز یکشنبہ ماہ ذیقعدہ سنہ ۹۴۳ نو سو تیئیس ہجری مین قلعہ گوالیار کی طرف تشریف لیگیا قطعہ ساقیا سند دریں بزم بدین میرسمی ۔ کہ چو ہنگام طرب جام مزور گیرند ۔ کاس عشرت زگل و خاک سکندر بسازند ۔ بادۂ عیش زخون دل صفدر گیرند ۔ نظام الدین احمد اپنی تاریخ مین لکھتا ہی کہ جو مناقب اور مفاخر سلطان سکندر لودھی کے بعضی تواریخ مین اسقدر مذکور ہین کہ اکثر گمان اوپر مبالغہ اور اغراق کے کیا جاتا ہی لیکن جو کچھ صحت مین قریب تھا ایراد کیا جاتا ہی کہتے ہین سلطان جمال ظاہری مین آراستہ اور کمال باطنی مین پیراستہ تھا اور ایام سلطنت مین اسکی

نہایت ارزانی اور امن و امان حاصل تھی اور بادشاہ ہر روز بار عام کرتا تھا اور خود خلق اللہ کی دادرسی میں مشغول رہتا تھا وہ گاہ صبح سے شام تک بلکہ عشا کی نماز کے وقت تک معاملات میں مصروف ہوتا تھا اور نماز پنجگانہ اسی مجلس میں ادا کرتا تھا اور ایام سلطنت میں اُسکی دست تسلط ہند کے زمینداروں کا کوتاہ ہوا اور سب مطیع و فرمان بردار ہوئے اور قوی و ضعیف یکساں اور برابر ہوئے اور کاموں میں انصاف مرعی رکھتا اور ہوائے نفس پر بہت کم جاتا اور خواص سے خلق پر نہایت مہربان رہتا چنانچہ جس روز اپنے بھائی بارک شاہ سے جنگ کرتا تھا کارزار کے وقت ایک قلندر حاضر ہوا اور اُسکا ہاتھ پکڑ کر بولا فتح تیرے واسطے ہو بادشاہ نے اپنا ہاتھ کراہت سے کھینچا فقیر نے کہا میں ہاتھ فال نیک پر مارتا ہوں تو نے اپنا ہاتھ کیوں کھینچا سلطان نے جواب دیا کہ جس وقت طائفہ اسلام کے درمیان جنگ ہو تو حکم ایک طرف نہ کرنا چاہیے بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ جس شے میں اسلام کی بہتری ہو وہ ہووے اور ہر سال دو مرتبہ فقرا اور مستحقین ولایت کے تفصیل نام لکھواتا تھا اور ہر شخص کے فراخور حال مبلغ شش ماہہ بھیجتا تھا اور ہر زمستان میں جڑاؤ اور دوشالے انھیں دیتا تھا اور ہر جمعہ کو بھی بر سبیل جمعگی فقرائے شہر کو مبالغ پہونچاتا تھا اور ہر روز کہتے مقاموں میں طعام خام اور پختہ شہر میں تقسیم کرتا تھا اور کوئی برس ایسا نہ تھا کہ چند مرتبہ فتوحات اور کامیابی کے بہانہ مبلغ خطیر فقیروں کو نہ پہونچاتا بیت اگر بایدت شوکت و سروری ✤ دل زیردستان بدست آوری اور ارباب جاہ سے جو شخص کہ مساکین اور محتاجوں کو وظیفہ اور مدد معاش مقرر فرماتا وہ بادشاہ کے نزدیک معتبر ہوتا اور اُس سے یہ کہتا کہ تو نے بنیاد خیر رکھی ہے اُس میں نقصان نہ دیکھے گا اسی واسطے اُنمیں سے اکثر آدمی شرافت کے بموجب اپنے مال سے مستحقوں کو پہونچاتے تھے تو بادشاہ کے روبرو معزز ہیں منقول ہے کہ جس وقت سلطان بہلول نے وفات پائی امرا نے بادشاہ سکندر کو بادشاہی کے واسطے طلب کیا چنانچہ جس دن دہلی سے روانہ ہوتا تھا شیخ بہاء الدین کی خدمت میں کہ بزرگان وقت سے تھے التماس فاتحہ کے واسطے گیا اور کہا میں چاہتا ہوں کہ میزان آپکو سناؤں پھر سبق اُسکا شروع کیا اور استاد نے پڑھایا کہ بدان اھدک اللہ تعالی فی الدارین بادشاہ نے کہا کہ پھر ارشاد کیجیے القصہ جب یہ جملہ تین بار تکرار پایا سلطان نے اُس بزرگ کے دست حق پرست کو بوسہ دیا اور اُس دعا کو فال نیک جانکر روان ہوا قطعہ حدیث اہل فنا ترجمان تقدیر است ✤ بود ضمیر و زبان شان شبیہ لوح و قلم ✤ سعادت ازلی در وفائے شان مضمر ✤ شقاوت ابدی در خلاف شان مدغم ✤ اور نصب اسلام بہت رکھتا تھا حتی کہ جمیع معابد کفار کو تیغ جہاد سے پیوند زمین کیا تھا اور جن مقاموں میں ہنود غسل کرتے تھے اُسپر مسجد اور مدرسہ اور بازار تیار کرکے محافظ مقرر کیے تھے کہ کوئی مشرک غسل نکرنے پاتا تھا اور شہر متھرا میں جو کوئی ہندو قصد سر یا ریش تراشی کا کرتا تھا حجام قبول نکرتے تھے اور رسوم کفار کے اعلام یکقلم سرنگون کیے اور نیز کہ سالار مسعود کی طرف ہر سال جاتے تھے منع فرمایا اور عورتوں کو مزارات کے جانے سے ممانعت کی اور صفرسن میں کہ ایام اُنکی شہزادگی کے تھے سنا کہ بلدہ تھانیسر ایک موضع ہے کہ ہنود وہاں جمع ہو کر غسل کرتے ہیں علما سے پوچھا کہ اس مقدمہ میں حکم شرع کیا ہے ایک نے ان میں سے فرمایا تخانۂ قدیم کو ویران کرنا جائز نہیں ہے اور جس حوض میں کہ تیرتھم سے غسل معمول ہوا ہے اُسکی ممانعت نہیں مناسب نہیں ہے شہزادہ نے یہ سنکر دست بخنجر ہو کر کہا کہ تو کفار کی حمایت کرتا ہے اُس عالم نے جواب دیا کہ جو کچھ شرع میں آیا ہے کہتا ہوں راہ خلاف میں نہیں چلتا شہزادہ نے تسکین پائی اور اسی مملکت کی تمام مسجدوں میں قاری اور خطیب با ادب کش مقرر کیے وظیفہ اور روزینہ

اُن کا جاری کیا اور اُسکے عہد مبارک مین علم نے رواج پایا اور امرا اور ارکان دولت اور سپاہیون نے کسب فضائل مین مشغول کیا اور کفار ساتھ پڑھنے اور لکھنے خط فارسی کے کہ اسوقت تک درمیان اُنکے معمول نہ تھا مشغول ہوئے اور سپاہ گری نے بھی ایک رونق تازہ پکڑی اور جو شخص نوکری کے واسطے آتا نسب اُسکا تحقیق کرکے فراخور حال اُسکے رعایت فرماتا اور جو کوئی بے اسپ و یراق نظر آتا اُسے جاگیر دیتا اور کہتا جاگیر سے اپنا سامان درست کریگا اور خبرداری اُسکی سپاہ اور رعیت کے حال پر ایسی تھی اوپر خصوصیات خانہ رعایا اور برایا کے اطلاع رکھتا اور کبھی کبھی اوقات تنہائی آدمی سے خبر دیتا جیسا کہ آدمی گمان لیجاتے تھے کہ کوئی جن سلطان کا آشنا ہے جو مغیبات سے خبر دیتا ہے اور جب لشکر کسی طرف روانہ کرتا تھا ہر روز دو فرمان اُس لشکر مین پہونچتے تھے ایک اس مضمون کا کہ صبح کوچ کرکے فلان مقام مین نزول کرو اور ایک ظہر کے وقت کہ ایسا ایسا عمل مین لاؤ اور اس ضابطہ کے خلاف ہرگز نہ کرتا گھوڑے ڈاک چوکی کے ہمیشہ مستعد رہتے تھے اور امرائے سرحد کے نام جو فرمان صادر ہوتا تھا وہ شخص صفحہ کے نیچے آنکر فرمان کو دونون ہاتھ سے لیکر سر پر رکھتا تھا اور اگر حکم اُسی جگہ پڑھنے کا ہوتا تھا یا کچھ حکم پہونچانا تھا وہ اسی مقام مین پڑھا جاتا تھا اور اگر حکم ہوتا تھا کہ مسجد مین جاکر منبر پر پڑھے ویسا ہی عمل مین آتا تھا اور اگر مخصوص ساتھ اُس شخص کے ہوتا یا کوئی خصوصیت اُس مین تحریر ہوتی تھی مخفی پڑھا جاتا تھا اور سلطان علاء الدین خلجی کے عہد کے موافق ہر روز روزنامچہ مزرع اجناس اور واقعات جمیع ممالک محروسہ اور احوال لشکر کا بادشاہ کے ملاحظہ مین گذرتا تھا اور اگر سر مو نا ملائم معلوم ہوتا فوراً اُس کی تدارک مین مشغول ہوتا اور اکثر اوقات خود بنفس نفیس خصومات اور فیصل مقدمات و مہمات اور سرانجام ملکی و رفاہیت خلق مین صرف کرتا اور علاوہ اُس کے اُسکی جودت فہم اور جودت عقل مین سخنان عجیب و غریب منقول ہین از انجملہ ایک یہ ہے کہ جس وقت دو بھائی گوالیار کے باشندے بے سامانی سے بہ تنگ آکر ساتھ اُس لشکر کے کہ سرحد پر ایک ولایت کے تعین ہوتا تھا ہمراہ ہوئے اور غارت اور تاراج کے وقت کچھ سونا اور چند پارچہ رنگین اور دو قطعہ لعل قیمتی اُن کے ہاتھ آئے پھر ایک نے اُن دونون بھائیون سے کہا کہ مدعا ہمارا حاصل ہوا کس واسطے محنت اور مشقت اپنے اوپر گوارا کرین اپنے گھر مین جاکر بفراغت و راحت عمر بسر کرین دوسرے نے کہا اے بھائی جسوقت اول مرتبہ ہمین ایسی غنیمت دستیاب ہوئی شاید دوبارہ اس سے بہتر ہاتھ آوے دوسرے نے کہا کہ مین نہین جاؤن گا اس صورت مین دونون بھائیون نے اُسپر غنیمت تقسیم کی اور بڑے بھائی نے اپنا بھی حصہ چھوٹے بھائی کے سپرد کرکے فرمایا کہ یہ امانتاً میری زوجہ کو پہونچا دے وہ شخص اپنے مکان مین آیا اور وہ تمام غنائم لعل کے سوا اُسکی بی بی کے حوالہ کیے جب دو برس کے بعد بڑا بھائی اپنے گھر آیا غنیمت شخص کی لعل اُسمین نپایا اُسوقت اُسنے اپنے چھوٹے بھائی سے پوچھا کہ لعل کیا ہوا اُسنے جواب دیا کہ مین نے تیری زوجہ کے سپرد کیا اُسنے کہا کہ وہ کہتی ہے ہرگز مجھے نہین پہونچا ہے چھوٹے بھائی نے کہا جھوٹ کہتی ہے اسے قدرے تہدید کرنا چاہیے القصہ بڑے بھائی نے اپنی عورت کو شکنجہ تہدید مین کھینچا اُسنے کہا آج کی شب مجھے مہلت دے صبح کو حاضر کرون گی اور لعل کو میان بھورہ کے گھر مین کہ امرائے بزرگ بادشاہ سکندر سے سیر عدل تھا جاکر اپنا احوال اظہار کیا میان بھورہ نے اُسکے شوہر کو بلوا اور اُس کے طلب کرکے کیفیت استفسار کی اُس کے شوہر کے بھائی نے کہا کہ مین نے اسے لعل بھی دیا ہے میان بھورہ نے کہا اسکے گواہ رکھتا ہے اُسنے کہا ہان میان بھورہ نے کہا کہ شخص گواہ ہین اُسنے کہا دو برہمن ہین میان بھورہ نے کہا انھین حاضر کرو وہ قمار خانہ مین گیا دو قمار باز برہمن کو کچھ دیکر لیگیا اور کہا تم اس طرح سے گواہی دینا جب یہ محکمہ مین آئے اور

گواہی دہی میان بھورہ نے شوہر زن سے کہا کہ تو جا جس طور سے ممکن ہو نعل اپنی زوجہ سے لے القصہ عورت اُس گھر کے سے باہر آئی اور اپنے تئیں بادشاہ کی عدالت العالیہ میں پہونچا کر فریادی ہوئی بادشاہ نے اُس سے تمام ماجرا استفسار فرمایا عورت نے صورت حال راست براست تقریر کی بادشاہ نے فرمایا کہ تو کس واسطے میان بھورہ کے پاس مستغاثہ ہوئی عورت نے کہا میں گئی تھی لیکن جیسا کہ چاہیے وہاں پرسش اور تحقیقات نہ ہوئی القصہ بادشاہ نے سب کو طلب کیا پھر ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ طلب کر کے تھوڑا موم ہر ایک شوہر اور زن اور اُسکے بھائی کے ہاتھ میں دیا کہ ہیئت اُس نعل کی تیار کرو انھوں نے اُسکے موافق تیار کیا پھر گواہوں کو جدا جدا طلب کر کے اُنھیں حکم کیا کہ تم بھی ہیئت اُس نعل کی تیار کرو انھوں نے بھی ایک ایک ہیئت مختلف بنائی اور بادشاہ نے تمام نعلین کی اپنے پاس رکھین پھر عورت کو طلب کر کے فرمایا کہ تو بھی اُس نعل کی ہیئت تیار کر کہ وہ کیسا تھا عورت نے عرض کیا کہ موندڑی نے جس چیز کو آنکھوں سے مشاہدہ نہیں کیا ہیئت اُس کی کیونکر تیار کرے ہر چند بادشاہ نے اس بارہ میں مبالغہ کیا عورت نے قبول نہ کیا پھر میان بھورہ کو مخاطب کر کے گواہوں سے کہا اگر تم راست براست کہو گے جان کی امان ہو اور اگر دروغ کہو گے تیغ سیاست سے قتل ہو گے گواہوں نے لاچار ہو کر صورت قصہ کی راستی سے اظہار کی اور جب اُس عورت کے دیور کو طلب کر کے سیاست کی اُسنے بھی واقعہ کو از روے راستی کے بیان کیا خلاصہ یہ کہ عورت نے اُس تہمت سے نجات پائی اور بادشاہ کی حدت فہم اور کمالیت عقل سب پر واضح ہوئی الغرض بادشاہ سکندر طبع موزون رکھتا تھا اور شعر متین کہتا تھا اور گلرخی اُسکا تخلص تھا اور شیخ جمالی کنبوہ اُس کے مصاحبوں و ہمدموں سے تھا دو بیتین شیخ جمالی کنبوہ سے بر سبیل یادگار تحریر ہوئیں ابیات مار ز خاک کہ بیت پیرا ہنیست برتن ٭ آنہم ز آب دیدہ صد چاک نا بدامن ٭ مرا از تیرہا ے او پیرا ز پر گشت ہر پہلو ٭ کنون پرنا زخواہم کرد سوے آن کمان ابرو ٭ اور کتاب فرہنگ سکندری اور کتب دیگر بھی اُسکی عہد دولت میں مکتوب ہوئیں مدت اس بادشاہ جم جاہ کی صاحب فرہنگ سکندری نے اٹھائیس برس اور پانچ مہینے لکھی ہو بیت سکندر شہ ہفت کشور نامند ٭ نماند کسے چون سکندر نماند۔

ذکر سلطان ابراہیم لودھی بن سلطان سکندر لودھی کی سلطنت کا

جب بادشاہ سکندر لودھی آگرہ میں فوت ہوا اُسکا بڑا بیٹا سلطان ابراہیم کہ ساتھ اخلاق حمیدہ اور حسن کیاست اور فراست و شجاعت کے انصاف رکھتا تھا باپ کا جانشین ہوا باپ دادا کے قواعد و آداب سلوک کے خلاف اپنے عزیزوں اور افغانوں کو اُن کے حق سے محروم کیا اور فرمایا بادشاہوں کے عزیز اور ہم قوم نہیں ہوتے سب نوکر ہیں چاہیے کہ شرط عبودیت بجا لاویں امرائے عمدہ افغان جو سلطان بہلول اور سلطان سکندر کی مجلس میں بیٹھتے تھے اُنھوں نے لاچار بحسب ظاہر اطاعت کے سوا پارہ نہ دیکھا دست بستہ اُس کے تخت کے آگے ایستادہ ہوئے اور باطن میں دل و گرگون کر کے اتفاق کو ساتھ نفاق کے مبدل کیا اور خواہی نخواہی قرار دیا کہ بادشاہ ابراہیم تخت دہلی پر متمکن ہو کر ولایت جونپور کی سرحد تک فرمان گذار رہوے اور شہزادہ جلال خان مسند بادشاہی جونپور پر استقلال پاکر اُس طرف کے معاملات پر فرمان روائی کرے پس اس صورت میں شاہزادہ جلال خان نے مع امرائے جاگیر دار پرگنات جون پور و کالپی کے اس طرف متوجہ ہو کر اُن ممالک کے سریر سلطنت پر استقلال پایا اور فتح خان بن اعظم ہمایوں شروانی کو وکیل امور سلطنت کر کے اُس طرف کے امرا کو مطیع اور فرمان بردار کیا اسوقت خانجہان لوحانی نے رایری سے بادشاہ

ابراہیم کی ملازمت مین آنکر زبان طعن اور ملامت وزرا اور وکلا پر کھولی کہ امرا بادشاہی کو مشترک رکھنا ایک خطاے عظیم اور سہو نہایت جسیم ہے میت دو جان ہرگز بیک پیکر نگنجد ؎ دو فرمان دہ بیک کشور نگنجد ؎ ارکان دولت نے اُس کی تلافی مین کوشش کرکے مصلحت دیکھی کہ جو شاہ زادہ نے ابھی استقلال حاصل نہین کیا ہو اُسے دہلی مین طلب کیا چاہیے چنانچہ اُنکی طلب کو سہیت خان کرک انداز کو بھیجکر ایک فرمان مشتمل بر عاطفت و مکرمت صادر کیا کہ ایک مصلحت درمیان مین ہے چاہیے کہ جریدہ آپ کو بطور ریلغار پہونچا دے شہزادہ کو سہیت خان کرک انداز کی چاہیے اور ملامت سے مکرو حذر کا منظنہ حاصل ہو اسعادت مین رہنی نہواوے ہرچہ باداباے ملائم مستعد رہو کرایام لطائف الحیل مین گذارے سہیت خان نے حقیقت حال بادشاہ کو لکھی بادشاہزادہ نے شیخ زادہ قرملی پسر شیخ سعید قرملی اور ملک اسمٰعیل ابن ملک علاء الدین طوائی اور قاضی مجد الدین حجاب اور سعید حجاب کو شاہزادہ کی طلب مین بھیجا لیکن افسون انکا بھی کارگر نہوا اسکے بعد دانایان اور فیلسوفان درگاہ کے مشورہ سے اُس حدود کے امرا اور حکام کے نام فرامین صادر کیے اور ہر ایک کو ایک مضمون علیحدہ لائق رتبہ اور حال ترقیم ہوا اور خلاصہ پیغام یہ کہ شہزادہ کی اطاعت سے احتراز کرکے اُسکے حضور بخدمت اور خدمت اُسکی اختیار نکرین اور اس طرف کے بعضے امرا سے صاحب شکوہ جو تیس ہزار اور چالیس ہزار سوار نوکر رکھتے تھے مثل دریا خان لوہانی حاکم ولایت بہار اور نصیر خان حاکم غازی پور اور شیخ زادہ محمد قرملی ضابطہ اودھ و لکھنؤ وغیرہم کو خلعت خاص اور اسپ مع ساز و پراق اور پٹکہ اور خنجر ساتھا اپنے آدمیون معتبر کے محرمیت رکھتے تھے بھیجکر دلجوئی کی اور جب فرامین جماعت مذکور کو پہونچے سب نے شہزادہ کی اطاعت سے سر پھیر کر مخالفت اختیار کی اور بادشاہ ابراہیم نے ایک تخت مرصع اور پگڑی بجواہر نفیسہ دیوانخانہ مین نصب فرمایا اور جمعہ کے روز پندرھوین ذیحجہ ۹۲۳ نو سو تئیس ہجری مین اُس تخت پر جلوس کرکے بار عام دیا اور ہر ایک ملازمان درگاہ اور اعیان دولت کو بقدر مرتبہ و منازل خلعت و خنجر و شمشیر مرصع اور اسپ و فیل و منصب و خطاب و جاگیر مرحمت کیا اور سر دو سب کو ممنون احسان اور مرہون عنایت کرکے اپنے سے راضی اور شاکر کیا اور فقرا اور مساکین پر بھی ابواب خیرات و مبرات مفتوح کرکے وظائف مقرر فرمائے اور ائمہ کی یومیہ اضافہ کرکے گوشہ نشینون اہرتوکلون کو فتوح اور نذرین بھیجکر امور جہانداری کو ایک رونق تازہ بخشی اور ملک کے کام کو استقامت دی اور شہزادہ جلال خان نے اُس عظمت اور ذراعی کو دل مین لایا اور مخالفت اُس طرف کے امرا کی آنکھون سے مشاہدہ فرمائی جب جانا کہ اب اُسکو شاہ ابراہیم سے جاے مدارا باقی نہین اہی بالضرورت پلٹ کر کالپی کی طرف گیا اور علانیہ دشمنی کا نقارہ بجایا اور باتفاق ایک جماعت کے کہ ساتھ اُسکے متحد تھے خطبہ اور سکہ کالپی کا اپنے نام پڑھا کر فوج لوکی نگہداشت شروع کی اور زمینداروں کو تسلی اور دلاسا دیکر اپنا جلال الدین شاہ نام رکھا اور الچی اپنا اعظم ہمایون شروانی کے پاس کہ جو بالشکر گران قلعہ کالنجر کو محصور کیے تھا بھیجکر پیغام دیا کہ مین تجھے بجاے عم و پدر کے سمجھتا ہون اور تو خوب جانتا ہو کہ مجھسے کوئی تقصیر سرزد نہین ہوئی اور بادشاہ ابراہیم کی طرف سے نقض عہد ہوا کہ ایک ملک قلیل جو بطور میراث ساتھ میرے تجویز ہوا تھا اُسمین بھی نظر ڈالکر چونہ صلہ رحم کا کا ٹا ہو امید وار ہون کہ حق کی جانب سے تو ہاتھ نہ کھینچے اور مظلوم کی رعایت اپنے اوپر واجب رکھے اور جو اعظم ہمایون بادشاہ ابراہیم کے ساتھ سوہنرا جی رکھتا تھا اور ضعف نالے اور شکستگی اور ملامت شہزادہ نے بھی اُس کے دل مین اثر کیا ہاتھ قلعہ کالنجر سے کھینچکر شاہزادہ سے جا ملا اور عہد و پیمان کے بعد قرار پایا کہ اول ولایت جونپور اور اُس

نواح کو تصرف مین لاوین اُسکے بعد اور فکر کرین پھر کوچ پر کوچ کر کے سعید خان پسر مبارک خان لودھی کے سر پر جا ضابط اودھ تھا روان ہوے اور وہ تاب مقاومت نہ لایا بھاگ کر لکھنؤ مین دم لیا اور حقیقت حال سلطان ابراہیم سے بذریعۂ عرضی معروض کی سلطان ابراہیم نے ارادہ کیا کہ بالشکر انتخاب و جرار متوجہ ہو کر اُس فساد کو دفع کرے محمود خان و دولتخانون کے مشورہ سے اپنے بھائیون شہزادہ اسمعیل خان اور حسین خان اور محمود خان کو جو مقید تھے دولتخان کے سپرد کر کے حکم فرمایا کہ بہ محافظت تمام نگاہ رکھے اور خدمت کے واسطے ہر ایک کے دو حرم مقرر فرمائین اور ماکول اور ملبوس اور تمام مایحتاج معین کیے اسکے بعد پنجشنبہ کے دن چوبیسوین ذی الحجہ ۹۲۳ نو سو تئیس ہجری مین رایات بادشاہی شرق کی طرف متوجہ ہوے اثنای راہ مین خبر پہونچی کہ اعظم ہمایون مع اپنے پسر فتح خان شاہزادہ جلال خان سے روگردان ہو کر عازم ملازمت ہراس نوید سے بادشاہ کو تقویت دل حاصل ہوئی اور حسب ترتیب پہونچا جمیع امرا کو استقبال کے واسطے بھیجکر ساتھ نوازشات خسروانہ کے سربلند کر کے بسرعت راہی ہوا اُسوقت جے چند زمیندار چرولی مین توابع پرگنہ کول نے کہ مواس مشہور ہے عمر خان ابن سکندر خان سور سے مقابلہ کر کے اُس کو شہید کیا اسواسطے ملک قاسم حاکم سنبھل نے اُسکے سر پر جا کر اُس مفسد کو دار البوار مین پہونچایا اور اُس فتنۂ ناگہانی کو تسکین دیکر تزوج مین بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا اور اکثر امرا اور جاگیردار جونپور مثل سعید خان اور شیخ زادۂ قنوجی وغیرہم خدمت مین شاہ کے حاضر ہو کر دولتخواہون کے سلک مین منتظم ہوے سلطان نے اُسوقت اعظم ہمایون شروانی اور اعظم خان لودھی اور نصیر خان لوحانی وغیرہم کو بالشکر گران و فیلان نامی شاہزادۂ جلال خان کے مقابلہ کو تعین کیا اور شہزادہ نے امرا کے پہونچنے سے پہلے نعمت خاتون اور قطب خان لودھی کے تو ابعین اور اپنے متعلقون اور عماد الملک اور ملک بدر الدین کو قلعہ کالپی مین چھوڑ کر خود تیس ہزار سوار اور فیلان انتخابی سے آگرہ کی طرف روانہ ہوا اور امراے بادشاہی نے قلعہ کالپی کو محاصرہ کیا شہزادہ نے آگرہ کے قریب پہونچ کر بانتظام کالپی چاہا کہ ہاتھ تاراج مین کھولے درمیان اس حال کے ملک آدم نے جو بادشاہ کی طرف سے آگرہ کی محافظت کے واسطے تعین ہوا تھا پہونچکر شہزادۂ جلال خان کو بحرف و حکایات شیرین اس ارادہ سے باز رکھا یہانتک کہ اسکے بعد ملک اسمعیل ابن علاء الدین حلوانی اور کبیر خان لودھی اور بہادر خان لوحانی اور چند امرا جمع لشکر پہونچے اور ملک آدم کو تقویت ظاہری اور باطنی حاصل ہوئی اور شہزادہ کو پیغام کیا کہ اگر ہوا و ہوس سے باز آن کر چتر و آفتاب گیر اور نوبت اور نقارہ اور دیگر امارات بادشاہی کو برطرف کرے اور امرا کا طریق اختیار کرے مین تقصیر اُس کی بادشاہ سے درخواست کر کے معاف کرا دون اور سرکار کالپی بدستور سابق جاگیر مقرر کرا دون شہزادہ اس امر پر راضی ہوا اور امارات شاہی ملک آدم کے پاس بھیجدیے ملک آدم نے اسباب مذکورہ کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجکر حقیقت حال عرض کی چونکہ بادشاہ کالپی کو مفتوح کر کے اٹاوہ پہونچا تھا وہ صلح قبول کر کے شہزادہ کے استیصال کا عازم ہوا شہزادہ مراسمہ ہو کر گوالیار کے راجہ کے پاس پناہ لے گیا بادشاہ نے آگرہ مین آ کر قیام کیا اور امرا بادشاہی کہ بادشاہ سکندر کے فوت کے بعد متزلزل ہوئے تھے مستحکم ہوے اور امراے مخالف توبہ کر کے جادۂ اخلاص مین در آئے اُسوقت ہیبت خان کرک انداز اور کریم داد توپخانہ اور دولتخان اندرابہ کو دہلی کی محافظت کے واسطے بھیجا اور شیخ زادہ مجھو کو جنیری کے قلعہ کی حراست اور شہزادہ محمد خان نواسۂ سلطان ناصر الدین مانوی کی وکالت کے واسطے روانہ کیا اور اُن دنون مین دل بادشاہ کا

بے سبب ظاہری میان بھورہ سے جو اعظم امرا اور وزرا سکندری سے تھا منحرف ہوا اور اُسنے باعتبار حقوق سابقہ خاطر
بادشاہ کی استرضا میں غفلت کی آخر یہ نوبت پہونچی کہ اس کو معقول اور محبوس کر کے ملک آدم کے سپرد کیا اور
اُس کے بیٹے کو نوازش فرما کر بجاے پدر نصب کیا اور عزم ملکانہ فتح حصار گوالیار کر کے اعظم ہمایون شروانی حاکم
ولایت کڑہ کو کہ امیرالامرا تھا مع قریب تیس ہزار سوار اور تین سو زنجیر فیل قلعہ مذکور کے تسخیر کے واسطے بھیجا اور اسکے بعد آٹھ
امراے عمدہ کو مع لشکر عظیم اور چند زنجیر فیل کے اُس کی کمک کو تعین کیا شہزادہ جلال خان مخوف ہو کر وہانسے برآمد ہوا
اور سلطان محمود خلجی کے پاس مالوہ کی طرف گیا اور لشکر سلطانی گوالیار میں پہونچکر محاصرہ میں مشغول ہوا اور اتفاق حسنہ
سے اُس وقت راجہ مان سنگھ والی گوالیار کہ شجاعت اور تدبیر میں مثال اور اقران سے ممتاز تھا فوت ہوا تھا اور
اُسکا بیٹا بکرماجیت قائم مقام اُسکا ہوا تھا استحکام میں مبالغہ کیا اور امراے سلطان ابراہیم دولت خانہ سلطانی برپا
کر کے ہر روز وہان جمع ہوتے تھے اور رسالہ مہمات اور معاملات قلعہ گیری کے مشغول رہتے تھے اور یہ بھی اتفاقی راجہ
مان سنگھ نے زیر قلعہ ایک عمارت عالی تیار کرائی تھی اور اُس کے دور میں ایک حصار متین تیار کر کے ساتھ بادل گڑھ
کے موسوم کیا تھا اور ایک مدت کے بعد اہل اسلام نے نقبین کھود کر اُس مقام میں پہونچائین اور بارود سے پُر کر کے
آگ دی چنانچہ دیوار قلعہ کی شق کر کے بادل گڑھ میں داخل ہوئے اور وہ مقام فتح ہوا اور امرا نے ایک گاؤ روئین کہ وہان
تھی اور سالہا سال سے ہنود اُسکی پرستش کرتے تھے حکم کے موافق آگرہ کی طرف بھیجا اور سلطان نے دہلی کی طرف اُسے روانہ
کر کے دروازہ بغداد پر نصب کیا اور ایام دولت اکبر بادشاہ تک وہ گاے اُس دروازہ پر تھی اور ان دنون میں شہزادہ
جلال خان جو سلطان محمود خلجی مالوی کے پاس گیا تھا عہدۂ سلوک اُسکے سے برنہ آیا بھاگ کر گرہہ کے راجہ کے پاس دم
لیا پھر جماعت کو نذان اُسے گرفتار کرائی اور بادشاہ ابراہیم نے اُسے قلعہ ہانسی مین روانہ کر کے اثناے راہ مین شہید کیا

قطعہ شربت سلطنت وجاہ چنان شیرین ست ۔ کہ شہان از پی او خون برادر ریزند ۔ خون آزردہ دلان راز پئے
ملک مریز ۔ کہ ترا نیز ہمان جرعہ بسا غر ریزند ۔

اور امراے پدر پر بھی بدگمان ہو کر اکثر اُنمین کے دفع کیے اور اعظم ہمایون
شروانی اور اُسکے بیٹے فتح خان کو کہ فتح قلعہ کو دونون نے نزدیک پہونچایا تھا آگرہ مین طلب کر کے محبوس کیا اور
اعظم ہمایون کے دوسرے بیٹے کو جو کڑہ مین رہتا تھا اور خطاب اسلام خانی رکھتا تھا تغیر فرمایا اُسنے خبر حبس پدر سنکر
علم مخالفت بلند کیا اور لشکر فراہم کر کے احمد خان کو جو شقداری کے واسطے تعین ہوا تھا شکست دی اور جو اُسی عرصہ
مین خبر فتح گوالیار کی کہ سو برس سے کفار کے تصرف مین تھا پہونچی بادشاہ خاطر جمع سے فتنہ کڑہ کے تدارک کی فکر مین ہوا
کہ دفعۃً اعظم ہمایون لودھی اور سعید خان لودھی پسر میانی مبارک خان لودھی کہ امراے کبار سے تھے لشکر گوالیار سے
فرار کر کے ولایت لکھنؤ مین کہ اُنکی جاگیر تھی گئے اور اسلام خان سے خط و کتابت کر کے فتنہ اور فساد کے طغیان مین کوشش کی اور
سلطان ابراہیم نے صحبت غلیظ دیکھکر اطراف سے لشکر جمع کیا اور احمد خان برادر اعظم ہمایون لودھی کو رعایت کر کے مع چند
امراے نامی اور لشکر گران انتخابی اُس جماعت پر تعین فرمایا جسوقت کہ یہ قصبۂ بانگرمؤ کی نواحی اور قنوج کے قریب پہونچے
اقبال خان غلام اعظم ہمایون لودھی مع پانچ ہزار سوار خاصہ اعظم ہمایون اور چند زنجیر فیل کے کمین سے برآمد ہوا اور
اُس لشکر پر تاخت لاکر بہت آدمی مقتول اور مجروح کر کے نکل گیا اور جب یہ خبر بادشاہ کو پہونچی امراے نامی کو بہت
بہت ملامت کے ساتھ پیغام دیا کہ جب تک تمام ولایت کو باغیون کے ہاتھ سے برآورد نکروگے گروہ متمردان اور مقہوران

مین شمار ہوگے اور احتیاطاً اور فوج اُنکی کمک کو بھیجی اور دشمنون کی طرف بھی چالیس ہزار سوار مسلح اور پانچ سو ہاتھی جمع ہوئے جب طرفین نزدیک پہونچے اور قریب تھا کہ آتش جنگ مشتعل ہو شیخ زادہ بخاری کہ معتقد اُس عہد کا تھا درمیان مین آکر رفع جنگ ہوا اُس جماعت نے کہا کہ اگر بادشاہ اعظم ہمایون خروانی کو رہا کرے ہاتھ آگی ولایت سے ہاز رکھکر دوسرے ہا بادشاہ کے ملک مین ہم چلے جاوینگے جب بادشاہ کو یہ خبر پہونچی اس امر کو پذیرا نفرمایا دریاخان لوحانی حاکم بہار نصیر خان لوحانی اور شیخ زادہ محمد قرلی کو حکم بھیجا کہ یہ بھی اُس طرف سے باغیون کے سر پر جاکر اُنھین مستاصل کرین جب دونون لشکر نے جمع ہو کر مقابلہ کا ارادہ کیا اور مخالفان طالع بادشاہی کی قوت سے اندیشہ نکر کے صف آرا ہوئے پھر جانبین نے حرب وضرب مین مشغول ہو کر ایسی خونریزی کی کہ اُسکے مشاہدہ سے چشم روزگار خیرہ ہوئی اور چونکہ شیوہ بغاوت کا شوم ہمرہ ہر گز نمین اور میمنت یمین رکھتا آخرالامر باغیون نے شکست فاحش کھائی اقبال خان مقتول اور سعید خان گرفتار ہوا اور فرمانروا ساکن ہوا اور مال وملک اُنکا تصرف مین آیا بیت کن چون ابر کار فرنعمتے باسنعم وکرم ؎ کہ یابد نعمت از بحر و ز بر سینہ پر نکاش اسکے بعد چونکہ مزاج سلطان کا امرائے سکندری کے ساتھ اور مخالفت ظاہری اور باطنی امرا کی بادشاہ کی نسبت حد سے گذری تھی امرا کو قید سے نجات نہ بخشی چنانچہ نسبت سے ملوک معتبر مثل میان بھورہ اور اعظم ہمایون خروانی نے حبس مین وفات پائی خوف وہر اس نے امرا کے دلون مین راہ پائی دریاخان لوحانی حاکم بہار اودھان جہان لودھی اور میان حسن قرلی وغیرہا لک نے سر اطاعت سے پھیرا اور بادشاہ نے چندیری کے شیخ زادون سے اشارہ کیا تو اُنھون نے میان حسن قرلی حاکم چندیری کو آدھی رات کو قتل کیا یہ حرکت بھی امرا کے از دیاد ہراس اور تنفر کا سبب ہوئی ایکبارگی ناامید ہوے اور بعد چند روز کے دریاخان لوحانی حاکم بہار فوت ہوا اور اُسکا بیٹا بہادر خان سلطان سے منحرف ہو کر بہار مین اپنے باپ کا قائم مقام ہوا اور اپنے تئین سلطان محمد مشہور کر کے خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کیا اور جو امرا کہ بادشاہ سے روگردان ہوئے تھے اسکے شریک ہوئے اور تخمیناً ایک لاکھ فوج اُسکے پاس فراہم ہوئی اور ولایت سنبھل تک متصرف ہوا اور اُسوقت نصیر خان لوحانی حاکم غازی پور بھی افواج سلطان سے ہزیمت پاکر اُسکے پاس گیا اور چند مہینے ولایت بہار مین خطبہ سلطان محمد کے نام پڑھا اور چند مرتبہ افواج شاہی سے جنگ کر کے غالب آیا اور اُسوقت مین غازی خان ابن دولت خان لودھی لاہور سے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور پھر متوہم ہو کر بھاگا اور اپنے باپ کے پاس لاہور مین گیا اور دولت خان لودھی نے کسی وجہ سے بادشاہ کے قہر وغضب سے نجات نہ دیکھی ناچار علم مخالفت بلند کیا اور للتجا فودوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ پاس جو کابل مین رہتا تھا لے گیا اور اُس جناب کو تحریص دیکر تسخیر ہندوستان پر آمادہ کیا اور پہلے بابر شاہ سے تفرع ودرازی کر کے سلطان علاء الدین برادر بابر شاہ ابراہیم کو کہ نوکر بابر شاہ کا ہوا تھا ساتھ لاکر اکثر خویش واقارب اور اعوان وانصار اپنے اُس کے ہمراہ کیے تو دہلی جاکر اس حدود کو مسخر کرے اور شہزادہ علاء الدین روانہ ہو گیا اور اسمٰعیل خان حلوانی اور دیگر امرا جو بادشاہ ابراہیم لودھی سے مایوس ہو کر پرگنات پر رہتے تھے ساتھ اُنکے شریک ہوئے اور لشکر کی تعداد چالیس ہزار پہونچی اور سب یکدل اور یکجہت ہو کر دہلی کی طرف روانہ ہوئے اور دہلی کو محاصرہ کیا بادشاہ ابراہیم یہ اخبار وحشت آثار سنکر اُس جماعت کی طرف عازم ہوا جسوقت کہ فاصلہ چھ کوس کا باقی رہا سلطان علاء الدین نے شبخون اُسپر مارا اور صبح تک تمام افواج ابراہیمشاہی کو درہم اور برہم کیا اور ابراہیم شاہ کے بعضے امرا اُس شب کو علاء الدین سے ملحق ہوئے لیکن شاہ ابراہیم پایہ ثبات میدان جانفشان مین گرم کر کے تھوڑے خواص خاص سے اپنے سراپردہ مین ایستادہ ہوا اور اصلا ہاتھ کارزار مین نہ کھولا

اور جب صبح صادق کی روشنی چمکی اور سلطان علاء الدین کا لشکر تاراج مین مشغول ہوا اور سلطان علاء الدین کے بھی ہمراہ چند لوگ سے زیادہ نہ تھے بادشاہ ابراہیم نے پیش دستی کر کے اُسپر حملہ کیا اور صدر اول مین اُسنے پسپا کر کے بھگایا چنانچہ ہر کس نے ہر جگہ سے کہ تاراج مین مشغول تھے اُسی جگہ سے رہ فرار نا پی القصہ سلطان علاء الدین اور امرائے شکستہ پنجاب کی طرف گئے اور سلطان ابراہیم نے دہلی مین مقام کیا اور ۹۳۲ نو سو بتیس ہجری مین فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر شاہ نے اُسپر لشکر کھینچا چنانچہ وہ بتفصیل تحریر ہوگا اور موضع پانی پت مین دونون بادشاہ کے درمیان جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا اور نسیم فتح بابر شاہ کے اعلام پر چلی بادشاہ ابراہیم بدھی معرکہ جانستان مین قتل ہوا اور بادشاہی دہلی اور آگرہ نے خاندان اجقران مین انتقال کیا ایام بادشاہی بادشاہ ابراہیم بیس برس تھے والبقاء للملک المعبود ۔ ذکر زمینداۂ سریر کشور ستانی فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ غازی کی بادشاہی کا جس وقت کہ سلطان ابو سعید میرزا عراق مین شہید ہوا اُس کے گیارہ فرزند ارجمند تھے تفصیل اُنکے اسما کی یہ ہے سلطان احمد میرزا سلطان محمود میرزا سلطان محمد میرزا شاہرخ میرزا الغ بیگ میرزا عمر شیخ میرزا اکبر میرزا سلطان مراد میرزا سلطان خلیل مرزا سلطان عمر میرزا سلطان میرزا اُن سب مین سے چار صاحبزادہ بادشاہ ہوئے اور عہد پدر مین بھی ہر ایک ایک مملکت مین بادشاہی کرتے تھے الغ بیگ میرزا کابل مین اور سلطان احمد میرزا سمرقند مین اور سلطان محمود میرزا حصار اور قندز اور بدخشان مین اور عمر شیخ میرزا اندجان اور فرغانہ مین اور یونس خان حاکم مغولستان مین الغ بیگ میرزا کے سوا ہر ایک کو تینون بھائیون سے داماد ی سے سرفراز کیا تھا اور اُس زمانے مین مملکت فرغانہ بادشاہ فرزانہ عمر شیخ میرزا کی معدلت سے رشک ریاض رضوان تھی اُس کے بیان ۸۸۸ آٹھ سو اٹھاسی ہجری مین یونس خان مذکور کی دختر مسماۃ قتلق نگار خانم سے ایک فرزند پیدا ہوا نام اُس کا محمد بابر میرزا رکھا چنانچہ حسامی ذاکولی نے تاریخ اُس کے تولد کی یون تحریر کی ہر بیت اندر شش محرم زاد آن شہ مکرم ؛ تاریخ مولدش ہم آمد شش محرم ؛ اور نسب سلطان ابو سعید میرزا کا صاحبقران کی طرف یون راجع ہوتا ہے سلطان ابو سعید میرزا ابن سلطان محمد میرزا ابن میران شاہ میرزا ابن امیر تیمور صاحبقران گورکان اور محمد بابر میرزا نے بارہ برس کے سن مین باپ کی طرف سے خطہ اندجان کی سرداری پائی اور جب عمر شیخ میرزا دوشنبہ کے دن ماہ رمضان ۹۹۹ نو سو ننانوے ہجری مین کبوتر خانہ کے کوٹھے پر سے گر کر شقا رہوا بابر میرزا امرا کے اتفاق سے بادشاہ ہو کر ظہیر الدین لقب پایا اُس کے بعد سلطان احمد میرزا اور سلطان محمود خان بن یونس خان فرصت دیکھ کر بقصد انتقام دو طرف سے مملکت فرغانہ کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوے کسواسطے کہ عمر شیخ میرزا کے کہ بادشاہ اولوالعزم اور صاحب داعیہ تھا سابق مین بارہا اُنکی ولایت پر لشکر کشی کر کے بہت خرابی کی تھی القصہ میر شیرم طغائی عمر شیخ میرزا نے چاہا کہ ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کو بہلا ڈاونگنہ پر لیجاوے کہ اگر امرا راہ بیوفائی مسلوک رکھکر سلطان احمد میرزا سے ملحق ہون تو شاہزادہ مصرت سے محروس او مصئون رہے لیکن مولانا قاضی جو شیخ برہان الدین بلخی کے پوتون سے تھا اور اعیان اندجان کے سلک مین انتظام رکھتا تھا مانع آیا اور ظہیر الدین محمد بابر شاہ کو اُسکے بعد عمر شیخ نام احکام مذکور کے ساتھ فردوس مکانی کے اکتفا ہوگا حصار اندجان مین داخل ہوا اور باب جاہ برج و بارہ کی محافظت مین مشغول ہوئے اور حسین لیقوب اور امیر قاسم قوچین جو فرغنستان مین انتظام کے واسطے نامزد ہوئے تھے واپس آئے اور لوازم خلاص مین کسی طرح کی تقصیر نہ کی اور سلطان

لہ ابتدا سے سلطنت اور عہد اقبال دولت جنت آرامگاہ فردوس مکانی بابر بادشاہ غازی کے ہندوستان مین ۱۲ سال

احمد میرزا کہ فردوس مکانی کا چچا ہوتا تھا بخجند اور فرغانہ کو مسخر کر کے اندجان کے چار فرسخ پر آیا اس حالت مین ایک ارباب اندجان سے مشہور بہ محمود درویش نے مخالفت کے سبب تیغ قہر فردوس مکانی سے نوازش پائی اور آنحضرت نے مولانا قاضی اور اوزن حسن اور خواجہ حسین کو سلطان احمد میرزا کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ یہ امر نہایت ظاہر ہے کہ آنجناب سمرقند کو چھوڑ کر اندجان مین اقامت نہ فرماوینگے اس صورت مین اگر حکومت اس دیار کی بدین جانب کہ مثل فرزند کے ہے تفویض فرماوین مدت العمر اطاعت کے راستہ پر مستقیم ہو کر مخالفت نکرینگا سلطان احمد میرزا اس بات سے متاثر ہو کر مقام صلح مین ہوا لیکن ارکان دولت اُسکے اپنے ارادہ سے باز آئے کلمات پریشان زبان پر لائے اور قلعہ کی تسخیر مین عازم ہو کر سعی موفور عمل مین لائے اس عرصہ مین فردوس مکانی کی قوت طالع سے سمرقندیون کے لشکر مین وبائے اسہال نے شیوع پایا طویلہ طویلہ اسپ سقط ہوئے اور سپاہی گھوڑون کے مفقود ہونے سے مضطرب اور سراسیمہ ہوئے اور یہ بھی سمرقندیون کی اُردو مین ظاہر ہوئی سلطان احمد میرزا نے پھر بسر مصالح ہو کر امیر درویش محمد کو اُس قوم کے تصفیہ کے واسطے مامور کیا اور فردوس مکانی کی طرف سے حسن یعقوب اُس کام پر مقرر ہوا دونون نے عیدگاہ مین ملاقات کی اور موافقت کے بارہ مین ہمکلام ہو کر صلح کی اور سلطان احمد میرزا سمرقند کی طرف متوجہ ہوا لیکن قضائے الٰہی سے راستہ مین فوت ہوا سلطان محمود بن یونس خان مغربی طرف سے فرغانہ مین متوجہ ہوا جب اخسی مین پہونچا جہانگیر میرزا اور فردوس مکانی کہ حاکم وہان کا تھا تاب مقاومت نہ لایا اور ساتھ امرائے معتمد شمل درویش علی اور میرزا قلی کوتکاش اور محمد باقر اور شیخ عبداللہ سیک اور آقا اویس لاغری وزیر غیاث الدین بلغیانی کے قصبہ کاسان کی طرف کہ اتکائے آقا اویس لاغری سے تھا اور ناصر میرزا فردوس مکانی کا چچوٹا بھائی وہان حاکم تھا گرم عنان ہوا اور سلطان محمود خان بن یونس خان نے تعاقب کیا جب نزدیک پہونچا سب نے اطاعت کر کے کاسان کو اس کے سپرد کیا اور سلطان محمود خان بن یونس خان پھر اخسی مین گیا چونکہ بنوز کچھ کام پیش نہ گیا تھا اور عارضہ نے اُسپر تسلط کیا اپنی ولایت کا راستہ پکڑا مقارن اس حال کے ابابکر حاکم کاشغر اندخجن نے حدود اور گند کی طرف لشکر کھینچکر تعذیب عباد اور تخریب بلاد کی اور جب مولانا قاضی اور دوسرے امرا اُسکے دفع کو مامور ہوئے تو صلح کر کے اُسنے بھی اوزن کے مانند اپنے مقر کی طرف بازگشت کی اور فردوس مکانی نے فرغانہ مین جا کر حسن یعقوب کو صاحب اختیار ملکی اور مالی اور حاکم اندجان کیا اور سنہ ۹۰۰ نو سو ہجری مین حسن یعقوب کی اوضاع اور اطوار سے رائحۂ مخالفت استشمام فرما کر بطور تاخت اندجان کی طرف متوجہ ہوا اور اُسوقت مین کہ حسن یعقوب شکار کے واسطے گیا تھا اندجان مین داخل ہو حسن یعقوب یہ خبر سنکر باہر ہی باہر سمرقند کی طرف بھاگا اور امیر قاسم نوجین نے امور ملکی اور مالی مین مشغول ہو کر ایک جماعت حسن یعقوب کی تعاقب مین دوڑائی چنانچہ اخسی کے حوالی مین حسن یعقوب نے اس جماعت پر شبخون مارا اور اس شب تاریک مین وہ غلطی سے اپنے ایک نوکر کے ہاتھ زخم تیر سے مارا گیا اور اپنی سزائے اعمال کو پہونچا اور اسی سال ابراہیم بیگ اور حاکم قلعہ اشپرہ نے باغی ہو کر خطبہ بایشقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا کے نام پڑھا چنانچہ فردوس مکانی نے وہان جا کر محاصرہ کیا اس صورت مین چالیس روز کے بعد ابراہیم سر بامتیغ و کفن قلعہ سے برآمد ہوا اور آنحضرت نے اُنکا جرم معاف کیا اور بخجند کی طرف سوار ہوا اور وہان کے حاکم نے جب بے مضائقہ قلعہ کو تفویض کیا وہان سے شاہرخیہ کی طرف روانہ ہوا تا کہ اپنے ماموں سلطان محمود بن یونس خان سے کہ بعد مراجعت اخسی کے وہان رہتا تھا ملاقات کرے اور جب اُسکی مجلس مین آیا خان مذکور مراسم تعظیم و تکریم بجالا کر ایستادہ

ع بایشقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا

ہوا اور فردوس مکانی رعایت ادب کر کے دو زانو بیٹھا اور خان عالی شان نے بادشاہ کو آغوش مہربانی میں کھینچکر لوازم ضیافت اور خاطر جوئی سے کوئی دقیقہ نچھوڑا اور بعد دو تین دن کے فردوس مکانی نے اندجان کیطرف مراجعت فرمائی اور جب بائیسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا جیسا کہ کتب متداولہ مین مسطور ہے بادشاہ سمرقند ہوا اور زمانے نے ابواب تفرقہ اُسکے روے روزگار پر کھولا فردوس مکانی ارادہ کی تسخیر کے واسطے کر برسون حوزۂ تصرف دیوان عمر شیخ میرزا مین تھا آخر ش خبرات مذکورہ مین گماشتگان بائیسنقر میرزا کے تصرف مین آیا تھا سوار ہوا شیخ ذوالنون نے کہ بائیسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا کی طرف سے وہان کا دارو غہ تھا حصار ہی ہو کر اعلام مافوقیت بلند کیا اور جب زمستان نزدیک آیا اور غلہ نایاب ہوا ناچار اندجان مین آکر دوسرے برس لشکر سمرقند کی طرف کھینچا اور سمرقند کے زیر قلعہ بائیسنقر میرزا کے بھائی سلطان علی میرزا وہان کے حاکم سے جو کشورگیری کا داعیہ رکھتا تھا ملاقات کر کے قرار دیا کہ دوسرے برس ہم تم سامان خوب کر کے آوین اور سمرقند کو بائیسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا سے برآوردہ کرین اسواسطے دونون نے اپنے ممالک کی طرف معاودت کی اور ۹۰۳ نوسو دو ہجری مین کہ شروع بسال بھی تھا بادشاہ اپنی جگہ سے سمرقند کی طرف متوجہ ہوے سلطان علی میرزا سمرقند مین پیشتر پہونچا اور بائیسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا ابر آمد ہو کر اُسکے مقابل اپنا خیمہ اور خرگاہ بلند کر کے بیٹھا اس درمیانمین فردوس مکانی بھی قریب پہونچا پھر سمرقندیان شب کو کوچ کر کے شہر کی طرف متوجہ ہوے اور اسی رات کو بحسب اتفاق الذون خواجہ مغل نے جو طایفۂ فردوس مکانی کے لشکر کا تھا سمرقندیون پر پہونچکر بہت سمرقندیون کو مجروح اور بے روح کیا اور فردوس مکانی بھی قلعۂ شیرہ کو جو برسر راہ تھا سخر کر کے تحصیل تمام سمرقند مین آیا اور اسی دن لڑائی ہوئی خواجہ کلان بیگ کے بڑے بھائی خواجہ مولانا صدر کہ فاضل عصر اور منشی بینظیر تھا ایک تیر اُسکی گردن مین لگا کہ اُسکے صدمہ سے جانبر نہوا اور اسی طرح سے سمرقند بی امن جو انمردی اور بہادری کا کمر بہ باندھکر وقت ہو قت دونون بادشاہ سے مجادلہ کرتے تھے لیکن تدبیر کی بن نہ آتی تھی اور کچھ کام نکرتی تھی جب فصل خریف پہونچی سلطان علی میرزا بخارا کی طرف گیا اور فردوس مکانی قلعہ خواجہ دیدار مین آیا کہ وہان قیام کر کے موسم زمستان کے بعد پھر سمرقند پر تاخت لاوے اور شرائط محاصرہ بجالاوے اُس عرصہ مین بائیسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا نے مغولستان و ترکستان کی طرف بھیجکر شیبانی خان سے کمک طلب کی شیبانی خان اجابت فرما کر بطور تاخت روانہ ہوا اور جب قلعہ خواجہ دیدار کے قریب پہونچا اور فردوس مکانی درپے جنگ ہوا وہان سے عطف عنان کر کے سمرقند گیا اور بائیسنقر میرزا کی بدسلوکی سے رنجیدہ ہو کر اپنے ملک کی طرف پھر گیا بائیسنقر میرزا شیبانی خان کی مدد سے مایوس ہوا دوسو یا تین سو آدمی سے خسوشاہ کے پاس قندز کی طرف گیا فردوس مکانی بائیسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا کے فرار سے آگاہ ہو کر سمرقند کی جانب متوجہ ہوا در آخر ماہ ربیع الاول ۹۰۳ نوسو تین ہجری مین سمرقند کے تخت پر جلوس کیا امراے قدیم کو جنھے جانثاری ظہور مین آئی تھی مراحم خسروانہ سے سرفراز فرمایا لیکن سلطان احمد تنبل کو اوروںسے زیادہ سرفراز فرمایا اور چونکہ سمرقند صلح سے لیا گیا تھا کچھ سرمایہ سپاہیون کو نصیب نہوا اس سبب سے بے سامان ہو کر متفرق ہوے اور پہلے تمام مغل کو انکا سردار ابراہیم چاک تھا بھاگے اور جان ملی اور سلطان احمد تنبل بھی اخسی کے سمت روانہ ہوے اور ساتھ اتفاق زون حسن حاکم اخسی کے جہانگیر میرزا فردوس مکانی کے بھائی کو تخت سلطنت پر بٹھایا اور پیغام دیا کہ جو سمرقند بادشاہ کے تصرف مین آیا ہو ولایت اندجان کو جہانگیر میرزا کے قبضہ مین چھوڑین فردوس مکانی اس گستاخی سے

ناراض ہوا اور ایسی باتین کہ اس جماعت کے خلاف مراد تھین زبان پر لایا وہ لوگ مخالفت مین بکوشت ہو کر جہانگیر میرزا کے رکاب مین اندجان کی سمت متوجہ ہوئے اور آنحضرت نے التون خواجہ مغل کو اُنکی نصیحت کے واسطے بھیجا لیکن مخالفون نے ایک جماعت کو سر راہ بھیجکر التون خواجہ مغل کو قتل کیا اور علی دوست طغائی اور مولانا قاضی نے قلعہ اندجان کو محکم کر کے عرائض درگاہ مین بھیجین قضارا ان دنون مین مزاج وہاج فردوس مکانی کا اس طرح منہج اعتدال سے منحرف ہوا کہ مجال تکلم نہی اور روئی کے پھاہے سے پانی لب پر ٹپکاتے تھے اور جب صحت پائی عرضیان اندجانیون کی جو کہ درخواست کمک اور اظہار بیطاقتی مین تھین پے در پے گذرین آنحضرت سمرقند ترک کر کے اندجان کی طرف متوجہ ہوئے لیکن علی دوست طغائی وغیرہ نے پہلے ہی بادشاہ کی سخت بیماری کی خبر سنکر مضطرب ہو کر سب نے قلعہ اندجان کا مخالفون کو دیا اور انھون نے مولانا قاضی کو قتل کر کے خطبہ بنام جہانگیر میرزا پڑھا فردوس مکانی کو سمرقند اور اندجان قبض و تصرف سے برآور دہ ہونے کے سبب پریشانی تمام شامل حال ہوئی پھر امیر قاسم قوچین کو تاشکند کی طرف اپنے ماموں سلطان محمود خان بن یونس خان کے پاس بھیجکر کمک طلب کی سلطان محمود خان بسیجیل روانہ ہوا اور چاچکائی آہنگران مین آپس مین ملاقات کر کے روانہ ہونے کے نتیہ مین تھے کہ جہانگیر میرزا کے ایلچی نے سلطان کی خدمت مین آنکر اُس کے ارکان دولت سے موافقت کی جس وقت بھانجون کو چھوڑکر خود تاشکند کی طرف چلا گیا اُس وقت اکثر سپاہی فردوس مکانی سے جدا ہونے اور سوائے ایک جماعت امرائے قدیم کے کہ زیادہ سو سوار سے نہ تھے کوئی شخص اُس کی ملازمت مین نہ رہا ناچار خجند کی طرف مراجعت کر کے ایک قاصد اراپتہ کی طرف محمد حسین گورکان کے پاس دوغلات مین بھیجا اور اظہار کیا کہ خجند گنجایش رہنے کی نہین رکھتا ہی اور داعیہ میرزایان ہی کہ زمستان کو قرہ یاغ مین بسر کرین محمد حسین گورکان نے اس کی اجازت دی چنانچہ رایت بابری کے سایۂ وصول اُس ملک پر ڈالا اور چند روز کے بعد کہ جمعیت بہم پہونچی امرا بچہ بیلاق کی طرف روانہ ہوئے بعضے قلعون کو جنگ سے اور بعضون کو تدبیر سے حیز تسخیر مین درلائے لیکن آن حضرت کے کام کے نہ تھے اور آپ اسی طرح اپنے مہات مین متفکر اور حیران ہوئے

مصرع نے رائے سفر کردن و نے روے اقامت

ایسے وقت مین ہدہد خوشخبر علی دوست طغائی کی طرف سے آیا اور ایک عریضہ اس مضمون کا لایا کہ تجھسے بہت گناہ صادر ہوئے مقام عذر مین ہون اب قلعہ فرغستان میرے تصرف مین ہو اگر وہ حضرت تشریف لاوین اُسکو تفویض کر کے سلک غلامون مین منتظم ہون القصہ فردوس مکانی اس معنی کو مقدمۂ فتوح جانکر روان ہوا اور بعد وصول بمقصد علی دوست طغائی کہ دروازہ پر منتظر مقدم ہمایون تھا قلعہ کو بادشاہ کے تصرف مین دیکر پشکش مین بھی تقصیرات کی فردوس مکانی نے امیر قاسم قوچین کو کوہستان اندجان کی طرف اور ابراہیم سارو اور اویس لاغری کو اُسی کی اطراف مین بھیجا کہ سعی کر کے آدمیون کو مطیع کرین القصہ ہایالغ اطراف اندجان مطیع ہوئی اور ابراہیم سارو اور اویس لاغری نے قلعہ باب اور ایک دو قلعہ اور لیے اور لشکر سلطان محمود خان بن یونس خان بھی ایسے وقت مین بہ قصد ملک روانہ ہوا زون حسن اور سلطان احمد مغل فرغستان کی فتح اور لشکر کے اطراف مین متفرق ہونے سے آگاہ ہو کر جہانگیر میرزا کی ملازمت مین فرغستان کی طرف متوجہ ہوئے اور اُس قلعہ کو فتح کر کے ایک جماعت اُسی کی طرف بھیجی لشکر سلطان محمود نے اُس گروہ سے دوچار ہو کر اکثر کو تہ تیغ کیا اور اُسمین پانچ یا چھ آدمی سے زیادہ زندہ نہ بچے زون حسن یہ خبر سنکر مرا سیمہ ہوا اور جب اُسکے سپاہیون نے ایک ایک اور دو دو بادشاہ کی ملازمت مین جانا شروع کیا ناچار ہا

کوچ کر کے جہانگیر میرزا کے اتفاق سے اندجان کی طرف متوجہ ہوا اور ناصر بیگ نامے کہ روزن حسن کے خویشان مین تھا اور اندجان مین حکومت کرتا تھا اُسنے دیدۂ بصیرت سے اقبال بادشاہی پیشرو دیکھ کر اندجان کو مضبوط کیا اور آنحضرت کے پاس ایلچی بھیجکر التماس تشریف قدوم میمنت لزوم کی اور تمام حریف حیران ہوکر ہر طرف راہی ہوئے چنانچہ روزن حسن اخسی کی طرف اور جہانگیر میرزا اور سلطان احمد تنبل قصبۂ اوش کی طرف روانہ ہوئے اور فردوس مکانی نے اندجان کی طرف جاکر ناصر بیگ اور دوسرے دو لتخواہون کو مورد عنایات فرمایا اور دار الملک فرغانہ جو کہ مدت مدید سے قبضۂ تصرف سے برآوردہ ہوا تھا پھر ماہ ذیقعدہ سنہ ۹۰۴ نو سو چار ہجری مین حوزۂ تصرف مین در آیا اور چوتھے دن فردوس مکانی اخسی کی طرف متوجہ ہوئے روزن حسن امان کے بعد برآمد ہوکر حصار کی طرف گیا فردوس مکانی نے قاسم عجب کو قلعہ کی داروغگی پر نصب کیا مصرع ظفر ہمعنان نصرت از پے دوان بہ پھر اندجان کی طرف مراجعت فرمائی اور روزن حسن کے اکثر ملازم اُس سے جدا ہوکر موکب ہمایون مین جا ملے اور ارکان دولت و اعیان حضرت کے عرض القدس مین پہونچا کہ اکثر اسباب دولت خواہون کا اُنھون نے تاراج کیا ہے اور مولانا قاضی کو بھی اسی جماعت نے قتل کیا اگر انھون نے ساتھ جان کے امان پائی ہو تو اُن کے واپس دینے مین کیا مضائقہ رکھتے ہیں حکم ہوا کہ جسکے خض اپنا مال جس کسی کے پاس پہچانے لیوے مغلون نے اس معاملہ سے آگاہ ہوکر اوزکنہ کا راستہ لیا اور سلطان احمد تنبل کو اپنی مخالفت سے آگاہ کیا سلطان احمد تنبل اور جہانگیر میرزا ان کے ہمراہ اندجان کی طرف گئے فردوس مکانی نے امیر قاسم توجین کو اُن کی مدافعہ کے واسطے بھیجا اور فریقین کے درمیان سخت جنگ واقع ہوئی امیر قاسم توجین منہزم ہوا اور بہت سے امرا اور مقرب شاہ اُس معرکہ مین کام آئے اور بعضے اسیر ہوئے اور مخالفین متعجیل تمام اندجان مین آن کر ایک مہینے محاصرہ اور مجادلہ مین مصروف رہے جب وہ مفتوح نہ ہوا کوچ کر کے اوش کی طرف گئے اور فردوس مکانی سنہ ۹۰۵ نو سو پانچ ہجری مین بقدر استطاعت لشکر جمع کر کے اوش کی طرف گرم عنان ہوا مخالفین تاب مقاومت نہ لاکر دوسرے راستے سے اندجان کی طرف گئے اور ہر ایک منصوران حضرت نے جو کچھ اُس حدود مین دیکھا غارت کیا اور لشکر جب معمور ہوا فردوس مکانی باردو کی طرف کہ قلاع متحکم سے ہے اور تصرف مین خلیل برادر سلطان احمد کے تھا روان ہوا خلیل نے اعلام مدافعہ برپا کر کے جنگہاے سخت کین اور آخر کو امان چاہکر قلعہ سپرد کیا آنحضرت نے خلیل کو مع اتنی نفر عوض طائفہ خدام کے کہ مخالف مقید رکھتے تھے قید کر کے اندجان کی طرف بھیجا لیکن سلطان احمد تنبل نے اندجان کی نواح مین پہونچکر جانا کہ سپر جان گنکا کر قلعہ مین در آوے قلعہ کے باشندے آگاہ ہوکر اُن کے مدافعہ کے واسطے اُٹھے اور مخالفون کا کچھ کام پیش نہ گیا اور جب فردوس مکانی ایک فرسخ پر پہونچ گیا تو مخالفین وہان سے کوچ کر کے ایک دریا کے کنارے مضبوط ہوئے اور وہ حضرت اُس کے مقابل فروکش ہوئے چالیس روز کامل مقام کیا اخوالام قریب خوبانکی حوالی مین کہ اندجان سے تین فرسخ ہے درمیان دونون لشکر کے جنگ صعب واقع ہوئی اور ضرب تیغ و تیر سے خوبان کی زمین خون خوبان سے رنگین ہوئی پھر بادشاہ نے منصور و مظفر ہوکر سلطان احمد تنبل کو منہزم کیا اور سالما غانما اندجان مین داخل ہوا اور انھین دنون مین یہ خبر پہونچی کہ پانچ چھ ہزار اوزبک سلطان محمود بن یونس خان کے جہانگیر میرزا کی کمک کو آئے ہین اور قلعہ کاسان کو محصور کیا ہے فردوس مکانی نے عین شدت سرما مین کہ قطرات باران درمیان زمین و آسمان کے منجمد ہو گئے تھے اور مرغابی جاڑے کے صدمہ سے خود مرغ کباب کے بیچ مین جاتی تھی اُس طرف متوجہ ہوا اس صعوبت مین لشکر کمک بادشاہ کی توجہ سے ہراسان ہوا اور اپنی ولایت کی طرف پلٹ گیا اور سلطان احمد تنبل کو لشکر مغل کی ملاقات کو

جاتا تھا اور اُن کی مراجعت سے خبر نہ رکھتا تھا غافل ہو کر آنحضرت کے لشکر ظفر پیکر کے قریب آیا جو چارہ نہ رکھتا تھا فرار کی راہ اختیار کیا کہ کل طرفین سے تہور حرب گرم ہو لیکن رات کے وقت سوار ہوا اور جب فردوس مکانی نے اُسکا تعاقب کیا اُس نے قلعہ پشخار کے نیچے نزول کیا اور بادشاہ نے بھی اُسکے مقابلہ میں خیمہ اور خرگاہ بلند کر کے اقامت فرمائی اور تین چار روز کے بعد علی دوست طغائی اور قنبر علی کہ بزرگ تر اُنسے کوئی نہ تھا لیکن دل و زبان اُنکے آنحضرت سے موافق نہ تھے حرف صلح درمیان میں لائے اور قرار پایا کہ اب خجند سے خیجی تک جہانگیر میرزا کے تصرف میں رہے اور ولایت اندجان اور توابع اور کنبادشاہ کے زیر نگین ہووے اور جس وقت سمرقند بادشاہ کے حوزۂ تسخیر میں آوے اندجان پر بھی جہانگیر میرزا کا تصرف ہو عہد و پیمان کے بعد جہانگیر میرزا اور سلطان احمد تنبل نے حاضر ہو کر بادشاہ کو آداب عرض کیا اور طرفین کے قیدیوں نے رہائی پائی فردوس مکانی اندجان میں آیا اور علی دوست طغائی کو خیل حشم کی زیادتی اور دنیاوی درم کی کثرت سے ممتاز تھا اور علم اقتدار کا برپا کیے ہوئے تھا بدسلوکی حد سے لے گیا امیر خلیفہ کو بادشاہ کے بے اطلاع اخراج کیا ابراہیم سارو اور ادیس لاغری کو مصادرہ فرمایا اُس کے فرزند محمد دوست نے طریقہ بادشاہانہ اختیار کیا اور بادشاہ دشمن کے قرب و جوار کے سبب مقام تادیب میں نہ ہوتا تھا دس درمیان میں محمد مرید ترخان کہ امرائے معتبر سلطان علی میرزا حاکم سمرقند سے تھا اپنے صاحب سے متوہم ہو کر جان میرزا ولد سلطان محمود میرزا سے جا ملا اور اُسے اُبھار کر سمرقند کی طرف گیا اور شکست پا کر پلٹ آیا اور ایلچی فردوس مکانی کے پاس بھیجکر سمرقند کی تسخیر کی ترغیب کی آنحضرت نے اس امر کو غنیمت شمار کر کے سمرقند کی طرف لشکر کھینچا اثنائے راہ میں جب محمد مرید خان اُردو میں اُس کے ملحق ہوا امرا کے مشورہ سے ایلچی خواجہ قطب الدین یحییٰ قدس سرہ کے پاس کہ سمرقند کی باگ اُن ہدایت شعار کے قبضہ اقتدار میں تھی بھیجا آپ نے جواب دیا کہ جب ظاہر قلعہ میں پہونچیں وہ امر کہ مطلوب ہے کفایت کو پہونچے گا لیکن سلطان محمود دولدی کہ آنحضرت کے لوگوں سے تھا بے سبب اردوے معلے سے بھاگ کر سمرقند کی طرف گیا اور وہاں کے آدمیوں کو خواجہ قطب الدین یحییٰ کی فکر سے آگاہ کیا اور وہ تدبیر اُسوقت تقدیر کے موافق نہ آئی اور اُس عرصہ میں فردوس مکانی کے نوکر جو علی دوست طغائی کی شامت سے پراگندہ ہوئے تھے ایک ایک دو دو سعادت و اقبال کے مانند موکب عالی میں داخل ہوئے اور اتنی خبر بہن عرض اقدس و اعلیٰ میں پہونچائیں کہ یکبارگی مزاج قدسی تاثر اُس سے منحرف ہوا اور رخصت فرمائی اور علی دوست طغائی باتفاق اپنے بیٹے محمد دوست کے سلطان احمد تنبل کے پاس جا کر مقرب ہوا اور چند روز کے بعد مر گیا اور جب شیبانی خان بخارا کو مسخر کر کے سمرقند کی تسخیر پر آیا وہ ہوا اور سلطان علی میرزا نے اپنی والدہ کی تحریک سے سمرقند شیبانی خان کو دیا فردوس مکانی یہ خبر سنکر بلدہ کش کی طرف تشریف لے گیا اور وہاں سے حصار کی طرف روانہ ہوا اور چغانیان میں محمد مرید ترخان اور امرا سمرقند کے تسخیر سے نا امید ہو کر جدا ہو کر خسرو شاہ کے پاس گئے اور آنحضرت نے متحیر ہو کر متوکلانہ خسرو شاہ کے حدود مملکت طے کر کے سراق کا راستہ لیا اور نہایت مشقت سے راہیں تنگ اور پر سنگ قطع کر کے بیلاق آئے اور گھوڑے اور اونٹ بہت ضائع ہوئے اور جو آدمی قدیمی تھے متفرق ہوئے زیادہ دو سو چالیس آدمی سے باقی نہ رہے تھے آنحضرت نے مشورہ ارکان دولت سے کیا سب نے بالاتفاق کیا کہ جو شیبانی خان نے سمرقند پر ابھی قبضہ کیا ہوا اور آدمی وہاں کے اُس سے ابھی یکدل اور ایک زبان نہ ہوئے ہیں ہم پوشیدہ سمرقند میں داخل ہوں اور جو کوہ ملک ہمارا مورثی ہووہاں کے

باشند ے اگر مدد سے جی چرائینگے تو دشمنی بھی نکرینگے اور شہر ہمارے تصرف مین آنے کے بعد جو کچھ کہ مشیت ایزدی ہو فعل مین آویگا اس نیت سے ایلغار کر کے رات کے وقت خان کے فرودگاہ مین آیا اور جب معلوم ہوا کہ مردم شہر نے خبر پائی ہی بحسب ظاہر مراجعت کا عازم ہو کر ہٹ آیا اور وہان خواب دیکھا کہ حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ میرے بیان تشریف لائے مین بادشاہ نے استقبال کر کے ان کو صدر مجلس پر بٹھایا اس درمیان مین ایک دستار خوان کہ مناسب نہ تھا ان ہدایت شعار کے روبرو بچھایا گیا اور خواجہ نے متبسمانہ فردوس مکانی کی طرف دیکھا فردوس مکانی نے بایما و اشارہ عذر کیا کہ مین اس امر سے بری ہون تقصیر خوان سالار کی ہی خواجہ نے وہ عذر قبول کیا اور مجلس سے اُٹھ کر روان ہوا بادشاہ مشایعت کے واسطے گیا اور خواجہ نے مکان کے دلان مین پہونچکر بادشاہ کا پکڑ کر ایسا اُٹھایا کہ پاؤن اُس کے بلند ہوئے جس وقت وہ حضرت خواب سے بیدار ہوئے سمجھے کہ غنچۂ مقصود نسیم فضل ایزدی سے شگفتگی پر ہی چنانچہ بخاطر جمع دوسری مرتبہ سمرقند پر تاخت لے گیا اور آدھی رات کو سنجل مغاک پر پہونچا چنانچہ اسی آدمی حکم کے موافق آگے گئے غار عاشقان کی طرف زینہ فصیل پر رکھکر اندر داخل ہوئے جب دروازہ فیروز کے قریب پہونچے قاعدہ ترخان کو کہ حافظ دروازہ تھا مع چند نفر نوکر قتل کیا اور دروازہ کھولکر فردوس مکانی مع دو سو چالیس کس کے شہر مین داخل ہوا اور مردم کوچہ و بازار سے جو کہ بیدار تھے لوازم دعاگوئی بجا لائے اور تھوڑے عرصہ مین خلق تمام شہر کی آگاہ ہوئی اوزبکون کو جہان پاتے تھے تیغ کرتے تھے اور جان فامیرزا حاکم شہر نے مع ایک جماعت اوزبکان خونخوار خواجہ قطب الدین یحیی کے مکان سے برآمد ہو کر باہر کا راستہ لیا اور اپنے تئین شیبانی خان کے پاس کہ سات یا آٹھ ہزار سوار اوزبک سے قلعہ دیدار کے نواح مین تھا پہونچا کر قضیہ سے آگاہ کیا چنانچہ شیبانی خان ایلغار کر کے ساتھ ایک سو اور پچاس آدمی کے علی الصباح دروازہ آہنی پر پہونچا اور جب جانا کہ کچھ کام نہ ہو سکیگا اسی وقت پلٹا اور اُسکے بعد سمرقند کے اعیان و اکابر آنحضرت کی ملازمت مین سرفراز ہوئے اور لوازم تہنیت بجا لائے اور مولانا ثنائی شاعر نے کہ اُسوقت شیبانی خان کا ملازم تھا اور خواجہ ابو البرکات سمرقندی کہ آخر زمانہ شاہ طاہر مین دکن مین آیا تھا فضیلت اور ندیمی مین عدیل اور نظیر نہ رکھتا تھا ان دونون نے مجلس ہمایون مین راہ پائی اور رسالہ تزکی تالیف اُس بادشاہ مین کہ سانحہ واقعات بابری کے شہرت رکھتا ہی بادشاہ نے اپنے قلم سے خود اس طرح لکھا ہی کہ سلطان حسین میرزا نے ہرات کو ایسی بی غفلت مین لیا تھا لیکن نزدیک ارباب عقل کے کہ انصاف رکھتے ہون درمیان اس فتح اور اس فتح کے فرق بہت ہی اول یہ کہ سلطان حسین میرزا جنگ و جدل بہت دیکھے ہوئے تھا اور تجربہ بہت حاصل کیا تھا دوسرے یہ کہ غنیم اُس کا یادگار محمد میرزا جو ان بسترہ اٹھارہ برس کا تھا تجارب زمانہ سے اس قدر بہرہ نہ رکھتا تھا تیسرے یہ کہ اُسکے تئین امیر علی اخور نے کہ درمیان غنیم کے تھا اور تمام کیفیتون پر اطلاع رکھتا تھا طلب کیا تھا چوتھے یہ کہ ہرات خالی تھا اور یادگار میرزا باغ زاغان مین میخوشی مین مشتغال رکھتا تھا کہ اس شب کو تین گھڑی باغ کے دروازہ پر تھے اور وہ بھی یادگار محمد میرزا کی طرح مست اور مدہوش تھے پانچوین یہ کہ سلطان حسین میرزا نے اول ہی مرتبہ ایلغار کر کے انکو غافل پا کر فتح کی اور میرا سمرقند فتح کرنا اس کیفیت سے ہی کہ مین سمرقند کے لینے مین اُنیس برس کا تھا اور صعر کے بہت نہ دیکھے تھے اور تجربہ حاصل نہ کیا تھا اور میر اغنیم شیبانی خان مرد سالخوردہ اور تجربہ کار تھا اور سمرقند سے کوئی میری طلب کیے نہ آیا تھا اگرچہ دل اُسکا میری طرف مائل تھا لیکن شیبانی خان کے خوف سے کسی کو زہرہ اُسکا اظہار کا نہ تھا اور جان فامیرزا مع چہ سو

اوزبک خوانخوار کے بستم اور اسفندیار کو اپنا خاشیہ کش جانتا تھا قلعہ مین موجود تھا اور محافظت مین قیام رکھتا تھا اُسنے مین قلعہ لیا اور حاکم کو مین نے پسپا کر کے مفرور کیا اور پہلی مرتبہ جب کہ ایلغار کے تمام سمرقندی آگاہ ہو چکے تھے اور دوسری مرتبہ فتح میسر ہوئی یہانتک ترجمہ عبارت ترکی ان حضرت کا ہوا بضمیر مورخان دانش پذیر پوشیدہ اور محتجب نرہے کہ تسخیر سمرقند بسطرح سے کہ فردوس مکانی کو میسر ہوئی بغایت مشابہ ہے ساتھ حکایت روانگی میرتیمور صاحبقران گورکان یہ ہر اہی دو سو بیتیا لیس آدمی شب کو قرشی مین اور لینا اُس بلدہ کا کمال دل خوشی مین لیکن فردوس مکانی بر حایت ادب صاحبقران کا نام زبان پر نہ لایا اور اُسوقت قرشی مین کوئی فرمانروا نہ تھا اور امرا مثل امیر حسین اور امیر عیسی شہر کے باہر تھے اور امیر عیسی کا بیٹا محمد بیگ کہ دو سال تمامیدہ قرشی کے اندر اقامت رکھتا تھا اور سمرقند ایک شہر بادشاہ نشین ہے اور نہایت سنگین و متین کہ کبھی کسی بادشاہ کے دل پر صورت اُسکے تسخیر کی بسہیل قہر و غلبہ نگذری اور اس سبب سے اُس کو بلدہ محفوظ سمرقند لکھتے ہین اور قرشی ایک موضع ہے مختصر کہ ہمیشہ داروغہ نشین رہا ہے مصرع بہ مین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ۔ الغرض جب ساحت سمرقند آنحضرت کے قدوم سعادت لزوم سے رشک رخسار خوبان سمرقندی ہوا شیبانی خان بخارا کی طرف گیا اور محمد مرید ترخان نے فرصت پاکر قلعہ قرشی اور حصار کذ اور کیکون کے قصرف سے برآوردہ کیا اور مرد اور کرش سے ابوالحسن میرزا نے آنکر قراکول کر لیا اور فردوس مکانی نے سلطان حسین میرزا اور دوسرے سلاطین کے پاس ایلچی بھیجکر کمک طلب کی تا کہ یکبارگی شیبانی خان کو ماوراء النہر سے باہر کرے سلطان حسین میرزا اور بدیع الزمان میرزا اور خسرو شاہ نے کہ عمدہ تھے قبول کیا اور دوسرون نے معتمد لشکر نہ بھیجا کہ کارگر ہو اُس وقت شیبانی خان موسم زمستان مین زور لایا اور قراکول اور دوسرے مواضع کو بزور شمشیر لیا اور فردوس مکانی شوال کے مہینے سنہ ۹۰۷ نو سو چھ ہجری مین لشکر فراہم لاکر باتفاق سپاہ کمک سمرقند سے بعزم رزم برآمد ہوا اور کارون کے اطراف مین شیبانی خان سے مصاف واقع ہوئی اور قتال و جدال مین سعی موفور طرفین سے عمل مین آئی اور جو لشکر کمکی سلطان محمود خان ابن یونس خان اور جہانگیر میرزا وغیرہ کی طرف سے آیا تھا سب متفرق اور پریشان ہوا اور آن حضرت کے پاس دس بیس نفر سے زیادہ نہ رہے عنان پھیر کر سمرقند مین داخل ہوئے اور امرائے بزرگ مثل بابا تغان اور ... سپاہ کو اور حسب قاسم اور میر قاسم قوچین اور غدائی بردی اور خلیل برادر سلطان تغل وغیرہ اس مین مارے گئے اور شیبانی خان نے سمرقند کے قلعہ کے نیچے پہونچکر بنیاد جنگ کی تا کہ فردوس مکانی نے مہر علیخ بیگ میرزا مین سکونت اختیار کی کہ جس طرف ملک کے واسطے حاجت پڑے خود بنفس نفیس آپ کو پہونچا دے اور بہت دنون تک درمیان مردم بیرونی اور درونی کے جنگ جوئی رہی اور فوج بیگ اور تومان کو تلاش روزگار لغائی بنایت شجاعت اور غلاس خاطر مین پہنچاتے تھے لیکن جب تین چار مہینے اس طرح سے گذرے شیبانی خان نے حد سے زیادہ محصورون کی تضییق مین کوشش کی بلائے قحط غلہ نے شیوع پایا اور آتش جوع قلعہ نشینون کے کاشانہ صبر مین بھڑکی نرخ خورد سپید کے سوا کہ ہر صبح کو تنور فلک سے برآمد ہوتا تھا آدمیون کی آنکھون مین گردہ روٹی کا نظر نہ آتا تھا اور کسی گھر مین دانہ اور گھاس موجود نہ تھا مگر بھوسہ اور بیغلہ مین کہ ہاتھ کسی کا نہان نہ پہونچتا تھا علاوہ اُسکے روغن مانند کبریت احمر یعنی گندھک سرخ کے نایاب ہوا اور گھتلی کا بدل ہوا کام اس سے اور اُس سے درگذرا اور گھوڑون کے واسطے جب برگ اشجار نرہے چوب خشک کو زندہ کر کے اور تراش کر کے وہ تراشیدہ ایک ساعت پانی مین ترکرنے کے علیق کے عوض گھوڑون کو دیتے تھے فردوس مکانی نے ایام محاصرہ مین ایلچی مکرر حکام خراسان اور قندز اور بقلان اور بدخشان

کے پاس بھیجکر کمک طلب کی لیکن کوئی فریاد کو نہ پہونچا اس لیے وہ حضرت لاچار ہوئے اور ابتداے سنہ ۹۰۹ نو سو سات ہجری مین آدھی رات کو کہ دیدہ روشن فلک کے سوا کسی پاسبان کی آنکھ سا سے سمک تک کشادہ نہ تھی خود ابوالمکارم اور بعضے دیگر آدمیون اعاظم سے قریب سو نفر کے سمرقند سے برآمد ہوا اور اندجان کی طرف نگیانا تکنہ کی جانب روان ہوا اور جہانگیر میرزا اُسوقت سلطان احمد تنبل سے جدا ہو کر بھائی کی خدمت مین حاضر ہوا اور فردوس مکانی جب تاشکند مین پہونچا سلطان محمود خان یونس خان نے مقدم شریف کی تعظیم گرامی تصور کر کے لوازم ضیافت پیش پہونچائے اور رخصت کے وقت ارایتہ حضرت کے پیشکش کیا تو وہان سے دلتی فرا ہو کر موسم زمستان بسعادت و برکت بسر فراوین اور شروع بہار مین شیبانی خان نو احی اراپتہ مین آیا اور تلخت تاراج کے بعد براجعت کی اور چونکہ اوقات فردوس مکانی ساتھ صعوبت اور تنگی کے گذرتی تھی دوبارہ تاشکند مین سلطان محمود خان بن یونس خان کے پاس تشریف لے گیے ایک مدت اوقات اُس ولایت مین گذاری اور آخر کو سلطان محمود خان بن یونس خان اور اُسکا بھائی احمد خان کہ الچہ خان مشہور ہوا انھا فردوس مکانی کی کمک کو روانہ ہوئے تو ولایت فرغانہ سلطان احمد تنبل کے تصرف سے برآوردہ کر کے فردوس مکانی کے سپرد کرین جب ولایت فرغانہ مین پہونچے سلطان احمد تنبل کو غائبانہ جہانگیر میرزا کو بادشاہ جانکر اُس مملکت سے دست کش ہوتا تھا مع لشکر مستعد و جرار حرب پر آمادہ ہوا اور خوانین مغل نے کچھ امرا فردوس مکانی کے ہمراہ رکاب کر کے اوش کی طرف روانہ کیے اُن حضرت نے اوش کو لیا اور مردم اورگند و فرغنستان اپنے حاکم کو اخراج کر کے مطیع ہوئے اور فردوس مکانی نے اندجان کی طرف نہضت فرمائی اور سلطان احمد تنبل یہ خبر سنکر مقابل لشکر خوانین مغل سے اُٹھکر اندجان کی طرف روانہ ہوا اثناے راہ مین آنحضرت سے دوچار ہوا اور ایسے وقت مین کہ سپاہ تاخت و تاراج لگی تھی جنگ کر کے شکست دی فردوس مکانی اوش مین گئے اور سلطان احمد تنبل باطمینان تمام اندجان مین داخل ہو کر برج و باو کی حفاظت مین مشغول ہوا اور اس درمیان مین خوانین مغل کہ تعاقب مین اُسکے آئے تھے پہونچے اور اندجان مین فروکش ہوئے اور فردوس مکانی بھی اُن سے ملحق ہوئے اور چند روز کے بعد مردم اخسی نے آنحضرت کو طلب کر کے قلعہ اخسی سپرد کیا اور خوانین مغل اندجان سے کوچ کر کے جاے مناسب مین وارد ہوئے اُسوقت مین شیبانی خان بالشکر افزون از مورد ملخ و قطرات باران اخسی کی طرف متوجہ ہوا فردوس مکانی اپنے بھائی کے ہمراہ قلعہ سے برآمد ہو کر خوانین مغل سے ملحق ہوئے پھر سب نے متفق ہو کر شیبانی سے مقابلہ کیا اور بجا جنگ منہزم ہوئے سلطان محمود خان بن یونس خان مع بھائی اپنے کے گرفتار ہوا فردوس مکانی مغولستان کی طرف گئے اور ولایت تاشکند بھی شیبانی خان کے تصرف مین آئی اور نہایت استقلال بہم پہونچایا اور اُسنے چند روز کے بعد حقوق سابقہ مرعی رکھکر دونون بھائیون کو رہا کیا سلطان محمود خان بن یونس خان اپنے مقر مین جاکر لمر اض مقتضاد مین مبتلا ہوا ایک دن بعضے مقربون نے عرض کی کہ شیبانی خان نے تمھین زہر دیا ہے اگر حکم ہو تریاک مجرب کہ خطا مین ہوتا ہے اور بالفعل اُس مین سے سرکار مین موجود ہے ہم لاوین تو آپ اُسے استعمال کرین سلطان نے آہ سرد کھینچی اور یہ کہا ہان شیبانی خان نے مجھے زہر دیا ہے کہ وہ کس درجہ سے کس مرتبہ کو پہونچا ہے کہ ہم دونون بھائیون کو اسیر اور دستگیر کر کے آزاد کیا امراض مختلفہ اس تنگ دعا سے میرے مزاج پر غالب آئے اگر اس زہر کے واسطے تریاق بہم پہونچے استعمال کی جاوے گی اور مفید ہوگی فردوس مکانی مغلستان سے حصار اور ماوان مین آیا اور وہان سے گذر کر

دیتہ الرجال ترمذ مین پہونچا امیر محمد باقر حاکم وہان کا کہ از بکون کے خوف سے بستر استراحت پر بلباس آرام نکرتا تھا
درد ہو کب یا بری کو فور عظیم جانا اور مع ساز و پیشکش ہا نکسار تمام خدمت مین حاضر ہوا اور آن حضرت نے
توجہ کی بارہ مین جس طرف کہ متضمن صلاح دولت ہو مشورہ کر کے کہا کہ مین اس درمیان مین مثل گمشدہ خم چوگان زمانہ
مین گرفتار میدان اور شاہ شطرنج کی طرح بساط دہر مین خانہ بخانہ اور ہوا کے مانند سرلبسو دوا و دل و جستجو کرتا ہون اور
سرگردانی اور حیرانی کے سوا کچھ حاصل نہین ہر چند کہ اپنی قسمت کے ذخیرہ کو فکر کرتا ہون ضعف طالع کے سوا اپنی کچھ تقصیر نہین
دیکھتا جو کچھ تیرے دل مین آوے دوستانہ کہو تو مین امیر کمل کرون اور اس پریشانی سے چند روز آرام کرون امیر صاحب بیرنے
زمین خدمت کو بوسہ دیکر عرض کیا کہ جب سے محمد خان شیبانی نے ممالک ماوراء النہر پر غلبہ پایا چگاریان تفرقہ اور پریشانی کی
اور صفحات احوال سپاہ و رعیت کے چہرہ مناسب وہ ہو کہ ہم ساتھ روز گار ستیزہ کار کے موافقت کریں اور کابل کی طرف جاکر
اپنے تئین مملکت اوزبک سے دور ڈالین لفظم نداری اگر با صد نیرنگ ہ طریق مدار آئین بید رنگ ہ زملکش بجائے
تا استقال ہ کہ کیخسرو فارغ نشوی از قتال ہ فردوس مکانی اس رائے کو صواب جانکر سنہ ۹۱۰ نو سو دس ہجری مین سوئے توجہ کابل کی
طرف لایا اور جب عبور اس مقام پر کہ جہان خسرو شاہ کا مسکن تھا واقع ہوا اور وہ تبارک تعصبات سابق کے واسطے ملازمت مین
آیا فردوس مکانی نے مخفی اسکے ملازمون اور نوکرون کو کہ سوار و پیادہ ملا کر آٹھ ہزار آدمی تخمیناً ہوتے تھے فریفتہ کر کے اپنا
کیا اور خسرو شاہ اس امر سے مطلع ہو کر سامتی نفس سب چیز سے بہتر جانکر ایک رات کو تمام سلب و سامان اپنا ایک جگہ چھوڑ کر
مع دو تین نوکر کے بدیع الزمان میرزا کی طرف بھاگا اور تین چار ہزار مغل کہ خسرو شاہ کے ہمراہ تھے آنحضرت کے شریک
ہوئے اور تین چار شتر بار نقد و جنس اور تحف نفیسہ دستیاب ہوئے اور دو بار سامان بادشاہی بہم پہونچا کر کابل مین آیا اور کابل
سلطان ابو سعید شہید کے حکم کے موافق الغ بیگ میرزا کے تصرف مین تھا اور جب وہ سنہ ۹۱۰ نو سو دس ہجری مین فوت ہوا اسکا
بیٹا عبد الرزاق میرزا کہ خرد سال تھا بادشاہ ہوا اور ایک شخص زکی نام صاحب اقتدار ہوا لیکن امرا اس سے منحرف ہوئے
اور عید قربان کے دن اسے تیغ بیدریغ سے قتل کیا اس سبب سے احوال کابلیون کا نہایت پریشان ہوا اور اس ملک
مین انتظام و رونق نہ رہی اور محمد مقیم جو بابا امیر ذوالنون کا کہ حاکم گرم سیر تھا اس ملک کی طمع کر کے مع لشکر ہزارہ اور
تکرور کابل کی طرف متوجہ ہوا امیر زا عبد الرزاق تاب جنگ نلا یا افغانان لمغان کی طرف بھاگا اور کابل محمد مقیم کے
تصرف مین آیا اور میرزا الغ بیگ کی بیٹی اپنے نکاح مین لایا جب بابر شاہ مع لشکر خیبی یعنی خسرو شاہ کی جمعیت لے کر
کابل کے اطراف مین پہونچا محمد مقیم قلعہ بند ہوا اور آخر کو امان چاہ کر قلعہ اسپرد کیا فردوس مکانی حکومت مین مشغول
ہوئے اور اس خطہ کو معمور کیا اور ماہ محرم سنہ ۹۱۱ نو سو گیارہ ہجری مین فردوس مکانی کی والدہ یعنی قتلق نگار خانم رحمت حق
مین واصل ہوئی اور اسی سال ایک مہینے کے عرصہ تک ہر روز زلزلہ واقع ہوتا رہا اکثر عمارات مسمار ہوئین آنحضرت نے
دوبارہ تعمیر کرکے اعلا کو حد امن و امان مین نگاہ رکھا اور انھین دنون مین لشکر کشی کر کے قلعہ قلات کو کہ از توابع قندھار سے ہے مرزم
ارغون کے ہاتھ سے بجبر و قہر لیا اور بدیع الزمان میرزا سے کہ اولاد ارغون کی مدد کے واسطے آیا تھا صلح کر کے قرین فتح
و ظفر پلٹ گیا اور اسی سال کے درمیان قشلاقات اور ہزارجات کی طرف تاخت کی اور تادیب و تنبیہ کے بعد مقر دولت
مین آیا اور غزنین جہانگیر میرزا کو مرحمت فرما کر اس طرف رخصت کیا لیکن ایک مدت کے بعد جہانگیر میرزا بیحضوری بادشاہ
کا بہانہ کر کے بے اجازت کابل کی طرف آیا اور آنحضرت نے فتنہ انگیزی اعدا کے سبب اظہار عدم رضا کیا اور جہانگیر میرزا

جیسا کہ آیا تھا بے حکم کابل سے باہر جا کر سید حادیہ اقات اور ہزارجات کے درمیان حوالی غزنین میں در آیا۔ فردوس مکانی نے ماہ محرم ۹۱۲ھ نو سو بارہ ہجری میں خراسان کی عزیمت فرمائی کس واسطے کہ سلطان حسین میرزا شیبانی خان کے قوی ہونے سے آگاہ ہو اور اس تغافل سے جو بابر شاہ کو مدد نہ دینے میں کی تھی پشیمان ہو آدمی اپنے جمیع فرزندان اور عزیزوں کے پاس بھیجکر طلب کیا فردوس مکانی کہ انتقام لینے کی فکر میں تھے کابل سے کوچ کر کے روانہ ہوئے باثنائے راہ جہانگیر میرزا کی فکر میں عاطفت عنان فرمائی احشام کے بزرگوں نے ارمغنی کو دریافت کر کے جہانگیر میرزا کی پروانہ کی اور ملازمت میں آنحضرت کے پہونچکر اظہار اطاعت کیا جہانگیر میرزا مضطرب ہوا اپنے بھائی کی ملازمت میں آیا اور اگلی رکاب میں خراسان کی سمت روانہ ہوا اور جب موکب بابری ولایت تیمرز میں پہونچا ظہور وفات سلطان حسین میرزا کی شایع ہوئی چنانچہ رسالہ واقعات بابری میں مرقوم ہے کہ باوجود اس خبر کے میں نے رعایت ناموس خاندان کی کر کے خراسان کی طرف توجہ کی اگرچہ اس توجہ میں بہت غریبیں اور مطالب مخفی مفکار اس فعال کے شہزادوں کے اطمینی متوقع آئے فردوس مکانی جو جنگ اوزبک کا عاشق تھا بتعجیل تمام مرغاب کی طرف کہ محل اجتماع افواج تھا متوجہ ہوا اور جانبی لاکھ کی پہونچ کر شکارگاہ کے نواح میں پہونچا منظر حسین میرزا اور ابوالحسن میرزا بدیع الزمان میرزا کے فرمان کے موجب استقبال کے واسطے حاضر ہوئے اور آنحضرت کو اردو میں لاکر بدیع الزمان میرزا سے ملاقات کرائی اور چند روز کے بعد شاہزادگان عالیشان طلب تنبیہ اوزبک کی پروانہ کی جب جاڑے کا موسم پہونچا متعلق کے بہانہ ہر ایک نے ایک مقام کا راستہ لیا فردوس مکانی بدیع الزمان میرزا کے ہمراہ ہرات میں آیا جو موسم سردی کا پہونچا تھا کابل کو روانہ ہوا اور جو راستوں کو برف نے بند کیا تھا بمشقت بسیار ولایت ہزارہ کے درمیان آیا اور جنگ کنان وہاں سے گذرا واسطے کہ محمد حسین گورکان اور سنجر سلاس اور ایک جماعت مغلون نے کابل میں جہان میرزا کو کہ عم و پسر خالہ بادشاہ ہوتا تھا بادشاہ بنا کر نقصان مملکت میں پیدا کیا تھا فردوس مکانی اثنائے راہ سے خبر سلامتی اور اپنے پہونچنے کی لکھکر کابل میں بھیجی کیونکہ مردم کابل نے سنا تھا کہ اولاد سلطان حسین میرزا نے بادشاہ کو پکڑ کر اختیار الدین کے قلعہ میں قید کیا ہے بہرآئینہ وصول اسکے سے خوشحال ہوئے اور ایک جماعت نے کہ قلعہ ارگ کابل میں حصاری ہوئی تھی استظہار پایا اور اسکے بعد کہ فردوس مکانی کابل میں پہونچے اہل حصار اسکے شریک ہوئے اور محمد حسین کو جنگ کر کے شکست دی اور جان میرزا اور محمد حسین گورکان کو اسیر کیا اور آنحضرت نے ازراہ مروت آزاد کر کے عفت فرمایا اور میرزا جان اولاد امیر ذوالنون کے پاس گئے اور محمد حسین گورکان فراہ اور سیستان کی سمت روانہ ہوا اور ناصر میرزا پسر بھائی فردوس مکانی کا کہ حکومت بدخشان رکھتا تھا امرائے شیبانی خان سے شکست پاکر کابل کی طرف آیا اور جو جہانگیر میرزا خراسان سے مراجعت کے وقت افراط شراب سے اسہال دموی میں مبتلا ہو پہونچا کر فوت ہوا تھا اس کی جگہ ناصر میرزا کو نیابت فرمائی اور ۹۱۳ھ نو سو تیرہ ہجری میں تاخت اولوس افغانان حلجی کے واسطے سوار ہوئے اور ایک لاکھ گوسفند و یابو اور اموال ان حضرت کے سپاہ کے ہاتھ آیا اور بازگشت فرمائی اسوقت ارغون کے امرا نے اوزبکون کے قلعہ سے اظہار اطاعت کر کے پیغام دیا کہ اگر اس طرف تشریف لاوین تو ہمارا سپرد ہوگا اس واسطے آنحضرت نے اس طرف نہضت فرمائی اور جب قلات سے عبور کیا جان میرزا نے آن کر ملازمت کی اور منتظر لشکر عاطفت ہوا اور جب پیشتر روانہ ہوا شاہ بیگ اور محمد مقیم ارغون کو پیغام بھیجا کہ ہم حسب الامر بمقدمات اس طرف آتے ہیں تو از راہ اخلاص بجلا کر شرف مجلس حضور حاصل کریں وہ طلب سے پشیمان ہو کر پھاٹک قلعہ بند ہوئے اور آخر کو قلعہ سے نکلکر

خشک مین قریب قندھار مصاف کرکے دونون بھائیون نے شکست پائی اور جو فرصت قلعہ مین آنے کی نہ تھی شاہ بیگ ارغون بیساول کی طرف اور محمد مقیم زمین داور کی سمت بھاگا اور بادشاہ نے قلعہ قندھار کو مسخر کیا اور خزانے اور فراس امیر ذوالنون کے ہاتھ آئے لیکن بادشاہ عالی ہمت نے سب مال امرا اور افسران سپاہ پر قسمت کیا حکومت قندھار اور زمین داور ناصر میرزا کو تفویض فرما کر منصور و مظفر کابل کی طرف تشریف لے گیا اور شیبانی خان اُس سال محمد مقیم ارغون کے اغوا سے کہ زمین داور سے داوری کے واسطے اُس کے پاس گیا تھا قندھار کی طرف متوجہ ہوا اور ناصر میرزا نے حصاری ہوکر فردوس مکانی کے پاس عرضی بھیجی جواب صادر ہوا کہ متی الامکان قلعہ کی محافظت مین کوشش کرے اور اگر کارتنگ ہو صلح کرکے آپ کو حضور مین حاضر کرے تو باتفاق عوض اُس کے ممالک ہندوستان سے اپنے تصرف مین لاوین چونکہ آنحضرت کو طاقت مقاومت شیبانی خان دشمنی دغدغہ کلی بہم پہونچا کر ساتھ امرا کے مشورہ کیا اور کہا گیا کہ جاے امن اپنے واسطے پیدا کرنا چاہیے اور بدخشان یا ہندوستان کو مسخر کرنا چاہیے والا رہنا کابل کا بہت دشوار ہو ایک جماعت نے بدخشان کو تجویز کیا اور بعضون نے ہندوستان کو ترجیح دی فردوس مکانی نے شق آخر کو پسند کیا اور ہندوستان کی طرف روانہ ہوتے اور تومان سنگھار مین اقامت کرکے بعضے امور کے سبب جن مین سب سے بڑھکر سبب بے سامانی تھا ہندوستان کی فتح عزیمت کرکے پھر کابل کی جانب مراجعت کی اور ان دنون مین ناصر میرزا قلعہ سے برآمد ہوکر آپ کو بھائی کی ملازمت مین پہونچایا تھا اور شیبانی خان نے حصار شہر لینے کے بعد قلعہ ارک کو محاصرہ مین رکھا تھا بعضے اخبار سنکر عبداللہ سلطان کو مع اولاد امیر ذوالنون کے اُسکی تسخیر کے واسطے چھوڑا اور خود خراسان کی طرف عازم مراجعت کا بلند کیا اور اُس عرصہ مین قلعہ قندھار کا دوبارہ ارغونیہ کے تصرف مین آیا عبداللہ سلطان اپنی ولایت کی طرف گیا اور کابل کے باشندے مطمئن ہوکر بستر راحت پر سوئے اور اُس سال کہ ۹۱۳ نو سو تیرہ ہجری تھے شب سہ شنبہ ماہ ذیقعدہ کی چوتھی تاریخ کو قلعہ ارک کابل مین شہزادہ ہمایون متولد ہوا مصرع شاہ فیروز بخت شد تاریخ اور ۹۱۴ نو سو چودہ ہجری مین فردوس مکانی اقصا نان مہند پر فوج کش ہوئے اور اُس عرصہ مین خسرو شاہ والی مغلون کی ایک جماعت نے فرصت دیکھ کر عبدالرزاق میرزا بن لنگ بیگ میرزا کو بادشاہ بنایا اور تین چار ہزار آدمی اُسکے پاس فراہم ہوئے اور فساد عظیم حادث ہوا چنانچہ بادشاہ پر تہور ظہیرالدین محمد بابر بادشاہ کے پاس پانسو آدمی سے زیادہ نہ رہے تھے لیکن وہ حضرت باوجود اس احوال کے ہمت اُس فساد کے دفع پر تعین کرکے کابل کو روانہ ہوئے اور مخالفون سے ایسے لڑے کہ داستان اسفندیار اور افراسیاب کی منسوخ ہوئی اور بہ نفس نفیس خود اُس دن مخالف کے پانچ بہادرون سے مقابل ہوکر زخم تیر و شمشیر سے قتل کیے اور اسامی اس جماعت کی یہ ہے علی شب کوراں اور علی سیستانی اور نظر بہادر بابا ذر بابا یعقوب شیر چنگرا ہراول بیگ بابا چنچل جب وہ پانچون آدمی کہ بازو ے لشکر مخالفین تھے مارے گئے میرزا عبدالرزاق گرفتار ہوا اور ہزیمت انکی شامل حال ہوئی اسوقت فردوس مکانی نے اُسے آزاد کیا اور جب دوسری مرتبہ بعد فتنہ ہوا تب مقتول ہوا اُسکے بعد جب ولایت خسرو شاہ کی اولوس کے تصرف مین آئی مردم بدخشان نے جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور ہر ایک گوشہ مین ایک سردار پیدا ہوا اور زبیر نام ایک شخص کہ ساتھ راعی کے ملقب تھا قوی تر سب سے ہوا جان میرزا باتفاق اپنی والدہ کمان شاہ بیگم کے کہ وہ بدخشان کے شاہان قدیم کی نسل سے تھی اُس ملک کی طمع مین چڑھا اور بادشاہ سے رخصت لیکر اُس طرف روانہ ہوا جب شاہ بیگم بدخشان کے اطراف مین پہونچی جان میرزا کو پیشتر زبیر راعی کے روبرو بھیجا اور خود آہستہ پیچھے جاتی تھی ناگاہ لشکر میرزا ابابکر کاشغری

وہ چار ہوا اور شاہ بیگم کو گرفتار کر کے میرزا بابر کے پاس لے گئے اور جب جان میرزا زبیر رامی کے پاس گیا تو اس نے زیادہ
ایک نفر سے اسکے نزدیک بچھوڑا مانند مجوسیون کے نگاہ رکھا اور یوسف علی کو کلتاش نے کہ جان میرزا کا نوکر قدیم تھا سترہ
آدمیون سے رات کے وقت زبیر رامی پر تاخت لاکر اسے قتل کیا اور جان میرزا کو بادشاہی پر مقرر کیا اور واقعات بابری
مین مرقوم ہو کہ بدخشان کے بادشاہ قدیم کہ شاہ بیگم انکی نسل سے تھی اپنا نسب ساتھ سکندر ذیلقوس کے پہونچاتے تھے اور ۹۱۲
نوسو سولہ ہجری مین جب درمیان مملکت شاہ اسمٰعیل صفوی بادشاہ ایران اور شیبانی خان کے فاصلہ بڑا اور ازبک متعرض
سرحد قزلباش ہوتے تھے شاہ اسمٰعیل صفوی نے ایلچی کو شیبانی خان کے روبرو بھیجکر نامہ لکھا کہ ہاتھ تعرض ازمن مملکت عراق
سے کوتاہ کرے اور یہ بیت اسین درج کی بیت نہال دوستی بنشان کہ کام دل ببار آرد ٭ درخت دشمنی برکن کہ رنج
بیشمار آرد ٭ شیبانی خان نے درجواب لکھا کہ دعوی سلطنت اور معارضہ بادشاہون کے ساتھ اس شخص کو پہونچتا ہو
کہ باپ اور دادا جسکے بادشاہی کرتے رہے ہین اور تجھے آق قویلو ترکمانون سے خویشی کر کے دعوی خلافت کرنا مناسب نہین
رکھتا ہو علاوہ برین اسوقت سلطنت ساتھ تیرے پہونچتی ہو کہ مثل میرے کوئی بادشاہ وارث اقالیم سبعہ درمیان مین نہین
مصرع گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش ٭ اور عصا اور ایک کجکول تحفہ بھیجا کہ میراث تیرے باپ کا اور کام تیرا یہ ہو
بیت نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست ترو ارند ٭ جوانان سعادتمند پند پیر دانا را ٭ اور اگر قدم اپنی حد سے باہر
رکھے گا سر اپنے سے نزدیک کر بیت عروس ملک کسے در کنار گیرد بخت ٭ کہ بوسہ برلب شمشیر آبدار زند ٭ شاہ اسمٰعیل نے
درجواب تحریر کیا کہ اگر سلطنت میراث ہوتی پسندادیون سے کیان کو نہ پہونچتی اور ساتھ چنگیز خان کے منتقل ہوتی تجھے
کہان سے پہونچتی اور یہ کہ تو نے لکھا ہو بیت عروس ملک کسے در کنار گیرد بخت ٭ کہ بوسہ برلب شمشیر آبدار زند ٭ یہ بھی
قول بھی ہو مصرع جانان سخن از زبان ما میگوئی ٭ مین فی الفور آتا ہون اگر میدان جنگ مین نکلے گا تو باقی باتین
حرب گاہ مین تجھسے کہونگا اور جو تین یہ چرخہ اور تکلا کہ مین نے تیرے پاس بھیجا ہو اپنے روبرو رکھ اور ایسے کام کی طرف رجوع
ہو کہ تیرے لایق ہو فردوس بجز بہ کردیم درین دیر مکافات ٭ با آل سخی ہر کہ درافتاد برافتاد ٭ اور نامہ کے متعاقب شاہ اسمٰعیل
صفوی بھی روانہ ہوا اور حکام اوزبک کو ممالک خراسان سے نکالکر مرو تک کسی مقام مین باگ شہ یزعومیت کی نہ موڑی
اس عرصہ مین شیبانی خان نے اول حملہ جنگ مین نہ دیکھی قلعہ مرو مین متحصن ہوا اور آخر کو جب خطا شاہ اسمٰعیل صفوی
کا متضمن سرزنش بسیار و منتج ملامت بیشمار ہو پہونچا خلائق سے شرمندہ ہو کر باہر آیا اور صفاف کر کے منہزم ہوا اور مع یانصد
آدمی کے کہ وہ سب سلاطین اور امرازادے تھے چہار دیواری مین کہ راہ باہر جانے کی نہ رکھتے تھے داخل ہوا اور قزلباشون
نے تعاقب کر کے شیبانی خان کو مع تمامی امرا و سلاطین قتل کیا اسوقت جان میرزا نے یہ خبر بدخشان مین فردوس مکانی کو
بھیجی اور خود قندز کی طرف گیا اور لکھا کہ فرصت غنیمت ہو عجلہ تشریف اس طرف ارزانی فرمائیے اور مملکت موروثی یعنی فرغانہ
وغیرہ پر متصرف ہو جیسے وہ حضرت تسخیر سنہ ۹۱۲ نوسو سترہ ہجری مین حصار کی طرف گئے اور باتفاق میرزا جان بیگ
امو پہ سے مجبور کر کے حصار کے حوالی مین پہونچے لیکن اوزبک اس مقام کو مضبوط رکھتے تھے کچھ کام پیش نہ
گیا بادشاہ قندز مین آئے اسوقت خانزادہ بیگم ہمشیرہ فردوس مکانی کو سمرقند کے محاصرہ مین شیبانی خان کے
ہاتھ آئی تھی اور وہ اپنے عقد نکاح مین لایا تھا شاہ اسمٰعیل صفوی نے اس کو مرد سے باعزاز تمام قندز مین
بھیجا اس حضرت نے جان میرزا کو مع تحف و نفائس شاہ اسمٰعیل صفوی کے پاس ہرات مین بھیجکر ملک طلب کی

اور خود حصار کی طرف روانہ ہوئے اور جو سلاطین اوزبک نخشب میں کہ اب ساتھ قرشی کے مشہور ہے اجتماع رکھتے تھے اُن کی جنگ میں صرفہ نہ دیکھ کر جا ہائے قلب میں در آیا اور چند عرصہ میں جب جمعیت بہم پہونچی اور ایک فوج پیدا ہو گئی ہمراہ اُسکے جنگ کر کے غالب ہوا اور حمزہ سلطان دور مہدی سلطان کہ اسیر ہو گئے تھے قتل ہوئے اور بادشاہ نے جان میرزا کو کہ اُس دن جانفشانی کی تھی سرفراز فرمایا اور اس درمیان میں امیر سلطان ادیس قوشی علی اور علی قلی خان استاجلو اور شاہرخ خان افشار از جانب شاہ اسمٰعیل صفوی کمک کو پہونچے چنانچہ حصار اور قندز اور بقلان تصرف میں آیا اور جمعیت آنحضرت کی قریب ساٹھ ہزار کے پہونچی بخارا کی طرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور سلاطین اوزبک مثل عبداللہ خان اور جانی بیگ سلطان کو پسپا کر کے بخارا پر متصرف ہوئے اور نصف ماہ رجب مذکور میں وہاں سے سمرقند تشریف لے گئے اور تیسری مرتبہ خطبہ اور سکہ اُس شہر کا اپنے نام جاری کیا اور اُس جگہ مقام کر کے ناصر میرزا کو کابل کی حکومت پر تعین فرمایا اور لشکر شاہ اسمٰعیل صفوی کو بھی نہایت اعزاز اور احترام سے رخصت دیکر آٹھ مہینے تک اس بلدہ جنت نشان میں سرمہ عیش و کامرانی پر متمکن رہے اور جب لشکر ہمہ نے رخصت سفر باندھا فصل بہار پہونچی اوزبک ترکستان کی طرف گئے تھے مع سپاہ آراستہ جلوہ گر ہوئے اور تیمور سلطان کہ قائم مقام شیبانی خان ہو گئے تھے ہمراہ عبداللہ خان اور جانی بیگ سلطان کے بخارا کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوا اور فردوس مکانی انکا پیچھا کر کے بخارا کی طرف گرم عنان ہوئے اور سلاطین مذکور نے بخارا کے قریب جنگ کی اور آنحضرت شکست کھا کر بخارا میں آئے اور اوزبکوں کے غلبہ سے وہاں مجال توقف نہ پائی پھر سمرقند میں داخل ہوئے اور اُس بلدہ میں بھی آرام میسر ہوئی حصار اور شادمان کی طرف گئے اور اُس وقت نجم الثانی اصفہانی کہ سپہ سالار سپاہ قزلباش ہو کر بقصد تسخیر بلخ اُس طرف آیا تھا فردوس مکانی نے اُس سے ملاقات کی اور ملک موروثی کی طمع پھر جاگزین ہوئی الفصہ نجم الثانی نے تھوڑی توجہ میں قلعہ فراش کو اوزبکوں سے لیکر قتل عام کیا اور حدود مقتولوں کا پندرہ ہزار سے پہونچا اور مولانا ثنائی از جملہ تھے اور بعد اس فتح کے نجم الثانی نے نہایت عجب و نخوت میں با نفاق فردوس مکانی قجقدان کی طرف جا کر قلعہ کو محاصرہ کیا اور سلاطین اوزبکیہ بخارا سے بسامان تمام قجقدان میں آ کر جنگ میں مشغول ہوئے اور نجم الثانی کو مع اکثر لشکر قزلباش قتل کیا اور فردوس مکانی اپنی جمعیت لیکر حصار اور شادمان کی طرف متوجہ ہوئے اور امرائے مغل کو ہمراہ لیکر جو فائی کر کے ایک شب کو آنحضرت پر شبخون لائے آنحضرت نے عریان و پا برہنہ خیمہ سے برآمد ہو کر فاقلانہ آنکھوں کے حصار میں پہونچایا اور وہ جماعت جو شبخون کے لشکر گاہ میں تھی تاراج کر کے متفرق ہوئی فردوس مکانی پھر اُس حدود میں صفحہ توقف نہ دیکر کابل میں آئے اور ناصر میرزا کو غزنین کی حکومت دیکر سنہ ۹۲۲ نو سو چوبیس ہجری میں سواد دیبور کی طرف کہ ساتھ افغانان یوسف زئی کے تعلق رکھتا تھا گئے اور جب افاغنہ نے اطاعت نہ کی ہزار خان کو قتل کر کے انکے زن و فرزند کو اسیر کیا اور وہ ولایت خواجہ کلان کو عنایت فرما کر مراجعت کی اور جب بادشاہ سکندر لودھی بادشاہ ہند فوت ہوا بادشاہ ابراہیم لودھی نائب مناب اسکا ہوا امرائے افغان نے جو نہایت قوی تھے نفاق پیدا کر کے باندھی چاہا کہ اطاعت اُسکی نہ کریں اس سبب سے انتظام نے مملکت ہند سے کنارہ قبول کیا فردوس مکانی موقع پا کر عازم تسخیر ممالک ہند ہوئے اور چار مرتبہ اس ملک پر چڑھائی کی پانچویں مرتبہ گوہر مقصود ہاتھ میں لائے اور دارالملک دہلی کے شاہ ہو گئے اول مرتبہ سنہ ۹۲۵ نو سو پچیس ہجری میں دریائے سندھ کے کنارے تک کہ اسوقت ساحل پنجاب کے شہرت رکھتا ہے سوار ہو کے جس شخص نے سر اطاعت

پھیرلا سکے قتل و تعدیمین قیام کیا اور آب نیلاب سے عبور کر کے ہرو تک کہ پرگنات مضبوط پنجاب سے ہو گیا اور اس سبب سے کہ وہ حدود و اکثر اوقات اولاد امیر تیمور صاحبقران کے تصرف مین رہے تھے رعیت مطیع اور فرمانبردار ہوئی اور تاخت و تاراج کے صدمہ سے امین ہوئی اور اس کے لشکر یہ مین جملہ چار لاکھ شاہرخی خزانہ مین داخل کیے فردوس مکانی نے اپنے مولانا مرشد نام کو سلطان ابراہیم کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ جو وہ ولایت اکثر اوقات صاحبقران کی اولاد اور دولتخواہون کے تصرف مین تھی اب بھی بہرہ کو مع توابع اور لواحق اس طرف چھوڑین تو دوسری لاتیون مین تمھاری تعرض نہ پہونچے اور اس وقت خبر تولد فرزند کی آنحضرت کو پہونچی چونکہ تسخیر ہندوستان پیش نہاد ہمت تھی موسوم ساتھ ہندال میرزا کے کیا اور اس ولایت کو آب چناب تک حسین بیگ اتکے سپرد فرما کر خود کمکران کی ولایت کی سمت متوجہ ہوئے اور ہاتھی کھکر نے قلعہ پربالہ مین متحصن ہو کر رایت مجادلہ بلند کیا اور آخر کار ایکدن قلعہ سے برآمد ہو کر اس مقام مین کہ محل تردد زیادہ ایک سوار سے نہ تھا جنگ مین لیتا وہ ہوا اور دوست بیگ کے ہاتھ سے کہ سردار آنحضرت کا تھا شکست پائی اور جو فرصت قلعہ مین داخل ہونے کی نہ پائی کوہستان کی طرف بھاگا اور قلعہ مع خزانہ اور دفینہ بادشاہ کے تصرف مین آیا اور ولایت بہرہ اور سندھ کے درمیان کی محمد علی خنگ جنگ کے سپرد کر کے کابل کی طرف مراجعت فرمائی اور دوسری مرتبہ اواخر ۹۲۵ نوسو پچیس ہجری مین بقصد تسخیر لاہور استعداد کر کے کابل سے روانہ ہوئے اور اثنائے راہ مین تادیب اولس یوسف زئی کی غرض جانکر تاخت و تاراج کیا اور زراعت بھی انکی پامال اور خراب کی اور جب پشاور مین پہونچا قلعہ کو تعمیر کر کے آب سند سے عبور کیا چاہتا تھا ناگاہ خبر آئی کہ سلطان سعید کاشغرہ سے متوجہ تسخیر بدخشان ہے اسواسطے عزیمت لاہور فسخ کر کے میرزا محمد سلطان ابن سلطان اویس مائیقرا بن منصور بن عمر شیخ بن امیر تیمور صاحبقران کو مع چار ہزار سوار لاہور مین نامزد کیا اور خود کابل کی طرف متوجہ ہوا اور جب اثنائے راہ مین خبر سلطان سعید کے بازگشت کی پہونچی فردوس مکانی نے بخاطر جمع افغانان خضرخیل کے سر برکردہ رہبری نمی بمبارات کرتے تھے تاخت کر کے ہلاک کیا اور غنیمت بہت سپاہ کے ہاتھ آئی پھر کابل کی طرف روانہ ہوئے اور تیسری مرتبہ ۹۲۶ نوسو چھبیس مین بسعادت و اقبال ہند کی طرف توجہ فرمائی اور ہر منزل مین افغانون کی جست جو کرتے تھے اور جو دستیاب ہوتا تھا اسے تنبیہ اور تادیب فرماتے تھے غرضکہ سیالکوٹ مین نزول اقبال اور حلول اجلال فرمایا اور وہانکے باشندون نے بخیر تمام امان چاہی اور جان و مال اور ناموس سے محفوظ ہوئے لیکن جس وقت کہ رایت اژدہا پیکر آنحضرت نے پرگنہ سیدپور پر ظل وصول ڈالا وہانکے لوگون نے بامساعدت بخت سے نشان مخالفت کا بلند کیا اور تیغ اہل چغتائی نے ان کی سرافشانی کی اور کچھ اثر آدم اور آبادی سے نہ چھوڑا اور تیس ہزار لونڈی و غلام اور دو مین بہم پہونچے اور غنائم شمار سے باہر تھی اور مقدم کفار سیدپور کا کہ امرائے افغان سے متعلق تھا مائل نہ ہوتا تھا دستیاب کر کے علف تیغ سیاست کیا اور پھر کابل کی طرف تشریف لے گئے اور بعد چند عرصہ کے قندھار کی تسخیر کو نہضت فرمائی اور اس قلعہ کو محاصرہ فرمایا اسوقت میرزا خان کی خبر وفات پہونچی فردوس مکانی نے شہزادہ محمد ہمایون کو بدخشان کی حکومت پر بھیجا اور خود بعد دولت و اقبال تمام گرم سیر کی تخت و تفحص مین در لائے اور ان دنون مین خراسان سے شہزادہ طہماسپ کے تالیقی امیر خان مقرر تھا اسواسطے شاہ بیگ ارغون نے ایلچی بھیجکر شہزادہ کی نسبت اظہار اطاعت کی اور امیر خان نے مقام امداد مین ہو کر فردوس مکانی سے التماس ترک محاصرہ کی آنحضرت نے قبول نکر کے تین برس تک قلعہ کے محاصرہ سے ہاتھ باز نہ کھا اور شاہ بیگ جو مطلق ہو کر ہرات کی طرف کہ تو ابع

مائیقرا بن

سندھ سے بھاگا اور قندھار مع مضافات ۹۳۸ھ سنہ اٹھائیس ہجری مین حوزۂ دیوان بابری مین آیا اور شہزادہ کامران میرزا کو عنایت ہوا اور ان دنون مین دولت خان لودھی نے بادشاہ ابراہیم سے متوہم ہوکر اپنے آدمی متعتمد مکانی کے پاس کابل مین بھیجے اور طلب قدوم کرکے حد سے زیادہ اخلاص اور دولتخواہی اظہار کی اور وہ حضرت چوتھی مرتبہ ۹۳۲ھ سنہ بتیس ہجری مین قدم مبارک رکاب دولت مین ڈال کر کوہ بر کوہ کھکران کے درمیان سے قطع مسافت فرماکر شہر لاہور کے چھ کوس ادھر آئے بہار خان اور مبارک خان لودھی اور محمد خان لوحانی کہ امرائے پنجاب سے تھے ایک لشکر انبوہ جمع کرکے لشکر ظفر قرین کی طرف متوجہ ہوئے اور آتش حرب افروختہ کرکے بعد کوشش و کشش بہت کے شکست پاکر منہزم ہوئے فردوس مکانی منصور و مظفر رہکر بلدۂ لاہور مین داخل ہوئے جیسا کہ رسم دوستور چنگیزیون کا ہے بازارون کو فال و شگون کے واسطے آگ کر جلایا اور تین چار دن کے بعد قلعۂ دیپالپور پر چڑھائی کی اور اسکو بھی سر کرکے وہان کے اہالیان کو قتل عام فرمایا اور دولتخان لودھی کہ بادشاہ ابراہیم سے باغی ہوکر بلوچون کے درمیان رہتا تھا اس فتح کے بعد اپنی اولاد یعنی علی خان اور غازی خان اور دلاور خان کے ہمراہ دیپالپور مین آکر ملازمت آنحضرت حاصل کی اور جالندہر اور سلطانپور و دیگر پرگنہ جاگیر پائے اور امرائے کلان کے سلک مین منتظم ہوا اور مردم ثقہ اور ساکنوردہ سے مین سنا ہے کہ یہ دولت خان اس دولت خان لودھی کی نسل سے ہے کہ جسنے ۸۱۷ھ سنہ سولہ سو بیس مین چند مدت دہلی کی بادشاہی کی تھی القصہ دولت خان نے کہ اتھارہ مین اسمعیل حلوانی اور مین حلوانی اور دوسرے افغان حلوانی فراہم ہوئے ہین اگر فوج اس طرف جاکر انکو متفرق اور پریشان کرے نہایت انسب ہے آنحضرت نے یہ بات قبول فرمائی اور افواج بھیجنے کا ارادہ کیا اس وقت اس کے چھوٹے بیٹے دلاور خان نے ازروے اخلاص عرض اقدس مین پہونچایا کہ میرے باپ اور بھائی غازی خان مکر و فریب سے چاہتے ہین کہ لشکر کو حضرت سے دور کرین اور فریب دیکر نقش دغل کھیلین آنحضرت نے بعد تحقیق و تفحص دولت خان کو مقید کیا اور آب تسلط سے عبور کرکے نوشہر مین نزول اجلال فرمایا اور چند عرصہ کے بعد دونون کے گناہ معاف فرمائے اور قصبۂ سلطانپور نیا کیا جو اسی دولت خان کا ہے اور وطن بھی ہے کہ اتھا اسکی جاگیر مین مقرر ہوا اس صورت مین باپ بیٹے جب سلطانپور مین پہونچے اہل و عیال بچے لیکر کوہ لاہور کے دامن مین در آئے فردوس مکانی نے دلاور خان کو خطاب خانخانی فرماکر دونون کی جاگیر تنہا ساتھ اسکے مقرر کی اور دولت خان کے فسادکی وجہ سے اس سال سرہند سے لاہور کی طرف مراجعت کی اور لاہور کی زاروگی میر عبدالعزیز امیر آخور کو مقرر فرمائی اور سیالکوٹ خسرو کو کلتاش کو اور دیپالپور بابا قشقہ مغل اور سلطان علاءالدین لودھی کو جو اس عرصہ مین شرف خدمت سے مشرف ہوا تھا تفویض فرمایا اور کلانور کو ساتھ محمد علی خنگ جنگ کے سپرد کرکے عنان معاودت کابل کی طرف معطوف کی اور آنحضرت کی غیبت مین دولت خان اور غازی خان نے بڑے حیلہ اور مکر سے دلاور خان مخاطب بخانخانان کو دستیاب کرکے اسکے پاؤن مین زنجیر ڈالی اور لشکر جرار سے دیپالپور کی طرف جاکر فیروز پور مین سلطان علاءالدین اور بابا قشقہ مغل سے لڑے اور انھین شکست دیکر دیپالپور پر قابض ہوئے سلطان علاءالدین لودھی کابل کی طرف اور بابا قشقہ مغل لاہور مین گیا اور دولت خان نے پانچ ہزار سوار افغان شروانی استخلاص کے واسطے سیالکوٹ پر تعین کیے اور میر عبدالعزیز میر آخور اور امرائے لاہور نے اس امر سے آگاہی پائی اور خسرو کو کلتاش کی کمک کو

گئے اور افغانوں کے لشکر کو شکست فاحش دے کر مظفر و منصور ہو کر لاہور میں آئے اور اس درمیان میں ایک لشکر بادشاہ ابراہیم لودھی کی طرف سے دولت خان اور غازی خان کے تدارک کو نامزد ہوا تھا حوالی سرہند میں پہونچا اور دولت خان کو پھر فرصت امرائے مغل سے مزاحمت کی نہوئی مقابلہ اور مقاتا سپاہ بادشاہ ابراہیم لودھی میں روانہ ہوا اور پچوارہ میں اس لشکر کے مقابل فروکش ہو کر سپہ سالار لشکر کو جس طور سے ممکن ہو سکا اپنا شریک کیا امرا اس معنی کو سمجھ کر سر لشکر کے بے اطلاع آدھی رات کو بچ کر کے بادشاہ ابراہیم کے پاس گئے مقابلہ ان اس حال کے سلطان علاء الدین لودھی کو کابل کی طرف گیا تھا لاہور میں آن کر فرمان امرائے مغل کے نام اس مضمون کا لایا کہ امداد سلطان لودھی کی کر کے دہلی میں جاویں اور قبض کر کے ساتھ لاکے سپرد کریں دولت خان اور غازی خان اس مضمون کو دل میں لا کر آدمی امرائے فردوس مکانی کے پاس بھیجکر بولے کہ سلطان علاء الدین لودھی ہمارا شہزادہ ہے اور ہماری غرض یہ ہے کہ وہ بادشاہ افغانوں کا ہووے اُسے تم ہمارے پاس بھیجو تو سر ہند دہلی پر بٹھائیں اور مملکت سرہند تک فردوس مکانی کے تعلق اور تصرف میں رہے اس مقدمہ میں جب دولت خان اور غازی خان نے قسمیں مغلظ کھائیں اور عہد کیا اور ایک عہد نامہ پر قضات اور اکابر دولت کر کے بھیجا امرائے لاہور نے اتفاق کر کے سلطان علاء الدین لودھی کو غازی خان کے پاس بھیجا غازی خان نے اُسے نور عظیم جا کر اپنے بھائیوں کو مع اور امرائے افغانان اُس کے ہمراہ کر کے دہلی میں روانہ کیا اور خود باقتضائے وقت پنجاب میں رہا اور سلطان علاء الدین لودھی بادشاہ ابراہیم لودھی سے جنگ کر کے منہزم اور منکسر اور پریشان اور بدحال پنجاب کی طرف آیا اور غازی خان نقض عہد کر کے بالشکر مستعد و جرار کالانور میں گیا اور محمد علی خنگ جنگ تاب مقاومت نہ لا کر کالانور سے لاہور کی طرف آیا اور غازی خان کالانور پر قبضہ کر کے بیرسرور میں مقام کیا اور جب فردوس مکانی کی خبر توجہ سنی وہاں سے پراگندہ ہو کر ملوٹ میں گیا اور بھائیوں اور آدمیوں کو وہاں چھوڑ کر خود بیرون کوہ میں در آیا اور وہاں سے دہلی میں جا کر بادشاہ ابراہیم لودھی کو دیکھا اور وہ وہاں رہا یہاں تک کہ جنگ فردوس مکانی اور بادشاہ ابراہیم میں قتل ہوا اور فردوس مکانی نے موسم بہار میں خرکالل میں بزم نشاط آراستہ کی اور عبارت اس بارہ فردوس مکانی میں رونق افزا ہا صبح و شام محو گلرنگ کی شراب اور خوبان سیم اندام کی صحبت اور مجالست میں اشتغال فرمایا منظم ہو معشوق و گلزار و جوانی ہ وازین خوشتر چہ باشد زندگانی ہ نہادہ بر کف ساغر مل ہ گرفتہ در کنار دستہ گل ہ جہان انیست واین خود در جہان نیست ہ دگر ہست این عجب چیزے کہ ہان نیست ہ القصہ آنحضرت نے بمقتضائے فصل بہار بساط نشاط اٹھائی جب خبر علاء الدین لودھی کی شکست اور ناملائی غازی خان اور افغانان لودھی کی باوکی بہت والا حضرت اُنکے دفع پر تعین فرمائی اور پانچویں مرتبہ روز جمعہ غرہ ماہ صفر ۹۳۲ نو سو بتیس ہجری خیر البشر علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کا کہ میں ہدایت ازلی اور عنایت لم یزلی کے ساتھ کابل سے کوچ کر کے قریۂ لیقوب میں خیام سپہر احتشام برپا کیے گھوڑے خواجہ حسین دیوان لاہور نے ایک خزانہ کہ محصول خالصات سے ارسال کیا تھا پہونچا اور شہزادہ محمد ہمایوں نے بھی بدخشان سے آکر آستان پر دہ والا گہر کی سعادت حاصل کی اور لشکر خوب ہمراہ لایا اور خواجہ کلان بیگ بھی کہ عظما سے ارکان دولت سے تھا خزینہ سے آکر شرف یاب حضور سعادت و مسرور ہوا اس کے بعد فردوس مکانی نے جشن عظیم آراستہ کر کے ہر ایک ملازمان درگاہ کو قسم احسان سے خوش دل کیا اور لاہور کی طرف سوار ہوئے اثنائے راہ میں گنیڈے کے شکار میں توجہ فرمائی بہادران

سیستان اور بدخشان اور جوانان نوآمد سمرقند و خراسان نے کہ صفت گینڈے کی سنی تھی اور آنکھوں سے نہ دیکھا تھا
از روے ذوق میدان مین آکر چند گینڈے زندہ گرفتار کیے اور کتنون کو ہلاک کیا اور آنحضرت نے ماہ ربیع الاول
کی پہلی تاریخ کو آب سندھ سے عبور کیا اور بخشیان عظام نے سپاہیان خاصہ اور سپاہ امرا و منصبداردن کا شمار کیا
دس ہزار آدمی قلم بند ہوئے اور آب بھٹ سے عبور کر کے جب سیال کوٹ مین پہونچے سلطان علاء الدین لودھی بھی
مجلس حضور مین آیا اور آنحضرت نے قیام تمام کیا اور لوگون کی نظر دین اُسکی ایک وقر اور ایک شوکت ظاہر ہوئی اور محمد علی تنگ
جنگ اور خواجہ حسین شرف دیوان نے بھی دیوان فقد نثرت خدمت حاصل کیا دولت خان اور غازی خان کہ حسب
ظاہر آپ کو منجملہ نوکران بادشاہ ابراہیم سے شمار کرتے تھے چالیس ہزار سوار لیکر آب راوی کے کنارے لاہور
کے قریب فراہم ہوئے اور جب بادشاہ کے قرب پہونچنے سے خبر پائی بیدست و پا ہو کر بلا جنگ متفرق ہوئے
دولت خان مع اپنے بڑے بیٹے علی جان کے قلعہ ملوٹ مین در آیا اور غازی خان کوہ پایہ کی طرف بھاگا اور فردوس مکانی
نے قلعہ ملوٹ کے قریب جا کر محاصرہ کیا اور دولت خان نے امان کے سوا اپنا مدعا نہ دیکھا قلعہ سے برآمد ہو کر ملازمت
مین پہونچا اور قبل اُسکے دولت خان آنحضرت کے عزم رزم مین دو تلوارین حمایل کر کے زبان لات و گفتار مین کوتاہی
اسواسطے ملازمان شاہی نے دونون تلوارین اُسکی گردن مین لٹکائین اور حضوری خدمت مین جب دوزانو بیٹھنے مین تعلل
کرتا تھا ہاتھ اُسکی گردن مین ڈالکر خود ہی دوزانو بیٹھنے کی تاکید فرماتے تھے اور ہر چند فردوس مکانی اُس سے جبرین استفسار
فرماتے تھے غلبہ خوف سے وہ قدرت تکلم پر نہ رکھتا تھا اور باوجود اُسکے تمام گناہ اُسکے معاف ہوئے اور آنحضرت نے اپنے قریب جگہ
دی اور قلم عفو اُسکے دفتر جرایم پر کھینچا اور جب عوام الناس نے قلعہ پر ہجوم لاکر تاراجی شروع کی اور امرا کی ممانعت سے ممنوع
نہوئے آنحضرت نے افغانون کے حفظ ناموس کے واسطے خود سوار ہو کر چند تیر اُنکی طرف ڈالے اتفاقاً ایک تیر مقتل پر
ایک مردم معتبر شہزادہ بایزید کے آیا خلائق متنبہ ہوئی اور اہل و عیال افغانون کے قلعہ سے سلامت نکلی فردوس مکانی قلعہ
مین داخل ہوئے اور اموال و جواہر اور تحف نفیسہ سے بقدر محفوظ نمونے تھے کہ غازی خان کے کتب خانہ کے ملنے سے خوشدل
ہوئے کس واسطے کہ غازی خان علم سے بہرہ کامل رکھتا تھا اور شعر خوب سمجھتا تھا اسلیے ہر قسم کی کتابین نفیس صحیح خوشخط جمع
کی تھین القصہ بعضی اُنمین سے اپنی خلوت خاص کے واسطے لگا رکھین اور کچھ شہزادہ محمد ہمایون کو دیکر باقی شہزادگان مرزا
کے واسطے کابل کی طرف بھیجین اور دوسرے دن وہانسے کوچ کر کے غازی خان کے تعاقب مین روانہ ہوا دولا و خان
خانخانان برادر غازی خان فرصت پا کر قید خانہ سے برآمد ہوا اور آنحضرت کے روبرو آنکر عنایت گوناگون سے منعم اور
مسرور ہوا اور جو توپ جی آگے بڑھکر پیش غازی خان کے اُردو پر تاخت لاتے تھے اور کسی مقام مین اُسے چین نہ لینے دیتے
تھے وہ بھاگ کر بادشاہ ابراہیم لودھی کے روبرو گیا اور دولت خان لودھی بھی انھین دنون مین قضاے الٰہی سے فوت ہوا اور
فردوس مکانی نے جب لشکر افغانون کو زبون اور اپنے صاحب ممالک سے مقام نفاق مین دیکھا عازم تمامی ممالک
ہندوستان کی تسخیر کا ہو کر دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور شاہ عماد الملک شیرازی از جانب مولانا محمد مذہب اور خانخانان
سلطان ابراہیم کی طرف سے آیا اور عرضیان اُن کی کہ مستمل آنے کی ترغیب و تحریص مین تھین گذرانین اور جب آنحضرت
نے آب کمک کے کنارے نزول کیا مسمع مبارک مین پہونچا کہ حمید خان حاکم حصار فیروزہ کی طرف سے مع لشکر اُس نواح
کے سر راہ آتا ہے لہذا حکم مطاع کے موافق شہزادہ ہمایون مع تمامی مردم فوج بہانغار مثل خواجہ کلان اور سلطان محمد

دولدی اور جان بیگ اور خسرو بیگ اور ہندو بیگ اور عبدالعزیز اور محمد علی خنگ جنگ وغیرہ اُس کے دفع کے واسطے متوجہ ہوا اور جنگ کے بعد حمید خان کو معزور کرکے نظر اور منصور باپ کی خدمت مین آیا اور جو وہ اول جنگ شہزادہ والاقدر کی تھی اُسکے صلہ مین حصار فیروزہ اور جاگیر جالندر پائی اور انھین دونون ولایتون مین ہمایون افغان جلوانی نے امرائے سلطان ابراہیم سے تھا مع دو تین ہزار سوار اور دوے باہری مین پیوست ہو کر اظہار اخلاص اور دولتخواہی کی اور جب شاہ آباد کی دو منزل پر اردوے عالی پہونچا خبر آئی کہ سلطان ابراہیم مع لشکر گران سنگ جنگ بلی کے بقصد جنگ برآمد ہو کر اس طرف متوجہ ہوا اور داؤد خان اور حاتم خان ستائیس ہزار سوار سے تین چار کوس اگے بڑھ کر ان پر فیروزی سے حملہ آور ہوئے حسین تیمور سلطان اور مہدی خواجہ اور محمد سلطان میرزا اور عادل سلطان میرزا کو مع تمام امرای جرانغار کے کہ سلطان جنید برلاس اور شاہ حسین برلاس از انجملہ تھے دشمن کے مقدمہ پر تعین کیے اور یہ طلوع صبح کے وقت غنیم پر پہونچے اور جنگ عظیم کرکے اُنکو پسپا کیا پس ہمہ بیمت چوشہ را بخت باشد یار و ہمہ سپاہش جادوان گرد مظفر اور حاتم خان مارا گیا اور جماعت کثیر دستگیر ہوئی اور سات ہاتھی نامی اور جنگی دستیاب ہوئے پھر اس لشکر نے بھی فتح و فیروزی سے بازگشت کی بادشاہ نے اور دن کی عبرت کے واسطے تمام اسیرون کو بانواع عقوبت قتل کیا اور اُس منزل مین کامران بعد فتح آئے تھے چھ دن مقام کیا اور استاد علی قلی کو حکم فرمایا کہ اژدہون کو بطرز روم ایک دوسرے کو ریسمان خام گاؤ سے استوار باندھ کر پیادے توپچی کے واسطے حصاری کرین اُسوقت عدد لشکر سلطان ابراہیم لاکھ سوار سے کم نہ تھا اور ایک ہزار فیل جنگی ہمراہ تھا اور فردوس مکانی کی سپاہ بارہ ہزار سے زیادہ نہ تھی اور پانچہزار مرد شجون کے طور اردوے بادشاہ ابراہیم پر گئے اور جو غنیم واقف نہ تھا کچھ کام اور تدبیر نہ بن پڑی پلٹ آئے اور سلطان ابراہیم نے دلیر ہو کر افواج کو آراستہ کیا اور بتعجیل قصبۂ پانی پت کی طرف روانہ ہوا فردوس مکانی یہ خبر سنکر بمانقارا اور جرانغار کو آراستہ کرکے بعزت روانہ ہوئے پانی پت کے آگے چھ کوس پر لشکر خصم کے مقابل فروکش ہوئے سلطان ابراہیم نے یہ خبر سنکر اُسی دن نزول کیا اور دوسرے دن کہ روز جمعہ اور شہر رجب کی دسوین تاریخ تھی افغان سنگ پر آمادہ ہو کر پانی پت کی طرف متوجہ ہوئے اور فردوس مکانی نے برانغار شاہزادہ ہمایون اور خواجہ کلان بیگ اور سلطان محمد دولدی اور ہندو بیگ اور ولی بیگ خازن اور پیر قلی سیستانی کے سپرد فرمائی جرانغار پر محمد سلطان میرزا اور مہدی خواجہ اور غازی سلطان اور جنید برلاس کو مقرر فرمایا اور قول کے دست راست پر حسین تیمور سلطان اور میر عبدالمہدی کوکلتاش اور شاہ منصور اور دوسرے امرا تعین ہوئے اور قول کے دست چپ پر میر خلیفہ اور ترسدی بیگ اور محب علی خلیفہ اور دوسرے سردارون نے قیام پکڑا اور خسرو کوکلتاش اور محمد علی خنگ جنگ بسرداری میرزا سلیمان بن خان میرزا ہراول مقرر ہوئے اور عبدالعزیز امیر آخور بعضون کے ساتھ طرح مقرر ہوئے اور ولی قراول اوج برانغار مین اور قراقوزی بہادر اوج جرانغار مین مقرر ہوئے اور ملک قاسم بیولقہ برانغار پر اور علی بہادر بیولقہ جرانغار پر معین ہوئے اور سلطان ابراہیم کی جب افواج معرکہ مین آئی اور جیسے کہ رسم ہندیون کی ہر برتی کی طرح حملہ آور ہوئے اور جس وقت کہ قریب گئے شتابی مین اُن کے فرق آیا پھر مردم تولقہ دست راست و چپ سے گھوڑون کو چمکا کر مخالفون کے پس پشت آئے اور افواج میمنہ اور میسرہ بھی حملہ کرکے جنگ مین مشغول ہوئی اور ایک جماعت قول سے جرانغار اور برانغار کی مدد کو گئی اور پہر دن چڑھے سے دوپہر تک تفنگ و جنگ نے گرمی قبول کی اور حرب و ضرب کے بازار نے

رفیق بکرماجی نظم برآمد خروشیدن گیرودار و در آمد بزمنہا ازان روزگار بہ زخون یلان خاک آغشتہ شد چو گفتی زمین ارغوان گشتہ شد بہ عاقبت الامر قادر علی الاطلاق کے حکم سے بادشاہ ابراہیم لودھی مع پانچ یا چھ ہزار سوار کے میدان جانستان مین قتل ہوا اور نسیم فتح و ظفر فردوس مکانی کے رایت کے بر جم پر چلی اور جو ابتک بادشاہ ابراہیم کا قاتل شخص اور دریافت نہوا تھا لشکر منصور نے سپاہ مقہور کا پیچھا کر کے افغانون کی قتل مین تقصیر اور تاخیر نہ کی اور جو خیل خیل ہاتھی ستیا گئے فردوس مکانی جنگ گاہ سے پیشتر روانہ ہوئے بادشاہ ابراہیم کے اردو اور اثاثہ کی سیر کرتے تھے اور آب جون کے کنارے نزول اجلال فرمایا اور اُس مقام مین سلطان ابراہیم لودھی کا سر مقتولان معرکہ کے درمیان سے لائے تھے نظر مبارک مین گذرانا اور از روی روایت صحیح اُس روز تمام معرکہ اور تعاقب کے وقت سولہ ہزار مرد افغانان نے شربت فنا چکھا اور ہندیون کی تقریر سے پچاس ہزار آدمیون نے جام ممات کا نوش کیا اُنمین پانچ ہزار مرد ایک مقام پر سلطان ابراہیم کے قرب قتل ہوے تھے اور شہزادہ محمد ہمایون اور خواجہ کلان اور شاہ منصور اور ولی خازن تجمل عجیل خزائن کے ضبط کے واسطے آگرہ کی طرف روانہ ہوئے اور محمد سلطان میرزا اور مہدی خواجہ اور سلطان جنید برلاس اموال کی محافظت کے واسطے دہلی گئے اور فردوس مکانی بھی پیچھے سے سہ شنبہ کے دن رجب کی بارھوین تاریخ کو دہلی مین تشریف لائے چنانچہ بروز جمعہ شیخ زین صدر نے منبر پر جاکر خطبہ بنام نامی اس بادشاہ کشور کشا کے پڑھا اور آنحضرت نے سیر قلعہ اور تفرج عمارات شہر کے اور زیارت قبور مشائخ اسلام اور سلاطین ماضی کی بجالائے اُسکے بعد آگرہ کی طرف سوار ہوئے اور جمعہ کے دن بائیسوین ماہ مذکور دارالسلطنت آگرہ مین نزول ہوا اور قلعہ آگرہ کی تسخیر کی عزیمت کی جو تصرف مین بادشاہ ابراہیم کے لوگون کے تھا بکرماجیت راجہ گوالیار کہ بادشاہ ابراہیم کے ہمراہ تھا جنگ مین مارا گیا اور اُسکے آدمیون نے جو قلعہ آگرہ مین تھے شاہزادہ ہمایون کو ایک الماس بوزن الحمد مثقال کے کہ خزانہ سلطان علاءالدین خلجی مالوہی سے دست بدست اُسکو پہونچا تھا اور جوہریون نے قیمت اُس کی نصف خراج کیونکہ تمامی ربع مسکون کی شخص کی تھی پیشکش کیا اور شاہزادہ محمد ہمایون نے اسکو بادشاہ کی نذر کیا آنحضرت نے قبول فرماکر پھر شاہزادہ کو بخشا اور اہل حصار آگرہ نے کہ داود کرارانی اور فیروز خان سور اور سلطان ابراہیم کی والدہ از انجملہ تھے جان و مال کی امان طلب کی اور پانچوین دن قلعہ کو تفویض کیا اور واقعات بابری مین لکھا ہے کہ بعد حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین بادشاہان اسلام نے ہندوستان مین آنکر غلبہ پایا ہے ایک سلطان محمود غزنوی نے کہ مدت مدید اُسنے اور اسکی اولاد نے ہندوستان کی بادشاہی کی دوسرے سلطان شہاب الدین غوری اور اُسکے توابع نے صالہای دراز تک اُس دیار مین بادشاہی کی تیسرے مین ہون لیکن میرا کام ساتھ کام اُن بادشاہون کے ہرگز مشابہت نہین رکھتا کیونکہ سلطان محمود تسخیر ہندوستان کے وقت بادشاہ ماوراءالنہر اور خوارزم اور خراسان تھا اور شمار اُسکی افواج کا اگر دو لاکھ نہ تھا تو ایک لاکھ سے زیادہ تھا اور تمامی ہندوستان مین اُسوقت ایک بادشاہ نہ تھا ہر ایک ولایت مین ایک راجہ حکومت کرتا تھا اور سلطان شہاب الدین غوری اگرچہ بادشاہ خراسان نہ تھا لیکن اُسکا بھائی سلطان غیاث الدین بادشاہ خراسان تھا اور وہ بھی ایک لاکھ اور بیس ہزار سوار سے ہندوستان مین آیا اور اُسے مسخر کیا اور اُسوقت بھی ہندوستان ملوک طوائف تھا اور مین اول مرتبہ کہ ہندوستان مین آیا ڈیڑھ ہزار یا دو ہزار مرد سے زیادہ نہ رکھتا تھا اور دوسری مرتبہ بارہ ہزار آدمی میرے ہمراہ رکاب تھے اور مین حاکم بدخشان اور کابل اور قندھار کا تھا اور اس ولایت سے نصف محصول بھی جو کار آمد مجھے سنین پہونچتا تھا اور بعضے

ولایات اپنی ایسی تھین کہ غنیم کی ترویج کے سبب مدتکی کی محتاج تھین اور مملکت ہندوستان بہرہ سے بہار تک تصرف مین افغان کے تھی اور حساب کے رو سے وہ ولایت گنجایش پانچ لاکھ آدمی کی رکھتی تھی اور لشکر سلطان ابراہیم لودھی مین مرکز کے دس لاکھ سوار تھا اور علاوہ اُسکے ایکہزار فیل جنگی رکھتا تھا اور باوصف اس حال کے اور بک جیسے غنیم کو سمجھ چھوڑکر ساتھ ایسے غنیم مثل بادشاہ ابراہیم لودھی کے کہ اس جمعیت مین تھا ازروے توکل لڑا اور مشقت پیری صنائع ہندوستان مفتوح ہوا اور یہ سعادت کچھ اپنی کسی باور ہمت سے مشاہدہ نہین کرتا بلکہ عین عنایت اور کرم الٰہی جانتا ہون اور فردوس مکانی نہیسوین ماہ رجب کو شاہان ہند کے خزانون اور دفینون کے ملاحظہ کے واسطے گیا وہان تین لاکھ اور پچاس ہزار روپیہ نقد اور ایک خزانہ وابستہ ہمایون میرزا کو مرحمت کیا اور محمد سلطان میرزا کو چار قب اور چغہ اور شمشیر مرصع اور دو لاکھ روپیہ امداد فرمایا اسی طرح تمام میرزاؤن اور امیرون اور سپاہیون حاضر و غائب اور طلبہ بلکہ سوداگر اور جمیع مردم کو کہ اُس سفر مین ہمراہ تھے علی قدر مراتب خزانہ سے حصہ پہونچایا اور اپنے عزیزون اور آشناؤن کو سوغات خراسان اور سمرقند اور کاشغر اور عراق مین بھیجے اور مکہ اور مدینہ اور کربلائے معلی اور نجف اشرف و مشہد مقدس اور اکثر مزارات متبرکہ مین زر کثیر ارسال رکھا اُس حدود کے مستحقین کو خوشدل کیا اور واسطے ہر ایک مردم کابل مردون اور بندہ اور آزاد اور خرد و بزرگ اور فقیر اور غنی کے کم سے کم ایک شاہرخی کہ ایک مثقال نقرہ ہے سراسر ارسال فرماکر انھین بھی خوشحال اور مخلوظ فرمایا اور جو کچھ بادشاہون نے سالہاے دراز مین فراہم اور اندوختہ کیا تھا ایک مجلس مین صرف کیا وجہ شہرت قلندری آنحضرت کی تمام خلائق پر روشن اور مبرہن ہوئی اور جو ہندوستانی مغلون سے ہراسان تھے پہلے پہل مطیع نہ ہوتے بخصوص جہان تھا مضبوط ہوکر اُسنے علم مخالفت بلند کیا جیسا کہ تمام خانجہل مین اور علیخان قرلی میوات مین اور محمد زیتون دھول پور مین اور تاتارخان بن مبارک خان گوالیار مین اور حسین خان لوحانی راپری مین اور قطب خان اٹاوہ مین اور عالم خان کالپی مین اور نظام خان بیانہ مین سالک مسالک بغاوت کے ہوئے اور آب گنگ کے اُس طرف جو اضلاع تھے افغانان بزرگ مثل نصیر خان لوحانی اور معروف خان قرلی وغیرہ تصرف مین لائے تھے اور سلطان ابراہیم کی بھی اطاعت جیسی واجب ہے نکرتے تھے چنانچہ نصیر خان لوحانی اور معروف خان قرلی ضرورت کے واسطے متفق ہوئے اور بہار خان ولد دریا خان لودھی کو سلطان محمد لقب دیکر اپنا حاکم کیا اور مع لشکر کثیر قنوج سے دو تین منزل آگرہ کی طرف آکر مقام کیا مقارن اس حال کے بہن خان جلوانی بھی فردوس مکانی سے روگردان ہوکر اُن کے پاس گیا اور اہالی قریا اور اعیان مدائن سر مخالفت اُٹھاکر بہتری مین مشغول ہوئے حتی کہ قوت آدمیون کا اور حلف اُٹھاون کا دشواری سے دستیاب ہوتا تھا اور بھی اُس سال حرارت ہوا نابستان حد اعتدال سے گذری آدمی بہت قوم مغل سے ہلاک ہوئے اس سبب سے خواجہ کلان اور جمیع امرا نے اتفاق کرکے عرض مین پہونچایا کہ صلاح دولت کابل کی معاودت مین ہے آنحضرت نے غضبناک ہوکر فرمایا کہ ایسی مملکت ساتھ اس مشقت کے تصرف مین لاکر یون چھوڑنا اور تنگنائے کابل مین گرفتار ہونا کیا لایق ہے لیکن آدمیون کے اماوہ نے تکرار قبول کی بادشاہ نے بعد رفع سب امرا کو ایک مجلس مین حاضر کرکے فرمایا کہ بھار اول چاہتا ہون کہ ہندوستان مین توقف فرماؤن جس شخص کو بھاری برداشت ہو بیمان رہے اور جو کوئی کو کابل کی روانگی کا میل رکھتا ہو وہ شوق سے جاوے کچھ مضائقہ نہین ہے اس کلام سے سب امرا کو ثابت ہوا کہ آنحضرت کسی طرح ہندوستان سے دست کش ہونگے لاچار ہندوستان کی سکونت اختیار کی مگر خواجگان

کہ اکثر فتوحات ہندوستان اُنکی سعی سے ظہور میں آئی تھیں لیکن علالت اور مغربت بھی یہاں بہت اُسے پہونچی تھی کابل کی روانگی کا عازم جازم ہوا فردوس مکانی نے حکومت کابل اور غزنین کی اُسے مرحمت فرمائی اور کابل کی طرف روانہ کیا اور اُسنے رخصت کے وقت عمارات مہلی کی ایک عمارت پر یہ بیت لکھی بیت اگر بخیر و سلامت گذرم و سند کنم ✤ سیاہ روے شوم گر ہوا سے ہند کنم ✤ اور جب ہندو ستانیوں کو معلوم ہوا کہ فردوس مکانی اپنے جد اعلی امیر تیمور صاحبقران کی طرح ہند کو چھوڑ کر ولایت کو جائینگے آمد رفت شرع کی پہلے شیخ گھورن مع دو تین شخص کے دوآب کے درمیان سے آنکر لوٹ گیا اور علیخان قرلی بھی میوات سے اپنے بیٹوں کی رہائی کے لیے جو اُس زمانہ میں کسی تقریب سے گرفتار ہوئے تھے

توضیح

درگاہ میں حاضر ہوا اور ساتھ طوغ اور نقارہ کے سرفرازی پائی اور وہ عظیم الجثہ ہونے میں ضرب المثل تھا اور ہمیشہ یہاں فیلخانہ میں رکھتا اور کبھی سپر و شمشیر لیکے سے جدا کرتا اور اُس کے بعد فیروز خان اور شیخ بایزید قرلی مع جمعیت اپنی آئے اور جاگیریں پائیں اور محمود خان لوحانی اور قاضی حبیب بھی حاضر ہو کر جاگیر بلحاظ مناسب سے خوشدل ہوئے اور آسودگی اور امان ظاہر آئی بہت تعجبے اور پرسگنے ضبط میں آئے اس درمیان میں بہن خان افغان نے قلعہ سنبھل کو محاصرہ کیا اور قاسم سنبھلی نے اظہار اطاعت کر کے بادشاہ کے ملاحظہ میں عریضہ بھیجا کہ بہن خان افغان نے مجھے قید کیا ہے میری کمک فرمایئے بادشاہ نے میرزا محمدی کو کلتاش کو اُس طرف روانہ کیا یہانتک کہ وہ آب جون سے عبور کر کے بہن خان سے لڑا اور اُسے شکست دیکر مفرور کیا اور قاسم سنبھلی رہین احسان بے پایان ہو کر قلعہ میرزا محمدی کو کلتاش کے سپرد کر کے دولتخواہوں کے سلک میں منسلک ہوا فردوس مکانی نے سنبھل شاہزادہ ہمایوں کو عنایت فرمایا اور افغان شرقی پر اُنھیں نامزد کیا اور جب شاہزادہ قنوج کے اطراف میں پہونچا افغانان شرقی کہ چالیس ہزار سوار تخمیناً تھے بلا جنگ جونپور کی طرف بھاگے ازانجملہ فتح خان شروانی مع اپنی قوم شہزادہ کی ملازمت میں حاضر ہوا شہزادہ نے اُسے تسلی دی اور مہدی خواجہ کو اُسکے ہمراہ کر کے درگاہ میں بھیجا اور بادشاہ نے فتح خان شروانی پر نوازش فرما کر خلعت خاص میں طلب کیا اور ملبوس خاص اُسے عنایت فرما کر جاگیر خوب مرحمت کی بسبب اس لطف کے اکثر افغانان آنکر بادشاہی چغتائی پر مائل ہوئے القصہ نظام خان حاکم بیانہ کہ راتا سنگا سے خائف تھا اُسنے بھی اطاعت اظہار کی اور فردوس مکانی طالب قلعہ ہوئے جب نظام خان نے انکار کیا بابا قلی بیگ کو وسطے تاخت اور محاصرہ کے بھیجا اور یہ قلعہ بنجا خاص مرقوم کر کے دوات کیا قطعہ بابر کہ سنبیرہ کمن اسمیر بیانہ ✤ چالاکی مردانگی ترک عیانست ✤ گر زود بیائی و نصیحت نہ کنی گوش ✤ آنجا کہ عیانست چہ حاجت بہ بیانست ✤ نظام خان حاکم بیانہ اطاعت تا کردہ قلعہ سے برآمد ہوا اور بابا قلی بیگ سے جنگ کر کے شکست دیگر پھر قلعہ میں در آیا راناسنگا اس حال سے مطلع ہوا اور فرصت غنیمت شمار کر کے عازم اُسکے اخراج کا ہوا نظام خان نے عاجز ہو کر ایلچی درگاہ میں ارسال کیا اور اظہار ندامت کے بعد استغفار کی جب بادشاہ نے اس کا جرم معاف کیا ملازمت میں حاضر ہو کر قلعہ کو سپرد کیا اور بیس لاکھ تنکہ کی جاگیر اُس کے وسطے دوآب کے درمیان میں مقرر ہوئی اُس عرصہ میں شکٹ رائے نے کہ گوالیار کے حکام قدیم کے خاندان سے تھا ایک کافر خانجہان نام کے اتفاق سے لشکر گوالیار لیکر آتا تا رخان کو ہٹا کر قلعہ میں محاصرہ کیا تاتا رخان نے کہ قلعہ گوالیار کو تصرف میں رکھتا تھا وہاں کے زمینداروں کے تسلط کے سبب تنگ ہو کر اظہار اطاعت بادشاہی اظہار کی اور آنحضرت سے کمک کا مستدعی ہوا اور پیغام کیا کہ اگر ایک جماعت لشکر بادشاہی سے آوے قلعہ اُن کے سپرد ہوگا آنحضرت نے حیدر دوا اور شیخ گھورن کو کمک کے وسطے روانہ کیا اور اُنھوں نے وہاں جا کر شکٹ رائے کے محاصرہ سے

قلعہ خلاص کیا تاتارخان نے اپنے اقرار پر عمل کیا الیاس سلطانی کو قلعہ کے اندر راہ نہ دی لیکن شیخ محمد غوث کہ ایک مرد درویش تھا اور مرید کثرت سے رکھتا تھا اس قلعہ میں مقیم تھا رحیم داد کو پیغام دیا کہ کسی حیلہ سے قلعہ میں داخل ہو اسکے بعد تاتارخان کا علاج آسان ہوگا رحیم داد نے تاتارخان کو کہلا بھیجا کہ میں منکٹ راے کے شجون سے ایسی نہیں ہوں اگر اجازت ہو چند آدمیوں سے قلعہ میں در آؤں اور لشکر تمام حصار کے باہر رہے آپکا بڑا احسان ہوگا اور جو منکٹ راے اور خانجہان اب تک اس حدود میں تھے تاتارخان نے قبول کیا رحیم داد مع چند کس قلعہ میں داخل ہوا اور ایک شخص اپنے متعلقوں سے تاتارخان کی تجویز سے دربانوں کے قریب چھوڑا تو اسکے متعلقان ضروری کو قلعہ کے اندر آنے دے اور تاتارخان مع غرور کے لشکر سے بیخود ہو کر احتیاط اور ہوشیاری کی رعایت سے غافل ہوا اور اس شب کو نہایت غفلت سے بستر استراحت پر سویا اور دربان کہ اکثر شیخ محمد غوث کے مرید تھے اس شخص سے موافق ہوے اسی رات کو بعضی ضروریات لانے کے بہانہ سے ایک جماعت کثیر اور انبوہ غفیر قلعہ کے اندر لائے اور علے الصباح تاتارخان نے اس حال سے خبر پائی اور کمک کے سوا چارہ نہ دیکھا پھر قلعہ رحیم داد کے سپرد کر کے آگرہ گیا اور امرا کے سلک میں منتظم ہوا اور بیس لاکھ تنکہ انعام پائے اور محمد زیتون نے بھی جونپور سے آکر امارت پائی اور جو حمید خان اور سارنگ خان اور دوسرے افغانوں نے حصار فیروزہ پر فساد برپا کیا تھا حسین شور سلطان اور ابو الفتح ترکمان نے اس طرف تاخت لاکر انھیں سزا کر پہونچایا اور ۹۳۳ نو سو تینتیس ہجری میں خواجہ اسد کابل سے عراق کی طرف شاہ طہماسپ صفوی کے پاس ایلچی گری کے واسطے گیا تھا سلیمان نامے ترکمان کے ساتھ آیا اور سوغاتیں لایا از انجملہ دو لونڈیاں بکر چرکس کی تھیں بادشاہ کو ان کی طرف نہایت میلان خاطر ہوا اور اسی عرصہ میں بادشاہ ابراہیم کی والدہ نے کہ نہایت عزت اور توقیر پائی تھی ساتھ احمد چاشنی گیر اور دیگر باورچیوں کے کہ وہ اصل میں نوکر بادشاہ ابراہیم کے تھے موافقت کر کے زہر خاصہ میں بادشاہ کے کہ خشکا اور قلیہ خرگوش کا تھا تیز کیا اور قدرت خدا سے بادشاہ کا کھانے ہی جی متلایا اور مکرر قے کر کے اس بلا سے نجات پائی مصرعہ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ۔ اور بعد اوازم تفحص و تجسس داروغہ مطبخ اور باورچیوں نے جو بیان واقع تھا عرض کیا بادشاہ نے صدق و کذب کے امتحان کے واسطے اس طعام میں سے کسی قدر گنگے کو دیا گنگا اسی دم پھول گیا اور ایک شبانہ روز حرکت نہ کی اور خدمتگاروں نے بھی امتحاناً اس میں سے قدرے کھایا تھا ہزار مشقت سے رہائی پائی بادشاہ غضبناک ہوا داروغہ مطبخ کا پوست کھنچوایا اور باورچیوں اور اس کے مددگاروں کو بانواع عقوبت قتل کیا اور بادشاہ ابراہیم کی والدہ کا مکان غارت کر کے محبوس کیا اور شاہ ابراہیم کے فرزند کو بھی ہمیرا کامران کے پاس کابل میں بھیجکر فارغ البال ہوا اور شہزادہ محمد ہمایون کہ ممالک شرقی کی طرف گیا تھا حدود جونپور کو قبض و تصرف میں لایا اور سلطان جنید برلاس کے سپرد کر کے مراجعت کی اور جب کالپی میں آیا عالم خان حاکم کالپی نے اسکی ملازمت حاصل کی اور ہمراہ رکاب آگرہ میں آیا اور نوازش سلطانی سے سرفراز ہوا اور رانا سنگا کی حکایت یہ ہے کہ وہ بزرگ ترین راجاے ہند ہے اور قبل ظہور اسلام اور ارتفاع رایات محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دولت و سروری اسکے خاندان میں تھی اور میوات و لایت اسکی ہے اور راجہ دہلی اور راجہ اجمیر جن کو سلطان قطب الدین نے مقابل کیا تھا ان رانا سنگا ایک قبیلہ سے تھے رفتہ رفتہ انکے اجداد آپسمیں ایک ہوئے اور اس زمانے میں کہ فردوس مکانی بادشاہ ہندوستان ہوئے ایک لاکھ راجپوت اسکے ظل رایت میں تھے اور سلطان ابراہیم کے بہت اور کہ فردوس مکانی کی اطاعت میں آکے تھے ساتھ اس کے دم کھینچی مارتے تھے اور محمود خان بیٹا سلطان سکندر مع دس ہزار سوار کے اس کے پاس گیا اور راٹھور کے راجہ

پرم دیو اور رنگھ دیو اور راجہ چندربھی موسوم بھیدتی راے اور راول دیودادہ اور سنگھ امرا جدونگر پوار راے چندر بھان چوہان اور مانک چند چوہان اور راے دلیپ وغیرہ مع پچاس یا ساٹھ ہزار سوار راجپوت کے مطیع اُس کے ہوئے اور حسن خان میواتی دس ہزار سوار سے مددگار اُس کا ہوکر بقصد جنگ و استخلاص ہندوستان مع دو لاکھ سوار آگرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور وہ حضرت جو بعضے امرا ے ہند پر اعتماد کلی نہ رکھتے تھے ہر ایک کو ایک سرحد کے ضبط کے واسطے تعین کیا اور خود مع لشکر مکمل کہ کابل سے انکے ہمراہ آئے تھے اور چار آدمی امرا ے ہند سے کمال خان اور جلال خان فرزندان سلطان علاء الدین اور علی خان قرلی اور نظام حاکم بیانہ کے آگرہ سے کوچ کیا جب موضع کانو چلدازی بیانہ مین پہونچے مقام فرمایا اور عزم جزم اور نیت ثابت و راسخ و مصمم غزا اور جہاد فیصلہ پر کیا اور اُس یورش مین شہزادہ محمد ہمایون کو کہ اُسوقت تک شراب سے متنفر تھا مجلس شراب مین حاضر کر کے اپنے ہاتھ سے پیالہ اُسے دیا اور اطراف بیانہ مین مخالفین کا مقابلہ ہوا قراولان بادشاہی جو مخبری کر گئے تھے مغلوب اور زخمی ہوئے اور مردم قلعہ بیانہ بھی برآہو کر مخالفین سے لڑے اور شکست فاش پاکر قلعہ بند ہوئے اور دغدغہ اور تردد بہت اُنکے دلون مین پیدا ہوا ہیبت خان نیازی سنبھل کی طرف بھاگا اور حسن خان میواتی دشمن سے جاملا اور ہر روز اطراف مملکت سے اخبار وحشت پہونچنے لگین اور محمد شریف منجم کہ مرد عمدہ تھا سبب زیادتی خوف آدمیون کا ہوتا تھا اور ہر لحظہ کہتا تھا کہ مرغ مغرب کی طرف ہر جو شخص اس طرف سے جنگ کرے گا البتہ مغلوب ہوویگا اور بادشاہ نے مجلس مشورہ کی آراستہ کی اور جنگ کے بارہ مین گفتگو کی اکثر بولے کہ جو دشمن کا غلبہ ظاہر ہو بہتر یہ کہ قلاع بزرگ اور سنگین مردم معتمد کے سپرد کر کے خود بدولت بنفس نفیس پنجاب کی طرف روانہ ہوویں اور مدد غیبی کے منتظر رہین آنحضرت نے تامل فرمایا اور یہ ارشاد کیا کہ بادشاہان اسلام جو عالم کے اطراف و اکناف مین ہین کہین گے کہ انھون نے حیات کو غنیمت جانکر ایسی ایک مملکت بامتہ سے دی سزاوار جوانمردی اور بہادری یہ ہے کہ ہم دل شہادت پر رکھ کر جان سے کوشش کرین نظم ؎ جہان آخر زدن ضرورت رود ؎ جہان بہ کہ بارے بعزت رود ؎ سرانجام گیتی ہمین است بس ؎ کہ نالے پس از مرگ ماند ز کس ؎ اہل مجلس نے جب یہ حرف سُنا سب نے متفق اللفظ و المعنی ہوکر ندا الجہاد الجہاد کی بلند کی اور اس بات نے دلون مین تاثیر کی سبھون نے زبان ساتھ سمعنا و اطعنا کے کھولی اور کہنے لگے اس سے کونسی سعادت بہتر ہے کہ مقتول شہید اور قاتل غازی ہو جب جواب یا کہ ہم قسم کھاتے ہین کہ معرکہ سے ہم کبھی منھ نہ موڑینگے اور اس بارہ مین قسم کلام ملک العلام کی کھائی اور بادشاہ کہ سب اپنا لب جام سے نہ اٹھاتا تھا اور کبھی بے صراحی اور پیالہ کے نہ رہتا تھا اُس وقت بموجب اس بیت کے بیت چند باغی زمعانی مزہ کش ؎ تو بہ ہم ہیزۂ نیست بچش ؎ موقوف کی بلکہ جمیع مناہی حتی کہ ریش تراشی سے توبہ نصوح کیا اور بمتنے ممالک محروسہ کے مسلمانون کو بخشے اور اس بارہ مین فرمان قلمرو مین ارسال فرمائے اور سہ شنبہ کے دن نوین جمادی الآخر سنہ مذکورہ کو کہ روز نوروز تھا صفاے جنگ ترتیب دیکر بدستور روم اور بے آتشبازی کے آراستہ کر کے افواج کے آگے رکھ کر دشمن کی طرف کہ تین کوس پر تھا روانہ ہوا اور ایک کوس مسافت طے ہونے کے بعد نزول کیا جوانان صاحب داعیہ لشکر نے ساتھ افسری ملک قاسم اور باباقشقہ مغل کے مخالف کے قراولون کو مارلے و بھگا نے مین عجب کام کیے اور تیسرے مین ماہ مذکور کو وہان سے بھی کوچ کر کے بدستور روز اول ایک کوس راہ جاکر موضع کانوہ عملداری بیانہ مین فروکش ہوئے اور ابھی فراشون نے خیمہ برپا نہ کئے تھے کہ مخالفین مورچہ سے

زیادہ فوجیے مع فیلان کوہ پیکر ظاہر ہوے اور باوصف اُس کے کہ محمد شریف منجم مانع ہو کو لیلین کر تا تھا فرد سس مکانی ملتفت نہ ہوتے مع لشکر کہ بیس ہزار سے زیادہ نہ تھے مثل جنگ سلطان ابراہیم کی صفوف مرتب کین کتے ہین عدد اُنکے سوار دن کے کہ ہر ایک قطر ہین اقطار ہند سے قایم ایک جماعت کفار سے تھی دس تک پہونچتی تھی اور وہ عشرہ کفر نے عشرہ مبشرہ کی تفتیش پر نشان شقاوت بلند کیے تھے اور اپنے دستور سے میمنہ اور میسرہ اور قلب جناح آراستہ کر کے نہایت دبدبہ اور طمطراق سے معرکہ مین در آئے اور لشکر اسلام کی طرف سے فوجون کا مرتب کرنا نظام الملک علی خلیفہ کے سپرد ہوا اور اُس نے اس مقدمہ مین اوسی اور اجتہاد کی دی اور یہ تجویز ہوئی کہ بادشاہ قول مین رہے اور قول کے داہنے طرف حسین تیمور سلطان اور سلیمان شاہ اور خواجہ دوست خانان اور یونس علی بیگ اور شاہ منصور برلاس اور درویش محمد ساربان اور عبداللہ کتابدار اور دوست بیگ آقا کے سپرد ہوئے اور قول کی بائین سمت عالم خان بن بادشاہ بہلول لودھی اور شیخ زین صدر اور محب علی اور تردی بیگ اور شیر افگن اور آرائش خان اور خواجہ حسن دیوان مقرر ہوئے اور دوسری جماعت دیوانیون کی مردم ہر ایک ایک موضع مین ایستادہ ہوئے اور برانغار شہزادہ محمد ہمایون کو ارزانی ہوئی اور اُس کے یمین قاسم حسین سلطان اور احمد یوسف اور ہندو بیگ تو جین اور خسرو کوکلتاش اور ملک قاسم اور باباقشقہ متغل اور سقوام بیگ ولد شاہ ولی خانان اور میرزا غزنی علی اور پیر علی شیبانی اور خواجہ سلیمان بدخشی اور عبدالشکور اور سلیمان آقا ایلچی عراق اور حسین ایلچی سیستان مقرر ہوئے اور برانغار کی بائین طرف سید میرشہ اور محمد کوکلتاش اور خواجگی اسپہ سالار اور خانخانان ولد دولت خان لودھی اور ملک داؤد کرانی اور شیخ گوہن ہر ایک بیسے اُس مقام کے کہ فرمان ہوا انتخاب ایستادہ ہوئے اور القصہ جرانغار ساقہ سید خواجہ کے رجوع ہوئے اور دائین اور بائین اُس کے محمد سلطان میرزا اور عادل سلطان اور عبدالعزیز امیر آخور اور محمد علی خنگ جنگ اور قتلق قدم اور امیر خان چی میرزائی مغل اور جان بیگ آنکہ اور جلال خان اور کمال خان جو بادشاہ علاءالدین کی اولاد سے تھے اور علی خان اور شیخ زادہ قرلی اور نظام خان بیانوی تعین ہوئے اور تولقمہ جرانغار مین تردی بیگ اور مومن آنکہ اور رستم ترکمان مع ایک جماعت نوبیتون کے مقرر ہوئے اور تولقمہ برانغار بھی امراء و منصب اردن کی تفویض ہوئی اور سلطان بخشی لشکر مع تو اچیان اور لسیاولان کے احکام بادشاہی سُننے کے لیے آنحضرت کے مقابل ایستادہ ہوا اور روز نذکور سے ایک پہر اور دو گھڑی گذرین تھین کہ فریق من الجملہ اور فریق من الانفار روز خونخواری کی طرح ایک دوسرے کے مقابل آنکہ زلزلہ زمین اور ولولہ سپہر برین مین ڈالتے تھے پہلے پستی وچابکی کفار نے برانغار اسلام پر حملہ کیا اور خسرو کوکلتاش اور ملک قاسم سے حرب مین مشغول ہوئے اور فرمان کے موافق حسین تیمور سلطان کمک کو گئے اور کفار کو پسپا کیا اور قریب جمعیت اُنکے لشکر کے پہونچا یا اور جلادو بنام اُسکے ہوئے اور اُسکے بعد اطراف سے جیسا کہ قاعدہ چنتائی کا ہو سب طرف سے جنگ مین مصروف ہوئے اور جس طرف کمک کی احتیاج ہوتی تھی پہونچا تے تھے اور استاد علی قلی روی اور دوسرے ہنرمند استعمال آلات آتشبازی مین تقصیر نہین کرتے تھے اور تابین الصلوتین یعنی نماز ظہر تک حرب قائم تھی اور کفار جنگ مین راسخ تھے سلطان جرأت انکی مشاہدہ کر کے خود بنفس نفیس مع افواج قول اور امرا کے شیر ژیان کی طرح حملہ آور ہوے اور جنگ عظیم کے بعد شکست لشکر کفار کو نصیب ہوئی اور پاے ثبات اُنکا ہلگیا راہ فرار ناپی چنانچہ حسن خان میواتی کہ قریب دو سو برس سے اُسکے باپ دادا نے باستقلال تمام حکومت کی تھی بندوق کی ضرب سے مارا گیا اور ولول دیو اور رائے چندر بھان چوہان اور مانک چند چوہان و کرم سنگھ راجپوت کہ سرداران صاحب شکوہ سے تھے ملک عدم

بسر نسقلی

مین متعلم ہوے اور رانا سنگا جو نہایت عجب و غرور سے آیا تھا وہ بھی بہزار ذلت و خواری معرکہ سے بھاگا اور اس فتح نامدار کے بعد فردوس مکانی کو فرانون مین غازی لکھتے تھے اور فتح اسلام تاریخ ہوئی اور بادشاہ نے حکم کیا کہ پہاڑ کی چوٹی پر جو کہ موضع جنگ تھا ایک منار خالفون کے سر سے بناوین اور محمد شریف بخومی کو سخت عتاب و خطاب کے بعد ایک لاکھ تنکہ عنایت فرماے اور ممالک محروسہ سے نکال دیا اور محمد علی خنگ جنگ اور عبد الملک قورچی اور شیخ گھورن کو کہ اپنی جاگیر مین تھے الیاس خان کے سر پر کہ درمیان دوآب کے خروج کیا تھا مقرر کیا اور انھون نے جا کر اسے قتل کیا اور بادشاہ وہان سے کوچ کر کے میوات کی تسخیر کے واسطے روانہ ہوے ناہر خان و حسن خان میواتی نے اطاعت کے سوا کوئی تدبیر اور علاج نہ دیکھا بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا بادشاہ نے ولایت میوات کو جاگیر حسین تیموری سلطان بین کہ بخطاب برادری ممتاز تھا مع نواح اُس طرف کے دیگر اُس طرف بھیجا اور دار الخلافت آگرہ کی مراجعت کے وقت شہزادہ محمد ہمایون کو کابل اور بدخشان کے انتظام اور تسخیر بلخ کے واسطے مع فتحانہ و خزانہ خوب روانہ فرمایا اور محمد علی خنگ جنگ اور ترکی بیگ کو بغرض تادیب حسین خان اور دریا خان افغان کے کہ ان دنون مین چندواڑ اور ابرہی پر متصرف ہوے تھے اور تادیب قطب افغان جو اُناو مین باغی ہوا تھا معین فرمایا اور حسین خان بلا جنگ عاجز فرار ہوا اور آب جون کے عبور کے وقت بحر فنا مین غرق ہوا اور دریا خان آوارہ دشت ادبار ہوا اور اسی طور سے محمد سلطان میرزا فساد بین افغان کے دفع کے واسطے قنوج گیا اور بین خان افغان بہرائچ کی طرف بھاگا اور بادشاہ ذی الحجہ کی انتیسوین تاریخ ۹۲۴ نوسو چوبیس ہجری مین لہرم شکار کو نواح سنبھل کی طرف سوار ہوے جہان مول نشاط و اندوہ آگرہ مین معاودت کی اور مرض تپ غب عارض ہوا جب صحت کلی حاصل ہوئی میدنی راے کی استیصال کے واسطے چندیری کی سمت روانہ ہوے اور میدنی راے راجپوتون کے اتفاق سے قلعہ ایک چندیری مین متحصن ہوا اور لشکر اسلام نے پہونچتے ہی قلعہ کو محاصرہ کیا اور دوسرے دن جب قلعہ فتح ہوا پانچ چھ ہزار راجپوتون کو تیغ بیدریغ کیا اور ایک جماعت کفار مع اولاد و اقوام میدنی راے کے مکان مین کہ قلعہ کے اندر تھا داخل ہوئی اور دروازہ بند کر کے جنگ مین قیام کیا اور جب کام ہاتھ سے گیا جس طرح کہ انکی رسم ہے شمشیر برہنہ ایک کے ہاتھ مین دی اور ایک ایک نے اپنی خوشی سے اُسکے پاس جا کر گردن زیر تیغ رکھی اور مقتول ہوے اور میدنی راے بھی بسیطور سے داصل جہنم ہوا قلعہ و ملک دولت قاہرہ کے تصرف مین آیا اور وہ ممالک مسخر ہوے اور فردوس مکانی نے مسجدین اور خانقاہین چندیری اور سارنگ پور اور متھیرہ کی دیکھین کہ ان مین راے سین نے کفار حربی رانا اور میدنی راے کے حکم سے لعن جیوانات کا کر کے گوبر سے لیپا تھا اور زین صدر کی حکومت کے سبب سے وہ کثافت اور نجاست زائل ہوئی اور مؤذن و اجارہ کش معین کر کے بطیبے مقرر کیے اور از سر نو اُس ملک مین اسلام کو رواج دیا اور شیخ زین صدر نے اس فتح کا مادہ فتح دار الحرب تجویز کیا چنانچہ فردوس مکانی نے بدیہہ یہ تاریخ موزون فرمائی قطعہ تاریخ بود چندیے مقام چندیری ۔ پر ز کفار و دار حربی خوب ۔ فتح کردم بحرب قلعہ آن ۔ گشت تاریخ فتح دار الحرب ۔ پھر حکومت چندیری کی اُس کے قدیم وارث احمد شاہ بن محمد شاہ بن ناصر الدین مندوی کو کہ ملازم رکاب تھا تفویض فرمائی اور اسوقت خبر پہونچی کہ ایک جماعت امرائے افغانان شرقی کے دفع کے واسطے گئی تھی بمیرزہ جنگ کر کے شکست پائی ہے اس سبب سے فردوس مکانی بہ تحصیل تمام قنوج کی طرف روانہ ہوئے اور رابری مین امراے شکستہ بمنزل ملحق ہوئے اور بادشاہ جب آب گنگ کے کنارے پہونچے تیس یا چالیس کشتی

بہم پہونچا کر پل باندھا اور حسین بیگ سلطان اور بھی امرا نے شروع عبور کیا اور افغانوں نے مصلحت توقف میں نہ دیکھی فرار کو قرار پر اختیار کیا اسکے بعد حسین بیگ سلطان نے تعاقب کر کے افغانوں کو آوارہ کیا اور گوکے زن و فرزند بہت اسیر کیے اور بادشاہ نے حوالی دریاے گنگ میں شکار کر کے آگرہ میں معاودت فرمائی اور محمد زمان میرزا ولد بدیع الزمان میرزا کو جو ملتان سے سفیر ہو کر دربار سلطانی میں حاضر ہوا تھا آگرہ کا حاکم کیا اور خود بدولت و اقبال محرم کی پانچویں تاریخ سنہ ۹۳۵ نو سو پینتیس ہجری میں ماہ سریع السیر کے مانند بجانب گوالیار سوار ہوئے اور قلعہ گوالیار اور فیل تنی اور عمارات بکر ماجیت اور راجہ مانسنگھ کو کہ اس حصار میں تھیں تفرج کر کے رحیم داد کے باغ و حوض کی سیر کے واسطے تشریف لیگئے اور اس مقام میں گل سرخ و نشین کہ بہت کم لنظر آتے تھے مشاہدہ ہوئے حکم فرمایا کہ نہال اسکے آگرہ میں لیجا کر چھاؤں میں لیے کہ اکثر وہ پھول برنگ شفتالو ہوتا ہے اور سرخ و نشین بہت کم دستیاب ہوتا ہے اور سیر سے مسجد جامع سلطان شمس الدین التمش کی کہ گوالیار میں ہے زیارت کر کے بکرات و مرات فاتحہ آمرزش اسکے واسطے پڑھا اسکے بعد دارالخلافت آگرہ میں مراجعت فرمائی اور رسالہ واقعات بابری میں مرقوم ہے کہ ماہ صفر کی تیئیسویں تاریخ سنہ مذکور میں ایک حرارت میرے بدن میں اس شدت سے ظاہر ہوئی کہ میں نے نماز جمعہ کی مسجد میں بہ تشویش تمام ادا کی اور تیسرے روز یکشنبہ کو قدرے تپ لرزہ میرے جسم میں ظاہر ہوا اور اسوقت میں نظم کرنے رسالہ ولد یہ خواجہ عبید اللہ احرار میں مشغول ہوا اور میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر یہ نظم مقبول آنحضرت ہووے میں اس مرض سے نجات پاؤنگا جیسا کہ ایک شخص کو قصیدہ بردہ مفید پڑھا اسکے ناظم نے مرض فالج سے نجات پائی پس اس رسالہ کو میں نے وزن بحر رمل مسدس مخبون میں کہ سجہ مولانا جامی ساتھ اس وزن کے ہے باتمام پہونچایا اور میری عادت ایسی تھی کہ جو بات ایسا عارضہ بہم پہونچتا تھا اقل درجہ ایک مہینا یا چالیس دن طول کھینچتا تھا اس مرتبہ آٹھویں ماہ ربیع الاول کو اس الم سے میں نے نجات پائی اور مراسم شکر بجا لائے اور باغ ہشت بہشت میں میں نے بزم طرب ترتیب دی اور جب الچی اطراف قزلباش اور اوزبک اور ہندوؤں کے حاضر ہوئے طلا اور نقرہ میں نے بہ ترازو یعنی بکثرت انھیں امداد کیا اور مستحقین اور سادات وغیرہ ہمیشہ بھی فیضرسان ہوا اور خواند میر مورخ کتاب حبیب السیر اور مولانا شہاب الدین عباسی اور میر ابراہیم قانونی کہ ہرات سے وارد ہوئے تھے اور ہر ایک اپنے فن میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے آستان آکر ملازمت کی اور نوازشات سے ممتاز ہو کر منجملہ مقربان سے ہوئے اور امرا اور خوانین اور مخصوصان لایق حال اپنے سا چن گذران کر لوازم شادمانی بجا لائے اور اس سال شہزادہ میرزا عسکری کہ ملتان میں تھا حضرت کے حکم کے موافق آیا اور اس تہیہ میں کہ نصرت شاہ کے سر پر جاوے کہ اسی عرصہ میں نصرت شاہ ایلچیان کو بھیجکر مطیع اور منقاد ہوا اور اس سال برہان نظام شاہ بحری والی احمد نگر نے لایقہ متضمن تہنیت فتوحات سابقہ اور لاحقہ ارسال کر کے اظہار اخلاص اور انقیاد کیا اور اس سال کے آخر میں یہ خبر پہونچی کہ سلطان محمود ولد سلطان سکندر لودھی ولایت بہار پر متصرف ہوا اور بلوچوں اتفاق عجیب کے ملتان میں علم بغاوت کا بلند کیا ہے بادشاہ مہمات ملتان کو تعویق میں ڈالکر بہار کی طرف متوجہ ہوئے اور جب کڑہ میں نزول اجلال فرمایا جلال الدین شاہ شرقی نے لوازم ضیافت اور پیشکش گذرانا رعایت خسروانہ اور عنایت شاہانہ سے سرفراز ہوا اور محمد زمان میرزا بہار کی فتح پر مامور ہو کر متعجل روانہ ہوا اور سلطان محمود تاب نہ لاکر بھاگ گیا اور اسی عرصہ میں افغانان بہار نے پھر جمعیت بہم پہونچائی اور جنگ پر آمادہ ہو کر آب گنگ کے کنارے آئے بادشاہ نے عسکری میرزا کو مع لشکر خوب گذر بیری کی طرف بھیجا کہ آب سے عبور کر کے مخالفوں کے سر پر جاوے اور خود بھی عبور کے تہیہ میں ہوئے حسین بیگ سلطان اور توخنہ سلطان نے پیشتر آب سے عبور کیا اور ساتھ یا اسی مرحلہ میں

نبرد سے افواج غنیم کی طرف متوجہ ہوئے اور اس درمیان میں فوج میرزا عسکری کی کہ آپ سے جدا گشتہ تھی ہمایان ہوئی افغانوں نے شکستہ دل ہو کر راہ فرار آگے لی اور اس سبب سے کہ نصرت شاہ غافیہ اطاعت و خدمت پر لیکہ متصد مہمات افغانان اس حدود کا ہوا اور موسم برسات کا بھی پہونچا بادشاہ نے یکبارگی اس جماعت کے استیصال پر کوشش نہ کی اور سلطان حنید برلاس کو اس طرف کا صاحب اختیار کیا اور خود بسعادت و اقبال آگرہ کی طرف معاودت کی اور جب قصبہ بیر مین پہونچے مزار شیخ یحییٰ پدر شیخ شرف الدین منیری کی زیارت کر کے خیرات بہت کی پھر جانب آگرہ تشریف فرمائی اور شہزادہ محمد ہمایون کو بدخشان سے طلب کیا اور شہزادہ محمد ہمایون اپنے بھائی ہندال میرزا کو بدخشان کی حکومت پر چھوڑ کر اپنے والد ماجد کی ملازمت مین روانہ ہوا اس وقت سلطان سعید حاکم اوزگند نے فرصت دیکھکر بدخشان کی تسخیر پر ہمت باندھی اور میرزا حیدر دوغلات کو منقلاے کر کے لے مسافت مین مشغول ہوا اور ہندال میرزا قلعہ مین حصاری ہوا اور سلطان سعید اس کے محاصرہ مین مشغول ہوا جب کام پیش نہ گیا اور بدخشانیون نے کہ اسے طلب کیا تھا اُن سے یاری نہ دیکھی آخش نسبت بہ غارت اس ملک مین مشتعل کر کے پلٹ آیا لیکن خبر اس کے مراجعت کی ابھی آگرہ مین نہ پہونچی تھی کہ فردوس مکانی نے بدخشان کی امارت میرزا سلیمان ولد میرزا اجان کو دی اور سلطان سعید کو تحریر کیا کہ ایسا امر جو مخالفت جانبین کا باعث ہووے معلوم نہین ہوا اور حقوق سابقہ و لاحقہ بابت مین اگر ملحوظ خاطر ہندال میرزا نہین کرتے ہو سلیمان میرزا کو کہ نسبت انکی فرزندی کی ساتھ ہمارے اور تمھارے ظاہر ہے مین نے بدخشان مین روانہ کیا ہے یقین کہ رعایت اور جانب داری اسکی فرماوینگے القصہ جب سلیمان میرزا مقام مقصد مین پہونچا اور سلطان سعید کو نہ دیکھا بلکہ دوسری متصدی امارت بدخشان ہوا اور میرزا ہندال ہند مین آیا اور اس تاریخ سے ملک بدخشان میرزا سلیمان کی اولاد کے تصرف مین ہوا اور حالات انکے وقایع کے تحریرات مین تحریر ہونگے اور فردوس مکانی ماہ رجب سنہ نو سو چھتیس ہجری مین مرض الموت مین مبتلا ہو کر بیصبور ہوئے اور مرض ہر روز بڑھتا جاتا تھا اور ہمایون کے خلاف دعا نتیجہ دیتا تھا یہانتک کہ حیات سے مایوس ہو کر شہزادہ محمد ہمایون کو کہ قلعہ کالنجر کی تسخیر کے واسطے تعین کیا تھا طلب کر کے اپنا قائم مقام کیا اور دوشنبہ کے دن ماہ جمادی الاول کی پانچوین تاریخ سنہ نو سو چھتیس ہجری مین اس دار فنا سے رخت حیات باندھکر داعی حق کو لبیک اجابت کہا بموجب وصیت میت آنحضرت کی کابل مین لیجا کر قدم رسول مین مدفون کی مادہ آنحضرت کی تاریخ وفات کا بہشت روزی یاد ہے شہزادہ محمد بابر بارہ برس کے سن مین سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوا اور اڑتیس برس بادشاہی کی اور سخاوت اور مروت مین مرتبہ کمال رکھتا تھا اور اس کے ملازم بارہا مکرر بیوفائی کر کے اس سے جدا بلکہ اسکی جان کے خواہان ہوئے لیکن پھر جب اپنے غلبہ پایا مقام انتقام مین نہ لایا کہ انھین مورد انعام و احسان فرمایا اور علم فقہ حنفی مین مجتہد تھا اور نماز اس سے فوت نہ ہوتی تھی اور ہر جمعہ کے روز روزہ رکھتا تھا اور علم موسیقی اور شعر و انشا اور املا مین وحید عصر تھا وقایع اپنے ایام سلطنت کے زبان ترکی مین اسطرح سے تحریر فرمائے کہ فصحا قبول کرتے ہین جیسا کہ خانخانان ولد بیرم خان نے اکبر شاہ کے عہد مین اسے فارسی مین ترجمہ کیا اور وہ نوشتہ درمیان خلائق کے متداول ہے اور شمائل مرغوب بسیار خوش کلامی اور خندان روئی کے جمع رکھتا تھا اور یہ بیت طبع زاد اسکی ہے بیت

خلعت

برد و عنوان من ۔ اور ادراک اسکا اس مرتبہ تھا کہ شیخ زین صدر ایک دفعہ جو ملازمت مین پہونچا شہزادہ نے اس سے پوچھا کہ عمر شریف کس قدر ہوا شیخ نے کہا پیش ازین ہفت سال چہل سالہ بودم و قبل ازین ہر سال چہل و اکنون نیز چہل دارم

شہزادہ نے فی الفور شیخ کا مقصود دریافت کرکے تحسین طبع فرمائی اور عدالت اُسکی اس مرتبہ تھی کہ ایک وقت قافلہ خطا کا اندجان کے پہاڑون مین پہونچا اور برق اور صاعقہ گرنے سے دو شخص کے سوا تمام اہل قافلہ ہلاک ہوئے اور بادشاہ نے اس حال سے مطلع ہوکر ایک جماعت کو حکم دیکر تمام مال و اسباب قافلہ والون کا فراہم کردیا اور ہر شخص کی امانت حاضر کیا اور احتیاج ہر حرفہ اہل رکھتا تھا آدمی اطراف و جوانب مین بھیجکر ہر ایک کو طلب کیا اور دو برس کے اندر سب حاضر ہوئے تمام اسباب بلا تامل اُنکے سپرد کیا اور باوجود اُسکے آنحضرت کی مدت عمر لشکر کشی اور جنگ و تردد مین گذری لیکن سررشتہ عیش و عشرت کا ہاتھ سے نہ دیا اور ہمیشہ بزم انتظام آراستہ کرکے جوانان خوشخو اور مہ جبین کیا کرتے تھے اور اس جلسہ مین جمع کرتا تھا اور کابل کے باہر دامنہ کوہ مین ایک مرغزار کہ مثل بہشت بریں کے تھا ایک حوض کو چھ سنگ مین کندہ کرکے شراب ارغوانی سے بھرکر تا تھا اور مردم خوش طبع اور صاحب ادراک کو ہمراہ بزم نشاط بر پاکر کے داد انبساط دیتا تھا اور یہ بیت اپنے اس حوض کو فرشتال کے کنارے کندہ کرا ئی تھی بیت

نوروز و نوبہار و مے و دلبری خوش ست ۔ با لالہ رخی سرو قدی گوش کنارے خوش ست

اور طناب چہارمیش جو سفر اور شکار مین پیچھے سے زمین کو ناپ لیجاتی تھی ہندوستان مین مخترعات اُس شہنشاہ بے نظیر سے ہے سو طناب کی ایک طناب بنائی تھی اور ہر ایک طناب چالیس گز اور ہر گز تو مطابق مستوی الخلقۃ اور گز سکندری جو بیشتر ہند مین مروج تھا متروک ہوا گز بابری نے اوائل عہد نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ تک تمام قلمرو ہندوستان مین رواج بہم پہونچایا اور چونکہ بادشاہی عظم ہلاو ہندوستان کی امیر تیمور صاحبقران کی اولاد مین منتقل ہوئی لہذا واجب جانا کہ تھوڑا سا بر شاہ کا اصل و نسب خامہ معجز طراز کے یاری کرے سے اس دفتر نخبتہ الاثر کے صحائف پر شبت کرون پوشیدہ نہ رہے کہ چنگیز خان بن یسوگای بہادر بن برتان کے چار فرزند نامدار تھے چنگیز خان نے اپنے عین حیات مین ہر ایک کو مالک اور مرتبہ اولیل اور ایاق اور امرا تعین فرما کر چار الوس ہم پہونچائے اور ایک قانون زبان مغلی مین کہ اُسے تورہ کہتے ہین اُنکے درمیان چھوڑا اور آسامی پسران مزبور کے یہ ہین اوگتائی قاآن چغتائی خان جوجی خان تولی خان اور اوگتائی قاآن اگرچہ سب سے چھوٹا تھا لیکن جوانروے عدالت اور کرامت کے اپنے بھائیون پر فوقیت رکھتا تھا باپ کے حکم سے ولیعہد ہوا تراقرم اور کلوران مین کہ شہر اصلی چنگیز خان کا ہے بادشاہ ہوا اور فرط شراب کی افراط سے ۶۳۹ چھ سو تیس ہجری مین مرگیا اور چغتائی خان کو بسبب اعتبار دوسرا بیٹا چنگیز خان کا تھا باپ کی وصیت کے موافق اپنے چھوٹے بھائی اوگتائی قاآن کی نہایت اطاعت کرتا تھا اوگتائی قاآن بھی اُس کی نسبت رعایتین ولا جی عمل مین لاتا تھا یہانتک کہ اپنے بیٹے کیوک کو اُسکا ملازم کیا اور چغتائی خان بحکم چنگیز خان ماوراءالنہر اور ترکستان اور بلخ اور بدخشان کو اپنے قبض و تصرف مین رکھتا تھا سیاست اور اطلاع اُمور بادشاہی اور تورہ چنگیز خانی مین سب بھائیون سے ممتاز اور متبحر تھا اور قراچار نویان کہ جد پنجم امیر تیمور گورکان تھا چنگیز خان کے حکم سے امیر الامرائے چغتائی خان تھا اور جو وہ عیش و شکار مین نہایت مشغول اور مشغوف اور اکثر اوقات یسون مصروف رہتا تھا سو واسطے امیر قراچار نویان تدبیر مہمات سلطنت مین قیام کرتا تھا اور مصالح امور ملک الوس چغتائی کا بروجہ احسن کفایت فرماتا اور دوسرا جوجی خان جو بڑا بیٹا چنگیز خان کا تھا بادشاہ کے حکم سے دشت قبچاق اور خوارزم اور طرز اور بلغار اور سقسین اور آلان اور آسق اور روس اور حدود شمالی اُسکے سپرد تھی اور درمیان اُسکے اوگتائی قاآن اور چغتائی خان کے باوجود اُس کے کہ ایک مان سے تھے دشمنی تھی اور طعن اُس کے نسب مین کرتے تھے اسمان ان تینون

کی بیٹی چین دختر تاتار شاہ مصر تھی اور جوجی خان چنگیز خان کی فوت سے چھ مہینے پہلے بعد اوائل سنہ ۶۲۴ھ چھ سو چوبیس ہجری مین فوت ہوا اور اوزبک خان بادشاہ ہفتم دشت قبچاق کہ جوجی خان کی نسل سے تھا سلطان عادل اور مسلمان نیک خصلت تھا اور تمام اوزبک اُس سے منسوب ہین اور اسلام دشت قبچاق مین اُسنے آشکارا کیا اور دوسرا توقی خان چھوٹا بیٹا باپ کے نزدیک سب سے محبوب تھا اور سب بھائیون سے مقام صداقت مین تھا اور وہ زمانۂ یورش خطا سنہ ۶۲۸ھ چھ سو اٹھائیس ہجری مین مرگیا اور ایک بیٹا اُس کا کہ فیلقا آن بن توقی خان تھا شاہ ہوا اور شہر خان وہ بالبغ بنا کر کے ایک نہر عظیم دریاے زرنیون سے کہ از بنا در بند ہیرکالیس روزہ راہ طرکر کے اُس شہر کے درمیان جاری کی اور دوسرا بیٹا کہ ہلاکو خان تھا اپنے بھائی منکو قاآن کے حکم کے موافق ضبط ایران مین متوجہ ہوا اور جو حقیقت چنگیز خانیہ کی یہان تک ظاہر اور روشن ہوئی اب جاننا چاہیے کہ نسبت امیر تیمور گورکان کی قراچار نویان کی طرف اس طور پر ہے امیر تیمور بن امیر طرغائی بن امیر برکل بن امیر النگیز بہادر بن ایل نویان بن قراچار نویان اور نسبت قراچار ساتھ الانقو کے یون ہے قراچار بن سوغونجی بن ایراچی بن بوقای بن بولاس بن قاجولی بہادر بن تومنائی خان بن بامیسقر خان بن قیدو خان بن توشین بن یوقائی بن یوز بخر بن الانقو والانقو بہرام چوبینہ کی دختر سے تھا اور بہرام چوبینہ دختر بلدوز خان سے تھا قوم بولاس سے اور نسبت چنگیز خان جیسا کہ کتب مین مذکور ہے تو بخر کے ساتھ پہونچتی ہی اور امیر تیمور کے چار فرزند تھے ایک میرزا جہانگیر کہ وہ باپ کی حین حیات سر قند مین فوت ہوا اور دوسرا میرزا شاہ رخ حاکم ہرات تیسرا میرزا عمر شیخ حاکم اندجان چوتھا میرزا میران شاہ حاکم تخت ہلاکو خان اسواسطے صاحبقران کے بعد چار شعبہ ہوئے مدت ہاے مدید چار دون بھائیون نے ہر ایک مقام مین بجاے خود نوبت بادشاہی بجائی جیسا کہ حالت تحریر اس نامہ کے سنہ ۱۰۰۴ چہارم مین کہ میران شاہیہ مین دولت و سلطنت باقی ہی اور ہندوستان اور کابل اور غزنین اور قندھار اور غور اور بامیان مین فرمان روا ہی۔

ذکر جلوس نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کا اول مرتبہ تخت سلطنت سواد اعظم ہندوستان مین اور بیان اخبار اس بادشاہ جم جاہ اور جانا شاہ ایران کے پاس بسبب جلد گیر شاہ افغان کے

یہ بادشاہ لطف طبع اور حسن خلق سے موصوف اور عیش و نشاط مین مشغوف تھا اور علم ریاضی اور نجوم سے بہرہ تمام رکھتا تھا جیسا کہ کرۂ ارض کہ مع طبقات عناصر اور افلاک مجسم کیا اور الوان مناسب سے رنگ کر کے ہر ایک فلک مین کواکب اُس کے نسبت کئے اور اسی طرح سے ہفت مجلس ترتیب دی مجلس اول مین کہ ساتھ قمر کے منسوب ہی مثل ایلچیان و مسافران اور شاطران کے رہتے تھے اور مجلس دوم مین کہ ساتھ عطارد کے نسبت رکھتی ہی بوڈھے اور مثل اُنکے بسر لیجاتے تھے اور باقی کو اوپر اسکے قیاس کرنا چاہیے اور اہل ہر ایک مجلس کے مجالس سبعہ سے جامہ اس رنگ کا ساتھ اُس مجلس کے نسبت رکھتا تھا پہنتے تھے اور وہ حضرت ہر ایک روز کو روز ہاے ہفتہ سے ایک ایک دن ان مجالس مین بسر لیجاتے تھے اور ہر ہفتہ اُسکا اس کتاب مین اکثر جنت آشیانی ادا ہوگا القصہ جب سکہ اور خطبہ نے بنام نامی اور القاب گرامی آنحضرت کے زینت پائی اُس کے بھائی کامران میرزا طمع مملکت پنجاب مین کر کے یہ بہانہ پرستش اور مبارکباد کے ہند کی طرف روانہ ہوا جنت آشیانی مکارم اخلاق سے اغماض عین کر کے مقام سازگاری مین ہوے اور پنجاب اور پشاور اور ملتان کو کابل اور قندھار اور بامیان مین اضافہ کر کے فرمان اقطاع اور ضبط اُس حدود کا کامران میرزا کے واسطے بھیجا اور میرزا ہندال کو ولایت میوات

عنایت کی اور ولایت سنبھل میرزا عسکری کو ارزانی رکھی اور ۹۳۰ھ نو سو اڑتیس ہجری مین قلعہ کالنجر کی عزیمت کے واسطے لشکر کھینچکر محاصرہ کیا چونکہ اس مدت مین محمود خان والد سکندر لودھی مین افغان کے اتفاق سے جون پور پر متصرف ہوا تھا اور آتش فتنہ مشتعل کی تھی ناچار رائے کالنجر سے پیشکش لیکر تعجیل تمام جون پور کی طرف گیا افغانون کو جنگ شدید کے بعد منہزم کیا اور بدستور سابق اس طرف کی حکومت سلطان جنید برلاس کے تفویض فرماکر آگرہ کی طرف مراجعت کی اور ایک جشن عظیم ترتیب دیکر بروایت نظام الدین احمد بخشی بارہ ہزار آدمی کو ساتھ انعام اور خلعت کے سرفراز ہی بخشی از انجملہ دو ہزار آدمی نے ساتھ بالا پوش متکمہ مرصع کے اختصاص پایا اور بعد فراغ جشن دولے ایلچی شیرخان کے پاس بھیجکر قلعہ چنار کا خواہان ہوا اور جب اُسنے انکار کیا اس طرف متوجہ ہوئے اس سبب سے کہ ان دنون مین سلطان بہادر شاہ گجراتی سر اٹھا کر مصدر آشوب ہوا تھا ہر آئینہ بادشاہ نے قلعہ چنار کو ساتھ شیرخان کے مقرر رکھا اور صلح کو نہ درمیان مین لاکر مراجعت فرمائی اور ابتک وہ آگرہ مین نہ پہونچا تھا کہ قطب خان ولد شیرخان کہ باپ کی طرف سے ملازم رکاب سعادت انتساب ہوا تھا چنار کی طرف بھاگا اور محمد زمان میرزا نمبر ۲ سلطان حسین میرزا نے یہ داعیہ کیا کہ جنت آشیانی کو باتفاق امراے چغتائی درمیان سے اٹھاکر خود مستقل امراد شاہی ہندوستان ہوے اور آنحضرت نے اس معنی سے اطلاع پاکر ایک مرتبہ گناہ اُسکا بخشا اور کلام مجید کی قسم دیکر کچھ نہ کہا آخر کار چونکہ فتنہ و فساد باپ سے میراث رکھتا تھا ضبط اپنا نہ کرکے پھر در پے مخالفت ہوا اس مرتبہ اُسکو قید کیا اور یادگار میرزا کے سپرد کیا تو اسقلعہ بیانہ مین محبوس کرے اور محمد سلطان دختر زادہ سلطان حسین میرزا اور نخوت سلطان کو کہ امراے کبار اور سلاطین روزگار مغل سے تھے اور ساتھ محمد زمان میرزا کے اتفاق رکھتے تھے حکم فرمایا کہ دونون کی آنکھون مین میل گھسین اور بیچشم کر متکب اس امر کا تھا نخوت سلطان کو گھر کر کے محمد سلطان کے بارہ مین اُسنے اغماض کیا اور آنکھی آنکھ کی تلی مین ضرر اور صدمہ نہ پہونچایا اور محمد زمان میرزا نے کار کے نوکرون سے سازش کرکے اُس قلعہ سے گجرات کی طرف بھاگا اور محمد سلطان کہ کوردن کے مانند گھر مین تھا وہی ایک جماعت کو اپنا یار کرکے باتفاق اپنے فرزندان سمیان مانع میرزا اور شاہ میرزا کے قنوج کی طرف مفرور ہوا اور کچھ اُس نواح سے اپنے تصرف مین لاکر پانچ چھ ہزار مرد مغل اور افغان اور راجپوت سے فراہم کیے اور جنت آشیانی نے چند کس بہادر شاہ کے پاس بھیجکر محمد زمان میرزا کو طلب کیا اور بعد اُس کے کہ وہ از روے تکبر اور تجبر جوابے ناخوش زبان پر لایا تادیب اُس کی وجہ ہمت کرکے جویاے وقت ہوا مقارن اس حال کے بہادر شاہ عازم تسخیر قلعہ چتوڑ ہوا اور وہانکے حاکم نے راجہ بکرماجیت کے پاس پناہ لاکر استعانت کی آنحضرت نے دارالملک دہلی سے بقصد گوشمال بادشاہ اور برانکی اعانت کے منعطف فرمائی جب کہ نواح گوالیار مین پہونچے باقتضاے وقت دو مہینے توقف کیا اور آخر آگرہ کی طرف بازگشت فرمائی اور رانا نے معاونت سے مایوس ہوکر تاج مرصع اور پیشکش و از بادشاہ گجراتی کو دیکر قلعہ کو قید محاصرہ سے خلاص کیا بہادر شاہ نے اس یورش اور فتح سے نہایت مغرور ہوکر محمد زمان میرزا کو نہایت بزرگ کیا اور اسی طرح سے ہندوے تدبیر علاء الدین ولد بادشاہ بہلول لودھی کو کہ اُسکے پاس تھا تقویت کرکے تسخیر دہلی کی فکر مین ہوا اور تاتار خان ولد علاء الدین کو سپہ سالار کرکے مع چالیس ہزار سوار افغان کے آنحضرت کے اطراف و ولایت پر تعین کیا اور اُسنے تھوڑے عرصہ مین قلعہ بیانہ سے نواح آگرہ تک جولانگاہ اکتساب افغانان کیا اور بادشاہ نے میرزا بنگال کو مع ایک جماعت امراے مغل تاتار خان کے دفع کے واسطے حکم صادر فرمایا اور اکثر سپاہ مخالف سپاہ مغل کی خبر توجہ

سے ہراسان ہو کر متفرق ہوئی اور تاتار خان نے جو مفر اور ملاذ نہ رکھتا تھا نا چار دس ہزار آدمی سے مقابلہ اور مقاتلہ میرزا ہندال کا اختیار کیا اور مغلوب ہو کر مع تین سو آدمی رؤسائے معتبر افغان سے قتل ہوا اور میرزا ہندال نے قلعہ بیانہ کو سخر کیا اور مظفر اور منصور ہو کر معاودت فرمائی اور بہادر شاہ گجراتی سنہ ۹۴۰ نو سو چالیس ہجری مین بقصد تسخیر چتور کا عازم ہوا اور لشکر جرار اُس طرف لے گیا اور جنت آشیانی نے اعتنا کا دہلی مین دریاے جون کے کنارے ایک قلعہ نہایت مضبوط احداث کیا اور نام اُسکا دین پناہ رکھا اور بعد تیاری کے مردم معتبر کے سپرد فرمایا پھر رانگیر کی طرف کہ مالک محروسہ شاہ گجرات تھا روانہ ہوا اور یہ دو بیت موزون کر کے اُس کے پاس بھیجے قطعہ ای کہ ہستی غنیم شہر چتور ۔ کافران را بچہ طور میگیری ۔ بادشاہی رسید بر سر تو ۔ تو نشستہ چتور میگیری ۔ اور بہادر شاہ نے بھی ملاحظہ اور مزی نہ کر کے یہ جواب تحریر کیا قطعہ مین کہ ہستم غنیم شہر چتور ۔ کافر آنرا بجوری گیرم ۔ ہر کہ بلند حمایت چتور ۔ تو بمین کشور چہ طور می گیرم ۔ کہتے ہین بہادر شاہ نے جواب نا صواب بھیجنے کے بعد اپنے مقربون سے مشورہ کیا اکثر نے یہ جواب دیا کہ جنت آشیانی شاہ عظیم الشان ہمایون اول اُس کی مہم سے مفروغ ہونا چاہیے اُسکے بعد قلعہ کی تسخیر مین مشغول ہونا لازم ہوا اور بعضے بولے کہ ہمایون شاہ شرع کا پابند ہو حمایت کفار کی بدنامی سے اندیشہ کر کے ہمارے سر پر نہ آوے گا بہتر یہ ہو کہ ہم قلعہ کفار کو جو بہ نیت تسخیر مدت سے محاصرہ مین رکھتے ہین انجام کو پہونچا دین اور حصار کے فتح ہونے کے بعد دوسرے کام مین مشغول ہون بہادر شاہ نے اس بات کو تصدیق کر کے محصورون کی تعنیف مین کوشش کی اور جنت آشیانی نے یہ حکایت سماعت کر کے سارنگ پور مین اس قدر توقف فرمایا کہ بہادر شاہ نے قلعہ مذکور کو فتح کیا اور جو اُسکا اقبال نہ کمی کی طرف رکھتا تھا کسی وجہ سے فروتنی نہ کی شاہ دہلی سے مقام ستیزہ مین ہوا اور سنہ ۹۴۱ نو سو اکتالیس ہجری مین کوچ بر کوچ آنحضرت کے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور اپنے متئین مصیبت مین ڈالا اور جنت آشیانی کی اس طرح کی مروت حق مین اُس کے بجا لایا تھا ہرگز اس قسم کی بے ادبی کا گمان نہ رکھتا تھا یہ خبر سنکر غضبناک ہوا اور اُس کے مقابلہ کے واسطے روانہ ہوا اور نواح مندسور مین لشکر فریقین کا مقابل ہوا بہادر شاہ نے کہ توپخانہ بہت جمع کیا تھا رومی خان کی ہدایت سے کہ صاحب اختیار اُسکے توپخانہ کا تھا لشکر کے گرد خندق کھود کر اور اُسکے آگے آتشبازی کے اُردو کے گرد اگرد کھینچے اور اُس کی آڑ مین دو مہینے تک لشکر چغتائی کے مقابل فروکش رہا اور ہر روز آتش جنگ افروختہ کرتا تھا اور اُس کا مقصد یہ تھا کہ سپاہ مغل کو توپخانہ کی زد پر کھینچکر ضائع کرے لیکن جب فرمانروا اولوس چغتائی نے یہ امر دریافت کیا امرا اور سپاہ کو حکم دیا کہ توپخانہ کی زد پر بجا دین اور پانچ چھ ہزار مغل تیر انداز جنگ دیدہ تراز اول ہو کر لشکر گجرات کے اطراف و جوانب تاخت و تاراج کرین اور غلہ اور علف کی رسد یک قلم روکین اس وجہ سے گجراتیون مین سخت قحط پھیلا اور بہ کثرت ہاتھی گھوڑے و آدمی ہلاک ہوئے بہادر شاہ گجراتی نے دیکھا کہ توقف مین گرفتاری ہے نوبت بہ چہارم رات کو سرا پردہ کی پشت چاک کر کے مبارک شاہ فاروقی والی برہانپور و قادر شاہ مالوی و صدر جہان اور دو معتمد دیگر جملہ پانچ آدمیون کے ساتھ مندو کی طرف بھاگا اور لشکری بھی مطلع ہو کر حال اُنکا اُدھر اُدھر بھاگے ۔ بادشاہ ہمایون نے قلعہ مندو تک تعاقب کیا اور جو سامنے آیا مارا گیا اور جنت آشیانی نے قلعہ کو محاصرہ کر لیا کچھ دنون بعد ایک رات تین سو مغل قلعہ پر چڑھ گئے ۔ چونکہ گجراتیون کو مغلون کے نام سے خوف سایا ہوا تھا بدون تعاقب و دریافت کیے بے تحاشا نکل بھاگے ۔ بہادر شاہ نے

جانپانیر

بھی تکیہ سے سر اُٹھا کر حال پریشان دیکھ کر پانچ چھ ہزار سوار سے جنپانیر کی راہ لی۔ یہی شہر ان دنون پایۂ تخت گجرات بنایا تھا۔ جنت اشیانی نے تعاقب کیا قریب تھا کہ بہادر شاہ گرفتار ہو جاوے لیکن اُس کے امیر الامرا صدر جہان خان نے جو رفیق اصل تھا سر راہ ہو کر سینہ سپر کر دیا اور ایسی سخت جانسپاری کی کہ بہادر شاہ دور نکل گیا اور جنت اشیانی نے بذات خود صدر جہان کو تلوار پر رکھ لیا اور وہ زخمی ہو کر قرار سے عاجز ہو کر قلعہ سونگڑھ مین جوارک مندو تھا گھس گیا اور دوسرے روز امان لے کر نکلا اور قلعہ ملازمان شاہی کے سپرد کیا۔ جنت اشیانی نے اس کی وفاداری و جان سپاری دیکھ کر اپنا ملازم و مقرب بنا لیا۔ القصہ بادشاہ نے قلعہ مستحکم مندو ملازمان درگاہ کے سپرد کر کے تین روز بعد بہادر شاہ کا تعاقب کیا۔ بہادر شاہ نے قلعہ جانپانیر سے جس قدر زر و جواہر اُٹھ سکا ساتھ لیا اور احمد آباد گجرات کی طرف بھاگا۔ بادشاہ نے جانپانیر کو تاراج کر کے دولت خواجہ برلاس کو محاصرہ قلعہ کے واسطے چھوڑ کر احمد آباد کی طرف کوچ کیا۔ بہادر شاہ نے وہان سے بھی بھاگ کر کھمبایت کی راہ لی اور جب بادشاہ نے کھمبایت کا قصد کیا تو بہادر شاہ نے مضطرب ہو کر جزیرہ دیو کی طرف گریز کی اور اسی روز شام کو جنت اشیانی کھمبایت پہونچے۔ دو روز مقام کے بعد معلوم ہوا کہ گجراتیون کا خلاصہ خزانہ جنپانیر مین ہے۔ پھر جنپانیر مین آئے اور قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اختیار خان قلعہ دار نے سخت محافظت کی لیکن اس کی حرص نے کام خراب کر دیا۔ اس کی تفصیل یہ کہ اختیار خان کے پاس ذخیرہ کئی سال کے واسطے کافی موجود تھا پھر بھی اس نے زمینداروں کے ذریعہ سے غلہ دگھی و گھاس منگوائی اور اس قلعہ کے ایک طرف بہت گھنا جنگل تھا ادھر محاصرہ والی فوج نہ تھی تو سیون کے ذریعہ سے یہ چیزین قلعہ پر کھینچ لائی جاتی تھین۔ اتفاقاً ایک روز بادشاہ گرد قلعہ کے دورہ کرنے سوار ہوئے جب اس طرف پہونچے تو جنگل سے کچھ لوگ نکلتے دیکھے جو فوج کو دیکھتے ہی پھر جنگل مین بھاگے۔ بادشاہی لوگون نے تعاقب کیا اور چند آدمی گرفتار کر لائے جنھون نے جان کے خوف سے حال بیان کر دیا اور ساتھ لیجا کر وہ موقع دکھلا دیا۔ بادشاہ نے لشکر کے لوہارون سے آہنی میخین بنوائین۔ اور ایک رات جانفشانی مین قلعہ پر ہر طرف سے لڑائی ڈالی کہ شور و غوغا بلند رہے اور خود تین سو بہادر جوان لے کر جنگل کی راہ سے وہان پہونچے اور نولادی میخین ادھر اُدھر گاڑ مین اور چڑھ کر پھر دوسری گاڑ مین چنانچہ اوپر تک پہونچین اور صبح کے قریب فوج کو زیادہ زور لڑانے کا حکم بھیجا اور اہل قلعہ کا اس طرف گمان بھی نہ تھا۔ ہمہ تن افواج کی طرف مشغول رہے۔ بادشاہ نے اول اڑتیس آدمی چڑھائے پھر سپہر خان خان خانان پھر ذاتی شجاعت کی وجہ سے خود بادشاہ اوپر چڑھ گئے اور صبح تک باقی سب آدمی بھی چڑھ آئے جنت اشیانی نے جوش شجاعت مین یہ ایسا دشوار سر کو زمانہ کو جس پر نقش کر دیا جس کی نظیر بہت کم بادشاہون مین نظر آئیگی۔ الغرض صبح کو تکبیر کہتے ہوئے دروازہ قلعہ کی طرف متوجہ ہوئے اور محافظون کو غیب کر کے لشکر کے واسطے دروازہ کھول دیا اور ایسا مستحکم قلعہ اس دلیرانہ تدبیر سے فتح کر لیا۔ اس روز تمام اہل قلعہ قتل ہوئے سوائے اختیار خان و اس کے متعلقین کے جو ارک مولیسہ مین گھس گئے تھے۔ اختیار خان نے بھی نہایت اضطراب سے امان مانگی اور باہر آ کر خاک بارگاہ کو بوسہ دیکر معافی کا خواستگار ہوا چونکہ گجراتیون مین فضیلت رکھتا تھا بادشاہ نے معاف کیا بلکہ تربیت فرما کر ندیم مجلس خاص بنایا۔ اس روز جنت اشیانی نے دست کرم کشادہ فرما کر شاہان گجرات کے خزائن زر سرخ و سفید ڈھالین بھر بھر کے تقسیم فرمائے اور نفائس متاع روم و فرنگ و خطا و چین وغیرہ

جو سالہا سے دراز سے سرکار گجرات مین اندوختہ تھے سب تاراج ہوئے - بہادر شاہ نے بندر دیو سے چنگیز خان مقتول کے والد عماد الملک چرکس کو احمد آباد روانہ کیا کیونکہ رعایا نے باوجود اس حالت کے عرضداشت کی تھی کہ حبس معتد کو حکم ہو خراج ادا کیا جاوے - عماد الملک نے احمد آباد مین آکر چند روز مین پچاس ہزار لشکری جمع کیے اور روز بروز اس کی قوت بڑھنے لگی - جنت اشیانی نے یہ خبر سنکر چانپانیر کا صوبہ ہنروی بیگ مغل کو حوالہ کیا اور خود بجانب احمد آباد متوجہ ہوئے اور مرزا عسکری کو مقدمہ لشکر چغتائی کر کے آگے کیا - عماد الملک نے قصبہ مجھوڈا باد کے قریب مرزا عسکری سے مقابلہ کر کے شکست کھائی اور بادشاہ نے احمد آباد مرزا عسکری کو حوالہ کیا اور اسی طرح امرائے لشکر مین سے ہر ایک کو صوبجات پر مقرر فرما کر مرزا عسکری کا تابع کیا اور خود برہان پور کی جانب متوجہ ہوئے - برہان نظام شاہ و عادل شاہ و دیگر حکام دکن نے عرائض فرمانبرداری ارسال کیے کہ خاندیس کے تسخیر سے معافی دیجاوے لیکن ہنوز یہ عرضیان نواب درگاہ تک نہ پہونچی تھین کہ بادشاہ کو شیر خان افغان کی ناہنجاری کی خبر پہونچی اور بادشاہ نے مملکت برہان پور کو زیر و زبر کرنے کے بعد مندو کی طرف معاودت فرمائی اور وہان مولف تاریخ حبیب السیر نے جو ملازم رکاب تھے مرض سہال سے رحمت ایزدی مین مقام کیا اور وصیت کے مطابق انکی نعش وہلی لیجا کر جوار حضرت نظام الدین اولیا رقدس سرہ مین دفن کی گئی اور بادشاہ نے آگرہ کی جانب کوچ فرمایا بیان عماد الملک و دیگر امرائے گجراتی نے جمعیت بہم پہونچا کر احمد آباد کی طرف کوچ کیا اور ہر طرف شورش پیدا ہوئی اور یادگار ناصر مرزا حاکم چنپانیر و قاسم حسین سلطان حاکم بھروچ نے دشمنون کے غلبہ سے وہ مقامات چھوڑ دیے اور سب مرزا عسکری کے پاس جمع ہوئے اتفاقاً ایک روز مرزا عسکری نے مجلس شراب مین کہا کہ ہم لوگ بادشاہ ظل اللہ ہین مہدی قاسم خان کے بھائی غضنفر نے جو مرزا کا کو کہ تھا آہستہ سے کہا کہ ہان مگر خود نہین ہو - پاس والے ہنس پڑے اور مرزا نے حقیقت حال سے واقف ہو کر غضنفر کو کر کو قید کیا وہ چند روز بعد رہائی پاکر جزیرہ دیو مین بہادر شاہ گجراتی کے پاس چلا گیا اور اس کو احمد آباد آنے کی ترغیب دی اور کہا کہ مجھے مغلون کے کچھ حالات خوب معلوم ہین وہ سب بھاگنے والے ہین صرف بہانہ چاہتے ہین تو مجھے مقید کر کے لے چلو اگر وہ تم سے جنگ کرین تو مجھے ہلاک کرنا - بہادر شاہ نے زمینداران سورت کو متفق کر کے اپنی جمعیت حاصل کی اور احمد آباد کی طرف روانہ ہوا - اس وقت امیر بندو بیگ نے مرزا عسکری سے کہا کہ سکہ و خطبہ اپنے نام کرو تا کہ سپاہیون کو جان نثاری مین امیدواری ہو - یہ تو مرزا نے موصوف کی دلی آرزو تھی لیکن اس مجلس مین قبول نہ کیا بلکہ بندو بیگ کو ملامت کی اور امرا کو ساتھ لے کر احمد آباد سے باہر اساول کے پیچھے سریچ کے محاذی لشکر گاہ بنائی جب بہادر شاہ مقابل مین اُترا تو اتفاق سے مرزا عسکری کی طرف سے ایک گولہ توپ ایسا چلا کہ بہادر شاہ کی بارگاہ اوندھی گری - بہادر شاہ نے غضنفر کو طلب کر کے غضنفر کو قتل کرنے کا قصد کیا - غضنفر نے کہا کہ مصاف تک میرے قتل کرنے مین تاخیر کی جاوے کیونکہ مین خوب جانتا ہون کہ آج ہی رات کو مرزا بھاگ جاوے گا چنانچہ رات کو مرزا عسکری نے اس غرض سے چانپانیر کا قصد کیا کہ وہان کے خزائن شاہی پر قبضہ کر کے خطبہ و سکہ اپنے نام کرے - بہادر شاہ دو تین روز تعاقب کر کے لوٹ آیا اور اپنی خوش قسمتی پر نازان ہو کر مستقل ہوا - مرزا عسکری کے ارادہ سے جب قزلی بیگ کو خبر ہوئی تو اسنے مدافعت و محافظت کی اور مرزا عسکری فتح سے مایوس ہو کر خراب نیت سے آگرہ کی جانب متوجہ ہوا کہ فوج و حشم

جمع کر کے شاہی کا ڈنکہ بجاوے۔ جنت آشیانی نے مندو وغیرہ سے قطع نظر کر کے بعجلت آگرہ کی طرف کوچ کیا کہ مبادا مرزائے مذکور وہان فتنہ برپا کرے۔ مرزا نے جب دیکھا کہ جنت آشیانی خود آگئے تو مجبوری سے اپنے خیالات سے نادم ہو کر یا دگار ناصر مرزا و قاسم حسین و دیگر امرا کو ساتھ لے کر ملازمت بادشاہ میں حاضر ہو کر عذر پیش کیا کہ مجھسے گجرات کا ضبط نہ ہوگا اس لیے مجبوراً حضوری میں حاضر ہوا ہوں۔ بادشاہ نے کمال مردمی و مروت سے کچھ نہ کہا اور اس عرصہ میں تردی بیگ نے بھی صلح کے ساتھ قلعہ جانپانیر بہادر شاہ کے سپرد کر کے حضوری حاصل کی اور فساد نیت و کفران نعمت کی وجہ سے مالوہ و گجرات جیسی سلطنت جو اس شقت سے مفتوح ہوئی تھی معت ہاتھ سے گئی اور شوکت سلطنت میں خلل پیدا ہوا علاوہ دیگر امور کے ان دنوں بادشاہ کے مزاج پر افیون نے ایسا غلبہ کیا کہ دیوانداری کم کر دی اور اکثر خلوت میں رہتے تھے اور مفسدوں نے ہر طرف سے شورش پیدا کی اور انھیں ایام میں رکن شاہی امیر چیند بہلاس حاکم جونپور نے انتقال کیا۔ یہ امیر صاحب اقتدار تھا جو اپنی قوت و تدبیر سے شرقی افغانوں میں سے بہتوں کو بزور شمشیر اور بہتوں کو بحسن تدبیر مغلوب و منکوب کر لیتا تھا جب اسنے ۹۴۲ھ نو سو تینتالیس ہجری میں انتقال فرمایا اور شیر خان افغان جو امرائے افاغنہ میں سب سے زیادہ قوی تھا رہتاس و بنگالہ میں کروفر دکھلاتا اور جون پور تک بے ادبی و شوخی کرتا تھا لاچار بادشاہ نے ۹۴۳ھ نو سو چوالیس کے اٹھارھویں ماہ صفر میں خود سفر کیا اور جا کر چنار گڑھ کا محاصرہ فرمایا اور غازی خان سور حاکم قلعہ نے مدافعہ میں دلیری کی اور طول محاصرہ کو چھ ماہ ہو گئے اور روزانہ جنگ میں بہت آدمی ضائع ہو گئے آخر بادشاہ نے رومی خان کو جو بہادر شاہ گجراتی سے جدا ہو کر ملازم ہوا تھا نوازش فرما کر فتح قلعہ اس کے حوالہ فرمائی رومی خان نے قلعہ کو ہر طرف ملاحظہ کیا اور دیکھا کہ تین طرف خشکی سے بہت مستحکم ہے لہذا جو تھی جانب جدھر دریائے گنگ تھا بڑی کشتی بنائی اور اس پر سرکوب اٹھانا شروع کیا۔ جب کشتی بوجھ نہ اٹھا سکی تو اس کے ادھر ادھر دو کشتیاں اور باندھیں اور سرکوب اونچا کیا جب پھر بوجھ پڑا تو پھر تو رسا بق دو کشتیاں دیگر اضافہ کیں اور برابر اسی طرح حکمت سے کشتیاں بڑھا کر سرکوب کو قلعہ سے ملا دیا اور اس تدبیر سے بہت آسانی سے قلعہ فتح کیا اور رومی بہت سرفراز ہوا۔ اسی زمانہ میں سلطان محمود حاکم بنگالہ جلال خان ولد شیر خان کے مقابلہ سے شکست کھا کر زخمی بادشاہی لشکر میں آیا اور بہت عاجزی سے پوربش بنگالہ کے واسطے الحاح کی۔ بادشاہ شروع ۹۴۵ھ نو سو پینتالیس میں تسخیر بنگالہ کا قصد کر کے روانہ ہوئے۔ شیر خان نے یہ خبر سنکر اپنے بیٹے جلال خان کو مع خواص خان کے گڈھی کی محافظت کے لیے روانہ کیا۔ یہ گڈھی درمیان بہار و بنگالہ کے ایک مستحکم مقام ہے اس کے ایک طرف بہت بلند پہاڑ ہے جس میں نہایت گنجان خاردار جنگل ہے جس سے گذرنا نہایت دشوار بلکہ ممتنع ہے اور دوسری طرف دریائے گنگا بڑے زور شور سے جاری ہے جس کے پار اترنا نہایت مشکل ہے جنت آشیانی نے راہ سے جہانگیر بیگ مغل کو گڈھی فتح کرنے کے لیے اور ہندال مرزا اپنے بھائی کو محمد سلطان مرزا کا فتنہ دفع کرنے کے لیے روانہ فرمایا۔ جہانگیر بیگ مغل جیسے ہی گڈھی پہونچا ہے مینوز اسباب سفر بھی نہ اتارا تھا کہ جلال خان و خواص خان نے یکبارگی اچھر دھاوا کیا۔ جہانگیر بیگ نے شکستہ و ریختہ اپنے آپ کو شاہی لشکر میں پہونچایا۔ جب بادشاہ بھی جلدی گڈھی میں پہونچے تو جلال خان و خواص خان

وہان سے بھاگ کر گورمین چلے گئے اور بادشاہ باطمینان گرمی سے پار ہو گئے - شیر خان نے یہ خبر سنکر حالت اضطراب مین سلاطین کو رد بنگالہ کا خزانہ جو انھین دنون ہاتھ آیا تھا ساتھ لے کر کوہستان چارکھنڈ کی راہ لی - بادشاہ شہر گور مین جو دار السلطنت بنگالہ ہے پہونچ گئے اور اسکو مسخر کر کے اس کے مکروہ نام کو جنت آباد سے بدل دیا اور تین مہینہ وہان توقف کیا لیکن وہان کی خراب آب و ہوا سے اور سخت مشقت اٹھانے سے بہت گھوڑے و اونٹ تلف ہوے اور آدمی بھی بہ کثرت بیمار پڑ گئے اور عجب خراب حالت پیدا ہو گئی - اس حالت مین وحشتناک خبر بھائیون کی مخالفت کی پہونچی کہ مرزا ہندال نے محمد سلطان مرزا کا فتنہ دور کرنا تو یک طرف کیا اور آگرہ پہونچکر مخالفت کی بنیاد ڈالی اور پہلے بادشاہ کے پیشوا و پیر شیخ بہلول کو اس بہانہ سے کہ وہ افغانون کے شریک و مخبر ہین قتل کیا پھر اپنے نام کا خطبہ شاہی پڑھا اور جانب دہلی کوچ کیا اور تسخیر کے واسطے محاصرہ کر لیا - بادشاہ یہ اخبار متوحش سنکر دلگیر و محزون ہوے اور فی الحال بنگالہ جہانگیر بیگ و ابراہیم بیگ کو سپرد کیا یہ دونون مغل کے امراے کلان سے تھے اور تیزی کے ساتھ آگرہ کی جانب متوجہ ہوئے - شیر خان کو جب لشکر شاہی کی پریشانی اور مرزا ہندال وغیرہ کی مخالفت سے اطلاع ہوئی تو رہتاس سے لشکر جرار لے کر روانہ ہوا اور جب بادشاہی لشکر جو سارپر پہونچا تو شیر خان نے سد راہ ہو کر تین مہینہ تک مقابل مین پڑاؤ کیا اور ہر طرح کی مزاحمت و تشویش پہونچانے مین کوئی دقیقہ نہ چھوڑا اور اسی حالت سخت مین کامران مرزا نے یہ اخبار سنکر لاہور سے دس ہزار سوار لے کر دہلی فتح کرنے کا قصد کیا - اور کوچ بر کوچ جب دہلی پہونچا تو مرزا ہندال جو پہلے ہی سے محاصرہ کیے ہوے تھا کامران مرزا سے متفق ہو گیا اور دونون نے محاصرہ مین سعی کی - اتنے مین فخر الدین علی کوتوال دہلی نے قلعہ سے نکلکر کامران مرزا سے عرض کیا کہ مین نمک حرامی نہین کر سکتا ہون بہتر یہ کہ پہلے آپ آگرہ فتح کرین تو دہلی خود ہی آپ کے واسطے ہو جائیگی - مرزا کامران نے اس کلام معقول کو قبول کیا اور جانب آگرہ روانہ ہوا وہان پہونچنے سے پہلے ہی دونون بھائیون مین اختلاف ہوا آخر مرزا ہندال باپنچ ہزار سوار اور تین سو ہاتھی لے کر الور چلا گیا اور کامران مرزا نے آگرہ مین علانیہ مخالفت کا اظہار کیا - جنت آشیانی نے جو سار سے بار بار بھائیون کو لکھا کہ تمام فتنہ کی جڑ شیر خان افغان بہت زبردست دشمن باسامان ہے اور حالت خطرناک ہے ایسے وقت مین برادران عزیز کو چاہیے کہ فی الفور یہان پہونچکر اول اس کا فتنہ دور کرین تاکہ سلطنت ہندوستان جو فردوس مکانی (بابر بادشاہ) نے اس مشقت سے حاصل فرمائی تھی دفعۃً ہاتھ سے جاتی نہ رہے اور اوس چغتائی تباہ نہ ہو اور بعد دفع دشمن کے انشاء اللہ تعالے مملکت بھائیون کی خواہش کے موافق تقسیم کرنے مین مجھے کچھ عذر نہ ہوگا - ہر چند بادشاہ نے مکرر فصلون سے اظہار محبت کیا مگر نامساعدت منجانب بھائیون کے جو برادران یوسف علیہ السلام سے بھی بڑھے ہوے تھے کچھ اثر نہ ہوا اور جہالت و فساد سے کہنے لگے کہ شیر خان نے اگر ہمایون کو شکستہ و تباہ کیا اور ہم سلامت ہین تو بہت آسانی سے شیر خان کو دفع کر کے ہندوستان کی بادشاہت باہم تقسیم کر لین گے - اس درمیان مین شیر خان نے ازراہ مکر اپنے پیر شیخ خلیل درویش کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجا اور صلح کی درخواست

کی بادشاہ نے بھی بمقتضائے وقت قبول کیا اور مقرر ہوا کہ بنگالہ اور بہار اس پر شیر خان کفایت کرے اور وہاں کا سکہ و خطبہ بادشاہ کے نام رہے۔ چنانچہ اسپر شیر خان نے کلام الٰہی کی قسم کھائی اور سپاہ مغل آسودہ و مطمئن ہوئی لیکن دوسرے روز شیر خان ۹۴۶ھ نو سو چھیالیس میں انواج آراستہ و مکمل لیکر یکبارگی لشکر چغتائی پر آگرا اور وہ لوگ صفیں بھی درست نہ کرنے پائے اور بعد جنگ کے غالب آیا اور گھاٹ جان کشتیان بتھین بند کر لیے۔ اس پریشانی میں شاہ و گدا و میر و وزیر بوجہ افغانوں کے تعاقب کے بے اختیار پانی میں گرے اور سوائے ہندوستانیوں کی صحیح روایت کے موافق سات آٹھ ہزار مغل جن میں محمد زمان میرزا بھی تھے غریق بحر فنا ہوئے اور بادشاہ کو نظام نامی سقے نے بمحبت و مشقت بار تارا بادشاہ نے وعدہ دیا کہ تجھے آدھے دن آگرہ کی بادشاہی عطا کرونگا چنانچہ آگرہ پہونچکر اپنا وعدہ پورا کیا اور اسنے اتنی ہی دیر میں اپنی اقوام کو مالا مال کر لیا اور اہل فوج میں سے جو لوگ بچے تھے بادشاہ سے ملحق ہوئے اور جب آگرہ سے متوجہ ہوئے تو کامران مرزا متاسف ہو کر الور میں ہندال مرزا کے ساتھ ملحق ہو گیا اور چونکہ افغانوں کے غلبہ سے وہاں توقف محال تھا دونوں کینہ ور بھائی بظاہر منفعل و نادم ہو کر بادشاہ کے پاس آئے اور جہانگیر بیگ و ابراہیم بیگ بنگالہ سے اور محمد سلطان مرزا باغی بھی تنوج سے مع اہل و عیال بھاگ کر آگرہ میں آ گئے اور تمام ممالک جو لانگاہ دشمن کے لیے چھوڑ دیے پھر مجلس مشورہ منعقد ہونے لگی۔ چونکہ کامران مرزا اپنا نفاق نہیں چھوڑتا تھا۔ ہر روز کی مجلس سے کوئی نتیجہ نہیں نکلتا تھا اور کامران مرزا ایسی حالت میں لاہور جانے پر مستعد ہوا اور اسکو ابھارنے والا خواجہ کلان بیگ مغل تھا جو لشکر چغتائی میں زبردست سردار تھا اور بابر شاہ کے زمانہ میں کابل کی حکومت لیکر گیا تھا اور کامران مرزا کے ساتھ پھر ہندوستان آیا تھا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اگر اسوقت میں ہم سب متفق ہو کر شیر خان کا فتنہ دفع نہ کرین تو یاد رکھو کہ آئندہ کسی کو یہاں امن نصیب نہ ہوگا اور اس مشورت و بحث کو چھ مہینہ ہو گئے اور کچھ قرار نہ پایا۔ اس عرصہ میں مرزا کامران نے بدپرہیزی اور تداخل غذا کی وجہ سے بیماری سوء القنیہ بہم پہونچائی اور فتنہ انگیزوں نے خبر اڑائی کہ کامران کو بھی گمان بیٹھ گیا کہ بادشاہ نے اسکو کھانے میں زہر دلوایا ہے اور کامران نے لاہور جانے کا عزم کر لیا لاچار بادشاہ نے اس شرط سے رخصت دی کہ تنہا جاوین اور کام کے آدمی سب چھوڑ جاوین کامران نے خواجہ کلان بیگ کو سامان خرچ کے بہانے رخصت کیا اور جس قدر عمدہ فوج تھی رفتہ رفتہ روانہ کر دی اور مردم معتبر میں سے کوئی نہ چھوڑا ہر ایک کو اس بہانہ سے کہ خواجہ کلان کے ملازمون سے ہیں روانہ کرنا شروع کیا فقط ایک ہزار آدمی جانتی سکندر سلطان آگرہ میں چھوڑ دیے اور اس کے جانے سے اکثر امرائے چغتائی۔ بیدل ہو گئے بلکہ کامران کے ساتھ نکل گئے البتہ کامران کے امرا میں سے مرزا صدر دو غلات نے جدا ہو کر بادشاہ کا ساتھ دیا۔ شیر خان افغان نے بھائیوں کی نااتفاقی اور فوج کی پریشانی بذریعہ جاسوسان کے معلوم کر کے لشکر جرار ساتھ لے کر دریاے گنگ کے کنارے خیمہ کیا اور اپنے بیٹے قطب خان کو لشکر کثیر کے ساتھ دریا سے پار اتارا اور اس طرف کے ممالک پر بھی قبضہ کر لیا۔ بادشاہ نے بیخبر لشکر قاسم حسین سلطان کو با تفاق یادگار ناصر مرزا و سکندر سلطان کے اس فتنہ کو رد کرنے کے لیے روانہ کیا اور کالپی کے نواح میں فریقین کا مقابلہ ہوا اور بعد سخت جنگ کے لشکر مغل نے فتح پائی اور قطب خان بہت سے افغانوں

کے ساتھ مار آگیا اور قاسم حسین سلطان نے قطب خان کا سر آگرہ روانہ کیا اور شیر خان کے دفع کے واسطے بادشاہ سے تشریف آوری کی درخواست کی۔ بادشاہ نے ایک لاکھ سوار کے ساتھ کوچ کیا اور قنوج کے نیچے گنگا سے اُتر کر شیر خان کے مقابل خیمہ کیا جو پچاس ہزار فوج سے اترا ہوا تھا۔ ایسے موقع پر محمد سلطان مرزا مع بیٹوں وغیرہ کے بے وجہ محض بیوفائی کی وجہ سے بھاگا اور کامران مرزا کے لوگ بھی سب بھاگ کھڑے ہوئے سپاہیوں کو اول واقعہ یاد تھا متوہم ہوئے اور موقع پاکر بھاگنے لگے اور موسم برسات بھی سر پر آگیا چونکہ لشکر گاہ نشیب میں تھی ادھر اس قدر پانی آیا کہ خیمے مثل حباب پیرنے لگے اور بادشاہ نے بروز عاشورہ ۹۴۷ھ نو سو سینتالیس قصد کیا کہ یہاں سے کوچ کرکے اونچی زمین پر اُترین کہ ناگاہ شیر خان یکایک ٹوٹ پڑا اور سخت جنگ کے بعد غالب ہوا اور اس مرتبہ بھی اُسکے تعاقب سے وضیع و شریف نے تین کوس طے کرکے دریائے گنگا میں بے اختیار کود نا شروع کیا۔ جس کی زندگی تھی بادشاہ کے ساتھ پار اترا ورنہ ڈوب گیا اور بادشاہ نے آگرہ میں بھی بوجہ فریب دشمن کے توقف نہ کیا لاہور کا راستہ لیا اور غرہ ربیع الاول سنہ مذکور میں سب مرزا و خوانین لاہور میں مجتمع ہوئے لیکن جب شیر خان تعاقب کرتا ہوا سلطان پور کے دریا سے پار اترا تو آنحضرت دریائے لاہور سے پار اُتر کر بھٹہ و بھکر کی طرف روان ہوئے اور کامران مرزا مع حسکری و خواجہ کلان بیگ کے نواحی نوشہرہ سے جدا ہوکر کابل کو روانہ ہوئے اور بادشاہ دریائے سندھ سے عبور کرکے بھکر کی طرف متوجہ ہوئے اور قصبہ لہری میں توقف کرکے ایلچی مع گھوڑا خلعت مرزا شاہ حسین ارغون حاکم بھٹہ کے پاس بھیجکر مدد کے واسطے یا یا کہ متفق ہوکر گجرات فتح کریں۔ مرزا شاہ حسین ارغون نے پانچ چھ ماہ لیت و لعل میں گذارے اور لشکریان بادشاہ پریشانی سے متفرق ہوئے اور مرزا ہندال بھی ایسے وقت میں جدا ہوکر قندھار چلا گیا کیونکہ قراچہ خان حاکم قندھار نے عرضی لکھکر اس کو بلایا تھا اور جب یادگار ناصر مرزا نے بھی جدا ہونے کا ارادہ کیا تو جنت آشیانی نے بمشکل دلاسا دیکر مقرر کیا کہ وہ بھکر میں جاکر توقف کرے وہ وہاں جاکر بغیر منازعت قابض ہوکر قوی ہوا اور آنحضرت نے قلعہ سہوان کو محاصرہ کیا چونکہ ایام محاصرہ میں سات ماہ کا طول ہوا اور شاہ حسین ارغون نے کشتیوں میں بیٹھکر رسد بندی حتی کہ لشکریان بادشاہی حیوانات کے گوشت پر بسر کرنے لگے بادشاہ نے یادگار ناصر مرزا کو لکھا کہ قلعہ کا فتح ہونا تمہارے آنے پر موقوف ہے۔ شاہ حسین ارغون نے اس کو اپنی دختر دینے کا اور اس کے نام خطبہ پڑھنے کا وعدہ دیکر مخرف کر دیا اور وہ مدد کو نہ آیا لاچار ہوکر بادشاہ نے بھکر کی طرف معاودت کی اور مرزا سے عبور کے واسطے کشتیاں مانگیں اہل بھٹہ اس کے اشارہ سے رات کو کشتیاں لے گئے اور صبح کو مرزا نے عذر کیا اور بادشاہ چند روز معطل رہے آخر دو تین آدمی ملے جنہوں نے غرق شدہ کشتیاں نکالیں اور بادشاہ نے عبور کیا اس وقت یادگار ناصر مرزا کمال شرمندگی کے ساتھ ملازمت میں حاضر ہوا بادشاہ نے کمال اخلاق و صفات ملکی سے آراستہ تھا ایک حرف بھی زبان سے نہ کہا لیکن مرزا نے بے سعادت نے شاہ حسین ارغون کے اشارہ سے بادشاہی سپاہیوں کو فریب سے ملا لیا اور بہتوں کو ساتھ لے گیا پھر بے وجہ ایک روز لڑنے کے واسطے سوار ہوا۔ لاچار بادشاہ بھی اپنے حفاظت کے لیے سوار ہوئے لیکن کچھ لوگوں نے درمیان ہوکر مرزائے ناسعادت مند کو ملامت کی اور واپس لے گئے جنت آشیانی اپنے معاذ

مین متفکر تھے آخر یہ خیال کیا کہ راجہ مالدیو سے ملین کیونکہ ہندو راجاؤن مین یہ راجہ سب سے زیادہ قوی تھا اور بارہا اس نے عرضیان اس مضمون کی بھیجین کہ ہندوستان فتح کرنے مین وہ ہر طرح مدد و جانسپاری کے لیے تیار ہے آخر جیسلمیر کی راہ سے روانہ ہوئے۔ جیسلمیر کے راجہ نے نہایت بے مروتی کر کے ایک جماعت کو راہ روکنے کے لیے بھیجا بادشاہ نے انکو ہزیمت دی اور تاخت کر کے راجہ مالدیو کی ولایت کے قریب پہونچے۔ اسنے جو لشکر چغتائی کی بے سامانی و پریشانی دیکھی تو بلانے سے پشیمان ہوکر چاہا کہ بادشاہ کو دستگیر کر کے شیر خان کے پاس بنیکو خدمتی ظاہر کرے اتفاقاً ایک نوکر نے جو پہلے بادشاہ کا کتابدار تھا خفیہ بادشاہ کو مالدیو کے ارادے سے آگاہ کیا بادشاہ نے آدھی رات کو تیزی کے ساتھ ریگستان کی راہ سے امرکوٹ کا قصد کیا جو ٹھٹھہ سے سو کوس ہے جب راہ مین آنحضرت کے گھوڑے نے سستی کی تو آپ نے نردبان بیگ سے گھوڑا مانگا اُس نے بے مروتی کر کے گھوڑا نذر کرنے مین مضایقہ کیا۔ ناچار آپ اونٹ پر سوار ہوئے۔ مریم کو کہ جو آپ پیادہ چل رہا تھا اور ان کو گھوڑے پر سوار لاتا تھا اُس نے ان کو اونٹ پر سوار کر کے گھوڑا نذر کیا۔ چونکہ یہ خبر متواتر تھی کہ مالدیو کے سپاہی تعاقب مین تیزی سے آتے ہین چلنے مین عجلت کی گئی لیکن چونکہ وہ ملک تمام ریگستان ہے پانی میسر نہ آیا اور تمام آدمی بے پانی کے تڑپنے لگے اور معرکہ کربلا کا نمونہ پیش آیا آنحضرت نے چند امرا کو جو ساتھ تھے فرمایا کہ جو ساتھ چلے چلے جاوین اور خود اہل و عیال و اسباب کو آگے کر کے بیس بچیس آدمیون سے آگے بڑھے کیونکہ کفار کے نزدیک ہو جانے کی خبر متواتر تھی۔ اتفاقاً رات مین سرداران مذکور راہ بھولکر دوسری طرف نکل گئے اور صبح ہوتے ہوتے لشکر کفار کی سیاہی نظر آئی ناچار امیر شیخ علی وغیرہ نے کلمہ شہادت پڑھکر باگ پھیری اور فوج کفار سے مقابلہ کیا حسن اتفاق سے اول تیر کفار کے سردار کے لگا اور اسکے گرتے ہی فوج کفار نے بھاگنا شروع کیا اور مجاہدین نے تعاقب کر کے بکثرت اونٹ و غنیمت مین پیادہ بادشاہ شکر الٰہی بجالاکر ایک کنوئین پر اترا جس مین پانی بہت کم تھا اور وہان گمشدہ امرا بھی پہونچ گئے اور فی الجملہ آرام حاصل ہوا دوسرے روز وہان سے کوچ ہوا اور خیال تھا کہ اب پانی کی قلت نہ ہوگی لیکن خلاف امید تین منزل تک کہین پانی نہ ملا۔ اور پیاس کی شدت سے لوگون کی عجب حالت ہو گئی چوتھے روز ایک کنوئین پر پہونچے جو بہت گہرا تھا۔ جب ڈول نکلتا تھا تو ڈھول بجاتے تھے تاکہ جس کھینچنے والے بیل آواز سنکر ٹھہر جین اور شدت پیاس سے دس پانچ اس ڈول پر گر پڑے اور آخر سی ٹوٹ کر ڈول کنوئین مین گر پڑا اور پیاسے بے اختیار زیادہ کرتے تھے اور کچھ لوگ بے اختیار کنوئین مین کود پڑے اور ہلاک ہو گئے دوسرے روز کوچ کر کے ایک نہر کے کنارے پہونچے چونکہ چند روز سے جانورون و آدمیون نے پانی نہ پایا تھا بیتاب ہو کر اس قدر پانی پیا کہ مر گئے القصہ سخت محنت و مشقت کے بعد امرکوٹ پہونچے وہان کا راجہ رانا نام بہت اچھی طرح پیش آیا اور ہر طرح کی امداد اور خدمتگزاری مین کچھ کوتاہی نہ کی اور لشکری آسودہ ہوئے اور اسی مقام پر شاہزادہ عالمیان جلال الدین محمد اکبر بطالع ارجمند و بخت بلند بادشاہ بیگم حمیدہ بانو کے بطن سے پیدا ہوئے اور جنت آشیانی شکر الٰہی بجالائے اور بعد لوازم سرور اہل و عیال و اسباب اسی مقام پر چھوڑکر راجہ رانا کے ساتھ بھکر فتح کرنے کے ارادہ سے روانہ ہوئے لیکن بعض جنگ مین امیر شیخ علی کہ مردانہ سردار تھا و غوبیتون کی لڑائی مین مارا گیا اور لشکری بھی متفرق ہوئے حتی کہ مسلم خان بھی بھاگ گیا لاچار ہو کر بادشاہ نے قندھار کی طرف کوچ کیا اُسوقت بیرم خان گجرات کی طرف سے

یکایک بادشاہ کی خدمت مین پہونچ گیا۔ اسی زمانہ مین کامران مرزا قلعہ قندھار کو ہندال مرزا سے لیکر اپنی طرف سے عسکری مرزا کو وہان مقرر کرکے ہندال کو کابل لے گیا تھا مرزا شاہ حسین ارغون نے مرزا عسکری کو لکھا کہ بادشاہ بہت پریشان حال ہے اگر آپ گرفتار کرنا چاہین تو یہی وقت ہے۔ مرزا مذکور نے شرم ایک طرف کرکے تاخت کی اور یہ خبر جب بادشاہ کو پہونچی تو مریم مکانی کو ساتھ سوار کرلیا اور شاہزادہ کو گرمی و مشقت سفر کے خیال سے اُردو مین چھوڑکر بیرم خان اور اکیس آدمیون کے ساتھ بغیر تجویز راہ کے خراسان کو روانہ ہوئے اور مرزا بے حمیت جب لشکر مین پہونچا اور جانا کہ بادشاہ نکل گئے تو کف افسوس مل کے اسباب پر متصرف ہوا اور شاہزادہ کو قندھار لے گیا۔ بادشاہ کو ایسے نیک طینت بھائیون کے خطرہ سے کہین توقف کی گنجائش نہ تھی رواروی مین سرحد سیستان مین پہونچ گئے وہان حضرت شاہ طہماسپ سیدینی بادشاہ کی طرف سے احمد سلطان شاملو حاکم تھا اس نے استقبال کیا اور سیستان مین لیجاکر چند روز خدمت کی اور جو کچھ اسکے پاس تھا سب حضور مین پیش کیا اور اپنی عورتون کو مریم مکانی کی خدمت گذاری کے واسطے مقرر کیا۔ بادشاہ نے بقدر ضرورت لے کر باقی سب اُسکو دیدیا اور وہان سے ہرات کی جانب روانہ ہوئے وہان بادشاہ کی طرف سے بڑا شاہزادہ سلطان محمد حاکم تھا اسنے اپنے اتالیق محمد خان نکلو کے ساتھ استقبال کیا اور کمال تعظیم و تکریم و مہمانداری مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا اور (فرمان شہنشاہی کے مطابق جو تمام حکام ولایات کو پہونچ چکا تھا ہر قسم کا اثاثہ بادشاہی مہیا کرکے نذر کیا ہم اور سامان سفر ایسا خوب مرتب کیا کہ بادشاہ کی ملاقات تک درمیان مین کسی چیز کی ضرورت نہ پڑی۔ جنت آشیانی نے ہرات سے مشہد مقدس کا سفر کیا اور حضرت امام علیہ وعلی آبائہ الاف التحیتہ والسلام کی زیارت کے بعد روانہ قزوین ہوئے راہ مین اکابر و امرائے عراق استقبال کو آکے اور شرائط ضیافت بجا لاتے تھے یہانتک کہ آپ نے قزوین پہونچکر مقام کیا اور وہانسے دست صادق بیرم خان کو بادشاہ ستودہ صفات کی خدمت مین روانہ فرمایا

ذکر شیر شاہ افغان بن حسن سور کی بادشاہی کا

شیر شاہ کا اصلی نام فرید اور اُس کے باپ کا نام حسن تھا اصل مین افغان روہ کی نسل سے تھا جب بادشاہ سکندر لودی انار اللہ برہانہ تخت نشین ہوا تو حسن سور کا باپ ابراہیم نوکری کی ہوس مین دہلی آیا۔ روہ وہ کوہستان ہے جس کا طول سواد بجوڑ سے قصبہ سرئے تک جو بھکر مین شامل ہے اور عرض حسن ابدال سے کابل تک ہے وہان کے افغان چند قبیلہ ہین جن مین ایک فرقہ سور ہے اور یہ لوگ اپنے آپ کو سلاطین غور کی نسل سے خیال کرتے ہین اور کہتے ہین کہ شاہزادہ محمد سوری زمانہ سابقہ مین وطن مالوف سے نکل کر روہ کے افغانون مین آگیا جب ایک رئیس کو اس کا نسب تحقیق ہوا تو باوجود اس کے کہ بیٹی کسی دوسرے فرقہ کو نہین دیتے تھے برخلاف رسم قدیم اسنے محمد سور کو اپنا داماد بنالیا اسکی اولاد سوری فرقہ ہوا۔ اس روایت کے موافق افغانان سور سب افاغنہ مین اشرف ہونگے القصہ حسن سور کے باپ ابراہیم سور نے سلطان بہلول کے ایک سردار کی نوکری کرلی اور چند روز حصار فیروزہ مین و چندے نارنول مین مقرر رہا جب بہلول لودھی کے بعد سلطان سکندر لودھی خود بادشاہ ہوا اور اس کے امراء مین سے جمال خان جون پور کا حاکم ہوا تو اس نے قدیمی نوکر ابراہیم سور کے بیٹے حسن سور کو رہتاس کے علاقہ سے سہسرام پور و خواص پور ٹانڈہ بطور جاگیر عطا کرکے پانچ سو سوار کا افسر کیا اور حسن سور کے آٹھ بیٹون مین سے

فرید و نظام ایک افغانی لڑکی سے تھے اور باقی لڑکے کنیزون کی بطن سے تھے - چونکہ حسن سور کو فرید سے چندان الفت نہ تھی وہ رنجیدہ ہو کر جمال خان کی خدمت مین چلا گیا حسن نے جمال خان کو عرضی بھیجی کہ میرے لڑکے کو دلاسا دیکر میرے پاس ارسال فرمایا جاوے - تاکہ یہان علم سیکھے اور اخلاق و آداب حاصل کرے جمال خان نے ہر چند اس سے کہا اسنے یہی عرض کیا کہ سہسرام سے زیادہ علما رجونپور مین موجود ہین مین یہین طالب علمی کرتا ہون چنانچہ اسنے اس مدہ کے رسوم کے موافق گلستان و بوستان سکندر نامہ و کافیہ عربی مع حواشی و دیگر کتب علمی تمام کین اور شعر و نظم و تواریخ مین بھی دستگاہ پائی - دو تین سال کے بعد حسن سور جون پور مین آیا تو عزیزہ و اقارب نے فرید کو باپ سے ملایا اور آخر حسن سور نے فرید کو جاگیر کا داروغہ کر کے روانہ کیا - اسے وقت رخصت عرض کی کہ حضور جاگیرات کا انتظام عدل پر ہی مین اگر اس کام پر مقرر کیا جاتا ہون تو عدل سے تجاوز نہین کرونگا اور نوکر اکثر آپ کے خویش و بگانہ ہین اگر ظلم کرین تو مین رعایت نہ کرونگا - اس قسم کے مقدمات معروض کر کے جاگیر پر روانہ ہوا اور وہان بخوبی و کفایت سے کام کیا اور اقربا مین مساوات مرعی رکھی - اس وقت اس کو بعضے سرکش زمینداران کو تنبیہ کرنے کی ضرورت ہوئی اور جب مشورہ لیا تو لوگون نے کہا کہ لشکر تو آپ کے باپ کے ہمراہ ہی اور وہ بہت دور متعین ہوا ہو اس کے آنے تک انتظار کیجیے - اس نے فرمایا کہ دو سو زین تیار کرو پھر ہر موضع سے مقدم سے ایک گھوڑا عاریت مانگا اور گرد و نواح مین جو کارآمد سپاہی پیادہ پڑے تھے بلا کر فی الجملہ خرچ و کپڑے سے ان کی مدد کی اور آیندہ وعدہ انعام دیا اور مانگے ہوے گھوڑون پر سوار کر کے وہان گیا جہان کا زمیندار اس کو خیال مین نہ لاتا تھا اور سرحد پر قیام کر کے اپنے گرد قلعہ بنایا اور ہر روز تھوڑا جنگل قطع کرتا تھا یہانتک کہ ان متمردون کے قلعہ تک راستہ نکال لیا اور سرکوب تیار کر کے ان دشمنون پر غالب ہوا اور بشمار متمرد مارے گئے یا اسیر ہوے اس واقعے سے اس کی ہیبت اس قدر وہان کے لوگون مین سمائی کہ بڑے بڑے متمردون نے اطاعت کر کے واجبی مالگذاری ادا کرنی شروع کی اور تمام پرگنات آباد و شاد ہوئے اور دولت و قوت جمع کر کے تدبیر و شجاعت مین مشہور عالم ہوا - جب مدت کے بعد حسن سور واپس آیا تو پرگنات کی معموری و انتظام دیکھ کر بہت خوش ہوا اور فرید کی بہت تعریف کی - کہتے ہین کہ حسن سور کو اپنی غریب لونڈی سے قبیلہ تھا جس کے بطن سے دو بیٹے سلیمان اور احمد تھے - اس نے حسن سور سے کہا کہ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ جب تمہارے لڑکے ہونگے تو پرگنات کے داروغہ بناؤنگا اب وعدہ پورا کرنے کا وقت ہوا اور حسن بڑے بیٹے فرید کی خاطر سے ٹالتا تھا لیکن فرید نے خود ہی کچھ سمجھ کر پرگنات کی داروغگی سے ہاتھ اٹھایا اور حسن سور نے فرید سے عذر خواہی کی کہ جس طرح تم داروغہ ہو کر تجربہ کار ہوئے ہو جانتا ہون کہ تمہارے بھائی بھی مجرب ہو جاوین اور آخر تم ہی ولیعہد ہو اور سلیمان و احمد کو داروغہ کر دیا - فرید آخر مین دلگیر ہو کر مع اپنے بھائی نظام کے آگرہ گیا اور بادشاہ سکندر کے ایک امیر دولت خان لودھی کی خدمت مین رہا اور اس کو راضی و خوش کیا - ایک روز دولت خان نے کہا کہ جو بیڑا مقصد پر بیان کر کے پورا کیا جاوے - فرید نے کہا کہ میرا باپ بڑھا ہو گیا اور ایک ہندی لونڈی کے عشق مین مبتلا ہے اور لونڈی کے قسط سے تمام جاگیر خراب کر رہا ہی بدحال ہین اگر وہان کی جاگیر ہمارے نام مقرر ہو تو ہم مین سے ایک بھائی مع پانسو سوار کے خدمت شاہی مین حاضر رہے اور

دوسرا انتظام علاقہ و خدمت پدر بزرگوار انجام دے - دولت خان لودھی نے ایک روز بادشاہ سے اسکا تذکرہ کیا - بادشاہ نے ناخوش ہو کر فرمایا کہ وہ شخص بدبخت ہو جو باپ سے شکوہ رکھتا ہو - دولت خان نے اسوقت تو فرید کو تسلی دی کہ کسی دوسرے موقع پر اس کا انصرام کرونگا اور فرید کا وظیفہ بڑھا دیا - لوگ فرید کو خوش خلق و کرم و مروت کی وجہ سے دوست رکھتے جیسے دولت خان - القصہ بعد چند روز کے حسن سور نے انتقال کیا - دولت خان نے اس کے مرنے کی خبر بادشاہ سے کہی اور جاگیر بنام فرید و نظام لے کر فرمان کے ساتھ روانہ کیا - فرید وہان جاکر سرانجام مین مشغول ہوا اور سلیمان اسکے مقابلہ سے عاجز ہو کر محمد خان سور حاکم جونپور کے پاس گیا جسکے پاس پندرہ سو سوار تھے اور اس سے بھائی کی شکایت کی - محمد خان سور نے کہا کہ یا بر بادشاہ ہندوستان مین آیا ہو - ابراہیم شاہ لودھی سے جنگ ہوگی اگر بادشاہ غالب ہوا تو تجھے بادشاہ کے پاس بھیجکر سفارش کرونگا - سلیمان نے کہا کہ میرے آدمی اور میری مان سب پراگندہ پھرتے ہین اس قدر انتظار نہین کرسکتا - محمد خان سور نے فرید خان کے پاس آدمی بھیجکر چاہا کہ باہم صلح کرا فرید نے کہا کہ باپ کی زندگی مین جس قدر حصہ رسد سلیمان کو ملتا تھا اب بھی دیتے ہین مجھے حصہ نہین ہو لیکن حکومت مین شریک نہین کرسکتا ہون کیونکہ جیسے دو تلوارین ایک میان مین نہین آسکتی ہین دو حاکم بھی ایک مقام پر نہین ہو سکتے - سلیمان کی غرض تو شرکت حکومت تھی محمد خان سور نے سلیمان کی دلجوئی کر کے کہا کہ صبر کرو مین بزور شمشیر وہان کی حکومت چھین کر تجھے دونگا - جب فرید کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ اپنی فکر مین پڑا اور جب اُسنے سنا کہ شاہ ابراہیم لودھی مارا گیا اور بابر شاہ غالب ہوا تو متفکر ہو کر آخر بہار در خانخانان لوحانی کے پاس گیا جسنے بہار پر قبضہ کر کے اپنا نام سلطان محمد رکھا تھا اور اس کی نوکری کرلی - ایک روز سلطان محمد شکار کو گیا - وہان ایک شیر ظاہر ہوا اور فرید نے مقابل ہو کر بزخم شمشیر اُس کو ہلاک کیا - سلطان محمد نے خوش ہو کر اُسکو شیر خان خطاب دیا اور رفتہ رفتہ شیر خان کو اس کی خدمت مین تقرب حاصل ہو گیا یہانتک کہ اپنے چھوٹے بیٹے جلال خان کی اتالیقی اُس کے سپرد فرمائی - چند روز کے بعد شیر خان نے اس سے جاگیر پر جانے کی اجازت حاصل کی اور اتفاق سے اُسکو وہان بہت دن لگے - ایک روز سلطان محمد کے دربار مین شیر خان کا گلہ کیا کہ باوجود وعدہ کے نہین آتا ہو - محمد خان حاکم جون پور نے موقع پاکر عرض کیا کہ وہ بڑا حیلہ گر و مکار ہو - بادشاہ محمود بن سکندر لودھی کے ادھر آنے کا انتظار کر رہا ہو - اس طرف سے سلطان محمد کا مزاج اسکی طرف سے منحرف کر کے کہا کہ اسکے لانے کا انتظام یہ ہو کہ اس کا بھائی سلیمان جو باپ کی حین حیات مین بھی جاگیر پر مقرر تھا اور اب میرے پاس پڑا ہو جاگیر سلیمان کے نام کردی جاوے تو شیر خان مضطر ہو کر خواہ مخواہ آویگا سلطان محمد نے اسکے سابقہ حقوق پر نظر کر کے بلا سبب جاگیر متغیر کرنے کو مناسب نہ جانا اور محمد خان سور سے کہا کہ جاگیر کو بھائیون کے نام مناسب طریقہ سے بانٹ دے - محمد خان سور نے اپنی جاگیر جونپور مین آکر اپنے غلام سادھی نام کو شیر خان کے پاس بھیجکر کہا کہ تیرے بھائی سلیمان واحد ایک مدت سے میرے پاس پڑے ہین اور اپنے حصہ جاگیر سے محروم ہین مناسب ہو کہ انکو انکا حصہ دیدے - شیر خان نے کہا کہ یہ ملک روہ نہین ہو کسی کی ملکیت ہو یہ تو ہندوستان ہو جس کو بادشاہ نے جاگیر دی اُسی سے متعلق رہتی ہو آن تک بادشاہون کا

یہ طریقہ رہا ہو کہ میت کا مال اُسکے وارثون مین شرعی طور پر بانٹ دیتے ہین اور جو شخص سرداری کے لائق ہوتا ہو اُسکو حکومت دیتے ہین - مین بحکم بادشاہ ابراہیم لودھی سہسرام وغیرہ پورٹانڈہ پر متصرف ہون - جب سادی غلام نے واپس ہو کر شیر خان کا جواب بیان کیا تو محمد خان نے غصہ ہو کر سادی غلام سے کہا کہ میری تمام فوج سلیمان خان و احمد خان کے ساتھ لیجا کر بزور شمشیر شیر خان کو نکالکر دونون پرگنہ دونون بھائیون کو دیدے اور جماعت کثیر دونون کی کمک کے واسطے بھیجکر واپس آنا - اس زمانہ مین شیر خان کی طرف سے خواص خان کا باپ ملک سکھو خواص پورٹانڈہ کا دار وغہ تھا - شیر خان نے جب سلیمان و احمد کے اس طرح آنے کی خبر سنی تو ملک سکھو کو لکھا کہ مقابلہ و مجادلہ مین قصور نہ کرنا - جب سادی سلیمان و احمد خواص پورٹانڈہ کے نزدیک پہونچے تو ملک سکھو بقصد مقابلہ نکلا اور جنگ کر کے مارا گیا اور شیر خان کا لشکر پریشان ہو کر سہسرام مین شیر خان کے پاس پہونچا - شیر خان کو مقابلہ کی طاقت نہ رہی لوگون سے مشورہ کیا کہ کدھر جاؤن بعض نے کہا کہ سلطان احمد کے پاس جاؤ - شیر خان نے کہا کہ محمد خان اسکے خاص امرا مین ہو میری وجہ سے اُسکو رنجیدہ کر گیا - آخر اس کی راے مین آیا کہ سلطان جنید برلاس کے پاس جاوے جو بابر بادشاہ کی طرف سے کڑہ مانکپور کا حاکم تھا اور اس کے بھائی نظام نے بھی اس راے کو پسند کیا - آخر اسنے ایلچی و عرائض بھیجکر قول و قسم حاصل کر کے کوچ کیا اور سلطان جنید برلاس کی خدمت مین پہونچ کر بہت کچھ نذر دی اور مقرب ہوا اور چند روز بعد سلطان جنید برلاس سے عہدہ فوج حاصل کر کے جاگیر پر پہونچا - محمد خان کو مقابلہ کی تاب نہوئی وہ بھاگ کر رہتاس کے پہاڑ مین چلا گیا اور شیر خان دونون پرگنہ اپنے مع پرگنہ جونپور وغیرہ کے قبضہ مین لاکر قوی ہوا اور کمکی فوج والون کے ساتھ ہر طرح کی خدمت گذاری کی اور بہت سے تحفہ و ہدیے سلطان جنید برلاس کے واسطے بھی بھیجے اور بعد اسکے اپنے اقوام و قبائل کو جو پہاڑون مین بھاگ گئے تھے بلا لیا اور بہت عمدہ فوج بہم پہونچائی اور محمد خان سور کو پیغام دیا کہ اس حرکت سے میری غرض یہ تھی کہ بھائیون سے انتقام لون اور آپ تو میرے چچا کی جگہ ہین آپ پہاڑ کی تنگی سے نکلکر اپنے پرگنات پر متصرف ہون - مجھے تو میرے دونون پرگنہ اور جو کچھ خالصہ پرگنات بادشاہ ابراہیم لودھی مجھے حاصل ہو گئے تھے بہت ہین - محمد خان سور نے اسکا احسان مانا اور رہتاس پہاڑ سے اُترکر اپنے پرگنات مین مقیم ہوا - جب شیر خان کو اطمینان حاصل ہوا تو جاگیر پر اپنے بھائی نظام کو مقرر کر کے خود سلطان جنید برلاس کی خدمت مین حاضر ہوا اتفاق سے سلطان جنید برلاس ان دنون بادشاہ بابر کی خدمت مین جاتا تھا شیر خان کو بھی ہمراہ لے گیا اور بادشاہ کی ملازمت حاصل کر کے دولتخواہون کے زمرہ مین داخل ہوا اور چند بڑی کے سفر مین بادشاہ کے ساتھ تھا - جب چند روز لشکر مین رہا اور عرض کا طور و طریقہ و سلطنت کا قاعدہ دیکھا تو اپنی ہوشیاری سے بہت سے نتائج نکال لیے چنانچہ ایک روز اپنے یارون سے کہنے لگا کہ قوم مغل کو ہندوستان سے نکال دینا آسان بات ہو انھون نے کہا کیونکر - بولا کہ بادشاہ خود معاملات مین بہت کم فکر کرتا ہو زیردست پردار و مدار ہو وہ لوگ رشوت خواری کر کے شاہی حقوق کی نگہداشت بہت کم کرتے ہین اور ہمارے افغانون مین عیب یہ ہو کہ باہم نفاق رکھتے ہین اگر دولت میرے نصیب مین ہو تو مین انکے درمیان سے نفاق اٹھا دون

اور اپنا کام پورا کرلون - لوگ اس کے اس واعیہ پر ہنستے تھے کیونکہ بظاہر یہ خیال محال نظر آتا تھا ایک روز بادشاہ دستر خوان پر شیر خان کے آگے استخوان ماہیچہ رکھا ہوا تھا اس نے دیکھا کہ میں اس کے کھانے میں معذور ہون تو ماہیچہ کو روٹی پر رکھکر چھری سے ریزہ ریزہ کرکے پھر پیالے میں ڈال لیا اور چمچہ سے کھانا شروع کیا بادشاہ نے دیکھکر میر خلیفہ سے فرمایا کہ اس پٹھان نے آج عجیب کام کیا - چونکہ محمد خان سور کے ساتھ جو کچھ اس نے کیا تھا بادشاہ کو اسکی خبر پہونچ چکی تھی لہذا اس کلمہ سے اس کی دانائی کا اشارہ فرمایا لیکن شیر خان کچھ تو پہلے ہی سے توہم تھا اور آج جو بادشاہ نے میر خلیفہ سے گفتگو میں اس کی طرف اشارہ فرمایا تو اپنے ذہن میں سمجھا کہ میرے حق میں عبرت منظور ہے لہذا آدھی رات کو اُردوے شاہی سے بغیر اطلاع بھاگ کر اپنی جاگیر میں چلا آیا اور سلطان جنید برلاس کو لکھا کہ چونکہ محمد خان سور کچھ بات بادشاہ سے کہکر چاہتا تھا کہ میری جاگیر پر فوج بھجوائے اسوجہ سے مضطرب ہوکر میں یہان چلا آیا ہون حالانکہ میں اپنے ایک کو خیر خواہ ہون سے جانتا ہون القصہ جب شیر خان اس حرکت سے مغلون سے مایوس ہوا تو پھر اپنے بھائی نظام خان کو ساتھ لے کر سلطان محمد کے پاس گیا اور نوازش پاکر بدستور سابق شاہزادہ جلال خان کی اتالیقی میں مقرر ہوا اتفاق سے اس زمانہ میں سلطان محمد مرگیا اور جلال خان خرد سالی میں باپ کا قائم مقام ہوا اور جلال خان کی والدہ ملکہ لاڈو نے خود مہمات کی سربراہی اختیار کی اور شیر خان کی موافقت سے کام سرانجام کرتی تھی - اتفاق سے چند روز میں لاڈو ملکہ بھی فوت ہوئی اور بہار کی حکومت پر شیر خان مستقل ہوا اور اس زمانہ میں سلطان محمود بادشاہ بنگالہ کی طرف سے حاجی یوذین مخدوم عالم نام حاکم تھا اس نے شیر خان سے ربط ضبط پیدا کیا اس وجہ سے بادشاہ بنگالہ کو مخدوم عالم کی طرف سے شک پڑگیا اور اسنے منگیر کے حاکم قطب خان کو مقرر کیا کہ بہار فتح کرے اور شیر خان و مخدوم عالم کو سزا دے - شیر خان نے سنکر کر صلح کی درخواست کی اور اس میں بہت مبالغہ کیا کچھ فائدہ نہ ہوا آخر افغانون کو متفق کرکے مرنے پر آمادہ ہوا اور جنگ سخت کی یہانتک کہ قطب خان مارا گیا اور شیر خان نے غالب ہوکر اسکا لشکر و خزانہ و سامان سب پر قبضہ کرلیا اور بہت قوی ہوگیا - اس جہت سے لوحانی خاندان والے شیر خان پر حسد کرنے لگے اور چاہا کہ کسی حیلہ سے اسکو ہلاک کرین اور اس بارہ میں اپنے شاہزادہ جلال خان لوحانی سے مشورہ کیا لیکن شیر خان کا ستارہ عروج پر تھا اسی مجمع میں سے بعض نے شیر خان کو اس سے آگاہ کردیا - شیر خان نے جلال خان سے کہا کہ آپ کے امرائے دولت مجھپر حسد کرکے عداوت کے درپے ہین اگر آپ اس کا تدارک نہ کرین تو لاچار مجھے آپ کی خدمت سے جدائی اختیار کرنی چاہیے - جلال خان نے کہا کہ جس تدبیر میں تیری بہتری ہو اسپر عمل کرون - شیر خان نے کہا کہ انکے دو فرقے کردیجیے ایک فرقہ کو تحصیل مالگذاری کے لیے پرگنات پر روانہ کرنا چاہیے اور دوسرے فرقہ کو حاکم بنگالہ کے مقابل بھیج دیجیے اور اس کے بعد اپنی محافظت میں ایسی احتیاط کی کہ جلال خان اور لوحانی اسکے دفع کرنے سے عاجز ہوگئے اور آخر میں یہ رائے قرار دی کہ سلطان محمود بادشاہ بنگالہ کی خدمت میں جاکر اس کی نوکری کرین اور ولایت بہار اس کی نذر کرین القصہ جلال خان و لوحانیون نے شیر خان کو اس بہانہ سے کہ مغل کے مقابل رہے خود سلطان محمود حاکم بنگالہ کی خدمت میں پہونچے اور اس نے ابراہیم خان بن قطب خان کو کمک پر مقرر کرکے شیر خان کے مقابل بھیجا - شیر خان نے مٹی کا قلعہ بنایا تھا اسی میں قلعہ بند ہوا اور ہر روز ایک جماعت کو جنگ کے لیے

باسیہ بھیجتا تھا یہانتک کہ ابراہیم خان نے بادشاہ سے کمک طلب کی یہ خبر سنکر شیر خان نے لوگون کو جنگ جعف پر آمادہ کیا اور کمک پہونچنے سے پہلے ہی قلعہ سے نکلا اور ابراہیم خان نے بنگالی لشکر پیادہ و سوار و ہاتھی و آتشبازی مرتب کرکے مقابلہ کیا - شیر خان نے اپنی فوج مین سے کچھ لوگ مقابلہ کے لیے روانہ کیے کہ تیراندازی کرین اور تھوڑی لڑائی کے بعد بھاگین اور ادھر ٹیلہ کی آڑ مین تازہ دم فوج مہیا کر رکھی تھی چنانچہ اس ترکیب سے جب شیر خان کی فوج بھاگی تو بنگالہ کے سوارون نے تو پخانہ چھوڑ کر پیچھا کیا اور شیر خان کا یہی مطلب تھا کہ سوارون کو ہاتھیون و توپخانہ سے باہر کرے اسی وقت کمین کی فوج سے حملہ آور ہوا اور یکدم مین لشکر بنگالہ کو تہ و بالا کرکے ہلاک کیا اور ابراہیم خان بھی اپنے باپ کی طرح مارا گیا اور جلال خان لوحانی مشکل بھاگ کر بنگالہ پہونچا - شیر خان نے تمام ہاتھیون و خزانہ و توپخانہ پر قبضہ کرلیا اور ملک بہار بالکل صاف ہوکر اس کے قبضہ مین آگیا اور سامان شاہی حاصل ہوگیا - کہتے ہین کہ اس زمانہ مین ابراہیم شاہ لودھی کی طرف سے تاج خان قلعہ چنار گڑھ مین تھا اور اسکی عورت لاڈو ملکہ باانجھ تھی جس پر عاشق تھا اور تاج خان کے دوسرے بیٹے جو دوسری عورتون سے تھے رشک کرکے لاڈو کو مار ڈالنے کی فکر مین ہوئے ایک رات موقع پاکر بڑے بیٹے نے لاڈو پر تلوار ماری وہ اچھلتی پڑی اور غل ہوا کہ لاڈو ملکہ ماری گئی - تاج خان تلوار لیے ہوئے وہان پہونچا اور غصہ مین بیٹے پر جھپٹا اسنے جان کے خوف سے باپ کو تلوار سے ہلاک کیا اور دونون جہان مین روسیاہ ہوا - شیر خان نے لاڈو ملکہ کے مامون میر احمد ترکمان کو افسوس کے ساتھ خط لکھا اور آخر یہ قرار پایا کہ شیر خان ایسے بدنسیب لڑکون کی گوشمالی کرے اور لاڈو ملکہ سے نکاح کرکے قلعہ چنار اپنے تصرف مین لاوے چنانچہ یہی ہوا اور شیر خان اس زبردست قلعہ پر بھی متصرف ہوگیا - اس زمانہ مین فردوس مکانی بابر شاہ کے مقابلہ کے لیے شاہ محمود بن شاہ سکندر لودھی رانا سنگا کی پناہ مین گیا اور اس کو مہاراجہ بناکر حسن خان میواتی وغیرہ زمینداروں کے ساتھ جنگ کرنے آیا اور نواح جالور مین جنگ کرکے شکست کھاکر خراب حال حوالی چتور مین تھا کہ پٹنہ کے پٹھانون نے اسے بلایا اور وہ آکر بادشاہ بن گیا - اور وہان سے بھاری لشکر بہار پر آیا - شیر خان نے دیکھا کہ پٹھان ضرور بادشاہ محمود لودھی کے تابع ہونگے تو بضرورت خود بھی مطیع ہوا اور شاہ محمود لودھی کے امراء نے ولایت بہار کو آپس مین بانٹ لیا اور کچھ حصہ شیر خان کے لیے بھی چھوڑ دیا اور عذر کیا کہ جب جونپور مغلون سے لے لیا جائیگا تو یہ ولایت ہماری ہوگی - شیر خان نے بادشاہ محمود سے تولنامہ لے لیا اور چند روز بعد لشکر سرانجام کرنے کے بہانہ اپنی جاگیر سہسرام مین آیا - جب شاہ محمود لودھی ولایت جونپور لینے کے لیے چلا اور شیر خان کو بلوا بھیجا - اس نے لکھا کہ عنقریب لشکر و سامان جمع کرکے حاضر ہوتا ہون - لوگون نے بادشاہ محمود سے کہا کہ شیر خان بڑا مکار حیلہ باز ہے اسکی جاگیر مین جانا نہ چاہیے اور شاہ محمود مع لشکر جونپور کو روانہ ہوا - فردوس مکانی کے امراء جو جونپور مین تھے اپنے مین مقابلہ کی قوت نہ پاکر ہٹ گئے اور پٹھانون نے جونپور سے مانک پور تک قبضہ کرلیا - اس زمانہ مین فردوس مکانی بالنجر مین تھے - یہ خبر سنکر وہان سے جونپور کی طرف روانہ ہوئے - شاہ محمود لودھی مع اپنے خاص امراء حسن خان دبابزید کے مع دیگر امراء کے مقابلہ مین آیا - چونکہ شیر خان کو حسن دبابزید کے تفوق و تقرب سے دل مین جلن تھی چاہتا تھا کہ مجھے سب پر فوقیت حاصل ہو اور حالت کے مشاہدہ سے بھی مغلون کا غلبہ دیکھتا تھا لہذا اس نے چالاکی سے امیر ہمدو بیگ سپہ سالار مغل کو پیام دیا کہ مین مجبوری افغانون کے پنجہ مین پھنسا ہون اور فی الواقع فردوس مکانی

کا نمک بردہ ہون لڑائی کے وقت افغانون کی شکست کا باعث ہو جاوے گا چنانچہ اس نے یہی کہا کہ لڑائی کے بن طرح دیکر اپنے فوج سمیت ایک طرف ہٹ گیا اور فردوس مکانی بابر فتحیاب ہوئے اور بادشاہ محمود بہت شکستہ و پریشان ہو کر پٹنہ مین گیا اور حکومت و امارت چھوڑ کر گوشہ عافیت اختیار کیا آخر ۹۴۷ھ نو سو اکتالیس مین ولایت اڑیسہ مین جاکر وفات پائی۔ جنت آشیانی بعد فتح کے آگرہ گئے اور امیر ہندو بیگ کو شیر خان کے پاس بھیجا کہ قلعہ جنار کو گڑھ انکے حوالہ کردے۔ شیر خان نے قلعہ دینے مین عذر کیا اور امیر ہندو بیگ واپس آ گئے۔ جب جنت آشیانی کو معلوم ہوا تو خود قلعہ جنار کی طرف متوجہ ہوئے اور کچھ امراء کو پیشتر روانہ کیا جنھون نے قلعہ کا محاصرہ کرلیا شیر خان نے ایک عرضی لکھی کہ مین حضرت فردوس مکانی بابر بادشاہ کی نظر مرحمت سے اس مرتبہ کو پہونچا ہون اور حضرت نے جس روز بادشاہ محمود و مین بایزید سے جنگ کی تو مین نے ہی خیر خواہی کرکے افغانون کو پراگندہ کردیا اگر بادشاہ یہ قلعہ اس خیر خواہ کے واسطے مسلم رکھین تو ہمیشہ اپنے بیٹے قطب خان کو پانچ سو سوارون کے ساتھ حضور مین ملازم کرکے خدمت گذاری کرتا رہون چونکہ ان دنون بہادر شاہ گجراتی کی شورش کی خبر بین جنت آشیانی کو پہونچی تھین بادشاہ نے یہی مناسب جانا کہ اس کے ساتھ مدارا کیا جاوے اور شیر خان نے قطب خان کو عیسی خان حاجب کے ساتھ جو اس کے وزیر کے مثل تھا بادشاہ کی ملازمت مین بھیجا اور جنت آشیانی نے واپس ہو کر بہادر شاہ کی سرکوبی کی چنانچہ بہادر شاہ کی پریشانی اور ہندو دیو کو بھاگ جانا پہلے بیان ہو چکا۔ اور قطب خان پانچ سو سوارون سے بادشاہ کے ملازم رکاب رہا اور بادشاہ گجرات کی تسخیر کے بعد دکن کے انتظام مین رہے اور بھائیون مین رشک و حسد کی آگ بھڑکتی گئی اور اپنی خانہ بربادی کے درپے ہوتے رہے اُدھر شیر خان نے مہلت پاکر بہت قوت حاصل کرلی وہ بھی بادشاہی سطوت کے سامنے ہیچ تھی لیکن خانہ بربادی کے ارکان خود جنت آشیانی کے بھائی و عزیز و اقارب ہوئے چنانچہ قطب خان اس موقع پر گجرات سے بھاگ کر شیر خان کے پاس پہونچا اور یہان شیر خان نے بہار کو دشمنون سے صاف کرکے بنگالہ پر لشکر کشی کی۔ اور دولت خان نے بحکم مالک الملک جلال شاہ اسکا ساتھ دیا جیسے چنانچہ یون کے نفاق و بد اخلاق نے انکو سلطنت سے محروم کرنے کے اسباب جمع کیے۔ اسکا بیان یہ کہ شیر خان نے خوش اخلاقی و عدل سے افغانون کو متحد و یکدل کرلیا اور بہار کا انتظام کرکے بنگالہ کا قصد کیا۔ امراے بنگالہ نے گڈھی کا دشوار گذار مقام روکا اور ایک ماہ تک لڑتے رہے آخر شیر خان نے اُسپر قبضہ کرلیا اور بنگالہ مین داخل ہوا۔ بادشاہ محمود بنگالی کو تاب مقابلہ نہ رہی اور شہر گوڑ مین جو پاے تخت تھا قلعہ بند ہو گیا۔ شیر خان نے مدت تک محاصرہ کیا لیکن اتفاق سے ایک بیماری زمینداروں نے فتنہ اُٹھایا تو خواص خان و دیگر امراء کو تسخیر بنگالہ کے واسطے چھوڑ کر خود جلد بہار آیا اور فتنہ فرو کیا۔ اُدھر جب طول محاصرہ کے سبب سے شہر گوڑ مین غلہ نہ رہا تو لاچار سلطان محمود کشتی مین بیٹھ کر حاجی پور چلا گیا اور شیر خان نے بلا مزاحمت گوڑ پر قبضہ کرلیا اور بادشاہ محمود کا تعاقب کیا وہ مجبور ہو کر جنگ پر آمادہ ہوا اور آخر زخمی ہو کر ہزار مشقت بھاگ نکلا۔ بنگالہ شیر خان کے قبضہ مین آ گیا۔ جنت آشیانی ہمایون بادشاہ جب گجرات سے آگرہ مین آئے اور اس وقت سلطان محمد مرزا وغیرہ قنوج مین باغی تھے اور بادشاہ کے بھائی عسکری مرزا کامران وغیرہ شہوت پرستی کے ساتھ دشمن ہو رہے تھے انکا تدارک مقدم تھا تاکہ سلطنت مستحکم ہو لیکن بادشاہ نے انکو خویش و یگانہ سمجھا اور) شیر خان کا دفع کرنا سب سے زیادہ اہم خیال کرکے قلعہ جنار کی طرف کوچ کیا اور جلال خان لوحانی

جو قلعہ چنار مین تھا غازی خان سور کو مع ایک جماعت کے حراست قلعہ کے لیے چھوڑ کر خود کوہستان چارکھنڈ کا راستہ لیا اور جب محاصرہ کو طول ہوا چھ مہینہ گذر گئے تو رومی خان توپخانہ کے سردار نے دریا مین سرکب بنا کر قلعہ مسخر کیا اور اسی زمانہ مین بادشاہ محمود بنگالی زخمی حضور مین پہونچا اور اس کے کمال الحاح سے ذاتی ترحم کو کام فرما کر بادشاہ نے دوست بیگ کو قلعہ مین چھوڑا اور خود شیر خان کی جانب متوجہ ہوئے شیر خان نے جلال خان وخواص خان واکثر لشکر کو مقام گدھی کی محافظت کے لیے چھوڑا اور خود مع خزائن بنگالہ چارکھنڈ کے کوہستان مین چلا گیا۔ جنت آشیانی نے جہانگیر قلی بیگ و دیگر امرا کو گڑھی کی طرف روانہ کیا لیکن جلال خان وخواص خان بے وقت ٹوٹ پڑے اور غالب ہوئے جنت آشیانی نے دوبارہ افواج روانہ کین اور پیچھے سے خود بھی روانہ ہوئے اور جلال خان وخواص خان بھاگ گئے اور جنت آشیانی نے گڑھی سے عبور کر کے شہر کور پر قبضہ کیا۔ ادھر شیر خان نے یہ رائے قرار دی کہ کسی طرح قلعہ پر تہاس ہاتھ آوے تو وہان فرزندہ عیال چھوڑ کر خاطر جمع سے شیر جنگی و ملک گیری پر مستعد ہو اور جب اسنے دیکھا کہ جنگ سے یہ قلعہ لینا بہت بربادی ہے تو فکر صواب یہ نکالی کہ مکر و حیلہ چلنا چاہیے لہذا اس بے نظیر قلعہ کے حاکم راجہ ہرکشن داس کے پاس لائق ایلچی بھیجے کہ میرے پاس لشکر تو بہت ہی لیکن ولایت بہار بہت تنگ ہے میرا قوی ارادہ ہی کہ ولایت بنگالہ فتح کرون لیکن مغلون کی موجودگی سے متردد ہون آپ کی دوستی پر مجھے قوی اعتماد ہی آپ میری فوج کے زن و فرزند اور میرے اہل وعیال وخزائن کو اپنے قلعہ مین جگہ دین تاکہ مین بنگالہ جاؤن اگر فتح نصیب ہوئی تو واپس ہو کر اس کا حق دوستی جیسا چاہیے ادا کرونگا اور شاید معاملہ برعکس ہوا تو بھی بہت ہی کیمیر خزائن پر میرے دشمنون یعنے مغلون کا قبضہ نہ ہوگا راجہ نے اول تو اس امر کے قبول کرنے سے انکار کیا لیکن جب دوبارہ مکار ایلچی پہونچے کہ حلف وقسم ہی کہ سوائے عورتون وخزائن کے کچھ نہ بھیجونگا تو راجہ مذکور کو ہوس نے گھیر لیا کہ مفت کا خزانہ ملتا ہی منظور کیا اور شیر خان نے ہزار ڈولیان نیوائین اور انکے واسطے عمدہ عمدہ پردہ تیار کیے اور ہر ایک ڈولی مین دو مرد مسلح بٹھائے اور پانچ سو آدمیون کو مزدورون کی طرح بنا کر ان کے سر پر توڑے اشرفیون سے بھرے ہوے رکھے اور حقیقت مین وہ ملمع کیے ہوئے پیسے تھے اور بجاے عصا انکے ہاتھون مین لاٹھیان دیدین اس ہیئت سے سب کو قلعہ کے نیچے پہونچایا۔ اور راجہ نے قلعہ کا دروازہ کھلوایا تو ڈولیان داخل ہونی شروع ہوئین چونکہ شیر خان نے آگے آگے ڈولیون مین پردہ نشین عورتین بٹھا کر خواجہ سرا ساتھ کردیے تھے راجہ و اسکے متعلقین خزانہ کی خوشی مین مطلقاً غافل ہو گئے زیادہ تجسس تفحص نہ کیا بلکہ جلد تر قلعہ مین داخل کرنے کی تاکید کرنی شروع کی۔ جب ڈولیان اس حویلی مین پہونچین جو راجہ کے مقرر کی تھی تو ڈولیون مین سے پرانے تجربہ کار بھیڑیے ننگی تلوارین لیے ہوے نکل پڑے اور مزدورون نے بھی لوہے کی اشرفیان پھینک کر لاٹھیان سنبھالین اور دروازہ کی طرف دوڑے اور راجہ وہان کے ساتھی جو کمال غفلت مین اب بیدار ہوے کہ جب دروازہ قلعہ پر دشمن نے قبضہ کرلیا اور شیر خان بھی گھوڑون پر مستعد تھا۔ اشارہ پاتے ہی ہوا کی طرح دروازہ تک پہونچ گیا اور اکثر لشکر کے ساتھ اندر گھس آیا۔ جب راجہ نے دیکھا کہ کام بگڑ گیا ہی تو پشت قلعہ کا دروازہ کھول کر ہزار مشقت بھاگ نکلا اور شیر خان

نے رہتاس کے مثل قلعہ جس کی نظیر چار دانگ عالم مین کم ہو کس آسانی سے قبضہ مین کر لیا اور مردون کے خزائن و دفائن بھی ہاتھ آئے اور خزائن کو روہتاس سے بنگالہ لے گئے بلکہ بادشاہی کا سامان مہیا ہو گیا۔ زمانہ سابق مین اسی مکر و تدبیر سے نصیر خان فاروقی حاکم خاندیس نے قلعہ اسیر کو آسا ہیر سے چھین لیا تھا راقم الحروف کہتا ہے کہ اکثر قلاع ہندوستان میرے نظر سے گذرے مگر رہتاس کے مثل ایک بھی نظر نہ آیا اور مسافران عالم نے بھی مجھ سے بیان کیا کہ ہم نے کسی ملک مین ایسا مستحکم قلعہ نہین دیکھا۔ یہ قلعہ ایک بلند پہاڑ پر صوبہ بہار سے متصل واقع ہو رہے عرض و طول پانچ کوس سے زیادہ ہو اور دامن کوہ سے دروازہ قلعہ تک ایک کوس سے زیادہ ہو اور اس قلعہ بلند مین یہ عجیب بات ہو کہ بہت جگہ میٹھے پانی کے چشمے جاری ہین بلکہ جہان کہین چاہین ایک یا دو ہاتھ کھودین تو میٹھا چشمہ نکل آتا ہو اور جو کوئی یہ قلعہ دیکھتا ہے بے اختیار قدرت باریتعالے کی تسبیح پڑھتا ہے اور جب شیر خان کے قبضہ مین ایسا قلعہ آگیا جو کسی بادشاہ سے فتح نہوا تھا تو افغانون کے دل بہت بڑھ گئے اور انھون نے اپنے اہل و عیال اس قلعہ مین رکھے اور اسباب قلعہ داری پوری طرح مہیا کر لیا۔ اُدھر جنت آشیانی نے تین مہینہ شہر کور مین جس کو پہلے لکھنوتی کہتے تھے بسر کی تو خبر آئی کہ ہندال مرزا نے آگرہ و میوات مین فتنہ برپا کیا اور صریح بغاوت کے ساتھ اپنے نام کا خطبہ پڑھا ہو اور شیخ بہلول قدس سرہ کو قتل کیا بلکہ مرزا کامران و عسکری و محمد زمان کی اولاد اور سلطان محمد سب کی بغاوت و فتنہ کے اخبار وہان پھیل گئے۔ جنت آشیانی نے مرزا جہانگیر قلی بیگ کو پانچ ہزار سوار انتخابی سے کور مین چھوڑا اور خود بعجلت روانہ ہوئے لیکن کثرت بارش سے اور عفونت آب و ہوا سے علاوہ رسد کی تنگی کے اکثر سپاہیون کے گھوڑے بلا بہت آدمی مرے اور اس حالت مین یکایک ایسی بے سامانی سے بہت پریشانی لاحق ہوئی اور شیر خان نے موقع غنیمت جانکر بہت کثیر فوج لیکر جو سار کے نواح مین راہ روکی اور اپنے گرد قلعہ بنا کر بیٹھ گیا۔ اور اپنا مکر و حیلہ ہر وقت جاری رکھا القصہ بار بار ایلچی و عرائض کے بعد شیخ خلیل نامی ایک شخص کو بھیجا کہ یہ میرا مرشد ہو اور درخواست کی کہ بہار سے گڈھی تک بادشاہی تصرف مین چھوڑتا ہون اور خطبہ و سکہ بادشاہی نام سے جاری کرتا ہون تاکہ رہتاس و بنگالہ میرے نام رہے۔ بادشاہ نے بضرورت اس کو منظور کیا اور جب شیر خان نے قسم کھائی اور صلح ہو گئی تو افواج مغول بیدغدغہ ہو کر جو سار پر پل باندھ کر عبور کی فکر مین بے ترتیب ہوئی اور اسی حالت مین رات کے وقت شیر خان نے مع افواج مستعد ہو کر صبح ہوتے فوج شاہی پر ٹوٹ پڑا اور کمال بے ترتیبی سے شکست واقع ہوئی اور جنت آشیانی کمال پریشانی کے ساتھ آگرہ روانہ ہوئے اور شیر خان بنگالہ کو واپس گیا اور وہان جہانگیر قلی بیگ وغیرہ بغیر فوج و قوت کے اس سے لڑ کر ناحق آدمی ضائع کرتے تھے اور شیر خان نے اپنا لقب شیر شاہ قرار دیکر خطبہ و سکہ اپنے نام کیا اور دوسرے بیان (مغلون کی خانہ جنگی دیکھکر) شوکت و عظمت کے ساتھ آگرہ کی طرف متوجہ ہوا۔ ایسے وقت مین جن کے طالع دولت عروج پر ہوتے ہین بیگانون کو یگانہ بنا لیتے ہین یہان مرزا کامران نے جنت آشیانی سے جدا ہو کر لاہور کا راستہ لیا اور جنتائی امراء نے اسوجہ سے کہ بادشاہ روافض ترکمانون کی تربیت و عزت مین مبالغہ فرماتا ہو تعصب

مین نفاق پیدا کیا اور باوجود اس حالت کے جنت آشیانی آگرہ سے قنوج کو روانہ ہوئے اور دریائے گنگا سے پار ہو کر شیبی مقام پر اترے اُس وقت لشکر بادشاہی ایک لاکھ تھا لیکن متفرق و متزلزل اور لشکر افغانان پچاس ہزار لیکن متحد و یکدل چنانچہ بروز عاشورہ ۹۴۷ھ نو سو سینتالیس مین لشکر مغل نشیب سے کوچ کر کے کسی بلندی پر اترنا چاہتے تھے کہ ناگاہ شیر شاہ نے مثل سابق کے موقع پاکر فوراً حملہ کیا اور لشکر مغل جن کے دل مین بار اول کی ہیبت چھائی ہوئی تھی بغیر جنگ بھاگ کھڑے ہوے اور جنت آشیانی نے دریا مین گھوڑا ڈال دیا اور بمشقت تمام پار ہو کر لاہور کا راستہ لیا اور جب شیر خان نے لاہور تک تعاقب نہ چھوڑا تو جنت آشیانی جانب سندھ روانہ ہوئے۔ شیر شاہ نے خوشاب تک تعاقب کیا اور وہان اسمٰعیل خان و غازی خان و فتح خان بلوچ دوانی جو بلوچون کے سردار تھے شیر شاہ سے ملے اور شیر شاہ نے کوہستان نندنہ و حوالی کوہ بالناتھ کو خود دیکھ کر جہان جہان قلعہ بنانے کی ضرورت دیکھی قلعہ بنایا اور رنگ پاس قلعہ رہتاس بنایا۔ اور اُس وقت اپنے غلام خواص خان کو جس کی لیاقت و مردانگی کے سبب سے بادشاہ ہو گیا تھا امیر الامراء بنایا اور ممالک محروسہ کا دسواں حصہ اسکی جاگیر قرار دی اور اس کو ہیبت خان نیازی و فوج کثیر کے ساتھ رہتاس کے مقام پر چھوڑ کر ہندوستان کی طرف لوٹا اور جب آگرہ مین پہونچا تو سنا کہ خضر خان شروانی جو اس کی جانب سے بنگالہ کا حاکم تھا سلطان محمود بنگالی کی لڑکی سے شادی کر کے شاہی طور و طریقہ سے بسر کرتا ہے شیر شاہ بیدار مغز ہو گیا تھا فوراً اس کے تدارک کے لیے جانب بنگالہ کوچ کیا اور خضر خان شروانی استقبال کے واسطے آیا تو قید ہو گیا اور شیر شاہ نے ولایت بنگالہ کو چند آدمیون مین منقسم کر کے طوائف الملوکی پیدا کر دی اور قاضی فضیل کو جو ولایت کردہ کے علماء مین سے دیانت و امانت مین مشہور اور تمام قاضی فصیح زبان زد خواص و عوام تھے اس ولایت کا امین مقرر کر کے صلاح و فساد انکے اختیار مین کر کے آگرہ کو واپس ہوا اور ۹۴۹ھ نو سو انچاس ہجری مین ولایت مالوہ مسخر کرنے کے لیے سوار ہوا اور اس کے امراء مین سے شجاعت خان افغان نے قلعہ گاگرون کا محاصرہ کیا تھا اور آخر بوالقاسم بیگ کو جو جنت آشیانی کی طرف سے حاکم تھا قلعہ سے نکال کر ملازمان شیر شاہی کو قلعہ پر متصرف کر چکا تھا۔ شیر شاہ جب مالوہ پہونچا تو ملوخان حاکم مالوہ جو خلجی بادشاہ کی طرف سے مالوہ پر حاکم تھا بطور صلح کے بغیر بلائے چلا آیا اور شیر شاہ سے ملا لیکن چند روز بعد دہم و ہراس کی وجہ سے بھاگ گیا اور شیر شاہ نے حاجی خان کو مالوہ پر حاکم کیا اور شجاعت خان کو بھی سیوا اس مین جاگیر دیکر وہین چھوڑا اور خود رنتھبور کی طرف متوجہ ہوا اور ملوخان اس کے بعد مالوہ مین آکر حاجی خان و شجاعت خان سے لڑا اور شجاعت خان سے شکست کھا کر بھاگ گیا لہذا شیر شاہ نے شجاعت خان کو مالوہ پر حاکم کیا اور حاجی خان کو طلب کر لیا اور جب رنتھبور کے قریب پہونچا تو جالاک المچی بھیجکر قلعہ کو سلطان محمود لودھی کے ملازمین سے بطور صلح لے کر آگرہ آیا کہتے ہین کہ جب ملوخان کے لڑنے و بھاگنے کی خبر شیر شاہ کو پہونچی تو فی البدیہہ یہ مصرع

کہا ع باما چہ کردیدی ملو غلام گیدی ۔ شیخ عبد الحی ولد شیخ جمالی نے دوسرا مصرع عرض کیا ع قولیست مصطفےٰ را لاخیر فی عبیدی ۔ شیر شاہ نے آگرہ مین ایک سال قیام کرکے لشکر و ملک کا انتظام کیا اور ہیبت خان حاکم رہتاس کو لکھا کہ ملتان کو بلوچون کے تصرف سے نکال لے یہ اس نے فتح خان بلوچ سے جنگ کرکے ملتان فتح کرلیا ۔ شیر شاہ نے اسکو اعظم ہمایون خطاب دیا اور سنہ ۹۵۰ نو سو پچاس مین معلوم ہوا کہ پورن مل ولد راجہ سلہدی پوربیہ نے قلعہ رائسین مین علم تغلب بلند کیا اور اس نواح کے بہت سے پرگنات پر قبضہ کرکے دو ہزار مسلمان عورتین اپنے حرم مین بطور رقاصہ پاتر پون کے رکھی ہین شیر شاہ حمیت اسلامی سے جوش مین آیا اور قلعہ رائسین فتح کرنے پر عازم ہوا جب مدت محاصرہ دراز ہوئی تو شیر شاہ نے صلح کی گفتگو شروع کی اور پورن مل سے عہد و پیمان کیا کہ اسکو جان کا ضرر نہ پہونچاویگا ۔ پورن مل مع زن و فرزند اور چار ہزار نامی راجپوتون کے قلعہ سے باہر مقیم ہوا اور شیر شاہ کو علماے وقت مین سے رفیع الدین صفوی نے فتوی دیا کہ پورن مل کو قتل کرنا روا ہے باوجودیکہ عہد و پیمان تھا یہ فتوی دیا ۔ شیر شاہ نے تمام لشکر و فیلان کوہ پیکر کو بھیجکر اسکے لشکر کو محاصرہ کرلیا پورن مل و راجپوتون نے موت پر آمادہ ہوکر زن و فرزند کو ہلاک و سوختہ کرکے اسطرح پر دانہ کی طرح ہاتھیون و تلوارون و تیرون پر گرے کہ کارنامہ رستم و اسفندیار کھیل ہوگیا اور شیر شاہ وہانسے آگرہ مین آیا اور چند ماہ کے بعد تازہ لشکر کا انتظام کرکے ولایت مارواڑ کی تسخیر پر آمادہ ہوا اور ہر منزل پر لشکر کے گرد خندق بنواتا اور ہوشیاری و احتیاط سے کام لیتا تھا جب زمین ریگستان آگئی اور قلعہ بندی ممکن نہوئی تو اس نے راے صائب و عقل دور بین سے حکم دیا کہ بورون مین بالو بھر کر ٹیلے اوپر رکھکر قلعہ بندی کرین اور سب سے پہلے اسنے راجہ مالدیو کا قصد کیا جو ناگور و جودھپور کا حاکم تھا اور ہندوستان کے راجون مین سب سے زیادہ لشکر و حشم رکھتا تھا اور مالدیو بھی قریب پچاس ہزار راجپوت لیکر چند منزل بڑھکر نواح اجمیر مین شیر شاہ کے مقابل اترا اور قریب ایک ماہ تک دونون لشکر برابر رہے لڑائی مین کوئی سبقت نہین کرتا تھا اور شیر شاہ نے اسکی جمعیت کثیر دیکھکر توہم کیا اور اپنے آنے سے پشیمان ہوا ۔ چونکہ مالدیو حقیقت مین اس مملکت کا وارث نہ تھا بلکہ زبردستی اس نواح کے راجاؤن کو مطیع کرکے مہاراجہ بن بیٹھا تھا اس موقع پر جن راجاؤن کو صدمہ پہونچا تھا فرصت پاکر شیر شاہ کے لشکر اور شیر شاہ کے مشورہ سے اخون نے ہندوی زبان مین مالدیو کے سرداروں کی طرف سے شیر شاہ کے نام خطوط لکھے کہ اتنی مدت تک ہم لوگون نے مجبوری مالدیو کا ساتھ دیا اور اس کے ظلم سہے اور وقت کے منتظر رہے اب خدا نے آپ ایسے بادشاہ کو ادھر بھیجا ہے تاکہ اس سے ہمارا انتقام لے ہم تہ دل سے آپ کے شریک ہین جس وقت آپ کی فوجین قریب آوینگی ہم مالدیو سے جدا ہوکر آپ سے ملحق ہو جائینگے ۔ اوان خطوط کے جواب مین شیر شاہ کی طرف سے ان سرداروں کے نام جواب لکھے کہ خاطر جمع رکھو ان شاء اللہ تعالی بعد فتح کے تمھارے اقطاع موروثی تم کو دیکر تمھاری عزت و تکریم کی جائیگی اس عرصہ مین جو کچھ دولتخواہی کرسکو اسمین دریغ نہ کرنا ۔ پھر ان جعلی خطون کو کسی حیلہ سے مالدیو کے ہاتھ پہونچا دیا ۔ مالدیو ان خطوط کو دیکھکر ہراسان ہوا کیونکہ اسکو ہمیشہ اپنے امرا کی طرف سے

پورنمل پوربیہ

اندیشہ رہتا تھا اور اسنے ایک سردار کو تھیا نام سے بطور امتحان مشورہ کیا کہ کیا آگے بڑھون۔ اس نے خیرخواہی کے طور پر کہا کہ یہی موقع ہے ضرور بڑھو۔ یہی سردار سب مین زیادہ شجاع و قوی تھا۔ اب مالدیو کو یقین ہو گیا کہ ضرور یہ سازش رکھتا ہے اور فی الفور پلٹ جانے پر آمادہ ہو گیا اور امرار نے ہر چند نصیحت کی کچھ فائدہ نہ ہوا آخر ان کو معلوم ہوا کہ اس قسم کے خلوط آئے ہین تو سب نے ان کو جعلی قرار دیا اور سمجھایا کہ یہ مکر و حیلہ ہے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ چونکہ تہمت بیوفائی سب کے نزدیک شرم و عار ہے بالخصوص اجمیل راجپوت تو اس سے بہت ہی عار کرتے ہین آخران امرار نے مالدیو سے کہا کہ ہم لوگون پر بیوفائی کا داغ لگا جاتا ہے اب ہم کو لازم ہے کہ ہم سب شیرشاہ سے لڑین خواہ فتح ہو یا مارے جاوین مالدیو کو اسقدر توہم چھایا تھا کہ انکے اس ارادہ سے بھی ڈرا کہ مبادا نزدیک ہو اور برباد کیا جاوے لہذا رات کو روانہ ہوا اور ان سردارون نے دس بارہ ہزار کی جمعیت سے جدا ہو کر شبخون مارنے کے ارادہ سے لشکر شیرشاہ کا قصد کیا۔ شیرشاہ کے طالع ارجمند سے وہ لوگ راہ غلط کر کے صبح کو شیرشاہی لشکر کے قریب پہونچے اور از راہ حمیت و غیرت آمادہ مرگ ہو کر لشکر شیرشاہ پر جو اسّی ہزار سے کسی طرح کم نہ تھا حملہ کیا اور اکثر لشکر افغانان کو درہم برہم کر دیا قریب تھا کہ شیرشاہ شکست کھا کر بھاگے کہ اس کے قوت طالع سے حسب اتفاق ایک سردار جلال خان حلوانی تازہ دم فوج سے پہونچ گیا اور یہ حالت دیکھکر فوراً راجپوتون کی فوج پر ٹوٹ پڑا اور اس ناگہانی حملہ سے راجپوتون مین زلزلہ پڑ گیا اور زبردست سردار مثل کوٹھیا وغیرہ کے مارے گئے اور راجپوتون نے شکست کھائی۔ شیرشاہ نے پہلے تو شکست کا یقین کر لیا تھا اب فتح سے شاد ہو کر کہا کہ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی تھی کہ ایک مٹھی جوار باجرہ کے پیچھے مین نے ہندوستان کی سلطنت کھوئی ہوتی بات یہ تھی کہ مالدیو کی مملکت اکثر ریگستان بے آب ہے جس مین سوائے جوار باجرہ و سانوان کے دوسری چیز مین مانند گیہون و چانول و جوار غیشکر و چنے و عمدہ ترکاریون کے کچھ پیدا نہین ہوتا ہے۔ اُدھر مالدیو نے جب یقین کیا کہ وہ سب تحریرات مزور و مکر تھین تو اپنے بہادر امرار کے بیگناہ قتل ہونے سے بہت افسوس کیا اور آخر خود کو ہستان جودھپور مین چلا گیا اور شیرشاہ اس فتح کے بعد چتور گیا اور اس کو صلح سے لے کر رنتھبور مین آیا چونکہ قلعہ رنتھبور اپنے بڑے بیٹے عادل خان کو دیا تھا اس نے احتیاط چاہی کہ چند روز قلعہ مین سامان ورسد کا انتظام کر کے حاضر ہو اور شیرشاہ وہان سے قلعہ کالنجر کی طرف گیا جو منجملہ مستحکم قلعون کے شمار کیا جاتا ہے چونکہ راجہ کالنجر نے پورن مل کے بارہ مین بے وفائی و بدعہدی دیکھی تھی مطیع نہوا اور شیرشاہ نے قلعہ کو ہر طرف سے گھیر لیا اور ساباط و سرکوب بنوا کر قلعہ پر لڑائی ڈالی اور جہان خود کھڑا تھا وہان بارود بھرے ہوئے ڈبے تھے جن کو آگ دیکر لوگ قلعہ مین پھینکتے تھے اتفاقاً ایک ڈبہ دیوار قلعہ سے ٹکرا کر اُلٹ کے حصون کے درمیان گرا اور سب مین آگ لگ گئی جس سے شیرشاہ و شیخ خلیل مرشد و ملا نظام دانشمند و دریا خان شروانی جل گئے اور شیرشاہ نے باوجود اس حالت کے مورچل پر پہونچایا گیا اور جب اس کو ہوش آتا تھا تو باواز بلند تاکید کرتا کہ جاؤ اور فوج کو تاکید کرو کہ بغیر قلعہ فتح کیے واپس نہون یہانتک کہ اسی روز کی شام کو قلعہ فتح ہوا اور شیرشاہ نے بھی ہمیشہ کے لئے دنیا سے آنکھ بند کر لی اور یہ ۹۵۲ھ نوسو باون کی بارھوین تاریخ

ربیع الاول تھی ؎ زدوزگار ہمین حالتم پسند آمد ٭ کہ خوب و زشت و بد و نیک درگزر دیدم ٭ برین صحیفہ مینا ز خامۂ خورشید ٭ نگاشتہ سخنے خوش بآب زر دیدم ٭ کہ اے بدولت دہ روزہ گشتہ مستظہر ٭ مباش غرہ کہ از تو بزرگ تر دیدم ٭ شیرشاہ نے پندرہ برس امارت کی اور پانچ سال اکثر ہلاد ہندوستان مین بادشاہ رہا۔ بڑا عاقل و مدبر تھا اور اپنے ایام سلطنت مین بہت ایسے کام کیے جن کے اچھے آثار باقی رہے چنانچہ عاقلانہ نیک کام یہ تھا کہ ستارگانون بنگالہ سے لیکر دریاے نیلاب سندھ تک کہ ایکہزار بانسو کوس ہی ایک سڑک بنوائی اور ہر کوس پر ایک مسجد و کنوان پختہ بنوایا اور مسجد مین قرآن پڑھانے والا و موذن و امام مقرر کیا اور انکا وظیفہ جاری کیا اور وہان ایک سرائے پختہ بنوائی جس کے ایک دروازہ پر مسلمان مسافرون کو کھچا و پکا کھانا ملتا تھا اور دوسرے دروازہ پر ہندو مسافرون کو اسی طرح ملتا تھا تاکہ کسی مسافر کو تکلیف نہ ہو اور ہر سرائے مین ڈاک چوکی کے دو گھوڑے رکھے کہ ہر روز ستارگانون بنگالہ کی اور رہتاس تک کی خبرین و عرضیان اسکو ملتی تھین اور اس سڑک کے دونون طرف میوہ دار درخت لگائے تھے کہ مسافر انکے سایہ مین چلتے و پھل کھاتے اور دو طرفہ باغات بھی تھے جن مین ترکاری کے چمن تھے اور اسی طرح آگرہ سے مندو تک کہ تین سو کوس ہی اسی قسم کا انتظام کیا تھا اور اس بادشاہ کے زمانہ مین امن ایسا تھا کہ مسافر آنے جانے والے صحراء بیابان مین جہان کہین پہونچتے اپنے اسباب کی طرف سے بیخوف ہوکر اترتے تھے اگر بڑھیا اشرفیون کا ڈھیرا لیے صحرا مین سو رہتی تو اس کو چوکیدار کی کچھ ضرورت نہ ہوتی۔ شیرشاہ جب آئینہ مین اپنی سفید داڑھی دیکھتا تو کہتا کہ بادشاہی شام کے قریب میرے پاس آئی ہی اور بہت افسوس کرتا۔ شوکا بھی ذوق تھا بلکہ خود بھی ہندوستانی طریقہ کے مضحکہ والے اشعار کہتا تھا۔ اس کی انگوٹھی کے نگینہ پر یہ سجع تھا۔ مشعر مشہ اللہ باقی تو ابادد انم ٭ بمان شیر مشہ بن حسن سور تا نم ٭ اس کے معنی یہ ہین کہ اے بادشاہ اللہ باقی ہمیشہ تیرا کارساز ہو ٭ اے شیرشاہ بن حسن سور تو ہمیشہ قائم رہے۔ اپنے اکثر اوقات کو خلائق کے کام مین صرف کرتا اور لشکر کا سرانجام اور رعایا کی غمخواری پورے طور سے انجام دیتا تھا اور ہر حال مین عدل و انصاف پر قائم رہتا تھا۔ بیشک ہی شخص نے زندگی کا پھل پایا جس کا مرنے کے بعد تک نام باقی رہگیا۔ شیخ عباس نے اس کے مرنے کی تاریخ یون لکھی ہی ؎ شیرشاہی کہ از مہابت او ٭ شیر و بز آب را بہم مخورد ٭ چون برفت ز جہان بدار بقا ٭ گشت تاریخ او زہش مرد ٭ ذکر سلیم شاہ بن شیرشاہ افغان سور کی سلطنت کا۔ جسوقت کہ شیرشاہ فوت ہوا عادل خان اسکا بڑا بیٹا کالیور بھا تھا جھوریں اور چھوٹا فرزند اُس کا جلال خان قصبۂ ریون نواح بیانہ مین تھا امرا نے جب دیکھا کہ عادل خان مسافت دور دراز مین ہی اور جہانگیر ہونا ضرور ہی سب نے ایلچی جلال خان کی طلب مین بھیجا اور جلال خان پانچ دن کے بعد آگرہ کے شاہی مین پہونچا اور عیسیٰ خان حاجب اور دوسرے امرا کی کوشش سے ماہ ربیع الاول کی پندرھوین ۹۵۲ نوسو باون ہجری مین مین قلعہ کالنجر مین تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور ساتھ سلام شاہ کے مخاطب ہوا اور خاص و عام کی زبان پر سلیم شاہ مذکور ہوا القصہ جب سلیم شاہ قائم مقام پدر ہوا اپنے بڑے بھائی عادل خان کو عرضداشت لکھکر اظہار کیا کہ جو آپ شہر و دور دراز مین رونق افزا تھے اور مین نزدیک تھا وسطے تسکین آتش فتنہ و فساد کے ادھر تشریف آوری تک مین نے افواج کی محافظت کی اور

مجھے آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے سوا کچھ چارہ نہیں ہے اُسکے بعد کالنجر سے آگرہ کی طرف متوجہ ہو کر جب قصبہ
کوڑہ کے نواح میں پہونچا خواص خان نے اپنی جاگیر سے آن کر ملازمت کی اور سرنو سے جشن جلوس ترتیب
دیکر پھر سلیم شاہ کو امرا کے اتفاق سے سریر سلطنت پر جلوہ گر کیا اور اُس کے بعد سلیم شاہ نے دنیاداری کے موجب ایک
مکتوب اور عادل خان کے پاس بھیجکر محبت اور اخلاص ظاہر کیا اور ملاقات کا طالب ہوا اور عادل خان نے سلیم شاہ
کے امرا کو کہ قطب خان نائب اور عیسی خان نیازی اور خواص خان اور جلال خان جلوانی تھے قلمی کیا کہ تم میرے آنے میں کیا
صلاح دیکھتے ہو اور سلیم شاہ کو بھی لکھا کہ جو یہ چار دن شخص آنکر میری تسلی کرین تو اُس طرف عنان عزیمت معطوف کرونگا پھر
سلیم شاہ نے اُن چارون امرا کو عادل خان کے پاس بھیجا اور اُنھون نے جاکر ساتھ عہد اور قول کے عادل خان کی تسلی
کی اور اقرار کیا کہ اول ملاقات میں آپ کو رخصت دلوائینگے اور ہندوستان کے جس ملک میں جہان چاہین جاگیر
لیوین عادل خان انکے ہمراہ آگرہ کی طرف متوجہ ہوا جب قصبۂ سیکری میں کہ بالفعل ساتھ فتحپور کے اشتہار رکھتا ہے پہونچا
سلیم شاہ شکار میں مشغول تھا اپنے بھائی کی خبر آمد سنکر اُس مقام میں کہ ملاقات کے واسطے آراستہ کیا تھا استقبال
کرکے ملاقات کی اور محبت برادری کے آثار طرفین سے ظاہر ہونے لحظہ آپس میں بیٹھے پھر آگرہ کی طرف متوجہ ہوئے
سلیم شاہ نے ایک قدر اپنے بھائی کی نسبت اندیشہ کرکے اپنے تو ابعین کو سمجھا دیا تھا کہ عادل خان کے ملازمین اور
تو ابعین سے اُس کے پاس دو تین آدمی سے زیادہ نہ پہونچنے پائین لیکن دروازہ میں آدمی اُسکے ممتنع نہوئے ایک جماعت
کثیر ہمراہ اُسکے داخل ہوئی اور اندیشہ اور تدبیر سلیم شاہ کی سست ہوئی جب بضرورت اظہار ملایمت اور چاپلوسی کرکے کہا کہ میں نے
اب تک افغانان سرکش اور بے سر کو نگاہ رکھا آیندہ آپ کے سپرد کرتا ہون یہ کہکر عادل خان کا ہاتھ پکڑکر تخت پر بٹھایا اور
نہایت چاپلوسی کی عادل خان نے جو کہ عیاش اور فراغت جو تھا سلیم شاہ کی مکاری و فریب سے آگاہ ہو کر قبول اور منظور نہ کیا
اور تخت سے اُٹھکر سلیم شاہ کو تخت پر بٹھایا اور اول خود سلام کیا اور مبارکباد دی اسکے بعد ہر ایک اعیان مملکت اور ارکان سلطنت
نے مبارکباد کہکر لوازم نثار اور شرائط پیشکش پہونچائے اور اسی مجلس میں قطب خان نائب اور عیسی خان نیازی اور خواص خان
نے عرض کیا کہ قول اور عہد جو ہمارے اور عادل خان کے درمیان میں آیا مقتضا یہ ہو کہ اول ملاقات میں عادل خان کو رخصت دیکر
بیانہ اور توابع اُسکی جاگیر میں مقرر ہووے سلیم شاہ نے قبول کرکے عادل خان کو بیانہ کی طرف رخصت کیا اور عیسی خان نیازی اور
خواص خان کو ہمراہ کیا اور سلیم شاہ نے دو تین مہینے کے بعد غازی محلے کو جو محرمون اور معتمدون سے تھا مع بیٹی طلائی بھیجکر
حکم دیا کہ عادل خان کو گرفتار کرلاوے عادل خان یہ خبر سنکر خواص خان کے پاس میوات میں گیا اور سلیم شاہ کے نقض عہد کا اظہار
کرکے نالان ہوا خواص خان کا دل بھر آیا اور غازی محلے کو طلب کرکے وہی بیڑی اُسکے پاؤن میں ڈالی اور نشان مخالفت بلند کیا
اور اُن امرا کو جو سلیم شاہ کے ہمراہ تھے ہر ایک کے نام خط تحریر کرکے اپنا متفق کیا اور باتفاق عادل خان اشکر جرار اپنا لیکر آگرہ
کی طرف متوجہ ہوا اور قطب خان نائب اور عیسی خان نیازی نے جو قول و عہد میں داخل تھے سلیم شاہ سے رنجیدہ ہو کر عادل خان
کو ترغیبات تحریر کرکے یہ اقرار کیا کہ کچھ رات باقی رہے عادل خان آپ کو آگرہ میں پہونچاوے تو لوگ بے جواب تابع سلیم سے
جداہو کر اُسکے پاس آسکین اتفاقاً عادل خان اور خواص خان جب قصبۂ سیکری میں کہ بارہ کوس آگرہ سے ہے پہونچے شیخ سلیم کی ملاقات
کے واسطے کہ مشائخ وقت سے تھے گئے اور جو کہ وہ شب شب برات تھی خواص خان کو نماز کے واسطے جو کہ اُس شب میں مقرر ہے
توقف اور امہال حاصل ہوا پھر دن چڑھے آگرہ کے نواح میں داخل ہوئے سلیم شاہ نے اس آمد کے طرز سے آگاہ ہو کر سراسیمہ

قطب خان نائب وعیسیٰ خان نیازی اور دیگر امرا سے کہا کہ اگر مجھے عادل خان کے بارہ میں بدعہدی واقع ہوئی تھی خواص خان اور عیسیٰ خان نے کس واسطے مجھے آگاہ نہ کیا جو میں اندیشۂ فاسد سے باز آتا قطب خان نے سلیم شاہ کا اضطراب دیکھکر کہا کچھ اندیشہ نہیں ہے ابھی اختیار باقی ہے اس فساد کی تسکین کا میں ضامن ہوں سلیم شاہ نے قطب خان نائب اور دوسرے امرا کو کہ فی الجملہ اتفاق عادل خان سے رکھتے تھے اس بہانہ سے کہ جس طرح ہو سکے حرف صلح اور صلاح درمیان میں لاویں رخصت کیا کہ عادل خان کے پاس جاویں اور ارادہ اُس کا یہ تھا کہ اس جماعت کو اپنے پاس سے دور کرکے قلعہ چنار کی طرف خزانہ لانے کے بہانہ سے فرار کرے اور دوبارہ سامان جنگ اور افواج فراہم کرکے جنگ و محاربہ میں مشغول ہووے عیسیٰ خان نیازی نے سلیم شاہ کو اس امر سے ممانعت کی اور کہا اگر آپ کو اور آدمیوں پر اعتماد نہیں ہے تو سی ہزار افغان قرلی وغیرہ ایام شہزادگی سے آپ کے لوکر خاص اور محل اعتماد ہیں باوجود اس قدرت اور کمنت کے تعجب کا مقام ہے کہ آپ دولت خداداد پر بھروسا نہیں فرماتے فرار کو قرار پر اختیار کرتے ہیں اور امرا بہر چند کہ مخالفت باطنی رکھتے ہوں غنیم کے پاس بھیجنا حزم اور احتیاط سے بعید ہے پس لائق اور سزاوار یہ ہے کہ آپ بنفس نفیس تمام لشکر پر سبقت کرکے میدان کارزار میں رونق افزا ہوں اور بپائے ثبات محکم فرمائیں کوئی شخص آپکے حضور سے دشمن کی طرف نجاوے گا سلیم شاہ نے اس بات سے قوی دل ہوکر استقامت کی اور قطب خان نائب اور دوسروں کو کہ رخصت ذی تھی پھر طلب کرکے فرمایا کہ میں اپنے ہاتھ سے تمھیں کیونکر غنیم کے سپرد کردوں شاید کہ بدی تمھارے حق میں اندیشہ کرے یہ کہکر حرب پر آمادہ ہوا اور شہر سے برآمد ہوکر میدان میں ایستادہ ہوا وہ لوگ کہ عادل خان سے ہمزبان تھے سلیم شاہ کو صف میں دیکھکر شرم سے داخل لیاول ہوئے اور ظاہر بلدہ آگرہ میں جنگ واقع ہوئی تائیدات آسمانی نے سلیم شاہ پر نوازش فرمائی سنگ تفرقہ عادل خان اور خواص خان کی جمعیت میں ڈالا اور خواص خان اور عیسیٰ خان نیازی میوات کی طرف راہی ہوئے اور عادل خان تنہا چنہ میں جاکر ایسا مفقود الخبر ہوا کہ کسی نے اُسکے احوال سے خبر نپائی اور معلوم نہوا کہ اسکا کیا ہوا پھر سلیم شاہ نے خواص خان اور عیسیٰ خان کے تعاقب میں لشکر تعین کیا اور فیروزپور میں آتش جنگ افروختہ ہوئی اور سلیم شاہ کے لشکر نے شکست کھائی اسکے بعد جب دوسرا لشکر کمک کو پہنچا خواص خان اور عیسیٰ خان تاب مقاومت نہ لاکے کوہ کمایوں کی طرف بھاگے سلیم شاہ نے قطب خان نائب کو اور ایک جماعت دیگر اُنکے سر پر تعینات کی اور اُسنے جاکر دھن کوہ کمایوں میں تمام کیا اور ہمیشہ دھن کوہ کو تاخت و تاراج سے خراب کرتا تھا اسوقت سلیم شاہ نے خود چنار کی طرف عزیمت کی اثنائے راہ میں جلال خان حلوانی اور اُسکے بھائی کو اس اتفاق کے سبب کہ عادل خان سے رکھتے تھے ماخوذ کرکے قتل کیا پھر چنار میں جاکر خزانہ برآوردہ کرکے گوالیار میں بھیجا اور خود بجانب آگرہ مراجعت فرمائی اور جو قطب خان عادل خان کے بلانے اور اعانت فتنہ میں داخل تھا بسبب اُس خوف و ہراس کے کوہ کمایوں کے دھن سے فرار کرکے لاہور میں ہیبت خان نیازی المتلقب باعظم ہمایوں کے پاس گیا سلیم شاہ نے عظم ہمایوں پر حکم نافذ کرکے قطب خان نائب کو طلب کیا اعظم ہمایوں نے حکم کے موافق قطب خان کو سلیم شاہ کی خدمت میں روانہ کیا بادشاہ نے اُسکو مع چند محبوس دیگر کے کہ جملہ چودہ نفر تھے قید کرکے اپنے ہمشیرزادہ شہباز خان لوحانی کے پاس گوالیار میں بھیجا اور شجاعت خان حاکم مالوہ اور اعظم ہمایوں کو طلب کیا شجاعت خان نے آنکر ملازمت کی اور اعظم ہمایوں متعذر ہوا سلیم شاہ نے شجاعت خان کو پھر مالوہ کی طرف رخصت کیا اور خود خزانہ لانے کے واسطے رہتاس کے سمت سوار ہوا اور سعید خان یعنی اعظم ہمایوں کا بھائی کہ ہمیشہ حضور میں حاضر رہتا تھا راہ سے فرار کرکے لاہور گیا سلیم شاہ بھی راستہ سے بازگشت کرکے آگرہ میں آیا اور لشکر کے جنھوں کا حکم دیکر

نئی دہلی کی طرف روانہ ہوا اور حکم کیا کہ گرداگرد شہر اور اُس قلعہ کے کہ ہمایون بادشاہ نے تعمیر کیا تھا ایک حصار گچ و سنگ سے تیار کریں اور جب سلیم شاہ کی خبر توجہ دہلی کی طرف شجاعت خان کو پہونچی شجاعت خان اظہار اخلاص کے واسطے مع ایک جماعت مخلصان سلیم شاہ کے روبرو آیا اور استمالت پائی اور سلیم شاہ نے چند روز دہلی میں قیام کیا اور لشکر کو آراستہ کر کے لاہور کی عزیمت کی اور اعظم ہمایون خان مع طائفہ مخالفان بالنفاق خواص خان اور لشکر پنجاب کہ سلیم شاہ کی افواج سے وہ چند تھا مقابلہ کے واسطے چلا اور قصبہ انبالہ کے نواح میں دونوں لشکر قریب ہوئے کہتے ہیں کہ جب سلیم شاہ لشکر نیازیون کے قریب فروکش ہوا تو خود مع مقربون کے چند اشخاص کے لشکر نیازیون کے مشاہدہ کو حاکرا ایک پشتہ پر چڑھا اور جب نظر اُسکی اُنپر پڑی اُس مقام میں ایستادہ ہو کر کہا کہ میری عزت و ناموس ہمین سامنا ہے کہ باغی کو دیکھکر صبر کرون پھر افسرون کو حکم دیا کہ صفوف جنگ آراستہ کر کے عزیمت جنگ کرو اور اُس شب کو کہ صباح اُسکے جنگ ہوئی اعظم ہمایون اور اُسکے بھائی نے خواص خان سے حاکم کے نصب کرنے کے واسطے مشورہ کیا تھا کہ حاکم کون ہو خواص خان نے کہا تھا کہ عادل خان کو تلاش کر کے حاکم کرنا چاہیے اور اعظم ہمایون اور اُسکے بھائی نے کہا تھا بیت ملکا سیر است نگیرد کسے ؛ تا نزند تیغ دودستی بسے ؛ چنانچہ اس مقدمہ کے سبب اُن کے درمیان میں کدورت پیدا ہوئی جب کہ صفوف آراستہ ہوئین اور طرفین مقابل ہوئے خواص خان بے جنگ نہر عبور کر کے فوج کے باہر نکل گیا اور نیازیون نے حتی المقدور مقابلہ اور محاربہ کیا جو کہ نمکحرامی کا نتیجہ شامت و غداست ہمیشہ بھی بھاگ گئے اور فتح غیبی سلیم شاہ کو نصیب ہوئی بیت کسی را کہ دولت کند یاوری ؛ کہ آرد کہ بادے کند داوری ؛ سعید خان یعنی برادر اعظم ہمایون مع دس آدمی ہمراہیون کے جو مسلح تھے اور کوئی شخص اُسے نہین پہچانتا تھا اُسنے چاہا کہ مین مہار کھاد کے بہانہ سلیم شاہ کے پاس پہونچکر اُسکا کام تمام کردون جب گیا ایک فیلبان نے اُسے پہچانکر نیزہ مارا اور وہ فیلبان جنگی کے حلقہ اور سلیم شاہ کی فوج خاص کے داہنی طرف سے برآمد ہو کر نکل گیا القصہ نیازیون نے شکست کے بعد دھنکوٹ کی طرف جو دہ کے قریب ہے فرار کیا سلیم شاہ قلعہ رہتاس تک جسکو اُسکے والد نے تعمیر کیا تھا اُنکے تعاقب میں گیا اور خواجہ اویس شروانی کو مع لشکر قوی نیازیون کے سر پر تعین کر کے خود بدولت و اقبال آگرہ کی طرف مراجعت کی اور وہان سے گوالیار میں آیا اُسوقت ایک دن شجاعت خان قلعہ کے اوپر سلیم شاہ کے اگاڑی جاتا تھا ایک شخص عثمان نامے کہ شجاعت خان نے اُسکا ہاتھ قطع کیا تھا سر راہ کمین کر کے فرصت وقت کا جو پایا تھا ایکبارگی برق کی طرح جست کی اور ایک وار شجاعت خان پر کیا شجاعت خان زخمی ہو کر اپنے مکان پر گیا اور گمان کیا کہ شخص سلیم شاہ کے خواسے اس فعل کا مرتکب ہوا ہے پس سوچ کر گوالیار سے بھاگ کر الوہ کی طرف گیا سلیم شاہ نے مندو تک اُسکا پیچھا کیا اور جب شجاعت خان بالوہ مین آیا عیسی خان سور کو مع بیس ہزار سوار دھین مین چھوڑ کر خود مراجعت کی اور یہ معرکہ ۹۵۸ھ نو سو چون ہجری مین واقع ہوا تھا اور خواجہ اویس شروانی کہ اعظم ہمایون کے سر پر تعین تھا دھنکوٹ کے اطراف مین اُنسے لڑا اور شکست پائی اور اعظم ہمایون تعاقب کر کے نوشہرہ تک آیا سلیم شاہ نے یہ خبر سنکر لشکر گران ترتیب دیکر نیازیون کے دفع کے واسطے بھیجا اعظم ہمایون پھر پلٹ کر دھنکوٹ مین گیا جب سلیم شاہ کا لشکر موضع سہند کے قریب پہونچا نیازیون نے محاربہ کیا اور شکست فاش کھائی اور اعظم ہمایون کی مان اور زن و فرزند اسیر ہوئے چنانچہ اسیرون کو سلیم شاہ کی خدمت مین روانہ کیا اور تمام غازی گکھڑون کے پاس پناہ لیگئے اور پہاڑون پر کشمیر کے متصل ہین در آئے سلیم شاہ مع لشکر گران نیازیون کی آتش فساد کی تسکین کیلئے سوار ہو کر پنجاب کی طرف متوجہ ہوا اور دو برس تک گکھڑان سے محاربہ اور مجادلہ رہا اور ان دنون مین ایک شخص نے تنگ آ کر

مین کہ اسوقت سلیم شاہ کوہ ماہنکوٹ پر چڑھتا تھا شمشیر برہنہ کر کے اسکے قتل کا قصد کیا سلیم شاہ کمال چستی اور چالاکی سے اسپر غالب آیا اور آن واحد مین اُس کا کام تمام کیا اور وہ تلوار بہادر خان کو جو خود اقبال خان کو بخشی تھی اور جسکے ذریعہ سے مغلوب ہوئے اور اُن مین قوت باقی نہ رہی اعظم ہمایون کشمیر مین آیا حاکم کشمیر سلیم شاہ کے ملاحظہ سے نیازیون کا سردار ہوا نیازیون نے بھی صف جنگ آراستہ کی آخر کو اعظم ہمایون اور سعید خان تیغ کے گھاٹ اُترے حاکم کشمیر نے اُنکے سر کاٹ کر سلیم شاہ کے پاس بھیجے اور سلیم شاہ نے نیازیون کی مہم سے فراغ حاصل کر کے مراجعت کی اُسوقت میرزا کامران جنت آسیائی سے بھاگ کر سلیم شاہ کے پاس پناہ لایا اور سلیم شاہ نے ازروے مخوت و تکبر پیش آن کر نالائق سلوک کیا اس سبب سے میرزا کامران سلیم شاہ کے روبرو سے مفرور ہوا اور کوہ سوالک مین دم لیا اور وہان سے ولایت کہکران مین گیا اور سلیم شاہ نے دہلی مین جا کر چند روز قیام کیا اور اُس وقت خبر آئی کہ ہمایون بادشاہ آب نیلاب کے کنارے پہونچا کہتے ہین کہ اُسوقت سلیم شاہ اپنے گلے مین جوگین لٹکا کر خون نکلواتا تھا اُس وقت سوار ہو کر روانہ ہوا اور اول روز تین کوس پر جا کر مقام کیا اور جو کر تو پخانہ آراستہ ہمراہ رکھتا تھا اور اُسی عرصہ مین بیل ارابہ کے پرگنون مین گئے تھے اور وہ چلنے مین حلدی کرتا تھا فرمایا کہ پیادے بجاے گاؤ ارابہ کھینچین پھر ہر ایک توپ کو ہزار دو ہزار پیادے کھینچنے لگے اور وہ بسرعت تمام لاہور کی طرف متوجہ ہوئے اور جو کہ ہمایون بادشاہ نے پیشتر مراجعت کی تھی چنانچہ اپنے موقع پر مذکور ہوگا سلیم شاہ نے بھی لاہور سے معاودت کر کے قلعہ گوالیار مین قیام کیا اتفاقاً ایک روز شکار کرتا تھا ایک جماعت مفسدون کی بعض آدمیون کے اغوا سے اُسکے سدراہ ہو کر مقام محذر مین ایستادہ ہوئی اور بحسب اتفاق سلیم شاہ نے دوسرے راستہ سے مراجعت کی اور وہ جماعت بیکار اور معطل رہی اور جب حقیقت سلیم شاہ کے گوش زد ہوئی بہاء الدین اور محمود اور مدار کو کہ فتنہ کے بانی تھے قتل کر کے گوالیار مین قرار پکڑا اور ہر شخص کو اپنے امرا سے کر کے ساتھ قوت اور غلبہ کے گمان لیجاتا تھا گرفتار کر کے قید کرتا تھا اور گردن مارتا تھا یہانتک کہ خواص خان کہ شجاعت مین رستم زمان اور سخاوت مین حاتم دوران تھا اُس سے متوہم ہو کر کوہ بکوہ اور صحرا بصحرا پھرتا تھا اور سرگردانی سے تنگ آکر سنہ ۹۵۹ نو سو انسٹھ ہجری مین امان کے ساتھ تاج خان کرانی کے پاس کہ اُسکے ایک امراے معتبرین سے تھا اور سنبھل مین قیام رکھتا تھا آیا اور تاج خان نے سلیم شاہ کے حکم کے موافق نقض عہد کر کے تیغ غدر سے اُسکو قتل کیا اور اُس کے آدمیون نے تابوت اُسکا دہلی مین لیجا کر پیوند زمین کیا اور اہل ہند اُسے جملہ اہل اللہ سے شمار کرتے تھے اور اُس کو خواص خان ولی کہتے تھے چنانچہ اُسکا قتل مبارک نہو اتھوڑے عرصہ مین یعنی ابتداے سنہ ۹۶۰ نو سو ساٹھ ہجری مین سلیم شاہ کی جسم مین ایک دانہ ذبل کا برآمد ہوا اور درد کی شدت سے اسنے فصد لیکر خون نکلوایا اور گھر سے نکلا تو ہوا لگی اور مر گیا مدت اُسکے سلطنت کی نو برس تھی نیلاب سے بنگالہ تک شیر شاہ کے مسافر سراؤن کے بیچ بیچ مین ایک ایک سرا سے اور آباد کر کے ہر ایک سرا مین طعام پختہ اور خام بطریق شیر شاہ مسافرون اور محتاجون اور تونگرون کے واسطے مقرر کیا اور اُسی سال محمود شاہ گجراتی اور برہان نظام الملک بحری نے بھی وفات پائی اور پدر مؤلف نے تاریخ اس واقعہ کے زوال خسروان پائی اور تفصیل اسکی بر سبیل اجمال یہ ہو کہ اُنکے باپ کا نام حسن تھا اور وہ حضرت شیخ سلیم کے خلیفہ ہو کر قصبہ بیانہ مین سجادہ نشینی پر ارشاد یعنی ہدایت طالبون کو کرتے تھے جب رخت ہستی عالم بقا کی طرف کھینچا شیخ علائی کہ اولاد ارشد آنحضرت کے تھے اور فضیلت

وہ انشا میں امتیاز تمام رکھتے تھے اپنے والد ماجد کے قائم مقام ہوئے اور طالبان حق کی ہدایت میں مشغول ہوئے اتفاقاً شیخ عبداللہ افغان نیازی کہ شیخ سلیم چشتی کے مریدان نامی سے تھے سفر مکہ معظمہ سے معاودت فرماتے اور روش مہدویہ کہ سید محمد جونپوری کو مہدی موعود جانتے ہیں اختیار کر کے بیانہ میں رحل اقامت ڈالی اور جب شیخ علائی کو وضع اُس کی خوش آئی اُس کی صحبت کے فریفتہ ہوئے اور آباواجداد کا طریقہ ترک کر کے مخالفوں کو بروش مہدویہ دعوت کرنے لگے اور برسم اُس طائفہ کے شہر کے باہر شیخ عبداللہ افغان نیازی کے ہمسایہ میں توطن کیا اور ساتھ ایک جماعت کثیر احباب اپنے سے کہ ساتھ اُن کے متفق و گرویدہ ہوئے تھے بطریق توکل اور تجرد بسر لیجاتے تھے اور ہر روز نماز کے وقت تفسیر قرآن مجید کی اس قسم سے بیان کرتے تھے کہ جو شخص اُس مجلس میں حاضر ہوتا تھا ایک ان دو کام سے کرتا تھا یا اصلاً اور قطعاً اپنے نام کے واسطے بچاتا تھا اور ترک اہل و عیال کر کے دائرہ مہدویہ میں داخل ہوتا تھا یا کہ معاصی اور مناہی سے تائب ہو کر ساتھ سید محمد جونپوری کے گرویدہ ہوتا تھا اس کے بعد اگر کشت اور زراعت یا تجارت کرتا تھا تو دسواں حصہ راہ خدا بتعالی میں صرف کرتا تھا اور بہت کثرت سے ایسا ہوا کہ باپ نے بیٹے سے اور بھائی نے بھائی سے اور زن نے شوہر سے مفارقت قبول کر کے راہ فقر و قناعت اختیار کی اور نذر اور فتوح جو کہ انکے پاس آتے تھے چھوٹے اور بڑے علی السویہ شریک تھے اور اگر کچھ بہم نہ پہونچتا تھا دو تین روز فاقہ میں بسر کرتے تھے اور اظہار نہ کرتے تھے اور پاس انفاس میں اوقات مصروف رکھتے تھے اور سپر اور شمشیر اور ہتھیار ہر وقت اپنے ہمراہ لے کر شہر اور بازار یا جس مقام میں نامشروع دیکھتے تھے اول ساتھ رفق اور مدارا کے منع کرتے تھے اور اگر نرمی کرنا پیش نہ جاتا تھا قہراً اور جبراً اُس نامشروع کو تیز دیتے تھے اور حکام شہر سے جو شخص کہ اُنسے موافق تھا امداد میں اُسکے کوشش کرتے تھے اور جو کہ منکر تھا قدرت منع اور اُن کے مقاومت میں نہ رکھتا تھا اور جب شیخ عبداللہ افغان نیازی نے دیکھا کہ یہ اجرا ساتھ خاص و عام کے پڑا ہے اور فساد عنقریب برپا ہوا چاہتا ہے شیخ علائی کو سفر حجاز کی دلالت کی اور شیخ علائی ساتھ اُسی وضع اور حالت کے مع تین سو ستر خانوادہ مردم کے سفر حجاز کی طرف متوجہ ہوئے اور جب خواص پور میں کہ جو دھپور کے حدود میں واقع ہے پہونچے خواص خان مشہور اُنکے استقبال کو آیا اور اُنکے معتقدان کے سلک میں منسلک ہوا لیکن تھوڑے عرصہ میں فساد مذہب مہدویہ کا دل میں لا کر اُنسے منحرف ہوا اور شیخ علائی اس معنی کو سمجھکر ساتھ اس بہانہ کے کہ امر معروف و نہی منکر میں بواجبی اطاعت نہیں کرتا ہے اظہار رنجش خواص خان سے کر کے خواص پور سے برآمد ہوئے اور سفر حجاز کی عزیمت فتح کے بیانہ کی طرف پلٹ گئے اوائل دنوں میں سلیم شاہ آگرہ میں تخت سلطنت پر متمکن ہوا تو شیخ علائی سلیم شاہ کے طلب کے موافق آگرہ میں گیا اور اُسکی مجلس میں حاضر ہو کر بادشاہوں کے رسوم اور آداب کا مقید ہوا سلام مشروع سلیم شاہ پر کیا اور سلیم شاہ نے کراہت کے ساتھ علیک السلام کہا اور یہ بات اُسکے مقربوں پر دشوار ہوئی ملا عبداللہ سلطان پوری المخاطب بخنجر خان الملک نے مقام انکار شیخ علائی میں ہو کر فتوی اُسکی قتل کا دیا اور سلیم شاہ نے میر ارفیع الدین آبخو اور ملا جلال لحیم دانشمند اور ملا ابوالفتح غفانیسری اور دیگر علمائے وقت کو حاضر کر کے تشخیص اُس قضیہ کی حوالہ اُنکے کی اور سلیم شاہ کے حضور مجلس بحث منعقد ہوئی شیخ علائی کسی پر غالب ہوتا تھا بلکہ مغلوب ہو کر جواب سے عاجز آتا تھا اور کلام مجید کی تفسیر رجوع کر کے سطر سے آیات کے جانی بیان کرتا تھا کہ سلیم شاہ کے دل میں اثر پذیر اور ذہن نشین ہو جاتے تھے اور اُس سے کہتا تھا کہ شیخ اس دعوی باطل مہدویہ سے

باز آتو تجھے اپنے تمام ملک پر محتسب کرون اور ابتک میرے بغیر اذن تو امر معروف کرتا رہا اب میرے حکم سے کرتا رہ اجب شیخ علائی نے یہ بات قبول نہ کی سلیم شاہ نے باوجود فتوے ملا عبد اللہ سلطانپوری کے حکم قتل صادر نہ کیا بلکہ قصبۂ ہنڈیہ کی طرف کو سرحد کالپی ہی اخراج فرمایا اور بہار خان حاکم اُس مقام کا سلیم شاہ کے اُمرائے عہدہ سے مقامع تمام لشکر اپنے ساتھ کے اُس سے گرویدہ ہوکر اُسکے دائرہ اعتقاد و اخلاص مین در آیا اور مخدوم الملک نے اس بات کو بہت بُری طرح سے سلیم شاہ کے ذہن نشین کیا اور شیخ علائی کو اُس سرحد سے طلب کیا اور اس مرتبہ پھر سلیم شاہ نے علما کو حاضر کرکے پیشتر سے بیشتر اس قضیہ کی تشخیص کی تب ملا عبد اللہ سلطانپوری نے سلیم شاہ سے کہا کہ یہ شخص خود مہدویت کا دعوی کرتا ہی اور حضرت امام مہدی آخر الزمان بادشاہ تمام روے زمین کے ہونگے اسواسطے تمام لشکر تیرا ساتھ اُسکے گرویدہ ہوا ہی حتی کہ عزیز تیرے بھی پوشیدہ اُسکے مذہب مین داخل ہوئے ہین اور احتمال ہی کہ نقصان تیرے ملک اور بادشاہی مین ظاہر آوے سلیم شاہ کسی وجوہ سے ملا عبد اللہ کا قول نہ سنتا تھا اور پھر شیخ علائی کہ بہار مین شیخ بڑا طبیب کے پاس مرد دانشمند تھا اور شیر شاہ اُسکا معتقد ہوکر کفش اُسکے پاؤن کی سیدھی کرتا تھا بھیجا تو اُسکے فتوے کے موافق عمل کرے اور سلیم شاہ خود پنجاب کی طرف متوجہ ہوکر قلعہ مانکوٹ کی تعمیر مین مشغول ہوا جب شیخ علائی بہار مین پہونچا شیخ بڑھ نے موافق فتوے ملا عبد اللہ سلطانپوری المخاطب بمخدوم الملک کے فتوے لکھکر سلیم شاہ کے اہلمیون کو دیا اس درمیان مین شیخ کو مرض طاعون کہ اُس وقت مین شائع تھا عارض ہوا اور حلق مین اُسکے ایک زخم پڑا کہ ایک انگشت کی مقدار فتیلہ یعنی بتی جاتی تھی اور بیخ سفر بھی اُسپر مستزاد ہوا جب شیخ کو سلیم شاہ کے روبرو لائے قوت گفتار نہ رکھتا تھا سلیم نے آہستہ اُسکے کان مین کہا کہ تو کہدے کہ مین مہدوی نہین ہون اور مطلق العنان ہون شیخ نے اُسکا کلام نہ سُنا سلیم شاہ نے مایوس ہوکر حکم دیا کہ جیتا تازیانہ مارو لکھا ہی کہ تیسرے تازیانہ مین شیخ علائی نے جان قالبض ارواح کو سونپی اور یہ قضیہ ۹۵۵ نو سو پچپن ہجری مین وقوع مین آیا تھا اور مادہ اُسکی تاریخ کا ذکر اللہ ہی اور سلیم شاہ جب فوت ہوا اُسکا فرزند کہ بارہ برس کا تھا باتفاق امرا قلعہ گوالیار مین تخت پر بیٹھا اور ابھی تین دن گذرے تھے کہ مبارز خان ولد نظام خان سور نے کہ شیر شاہ کا بھتیجا اور چچیرا بھائی سلیم شاہ کا اور سالا اُسکا تھا اپنے بھانجے فیروز شاہ کو قتل کیا اور وزرا اور امرا کے اتفاق سے خود تخت پر اجلاس کرکے اپنا لقب عادل شاہ رکھا خواجہ نظام الدین بخشی نے اپنی تاریخ اکبری مین لکھا ہی کہ سلیم شاہ نے مرض الموت سے پیشتر اپنی منکوحہ مسماۃ بی بی باتی سے بارہا کہا تھا کہ اگر تو اپنے فرزند فیروز خان کو دوست رکھتی ہی تو اجازت دے کہ مبارز خان تیرے بھائی کو درمیان سے اُٹھاوُن کہ تیرے فرزند کا خار راہ ہی اور جو بھائی کو دوست رکھتی ہی تو اپنے فرزند کی زندگی سے ہاتھ اُٹھا کہ اُسے مبارز خان سے خطرے مین اُسکی بی بی جواب دیتی تھی کہ میرا بھائی عمر عیش و عشرت مین بسر کرتا ہی اور نغمہ و ساز کی طرف اوقات مصروف رکھتا ہی اُسکو خیال سامان بادشاہی نہین ہی ہر چند سلیم شاہ اس بارہ مین اُسے ملامت کرتا تھا مفید نہ ہوتا تھا آخر کو سلیم شاہ کے فوت کے بعد تیسرے دن مبارز خان مع اعوان و انصار اپنے فیروز خان کے محل مین داخل ہوکر اُسکے قتل کے درپے ہوا ہر چند اُسکی ہمشیرہ زار زار روکر اپنے فرزندین کی شفاعت کرتی تھی اور کہتی تھی اے بھائی اس بیگناہ کے قتل سے دست کش ہو تو مین تجھے لیکر ایسے مقام مین لیجاؤن کہ کوئی اُس سے نشان نہ پاوے فائدہ نہ کیا آخر اس سنگدل نے اُس طفل معصوم کو بیصدور قصور تیغ جفا سے شہید کیا بیت بمردی کہ ملک سراسر زمین ؛ نیرزد کہ خونے چکد بر زمین۔ ذکر سلطنت محمد شاہ سور المشہور بعدلی کا مبارز خان کو جب سامان بادشاہی ظاہری کا بہم پہونچا اپنا لقب محمد شاہ عادل رکھا اور عوام الناس اُسکو بحذف الف اور اضافہ یا

نسبت عدلی کہتے تھے اور عدلی کو چونکہ بادشاہی کی قابلیت نہ تھی جب ہی اس نے مردم اراذل کمینوں کا ہاتھ پکڑکر مہمات عمدہ شاہی کو ساتھ اُنکے رجوع کیا اور ہیمو ہی نام ہنود کہ بقال قصبۂ ریواڑی کا ساکن تھا اور سلیم شاہ نے اُس کو منصبداران جدیدہ کے سلک مین منتظم کرکے چودھری بازار کا کیا تھا عدلی نے اس کو صاحب اختیار ملک و مال کیا اور خود شرب شراب اور صحبت زنان مغنیہ دلارام مین مشغول ہوا اور جود بخشی اور فیاضی بادشاہ محمد تغلق شاہ کی سُنی تھی خیال اُسکی تقلید کا کرکے اوائل جلوس مین دروازہ خزانہ مفتوح کرکے خلق کو انعامات دیکر مستمال اور تواضع کیا اور کنہ باسن جسکے پکان مین ایک تودہ طلا تھا بانشانے سواری وغیرہ گوشہ کمان مین رکھکر ہر طرف پھینکتا تھا اور وہ تیر جس شخص کے مکان مین گرتا تھا یا جس کے ہاتھ آتا تھا دس ہزار روپیہ دیکر اُس سے لیتا تھا بیس اس طریق سے شیر شاہ اور سلیم شاہ کا خزانہ تھوڑے عرصہ مین تلف کرکے آپ کو بادشاہ بزرگ تصور کیا اور مردم خوش طبع افغان اُسکے کام بے موقع سے اُسکو عدلی کی بجائے اندھلی کہتے تھے کس واسطے کہ اندھلی زبان ہندی مین کوری عدد نابینائی ہو جب ہیمو بقال کا تسلط اور استقلال حد سے گذرا امرائے افغان اُسکی بدی اعتدی و ضعی سے رنجیدہ اور دلگیر ہو کر دشمن ہوئے اور ہر گوشہ سے فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا اکثر امرا نے سر اطاعت اور فرمانبرداری سے پھیرا اور جو کہ شرط فرمانبرداری ہو بجا نہ لائے اسواسطے عدلی کا دلون اور نظرون مین کچھ وقر اور اعتبار نہ رہا رونق اور نظام اُسکی بادشاہی کی زائل ہوئی اور ایک دن قلعہ گوالیار کے دیوانخانہ مین بارعام دیا اور امرائے نامدار حاضر ہوئے اور عدلی جاگیر تقسیم کرتا تھا اس درمیان مین حکم کیا کہ ولایت قنوج جو محمد شاہ قرلی کی جاگیر ہو تغیر دیگر سرمست خان شروانی کو دیوین جو کہ دونون قبیلہ دار تھے اس مقدمہ مین گفتگو کی سکندر خان ولد شاہ محمد قرلی کہ جوان نوخاستہ اور بہادر تھا سر دربار لازم سے درشتی بولا کہ اب کلام اس نہایت کو پہونچا کہ ہماری جاگیر شروانیان سگ فروش کو دیتے ہین جب کلام بلند ہوا اُسکا باپ کہ ضعیف و بیمار تھا سکندر خان کو درشتی اور ناہمواری سے منع کرتا تھا لیکن اُسنے یا اپنے صبر نہ پایا بولا اے باپ شیر شاہ تجھے ایک مرتبہ قفس آہنی مین قید کرکے ارادہ قتل کا رکھتا تھا تجھ کو سلیم شاہ بہ شفیع ہوا اور اس مہلکہ سے تجھے نجات بخشی اب گروہ سور تیرے اخراج کا قصد رکھتا ہو تو اس معنی کو نہین سمجھتا عنقریب تجھے نہ چھوڑین گے اُسوقت سرمست خان نے کہ بہت بلند قد اور قوی ہیکل تھا ہاتھ سکندر خان کے شانہ پر رکھکر سمجھایا کہ اے فرزند یہ تمام درشتی کسواسطے ہو اور سرمست خان کا یہ ارادہ تھا کہ اس بہانہ سے اُسے دستگیر کرے سکندر خان نے اس معنی کو دریافت کرکے ایسا خنجر اُس کے شانہ پر مارا کہ سرمست خان فوراً ستون کے مانند زمین پر گرا اور جان بحق تسلیم ہوا اور چند لوگ جو کہ اُس کے متعرض ہوئے تھے انمین بعضون کو ہلاک اور بعضون کو زخمی کیا اور عدلی اس شور و فساد مین اُٹھکر حرم سرا کی طرف روانہ ہوا سکندر خان نے تعاقب کیا عدلی نے کواڑ بند کرکے زنجیر لگا دی اور اکثر امرا جو کہ دیوانخانہ مین تھے اپنی تلوارین پھینک کر بھاگے سکندر خان مثل دیوانون سرمست کے دو گھڑی تک جس طرف جاتا تھا ضربہائے شمشیر سے قتل کرتا تھا اس درمیان مین ابراہیم خان سور کہ عدلی کا بہنوئی تھا اور رشتہ مین شیر شاہ کی چچا کی اولاد سے ہوتا تھا ایک جماعت لیکر اُسپر حملہ آور ہوا اور ضربت ہائے شمشیر آبدار سے اُسکا جسم نازنین پُر زے پُر زے کیا اور دولت خان لوحانی نے بھی ایک ضربت شمشیر سے کام شاہ محمد قرلی کا تمام کیا کہتے ہین اُسی دن تاج خان کرانی کہ عمدہ امرائے سلیم شاہ سے تھا قلعہ گوالیار کے دیوانخانہ سے برآمد ہو کر شاہ محمد قرلی کے دروازہ کے قریب اُس سے ملاقی ہوا اور شاہ محمد اُس سے احوال پوچھنے لگا تاج خان نے جواب دیا کہ کارگر گون ہوا مین نے اپنا

قدم اس کارخانہ سے باہر کھینچا ہو تو بھی آنکر میری رفاقت کرشاہ محمد نے یہ امر قبول نہ کیا اور عدلی کے سلام کے واسطے گیا اور جاتے ہی مارا گیا تاج خان کرانی نے قلعہ سے برآمد ہو کر تنگا کا راستہ لیا عدلی نے ایک فوج اُس کے تعاقب مین روانہ کی اور چپرا مئو کے اطراف مین کہ آگرہ سے چالیس کوس اور قنوج سے تیس کوس ہو اُس کے سر پر پہونچکر جنگ مین مصروف ہوئی تاج خان بھاگ کر چنار کے جانب متوجہ ہوا اور راہ مین بعضے عمال خاصہ عدلی پر متصرف ہوا اور نقد جنس سے جو کچھ ہاتھ لگا تحصیل کیا اور ایک حلقہ فیل کہ سوز نجیر فیل سے مراد ہے پرگنات سے لیکر اپنے بھائیون عماد اور سلیمان اور الیاس سے کہ حاکم بعض ولایات کنار گنگا اور خواص پور ٹانڈہ کے تھے ملحق ہوا اور علم مخالفت بلند کیا اور عدلی بھی کرایئون کے سر پر فوج کشش ہوا اور نہر گنگ کے کنارے طرفین کا مقابلہ ظہور مین آیا اُسوقت ہیموی بقال نے ولی سے کہا اگر ایک حلقہ فیل آپ میرے ہمراہ کرین اور یا سے عبور کرکے کرایئون پر حملہ آور ہون اور مخالفین ہلاک کرکے خاک مذلت پر ڈالون عدلی نے وہ سامان مرحمت کیا ہیموی بقال نے آب گنگ سے عبور کیا اور جنگ کے بعد غالب آیا اس عرصہ مین ابراہیم خان سور کو شوکت وافر رکھتا تھا عدلی نے اُسکی گرفتاری کا ارادہ کیا اور عورت اُسکی عدلی کی ہمشیرہ تھی اس حال سے خبردار ہوئی اور شوہر کو آگاہ کیا اور ابراہیم خان چنار سے بھاگ کر اپنے باپ غازی خان کے پاس کہ ہندؤن کا حاکم مختار و مستقل تھا روانہ ہوا عدلی نے عیسیٰ خان نیازی کو اسکے تعاقب کیواسطے مقرر کیا اور وہ کالپی کے قریب اُس سے متقابل ہوا اور جنگ واقع ہوئی عیسیٰ خان نیازی منہزم ہوا اور ابراہیم خان سور لشکر فراہم کرکے دارالملک دہلی پر متصرف ہوا اور گرد سکہ پر اپنا نام جاری کیا اور خطبہ اپنے نام پڑھا کر وہانسے آگرہ کی طرف تاخت لایا اور اکثر ممالک اس حدود کے زیر نگین کرکے استقلال تمام بہم پہونچایا عدلی نے ناچار ہو کر کرانیان سے ہاتھ کھینچکر چنار سے کوچ کیا اور ابراہیم خان سور کے دفع کے واسطے متوجہ ہوا جب یا سے گنگ کے کنارے پہونچا ابراہیم خان سور نے ایلچی اُسکے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اگر حسین خان اور بہادر خان شرقی اور اعظم ہمایون اور چند امراے دیگر جو صاحب قدامادی اعتبار ہین اور ملازم عہد و میثاق درمیان مین لاوین اعتماد آنپر کرکے ملازمت مین حاضر ہو تو عدلی نے بعقلی سے اُس جماعت کو روانہ کیا اور ابراہیم خان سور نے سب کو حسن سلوک سے ساتھ اپنے متفق کیا اور عدلی کی مخالفت اور دشمنی پر ہموار کیا عدلی نے جب اس امر سے آگاہی پائی قوت مقاومت اپنے سے مفقود دیکھی اور آگرہ اور دہلی سے قطع نظر کرکے چنار کی طرف راہی ہوا اور ممالک اُس طرف کے قبضہ مین لاکر فروکش ہوا اور استقلال تمام بہم پہونچایا اور ابراہیم خان سور نے اپنا خطاب ابراہیم شاہ رکھکر نشان بادشاہی کا بلند کیا اُس عرصہ مین احمد خان سور حاکم پنجاب جو شیر شاہ کا چچازاد بھائی ہوتا تھا اور عدلی کی ایک بہن اُسکے بھی جائے نکاح مین تھی عدلی کی خبر بونی اور مغلوبی اور ابراہیم شاہ کے غلبہ اور تسلط کی سنکر اسکو بھی بادشاہی اور سرداری کی ہوس دماغ مین جاگزین ہوئی اور سعید خان اور تاتار خان کو امراے سلیم شاہ سے تھے ساتھ اپنے یکدل اور یکجہت کرکے سکندر شاہ لقب کیا اور دس ہزار سوار لاہور سے لیکر آگرہ کی طرف متوجہ ہوا اور موضع فرح کے قریب کروس کوس بلدہ آگرہ سے نزول کیا ابراہیم شاہ نے بھی ستر ہزار سوار ہمراہ رکاب لیکر نہایت شوکت اور عظمت سے استقبال کیا اور فوج کے علاوہ دو سو امیر ہمراہ رکھتا تھا کہ ان مین اکثر صاحب سراپردہ و تجمل و علم و نقارہ تھے سکندر شاہ اُس کا جاہ و چشم دیکھکر ہراسان ہوا اپنے آنے سے پشیمان ہوا اور صلح کے دروازہ سے آنکر التماس کی کہ پنجاب مجھے معاف کرین ابراہیم شاہ اپنے لشکر و حشم کی کثرت پر مغرور ہو کر سکندر شاہ کی ملامت اور تملق پر ملتفت نہ ہوا اور موضع مذکور مین صفوف جنگ آراستہ کرکے نقارۂ حربی پر چوب ماری اور جدال و قتال پر مستعد ہوا سکندر شاہ نے بھی علم امرا کے ہمراہ کرکے دشمن کے مقابل کیا اور خود ایک جماعت جرار کے

جہان دیدہ اور جنگ آزمودہ سے کمین میں ایستادہ ہوا ابراہیم شاہ نے حملہ اول میں لشکر پنجاب کو متفرق کیا اور جب سپاہ اُسکی لوٹ میں مشغول ہوئی سکندر شاہ قابو دیکھکر کمین سے برآمد ہوا اور ابراہیم شاہ کے قلب لشکر پر تاخت کر کے ایک لحظہ میں اُسے منہزم کیا اور مضمون لم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ کا ظہور میں آیا بادشاہ ابرہیم متوسل کی طرف گیا اور سکندر شاہ کامیاب ہو کر دہلی اور آگرہ پر متصرف ہوا اور اُسکے بعد سکندر شاہ بقصد جنگ ہمایون بادشاہ پنجاب کی طرف متوجہ ہوا ابراہیم شاہ سر انجام اپنا کر کے متوسل سے کالپی کی سمت آیا اُسرفت عدلی نے ہیموی بقال کو کہ اسکا وزیر تھا مع سپاہ آراستہ اور فیلان کوہ پیکر اور توپخانہ خوب چنار سے دہلی اور آگرہ کی تسخیر کے واسطے بھیجا ہیموی بقال نے ابراہیم شاہ کا دفع اہم جانکر نواح کالپی میں اسکو شکست دی ابراہیم شاہ بیانہ کی طرف اپنے باپ کے پاس روانہ ہوا اور ہیموی بقال نے پھر اُس مقام میں آنکر تین مہینے تک محاصرہ کیا اور جوان دنوں میں محمد خان سور حاکم بنگالہ اعلم مخالفت بلند کر کے چنار اور جونپور اور کالپی کی تسخیر میں متوجہ تھا عدلی نے ہیموی بقال کو طلب کیا ہیموی بقال محاصرہ ترک کر کے روانہ ہوا ابراہیم شاہ نے اُسکا تعاقب کیا موضع مندا کھر میں کہ آگرہ سے چھ کوس ہے اُسکے سر پر پہونچکر جنگ کی ڈالی اور شکست پاکر پھر اپنے باپ کی خدمت میں روانہ ہوا اور چند روز کے بعد بادشاہ ابراہیم ولایت پٹنہ کی طرف گیا اور راجہ رام چندر سے جو وہاں کا راجہ تھا لڑا اور گرفتار ہوا راجہ رام چندر نے مصلحت وقت دیکھکر اُسے بہ تعظیم تمام تخت پر بٹھایا اور نوکروں کے مانند اُس سے سلوک ہوا اور چند عرصہ کے بعد بیانہ کے افغانوں سے کہ راسین کے حدود میں رہتے تھے باز بہادر حاکم مالوہ سے ایک نزاع واقع ہوئی اور افغانوں نے ایلچی رام چندر کے پاس بھیجکر بادشاہ ابراہیم کو مانگا اور مالوہ میں لیگئے اور اپنا حاکم نبایا اور چاہا کہ درگاوتی رانی ولایت گڑھہ کو مدد کے واسطے طلب کر کے باز بہادر سے مقابلہ کریں رانی نے یہ امر قبول کیا اور اپنی ولایت سے روانہ ہوئی اور باز بہادر نے ایک جماعت اُسکے پاس بھیجکر اس ارادہ سے باز رکھا بادشاہ ابراہیم نے جب دیکھا کہ درگاوتی پشیمان ہو کر اپنی ولایت کو گئی اپنا رہنما اُس مقام میں مناسب نجانا اوڈیسہ کی طرف کہ اقصائے بلاد بنگالہ سے ہے جا کر ایام گذاری کی یہانتک کہ ۹۵۳ نو سو پچپن ہجری میں سلیمان کرانی ولایت اوڈیسہ پر مسلط ہوا اور ابراہیم شاہ کو عہد و پیمان سے اپنے پاس بلا کر تیغ غدر سے ہلاک کیا القصہ جب ہیموی بقال چنار میں عدلی کے پاس گیا خبر پہونچی کہ ہمایون بادشاہ نے سکندر شاہ کو منہزم کر کے دہلی اور آگرہ پر قبضہ کیا ہا وجود اس حال کے چونکہ قوم افغان مہمل و خود رائی کو شعار اپنا جانکر ایک لحظہ بے جنگ و جدل نہ رہتے تھے عدلی کو استرداد دہلی کی فرصت میسر نہ ہوئی محمد خان کو یہ کے تدارک کو کہ علم مخالفت بلند کیا تھا گیا اور موضع چیتر کھ میں کہ پندرہ کوس کالپی سے ہے فریقین کے درمیان جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا اور محمد خان کو یہ مارا گیا اور عدلی نے منصور و مظفر ہو کر چنار کی طرف مراجعت کی اور دہلی کے استخلاص اور استرداد کی فکر میں ہوا اس درمیان میں ہمایون بادشاہ داور پاک کی رحمت میں واصل ہوا عدلی نے ہیموی بقال کو پچاس ہزار سوار اور پانسو فیل جنگی ہمراہ کر کے روانہ کیا کہ آگرہ اور دہلی اور پنجاب کو امرائے مغل کے تصرف سے برآوردہ کرے اور خود امرائے افغان کی مخالفت کے سبب چنار سے دور نجا سکا ہیموی بقال جب آگرہ کی نواح میں پہونچا امرائے مغل کہ اُس شہر میں تھے قوت جنگ اپنے میں نہ دیکھکر دہلی کی سمت روانہ ہوئے ہیموی بقال آگرہ کو اپنے مردمان معتبر کے سپرد کر کے دہلی کی طرف گیا تردی بیگ حاکم دہلی کا صف آرا ہو کر اس سے مقابل ہوا اور شکست کھا کر پنجاب کی طرف منفرد رہا ہیموی بقال دہلی پر قابض و مستولی ہو کر پڑاؤ کے بھاکر سامان

درست کرکے لاہور جاوے قضارا بیرم خان ترکمان نے کہ اکبر شاہ کی طرف سے صاحب اختیار تھا پیشدستی کرکے خان زمان مغل کو بہ تعجیل تمام دہلی کی طرف روانہ کیا اور خود بھی بادشاہ کو لیکر پیچھے سے راہی ہوا ہیموی بقال یہ خبر سنکر نہایت حشمت وشوکت سے خان زمان کے مقابلہ کو گیا اور پانی پت کے نواح مین فیل پر سوار ہوکر لشکر مغل سے ہم مصاف ہوا اور حملہ ہاے مردانہ کرکے صف میمنہ اور میسرہ اور قلب کو برہم مارا لیکن جلال الدین محمد اکبر شاہ کے اقبال کے سبب خان ہمایوں کام کرکے تاراج مین مشغول ہوئے اور بسبب اتفاق ایک گروہ مغلون کا ہیموی بقال سے دوچار ہوا اور اُسے پہچانا اور اُسکے ہاتھی کو گھیر کر زندہ دستگیر کیا اور جلال الدین اکبر شاہ کی خدمت مین لیجا کر تسلیم کیا ہیموی بقال کے قتل ہونے کے بعد صدلی زبون اور ضعیف ہوا اور راکبیارگی افغان خیرہ سر ہوئے اور خضر خان بن محمد خان کو یہ بقصد انتقام پدر در پے جمعیت ہوا اور اپنا لقب بہادر شاہ رکھا اور اکثر ممالک پورب پر متصرف ہوا اور اُس ممالک کے خطبہ در سکہ پر اپنا نام جاری کیا اُس کے بعد صدلی کے سر پر فوج کش ہوا اور جنگ شدید کے بعد صدلی بھی قتل ہوا اور سلطنت اُس کی آخر ہوئی ۔ ذکر سکندر شاہ سور اور زوال دولت افغان بتقدیر خداوند دہور ۔ واضح ہو کہ جب سکندر شاہ سور تخت آگرہ پر جلوہ گر ہوا لوازم عیش وسرور بجا لایا اور امراے اکابر افغان کو طلب کرکے فرمایا کہ مین بھی ایک مدت سے ہون مجھے بتہر کسی طرح کی فوقیت نہین ہے بادشاہ بہلول لودھی نے فرقہ افغانان لودھی کو تمام جہان مین مشہور کیا اور شیر شاہ بہ مشقت تمام سواد اعظم ہندوستان جنت نشان کو اپنے قبضہ مین لایا اور گروہ سور کو بلند آوازہ فرمایا اب مغل ہمایون بادشاہ کے وارث مملکت کمین فرصت مین ہے کسی طرح اُس سے ایمن نہین ہوسکتے اگر تم برضا ورغبت میری بادشاہی کے خواہان ہو نفاق وحسد کو دل مین راہ نہ دیکر غبار نزاع ایک دوسرے کے درمیان سے دور کرو تو حسن اتفاق کی برکت سے کار بادشاہی مین نظام اور رونق ظہور مین آوے اور اگر تم مجھے اس امر جلیل القدر کے شائستہ نہین جانتے اپنی قوم مین سے جس شخص کو اس منصب عظیم الشان کے لائق جانو تخت سلطنت پر متمکن کرو کہ مین بھی اُسکے جادہ اطاعت مین قدم رکھکر دل وجان سے مخلص اور بہ اخواہ ہونگا امراے افغان یہ کلام سنکر جا بدا ہوئے کہ ہم سب نے آپکو شیر شاہ کے چچا کے خاندان سے سمجھکر تخت شاہی پر جلوہ گر کیا اور اپنا صاحب اور مالک بنایا ہے اُسکے بعد سبون نے کلام مجید کو درمیان دیکر قسم کھائی کہ ہم آپ سے کبھی مخالفت نکرین گے لیکن اسی عرصہ مین باوجود عہد ومیثاق کے مناصب اور خطاب اور جاگیر کے بارہ مین کلفت اور رنجش درمیان مین آئی اتفاق نے صورت نہ پائی جبھی قضارا ہمایون بادشاہ انھین دنون مین پنجاب کی طرف متوجہ ہوا اور تاتار خان رہتاس سے بھاگ کر دہلی مین آیا اور مغلون نے لاہور پر تاخت کرکے افغانون کو زیر وزبر کیا کچھ انکی پیش نہ گئی اور سرہند تک متصرف ہوئے سکندر شاہ نے پچاس ہزار سوار اور ایک روایت مین لاکھ سوار افغان اور راجپوت کو تاتار خان اور حبیب خان افغان کی سپہ سالاری مین فوج چنتائی کے مدافعہ کو تعین فرمایا اور افغان نے شکست فاحش پائی چنانچہ آیندہ مفصل بیان آویگا اور گھوڑے اور ہاتھی چھوڑ کر ایسے بھاگے کہ دہلی تک باگ نہ موڑی اور سکندر شاہ سور اگرچہ اپنے امرا کا نفاق بخوبی تمام جانتا تھا لیکن ضرورتاً اسی ہزار سوار لشکر گاہ سے لیکر سنہ ۹۶۲ نو سو باسٹھ ہجری مین پنجاب کی طرف راہی ہوا اور سرہند کے قریب پہونچکر بیرم خان ترکمان کے ساتھ جو شاہزادہ جلال الدین محمد اکبر کے رکاب مین تھا جنگ کرکے منہزم ہوا اور کوہ سوالک مین پناہ لی اور دار الملک دہلی اور آگرہ دوبارہ امراے ہمایون بادشاہ کے تصرف مین کیا اور عدل وداد کی آبیاری سے عالم رشک صحن گلستان ارم ہوا اور بیرم خان

ترکمان کے مساعی جمیلہ سے سکندر شاہ سور کوہستان سوالک سے مفرور ہوکر کوہ بنگالہ کی طرف بھاگا اور اُس حدود پر بھی قابض ہوا اور کچھ عرصہ کے بعد نقد جان قابض ارواح کے سپرد کی اور تاج خان کرانی بجائے اسکے بنگالہ کا حاکم ہوا القصہ تتمہ اس کلام کا وقعات حکام بنگالہ مین تاریخ مین بتکمین مطالعہ فرماوین انشاء اللہ تعالیٰ وہان مشروحاً رقم کلک تحقیق ہوگا۔

ذکر مراجعت نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کا عراق سے طرف کابل و تسخیر آں حدود کی بتوفیق خداوند جزو کل اور ممالک ہندوستان حبت نشان کا آں بادشاہ کشورستان کے دوبارہ آنا خلد اللہ ملکہ

حبب بیرم خان ترکمان حکم کے موافق قزوین سے بیلاق قیدار بنی علیہ السلام مین رایہ اور سلطانیہ کے درمیان مین ہے جاکر جواب کتابت مشتمل بر تہنیت قدوم اور اشتیاق ملاقات لایا حبت آشیانی اُس طرف متوجہ ہوئے اور ماہ جمادی الاول سنہ ۹۵۰ نو سو پچاس ہجری مین شاہ ایران یعنی شاہ طہماسپ بن شاہ اسمٰعیل صفوی سے ملاقات کی اور تکریم و تعظیم اور ضیافت کہ لایق حال ایسے مہمان اور ایسے میزبان کے چاہیے تھی وقوع مین آئی ایک دن حضرت شاہ نے اثناے محاورہ اور مکالمہ مین پوچھا کہ سبب دشمن ضعیف کے غلبہ کا کیا تھا حبت آشیانی نے کہا بھائیون کا نفاق حضرت شاہ نے فرمایا کہ روش سلوک بھائیون کے ساتھ وہ نہ تھی جو آپ بجا لائے اور حبب دسترخوان ماندہ طعام کا بچھا بہرام میرزا شاہ طہماسپ کے بھائی نے کہ اُس مجلس مین دست بستہ مودب کھڑا تھا طشت و آفتابہ لیکر حضرت شاہ کے دست حق پرست پر پانی ڈالا اور مثل سائر خدمتگارون کے خدمت مین مشغول ہوا اُسوقت حضرت شاہ نے حبت آشیانی کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا بھائیون کو اس حال پر رکھنا چاہیے بہرام میرزا اس بات سے اسقدر آزردہ ہوا کہ جبتک حبت آشیانی عراق مین رونق افزا رہے باگ دشمنی کی ہاتھ سے نہ دی اور ایک گروہ کو ساتھ اپنے متفق کرکے جسوقت کہ فرصت پاتا تھا باتین موحش زبان پر لاتا تھا اور دلائل اور براہین سے ذہن نشین اور خاطرنشان کرتا تھا کہ صلاح نہین ہے کہ صاحبقران کی اولاد ہندوستان مین کہ ہمسایہ ایران کے ہے فرمان روا ہووین الغرض حضرت شاہ حبب تک بیلاق قیدار بنی علیہ السلام مین تھے حبت آشیانی کی خوشحالی کے واسطے تین مرتبہ شکار رجرک کی بنیاد ڈالی اور ہر مرتبہ اول آنحضرت کو شکار کرنے کی تکلیف دی اُسکے بعد بیرم خان کو من بعد بہرام میرزا اور سام میرزا کو حکم کیا بعدہ امرا اور سپاہیون کو امر فرمایا تو سب نے بہ ترتیب و قاعدہ اسپان تیز رفتار اور تازی شیر صولت اثر شکار پر دوڑائے اور شیر و تیر و نیزہ سے صحن صحرا کو چرندہ سے خالی کیا اور صیدگاہ کی زمین خون شکار کی کثرت سے لعل بدخشان کے ہمرنگ ہوئی اور سنگ مرمر نے رنگ یاقوت رمانی قبول کیا اور حبب قزوین مین مراجعت فرمائی بہرام میرزا اور بھی مقربون نے سخنہاے ناخوش سے حضرت شاہ کا مزاج منحرف کیا اور حبت آشیانی بھی برحذر ہوے لیکن اس مصرع پر عمل کیا مصرع مرغ زیرک چون بدام افتد تحمل باید ش ٭ اور بیرم خان کی التماس کے سبب سے نہایت ملائمت اور فروتنی بجا لائے ان دنون سلطان بیگم شاہ طہماسپ کی بہن اور قاضی جہان قزوینی ناظر دیوان اور حکیم نورالدین کہ محرمون سے تھے اتفاق کرکے درپے اُسکے ہوئے کہ حضرت شاہ کے صفوۂ دل سے غبار کلفت کا زائل کرین اسواسطے ایک دن سلطان بیگم نے خلوت مین ایک تقریب اُٹھاکر یہ رباعی حبت آشیانی کی حضرت شاہ کے حضور مین پڑھی رباعی ہستیم زجان بندۂ اولادعلی ٭ ہستیم ہمیشہ شاد بایاد علی ٭ چون سر ولایت از علی ظاہر شد ٭ کردیم ہمیشہ ورد خود نادعلی ٭ حضرت شاہ یہ رباعی سنکر خوشحال ہوئے اور فرمایا یون بادشاہ عہد کرے کہ اپنے ممالک محروسہ کے منبرون کو ائمہ معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اسامی بزرگوار سے مزین اور مشرف کرونگا مین کمک کرکے

ممالک موروثی مین روانہ کرون سلطان بیگم نے حضرت آشیانی کو پیغام دیا آنحضرت نے جواب دیا کہ لڑکپن سے اس عہد تک خاندان رسالت کی محبت میرے دل مین جاگزین ہوا اور امرائے چغتائی کا نفاق اور میرزا کامران کی ناسازی کا سبب یہی تھا حضرت شاہ نے بیرم خان کو خلوت مین طلب کرکے ادھر اُدھر کا تذکرہ شروع کیا اور جو مقدمات مذکورہ سے غبار کلفت رفع ہوا تھا اُس مجلس مین مقرر کیا کہ شہزادہ مراد کو طفل گہوارہ ہمایونی کی بداغ خان قاچار کہ امرائے عمدہ سے تھا مع دس ہزار سوار حضرت آشیانی کے ہمراہ کرے تو بھائیون کو تنبیہ اور تادیب کرکے کابل اور قندھار اور بدخشان کو مسخر کرے پھر حضرت شاہ نے اُسی چند روز کے عرصہ مین تمام اسباب شاہی مرتب کرکے حضرت آشیانی کو رخصت دی لیکن آنحضرت نے فرمایا کہ میر تبریز اور اردبیل میرے کمنون خاطر ہیں دونون شہرون کی سیر کرکے ارواح طیبہ شیخ صفی اور اُنکی اولاد امجاد سے استمداد کرکے منزل مقصود کی طرف روانہ ہونگا حضرت شاہ نے اس امر کی تجویز فرماکر اُس محال کے حکام کو فرمان مطاعہ صادر فرمائے کہ لوازم تعظیم و تکریم مین حضرت کے دیدہ و دانستہ تقصیر نکرین وہ حضرت اُس بلاد کی سیر اور مشائخ بزرگوار کی زیارت کرکے برفاقت شاہزادہ مراد اور امرائے قزلباش مشہد مقدس حضرت امام رضا علیہ آلاف التحیۃ والثناء کے راستہ سے قندھار کی طرف متوجہ ہوے اوائل گرم سیر کے قلعجات دیوان بادشاہی کے تصرف مین آئے اور حضرت آشیانی کا خطبہ وہان پڑھا گیا عسکری میرزا نے اس حال سے خبر پاکر شاہزادہ محمد اکبر کو کہ عم نامہربان کے پنجہ ظلم مین گرفتار تھا میرزا کامران کے پاس کابل مین بھیجکر خود سامان قلعہ داری کا مہیا کیا اور قندھار کے قلعہ مین متحصن ہوا اور حضرت آشیانی نے باتفاق بداغ خان قاچار کے وہان پہونچکر محرم کی ساتوین تاریخ ۹۵۲ھ زمستان بابن ہجری مین قلعہ مذکور محاصرہ فرمایا اور مدت محاصرہ نے جب چھ مہینے کا عرصہ کھینچا حضرت آشیانی نے بیرم خان ترکمان کو بطور ایلچی کامران میرزا کے پاس کابل مین بھیجا اور اثنائے راہ مین ایک قوم ہزارہ سے آنکر بیرم خان کی سدراہ ہوئی اور جنگ سخت کے بعد بیرم خان ترکمان مظفر و منصور ہوکر کامران میرزا کی ملازمت مین حاضر ہوا اور اطاعت اور تسلیم قلاع اور نقاع کے بارہ مین تحریک کی جب موسم سرمائی مراجعت کرکے حقیقت بے حقیقتی کامران میرزا کی سمع مبارک مین پہونچائی اور قزلباش کا لشکر طول محاصرہ سے اور مطیع نہونے الوس چغتائی سے دلگیر ہوا اس عرصہ مین محمد سلطان میرزا اور ابلغ میرزا اور قاسم حسین میرزا اور میرزا امیرک اور شیر افگن بیگ برادر منعم خان کامران میرزا سے بھاگ کر حضرت آشیانی کے حضور پہونچے اور ایک جماعت مردم معتبر قلعہ قندھار سے بھی برآمد ہوکر حضرت کی خدمت مین فائز ہوئی اور عسکری میرزا نے مضطرب ہوکر امان چاہی اور باتفاق امرا نہایت خجالت سے بشرف ملازمت مشرف ہوکر قلعہ کو سپرد کیا اور جو حضرت شاہ کے حضور مین قرار پایا تھا کہ قندھار کا قلعہ شہزادہ مراد کے متعلق رہے اس صورت مین آنحضرت نے قلعہ شہزادہ کو واگذاشت کیا اور شہزادہ اور بداغ خان قاچار اور ابو الفتح سلطان اقتشار اور صوفی ولی سلطان شاملو موسم سرما کے سبب قلعہ مین درآئے اور باقی امرائے قزلباش پلٹ گئے اور الوس چغتائی قزلباش کو قلعہ دینے سے آزردہ ہوئے اور جب اُس زمستان مین انھین کوئی جاے امن نہ رہی اکثر بھاگ کر کابل گئے اور عسکری میرزا بھی فساد کا داعیہ کرکے بھاگا اور ایک جماعت اُسکے تعاقب مین روانہ ہوئی اور گرفتار کرلائی اور وہ حضرت مع لشکر ظفر پیکر کابل کی طرف سوار ہوکر روانہ ہو گئے اور ہنوز غزنین کے راستہ مین تھے کہ یہ خبر پہونچی کہ شہزادہ مراد قضاے آلہی سے فوت ہوا اور وہ حضرت اثنائے راہ سے معاودت فرماکر مستر واد قلعہ کے عازم ہوئے اور بداغ خان قاچار کو یہ پیغام بھیجا کہ قندھار کا قلعہ چند روز کے واسطے عاریۃ ہمارے سپرد کردو کہ کابل اور بدخشان کے مفتوح ہونے کے بعد پھر تمھارے سپرد کرین گے بداغ خان نے یہ امر منظور نہ کیا اور آنحضرت نے بھی سکوت کرکے بیرم خان ترکمان اور ابلغ میرزا

اور حاجی محمد خان کو مخفی پیغام دیا کہ تسخیر قلعہ کی فکر سے غافل نہونا چاہیئے الغرض ایک دن شتر کی قطار کو علف سے محمول تھی شہر مین آئی تا کہ قلعہ مین لے جاوین حاجی محمد خان فرصت پاکر اُس قطار کی پناہ مین دروازہ تک آیا اور محافظ اور دربان جب مانع ہوے ضربت ہاے شمشیر آبدار سے اُنھین خاک مذلت پر ڈالا اُسوقت بیرم خان ترکمان اور بالغ میرزا بھی مع فوج پہونچکر قلعہ مین داخل ہوئے اور بابا غ خان قاچار نے کہ نہایت عاقل تھا جنگ مین سرفہ نہ دیکھکر عراق کی روانگی کی رخصت حاصل کی جنت آشیانی نے بیرم خان کو قندھار کی حکومت پر مقرر کیا اور خود تسخیر کابل کے عازم ہوئے اُسوقت میرزا یادگار ناصر بھائی بابر بادشاہ کا کہ میرزا شاہ حسین ارغون کے تسلط اور بدسلوکی سے بھاگ کر کابل مین آیا تھا باتفاق میرزا ہندال ملازمت کے واسطے آیا اور جبکہ بادشاہ کابل کے باہر مقابل اردوے میرزا کامران کے فروکش ہوا تھا ہر روز ایک جراعت اُسکے لشکر سے آنکر اظہار اخلاص کرتی تھی یہانتک کہ قتلان بیگ کہ کامران میرزا کے امراے بزرگ سے تھا وہ بھی بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور کامران میرزا سراسیمہ اور بدحواس ہوکر وقت غروب آفتاب قلعہ ارک مین در آیا جب وہ حضرت اُسیوقت قلعہ کے قریب پہونچے کامران میرزا توقف کو مستلزم ہلاک جانکر غزنین کی طرف بھاگا اور جنت آشیانی نے فرہاد مرزا کو اُسکے تعاقب مین مامور کیا اور خود بدولت و اقبال ماہ رمضان المبارک کی شب ہم سنہ مذکور مین داخل قلعہ ہوے اور شہزادہ جلال الدین محمد اکبر کہ چار برس کا تھا مع بیگمات بادشاہ کی خدمت مین فائز ہوا زمانہ ساتھ اُس تراز کے مترنم ہوا

بیت عزیز مصر برغم برادران غیور ۔ ز قعر چاہ بر آمد باوج ماہ رسید ۔ اور مصیع اُس فتح کا مادہ تاریخ ہے مصرع

بے جنگ گرفت ملک کابل ازوے ۔ اور میرزا کامران نے جب غزنین مین راہ پائی زمین داور مین قوم ہزارہ کے درمیان در آیا اور اُنھون نے بھی جب جگہ ندی بھکر کی طرف میرزا حسین شاہ ارغون کے پاس گیا اور وہ اپنی بیٹی کامران میرزا کو بکر مقام معاونت اور استمداد مین ہوا اور میرزا ظاہراً عیش و سرور اور باطناً اندیشہ و فتور مین دن گذارتا تھا بیت بظاہر با ہر گفت و شنود داشت ۔ ولے دل جاے دیگر در گرو داشت ۔ جنت آشیانی نے شہزادہ کو محمد طغائی اتالیق کے پاس کابل مین چھوڑا اور خود بسعادت و برکت سنہ ۹۵۸ نوسو ترپن ہجری مین بتسخیر بدخشان عزیمت کی اور کوچ کے وقت یادگار میرزا نے کہ کرد دشمنی اور مخالفت کی تھی دوبارہ فکر فرار کی جنت آشیانی اس حال سے آگاہ ہوئے اور اُسے تیغ سیاست سے قتل کیا اُسکے بعد ہندوکش سے گذر کر بیرگران مین فروکش ہوئے میرزا سلیمان مع لشکر بدخشان مقابل آنکر حملہ اول مین بھاگا پھر جنت آشیانی طالقان کی طرف متوجہ ہوئے مزاج شریف انکا جادہ صحت اور اعتدال سے منحرف ہوا اور دو مہینے کے بعد صحت پائی اور جو شورش اور فساد کہ ظہور مین آیا تھا ساکن ہوا اُسوقت خواجہ معظم بھائی جوجی بیگم کا خواجہ رشید کو کہ عراق سے اُسکے ہمراہ آیا تھا بعضے امور کے سبب اُسے مقتول کرکے کابل کی طرف بھاگا اور بادشاہ کے حکم کے موافق اس مقام مین محبوس ہوا اور میرزا کامران جب آنحضرت کی روانگی بدخشان سے واقف ہوا غورہند کی طرف تاخت کی اثناے راہ مین سوداگرون سے دوچار ہوکر اکثر مال اسباب اُنکا لیا اور غزنین مین آنکر احلاف کی موافقت سے زاہد بیگ حاکم شہر کو قتل کیا اور بطور تاخت کابل کی طرف متوجہ ہوا اور علی الصباح جب دروازہ قلعہ کا کھلا شہر مین آنکر آپکو قلعہ مین پہونچایا اور محمد علی طغائی کو کہ حمام مین تھا گرفتار کرکے قتل کیا اور فضل بیگ داروغہ کیلدار کو بنیا کرکے شاہزادہ کو مع اہل حرم موکلون کے سپرد کرکے حسام الدین ولد میر خلیفہ کو بھی مقتول کیا کہتے ہین کہ جس سحر کو میرزا قلعہ مین در آیا حاجی محمد عرب کہ بادشاہ کا مسخرہ تھا دوچار ہوا میرزا نے کہا کیونکر مین گیا اور آیا حاجی نے جواب دیا کہ اول شب کو گیا اور صبح کو آیا اور یہ بیت پڑھی

بیت صبح امید کہ بعد تنگ پردۂ غیب بگو بردن آئی کہ کار شب تار آخر شد ۔ اور جب یہ خبر سمع ہمایون مین پہونچی مقدمات صلح کی تمہید کرکے بدخشان کی حکومت سلیمان میرزا کو اور قندھار کی امارت ہندال میرزا کو مقرر کرکے کابل کی طرف متوجہ ہوا اور ضحاک اور غوربند کے قریب کہ لشکر کامران میرزا سد راہ ہوا تھا اُسکو متفرق کرکے وہ غلغانان مین آیا اور اُس مقام مین شیر افگن بیگ اور تمام لشکر میرزا نے ہجوم لاکر اعلام محاربہ بلند کیے اور اُسی جگہ شکست کھائی اور شیر افگن مقتول ہوا حضرت آشیانی کابل کے قریب فروکش ہوئے اور ہر روز آتش جنگ افروختہ ہوتی تھی اس ہنگام مین میرزا کو خبر پہونچی کہ ایک بڑا قافلہ غلان موضع مین پہونچا ہے اور اُسمین گھوڑے کثرت سے ہین میرزا شیر علی کو کہ امیر عمدہ اور شجاع بے نظیر تھا مردم جرار اور کار آزمودہ ہمراہ کرکے بھیجا کہ قافلہ کو شہر مین لاوے بادشاہ یہ خبر سنتے ہی بسرعت تمام قلعہ کے نزدیک آئے اور راہ آمد شد یک قلم مسدود فرمائی میرزا شیر علی نے بعد مراجعت حال دگرگون دیکھکر صف نبرد آراستہ کی اور فوج شاہی سے مقابلہ کرکے بھاگا اُسوقت میرزا سلیمان بدخشان سے اور میرزا الغ بیگ اور قاسم حسین سلطان اور ایک جماعت کثیر ملازمان بیرم خان ترکمان سے ملازمت مین حاضر ہوئی اور قراچہ خان اور مانوس بیگ قلعہ سے بھاگ کر بادشاہ سے جاملے میرزا نے مضطرب ہوکر مانوس بیگ کے تین فرزند کو کہ قلعہ مین تھے بعقوبت تمام قتل کیا اور دیوار قلعہ سے اُنکی نعشین پھینک دین اور قراچہ خان کے بیٹے کو فصیل کی دیوار پر استوار کیا اور قراچہ خان نے قلعہ کے قریب جاکر فریاد کی کہ اگر میرا فرزند قتل ہوگا میرزا کامران اور عسکری میرزا بھی مقتول ہونگے میرزا جب سب طرف سے مایوس ہوا شب کو قلعہ کی دیوار مین سوراخ کرکے نکل گیا اور بادشاہ دوبارہ قلعہ متصرف ہوا میرزا دہمن کوہ کابل مین در آیا اور ایک جماعت مردم ہزارہ نے دو چار ہوکر میرزا جو کچھ رکھتا تھا لے لیا یہانتک کہ پوشاک بھی جو پہنے تھا اُتروالی اور آخر کو جب معلوم ہوا کہ یہ میرزا کامران ہے مدد کرکے اُسکے آدمیون کے پاس کہ غوربند مین تھے پہونچایا میرزا نے وہان مجال توقف اور مقام نہ پائی ناچار بلخ کی طرف راہی ہوا اور پیر محمد خان حاکم وہان کی مدد کے واسطے سوار ہوکر غورو بلقان کو گیا اور میرزا کے سپرد کرکے پلٹ آیا اور میرزا جمعیت کرکے بدخشان کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوا میرزا سلیمان اور اُسکا بیٹا میرزا ابراہیم طاقت مقاومت نہ لاکر کولاب کی طرف روانہ ہوئے اُسوقت قراچہ خان اور مانوس بیگ اور بعضے امرا نے توقعات بیجا سے ازانجملہ چاہا کہ غازی وزیر قتل کیا جاوے اور خواجہ قاسم بجاے اسکے وزیر مقرر ہو اور یہ امرا کے جملہ خیالات بیجا سے تھا جو یہ بات جنت آشیانی کے پسند خاطر نہ آئی امراے مذکور ترک رفاقت کرکے میرزا عسکری کے ہمراہ بدخشان کی طرف راہی ہوئے جنت آشیانی بنفس نفیس اُنکے تعاقب مین گئے اور جب اُنھین نہ پایا مراجعت کرکے فرامین بطلب میرزا ابراہیم بن میرزا سلیمان اور میرزا ہندال کے صادر فرمائے میرزا ابراہیم درگاہ کی طرف متوجہ ہوا راہ مین قرعلی سنقانی کو کہ امرے گرنجتہ کی جماعت سے سر راہ پھیکر اخبار اردوے بادشاہ کے اُنھین پہونچاتا تھا قتل کیا اور کابل مین آکر بادشاہ کی خدمت مین مشرف ہوا اور میرزا ہندال اثناے راہ مین شیر علی کو دستگیر کرکے بادشاہ کے پاس لایا اور چونکہ کامران میرزا قراچہ خان کو کشم مین چھوڑکر خود طالقان مین گیا تھا جنت آشیانی نے ہندال میرزا اور حاجی محمد کو کہ ہمراہ ایک جماعت کے بطور مقدمہ لشکر کشم کی طرف روانہ کیا قراچہ خان نے حقیقت حال میرزا کو قلمی کی اور اُسنے بطور ناخت آبکو کشم مین پہونچایا اُسوقت کہ ہندال میرزا نے آب طالقان سے عبور کیا اور آدمی اُسکے متفرق تھے کامران نے پہونچکر جنگ کرکے شکست دی اور اسباب میرزا ہندال کا تاراج کیا

مقدار

متعاقب اس حال کے جنت آشیانی بکنار آب پہونچے میرزا کامران طاقت مقاومت نہ لاکر طالقان کی طرف بھاگا اور جو کچھ تاراج مین لے گیا تھا اور جو کچھ رکھتا تھا سب تاراج مین دیا اور دوسرے دن قلعہ طالقان مین محصور ہوا اور جب اوزبکون کی امداد سے مایوس ہوا میرزا سلیمان کے ذریعہ سے مکہ معظمہ کی رخصت طلب کی اور آنحضرت نے قبول کیا کامران میرزا اور عسکری میرزا قلعہ سے برآمد ہوکر بقصد زیارت حرمین شریفین دس فرسخ گئے اور جو گمان رکھتے تھے کہ وہ حضرت ایک فوج بتعاقب اُنکے بھیجینگے اور آنحضرت نے نہ بھیجی اس سبب سے نہایت شرمندہ ہوکر بہ نیت ملازمت پلٹ آئے اور جنت آشیانی نے اکثر میرزادون کو اُنکے استقبال کو بھیجکر نہایت مہربانی مبذول فرمائی اور کولاب کی جاگیر انھین دیکر جاگیر کی طرف رخصت کیا اور حضرت معاودت کرکے کابل مین تشریف لائے اور قندھار کے حاشیہ پر جو کہ بیرم خان ترکمان کے پاس قندھار بھیجا تھا یہ بیتین کہ اُس شاہ جمجاہ کی طبع زاد ہین اپنے خط مبین مرقوم سے قلمی کین نظم باز فتحے ز غیب روے نمود ✤ کہ دل دوستان از و بکشود ✤ شکر للہ کہ باز شاد ایم ✤ برخ یار و دوست خندایم ✤ دشمنا نرا بکام دل بدیم ✤ میوۂ باغ فتح را چیدیم ✤ روز نو روز بیرم ست امروز ✤ دل احباب بیغم ست امروز ✤ شاد باد ا ہمیشہ خاطر یار ✤ غم نگردد بگرد دیار و دیار ✤ ہمہ اسباب عیش ما دست ✤ دل بفکر وصالت افتادست ✤ کہ جمال حبیب کے ببیغم ✤ گل زباغ وصال کے چینیم ✤ گوش خرم شود ز گفتارت ✤ دیدہ روشن شود ز دیدارت ✤ در حریم حضور شاد بہم ✤ بنشینیم خرم و بیغم ✤ بعد ازان فکر کار ہند کنیم ✤ عزم تسخیر ملک سند کنیم ✤ ہر دو اسپہ کشادہ شود ✤ ہر چہ خواہم ازان زیادہ شود ✤ آنچہ خواہیم از زمان وزمین ✤ گوید آمین چو جبرئیل امین ✤ یا الٰہی میرم گردان ✤ دو جہانرا مسخرم گردان ✤ اور یہ رباعی بھی بدیہہ کہکر اُسکے حاشیہ پر رقم فرمائی رباعی ای آنکہ ازین خاطر محزونی ✤ چون طبع لطیف خویشتن موزونی بے یاد تو نیستم زمانے ہرگز ✤ آیا تو بیاد من محزون چونے ✤ اور بیرم خان ترکمان نے بھی درجواب یہ رباعی موزون کرکے تحریر کی رباعی ای آنکہ بذات سایۂ بیچونی ✤ از ہر چہ ترا وصف کنم افزونی ✤ چون میدانی کہ بے تو چون میگذرد ✤ چون میپرسی کہ در فراقم چونے ✤ اور جو بیرم خان ترکمان کو اوزبک سے تسم قسم کی تشویش و تکلیف پہونچی تھی ۹۵۲ نو سو چھپن ہجری مین بقصد انتقام باتفاق ہندال میرزا اور سلیمان میرزا بلخ کی طرف روانہ ہوئے کامران میرزا اور عسکری میرزا پھر مخالفت کرکے ملازمت کے واسطے نہ آئے اور باوجودیکہ نہ آنے سے دغدغہ یہ تھا کہ میرزا کامران کابل مین جاکر فساد برپا کریگا بادشاہ فسخ عزیمت نہ کرکے بلخ کے اطراف مین رونق افزا ہوئے شاہ محمد سلطان اوزبک تین ہزار سوار سے مقابلہ کے واسطے آیا اور مقاتلہ کرکے قائمی سے جدا ہوا دوسرے دن پیر محمد خان اور عبد العزیز خان ولد عبد اللہ خان اور سلاطین حصار کہ کمک کے واسطے آئے تھے بتیس ہزار سوار سے بادشاہ کی جنگ مین متوجہ ہوئے سلیمان میرزا اور ہندال میرزا اور حاجی محمد سلطان ہراول نے انھین شکست دی اور پیر محمد خان اوزبک دہ ہزار سوار سے یہ حال مشاہدہ کرکے وقت غروب آفتاب شہر مین در آئے اور لشکر چغتائی کامران میرزا کے نہ آنے سے اپنے اہل و عیال کی طرف سے منتشر اور دل نگران تھا اور اُس رات کو کہ صبح اُسکے سیاہ گری کے حساب سے بلخ البتہ مفتوح ہوتا فراہم ہوکر عرض قدس مین پہونچا یا کہ جو بیار بلخ سے جبور کرنا مناسب نہین ہی صلاح انمین ہی کہ درہ گز کی طرف جاکر اردو کے واسطے ایک جگہ تجویز معین کرین اور مردم بلخ کو تسلی اور دلاسا کرکے بے جنگ تصرف مین لاوین اور جب بمالوجد سے گذرنا جارجنت آشیانی نے کوچ کیا اور جو درہ گز کابل کی طرف ہی اور دوست و دشمن کہ اس مشورہ سے آگاہ نہ تھے تصور مراجعت کرکے بعزیمت تمام کابل

روانہ ہوئے اور اوزبکون نے دلیر ہو کر بہیئت مجموعی تعاقب کیا اور سلیمان میرزا اور حسن قلی سلطان کو کہ محافظت کے واسطے لشکر مغل کے عقب مقرر تھے زیر کر کے فوج بادشاہی کے قریب پہونچے آنحضرت نے پھر کر بہ نفس نفیس ایک شخص کو کہ جو سب سے آگے جاتا تھا بزخم نیزہ خانۂ زین سے جدا کیا اور میرزا ہندال اور تردی بیگ اور تولک خان قوچین نے بھی شجاعت مین تقصیر نہ کی لیکن جو لشکر چنتائی متفرق ہوا تھا کچھ تدبیر بن پڑی اور کام مشتبہ گیا بادشاہ نے باگ کابل کی طرف معطوف فرمائی اور میرزا کامران کے درپے دفع ہو کر علی بیگ کو جو میرزا کے ملازمان عمدہ سے تھا اس سے برخلاف کر لیا اور سلیمان میرزا اور ہندال میرزا کو بھی کشتم اور قندھار سے اسکے سر پر تعین کیا اور میرزا نے سامان بادشاہی پھینک کر چاہا کہ ضحاک اور بامیان سے ہزارہ کے درمیان جا کر وہان کے راستہ سے سندھ کی طرف روانہ ہون بادشاہ نے ایک جماعت کو اس کے سر راہ بھیجا قراچہ خان اور قاسم حسین وغیرہ نے کہ پھر آنحضرت کے پاس حاضر ہوئے تھے میرزا کو مخفی پیغام دیا کہ لشکر جوہ ضحاک اور بامیان کی طرف روانہ ہوا ہے تمھین لازم ہے کہ کوتل قبچاق کے راستہ سے اس طرف متوجہ ہو اور ہمین بھی اپنا شریک اور ہوا خواہ سمجھو وہ انکے کہنے سے بامیان کا راستہ چھوڑ کر قبچاق مین آیا بادشاہ وہان گیا اور قراچہ خان اور دیگر رفیق حضرت کے جنگ کے وقت میرزا کے شریک ہوئے اور بادشاہ نے لشکر قلیل سے پائے ثبات زمین کمین مین گاڑ کر جنگ عظیم کی اور پیر محمد آختہ ابراحمد ولد میرزا قلی مارے گئے اور وہ حضرت کہ اس معرکہ مین خود مباشر قتال ہوئے تھے زخم شمشیر فرق مبارک پر پہونچا اور گھوڑا بھی زخمی ہوا پھر آپ نے ضرب نیزہ سے اعدا کو اپنے پاس سے دفع کیا اور ضحاک اور بامیان کی طرف متوجہ ہوئے اور میرزا دوبارہ کابل پر متصرف اور کامران ہوا اور جنت آشیانی بدخشان کی طرف روانہ ہوا اور ایک قافلہ سے جو اسپ بیشمار اور متاع وافر رکھتا تھا گھوڑے اور اسباب بطریق مساعدت لیکر لشکر مین تقسیم کیے اور شاہ بداغ اور تولک خان قوچین اور مجنون خان اور ایک جماعت کو کہ مجموع دس نفر ہوتے تھے خبر گیری کے واسطے کابل کی طرف بھیجا اور تولک خان کے سوا کوئی پلٹ کر نہ آیا آنحضرت نے ملازمان قدیم کی بیوفائی سے تعجب کیا اور جب سلیمان میرزا اور ابراہیم میرزا اور ہندال میرزا مع افواج آئے تب چاروں کے بعد کابل کی طرف متوجہ ہوئے اور میرزا نے استقبال کر کے آب پنجیر کے کنارے تنور جنگ گرم کیا اور منہزم ہو کر بال اپنے سر اور داڑھی کے ترشوا کر لباس قلندران مین کوہ ہندوکش کے دامن اور لمغان مین پہونچا اور ہنگام فرار میرزا عسکری گرفتار ہوا اور قراچہ خان قتل ہوا جنت آشیانی منظفر و منصور کابل مین تشریف لائے اور ایک سال عیش و عشرت مین بسر کیا اور دوسری مرتبہ جب بابا بیان واغوطلب نے میرزا کے پاس جا کر ہجوم کیا اور جمعیت اسکی بتعداد ایک ہزار اور پانسو کے پہونچی اور حاجی محمد خان اور بابا قشقہ بھی بے رخصت غزنین گئے آنحضرت نے سامان جنگ درست کر کے میرزا کے سر پر چڑھائی کی وہ ہمراہ افغانان مہمند اور خلیل اور داؤدزئی اور ملکان لمغانات نبلاب کی طرف بھاگا بادشاہ نے کابل مین نزول فرمایا اور میرزا نے پھر افغانان کے درمیان آنکر دوبارہ فساد کا وا کیا جنت آشیانی دوبارہ اسکے سر پر چلے اور بیرم خان ترکمان کو لکھا کہ غزنین مین آکر علاج حاجی محمد خان کاکر اور حاجی محمد خان نے میرزا کو پیغام دیا تھا کہ آپ جلد غزنین مین آئیے کہ بندہ مطیع و فرمانبردار ہے میرزا کامران سے لمغان سے پشاور مین بھاگا تھا بنکش اور کرویز کے راستہ سے غزنین کی سمت روانہ ہوا لیکن بیرم خان ترکمان اسکے پہونچنے سے پیشتر غزنین مین داخل ہوا اور حاجی محمد خان کو بلا بھیجا تمام کابل لیگیا تھا میرزا ناچار پشاور مین گیا اور جنت آشیانی نے کابل مین سعادت فرمائی حاجی محمد خان ازروے توہم دوبارہ غزنین کی طرف مغرور ہوا اور بیرم خان پھر غزنین جا کر اسے بدولا سا کابل مین لایا اسوقت مرزا عسکری

کو کہ برادر اعیانی میرزا کامران کا تھا میرزا سلیمان کے پاس بھیجا کہ بلخ کے راستہ سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہووے عسکری میرزا اس وادی مین جو شام اور مدینہ منورہ کے بامین ہے ۹۶۱ نو سو اکسٹھ ہجری مین فوت ہوا اور اُسکی ایک بیٹی تھی جسکو جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے یوسف خان مشہدی کے عقد مین دیا اور کامران میرزا ہوس سلطنت اور طمع شاہی مین افغانون کے درمیان لشکر کے فراہم لانے مین مقید تھا جنت آشیانی نے اول حاجی محمد خان کو جو بانی شر اور خمیر مایہ فساد تھا لوائے تیغ سیاست سے قتل کیا اُسکے بعد میرزا کی تادیب کے واسطے متوجہ ہوا اور خیبر کے نواح مین میرزا مع افغانان بیسیار اُردو سے بادشاہ پر ذیقعدہ کی اکیسوین شب ۹۵۸ نو سو اٹھاون ہجری مین شبخون لایا اور ہندال میرزا شہد شہادت چکھکر روضہ رضوان کو سدھارا اور جب میرزا سے ناسعادت مند کو بھائی کے شہید ہونے کی خبر پہونچی کارنامہ پلٹ کر افغانون کے پاس آیا جنت آشیانی نے رقیہ سلطان بیگم دختر میرزا مع میل وحشم ہندال میرزا کے شہزادہ جلال الدین محمد اکبر کو ارزانی فرمائی اور غزنین اُسکی جاگیر مین مقرر کیا اور خود افغانون کے مسکون پر تاخت لایا اور اس مرتبہ بکثرت تمام الوس مصمند و خلیل کو قتل و تاراج سے نہایت خوار اور ذلیل کیا افغانون نے جب دیکھا کہ نقصان اور خرابی کے سوا حاصل کچھ نہین ہے میرزا کی خاقت سے دست بردار ہوئے اور وہ ہند مین جاکر سلیم شاہ کے پاس التجا لے گیا اور سلیم شاہ نے بدسلوکی سے جب ارادہ اُسکے جس کا کیا بھاگ کر راجگیر کوٹ کے پاس پناہ لے گیا اور سلیم شاہ جو میرزا کو صاحب واجبہ جانتا تھا اُسکے پیچھے ۹۶۰ نو سو ساٹھ ہجری مین راجہ ہاے پنجاب کے سر پر روانہ ہوا اور میرزا ہراسان ہو کر گنگر کوٹ سے سلطان آدم کھکر کے پاس گیا اتفاقاً ان دنون مین جو میرزا حیدر دوغلات نے زمینداران کشمیر کی سرکشی سے شکایت اور التماس قدوم میمنت لزوم کی تھی جنت آشیانی بیلاب سے عبور کر کے ہند مین داخل ہوے سلطان آدم نے اندیشہ کر کے میرزا کی محافظت کی حقیقت درگاہ مین لکھی چنانچہ نعم خان حکم کے موافق سلطان آدم کے پاس جاکر میرزا کو لایا اُسکے بعد الوس چغتائی نے کہ میرزا کے نفاق اور جنگ و جدل سے نہایت آزردہ تھے معروض کیا کہ ہماری عرض و ناموس کی بقا میرزا کامران کی فنا پر منحصر ہے بادشاہ کمال مروت اور رحم دلی سے اُسکے قتل پر راضی نہ تھا آخر امرا کی تسکین کے واسطے اُنکی آنکھ مین میل پھیرنے کی رضا دی اور محمد مومن قرنجو دی نے یہ مصرع اُسکا مادہ تاریخ کیا مصرع چشم پوشید و بید او سپہر ۔ اور جب جنت آشیانی میرزا کے دیکھنے کو تشریف لے گئے میرزا نے چند قدم استقبال کر کے یہ قطعہ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ کا پڑھا قطعہ ز قدر و شوکت سلطان نگشت چیزے کم ۔ ز التفات بغربت سرائے دہقانی ۔ کلاہ گوشہ دہقان بآفتاب رسید ۔ کہ سایہ بر سر مش افگند چو نوشہ سلطانی ۔ جنت آشیانی پر گریہ نے اسقدر غلبہ کیا کہ مجال تکلم نہی اُٹھے اور افسوس بہت کیا اور میرزا حج کی اجازت لیکر سند کے راستہ سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوا اور اپنی زوجہ کو کہ دختر میرزا شاہ حسین ارغون کی تھی اپنے ہمراہ لے گیا اور تین حج کر کے ۹۶۴ نو سو چونسٹھ ہجری مین اُس مقام شرف مین انتقال کیا اور معلی مکی مین مدفون ہوا بیان سپہ آرا نظم گنج بقانیست درین خاکدان ۔ مزو فانیست درین نوان ۔ جملہ جہان خواہ کمن خواہ نو ۔ چون گذرانست نیز زود بجو ۔ اور میرزا کامران کی تین بیٹیان اور ایک بیٹا موسوم بہ ابو القاسم میرزا تھا اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے اُسکو ۹۶۴ نو سو چونسٹھ ہجری مین قلعہ گوالیار مین قید کیا اور جسوقت خان زمان کے سر پر جاتا تھا اُسکے قتل کا اشارہ کیا اور ابو القاسم میرزا نے قتل کے وقت یہ بیت کہ طبع زاد اُسکی تھی پڑھی بیت فلک گشتن مین نیفتد رشتا بکمن ۔ چو خواہم از تست مرد اضطراب مکن ۔ قصہ کوتاہ کامران میرزا کی بیٹی میرزا ابراہیم حسین بن سلطان محمد کے عقد مین تھی اور اُس سے ایک لڑکا موسوم بہ مظفر حسین متولد ہوا اور دوسری بیٹی میرزا عبد الرحمن مغل کے عقد مین اور تیسری شاہ فخر الدین مشہدی رضوی

کے حبالۂ نکاح مین تھی القصہ جب بادشاہ کو کامران میرزا کے فساد سے دلجمعی حاصل ہوئی اولوالعزمی سے چاہا کہ کشمیر کو بھی حوزۂ تصرف مین درلاوے چونکہ سلیم شاہ پنجاب مین پہونچا تھا امرائے چغتائی نے اُس تجویز کے خلاف یکزبان ہوکر عرض کیا کہ قبلۂ عالم و عالمیان جب ہم کشمیر مین درآمد ہونگے تمام افغان راہ برآمد مسدود کرین گے اسوقت کار دشوار ہوگا بادشاہ نے یہ بات قبول نفرمائی کشمیر کی طرف روانہ ہوئے اور تمام امرا خوش طبعانہ ہمراہی نکرکے کابل کی اطراف مین متوجہ ہوئے جنت آشیانی نے ناچار ہوکر اشہب عزیمت کی باگ کابل کی طرف موڑی اور نیلاب سے عبور کرکے قلعہ بکرام تعمیر فرمایا اور سکندر خان اوزبک کے سپرد کرکے کابل مین تشریف لیگئے اور شہزادۂ جلال الدین محمود وزیر کے ہمراہ غزنین کی رخصت مرحمت فرمائی اور ۹۶۱ نوسو اکسٹھ ہجری مین شہزادہ محمد حکیم میرزا بلدۂ کابل مین متولد ہوا احوال اُسکا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے وقائع کے ذیل مین آویگا اور اس سال جنت آشیانی کی طبیعت فیض طویت مفسدون کی تہمت اور افترا کے باعث بیرم خان ترکمان سے منحرف ہوئی اور اس لحاظ سے کہ مبادا مذہب کے اتحاد کے سبب قزلباش کی طرف مائل ہووے عزیمت یورش قندھار کرکے غزنین کے راستہ سے وہان گیا بیرم خان ترکمان جو اس تہمت سے بری تھا اور اس معاملہ سے ہرگز آگاہی نرکھتا تھا آنحضرت کی خبر توجہ سنکر پانچ چھ آدمی مخصوص سے استقبال کرکے سعادت ملازمت حاصل کی اور پیشکش خوب اور تحف مرغوب نذر کیے اور جب آنحضرت پر ثابت اور متحقق ہوا کہ دشمنون نے جو کچھ اُس کی نسبت عرض کیا ہے محض تہمت اور افترا ہے اواسطے دلجوئی بیرم خان کی فرمائی اور دو مہینے کامل قندھار مین عیش و عشرت مین مشغول رہے اور ارباب غرض کو بھی سرزنش اور ملامت کی اور بیرم خان کے حال پر گوناگون نوازش اور قسم قسم کے الطاف مبذول فرمائے اور بیرم خان ترکمان نے غرض کی کہ قندھار کی حکومت منعم خان یا دوسرے کی تفویض کرکے اُسے بھی ملازم رکاب کرین یہ عرض معرض قبول مین نہ آئی لیکن رخصت کے وقت اُس خان و خانان کے حسب التماس بہادر خان برادر علیخان سیستانی کو زمین داور کی جاگیر عنایت فرمائی اور اُسے اس طرف روانہ کرکے خود کابل مین تشریف لائے پس اُسوقت مین بعضے مردم دہلی اور آگرہ کی عرضیان ملاحظہ مین گذرین کہ سلیم شاہ درمیان سے گیا اور ملوک و خوانین افغان کے آپسمین طریق عناد و فساد ناپتے ہین اور تیغ خلاف غلاف سے کھینچکر وقت بیوقت آپسمین خونریزی کرتے ہین اور اب وہ وقت آیا ہے کہ حضرت ملک موروثی کی طرف متوجہ ہوکر تصرف مین لاوین بادشاہ کہ جو سامان لشکرکشی ہندوستان مہیا نظر آتا تھا متردد ہوئے اور ایک دن بسیر و شکار کے واسطے سوار ہوئے مخصوصون سے فرمایا کہ مین سفر ہندوستان کے واسطے فالگون لیتا ہون کہ اگر تین آدمی پہیم نظر آوین اُنکے نام استفسار کرکے مین فال نیک اختیار کرون فی الحال اول جو شخص سامنے آیا اسکا نام پوچھا اُسنے عرض کی کہ میرا نام دولت خواجہ ہے تھوڑی دور اور گئے ایک چغانی نظر آیا بعد سوال اُسنے کہا کہ مجھے مراد خواجہ کہتے ہین اس صورت مین آنحضرت نے ارشاد کیا کہ کیا خوب ہووے کہ تیسرا شخص سعادت خواجہ نام رکھتا ہو اتفاقات حسنہ سے جب چند قدم اور قدم رنجہ فرمایا ایک شخص اُسی اسم کا موجود ہوا حضرت آشیانی اس بشارت خوش اشارت سے نہایت خوشوقت اور محفوظ ہوئے اور باوجود اسکے کہ پندرہ ہزار سوار سے زیادہ مزکلتے تھے اور افغانون کا لشکر لاکھ سوار سے کم نہ تھا اور دو لاکھ بھی نشان دیتے تھے اس حال سے بہ سفر ہندوستان عازم ہوئے اور شہزادہ محمد حکیم میرزا کو منعم خان کی اتالیقی مین کابل مین چھوڑا اور خود بدولت و سعادت پاے مبارک رکاب مراد مین رکھکر صفر کے مہینے ۹۶۲ نوسو باسٹھ ہجری مین روانہ ہوئے اور بیرم خان ترکمان نے فرمان قضا جریان کے موافق مع بہادران اور تہمتنان جنگ

دیدہ کے کہ اُسکے آبا و اجداد کے نوکر تھے بشوکت تمام سعادت ملازمت حاصل کی جنت آشیانی نے نیلاب سے عبور کر کے بیرم خان ترکمان کو منصب سپہ سالاری کا عنایت فرمایا اور خضر خواجہ خان اور تردی بیگ خان اور سکندر سلطان اور علی قلی خان سیستانی اور دوسرے سرداروں کو اُسکے ہمراہ کر کے بطور مقدمہ پیشتر روانہ کیا تاتار خان افغان حاکم قلعہ رہتاس کہ وہ قلعہ شیر شاہ افغان کا بنایا ہوا ہے طاقت مقاومت اپنے میں نہ دیکھکر دہلی کی طرف بھاگا اور جنت آشیانی کوچ متواترہ سے لاہور آئے اور اُمرائے افغان جو اُسکی محافظت میں قیام کرتے تھے بلا جنگ بھاگے اور جنت آشیانی بے مزاحمت شہر میں داخل ہوئے اور بیرم خان ترکمان امرائے متعاقبی کے ہمراہ سرہند گیا اور اُس حدود کو بھی بے تحریک سیف و سنان متصرف ہوا اور اُس نواح کے زمیندار اور رعایا نے جادۂ اطاعت میں قدم رکھا اور جب خبر پہونچی کہ ایک گروہ شہباز خان اور نصیر خان کی سرداری میں دیپالپور میں فراہم ہو کر مفسدہ کا ارادہ رکھتا ہے جنت آشیانی نے شاہ ابو المعالی کو کہ سادات ترمذ سے تھا اور فرزندی کے خطاب سے نوازش پائی تھی باتفاق علی قلیخان سیستانی کے اُنکے دفع کے واسطے مامور کیا اور اسنے جماعت افغانوں کو شکست دیکر متفرق اور پریشان کیا اور ساز و سلب اور اہل و عیال کو اُنکی غارت کر کے مراجعت کی سکندر شاہ نے تاتار خان اور مہیبت خان افغان کو مع تیس ہزار سوار لشکر قتالی کی جنگ کے واسطے نہایت قوت اور سامان سے مقرر کیا اور بیرم خان ترکمان دشمن کی کثرت سے اندیشہ کر کے جنگ پر آمادہ ہوا اور آب ستلج سے عبور کر کے اُنکے سر پر روانہ ہوا اور غروب آفتاب کے وقت آب مچھیواڑہ کے ساحل پر اُردوے خصم کے مقابل نزول کیا اور جو موسم زمستان تھا افغانان آگ اپنے خیموں کے آگے روشن کر کے لوازم بیداری میں مشغول ہوئے بیرم خان ترکمان اس حال سے خبردار ہو کر خوشحال ہوا اور بدون اسکے کہ کوئی شخص اسے خبر کرے ایک ہزار سوار اپنے ملازمان خاص سے لیکر اُردوے مخالف کے کنارے گیا اور افغانوں کو کہ آگ کی روشنی سے نمودار تھے ہدف تیر کر کے شور و ولولہ اُنکے درمیان ڈالا اور افغانوں نے کہ قلت عقل کی صفت سے موصوف ہیں روشنی کی زیادتی میں کوشش کی اور تمام کمان اور حلف کو اُردو میں تھا یکبارگی روشن کیا اس حرکت سے مغل اور بھی خوشوقت ہوے اور تیر اندازی میں تقصیر کی اس حال میں علی قلی سیستانی اور چند سردار دیگر واقف ہو کر بتعجیل عجیل بیرم خان کے پاس حاضر ہوئے اور ہر طرف سے تیر باران شروع کیا افغان بیتاب ہو کر جنگ کے بہانہ سوار ہوئے اور جب اُردو سے باہر آئے ہی کا رہتے لیکر متفرق ہوئے تاتار خان اور مہیبت خان افغان نے ایک ساعت توقف کیا جب اپنی سپاہ میں نہایت تفرقہ دیکھا اُنھوں نے بھی ہاتھی اور گھوڑے اور اسباب چھوڑ کر راہ فرار پائی مغل افغانوں کا ساز و سلب تاراج کر کے بہت خوش ہوے اور عمدہ سامان حاصل کر کے مسرور اور محبور ہوئے بیرم خان نے فیلوں کو جنت آشیانی کے حضور لاہور میں بھیجا اور خود مچھیواڑہ میں قیام کیا اور امرائے چغتائی کو پیشتر روانہ کیا وہ دہلی کے اطراف تک تاخت کر کے بہت پرگنوں پر متصرف ہوے اور حضرت نے اس فتح سے محظوظ ہو کر بیرم خان ترکمان کو خانخانان کے خطاب اور یار وفادار و ہمدم غمگسار کے القاب سے سرفراز فرمایا اور اُس کے نوکروں کی اسامی کیا دیپ کیا شریف اور کیا ترک اور کیا تاجیک اور کیا سقہ اور کیا فراش اور کیا باورچی اور کیا ساربان سب کو خود بادشاہ میں ثبت کر کے پایۂ شگرف پر پہونچایا اور کچھ اُنمیں سے خان اور سلطان ہو کر نامداران جہان سے ہوئے سکندر شاہ بعد شکست تاتار خان اور مہیبت خان افغان کے موافقت کے بارہ میں امرائے افغانان سے قسم لیکر مع اسی ہزار سوار اور توپ

بسیار اور خیلان جنگی اور نامی کے عزم رزم مین پنجاب کی طرف متوجہ ہوا بیرم خان ترکمان نے نوشہرہ مین جاکر نوشہرہ کو مضبوط کیا اور جب سکندر شاہ نوشہرہ کے ظاہر مین تھوڑے فاصلہ پر فروکش ہوا بیرم خان نے عریضہ لاہور بھیجکر حضرت قدوم میمنت لزوم کی اور آنحضرت رایات اجلال متحرک کرکے نوشہرہ مین تشریف لائے اور قلعہ مین بیٹھے اور چند روز نظر سے عاشقان جنگ اور طالبان نام و ننگ نے میدان جانستان مین پیشقدمی کرکے داد مردی اور مردانگی کی دی آخر بتاریخ سلخ ماہ رجب سنہ مذکور مین کہ نوبت قراولی شاہزادۂ جلال الدین محمد اکبر کی تھی افغانان نے صفوف حرب آراستہ کرکے جنگ سلطانی کے در پی ہوئے اور تمام سپاہ جنگی قتال پر مستعد ہوکر شاہزادہ کی ملازمت مین حاضر ہوئی ایک طرف بیرم خان ترکمان مع جوان و اتباع اور دوسری طرف سکندر خان اور عبداللہ خان اوزبک اور شاہ ابوالمعالی اور علی قلیخان سیستانی اور بہادر خان اور تردی بیگ خان بقاعدۂ چنگیزی حملہ آور ہوئے اور لوازم شجاعت اور مردانگی کے مافوق طاقت بشری ظہور مین پہونچائے اور توفیق الٰہی سے افغانون کو مار بھگایا اور سکندر شاہ کوہستان سوالک کی طرف بھاگا اور جنت آشیانی کے حکم کے موافق سکندر خان اوزبک اور دوسرے خوانین دہلی اور آگرہ مین جاکر متصرف ہوئے جنت آشیانی نے ابوالمعالی کو پنجاب کی حکومت دیکر سکندر شاہ کے دفع کے واسطے مامور کیا اور خود بدولت و اقبال رمضان کے مہینے مین دہلی مین تشریف لائے اور بادشاہ کمک بخش کی توفیق سے دوبارہ مملکت ہندیہ کہ خال چہرۂ ہفت کشور ہے فرمانروا ہوئے اور بیرم خان ترکمان کو جاگیر اور عنایات خسروانہ سے ممتاز کرکے نہایت نوازش فرمائی اور تردی بیگ خان کو دہلی کا حاکم کیا اور سکندر خان اوزبک نے آگرہ کی حکومت پائی اور علی قلیخان سیستانی سنبھل اور میرٹھ کی سند امارت پاکر اس طرف روانہ ہوا اور بیرم خان نے یہ رباعی اس فتح کی تاریخ مین موزون کی رباعی منشی خرد طالع میمون طلبید ❊ انشا بخن نر طبع موزون طلبید ❊ تحریر چو کرد فتح ہندوستان را ❊ تاریخ بگفتند جہانبون طلبید ❊ چونکہ شاہ ابوالمعالی امرائے کمک کے ساتھ رعایت اور سلوک نہ کرتا تھا اسکندر شاہ روز بروز قوی ہوتا تھا جنت آشیانی نے بیرم خان کو شاہزادہ جلال الدین محمد اکبر کا تالیق کرکے اس والا گہر کی ملازمت مین سکندر شاہ کی دفع کے واسطے روانہ فرمایا ان دنون مین ایک شخص مشہور بہ قنبر دیوانہ نے سنبھل مین خروج کیا اور دوآب کے درمیان مین تاراج اور غارت شروع کی اور علی قلی خان سیستانی نے اوسکے سر پر پہونچکر ربیع الاول کی پانچوین تاریخ سنہ ۹۶۳ نو سو ترسٹھ ہجری مین اوسکا سر بادشاہ کی درگاہ مین بھیجا اور اسی مہینے کی ساتوین تاریخ وقت غروب آفتاب جنت آشیانی کتب خانہ کے کوٹھے پر برآمد ہوکر ایک لحظہ بیٹھے کہ ناگاہ مغرب کی نماز کا وقت آیا اور مؤذن نے اذان شروع کی وہ حضرت تعظیم اور جواب بانگ نماز کے واسطے دوسرے زینہ پر بیٹھے اور برخاست کے وقت عصا پر تکیہ کرکے چاہا کہ ایستادہ ہون عصا لغزش کھاکر بغل سے نکل گیا اور بادشاہ نردبان سے جدا ہوکر زمین پر آئے اور بیہوش ہوگئے اعیان سلطنت اور ارکان مملکت حضرت کی حالت دیکھکر سراسیمہ ہوئے اور آنحضرت کو دولتخانہ مین لے گئے بعد ایک لحظہ کے حضرت کو افاقہ ہوا اور بات چیت کی اور اطبا معالجہ مین مشغول ہوئے لیکن سود مند نہ آیا گیارھوین تاریخ ماہ مذکور کو کہ وقت غروب آفتاب تھا جاے روح پر فتوح اقدس والی آشیان قدس کی طرف پرواز کر گیا اور یہ مصرعہ تاریخ اس واقعہ ہایلہ کا ہے مصرع جہانبون بادشہ از بام افتاد ❊ اور نبی دہلی مین دریاے جمن کے کنارے مدفون ہوئے اور ۹۷۳ نو سو ہتر ہجری مین گنبد سایہ آپ کے مزار کا تیار ہوا مدت سلطنت آنکی ہندوستان اور کابل مین پچیس برس تھی اور سن شریف

ف جنگ سلطانی سکندر اوزبک و علی قلیخان سیستانی

اُنکا اکاون برس کا تھا یہ بادشاہ نہایت شجاع تھا اور سخاوت اور مروت مین بے نظیر اور علم ریاضی مین علم مہارت بلند کرکے علما اور فضلا سے صحبت رکھتا تھا اور ہر وقت اُس کی مجلس مین مسائل علمی کا مذکور رہتا تھا اور ہیئت یاد رہتا تھا اور بے وضو خدا کا نام زبان پر نہ لاتا تھا جیسا کہ ایک دن میر عبدالحی صدر کو عبدل خطاب کرکے اسنے روبرو طلب کیا اور جب وضو کیا میر سے معذرت کرکے فرمایا کہ اُسوقت مین وضو نہ رکھتا تھا اور جو خدا کا نام ہر سو سطر مین نے تمھارا نام تمام نہین لیا اور علاوہ اسکے خوش قامت اور گندم رنگ تھے اور مذہب حنفی رکھتے تھے لیکن میرزا کامران اور بعضے امرا جغتائی آنحضرت کو شیعہ مذہب جانتے تھے اُسکا سبب یہ تھا کہ عہد طفلی اور شاہزادگی سے اہل عراق اور خراسان کی ایک جماعت کہ اہل بیت سے محبت رکھتی تھی اُسکے پاس جمع ہوئی تھی اور اُنکا حال پر رعایت مبذول رہتی تھی اور بیرم خان ترکمان کہ آنحضرت کا مصاحب اور ہمدم تھا مذہب امامیہ رکھتا تھا اور جسوقت کہ سریر سلطنت پر جلوہ گر ہو کر بادشاہ ہوئے محبت قزلباش اور اہل عراق کو ترجیح کرکے بزرگ کیا اور کہتے ہین کہ کامران مرزا آن حضرت سے مذہب کے بارہ مین ہمیشہ ہمزبانی کرتا تھا جسوقت کہ شیر شاہ کے صدمہ سے بیچلا ہور مین جمع ہوئے تھے ایک دن دونون بھائی سوار کسی طرف جاتے تھے ایک کتا نظر پڑا کہ پانون اُٹھا کر ایک قبر پر پیشاب کرتا تھا میرزا نے کہا ایسا معلوم ہوتا ہو کہ اس قبر کا صاحب رافضی ہو بادشاہ نے کہا ہان یہ بھی ظاہر ہوتا ہو کہ کتا بھی سنی ہو چنانچہ اسلحہ کی ظرافت بھائیون کے درمیان اکثر ہوا کرتی تھی لیکن حقیقت یہ ہو کہ ایسے کلمات کامران میرزا کے مضاد اور بیرم خان ترکمان کی خوشی اور دوسرے ارباب دخل کے واسطے سرزد ہوتے تھے اور آنحضرت کا مذہب الّبتہ حنفی تھا بادشاہ بشوخی بھی کہتے تھے اور دیوان شو آنحضرت کا جسمین جسقدر نظر پڑتا ہو اور یہ ابیات بھی انھین کے طبعزاد ہین نظم گذشت از دل سرگشتہ نا دلکش ؛ تا نہ برمن دل دادہ لذت لمس ؛ بقصد کشتن عشاق گر کند میلے ؛ عجب نباشد از اخلاق دلفریبش کہ ؛ کرامت ذہے کہ قرب حریم حرمت او ؛ کہ جبرئیل امین نیست محرم حرمش ؛ اگر بہ پرسش عشاق می نہند قدمے ؛ ہزار جان گرامی فدائے ہر قدمش ؛ ولہ خوش آنکہ باخیالت حرمے نشستہ بودم ؛ ز شوق سرو قامت از جاے جستہ بودم ؛ عجم کمن کہ گفتم موی تر ا پریشان ؛ در شرح جعد زلفت چون دل شکستہ بودم ؛ ز شرح غنچہ او ہرگز نگفتہ حرفے ؛ لب ناوران حکایت پیوستہ بستہ بودم ؛ حقا کہ چون ہمایون وصال وصل بخودہ ؛ با دوست در حکایت از خویش رستہ بودم ؛ ولہ داغ عشق تو بر جبین منست ؛ خاتم نعل تو نگین منست ؛ تا نشستم چو خاک بر در تو ؛ پشت بام فلک زمین منست ؛ ہر کجا شہر و شہریارے بود ؛ این زمان بندۂ کمین منست ؛ خط مشکین لعبتے گلفام ؛ آیت رحمت مبین منست ؛ ولہ من اشک روان چو گنج قارون دارم ؛ گلگونہ درون کیسہ زافیون دارم ؛ ذکر بادشاہ جمجاہ ابو المظفر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی کی سلطنت کا شیخ ابو الفضل شیخ فیضی کے بھائی نے اس بادشاہ عالی جاہ کے جزوی اور کلی قضایا اکبرنامہ مین کہ ایک لاکھ اور ہزار بیت کے قریب ہو ثبت کیا اور مؤلف ان اوراق کا محمد قاسم فرشتہ کہ درپے اختصار ہو خلاصہ اُسکا اس کتاب مین مندرج کرتا ہو اور کہتا ہو کہ جسوقت نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کتب خانہ کے کوٹھے سے گر کر شدت ضعف مین گرفتار ہوا ارکان دولت اور اعیان حضرت نے شیخ جوئی کو کہ معتبران درگاہ سے تھا اُس حالت کی خبر ہمایون پہنچانے کے واسطے بذریعہ ڈاک پنجاب کی طرف روانہ کیا اور اُسنے کالنجر مین یہ خبر شاہزادۂ والا گہر کی نقد ملازمت حاصل کرکے قضیہ سانحہ کا معروض کیا اور اس کے پیچھے ہی جب خبر رحلت پہونچی امرا لوازم تعزیت

بجالائے اور آپسمین اتفاق کرکے ماہ ربیع الثانی کی دوسری تاریخ ۹۶۳ نو سو تریسٹھ ہجری مین شہزادۂ جلال الدین محمد اکبر کو کہ تیرہ برس اور نو مہینے اُس کی عمر سے گذرے تھے کالنور مین تخت فرمانروہی پر اجلاس کردیا قطعہ گل امید شگفت وزید باد مراد جہ مراد خلق خدا آنچنانکہ باید بود ۔ زدست فتنۂ دوران جہان بشد ایمن ۔ کہ بادشاہ جہان پاہ بر سریر نہاد ۔ بیرم خان ترکمان باوجود منصب سپہ سالاری اور اتالیقی کے وکالت کے عہدہ پر مامور ہوکر متصدی امور ملک مال ہوا اور فرامین بشارت جلوس اور استمالت سپاہ و رعیت اطراف واکناف مین بھیجکر متناجات اور راہداری اور سلامانہ اور پیشکش اور نذرانہ تمامی ممالک محروسہ کا معاف اور واگذاشت کیا اور بیرم خان نے سب سے پہلے شاہ ابو المعالی کو کہ داعیہ مخالفت کا رکھتا تھا گرفتار کرکے واجب القتل ٹھہرایا اور جو وہ حضرت کہ بشیتہ ہم شریف انکا عرش آشیانی اور گاہے ساتھ خاقان اکبر لے آیا تھا کمال ترحم سے راضی ہوئے اور اُس سید کو قید کرکے پہلوان گل گیر کے پاس جو لاہور کا کوتوال تھا بھیجا شاہ ابو المعالی چند روز کے بعد قید خانہ سے بھاگا گل گیر پہلوان نے کمال خجالت اور انتہائے غیرت سے اپنے تئین ہلاک کیا اور تردی بیگ خان نے تمام اسباب بادشاہی کو دہلی سے ابو القاسم میرزا اولد کامران میرزا کی ہمراہ اردوئے معلی مین ارسال کیا اور علی قلی خان سیستانی حاکم سنبھل اور سکندر خان اوزبک حاکم آگرہ اور بہادر خان حاکم دیپالپور اور منعم خان اتالیق اور محمد حکیم میرزا نے عرائض بھیجکر اظہار اخلاص اور بندگی کی بعدہ لشکر ظفر پیکر سکندر خان کے استیصال کے واسطے دامن کوہ سوالک کی سمت روانہ ہوا اور حرب کے بعد سکندر شاہ کوہ سوالک کے درمیان سے بھاگا اور دہرام چند راجہ نگرکوٹ کا در بابین حاضر ہوا عرش آشیانی نے اُسکے حال پر نوازش فرمائی اور ملک موروثی جاگیر مین اُسے مرحمت فرمایا اور عرش آشیانی بارش کی کثرت سے جالندھر کی طرف روانہ ہوئے ایک مدت وہان توقف کیا اور اُن دنون مین سلیمان میرزا بقصد تسخیر کابل بدخشان سے روانہ ہوا اور اُسکے پہونچتے ہی منعم خان کہ سردار کارد یدہ تھا حصاری ہوکر اعلم مدافعت بلند کیا اور خاقان اکبر اس حال سے مطلع ہوئے اور محمد قلی برلاس اور خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ اور خضر خان کو منعم خان کی اعانت کو بھیجا چنانچہ بعضے قلعہ مین در آئے اور اکثر باہر رہے اور چار مہینے کے عرصہ مین غلہ در قلعہ بدخشانیون کو اطراف اردو مین زحمت پہونچا کر عاجز اور تنگ کیا سلیمان میرزا نے منعم خان کو پیغام دیا کہ اگر تو خطبہ مین میرا نام داخل کرے تو مین یہان سے کوچ کرجاؤن منعم خان نے مصلحت وقت دیکھکر اُسکے کہنے پر عمل کیا اور سلیمان میرزا بدخشان کی طرف متوجہ ہوا اُن روزون مین ہیمو بقال وزیر محمد شاہ عدلی مع تیس ہزار سوار و بیادہ اور دو ہزار فیل جنگی کے کہ اکثر اُسمین مست تھے آگرہ کی طرف روانہ ہوا سکندر خان اوزبک تاب مقاومت نہ لاکر دہلی کی طرف راہی ہوا اور شادی خان افغان کہ وہ عدلی کے امرائے معتمد سے تھا آب رہٹ کے کنارے آیا اور علی قلی خان سیستانی نے کہ اُسوقت خانزمانی کا خطاب پایا تھا باتفاق امرائے لشکر قاسم خان و محمد امین دیوانہ و ہاشم سعید تجاقی مع تین ہزار سوار عراقی اور خراسانی آب رہٹ سے عبور کرکے شادی خان افغان سے مقابلہ کیا اور وہ منہزم ہوا اور کچھ فوج اُس کی قتل ہوئی اور اکثر آب دریا کے عبور کے وقت غرق ہوئی جیسا کہ تین ہزار فوج سے دو سو یا تین سو سے زیادہ آدمی زندہ نہ بچے اور جب ہیمو بقال آگرہ پر متصرف ہوکر دہلی کی طرف متوجہ ہوا تردی بیگ خان نے اپنے ایلچیون کو اطراف مین بھیجکر امرا کو طلب کیا عبد اللہ خان اور لعل سلطان بدخشی اور علی قلی خان اندرابی اور یک خان کولابی وغیرہ بلا توقف دہلی مین آئے اور علی قلی خان سیستانی المخاطب بخان زمان اور اُس کی ابتک دہلی مین پہونچی تھی کہ تردی بیگ خان نے شتابی کرکے ہیمو بقال سے مقابلہ کیا اور ہیمو بقال کا ایک کہ فرشجاع تھا تین چار ہزار

سوار جرار انتخابی اور فیلان کوہ پیکر جنگی لیکر صف قلب سے جدا ہوا اور اول تردی بیگ خان پر کر اپنے مقابل سے جنگ مین مشغول تھا حملہ آور ہوا چنانچہ اُسے معرکہ سے پسپا کر کے اوردن کی طرف متوجہ ہوا اور اُنھین بھی منہزم کر کے دہلی پر قابض ہوا تردی بیگ خان اور دیگر امرا سے ممکن تھا کہ علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان اور دوسرے امرا اور سرداردن کو ساتھ اپنے متفق کر کے شکست کا تدارک کرتے یا یہ کہ دہلی کے اطراف مین پناہ لیکر بادشاہ سے کمک کے مستدعی ہوتے دونون امرون مین سے ایک بھی نہ کیا نوشہرہ کی طرف روان ہوئے اور ولایت خالی چھوڑکر دشمن کے سپرد کی علی قلیخان سیستانی نے یہ خبر سنی جو تنہا اُس حدود کے ضبط سے عہدہ برا نہو سکتا تھا لاچار ہو کر وہ بھی نوشہرہ گیا عرش آشیانی جالندھر مین اس واقعہ سے مطلع ہوئے جو پنجاب کے سوا اور تمام ممالک افغانون کے تصرف مین آ گئے تھے دلگیر ہوئے چونکہ صفر سن کے باعث امر ولیعہدی مین مشغول نہو سکتے تھے بیرم خان ترکمان کو خان بابا خطاب دیکر نوازش فرمائی اور یہ ارشاد کیا کہ ہمنے تمام مہمات ملکی کو تیری طرف رجوع کیا تحسین صلاح دولت دیکھ عمل مین لاوہ کام میرے حکم پر موقوف نہ رکھو اور علاوہ اسکے اُس بارہ مین اُسے ہمایون شاہی روح پرفتوح اور اپنے فرق مبارک کی قسم دیکر ظاہر کیا کہ تو لوگون کی دشمنی کا نہ اندیشہ کر اور یہ مصرع پڑھا مصرع دوست گر دوست بود ہر دو جہان دشمن باش ۔ اور اُسی وقت جمیع امرا کو بلا بھیجا کر کے ایک انجمن ترتیب دی اور مشورہ کیا چونکہ لشکر مخالف کا ایک لاکھ سوار سے زیادہ نشان دیتے تھے اور لشکر بادشاہ کا شمار بیس ہزار سے زیادہ نہ تھا سب کابل کی روانگی پر مائل ہوئے لیکن بیرم خان ترکمان نے جنگ مخالفین مین مستعد ہونا انسب دیکھا خافان اکبر باوجود صغر سن کے اس مشورہ اور صلاح پر مائل اور راغب ہوا اور بے تامل خضر خواجہ خان کو کہ فرزند سلاطین مغل سے تھا اور بابر شاہ کی بیٹی سماگلبدن بیگم اُسکے عقد نکاح مین تھی لاہور کا حاکم کر کے سکندر شاہ کے دفع کے واسطے تعین کیا اور خود بنفس نفیس ہیمو بقال کی تادیب اور تنبیہ کے واسطے آمادہ ہوئے اور نوشہرہ مین امرائے گریختہ نے ملازمت کی اور خانخانان نے تردی بیگ کو بسبب تقصیرات کے ایسے وقت مین کہ بادشاہ تمکار کر گئے تھے مکان مین بلایا اور بلا توقف اپنے حضور سر ابردہ مین گردن ماری اور بادشاہ نے یہ خبر شکارگاہ مین سُنی جب معاودت کی بیرم خان نے معروض کیا کہ مین تحقیق جانتا تھا کہ آنحضرت باوجود گناہ کبیرہ کے اُس سے برزد ہو اعنایت ذاتی اور مراحم قلبی سے اُسکے قتل مین تامل فرماوین گے اور خود ایسی تقصیر کا ایسے وقت مین کہ مخالف قریب پہونچا اور افغان کے مانند ایک ضنیم نے ممالک ہند پر غلبہ پایا مناسب نہ تھا ہر آئینہ مین نے حکم اقدس صریح اس باب مین حاصل نہ کر کے جرأت اُسکے قتل مین کی عرش آشیانی نے زبان تحسین آفرین مین کھولکر اُسکا عذر مسموع فرمایا اور ثقات سے سُنا گیا کہ اگر بیرم خان ترکمان تردی بیگ کو نہ قتل کرتا اوس جنتائی ضبط مین نہ آتا اور قصہ شیر شاہ کا پیش آتا اُسکے بعد امرائے مغل نے کہا ہر ایک آپ کو کیقباد اور کیکاؤس جانتے تھے بیرم خان ترکمان سے حساب عین ہو کر بہودے سرکشی سر سے باہر کی اور نفاق بر طرف ہوا اور چار رایات ظفر آیات نوشہرہ سے باہر مین روانہ ہوئے سکندر خان اور بک اور عبداللہ خان اور علی قلی خان اندرابی اور محمد خان جلایر بدخشی اور مجنون خان قاقشال اور دیگر امرا پاشلیقی علی قلی خان سیستانی المخاطب بخانزمان کہ امیرالامرا ہوا تھا بر سم منقلائی روانہ ہوئے اور ایک جماعت بیرم خان کے نوکران خاصہ سے بھی شامل حسین قلی بیگ اور محمد صادق خان پروانچی اور شاہ قلیخان محرم اور میر محمد قاسم خان نیشاپوری اور سید محمد بارہہ وغیرہم امرائے منقلائی کے ہمراہ ہوئے اور ہیمو بقال نے جو آپ کو راجہ بکرماجیت مشہور کر کے کوس تکبر اور غرور کا بجاتا تھا شادی خان افغان اور امرائے افغان کو

بھی ساتھ اپنے ملحق کر کے مع افواج کثیرہ کہ مور ملخ کے مانند تھی عرصہ رزم مین استقبال کیا اور ایک جماعت مردان
عمدہ افغانون کو مع توپخانۂ عظیم افواج منقلائی بادشاہی کے مقابلہ کو پیشتر روانہ کیا اور وہ خود افواج مغل سے منہزم
ہوکر بحال ابتر پلٹ گئے اور توپخانہ یک قلم بہاد گیا ہیموی بقال جب پانی پت کھلواج مین پہونچا اور خبر لشکر چغتائی کے
قریب تر پہونچنے کی سنی غنیلون کو کہ اعتماد تمام اُنپر رکھتا تھا سرداران بزرگ کو تفویض کیا تاکہ اُنپر سوار ہوکر لوازم جنگ مین
مشغول ہوون اور علی قلی خان سیستانی المخاطب بخانزمان جمعہ کے دن علی الصباح کہ محرم کی دوسری تاریخ سنہ ۹۶۲ نو سو
چونسٹھ ہجری تھی آراستگی صفوف مین مصروف ہوکر مستعد قتال ہوا اور طرفین سے مردان مرد اور طالبان نبرد اسپان
تازی پر سوار ہوکر میدان جانستان مین گھوڑون کو جولان کرنے لگے اور دادکوشش کی دی اور مغلون نے کہ قتل
تردی بیگ کو مشاہدہ کیا تھا پاے ثبات زمین کین سے متزلزل نہ کرتے تھے ہارے ہیموی بقال فیل ہوا نے
نام پر سوار ہوا اور تین چار ہزار سوار کارگزار لے کر قلب فوج سے جدا ہوا اور چغتائی افواج مقدمہ کو آن واحد
مین برہم مارا اور بے توقف صفوف قلب پر کہ محل قرار علی قلیخان سیستانی تھے متوجہ ہوا بہادران بیرم خانی
کہ اُس صف مین تھے خراط شجاعت بجالائے آلات حرب کے استعمال مین کچھ تقصیر نہ کی اس درمیان مین ایک تیر
ہیموی بقال کی آنکھ مین لگا ہر چند کہ کارگر نہ تھا افغانان بیدل نے جب خون اُسکے حدقۂ چشم سے روان دیکھا
راہ فرار نا پی ہیموی بقال نے باوصف اس چشم زخم کے جرأت کو کام فرمایا یعنی تیر کو باہر کھینچکر آنکھ کو رومال سے
باندھا اور تھوڑے آدمیون سے سراسیمہ حملہ کرتا تھا اُس وقت شاہ قلی خان محرم ہیموی بقال کے فیل کے
قریب پہونچا اور اُسے معلوم نہ تھا کہ یہ ہیموی بقال کا مرکوب ہے حملہ فیلبانون پر کیا فیلبانون نے اپنے حفظ کے پہلے
ہیموی بقال کے حال سے خبر دی شادی خان بخت کی مساعدت سے خوشحال ہوکر فیل اور فیلبانون کو مع ہیموی
بقال معرکہ سے کنارے لاکر بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوا اور مغلون نے افغانون کا پیچھا کیا اسقدر آدمی کہ حساب
وہم اُنکی تعداد سے عاجز ہے تیغ بیدریغ سے قتل کیے شاہ قلی خان جو ہیموی بقال کو بادشاہ کے روبرو کہ دو تین کوس
کے فاصلہ پر تھا لایا بیرم خان نے عرض کی کہ بادشاہ بقصد جہاد اگر ایک شمشیر اس کافر حربی کے سر پر رسید کرین
جہاد اکبر ہوگا آنحضرت شمشیر اُسکے فرق پر پہونچا کر غازی ہوئے اُس وقت بیرم خان ترکمان نے اپنے ہاتھ سے اُسے
مقتول کیا اور سر اُسکا کابل مین اور لاش بے سر دہلی مین روانہ کی اور ڈیڑھ ہزار ہاتھی سے زیادہ لشکر ظفر پیکر کے ہاتھ
آئے بادشاہ منصور و مظفر ہوکر دہلی مین تشریف لائے ملا بیر محمد شروانی کو کہ بیرم خان ترکمان کا وکیل تھا میوات کی
طرف بھیجا اُس نے وہان جاتے ہی ہیموی بقال کی اہل و عیال کو دستگیر کیا اور خزانہ اُس کا دستیاب کر کے بہت
افغانون کو کہ وہان تھے علف تیغ خون آشام کیا و خیان اس حال کے لشکر قزلباش خیابانی سلطان حسین میرزا
بن بہرام میرزا بن شاہ اسمٰعیل صفوی شاہ طہماسپ صفوی کے حکم کے بموجب قندھار کے اطراف مین آن کر محاصرہ
کیا بعد مساعی جمیلہ محمد شاہ قندھاری کے تصرف سے جو نوکر بیرم خان ترکمان کا تھا باہر آورد کر کے قابض ہوے
اور خضر خواجہ خان بھی سکندر شاہ سے لڑکر لاہور بھاگا عرش آشیانی بموجب اُسکے کہ مصرع جہانگیری توقف بر نشانہ
سکندر شاہ کے دفع کے واسطے پنجاب کی طرف متوجہ ہوئے سکندر شاہ سنکہ کالنور مین آیا تھا مقاومت کی قدرت
اپنے مین نہ دیکھی قلعہ مانکوٹ مین کہ سلیم شاہ نے کھکرون کے دفع کے لیے پہاڑون کے درمیان ایک کوہ رفیع

پر تیار کیا تھا جا کر متحصن ہوا بادشاہ نے وہان نزول فرما کر تین مہینے قیام کیا اور اُن دنون مین عرش آشیانی کی والدہ ماجدہ اور دیگر بیگمات اور اہل و عیال امرا اور سپاہیان کو جسقدر کابل مین تھے اُن امرا کے ہمراہ جو منعم خان کی کمک کے واسطے گئے تھے پہونچے اور محمد حکیم میرزا حکم کے عواقب مع والدہ اور ایک پسر شیر افگنی اپنے کے کابل مین رہا اُس ملک کی حکومت اُسکے تعلق ہوئی اور منعم خان اُسکا اتالیق ہوا اور جب قلعہ بانکوٹ کے محاصرہ نے چھ مہینے کا عرصہ کھینچا سکندر شاہ نے عاجز ہو کر استدعا کے قدوم ایک امرائے معتبر کی چنانچہ بعد صدور حکم خان اعظم شمس الدین محمد خان انکے قلعہ مین گیا اور سکندر شاہ نے اس سے یہ بات کہی کہ مین جرائم کی کثرت سے بادشاہ کی ملازمت کی طاقت نہین رکھتا لیکن اپنے فرزند شیخ عبدالرحمن کو درگاہ مین بھیجکر خود بنگالہ کی طرف جا کر بادشاہ کی اطاعت مین سرگرم رہونگا خان اعظم شمس الدین خان انکے قلعہ سے واپس آیا اور سکندر شاہ کا پیغام بادشاہ سے معروض کیا وہ قبول و منظور ہوا اور شیخ عبدالرحمن رمضان کے مہینے ۹۶۲ نو سو چونسٹھ ہجری مین حاضر حضور ہوا اور چند زنجیر فیل پیشکش کیے سکندر شاہ قلعہ سے برآمد ہو کر بنگالہ گیا عرش آشیانی نے وہ قلعہ مردم درگاہ کے سپرد فرمایا اور عازم لاہور ہوئے اور اثنائے راہ مین بیرم خان ترکمان کے مزاج مین انحراف جاگزین ہوا چند روز سوار نہوا ایک دن بادشاہ نے وہ فیل نامی مست کی لڑائی کا حکم دیا وہ لڑتے ہوے بیرم خان ترکمان کے خیمہ کے قریب جا پہونچے اور شور و غل تماشائیون کا بلند ہوا بیرم خان کے دل مین یہ گمان گذرا کہ یہ امر بادشاہ کے اشارہ سے سرزد ہوا ہے پھر بوساطت ماہم انکہ کے پیغام دیا کہ اس دولتخواہ کے منزل کے قریب فیلان مست کے چھوڑنے کا کیا سبب ہے اگر کوئی بات میری طرف سے خلاف واقع موقف عرض مین پہونچی ہو اور وہ موجب غبار دل صفا منزل ہوئی ہو اُس کے اعلام سے مجھے ممنون مکرمت کرین ماہم انکہ نے جو کچھ بیان واقع تھا جواب دیا کہ فیلون کا آنا اس لوح مین اتفاقیہ ہے نہ کسی کی فرمائش سے اس صورت مین بھی بیرم خان کی تسلی نہوئی یہانتک کہ لاہور مین آیا اور خان اعظم شمس الدین محمد خان انکہ نے کہ بیرم خان اُس سے بدگمان تھا اُسکے خیمہ مین جا کر قسم کھائی کہ خلاء اور ملاء مین یہی بات کہ خاطر اقدس کے باعث کلفت ہوئی کہی گئی عرش آشیانی شہر صفر کی پندرھوین تاریخ ۹۶۵ پینسٹھ ہجری مین عازم دہلی ہوے سارنگ کنان و رصید انگنان ماہ جمادی الثانی کی پچیسوین تاریخ کو منزل مقصد پر پہونچے اور اثنائے راہ مین یعنی موضع جالندر مین ازدواج سلیمہ سلطان بیگم دختر میرزا نورالدین محمد خواہرزادہ ہمایون بادشاہ کا اکبر شاہ کے حسب الارشاد بیرم خان کے ساتھ واقع ہوا اور اُس سال بیرالامرا علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان سے کہ امراے بیخزاری سے تھا اور صوبہ شرقی کی حکومت رکھتا تھا امر ناشائستہ سرزد ہوا جو حضرت کے خاطر دریا مفاطر کی رنجش کا سبب ہوا وہ یہ ہے کہ ایک لڑکا شاہم بیگ نام کہ احدیون کے زمرہ مین منتظم تھا اور قبل اس کے بسبب حسن صورت اور نیک سیرت اور تناسب اعضا ہمایون بادشاہ کا منظور نظر ہوا تھا علی قلی خان سیستانی المخاطب خان زمان اُسے کسی تقریب سے اپنے پاس لے گیا اور برسم احلاف اور اوباش ماوراءالنہر کے تسلیم اور تواضع کہ سلاطین کے واسطے مخصوص ہے نسبت اُسکے فعل مین لاتا تھا اور اس معنی نے شہرت پائی عرش آشیانی نے شاہم بیگ کے طلب مین حکم نافذ فرمایا اور جو ہمال اُسکے بھیجنے مین ہوا ملا پیر محمد کی تجویز سے لشکر خان زمان کے سر پر مقرر ہوا اُسنے

ہراسان ہو کر فرخعلی نام نوکر کو کہ معتمد اُس کا تھا بھیجا تا کہ عذر خواہی اور معذرت کرے فرخعلی دہلی مین آیا اور ملا پیر محمد کے پاس کہ کوئی امر بے رضا اُسکی جاری نہ ہوتا تھا گیا اور ملا پیر محمد خان زمان کے مذہب شیعہ کے دعوی کرنے اور اصحاب اخیار پر تبرا کرنے سے نہایت آزردہ تھا اور اُسکو بیرم خان ترکمان کے دوستون سے شمار کرتا تھا فرخعلی کو زدوکوب کے بعد استدرلا تین مارین اور کوٹھے سے نیچے گرا دیا کہ مرغ روح اُسکا قفس تن سے پرواز کر گیا علی قلیخان صحت خلیفہ دیکھ کر سمجھا کہ دختر شاہم بیگ کے بہانہ سے اسکو خراب کیا چاہتے ہین اسواسطے اُسنے شاہم بیگ کو رخصت دی شاہم بیگ ہر روز ایک منزل سے دوسری منزل مین اور ہر شب ایک مقام سے دوسرے مقام مین بسر لیجاتا تھا یہانتک کہ پرگنہ مرولیا مین کہ جاگیر عبدالرحمن بیگ نام ایک شخص کی تھی پہونچا اور علی قلیخان سیستانی کی ایک معشوقہ گائن تھی اور اُس کا نام آرام دل تھا کمال اتحاد سے شاہم بیگ کے پاس ہر ایک مجلس مین حاضر کرتا تھا اور مناسب مداخل کے سبب شاہم بیگ اور آرام دل کے درمیان ایک محبت پیدا ہوئی علی قلیخان نے وہ گائن اُس کے حوالہ کی اور شاہم بیگ ایک مدت اُس کے ساتھ ہمبستر رہا اور عبدالرحمن بیگ کو کہ اُس کے مصاحبون سے تھا دیدی اُسوقت مین عبدالرحمن بیگ اُسکے حقوق آشنائی منظور رکھکر لوازم ضیافت بجالایا چنانچہ ایک دن دونون شخص نے ایک باغ مین بیٹھکر مجلس شراب آراستہ کی شاہم بیگ نے آرام دل کو کہ حافظہ تھی طلب کیا عبدالرحمن بیگ نے مضائقہ کیا شاہم بیگ کے مزاج مین تحکم تھا عبدالرحمن بیگ کو جبکر مکا باندھا اور آرام دل کو سنگدلی سے کھینچ امنگوایا اور جب مؤید بیگ برادر عبدالرحمن بیگ اپنے بھائی کی گرفتاری اور زدوخواری سے آگاہ ہوا ایک جماعت مسلح ہمراہ لیکر باغ کے دروازہ پر آیا اور آتش جنگ افروختہ کی اثنائے جنگ مین ایک تیر شاہم بیگ کے ایسا کاری لگا کہ اُسکے صدمہ سے جانبر نہوا علی قلی خان سیستانی اس سانحہ سے واقف ہوکر بقصد انتقام سرور پور کی طرف متوجہ ہوا اور جو کہ عبدالرحمن بیگ نے بھاگکر بادشاہ کے پاس پناہ لی تھی شاہم بیگ کا جنازہ ہمراہ لیکر جونپور کی طرف گیا اس درمیان مین مصاحب بیگ ولد خواجہ کلان بیگ جو خاندانی ملازم تھا اپنے باپ دادا کے سوابق حقوق پر غرور کرکے بیرم خان ترکمان کے ساتھ کہ صاحب تیس ہزار سوار کا تھا صاحب مرحومی سلوک رکھتا تھا اور باوجود نصیحت ہرگز متنبہ نہوتا تھا آخر کو دہلی مین حسب الحکم بیرم خان کے قتل ہوا اور امرائے چغتائی مین فساد عظیم برپا ہوا اور بادشاہ بھی غمگین ہوکر ماہ محرم سنہ ۹۶۷ نوسو ستر ہجری مین دریا کے راستہ سے آگرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ابھی قضیہ مصاحب بیگ کے قتل کا دلون سے محو نہوا تھا کہ بیرم خان ترکمان ملا پیر محمد کے غلبہ سے عاجز آیا اور اُس کے اخراج کے درپے ہوا اُسواسطے کہ ملا پیر محمد ایک تو بادشاہ کا اُستاد اور دوسرے اُس سے قربت رکھتا تھا امرا و ارکان دولت اکثر اوقات اُسکے مکان مین بار پاتے تھے اس عرصہ مین ملا پیر محمد بیمار ہوئے اور بیرم خان ترکمان انکی عیادت کو گیا غلام اور دربان اُسکے روبرو آئے اور یہ بات کہی کہ آپ ایک لحظہ بیان توقف فرمایئے کہ ہم آپکے آنیکی خبر سرکار مین بھیجکر اذن دخول حاصل کرین بیرم خان ترکمان نہایت آزردہ ہوا اور ملا پیر محمد اس حال سے آگاہ ہوکر باہر تشریف لائے اور معذرت کرکے بیرم خان کو دیوانخانہ مین لے گئے پھر بھی بیرم خان کے ہمراہیون مین سے ایک نفر سے زیادہ اذن دخول نہایا اور یہ قضیہ دیگر کدورات سابقہ کی ضمیمہ ہوئی آخر بیرم خان ترکمان نے

بادشاہ کے بدون اذن ملا پیر محمد کو کہ لوکر چالیس برس کا تھا قلعہ بیانہ مین محبوس کیا اور چند روز کے بعد گجرات کی طرف نکالدیا اور کشتی مین بٹھاکر مکہ معظمہ مین روانہ کیا اور حاجی محمد خان سیستانی کو بجاے ملا پیر محمد وکیل اپنا کیا اور شیخ گدائی ولد شیخ جمالی دہلوی شاعر کو بسمت صلہ مین کہ جب شیر شاہ کے فتنہ مین ہیرم خان گجرات مین جا پڑا تھا اس نے خدمات پسندیدہ پیش پہونچائین منصب صدارت اور امارت پر پہونچایا اور جب بحث ملا پیر محمد کا زیادہ تر بادشاہ کے خاطر فیض مقاطر کے موجب کلفت جوئی ہیرم خان ترکمان مقام تدارک مین ہوکر تسخیر گوالیار کا تذکرہ درمیان مین لایا اور چندے اُسے مشغول رکھا اور جو کہ قلعہ گوالیار کو سلیم شاہ نے اپنا جائے نشست کیا تھا اور سہیل خان نام ایک غلام سلیم شاہ سے بحکم محمد شاہ عدلی اُس کے انتظام کے واسطے قیام رکھتا تھا جب ہیرم خان کے ارادہ سے مطلع ہوا تو اسنے رام شاہ کو کہ راجہ مانسنگھ کی نسل سے تھا پیغام کیا کہ آپکے باپ اور دادا قدیم الایام سے اس قلعہ کے حاکم رہے ہین اور مین اس قلعہ کی ضبط سے ایسے بادشاہ عظیم الشان کے جواہین عاجز ہون اس قلعہ کا عوض جو کچھ مناسب جانے مجھے دیکر آپ قلعہ پر متصرف ہوین رام شاہ اس لطیفہ کو عنایات غیبی جان کر قلعہ کی طرف متوجہ ہوا اور اقبال خان جاگیردار اُس طرف کا ہیرم خان ترکمان کے اشارہ سے سدراہ اُسکا ہوا اور بعد جد و افراد قتال متکاثر کے رام شاہ کو ولایت رانا کی طرف مفرور کیا اور قلعہ گوالیار کو محاصرہ کر لیا اور سہیل خان غلام نے ایلچی ہیرم خان ترکمان کے پاس بھیجکر اطاعت اظہار کی ہیرم خان نے عرض قدوس مین پہونچا کر حاجی محمد خان کو اپنی طرف سے وہان بھیجا تو قلعہ پر متصرف ہوکر سہیل خان کو نہایت تلطف اور دلاسا دیکر درگاہ مین لایا یا علی قلی خان سیستانی المخاطب بخان زمان نے بھی کہ در پے رفع کدورت بادشاہ تھا اُس سال سرکار جونپور اور بنارس کو آب گنگ کے پل تک لیکر شکست نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے افغانون کے تصرف مین تھے ضرب شمشیر سے یکبارگی برآوردہ کر کے ممالک محروسہ مین داخل کیا اس سبب سے بادشاہ اس سے بھی راضی ہوئے اور دونون سردارون کو خلعت و کمر بند مرصع وغیرہ سے مخلع کر کے اقسام الطاف و نوازشات سے سرفراز اور ممتاز فرمایا اور ماہ رجب سنہ مذکور مین شیخ محمد غوث بھائی شیخ بہلول کا کہ حق خدمت اُس خاندان والا شان پر رکھتا تھا اور افغانون کے غلبہ کے وقت گجرات مین گیا تھا اُسوقت مع فرزندون اور مریدون کے درگاہ مین آیا اور جب ہیرم خان کو اپنی طرف متوجہ اور مہربان پایا پھر گوالیار کی طرف کہ مسکن قدیم اُسکا تھا روانہ ہوا خانخانان اکبر دوبارہ اس مقدمہ پر ہیرم خان ترکمان سے نہایت آزردہ ہوے بیت بے سلطان معشوقان غیور است ہ زشرکت ملک معشوقیش دور است ہ اور ہیرم خان نے بادشاہ کے مشغول ہونے کے واسطے بہادر خان یعنی علی قلیخان سیستانی کے چھوٹے بھائی کو کہ امراے پنجہزاری سے تھا پیلپد سے طلب کر کے مع لشکر بسیار مالوہ کی تسخیر کے واسطے کہ تصرف مین باز بہادر کے تھا تعین فرمایا اتفاقاً اُس عرصہ مین بادشاہ نے شکار کا میل کر کے بیرم خان ترکمان کو مہمانجام مہام کے واسطے اگرہ مین چھوڑا اور شکار کرتا ہوا جب سکندرآباد دہلی مین بسعادت و برکت نازل ہوا ماہم آنکہ اور ادہم خانخانان کہ بیرم خان ترکمان کے دشمن تھے مرض قاتل سے مین مرگئی کیا کہ حضرت کی والدہ ماجدہ دہلی مین تشریف رکھتی ہین اور اُنکے دشمنون نے علالت بہم پہونچائی ہے اگر وہ جناب عیادت کو قدم رنجہ فرماوین مریم مکانی کو موجب خوشحالی اور باعث فارغ البالی ہوگا اس سبب سے بادشاہ دہلی کی طرف سوار ہوے شہاب الدین احمد خان نیشاپوری کہ امراے پنجہزاری سے تھا اور ماہم انکا خویش ہوتا تھا اور دہلی کی حکومت رکھتا تھا استقبال کے واسطے حاضر ہوا اور پیشکش بہت نذر کی لیکن لکیب دن ادہم خان کے اتفاق سے عرض کیا کہ بیرم خان

ترکمان بادشاہ کی عنان عزیمت اس طرف معطوف ہونے سے استدعا ہم بندگان خیر طلب کی تصور کرکے مصاحب بیگ کے مانند ہمین بھی تہ تیغ بیدریغ کریگا اگر حضرت ہمین کہ مغلہ اور اماکن شریفہ کی طرف رخصت فرماوین تو بیرم خان کے پنجۂ ظلم سے نجات پاکر ہمیشہ ایقاے عہد دولت مین قیام کرین بادشاہ اگرچہ اس معروضہ سے نہایت متاخر ہوئے لیکن بیرم خان کے حقوق خدمات نمایان پر لحاظ کرکے اُسکا ایکبارگی معزول کرنا مناسب نہت دیکھا نہت نہ جانا اپنے پیش منظار کے بیرم خان کو ترقیم فرمایا کہ ہمنے قصدًا مریم مکانی کی عیادت کے واسطے اس طرف کی عزیمت کی ہے شہاب الدین احمد خان اور ادہم خان انکا بہاری تشریف آوری مین کسی طرح کی مداخلت نہین رکھتے ہین پس اگر وہ بخط و مہر اپنے ایک استمالت نامہ اُنکے نام لکھ بھیجے موجب تسلی اُس جماعت کا ہوگا اور شہاب الدین احمد خان نے جب اسقدر قدرت عرض مطلب کی پائی مجلس اقدس مین باآواز بلند وہ باتین کہ ظاہر کرنے والی بیرم خان کی مخالفت اور عصیان کی تھین آغاز کرکے ایکبارگی خاطر اشرف کو منحرف کیا بیت ہرچند باغیار رہنایت نظرے ہست ہ گو ئیم بدلیشان کہ سخن را اثرے ہست ؛ بیرم خان ترکمان بادشاہ کے نوشتہ سے سراسیمہ ہوا اور ایک عرضداشت اس مضمون کی کہ حاشا نسبت ایسی جماعت کے جو لوازم بندگی اور خدمات نمایان سے اُس درگاہ مین قیام گزین ہون خیرخواہ کے دل مین نسبت اُنکے بُرائی اور شر کبھی نہ ہوگا تحریر کرکے حاجی محمد خان سیستانی اور ترسون بیگ کی صحابت سے دہلی مین بھیجا لیکن جبکام دست اختیار سے نکل گیا تھا کسی نے گوش ارادت اُن باتون پر نہ رکھا وہ دونون مقید اور محبوس ہوئے اور یہ خبر مشہور ہوئی امرا اور منصبداارون نے بیرم خان سے جدا ہوکر دہلی کا راستہ لیا اور شاہ ابو المعالی نے کہ لاہور مین حبس سے بھاگ کر کمال خان گکھر کے پاس گیا تھا کمال خان کو کشمیر کے تسخیر کی تحریک کی اور جب کمال خان اُس کے کہنے سے کشمیر کی طرف گیا جنگ سخت کے بعد شکست پائی اُسکو اپنے پاس سے جدا کیا اور شاہ ابو المعالی نے دیپالپور مین جاکر بہادر خان کی نسبت ارادہ مخذرکا کیا بہادر خان سیستانی نے اُس کو گرفتار کرکے سندھ کی طرف نکال دیا شاہ ابو المعالی اس نواح سے گجرات مین آیا اور وہان ایک خون کرکے علی قلیخان سیستانی الملقب بخان زمان کے پاس چونپور گیا علی قلیخان نے اُسکو بیرم خان ترکمان کے اشارہ کے موافق کہ اُسوقت بادشاہ دہلی مین تھے آگرہ کی طرف بھیجا بیرم خان نے اُسے قلعہ بیانہ مین قید کیا اور جب بادشاہ کی رنجش حد سے افزون دیکھی پہلے اس فکر مین ہوا کہ مالوہ مین جاکر اُس حدود کو مسخر کرکے علم استقلال بلند کرے اس نیت سے آگرہ سے بیانہ گیا اور جب بہادر خان اور دوسرے سردارون کو مالوہ کی طرف روانہ ہوئے تھے اپنے پاس طلب کیا چونکہ اسکو اعتماد کامل اُنپر نہ رکھتا تھا اُس سے جدا ہوکر دہلی گئے اور بیرم خان ترکمان بدبختی کا خار اپنے بخت کے پانون مین خلیدہ دیکھکر مالوہ کے جانے سے پشیمان ہوا اور شاہ ابو المعالی کو تنبیہ سے رہا کرکے چاہا کہ چونپور مین جاکر علی قلیخان سیستانی الملقب بخان زمان کے اتفاق سے کہ دست گرفتہ اُسکا تھا افغانان بنگالہ کو زیر کرکے اس حدود پر متصرف ہووے لیکن اُس کے بعد کر چند منزل اُس طرف روانہ ہوا تھا اُس عزم سے شرمندہ ہوکر بعزیمت حج ناگور کا راستہ لیا اور ایک جماعت امرا کو مثل بہادر خان و دلیر خان وغیرہ کے کہ اُس ساعت تک اُس سے جدا ہوئے تھے درگاہ کی طرف رخصت کیا اور جب ناگور کے اطراف مین پہنچا بعضے مفسدون کے اغوا سے مکہ معظمہ کی عزیمت فسخ کرکے خیل چشم کے فراہمی مین ہمہ تن آمادہ ہوا کہ پنجاب مین جاکر اُس حدود مین حیات مستعار بسر کرے بادشاہ نے اس معنی کو سمجھکر میر عبد اللطیف قزوینی کو کہ بعد ما پیر محمد کے بادشاہ کا معلم ہوا تھا بیرم خان ترکمان کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ جب تک ہمکو خاطر اشرف سیر و شکار کے نشاط مین مصروف تھی رضاے ہمایون اس امر

کی مقتضی تھی کہ وہ جان بابا مہات بادشاہی کا تکفل ہووے اب داعیہ یہ ہو کہ مہات خلائق مین خود بنفس نفیس مشغول ہون انسب کہ وہ دو تنخواہ دہن اشغال دنیوی سے جدا کر کے حج کا عازم ہووے اور آیندہ ہوا و ہوس کے گرد نہ پھرے بیرم خان نے بموجب اس بیت کے بیت سر نیاز بیاید نہاد و گردن طوع ٭ کہ ہر چہ حاکم عادل کند ہمہ داد ست ٭ اظہار اطاعت و فرمان برداری کر کے علم اور نقارہ اور ہاتھی اور تمام سامان بادشاہی کو حسین قلی بیگ ذوالقدر کی صحابت سے درگاہ مین روانہ کیا اور خود دوبارہ ناگور کی طرف متوجہ ہوا گجرات کے راستہ سے حرمین شریفین مین جاوے اور بجوئی بیگ ذوالقدر اور اسمٰعیل خان کہ بیرم خان سے خویشی کی نسبت رکھتے تھے اور شاہ قلیخان محرم اور حسین خان نکلو اور شیخ گدائی اور خواجہ مظفر علی ترمذی کہ میر دیوان اسکا تھا اور وہ لوگ کہ انھین سے معتبر تھے اسکے ہمراہ گئے اور باقی کہ تربیت کردہ اسکے تھے اور سالہاے دراز اسکی صحبت مین بسر لیجا کر آپکو یاران وفادار سے شمار کرتے تھے گاہ بگاہ فوج فوج جدا ہو کر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اسپ و شتر جو کچھ اس کے اردو مین پائے اسپر متصرف ہوئے اور شاہ ابو المعالی بھی انھین مین سے تھا اور ابو المعالی کا انجام یہ ہوا کہ سواری کے وقت بادشاہ کی کورنش کو آیا اور گھوڑے پر سوار تسلیم کے واسطے سر جھکایا یہ ادا بادشاہ کے مزاج کے موافق نہ آئی عنان اختیار ہو کر قید مین ڈال دیا گیا بیرم خان ترکمان اسباب بادشاہی اموال کر کے ناگور سے بڑھکر بیکانیر گیا اور چند روز وہان توقف رہا اور کہ مظفر کی روانگی سے بیخبر تھا ہوا اور لوٹ کر ناگور مین آیا بادشاہ یہ خبر سنکر دہلی سے برگنہ جھجر کی طرف سوار ہوئے اسوقت ملا پیر محمد نے بیرم خان ترکمان کا احوال پراختلال سنکر آپکو دربار مین پہونچایا اور خطاب پیر محمد خان اور طوق و علم اور نقارہ پاکر مع لشکر بیشمار بیرم خان کے سر پر تعین ہوا اور ہدایات جلال نے دہلی کی طرف معاودت کی اور فرمان منعم خان کی طلب مین کابل کی طرف روانہ ہوا بیرم خان ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان کے تعین ہونے سے نہایت آزردہ اور غمگین ہوا اور اسکی مخالفت مین اصرار کر کے پنجاب کی طرف متوجہ ہوا ملا پیر محمد اسکے تعاقب سے باز نہ آیا بیرم خان جب قلعہ بھٹنڈہ مین پہونچا احمال و اثقال زیادہ کو اس قلعہ مین کہ اسکے ایک نوکر مسمی شیر محمد خان کے تصرف مین تھا چھوڑا اور خود روانہ ہوا اور شیر محمد خان نے اسکے تمام اسباب و اموال کو اپنا ملک مطلق تصور کر کے بیرم خان کے نوکرون کو بذلت و خواری قلعہ سے نکالدیا اور بیرم خان دیپالپور کی طرف کہ حکومت وہان کی اسکے ایک متعلقون قدیم موسوم بدرویش محمد اوزبک کے سپرد تھی روانہ ہوا اور اس شہر کے قریب پہونچکر خواجہ مظفر علی دیوان کو اسکے طلب کے واسطے بھیجا درویش محمد اوزبک بیرم خان کے توقع کے خلاف پیش آیا اور خود نہ آیا بلکہ خواجہ مظفر علی دیوان کو مقید کر کے بادشاہ کی خدمت مین بھیجدیا بیرم خان کہ اس سے نہایت ہمیدیاری اور اعانت کی رکھتا تھا متحیر اور پریشان ہو کر جالندر کی طرف راہی ہوا عرش آشیانی نے ملا پیر محمد کو خان پیر محمد خان کو حضور مین طلب کر کے خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ کو مع فرزندان و برادران و ان اور ایک جماعت امرا کے پنجاب کے ضبط اور بیرم خان ترکمان کے دفع فساد کے واسطے نامزد فرمایا خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ جب ظاہر قلعہ ماچیواڑہ مین بیرم خان ترکمان کے قریب پہونچا جنگ مین مشغول ہوا اور دلاوران طرفین بحر اخضر کے موجون کے مانند آپسین متلاطم جنگ ہوے اور حسینقلی بیگ مین قوت رکھتے تھے داد پردلی اور جوانمردی دی اعظم ہمایون شمشیر فولاد و تیز خدنگ گذرگاہ کر دند بر مور تنگ ٭ سپاہی چو زبنور دریا نیشتر ٭ ز خوہاے زبنور ہم بیشتر ٭ ولی بیگ ذوالقدر اور اسمٰعیل قلیخان اور اسکے بیٹے حسین خان اور شاہ قلیخان محرم نے آثار شجاعت اور مردانگی ظہور مین لاکر اکثر صفوف خان اعظم شمس الدین

محمد خان اکہ کو برہم کیا آخر الامر کفران نعمت نے اپنا کام کیا یعنی جب خان اعظم شمس الدین محمد خان انکہ نے بیرم خان کے قلب لشکر پر حملہ کیا اور ولی بیگ ذوالقدر اور مردم معتبر اور سرفروش و جان نثار مقتول ہوئے انکے قتل ہونے سے بیرم خان ترکمان سراسیمہ ہو کر کوہستان سوالک کی طرف بھاگا اور بعد اس فتح کے عرش آشیانی نے خواجہ عبدالمجید ہروی کو آصف خان خطاب دیکر دہلی کے انتظام کے واسطے مقرر فرمایا اور خود بدولت و اقبال عازم لاہور ہوئے جب اودھیانہ میں پہونچے منعم خان کابل سے آنکر خطاب خانخانان اور منصب وکالت پر سرفراز ہوا اور جب موکب بادشاہی کوہستان سوالک کے قریب پہونچا ایک جماعت مردم منغلای سے بھیجا کہ کوہستان سوالک میں در آئی اور وہانکے زمیندار بیرم خان ترکمان کی حمایت سے جائے تنگ میں ایستادہ ہو کر جنگ میں مصروف ہوے اور جیسے مغلوب اور عاجز ہوے بیرم خان تنگ ہو کر حال خان اے اپنے خلام معتمد کو درگاہ میں بھیجا اور حقوق سابقہ کو نسبت اپنے گناہان حال کے شفیع کر کے ان جاہی عرش آشیانی نے ملا عبداللہ سلطانپوری المخاطب بہ مخدوم الملک کو اسحالت کے واسطے اُسکے پاس بھیجا بیرم خان ملا عبداللہ سلطانپوری کے اتفاق سے ماہ ربیع الثانی ۹۶۷ نو سو سڑسٹھ ہجری میں بادشاہ کی ملازمت کے واسطے متوجہ ہوا اور حکم کے موافق امرا و ارکان دولت استقبال کے لیے روانہ ہوے اور باعزاز تمام مجلس بادشاہی میں لائے بیرم خان گردن میں دستار ڈال کر اور اپنے ولی نعمت کے قدموں پر سر رکھکر رہے ہے کر کے روبیا بادشاہ نے دست مرحمت اُس کے سر پر رکھا اور اُس کی قدیم جگہ پر بٹھایا اور رفع خجالت کے واسطے بہ خلعت خاص مشرف کیا اور اُس سے یہ ارشاد کیا کہ اگر تجھے سیاہ گری کی طرف میل ہو تو ولایت کالپی اور چندیری تجھے مرحمت فرماؤں اور جو تجھے مصاحبت علیہ کی تمنا ہو تو اپنے پاس نگاہ رکھ کر مصاحبانہ سلوک کرتا رہوں اور جو تو حرمین شریفین کے طواف کی عزیمت رکھتا ہو احسن وجوہ سے مکہ معظمہ کی سمت روانہ فرماؤں بیرم خان عرض گذار ہوا کہ اب تک تو اعداء اخلاص اعتقاد میں کسی طرح کے قصور اور فتور نے راہ نہیں پائی اور یہ تردد اور تجسس اسواسطے تھا کہ فدوی ملازمت میں فائز ہو کر غبار ملال خاطر اقدس سے تائل کرے الحمد للہ علی احسانہ کہ جو دل میں تمنا تھی میسر ہوئی اب خیر اندیش کو داعیہ یہ ہے کہ مائن شریفین ہو کر بدعاے ازدیاد جاہ و جلال مشغول رہے بادشاہ نے پچاس ہزار روپیہ دیکر رخصت کرنا مت فرمائی اور خود بدولت اُس سے جدا ہو کر حصار فیروزہ کے راستہ سے شکار کنان آگرہ کی طرف تشریف لے گئے اور بیرم خان گجرات کی طرف متوجہ ہوا تا کہ اُس ولایت کے کسی بندر سے کشتی میں سوار ہو کر مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہووے اور جب پٹن گجرات کی طرف کہ حکومت بان کی بادشاہ گجرات کی طرف سے موسی خان اوزبکی سے تعلق رکھتی تھی پہونچا اُس شہر کے باہر اترا اور جمادی الاول کی چودھویں شب سنہ مذکور میں مع ایک جماعت سازندہ اور خوانندہ کے کو لاب سہسنگ کی سیر کو گیا اور کشتی میں سوار ہو کر بروے اب سیر کرتا تھا سہس ہندی زبان میں ہزار کو کہتے ہیں اور سنگ بمعنی تجانہ ہو جو کہ ایک ہزار تجانہ اُس کو لاب میں واقع ہوے تھے اس سبب سے ساتھ اس نام سہسنگ کے موسوم تھا بیرم خان بعد حصول فقد سیر و تماشا صبح کے وقت کشتی سے اُتر کر اپنے مقام کی طرف متوجہ ہوا اس درمیان میں مبارک خان نام افغان لوہانی کو جس کا باپ مہموی بقتال کی جنگ میں بیرم خان کے ملازموں کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا انتقام کا خیال کر کے ملاقات کے بہانہ سے روبرو آیا اور مصافحہ کے وقت بیرم خان کو خنجر سے شہید کیا چنانچہ اُس کی وفات کی یہ تاریخ ہر قطعہ

بیرم بطواف کعبہ چون بست احرام ❊ در راہ شد از شہادتش کار تمام ❊ حرد واقعہ ہاتفی پے تاریخش ❊ گفتا کہ شہید شد محمد بیرام ❊ اس کے بعد اتفاقون نے ہجوم کر کے خان شہید کے اردو کو تاراج کیا پھر محمد امین دیوانہ اور بابا بیزہ اور دیگر ملازمین بیرم خان نے اسکے فرزند میرزا عبدالرحیم کو کہ صغر کی چودھوین ۱۴ تاریخ سنہ ۹۶۳ نو سو چونسٹھ ہجری مین متولد ہوکر اسوقت چار برس کا تھا اسکی والدہ کے ہمراہ کہ دختر جمال خان چچیرے بھائی حسن خان میواتی کی تھی احمد آباد گجرات مین لیگئے اور اعتماد خان حاکم احمد آباد گجرات نے میرزا عبدالرحیم کو اکبر شاہ کی خدمت مین ۹۷۱ واد کیا چنانچہ آیندہ اسکا حال جابجا مذکور ہوگا بیرم خان اس خاندان عالیشان کے امرائے بزرگ سے تھا اور باپ اور دادا اسکے اولاد امیر تیمور صاحبقران کی خدمت مین صاحب جاہ اور منصب تھے اور نسب اسکا یہ ہے محمد بیرم خان ترکمان بن سیف علی بیگ بن یار علی بیگ بن فیر علی بیگ اور شیر علی علی شکر ترکمان بہارلو کا زمانہ تھا جسوقت کہ رزدن حسن سلطان عراق پر غالب ہوا اور سلطان ابوسعید میرزا نے شہادت پائی شیر علی بیگ اس حدود سے میرزا سلطان محمود بن سلطان ابوسعید میرزا کے پاس حصار شادمان کی طرف آیا اور جب میرزا سے کچھ التفات ظاہر نہوئی ولایت کابل کی طرف آیا اور چھ مہینے کے بعد آٹھ سو جوان کارآمدے کہ بقصد تسخیر شیراز اور ارادہ بادشاہی وہان سے فارس کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ مین ایک جماعت دیگر ترکمان اور سیستانی وغیرہ سے اسکے ہمراہ ہوئی پھر سپاہ خوب اور جمعیت مرغوب لیکر شیراز پہونچا اور ایک جماعت امرائے رزدن حسن سے اسکے ملافہ کے واسطے امیر علی شیر علی بیگ نے فرستاد پائی اور مال و اسباب تلف کرکے باحال پریشان خراسان کی طرف متوجہ ہوا لیکن راہ مین جس مقام مین پہونچا دست اندازی اور زبردستی سے سامان اور سرانجام سپاہ بہم پہونچایا اور میرزا سلطان حسین حاکم ہرات اور دیگر امرا اس امر سے واقف ہوکر اسکے سدراہ ہوے اور شیر علی بیگ جنگ مین قتل ہوا اور فرزند اور ملازم اسکے متفرق ہوے اور بڑا بیٹا اسکا یار علی بیگ قندز کی طرف گیا اور خسرو شاہ کے ملازمون مین منتظم ہوا اور جب بابر بادشاہ جیسا کہ مذکور ہوا خسرو شاہ کی جمعیت پر متصرف ہوا یار علی بیگ اور اسکا فرزند سیف علی بیگ بابر شاہ کے ملازم ہوے اور یار علی بیگ کی فوت کے بعد سیف علی بیگ اپنے باپ کا قائم مقام ہوا اور غزنین جاگیر پائی اور جب وہ بھی غزنین مین فوت ہوا اسکا بیٹا محمد بیرم خان کہ طفل خورد سال تھا اپنے غزنون کے پاس بلخ مین گیا اور انکی برکت سے تحصیل علوم اور کمالات مین فائز المرام ہوا جب سن رشد اور تمیز کو پہونچا کابل مین آنکر شہزادہ نصیر الدین محمد ہمایون کے سلک ملازمین مین منسلک ہوا حسن سلوک اور اخلاق پسندیدہ اور طبع موزون اور علم موسیقی کے وفوت سے شہزادہ نصیر الدین کا منظور نظر ہوکر مصاحب خاص ہوا اور سولہ برس کے سن مین بمیدان معرکہ لوازم شجاعت اور جانسپاری بجالایا اور شہرت عظیم پیدا کی اور بابر شاہ نے یہ خبر سنکر محمد بیرم خان کو اپنے روبرو بلایا اور اپنی ہمکلامی اور ہمزبانی سے سرفراز فرمایا اور جب آثار قابلیت اسکے جبہۂ حال سے مشاہدہ کیے ارشاد ہوا کہ ہمیشہ شاہزادہ کے ہمراہ مجلس بہشت آئین مین آیا و شد رکھے چنانچہ اسکے بعد رفتہ رفتہ مدارج اعلی کو پہونچا بیرم خان ترکمان نہایت رعیت پرور اور پرہیزگار تھا اور اہل فضل و دانش سے کمال محبت رکھتا تھا اور خوانندہ اور سازندہ ہر وقت زنگ غم کا حضار مجلس کے آئینہ دل سے صاف کرتے تھے اور جوانان سرو قد لالہ عذار ہمیشہ اس کی محفل رنگین کو تازہ رکھتے تھے بیت بخوبی

ہر یکے آرام جانے ۔ بزیبائی دلا ویز جہانی ۔ اور بھی تربیت اور آداب شاہی نہایت خوب جانتا تھا اور زیب و زینت مین کامل دنیا کا لازمہ ہمہت کوشش کرتا تھا و نظم و نثر مین بے نظیر تھا اور دیوان ترکی اور فارسی اُسکا متداول ہی اور منقبت مین ائمہ معصومین علیہم السلام کے قصائد غرا بہت کہے ہین اور یہ چند بیات اُسی کے طبعزاد ہین نظم شعر کہ بگذرد از نہ سپہر افسراد ۔ اگر غلام علی نیست خاک برسراد ۔ محبت شہ مردان مجوز بے پدری ۔ کہ دست غیر کہ گرفتست پاے مادراد ۔ ہاے قدر تو مرصیت کز علو جلال گرفتہ ملک و عالم سراسر شہپراد ۔ قصہ کوتاہ خاقان مغفور نے اس سال کے آخر مین ادہم خان اتکہ کو مع افواج اور سامان تمام مالوہ کی تسخیر کیواسطے نامزد کیا اور باز بہادر کو سارنگ پور مین اُسکے اوقات عیش و عشرت مین گذرتے تھے اُسوقت مطلع ہوا کہ لشکر مغل کا دس کوس پر پہونچ گیا اسوقت صحبت زنان مغنیہ سے اُٹھکر شہر کے باہر عزیمت جنگ کی لیکن جسدم بہادر ان چنداتی کمان گوشہ نشین اور ریز فتنہ آمین نے کہ اُس کی طرف حملہ آور ہوے حملہ اول مین تاب اُنکی صدمات کے نہ لاکر بادیدہ گریان و دل بریان برہانپور کی طرف بھاگا ادہم خان ولایت مالوہ امرا کو تقسیم کرکے جمیع اسباب شاہی باز بہادر مع کنیزان مغنیہ پر متصرف ہوا اور اُنمین سے چند زنجیر فیل کے سوا دوسری شہزادہ شاہ کے واسطے نہ بھیجی اسواسطے بادشاہ اُس طرف سوار ہوے جب قلعہ گالیور کے نواح مین پہونچے حاکم قلعہ نے کہ باز بہادر کے ملازمون سے تھا قلعہ کو تسلیم کیا عرش آشیانی وہان سے اول شب کو تاخت کرکے صبح کے وقت سارنگپور کے حدود مین تشریف لائے اور یہ اول تاخت آنحضرت کی تھی ادہم خان کہ بسبب اتفاق اُسی دن قلعہ کا کوچ کی تسخیر کی عزیمت مین روانہ ہوا انتہا سارنگ پور سے تین کوس آگے جاکر زمین بوسی کا شرف حاصل کیا عرش آشیانی سارنگ پور مین وارد ہوے اور ادہم خان کے مکان مین استقامت فرمائی ادہم خان نے آنحضرت کی تشریف آوری کا سبب دریافت کرکے تمام غنائم فطرا قدس سے گذرانکر معذرت چاہی بادشاہ نے رقم عفو اُسکے صفحہ جرائم پر کھینچے اور آگرہ کی طرف مراجعت فرمائی اور نزور کے نواح مین ایک شیر نہایت قوی ہیکل سر راہ نمود ہوا بادشاہ نے بنفس نفیس اُسکے مقابل جاکر ضرب شمشیر آبدار سے اُسے خاک مذلت پر ڈالا امرا اور منصب دار کہ اُسوقت حاضر تھے تصدق تجھاور کرکے بادشاہ کی سلامتی پر لوازم تشکر بجالائے ان دنون مین شیر خان ولد محمد شاہ عدلی نے چالیس ہزار افغان لیکر نزاع جونپور کے قصد مین آب گنگ سے عبور کیا اور علی قلیخان سیستانی الملقب بخان زمان بارہ ہزار سوار سے اُسکے مقابل ہوا بعد جنگ عظیم و معرکہ شدید کے شیر خان کو مغلوب کیا اور بہادر خان علی قلیخان سیستانی کا بھائی کہ داستان ہفتخوان اسفندیار کو معتبر نہ جانتا تھا اُس معرکہ مین چند جوان افغان کو کہ ہر ایک آپ کو ہزار جوان کے برابر فرض کرتے تھے ضرب نیزہ و تیغ سے خاک ہلاک پر ڈالا اور بہادری اور صف شکنی مین دونون بھائی آفاق مین مشہور ہوے اور نہایت مغرور ہوکر فیلہاے نامی کہ اُس معرکہ مین ہاتھ آئے تھے اُنمین سے ایک بھی درگاہ مین نہ بھیجا چنانچہ یہ اداباد شاہ کے مزاج کے موافق آئی شکار کے بہانہ کالپی کے راستہ سے اُس طرف عازم ہوے جب کنڑہ مانکپور کے قریب پہونچے دونون بھائیون نے سعادت ملازمت حاصل کرکے پیشکش ہاے لائقہ گذرانین اور فیلان خوب نامی جسقدر جنگ مین دستیاب ہوے تھے داخل فیلخانہ شاہی کیے اور الطاف خسروانی سے نوازش وافر پاکر مطمین خاطر ہوے اور بادشاہ آگرہ کی طرف روانہ ہوے اور تیسری منزل مین علی قلیخان سیستانی الملقب بخان زمان اور اُسکے بھائی بہادر خان کو رخصت

جاگیر عطا فرمائی اُسکے بعد آگرہ مین داخل ہوئے خان اعظم شمس الدین محمد خان انکہ حاکم پنجاب و راجہ بھگوان داس انکہ حاکم مالوہ نے حکم کے موافق حاضر حضور رہو کر پیشکش ہاے لائق گذرانین اور عرش مکانی نے مالوہ کی حکومت ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان کو مرحمت فرماکر منصب وکالت کا خان اعظم شمس الدین محمد خان انکو عطا فرمایا اور سنہ ۹۷۹ نو سو اسہتر ہجری مین خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کی زیارت کے واسطے اجمیر گئے اور جب قصبہ سنبھر مین پہونچے راجہ پورن مل کہ اُس حدود کا زمیندار معتبر تھا اپنی دختر بادشاہ کو دیکر لونکرنی اختیار کی اور بھگوان داس بھی ملازم ہوکر امراے کبار کے سلک مین منتظم ہوا اور لشکر ظفر پیکر جب اجمیر مین پہونچا بادشاہ لوازم زیارت بجالائے اور میرزا اشرف الدین حسین حاکم اجمیر کو قلعہ میرٹھ کی تسخیر کے واسطے کہ راجہ مالدیو کے ممالک سے تھا تعین فرمایا اور خود تین شبانہ روز مین ایک سو تیس کوس مسافت طے کر کے مع پانچ چھ کوس آگرہ مین آئے میرزا اشرف الدین حسین جب میرٹھ کے قریب گیا جگمل اور دیونداس نے کہ امراے راجہ مالدیو سے تھے قلعہ مین قلعہ بند ہوکر مدافعہ کے واسطے قیام کیا میرزا لوازم محاصرہ بجا لایا اور لقب کے کھودنے مین مشغول ہوا چنانچہ ایک روز لقب جو برج کے نیچے پہونچی تھی بارود بھر کے آگ دی اور وہ برج ویران ہوا اور قلعہ مین رخنہ ظاہر ہوا اور پہاڑیان مغل رخنہ کی طرف متوجہ ہوے اور راجپوتون نے مدافعہ کے واسطے قیام کیا اور اُس شب کو ایک جنگ نہایت سخت واقع ہوئی اور جب کام درست نہو ا پلٹ آئے اور راجپوتون نے مورچہ بندی قلعہ کے واسطے فرصت دیکھکر اُس شب کو تمام رخنے مسدود کیے اور نزدیک دو پہر کے محاصرے سے تنگ ہوکر صلح کے طلبگار ہوے میرزا اشرف الدین حسین نے اس شرط پر اُنکی استدعا قبول کی کہ آپ اور تمھی کے سوا کوئی شخص ہتھیار لیجاوے مان دیکر سراے سے اٹھا جگمل نے اسباب و اموال سے قطع نظر کر کے اپنے آدمیون کو لے کر شرط کے موافق قلعہ سے نکلگیا لیکن دیونداس کو غیرت اور تہور دامنگیر ہوئی تمام جمعیت اپنے بلالیا اور پانسو سوار راجپوت سے برآمد ہوا اور میرزا اُس سانحہ سے مطلع ہوکر سد راہ ہوا چنانچہ جنگ نہایت شدید واقع ہوئی دو سو اور پچاس آدمی راجپوتون کے قتل ہوے اور دیونداس زخمی ہوا جب حسین قوت سواری کی نہ رہی سر اُسکا کاٹ کر سر سے باہر لے گئے اور چند سال کے بعد ایک شخص نے جوگیون کے لباس مین دعوی کیا کہ مین دیونداس ہون بعضون نے قبول کیا اور بعضون نے تکذیب کی یہانتک کہ وہ بھی ایک معرکہ مین مارا گیا میرزا اشرف الدین حسین قلعہ پر متصرف ہوے اور فتحنامہ درگاہ مین ارسال کیا ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان کہ سردار صاحب داعیہ تھا شادی آباد مندو کو مقام قرار اور آرام اپنا کیا اور مالوہ کے میدان کو لکیار کی خار تعرض متعاقبان و ناز بہادر سے مصفا کیا اور بیجا گڑھ کا قلعہ مستحکم کہ متعلق مالوہ سے ہر بجیر و نہر لیکر رہان کے سپاہیون کو تمام قتل کیا اور جو کہ باز بہادر سرحد خاندیس مین مقیم ہوکر وقت بیوقت مالوہ کے اطراف مین مزاحمت پہونچاتا تھا ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان نے ولایت خاندیس پر چڑھائی کر کے بلدہ برہان پور کو قتل عام کیا اور بہت سادات اور علما اور مشائخ اس روز شہد شہادت چکھکر روضۂ رضوان مین داخل ہوے ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان ابھی برہانپور ہی مین تھا کہ باز بادور نے میران مبارک شاہ فاروقی اور تفال خان حاکم برار کو مدد کے واسطے طلب کر کے اُسکے مقابلہ و مقاتلہ کو روانہ ہوے اور ملا پیر محمد کے تمام سپاہی ملا کے جبر اور بدمزاجی سے بہ تنگ آکے آخر کو بلا اجازت مندو کی طرف راہی ہوے اور آپ نزبدہ سے مجبور کر گئے اور امراے دکھن نے بھی کہ درت ظاہر کر کے ایکدوا ایک طرف کھینچا اور جنگ سے پہلوتہی کی ملا پیر محمد نے ناچار ہوکر مراجعت کی تفال خان نے کہ مرد شجاع تھا پیچھا کیا اور ملا پیر محمد سراسیمہ قطع مسافت مین مشغول ہوا اور وقت عبور آب نربدہ

پر عربدہ سے قطار شتر محمولہ دھکا ملا پیر محمد کی سواری کے گھوڑے کے پہلو پر اس زور سے لگا کر پانوں اُس کے زمین سے جدا ہوئے ہر چند اُن لوگون نے کہ اُسکے قریب تھے سعی کی کہ اُسکے پاس پہونچکر دستگیری کرین جو اجل نے پنجہ اسکے گریبان حیات مین پھنسا رکھا تھا کسی کی تدبیر اثر نہ پزیر ہوئی اور ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان بحر فنا مین غرق ہوا ایسے وقت مین جب مخالف تعاقب مین پہونچے ہمارے متعلق شادی آباد مندرو کو بھاگ گئے اور دشمنون کے تعاقب سے وہان بھی توقف میسر نہوا آگرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور بازبہادر دوبارہ ۹۵۹ نو سو اُنسٹھ ہجری مین مالوہ پر متصرف ہوا تغلق خان اور میران مبارک شاہ فاروقی اپنے مقام مین گئے عرش آشیانی نے عبداللہ خان اوزبک حاکم کالپی کو بازبہادر کے فساد دفع کرنے کے واسطے تعین فرمایا اور بازبہادر طاقت اُسکے مقابلہ کی نہ لاکر کوہستان کھیل میر کی طرف بھاگا اور عبداللہ خان اوزبک کامران ہوکر شادی آباد مندرو مین مقیم ہوا اُن دنون مین سید بیگ نے معصوم بیگ صفوی جو شاہ طہماسپ کے قرابتیان قریبہ سے اور وکیل مطلق السنان تھا بسرحد ایلچی گری تحف و نفائس کثیر لایا اور دو لاکھ روپیہ کہ پانچ ہزار تومان عراق کے ہوے انعام پائے اور اُسی عرصہ مین جب خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ نے مرو کالت مین استقلال تمام پہونچایا اور ہم خان نے پیر محمد کر کے چاہا کہ بیرم خان ترکمان کی طرح اُسے بھی بادشاہ کی نظر سے گرادے اور باوجود خفیت اور بدگوئی کے جب اُنکی مراد حاصل نہوئی تو بعضے امرا کی تحریک کے سبب خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ کو سنہ ۹۷۰ نو سو ستر ہجری مین سر کچہری جسوقت کہ تلاوت قرآن مین مشغول تھا اس بہانہ سے کہ اُسکی تواضع مین قیام نہ کیا تیغ ستم سے قتل کیا اور چونکہ بادشاہ کی عنایت پر اعتماد رکھتا تھا خان بھاگا اور قصر رفیع پر کہ حرم شاہی کے مقابل تھا ایستادہ ہوا اور بس شور و غوغا سے عرش آشیانی کہ حرم سرا مین استراحت فرماتے تھے بیدار ہوے اور سبب اسکا پوچھا اور اس قضیہ سے مطلع ہوکر اُسی طرح بلباس سائش بام کے کنارے جلوہ گر ہوے جو مین حضرت کی نگاہ خان اعظم شمس الدین اتکہ مقتول پر پڑی آتش غضب حضرت کے دماغ مین بھڑکی اور شمشیر خاصہ لیکر اُس محل پر کہ ہم خان آنکہ کھڑا تھا آئے اور ہم خان سے متوجہ ہوکر فرمایا کہ تو نے خان اعظم کو کسواسطے قتل کیا ہم خان نے دوڑکر بادشاہ کے دونون دست حق پرست پکڑے اور عاجزی کرنے لگا بادشاہ اس بے ادبی سے زیادہ تر غضبناک ہوے اور اپنے ہاتھ چھوڑاکر ایسا گھونسا اُسکے منہ پر مارا کہ بیہوش ہوکر گر پڑا سو وقت بادشاہ کے حکم کے سوافش اُس کو ٹھے سے کہ بارہ گز بلند تھا اُسے نیچے گرایا اور جو اب تک ایک رمق جان اُسمین باقی تھی حسب الحکم دوبارہ اُسے کوٹھے پر لیجاکر ایسا گرایا کہ اُسکا کام تمام ہوا ماہم اتکہ نے اپنے فرزند کی لاش بہلی مین بھیجکر مدفون کی اور خود بھی قرین حزن والم ہوکر چالیس دن مین مرگئی اور اتکہ بفتح حرف اول و ثانی تائی منقوطہ نوقیتہ ترکی مین دودھ پلائی کے شوہر اُسکے قرابتیون کو کہتے ہین اور اُنکہ بانون مرضعہ یعنی دودھ پلانے والی کو کہتے ہین اور کوکہ برادر رضاعی کا نام رکھتے ہین اور منعم خان کو ہم خان کا محرک تھا کابل کی طرف کہ اُس کا چچیرا بھائی وہان کا حاکم تھا بھاگا اور میر غنی جاگیردار پرگنہ سورت نے اُسے گرفتار کر کے درگاہ مین بھیجا بادشاہ نے اُس کی خطا معاف فرمائی اور اُس کی عزت و توقیر مین نظر تو جہات مبذول رکھی اور خطاب اور منصب اتکہ خانی خان اعظم کے بڑے بیٹے کو کہ میرزا عزیز کو عنایت فرمایا اور پایہ اُسکی دولت کا بلند کیا کہتے ہین گروہ کھکران کا جو ہمیشہ دودمان تیموریہ کی اطاعت کرتے تھے شیر شاہ نے چند مرتبہ لشکر اُن کی ولایت پر بھیجکر بہت خرابی کی اور جب اطاعت نہ کی خود اُس جماعت کے سر پر جاکر سارنگ خان اُس قبیلہ کے سردار کو بکر و حیلہ دستیاب کر کے قتل کیا اور اُس کے فرزند کمال خان کو ہمراہ لیجاکر قلعہ گوالیار مین محبوس فرمایا اُسکے بعد سلطان آدم کھکر برادر سارنگ خان

ہمایون نے شیر خان افغان کے بیٹون کو جو قید تھے رہا کیا

کھکر حاکم اپنی قوم کا ہوا اور بدستور سابق افغانوں کی مخالفت میں کوشش کرتا تھا جب سلیم شاہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا اُسنے بھی اس ولایت پر چڑھائی کی اور کھکروں نے باقسام حیلہ افغانوں کو ایسا عاجز اور تنگ کیا کہ لوگ بادشواری اُردو سے نکلتے تھے اور جو شخص لشکرگاہ سے برآمد ہوتا تھا کھکر اُسے گرفتار کرکے قندھار اور کابل اور بدخشان کی طرف بھیجتے اور فروخت کرتے تھے اور جو کبھی اُنکے دلمیں ترس اور ترحم آتا تھا تو اُسے اُردو کے لوگوں کے ہاتھ قیمت کابل کو بھیجتے تھے سلیم شاہ نے منحرف ہوکر اُنکی ولایت کو تاخت و تاراج سے خراب اور ویران کیا اور امرائے پنجاب کو اُنکے اخراج اور جڑ و کھاڑنے کے واسطے مقرر کیا اور خود دارالسلطنت گوالیار میں آیا اور حکم کیا کہ ایک مکان میں بارود بھراکر اور تمام کھکروں کو جو کہ قید میں آہین لیجاؤ اور آگ دیکر اُڑا دو چنانچہ اسی طریق سے اُنمیں ہلاک کیا لیکن کمال کھکر حافظ حقیقی کے حکم سے اُسی مکان کے ایک گوشہ میں حی القائم رہا کسی طرح اُسے ضرر نہ پہونچا سلیم شاہ نے یہ خبر سنکر کمال خان کھکر کو طلب کیا اور شایستہ کے بارہ میں قسم دیکر پنجاب کی رخصت دی چنانچہ کمال خان باتفاق امرائے پنجاب ولایت کھکران کی تسخیر میں ساعی تھا کہ سلیم شاہ فوت ہوا اور جب ہمایون بادشاہ ملک پنجاب میں داخل ہوا تو ملازمت کرکے خدمات پسندیدہ پیش پہونچائیں اور اکبر شاہ کے عہد میں کڑہ اور مانک پور جاگیر پائی اور خانخانان کی لڑائی میں آثار شجاعت ظہور میں پہونچائے اس سبب سے حکم ہوا کہ امرائے پنجاب سلطان آدم کھکر کو دفع کرین جو ہمایون بادشاہ کی اطاعت میں نہ آیا تھا اور کمال خان کھکر کو قائم مقام اُسکا کرین امرائے پنجاب نے سنہ مذکورہ میں باتفاق کمال خان کھکر ولایت کھکران پر متصرف ہوکر سلطان آدم کھکر کو زندہ بگرفتار کیا اور کمال خان کھکر کو اُس قبیلہ سرکش کا حاکم بنایا اور اُس سال خواجہ معین میرزا شرف الدین حسین کا باپ کہ خواجہ ناصر الدین عبید اللہ کا نواسہ تھا ترکستان سے لاہور کی طرف آیا میرزا شرف الدین حسین حکم اقدس کے بموجب لاہور گیا اور ہمراہ باپ کے آگرہ کی طرف متوجہ ہوا اور بادشاہ خود اُنکی پیشوائی کو سوار ہوے اور آگرہ میں لائے اس درمیان میں میرزا شرف الدین حسین تو ہم کو اپنے ہمراہ دیکھا اجمیر کی سمت بھاگا اور جب اُسکے جانے سے ایک خلل اس نواح میں پیدا ہوا حسین قلیچخان ذوالقدر بیرم خان ترکمان کے بھانجے کو ناگور کی حکومت پر مقرر فرمایا اور میرزا نے اجمیر کو اپنے ایک معتمد کے سپرد کرکے جالور کی طرف کہ گجرات کی سرحد ہے گیا اور حسین قلیچخان ذوالقدر نے اجمیر کو صلح سے لیا اور شاہ ابوالمعالی کہ حسن شاہ سے نجات پاکر مکہ معظمہ کی طرف گیا تھا اُسوقت وہان سے پلٹکر میرزا شرف الدین حسین کا شریک ہوا اور اُسکے اشارہ سے سنہ ۹۷۰ نو سو اکہتر ہجری میں نارنول میں آنکر دست اندازی کی حسین قلیچخان ذوالقدر نے احمد بیگ اور یوسف بیگ کو کہ اُسکے ملازمین سے تھے شاہ ابوالمعالی کے تعاقب میں روانہ کیا اور خود میرزا کی دفع کے واسطے گرم عنان ہوا شاہ ابوالمعالی اثنائے کوچ اُس جگہ کمین گاہ میں جا بیٹھا اور جب احمد بیگ اور یوسف بیگ اُسکے روبرو آئے شاہ ابوالمعالی نے حملہ کرکے دونوں کو قتل کیا اور خانخانان اکبر نے کہ منوہر پور میں فکر میں مشغول تھے یہ خبر سنکر ایک جماعت امرا کو اُسکے تدارک کے واسطے تعین فرمایا اور شاہ ابوالمعالی پنجاب گیا اور وہانسے محمد حکیم میرزا کے پاس کابل میں پہونچا اور یہ بیت پڑھی بیت مادرین درنہ پے حشمت وجاہ آمدہ ایم ٭ از پدر حادثہ اینجا پناہ آمدہ ایم محمد حکیم میرزا نے اپنی ہمشیرہ کو اُسکے عقد نکاح میں دیا اور اُسے صاحب جاہ و حشم کیا اور ابوالمعالی کابل کی بادشاہی کے خیال میں مبتلا ہوا پہلے اپنی خوشدامن کو جو ملک کی صاحب اختیار تھی جبر و درشتی سے اپنے مکان میں لاکر قتل کیا اور میرزا کی عنان وکالت کو خود سنبھالا تھا اپنی ہتھیلی میں لایا تاکہ بتدریج اُسے بھی خارج کرے اور سلیمان میرزا نے کابل میں آنکر شاہ ابوالمعالی کو بعد جنگ گرفتار کرکے ہلاک کیا القصہ میرزا شرف الدین حسین نے جب ابوالمعالی کے مفرور ہونے سے اطلاع پائی جالور سے بھاگ کر احمد آباد گجرات میں

گیا اور بادشاہ شکار سے فارغ ہو کر جب شہر دہلی مین داخل ہوے اور بازار چوپلہ مین پہونچے قتلق فولاد کہ میر نامشرف الدین حسین کے غلامون سے تھا بادشاہ کے قتل پر آمادہ ہوا جب بادشاہ اپنی دائی باہم اکلہ کے درسہ کے قریب پہونچے تو اندھام مین اس غلام نے ایک تیر چلایا کمان مین جوڑ کسی کو تو ملا اور ہاتھ کو بلند کر کے دھر کھینچا لوگون کو گمان ہوا کہ کسی جانور کو تیر قضا کیا چاہتا ہو پھر اُسنے ہاتھ بچا کر کے بادشاہ کی طرف کہ فیل پر سوار تھے پھینکا اور تیر خطا حضرت کے شانہ مین لگا اور ایک بالشت گوشت مین در آیا لیکن ابھی تیر شانہ مین تھا کہ قتلق فولاد کو بضرب ہاے شمشیر و خنجر ہاے پارچہ اور ٹکڑے پرزے کر کے خاک مذلت پر ڈالا اُس کے بعد تیر پر آوردہ کر کے حضرت کو قباے پنبہ دار پہنائی اور بادشاہ کچھ اضطراب نہ فرما کر اُسی طرح فیل پر سوار دولت خانہ کی طرف تشریف لے گئے اور حکیم عین الملک گیلانی نے جو معالجہ مین عیسی نفس تھا تداوی مین کلیم اللہ کی طرح ید بیضا دکھا کر ایک ہفتہ مین آثار صحت ظہور مین پہونچائے اُس کے بعد بادشاہ آگرہ کی طرف متوجہ ہوے اور آصف خان ہیروی کو کڑہ اور مانکپور کی حکومت پر روانہ کیا اور خود بدولت اقبال اقبال کے شکار کو قلعہ نرور کی جانب سوار ہوے اور فیلون کی گرفتاری مین تصرفات اور اختراعات کیے اور چونک عبداللہ خان اوزبک حاکم مالوہ نے ہاتھی کثرت سے بہم پہونچا کر بادشاہ کے واسطے نہین بھیجے تھے جریدہ موسم برسات مین بطور یلغار مندو کی طرف روانہ ہوے اور محمد قاسم خان نیشاپوری جاگیردار سارنگپور ملازمت کے واسطے حاضر ہوا اور جب بادشاہ چنگین مین وارد ہوے عبداللہ خان اوزبک متوہم ہو کر مع کوچ و اسباب گجرات روانہ ہوا اور بادشاہ نے بچیس کوس اُسکے تعاقب مین ناخت فرمائی اور پھر اول بادشاہی عبداللہ خان کے سر پر پہونچا جب کام اُس پر تنگ ہوا پلٹ کر جنگ کی اور غالب آ کر بفراغ خاطر گجرات گیا اور بادشاہ نے مندو مین جا کر بادشاہان خلجیہ کی عمارات کی سیر کی اور میران مبارک شاہ فاروقی والی برہانپور نے بعد اظہار اطاعت و اخلاص اپنی بیٹی بادشاہ کو دی اُس وقت مندو کی سند حکومت فرہاد خان کو مرحمت فرمائی اور رایات جلال دار السلطنت آگرہ کی طرف متوجہ ہوے اور قریب قلعہ سیری کلارس کے ایک خول ہاتھی کا کہ اُنمین ایک ہاتھی مست اور کوہ پیکر تھا نظر آیا سپاہیان فرمان کے موافق اُسے قلعہ سیری کلارس مین ہانک لائے اور فیل مست دیوار قلعہ توڑ کر صحرا کی طرف راہی ہوا اور جسوقت کہ ایک فیل فیلان خاصہ سے اُس کے سر راہ لے گئے فیل حشی جنگ کے واسطے ایستادہ ہو کر گرفتار ہوا اور ۹۷۳ھ نہر بہتر ہجری مین خواجہ معظم برادر اعیانی جوبی بیگم نے کہ مامون بادشاہ کا بہتا تھا بے اعتدالی کے سبب گرفتار ہو کر قید مین وفات پائی اور اُسی سال قلعہ آگرہ کہ خشتی تھا مسار کر کے سنگ سرخ سے بنا کی اور چار برس مین تیار ہوا اور بعد قضیہ عبداللہ خان اوزبک کے ایسا عوام کی زبانون پر جاری ہوا کہ بادشاہ امراے اوزبک سے رنجیدہ ہو کر سب کو معزول اور مخذول فرماویگا اس سبب سے سکندر خان اوزبک اور ابراہیم خان اوزبک وغیرہ نے کہ بہار اور جونپور کے جاگیردار تھے سر اطاعت سے پھلا کر جلی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان اور بہادر خان سیستانی اگرچہ آپکی مان صفہانی اور خود عراق زائی تھے لیکن چونکہ مورث علی اُنکے اوزبکون کے گروہ سے تھا اور بھی گمان سابق سے ایک توہم اور ہراس رکھتے تھے آپکو اوزبکون کے سلک مین منتظم کر کے سردار طائفہ باغیہ کے ہوے اور آصف خان ہیروی کہ اُنکی جوار مین جاگیر رکھتا تھا وہ بھی قضیہ عزائن کے سبب سے اُنکا شریک ہوا اور تیس ہزار سوار جرار سے علم مخالفت بلند کیا اور جسقدر ممالک پر کہ متمکن ہوا متصرف ہوے عرش آشیانی کہ تجمیل مہمات مین جائز نہ رکھتے تھے اس مقدمہ سے ایک حرف زبان پر نہ لائے اور شکار کے بہانہ سنبھل کو مین نرور گڑھ کی طرف نہضت فرمائی اور شکار مین مشغول ہوے شہر خان

منشی کو سکندر خان اوزبک کے پاس بھیجا تو اسے تسلی اور دلاسا دیکر حضور میں حاضر کرے اور لشکر خان بخشی کو آصف خان ہروی کے پاس روانہ کیا کہ کچھ نقد خزائن اور غنائم سے جو کہ لائق سرکار ہو لیکر باز گشت کرے اور خزانوں کی کیفیت یہ ہے کہ آصف خان ہروی جب مراسے پنجہزاری میوات ولایت گڑھ اور مانکپور جاگیر پائی اور بہت نیگی کے سبب عازم تسخیر گڑھ کرہ کبھی بادشاہ اسلام کی مسخر نہ ہوا تھا اور ایک عورت مسماۃ رانی درگاوتی کہ صورت اور سیرت میں آراستگی تمام رکھتی تھی اس ولایت کی حاکم تھی آصف خان ہروی نے چند مرتبہ لشکر اس حدود میں بھیجکر خرابی میں کچھ تقصیر نہ کی اور آخر کو خود پانچ چھ ہزار سوار اور پیادے بیشمار لیکر ولایت گڑھ میں گیا اور رانی نے بھی مع اکہزار اور پانسو فیل اور آٹھ ہزار سوار و پیادے سے مقابلہ کیا اس صورت میں جنگ عظیم واقع ہوئی ناگاہ ایک تیر رانی کی آنکھ میں لگا تردد سے باز رہی اور پاس ناموس سے کہ مبادا گرفتار اور دستگیر ہووے دل خان سے اٹھا کر فیلبان سے خنجر لیا اور اپنے تئیں ہلاک کر کے نام نیک جریدۂ عالم میں ثبت کیا اور عروس ملک کہ ہر روز ایک شوہر کے آغوش میں جاتی ہر آصف خان کے ہم آغوش ہوئی اور آصف خان قلعہ چورا گڑھ میں کہ مسکن رانی کا تھا گیا اور رانی کا فرزند خرد سال جو قلعہ میں تھا ہجوم کے وقت آدمیوں کے ہاتھ پانوں سے پامال ہو کر ہلاک ہوا اور جواہر اور تماثیل طلائی اور مرصع اور اشیائے نفیسہ کہ سرداروں کی کمار میں جوتا ہوا اور ایک صد و دو گلیمن مسی کہ اصطلاح ہند میں اسکو کنکال کہتے ہیں مملو اشرفی طلا سے احمر سے آصف خان کی سرکار میں داخل ہوئیں اور آصف خان نے ایک ہزار اور پانسو فیل میں سے کل تین سو نو بخیر فیل بادشاہ کیواسطے بھیجی اور دوسری چیزوں کا مذکور درمیان میں نہ لایا عرش آشیانی شکار کرتے ہوئے جب ولایت گڑھ میں داخل ہوئے بادشاہ مخالف اور ہوا کی گرمی سے بیمار ہو کر آگرہ کی طرف مراجعت فرمائی اور جب فہالیش اشرف خان منشی اور لشکر خان بخشی نے قوم متمردین اشرنہ کیا بادشاہ کے حکم بموجب شاہم خان جلایر بادشاہ بداغ خان اور محمد امین خان دیوانہ وغیرہ کہ اشرف کے جاگیر داروں میں سے تھے سکندر خان اور ابراہیم خان اوزبک کے دفع کے واسطے متوجہ ہوئے اور ہنگام جنگ جب بہادر خان سیستانی مخالفوں کی کمک کو پہونچا شاہم خان جلایر منہزم ہوا محمد امین دیوانہ اور شاہ بداغ خان دستگیر ہوئے عرش آشیانی نے حقیقت حال پر واقف ہو کر منعم خان خانخانان کو مع لشکر عظیم بر سم منقلای روانہ کیا اور خود بھی ۹۷۰ نوہتر ہجری میں اس طرف متوجہ ہوئے اور جب قنوج میں پہونچا فوج سے جدا ہو کر سکندر خان اوزبک کے سر پر کہ لکھنوتی میں تھا تاخت کی سکندر خان اوزبک خبر پاکر علی قلیخان الخاطب بخان زمان کے پاس بھاگا اور علی قلیخان اور بہادر خان سیستانی نے ترہن گھاٹ پر جاکر آب گنگ سے عبور کیا اور بادشاہ جونپور میں تشریف لائے آصف خان ہروی نے حلقۂ اطاعت کا زیب گوش کیا اور مجنون خان قاقشال جاگیر دار کڑہ مانکپور کے ذریعہ سے ملازمت میں پہونچکر سرفراز ہوا اور بعد چند روز کے آصف خان سیستانی کہ پانچہزار سوار خاص رکھتا تھا امرائے معتبر کی جمعیت سے مخالفوں کے دفع کے لیے مقرر ہوا اور ہم صف ذان گھاٹ ترہن پر جاکر علی قلیخان الخاطب بخان زمان لشکر کے مقابل فروکش ہوا اور ساتھ اسکے زبان اور دل ایک کر کے لیت ولعل میں اوقات گذاری کرتا تھا بادشاہ نے اس حال سے خبردار ہو کر جاگیر انکی تغیر کی اور آصف خان آدھی رات کو اپنے بھائی وزیر خان کے ہمراہ اردو سے گڑھ کی طرف روانہ ہوا عرش آشیانی نے منعم خان خانخانان کو اس لشکر کی سپہ سالاری کے واسطے بجائے آصف خان ہروی کے روانہ کیا اور علی قلیخان الخاطب بخان زمان نے سکندر خان اوزبک اور بہادر خان سیستانی کو درمیان دو آب کہ بھیجا کہ آگرہ تک

تاخت کرکے اس حدود مین خلل ڈالین بادشاہ بداغ خان اور اُسکے فرزند مطلب خان اور اقبال خان لنگ اور حسین خان اور سعید خان اور راجہ ٹوڈرمل اور محمد امین دیوانہ اور محمد خان افغان سور اور محمد معصوم خان اور لشکر خان بخشی کو بہ سرداری میر معز الملک کے کہ اکابر سادات مشہد مقدس طوس سے تھا سر راہ بہادر خان سیستانی کے بھیجا اُسوقت علی قلیخان المخاطب بخان زمان نے منعم خان خانخانان کو اپنے گنا ہون کا شفیع کرکے اپنی والدہ اور ابراہیم خان اوزبک کو کہ بجاے عم بزرگوار کے جانتا تھا متابع فیلان نامی درگاہ مین بھیجا عرش آشیانی مقام عفو مین ہوے اور جونپور پر جو سابق اُنکی جاگیر مین تھا مقرر رکھا لیکن میر معز الملک بہادر خان سیستانی اور سکندر خان اوزبک کے پاس پہونچکر درپے جنگ تھا کہ بہادر خان نے پیغام کیا کہ میرے بھائی علی قلیخان المخاطب بخان زمان نے والدہ کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجکر التماس عفو جرائم کی ہے اس قدر صبر کرو کہ جواب پہونچے میر معز الملک نے اس بات کو قبول نہ کیا اور صفین جنگ کی آراستہ کین اور سکندر خان اوزبک کو کہ ہراول تھا مقرر کرکے اُسکے ہمراہیون سے بیشمار قتل کیے بہادر خان سیستانی کہ اُسوقت تک اپنی فوج مین ایستادہ تھا تاخت لیجا کر افواج بادشاہی کو زیر و زبر کیا اور میر معز الملک فتوح کی طرف مغرور ہوا اور ضعیف و فربہا در خان سیستانی کے سپاہیون کے ہاتھ آئی اور جب صبح ہوئی عرش آشیانی جونپور کو علی قلی خان سیستانی کی والدہ کو معاف کرکے قلعہ چنار اور بنارس کی سیر کو سوار ہوے اُسوقت علی قلی خان المخاطب خان زمان سکندر خان اوزبک کے اغوا کے باعث آب گنگ سے عبور کرکے غازی پور مین آیا اور وہان کے اکثر پرگنات پر قابض اور متصرف ہوا بادشاہ نے علی قلیخان خان زمان کو مخاطب اور معاتب کرکے حکم فرمایا کہ اشرف خان جون پور کی طرف جاکر علی قلی خان خان زمان کی والدہ کو محبوس کرے اور خود بطور ایلغار غازی پور کی طرف روانہ ہوے اور علی قلیخان خان زمان بہادرون کے دامن مین کہ جنگل نہایت پُر درخت تھا بھاگا اور بہادر خان باتفاق سکندر خان و ابراہیم خان اوزبک شب کو بسبیل استعجال جونپور مین آیا اور زینہ لگاکر قلعہ پر چڑھ کر اپنی والدہ کو رہا کیا اور اشرف خان کو مقید کرکے بنارس کی طرف روان ہوا عرش آشیانی یہ خبر سُنکر جونپور مین رونق افزا ہوے اور احضار لشکر اور سیاہ ممالک محروسہ کے واسطے حکم دیا خان زمان خائف اور ہراسان ہوکر دوبارہ لجہ و زاری پیش آیا اور یہ بیت عریضہ مین لکھی بیت بدین امید بلاے شاخ و شاخ ۔ کہ وحشے تو ما را کرد مستاخ ۔ اور بادشاہ اس سبب سے کہ بہادر خان سیستانی کو عہد طفلی سے بھائی کہتے تھے اور علی قلیخان خان زمان کو بھی خدایک لقب کے سبب سے بہت دوست رکھتے تھے اور نہین چاہتے تھے کہ یہ بالکل تباہ اور برباد ہون دوبارہ اُنکے گناہ معاف فرماکے اور جاگیرین اُنکی بدستور سابق مقرر اور بحال رکھین بیت گرچہ بگفت کہ زارت بکشم میدیدم ۔ کہ نماند نطرے بمن دلسوختہ بود ۔ القصہ ایک ملک مبین کہتا تھا کہ اگر خلائق جانین کہ مجھے عفو جرائم مین کیسی لذت حاصل ہوتی ہے تو لگام کے سوا کوئی تحفہ اور ذریعہ میرے قرب کا نہ کرین فی الواقع مصرع ۔ در عفو لذتیست کہ در انتقام نیست ۔ عرش آشیانی نے بعد عفو کے تکلیف احضار فرمائی خان زمان کثرت خجالت کو عذر مانع حضوری کرکے عرض گذار ہوا کہ جسوقت آنحضرت بجزو سعادت تشریف شریف دار السلطنت مین ارزانی فرمائینگے بندہ مع برادر سرے قدم کرکے آستان بوسی کے واسطے حاضر ہوگا آنحضرت نے عذر اُسکا پذیرا کرکے ہمسے قسر لی اور دار السلطنت آگرہ کی طرف عازم ہوے اور بعد نزول صدری قاسم خان کو مع چار ہزار سوار آصف خان سہروی کی دفع اور حکومت گڑھ کے واسطے روانہ فرمایا اور علی قلی خان المخا

بخان زمان نے کہ اسی طرح سے دلمین ارادہ مخالفت اور مخاصمت رکھتا تھا آصف خان ہروی کو اپنی طرف جونپور مین کھینچا
اور آصف خان علی قلیخان کے تحوت و تکبر سے عاجز آیا اور چھ مہینے کے بعد اپنے بھائی وزیر خان کے ہمراہ گوالیار کی طرف
بھاگا اور بہادر خان سیستانی نے پیچھا کرکے آصف خان ہروی سے مقابلہ کیا اور اُسے مغلوب کرکے دستگیر کیا وزیر خان
نے فرصت دیکھکر مع فوج ہراہی بہادر خان پر تاخت کی اور اُسکو منہزم کرکے اپنے بھائی ادھر موے کو رہا کیا اور دونون
متفق ہوکر گوالیار کی طرف روانہ ہوے اور اُس مقام مین قیام کیا اور درمیان اس حال کے ایلچیان محمد حکیم میرزا نے آنکر
عرضداشت کی کہ بعد قتل ہونے شاہ ابوالمعالی کے سلیمان میرزا نے خطبہ کابل کا اپنے نام پڑھایا اور میرزا سلیمان نام
ایک شخص کو کابل مین اپنی طرف سے چھوڑکر بدخشان گیا اور جو محمد حکیم میرزا نے میرزا سلطان کو کابل سے نکالدیا سو اب
سلیمان میرزا لشکر فراہم کرکے چاہتا ہو کہ کابل مین جاکر پھر متصرف ہون اگر اسوقت کمک عنایت ہووے
مین ذرہ پروری ہوگی بادشاہ نے فرامین فرّا بنام امراے پنجاب اور محمد قلی خان حاکم ملتان کے اس مضمون سے
صادر فرمائے کہ جسوقت سلیمان میرزا قصد تسخیر کابل کرے اُس طرف جاکر اُس کی مزاحمت دفع کرو اور فریدون خان
کابلی کہ امراے بادشاہی سے تھا اور محمد حکیم میرزا کا مامون ہوتا تھا مرخص ہوا کہ محمد حکیم میرزا کے پاس جاکر اُس کا
حمد اور معاون ہو لیکن قبل فرامین پہونچنے کے سلیمان میرزا کابل مین آنکر قلعہ کو محاصرہ کرچکا تھا اور محمد حکیم میرزا
جو تاب مقاومت نہ رکھتا تھا بھاگ کر بنیلاب مین آیا فریدون خان نے آب بنیلاب کے ساحل پر محمد حکیم میرزا سے ملاقات
کی اور اُسکے بعد اظہار کیا کہ بادشاہ علی قلیخان المخاطب بخان زمان اوزبکون کے خرخشہ مین گرفتار ہوا اور فرصت پاکر
مین آنے کی نہین رکھتا مناسب یہ ہو کہ لاہور مین جاکر متصرف ہو اور امراے پنجاب کو اپنا شریک کرکے خوب توجہ سے
سلیمان میرزا کی مدافعت دفع کرو اور محمد حکیم میرزا فریب کھاکر لاہور کی طرف روانہ ہوا اور قطب الدین محمد خان آکر اور
میر محمد خان اور بھی دیگر امرا لاہور مین متحصن ہوکر درپے مدافعہ ہوے اور محمد حکیم میرزا مہدی قاسم خان کے باغ مین مقیم ہوا
ہر چند سعی کی کہ امراے پنجاب اسکے شریک ہون یہ صورت آئینہ وقوع مین جلوہ گر نہوئی بادشاہ نے علی قلیخان خان زمان
کی مہم کو تعویق مین ڈالکر آگرہ منعم خان خانخانان کے سپرد کیا اور ماہ جمادی الاول کی چودھوین تاریخ ۹۸۵ھ نوسو چوہتر ہجری
مین بسرعت تمام لاہور کی سمت متوجہ ہوے اور ابھی سرہند سے آگے نہ بڑھے تھے کہ خبر لاہور مین پہونچی ایکبارگی شادیانہ کے
نقارے بجانے لگے میرزا کو خواب استراحت مین تھا بیدار ہوا اور سبب شادیانہ بجانے کا استفسار کیا بعضون نے جواب دیا
کہ جو بادشاہ بسبیل استعجال قریب آیا ہو اس لیے شادیانہ بجاتے ہین میرزا نے تصور کیا شاید بادشاہ لاہور کے نزدیک
پہونچا ہو بے توقف سوار ہوکر ایسا گرم عنان ہوا کہ کابل تک پیچھے پھرکر نہ دیکھا اور جب موسم سرما پہونچا سلیمان میرزا
کابل سے بدخشان گیا اور وہان کی حکومت غنیمت جانکر قناعت کی اور بادشاہ لاہور مین تشریف لاکے اور اُس
حدود مین بہ شکار قمرغہ مشغول ہوے وزیر خان شکارگاہ مین شرف ملازمت سے مشرف ہوا اور آصف خان کے
عفو جرائم کی درخواست کی عرش آشیانی نے اُسکے فرد جرائم پر قلم عفو کھینچا اور اُسکی تقصیرات سے درگذر کرکے وزیر خان کو
نوازش کیا اور حکم فرمایا کہ آصف خان ہروی بالتفاق مجنون خان قاقشال کڑہ مانک پور مین استقامت کرکے اُس
حدود کے محافظت مین سرگرم رہے اور جسدم ایات عالیات عازم پنجاب ہوے محمد سلطان میرزا کی اولاد اور احفاد نے
مصدر اعمال ناشائستہ اور مرتکب افعال ناہائستہ ہوکر قسم قسم کے فساد برپا کیے و نسبت محمد سلطان میرزا کی باپ

کی طرف سے ساتھ امیر تیمور گورکان کے پہونچتے ہی چنانچہ واقعات بابر ظہیر الدین محمد شاہ مین تحریر ہوئی اور بان اُنکی سلطان حسین میرزا کی دختر ہی اور نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے عہد مین حرام خوار یان کر کے مقرون بعفو ہوئی اور ابراہیم میرزا بڑا بیٹا اُسکا کابل مین جنگ ہزارہ مین مقتول ہوا اور شاہ میرزا اُسکا چھوٹا بیٹا قضاے الٰہی اور اجل طبیعی سے فوت ہوا لیکن ابراہیم میرزا سے دو نر زندہ ہے ایک سکندر سلطان اور دوسرا محمود سلطان اور نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے سکندر سلطان کا ابراہیم میرزا اور محمود سلطان کا شاہ میرزا نام رکھا اور تربیت مین اُنکے مساعی جمیلہ فرمائی اور محمد سلطان میرزا مع تمام اخلاف اکبر شاہ کے عہد جلوس مین پھر ہند مین آیا اور پرگنہ آدم پور سرکار سنبھل سے مدد معاش کی وجہ مین پایا اور حق تعالی نے عالم پیری مین اُسے چار بیٹے اُس پرگنہ مین عطا فرمائے محمد حسین میرزا و ابراہیم میرزا و مسعود حسین میرزا و قاسم میرزا اور یہ چارون ابھی خرد سال تھے کہ بادشاہ نے تربیت کر کے سر جملۂ امرا سے کیا اور بعد یورش جونپور رخصت لے کر سنبھل مین اپنی جاگیر ون پر گئے اور اُس عرصہ مین کہ بادشاہ محمد حکیم میرزا کے دفع فساد کے لیے پنجاب کی طرف روانہ ہوے تھے اپنے چچیرے بھائیون سکندر سلطان اور محمود سلطان سے جن کا لقب الغ میرزا و شاہ مرزا تھا متفق ہو کر عصیان پر کمر باندھی اور ایک جماعت اراذل اور اوباش کو جمع کر کے دست اندازی کرنے لگے اُس نواح کے جاگیر دارون نے انھین مغلوب کر کے ایسا بپسا کیا کہ مالوہ مین جا کر پناہ لی اور وہ علاقہ جو سردار صاحب وجود سے خالی تھا اُنکے تصرف مین آیا اور منعم خان المخاطب بخانخانان نے محمد سلطان میرزا کو سرکار سنبھل سے مقید کر کے قلعہ بیانہ مین محبوس کیا اور اُسنے محبس مین قضا کی اور اسی طرح سے علی قلی خان سیستانی المخاطب بخان زمان اور سکندر خان اوزبک اور دوسرے امرا نے محمد حکیم میرزا کے لاہور مین آنے سے آگاہ ہو کر نقض عہد کیا اور اپنے کام کے خیال مین مصروف ہوے اور قنوج اور اودھ اور دوسری ولایتون اور پرگنون پر قابض ہو کر جمعیت عظیم بہم پہونچائی عرش آشیانی لاہور سے اُنکی دفع کے واسطے بسرعت تمام آگرہ مین آئے اور احضار لشکر کا حکم دیکر دو ہزار فیل اور لشکر بیشمار ہمراہ رکاب لیکر جونپور کی طرف متوجہ ہوے اور خان زمان نے کہ سید یوسف مشہدی کو قلعہ سیرگڑھ مین محاصرہ کیا تھا یہ خبر سنکر اس جلدی مین جو گمان بادشاہ کے مراجعت کا نہ رکھتا تھا بیت پڑھی بیت سمند تنار زرین نعل او خورشید رامانند کہ از مشرق بمغرب رفت و یک شب درمیان آمد و باے قلعہ سے اُٹھ کر بہادر خان سیستانی کے پاس کہ قلعہ کڑہ مانکپور مین مجنون خان قاقشال کو محاصرہ مین رکھتا تھا گیا عرش آشیانی اُس کا تعاقب کر کے اُس طرف متوجہ ہوے اور جب زمانے بریلی کے پرگنہ مین پہونچے سنا کہ علی قلی خان سیستانی المخاطب بخان زمان آب گنگ سے عبور کر کے ارادہ مالوہ کا رکھتا ہے تاکہ محمد سلطان میرزا کی اولاد سے ملت پیدا کر کے اُس حدود پر متصرف ہووے اور اگر شاید کچھ مصیبت پہونچے ترشاہان دکن کے پاس پناہ گزین ہووے عرش آشیانی بات کے وقت کڑہ مانکپور کے گھاٹ پر تشریف لائے جو کشتی حاضر تھی فیل تیز بال ستدرنام پر سوار ہوے ہر چند امرا مانع آئے قبول نہ کیا اور متوکل علی اللہ آب تہار گنگ مین در آئے تضارر تائید سماوی اور اقبال عدد و مال کی قوت سے دریا پایاب ہوا باقی کو احتیاج تیرنے کی ہوئی بادشاہ نے مع چند فیل دیگر اور سوار سے عبور کیا اور علی الصباح بے توقف علی قلی خان سیستانی المخاطب بخان زمان کے اطراف اردو مین پہونچے اور اُسوقت آصف خان ہروی اور مجنون خان مع جمعیت خوب بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوے علی قلیخان اور بہادر خان بادشاہ کے عبور کا گمان مردان قلیل سے اُس شب کو نہ رکھتے تھے تمام رات عیش و نوش اور ناچ دیکھنے مین مشغول رہے یہانتک کہ ایک شخص مردم بادشاہی سے اُنکے اردو مین جا کر باواز بلند پکارا کہ اے غافلو بادشاہ تمھارے قصد مین

آب سے عبور کرکے اہل ناگہان کی طرح تمہارے سر پر پہونچا ہوں انھوں نے یہ خبر آصف خان ہروی اور مجنون خان کو کہلا بھیجا
سے جانکر پروانہ کی ناگاہ صدا کوس اور نقارہ بادشاہی سنی تھی تو اہل رسیدگان کے گوش زد ہوئی سراسیمہ اور بدحواس مجلس سے
اٹھکر صف آرائی میں مصروف ہوے اور پہرون چڑھے روز دوشنبہ غرہ ذی الحجہ ۹۷۳ھ نوسو چہتر ہجری میں آتش جنگ مشتعل
ہوئی اور بابا خان قاقشال کہ ہراول بادشاہ کا تھا ایک جماعت کو کہ مخالفون کی طرف سے اُسکے مقابلہ کو آئی تھی حملہ اول میں
پسپا کرکے علی قلیخان کی فوج میں پہونچایا اور بہادر خان سیستانی نے اُسوقت بابا خان قاقشال پر حملہ کرکے صف مجنون خان
میں داخل کیا اور بہادر خان باوجود اسکے کہ اس تردد میں فوج اُسکی بے ترتیب تھی بھیجا صف مجنون خان پر حملہ آور ہوا اور
آن واحد میں اُس صف کو درہم برہم کرکے چاہتا تھا کہ فوج خاصہ بادشاہی پر بھی تاخت کرے اس درمیان میں ایک جماعت
روم معتبر نے کہ فوج شاہی کے آگے تھے مدافعہ کے واسطے قیام کیا اور بادشاہ خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کوریف اپنا کرکے باقی پر
سوار تھے جتیاطاً فیل سے اترکر گھوڑے پر سوار ہونے لیکن کفران نعمت کی شامت نے اپنا کام کیا بہادر خان کا گھوڑا زخم تیر
سے پانوں سے گرا اور بہادر خان پیادہ ہوا اور ابھی یہ خبر بادشاہ کو نہ پہونچی تھی کہ وہ حضرت بنفس نفیس خود جنگ پر آمادہ ہوے
فیلون کو بہیئت مجموعی علی قلیخان سیستانی کی نواح پر دوڑایا پہلے ایک فیل فیلبان بادشاہی سے کہ جسکا ہیلہ تنومند تھا علی قلیخان
کے لشکر کی طرف دوڑا اور فیل وہ دیا نام کو کہ مخالف کی طرف سے اُسکے مقابل آیا تھا ایسی للکار ماری کہ فوراً زمین پر گرا اسوقت طرفین
سے جرانون نے ہتھیار سنبھالے اور کارزار میں مشغول ہوے اور علی قلیخان کا آفتاب سعادت و کامرانی زوال کو پہونچا تقضاء اُس
حرب و ضرب میں ایک تیر علی قلیخان کے جسم میں لگا وہ اُسکے نکالنے میں مصروف تھا کہ دوسرا تیر اُسکے گھوڑے کے لگا وہ اُسکے
زخم سے ایسا تڑپا کہ علی قلیخان خانہ زین سے جدا ہوکر زمین پر آیا ایک اُسکے متعلقین نے دوسرا گھوڑا حاضر کیا وہ سوار ہوا چاہتا
تھا ناگاہ نرسنگھ نام فیل اجل کی طرح اُسکے سر پر پہونچا اور آن واحد میں اُسے چیونٹی کی طرح پامال کیا سپاہ کو جب اُسکا مرنا متحقق
ہوا پانوں قرار کا جگہ سے ہل گیا اور طریقہ فرار کا پایا اُسی حال میں نظر بہادر نام ایک شخص بہادر خان کو زندہ گرفتار کرکے
بادشاہ کے روبرو لایا بادشاہ نے اُس سے فرمایا کونسی برائی تمھیں پہونچی تھی کہ جسکے عوض تمنے تلوار ہم پر کھینچی بہادر خان
نے خجالت اور ندامت سے جواب دیا اتنا بولا کہ الحمدللہ آخر عمر میں حضرت کا دیدار کرگیا ہوں کما محو کہ یا اللہ میسر ہوا بادشاہ
نے نہایت عزت سے حکم اُسکی حراست اور محافظت کا صادر فرمایا لیکن جو کہ بتک علی قلیخان خان زمان کا فوت ہونا ثابت
نہوا تھا دولت خواہون نے اُس کا زندہ رہنا مناسب نجانکر حضرت کی بے اجازت تہ تیغ کیا بیت ہر کہ نظم کفران نعمت دلیرے
کہ کرد آنکہ با او چہ اسکندر نخورد ۔ بہادر کہ بد رستم روزگار ۔ ز کفران نعمت چنین گشت خوار ۔ اور جبکہ ان دو مقتدرین سے
کہ قاسم ارسلان کی طرح زمانہ میں مستغنی ہوتا ہر کہ خان زمان بندوق کی ضرب سے ہلاک ہوا ابیات جوشد خان زمان
یاغی دباغی ۔ ز شاہ اکبر کہ شلش نیست دیگر ۔ تفنگ خوردہ زعالم رفت و گردید ۔ بہادر کشتہ از گفت برادر ۔ برآ
فتح شہ تاریخ ختم ۔ خرد گفتا مبارک فتح اکبر ۔ عرش آستانی نے علی قلیخان خان زمان اور بہادر خان کا سر نجاب
اور کابل میں بھیجا اور جان علی اوزبک اور یار علی بیگ اور میرزا بیگ اور خوشحال بیگ اور میرزا شاہ بخشی اور علی شاہ
بخشی وغیرہم کو کہ خان زمان کے توابع تھے گرفتار کرکے جونپور کی طرف سوار ہوے اور وہانکے لوگون کی بغاوت کے واسطے انھین
قید ست سے پامال کرایا اور منعم خان الخطاب بخانخانان کو اس شہر کی حکومت عنایت فرمائی اور جو سکندر خان اوزبک کو قلعہ رہتاس
قلعہ بند ہوا تھا کشتی میں سوار ہوکر گوکھپور کی طرف بھاگا ماہ محرم ۹۷۵ نوسو پچہتر ہجری میں مظفر اور منصور رہیکر آگرہ میں

تشریف لائے اور جو کہ اسوقت تک رانا اودے سنگھ حضرت کے جادۂ اطاعت مین نہ آیا تھا باوجود سفر متواترہ بسبیل استعجال اُس طرف روانہ ہوے جب قلعہ شیوپور مین پہونچے حاکم وہان کا قلعہ خالی کرکے اپنے صاحب سورجن راجہ رنتھنبھور کے پاس گیا بادشاہ نے اُس حصار کو ملازمان درگاہ کے سپرد کرکے قلعہ کاکرون کی طرف جو مالوہ کی سرحد مین ہر توجہ فرمائی اولاد سلطان محمد میرزا کہ قلعۂ مندو پر متصرف تھی یہ خبر سنکر مضطرب ہوئی اور جو اُن دنون مین الغ میرزا فوت ہوا تھا باقی دیگر میرزا مان لعجلت تمام گجرات کی سمت بھاگے عرش آشیانی مالوہ شہاب الدین احمد خان نیشاپوری کے سپرد کرکے قلعہ کاکرون سے رانا کے دفع کے واسطے عازم ہوے اور رانا آٹھ ہزار راجپوت کارآزمودہ اور ذخیرہ بہت قلعہ چیتوڑ مین جو ایک پہاڑ پر واقع ہوا ہے چھوڑکر خود مع اہل وعیال جا بجا قلعے اور دشوار گذار مکان مین گیا بادشاہ نے عازم تسخیر قلعہ چیتوڑ ہوکر محاصرہ کیا اور پانچہزار بنجارہ اور سنگتراش اور لوہار اور نقاب یعنی سرنگ کھودنے والے اور مزدور اور سیلبار ساباط کے بنانے کے واسطے کہ مخصوص قاعدہ ہندہے معین فرمائے اور وہ ساباط اور حفر نقب کی تیاری مین مشغول ہوے ساباط عبارت ہے دیوار سے کہ بقاصلہ ایک تفنگ انداز کے بنیاد کرتے ہین اور تختون اور گاے کی کھال سے منڈھے ہوئے کہ کرون کی پناہ مین اُن دیوارون کو قلعہ کے قریب پہونچاتے ہین اور آتشبازاور نقاب اُن دیوارون کے کوچہ وسیع سے بفراغ خاطر قلعہ کے نیچے آکر نقب کھودنے مین مشغول ہوتے ہین اور باروت نقب مین بھرکر کے اُڑاتے ہین اور رخنہ قلعہ کی دیوار مین ڈال کر اُسی راستہ ساباط سے لشکر وہان پہونچ کر قلعہ مین در آتے ہین القصہ جب وساباط تیار ہوئین اور دو نقب برجون کے نیچے پہنچین دونون کو باروت سے بھرکر کے ایکبارگی آگ دی بحسب اتفاق ایک نقب نے جلد تر آگ پکڑلی وہ برج اُڑ گیا اور رخنۂ عظیم ظاہر ہوا دو ہزار مرد اہل ہنر و مسلح ہوکر جو کمین مین تھے بخیال اسکے کہ دونون نقب اُڑنے سے لشکر قلعہ مین پڑے ہونگے ایکبارگی ساباطون سے قلعہ کی طرف دوڑے اور ایکہزار آدمی اُس رخنہ پر پہنچکر راجپوتون سے ہم مصاف ہوے اور ایکہزار مرد نے جب دوسرے طرف رخنہ نہ دیکھا اُسمین سے قدرے باہر آئے اور مردان حصاری اُنکے مدافعہ کے واسطے قیام کرکے عین جنگ مین تھے کہ ناگاہ اُس برج کی نقب نے بھی آگ پکڑلی اور برج اُڑا اور جماعت دشمن کے جابجا پریشان ہوکر ہرطرف گرے اور پندرہ امرے بادشاہی مثل سید جمال الدین بارہہ اور مردان قلی شاہ وغیرہا مع یاسولشکر انتخابی ضائع ہوے اور اہالی قلعہ سے بھی ایک جماعت کثیر ہلاک ہوئی اور جب حالہ ایسا ہوا سپاہیون نے اُس رخنہ سے مجال قلعہ مین در آنے کی نپائی اُس روز قلعہ فتح نہوا اور بعد اس واقعہ کے ایک ساباط اور تیار ہوئی ایکدن بادشاہ اُس مقام مین کہ جہان ساباط تیار کی تھی لڑائی کی سیر کرتے تھے اور چتہل راجپوت کہ سردار اہالی قلعہ تھا اور رانا سے قرابت رکھتا تھا تمام دن قلعہ کے گرد اہتمام کے واسطے پھرا اور عشا کی نماز کے وقت خاص موچہ بادشاہی پر آیا اور روشنی شمل مین محسوس ہوا بادشاہ نے بندوق خاص کہ دست حق پرست مین تھی روشنی کی برابر رکھکر آگ دی اتفاقات حسنہ سے بندوق کی گولی چتہل کی پیشانی پر لگی کہ مرغ روح اُسکا قرب پروردگار البرار مین پہونچا اور جب اہل قلعہ نے اپنے سردار کو مقتول دیکھا جنگ سے دست نکش ہوے اور پہلے اُسکی لاش جلائی اور اپنے منازل مین جاکر جوہر کیا یعنی تمام مال اور اسباب و عیال الاطفال کو جلاکر خاکستر کیا اور جب آگ کی روشنی سے معلوم ہوا کہ اُنھون نے جوہر کیا ہے سپاہ اسلام اُسی رات کو قلعہ کی طرف متوجہ ہوئی اور جب کسی مزاحمت نہ کی قلعہ مین در آئے اور بادشاہ بھی صبح کے وقت ہاتھی پر سوار ہوکر مع جمیع امرا اور امیرزادون کے جو پیادہ تھے قلعہ مین داخل ہوا اور ایک جماعت کفار مقہور کہ منازل اور نجانہاے محکم مین در آئی تھی اسقدر لڑی کہ دو پہر تک

دشمن مہنا اور سب قسم کے مارے گئے اور لشکر نصرت اثر سے سوائے نصرت علی تواچی کے کسی شخص نے شہادت نہائی اور تین دن کے بعد اس مقام کی حکومت آصف خان ہراول کے متعلق ہوئی اور خاقان اکبر نے منصور و مظفر ہو کر راجعت فرمائی اور اثنائے راہ مین ایک شیر سہمناک درختون کے بیچے سے برآمد ہوا بادشاہ کے حکم سے کوئی جنگاور اسکو نہ مار سکا آنحضرت نے ایک تیر حلقہ کمان مین جوڑ کر اس کے مارا شیر زخمی ہو کر پشتہ کے نیچے گیا اور ایستادہ ہوا بادشاہ نے دوبارہ بندوق کا وہ گلہ مارا زخم کاری نہ لگا شیر ہمہ کا آنحضرت کی طرف متوجہ ہوا اس حال مین ایک مرد شیر دل عادل نام نے فدائی کے مانند کمر شیر پر جھک ہو کر مقابلہ کیا اتنے مین اور جان نثاران نے آنکر شیر کو ہلاک کیا اور بادشاہ کی سلامتی پر لوازم شکر بجا لائے اور بادشاہ نے جب آگرہ مین قیام کیا چند روز کے بعد یہ خبر سمع مبارک مین پہنچی کہ ابراہیم حسین میرزا اور محمد حسین میرزا جہانگیر خان گجراتی سے روگردان ہو کر مالوہ مین آئے ہین اور اودین کو محاصرہ کیا ہوا بادشاہ نے قلیچ خان اندجانی و خواجہ غیاث الدین بخشی قزوینی کو انکے دفع کے واسطے مقرر کیا میرزایان مزبور آب نربدہ کی طرف متوجہ ہوے اور بدون اس کہ آب سے عبور کر کے پھر گجرات کی طرف راہی ہوے اور شہر رجب ۹۷۵ھ کو سوچیتر ہجری مین عرش آشیانی نے قلعہ رنتھنبور کے فتح کی خبر بیمت مین روایات ظفر آیات کو مرکز دائرہ خلافت سے حرکت دی اور جب شکارکنان رنتھنبور مین نزول فرمایا راجہ سورجن نے چونکہ اس قلعہ کو کہ جاگیر خان غلام سلیم شاہ سے خریدا تھا قلعہ بند ہو کر مدافعہ مین قیام کیا اور افواج شاہی نے اس قلعہ کو چارون طرف سے محاصرہ کر کے راہ آمد و شد بند کی اور بادشاہ کے حکم سے کوہ مدن پر جو قلعہ کے قریب ہے مرکوب بنا کر چند توپ اور ضرب زن وہان لے گئے حالانکہ پہلے ارتفاع کوہ کی جہت سے کوئی بادشاہ اتنی بلندی پر نہ لے گیا تھا اور جب توپ سر ہوتی تھی کتنے مکان خراب اور مسمار ہوتے تھے راجہ سورجن حاجز ہو کر امان کا طلبگار ہوا اور مع اہل و عیال اپنے قلعہ سے نکلگیا اور حصار مع ذخائر اور خزائن بادشاہ کے تصرف مین آیا اسکے بعد آنحضرت اجمیر کی طرف سوار ہوے اور خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کی زیارت سے مستفید ہوے اور بعد آگرہ مین تشریف لائے اور حضرت شیخ سلیم چشتی قدس سرہ کی زیارت کو قصبہ سیکری مین گئے جو کہ عرش آشیانی کے چند فرزند متولد ہو کر یہ مندرزمین ہوے تھے اور کوئی لڑکا باقی نہ تھا شیخ نے مژدہ فرزندان طویل العمری و ولادت کا دیکر خوشحال کیا تقضا را اسی عرصہ مین آثار حمل ظاہر ہوا اور روز چہارشنبہ کی صبح کو شہر ربیع الاول کی سترھوین تاریخ ۹۷۷ھ ہجری مین کوکب ولادت شاہزادہ سلیم نے بطالع چوبیس درجہ میزان بمقام سیکری شیخ سلیم چشتی قدس سرہ کے مکان مین افق جاہ و جلال سے طلوع کیا اور خاقان اکبر نے اس موہبت عظمی کے شکرانہ مین تمام قیدیون کو رہا کیا اور خواجہ حسین ثنائی نے ایک قصیدہ اس صنعت سے کہا کہ مصرع اول تاریخ جلوس جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اور مصرع ثانی مین تاریخ ولادت شاہزادہ و جہاہ کی ہو اور یہ مطلع ہمکا ہی مطلع شد الحمد از رخ جاہ و جلال شہریار ۔ گوہر محمد از محیط عدل آمد در کنار ۔ عرش آشیانی ایفائے نذر کے واسطے جو فرزندے بارہ مین کی تھی پیادہ پا اجمیر کی طرف روانہ ہوے اور خواجہ معین الدین چشتی کی زیارت بجا لا کر دست زرفشان انعام و احسان مین کھولا اور دہلی کے راستہ سے شکارکنان مسافرت کی اور اس عرصہ مین راجہ رامچند والی قلعہ کالنجر کہ شیر شاہ اس کی فتح کی خواہش مین چلا تھا اور سلیم شاہ کے بعد پھر کفار کے تصرف مین آیا تھا قصبہ جیتپور سے ہراسان ہو کر وہ قلعہ بے جنگ بادشاہ کی نذر کیا اور محرم کی تیسری تاریخ ۹۷۸ھ نو سو اٹھتر ہجری مین پھر شیخ سلیم کے گھر مین بادشاہ کا فرزند تولد ہوا اور

موسوم بمحمد مراد اور ملقب بہ بہاری ہوا اور اس سال بادشاہ دوبارہ اجمیر کی زیارت کے واسطے تشریف لے گئے اور شہر کے گرد ایک حصار گچی اور سنگ سے بنا کر ناگور کی طرف گرم عنان ہوے اور چند رسین ولد مالدیو اور راے کلیان مل راجہ بیکانیر ملاقات کے واسطے آئے اور پیشکش وافر پیش کیے بادشاہ راجہ کلیان مل سے بیٹی لیکر دہان سے شکارکنان قصبہ اجودھن مین گئے اور شیخ فرید شکر گنج قدس سرہ کی زیارت سے مشرف ہو کر دیپالپور آئے اور میرزا عزیز کوکہ وہانکے جاگیردار نے علاوی دیگر پیشکش لائق گذرانی اور جب لاہور مین رونق افزا ہوے حسین قلیخان ترکمان حاکم اس بلدہ کا بھی بدستور میرزا عزیز کوکہ کے پیشکش لائق نظر اقدس مین لایا اور بادشاہ غرہ صفر سنہ ۹۸۹ نوسو اسی ہجری مین حصار فیروزہ کی سیر کے واسطے تشریف لے گئے پھر اجمیر مین آئے اور شرائط زیارت بجا لاکر دولت پیش پہونچا کر آگرہ کی طرف متوجہ ہوے اور موضع مین سکندر خان اوزبک کو بنگالہ کے جنگلون مین سرگردان پھرتا تھا منعم خان المخاطب بخانخانان انکو بادشاہ کی بابوسی کو لایا اور اسکے گناہون کا شفیع ہوا اس سال جو مقام سیکری آنحضرت بہ مبارک ہوا تھا اس جگہ ایک شہر وسیع بنا فرمایا اور اسی عرصہ مین جب گجرات فتح ہوا تو اسکا نام فتحپور رکھا اسکا قصہ یہ ہوا کہ شہر صفر سنہ ۹۸۰ نوسو اسی ہجری مین جب ملک گجرات مین خلل اور فساد نہایت بہم پہونچا بادشاہ انکی تسخیر کا عازم ہوا اور جب اجمیر مین گذر ہوا زیارت کر کے روح پر فتوح خواجہ حسین خنگ سوار سے کہ امام ہمام حضرت زین العابدین علیہ وعلی آبائہ الکرام واولادہ العظام آلاف التحیۃ والسلام کی اولاد سے ہستداد کر کے خاص کلان کو بہت اعزاز سے برسم ہراول اس طرف روانہ کیا اور راے سنگھ کو جو دھولپور کی حکومت پر کہ وطن مالدیو کا تھا مقرر کر کے خود بھی گجرات کی طرف سوار ہوے اور ناگور کی دو منزل پر خبر پہونچی کہ چہارشنبہ کی شب کو ماہ جمادی اول سنہ مذکور مین شیخ سلیم قدس سرہ کے مکان مین شاہزادہ نیک خصلت دانیال پیدا ہوا آنحضرت نے موزم خوشحالی پیش پہونچا کر اس مولود مسعود کا نام دانیال رکھا اور جب پٹن گجرات بادشاہ کا محل نزول ہوا شیر خان فولادی جو گجرات کے امرے کبار سے تھا بشکل بھاگ کر محل گیا ایک مدت کے بعد سید احمد خان بارہہ پٹن کی حکومت پر مقرر ہوا اور روایات عالیات احمد آباد کی طرف متوجہ ہوے اور ابھی دو منزل طے نہ فرمایا تھا کہ سلطان مظفر گجراتی نے باتفاق میرزا ابو تراب جو شیرازی الاصل تھا اور اس کے باپ دادا نے گجرات مین اعتبار تمام پیدا کیا تھا ملازمت کے واسطے پہونچکر شرف لبساط بوسی حاصل کی اور دوسرے دن اعتماد خان اور سید جانہ خان بخاری اور اختیار الملک اور ملک اشرف اور وجیہ الملک اور الف خان حبشی اور محمد زخان حبشی اور بھی دیگر سرداران باتجمل وسامان تمام آستان بوسی سے سرفراز ہوے چونکہ حبشیون کے چہرۂ حال سے نفاق محسوس ہوتا تھا سب محبوس ہوے اور شہر احمد آباد کو آیۂ کریمہ الذی لم یخلق مثلہا فی البلاد اسکی شان مین ہے بے جنگ فتح ہوا جیسا کہ شاہان گجرات کے وقائع مین مرقوم ہوا ہے اور چون ابراہیم حسین میرزا بہروچ کی نواحی مین اور محمد حسین میرزا حوالی سورت مین تھا عرش آشیانی انکی دفع کے واسطے عازم ہوے اسوقت اختیار الملک کہ عمدہ امرائے گجرات سے تھا جون کی طرف بھاگا تب تمام امرائے گجراتی بطریق جشیان قید ہوے اور اسکے بعد جب سایۂ چتر افلاک سایہ بنایت پر پڑا خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کو احمد آباد گجرات کی حکومت عنایت فرمائی اور جب ابراہیم حسین بھوڑ نے بادشاہ کے قریب پہونچنے سے خبر پائی تو رستم خان رومی کو اس خوف سے کہ مبادا بادشاہ کی ملازمت کے واسطے جاوے قتل کیا اور چاہا کہ اردوے ظفر قرین کے چالیس کوس کے فاصلہ سے گذر کر پنجاب کی طرف جاوے اور فساد برپا کرے پھر ارادے

یہ خبر عرش آشیانی کے سمع مبارک مین پہونچی خواجہ جہان اور قلیچ خان کو شاہزادہ سلیم کی خدمت مین اردو کے انتظام کے واسطے چھوڑا اور جمعیت تلیل سے ابراہیم حسین میرزا کی تنبیہ اور تادیب کو بطور تاخت روانہ ہوے اور دوسرے دن چالیس سوار ہمراہ رکاب لیکر آب مہندری سے کوہ قصبہ پرتاپ کے قریب واقع ہو پہونچے اور ابراہیم حسین میرزا جو ہزار سوار اپنے ہمراہ رکھتا تھا نہ بھاگا بلکہ مقام مین مقیم رہا اور بادشاہ نے ایک ساعت توقف کیا اس درمیان مین سید محمود خان بارہہ اور راجہ بھگوانداس اور مانسنگھ اور شاہقلیخان محرم اور سورجن متعفور کا راجہ اور بھی دیگر امرا کہ سورت کی طرف تعین ہوے تھے حسب الحکم اثناے راہ سے پلٹ کر مع ستر سوار ملازمت مین حاضر ہوے اگرچہ باوجود اسکے کہ اگر بادشاہ ایک لحظہ صبر کرتا فوج فوج اور جہان جہان لشکر فراہم ہوتا عرش آشیانی تعجیل کرکے ایک جماعت کو کہ ڈیڑھ سو سے زیادہ نتھی ہمراہ رکاب لیکر ابراہیم حسین میرزا کی جنگ کے واسطے متوجہ ہوے اور مانسنگھ کو ہراول کیا اور آب سے عبور کرکے اُس قصبہ کے ظاہر مین قیم سے کہ ہزار سوار ہمراہ رکھتا تھا مقابل ہو کر جنگ مین مشغول ہوے اور ابراہیم حسین میرزا نے حملہ آور ہو کر تیر اندازون کو ہلاک کیا اور بادشاہ راجپوتون کے ہمراہ قلت فوج کے سبب ایسے مقام مین کہ دو طرف اُسکی دیوار زقوم یعنی تھوہڑ کی تھی ایستادہ تھے کہ تین سوار سے زیادہ اُس مقام مین بہ پہلو ایک دوسرے کے قیام نہ کرسکتے تھے اُسوقت تین سو لشکر مخالف سے شوخی کرکے جس مقام مین کہ بادشاہ ایستادہ تھے مارا مارا آتے اور راجہ بھگوانداس کہ آنحضرت کے قریب تھا شمشیر لے کر اُن مین سے ایک کے مقابل ہو کر اُسے منہزم کیا پھر دوسرے کی طرف متوجہ ہوا اور بادشاہ نے کہ زقوم کے پیچھے ایستادہ ہو کر تیر اندازی کرتے تھے راجہ بھگوان داس کی مدد کے واسطے گھوڑا کو جولان کیا دشمن آنحضرت کے صدمہ کی تاب نہ لاکر مع تیسرے رفیق کے مفرور ہوے اور راجہ بھگوان داس کے بھائی نے اعدا پر تاخت کرکے داستان رستم اور اسفندیار کو طاق نسیان پر چھوڑا اور تنہا چند آدمیون کو خاک ذلت پر ڈالا اور زادجانوں اور مردانگی دیکر خود بھی مقتول ہوا اُسوقت بادشاہ مع تیر اندازون اور راجپوتون کے زقوم کے درمیان سے برآمد ہوے اور ابراہیم حسین میرزا پر شیر ژیان کی طرح حملہ آور ہوے اور اقبال شاہی نے مدد کرکے ابراہیم حسین میرزا کو بے اُسکے کہ کام اُسپر تنگ ہووے دشت ادبار کی طرف آوارہ کیا اور ابتداے پیدائش سے اس زمانہ تک معلوم نہین کہ کسی بادشاہ نے ایسا کارنمایان کیا ہو کہ عالم عالم لشکر اور جیل جیل سپاہ کو چھوڑکر خود ساتھ ایک جماعت قلیل کے ایسے دشمن قوی کے مقابلہ کو آوے اور آپ کو مخاطرہ عظیم مین ڈالے اور بعد اس واقعہ کے اردو سے بزرگ مین پیوستہ ہو کر قلعہ سورت کی تسخیر مین متوجہ ہوے اور گلرخ بیگم دختر کامران میرزا کی جو زوجہ ابراہیم حسین میرزا تھی قلعہ کو مردم جنگی کے سپرد کرکے اپنے فرزند مظفر میرزا کے ہمراہ دکن کی طرف راہی ہوئی اور ولایات عالیات قلعہ پر پہونچے اور مورچے تقسیم ہوے اور سب میرزاون نے پٹن کی نواح مین کجا ہو کر آپس مین قرومشورت کا ڈالا اُس وقت سب کی راے نے اس امر پر قرار پکڑا کہ ابراہیم حسین میرزا اپنے چھوٹے بھائی مسعود حسین میرزا کو ہمراہ لیکر پنجاب مین جاکر فساد برپا کرے اور محمد حسین میرزا اور شاہ میرزا شیر خان فولادی سے ملحق ہو کر پٹن جاوین شاید کہ قلعہ سورت دن غلون کے سبب محاصرہ سے خلاص ہووے اُسکے بعد جب ابراہیم حسین میرزا ناگور پہونچا رائے سنگھ حاکم جودھپور نے اُسکا تعاقب کیا اور شام کے وقت اُسکے قریب جا پہونچا اور جو آب لیتہ ایک تالاب جو اُس حدود مین تھا ابراہیم حسین میرزا اُسپر متصرف ہوا تھا رائے سنگھ مضطرب ہو کر تمام شب جنگ مین مشغول ہوا اور خلق کثیر طرفین سے مقتول ہوئی اور جب گھوڑا ابراہیم حسین میرزا کا زخم تیر سے سقط ہوا شکست اُس کے ہمراہیون پر

پڑی اور سب نے راہ فرار تابی اور ابراہیم حسین میرزا نے پیادہ پا قدرے راہ طے کی تھی جب اُس کا ایک نوکر گھوڑے پر سوار ہو کر نکل گیا اور جب دہلی میں پہونچا چند روز قیام کر کے جنبل و حشم فراہم کر کے سنبھل میں آیا اور محمد حسین میرزا اور شاہ میرزا اور شیر خان فولادی آٹھ ہزار سوار لشکر پٹن پہونچے اور احمد خان بارہ کو قلعہ میں محاصرہ کیا خان اعظم میرزا عزیز کوکہ انکی دفع کے واسطے احمد آباد سے پٹن کی طرف متوجہ ہوا تھا جب پٹن کے پانچ کوس پر پہونچا مخالفین پیش قدمی کر کے جنگ میں مصروف ہوئے اور حرب نہایت سخت واقع ہوئی ذوالفقار اور برانفار خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کی متفرق ہوئی لیکن خان اعظم نے قدم ثبات ہاتھ سے نہ دیا اس درمیان میں رستم خان اور مطلب خان آپکو مطمئن کر کے دوبارہ حملہ آور ہوئے اور سلک جمعیت محمد حسین میرزا اور تمام مخالفوں کی شکستہ کر کے دکن کی طرف مفرور کیا اور جب سرکوب یعنی دمدمہ قلعہ سورت کے گرد تیار ہوا اہالی حصار نے امان چاہی اور قلعہ ملازمان درگاہ کے سپرد کیا اور بادشاہ کامیاب ہو کر احمد آباد گجرات کی طرف سوار ہوئے اُن دنوں میں راجہ بہار جیو راجہ بگلانہ کہ سرحد دکن کے راجہاے نامی سے تھا شرف الدین حسین میرزا کو جو اس سے دس برس پہلے ناگور سے بھاگ کر دکن میں گیا تھا بے اعتدالی کے سبب وہاں بھی مجال توقف نہ پائی اور کوہستان بہار جیو سے چاہتا تھا کہ آپ کو محمد حسین میرزا کے پاس پہونچاوے گرفتار کر کے بادشاہ کے روبرو لایا اور وہ بعد دو کوب ذلت و خواری بسیار گوالیار کے قلعہ میں محبوس ہو کر مر گیا اور چنگیز خان کی والدہ خاقان اکبر سے اثنائے طے مسافت میں سر راہ انکر حجاز خان حبشی کی جو اُسکے فرزند کا قاتل تھا شکایت کر کے خون کے دعویدار ہوئی بادشاہ کہ بہانہ طلب تھا حجاز خان حبشی کو ہاتھی کے پاؤں کے نیچے ڈالکر قصاص میں پہونچایا اور ولایت گجرات یکقلم میرزا عزیز کوکہ کے خیل اور قرابتیوں کو تقسیم کر کے اجمیر کے راستہ سے ماہ صفر کی دوسری تاریخ ۹۸۱ نو سو اکاسی ہجری میں مرکز دولت میں داخل ہو کر استقرار پایا اور ابراہیم حسین میرزا جو سنبھل میں پہونچا بغربتی کا امراے پنجاب حسین قلی خان کے ہمراہ کوہستان پنجاب میں جا کر قلعہ نگرکوٹ کو محاصرے میں رکھتے ہیں اس سبب سے پنجاب کی طرف متوجہ ہوا کہ وہ ولایت خالی ہو دست انداز ہو کر سندھ کے راستہ سے پھر آپ کو بھائیوں کے پاس پہونچاوے اور حسین قلیخان قلعہ نگرکوٹ کا محاصرہ ترک کر کے باتفاق سید یوسف خان اور محب علیخان وغیرہ اُس کے تعاقب میں روانہ ہوا اور رھٹھٹ کے اطراف میں اُسکے اردو کے قریب جا کر جب خبر پائی کہ میرزا نشکار کے واسطے گیا ہوا ہے اُسکے اردو پر تاخت لایا اور حسین میرزا اُنکے دفع کے واسطے سوار ہوا اور یہ خبر بھائی کو پہونچائی لیکن بھائی کے پہونچنے سے پیشتر جنگ کر کے دستگیر ہوا اور اُسکے ہمراہی بہت قتل ہوے اور ابراہیم حسین میرزا جب شکار سے پلٹا اور اپنے بھائی کو شباز اجل کے پنجہ میں گرفتار پایا دل و مالت پر سکہ کر جنگ کے واسطے ایستادہ ہوا اور جنگ شدید کے بعد منہزم ہو کر ملتان کی سمت روانہ ہوا اور بلوچوں نے سر راہ ہو کر اُسے زخمی کیا میرزا عاجز ہو کر ایک بلوچ کے پاس پناہ لے گیا اور مخصوص خان حاکم ملتان نے اُسکو اُس بلوچ سے دستیاب کیا اور تیغ سیاست سے قتل کر کے سر اُسکے تن سے جدا کیا اور باتفاق حسین قلیخان آگرہ میں آیا اور دونوں سردار جو کچھ رکھتے تھے بادشاہ کے ملاحظہ میں لائے اور بادشاہ کے ارشاد کے موافق میرزا کامران قلعہ آگرہ کے دروازہ پر آویزان ہوا اور مسعود حسین میرزا کو قلعہ گوالیار میں محبوس کیا چنانچہ وہ بھی قید خانہ میں جان بر نہوا مرغ روح اُسکا زندان قالب سے پرواز کر گیا اور ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں عرضداشت خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کی اس عبارت سے پہونچی کہ اختیار الملک گجراتی اور محمد حسین میرزا باہم متفق ہو کر اکثر ممالک گجرات پر متصرف ہوے ہیں اور جمعیت کثیر اور جم غفیر سے آنکر بلدۂ

احمد آباد کو محاصرہ رکھتے ہین بیت سر فتنہ دارد دگر روز گار ۔ ہمین ست اور اشب و روز کار ۔ اگر بادشاہ خود بنفس نفیس توجہ فرماوے معقون بصواب ہوگا بیت بگیر صر صر باد پایان شاہ ۔ کہ این گرد را بر ندارد زراہ اور جو کہ موسم برسات تھا اور زیادہ لشکر بسرعت تمام نجا سکتا تھا عرش آشیانی نے دو ہزار سوار انتخاب کرکے جریدہ اور سبکبار برسم منقلائی پیشتر روانہ کیے اور خود تین سو مرد کہ اکثین الکز امرا اور منصبدار نامی تھے اشتران تیز رفتار اور سریع السیر پر سوار ہوے اور اسپان بادپا کو تل کرکے راہی ہوے اور چار منزل کو ایک منزل کرکے پٹن گجرات اور لشکر منقلائی مین جا پہونچے اور اُسکے بعد تین ہزار سوار ظل رایت فتح آیت مین محتمع ہوے بادشاہ نے ترتیب فوج کرکے قول یعنی قلب میرزا عبد الرحیم و امیر خان خ کمان المخاطب بخانخانان کے سپرد کی اور جرانغار اور برانغار اور ہراول مقرر کیے دجرانغار فوج جانب چپ بادشاہ اور برانغار فوج جانب دست راست بادشاہ سے عبارت ہے کہ دو رزجنگ محافظت کے واسطے رہتی ہراول یعنی وہ فوج کہ سب سے آگے رہتی ہے اور یہ تینون لغت لغات ترکی سے ہین اور خود بدولت و اقبال سوار سے طرح ہوکر احمد آباد کی طرف روانہ ہوے اور ایک قراول یعنی گول چلی کو مژدہ قرب وصول سلطانی پہونچانے اور طلب لشکر کے واسطے گجرات بھیجا جب احمد آباد کے دو کوس ادھر پہونچے نقارچیون نے نقارے اور ڈھول بجانا شروع کیے محمد حسین میرزا اور اختیار الملک بادشاہی ایلچیار سے خبر رکھتے تھے صدائے نقارہ ہاے بادشاہی سے سراسیمہ و پریشان ہوکر اسباب جنگ کی ترتیب مین مشغول ہوے پھر محمد حسین میرزا دو تین ہزار سوار سے حالہ کی تحقیق کے واسطے دریاے احمد آباد کے ساحل پر آیا اور سبحان خان نامے سے کہ بادشاہ کی طرف سے وہ بھی دریا کے کنارے پہونچا تھا پوچھا کہ یہ کون لشکر ہے اور اس جماعت کا کون سردار ہے سبحان خان نے جواب دیا کہ افواج بادشاہی اور کوکبہ شاہنشاہی ہے محمد حسین میرزا نے کہا کہ آج دن چڑھا ہے اور خبر میرے آنحضرت کو آگرہ مین دیکھ آئے ہین اگر احیاناً افواج خاصہ بادشاہی ہو تو جو فیل کہ رکاب سے کبھی جدا نہین ہوتے تھے وہ فیل کیا ہوے سبحان خان نے کہا کہ آج نو ان دن ہے بادشاہ نے بانون رکاب مین رکھا اس صورت مین نہین ہے کہ اس سرعت کے ساتھ فیل ہمراہی نہین کرسکتے محمد حسین میرزا منحوت ہوکر صفوف حرب کی آراستگی مین مشغول ہوا اور اختیار الملک کو پانچہزار سوار سے دروازہ ہاے احمد آباد کی محافظت کے واسطے مقرر کیا اور خود باتفاق شیر خان فولادی معہ سات ہزار سوار مغل اور راجپوت اور گجراتی اور حبشی بادشاہ کے مقابل آیا اور بادشاہ دریا کے کنارہ ایستادہ ہوکر بترک وصول لشکر گجرات کے انتظار مین رہے ہوکہ دروازے دشمنون کے اختیار مین تھے انھین باہر نکلنے کی رخصت نہ ملی بادشاہ دریا سے عبور کرکے میدان مین رونق افزا ہوے اور محمد حسین میرزا ڈیڑھ ہزار مغل فدائی لیکر کہ اکثر معرکون مین اُنسے لائق تر شجاعت اور دلاوری کے ظہور مین آئے تھے فوج ہراول بادشاہی پر حملہ آور ہوا اور شاہ میرزا جرانغار پر اور حبشیون اور گجراتیون نے برانغار پر تاخت لاکر باتمام جنگ کو گرم کیا بیت دو لشکر بیکبار بر خاستند ۔ برابر صف کین بیارستند ۔ اس درمیان مین کہ فریقین ایک دوسرے سے اُلجھکر گیرودار مین مشغول تھے بادشاہ شیر خشمناک کے مانند سو سوار جرار لیکر ایک طرف سے نمودار ہوے اور محمد حسین میرزا پر حملہ کیا اور محمد حسین میرزا نام بادشاہ کا سنتے ہی بدحواس ہوکر بھاگا اور امرا ۔ جرانغار اور برانغار نے محمد حسین میرزا کو منہزم دیکھکر اُنھون نے بھی سلامتی فرار مین دیکھی اور محمد حسین میرزا کہ زخم کارہ پر رکھتا تھا در اُسکا گھوڑا بھی زخمی تھا بھاگتے وقت بلندی پر پہونچکر گرجاہا کہ اُس پر کودے گھوڑے کی بیطاقتی اور اضطراب نے اپنا کام کیا یعنی محمد حسین میرزا خانۂ زین سے جدا ہوا اور مردان شاہی نے پہونچکر اُسے گرفتار کیا اور بادشاہ کے پیش لائے

اور شخص دعوی اسکی گرفتاری کا کرنے لگا بادشاہ نے محمد حسین میرزا سے پوچھا کہ کس نے تجھے گرفتار کیا جواب دیا کہ بادشاہ کے
نمک کے سوا کسی نے مجھے گرفتار نہین کیا اور الحق اُسنے سچ کہا اُسوقت بادشاہ ایک جمعیت قلیل سے کہ حدود لشکر سے بھی
کم تھے ایک پشتہ کے پیچھے کہ جنگ گاہ کی حوالی مین تھا بیٹھکر انتظار خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کا کرتے تھے کہ فوج بزرگ
نمودار ہوئی اور جا نواج ظفر امواج سے بہت دور تھے ایک اضطراب بادشاہی آدمیون کے درمیان مین ظاہر ہوا ایک
شخص اسکی تحقیق کے واسطے گیا اور خبر لایا کہ اختیار الملک گجراتی ہے کہ خبر شکست لشکر جنگ کے ارادہ پر آتا ہے بادشاہ نے اُن
دو سو آدمیون کو حکم دیا کہ تیر باران کرکے انھین پسپا کردو اور بسبب دہشت نقارچیون کے دست و پا پھول گئے تھے بانفس نفیس
باواز بلند انھین فرمایا کہ وہ نقارہ بجانے مین مصروف ہوے اور اختیار الملک نے بھی جسدم یہ سنا کہ بادشاہ بھی ان
لوگون کے درمیان مین ہے ہراسان ہوکر راہ فرار ناپی اور قضیۂ محمد حسین میرزا اور ابراہیم حسین میرزا و علی قلیخان سیستانی
المخاطب بجان زمان اور بہادر خان سیستانی نے شہرت عظیم پائی کہ بادشاہ نے مثل آفتاب کے تسخیر کی ہر دشمن اُسکا
نام سنکر فورًا فرار کو قرار پر اختیار کرتے تھے اس سبب سے کوئی حضرت کے مقابل نہ آیا اور جس وقت بادشاہ
اختیار الملک کے دفع مین متوجہ تھے رائے سنگھ نے محمد حسین میرزا کو بادشاہ کے بحکم قتل کیا اور اختیار الملک بھی
بھاگتے وقت زقوم زار مین پہونچا اور گھوڑا کودانے وقت زمین پر گرا اور ایک مردم بادشاہی کے ہاتھ سے مقتول
ہوا اُسوقت خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے راہ پاکر ملازمت مین حاضر ہوا اور آنحضرت اُسی دن احمد آباد مین داخل ہوے اور مہمات
گجرات کو پھر خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے جانب رجوع کرکے اجمیر کے راستہ سے باستعجال تمام دار الخلافت کی طرف متوجہ
ہوے اور جب قریب پہونچے مع جمیع مردم کہ ہمراہ تھے برہمی باتھ مین لیکر بلدۂ آگرہ مین داخل ہوے اور سنہ مذکور مین
داؤد بن سلیمان افغان کرانی کہ بنگالہ کو تصرف مین رکھتا تھا اطاعت سے منحرف ہوا اور منعم خان المخاطب بخانخانان زمان کے
موافق اُسکے مقابل گیا اور چند معرکون کے بعد اُنکے درمیان مین صلح واقع ہوئی بادشاہ نے صلح قبول نہ فرمائی راجہ ٹوڈرمل کو
صاحب اہتمام بنگالہ کرکے منعم خان کے پاس بھیجا کہ داؤد بن سلیمان افغان کرانی کو مستاصل یا خراج گذار کرین داؤد بن سلیمان
جو لودی نام افغان کو منعم خانی ہم پہونچا یا تھا ناچار گردن حلقہ باج و خراج مین درلایا اور لودی نام افغان کو حسن سلوک
اور تدبیر سے دستیاب کرکے قتل کیا اور قوت پکڑکے حملہ توڑا اور آب سون کے کنارے آن کر اُس مقام مین کہ آب
سون اور گنگ آپس مین ملحق ہوے روے آب پر منعم خان خانخانان سے جنگ کی اور چند کشتی تاخت کرکے منہزم ہوا
اور جاے وور دست مین گیا اور منعم خان خانخانان نے آب سون سے عبور کرکے پٹنہ کے قلعہ کو محاصرہ کیا اور عرش
آشیانی نے جب دیکھا کہ بیرے توجہ وہ قلعہ فتح نہ ہوگا خود مع جمیع شاہزادگان اور امراے ہزارہ کشتیون پر سوار ہوکر
اور کشتین رنگ برنگ کشتیون پر ڈال کر عین باران مین اُس طرف متوجہ ہوے چنانچہ قلعہ چنار کے مقابل بعض
کشتیان گرداب حائل مین پہونچکر خیر و سلامتی سے پار آئین اور پھر خطہ نباس مین نزول فرمایا اور جو افواج کہ خشکی
کے راستہ سے روانہ ہوئی تھی وہ بھی آن پہونچی اور شاہزادہ علی تبار اور حرم کو جو چونپور بھیجکر خود پٹنہ کی طرف عازم ہوے
اور اُسوقت کہ خان کہ قلعہ بھکر کے تسخیر کو گیا تھا اُسنے فتحنامہ بھکر کا درگاہ میں سال کیا بادشاہ اُسے فال نیک سمجھکر دہ یکی
راہ سے جب جالی پٹنہ مین پہونچے معلوم ہوا کہ عیسی خان نیازی جو افغانون کے سرداران معتبر سے تھا قلعہ سے نکلکر منعم خان
المخاطب بخانخانان کے جنگ مین مارا گیا اور جو لوگ کہ قلعہ مین تھے بھاگنے کی فکر مین تھے بادشاہ نے خان اعظم کو تین ہزار سوار سے

قلعہ حاجی پور کی فتح کے واسطے مقرر کیا اور اُسنے وہان پہونچکر قلعہ کو فتح خان کے قبضہ سے برآورد کیا اور داؤد بن سلیمان افغان اس خبر سے ہراسان اور مخوف ہوا الچیون کو درگاہ مین بھیجکر طلب عفو جرائم کی بادشاہ نے فرمایا کہ بعد حصول تقدملازمت تیری تقصیرین معاف ہوسکتی ہین اور اگر تو حاضر نہو باوجود اسکے ہمارے پاس تجھ ایسے ہزار نوکر ہین تنہا تیرا مقابلہ کرتا ہون جو ظفریاب ہوا اُسکا قلعہ ہووے داؤد سلیمان اس جواب سے زیادہ سراسیمہ ہوا شب کو گڑھی کے دروازہ سے کشتی مین بیٹھکر بنگالہ کی سمت بھاگا عرش آشیانی نے صبح ہاتھی چھین لانے کے واسطے لچھمی کوس راہ طے کی اور چار سو فیل لیکر معاودت کی اور پٹنہ کا ضبط اور مہمات کا اہتمام منعم خان خانخانان کی طرف رجوع کیا پھر مسرور اور محظوظ خاطر دارالسلطنت آگرہ مین مراجعت فرمائی خان اعظم میرزا عزیز کوکہ گجرات سے اور خان جہان لاہور سے مہار کیا دی کے واسطے آئے اور تہنیت کے بعد اپنے محال مین بازگشت کی اُسوقت بادشاہ نے خواجہ مظفر علی ترمذی کو جو لوکران بیرم خان ترکمان سے تھا مظفر خانی خطاب دیکر قلعہ رہتاس اور بنگالہ کے فتح کے واسطے بہار مین نامزد کیا اور خود اجمیر مین تشریف لے گئے اور دو لاکھ کے قریب نقد جنس خاوان خطیر خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ اور سید حسن خنگ سوار اور محققین کو پہونچا کر آگرہ مین آئے اور خواجہ مظفر علی المخاطب بمظفر خان جو عازم بنگالہ ہوا تھا جب قلعہ گڑھی مین کہ بنگالہ کا دروازہ ہی پہونچا داؤد بن سلیمان تاب اُسکے مقاومت کی نلایا اور اوڈیسہ کی طرف بھاگا اور راجہ ٹوڈرمل اور بھی دیگر امرا اوڈیسہ کی طرف روانہ ہوے بعد چند روز داؤد بن سلیمان نے دوبارہ تلکین فکست دی آخر خواجہ مظفر علی المخاطب بمظفر خان اوڈیسہ مین آیا اور داؤد بن سلیمان سے جنگ کی بنیاد ڈالی اور کوجر نام افغان کہ شجاعت مین ضرب المثل تھا اور داؤد بن سلیمان کی ہراول اُسکے متعلق تھی خواجہ مظفر علی کی ہراول پر کہ خانعالم تھا حملہ کیا اور ہراول کی فوج کو درہم برہم کرکے خانعالم کو مقتول کیا اور ایک جماعت کہ قتول اور ہراول کے درمیان قائم تھی وہ بھی اُنکے صدمہ سے متفرق اور پریشان ہوکر قتول مین پناہ لائی اور قتول کی بھی باعث تفرقہ ہوئی اور خواجہ مظفر علی المخاطب بمظفر خان کہ تھوڑے آدمیون سے رہا تھا گوجر کے مقابل ہوا بحسب اتفاق گوجر نے اُسکے مقابل ہوکر اسے بھی مجروح کیا خواجہ مظفر علی جنگ کرتا ہوا موکے سے باہر ایستادہ ہوا اور جب مردمان متفرق پھر اُس کے پاس فراہم ہوے پھر وہ گوجر کی طرف متوجہ ہوا اور عین حرب مین ایک تیر گوجر کے ایسا کاری لگا کہ جانبر نہوا اور داؤد بن سلیمان ہیدل ہوکر بھاگا اور غنیم کے ہاتھی سب گرفتار ہوے پھر راجہ ٹوڈرمل اور امراے بادشاہی نے تعاقب کیا داؤد بن سلیمان جب دریاے چین کے اطراف مین پہونچا اور راہ گریز مسدود ہوئی ناچار اپنے اہل وعیال کو قلعہ مین چھوڑکر اور کفن گردن مین ڈالکر بقصد جنگ پلٹ آیا راجہ ٹوڈرمل نے حقیقت احوال خواجہ مظفر علی المخاطب بمظفر خان سے ظاہر کی اور وہ باوجود جراحت اور زخمون کے خود وہان گیا جب داؤد بن سلیمان ملاقات کے واسطے آیا بیٹکا اور خنجر اور شمشیر مرصع اور جواہر قیمتی اُسکو دیا اور اوڈیسہ اور گنگ اور بناس اُسکے سپرد کرکے پلٹ گیا اور سنوات سابق یعنی عہد محمد مختیار صلجی سے شیر شاہ کے زمانہ تک بلدہ کورشاہان بنگالہ کا پایہ تخت تھا لیکن پرلیسی دمیون کو وہان کی ناسازی آب وہوا کے سبب اختلون نے خواص پوٹانڈہ کو احداث کرکے تشیین گاہ حکام کیا تھا خواجہ مظفر علی المخاطب بمظفر خان کو رکی تعمیر کی فکر مین پڑا اور وہان جاکر اُس شہر کو از سر نو تعمیر کرکے اپنا تشیین کیا چنانچہ اسی عرصہ مین آب وہوا کے اختلاف سے بیمار ہوا اور جب کی انیسوین تاریخ شہر ۹۸۳ نوسو تراسی ہجری مین نقد حیات مستعار تالبض ارواح کے سپرد کی اور بادشاہ نے حسین خلیجان ترکمان کو خطاب خانجہانی دیکر

سرہند

بنگالہ کی حکومت پر معین کیا اور اُس عرصہ مین سلیمان میرزا و الی بدخشان اپنے پوتے شاہرخ میرزا کی مخالفت سے جلاوطن ہوکر درگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور بلدۂ فتحپور سیکری مین بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا اور چند روز کے بعد حج کی رخصت لیکر مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوا اور خانۂ خدا کی زیارت سے مشرف ہوکر مدینہ منورہ کی زیارت سے بدخشان گیا اور دوبارہ اُسکی حکومت اور امارت پر فائز ہوکر اپنے منزل مقصود کو پہونچا اور انھین دنون مین ارباب غرض نے عرض قدس مین پہونچایا کہ خان اعظم میرزا عزیز کوکہ مخالفت کا ارادہ رکھتا ہے فرمان طلب اُسکے نام صادر ہوا اور نہ کہ اس تہمت سے بری تھا بے توقف درگاہ مین آیا اور چند روز قید خانہ کی محنت اور صعوبت کھینچی اور شہاب الدین احمد خان نیشاپوری گجرات کی حکومت پر فائز ہوا اور اُس سال بادشاہ نے اجمیر کی طرف جاکر زیارت کی اور حافظ حقیقی کی ضمانت سے بخیر و سعادت معاودت کی اور ابھی حسین قلیچان ترکمان المخاطب بخانجہان مطلب کو نہ پہونچا تھا کہ داؤد بن سلیمان افغان باتفاق افغانان بہار و بنگالہ خواص پور ٹانڈہ کا عازم ہوا اور امرا طاقت توقف کی نہ لائے سب کے سب خواص پور ٹانڈہ سے باہر آگئے اور داؤد بن سلیمان افغان خواص پور ٹانڈہ اور اُس حدود پر متصرف ہوا اور قریب پچاس ہزار افغان کے اُسکے پاس فراہم ہوے حسین قلیچان ترکمان المخاطب بخانجہان جمیع امرائے بادشاہی کو اکٹھا کرکے گوشمالی کا عازم ہوا اور حلال مین اُس قلعہ کو مفتوح کیا اور قریب ڈیڑھ ہزار افغان کے اُس معرکہ مین قتل کرکے اُس موضع کی طرف کہ مسکن داؤد بن سلیمان افغان کا تھا متوجہ ہوا اور خواجہ مظفر علی المخاطب بمظفر خان مع لشکر بہار و تنوہت و حاجی پور وغیرہ ساتھ اُسکے ملحق ہوے اور پنجشنبہ کے دن پندرھوین ربیع الثانی سنہ مذکورہ مین بآراستگی سپاہ قیام کیا اور داؤد بن سلیمان نے بھی پچاس ہزار افغانون کے ساتھ اطراف و جوانب سے اُنکی کمک کو آئے تھے صفوف حرب آراستہ کرکے مقابلہ کیا اول کالا پہاڑ کہ امرائے داؤد بن سلیمان سے تھا جرانغار حسین قلیچان تکملان المخاطب بخانجہان پر تاخت لایا اور اُسکے لشکر کو متفرق اور پریشان کیا اور خواجہ مظفر علی المخاطب بمظفر خان داؤد بن سلیمان کے برانغار یعنی صف میمنہ پر حملہ آور ہوا اور اُنکی جمعیت کو پسپا کیا اس درمیان مین خانجہان نے داؤد بن سلیمان کے قلب پر حملہ کیا اور طرفین سے جنگ صعب وقوع مین آئی اور خلق بیشمار فریقین سے مقتول ہوئی میدان مین کشتون کے پشتے ظاہر آئے پھر نسیم فتح لشکر بادشاہی کے پرچم پر چلی داؤد بن سلیمان کا پاے قرار جگہ سے ہلگیا راہ فرار نابی بہادرون نے ہمکا بھیجا کرکے دستگیر کیا اور خانجہان کے پاس زندہ حاضر لائے اور اُسکے فرمانے سے ہمکو قتل کیا اور جنید بن داؤد بن سلیمان مجروح ہوکر معرکہ سے نکلگیا تھا تین دن کے بعد مرگیا اور خانجہان وہ سب ممالک بنگالہ کہ افغانون کے تصرف مین تھے اپنے قبضہ مین لائے اور تمام ہاتھی افغانون کے جو دستیاب ہوے تھے مع دیگر غنائم بادشاہ کی خدمت مین بھیجے اور مظفر خان پٹنہ مین جاکر سنہ ۹۸۰ نو سو چوراسی ہجری مین قلعہ ہاجپور کی تسخیر مین متوجہ ہوا اور محمد معصوم خان کو اشارے راہ سے حسین خان افغان کے تدارک کو کہ اُس نواح مین تھا بھیجا محمد معصوم خان حسین خان افغان کو منہزم اور پریشان کرکے پرگنہ بین گجہ جاگیر اُسکی تھی فروکش ہوا اور کالا پہاڑ نے مع سات سو یا آٹھ سو سوار کے جو فراہمی دنیا مین تھے معصوم خان کے سر پر آکر محاصرہ کیا اور محمد معصوم خان موقع پاکر عقب دیوار قلعہ کو شگاف کرکے باہر آیا اور کالا پہاڑ کا سامنا کرکے جنگ مین مشغول ہوا اور فیل ایا زنام جو کالا پہاڑ کا فیل جنگی تھا تیر طوم سے معصوم خان کے گھوڑے کو زیر کرکے پیادہ کیا اس درمیان مین جانان تیر انداز نے تیر کی ضرب سے قیلبان کو ہلاک کیا اور اُس فیل کے قیلبان اور بدست نے مجبور اتفاق

اپنی ہی فوج پر حملہ کر کے بہت سے افغان سوار اور پیادہ کو پامال کیا اس سبب سے شکست پٹھانوں پر پڑی اور کام نہ پا سکا
گیا اور فیل لیا بھی گرفتار ہوا مظفر خان قلعہ رہتاس میں گیا اور اس سال شہباز خان کمبو نے قلعہ سواد کو کہ اجمیر سے
مالیہ سے تعلق رکھتا تھا چھین لیا پھر وہ راجہ گنجوتی کو دینے کے واسطے کہ جو بنگلہ اور بہار کے سرداروں پر فائق ہو مامور ہوا اور راجہ
کو ایک جنگل صعب میں شکست کر کے قلعہ شیر گڑھ کو جو راجہ گنجوتی کے بیٹے کے قبضہ میں تھا مفتوح کیا اور جب فتح قلعہ رہتاس
کا کام اسکے سپرد ہوا وہاں جا کر محاصرہ کیا اور مظفر خان نے اس نواح کے پٹھانوں کے دفع کے واسطے توجہ کی اس صورت میں
جو پٹھان قلعہ میں متحصن تھے طول مدت محاصرہ سے عاجز آئے اور امان طلب کر کے قلعہ کو سپرد کیا اور شہباز خان کمبو اس
قلعہ کو اپنے بھائیوں کے سپرد کر کے درگاہ میں گیا اور اس بادشاہ نے اجمیر کی طرف جا کر شہباز خان کمبو کو قلعہ کیل میر کے تسخیر
کے واسطے کہ تصرف میں رانا کے مخالفین کیا اور اسنے جا کر قلعہ مذکور کو بسہل ترین وجہ سے فتح کر لیا اور بادشاہ اجمیر
سے کوہستان بانسواڑہ اور مندو میں داخل ہوئے اور شکار کرتے ہوئے دکن کی سرحد تک گئے چونکہ مرتضی نظام شاہ
بحری والی احمد نگر دیوانہ ہو کر پردہ نشین ہوا تھا اس کی ولایت کی تسخیر کا داعیہ کیا لیکن بعضے امور کے مانع ہونے
سے فتح پور سیکری کی طرف متوجہ ہوئے اور سنہ ۹۸۵ نو سو پچاسی ہجری میں پھر عرش آشیانی نے اجمیر کی طرف توجہ
فرمائی اور عادت کے موافق ایک کوس کی مسافت سے پیادہ ہو کر خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ منورہ میں داخل ہوئے
اور زیارت کی اور اس مقام میں مظفر خان ملازمت کے واسطے حاضر ہوا اور منصب وزارت پا کر استقلال تمام پہنچا پایا
اور بادشاہ نے وہاں سے دہلی کی طرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور کابل کی طرف متوجہ ہوئے اور ان دنوں میں
ستارہ دمدار مغرب کی طرف ظاہر ہوا اور بادشاہ جب لاہور میں پہونچے زیارت شیخ فرید شکر گنج قدس سرہ کی کرکے کابل کی مہم
کی عزیمت رکھتے تھے لیکن جو وقت مقتضی نہ تھا منع عزیمت کر کے سایۂ وصول فتحپور سیکری پر ڈالا اور اس سال مسجد جامع
فتحپور سیکری کہ سنہ ۹۸۱ نو سو اکاسی ہجری میں شروع کی تھی تیار ہوئی اور سنہ ۹۸۳ ہجری میں والی خاندیس نے مظفر حسین میرزا
ولد ابراہیم حسین میرزا کو کہ اسکے پاس آیا تھا فرمان والا شان کے ارسال مقید کر کے مع اسکی والدہ کے درگاہ میں بھیجا اور
بادشاہ نے مقام عنایت میں ہو کر اپنی بیٹی شاہزادہ خانم کو اسکے عقد میں دیا اور اس سال حسین قلیخان ترکمان الملقب
بہ جہانخان کہ امرائے پنجہزاری سے تھا بنگالہ میں بقضائے الٰہی سے فوت ہوا اور سنہ ۹۸۴ نو سو ستاسی ہجری میں فتحپور
سیکری کے فراش خانہ خاص میں آگ لگی خیمہ اور سراپردہ مخمل اور مذہلت وغیرہ اور قالینہائے زرلفت اور بھی نقائس
اس قدر کہ حساب میں نہ سماوے جلا اور سنہ مذکورہ میں عرش آشیانی اجمیر کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں سے فتحپور
سیکری کی طرف معاودت کی اور بعد فوت حسین قلیخان ترکمان جب افغانوں نے بنگالہ اور بہار میں قوت پکڑی در پے
فتنہ اور فساد ہوئے عرش آشیانی نے خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کوکہ امرائے حضور اسطرف روانہ فرمایا اور محمد حکیم میرزا
فرصت پا کر لشکر خان مقدم پنجاب کے بھگانے سے لاہور کی تسخیر کا عازم ہوا پہلے شادمان کو کہ اپنے مع ہزار سوار
لاہور ہراول پیشتر بھیجا اور کنور مانسنگھ راجپوت نے جو امرائے پنجاب سے تھا جس دم کہ شادمان کو کہ نیلاب سے
عبور کیا اسکے مقابلہ کے واسطے پیش قدمی کی اور وقوع حرب کے بعد اس کو منہزم کیا اور اکثر لوگ اسکے مقتول ہوئے
اور کچھ پانی میں ڈوب گئے اور جسوقت کہ محمد حکیم میرزا نواحی رہتاس واقع پنجاب میں پہونچا کنور مانسنگھ نے آ کر
سید یوسف خان مشہدی کے پاس جو اس قلعہ کا والی تھا پہونچایا اور چند روز کے بعد لاہور میں آیا اور جب یوسف خان

مشہدی نے اعلام دافضہ برپا کیے اور ساتھ حکیم محمد میرزا کے متفق نہ ہوا اسواسطے میرزا نے خان کیران عزیمت لاہور کی طرف معطوف رکھی اور محرم کی گیارھویں تاریخ سنہ ۹۸۹ نو سو نواسی ہجری میں لاہور کو محاصرہ کیا اور سعید خان اور راجہ بھگوان داس اور کنور مانسنگھ قلعہ میں متحصن ہوے عرش آشیانی باوجود خلل بنگالہ اور بہار کے کابل کی طرف متوجہ ہوے اور محمد حکیم میرزا افغانوں کے عصیان کے سبب سے آنحضرت کی پنجاب کی تشریف آوری کا گمان نہ رکھتا تھا بجرد سننے اس خبر کے برق وباد سے بھی پیشدستی کر کے کابل میں گیا اور بادشاہ جبوقت سرہند کے حوالی میں پہونچے اور یہ معلوم ہوا کہ شاہ منصور شیرازی سلطے حکیم محمد میرزا کے ابواب مراسلات مفتوح رکھتا تھا اسواسطے اسکو دار پر کھینچا اور جب لوائے زرنگار کابل کی طرف متوجہ ہو کر لواح رہتاس میں پہونچے یوسف خان مشہدی نے شرف بساط بوس سے سرفرازی پائی اور پانی کی طغیان کے سبب سے جو پل کا باندھنا دشوار تھا بادشاہ نے مع شاہزادہاے والا تبار نیلاب سے عبور کیا اس سبب سے محمد حکیم میرزا کے گماشتے کہ پشاور اور اس حدود میں تھے بھاگ گئے اور جب موکب منصور جلال آباد میں پہونچا شاہزادۂ عالمیان نے سلطان سلیم کو وہاں چھوڑا اور شاہزادہ مراد کو مقدمہ کر کے باآہستگی کابل روانہ ہوا جس دم شاہزادہ شترگردان میں جو کابل سے پندرہ کوس ادھر ہے پہونچا فرید خان مع سات سو جوان بہادر مقرری محمد حکیم میرزا کے شاہزادہ کی اردو پر تاخت لایا اور غنیمت بیشمار لے گیا اور محمد حکیم میرزا ماہ صفر کی دوسری تاریخ سنہ مذکور میں افواج آراستہ کر کے شہزادہ کے مقابل صف آرا ہوا اور کنور مانسنگھ اور توزک خان آتکہ فیلوں کو پیش کر کے میرزا کی فوج پر حملہ آور ہوے اور زنبورکین کہ فیلوں پر تھیں آگیبار کی سرکین القصہ زنبورک کا گولا ایک آدمی کے جو میرزا کے قریب ایستادہ تھا اسکے سینہ میں لگ کر پشت سے برآمد ہوا اور تین آدمیوں کا کام تمام کیا اور میرزا یہ حال معائنہ کر کے معرکہ سے روگردان ہوا اور تعاقب کے وقت اسکے بہت مردم نامی مقتول ہوے اور بادشاہ نے منزل سرخاب میں فتح کی خبر سماعت فرمائی اور ساتویں ماہ مذکور کو کابل میں تشریف لائے اور جو محمد حکیم میرزا غوربند کی طرف مفرور ہوا تھا بادشاہ نے کسی کو نہ ستایا اور اس سبب سے کہ محمد حکیم میرزا ایلچی بھیجکر جذر خواہ ہوا بادشاہ نے گناہ اسکے معاف فرمائے اور اہل کابل کو مورد انعام اور مصدر احسان کیا اور اس کھینچنے کی چودھویں تاریخ کو مراجعت کی اور جب نیلاب سے بخیر وسعادت عبور کیا اس حدود کے انتظام کے واسطے ایک قلعہ رہتاس اور سنگ سے بنانے کا حکم دیا اور اسکا نام اٹک خاکسار سے مذہب کفار میں اٹک سے عبور منع ہوا اور اٹک بھی لغت ہندی میں بمعنی منع ہوا اور عرش آشیانی ماہ رمضان المبارک کی انیسویں تاریخ کو لاہور میں رونق افزا ہوے اور وہاں کی حکومت راجہ بھگوان داس کو عنایت فرمائی اور چند روز کے بعد فتحپور سیکری کی طرف سوار ہوے کیونکہ فتحپور سیکری ان دنوں میں مستقر سریر بادشاہی ہوا تھا وہاں نزول اجلال مورد اقبال فرمایا اور شہباز خان کنبو کو کسی امر کے واسطے مقید کیا تھا ماہ رمضان المبارک سنہ ۹۹۰ نو سو نوے ہجری میں قید سے رہا کر کے لشکر بنگالہ کی کمک کے واسطے بھیجا اور اس عہد میں عرش آشیانی کو بیماری تپ دہبال کی لاحق ہوئی چونکہ آنحضرت بھی بطریق ہمایون بادشاہ اخلاص کے استعمال کی عادت رکھتے تھے ہمیان حضرت مضطرب اور متفکر ہوے لیکن شافی مطلق کے فضل سے شفاے عاجل حاصل ہوئی اور خطیر تصدق فرمایا اور ماہ محرم سنہ ۹۹۱ نو سو اکانوے ہجری میں خاطر عاطر عزیز میرزا کہ کجو بنگالہ میں تھا زمرہ بندگان درگاہ میں آیا اور بعضے مطالب ضروریہ عرض کر کے پھر وہاں گیا اور شہر شوال سنہ مذکور میں عرش آشیانی جوے پراگ یعنی الہ آباد میں تشریف لاے اور جنابے کو تشریف لائے اور بنائے قلعہ اور احداث شہر الہ آباد کا کہ ساتھ الہ آباد کے مشہور ہے حکم فرمایا اور جیسا کہ مذکور ہوا سلطان

گجراتی جب اظہار اخلاص کر کے سب گجراتیون سے پیشتر ملازمت کے واسطے حاضر ہوا جاگیر خوب عنوایت پائی اور مدت مدید حضرت مین موجود رہا اور آخر کو گجرات کی طرف بھاگا اور اُسوقت کہ بادشاہ الہ آباس مین تشریف رکھتے تھے باتفاق شیر خان گجراتی خروج کر کے معسکر آشوب ہوا اور بادشاہ نے اعتماد خان گجراتی کو کہ محل اعتماد ہوا تھا حکومت گجرات کے واسطے بھیجا شہاب الدین احمد خان منیشا پوری کو کہ حاکم احمد آباد تھا حضور مین طلب کیا اور بعد پہونچنے اعتماد خان کے شہاب الدین احمد خان احمد آباد سے برآمد ہوا چند روز سامان کے واسطے پٹن مین توقف کیا اور سپاہی سکے کہ اکثر عیال و اطفال ہمراہ رکھتے تھے صعوبت سفر کی تاب نہ لاکر مظفر شاہ گجراتی کے پاس گئے مظفر شاہ گجراتی جمعیت عظیم بہم پہونچا کر احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اعتماد خان شہر کو اپنے آدمیون کے سپرد کر پٹن مین شہاب الدین احمد خان کے پاس آیا مظفر خان گجراتی زور لاکر احمد آباد پر متصرف ہوا اور اعتماد خان بمبالغہ تمام شہاب الدین احمد خان کو ہمراہ لیکر احمد آباد کی سمت متوجہ ہوا مظفر خان گجراتی شہر سے برآمد ہو کر جنگ مین مصروف ہوا اعتماد خان اور شہاب الدین احمد خان کو شکست دے کر مفرور کیا اور اعتماد خان اور شہاب الدین احمد خان منہزم ہو کر پٹن کی طرف راہی ہوے اور عریضہ مشتمل بر کیفیت احوال مرسول درگاہ کیا عرش آشیانی نے میرزا عبدالرحیم ولد بیرم خان ترکمان کو کہ میرزا خان مشہور تھا مع امراے جاگیردار اجمیر کے اُس فساد کے دفع کے واسطے تعین کیا لیکن ابھی میرزا عبدالرحیم وہان نہ پہونچے تھے کہ مظفر شاہ گجراتی قطب الدین خان کہ جاگیردار برہ برج کو قلعہ برودہ مین محاصرہ کر کے غالب آیا اور قطب الدین خان کو قتل کر کے چودہ لاکھ روپیہ بادشاہی کہ قلعہ برودہ مین جمع تھا مع اموال قطب الدین خان کہ دس کرور سے متجاوز تھا متصرف ہوا اور احمد آباد مین آکر جمع لاکھ خیل و حشم مین کوشش کی میرزا عبدالرحیم المشہور بمیرزا خان جب پٹن گجرات مین پہونچا شہاب الدین احمد خان اور بھی دیگر امراے متفرق کو جمع کر کے مع آٹھ ہزار سوار بیت رمع ہر یک شہاب جبہ گسل پتیغ ہر یک در فش خارہ گذار ۔ لیکر احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا جب موضع سرکھیج مین کہ تین کوس شہر سے ہے پہونچا مظفر شاہ گجراتی نے محرم کی پندرھوین تاریخ سنہ ۹۹۲ نو سو بانوے ہجری مین باتفاق زمینداران و گجراتیان مع تیس ہزار سوار مغل اور راجپوت کے مقابل آکر صفوف جنگ آراستہ کین اور مبارزان طرفین اور بہادران جانبین صرصر تند کی طرح ایک دوسرے پر حملہ آور ہوے اوھنان سبک اور رکاب گران کر کے تیر و نیزہ و تبر اور تیغ و شمشیر و خنجر سے داد مردی و مردانگی دی نظم دو لشکر تیغ و پیکان تیز کردند ۔ ہلاک یکدگر انگیز کردند ۔ دردہ داس تیغ از سر فشانی ۔ زہر سو گشت زار زندگانی ۔ اجل تا بر سر شخصے رسیدہ ۔ ز شخص اوستانی ہم ندیدہ ۔ بہ گیرودار مین کہ طرفین سے ایک جماعت کثیر مقتول ہوئی تھی ہمارے فتح نے سایہ میرزا عبدالرحیم عرف میرزا خان کے سر پر ڈالا اور مظفر شاہ گجراتی مقہور ہوا اور بھاگ کر احمد آباد مین دم لیا اور جو کہ میرزا عبدالرحیم اُسکے تعاقب مین شہر مین داخل ہوا مظفر شاہ گجراتی دوسری طرف سے بھاگ گیا اور جب قلیچ خان ہمراہ امراے مالوہ پیچھے سے پہونچا میرزا عبدالرحیم باتفاق اُنکے مظفر شاہ گجراتی کے تعاقب مین کھنبایت کی طرف روانہ ہوا اور اُسنے بھاگ کر کہستان ناودت مین پناہ لی اور جنگ پر مستعد ہوا اور جب گولہ عبدالرحیم کی توپ کا مظفر شاہ گجراتی کے قول پر پہونچا اور چند شخص صانع ہوے پاے ثبات متزلزل کر کے جونا گڑھ مین جام کے پاس پناہ لے گیا اور میرزا عبدالرحیم نے قلیچ خان کو قلعہ برج کے محاصرہ کو بھیجا اور خود احمد آباد مین آیا اور قلیچ خان مظفر شاہ کا سالا کہ قلعہ بہرج کا حاکم تھا مقاسات نہ پہنچے قلعہ مین قلعہ بند ہو کر آخر کو دکن کی طرف بھاگا اور قلعہ قلیچ خان کے تصرف مین آیا اور مظفر شاہ دوبارہ جام اور امین خان غازی گڑھ کی

اقامت سے رجعت کرکے اُس مقام مین کہ احمد آباد سے ساٹھ کوس پر ہے آیا اور جب میرزا عبدالرحیم شہر سے برآمد ہوکر اُس طرف متوجہ ہوا مظفر شاہ سراسیمہ ہوکر جنگل کی سمت بھاگا اور چند روز کے بعد باتفاق سہیل اور کولی اور کراس جنگل سے برآمد ہوا اور مقام سراے مین لشکر بادشاہی کے مقابل آنکر مقاتلہ مین مشغول ہوا اور شکست پاکر اے سنگھ راجہ جلاوہ کے پاس پناہ لیگیا اور میرزا عبدالرحیم پانچ مہینے کے بعد فرمان قضا جریان کے بموجب درگاہ کی طرف روانہ ہوا اور جو مظفر شاہ کو شکست دیکر نام پیدا کیا تھا خطاب خانخانان سے مخاطب ہوا اور پھر حکم کے موافق گجرات مین آیا اور اُس سال برہان نظام شاہ بحری ولد حسین شاہ بحری اپنے بھائی مرتضی نظام شاہ بحری سے بھاگ کر درگاہ مین آیا اور سلک ملازمون مین منتظم ہوا اور شاہ فتح اللہ شیرازی کہ علامۂ عصر تھا وہ بھی دکن سے آیا اور بادشاہ کے تقرب مین اختصاص پایا اور سنہ ۹۹۲ نو سو ترانوے ہجری مین سید مرتضی سبزواری اور خداوند خان حبشی نے صلابت خان ترک سے شکست پاکر درگاہ مجا مین آکر پناہ لی اور بادشاہ کو ہمیشہ تسخیر دکن کی فکر مین تھا اُس جماعت کو خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے پاس کہ مالوہ کا حاکم تھا بھیجکر حکم تسخیر دکن کا نافذ فرمایا اور شاہ فتح اللہ شیرازی کو عضد الدولہ خطاب فرماکر مہام دکن کے سرانجام کے واسطے خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے پاس مالوہ مین روانہ کیا خان اعظم میرزا عزیز کوکہ مالوہ کی سرحد مین آیا اور جب راجہ علیخان فاروقی حاکم خاندیس کو دکھینون کی طرف مائل دیکھا شاہ فتح اللہ شیرازی کو اُس کی نصیحت کے واسطے بھیجا لیکن اُس کا ارشاد اُس کے دل مین اثر پذیر نہ ہوا پلٹ آیا اور امراے مرتضی نظام شاہ بحری کے میرزا محمد تقی نظیری اور بہزاد الملک باتفاق راجہ علیخان خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے مقابلہ کو جو ولایت بندیلہ مین مقیم تھا آئے خان اعظم نے جنگ مناسب نہ دیکھی دوسرے راستہ سے ولایت دکن مین گیا اور ایلچپور مین جاکر تین دن اُس شہر کو غارت کیا جب میرزا محمد تقی نظیری اور بہزاد الملک اور راجہ علیخان فاروقی پلٹ کر ایلچپور کے اطراف مین آئے خان اعظم میرزا عزیز کوکہ تاب مقاومت اُنکی نہ لاکر ندربار کے راستہ سے دکن سے برآمد ہوا اُسوقت جب فرمان والا میرزا عبدالرحیم المشہور بمیرزا خان الملقب بخانخانان کے طلب مین پہونچا وہ گجرات سے عازم درگاہ ہوا اور مظفر شاہ گجراتی فرصت پاکر بہزاد الملک کے پاس کہ داول الملک مشہور ہوا تھا آیا اور جمعیت کرنے لگا چنانچہ سات ہزار سوار اور دو ہزار پیادہ بہم پہونچاکر بقدر قوت دست و بازو لے لیکن کام درست نہ آیا جا بجا بھاگتا پھرا اور اُس سال شاہرخ میرزا حاکم بدخشان عبداللہ خان ازبک کے غلبہ سے پریشان ہوکر درگاہ مین آیا اور امراے شاہی کے سلک مین منسلک ہوا اور اُسی سال صبیہ راجہ بھگوان داس کو بعطوی و جشن عظیم شاہزادہ محمد سلیم کے عقد مین در لائے اور سنہ ۹۹۴ نو سو چورانوے ہجری مین ایام تحویل حمل مین بطریق سنوات سابقہ مجلس نوروزی کمال تجمل اور آراستگی سے منعقد ہوئی اور سنہ مذکور مین بھائی بادشاہ کا محمد حکیم میرزا کابل مین فوت ہوا عرش آشیانی نے میرزا عبدالرحیم خانخانان کو گجرات کا حاکم اور شاہ فتح اللہ کو صدر اس ولایت کا کرکے اُس طرف روانہ کیا اور خود بارادہ دولت رکاب سعادت مین لاکر پنجاب کی طرف روانہ ہوے اثناے راہ مین صادق محمد خان کو بھکر کی حکومت پر روانہ فرمایا اور کنور مانسنگھ ولد راجہ بھگوان داس کو کابل مین بھیجا وہ فرزندان محمد حکیم میرزا کو کہ خرد سال تھے مع فریدون خان امیر امراے محمد حکیم میرزا کے لاہور مین لایا اور اپنے فرزند کو ہمراہ خواجہ شمس الدین محمد خانی کے کابل مین چھوڑا اور جب عرش آشیانی اٹک رہتاس مین بعضرورات سے ٹھہرے روان ہوے شاہرخ میرزا اور راجہ بھگوان داس اور شاہ قلیخان محرم اور بھی امراے نامدار دیگر کو مع قریب پانچہزار سوار کے ولایت کشمیر کی تسخیر کیواسطے مقرر فرمایا اور زین خان کوکہ کو مع افواج آراستہ سرپر افغانان سعادت روانہ کیا اور کنور مانسنگھ ولد

راجہ بھگوان داس کو بقصد اخراج افغانان روشنائی کہ ظلمت کفر و ضلالت میں شہرت رکھتے تھے بھیجا اور کمتر ین ایک شخص ہندوستانی نے کہ اپنا نام پیر روشنائی مشہور کیا تھا افغانوں کے درمیان جا کر انھیں مرید کیا اور جب وہ فوت ہوا اُس کا بیٹا جلالہ کہ چودہ برس کا تھا بادشاہ کی ملازمت میں آیا اور چند عرصہ میں بھاگ کر افغانوں کے درمیان میں گیا اور ایک خلق کثیر کو ساتھ اپنے متفق کر کے ہندوستان اور کابل کے راستہ کو مسدود کیا اور جب بادشاہ پر افغانان سوات بجور کی جمعیت کی حقیقت منکشف ہوئی سعید خان کہکر اور شیخ فیضی شاعر اور ملا شیری شاعر اور صالح عاقل کو زین خان کوکہ کی مدد کے واسطے روانہ کیا اور اُنکے پیچھے حکیم ابو الفتح گیلانی کو مع امرائے شہور زین خان کی کمک کے لیے مقرر فرمایا اُن لوگوں نے باوجود ایسے لشکر کے افغانوں سے شکست فاحش کھائی خواجہ عزت بخشی اور راجہ بیربل اور ملا شیری اور ایک جماعت اور مردم معتبر اور معتمد نے مع آٹھ نہر اسوار کے شربت فنا چکھا اور زین خان کوکہ اور حکیم ابو الفتح گیلانی نے بہزار محنت و مشقت کابل کو قلعہ اٹک بنہاس میں ۹۹۳ نو سو چھانوے ہجری میں بملازمت فائز کیا اور کنور مانسنگھ ولد راجہ بھگوان داس کہ افغانان روشنائی کے تدارک کو گیا تھا کتل خیبر میں اُسنے ہم مصاف ہوا اور ایک جماعت کثیر کے خون سے زمین کو رنگین کیا اور بادشاہ اٹک بنہاس سے لاہور میں تشریف لائے کنور مانسنگھ ولد راجہ بھگوان داس کو کابل کی حکومت اور افغانان خیبر کی تادیب کو تعین فرمایا اور اُس سال دختر ارے سنگھ کو کہ امرائے معتبر سے تھا شاہزادہ محمد سلیم کے عقد میں لایا اور شاہرخ میرزا اور راجہ بھگوان داس کو کشمیر کی طرف گئے تھے برف و باران اور قحط غلہ سے عاجز آنکر کشمیریوں سے صلح کی اور زعفران زار اور دار الغرب کشمیر کو خالصہ شاہی کر کے باز گشت کی بادشاہ نے وہ صلح قبول نفرمائی اور محمد قاسم خان میر بحر کالی کو مع جماعت امراء دوبارہ کشمیر کی تسخیر کے واسطے روانہ کیا اور اس بیچ سے جو داستان سلاطین کشمیر میں مرقوم ہوئی ہے جب اہل کشمیر سے لڑنے لگے لشکر بادشاہی بفراغ خاطر کشمیر میں داخل ہو کر متصرف ہوا اور اس سال میرزا محمد سلیمان میرزا شاہرخ میرزا بھی کابل سے لاہور میں آنکر بادشاہ کی ملازمت میں مشرف ہوئے اور عرش آشیانی نے عبد اللہ خان ازبک بادشاہ توران کے ایلچی کو کہ قبل اسکے اٹک بنہاس میں ملازمت میں آیا تھا جزاہ حکیم ہمام و علامہ زمان عضد الدولہ حکیم ابو الفتح گیلانی اور میر صدر جہان کے کہ سید و سادات حسینی قنوج سے تھا مع تحف و ہدایا کہ قریب ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ کے ہوتا تھا رخصت انصراف فرمائی اور سنہ ۹۹۶ نو سو چھیانوے ہجری میں جب جلالہ نے غلبہ پایا اور سید جاند بخاری کو قتل کیا اور کنور مانسنگھ کو بنگش کی طرف مفرور کیا بادشاہ نے عبد المطلب خان اور محمد قلی بیگ اور حمزہ بیگ ترکمان کو اُسکے تدارک کے واسطے تعین کیا اُنھوں نے جلالہ کو زیر کیا اور بہت لوگ اُس گروہ میں سے قتل کیے اور اُس سال ولادت سلطان خسرو ولد شاہزادہ عالمیان محمد سلیم کی و دختر راجہ بھگوان داس سے وقوع میں آئی عرش آشیانی طلوع اولین کواکب سپہر سے نہایت خوشحال اور محظوظ ہوئے اور جشن کی آرائش میں نہایت درجہ کوشش فرمائی اور محمد صادق خان نے اُن دنوں میں حسب فرمان قضا جریان سموان سندھ کو محاصرہ کیا اور جانی بیگ حاکم ٹھٹہ نے عاجز ہو کر ایلچی با تحف و ہدایا درگاہ میں بھیجکر اظہار اطاعت اور انقیاد کیا اور محمد صادق خان حسب الحکم ترک محاصرہ کر کے بھکر کی سمت روانہ ہوا اور اوائل شہر ربیع الثانی سنہ مذکور میں زین خان کو کہ حکومت کابل پر مامور ہوا اور کنور مانسنگھ ولد راجہ بھگوان داس لاہور میں آیا اور آخر ماہ ربیع الثانی میں میرزا عبد الرحیم المخاطب بخانخانان ولد بیرم خان ترکمان اور علامۃ الزمان عضد الدولہ شاہ فتح اللہ شیرازی حکم والا کے بموجب لاہور میں آنکر سعادت بساط بوس سے مشرف ہوئے اور اسی طرح محمد صادق خان نے

بھکر سے آکر سعادت خدمت بابرکت حاصل کی عرش آشیانی نے کنور مانسنگھ ولد راجہ بھگوان داس کو امارت اور ریاست بہار و حاجی پور اور پٹنہ عنایت فرما کر اُس طرف روانہ کیا اور کشمیر کی حکومت سید یوسف خان مشہدی کو مرحمت فرمائی اور محمد قاسم خان امیر بحر کابلی کو کہ کشمیر کے زمینداروں سے عاجز ہو اتھا حضور میں طلب کیا اور محمد صادق خان کو افغانان یوسف زئی کے دفع کے واسطے سوات و بجور میں بھیجا اور اسمٰعیل قلیخان کو کہ اُس طرف تھا طلب کر کے گجرات میں روانہ کیا اور قلیچ خان کہ بعد میرزا عبدالرحیم المخاطب بخانخانان کی حکومت گجرات پائی تھی درگاہ میں حاضر ہوا اور ۹۹۵ھ نو سو ستانوے ہجری ماہ جمادی الثانی میں عرش آشیانی نے سیر کشمیر کی عزیمت فرمائی جب پیر پنجال کو دامنے کوہستان کشمیر فروکش ہوئے پنجہ اہل حرم کو مع شاہزادۂ مراد اور اُردو وہاں چھوڑ کر سری نگر میں کہ پایۂ تخت کشمیر ہے تشریف لیگئے اور وہاں علامۂ زمان عضد الدولہ والشاہ فتح اللہ شیرازی جو گجرات سے پلٹ کر خدمت فیض موہبت میں حاضر ہوا تھا عالم بقا کی طرف راہی ہوا بادشاہ نہایت محزون اور متاثر ہوئے اور شیخ فیضی شاعر نے مرثیہ اُسکا ترکیب بند موزون کیا کہ اول بیت اسکی یہ ہے بیت

عرش آشیانی بعد تفرج نزہت گاہ کشمیر سیر کابل کے عازم اور طے مسافت میں مشغول ہوئے اور حکیم ابوالفتح گیلانی جو ہمزبان اور مصاحب بادشاہ کا تھا اور بخت و دولت کی طرح ہمیشہ ملازمت میں حاضر ہو کر رقم اخلاص کے صفحۂ ضمیر پر لکھتا تھا منزل دھن پور میں سفر آخرت اختیار کیا اور بابا حسن ابدال میں مدفون ہوا اور جب بادشاہ اٹک بنارس میں پہونچے شہباز خان کنبو کو افغانان یوسف زئی کے دفع کے واسطے تعین فرمایا اور کوچ بر کوچ کابل کی طرف روانہ ہوئے اور اس مقام میں حکیم ہمام اور میر صدر جہان برادر علامۂ زمان حکیم ابوالفتح گیلانی کہ ایلچی گری عبداللہ خان اوزبک ماوراء النہر میں گئے تھے مع ایلچی عبداللہ خان اوزبک کے حضوری پائی اور بادشاہ نے مدت دو مہینے اوقات صرف سیر باغات اور گلگشت گلزار فرمائی اور ساکنان کابل کو ممنون انعام اور مرہون احسان کیا اور جب خبر پہونچی کہ راجہ ٹوڈرمل اور راجہ بھگوان داس نے لاہور میں حیات مستعار سپرد قابض ارواح کی کابل کی حکومت محمد قاسم خان امیر بحر کابلی کہ اطراے سہ نہاری سے تھا اُس کو دیکر توختہ بیگ کو اُس کی مدد کے واسطے چھوڑا اور محرم کی بیسویں تاریخ ۹۹۸ھ نو سو اٹھانوے ہجری میں مراجعت بہ لاہور فرمائی اور گجرات کی حکومت خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کوکہ کرالوہ سے اُس طرف بھیجا اور شہاب الدین احمد مالوہ کی حکومت پر مامور ہوا اور خان اعظم میرزا عزیز کوکہ جب گجرات میں پہونچا مسلمی جام کے سر پر کہ زمینداروں اُس حدود سے تھا لشکر کھینچا اور جام راجہ بھی دولت خان ولد امین خان کے اتفاق سے کہ بعد فوت پدر جونا گڑھ کا والی ہوا تھا بیس ہزار سوار کے ہمراہ مقابل آیا جنگ شدید اور معرکہ عظیم واقع ہوا چنانچہ محمد رفیع خان بخشی اور محمد حسین اور میر شرف الدین میر الوتراب کے بھانجے کہ امراے نامدار بادشاہی تھے بدرجۂ شہادت فائز ہوئے اور بالآخر جام کا اور وزیر اُسکا مع چار ہزار سوار جیوٹ مقتول ہوئے اور فتح و نصرت خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے قرین حال ہوئی اور جو کہ عبداللہ خان اوزبک بدخشان لشکر کابل کی تسخیر میں تھا بادشاہ نے چند سال کابل سے اور اُس حدود سے حرکت نہ کی اور جو اُس عرصہ میں میرزا جانی والی سندھ باوجود قرب جوار اور فرمان طلب کے ملازمت کے واسطے نہ آیا بادشاہ نے میرزا عبدالرحیم خانخانان کو مع ایک جماعت امراے نامدار مثل شاہ بیگ خان کابلی اور فرہاد بیگ ہرداس اور محمد خان نیازی اور سید بہاء الدین بخاری وغیرہ اور

سوز بخیر فیل اور توپخانہ بسیار سندھ کی تسخیر اور بلوچان کے دفع کے واسطے نامزد فرمایا اور سنہ ۹۹۹ نو سو ننانوے ہجری مین شہاب الدین احمد خان نے مالوہ مین اس دار فنا پائدار سے انتقال کیا اور عرش آشیانی نے جاگیر شمس کو جاگیر کرکے دکن کی طرف برسم ایلچی گری بھیجا شیخ فیضی شاعر کو آسیر اور برہان پور مین اور خواجہ امین الدین کو احمد نگر کی سمت اور میر محمد امین مشہدی کو بیجاپور مین اور میرزا مسعود کو بھاگ نگر کی طرف روانہ کیا اور ان کے پیچھے شہزادہ مراد المشہور بہ بہادری کو حکومت مالوہ و بکر اور اسمعیل قلیخان کو اتالیق کرکے روانہ کیا اور شہزادہ جب گوالیار کے اطراف مین پہونچا یہ خبر سنی کہ مدھکران زمیندار عمدہ اس نوح کا پرگنات بادشاہی مین مزاحمت پہونچاتا ہے یہ سنتے ہی اس طرف متوجہ ہوا اور مدھکران مقابلہ مین آیا اور شکست کھاکر جنگل مین بھاگا اور انھین دنون مرگیا اور اس کا بیٹا رام چند قائم مقام ہوکر مطیع ہوا اور شاہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوکر قدمبوس ہوا بعد شاہزادہ نے وہان سے کوچ کیا خان اعظم میرزا عزیز کوکہ نے جب سنا کہ دولت خان ولد امین خان حاکم جوناگڑھ جو جنگ مین زخمی ہوکر جوناگڑھ کی طرف بھاگا تھا وہان مرگیا ہو تو خان اعظم نے جوناگڑھ فتح کرنے کا قصد کیا اور وہان جاکر سات مہینے اس قلعہ کو محاصرہ کرکے مفتوح کیا اور اسی سال میرزا عبدالرحیم خانخانان نے قلعہ سہوان کو جو آب سندھ کے کنارہ واقع ہے محاصرہ کیا اور میرزا جانی والی سندھ نے باتفاق وہان کے زمینداروں کے مع غراب اور کشتی اور توپخانہ بسیار اسکی طرف متوجہ ہوا اور سات کوس بہوچ کر سو غراب اور دو سو کشتی بھری ہوئین تیراندار اور توپچی سے آگے بھیجین اور میرزا عبدالرحیم نے باوجود اس کے کہ پاس غراب سے زیادہ اپنے پاس موجود نہ رکھتا تھا مقابلہ کیا اور ایک شبانہ روز جنگ کرکے غنیم سے سات غراب چھین لین اور دو سو آدمی کے قریب قتل کیے اور باقی بھاگ کر میرزا جانی والی سندھ کے پاس گئے اور میرزا جانی ماہ محرم سنہ ایکہزار ہجری مین آب سندھ کے کنارے آیا اور لیسی زمین مین کہ اطراف اسکے پانی دلدل تھا فروکش ہوا اور میرزا عبدالرحیم نے مقابل آکر اسکو محاصرہ کیا دو مہینے کامل ہر روز دو تو ہر گرم رہا اور سپاہی طرفین کام آئے اور ان دنون مردم سندھ نے ماہ آمدو شد غلہ کی خانخانان کے لشکر پر بندگی کہ ایک روٹی جان کے برابر گران ہوئی نظم گشت زان تنگی جانی خلق را ۔ گرسنہ نالان و سیران سنگدل ۔ ہر کرا دیدند بودی ہوس ۔ قرص خورد و آسان دید کے وبس ۔ خانخانان نے ہر سبب سے ایک جماعت کو قلعہ کے محاصرہ کے واسطے چھوڑ کر وہانسے کوچ کیا اور بھٹہ کی طرف روانہ ہوا میرزا جانی والی سندھ مردم سہوان کو کم جمعیت خیال کرکے انکے سر پر گیا اور میرزا عبدالرحیم خانخانان نے اس حال سے آگاہی پاکر دولتخان لودھی کو کہ سپہ سالار اسکا تھا مع امرائے نزدگ اس جماعت کی کمک کو بھیجا اور وہ دو دن مین ہفتی کوس کی مسافت طے کرکے سہوان مین آیا اور میرزا جانی نے اس فوج کو ماندہ اور خستہ پاکر دوسرے دن پانچہزار سوار سے میدان جنگ مین آکر یکبارگی حرب افروختہ کی اور دولتخان لودھی باوجود اسکے کہ دو ہزار سوار سے زیادہ اپنے ہمراہ نرکھتا تھا حرب مین مصروف ہوا اور میرزا جانی کو اسنے شکست کہا اور میرزا جانی موضع الور مین دریا کے کنارے فروکش ہوا اور میرزا عبدالرحیم خانخانان نے اس طرف سے اور اس لشکر نے اس طرف سے جاکر اسکو درمیان مین لیا اور غلہ اور آذوقہ کی رسد اسپر ایسی مسدود کی کہ میرزا جانی کی فوج اونٹ اور گھوڑا ذبح کرکے کھاتی تھی اور میرزا جانی عاجز ہوکر صلح کا طلبگار ہوا اور اپنی بیٹی میرزا یرج بڑے بیٹے میرزا عبدالرحیم خانخانان کو دیکر قرار کیا کہ بعد یا یم بریست کے بلا توقف درگاہ مین حاضر ہونگا اور ان دنون مین سید یوسف خان مشہدی فرمان شرف کے بموجب اپنے چھوٹے بھائی میرزا یادگار کو کشمیر مین

چھوڑ کر درگاہ مین آیا اور میرزا یادگار کشمیر کے ایک بڑے زمیندار کی بیٹی اپنے عقد نکاح مین لایا اور اہل کشمیر کی کمک سے قوی پشت ہو کر نشان مخالفت کا بلند کیا اور وہان کا خطبہ اپنے نام پڑھا کر فوج وحشم کی فراہمی مین مصروف ہوا اور قاضی علی میر دیوان کشمیر اور حسن بیگ بخشی جو کشمیر کا تحصیلدار اور خراج گذار تھا میرزا یادگار سے جنگ کر کے قاضی علی مقتول ہوا اور حسن بیگ کشمیر سے نکل گیا عرش آشیانی نے یہ خبر سنکر چونکہ میرزا یادگار کل یعنی گنجا تھا یہ بیت کہی بیت

کلاہ خسروی و تاج شاہی ۔ بہر کل کے رسد حاشا کلا ۔ پھر شیخ فرید بخشی کو کہ شیخ زادہ ہاے دہلی سے تھا مع ایک جماعت امرا اس طرف نامزد کیا اور میرزا یادگار مع جمعیت عظیم مقابل آنکر فروکش ہوا ناگاہ کچھ شب گذرنے کے بعد اقبال اکبری نے اپنا کام کیا یعنی صادق بیگ اور ابراہیم خان کہ سید یوسف خان مشہدی کے ملازمان قدیم سے تھے منصب اور تقسیم تنخواہ کے بارہ مین میرزا یادگار سے رنجیدہ ہو کر اس کے سر پر تاخت لائے اور وہ بیشور و غوغا سنکر خیمہ سے نکل گیا اور صحرا مین جا کر ایک سنگ کی پناہ مین چھپ رہا صبح صادق کے طلوع کے وقت صادق بیگ اور ابراہیم خان نے اسے دستیاب کر کے اس کا سر تن سے جدا کیا اور شیخ فرید دہلوی کے پاس بھیجا تائید ایزدی سے کشمیر دوبارہ اولیاے دولت قاہرہ کے تصرف مین آیا اور اسکے بعد عرش آشیانی دوبارہ کشمیر کی سیر کے واسطے سوار ہوے اور چالیس روز وہان کی سیر کر کے حوض زین لنکا اور عمارت سلطان زین العابدین اور برف برسنے کا تماشا دیکھا پھر اس ملک کی حکومت سید یوسف خان مشہدی کو عنایت فرمائی پھر رہتاس اور پنجاب کی طرف روانہ ہوے اور اسوقت میرزا عبدالرحیم خانخانان اور میرزا جانی والی سندھ نے تقریباً ایکہزار ایک ہجری مین ٹھٹھہ سے آنکر ملازمت کی اور میرزا جانی والی سندھ مسلک اطاعت سے سرمو نہ ہٹا ہی مین منسلک و منتظم ہوا اور ولایت سندھ بندگان بادشاہی کے قبضہ مین آئی اور اس سال خان اعظم میرزا عزیز کوکہ نے گجرات کے بڑے زمیندار و کمنکار کے تدارک کو لشکر کشی کی جس نے مظفر شاہ گجراتی کو پناہ دیکر غرور و سرکشی اختیار کی تھی اور حسن تدبیر سے مظفر شاہ گجراتی کو دستیاب کر کے احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور مظفر شاہ نے اثناے راہ مین تجدید وضو کے بہانہ ایک گوشہ مین جا کر استرے سے کہ ہی دن کے واسطے اپنے پاس رکھتا تھا اپنے تئین ہلاک کیا اور خان اعظم میرزا عزیز کوکہ نے اسکا سر درگاہ مین بھیجا اور خود احمد آباد گیا اور اس سال راجہ مانسنگھ ابن راجہ بھگوان داس پسران اور برادران قتلو خان سے جنگ کر کے غالب آیا اور ولایت اوڈیسہ کو کہ اموال بنگالہ سے ہی انکے تصرف سے برآمدہ کر کے ایک بیس ہاتھی کہ افغانون کی جنگ مین ہاتھ آئے تھے بادشاہ کی درگاہ مین ارسال کیے اور عرش آشیانی نے جو دس برس سے خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کو نزدیک بلایا تھا حضور مین طلب کیا اور خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کہ ہر وقت حرمین شریفین کی زیارت کا شوق دل مین رکھتا تھا مع چہار دہ اطفال اور خزانہ کشتی مین سوار ہو کر حجاز کی طرف روانہ ہوا عرش آشیانی نے یہ خبر سنکر شاہزادہ مراد المشہور بہادری کو مالوہ سے گجرات کی حکومت پر مقرر کیا اور صادق محمد خان کو اسکی وکالت پر معین فرمایا شاہزادہ میرزا کو مالوہ کی حکومت دی اور شہباز خان کنبو کو کہ تین برس سے قید تھا رہا کر کے اسکی وکالت پر تعین کیا اور جلال اس کے جلالہ یعنی پیر دستگیر کا بیٹا کہ بہستان خیبر سے عہد امد اوزبک کے پاس گیا تھا اسوقت پلٹ کر خیبر مین آیا اور ہندوستان اور کابل کے راستہ کو مسدود دیکھا میرزا جعفر قزوینی کہ سال گذشتہ مین بخطاب آصف خان مشتعال ہوا کر جلالہ کے دفع کے واسطے مقرر ہوا تھا اس سے جنگ مین غالب آیا اور جلالہ مذکور کو مع اہل و عیال اور برادر علی بھائی اور دیگر اس کے عزیز و اقارب کہ قریب سو آدمی تھے دستگیر کر کے درگاہ مین لایا اور ان بدبختون نے جو کہ دکن گئے تھے معاودت

کرکے اُس طرف کے بادشاہون کی خبر عدم اطاعت پہونچائی بادشاہ تسخیر دکن کا عازم ہوا اور شاہزادہ دانیال کو ماہ محرم سنہ ۱۰۰۱ ایکہزار اور دو ہجری مین دکن کی تسخیر کے واسطے تعین فرمایا اور جب شاہزادہ لاہور سے برآمد ہوکر سلطان پور پہونچا بادشاہ کی رائے نے تغیر فرمایا شاہزادہ مذکور کو پھروا پس طلب کیا اور میرزا عبدالرحیم خانخانان کو مع اُس لشکر کے جو شاہزادہ کے ہمراہ تعین ہوا تھا تسخیر دکن کو بھیجا اور اُس سال میرزا رستم بن سلطان حسین میرزا بن بہرام میرزا بن شاہ اسمٰعیل صفوی کہ حکومت قندھار کی رکھتا تھا بھائی کی مخالفت اور اوزبک کے غلبہ سے ملازمت کو آیا اور قلعہ قندھار پیشکش کیا اور سلک مین امرائے پنجہزاری کے منتظم ہوکر حاکم ملتان ہوا اور اُس سال میرزا عبدالرحیم خانخانان جو مندو پہونچا نظام شاہ بحری نے کہ ملازمت شاہ سے رخصت کے وقت اقرار کیا تھا کہ مملکت برار بحرش آشیانی کے پیشکش کردن گا ان دنون مین عنایت خان شیرازی کو بجابت خانخانان کے پاس بھیجکر اظہار اطاعت کی لیکن اُنھین دنون مین بمرض الموت مبتلا ہوکر سنہ ۱۰۰۱ ایکہزار ایک ہجری مین مرگیا اور اُس کا بیٹا ابراہیم نظام شاہ بحری قائم مقام ہوا اور ابراہیم عادل شاہ کے جنگ مین مارا گیا اور میان منجھو خان جاگیر نے کہ پیشوا اُسکا تھا ایک لڑکے احمد نام کو خاندان نظام شاہ مین منصب کرکے اپنا حاکم کیا اور امراسر جادۂ اطاعت سے پھیر کر منازعت کے واسطے مستعد ہوے اور میان منجھو خان جو طاقت اُنکے مقابلہ کی نرکھتا تھا قلعۂ احمد نگر مین متحصن ہوا اور ایلچی احمد آباد گجرات مین بھیجکر شاہزادہ کو پیغام دیا کہ اس طرف ہرج و مرج ظاہر ہونے سے کام نظام سے متبر ہوا اگر آپ بسبیل استعجال اس طرف قدم رنجہ فرماوین قلعہ آپ کے سپرد کرونگا اور جو اُس وقت شاہزادہ کو بھی فرمان تسخیر دکن کا پہونچا تھا بسرعت تمام آٹھ ہزار سوار سے احمد نگر کی سمت روانہ ہوا اور میرزا عبدالرحیم خانخانان مندو مین یہ خبر سنکر کمین مین تھا باتفاق لشکر شاہرخ میرزا و شہباز خان کنبو و راجہ جگناتھ حویلی راجہ مانسنگھ اور راجہ دورگا اور راجہ رام چندر اور بھی دیگر امرا کے ہمراہ تعجیل دکن کی جانب متوجہ ہوا اور راجہ علیخان والی خاندیس بحسن تدبیر مع پانچہزار سوار قلعہ گانہ مین جو دکن کی سرحد مین ہے شاہزادہ مراد سے جاملا اور کوچ متواترہ سے احمد نگر کی طرف عازم ہوے اور میان منجھو خان کو امرائے مخالف کو دفع کرکے مستقل ہوا تھا شاہزادہ کے طلب کرنے سے پشیمان ہوا اور قلعہ کو مع ذخیرہ اور آذوقہ چاندبی بی دختر حسین نظام شاہ بحری کے سپرد کیا اور مردم جنگی اور اعتباری اُس کے پاس چھوڑکر خود مع توپخانہ احمد کے ہمراہ سرحد عادل شاہیہ کی طرف گیا شاہزادہ مراد اور میرزا عبدالرحیم ساتھ اس تفصیل کے جو دستانہاے دکن مین مرقوم ہوئی شہر ربیع الثانی سنہ ۱۰۰۱ ایکہزار چار ہجری مین احمد نگر پہونچکر قلعہ کے محاصرہ اور نقب کھودنے اور دمدمہ بنانے مین مشغول ہوے چاندبی بی نے مردانہ وار اُن کے مدافعہ مین قیام کیا اور عادل شاہ و قطب شاہ سے مدد طلب کی اور جب تین مہینے مین پانچ نقب برج کے نیچے پہونچین اہل قلعہ نے واقف ہوکر قلعہ کی طرف سے دو نقب کا تکہ بارود برآوردہ کرکے بیکار کردین اور دیگر نقبون کی تلاش مین ہوے کہ شاہزادہ اور صادق محمد خان میرزا عبدالرحیم خانخانان کے بے اطلاع مسلح اور مکمل ہوکر بعد جمعہ کے نماز غرہ ماہ رجب سنہ مذکور مین قلعہ کے قریب گئے اور بقصد اسکے کہ فتح اپنے نام ہوگی نقبون مین آگ دی پس تین نقب کہ تین بارود تھی موازی پچاس گز دیوار قلعہ اُڑا کر رخنہ عظیم بہم پہونچایا اور اُن دو نقبون بیکار رخنہ کی آتش افروزی کا کہ بارود خالی ہونے سے خبر نرکھتے تھے انتظار کھینچا سپاہ کو قلعہ مین جانے ندیا چاندبی بی فرصت پاکر برتیغ پین کے رخنہ کے قریب آئی اور توپ اور خرنبان اور تیر بہت اُس رخنہ مین نصب فرمائے ہر چند سپاہ نے حملہ آور ہونی فرصت قلعہ مین داخل ہونے کی پائی

شب کو محروم اور ناکام اپنے مقام مین گئی اور چاندبی بی نے تمام شب ایستادہ ہوکر خرد و بزرگ اور مرد و زن قلعہ کو خرمہ کے مسدود کرنے کو امور کیا اور طلوع صبح تک سنگ اور گل اور اجساد مردہ سے تین گز دیوار بلند کر کے مقام مدافعہ مین ہوئی اس درمیان مین مشہور ہوا کہ سہیل خان خواجہ سرا سر لشکر عادل شاہی مردم نظام شاہیہ اور قطب شاہیہ کو ہمراہ لے کر مع ستر ہزار سوار احمدنگر کی طرف متوجہ ہوا ہے اور چونکہ مغل کے لشکر مین غلہ گران ہوا گھوڑے ضعیف و ناتوان ہوے میرزا عبدالرحیم خانخانان نے صلح مین صلاح دیکھی اور چاندبی بی بھی ضیق محاصرہ سے بتنگ آئی تھی صلح قبول کر کے اقرار کیا کہ ولایت برار جیسا کہ برہان نظام شاہ بحری نے بادشاہ کی پیشکش کی تھی شاہزادہ کے متعلق رہے اور احمدنگر مع مضافات بہادر نظام شاہ برہان نظام شاہ بحری کے پوتے کے نام مقرر رہے القصہ اس طریقے سے طرفین سے عہد و پیمان درمیان مین آیا شاہزادہ اور میرزا عبدالرحیم کوچ کر کے برار گئے اور بالاپور کے قریب ایک شہر موسوم شاہ پور احداث کر کے آباد کیا اور ان دنون مین شاہزادہ جشن طوی کر کے بہادر خان فاروقی کی دختر اپنے عقد مین لایا اور برار کے پرگنے امرا پر تقسیم کیے اسوقت شہباز خان کنبو کہ امراے کلان سے تھا شہزادہ سے رنجیدہ ہو کر بے رخصت مالوہ کی طرف گیا اور چاندبی بی نے بہادر نظام شاہ خلف برہان نظام شاہ بحری کو احمدنگر کا حاکم کیا اور ابھنگ خان حبشی نے دوبارہ سرحدون کے زمام اختیار قبضہ مین لانے سے غلبہ تمام بہم پہونچایا اور باوجود اسکے کہ چاندبی بی راضی نہ تھی عادل شاہ اور قطب شاہ سے مدد طلب کر کے مع پچاس ہزار سوار کے امراے مغل سے لڑنے کو برابر کی طرف متوجہ ہوا اور میرزا عبدالرحیم خانخانان اور شاہزادہ نے صادق محمد خان کو شاہپور مین چھوڑ کر اور خود ہمراہ شاہرخ میرزا اور راجہ علیخان فاروقی حاکم برہان پور وغیرہ کے مع موازی بیس ہزار سوار دکنیون کے حرب کے واسطے لب آب گنگ سون پت پر استقبال کیا اور چند روز وہان مقام کر کے مردم دکن کا طریقہ جنگ اور وضع دریافت کر کے اور افواج کو آراستہ کر کے آب گنگ سے گذرا تونگ تھا عبور کیا اور ماہ جمادی الثانی کی ستروین تاریخ سنہ ایکہزار پانچ ہجری مین سہیل خان سپہ سالار عادل شاہیہ مع سپاہ کثیر مقابل آیا امراے نظام شاہیہ کو میمنہ مین اور امراے قطب شاہیہ کو میسرہ مین مقرر کیا اور نہایت غرور اور تمکنت سے میدان کی طرف روانہ ہوا اور آواز ہل من مبارز کی بلند کی اور میرزا عبدالرحیم خانخانان نے پہلے اسکا مقابلہ اختیار کیا اور آخر رائے تبدیل کر کے حین جنگ مین راجہ علیخان فاروقی اور راجہ رامچند اور بھی امراے راجپوت کو اس کے مقابل چھوڑا اور انھون نے سہیل خان کے ہراول کو متفرق کیا اور جب سہیل خان پر حملہ کیا اسنے اول ضرب توپ و تفنگ دہان سے بہت مردم خامدیس اور راجپوت ضائع گیے اور اسوقت بہادران دکن کو لیکر ارابون کے پیچھے سے برآمد ہو کر داد مردی اور مردانگی دی چنانچہ راجہ علی خان اور راجہ رام چند تین ہزار مرد اہل ہنر سے مقتول ہوے اور قریب شام کے کہ زیادہ دو گھڑی دن سے باقی نہ رہا تھا کوئی شخص سہیل خان کے مقابل نہ رہا اور وہ اس گمان سے کہ مین نے میرزا عبدالرحیم خانخانان کو شکست دی ہے آگے بڑھا اور جو میرزا عبدالرحیم راجہ علیخان وغیرہ کے قتل ہونے کی خبر رکھتا تھا وہ بھی غنیم کی طرف بڑھا اور کئی منزل کی مسافت مین کہ مار کر کے ایستادہ تھے پہونچکر تاراج مین مشغول ہوا اور غنیمت لینے کے بعد چونکہ ظفر و فتح کا اپنی نسبت دیتے تھے حفظ خانمانی کے واسطے اس شب کو اپنی سرحد کی طرف روانہ ہوے اور سہیل خان تھوڑے آدمیون سے ایک مقام مین پہونچکر فروکش ہوا اور جو مستعمل نہ تھی اور کوئی شخص خبر ایک دوسرے کی نہ رکھتا تھا تاریکی مین بیٹھا میرزا عبدالرحیم خانخانان نے بھی کہ بچن کو آگے سے بھیجا تھا ایسے مقام مین کہ جہان سہیل خان کے اردلے آتشبازی کے تھے پہونچکر اسنے بھی تاریکی مین توقف کیا اور بہت مخلون سے کہ انھین

شکست متیقن ہوئی تھی مغرور ہو کر ایسے جوان ہوے کہ شاہ پور تک باگ نہ موڑی اس درمیان میں سہیل خان کے روبرو چند چراغ روشن ہونے سے روشنی نمود ہوئی میرزا عبدالرحیم نے آدمی بھیجکر دریافت کیا کہ سہیل خان ہے تب چند توپ اور ضربزن کہ دکنیوں سے پر بارود اور تیار دستیاب ہوئی تھین سرکیں اور گولی اور گلاب انکے درمیان ڈالکر ولولہ برپا کیا سہیل خان نے جب جانا کہ غنیم درمیان میں ہے چراغوں کو بجھا کر نقل مکان کیا اور آدمی اطراف ولواح میں بھیج کر ایک جماعت فوج متفرق کو اپنے پاس فراہم کیا اور میرزا عبدالرحیم خانخانان نے بھی دشمن کی موجودگی پر واقف ہو کر نقارہ خاص بجائے اور کرنا بھوک کر خبردار کیا افواج بادشاہی جو اس صحرا میں موجود تھی صدائے نقارہ سے فوج فوج اور جوق جوق خانخانان کے ملازمت میں آئی اور جسوقت کوئی سردار یا کوئی فوج اسکے پاس آتی تھی نوبت و بم بم کی صدا بلند کر کے کرنا پھوکتے تھے اور اہل اسلام جوش و خروش میں آنکر نعرۂ تکبیر بلند کرتے تھے چنانچہ اس شب کو گیارہ مرتبہ کرنا پھوکے گئے اور سہیل خان نے بھی اس رات کو آدمی اطراف و جوانب میں بھیجکر جسقدر ممکن ہو سکا لشکر دکن کا جمع کیا دوسرے دن جب آفتاب نے علم شجاعت بلند کر کے مع نیزہ و شمشیر تیغ انور چمکایا سہیل خان بس بارہ ہزار سوار لیکر میرزا عبدالرحیم خانخانان کی طرف متوجہ ہوا اور خانخانان باوجود اس کے کہ تین یا چار ہزار سوار سے زیادہ نرکھتا تھا متوکلاً علی اللہ دشمن کے دفع کے واسطے مستعد ہوا اور حرب شدید کے بعد سہیل خان جید زخم کھا کر پشت فرس سے جدا ہوا اور اسکے ملازمان قدیم نے ہجوم کر کے گھوڑے پر سوار کیا اور دونوں طرف سے اسکے بازو پکڑ کے معرکہ سے باہر لے گئے اور میرزا عبدالرحیم خانخانان کو ساتھ فیروزجنگی کے شہرت رکھتا تھا اس فتح غیبی اور نصرت لاریبی سے نہایت شاد ہوا اور چار دن کے بعد شاہپور میں آیا اور عرش آشیانی بھی کہ عبداللہ خان ازبک کی خبر فوت سنکر بکمال اطمینان لاہور سے آگرہ کی طرف تشریف لاتے تھے اس فتح کی بشارت سے نہایت مسرور ہوے اور گھوڑا اور خلعت میرزا عبدالرحیم خانخانان کے واسطے ارسال فرمایا لیکن چند عرصہ کے بعد جب صادق محمد خان کے نفاق سے درمیان شاہزادہ مراد اور میرزا عبدالرحیم خانخانان کے غبار کلفت کا بلند ہوا عرش آشیانی نے سید یوسف خان مشہدی اور شیخ ابوالفضل کو شاہزادہ کے پاس بھیجا اور میرزا عبدالرحیم خانخانان کو سنہ ایکہزار چھ ہجری میں اپنے حضور طلب کیا اور دشمنوں کی شکایت اور بدی سے چند عرصہ تک مخاطب اور معاتب اور معزول رکھا اور خانخانان کے آنے کے بعد سید یوسف خان مشہدی اور شیخ ابوالفضل قلعہ ترنالہ اور کابل اور کل ملک کو جو ممالک برار میں واقع ہیں عرصہ قلیل میں مفتوح کر کے بادشاہ کی خدمت میں اپنی خدمت کا اظہار کیا ناگاہ شاہزادہ انھیں دنوں میں مرض صعب میں گرفتار ہو کر ماہ شوال سنہ ایکہزار سات ہجری میں دوسرے قلیم کی تسخیر کا عازم ہوا یعنی فوت ہوا اور پہلے بلدۂ شاہپور میں مدفون ہوا آخر کو اسے دہلی لیگئے اور اسلیے جد رفیع الدین محمد ہمایون بادشاہ کے پہلو میں لٹایا اور مصرع اسکی تاریخ وفات کا ہے مصرع ارگلشن اقبال خالی شدہ گم عرش آشیانی شاہزادہ کی موت سے نہایت محزون اور مغموم ہوا اور تسخیر دکن میں زیادہ تر ساعی ہوا اور جب ابراے نظام شاہی نے خلعہ کر کے شیر خواجہ جاگیردار برگنہ بیہر کو منہزم کر کے بیہر کو محاصرہ کیا اور سید یوسف خان مشہدی اور شیخ ابوالفضل انکے مقابلہ سے عاجز آکے بادشاہ میرزا عبدالرحیم خانخانان کی نسبت مقام نوازش میں ہو کر مصدر الطاف ہوے اور اسکی دختر جانان بیگم کو شاہزادہ پرویز کے عقد ازدواج میں لائے اور دونوں کو حسن اتفاق سے تتمہ ممالک نظام شاہیہ فتح کرنے کے واسطے روانہ کیا اور خود بدولت و اقبال بھی پیچھے سے سنہ ایکہزار آٹھ ہجری میں دکن کی طرف متوجہ ہوے اور ممالک محروسہ کا انتظام شاہزادہ عالمیان

سلطان محمد سلیم کے تفویض فرمایا اور شاہزادہ دانیال اور خانخانان دکن مین آئے جب بہادر خان بن داؤد علیخان فاروقی کو اُسکے باپ کے طور پر مطیع نہ پایا اور دیکھا کہ وہ قلعہ آسیر مین محبس گیا ہے تو انھون نے تنگ گو داوری کے کنارے مونگی پٹن کے قرب توقف کیا اور اُس کے دلاسا مین مشغول ہوے اس درمیان مین عرش آشیانی نے سندو مین پہونچکر شاہزادہ اور میرزا عبدالرحیم خانخانان کو پیغام بھیجا کہ تم احمد نگر مین جاکر اُس قلعہ کو فتح کرو اور مین بہادر خان فاروقی کو گوشمالی دونگا شاہزادہ اور میرزا عبدالرحیم خانخانان بیس ہزار سوار ہمراہ لیکر احمد نگر کی طرف متوجہ ہوے اور اہنگ خان حبشی اور بھی امرا جو صاحب اختیار ملک تھے بے جنگ بھاگے اور فوج شاہی محاصرہ مین مشغول ہوئی اور عرش آشیانی نے اول بہادر خان فاروقی کو اطاعت اور انقیاد کے واسطے نصیحت فرمائی اور جب دیکھا کہ میرا ارشاد اثر پذیر نہ ہوا سندو سے برہان پور مین تشریف لائے اور امرا سے درگاہ آسیر کی تسخیر مین مشغول ہوے اور جب کہ ایام محاصرہ نے طول کھینچا اور قلعہ کے اندر لوگون کی کثرت سے غفونت بہم پہونچی اور آدمی بیماری کے شروع ہونے سے مرنے لگے بہادر خان فاروقی باوجود افزونی ذخیرہ اور استحکام حصار و کثرت خیل وحشم کے متوہم ہوکر سراسیمہ ہوا اور چونکہ انھین دنون مین خواجہ ابوالحسن ترمذی کے حسن اہتمام سے کہ میر دیوان شاہزادہ دانیال تھا اول سنہ ۱۰۰۰ ایکہزار نو ہجری مین احمد نگر کا قلعہ مفتوح ہوا چنانچہ تفصیل آیندہ آوے گی لہذا بہادر خان زیادہ منتشر ہوا اور امان چاہکر سنہ مذکورہ مین قلعہ آسیر کہ بے نظیر ہو دیوانیان بادشاہی کے سپرد کیا اور خزینہ اور دفینہ اور اسلحہ اور ہمتہ نفیسہ کہ محاسبان سریع الحساب اور خامہ سکستہ زبان کے بیان سے خارج تھا اولیاے دولت قاہرہ بادشاہ جمجاہ کے تصرف مین آیا اور حکم والا کے موافق شاہزادہ اور میرزا عبدالرحیم خانخانان نے برہانپور مین آکر احمد نگر کے غنائم نظر مبارک سے گذرانے اور جب ابراہیم عادل شاہ نے بیشکش سالانہ پیش کرنا قبول کیا اور طالب صلح ہوا عرش آشیانی نے یہ امر پذیرا فرمایا اور ابراہیم عادل شاہ کی بیٹی سماۃ بیگم سلطان کو شاہزادہ دانیال کی بہبتری کے واسطے طلب کیا اور میر جمال الدین انجو کو کہ امراے معتبر سے تھا اُس عروس اور بیشکش لانے کے واسطے بیجاپور بھیجا اور آسیر اور برہان پور اور احمد نگر شاہزادہ کو عنایت فرماکر میرزا عبدالرحیم خانخانان کو اُنکی تالیقی کے واسطے مقرر کیا اور خود مظفر و منصور دارالخلافت آگرہ کی طرف روانہ ہوے اور اوائل سنہ ۱۰۰۱ ایکہزار ایک سن ہجری مین منزل مقصود مین پہونچکر فتحنامے اطراف واکناف مین بھیجے اور سنہ ۱۰۰۲ ایکہزار گیارہ ہجری مین شیخ ابوالفضل فرمان طلب کے موافق درگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور نروز کی اطراف مین ایک جماعت راجپوتان اور چند قطاع الطریق سر راہ آئے اور جنگ کرکے ابوالفضل کو قتل کیا اور مال اُسکا لے گئے اور ماہ صفر سنہ ۱۰۱۴ ایکہزار چودہ ہجری مین میر جمال الدین انجو کہ بیجاپور کی طرف گیا تھا ہمراہ عروس اور بیشکش اور ایلچی ابراہیم عادل شاہ کے پلٹے آیا اور گنگ گو داوری کے کنارے مونگی پٹن کے نزدیک بعد حسن وطوی بزرگ عروس کو شاہزادہ دانیال کے سپرد کرکے خود آگرہ مین آیا اور ایسی عمدہ پیشکش لایا کہ کبھی دکن سے ایسے نفائس دہلی مین نہ آئے تھے اور اوائل شہر ذی الحجہ سنہ مذکورہ مین شہزادہ دانیال بلدۂ برہان پور مین کثرت مےنوشی سے بیمار ہوکر عالم بقا کی طرف خرامان ہوا اور اکبر شاہ ان دونون فرزند کے فراق مین ایسے رنج والم مین مبتلا ہوے کہ روز بروز قوت سلب ہونے سے ناتوان ہوے یہانتک کہ روز چہارشنبہ ماہ جمادی الثانی کی تیرھوین

تاریخ سنہ یکہزار وچہارہ ہجری مین روضۂ جنان کی طرف راہی ہوے اور مدت سلطنت بادشاہ جہاں کی کاون برس اور چند مہینے تھی البقاء للملک المعبود اور فوت اکبر شہ مادہ تاریخ رحلت اُس شہنشاہ کا ہو اور عرش آشیانی اگرچہ خط و سواد کامل نہ رکھتے تھے لیکن کبھی شعر کہتے تھے اور علم تاریخ مین وقوف تمام رکھتے تھے اور ہندی کے قصہ خوب جانتے تھے اور قصہ امیر حمزہ کا کہ تین سو ساٹھ داستان ہین اور منیشان درگاہ نثر و نظم مرغوب مین ورلاکر ہر ایک داستان کو مصور کیا ہی آنحضرت کی مخترعات سے ہی اور شوارع مین ہر بانچ کوس پر دو گھوڑے رہوار اور چند میورہ مقرر تھے چنانچہ اُسکو ڈاک چوکی کہتے تھے فرمان ضروری یا عرضداشت امرا سے سرحد کہ دہان پہونچے میورہ سوار اُسکو دوسری چوکی پر پہونچاوین چنانچہ اندرون مین پچیس کوس راہ طے کرتے تھے اور آگرہ سے احمد آباد گجرات تک خبر بانچ دن مین پہونچتی تھی اگر بیس وقت کوئی شخص حضور سے دوسری جگہ مقرر ہوتا تھا یا کسی مقام سے درگاہ مین آتا تھا اور یہ تعجیل مامور ہوتا تھا ڈاک چوکی کے گھوڑون پر سوار ہوتا تھا اور چار ہزار میورہ کہ سرعت سیر مین ماہ کی طرح مشہور تھے ملازم رکھے تھے اور اکثر ایسا بھی اتفاق ہوا ہی کہ میورہ پیادہ سات سو کوس کی مسافت دس دن مین طے کرکے منزل مقصود مین فائز ہوا ہی اور عدد اکبر شاہ کے فیلون کے چھ ہزار سے متجاوز اور پانچ ہزار سے کبھی کم نہین ہوئے کسی بادشاہ دہلی نے اس قدر ہاتھی دستیاب نہ کیے تھے اور باقی متروکات اُسکا اس تفصیل کے ساتھ ہی علائی دس کرور روپیہ اور ہزار کرور لعل خاصہ کہ بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے جدا رکھے تھے اور دس من پختہ سونا غیر مسکوک اور ستر من پختہ نقرہ غیر مسکوک اور ساٹھ من پختہ پول سیاہ اور پانچ ہزار کرور تنکہ تھے اور گھوڑے طویلہ مین بارہ ہزار اور ہاتھی سرکار خاصہ چھ ہزار اور حلقہ آہو پانچ ہزار اور یوزہ یعنی چیتا کچھ کم ہزار تھے کہتے ہین اکبر شاہ ہر چند کہ جہد فرماتے تھے کہ عدد چیتے کا بھی ہزار کو پہونچے میسر نہ ہوے کسواسطے کہ جب عدد انکا نوسو سے افزون ہوتا تھا مرگ ناگہانی انمین پڑتی تھی ہزار پورے سنوتے تھے غرضکہ اس قدر متروکات اکبری اُس تفصیل سے ایک کاغذ پر لکھے ہوئے ملے اسکو تحقیق کرلو باقی اور شئے کو بھی اس پر قیاس کرنا چاہیے کہ کس کثرت سے ہوگی اور یہ قطعہ مادہ تاریخ رحلت آنحضرت کا ہی قطعہ جلال الدین محمد شاہ اکبر ❊ زدنیا گشت سوے خلد راہی ❊ چو رضوان دید حیران شد کہ این کیست ❊ ندا آمد کہ یک ظل الٰہی ❊ تمام ہوا مقالہ دوسرا

مقدمہ ذکر سلاطین بہمنیہ مین

رب یسر ولا تعسر وتم بالخیر

مقالہ تیسرا سلاطین دکن کے بیان مین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ناظرین پرتمکین کی رائے رزین پر مخفی اور محتجب نرہے کہ احوال خواقین دہلی کے بیان کے بعد پرتوانداز شیہ بیان وقائع سلاطین دکن کی طرف چمکا حفظاً للترتیب اول عنان شدید یز خامۂ خوشخرام ذکر سلاطین بہمنیہ کی طرف منعطف کرتا ہون اور جیسا کہ رسم مورخان متقدمین اور متاخرین ہی غرض میری ان اوراق کے لکھنے سے حصول درم اور دینار نہین ہی کسواسطے کہ توجہ خاقان اعظم اور جہانبان معظم ناصر الدنیا والدین ابو المظفر ابراہیم عادل شاہ ثانی سے میرا پایون خزانہ کے سر پر ہی بلکہ صبح و شام ساحت بحر و کان کے فیضرسان رہ کر چشم احسان فلک دوار انجم نہین رکھتا بلکہ ہمت والا نہمت میری اس پر معروف ہی کہ فرمان خدیو زمان پر پٹکا خدمت کا کمر جان پر باندھون اور ایسی کتاب کہ جامع قضایاے تمامی ممالک ہندوستان جنت نشان ہو اور ساتھ ایسی عبارت کے کہ پسند طبائع خاصان ہو مرقوم قلم گوہر فشان کرون نظم این چار عروس ہفت خرگاہ کا ورد نشان بہ بیمدیرا جہ نازان و جہان دست و رقاص ✤ در جلوہ کشد بحجلۂ خاص ✤ چندی اگرم امان دہد بخت ✤ یکیک ببرم بپایۂ تخت ✤ سازم دل زین فسانہ سیراب ✤ زان پیشترک کہ گیرد م خواب ✤ اور یہ مقالہ چھ روضہ پر مشتمل ہی روضہ اول بیان مین وقائع شاہان حسن آباد گلبرگہ اور احمد آباد بیدر کہ مشہور بسلاطین بہمنیہ ہین روضہ دوسرا سلاطین بیجاپور کے بیان مین جو بلقب عادل شاہیہ معروف ہین روضہ تیسرا احوال شاہان احمدنگر کی صفت مین جو بنام نظام شاہیہ موصوف ہین روضہ چوتھا سلاطین تلنگ کے حالات مین جو قطب شاہیہ کہلاتے ہین روضہ پانچوان شاہان برار کے بیان مین جو عماد شاہیہ مشہور ہین روضہ چھٹا بیان شاہان بیدر کے جو بریدشاہیہ کہلاتے ہین ان شاء اللہ تعالی منجمع روضہ اول بادشاہان حسن آباد گلبرگہ اور احمد آباد بیدر کے بیان مین جو سلاطین بہمنیہ مشہور ہین ناظرین پرتمکین کی خرد خرد ای پوشیدہ

ذرہے کہ چہرہ کشایان مرقع حکایات نے سلطان علاء الدین کانکوی بہمنی کی کیفیت خروج اور اصل ونسب مین اقوال مختلف نقل کیے ہین ازانجملہ جو مشہور تر ہو اس کتاب مین تحریر کرتا ہون اور طول سے مجتنب ہو کر مختصر عرض کرتا ہون بعضے اصحاب خبر یون لکھتے ہین کہ حسن نام ایک شخص دارالخلافت دہلی مین کانکوی بہمن منجم کی ملازمت مین جو شاہزادہ محمد تغلق شاہ کے حضور مین قرب ومنزلت رکھتا تھا رہتا تھا اور نہایت فلاکت مین زندبسر کرتا تھا ایک دن معاش کی تنگی سے بہ تنگ آن کر کانکوی سے اوقات بسری کے لیے کسی کار خدمت کی درخواست کی کانکوی نے ایک جوڑی بیل اور دو مزدور اُسے دے کر دہلی کے حوالہ مین ایک زمین خراب اُس کے حوالہ کی کہ اُسین زراعت کرے اور اُس کے حاصل سے اوقات بفراغت بسر کرے حسن نہایت اضطرار اور احتیاج سے اُس کو کاشتکاری اور قلبہ رانی کے تردد مین مشغول ہوا ناگاہ ایک دن ہل کا پھال زمین مین اڑ گیا ہلوا ہے نے حسن کو خبر کی حسن نے جاتے ہی اُس مقام کو کھود کر دیکھا کہ ہل کے پھال کی نوک ایک زنجیر مین اُلجھی ہی اور وہ زنجیر ایک ظرف مسی مملو باشرفی علائی اور طلاے خیر مسکوک کی گردن مین بستہ پائی لیکن بدون اس کے دست خیانت اُس پر دراز کرے اُس کو ایک چادر مین لپیٹ کر ہنگام شب کانکوی بہمن کے پاس لے گیا اور حقیقت حال معروض کی کانکوی بہمن حسن کی حسن دیانت اور امانت پر ثنا خوان ہوا اور علی الصباح یہ واقعہ اعجوبہ شاہزادہ کی سمع مبارک مین پہونچایا شہزادہ نے حسن کی کمال دیانت اور علو ہمت سے تعجب کر کے اُسے اپنے حضور طلب کیا اور اُسکے طرز خوب اور وضع مرغوب سے خوش ہوا اور اُس کا تذکرہ اپنے پدر خیاث الدین تغلق شاہ کے سامع فیض مجامع مین پہونچایا بادشاہ نے اُسے برحمت خسروانہ اختصاص دیکر امیران صدہ کی سلک مین منسلک اور منتظم کیا القصہ ایک دن کانکوی بہمن نے حسن سے کہا کہ تیرے طالع کے زائچہ سے مجھے ایسا دریافت ہوتا ہو کہ تو صاحب اقبال ہووے اور حق سبحانہ تعالی کی توفیق اور تائید سے جلد مرفہ اور موید ہو کر درجہ اعلی پر فائز ہووے پس مجھ سے عہد اور شرط کر کہ جو واہب بے منت تجھے دولت عظیم ارزانی فرماوے تو تو میرا نام اپنا جزو اسم کرے کہ تیرے نام کی برکت سے میرا بھی نام دفتر عالم مین دوام قبول کرے اور دفتر اپنا میری اولاد کے جانب رجوع کر حسن نے یہ امر قبول کیا اور ابھی منزل المقصود تک کہ مراد دولت وبینوی سے ہو نہ پہونچا تھا کہ اُسکا اسم جزو نقش نگین اپنا کر کے حسن کانکوی بہمنی مشہور کیا اور کہتے ہین کہ ایک دن حضرت شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ نے دہلی مین رنگ برنگ کے کھانے پکوا کر صلاے عام دی چنانچہ شاہزادہ محمد تغلق بھی اُس خوان مائدۂ فیض پر حاضر ہوا اور درویشون کے خوان نعمت سے بہرہ اٹھایا اور بعد روانگی سلطان اور تفرقہ مجلس کے حسن کانکوی بہمنی شیخ کی خانقاہ مین داخل ہوا چاہا کہ عرض بندگی کر کے شرف ملازمت شریف سے مشرف ہووے حضرت شیخ نے عالم کشف مین احوال اُس کا دریافت کر کے زبان فیض ترجمان سے ارشاد کیا کہ سلطانی رفت وسلطانی آمد اور قبل اس کے کہ کوئی شخص اُسکے آنے کی خبر معروض رکھے شیخ نے ایک خادم سے فرمایا کہ ایک شخص کہ آثار نجابت اُس کے ناصیۂ حال سے ظاہر ہو دروازہ کے باہر ایستادہ ہو اُسے حاضر کر خادم اُس کی طلب کو گیا حقارت ظاہری اور لباس نامناسب سے نہ پہچانا اور حضرت کی خدمت مین واپس آکر عرض کیا کہ ایسا کوئی شخص ظاہر نہین ہوتا جس سے حضوری مین حاضر ہونے کو کہون شیخ نے فرمایا کہ پھر جا کر نظر غور سے ملاحظہ کر کہ وہ ضرور موجود ہو خادم نے عرض کی کہ ایک

حاشیہ: ۱۲ بادشاہ گولکنڈہ

مرد مجہول بیٹھا ہو شیخ نے فرمایا اُسی کو حاضر کرو کہ ظاہر مین درویش اور باطن مین شاہ ہو جب وہ حاضر ہوا شیخ نے اُس کے حال پر نہایت توجہات اور التفات مبذول فرمائے اور احوال اُسکا استفسار کیا اور جو ہتھ خوان اُٹھ گیا تھا وہ روٹی کہ اپنے افطار کے واسطے طاق مین رکھ چھوڑی تھی سر انگشت پر رکھکر اُسے دی اور فرمایا کہ یہ چتر شاہی ہو بعد مدت اور محنت بسیار کے دکن مین تجھے نصیب ہوگا حسن کانکوی بہمنی کو اس بشارت فیض اشارت سے سودا حکومت دکن کا سر مین پڑا اور منتظر وقت تھا اور چاہتا تھا کہ اُس طرف متوطن ہو کر تدبیر بہ گوہر مقصود ہاتھ مین لاوے یہانتک کہ بادشاہ محمد تغلق شاہ اپنے عہد سلطنت مین دکن تشریف لے گیا اور اپنے اُستاد تغلق خان کو دولت آباد کا حاکم کیا اور حکم فرمایا کہ امراء و منصبدار جو ارادہ اس کی رفاقت کا رکھتا ہو دکن مین توقف کرے حسن کانکوی بہمنی نے فرصت پاکر باتفاق بعضے امیران صدہ کے کہ ساتھ اُسکے خصوصیت اور آشنائی رکھتے تھے قلیچ خان کی رفاقت اختیار کر کے قریہ کونچی اور چند قریہ دیگر پر گنہ راے باغ سے جاگیر پائی اور اُن سنوات مین جیسا کہ قبل اسکے مذکور ہوا سلطان محمد تغلق شاہ نے امیران صدہ گجرات کے دفع فساد کے واسطے لشکر کھینچا بعد معرکہ کے بعض کو جو بہمنی سے ہاتھ آئے قتل کیا اور بعضون کو تعاقب کر کے اطراف و جوانب مین مفرور کیا اور بہت دکن مین پناہ لے گئے اور جو قلیچ خان اُسوقت مین حسب الفرمان بادشاہ اپنے بھائی عالم الملک کو دولت آباد مین چھوڑ کر ورنگا پٹنا کی مین متوجہ ہوا تھا اور امراے دکن عالم الملک کو شمار مین نہ لاتے اور منہزمون اور باغیون کے پناہ دینے مین کچھ نہ ڈرتے یہ خبر سلطان محمد تغلق شاہ کو پہونچی چاہا کہ ایک جماعت امیران صدہ دکن کو اپنے روبرو طلب کرے اور بجاے اُن کے کچھ امراے معتبر کو دکن مین بھیجے اسواسطے احمد لاچین اور قزلباش بیگ و ملک علی کو عالم الملک کے پاس دولت آباد مین بھیجکر ایک فرمان مشتمل بر تاکید تمام صادر فرمایا کہ بمجرد پہونچنے فرمان نہ تمام امراے صدہ دکن کو گجرات بھیجے کہ لشکر کی ضرورت ہو عالم الملک نے تعمیل کر کے تواچیون کو اُنکے حضار کے واسطے نگلیر اور رایچور اور دھاری مین بھیجا اور اُس جماعت نے جیسا کہ رسم ہو سفر کے سامان کے بہانہ پانچ چھ مہینے درنگ کی جب چار ہزار سوار مع تمام یراق دولت آباد مین پہونچے عالم الملک سے رخصت لیکر احمد لاچین کے ہمراہ گجرات کی طرف متوجہ ہوے احمد لاچین نے عاقبت اندیشی نکر کے اُنسے طمع اور توقع بہت کی اور جب امید بر اُس کی ظہور مین نہ آئین باتین لایعنی زبان پر لاکر اُنھین غائبانہ کہتا تھا کہ اس جماعت سے دو گناہ بزرگ ایسے صادر ہوے کہ علت تامۂ قتل ہین ایک پناہ دینا باغیان گجرات کا اور دوسرے تاخیر اور درنگ روا رکھنا حضار حضور مین امیران بیگناہ یہ نمونہ جانخراش سنکر جس وقت ورنگ مانک گنج مین کہ سرحد دکن ہو پہونچے سب نے جمع ہو کر ایک انجمن سنداری اور مسین متفق ہو کر کہنے لگے کہ بادشاہ محمد تغلق شاہ بیگناہون کو بے پرسش قتل کرتا ہو اور ہم تو دو گناہ بزرگ مین منسوب ہین جسوقت بادشاہ کے روبرو جاوین گے فوراً بغیر امتیاز گنہگار و بیگناہ کے ہمارے قتل کے بارہ مین حکم صادر فرماویگا پس مناسب یہ ہو کہ ہم دکن سے باہر نجاوین اور مثل گوسفند دست و پا بستہ آپکو قصاب کے سپرد کر دین کہ مفت اور راحتمان قتل ہون چنانچہ بعد اس قرار و مدار کے سرحد سے کوچ کر کے عازم مراجعت ہوئے اور احمد لاچین کو کہ مقام تشدد مین آنکر انکا مانع ہوتا تھا قتل کیا اور باتفاق تمام دولت آباد مین گئے اور دکن کی خلائق کو بادشاہ کے قتل و غضب سے جان سے تنگ آئی تھی۔ بعضے انکے شریک ہوے اور بعضون نے آدمی معتمد انکے پاس بھیجکر

ل ذکر بغاوت کردن امیران صدہ گجرات و غیرہ و بر گشتن ایشان از راہ و رفتن سلطان بدفع ایشان

۱۷۲

اظہار یکجہتی کی اور قصہ کا وہ آہنگر اور ضحاک کا وقوع مین آیا یعنی فساد عظیم کہ دست تدارک اُسکے علاج سے کوتاہ تھا حادث ہوا قطعہ رعیت زبیادی شہریار ۔ بہ پیچید گردن سرانجام کار ۔ چو بیداد پیشہ بود شہریار ۔ نماند بر و ملکت پائدار ۔ عماد الملک ترکمان الملقب بسر تیز نے کہ داماد سلطان محمد تغلق اور سپہ سالار برار اور خاندیس کا تھا اور بلیچپور مین استقامت رکھتا تھا جب تفرقہ لشکر کا ملاحظہ کیا اور اُسے یقین ہوا کہ جیدہ اور خلاصہ امرا خاندیس و برار کے امرا سے مخالف سے ایک جان ہے اور پہ در پہ اُس کے تضییع اور دفع کے مین اسواسطے توقف مین صلاح نہ سمجھی شکار کے بہانہ بلیچپور سے باہر نکل گیا اور صاحبہ ایک جماعت قلیل مخصوصون اور معتمدون کے شکارکنان سلطانپور اندر بار مین پہونچا اور امرا اس طرف کے جب اُس کے فرار پر مطلع ہوے سب متفق ہوکر مال و اسباب عماد الملک پر متصرف ہوے اور دولت آباد کا راستہ لیا اور اہل خلاف سے پیوستہ ہوکر اظہار اتحاد اور یکجہتی کیا اور مردم حصار دولت آباد نے بھی جب مخالفون کی قوت اور کثرت دیکھی تو اُنھون نے بھی ساتھ اس جماعت کے رابطہ دوستی اور اتحاد کا بہم پہونچایا اور عالم الملک کو گرفتار کر کے قلعہ کو مع خزانہ اور اسباب تجمل حضرات مخالفین کے سپرد کیا اور تین مہینے کے عرصہ مین مملکت دکن کہ ہزار طرح کا خون جگر کھا کے لی تھی شاہ دہلی کے قبضہ تصرف سے برآوردہ ہوئی اور اُس خطہ مین کوئی مطیع اور فرمان بردار نہ رہا اور جب امیران عہدہ منکب لیے مرخیار کے ہوے باہمین مشورہ کر کے کہنے لگے کہ یہ امور مہمات ملکی اور مالی بے سردار اور حاکم کے صورت پذیر نہونگے لہذا شرط عقل وہ ہو کہ درمیان اپنے ایک شخص کو سریر سلطنت پر جلوہ گر کرین تو مہمات ہمارے ایک صورت اور رونق پیدا کرین لہذا چودر گلشن ملک خاری نماند ۔ یہ گنجینہ قلعہ مارے نماند ۔ بسے گنج در دست ایشان فتاد ۔ بساخوب اسپان تازی نژاد ۔ بگردنہا نگہ کی انجمن ۔ ہمہ نیک رایان ثابت سخن ۔ سران جملہ گفتند بالاتفاق ۔ کہ بے شاہ سست ست بہر اتفاق ۔ ہم از بگرد دو یکی مرد سر ۔ بہ بندیم ما جملہ بیش کمر ۔ بعد از گفتگوے دراز و قیل قال بسیار قرعہ بنام اسمعیل فتح افغان جو امراے دو ہزاری سے تھا پڑا اسواسطے کہ بڑا بھائی اُسکا ملک گل افغان اعظم امراے سلطان محمد تغلق شاہ سے تھا اور اُس عرصہ مین مع لشکر مستعد جنگ و پیکار مالوہ رہتا تھا بامید اسکے کہ عند الحاجت اپنے بھائی کی مدد اور اعانت کریگا جمیع امراے دکن نے خواہی نخواہی اسمعیل فتح افغان کو ساتھ ناصر الدین شاہ کے مخاطب کر کے چھتر اُسکے سر پر پھرایا اور خطابات جو کہ درمیان افغانان متعارف ہین ایک دوسرے کے درمیان مین قسمت کیے اور ہر ایک سردار مملکت دکن کے ایک قلعہ پر متصرف ہوا اور سب کے سب فوج فراہم لانے مین مشغول ہوے اور سلطان محمد تغلق شاہ کی مخالفت مین یکدل اور یکجہت ہوے اُسوقت حسن کانکو بہمنی نے بخطاب ظفر خانی مشرف ہوکر جاگیر پکہی اور اسے باغ اور رج اور کلبرگہ اور حسن آباد گلبرگہ سے اختصاص پایا اور وہ بہیر دن راے حاکم حصار گلبرگہ کو کہ سلطان محمد تغلق شاہ کے لوگون معتبر سے تھا بتیغ کر کے مستقل ہوا اور نور الدین نام ایک شخص خانجہان ہوکر وہ بھی جاگیر لائقہ پر متصرف ہوا اور جو بادشاہ محمد تغلق شاہ نے گجرات مین بخبر سنی بسبیل استعجال دولت آباد کی طرف متوجہ ہوے اور عماد الملک ترکمان الملقب بسر تیز اور ملک گل افغان بھی مع لشکر مالوہ اُسکے شریک ہوے اور ناصر الدین شاہ تیس ہزار سوار افغان اور مغل اور راجپوت اور دکنی جمع لاکر دولت آباد کے قلعہ سے برآمد ہوکر اُس میدان مین جہان سلطان عماد الدین خلجی اور پسر رام دیو راے تخت صفین آراستہ کر کے بادشاہ سے جنگ مین مشغول ہوا اور میمنہ اور میسرہ بادشاہی کو برہم اور متفرق کر کے قریب تھا کہ بادشاہ بھاگے یا دستگیر ہوے

کہ دفعۃً خذلان اور کفران نعمت جلوہ گیر ہوئی ولی نعمت سے مصاف کرنا مبارک نہ آیا یعنی نورالدین المخاطب بخان جہان
کے ایک تیر مقتل مین ایسا لگا کہ خانہ زین سے زمین پر آیا اور لشکر خاص کمکی کہ چوسات ہزار تھے ایکبارگی پیٹھ دکھا کر بھاگے
اور اسوقت ناصرالدین شاہ کے علمدار پر ایسا خوف غالب ہوا کہ علم اُس کے ہاتھ سے گر پڑا اور اہل معرکہ نے جب علم اپنے
مقام پر نہ دیکھا ناصرالدین شاہ کے بھاگنے پر گمان کرکے ہاتھ جنگ سے کھینچا اور جوکہ شب نزدیک تھی جنگ گاہ کے قریب
فروکش ہوے اور جوانون اور بہادرون کے زخمون کے باندھنے اور ٹانکنے مین مشغول ہوے اور سلطان محمد تغلق شاہ بھی خیمہ اور
خرگاہ اُس مقام مین جہان جنگ واقع ہوئی تھی استادہ کرکے لوازم ہوشیاری اور بیداری مین مصروف ہوا اور سحر ہوتے
ناصرالدین شاہ اور حسن کانکوی بہمنی المخاطب بہ ظفرخان اور جمیع سرداران دکن نے آپسمین مشورہ کرکے یہ قرار دیا کہ اب صلاح
جنگ صف مین نہین ہے چاہیے کہ ناصرالدین شاہ مع اس جماعت کے کہ قلعہ کی محافظت مین کام آوے دولت آباد کے
قلعہ مین متحصن ہووے اور حسن کانکوی بہمنی المخاطب بظفرخان مع بارہ ہزار مرد اہل ہنر و قلعہ گلبرگہ مین قیام کرے اور وہی
آزاد زمیندار رہے تو جس طرف کہ لشکر بادشاہ متوجہ ہووے اُسکے دفع کے واسطے اقدام کرے اور باقی امرا جابجا اپنی حمایت کرن
پر موجود ہوکر پرگنات کی حفاظت مین سرگرم رہین اور ایک دوسرے کی اعانت مین آپ کو مستعد اور مستظہر سمجھین بعد اس قرار
داد کے ابھی نصف شب باقی تھی کہ کوچ کرکے ہر ایک نے اُس طرف کہ مقصد تھا راہ لی اور سلطان محمد تغلق شاہ نے جب
علی الصباح اُس صحرا مین اُس جماعت سے نشان نہ دیکھا عماد الملک ترکمان کو مع لشکر مستعد دستگیر حسن کانکوی بہمنی المخاطب بظفرخان
کے تعاقب مین بھیجا اور خود دولت آباد کی تسخیر مین متوجہ ہوے اور جو کہ رمالان اور اختر شناسون بادشاہی نے بادشاہ سے
عرض کی تھی کہ تین روز تک شروع محاصرہ کے واسطے ساعت خوب نہین ہے اسواسطے اُن دنون مین اہل قلعہ کے ڈرانے کے
واسطے امراے بادشاہی افواج آراستہ کرکے قلعہ سے دور دور ایستادہ ہوتے لیکن چوتھے دن اہل قلعہ پر یتیاد جنگ ڈال کر
سباباط کی تیاری اور منجنیق نصب کرنے اور سرنگ کھودنے مین مشغول ہوے اور روز بروز مردم اندرونی قلعہ پر کمال تنگ
کرتے تھے اس درمیان مین دہلی سے خبر آئی کہ ملک علام نے جماعت اوباش اور اجلاف اپنے پاس جمع لاکر اظہار مخالفت
اور طغیان اختیار کی اور عزم گجرات تعجیل تمام روانہ ہوا یہ سلطان محمد تغلق شاہ نے جب یہ خبر سنی ایک جماعت کو دولت آباد
کے محاصرہ کے واسطے مقرر کیا اور خود گجرات کی طرف متوجہ ہوے اور بعضے امراے ناصرالدین شاہ کہ ناسک اور پاتودہ مین تھے
بادشاہ کی مراجعت سے واقف ہوکر دولت آباد کی سمت راہی ہوے اور جب اُن امرا کا جو قلعہ کے محاصرہ مین مشغول
تھے مقابلہ نکر سکے تو بادشاہ کا پیچھا کرکے آب نربدہ کے کنارے تک پس و پیش لشکر بادشاہی پر ترکتاز کرکے بہت بہت خرابی
طور مین پہونچائین اور چند فیل خزانہ کو جیسا اشرفی اور طلا بار تھا دستیاب کرکے مراجعت کی اور حسن کانکوی بہمنی المخاطب بظفرخان
اس عنایت غیبی سے شادمان اور امیدوار ہوکر امراے اطراف کو فراہم لاکر مع بیس ہزار سوار کارگزار قلعہ احمد آباد
بیدر کی طرف کہ عماد الملک ترکمان المخاطب بستیز مع لشکر گران اُس مقام مین مقیم تھا روانہ ہوا اور عماد الملک
ترکمان بھی لشکر جمع کرکے مع شوکت و عظمت تمام حسن کانکوی بہمنی کے مقابل آیا اور بیس روز طرفین نے اپنے دور پر
خندق کھودی لیکن کوئی جنگ مین جرأت نکرتا تھا یہانتک کہ راجہ مملکت تلنگ نے کہ سلطان محمد تغلق شاہ کے ہاتھ سے
نہایت تنگ اور عاجز تھا کولاس سے پندرہ ہزار پیادے حسن کانکوی بہمنی المخاطب بظفرخان کی مدد کے واسطے بھیجے
اور ناصرالدین شاہ نے بھی پانچہزار سوار مع خزانہ سلطان محمد تغلق شاہ کہ دستیاب ہوا تھا اُسکی کمک کے واسطے دولت آباد سے

روانہ کیے اس صورت مین ظفرخان کے پاس ایک جمعیت عظیم بہم پہونچی پس بقصد جنگ طبل بجا کر سربراہی ملک سیف الدین غوری سپاہ بائین بائستہ آراستہ کی اور اُس طرف عماد الملک ترکمان کہ شجاعت اور مردانگی مین ضرب المثل زمانہ تھا آراستگی فوج مین مستعد ہوا اور میمنہ اور میسرہ درست کر کے ظفرخان کے مقابل آیا اور ایسا مقابلہ کیا کہ زمین خون سے نہا گئی اور آسمان کا رنگ فق ہو گیا اور صبح سے ظہر تک طرفین کے بہادر اور تہتن مقتول اور مجروح ہوے اور جو تقدیر ملک بخش جل شانہ مقتضی اس امر کی تھی کہ حسن کانکوی بہمنی دکن کے بادشاہی پر سرفراز ہو اور خاتم بادشاہی اُس دیار کی اُسکے زیب انگشت ہو عماد الملک ترکمان اس معرکہ مین مارا گیا اور لشکر اُسکا منہزم اور متفرق ہو چنانچہ بعضے مفرور قلعہ احمد آباد بیدر مین اور بعضے قلعہ قندھار مین قلعہ بند ہوے اور کچھ لوگون نے بمحنت و مشقت تمام آپ کو شہر بیدر مین پہونچایا اور ظفرخان نے ملک سیف الدین غوری کو دونون قلعہ کے محاصرہ کے واسطے چھوڑا اور خود مظفر و منصور ہو کر باحشمت و شوکت موفور مع طبل و علم و سامان سلطنت کے جو عماد الملک ترکمان سے بزور شمشیر لیا تھا ناصر الدین شاہ کی امداد کے لیے بطالع سعد دولت آباد کی سمت عازم ہوا اور وہ امرا کہ سلطان محمد تغلق شاہ کی طرف سے مدت بارہ سال سوار اور پیادہ کے دولت آباد کے محاصرہ مین مشغول تھے عماد الملک ترکمان کے قتل ہونے اور فوج کے تفرقہ سے اور حسن کانکوی بہمنی المخاطب بظفرخان کے پہونچنے سے خائف اور ترسان ہوے اور دہلی اور گجرات کا راستہ لیا اور ناصر الدین شاہ دولت آباد سے برآمد ہو کر ظفرخان کے استقبال کے واسطے نظام پور مین کہ چھ کوس دولت آباد سے ہٹ گیا اور ملاقات کر کے چار دن اُس مقام مین قیام کیا اور جب جانا کہ حسن کانکوی بہمنی کے استقلال بدرجۂ کمال پہونچا یا ہوا اور اُسکی بزرگی نے دلون مین قرار پکڑا ہو اور لوگ اُسکی بادشاہی کے نہایت راغب اور مائل ہین بشیدستی کر کے جمیع امرا کو حاضر کیا اور کہا کہ مین سزاوار اس امر عظیم کا نہین ہون اور کبر سنی اور فراغت و عشرت کی رغبت کے سبب سے ملکداری کی پروا نہین رکھتا ہون اور اول مین نے تمھارے مکلف ہونے سے اس مرتبہ کو قبول کیا تھا اب مجھے معاف رکھو اور یہ عمل جلیل تم دوسرے کی جانب مجتمع کرو اُنھون نے جواب دیا کہ جس شخص کو آپ تجویز کر کے فرمائین اُسکا حلقۂ اطاعت اپنے زیب گوش کر کے اُسے سریر سلطنت پر متمکن کرین ناصر الدین شاہ نے کہا کہ حسن کانکوی بہمن نژاد ہو اور آثار بزرگی اور شجاعت اُسکے ناصیہ سے ظاہر اور ہویدا ہین اور تاج و تخت کے لائق ہو القصہ بدا ے روز خاص و عام کو پسند آئی اور سبھون نے اسپر اتفاق کیا اور تخت پر جلوس کی ساعت اختیار کرنے مین درمیان صدر الشریف سمرقندی اور میر محمد منجم یزدی کے کہ امراے صدہ دکن سے تھے اور علم نجوم اور ریاضی سے بہرہ وافر رکھتے تھے اور درمیان منجمان ہندی کے کہ اُس گروہ مین حاضر تھے بہت گفتگو اور بحث واقع ہوئی اور جو منجمان براہمہ کثرت سے تھے ظفرخان نے اُنکی ساعت معوزہ منظور کی اور بادشاہ قطب الدین کی مسجد مین بروز ہفتہ شہر ربیع الثانی کی چوبیسوین تاریخ سنہ سات سو اڑتالیس ہجری مین تاج شاہی اُسکے زیب سر کر کے چھتر سیاہ کہ نشان خلفاء عباسی ہو تیمناً اور تبرکاً اُسکے سر پر پھرایا اور مملکت دکن کا خطبہ اُسکے نام پڑھا کر شاہ علاء الدین حسن کانکوی بہمنی خطاب دیا اور شہر حسن آباد گلبرگہ کو فال مبارک سمجھ کر حسن آباد نام رکھا اور اُسی کو پاے تخت اختیار کیا ابیات بنام حسن خسروی شد تمام ٭ جہان زیر فرمان او گشت رام ٭ برادر نگاہ شاہی برآمد بگاہ ٭ برآور دبر سر کیانی کلاہ ٭ بہ شمشیر فرمانروائی گرفت ٭ بداد و دہش باد شاہی گرفت ٭ جہانرا ازو شد عمارت پدید ٭ ہر مملکت نام نیکش رسید ٭ بہان شہر گلبرگہ گشت تختگاہ ٭ عمارت برآورد بر اوج ماہ ٭

بنام حسن شہر شد چون تمام ۔ نہاد ند زان حسن آباد نام ۔ اور ملا داؤد بیدری نے کتاب تاریخ تحفۃ السلاطین میں کہ بنام و القاب بادشاہ ہنر پرور فضیلت گستر فیروز شاہ بہمنی آراستہ کی ہے یوں مرقوم کیا ہے کہ صدر الشریف سمرقندی اور میر محمد منجم بدخشی بارہا مجلسوں میں مناسب پوکر کہتے تھے کہ اگر سلطان علاء الدین اس ساعت میں جو ہم نے تجویز کی حتمی تحریک امر سلطنت ہو کر خطبہ اور سکہ اپنے نام پڑھانا بہتر تھا اور یہ خبر سلطان علاء الدین کے سمع مبارک میں پہونچی تو متفکر اور اندیشناک ہوا اور دونوں فاضلوں کو خلوت میں طلب کر کے اُنسے تاسف کا سبب استفسار فرمایا اسواسطے کہ اسکے آئینہ خاطر میں توہم کی صورت عکس پذیر ہوئی تھی کہ شاید اس سبب سے دونوں فاضلوں کا تاسف ہو اس ساعت کی نامبارکی سے جو منجمان ہندی نے اختیار کی ہو کوئی نقص یا خلل میری سلطنت میں راہ پاویگا یعنی بادشاہی ملک دکن مجھ پر قرار نہ پکڑیگی بنابرین صدر الشریف سمرقندی اور میر محمد منجم بدخشی نے اس معنی کو سمجھکر تحسین شدید کہا میں اور کہنے لگے کہ جس امر نے خاطر شریف میں خطور کیا ہو وہ نہیں ہو رہے تاسف کا اور سبب ہے سلطان نے پوچھا وہ کیا ہے وہ عرض پیرا ہوے کہ ہمیں وضاع اور اختلال اجرام فلکی سے ایسا معلوم ہوا کہ اس ساعت میں آنحضرت تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوے میں تاثیر اُسکی سے عرصہ شاہان اس دودمان کا بیس نفر کو نہ پہونچے گا اور عدد سال بھی دو سو کی مدت نہ کھینچے گا اور وہ ساعت کہ ہم نے تجویز کی تھی اُس کے حسن اثر سے سات سو برس بادشاہی اس خاندان میں رہتی اور ڈیڑھ سو نفر حضرت بادشاہ کشور گیر گیتی ستان کی اولاد امجاد سے اورنگ سلطنت دکن پر جلوس کرتے سلطان علاء الدین حسن اس کلام کے سننے سے مطمئن ہوا صدر الشریف سمرقندی کو بدستور قدیم منصب صدارت پر اور میر محمد منجم بدخشی کو منصب قضاے عسکر پر سرفراز فرمایا مؤلف اس حکایت پر التعجب کہتا ہے کہ ایک سو شصت سال میں دولت آل بہمنیہ منقضی ہوئی اور عدد سلاطین بہمنیہ بھی بیس نفر تک نہ پہونچا فضلا اور علما رصاحب انصاف بر صدق کلای اُن دونوں بزرگوار کی اور مہارت اُنکی علم نجوم میں ظاہر ہوئی القصہ سلطان علاء الدین حسن امر سلطنت میں مشغول ہوا اور جیسا کہ سزاوار اور لائق ہے سلطنت اور جہانداری کا کام انجام دیا تو روز بروز دائرہ اُس کی مملکت کا عریض تر ہوا اور پاے پوہ سے قلعہ ادونی کے اطراف تک ۔ اور بندر جیول اور دابل سے شہر احمد آباد بیدر تک اُس کے حوزۂ تصرف میں آیا اور کہتے ہیں کہ سلطان علاء الدین حسن نے جسدم کہ تخت بادشاہی مملکت دکن پر قدم رکھا اول جو حکم کہ اُسکی زبان پر جاری ہوا تھا یہ ہے کہ پانچ من طلا اور دس من نقرہ شیخ برہان الدین کی صرف کہ دولت آباد میں رہتا تھا شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ کی ترویج روح کے واسطے فقرا اور مساکین کو پہونچاؤ اور اسمعیل فتح افغان کو امیر الامرا خطاب دیکر سپہ سالار کیا اور خطاب ناصر الدین کا اُس سے سلوب کیا اور ملک سیف الدین غوری کو کہ نیک سرشت اور عقلمند اور سخن سنج اور مردم شناس اور قدردان تھا اور حقوق سابقہ بھی بہت رکھتا تھا مہمات بادشاہی کا وکیل مطلق کیا اور اُسکی بیٹی مسماۃ شاہ بیگم کو اپنے بڑے بیٹے کے واسطے خواستگاری کی اور ہر ایک خدام بارگاہ گردون اشتباہ اپنے کو کہ اُسکی ہمراہی میں شریک رنج و تعب اور یکبار تھے خطابہاے مناسب عنایت فرمائے اور جاگیرات لائق سے سرفراز فرمایا اور قلعہ دولت آباد کا بہرام خان مازندرانی کے سپرد کر کے بائین بادشاہان عالی قدر و خواقین کامگار نامدار مغائر الفتح و الظفر ہو کر بلدہ حسن آباد گلبرگہ میں توجہ فرمائی بیمت عز و دولت برسین و فتح و نصرت بر سیار و جاہ و حشمت ہمعنان و بخت و دولت

ہر کاب ٭ اور باوجود کم آبی اور بے صفائی کے چونکہ اُس موضع کو اپنے اوپر مبارک اور فرخندہ جانتا تھا بنا ے تحت کر کے حسن آباد نام رکھا اور ساتھ وعدہ کے وفا کر کے دفتر محاسبہ ممالک محروسہ اپنے کاکو بہمن کے سپرد کیا جو اُس عرصہ مین سلطان محمد تغلق شاہ کی ملازمت ترک کر کے دکن مین آیا تھا اور طغراے فرامین اور نقش نگین مین اُس کا اسم اس طور سے رہنا جزو اسم کیا کمترین بندۂ حضرت سبحانی علاء الدین حسن کانکوی بہمنی اور مشہور ہے کہ قبل اس کے براہمہ بادشاہان اسلام کے عہدہ اور عمل کے گردن پھرتے تھے اور قریون اور زاویون اور سوا حل انہار مین انواع علم کے تحصیل مین خاص علم نجوم کے کسب مین مشغول رہکر متوکلانہ زندگی کرتے تھے اور نوکری اہل دنیا خاص مسلمانون کی منزیل حسنات جانکر اور شقاوت ابدی تصور کر کے عہدہ اور عمل کے گرد نہ پھرتے تھے اور اگر احیاناً بعضے معین سے بوسیلۂ طبابت کے یا نجوم اور وعظ اور قصہ خوانی سے ارباب جاہ کی صحبت مین رہتے تو اُن کے انعام اور احسان سے شکم و مخصوص ہوتے تھے مگر گردن بندگی کا اپنی گردن مین نہ ڈالتے تھے اور قول جس شخص نے فرقہ براہمہ سے سلاطین اسلام کے دور مین نوکری قبول کی کاکو پنڈت تھا اور انتک کہ ۱۰۱۷ ایکہزار سولہ ہجری ہین بخلاف سائر ممالک ہند کے دفتر بادشاہان دکن کا اور نویسندگی ولایات کا کام براہمہ سے مرجوع ہے اور سلطان علاء الدین حسن نے حسن تدبیر اور رائے صائب اور ضرب شمشیر ثاقب سے تھوڑے عرصہ مین اس قدر ولایت دکن کہ اواخر عہد دولت بادشاہ محمد تغلق شاہ مین اُسکے امراے تصرف مین تھی مسخر اور مفتوح کی سواے قلعۂ دولتی کے اور اُمراے مغل اور افغان اور راجپوت کو جو سلطان محمد تغلق شاہ کی طرف سے قلعۂ بیدر اور قندھار مین تھے لطف اور ملائمت سے مطیع اور فرمانبردار کر کے دفعتون حصار کو اپنے قبضہ مین لایا اور کولاس کو بھی مع مضافات کے راے ورجل سے لیکر اُس سے محبت کا طریق مسلوک رکھا اور مسجد جامع حسن آباد گلبرگہ اور اُسکے قلعہ کو کہ مندرس ہوا تھا ایک روز مین بنیاد ڈالکر تھوڑے عرصہ مین اختتام کو پہونچایا اور ۷۵۸ سات سو باون ہجری مین جب سلطان محمد تغلق شاہ کی خبر فوت سُنی خاطر اُس طرف سے مطمئن کر کے اپنی ترقی سلطنت کا زیادہ تر امیدوار ہوا اور قوت دولت کے استحکام مین مشغول ہوا اور پہلے ملک سیف الدین کی بیٹی اپنے بیٹے شاہزادہ محمد کے عقد نکاح مین لاکر بادشاہان گاگار کے دستور کے موافق اُسکے سپرد کی اور کہتے ہین کہ ایام جشن وطوی مین کہ عروسی کے واسطے ترتیب پایا تھا ایکدن شاہزادے کی والدہ المدعو بملکہ جہان نے ایک آہ سرد کھینچکر کہا اس وقت مین لازم ہے کہ میرے فرزند کی خالہ حاضر ہو کر جشن وطوی کی سیر کرے سلطان علاء الدین حسن نے پوچھا کہ اُسکی خالہ کہان ہے بولی ملتان مین سکونت پذیر ہے سُنکر بادشاہ نے کچھ نہ کہا اور مجلس سے اُٹھا اور جیسا کہ کوئی شخص واقعت نہووے ایک جماعت کو اُس صنیعہ کے لانے کے واسطے ملتان کی طرف بھیجا اور ارباب دخل کو حکم فرمایا کہ ایام جشن کو دراز کر کے جس قدر زر اخراجات طوی کے واسطے درکار ہو خزانہ سے ماہ بماہ ملک سیف الدین خوری کی سرکار مین پہونچاوین یہان تک کہ ساتوین مہینے جماعت مرسولہ شہزادہ کی خالہ کو ڈولی مین سوار کر کے حسن آباد گلبرگہ مین لائی اور سلطان علاء الدین حسن مسرور اور محظوظ ہو کر اس بہانہ اور آوازہ سے کہ یہ ڈولی ملک سیف الدین کی ہمشیرہ کی ہے ملکہ جہان کے پاس بھیجی اور جب اُس نے اپنی بہن کو دیکھا حیران ہوئی آخر الامر حقیقت احوال سے مطلع ہو کر شکر بادشاہ کی عنایت بیغایت کا پیش پہونچایا اور شاہ صاحب مروت نے جشنہاے خوب تیار کر کے اور مجلسین مرغوب اُسکے واسطے برپا رکھکر اُس کے روبرو عروس کا عقد باندھکر شاہزادہ کے سپرد کی بیت بر سم کیان عقد فرزند شاہ ٭ پیوستند باجور زیبا چو ماہ ٭ اور مدت بزم مین باوجود عدم

امتداد ایام بادشاہی دس ہزار قبا زربفت و مخمل و اطلس اور ایک ہزار گھوڑا عربی اور عراقی اور دو سو پیکہ اور خنجر اور شمشیر مرصع مع جواہر قیمتی امرا اور منصبداروں اور بادشاہی غلاموں کو عطا فرمائے اور ایک برس تک سلطان حسین وحیش و سرور دھیار باشہر حسن آباد گلبرگہ مین چند مقام پر منجنیقین نصب کرکے قسم قسم کے نقل اور میوہ جات جو ہندوستان مین مشہور ہین اس پر رکھکر اہل شہر کو لٹاتے تھے اور ہر روز شہر کے جمیع مساجد مین دیگین رنگ برنگ طعام کی بھیجا کر فقرا اور ضعفا پر تقسیم کرتے تھے اور یہ جشن روز جلوس یعنی ربیع الآخر کی چوبیسوین تاریخ کو شروع ہوا اور دوسرے سال کی چوبیسوین ربیع الثانی کو ختم ہوا اور روز اختتام کو جمیع امرا و ارکان دولت نے انواع تحف و ہدایا اور جواہر نفیس قیمتی اور نقود فراوان برسم پیشکش شاہ ججاہ کے نظر فیض اثر سے گذران کر شرف قبول سے سرفراز ہوے اور اس سبب سے کہ ملک سیف الدین غوری کو ایک ایسی نسبت خاندان بادشاہی مین بہم پہونچی تھی تو بالضرور زیادہ تر مرتفع ہوا اور روز بروز مین کہ تمام علما اور فضلا اور صدور اور قضات اور اعیان درگاہ کے فراہم ہونے سے ایک مجلس منعقد ہوئی تھی صدر الشریف سمرقندی اور سید احمد غزنوی مفتی نے بادشاہ کے اشارہ کے موافق ملک سیف الدین غوری کا ہاتھ پکڑ کے بالاے دست اسمعیل فتح خان جگردی اور قرب اسمعیل فتح کا اس درگاہ مین اس درجہ تھا کہ روز ہاے عید اور ایام متبرکہ مین جب مجلس شاہ مین آتا تھا اسکے واسطے قیام اور تعظیم کرکے چند قدم اپنی جگہ سے استقبال کرتا اور اسوقت دیوانخانہ مین جا نزدیک پر اجلاس کرتا اور خلائق درگاہ کو بار دیتا اسواسطے کہ اسمعیل فتح نے چند روز امرا بادشاہی مین قیام کیا تھا اس موقع پر اسکو تقدم ملک سیف الدین کا بہت دشوار اور نہایت گران معلوم ہوا تخت کے قریب گیا اور لب شکایت مین کھولے اور سر شک بیطاقتی سے صفحہ چہرہ پر روان کیے سلطان علاء الدین حسن نے فرمایا کہ تو منصب امیر الامرائی اور سپہ سالاری پر مخصوص ہے اور ملک سیف الدین غوری منصب وکالت اور نیابت پر منصوب ہے پس باوجود دیکھنے مجالس بادشاہان اور جاننے قدر و منزلت خداوند ہر منصب کے تلاش برتری کچھ معنی نہین رکھتی اسمعیل فتح نے جب یہ جواب سنا تسلیم و رضا کے سوا چارہ نجانکر بحسب ظاہر اظہار اطاعت اور فرمانبرداری کی اور ہر روز حسب معمول بادشاہ کی مجلس مین حاضر ہوکر بکمال بشاشت اور شگفتگی ملک سیف الدین غوری سے فروتر کھڑا رہتا لیکن باطنا بادشاہ کی نسبت دل و جگر گون کرکے قاصد اس امر کا ہوا کہ فرزندون اور خویشون کے اتفاق سے کہ سلک امرا مین منتظم تھے اور بعضے افغانان کبار کی اعانت سے کہ ساتھ اسکے طریق اتحاد رکھتے تھے سلطان علاء الدین حسن کو فرصت کے وقت اثناے سواری و شکار مین درمیان سے رفع کرے اور بدستور قدیم امر بادشاہی کو انجام دے لیکن جو تدبیر تقدیر کے موافق نہ تھی کبھی مراد کی واژگون ہوئی یعنی بادشاہ نے اسکے اندیشہ ناصواب پر آگاہی پائی اور مجلس عظیم ترتیب دیکر جمیع امرا اور منصبداران اور سادات اور قضاۃ اور علما اور مشائخ کو حاضر کرکے اسمعیل فتح سے سبب عذر کے اندیشہ کا استفسار کیا اسنے منکر ہوکر قسمین شدید کھائین شاہ علاء الدین حسن نے حضار مجلس کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا جو شخص کہ اسمعیل فتح افغان کے وسوسہ کے باعث راہ راست سے منحرف ہوکر اس کی بیعت مین آیا ہو وہ بیخوف و ہراس اداے شہادت کرے اور جو کچھ اسمعیل فتح سے دیکھا اور سنا ہو بلا تامل اظہار کرے اسے پوشیدہ نہ رکھے کہ مین اسے ماخوذ اور معتوب نکرونگا پس ایک جماعت امرا اور منصبداران شاہی نے کہ اسمعیل فتح سے پوشیدہ دست بیعت دراز کیا تھا بائی اپنی زندان ظلم بادشاہ سے راستی مین تصور کرکے جو کچھ بیان واقعی تھا بطرح سے مذکور کیا کہ سب کو یقین ہوا اور شک و شبہ مطلق باقی نرہا بادشاہ علاء الدین حسن نے اسمعیل فتح پر بعد ثبوت جرم

عاشقین

حاضران مجلس سے فتوائے قتل حاصل کر کے آتش غضب افروختہ کی اور اُسی مجلس مین تیغ سیاست سے اسمٰعیل فتح کو مقتول کیا اور تمام عفو اور دون کے جرائم اعمال پر کھینچا کسی وجہ سے انھین نہ ستایا اور زبان انکے طعن مین نہ کھولی اور گناہ اسمٰعیل فتح کے فرزندون اور عزیزون کا بھی دیدہ و دانستہ معاف فرمایا اور انھین حضور مین طلب کیا اور اُس کے فرزند بہادر خان کو قائم مقام کر کے منصب اُس کا ارزانی رکھا اور اُس کے جمیع عزیز و اقارب کو لطف و عنایت خاص سے مطمئن اور محظوظ کیا اور اسمٰعیل فتح پر سیاست اور جرم بخشی مردمان دیگر اور تعظیم و تکریم فرزندان اسمٰعیل فتح سے استقلال اور غلبہ بادشاہ ایک درجہ سے ہزار درجہ ہوا اور محبت اُس کی خلق کے دلون مین جیسے کہ چاہیے ہر جا گزین ہوئی اور اے تلنگ کہ مدت سے اُس زمانے تک مقام سرکشی اور تمرد مین تھا اور بادشاہ بسبب امداد و سابق کے کہ اُس سے وقوع مین آئی تھی اُس سے مدارا کرتا تھا آخر وہ بھی اخلاق بادشاہی سے شرمندہ ہوا اور اخلاص اور اطاعت اظہار کی اور باج و خراج کہ ہمیشہ شاہ دہلی کو دیتا تھا اُسی قدر اپنے ذمہ واجب الادا سمجھ کر خزانۂ عامرہ مین داخل کیا اور جب سلطان علاء الدین حسن کا کسی طرف کوئی دشمن اور بدخواہ باقی نہ رہا اُسوقت امرا و ارکان دولت کو بلا کر ایک انجمن قرار دی اور فرمایا حق سبحانہ تعالیٰ جل شانہ نے مجھے دولت بیقیاس ارزانی فرمائی اور جیدہ اور خلاصہ لشکر دہلی و دکن کی حفاظت کے واسطے اس طرف تعین تھا عنایت یزدانی اور توفیق ربانی سے میری ظل رایت مین فراہم اور مجتمع ہوا ہے میرے دل مین یون آتا ہے کہ یہ جماعت ہمراہ رکاب لیکر جس طرف کو توجہ کرونگا افواج فتح اور فیروزی دوا سپہ میرے استقبال کو دوڑینگی اس صورت مین مناسب یہ ہے کہ بجائے استقامت رکاب عزیمت مین رکھ کر جہانگیری مین مشغول ہون اور حسن آباد گلبرگہ سے اسپ خوشخرام کو جولان کر کے اودنی سے بیجانگر تک اور بیت بندرامیسر سے ولایت معبر تک اپنے قبض و تصرف مین لاؤن اور اُس کے بعد گوالیار کی طرف رایات ظفر آیات کو حرکت مین لا کر حرصۂ مالوہ اور خطۂ گجرات کو اپنے خطبہ اور سکہ سے بلند مرتبہ کرون ملک سیف الدین غوری نے زمین خدمت کو بوسہ دیکر از روے دانش اور بینش عرض کیا کہ ولایت کرناٹک اشجار اور انہار سے معلو اور پر ہوا اور رطوبت بہت ہوا پر غلبہ رکھتی ہے خصوص موسم برسات مین گھوڑے اور ہاتھی اور اونٹ اور بیل اور جمیع حیوانات ہمارے اُردو کے کہ بہواے ضد و مخالف اُس ولایت کی پرورش یافتہ ہین انکا اُس طرف مدتون رہنا اور زندگانی بسر کرنا بہت دشوار ہے اور بادشاہ علاء الدین خلجی اور سلطان محمد تغلق شاہ کے عہد مین دو تین مرتبہ لشکر کشی دھور سمندر پر ہوئی تھی حیوانات صامت اور ناطق سے دس حصہ سے ایک حصہ سلامت نہ پھرے تھے القصہ وہ ولایت اُسکے لائق نہین ہے کہ بادشاہ خود بنفس نفیس اُس طرف لشکر کشی کرے صلاح دولت اس مین ہے کہ اول ایک جماعت کو کرناٹک کی سرحدون کی تسخیر کے واسطے کہ ہوا و بان کی اس ملک کی ہوا سے فی الجملہ موافقت رکھتی ہے روانہ فرمائین اور اُس حدود کے سرکش راجاؤن کو کہ اسوقت تک تحف و ہدایا اور ایلچی درگاہ گیتی پناہ مین روانہ نہین کیے اور رابطہ اخلاص اور کمیتی کا بہم نہ پہونچایا ہے ضرب شمشیر غازیان اسلام سے مطیع اور فرمان بردار کر کے باج و خراج گذشتہ لیکر خاطر اشرف اس طرف سے مطمئن فرماوین اور جو تخت گاہ دہلی ان سنوات مین کمال بیرونق رکھتا ہے خود بدولت و اقبال و سعادت بعزم تسخیر مالوہ و گجرات و گوالیار کہ امراے صاحب وجود سے خالی ہے نہضت فرما کر رایات جہانگیری اور اقلیم کشائی کے بلند کرین سلطان علاء الدین حسن کن رائے ملک سیف الدین پر آفرین خوان ہوا اور عماد الملک تاشکندی اور مبارک خان لودھی کو جو امراے عظام سے تھے کرناٹک کی طرف تعین فرمایا اور انھون نے

آبادی کفار کو دریاے تاپتی جو کری تک تاخت اور تاراج کیا اور آگ و غارت اُس قوم کے منازل اور مساکن مین بپا کرکے دو لاکھ اشرفی طلائی کہ عبارت دو سو ہزار تولہ سے ہی اور جواہر و آلات وافر اور مروارید منکا نرکھا سریع الحساب اُس کے شمار سے عاجز ہو اور دو سو فیل کوہ تمثیل اور ایک ہزار رقاص اور ساز ندہ و بان کے راجاؤن سے پیشکش لیے اور اطاعت اور فرمانبرداری کے بارہ مین کوئی دقیقہ لوازم عہد و پیمان سے باقی نرکھا پھر انکے راجاؤن کے ایلچیون کے اتفاق سے شروع موسم برسات مین سالانہ غانماً معاودت کی اور سلطان اس لشکر ظفر پیکر کی مراجعت کے بعد ملک سیف الدین غوری کے استصواب سے سامان سفر درست کرکے ماہ شعبان ۷۵۸ھ سات سو اٹھاون ہجری مین حسن آباد گلبرگہ سے دولت آباد کی سمت روانہ ہوا اور جب بالاگھاٹ مین پہونچکر جائزہ فوج کا لیا پچاس ہزار سوار کہ اکثر انمین دلاور ان نیزہ گذار تھے قلم بند ہوے اور چاہا کہ ندربار اور سلطانپور کے راستہ سے ولایت مالوہ مین داخل ہون راے ہرن کے ایلچیون نے کہ راے کرن گجراتی کے پوتون سے تھا اور سپاہ دکن کے خوف سے باوجود خلل گجرات بگلانہ مین مقیم تھا اور ممالک موروثی کی طرف توجہ نکرتا تھا بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہو کر اپنے مکمل کی طرف سے عرض کی کہ جو درمیان رایان گجرات اور بادشاہان دکن کے ہمیشہ رسم اتحاد منظور اور ملحوظ رہی لہذا التماس کرتا ہون کہ اول گجرات کی طرف توجہ فرماکر اُس خط بہشت منزلت کو کہ میرے آبا و اجداد کا ملک رہا اور رعایا جاگیردارون کے دست ظلم سے جان بہ تنگ آن کر خواہان ایسی عنایات کی رہتی ہی مسخر اور مفتوح کرین اور اس بندہ کو اعداد ملازمان خاص مین درلاکر خاطر جمع سے مالوہ کی طرف لشکر کھینچین اور مقارن اس حال کے باقی زمینداران گجرات نے بھی ایلچی بھیجکر التماس قدوم کی سلطان علاء الدین حسن نے انصاف و احسان سے قرعۂ مشورت کا ڈالکر نزد فکر کی کھیلی اور خلاصہ فکر نے اسپر قرار پکڑا کہ جب مقابلہ اور مقاتلہ سلطان فیروز شاہ بار بک شہریار دہلی کا اپنے اوپر قرار دیکر حسن آباد گلبرگہ کے تخت گاہ سے نہضت کی ہو تو روانگی مالوہ اور گجرات کی علی السویہ ہو بلکہ جو رعایا گجرات کی راغب اور مائل قدوم میمنت لزوم ہو صلاح و سداد سے توجہ اُس طرف کی بہت قریب اور مناسب ہی سلطان علاء الدین حسن نے سب کی راے صواب جان کر شاہزادہ محمد کو مع بیس ہزار سوار برسم ہراول روانہ کیا اور خود بدولت نے بھی پیچھے سے باہستگی تمام رایت شوکت گجرات کی طرف بلند کیا لیکن شاہزادہ محمد جب قصبہ ٹوساری مین پہونچا اس حدود کو سب قسم کے جانورون سے مملو دیکھکر شکار مین مشغول ہوا اور آدمی باپ کے پاس کہ شکار دوست تھا بھیجکر اُس سرزمین کی کیفیت سے پیغام کیا بادشاہ بجناح تعجیل اسطرف سوار ہوا اور یک مہینہ کامل صید و شکار مین مشغول رہا اس درمیان مین موافق اس مصرع قضاے آسمانست این و دیگرگون نخواہد شد جو باعث احتراز سفر کرنا تھا پیش آیا شکارگاہ مین ہوا لگنے سے تپ محرق عارض ہوئی لیکن ذوق نشاط شکار سے اپنی محافظت مین نہ مشغول ہوا یعنی باوجود پیری اور دقت تو بہ اور انابت کے جیسا کہ بادشاہان عیش پرور کا لازمہ ہی مجلس شراب صحراے شکار مین آراستہ کرکے گوشت شکار کے کباب کی رغبت کی اور ہیضہ ہونے سے ایکبارگی مزاج شریف اُس کا مسلک اعتدال سے منحرف ہوا نظم تو اے رہنا چو گل تا چند روزے ✦ خوری از جام گلگون لالہ گون مے ✦ چو نرگس تا بہ کے ساغر پرستی ✦ قدح در دست دارد خواب مستی ✦ تو تا باشی نخواہد شد چو لالہ ✦ سرت خالی ز سودائے پیالہ ✦ بسی خانہ خراب از مے شد آباد ✦ بسے خانہ کہ دادش بادہ بر باد ✦ اور جب مرض کی شدت محسوس ہوئی ناچار قرین صحت

ودرد عازم مراجعت ہوکر بہ کوچ متواتر حسن آباد گلبرگہ کی طرف گیا اور علما اور مشائخ کو حاضر کرکے صدر الشریف
سرقندی کے ہاتھ پر تمام مناہی سے تائب ہوا اور اپنے تمام ممالک محروسہ کو موافق زمانۂ قتلغخان استاد کے
چار حصہ کیے حسن آباد گلبرگہ کو حدود ایل اور راجپور اور مدکل تک ملک سیف الدین غوری کے سپرد کیا اور دولت
آباد اور خیبر اور جیول اور قصبۂ بیڑ اور مونگی پٹن کہ چیدہ اور خاصہ ولایت مرہٹہ سے ہو اپنے بھتیجے
خان محمد بن ملیشاہ کے تفویض فرمائی اور مملکت برار اور ماہور صفدر خان سیستانی کے سپرد کرکے مملکت بیدر
اور قندھار اور اندور اور کولاس اور جسقدر ولایت تلنگ کہ تصرف مین رکھتا تھا اعظم ہمایون اولاد ملک سیف الدین
غوری کی طرف رجوع کرکے چھ مہینے تک فرش بیماری پر تکیہ کرکے قلعہ گلبرگہ کے اندر اس قصر مین کہ مشرف کوچہ پر تھا اپنا مقام
کیا اور صبح و شام بلکہ علی الدوام باراعام دیکر احوال خلائق مین مصروف رہتا اور مظلومون اور ضعیفون کی ادرسانی
مین اشتغال فرماکر حکم کیا کہ تمام ممالک محروسہ کے زندانیون کو آزاد کرین یا اگر کوئی گناہ عظیم کے سبب سے مقید اور
محبوس ہو بقدغن و تحصیل تام حسن آباد گلبرگہ مین لاوین لہذا بموجب فرمان بادشاہی زندانیون کو کہ جرائم عظیم کے
سبب گرفتار تھے دار الخلافت مین لائے اور جس شاہ داد گستر نے اسی وقت اُنکے جرائم بوجہ احسن عفو فرماکر آزاد کیا
مگر سات آدمی کو کہ صلاح ملکے دولت اُنکی آزادی مین نہ دیکھی تو شاہزادہ محمد کے سپرد کیا اور فرمایا کہ میرے
بعد جس شخص مین اپنی صلاح دولت جانے اُن کے بار مین عمل مین لاوے اس عرصہ مین مرض نے اور بھی ترقی قبول
کی ہر چند حکیم علیم الدین تبریزی اور حکیم نصیر الدین شیرازی اور بھی حکما ہند نے اصلاح مزاج اقدس مین مساعی جمیلہ
کی لیکن اس سبب سے کہ مرض طبیعت پر غالب ہوا تھا اور حرارت غریزی نے مخزن نقصان کی طرف رکھا تھا کسی وجہ سے
تدارکی کا اثر اُسپر مترتب نہوا اور روز بروز ضعف و ناتوانی کے سبب سے مزاج اقدس زبون اور ضعیف تر ہوتا تھا
یہانتک کہ بادشاہ کو یقین ہوا کہ ہنگام وداع ہی پھر معالجہ سے دست کش ہوکر منتظر ندائے اجل کا ہوا اسوقت اپنے
چھوٹے بیٹے محمود کو کہ اُس سے محبت زیادہ رکھتا تھا جب اپنے روبرو نہ دیکھا پوچھا کہ وہ کہان ہے سعدون نے عرض کی
کہ مکتب مین سبق پڑھنے مین مشغول ہے پھر اُسے بلاکر استفسار کیا کہ کیا پڑھتا ہے عرض کی بوستان تصنیف شیخ مصلح الدین
سعدی شیرازی کی سیکڑہا بیت فرمایا آج کس حکایت کا سبق لیا ہے محمود عرض گزار ہوا کہ آج مین نے یہ حکایت پڑھی
ہے حکایت شنیدم کہ جمشید فرخ سرشت ۔ بسر چشمۂ بر لبستگی نوشت ۔ بدین چشمہ چون مابسے دم زدند ۔ بر فتند
چون چشم بر ہم زدند ۔ کز فتند عالم بمردی و زور ۔ ولیکن نہ بردند با خود بگور ۔ بادشاہ علاء الدین حسن کانکوی
بہمنی نے جب یہ سنی بیت سنی ضبط نہ ہوسکا بے اختیار ہائے ہائے کا نعرہ بلند کرکے رویا اور فرزندون یعنی
محمد اور داؤد کو حاضر کرکے فرمایا کہ بیقفس دلبسین ہو تم سے کہتا ہون کہ اگر اپنی بقائے دولت و سلطنت چاہتے
ہو سب بھائی مقام موافقت مین رہو اور محمد کو میرا جانشین سمجھکر اُنکی خدمت اور اطاعت دارین کی سرفرازی جانو
پھر خزانہ کو طلب کرکے مبالغ کثیر نقد و جنس سے لیے اور محمد اور محمود اور داؤد کے تفویض کرکے فرمایا کہ مسجد
جامع مین جاؤ اور یہ زر مشائخ اور علما اور مستحقون کو جو مذہب حنفی رکھتے ہون تقسیم کرو جیسا کہ خون نے اپنے باپ
کے فرمانے کے بموجب عمل کرکے بازگشت کی اور خدمت مین اپنے باپ کے عرض کی بادا ذ بلند الحمد کہ جان
بحق تسلیم کی رباعی ہر روز یکے روز بر آید کہ منم ۔ خود را بجہانیان نماید کہ منم ۔ چون کار جہان بر قرار ے گیرد ۔ ناگاہ

اجل زور در آید کہ منہ گیارہ برس اور دو مہینے اور سات دن بادشاہی کی تھی جب غرۂ ربیع الاول سنہ ۷۵۹ سات سو اُنسٹھ کے منہ دکھایا تو مرگ کا فرمان اس کے پاس آیا مدت اُس کی عمر کی سرسٹھ سال تھی البقاء للملک المعبود اور مقابر شیخ عین الدین بیجاپوری مین مسطور ہی کہ سلطان علاء الدین حسن کانکوی بہمنی سے پوچھا کہا کہ بے گنج و لشکر تھوڑے عرصہ مین ایسی دولت شگرف کیونکر تجھے دستیاب ہوئی اور خلائق کہ بے مشقت تو نے کیونکر اپنا مطیع اور فرمانبردار کیا جواب دیا کہ باعث اس کی دو چیز تھین اول یہ کہ مردت کو مین نے لازم پکڑا اور کسی حال مین مین نے اُس سے تجاوز نہ کیا دوسرے یہ کہ مین نے دست سخاوت کھول کر دوست اور دشمن سے طریق احسان سلوک رکھا پس مردم ان دو کار بزرگ کے سبب میرے خواہان ہوے اور میری اطاعت مین ہمہ تن مصروف ہوکر مجھے دوست سمجھے اور مجلدان علما اور مشائخ کے جو معاصر سلطان علاء الدین حسن تھے ایک شیخ عین الدین بیجاپوری اور دوسرے شیخ محمد سراج تھے انشاء اللہ تعالی اُنکے حالات اور مقالات عنقریب بمقام مناسب مین خانۂ اعجاز نشان کی استعانت سے مبین ہونگے اور احوال سلاطین بہمنیہ کے ناظرون پر مخفی اور پوشیدہ نرہے کہ صاحب تاریخ تحفۃ السلاطین اور سراج التواریخ اور برہن نامۂ دکنی جس کو بعضے لوگ شیخ آذری کی نظم لکھتے ہین کسی نے اصل و نسب مین سلطان علاء الدین حسن کانکوی بہمنی کے صریحا ایک حرف بیان نہین کیا ہی لیکن ستایش کے وقت بعضے مقامون مین شاہان کیان کی طرف منسوب کرکے کہا ہی کہ کلاہ کیانی سر پر رکھکر تخت کیانی پر بیٹھا اور امثال ذلک اور بعضے مقام مین اُسکو بہمن اور اسفندیار سے نسبت کرکے مدح کی ہی کہ شاہ بہمن نژاد اور فروزندۂ کاخ بہمنی اور مثل اس کے اور عبارات جن سے ظاہر ہوتا ہی کہ وہ اسفندیار کے نسل سے تھا ان دونون کتاب مین بہت درج ہین اور اگر یقین ہوتا کہ بہمن نامہ نتایج طبع بے طبع اور عالم باعمل اور عامل بے اہل شیخ آذری کا ہی اس دعوی کی تصدیق کے واسطے ایک شاہد عادل ہوتا کیونکہ شیخ آذری جیسے بزرگ سے یہ امر بعید تھا کہ ایک چیز کو خوب تحقیق اور ثابت نکرکے مدعی اسکا ہوتا اور شہنشاہ نامہ کہ مین نے محبت کے واسطے اس کتاب مین درج کیے ہین تالیف سخن شناسون کی نہین رکھتے اور مخلص شاعر بھی اس کتاب مین تقریر کی نظر سے نہین گذرا پس سخن مجمل اور مہمل کو کیونکر باور کرین کہ یہ شعر شیخ آذری کے ہین لیکن جب وقت مسودان اوراق کا بلدۂ احمد نگر مین رفیعی شاہ نظام بحری کے سلک ملازمین مین منتظم تھا اُسکے کتب خانہ مین ایک رسالہ مشتمل بر تحقیق اصل و نسب سلطان علاء الدین حسن کانکوی بہمنی جسپر نام اُسکے مصنف کا درج نہ تھا اس خاکسار بمقدار کی نظر سے گذرا اور حاصل رسالہ کا یہ ہی کہ سلطان علاء الدین کانکوی بہمنی نژاد پہلوی سے ہی اور پانچ پشت کے کہ سلطان علاء الدین حسن بن کیکاؤس بن محمد بن علی بن حسن بن سام بن میمون بن سلام بن ابراہیم بن نصیر بن منصور بن رستم بن کیقباد بن منوچہر بن نامدار بن اسفندیار بن کیومرث بن خورشید بن صعصاے بن غفور بن فرخ بن شہریار بن عامر بن سعید بن ملک داؤد بن ہوشنگ بن نیک کردار بن فیروز بخت بن نوح بن صارغ اور نسبت صارغ کی بچند وجوہ ساتھ بہرام گور کے پہنچتی ہی اور بہرام گور ساسان کی نسل سے ہی اور ساسان بہمن بن اسفندیار کی نسل سے کہ جملہ بادشاہان کیان سے تھا اور سلطان علاء الدین حسن اور اولاد عظیم الشان اُس کی کو اسی وجہ سے بہمنیہ کہتے ہین جو کچھ خاطر ناقص مین جامع اس اخبار کے پہنچا ہی یہ ہی کہ جب سے نام کانکوی بہمن کا جزو نام سلطان علاء الدین حسن کے ہوا اُس کو بہمنی کہتے ہین لیکن خوشامدی شاعرون و مورخون کے ہاتھ مین اس سے دستاویز مل گئی کہ کانکوی بہمنی کی نسبت تو کر

بہمن بن اسفندیار کی طرف لگائی واللہ اعلم تذکرہ آرائش یا تخت وتاج سلطنت اور جہانبانی
کا وجود یا جودنو یا وہ بوستان شاہی و کامرانی سلطان محمد شاہ بن سلطان علاء الدین
حسن کانکوی بہمنی نور اللہ مضجعہ منور رحمتہ سے ۔ نظم گذارندۂ شرح معنی شناس ۔ سخن را چنین می
نہد در قیاس ۔ کہ بعد از حسن شاہ تخت دکن ۔ نوی در گرفت از محمد حسن پہلطان محمد شاہ کہ وفور عقل وشجاعت وسخاوت
سے موصوف تھا سلیمان کے مانند چتر ہمایون کے سایہ مین در آیا اور اسباب تجمل اور آلات شوکت بادشاہی مین نہایت
کوشش کرکے چتر کے کلس کو جواہر آبدار سے آراستہ کیا اور ہمائے مرصع اُس قبہ پر نصب کرکے وہ یاقوت کہ رائے بیجانگر
نے سلطان علاء الدین حسن کے واسطے بھیجا تھا اور جوہری اُسکی قیمت کی تشخیص سے عاجز تھے اُس طائر ہمایون کے
سر پر نصب کیا اور تواچیون اور بیادلون کی کثرت مین سی موفورہ کی اوامراء اور منصب اردن اور یکہ جوانون کو واسطے چار
وقت قرار دیے اور ہر ایک کو ایک خدمت سے سرفراز کی یکہ علیحدہ نام رکھے چنانچہ تواچیون کو احضار لشکر اور یادہی خانہ
کی خدمت دی اور تخمین بارداران کہتے تھے اور جو کہ اسلحہ خاص اُس نو گل گلشن اقبال کے از قسم شمشیر و سپر وغیرہ وعلم کہ جوانان
خاصہ کے حوالہ تھے انھین اسلحہ داران کہتے تھے اور اعداد اُنکے اُسوقت مین دو سو مرد سے زیادہ نہ تھے اور یکہ جوانان
خاصہ کے چار ہزار تھے انھین خاصہ خیل کہتے تھے اور حکم فرمایا کہ ہر روز پچاس اسلحہ دار اور یکہزار خاصہ خیل صبح کے وقت
دیوانخانہ کے دروازہ پر حاضر رہین اور دوسرے دن مجکو جب اور نوبتی حاضر ہو دین تو وہ اپنے منازل مین مراجعت
کرین اور ہر نوبت مین جو امراء اور منصب دار پائے تخت مین حاضر ہون وہ بھی دیوانخانہ مین آنکلا کرین اور اُن کے
ہمراہ جو کی دیوین اور ہر نوبت مین ایک کو بزرگ اور سردار کرکے اُسکا سر نوبت نام رکھا اور سر نوبت جو کی اول کو
بھی سر نوبت کہکر اور نوبتیون کے سر پر مرتبہ برتری کا بخشا اور اسی طرح سے ہر ایک طرف دار مملکت کے واسطے ایک
خطاب مقرر ہوا چنانچہ طرفدار دولت آباد مسند عالی و طرفدار دربار مجلس عالی و طرفدار سپید رو تلنگ اعظم ہمایون و طرفدار
پائے تخت حسن آباد گلبرگہ اور بیجاپور کہ منصب وکالت رکھتا ہو ماب نائب خطاب رکھا اور سپہ سالار جمیع ممالک
محروسہ کو امیر الامرا قرار دیا اور یہ مناصب اور خطاب اسوقت تک بلاد دکن مین شایع اور رائج ہین اور جمعہ کے
سوا اور دنون مین ایوان کے درمیان مین فرشہائے ابریشمین نہایت تکلف سے بچھا کر شامیانے تجمل زریفت اور
بھی قمشہ نفیسہ آگے ایستادہ کرتے تھے اور تخت فقرہ سلطان علاء الدین حسن کا بچھاتے تھے اور سلطان محمد شاہ
ہر دن چڑھے تشریف لیجا کر اول تعظیماً تخت پدر کو سجدہ کرتا تھا اُس کے بعد تخت پر جلوہ گر ہو کر نہایت شوکت اور
صلابت سے بار عام دیتا تھا اور لوازم جہانداری مین مصروف ہوتا تھا اور پیشتر اس سے کہ موذن اذان ظہر دیتا تخت
سے برخاست کرکے مجلس دربار موقوف کرتا اور جو کہ طبیعت خیور رکھتا تھا تخت پدر کے سجدہ سے دلگیر رہتا
تھا بعد چندے رائے تلنگ نے جیسا کہ بیان آوبگا ایک تخت فیروزہ بھیجا سلطان محمد شاہ نے اُسے دولت شگرف
جانکر ایوان بار عام مین رکھا اور تخت فقرہ گوشہ مین رکھکر پھر اُسپر اجلاس فرمایا اور سلطان فیروز شاہ بہمنی نے اپنے
عہد فرخندہ مین اُس تخت فقرہ کو مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین بھیجا تو اُسے تو کر سادات پر قسمت
کرین اور ابتدائے زمانہ مین سلطان علاء الدین حسن کے زمانہ کے موافق نواب ملک سیف الدین غوری کے
سوا کوئی شخص سلطان محمد شاہ کے دربار مین ہرگز بیٹھ نہ سکتا تھا چنانچہ اُسی عرصہ مین جب ملک سیف الدین غوری

نے دیکھا کہ دربار میں بیٹھنا سلطان محمود شاہ کے طبع غیور کے موافق نہیں ہو عرض اقدس میں پہونچایا کہ جو خویش و اقارب حضرت کے اور دیگر امرا کہ حقوق خدمت اس دولتخانہ پر رکھتے ہیں وہ سب بزرگوار خدمت میں ایستادہ رہتے ہیں اس دولتخواہ کو بھی حکم ہو کہ مثل اُنکے پائے تخت میں ایستادہ رہے اور یہ عرض جو بادشاہ کی عین رضا تھی پذیرا ہوئی وہ بھی مثل تمام مجرائیون کے خدمت میں مشغول رہتا تھا اور اسی طرح سے حکم فرمایا کہ سکہ زر پر بارین اور ہر روز پانچ مرتبہ نوبت شاہی بجاوین اور تمام آدمی بارعام کے وقت دوڑ انو ہو کر سر زمین پر رکھین اور بعد الفراغ دولت بادشاہان بہمیہ کے دکن میں چند فرقہ بہم پہونچے اور صاحب چتر و خطبہ ہوے لیکن ہرگز سکہ سونے پر نہ مارا اور پنج وقتی نوبت بادشاہی جو بادشاہ کا لازمہ ہے بجائی سوائے والیان تلنگ کے کہ شہر قطب شاہیہ میں انھون نے بھی اگرچہ پنج وقتی نوبت بادشاہی بطرز سلاطین بہمنیہ بجائی لیکن سکہ نہیں پایا اور زر سلطان محمد شاہ بہمنی کا قسم طلا و نقرہ سے چہار گوشہ تھا یا وزان مختلف نہایت در جہ دو تولہ سے زیادہ نہیں اور رتی تولہ سے کم نہیں اور ایک طرف کلمہ طیبہ شہادت اور نام چار یار اور دوسری طرف بادشاہ عصر کا نام اور تاریخ وقت نقش تھی اور صرافان نقرہ اپنے تعصب سے اور والیان بجانگر و تلنگ کی تحریک کے باعث زر محمد شاہی کو کہ خلل و غش سے بری تھا گداختہ کرکے اپنے چلتے کہ پرتو یہ بالائے زر کفار بیجانگر اور تلنگ کا دکن میں رائج رہے سلطان محمد شاہ اس بات سے آگاہی پاکر چند مرتبہ ممالک محروسہ کے صرافون کو توڑنے اور چرخ دینے زر اسلام سے مانع آیا اور لوازم نصیحت کے بجالایا اور جب ممنوع نہوے اور نصیحت سودمند نہ آئی فرامین قتل اس جماعت کے بارہ میں لکھ کر مردم معتبر اور دولتخواہ کے ہاتھ اطراف و جوانب میں ارسال فرمائے کہ فلان تاریخ میں صرافون کے قتل میں اقدام کریں چنانچہ ماہ رجب سنہ ۷۰۰ سات سو کے ہجری میں کہ روز میعاد تھا بیکبار تمام ولایت میں صرافان ہندو کا قتل شروع کرکے عرصۂ ملک بادشاہان بہمنیہ کا آلایش وجود اس جماعت سے پاک کیا اور حکم کے موافق مکتریان کہ ہمراہ لشکر دہلی بسنوات سابقہ دکن میں آئے تھے صرافی کے شغل میں مشغول ہوے اور آخر عہد شاہان بہمنیہ تک زر اسلام رائج اور شائع تھا صرافان دکنی الاصل نے جب یہ امر شاہان اسلام سے مشاہدہ کیا سلطان فیروز شاہ بہمنی کے عہد میں اپنے آباو اجداد کے اعمال ناپسندیدہ سے اظہار ندامت کرکے مبلغہائے کلی سرکار شاہی میں دیے اور امر صرافی میں اقدام کرکے گرد زر مسکوک کفار نہ پھرتے تھے اور اگر احیاناً کوئی شخص اس زر سے اُنکے پاس لاتا تھا تعمیت طلا خرید کرکے دار الضرب میں لیجاتے تھے اور گذار کرتے تھے اور خزینہ مردم بادشاہی کے سبب سے خاطر جمع کرتے تھے لیکن جب اوسط عہد سلطان محمود شاہ بہمنی میں آثار خلل بنیاد دولت اس خاندان میں مشاہدہ ہونے لگے تب پھر اپنے کام میں مصروف ہوے یعنی چرسات برس کے عرصہ میں زر اسلام سے کچھ اخراجہ چھوڑا اور زر مسکوک رایان بیجانگر اور تلنگ کو کہ ساختہ ہندو اور پرتاب کے شہرت رکھتا ہے جمیع ممالک اسلام میں رواج دیا اور اب تک کہ تاریخ ہجری ایکہزار اور سوا کو پہونچی ہے وہی زر کفار اہل اسلام کے درمیان میں شائع اور رائج ہے اور راقم اس حروف کا یاد رکھتا ہے کہ شاہ قلی صلابت خان ترک کہ مجلس میں چند مرتبہ کہ باک حل بوعقد امور مرتضیٰ نظام شاہ بحری کے قبضہ اختیار اسکے میں تھی حکایت قتل عام صرافون کی عہد فرخندہ عہد سلطان محمد شاہ بہمنی میں مذکور ہوئی شاہ قلی صلابت خان ترک نے چکاسمی کا میان جان پر باندھ کر چاہا کہ مرتضیٰ نظام شاہ بحری کے قلمرو میں بھی زر اسلام کو رواج دیکر زر کفار کو متروک کرے چنانچہ پانچ چار برس تخمیناً کے اندر چند موضع میں دار الضرب یعنی ٹکسال بہم پہونچا کر وجہ طلا اور نقرہ کو بنام نامی ائمہ اثنا عشر علیہم الصلوٰۃ والسلام اور

ف مخفی نہ رہے کہ اس زمانہ میں زر اسلام کے رواج دینے کا قصد کرنا بادشاہ وقت کا بمنزلہ اعلان جنگ کے تھا

اسم مبارک مرتضی نظام شاہ بحری کے زیب و زینت دیا لیکن امیر الامرائے مملکت برار یعنی سید مرتضی سنانی جو شاہ قلی صلابت خان سے صفائی نرکھتا تھا بچا یا کہ مملکت برار مین ٹکسال بہم پہونچا کر زر اسلام شائع ہو اور اس بات نے صرافان احمد نگر کے دلمین کہ پائے تخت نظام شاہیہ مین تھے اثر کیا عمال سلطان محمد شاہ بہمنی کو موافق کر کے اپنے مکانون مین زر مسکوک اسلام کو توڑکر اسکی بے رواجی مین کوشش کرنے لگے اور ہر چند شاہ قلی صلابت خان صرافان مبتدع کو عقوبات غیر مکرر اور گوناگون سے قتل کرتا تھا کچھ فائدہ اسپر مترتب نہوتا تھا اور اپنے عمل زشت سے باز نہ آتے تھے قضا را اسی عرصہ مین چند روز کے بعد شاہ قلی صلابت خان منصب وکالت سے معزول ہو کر محبوس ہوا اس صورت مین صرافان عناد پیشہ نے اس دیہ کانشان بچھوڑا اور اسی طور سے برہان نظام شاہ بحری ثانی نے ۱۰۱۱ یکہزار گیارہ ہجری مین بنام حضرت امیر معصومین علیہم الصلوۃ والسلام زر سرخ کو مسکوک کر کے چاہا کہ زر کفار متروک کردن لیکن جو انھین دنون مین اسکے طائر روح نے باغ بہشت کی طرف پرواز کیا اور احمد نگر مین ہرج و مرج ظاہر ہوا اس امر نے صورت نہ باندھی اور مدت توقف مین پھر القصہ سلطان محمد شاہ بہمنی نے شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترویج مین نہایت درجہ کوشش کر کے زر کفار کو قلمزد اپنے سے مستاصل کیا رائے بیجانگر اور تلنگ اس کو صاحب اعیہ جانکر خائف اور ہراسان ہوے اور دونون نے متفق ہو کر امرائے اسلام کو جو تمام نقود و خزائن مکہ معظمہ بھیجنے کے سبب سے ریختہ خاطر ہوے تھے جیسا کہ مذکور ہوا گا تقویت کر کے سلطان محمد شاہ بہمنی کی مخالفت کے واسطے ترغیب و تحریص کی اور جب بعضے امرائے کبار طائع انسے ہمزبان اور ایک دل ہوے رائے بیجانگر نے آدمی سلطان محمد شاہ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ قدیم الایام سے قلعہ رایچور اور مدکل مع مضافات اسکے کنارہ آب کشنہ تک تحت مین رایان بیجانگر کے رہا ہے اگر آپکو ہمسائگی ہماری اور اپنے بقاے سلطنت کی تمنا ہو مقام اتحاد مین ہو کر آب کشنہ کے ساحل تک قلعہ اور پرگنے ہمین واگذاشت کرین تو ممالک تمھارے سپاہ شاہ دہلی کے صدمہ اور میرے لشکر قہار کے آسیب سے محفوظ اور محروس ہون اور اسی طرح رائے تلنگ نے قلعہ کولاس جو سلطان علاء الدین حسن کو پیشکش کیا تھا اسوقت فرصت پاکر ایلچیون کو دار الملک بہمنیان مین روانہ کر کے پیغام بھیجا کہ میرا بیٹا ناگ دیو مجھسے مقام سرکشی مین ہے اور قلعہ کولاس و رام سکے مضافات کی تخلیص و استرداد کا عازم و جازم ہے صلاح دولت جناب ہمین ہے کہ کار جنگ کو نہ پہونچکر اس محال کو طرف رجوع کرین تو جادۂ موافقت اور مرافقت مین راسخ دم اور ثابت قدم ہو کر آپکے دوست کا دوست اور دشمن کا دشمن رہین القصہ سلطان محمد شاہ نے نہایت دانائی اور جانفشانی سے انکے ایلچیون کی تعظیم و تکریم فرماکر ڈیڑھ برس لیت و لعل اور حرف وصوت مین نگاہ رکھا اور ملک سیف الدین غوری کی صلاح سے مکاتیب محبت مشاہ مرقوم کر کے مردم سخندان کی صحابت سے بیجانگر اور تلنگ مین روانہ کیے اور اس عرصہ مین تقریبات اظہار کر ہر ایک امرا کو جنسے متوہم تھا اور دشمنی کا گمان رکھتا تھا مستاصل کر کے دوسری جماعت کو کہ محل اعتماد تھے بزرگ اور صاحب دستگاہ کیا پھر بعد مراجعت مکہ جہان کے سفر مبارک مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے اور اطمینان خاطر سرکشی اور مخالفت مردم درگاہ سے بہم پہونچا کر بارعام دیا اور ایک مجلس کمال شوکت و صلابت سے آراستہ کی اور ایلچیون رائے بیجانگر اور تلنگ کو اس مجلس مین بلایا اور انھون سے نہایت غضب اور نہایت تسلط اور غایت استیلا سے کہا کہ ایک مدت ہو گئی کہ تخت فیروز بخت دکن نے فرقدوم سے میری رونق بسہ برین بہم پہونچائی ہے اور میرے اقبال کا پائون عرش فرسا ہوا تبتک رایان اطراف نے مجھے پیشکش اور ہدایا نہ بھیجے چاہیے کہ ضیان کا آمدنی مستقدر

کہ اُنکی سرکار مین ہون مع زر و جواہر اور تمام متعہ اور قشقہ اُنکی پیٹھ پر لاد کر بسبیل استعجال درگاہ مین روانہ کرین کہ نقود و خزانۂ عامرہ مکہ معظمہ اور مدینۂ منورہ مین صرف ہو ازر کی احتیاج بہت ہی ایلچیون نے صورت مجلس کو دوسری طرز پر دیکھکر زمین خدمت کو بوسہ دیکر اپنے منازل مین گئے اور قصہ طلب پیشکش کا مشروحاً اپنی عرضیون مین درج کرکے جلد روانہ کیا اور حکایت روانگی ملکہ جہان بجانب مکہ معظمہ اور مدینۂ منورہ اور خالی ہونا خزانہ طلا اور نقرہ مسکوک اور غیر مسکوک کا ساتھ اس طور کے ہو کہ سلطان علاء الدین حسن جب مثل اورون کے اس جہان گذران سے درگذرا سلطان محمد شاہ بہمنی نے سوم کے دن صبح کو جیسا کہ داب سلاطین ہندوستان ہی زیارت قبر پدر کرکے لباس سوگ کا تبدیل فرمایا اور دار الخلافت حسن آباد گلبرگہ مین تخت فرمانروہی پر اجلاس کیا اور امور جہانداری کے عہدہ سے جیسا کہ واجب و لازم ہی برآیا اور کسی طرح کا نقص نہ کرکے فرامین استمالت اور خلعت ہاے فاخرہ ازروے عنایت خان محمد اور صفدر خان سیستانی اور خوانین دولت آباد اور برار کے واسطے بھیجکر اُنھین مطمئن کیا اور ملک سیف الدین غوری اور اُسکے بیٹے ہمایون کو نوازش اور تربیت خسروانہ فرماکر دولت و اقبال کے مراتب اعلیٰ پر پہونچایا اور چھ مہینے کامل ہر شب جمعہ کو اپنے باپ کی تربت پر کہ قلعہ حسن آباد گلبرگہ کے باہر واقع ہی جاکر فقرا اور مساکین اور زوارون کو بانعام و احسان مخظوظ کرتا اور ایک گنبد عالی اُسپر بناکر کے چند قصبہ اور قریہ وقف حظیرہ کرنے کا حکم دیا کہ ہمیشہ دو سو آدمی باپ کی قبر کے قرب تلاوت قرآن مجید مین مشغول رہین اور ملکہ جہان نے کہ والدۂ سلطان محمد شاہ تھی جمیع نقود و جواہر اور زر خاصہ اپنا تروح روح شوہر کے واسطے صرف کیا جب ایک سال اُسکے فوت سے گذرا اپنے بیٹے سے سفر مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً کی رخصت حاصل کی اور سلطان محمد شاہ مراسم عزت والدہ جس طرح کہ واجب ہی بجا لاتا تھا حازم جازم ہوا کہ تمام نقود و خزینہ کو کہ اُسکے باپ نے مصلحت دینوی کے واسطے جمع کیا تھا ہمراہ ملکہ جہان اماکن شریفہ کی طرف روانہ کرون کہ واسطے ترویح روح پدر فقرا اور مساکین پر صرف کرے پھر خزانچی کو بلاکر حکم فرمایا کہ طلا اور نقرہ مسکوک اور غیر مسکوک جو کچھ خزانہ مین ہو سب دربار مین حاضر کرو چنانچہ خزانچی باطاعت تمام صندوق طلا اور نقرۂ خالص سواے مرصع آلات کے جملہ ملاحظہ مین درلایا اور حکم کے موافق معیار مین لاکر چار سو من طلا اور سات سو من چاندی بوزن دکن قلمبند ہوے اس درمیان مین بعضے امرا و ارباب دخل نے عرض کیا کہ بادشاہ دہلی یعنی ملک فیروز شاہ بار بک اس مملکت کے انتزاع کی فکر مین ہی اور بادشاہون کو معالج لشکر اور حفظ مملکت مین خزانہ کے سوا چارہ نہین ہی صلاح دولت آنہین دیکھتے ہین کہ بقدر کفاف مصحوب ملکہ جہان کرکے باقی کو خزانہ مین داخل فرماوین تو ضرورت کے وقت امور سلطنت مین کام آوے سلطان محمد شاہ نے متفکر ہوکر سکوت اختیار کیا مقارن اس حال کے ملک سیف الدین غوری دربار مین حاضر ہوا جب آثار تفکر سلطان کے چہرے سے مشاہدہ ہوے اُس کا سبب استفسار کیا سلطان محمد شاہ نے ارادہ اپنا اور مانع آنا دولتخواہونکا مع وجہ مذکور بیان فرمایا ملک نائب سیف الدین غوری نے جواب دیا قبلۂ عالم و عالمیان سلامت ارکان دولت نے جو کچھ کہا ہی حق ہوا اور بادشاہ جاندار کو خزائن اموال پر ضرور ہی لیکن جو نقود لبقصد اس کے کہ راہ خدا مین صرف کیا جاے خزانہ سے برآوردہ کرکے دربار فیض آثار مین حاضر کیا ہی مناسب نہین دیکھتا کہ قبض عزیمت کرکے پھر خزانچی کے سپرد فرماوین سلطان محمد شاہ کو یہ کلام طبیعت حق طلبیت کے موافق آیا اُسوقت یہ فرمایا کہ حق سبحانہ تعالیٰ جلشانہ نے میرے باپ کو بے مال و مملکت ایسی بادشاہی کرامت فرمائی اگر اُسے میری سلطنت نگاہ رکھنی منظور ہوگی بے خزانہ نگاہ رکھیگا یہ کہکر صدر الشریف اور دوسرے مرزمان معتبر کو بلایا اور

چاندی سونا بے کم و کاست اُن کے حوالہ کیا اور معین خان خواجہ سرا کو مع چند خواجہ سرا دیگر خدمت کے واسطے تعین کیے کہ اپنی والدہ کو اُس جماعت کے ہمراہ بندر دابل کی طرف روانہ کیا اور وہ عفیفہ صالحہ جمیع مہمات اپنے صدر الشریف اور معین خان خواجہ سرا کے تفویض کر کے کشتی محمد شاہی مین کہ اُس جلدی مین مہیا کی تھی سوار ہوئی اور عزیز و اقارب اور ملوک اور خواتین کی عورتون کے سو آٹھ سو عورت بیوہ اور فقیرنی ساتھ اُسکے کشتی مین درآئین اور صدر الشریف ملکہ جہان کے اشارہ کے موافق غنی اور محتاج کے احوال پر تفقد و عنایت فرماوے اور اُنسے کہا کہ سفر کے جانے اور آنے مین تمام لوگ مہمان عزیز ملکہ جہان ہین کوئی شخص مال خاصہ اپنے سے خرچ نہ کرے اور جس شخص کو جو شے درکار ہو سرکار سے لیکر صرف کرے اور تلخی طلب سے نہ اندیشہ کرے کہ یہ مال وقف ہے اور تعلق ساتھ تمھارے رکھتا ہے اور کشتی ملکہ جہان بادمراد کے سبب بے آسیب موجۂ طوفان ایک مہینے اور سات روز کے عرصہ مین موسم حج مین بندر جدہ مین پہونچی صفدر کیا اور مرزا و جوتین طواف خانۂ خدا سے مشرف ہوے اُسکے بعد ملکہ جہان نے اُس ملک کے مستحقون کو انعام اور احسان سے مسرور القلب کر کے یوم الحساب کا ذخیرہ کیا اور ہیئت مجموعی سے مدینۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین جا کر سید المرسلین کی زیارت مین شرف یاب ہوئی اور ایک سال اُس مقام مقدس مین مقام کیا اور چار ہزار سادات کے لڑکون اور لڑکیون کی عروسی اور دامادی کر کے زر خطیر اُس کار خیر مین صرف کیا جیسا کہ ملا داؤد بیدری نے تحفۃ السلاطین مین لکھا ہے کہ ملکہ جہان اکثر اوقات بقیع کی طرف جا کر زیارت حضرت سید النساء فاطمۃ الزہرا صلوۃ اللہ علیہا وعلی اولادہا المعصومین کی کر کے خیرات کثیر بنام چاریار اور فرزندان جناب عصمت قباب بی بی کی کرتی تھی ایکدن صدر الشریف سے پوچھا کہ قبر سید الشہدا امام حسین علیہ التحیۃ والثنا کہان ہے اُسنے عرض کی زمین کربلاے معلی مین واقع ہے ملکہ جہان نے فرمایا کہ قبر حضرت بی بی کی یہان ہے اور قبر اُسکے فرزند دلبند کی اُس مقام مین کس تقریب سے واقع ہوئی صدر الشریف نے قصۂ ظلم یزید پلید اور شہادت آنحضرت علیہ السلام کی ظاہر کی ملکہ جہان نے نوحہ و زاری بہت کی اور فرمایا کہ بہت چھوٹا لڑکا اور بیٹون سے ماؤن کو بہت عزیز و مکرم ہوتا ہے اگر مین زیارت اُس جناب سے شرف یاب نہ ہونگی معلوم نہین کہ حضرت بی بی مجھ سے راضی اور خوشنود ہون پھر عازم جازم سفر کربلاے معلی ہو کر تہیہ اور سامان اُس سفر مین کوشش کی مقارن اُس حال کے ایک شب کو حضرت بی بی علیہا السلام کو خواب مین دیکھا کہ فرماتی ہین مین تیرے حسن اعتقاد سے راضی ہوئی اور خدا و رسول بھی تجھ سے خوش ہین اس مقام سے اپنے مسکن کی طرف مراجعت کر کہ تیرے فرزند تیری ملاقات کے اشتیاق مین ہین ملکہ جہان نے بخواب صدر الشریف سے بیان فرمایا اور ایک مردم معتبر کو مع مال و اسباب فرادان بغداد کی طرف روانہ کیا کہ بنام شاہ مردان اور مولاے متقیان علی ابن ابی طالب علیہ الصلوۃ والسلام اور فرزندان جناب فاطمۃ الزہرا صلوۃ اللہ علیہا کہ اُس حدود مین مدفون ہین طعام دیگر باقی روپیہ سادات اور زائرون اور خادمون مین تقسیم کرے اور خود جدہ کے بندر سے دکن کی طرف روانہ ہوئی جب بندر دابل مین پہونچی سلطان محمد شاہ نے بسبیل استعجال لوازم استقبال مین قیام کیا اور قصبہ کلبرگہ مین بیٹے نے ماں کی زیارت کی اور ماں فرزند کے دیدار سے مسرور و محظوظ ہوئی اور ایک دوسرے کی سلامتی پر شکر ایزدی بجالائے اور ایک خلعت اور فرمان مشتمل بر تفویض بادشاہی دکن اور اجازت خطبہ اور سکہ کہ ایک خلفاے عباسی نے بھیجا تھا سلطان محمد شاہ نے باعزاز تمام پہنکر پھر سر پر رکھا اور لوگون پر اُسنے نوازش بہت فرمائی اور جامۂ کعبہ کہ اُسکی والدۂ ماجدہ برسم تیمن و تبرک لائی تھی وہ منجر سیاہ کا تھا اُس کا چتر بنایا اور دو مہینے

تک قصبہ کلہر مین جشن بزرگ کیے اُسکے بعد باتفاق ملکہ جہان بلدۂ حسن آباد گلبرگہ کی طرف معاودت کی اور اُس شہر مین بھی لوازم عیش وسرور بجالایا اور ملکہ جہان اپنے شوہر سلطان علاء الدین حسن کے مرقد کی زیارت کرکے صدقات اور ختمات شوہر کی روح کی ترویح کے واسطے بجالائی اور پسر ارشد اکبر سے رخصت لے کر شوہر کے حظیرہ کے قریب مکان بنایا اور صبح وشام اُسکی قبر پر جاتی تھی اور اُسکی مفارقت مین گریہ وزاری کرتی تھی یہانتک کہ ۷۶۳ سات سو تریسٹھ ہجری مین مرغ روح اُسکا روضۂ رضوان کی طرف پرواز کر گیا اور شوہر کے پہلو مین مدفون ہوئی اور نقل ہے کہ ملکہ جہان کے صدق اعتقاد کی برکت سے جس قدر آدمی کہ ہمراہ اُس کے کشتی مین سوار ہوکر شرب اور لکھنی کی طرف روانہ ہوئے تھے مرد اور عورت سب حافظ حقیقی کی حفظ وحمایت سے بصحت وسلامتی منزل مقصود مین پہونچے اور وہان مشائخین کی زیارت سے مشرف ہوے اور بدون اُسکے کہ کسی کو اُنمین اجل طبعی پہونچے تمام عازم مراجعت ہوکر قادر بیچون کی ضمانت مین بلدۂ حسن آباد گلبرگہ مین پہونچے اور یہ امر عجائب اتفاق حسنہ سے ہوا اور اُس صفیفہ عفیفہ کے سواد وسرے شخص کو یہ دولت حظ نہ نصیب ہوئی ہوگی القصہ جب الچیون نے پیغام سلطان محمد شاہ کا اپنے حاکمون کو لکھا رائے تلنگ نے اپنے بڑے بیٹے ناگدیو کو ورنگل سے مع سوار و پیادۂ بیشمار کولاس کی طرف روانہ کیا اور رائے بیجانگر نے بھی اپنے تلنگ کی مدد گاری پیش نہاد ہمت کرکے بیس ہزار سوار اور پیادے ناگدیو کی مدد کو روانہ کیے اور سلطان محمد شاہ نے بہادر خان ولد اسمٰعیل فتح کو کہ سپہ سالار کیا تھا حکم فرمایا کہ اعظم ہمایون اور صفدر خان سیستانی مع لشکر بیدر اور برار جو اُسکے ہمراہ کیا تھا دشمنون کے دفع مین مشغول ہوون اور کسی حال مین اُسکے کہنے اور فرمانے سے تجاوز اور تخلف جائز نرکھین چنانچہ بہادر خان مع لشکر شوکت تمام فوج کفار کے مقابل آیا اور بین الفریقین سخت معرکون کا اتفاق پڑا اور آخر کو سپاہ کفر کا نشان سرنگون ہوا اور شکست فاحش کھاکر سردست بحال ابتر اوراق گنجفہ کی طرح پریشان ہوکر اپنے ملاک کی طرف بھاگے اور بہادر خان نے ورنگل تک تاخت کیا کر وہانکے راے سے ایک لاکھ ہون اور پچیس ہاتھی توی ہیکل اور بھی تحف وہدایا لے نفیس لیکر حسن آباد گلبرگہ کی طرف معاودت کی اور آخر ۷۶۳ سات سو تریسٹھ ہجری مین جسوقت کہ سلطان محمد شاہ بہمنی کرسی پر بیٹھکر رضو کرتا تھا عرض مین پہنچایا کہ ایک جماعت سوداگرون کی چند گھوڑے لائی ہے سلطان محمد شاہ جو کہ عاشق اور صاحب اسپ شائستہ رہیدار رہتا تھا اور اسپان تازی نژاد سے ایک حظ وافر رکھتا تھا اُسی طرح کرسی پر بیٹھکر اُن سوداگرون کو طلب کیا اس لحاظ سے کہ اگر اُنمین کوئی گھوڑا لائق سرکار اور قابل سواری ہو خریدا جاوے جو کہ اُس درمیان مین ایسا گھوڑا نہ تھا سوداگرون سے فرمایا جو کہ تمھارے پاس گھوڑے قابل سواری بادشاہون کے نہ تھے ایک ملک سے دوسرے ملک مین لاکر بادشاہ کے ملاحظہ مین گذرانا لائق نہ تھا یہ سنکر اُس جماعت نے زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیکر عرض کیا کہ بندگان بادشاہی کے واسطے ہم گھوڑے خوب لائے تھے ناگ دیو والی ویلم پٹن کہ اپنے باپ کی طرف سے اُس حدود مین اقامت رکھتا ہے خواہ نخواہ گھوڑے چیدہ اور خلاصہ بہانے قلیل ہمسے لیے سلطان محمد شاہ نے فرمایا کہ تمنے کس واسطے اُس سے یہ نہ کہا کہ یہ گھوڑے ہم محمد شاہ بہمنی کے واسطے لیجاینگے انھون نے جواب دیا کہ ہمنے اُسے بہت سمجھایا اور اس بارہ مین بغایت مبالغہ کیا لیکن اُس بدبخت بدباطن کے دلمین ہمارا قول اثر پذیر نہوا سلطان محمد شاہ جو ناگدیو کی اضاع نا ملائم سابق سے آزردہ خاطر تھا اس سخن کو کدورت سابقہ کے علاوہ کرکے زیادہ تر آثار غضب کے ظاہر کیے اور عزیمت ملوکانہ ناگ دیو کے اخراج کے واسطے مصمم کی اور ابھی کرسی سے برخاست نہ کی تھی کہ دلیر خان اور سراپردہ سپاہ باہر بھیجا اور

تختگاہ کو ملک سیف الدین غوری کے سپرد کیا اور شہد بیر منتکی پر جو اکثر معرکوں میں اپنے حق میں مبارک اور مسعود سمجھتا تھا
گرسی کے قریب طلب کر کے سوار ہوا اور دس روز شہر کے باہر اور پھر سلطان پور کے متصل قیام کیا اور شیخ محمد سراج جنیدی
سے التماس دعا کی اور گیارھویں دن فیل تختگاہ پر کہ عین مستی میں تھا سوار ہو کر تلنگ کی طرف روانہ ہوا اور جب قلعہ
کلیانی کے اطراف میں پہونچا اثنائے سواری میں ایک ندیم گستاخ سے متوجہ ہو کر پوچھا کہ کتنے عرصہ میں ویلم پٹن میں
داخل ہونگا ندیم نے عرض کی اگر حضرت اسی طور سے تشریف لیجاوینگے تو شاید دوسرے سال وہاں نزول اجلال
فرماوینگے سلطان محمد شاہ نے یہ جواب سنتے ہی ہاتھی کو ایستادہ کر کے فوراً چار ہزار سوار دو اسپہ اور سہ اسپہ اپنے
لشکر کے درمیان سے انتخاب کیے اور بہادر خان اعظم ہمایوں کو باجماعت جو انان خاصہ ایک کوس اپنے تفاوت سے
پیشتر روانہ کیا اور خود بدولت پائے ظفر رکاب توکل میں ڈالا کارد کو بھی بلدۂ احمد آباد بیدر میں چھوڑ کر شہد بیر منتکی
کو ایسا تنداور سرپٹ پھینکا کہ ایک مہینے کا راستہ ہفتہ میں پورا سپر کر کے مع ایکہزار سوار ویلم پٹن میں پہونچے اور
ایک جماعت جوانان افغان کو بہ لباس سوداگران خاوت خوردہ پیشتر بھیجا کہ شہر میں جا کر جزع و فزع کریں
اور مردم دروازہ کو اپنی باتوں میں مشغول کر کے ایک لحظہ نگاہ رکھیں جب یہ برسم سوداگران افغان تیر
وکمان و شمشیر باندھ کر شہر میں داخل ہوے دروازہ کے محافظ تمام اُنپر ہجوم لائے اور متفحص اُنکے احوال کے ہوے انھوں
نے جواب دیا کہ ہم لوگ تجارت پیشہ ہیں اور بہت قماش سے جو کچھ ہمارے پاس تھا اس شہر کے اطراف میں چوروں اور رہزنوں
نے دوچار ہو کر تاراج کیا اور ہم نے سلامتی کو غنیمت جانکر تیز قدمی سے آپکے شہر میں پہونچا ہا ہیں اور اس شہر کے حاکم
سے امیدوار ہیں کہ ہماری فریاد کو پہونچکر داد مظلومون کی دیوے قصہ کوتاہ یہ تو یہاں اس حرف و حکایت اور تضرع
وزاری میں تھے کہ سلطان محمد شاہ بہزار سوار سے دروازہ پر پہونچا اور خوفا بلند ہوا اور دروازہ کے محافظ سمجھے کہ چور
آپہونچے اُنکی مدافعت اور ممانعت کے واسطے اٹھے کہ دروازہ بند کر کے اس بلاے ناگہانی سے امن پاوین کہ ایکبارگی وہ
جماعت مزورد دست بقبضہ ہو کر جنگ میں مشغول ہوئی اور انھین دروازہ بند کرنے کی فرصت نہ دی اس درمیان میں سلطان
محمد شاہ بفراغ خاطر شہر میں داخل ہوا اور دربانون اور محافظون کو علف تیغ خون آشام کیا اور بلا توقف قلعۂ ارک کی طرف
متوجہ ہوا اور کوچہ و بازار میں جو شخص سامنے نظر پڑا فراخزیون کی تیغ قہر سے بسزا اور قوم آتشی کی دار فنا کے صفحہ
سے زائل اور معدوم ہوئی اور ناگدیو کو اصلا اور مطلقا خیال نہ تھا کہ بادشاہ اسلام اس طور سے تاخت کر کے اس حیلہ اور
مکر سے شہر میں داخل ہو کر ایک جماعت قلیل سے مرتکب اس قسم کے امر خطیر کا ہوگا یہ خبر جانسوز سنتے ہی سراسیمہ و متحیر
ہوا اس باغ سے کہ جہان عیش و عشرت میں مشغول تھا آپکو بصد محنت و ہزار خواری قلعہ ارک میں پہونچایا سلطان محمد شاہ
اس معنی کو قوت اپنے طالع کی تصور کر کے اسی وقت اس قلعہ کے محاصرہ میں کہ توپ و تفنگ بلکہ تمام آلات حربی
اور حصارداری سے عاری تھا مشغول ہوا اور جمیع ہزر مندان شہر کو گرفتار کر کے تھوڑے عرصہ میں بہت زینے چوبی
اور اسباب قلعہ کشائی کے مہیا کیے اور قریب شام ناگدیو مضطرب ہو کر مثل رسہ کو فتیلہ بیتاب کھا کر حرکت مذبوحی
کرنے لگا اور جب سمجھا کہ تیر از شست جستہ اور کام از دست رفتہ میں سعی و کوشش فائدہ نہیں بخشتی اور ترس و خوف
کفار کے دلون پر غالب ہر کسی طرف سے آگ نہ پہونچی دروازہ عقب قلعہ کو کہ جو تہم سے چنا تھا کھولا اور ہمراہ ایک جماعت
مخصوص کے راہ فرار نا پی سلطان محمد شاہ نے اس حال سے واقف ہو کر تعاقب کیا ابھی شہر سے باہر نہ گیا تھا کہ

دستگیر کرکے قلعہ ارنگ مین لائے اور خزینے اور دفینے پر ناگدیو کی ہدایت سے کہ طلسم گنج تھا متصرف ہوا دوسرے دن ناگدیو کو اپنے روبرو بلاکر پوچھا کہ تو نے گھوڑے اُن سوداگرون کے جو میرے واسطے لائے تھے کس واسطے اُنسے لیے اور کیون مرتکب ایسی جرات نا ملائم اور جسارت نامناسب کا ہوا ناگدیو نے جو دہشت اور خوف اُسکے دل پر غالب ہوا تھا سررشتہ صلاح کا ہاتھ سے دیکر ازروے غرور اور جہالت جواب ناصواب دیا اور سلطان محمد شاہ جو انتقام سے گذر کر عفو کا راغب تھا اُسکی گفتار ناہموار سے آتش غضب اُسکے دل مین افروختہ ہوئی فرمایا کہ انا ہیزم جو قلعہ کے مقابل بلند تھا اسمین آگ روشن کرین اور ناگدیو کی زبان برآوردہ کرکے منجنیق مین بٹھاکر اُس آگ مین ڈالین اس سیاست کے وقوع کے بعد کہ لائق حال کفار بیدین تھی اُس شہر مین پندرہ روز تک مجلس عشرت آراستہ کرکے تجرع اقداح نشاط مین اشتغال کیا اور لشکر عقب ماندہ سے جو شخص پہونچتا تھا اُسے شہر کے باہر جگہ دیکر شہر مین داخل نکرتا تھا اور ساکنان شہر تاجر اور غیر تاجر سے بہ نرمی اور سختی مال اور جواہر فراوان لیا اسواسطے کہ جانتا تھا کہ ضبط اس ولایت کا نہو سکیگا مظفر اور منصور اپنے دارالملک کی طرف متوجہ ہوا اور تلنگیون نے جب اسکو عزیمت سے کہ ہرگز اُنکے خیال مین نہ تھا آگاہ ہوے مور و ملخ کے مانند ہجوم لاکر سلطان محمد شاہ کے لشکر کو پس و پیش سے گھیرا اور سلطان نے مطلق سہراس کو اپنے دل مین راہ نہ دی اور حکم دیا کہ کوئی شخص ذرہ جواہر کے سوا کچھ نہ اٹھاوے تمام سیاہ خیمہ اور اسباب چھوڑکر ہاراکشون کو قسم خچر اور گاؤ سے جو گھوڑون کا ساتھ نہین دے سکتے صحرا مین چھوڑدین اور گھوڑا دور تھی نے کر آہستہ آہستہ صبح سے سہ پہر تک قطع مسافت کرین اور جس قریہ مین پہونچین غلہ اور چارا بقدر کفایت اُسدن کے اٹھاکر صرف کرین اور راتون کو جنگل مین فروکش ہوکر زین گھوڑون کی پیٹھ سے جدا کرین اور ہر شب ایک جماعت اپنے اپنے وقت معین پر ہوشیاری اور بیداری مین قیام کرین لیکن باوصف اس انتظام کے باشندگان تلنگ جس مقام مین سیدان پاتے تھے دن کو خواہ رات کو درختون اور پشتون کی آڑ پکڑکے تیر و تفنگ سے مسلمانون کو ضایع کرتے تھے جیسا کہ چار ہزار سوارین سے ایکہزار اور پانسو سوار نے اپنے مکانون کی طرف مراجعت کی اور شانے راہ مین چندمرتبہ مسلمانون اور کافرون کے درمیان مین معرکہ عظیم واقع ہوے تائید ربانی سے ہر بار فتح و نصرت غازیان اسلام کو نصیب ہوئی اور نظر بدفع ہونے کے واسطے ایک معرکہ مین گولی بندوق کا اوچھا زخم سلطان محمد شاہ کے بازو پر آیا کارگر نہ ہوا اور بادشاہ نے باوجود منزلون دھاوا کرنے اور ضعف کے ہرگز گھوڑے سے نہ اترا اور نہ پالکی مین سوار ہوا بلکہ نہایت شوکت و شان اور تمکین و وقار سے بلاد تلنگ کی مسافت طے کرکے اپنے مملکت کی سرحد پر داخل ہوا اور ماندگی اور کثرت تازندگی کے سبب کو لاس مین چند روز استراحت فرمائی ملک سیف الدین غوری نے اہل تلنگ کی خبر ہجوم سنکر چند نفر امرا کو پیشتر بسبیل استیصال روانہ کیا تھا وہ بھی کولاس مین بساط بوسی کے شرف سے معزز ہوے اور فرمان واجب الاذعان کے موافق بہت ممالک تلنگ کو تاخت و تاراج و خاکستر سیاہ کیا پھر اُس شاہ قضا قدرت سپہر منزلت کے ہمراہ رکاب ظفر انتساب تختگاہ حسن آباد گلبرگہ کی طرف معاودت کی اور سنہ ۷۶۴ سات سو چونسٹھ ہجری مین راے تلنگ کرشکست سابق اور قتل ہونے ناگدیو فرزند اور ولایت کے خراب ہونے سے نہایت محزون اور ملول تھا عرائض متواترشاہ دہلی یعنی ملک فیروزشاہ باریک کی بارگاہ مین ارسال کین سلطان محمد شاہ کے مخبرون نے باین عبارت کیفیت لکھ بھیجی کہ ان دنون مین عرصنیان راے ورنگل کی درگاہ عرش اشتباہ مین ہو بھیجین کہ بندہ جادۂ اطاعت اور فرمانبرداری پر

ثابت قدم اور راسخ دم ہو اگر فرمان قضا جریان امرائے مالوہ اور گجرات کے نام نافذ ہووے تو ملک کن کی استمداد کے واسطے متوجہ ہووین یہ کمترین بھی رائے بیجانگر کے چہرہ چگا خدمت اور جانسپاری کا کمر جان پر باندھکر بندگان سکندر شان کی بندگی اور دولتخواہی مین قصور نکریگا اور عرصۂ قلیل مین اس خطہ کو مخالفان دولت کی تصرف سے برآوردہ کرکے مع تحف و ہدایا و پیشکش چند بین سال پائے بوسی مین مشرف ہوگا اور جو کہ مشہور ہوا تھا کہ بادشاہان دہلی کو دکن کا سفر و لشکر کشی مبارک اور مسعود نہین ہو اس سبب سے ملک فیروز شاہ بارمک جواب عرائض پر متوجہ نہوا اور تغافل اور تساہل کو جائز رکھا اور سلطان محمد شاہ پھر ملک تلنگ کی تسخیر پر آمادہ اور مستعد ہوا اور اپنے چچیرے بھائی خان محمد کے نام فرمان صادر فرمایا کہ دولت آباد کا لشکر فراہم کرکے بالا گھاٹ مین دولت آباد کے کنارے عرض تلنگان کے متصل مقیم ہو کر اُن سرحدون کی محافظت مین ہمہ تن مصروف رہین اور فرمان طلب صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون کے نام بھیجا جب یہ دونون افسر سپاہ مسلح اور مستعد لیکر حسن آباد گلبرگہ مین حاضر ہوے اور لشکر کا جائزہ دیا سلطان محمد شاہ نے بدستور قدیم تخت گاہ کو مع مضافات ملک نائب سیف الدین غوری کے سپرد فرمایا اور رایات کشور ستانی مرتفع کرکے کوچ متواترہ سے کولاس مین پہونچا اعظم ہمایون کو مع لشکر احمد آباد بیدر اور ماہور اور اُس حدود کے گلکنڈہ کی طرف روانہ کیا اور صفدر خان سیستانی کو مع امرائے برار کے ورنگل پر مقرر کیا اور خود باقتفا بہادر خان کمال قاراور آہستگی کے ساتھ پیچھے سے متوجہ ہوا اور جو کہ انھین دنون مین رائے بیجانگر نے بھی اجل طبعی سے رحلت کی تھی اور اُس کا بھتیجا بجاے اُسکے راج پر قائم مقام ہوا تھا اس سبب سے رائے تلنگ اُس طرف کی ملک سے مایوس ہوا اور کسی طرح مقابلہ سپاہ اسلام اختیار نہ کیا اور بے اختیار جنگل اور پہاڑ کی طرف بھاگا اور بہت اپنے مقربین اور معتمدین سے بہادر خان کے پاس بھیجے کہ سعی اور سفارش کرکے قواعد صلح درمیان مین لاوے سلطان محمد شاہ نے ابتدا مین مصالح سے انکار کیا کسی وجہ سے یہ عرض قبول فرمائی اور رائے تلنگ نے جب مسلمانون کا غلبہ جدسے زیادہ دیکھا اسکے سوا کچھ تدبیر نہ بن آئی کہ اپنے چھوٹے بیٹے کو بھی مع ایک امرائے معتبر دوبارہ اردوے سلطان مین بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ کمترین نے اپنے تئین بادشاہ اسلام کے بندون کی سلک مین منتظم اور منسلک کیا ہے حضرت کے ارشاد سے کبھی تجاوز نکریگا امید وار ہون کہ گناہ سابق کو کہ لاے بیجانگر کے اغوا سے وقوع مین آیا تھا معاف فرماوین اور اس خاکسار کو بندگان درگاہ سے شمار کرین بہادر خان کے سوا اور بھی امرا نے جب قبول صلح اور عفو جرائم کے بارہ مین حد سے زیادہ مبالغہ کیا سلطان محمد شاہ نے بہادر خان کو مختار کرکے فرمایا کہ جس طرح صلاح دولت دیکھے عمل مین لاوے غرض بعد گفتگوے دراز اس شرط پر صلح قبول کی کہ تین سو زنجیر فیل اور تیرہ لاکھ ہون اور دو سو گھوڑے درگاہ مین داخل کرکے شہر گلکنڈہ کو بھی مع مضافات اُسکے ملازمان بادشاہی کے پیشکش کرے چنانچہ دو برس کے قریب لشکر سلطان محمد خانی کے ممالک تلنگ پر تاخت و تاراج مین مشغول ہونے سے تلنگ کا تمام خانہ خراب و برباد ہوا تھا رائے تلنگ نے اطاعت کے سوا چارہ نہ دیکھا یہ امر مقرر پایا کہ سلطان محمد شاہ گلکنڈہ کے اطراف سے کوچ فرما کر عازم مراجعت ہو اور بہادر خان کی لاس مین توقف کرکے جو کچھ والی تلنگ نے اقرار کیا ہے وصول کرے پھر سلطان محمد شاہ نے گلکنڈہ کو بھی اعظم ہمایون کے تفویض فرما کر رایات ظفر آیات معاودت کے واسطے برپا کیا اور اُسکے بعد احمد آباد بیدر مین نزول کرکے تین مہینے وہان توقف فرمایا اور جمیع امرا اور سپاہ کو رخصت عطا کرکے ارشاد کیا کہ اپنی جاگیرون مین جاکر استراحت کرین اور جب ایلچی تلنگ کے

مع اشیائے معہودہ کو لاس مین آنے بہادر خان انھین ہمراہ لیکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور ایلچیان غرہ مقررہ تمام وکمال بہادر خان کی معرفت آنحضرت کے ملاحظہ مین درلائے اور خلعتہائے فاخرہ اور اسپان تازی نژاد اور انعام وافر سے سرفراز ہوے اور بعد دو تین دن کے بذریعہ بہادر خان عرض کی کہ اگر قبلہ عالم ازروے توجہ و التفات ایک فرمان حمایت و ذاکر سرحدین تعین فرماوین کہ اولاد امجاد بھی آپکی اُس طرف کے راجاؤن کو اپنا تصور کرکے نظر ترحم مبذول اور ملحوظ رکھین ہم اس عطیہ کے مقابل مین ایک تحفہ کہ لائق مجلس سلاطین کامگار کے ہو سلطان کی نظر اقدس مین گذرانینگے بہادر خان نے یہ التماس سمع مبارک مین پہونچائی اور جب اشتیاق اُس تحفہ کی دید کا غالب آیا ایلچیون کو حکم کے موافق دربار عالی مین حاضر کرکے دوبارہ بادشاہ کے حضور لائے عرضہ پیام تازہ لیا اور سلطان محمد شاہ نے جب اصطرلاب کا کاحد سے زیادہ دیکھا اپنے دست حق پرست سے اُس مضمون کا فرمان مرقوم فرمایا کہ گاکنڈہ سرحد ہماری اور اُنکی ہو جنتک اہل تلنگ سے عہد شکنی واقع نہووے اولاد اور احفاد ہمایون ہماری راے تلنگ اور اُنکے وارثون کو اپنے دولت خواہون سے تصور کرکے کسی وجہ سے اُنکے احوال سے ازاحم و تعرض نہووین اور اُس فرمان کے ناصیہ کو اپنی مہر خاص اور فاضیلون اور امیرون اور اعیان دولت کے مواہیر اور گواہی سے مزین اور موشح کرکے اُنکے سپرد کیا اور ایلچیون نے مسرور ہوکر ایک تخت مرصع کرا ے تلنگ نے سلطان محمد تغلق شاہ کے واسطے تیار کرکے اپنی سرکار مین رکھ چھوڑا تھا حاضر کیا سلطان محمد شاہ اُسکے مشاہدہ سے نہایت شگفتہ خاطر ہوا اور ایلچیون کو باعزاز اکرام موفورہ خصوصت معاودت کی فرمائی اور خود بدولت و اقبال بھی بتعجیل تمام دارالسلطنت حسن آباد گلبرگہ کی طرف متوجہ ہوے اور روز بروز کوس شہر مین داخل ہوکر اُس تخت کا نام فیروزہ رکھا اور ساعت تحویل مین اُسپر جلوس فرمایا اور بہادرون اور غازیون کو کہ اُس یورش مین مکرر بہادری کے آثار ظہور مین پہونچائے تھے انواع لطف اور مرحمت سے سرفرازی بخشی نظم برادر رنگ فیروز نشست شاہ ۔ مجلس طرب راز مے دادہ داد ۔ نشستند گردان بگرد سریر ۔ بشادی بزرگان شہر و ضمیر ۔ اور تخت پدر کو کہ سجدہ اور تعظیم اُنکی سے دلگیر تھا ترک سمجھ کر خزانہ مین رکھا اور ایک جماعت کہن سالہ نے کہ سلطان محمود شاہ بہمنی کے عہد مین تخت فیروزہ دیکھا تھا اُنکی زبانی مین نے یون سنا ہے کہ وہ تخت تین گز طول اور ڈھائی گز عرض رکھتا تھا اور چوب آبنوس سے تیار کرکے اُسکے اوپر سونے کے تیر مرصع بجواہر قیمتی اس صنعت سے نصب کیے تھے کہ نقل و تحویل کے وقت تختہ ہاے مرصع کو آپس سے جدا کرکے لپیٹتے تھے اور صندوقون مین رکھتے تھے اور ہر ایک سلاطین بہمنیہ جو مالک تخت کا ہوتا تھا سلطان محمد شاہ کی سنت سنیہ پر عمل کرکے مثل فرش کا دیبائی جواہر و مروارید قیمتی اُسپر افزون کرتا تھا چنانچہ جب سلطان محمود شاہ کے عہد مین چاہتے تھے کہ اُسمین سے بعض جواہر نفیسہ برآوردہ کرکے مجلس شراب کی بساط مرصع مع صراحی اور پیالہ آراستہ کرین جوہریون اور مصورون نے ایک کرور ہون کہ مراد سولاکھ ہون سے ہو تخت فیروزہ کی قیمت کی القصہ حکایت اُس تخت کی جواہر برآوردہ کرنے کی اور مبارک نہ آنا اُس کام کا عنقریب مقام مناسب مین تحریر ہوگا اور مین نے ملا اسمٰعیل نوبتہ سے جسکے خاندان مین اس تخت کی حفاظت چلی آتی تھی وجہ تسمیہ تخت فیروزہ کی استفسار کی اُس نے جواب دیا کہ ابتدا مین جو پوشش اُس کی مینائے فیروزہ رنگ سے تھی سلطان محمد شاہ بہمنی نے اُس کا تخت فیروزہ نام رکھا لیکن آخر مین مینا اُس کا زر و جواہر اور مروارید کے نیچے ایسا پوشیدہ ہوا کہ رنگ اصلی اُس کا ہرگز محسوس نہ ہوتا تھا اور سلطان محمد شاہ بہمنی نے جس سال کہ تخت فیروزہ کو اپنے

فیض قدوم سے رشک سپہر فیروزہ رنگ فرمایا چالیس دن وقت عیش و طرب کو دراز کی دیکر ایک مجلس بہار کی آراستہ کی اور یکقلم بخلاف شرع اور عرفی کو درمیان سے اٹھا کر حکم کیا کہ ان دنون مین تمام عوام الناس نفس امارہ کی ہوا و ہوس کی راہ جاری کرین اور جمیع امرا و اعیان درگاہ الناس علی دین ملوکھم پر عمل کر کے اپنے مکانون مین عیش و عشرت کے لوازم مین مشغول ہوے اس درمیان مین ایک جماعت اُستادان موسیقی سے کہ عمل و صوت امیر خسرو اور امیر حسن دہلوی سے خوب ماہر تھے مع تین سو قوال دہلی کی طرف سے حسن آباد گلبرگہ مین آئے اور سلطان محمد شاہ نے اُنکا موجود ہونا ایسے وقت مین کہ ہنگام نشاط و مے نوشی تھا غنیمت جانکر اُنکی عزت مین کوشش کی اور روز آخر جشن مین ایک مجلس مختصر ترتیب دیکر ملک نائب سیف الدین محمد غوری اور صدر الشریعت کو اجازت دی کہ پاے تخت مین بیٹھین اور مہابر خان ولد اسمعیل فتح کو خطاب امیر الامرائی دیکر پایۂ اُس کی قدر و منزلت کا فرقدان سے گذرا نا اور اُس کی دختر کو شاہزادۂ محمد شاہ کے واسطے خواستگاری کر کے اُسی دن عقد باندھکر بآئین شاہان کا مگار اُس کے سپرد کی جیسا کہ ملا داؤد بیدری کی کتاب تحفۃ السلاطین مین لکھا ہے کہ اُن دنون مین بارہ برس کا تھا اور مہر و یاری کی خدمت مین سرفراز تھا مجھے خوب یاد ہے کہ جسوقت سلطان محمد شاہ اپنے عکس رخسار سے بادۂ مہا مجلس کو ارغوان کرتا تھا ایک جماعت قوالون سے دو بیتین امیر خسرو کی کہ مشتمل بادشاہون کی مدح اور حسن خداداد کی تعریف مین تھین منبعث روح افزا اور حسن صوت گاتے تھے سلطان نے خوشوقت ہو کر ملک سیف الدین غوری سے فرمایا کہ بوسیلہ ان تین قوالون کا جو دہلی سے آئے ہین راے بیجانگر کے خزانہ پر لکھو ملک نائب سیف الدین غوری نے اگرچہ اس حکم کو گمان شراب کے فشار پر کیا لیکن باقتضاے مجلس زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیکر یہ امر قبول کیا اور سلطان محمد شاہ نے مافی الضمیر ملک نائب کا سمجھکر اُس کو کچھ نہ فرمایا دوسرے دن حالت ہوشیاری مین ملک نائب سیف الدین غوری سے پوچھا کہ وظیفہ قوالون کا حصہ راے بیجانگر کے خزانہ پر لکھا گیا ملک نائب سیف الدین غوری نے جواب دیا اب تحریر ہوگا سلطان محمد شاہ نے کہا اسوقت چرخ نے سروری میری تسلیم کی اور زمانہ نے میری بندگی کا اقرار کیا حاشا کہ میری زبان پر کلمۂ لغو اور زائد جاری ہوے اور میرا حکم قوالون کے وظیفہ کے بارہ مین نہ از روے سستی اور بیخبری کے تھا مین اس مقدمہ مین عازم اور جازم ہون فلان ساعت مین سند زر وظیفہ قوالون کی لکھ اور فقط اپنی مہر پر اکتفا کر کے راے بیجانگر کے پاس بھیج کہ بے تامل و تعلل وجہ برات وظیفہ مرسول رکھے ملک نائب سیف الدین غوری کہ عزیمت سلطان محمد شاہ کے مثل ان امور کے واجبی جانتا تھا سند دہ نیذر زر کی خزانہ بیجانگر پر لکھکر روانہ کی راے بیجانگر کہ بہت مغرور اور شجاع تھا اس مژدہ شادہ سے نہایت آزردہ ہوا اور حامل سند کو گدھے پر سوار کر کے تمام شہر بیجانگر مین تشہیر کرنے نکالدیا اور بے تامل احضار لشکر کا حکم دیکر بقصد تسخیر ممالک شاہان بہمنیہ تیس ہزار سوار اور نو لاکھ پیادہ اور تین ہزار فیل کوہ پیکر نہایت خجلت و استقلال و رعایت تکبر و تجبر سے سرحد دکن کی طرف متوجہ ہوا اور قلعہ ادونی کے ظاہر مین لشکر گاہ کر کے آدمیون کو ولایات مسلمانون کی تاخت و تاراج پر مقرر کیا اور سلطان محمد شاہ نے جب اس قضیہ پر اطلاع پائی اس سبب سے کہ لشکر بیدر اور برار و برہس کی محنت سفر کھینچے ہوے تھا اور ابھی تک استراحت کی صورت نہ دیکھی تھی دونون لشکر اپنے محال مین چھوڑکر خان محمد کو مع لشکر دولت آباد طلب فرمایا اور حسب غنائم دیلم پٹن کو شاہزادۂ مجاہد شاہ کے ہمراہ شیخ محمد سراج کے پاس بھیجا کہ سادات اور مستحقین پر تقسیم فرماوے اور غزاے کفار کی اجازت حاصل کر کے الناس دعاے خیر کرے اس صورت مین شیخ

محمد سراج نے مستقین اُس دیار کو عطایاے شاہی سے خوش دل کر کے جمعہ کے دن باتفاق مشائخ و علماے حسن آباد گلبرگہ کی مسجد مین گیا اور بحضور قلب نماز ادا کی اور عساکر اسلام کی فتح و نصرت اور بادشاہ عالی مقام کی سلامتی کے واسطے فاتحہ پڑھا اور سلطان محمد شاہ نے ساعت نیک اختیار فرما کر خیمہ اور بارگاہ باہر بھیجی اعداے بیجانگر نے اس زحمہ پر کہ موسم برسات تھا اور آب کشہ طغیانی پر تھا نہایت اطمینان سے حصار مدکل کے ترتیب آنکر لوازم قلعہ گیری مین طاقت بشری سے باہر سعی اور کوشش کی اور مردم اندرونی نے کہ آٹھ سو مسلمان جنگی اور بہادر تھے قلعہ کی محافظت مین مساعی جمیلہ مبذول رکھکر شرائط دولتخواہی مین کسی طرح سے کمی نہ کی لیکن قلعہ کا دار و فہ کہ ملک سیف الدین غوری کے عزیزون مین سے تھا اُس نے اہل قلعہ سے بعضے معاملات مین سخت گیری کی اور وہ نفاق اور خلاف تک منجر ہوے مردم مستحفظ رونی مراسم حراست اور ہوشیاری سے باز رہے اور قلعہ کو راے بیجانگر لے مفتوح کیا اور کفار شدید العداوت نے دست بشمشیر و خنجر ہو کر مسلمانون کو مع زن و فرزند بعقوبت و رسوائی تمام ہلاک کیا لیکن ایک مسلمان کہ ایک گوشہ مین پوشیدہ ہو اتھا اور رات کے وقت تغیر لباس کر کے کنج اختفا سے باہر آیا اور بہراہی پیادہاے کفار قلعہ سے برآمد ہو کر جلد آب کشہ سے عبور کیا اور جلد و اجل کی رہبری اور ہدایت سے بتعجیل تمام آپ کو محتشگاہ حسن آباد گلبرگہ مین پہونچایا اور سلطان محمد شاہ کی خدمت مین عرض گذار ہوا کہ راے بیجانگر بتحیل و حشم کے نفاق کے سبب قلعہ مدکل پر غالب ہوا اور میری کشتی حیات کے سوا کسی کی زندگانی کی ناؤ ساحل سلامتی پر نہ پہونچی سلطان محمد شاہ کہ بادشاہ صاحب ناموس تھا یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی مثل دریاے تہا رسینہ اُس کا جوش و خروش مین آیا دم نہ مارا اور اُسی وقت اُس بیچارے کے قتل کے واسطے کہ بہ قدم سعی اور پاے ورا آیا تھا اشارہ فرمایا اور کہا کہ ایسے شخص کو کہ اتنی قدر آدمیون کی موت دیکھی ہو اُسکی صورت دیکھنی روا نہین بیت آن قدر قدرت و قضا پیان ہ وان ملک سیرت و ملوک آثار ہ جس دم کہ خبر وحشت مسلمانون کی شہادت کی سنی جیسا کہ داب اُسکا تھا انتظار وصول لشکر نہ کھینچکر ماہ جمادی الاولی سنہ ۷۶۷ سات سو ستر سطح بحری مین رکاب بدیز استقام کو قدوم دولت پائدار سے گرانبار کیا اور قسم کھائی کہ آٹھ سو مسلمانون کے عوض جبتک لاکھ ہنود کو تیغ انتقام سے قتل نکرونگا شمشیر جہاد میان مین نکر کے ہاتھ قتل سے نہ کھینچونگا جب دریاے کشنہ کے ساحل پر پہونچا فرمایا قسم ہے اُس خدا کی جس نے مجھے پیدا کر کے مرتبہ شاہی پر سرفراز کیا اس دریا کو بہ ہر اس آگین کی بدخوئی اور مخالفان بیدین کے وسوسہ شوکت اور جنگجوئی سے نہین ڈرتا اس سپاہ رزمخواہ کے ساتھ بلا توقف اس دریا سے عبور کر کے بتوفیق ملک ظفر بخش ذوی غلبہ راے بیجانگر کے قلب لشکر پر تاخت لاؤنگا اور اُس کے مسالک جمعیت کو بنات النعش کی طرح متفرق اور پریشان کر کے ارواح شہدا سے مدکل کو شاد کرونگا پھر شاہزادہ محمد کو بادشاہ کو ولیعہد کیا اور ملک نائب سیف الدین غوری کو ملک و مال کا صاحب اختیار کر کے بیس زنجیر فیل مست کے سوا سب فیلان کوہ پیکر محمد بادشاہ کو دیکر لوازم وصیت بجا لایا اور حسن آباد گلبرگہ کی طرف روانہ کیا اور خود بہ سعادت و اقبال تین دن مین اُس بحر زخار سے عبور فرمایا باتفاق جمیع مورخان نو ہزار سوار کا جائزہ لیا اور بیجانگر کا راجہ باوجودیکہ تیس ہزار سوار اور نولاکھ پیادے ہمراہ رکھتا تھا جب خبر پائی کہ سلطان محمد شاہ بہمنی نے دریاے زخار سے عبور کیا ہے سراسیمہ اور حیران ہو کر ایک رات کو کہ آندھی اور بارش تھی رخت اور اسباب اور اثقال اور فیل اور خزانہ بیجانگر کی طرف روانہ کیا اور خود جریدہ اس نیت

سے رہا کہ عجب شب پرہ ظلماتی روے آفاق سے اٹھاوے اور آفتاب درخشان مغرب سے برآمد ہو کر زمانہ کو روشن کرے جنگ اور عدم جنگ مین جو کچھ سب کی اصلاح ہو ساتھ اُس کے عمل کرے قضارا مردم اُردو بازار کے اور ہاتھی اور تمام مرکوب اور بارکش نے کیچڑ اور باران کی کثرت سے اُس رات کو دو کوس بھی مسافت نہ قطع کی چلنے سے عاجز آگئے اور جس مقام مین پہونچے توقف کیا لیکن اُسی رات کو خبر کوچ کفار سلطان محمد شاہ کے اُردو مین منتشر ہوئی بادشاہ اُردو بازار اور خیمہ اور خرگاہ اپنے مقام مین چھوڑ کر مع اسپ و فیل لشکر سمیت اُنکی طرف متوجہ ہوا اور صبح کے وقت اُنکے لشکر گاہ کے اطراف مین پہونچا رائے شقاوت اثر اور جمیع مردم دیگر نے اپنی سلامتی فرار پر منحصر جانی اموال اور اسباب اور اہل و عیال سے قطع نظر کر کے قلعہ ادونی کا راستہ لیا اور سلطان محمد شاہ اُس مقام مین کہ جہان اُردوے کفار تھا تاخت لاکر تاشہ شوکت اُس خاندان قدیم کو بے زحمت و مشقت اپنے تصرف مین لایا اور قتل عام کفار اُردو کا حکم صادر فرمایا غرض کہ عورت اور مرد اور جوان اور بوڑھے اور غلام اور آزاد سے ستر ہزار آدمی قتل ہوے اور تحفۃ السلاطین کی روایت سے دو ہزار ہاتھی اور تین سو ارابہ توپ اور ضربزن کی اور سات سو گھوڑے عربی اور ایک ننگ سے زیادہ مرصع سرکار بادشاہی مین داخل ہوا باقی غنائم برامرا اور سپاہی متصرف ہوے سلطان محمد شاہ نے اس فتح کو مقدمہ دوسرے فتوحات کا سمجھکر موسم برسات کا قلعۂ مدکل مین بسر کیا اور اُس کے بعد کہ خان محمد مع لشکر دولت آباد بادشاہ کے لشکر مین شریک ہوا اور جمعیت عظیم بہم پہونچی کوچ کر کے بقصد قتل کفار قلعہ ادونی کی طرف روانہ ہوا اور رائے بیجانگر کہ آب تہندرہ سے عبور کر کے ظاہر قلعۂ ادونی مین اقامت رکھتا تھا اپنے بھانجے کو اُس کی حکومت دے کر ولایت کے درمیان در آیا اور لشکر اطراف و جوانب کو فراہم کر کے خزانہ اور ہاتھی اور تمام سامان بادشاہی بیجانگر سے طلب کیا اور سلطان محمد شاہ خان محمد کی صلاح پر عمل کر کے تسخیر قلعہ کا عازم نہ ہوا اور فرمان مطاعہ تمام قلعون اور ممالک محروسہ مین ارسال کر کے توپ اور گردہ بست طلب کیے اور کارخانہ آتشبازی کا کہ پیشتر دکن کے درمیان مین شایع نہ تھا سرداری اُس کی مقرب خان ولد صفدر خان سیستانی کی طرف کہ امراے معتمد سے تھا رجوع فرمائی اور تمام رومی اور فرنگی کہ ملازم اُس لشکر منصورہ کے تھے مقرب خان کے تابع ہوے اور توپخانۂ عظیم آراستہ ہوا اور اُس سبب سے کہ آدمی ہندوستان کے مشہور تھے کہ راتون کو چوروں کی طرح دایرہ پر تاخت کر کے گھوڑے اور آدمی بہت ضایع کرتے تھے اسواسطے مقرر ہوا کہ جمیع فیلان بیجانگر کو حسن آباد گلبرگہ مین لیجاوین اور امرا اور سپاہ اشیاے ضروری فقط ہمراہ رکھین اور باقی کو پھیروین اور طناب در طناب کھیمچین اور لشکر کے دورمین ارابے توپخانہ زنجیر سے باندھکر لوازم ہوشیاری اور بیداری مین کوشش کرین اُس کے بعد بادشاہ نے اس آئین اور ترتیب سے حوالی قلعہ ادونی سے کوچ کر کے نہر تہندرہ سے عبور کیا اور ولایت بیجانگر مین داخل ہوا سلطان محمد شاہ وہ بادشاہ ہے کہ بنفس نفیس بقصد غزا و اولایت بیجانگر پر فوج کشی کر کے منظفر و منصور براحت کی اور جب لشکر ہمت شایعت و راسخ اردوے کشن رائے کی طرف متوجہ ہوا کرایات اسلام اُس مملکت مین جلوہ گر کیے کشن رائے نے اپنے بزرگان درگاہ کو جمع کر کے اسلامیان سے میدان مین بمقابلہ آنیکے واسطے لوازم مشورت پیش ہوا بآخر کار بات اسپر قرار پائی کہ بھوج مل رائے کہ سپہ سالار کفار تھا اور اپنی مان کی طرف سے رائے سے قرابت رکھتا تھا چیدہ اور خلاصہ لشکر لیکر افواج شاہی سے مقابل

ہو کر جنگ کرے اور راے بھوج مل نہایت عزور سے اُس خدمت کا متعہد ہو کر راجہ سے بولا کہ تیرا حکم ہو تو مین مسلمانون کے بادشاہ کو زندہ خدمت مین حاضر کرون یا اُسکا سر شمشیر کین سے جدا کر کے تیرے ملاحظہ سے گذرانون کشن راے نے جواب دیا کہ دشمن کی زندگی کسی حال مین مطلوب نہین ہو اس کا مرنا ہر کیف بہتر اور انسب ہو پھر بھوج مل راے خیل وحشم کی دلجوئی اور تسلی کر کے چالیس ہزار سوار اور پانچ لاکھ پیادے سے بادشاہ کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور حکم کیا کہ ہر روز امرا اپنی مجلسون مین حکم کرین کہ علماے براہمہ اپنی کتب دینیہ پڑھ کر مسلمانون کے قتل اور دفع کرنے کے ثواب کو خلائق کی خاطر نشان کرین اور جنگ پر اُن جماعت کی ترغیب و تحریص کر کے اُنکے احمال قسم قسم کی مادہ گاو اور ہتک حرمت اصنام اور قتل کفار اور تخریب مکنی اور مابعد مین ہنا تقبیل بیان کرین اور جب اس طریق سے طے مسافت کر کے مین الفریقین بارہ کوس کا فاصلہ رہا سلطان محمد شاہ نے خان محمد اور سرنوبتیون کو حکم فرمایا کہ نشان لشکر شمار کرین القصہ پندرہ ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادہ زیر قلم آئے ازانجملہ دس ہزار سوار اور بیس ہزار پیادہ اور تمام کارخانۂ آتشبازی کا خان محمد کے ہمراہ کر کے پیشتر روانہ کیا اور چوتھی تاریخ ماہ ذیقعدہ سنہ مذکورہ کو لوردِ ظلمت کا آپسمین سامنا ہوا اور صبح سے سہ پہر تک ماننده سمندر کے تلاطم امواج کے جوش و خروش سے آپسمین مشغول جنگ رہے اور طرفین کے آدمی بہت مقتول ہوے موسی خان اور عیسی خان افغان کہ میمنہ اور میسرہ خان محمد کی اُن سے قوی پشت تھی زخم تفنگ سے شربت شہادت کا چکھکر روضۂ رضوان مین داخل ہوے اور اُن دونون سردار کی سپاہ متفرق ہونے سے قریب تھا کہ چشم زخم افواج قاہرۂ اسلام کو پہونچے کہ ناگاہ سلطان محمد شاہ تین ہزار سوار تکمل سے ایک فرسخ سے جنگ گاہ پر تاخت لایا اور خان محمد بادشاہ کے پہونچنے سے مطمئن اور قوی دل ہوا اور لشکر پراگندہ بھی طرف وجوانب سے سمٹ آیا اور مقرب خان نے توپخانے کو آگے بڑھا کر لوازم آتشباری مین کوتاہی نہ کی سوار اور پیادگان کفار کو ضرب توپ و بندوق سے مضطرب اور سراسیمہ کیا اور خان محمد کو پیغام کہلا بھیجا کہ افواج کفار کے پریشان خاطر ہونے سے تزلزل نے اُنکے احوال مین راہ پائی ہے اگر حکم ہو تو ہمراہ ارابے کے پیچھے سے نکلکر مع بہادران جوانان خاصہ آپر حملہ آور ہون اور خان محمد نے ایک جماعت امرا سے مقرب خان کی مدد کے واسطے بھیجکر اشارہ کیا کہ جنگ مین مشغول ہوے اور خود بھی پیچھے سے روانہ ہوا اور برق کی طرح ایسا تند گیا کہ کفار کو فرصت استعمال آلات آتشباری کی نہ ہی شمشیر و خنجر لے کر مقابل آنے بیت چکا چاک خنجر زسیمان کین ٭ بہفتم فلک شد زروے زمین ٭ اس درمیان مین فیل خان محمد کا کہ شیر شکار نام رکھتا تھا فیلبانون کے حکم سے سرکشی کر کے بھوج مل راے کی فوج پر حملہ آور ہوا اور بھوج مل راے کی فوج قلب ابھی تک خوب جمی کھڑی تھی تفرقے نے ان مین راہ بنائی تھی اور بھوج مل راے کے ہاتھیون نے اُسے کام سے باز رکھا اور خان محمد اس مقدمہ سے واقف ہو کر اور طرفون سے منہ موڑ کر پانسو جوان ہمراہ لیکر بھوج مل راے کے قلب لشکر پر متوجہ ہوا اور اپنے ہاتھی کو بالیا اور ایسا عجیب و غریب قضیہ جو کبھی سننے مین نہ آیا تھا واقع ہوا وہ یہ ہوا کہ فیل شکر شکار نے کر فیلبان اُس کا مقتول ہوا تھا اور کوئی اُس کی پیٹھ پر سوار بھی نہ تھا خان محمد کے پہونچتے ہی لشکر اسلام کے پیش رو بنکر صفوف اعدا کو درہم برہم زیر و زبر کیا بھوج مل راے زخم کاری اُٹھا کر بھاگا اور امراے دیگر کہ جنگ مین مشغول تھے افواج قلب کو منکسر دیکھکر اُنھون نے بھی راہ فرار نامی اور ابھی شمشیر غازیون کی غلاف سے برآمد نہوئی تھی کہ چھتر اور رایات بادشاہ سکندر اقتدار کے نمودار ہوے اور حکم فرمایا کہ علت غائی جنگ

اور فتح کی مقتول ہونا کفار بیدین کا ہے اس بارہ مین مسامی جمیلہ پیش پہونچاؤ پھر تو قتل کا بازار گرم ہو مسلمانون نے اس قدر اس امر مین کوشش کی کہ عورتین و بچے بھی پامال ہو کر جا بجا نبرتہ ہوے اور سلطان محمد شاہ نے اس فتح کے بعد ایک ہفتہ اُس مقام مین قیام کیا اور متحانے اطراف و جوانب مین ارسال فرمائے اور جو جو چاہتا تھا کہ اپنے عہد و قسم کو وفا کرے کشن راے کے اُردو کے قتل پر متوجہ ہوا اور کشن راے نے سُنتے ہی تاب مقاومت کی نہ لاکر خانخانان صبر و شکیب کو برہم مارا اور باوجود کثرت خیل و حشم دشت ادبار مین آوارہ ہوا اور ننگ و ناموس کا پاس مطلق نہ کیا بیت کس گرفتار نام و ننگ مباد ۔ کوچۂ راہ و رسم ننگ مباد ۔ عاقبت الامر شاہ سکندر جاہ سلطان محمد شاہ بہمنی قریب تین مہینے کے اُسکی جستجو مین متعاقب رہا جسوقت فرصت اور قابو پایا تعاقب سے ہنود کی سراسیمگی مین مشغول ہوتا تھا یہانتک کہ کشن راے عاجز ہو کر دار الملک بیجانگر کی طرف روانہ ہوا اور وہانکے پہاڑون پر جا کر پناہ لی اور تو لاکھ پیادے راہ مدافعہ اور مخابرج و شوارگزارین مقرر کیے اور سلطان محمد شاہ کسی وجہ اُسکے تعاقب سے باز نہ آیا اور بیجانگر کے نواح مین جمعے اور خرگاہ ایستادہ کر کے تمام افسرون کو مورچے تقسیم کیے اور ہر روز شہر کے گرد بنیاد جنگ کی ڈالتا تھا لیکن شب کو کفار اُس مین آتے تھے اور دشنام دیتے تھے اور سلطان محمد شاہ قریب ایکماہ کے سعی موفورہ بجا لایا کہ اُس شہر مین داخل ہو کر خواہش اور آرزو کے موافق عمل کرے کسی وجہ سے میسر نہ ہوئی پھر مقام حیلہ مین ہو کر آپ کو بستر ناتوانی پر ڈالا اور اس راز سے خان معجد اور مقرب خان کے سوا تیسرے کو واقف نہ کر کے طبل کوچ پر چوب ماری اور کشن راے مسلمانون کے قتل اور تلافی خون ہنود کا عزم جزم کر کے دار الملک بیجانگر سے برآمد ہوا اور نہایت جوش و خروش سے موکب منصورہ کے تعاقب مین روانہ ہوا اور کفار ارباب اسلام کے اُردو کے پس و پیش تاخت کر کے ارابون کے کنارے جاتے تھے اشورہ غوغا بلند کر کے کہتے تھے کہ تمھارا بادشاہ مردہ ہے ہمارے برہمنون کی دعا مستجاب ہوئی ہم تم مین سے ایک متنفس کو نہ چھوڑین گے کہ وہ زندہ اپنے ملک مین پہونچین اُن کی روحین وطن جانے کی آرزو مین اس میدان لق و دق مین بھٹکی پھرین گی اور اس سبب سے کہ بادشاہ کوچ کے وقت سنگاسن مین استراحت فرما کر چادر سر پر ڈالتا تھا اہل اُردو شاہ کی زندگی پر بدگمان اور تشکی ہو کر مضطرب ہوتے تھے اور خان معجد اور مقرب خان خلائق کو دلجوئی اور دلاسا کر کے کوچ بر کوچ جاتے تھے یہانتک کہ آب تمندرہ سے جبور کر کے ایک صحراے مسطح اور ہموار مین پہونچے اور وہان مقام کیا اور کشن راے بھی تین چار کوس کے فاصلہ پر اس منزل مین پہونچکر فروکش ہوا اور سلطان محمد شاہ نے تدبیر کو تقدیر کے موافق دیکھکر خلق کے دفع مظنہ کے واسطے نماز عصر کے وقت کہ رحمت نازل ہوتی ہے بار عام دیا اور ایک لحظہ مجرایون کے سلام مین مشغول ہوا اور چند ضعف کا بہانہ کر کے دربار برخاست کیا اور شب کو جمیع امرا کو خلوت مین بلا کر حکم کیا کہ سپاہ کو مستعد اور مسلح رہین اور فلان موضع مین بعنوان محافظت اُردو توقف کر کے منتظر قدوم مابدولت رہین القصہ جب افسران سپاہ حکم کے موافق کاربند ہوے سلطان محمد شاہ نے جنگی لباس زیب تن فرمایا اور آدھی رات کو فتح و نصرت کے شبدیز پر سوار ہو کر صحراے موعود مین خرامان خرامان تشریف لے گئے اور ہر ایک کو ایک خدمت اور ایک سمت مین رجوع کر کے بقصد بیجانگر روانہ ہوے اور کشن راے اور اُس کے ارکان دولت ابواب جنگ مسدود

ہونے سے غنیم کی خستہ حالی اور زبونی کو یقین کرکے تمام رات مے نوشی اور رقاصی میں مشغول رہے اس وقت خبردار ہوئے کہ صبح کے قریب اطراف وجوانب سے آواز جان خراش نگیر وکبش کی بلند ہوئی اور غازیوں کی تکبیر صلوٰۃ کا غلغلہ گنبد افلاک میں پہنچا اس کی برکت سے تمام کفار کا بالون قرار جگہ سے ہل گیا اور طریقہ فرار کا نا پاکشن راے تفرقہ اپنی جمعیت میں دیکھکر سمجھا کہ فراہم لاقابل وحشر کا نہایت دشوار اور محال ہوا وہی حسیف اور خیوت کو بس سر کرکے مفرورون پر سبقت کرکے ایسا بھاگا کہ بیجانگر تک کسی مقام میں پاگہ نہ موڑی اور سلطان محمد شاہ نے اس کے تمام خزانہ اور اسباب حرکت پر متصرف ہوکر چند منزل تک پیچھا کیا اور دس ہزار کفار کا ایک پاگ موڑنے میں فی النار کیے اور سیکڑون کو مجروح کرکے ہلاکی ان کی ذاتون سے ہلایا اور ابھی تک آتش غضب کی حرارت اور غصہ کی شدت سے گھوڑے سے نہ اترا بیجانگر کے تیس چالیس کوس تک جس مقام میں آدمی کا نام سنا تاخت کرکے زندون کو ہلاک کرکے شہر خموشان بنایا بیجانگر کے معتبرون اور نامدارون نے جب یہ حالت شاہ کی کشن راے پر غیظ میں آکر سرزنش اور ملامت کی اور بولے کہ تیرے باپ نے سلطانان ترک سے لڑائی نہیں کی بلکہ بادشاہ علاء الدین حسن کانکوی سبھی سے موافقت کی تھی لازم ہے کہ تو بھی سلطانون سے مدارا کرے کشن راے نے یہ بات قبول کرکے الچیون کو سلطان محمد شاہ کے حضور بھیجکر اوضاع سابقہ سے اظہار ندامت کرکے صلح کا طلبگار ہوا سلطان محمد شاہ نے اس سے انکار کیا اور ایک ندماے گستاخ نے کہ اس دربار میں حاضر تھا عرض رکھا کہ بادشاہ نے قسم کھائی ہے کہ آج کے مسلمان کے عوض لاکھ ہندو قتل کرونگا اور قسم نہیں کھائی کہ ہندو کا تخم جہان سے اٹھادونگا سلطان محمد شاہ نے ہنسکر ارشاد کیا اگرچہ قسم کے دو چند ہندو کشی واقع ہوئی لیکن جبتک اے بیجانگر والے زر سند یہ قوالان دہلی کا متعہد نہ ہونگا میں کفار بقیۃ السیف کے گناہ معاف نکرونگا چنانچہ ایلچی اسکے جواب مالک کی طرف سے وکیل مطلق تھے انھون نے قبول کیا اور اسی دربار میں وجہ برات وظیفہ ادا کیا سلطان محمد شاہ نے فرمایا وہ حرف کہ میری زبان پر جاری ہوا تھا نہیں چاہتا تھا کہ لغو اور ضائع ہوکر صفحہ روزگار پر یادگار رہے الحمد للہ کہ جو کچھ میں نے اپنی زبان سے کہا تھا اسے بجالایا اور اپنا حکم جاری کیا اور قسم ہے خدا کی ایسا امر عجیب وغریب بادشاہان سابق اور حال سے کبھی صادر نہوا اور عقلا جانتے ہین کہ مبحث برات دشوار اور طرفہ تر یہ کہ چین کے ایلغار اور ناگ دیو کے قتل ہونے سے تشابہ اشکال ان غرائب وزین ہم غریب تر بسیار کردہ دولت این شاہ دادگر الچیون نے جب شاہ کو خوشوقت دیکھا عرض گزار ہوے کہ ہم بادشاہ کو اسوقت نہایت مشفق اور مہربان پاتے ہین اگر حکم عالی ہو تو براہ اخلاص سے دو کلمہ عرض کرین لہذا انھون نے اجازت پاکر عرض کیا کہ کسی دین میں روا نہیں ہے کہ ایک بیگناہ کو ایک گنہگار کے عوض قتل کرین خصوص عورتون اور بچون کو اگر کشن راے سے سلطانون کی نسبت قلعہ مدکل میں بے راہی واقع ہوئی ہے فرمایئے فقرا و مساکین کا کیا گناہ تھا سلطان محمد شاہ نے فرمایا قلم تقدیر سے یون ہی جاری ہوا تھا اور مجھے اسمین اختیار نہ تھا الچیون نے عرض کی کہ جو سابقہ عنایت مالک الملک نے نسبت خلاصہ ممالک دکن کے آپکو ارزانی

رکھا اور ممالک کرناٹک آپ کی مملکت کے جوار مین واقع ہوے یقین ہو کہ آپ کو اور آپ کی اولاد کو مدت ہاے مدید ہمسائگی اس سرزمین کی ہوگی اور دنیا داروں کے درمیان مثل اس قضیہ کے شاید دوسرا وقوع مین آوے پس حال خلائق کا کیونکر ہوگا خیر اندیشی اور صلاح حال رعایا یون اقتضا کرتی ہو کہ طریقہ قتل غزا اور مساکین کا درمیان مین نہ ہووے سلطان محمد شاہ نے متاثر ہوکر فرمایا کہ مین خدا سے عہد کرتا ہون کہ بعد فتح اور سوکھ گذاری کسی شخص کے قتل مین نہ پھرونگا اور بعد میرے میرے فرزند بھی اس شیوہ پسندیدہ پر عمل کرین چنانچہ اس تاریخ سے دکن مین شائع ہوا کہ جو شخص جنگ کے بعد دستیاب ہوا اسکے قتل اور ہلاک مین اقدام نہ کرین اور بے سبب رعایا اور ضعفا کے قتل عام مین نہ مشغول ہوون اور جب ایلچیون نے وجہ برات وظیفہ قوالان ادا کی سلطان محمد شاہ نے گنجایش دوسرے توقعات کی نہ دیکھکر از روے انصاف کوچ کرکے بلدۂ حسن آباد گلبرگہ مین آکر پھر اسی راہ سے منزل شیخ محمد سراج مین گیا اور کہا اس توکل کی برکتون سے کہ کار ساز حقیقی کے لطف پر کرکے ابتداے سلطنت مین لقود خزانہ در راہ حق جلشانہ عظم سلطانہ مین نے صرف کیا تھا حق سبحانہ تعالی نے اپنے فضل سے ایسے خزانے اور فتوح عظیم مجھے روزی کیے اور دعاے خیر حضرت عالی کی میرے حق مین مبارک آئی پھر شیخ کو رخصت کرکے دارالامارۃ مین تشریف لیگیا اور پانچ روز سے زیادہ بستر استراحت پر تکیہ نہ فرمایا کہ رایات نصرت آیات اسکے دولت آباد کی طرف متحرک ہوے اور جو کہ اس ہنگام مین سلطان نے آپ کو عمدۂ بیار بنایا تھا اور کفار نے اردوے عالی کا تعاقب کیا تھا جمیع ممالک محروسہ مین خبر اسکے فوت کی منتشر ہوئی مفتریان نے تھوڑے عرصہ مین طغیان اظہار کرکے نفارۂ عصیان پر چوٹ دی از انجملہ جو کہ ولایت دولت آباد امراے صاحب شان کے وجود سے خالی تھی اور تمام لشکر ولایت مرہٹہ خان محمد کے ہمراہ بیجانگر کے سفر مین تھا بہرام خان مازندرانی نے کہ سلطان علاء الدین حسن کانکوی بہمنی اسکو فرزند کہتا تھا کو بنجہ دیو مرہٹہ سردار پایگان کے اغوا سے نشان مخالفت کا بلند کیا اور بعضے امراے بہار کہ اسکے قرب وجوار مین تھے انھون نے بھی اپنے آدمی اسکے پاس بھیجکر دم موافقت اور مصافوقت کا مارا اور بکلانہ کے راجہ نے بھی بحسب ظاہر پیغام محبت التیام بھیجکر امداد کی بشارت دی بہرام خان مازندرانی نے کہ سلطان علاء الدین حسن کانکوی بہمنی اسکو فرزند کہتا تھا کو بنجہ دیو مرہٹہ سردار پایگان کے اغوا سے نشان مخالفت کا بلند کیا اور بعضے امراے بہار کہ اسکے قرب وجوار مین تھے انھون نے بھی اپنے آدمی اسکے پاس بھیجکر دم موافقت اور مصافوقت کا مارا اور بکلانہ کے راجہ نے بھی بحسب ظاہر پیغام محبت التیام بھیجکر امداد کی بشارت دی بہرام خان مازندرانی ان مقدمات خام پر فریفتہ ہوکر چند سالہ خراج خاصہ برار اور مرہٹہ پر کہ سلطان محمد شاہ کے حکم کے موافق دولت آباد کے قلعہ مین جمع تھا متصرف ہوکر خیل وحشم کے فراہم کرنے مین مشغول ہوا اور اکثر بلاد اور پرگنات مرہٹہ کے اپنے قبض وتصرف مین لایا اور احوان وانصار پر تقسیم کیے اور سوار اور پیادہ سے بارہ ہزار آدمی فراہم کیے سلطان محمد شاہ نے بیجانگر کے اطراف مین یہ خبر سنی اور اسے اس مضمون سے لکھ بھیجا کہ جو خبرہاے ناخوش تیرے گوش زد ہوئین وسوسۂ شیطانی غالب یا گرداب ہوے امر کے پھر اکہ اسکے پاس نہ پھرنا چاہیے تھا مناسب ہو کہ اب بھی مقام استغفار اور ندامت مین ہوکر اپنے اعمال ناشائستہ سے پشیمان اور نادم ہو کہ مین بھی تیرے گناہون اور تیرے تو ابعین کے جرائم کو ناکردہ معلوم کرکے مواخذہ نکرونگا اور جرائم ولایت تیرے ساتھ عفو اور اغماض کے مقرون کرونگا اس نوشتہ کو بصحابت سید جلال حمید اور شاہ ملک جو مقربان درگاہ سے تھے دولت آباد کی طرف بھیجا اور بہرام خان مازندرانی نے کو بنجہ دیو سے اس امر مین مشورہ کرکے صلاح پوچھی اس نے جواب دیا کہ سلطان محمد شاہ ایک بادشاہ قہار اور غیور ہے اور بعد دور اس اعمال ناشائستہ کے کہ ہم سے سرزد ہوے کسی وجہ امین نہین ہو سکتے اور دولت آباد کا قلعہ سنگین ہمارے تصرف مین ہو اور بکلانہ کا راجہ اور بعضے امراے معتبر بہار کے ہم سے موافقت رکھتے ہین اس

صورت مین مین یہ صلاح دیکھتا ہون کہ بحکم الشر یع ملتزم پر عمل کرکے اس کار سے ہاتھ نہ اٹھاوین اور ہمت مصروف رکھکر اس مہم کو بخوبی تمام انجام دیوین بہرام خان مازندرانی کو کونجہ دیو کے افسون نے ایسا شیشے مین اتار کر مبہوت اور مغرور کیا کہ بادشاہ کے جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھکر حلقۂ نصیحت کو زیب گوش نہ کیا اور سرکشی سر سے نہ اتاری بلکہ زیادہ تر استعداد قوت مقابلہ اور مقاتلہ مین کوشش اور اہتمام کیا سید جلال حمید اور شاہ ملک نے صداوت کرکے اطوار ناپسندیدہ انکے بادشاہ سے عرض کیے سننے اس حرکات ناپسندیدہ کے بعد سلطان محمد شاہ کے دلمین آتش غضب شعلہ زن ہوئی جب بیجانگر کے سفر سے دارالملک حسن آباد گلبرگہ کی طرف مراجعت فرمائی مسند عالی خان محمد کو مقدمہ لشکر مین روانہ کیا اور خود بھی پیچھے سے شکارکنان اس طرف متوجہ ہوا نظم روان میرانہ بکران مرشاہ پشکار نگین شکارنگین دران راہ ؛ جہان خالی شد از صید چرندہ ؛ نماند اندر ہوا مرغ پرندہ ؛ القصہ جب مسند عالی خان محمد کو بادشاہ نے پیشتر لشکر ظفر پیکر سے مقرر فرمایا تھا بہرام خان اور کونجہ دیو اور بعضے متعلقان راجہ بکلانہ سے بقصد مدافعہ مسند عالی خان محمد کے قصبۂ پٹن کے اطراف مین روانہ ہوے اور کف ہذل کشادہ کرکے بہت سپاہی دانو طلب کو اپنے روبرو بلایا اور مسند عالی خان محمد کہ سپاہی پرانا اور زمانہ کا گرم وسرد اور نشیب و فراز دیکھے بھالے تھا جنگ مین فائدہ نہ دیکھکر حین قصبۂ شیوگانون مین خروش ہوا اور بہرام خان مازندرانی اسکی عرصہ مین بقصد شبخون مسند عالی خان محمد کے دائرۂ فوج پر تاخت لیگیا اور جو کہ حریف ہوشیار اور واقف کار تھا کچھ کام نکرکے اپنے مقام مین پلٹ گیا اور مسند عالی خان محمد لشکر مخالف کی کیفیت و حقیقت کم و بیش دریافت کرکے جنگ مین عازم اور جازم ہوا اور سلطان محمد شاہ کو کہ کوہستان ولایت بیرو اسکے حدود مین شکار کے نشاط مین مشغول تھا پیغام دیا کہ اقبال شاہی اور خداوندی کی برکت سے جان نثار فلان تاریخ مین مخالفون کے سر پر جاکر مصاف کرینگا لیکن اگر سایۂ بلند پایہ بادشاہ اس احقر کے سر پر ہو بہتر ہوگا سلطان محمد شاہ نے شکارگاہ مین یہ خبر سنکر وصول لشکار اردو کی کہ صحرائے قصبۂ گنج مین نزول کیا تھا انتظار نہ کھینچکر مع ایک جماعت مخصوصان کہ عدد اُن کے تین سو سے بھی کم تھے عازم ایلغار ہوا اور مقربان درگاہ نے بحر حیرت مین غرق ہوکر معروض کیا کہ مسند عالی خان محمد کی عرضداشت سے ایسا واضح ہوتا ہی کہ مخالفین کمال استقلال اور جمعیت سے ہین اگر بادشاہ جان توجہ دست مدارا مین سپرد کرکے باآہستگی تمام قطع مسافت کرے تو امرا اور سپاہ بہو نچکر مع کو کبہ و طنطنہ بادشاہی دشمن کی بیخ کنی مین متوجہ ہوین انسب اور بہتر ہوگا سلطان محمد شاہ نے التماس انکی پذیرا فرمائی اور یہ ارشاد کیا کہ مین چاہتا ہون آپ کو روز میعاد مین مسند عالی خان محمد کے پاس پہونچاؤن اور جو کہ تم کہتے ہو اس ارادہ سے مخالفت رکھتا ہی جس وقت ہزار سوار لیکر ممالک تلنگ مین کہ مسافت بعید رکھتی ہی جاکر اعدا کو سیاست پہونچائی اور نو ہزار سوار سے راے بیجانگر کو کوہ و دشت مین مفرور کرکے آوارۂ ضلالت کیا اور شادکام مراجعت کی یہ تین سو جوان دشمنان روباہ صفت کے دفع کے واسطے کافی ہونگے نظم ہمین از کجا تا کجا تاختم ؛ بہ ویلم پٹن سر برافراختم ؛ بگاؤن سپردم عنان باز چون ؛ برانم زبیجانگر جوے خون ؛ برآیم چو برپشت اسپ سیاہ ؛ بخواہ ہندمن کوہ البرز راہ ؛ یہ فرا کر شدید یہ شیرنگ کو گرم عنان کیا جس وقت چار کوس چل کر قصبۂ پٹن مین پہونچا مسند عالی خان محمد توجہین آراستہ کرکے بہرام خان مازندرانی کے مقابل ہوا تھا لیکن جیسے ہی خبر بادشاہ کے قریب پہونچنے کی خلائق کے گوش زد ہوئی متعلقان راجہ بکلانہ مہیز گریز اپنے مراکب باموں نورد کو مار کر تا زکر قاقت مخالفان ہوے

اور دوسرے سپاہیون نے راہ فرار کو قرار سے بہتر جانکر صرف جنگ مین نہ دیکھا بہرام خان مازندرانی اور کونجھ دیو شکستہ رخ روزگار کے شعیر یہ سے حیرت مین پڑکر بے اسکے کہ مرتکب قتال وجدال ہون یا دور سے مسند عالی خان محمد کے بہادرون کی پشت کمان دیکھین روے سمرکہ سے بھاگ کر بسرعت بجلی اور ہوا کے قلعہ دولت آباد مین پہونچے اور سلطان محمد شاہ اُس وقت کہ مسند عالی خان محمد کے ہمراہی مخالفون کے اُردو کی غارت مین مشغول تھے مع ایک سو ستر جوان کے وعدہ گاہ مین آیا دوست و دشمن اُس کی شجاعت اور جوانمردی پر آفرین خوان ہوے اور مسند عالی خان محمد کے التماس کے بموجب وہ دن اور شب وہان قیام کرکے دوسرے دن صبح کو پھر تاخت کی اور شام کے قریب دو کوس دولت آباد سے پہونچ کر قلعہ کے محاصرہ کی فکر مین ہو ابہرام خان مازندرانی اور کونجھ دیو سر خواب مستی اور غرور سے برآوردہ کرکے حیران اور عاجز ہوے اور اُسی شب کو تبدیل لباس کرکے شیخ زین الدین سے کہ دولت آباد مین رہتے تھے جاکر عرض کی نظم کرامی از رخت راحت دل بدید ٭ زبان تو ہر مشکلی را کلید ٭ چو تدبیر کان شاہ گردن فراز ٭ بیاور دو برما چنین نرکتاز ٭ اگر آپکا حکم ہو قلعہ مین داخل ہوکر اعلام مدافعہ بلند کرون اور اگر دوسرا امر ہمارے حال کے سزاوار ہو ارشاد فرمایئے تو اُسکے موافق عمل کرون شیخ نے فرمایا جو تم میرے پاس پناہ لائے ہو اور مجھسے اپنی خوبی اور نیکی کے بارہ مین مشورہ کرتے ہو بمقتضاے المستشار مؤتمن جو کچھ بہبود تمھارے حق مین ہو کہتا ہون قلعہ مین داخل آنا اور دروازہ اُس کا بند کرکے قلعہ بند ہونا احتیاط اور عاقبت اندیشی سے بہت بعید ہو مناسب ہو کہ اپنے زن و فرزند ہمراہ لیکر مال و اسباب سے قطع نظر کرو اور توقف اور تامل کو لوازم ہلاکت کا جانکر اسی ساعت راستہ گجرات کا لو انھون نے شیخ کی منزل مین پہنچکر آدمی اپنی زن و فرزند کی طلب مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ جریدہ بسبیل استعجال آؤ تو شیخ کی زیارت سے مشرف ہو کر انکی انفاس متبرکہ سے طلب مدد ہمت کرکے پھر قلعہ مین داخل ہون متعلق اور ملازم اُنکے جو محل اعتماد مین تھے اصل معاملہ سمجھ کر اُسی وقت تمام گھوڑون کو ساز و یراق سفر سے درست کرکے اور مردم ضروری کو سوار کرکے شیخ کے مکان مین لائے اور شیخ نے دست مبارک اپنا بہرام خان مازندرانی اور کونجھ دیو کی پیٹھ پر پھیرا اور یہ دعا دی کہ بتوفیق سبحانہ تعالیٰ سلامتی تمھاری شامل حال ہوگی اور یہ گجرات کی طرف متوجہ ہوے اور سلطان محمد شاہ اُنکے فرار سے آگاہ ہوا صبح الصباح مسند عالی خان محمد نے چار سو جوان دو اسپہ اور سہ اسپہ ہمراہ رکاب لے کر گجرات کی سرحد تک تاخت فرمائی جب مفروون کے سر پر پہونچا نہایت غضبناک اور خشمگین ہوکر دولت آباد کی طرف بازگشت کی اور یہ مبحث رنجش اور کلفت سابقہ کی باعث ہوئی کسواسطے کہ قبل اسکے یعنی ابتداے سلطنت مین تمام مشائخ دکن نے سلطان محمد شاہ سے حاضر اور غائب مین بیعت کی تھی مگر حضرت شیخ زین الدین نے شرب خمر اور ارتکاب بعضے مناہی کے باعث بادشاہ سے بیعت نہ کی اور فرمایا کہ خلائق کی بادشاہی کے لائق وہ شخص ہو کہ حفظ شعار ملت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوشش کرکے سرا اور علانیۃً مناہی کے گرد نہ پھرے پھر اُسی چند روز مین سلطان محمد شاہ نے آدمی شیخ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ میرے دربار مین حاضر ہو یا میری خلافت پر بیعت کرکے نوشتہ اپنے خط خاص سے لکھ بھیج شیخ نے جواب دیا کہ ایک وقت کسی تقریب مین اتفاقات سے ایک دانشمند اور ایک سید اور ایک ہیجڑا کفار کے دست تغلب مین گرفتار ہوے اور کفار نے اپنے تو اُن تینون کو ان تینون شخصون کے حق مین یہ حکم دیا کہ ان تینون کو بتخانہ مین لیجاؤ جو شخص کہ بت کو سجدہ کرے اُسے جان کی امان دو اور جو شخص انکار کرے عذر

پیش کرے فورًا تیغ ظلم سے اسکی گردن مارو دانشمند آیہ کریمہ عمل کرکے بت کا سجدہ بجالایا اور سید نے بھی دانشمندی کی روش اختیار کرکے کفار کے فرمانے پر اقدام کیا لیکن جب ہیجڑے کی نوبت آئی تو لاچار تمام عمر اعمال ناشائستہ میں مشغول رہا اور نہ عالم ہوں اور نہ سید کہ پناہ میں ان دو امر کے ایسا کام کروں پھر قتل ہونا اپنا گوارا کرکے بت کا سجدہ نہ قبول کیا اب میر ابھی قصہ بعینہ اسی ہیجڑے کے قصہ کے موافق ہوکر تیرے ظلم کا محل ہوگا لیکن تیری مجلس میں حاضر نہ ہونگا اور نہ تیری خلافت کا اقرار کرونگا سلطان محمد شاہ غضب میں آیا اور شیخ کو تکلیف دی کہ میرے شہر سے نکلجا چنانچہ شیخ بلاتوقف دورنگ اپنا مصلے اور بڑا کاسہ شیخ برہان الدین کے روضہ کی طرف متوجہ ہوا اور عصا اسکی سند کے نیچے زمین میں گاڑکر مصلے بچھایا اور بیٹھا اور کہا اب دیکھوں کون مرد مجھے یہاں سے اٹھاتا ہے بادشاہ شیخ کے اصرار کو مشاہدہ کرکے اس شدت سے کہ کئی ہفتے پشیمان ہوا اور اپنے ہاتھ سے یہ مصرع لکھکر صدر الشریف کے ہاتھ شیخ کے پاس بھیجا مصرع من زان توام تو زان من باش ۔ شیخ نے کہا اگر سلطان محمد شاہ غازی حفظ مراتب اور احترام شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوشش کرے اور شراب کی بھٹیان ممالک محروسہ سے مسمار کرکے اپنے باپ کی سنت پر عمل کرے اور خلائق کے روبرو شراب نہ پیے اور فاضلان اور عالمون اور صدور کو امر کرے کہ امر معروف ونہی منکر میں جد جمیل کریں زین الدین فقیر سے زیادہ تر کوئی اسے دوست نہ رکھیگا اور یہ رباعی اپنے دست حق پرست سے تحریر کی رباعی تا من بتریم بجز نکوئی نکنم ۔ جز نیک دلی ونیک خوئی نکنم ۔ آنہا کہ بجائے ما بدہا کردند ۔ تا دست رسد بجز نکوئی نکنم ۔ سلطان محمد شاہ نے خطاب غازی سے کہ زبان اقدس شیخ پر جاری ہوا تھا نہایت شاد اور خوش حال ہوکر حکم فرمایا کہ اسے میرے القاب پر افزوں کریں اور بغیر اسکے کہ اسوقت میں درمیان انکے ملاقات واقع ہووے حکومت مرہٹ کی مسند عالی خان محمد کو مسلم اور مفوض رکھکر حسن آباد گلبرگہ کی طرف تشریف لے گیا اور شراب فروشی کی دوکانیں جمیع ولایت سے اپنے دور کرکے تروئج شریعت غرا میں مساعی جمیلہ مبذول رکھے اور دکن کے چوروں اور مفسدوں کو جو مشہور تھے اور ہیزنی اور ڈکیتی کو اپنا شعار اور وثار کرکے مسافروں کو تاخت لوٹتے اور مارتے تھے ہمت انکے دفع کے واسطے مصروف کی اور چاروں سمت کے طرفداروں کے نام فرامین صادر فرمائے کہ ہر ایک اپنے اپنے علاقہ اور حدود چوروں اور ہیزنوں کی لوٹ سے پاک اور صاف کریں اور چھوٹے بڑے کے سر عبرت اور مجرے خدمت کے واسطے حضور میں حاضر کریں ان ایام میں تاکید مزید اور تہدید شدید معلوم کرکے حسب المسطور عمل میں لاویں چنانچہ چاروں طرفداروں نے حکم کے موافق بدمعاشوں کے مسکنوں میں جاکر جو چھ یا سات مہینے کی مدت میں ایک اژدہا سر گروہ واجب القتل والدفع کا پکڑا اور طاؤ بیدری کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ چھ مہینے کے عرصہ میں بیس ہزار سر ہیزنان خود سر اور چوروں اور بدمعاش کے تن ناپاک سے جدا کرکے اطراف وجوانب سے حسن آباد گلبرگہ میں لائے اور شہر اور بیرہ نجات میں چاروں طرف چبوترہ سر ہائے ملاعین سے باندھکر سیاست اور ضبط محمد شاہی جہانگیر کیا اور راہیں امن اور اہل اسلام کے دل راہزنوں کے دست برد سے مطمئن ہوئے اور سلطان محمد شاہ غازی نے جب ایسے کام محض شیخ زین الدین کی خوشنودی اور رضامندی کے واسطے ظہور میں پہونچائے اسوجہ سے ہمیشہ شیخ سے باداب مراسلات اور مکاتبات مفتوح رکھکر مصادقت اور مخالصت کے لوازم بجالاتا تھا اور شیخ بھی امر معروف ونہی منکر سے اسکی خوشحال ہوکر ہمواری مکاتبات دوستانہ تحریر فرماتے تھے اور ثمرات پسندیدہ وغائیت میں بھی دریغ نکرتے تھے اور اس سبب

سے کہ راے بیجانگر اور تلنگ اور تمام زمینداران دکن شاہراہ اطاعت اور فرمان برداری پر ثابت قدم و راسخ دم
ہو کر مال مقرری کے ارسال مین تخلف اور تجاوز روا نہ رکھتے تھے ریاض ملک وملت اور حصن دین و دولت خار و
خاشاک دشمن اور معارض سے پاک ہوا اور سلطان محمد شاہ غازی لشکر کشی کو برطرف کر کے جہانداری مین مشغول ہوا
لیکن ہر سال ایک سمت اطراف اربعہ مین سوار ہو کر تین چار مہینے اوقات شریف کو صرف شکار کرتا تھا اور
جس طرف کہ شکار کے واسطے جاتا تھا سپہ سالار وہان کا تحف و ہدایا گذرانتا تھا اور بادشاہ کو دار الملک مین پہنچا
کر مغرز اور مکرم ہو کر باز گشت کرتا تھا اور خرد و بزرگ اور وضیع و شریف دکن اس بادشاہ کے عہد عدالت مہد
مین امن و امان سے زندگانی کر کے عیش و کامرانی کے سوا کچھ کام نہ رکھتے تھے اور اُسکے وجود باجود کو نعمت عظمیٰ جانکر
شکر و واہب العطایا پیش پہونچاتے تھے لیکن چو دہب اور قاعدہ گرگ اجل کا ہر کہ ہر دم ایک یوسف کو پھاڑتا ہو اور
ہر لحظہ ایک یعقوب کو حزن و ملال مین مبتلا کرتا ہو پنجہ اُسکے صید حیات مین مار کر ذیقعدہ کی نوین تاریخ ۷۹۶ سات
سو چھیاسٹھ ہجری مین عشرت سراے جہان بیدار سے لے گیا اور اہل جہان کو چند روز بستر گریہ و زاری مین ڈالا
اور رقم فراغت اور رفاہیت کی صفحہ احوال دکنیون سے ناخن قدر کی لوک سے حک کی اور اُس غفران پناہ کو باب
کے پہلو مین خاک حدم مین پیوند کیا زبانہ نے آیت یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ اُس کی
تربت پر لکھی نظم خوشا بادشاہی کہ چون او گذشت ٭ ازو باز ماند چنین سر گذشت ٭ در ایام دولت بود دو ہنگام ٭
بہنگام رحلت بود نیکنام ٭ سراج التواریخ کی روایت سے بمقتضاے در فتا العضہم فوق البعض جسقدر ہاتھی اور خزانہ
کہ سرکار سلطان محمد شاہ غازی بہمنی مین جمع ہوا اُسکے بعد کسی سرکار شاہان بہمنیہ مین ہم نہ پہونچا کس واسطے کہ اُسکے
عہد مین سرکار خاصہ مین تمام قسم کے چھوٹے اور بڑے اور زر و مادہ سے تین ہزار فیل شمار مین آئے اور زمانہ مین
دوسرے بادشاہون کے ہرگز سرکار خاصہ مین دو ہزار ہاتھی سے زیادہ نہوئے اور اسی طرح اسقدر خزانہ کہ اُسکے عہد مین
نشان دیتے ہین دوسرے زمانہ مین اُسکا نصف نہ تھا اور یہ بھی کہی کتاب مین لکھا ہو کہ بادشاہان دہلی اور شاہان بہمنیہ
وغیرہ جو سلطان محمد شاہ بہمنی غازی سے پیشتر اور اُس کے بعد اقلیم دکن پر فرمان روا ہوے ایسی قباحت رائے کرناٹک
کے سر پر نہین لائے اور معلوم نہین کہ اسکے بعد بھی ایسا قضیہ حکام اُس ولایت کو پیش آوے قصہ کوتاہ جو ہاتھی کہ سردار
اور بزرگ اُس مملکت کے مدت دراز زمین اقطار اور امصار ہندوستان سے بہ سعی جمیلہ فراہم لائے تھے یک قلم
سلطان محمد شاہ بہمنی غازی صاحب طارم کی تصرف مین آئے اور اکثر خزائن اور اسباب مجموعہ سات سو برس اُس
خاندان کا کہ سرکار سلاطین بزرگ مین مثل اُس کے بہت کم میسر آتا ہو لوٹ مین مسلمانون کے ہاتھ آیا اور اول سے آخر تک
پانچ لاکھ کے قریب کفار رعیت اور سپاہی اور شہری اور دیہی اور مسافر اور مجاور اور مذکر اور مونث طلف تیغ
خون آشام غازیان عظام ہوے اور مملکت کرناٹک نے ایسی صفعت ویرانی کی قبول کی کہ قرنہاے دراز مین حالت
اصلی پر نہ آوے گی ایام سلطنت سلطان محمد شاہ بہمنی غازی سترہ برس اور نو مہینے اور پانچ دن تھے پٹکا مجاہدہ کا
کمر پر باندھنا قلم مشکین رقم کا بیان کیفیت احوال فرخندہ فال شاہ جم دستگاہ
سلطان مجاہد شاہ بہمنی مین اور قتل ہونا اُسکا بیجاپور سے معاودت کے وقت آخر جوانی مین
مورخان دانشور نے بقلم مشکین اثر صفحہ بیاض زمانہ پر اسطرح منقش اور مرقوم کیا ہو کہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی نواسہ

ملک سیف الدین غوری کا تھا اور باپ کے بعد تخت دکن پر جلوہ گر ہوا اور وہ خورشید رو اور قوی ہیکل اور تناسب اندام مین اپنے تمام اقوام سے ممتاز و مستثنیٰ تھا اور قوی جثہ اور فربہ اور صاحب قوت تھا اور جلادت اور شجاعت مین عدیل و نظیر نہ رکھتا تھا اور زبان ترکی خوب بولتا تھا اور مدار مصاحبت اور مجالست اُس کا ترکون اور پارسیون پر تھا اور لڑکپن سے تیر و کمان کا شوق رکھتا تھا اور حرف اُس کا سوائے شمشیر و نیزہ و خنجر کے نہ تھا جیسا کہ ناظم عین نام اُس کی مدح مین کہتا ہو نظم زگہوارہ چون پائے بیرون نہاد ٭ بہ تیر و کمان دست و بازو کشاد ٭ بسے تند و گردن کش و پیل زور ٭ بگلہ نشیند گفت کسے وقت شور ٭ چنان بر سر کنگرہ میدوید ٭ کہ انگشت حیرت فلک می گزید ٭ اور آوان کو دکی مین ایک شب کو خزانہ پدر تو ڑکر چند بدرہ زر سرخ اور سفید اُٹھائے اور لڑکون کو جو ساتھ کھیلتے تھے تقسیم کر کے اُنھین خوش کیا اور خزانچی نے صبح کو اُس کی کیفیت سلطان محمد شاہ غازی سے اظہار کی سلطان محمد شاہ اس عبارت اور بے ادبی سے نہایت آزردہ ہوا اور آثار غضب کے چہرہ پر ظاہر کر کے مبارک تنبول دار یعنی گلوری ساز خاصہ کو اُس کے طلب مین بھیجا شاہزادہ حاضر ہوا باپ کا احوال دگرگون پایا جو کوئی علاج نہ بن آتا تھا تسلیم کر کے بادب ایستادہ ہوا اور باپ نے قہر و غضب مین آکر کئی چابک سے مارے کہ جسم نازنین اُسکا مجروح ہوا سلطان مجاہد شاہ نے شکایت مبارک بتنولدار کی اپنی والدہ سے کر کے یہ تقریر کی کہ اگر وہ مجھے اس معاملہ سے خبردار کرتا مین آپ کو شفیع کرتا یا وہ وقت ٹال کر دوسرے وقت کہ حضرت ولی نعمی کی آتش غضب ساکن ہوتی دربار مین حاضر ہوتا اُس نے جواب دیا کہ مبارک تنبول دار خاصہ کا اس امر مین کچھ گناہ نہین ہر بادشاہ کا حکم تھا مجاہد شاہ نے جب یہ سنا خاموش ہوا بلکہ سکوت اختیار کر کے حرم سرا سے باہر آیا اور تبض کے آثار ہرگز ظاہر نہ کیے اور مبارک تنبول دار خاص پر حسب ظاہر نظر عطوفت بدرجۂ نہایت مبذول فرماتا تھا اور بعد ایک ہفتہ کے کوئی تقریب اُٹھا کر غایت نرمی سے کہا کہ مین نے سنا ہو کہ تو نہایت شہزور ہو اور علم کشتی مین قوت اور مہارت تمام رکھتا ہو اور زبردست پہلوانون کو کشتی مین زیر کرتا ہو آ ہم اور تو کشتی کرین مبارک تنبول دار جو اُس کی خفگی اور آزردگی سے خبردار نہ تھا اور شاہزادہ کم سن چہاردہ سالہ اور یہ تیس برس کا جوان اپنی قوت پر مغرور تھا یہ امر قبول کیا اور تال ٹھوک کر اُس کے مقابل ہوا شاہزادہ نے اُسے اُٹھا کر اس طرح سے زمین پر دے مارا کہ جسم اُسکی گردن کا شکستہ ہوا اور لحظہ بھر مین مرغ روح اُسکا قفس تن سے پھڑک کر دار البقا کے ہمسایہ کی طرف پرواز کر گیا القصہ سلطان مجاہد شاہ تیس برس کے سن مین تخت دکن پر اجلاس کر کے دولت آباد مین آیا اور شیخ برہان الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زیارت سے مشرف ہوا اور دست ارادت شیخ زین الدین کے ہاتھ مین دے کر اپنے دارالملک کی طرف مراجعت کی اور جگہ مسند عالی خان محمد کے استقلال سے متوہم تھا اعظم ہمایون کو طرفدار دولت آباد کر کے مسند عالی خان محمد کو معزول کیا اور کشن رائے الی بیجانگر کو لکھا کہ قلعے اور بلاد مابین آب کشنہ اور آب تمبدرہ ہمارے تمھارے درمیان مشترک ہین اس سبب سے بین الفریقین ہمیشہ نزاع اور گفتگو واقع ہوتی ہو صلاح یہ ہو کہ آب تمبدرہ کو سرحد کریں اور دریا کے اُس پار سے بیت بندر امیشور تک تمھارے تصرف مین رہے اور اس پار سے ہمارے قبضہ مین ہو ہے اس صورت مین لازم ہو کہ قلعہ بنکاپور اور بھی قلعے و بلاد ہمارے ملازمان درگاہ کے سپرد کرو تو یہ نزاع زائل ہونے سے خالصت اور موافقت کا طریق مسلوک ہووے کشن رائے نے اُسکے درجواب لکھا کہ قدیم الایام سے قلعہ رائچور اور مکل آب کشنہ کے ساحل تک رایان بیجانگر کے تحت مین تھا مناسب

یہ ہو کہ آب کشتہ وحدکر کے قلاع مذکورہ کو ہمین واگذاشت کرین اور وہ ہاتھی کہ بعضے امرائے کنہرہ کی زبونی سے سلطان محمد شاہ غازی تصرف مین لایا تھا بخیر دین تو کدورت ہمارے آئینۂ قلب کی ساتھ صفائی کے مبدل ہو سلطان مجاہد شاہ نے جب یہ جواب دور از کار سنا بہت برہم ہوا اور ہاتھ باپ کے خزانہ مین دراز کر کے خیل وحشم کے فراہم کرنے مین مشغول ہوا اور تخنگاہ اور جمیع ممالک محروسہ کو ملک نائب سیف الدین غوری کو کہ جدا دری اُسکا تھا عہدۂ ضبط کے واسطے رجوع فرمایا اور بیجانگر کے سفر کی عزیمت کر کے احضار لشکر کے واسطے حکم دیا اور جسوقت لشکر دولت آباد اور بیدر اور برار حسن آباد گلبرگہ مین آنکر بساط بوس کے شرف سے ممتاز ہوا سلطان مجاہد شاہ پانسو فیل کوہ تمثیل اور تمام خزانہ ہمراہ لے کر پائے دولت رکاب سعادت مین لایا اور شکار کرتا ہوا آب تہندرہ سے عبور کر کے قلعہ اودنی مین پہونچا اور جو کہ وہ قلعہ دکن مین عدیم المثال ہو اُسکی تسخیر کا راغب ہوا صفدر خان سیستانی کو مع سپاہ برار اُسکے محاصرہ کے واسطے مقرر کیا اور امیر الامرا بہادر خان اور اعظم ہمایون کو مقدمہ پر روانہ فرمایا اور جو سنا تھا کہ کشن رائے پرگنہ گنگاولی مین آب تہندرہ کے ساحل پر مقیم ہو خود بکمال آہستگی اور وقار پیچھے سے اُس طرف متوجہ ہوا اور کشن رائے قرب پہونچے امرائے ہراول اور بادشاہ کی روانگی سے آگاہ ہو کر قتال و جدال مین آمادہ ہوا اس درمیان مین بعضے زمینداروں کی زبانی یہ خبر سمع مبارک مین پہونچی کہ ایک شیر عظیم الجثہ کہ جسکی سختی اور بدیہ سے شیر فلک بیشہ آسمان مین قدم نہین رکھ سکتا اور گاؤ سپہر مرغزار خضرا مین اُسکے پنجہ کی دہشت سے دم نہین مار سکتی فلان بیشہ مین مقام رکھتا ہو اُسکے شر سے اطراف و نواحی ویران ہوا اور زمیندار اور مزارع اُس طرف کے تردد اور تحریری سے باز رہے سلطان مجاہد شاہ اُس شیر کے شکار کو بنفس نفیس اس بیشہ کی طرف متوجہ ہوا اور بعد قرب وصول کے حکم دیا کہ کوئی شخص بلا حکم اور بے رخصت ہمارے بیشہ مین داخل نہ ہووے اور خود سات پیادہ ہمراہ لیکر جب جنگل مین داخل ہوا شیر نے آدمیون کو نظر قہر سے دیکھ کر نعرہ مارا اور ہمہما کر انکی طرف متوجہ ہوا سلطان مجاہد شاہ نے ہمراہیون کو آلات خارجہ کے استعمال سے کمر اور بندوق اور کاربین و تیر سے ہر منع کیا اور خود شیر کے روبرو گیا اور اول تیر چلہ کمان مین جوڑ کر مار احظات کی اُسکے پہلو مین در آیا شیر فوراً تڑپ کر مر گیا اور مطلق اپنی جگہ سے نہ ہلا نظم کمان از کمین گاہ باز دکشید ؎ بیک تیر پہلوش از ہم درید ؎ سران سپہ از لب یاریدہ ؎ زبان برکشادند بر آفرین ؎ کہ گیتی ندیدہ چو تو شہریار ؎ پس از رستم و بعد سفندیار ؎ سلطان مجاہد شاہ نے فرمایا مین نے اپنے دلمین عہد کیا تھا کہ مین پہلے تیر اسپر پھینکون اگر اُسکے سبب سے نکرے تو شمشیر و خنجر سے مہکا کام تمام کرون اُسنے ایک تیر مین ہلکر پانی نہ پیا آیا تیر اُسکے کونسے عضو مین لگا کہ جسکے صدمہ سے اپنے مقام سے جنبش کی فرمایا کہ تیر کھینچکر اسکا شکم چاک کر کے دیکھو کہ تیر اُسکے کونسے بند اور جوڑ مین پیوست ہوا ہو اور جو کہ وہ امرا اُسکے دکنی سے تھے اور کبھی مرغ کا بھی شکم نہ خنگاف کیا تھا متامل ہوے جب اُنسے توقف ظاہر ہو سلطان مجاہد شاہ خود جہد کر کے اس کام متکلف ہوا اور طرفۃ العین مین شکم اُسکا پھاڑ کر بہ نظر غور دیکھا کہ بحسب اتفاق تیر اُسکے دل اور جگر مین بیٹھا تھا خلاصہ یہ کہ اس خبر کے انتشار اور شیوع سے قلوب کفار بیجانگر ہراسان ہوے و عجیب رعب اور ہراس اُنکے دلون پر غالب ہوا اور باوجود اسکے کہ لشکر وافر ترتیب جنگ کے واسطے بیجانگر سے پیشتر روانہ ہوا تھا اس ارادہ سے باز آئے اور یہ تجویز کی کہ جنگلہاے دور دراز مین بھاگ کر پناہ لین اگر سلطان مجاہد شاہ تعاقب کرے بیادگان تو بچی اور کماندار ارباب اہتمام کے قتل و ہلاک مین کوشش کرین پھر شہر بیجانگر بزرگان کفار کے خالی کر کے خود اُس شہر سے جنگل جنوبی کی طرف متوجہ ہوا اور

چونکہ سلطان مجاہد شاہ نے شہر بیجانگر کی بہت تعریف سنی تھی کوچ بر کوچ کرکے وہان گیا لیکن اسوجہ سے کہ اُس شہر کے درمیان مین بہت پہاڑ واقع تھے اور مداخل اور مخارج کے راستے مستحکم کیے تھے اور اس شہر کے اطراف مین بھی پہاڑ اور راہین دشوار گذار حد وحصر سے باہر تھین عازم اسکی تسخیر اور تخریب کا نہوا کشن رائے کا پیچھا کیا وہ بیراہہ اور جنگل کے درمیان سے سیت بندرامیشر کی طرف روانہ ہوا اور سلطان مجاہد شاہ اُس کے نشان پر راہی ہوا جس مقام مین جنگل گنجان واقع ہوتا تھا درختون کو کٹوا کر ایک شارع عام کرنے سے کم نہو تا تھا اور پانچ چھ مہینے کامل کشن رائے کا تعاقب کیا اور کشن رائے جا بجا تقل اور تحویل کرکے ہرگز مقابلہ سلطان کا نہ کرتا تھا ہر چند دولتخواہ اور مقربین سلطان سے عرض کرتے تھے کہ اس تعاقب مین کچھ فائدہ نہوگا سلطان نے مطلق اُنکی خواہش گوش ارادت سے نہ سُنی اور اسی طرح قطع اشجار اور تاراج و غارت مین کوشش کرتا رہا اور کشن رائے کے تعاقب سے باز نہ آیا یہانتک کہ اُس کے اقبال نے اپنا فروغ دکھایا اور کشن رائے کے اکثر فرزند اور عزیز بیمار ہوے حکما کہتے تھے کہ یہ امراض درختون اور زیر اشجار کے آب کی تاثیر سے ہین کشن رائے نے کہا میرا گمان یہ تھا کہ جنگل کی آب وہوا کی ناموافقت سے سلطان مجاہد شاہ بھاگیگا اب قصیہ برعکس ہوا مجھے راہ فرار ناپنا پڑا پس ناچار اور بے علاج ہوکر بیراہہ سے آپ کو بلدہ بیجانگر مین پہنچایا اور راستون کو محافظت سے مضبوط کرکے جمیع امرا اور سپاہ کو شہر مین دلایا اور خود ایک قلعہ مین کہ اُس شہر کے قریب ایک پہاڑ پر واقع ہو قلعہ بند ہوا اور سلطان مجاہد شاہ جب سیت بندرامیشر کے نواح مین پہنچا جمیع امرا کو کشن رائے کے تعاقب کے واسطے شہر بیجانگر کی سمت روانہ کیا اور خود امیرالامرا بہادر خان اور پانچ ہزار سوار جریدہ لے کر سیت بندرامیشر کی طرف کہ بیجانگر سے اس مقام تک چھ سو کوس کا راستہ ہے سیر و تماشا کی نیت سے متوجہ ہوا اور منزل مقصود مین پہونچ کر اُس مسجد کو کہ امراے سلطان علاالدین خلجی دہلوی نے تیار کی تھی اُس کی مرمت مین مصروف ہوا اور تنخانون کو ویران اور مسمار کرکے بعجلت و سرعت تمام بلدۂ بیجانگر مین پہونچا اور اُس کے سوا ابتک کسی بادشاہان اسلام نے ایسی خرابی نہ کی تھی اور جو شہر بیجانگر دور استہ رکھتا تھا ایک اُس مین نہایت وسیع لائق عبور لشکر کے اور دوسرا نہایت کوچک تنگ اور راہ وسیع مین سرکوب یعنی دمدمہ اور کمین گاہین بہت تھین اور ہندو قحبی پہاڑون اور قلل یعنی چوٹیون پر پوشیدہ ہوکر کسی غنیم کو اُس راستے سے بغراغت شہر مین داخل نہ ہونے دیتے تھے اس لیے سلطان مجاہد شاہ اردو یعنی لشکر کو باہر چھوڑکر راہ تنگ سے کہ اُسکو سودرہ کہتے تھے قصد جہاد مع خیل وحشم جریدہ شہر مین در آیا اور سودرہ کے دہنہ کو مع چھ ہزار سوار و پیادہ بشمار اپنے عم داؤد خان کے سپرد کیا اور کشن رائے سلطان مجاہد شاہ کی جرأت پر واقف ہوکر بلحظہ بلحظہ سوار و پیادہ مستعد کارزار لشکر اسلام کے مدافعہ کے واسطے بھیجتا تھا اور سلطان مجاہد شاہ محلات کے اندر گیا اور اُن محلون کو مسمار کرکے آگے بڑھا یہانتک کہ اس ندی کے کنارے پہونچا جو فاصل تھی درمیان اُس قلعہ کے کہ اُسے مذکور اُس مقام مین رہتا تھا اور اُس دریا کے کنارے پہاڑ کے اوپر ایک تنخانہ طلا و کامرصع بجواہر نفیسہ تھا کہ ہنود اُس کو شریرنگ کہتے تھے اور یہ لغت زبان کنڑی مین جسکے معنی مرصع کو بولتے ہین اور جو وہ تنخانہ سراسر مرصع تھا اس سبب سے اُسے ساتھ اُس نام کے موسوم کیا تھا سلطان مجاہد شاہ اُسکا سر توڑنا جہاد اکبر جانکر اُس پہاڑ پر برآمد ہوا اور اُسے مسمار کرکے اُسکے طلا اور جواہر پر متصرف ہوا اور لشکر کفار نے جب تنخانہ مرصع کو اس حال پر اختلال سے دیکھا شور آہ وزاری کا نعرہ فلک وقار مین پہونچا کشن رائے کو

سوار کیا اور ہجوم عام لاکر فدائی طریقہ سے میدان قتال مین متوجہ ہوے اور سلطان مجاہد شاہ نے جب انکی شدت سے آگاہی پائی مستعد قتال ہوکر صفین آراستہ کین اور اس سے پیشتر کہ تقارب فریقین کا واقع ہو چھترا اپنے فرق مبارک سے دور کیا اور ایک سلحدار کے ساتھ جسکو محمود افغان کہتے تھے دریا سے عبور کرکے دشمنون کے ازدحام اور ہجوم کے تماشے مین مشغول ہوا ناگاہ اس طرف سے ایک ہندو دیو صفت شدید نیز سلطان مجاہد شاہ کا کہ شنبوگ نام رکھتا تھا پہچانکر حاضر ہوا کہ شاہ کو غافل کرکے اپنے تئین حضرت کے قریب پہونچا کر انتقام تجانہ اور بت شکنی کا شمشیر تیز خونریز سے لیوے اور اس مملکت مین اپنا نام بلند کرے غرض کھنڈرون کے بیچ سے ہوکر جس حیلہ سے کہ ہوسکا آپ کو سلطان مجاہد شاہ کے قریب پہونچا کر چاہا کہ اسپ کو جولان کرے دفعتہً بادشاہ اس امر سے واقف ہوا اور محمود افغان کی طرف نگاہ کی وہ غازی بے توقف گھوڑا میدان زرم مین گرم عنان کرکے اس کافر عفریت منظر کے مقابل آیا اور اثنا تلاش اسپ محمود افغان کا ٹھوکر کھا کر گرا اور وہ اتر کر پیادہ ہوا اور اس کافر نے فرصت پاکر چاہا کہ اسے ہلاک کرے سلطان مجاہد شاہ نے چستی اور چالاکی سے مرکب ہوا کر بسرعت تمام برق و باد کے مانند آپکو محمود افغان کے پاس پہونچایا اور ہندو نے پیشدستی کرکے شمشیر کا ایک وار سلطان کے فرق مبارک پر کیا اور از روے ذوق اور خوشحالی ایسا نعرہ مارا کہ تماشائیون کو گمان ہوا کہ زخم کاری پڑا لیکن جو بادشاہ کلاہ زرہ وخود زیب سر رکھتا تھا کارگر نہ آیا پھر تو سلطان نے طیش مین آنکر ایک ضرب شمشیر خونریز ایسی رسی لاشانہ کا تکرد یزنان اتر آئی وہ گھوڑے سے خاک مذلت پر گرا اور مرغ روح اسکا قرب پرواز کردار البوار کی طرف پرواز کر گیا سلطان مجاہد شاہ نے محمود افغان کو گھوڑے پر سوار کرکے خرمان خرمان مظفر و منصور آب سے عبور کرکے اپنے لشکر مین نزول اقبال فرمایا اور اس شاہین نژاد کے زور بازو اور ہاتھ کے قوت ضرب پر دوست و دشمن یکبارگی آفرین خوان و دعاگو ہوے اور جوکشن راے دریا کے اس پار ایستادہ ہوا جمیع سپاہ نے اس کی دریا سے عبور کیا سلطان مجاہد شاہ نے میمنہ اور میسرہ کو کہ امیر الامرا بہادر خان اور اعظم ہمایون سے تعلق رکھتے تھے جنگ کے واسطے تحریص اور ترغیب کی اور مقرب خان ولد صفدر خان سیستانی نے کہ اس کے حوالہ آتش خانہ تھا اور بے آتشبازی کے آگے بڑھا کر تنور دغا کو افروختہ کیا اور بعد حرب شدید اور معرکہ عظیم کے کفار مغلوب ہوکر منہزم ہوے اور ابھی مسلمانون نے استراحت اور آرام نہ کی تھی کہ کشن راے کا بھائی آٹھ ہزار سوار اور جمعلکھ پیادہ جرار لیکر اپنی جاگیر سے شہر بیجانگر مین پہونچا اور سلطان مجاہد شاہ کے زور کے واسطے بلکا مجاہدہ کا کمر جان پر باندھکر میدان جانسان کی طرف متوجہ ہوا اور کشن راے دوسری مرتبہ فوج پراگندہ کو جمع کرکے لشکر گاہ مین آیا اور مجدداً ایسی جنگ کہ کسی نے نہ دیکھی اور نہ سنی تھی واقع ہوئی اور چند مرتبہ متواتر ایک دوسرے پر حملہ آور ہوے اور رسم تعاون مبارزت تازہ کرکے داد مردی اور مردانگی دی چنانچہ طرفین سے ایک خلق عظیم مقتول ہوئی مقرب خان اور بہت مردم جہان شربت شہادت چکھکر روضہ رضوان مین داخل ہوے اور سلطان مجاہد شاہ اس معرکہ مین نہایت خود قتالی مین مصروف ہوا اور جس طرف وہ شیر نیستان کی طرح حملہ آور ہوتا تھا افواج مخالف رمہ گوسفند کے مانند گرگ تیز چنگ کے صدمہ سے پراگندہ ہو متفرق اور پریشان ہوتی تھی فقط جہان پہلوان خسرو شیرول ہمیساخت از خون دشمن خاک گل بہ خنجر نگ کہ دادی عنان جہی تختی ہندو بزخم سنان اور داؤد خان کہ دہنہ سودرہ کی محافظت مین قیام کرتا تھا جب سنا کہ صبح سے ظہر تک آتش جنگ سوزان ہے بھی تک

ساکن اودا فسردہ نشین ہوئی اور ہندوان کی طرف لحظہ بہ لحظہ لشکر تازہ زور مدد کے واسطے پہونچتا ہو بیتاب ہو کر راہ کوتاہ نہی ورنا عاقبت اندیشی سے دہنہ کو خالی کر کے سات ہزار سوار سے موکہ کی طرف دوڑا اور آتے ہی جنگ مین مشغول ہوا الحق ایسے کارزار کی کہ تین بتہ گھوڑا اسکا زخمی ہوا اور وہ پیادہ ہو کر تیر و نیزہ و شمشیر سے ہلاکی مخالفون سے برلا کر کسی طرح تقصیر کی اس دہ رسیان مین سلطان کی نظر اودوخان کے نشان پر پڑی سراسیمہ ہو لیکن اسقدر صبر کیا کہ شکست اعداء پر پڑی اور دوبارہ نسیم فتح و ظفر چہرۂ اقبال اہل اسلام پر چلی اسوقت اودوخان کو اپنے پاس بلا کر از روے آشفتگی و شادمانی اور فرمایا یہ کیا حرکت تھی کہ تو عمل مین لایا اور دہنہ کو خالی چھوڑا اگر وہ دہنہ کفار کے ہاتھ آوے کوئی مسلمان اس شہر سے جانبر نہووے پھر ایک جماعت امراکو اس دہنہ کی محافظت کے واسطے کہ جو عاشق کے دل سے بھی زیادہ تنگ تھا بھیجا اور خود دریا کے کنارے استقامت فرمائی اسواسطے کہ کشن راے دریا کے اس طرف کھڑا تھا اور پھر سپاہ کے فراہم کرنے کی فکر مین تھا لیکن کفار نامرد سودرہ نے جب دہنہ خالی دیکھا فرصت پاکر اسپر قابض ہو گئے اور جو امرا کہ اسکی محافظت کے واسطے دوبارہ مامور ہوے تھے انکے دفع سے عاجز ہو کر سلطان کو حقیقت حال سے پیغام دیا سلطان مجاہد شاہ کہ چالیس ہزار کا فرسوار و پیادہ کو اس روز تہ تیغ بیدریغ کر چکا تھا اور اسکے اولوج کے آدمی بھی بہت ضائع ہوے تھے صلاح توقف مین نہ دیکھ کر دہنہ سودرہ کی طرف متوجہ ہوا اور کفار دہنہ سودرہ جو زبردستی اس شمشیر خونناک کی بطور واجبی جانتے تھے بمجرد آگہی توجہ کے نبات لنعش کی طرح متفرق اور پریشان ہو کر ایک گوشہ کی طرف بھاگے اور جوکشن راے نے تعاقب کیا تھا سلطان محمد شاہ مع فوج خاصۂ خیلان دہنہ کے سر پر بمقدار پیادہ رہا کہ صغیر و کبیر لشکر اسلام کے سلامت اترے اور جس شخص نے وہ شہر و مملکت کو دیکھا جانتا ہو کہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی نے اس سفر مین کیسے کیسے کارنمایان کیے ہین کہ فلک بردست کے ہاتھ سے برنہ آوین القصہ ولایت کنہ کہ اسکو کرناٹک بھی کہتے ہین طول اس کا شمالاً و جنوباً نہر کشنہ کے کنارے سے سیت بندرامیشر تک چھ سو کوس ہو اور عرض اسکا بحر عمان کے کنارے سے مملکت تلنگ تک غرباً اور شرقاً تخمیناً ایکسو پچاس کوس ہوتا ہو اور ملک کرناٹک بہت سے جنگل اور قلعون سخت سے مملو ہو اور باشندگان اس حدود کی کہنہ زبان ہو اور بعضون کی تلنگی زبان اور بہت شجاع اور مردانہ ہوتے ہین اور رزم کے روز بزم کی طرح تالیان بجاتے و ناچتے آتے ہین لیکن آخر کو پاے ثبات اپنے میدان کہین مین نہین جاتے اور اہل اسلام کے غازیون کی شوکت و صلابت اون کے بھی دلون پر غالب ہو اس لیے سلاطین بہمنیہ باوجود قلت سپاہ اونسے غالبانہ بہت سے لڑائی کرتے تھے وگرنہ راے بیجانگر بحساب مملکت و سپاہ اونسے کہین زیادہ تھا خصوصاً اس وقت مین کہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی تمکتاز مین اشتغال رکھتا تھا کہ اسواسطے کہ مملکت تلنگ ابتک بالتمام تصرف بہمنیہ مین نہ آئی تھی اور بندر کودہ اور قلعہ بلگام وغیرہ جو کرناٹک مین داخل نہین ہو راے بیجانگر کے تحت مین تھا اور بہت ولایات تلنگ سے تغلب لیکر ایسے مملکت پر قابض تھا جسمین باغی کا نام نہ تھا اور راے سیلان اور طیبا راے حکام نیابی اور چند امرا اپنے ایلچیون کو اکثر درگاہ مین بھیجکر بارسال نفائس و ظرائف تقرب ڈھونڈتے تھے اور کشن راے کے آبا و اجداد اس مملکت مین سات سو برس سے بادشاہی کرتے چلے آتے تھے اور خزائن بھرے تھے کیونکہ اودختہ ایک دوسرے کا صرف نہ کرتے تھے اور اس مدت مدید اور عرصہ دراز مین کسی طور کے حادثہ نے صورت نہ دکھائی تھی اس سبب سے خزانے اس مملکت کے

راؤن کے تمام بادشاہان روے زمین سے برابری کرتے تھے اور بادشاہ علاء الدین خلجی دہلوی کے عہد مین کشن رائے کے دادا نے جو بیجانگر کا بانی تھا اپنے باپ دادا کے خزانون کو بہ نیت ثواب وذخیرہ آخرت جا بجا زمین مین مدفون کرکے اُس کے اوپر بتخانہ تعمیر کیے تھے اور بعضے اُن خزانون مین سے جو سرزمین سیت بندر امیشر مین مدفون تھے سلطان علاء الدین خلجی کے نصیب ہوے اور اُس ولایت کے بخومیون نے حکم کیا تھا کہ یہ تمام خزانے ایک بادشاہ اسلام کے تصرف مین آوین گے چنانچہ اس کی کیفیت تفصیل تمام اپنے مقام مین مذکور ہوی القصہ سلطان محمد بادشاہ نے جب جانا کہ بیجانگر آسانی سے فتح نہ ہوگا اُس شہر سے فوج برخاست کرکے بہ نصنت فرمائی اور اُس عہد کے پاس ولحاظ سے جو سلطان محمد شاہ بہمنی غازی نے کیا تھا رعایا اور مساکین کے قتل مین قیام نہ کیا بلکہ ساٹھ ہزار لڑکیان اور لڑکے کافرون کے اسیر کرلیے چونکہ اُس کے ملازمان جان نثان قلعہ اودنی کو محاصرہ رکھتے تھے اُس طرف جاکر نو مہینے اوقات شاہی قلیل ابتقا قلعہ گیری مین صرف کی اور آخری موسم گرما مین کفار نے بے آبی سے عاجز ہوکر وہ قلعہ مسلمانون کو تسلیم کرنا چاہا تھا کہ ناگاہ پانی برسا اپنے فعل سے پشیمان ہوے اور سلطان کے لشکر مین بھی آثار قحط خلا ظاہر ہوے اور مرض اسہال اور پیچش کا شائع ہوا اور خلائق جان سے بہ تنگ ہوکر مراجعت کی خواہان ہوئی ملک نائب سیف الدین غوری نے حسن آباد گلبرگہ مین جب یہ احوال دریافت کیا سلطان کو لکھا کہ وتحوا خاص وعام کے افواہ سے تعریف قلعہ اودنی کی سنتا ہون اگر فرمان سریع النفاذ شرف صدور پاوے لشکر ظفر پیکر مین حاضر ہوکر اس حصار کی سیر دیکھے مزید عنایات ہوگی سلطان مجاہد شاہ نے التماس اُس کی درجہ اجابت سے مقرون فرمائی ملک نائب سیف الدین غوری بسبیل استعجال ملازمت اشرف مین مشرف ہوا اور خلوت مین یہ سمجھایا کہ یہ قلعہ حصار گردون وقار کرپندرہ قلعے گرد رکھتا ہے اور ایسے پہاڑ وسیع ودریع پر واقع ہوے ہین کہ حملہ فتح نہوگا لشکر اور کشور کشائی یہی کہ اول قلعہ اوگرھیان ہامین دوآب کے یعنی بندر کودہ اور بیگنام سے نیکاپور تک تصرف مین لاوین اسکے بعد پس قلعہ کی تسخیر کے واسطے عازم ہوویں اور جب سلطان مجاہد شاہ مراجعت پر راضی ہوے ملک نائب سیف الدین غوری نے راے بیجانگر سے ایک طرح کی صلح کی اور سلطان نے اُسوقت عنان شدید عزیمت اپنی مملکت کی طرف منعطف فرمائی اور ملک نائب سیف الدین غوری کو پیشتر حسن آباد گلبرگہ کو روانہ کیا اور رایات بادشاہی جب تنگبھدرا سے عبور کرکے مدکل کے حوالی مین پہونچے فلک شعبدہ باز نے مقدمات تمہید قتل سلطان مین کوشش کرکے ایسا کیا کہ خسرو شجاعت آئین نے لشکر کو بکل مین چھوڑکر ایک جماعت مخصوصان اور ارباب عشرت سے کہ صدونکے چار سو ہونگے ساتھ لیکر شکار مین مشغول ہوا اور داؤد خان اور مسند عالی خان محمد اور صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون سر جماعت سے تھے اور سلطان مجاہد شاہ گرم شکار ہوکر قلعہ رایچور کے اطراف تک گیا اور صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون کہ بادشاہ کی ہمیاکی اور بیباکی جانتے تھے تمام وقت لوازم ہوشیاری مین کوشش کرکے شرائط محافظت بجا لاتے تھے اور اس سے کہ وہ جناب تمام دن شکار مین مشغول ہوکر شب کو جس جنگل یا پہاڑ مین پہونچتا بے تکلفانہ بیہوش ہوکر فرو کش ہوتا تھا اور داؤد خان کہ اُس کی دشنام دہی سے آزردہ خاطر تھا بادشاہی کی فکر مین مبتلا ہوکر اُسکے قتل پر آمادہ ہوا اور مسند عالی خان محمد کو دولت آباد کے عزل امارت اور اعظم ہمایون کے خلعت سے ہمیشہ حزین وملال تھا اور مسعود خان ولد بہادر خان تہتو کا خواصہ جو کینہ اپنے باپ کے قتل کا سینہ مین رکھتا تھا داؤد خان کے شریک ہوے اور غدر کی گھات مین بیٹھے اور شکارگاہ مین بہ چند سبب کی

صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون کی ہوشیاری کے سبب سے ہیولائی خیال انکا صورت پذیر نہوا لیکن جو قلم تقدیر اسپر جاری ہوا تھا اور تضائے آسمانی دگرگون نہیں ہوتی ہر اور یہ جگہ جسکو سرائے فناد قحبہ دنیا کہتے ہین گذشتنی اور گذاشتنی ہے شعر اگرچہ صد سال مانی در یکے روز ۔ بیاید رفت زین کارخ دل افروز ۔ الغرض سلطان مجاہد شاہ نے شکار سے فارغ ہوکر مصطفےٰ خان سیستانی اور اعظم ہمایون کو خواہ مخواہ رخصت انصراف مملکت برار اور دولت آباد زانی فرمائی اور یہ نا چار اور باکراہ اُس سے جدا ہوکر اپنی جاگیرون کی طرف روانہ ہوے سلطان مجاہد شاہ لشکر گاہ مین تشریف نہ لے گیا اور اس جماعت کے ہمراہ جو فکار مین ہمراہ تھی حسن آباد گلبرگہ کی طرف توجہ فرمائی لیکن جسوم کہ نہر کشنہ سے عبور کیا ایک روز اُس نہر کے کنارے مقام کرکے صید ماہی مین مصروف ہوا اور اُس روز چشم حق بین اُسکی آشوب کہ آئین اور درد چشم کے باعث شب کو سراپردہ مین رونق افزا ہوا اور داؤد خان اور مسعود خان چند جوانان بہادر سے یکدل و یکجہت ہوکر چوکی پہرہ کے بہانہ سراپردہ شاہی کے قریب آنکر بیٹھے اور اُس کے بعد کہ زلف لیلےٰ لیل کمر تک پہونچی یعنی آدھی رات گذری اور لوگ جا بجا متفرق ہوے اور اُن غداران کے سوا اور بار مین دوسرا شخص نہ رہا داؤد خان نے مستعد ہوکر مسند عالی خان محمد کو مع چند کس باہر چھوڑا اور خود مع مسعود خان اور دو شخص دیگر ہمراہ لیکر سراپردہ مین داخل ہوا سلطان مجاہد شاہ بہمنی کو بالاے پلنگ وسادۂ ناز و نعم پر آرام خاص مین پایا اور ایک خواجہ سرا اور غلام زادہ حبشی کہ وہ دونون چپی یعنی مالش پاکرتے تھے انھون نے داؤد خان کو دست بخنجر دیکھکر شور و فریاد برپا کیا سلطان مجاہد شاہ نے بیدار ہوکر ہر چند ہاتھ آنکھون پر پھیرا اور سعی کی کہ دیدۂ ردیدہ واہون فائدہ نہ بخشا داؤد خان جانکار فرصت پاکر برق کی طرح حضرت پر جا پڑا اور بشدت کرکے خنجر بیداد سلطان کے شکم مبارک پر مارا کہ اُسکی نوک پشت پر نکل پڑی سلطان مجاہد شاہ نے باوجود ایسے زخم کاری اور آشوب چشم کے نہایت مردانگی سے قاتل کی طرف ہاتھ دراز کیا اتفاقات سے ہاتھ داؤد خان کا مع خنجر سلطان کے ہاتھ مین آیا اپنی طرف کھینچا اور غلام زادہ حبشی باوصف اس کے کہ تنہا تھا مسعود خان کو لپٹ گیا مسعود خان نے غلام زادہ حبشی کا ایک ضربت سے کام تمام کیا اور بالوقف تعضیہ اپنے شمشیر تیز خونریز کا اس طرح سے بنا گوش شاہ برار اکہ دفعۃً مرغ روح پرفتوح جنت الماوا کی طرف پرواز کر گیا نظم اجل خانہ تن بہ پرداختش ۔ پس از تخت بر تختہ انداختش ۔ جہان کار زینگونہ بسیار کرد ۔ زمانہ نخستین نہ این کار کرد ۔ یکے راز زیر سر افسر نہد ۔ یکے را بخاک سیہ در نہد ۔ داؤد خان سلطان مجاہد شاہ کے بیچہ انتقام سے نجات پاکر سراپردہ کے باہر گیا اور اُسی دن تمام امرا اور اراکان دولت کو کہ جریدہ ہمراہ تھے حاضر کرکے اپنی سلطنت کا مدعی ہوا جو کہ وارث ملک تھا اور سلطان مجاہد شاہ اولد تھا سبھون نے سر اطاعت کا زمین تسلیم پر رکھا اور داؤد خان نے ہر ایک کو عنایت اور مرحمت سے ممتاز کرکے بوعدہاے مسرت افزا مسرور اور محظوظ کیا اور صبح کے وقت جنازہ اپنے بھتیجے شہید کا حسن آباد گلبرگہ مین بھیجدیا خود دو تین دن وہان متوقف ہوا پھر لشکر کو ہمراہ لیکر بشوکت و صولت بادشاہی دارالملک کی طرف متوجہ ہوا اور واقعہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی شہید کا دیجے کے ستر ھوین شب ۷۱۹ سنہ سات سو انہتر ہجری مین واقع ہوا مدت اُس کی سلطنت نو برس کا بیان کیا ہے حضرت بھی اور حاجی محمد قندھاری اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ مبارک نام ایک شخص تنبولداری کے عہدہ سے مرتبہ قرب امارت مین پہونچا تھا اور خزانہ بھی اُس کے حوالہ تھا ایک رات کو دیکھا کہ سلطان مجاہد شاہ نے خزانہ کا دروازہ توڑکر چند بدرہ برآمد کرکے اپنے اطفال ہمسال دہمبازی پر قسمت کیا مبارک

سلطان مجاہد شاہ بہمنی کا داؤد خان کے ہاتھ سے قتل ہونا اور داؤد خان کا سلطان ہونا اور مبارک خان کا داؤد خان کو قتل کرکے خود سلطان ہونا

گلوری بردار نے حقیقت حال سلطان محمد شاہ بہمنی فاذی کے گوش زد کی سلطان محمد شاہ نے غضب مین آن کر چند چابک سلطان مجاہد شاہ کو مارے سلطان نے وہ کینہ اپنے دل مین رکھا اور مبارک تنبولدار ڈر اکر مبادا بعد وصول دار الملک انتقام کھینچے پھر داؤد خان وغیرہ سے موافق ہوکر سلطان کو قتل کیا اور بعضے مورخون نے یہ بھی تحریر کیا ہی کہ مسعود خان ولد مبارک خان تنبولدار خاصہ نے یہ سانحہ بر پا کیا تھا واللہ اعلم بالصواب تذکرہ داؤد شاہ بن سلطان علاء الدین حسن کانکوی بہمنی کے غدر اٹھانے کا اور درگاہ منتقم حقیقی سے جلد مکافات پر پہونچنے کا مورخین دکن نے تحریر کیا ہی کہ جب خبر شہادت سلطان مجاہد شاہ بہمنی نے انتشار پایا ہر طرف سے فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون کہ بیجاپور کے اطراف مین پہونچے تھے آپس مین موافقت کرکے تہنیت کے واسطے حسن آباد گلبرگہ مین نہ گئے اور ہاتھی اور گھوڑے بادشاہی کہ بیجاپور مین تھے آپس مین متصرف ہوکر دولت آباد اور ایلچپور کی طرف روانہ ہوے اور داؤد شاہ کو لکھ بھیجا کہ استراحت کے واسطے اپنی حشم اپنی ولایت کی طرف لیجا کر چشم انتظار شاہراہ عنایت پروار کھنے مین جسوقت پہنچنگا جاہ وجلال قبال سے فراین طلب صادر ہونگے باگاہ فلک پایگاہ مین سر سے قدم کر کے بجناح استعجال روانہ ہونگے اسی طرح لشکر بیجانگر کہ محافظت کے واسطے اپنی سرحدون مین اقامت رکھتا تھا سلطان مجاہد شاہ کی خبر قتل لشکر نہایت شاد ہوا بلکہ لوازم شادمانی اور خوشحالی بجالائے اور آب کشتہ تمک تاخت کرکے قلعہ ایجور کا محاصرہ کیا اور حسن آباد گلبرگہ کے باشندے بھی دو فرقہ ہوے بعضے داؤد خان کے خواہان اور بعضے محمود شاہ کی سلطنت کے راغب ہوے اور محمود شاہ سلطان علاء الدین حسن بہمنی کا چھوٹا بیٹا تھا اور سلطان مجاہد شاہ کے حکم کے موافق حسن آباد گلبرگہ مین استقامت رکھتا تھا اور ملک نائب سیف الدین غوری کہ مرد عاقل اور جہاندیدہ تھا بالاتفاق ان علامتین باعث زوال دولت و مملکت ہین اب کہ داؤد شاہ نے تاج شاہی سر پر رکھا ہی مناسب یہ ہی کہ ہم سب اس کا حلقۂ اطاعت اپنا آویزۂ گوش کرکے فتنہ اور فساد کے گرد نہ پھرین اور جو کہ ملک نائب سیف الدین غوری اس دولتخانہ کا رکن اعظم تھا تخنگاہ کے تمام آدمی یہانتک کہ خواتین حرم نے بھی اسکے کہنے پر موافقت کی مگر سلطان شہید کی خواہر اعیانی کہ ملک نائب سیف الدین غوری اسکا ناتھا جمع خاتون اسکا سر زنش کرکے اضطراب اور بیتابی بہت کرتی تھی لیکن مفید نہ پڑا اس جناب وکالت دستگاہ نے خطبہ داؤد شاہ کے نام پڑھا اور اعیان اور مشائخ اور صدور کو لے کر موکب داؤد شاہ بہمنی کے استقبال کے واسطے گئے اور اسے شہر مین داخل کرکے تخت فیروزہ پر بٹھایا اور خود منصب وکالت سے استعفا طلب کیا اور داؤد شاہ نے بھی مبالغہ اسکا اندازہ سے زیادہ دیکھ کر التماس اس کی قبول کی اور از روے استقلال مہمات سلطنت مین مشغول ہوا اور جمیع امرا اور ارکان دولت نے سر اسکے خط فرمان پر رکھا لیکن سلطان مجاہد شاہ کی بہن کہ روح پرور آقا نام رکھتی تھی اس کی عداوت مین ثابت قدم اور راسخ دم ہوکر سبا کبا داؤد کو کہتی اور ہر چند داؤد شاہ ملائمت کرتا تھا وہ اسے مطلق جواب نہ دیتی تھی اور وجود و عدم اسکا یکسان معلوم کرتی تھی اور اس سبب سے کہ سلطان محمد شاہ کے عہد مین معزز اور مکرم ہوکر تمام اہل حرم پر فوق رکھتی تھی داؤد شاہ بھی اس کی عزت و ادب کا لحاظ ملحوظ رکھکر باوصف ان اداؤن کے تحمل اور بردباری کے سوا کچھ نہ کرتا تھا یہانتک کہ ایک نام ایک جان کہ وفور اخلاص اور شجاعت کے سبب سلطان مجاہد شاہ کا مقرب ہوکر امیر الامرا کے مرتبہ کو پہونچا تھا اور جو پروانہ آقا کی تحریص و ترغیب سے اپنے جان سے باختہ ہوکر قصاص خون ولی نعمت کا اپنے ذمہ ہمت فرض شمار کرکے جویاے فرصت تھا اور

تیر قصد کمان توجہ مین لیس کیا تضارب المخلصین دونون مین بروز جمعہ ماہ محرم کی اکیسوین تاریخ نہ سو سات سو اسی ہجری مین داؤد شاہ مسند عالی خان محمد کے ہمراہ ادائے نماز کے واسطے مسجد جامع مین گیا اور مسلی یا کہ کہ جوان سورا اور باہمت تھا داؤد شاہ کے عقب جا کر تکبیر تحریمہ کہکر نماز مین مشغول ہوا اور جب فرصت دیکھی بجستی اور چالاکی کی صف اولی سے پانچن بڑھا کر تیغ انتقام میان سے کھینچی اور جب تک آدمی واقف ہون سجدے کے درمیان مین ایک ضرب شمشیر ایسی بہو بچائی کہ داؤد شاہ بہمنی نے ہاتھ پانی نہ مانگا اسی مقام مین سرد ہو کر سرگریبان عدم مین کھینچا اور مسند عالی خان اپنے چچیرے بھائی کو مقتول دیکھ کر آنکھون مین خون بھر لایا اور اپنی جگہ سے جھپٹ کر قاتل کو بھاگنے کی فرصت نہ دی اور سر یا کہ کاتن سے جدا کیا اور مضمون بشر القاتل بالقتل ظہور مین پہونچنے سے قدرت قادر حقیقی کی ظاہر اور باہر ہوئی راز سلطنت اور حکومت داؤد شاہ بہمنی کا ایک مہینا اور پانچ روز تھا واللہ الملک المعبود اور یہ نکتہ اس کتاب کے خاتمہ پہ نظر فوائد تحریر ہوا نکتہ یہ نکتہ بھی مسند اور براہین سے ثابت و محقق ہے کہ جسنے زاویۂ عدم سے صحرائے وجود مین قدم رکھا اس نے موت کا ذائقہ بالضرور چکھا دار فنا سے گذرنا ہے حاصل جینے کا مرنا ہے جس شے کو زوال ہے اسکی محبت بیہودہ خیال ہے رائے سلیم وہ ہے کہ طریقہ مستقیم اختیار کرے دنیا کی محبت زیادہ نہ رکھے اسکے کار کو بار سمجھے انکار کرے مکھی کی طرح یہ عسل کہ جسکی اصل سم ہلاہل شیر ینی کم ہے نہ چاٹے رشتہ تعلقات متقاضی توفیق سے کاٹے جب ان بکھیڑون سے دور ہو تو قرین رحمت پروردگار ہو اس بجز خار نا پیدا کنار سے بیڑا پار ہو من سرور السلطانی

ذکر سلطان محمود شاہ بہمنی بن سلطان علاء الدین حسن کانکوی بہمنی طاب ثراہ کی سلطنت کا

حاذقان فضائل صوری باقلام زبان معنی سنج داستان گذشتگان علی الخصوص فرمان روایان دکن صاحب شمشیر وصف تکن کی یون بیان فرماتے ہین کہ بعد قتل ہونے داؤد شاہ بہمنی کے مسند عالی خان محمد عازم ہوا کہ محمد سنجر ولد داؤد شاہ کو کہ تو برس کا تھا باپ کا جانشین کرے اس لیے داؤد شاہ کی تجہیز و تکفین کچھ لوگون کے حوالہ کر کے خود قلعہ کی طرف متوجہ ہوا اور روح پرور آغا نے اس خال سے آگاہ ہو کر دروازہ اس کے منہ پر بند کر کے کہا کہ خدا ایسا نہ کرے کہ فرزند ایسے ناخدا ترس اظلم کا جس نے میرے بھائی کو ناحق قتل کیا ہو بادشاہ جہان شائستہ خلافت محمود خان خلف سلطان علاء الدین حسن کانکوی بہمنی ہو اور اسواسطے کہ سنجر ولد داؤد شاہ کو قلعہ کے اندر روح پرور آغا نے قید کیا تھا مسند عالی خان محمد اپنے اعوان و انصار کو لے کر ملک نائب سیف الدین غوری کے مکان پر گیا اور سنجر ولد داؤد شاہ بہمنی کی سلطنت کے یارہ مین دعوت کی ملک نائب سیف الدین غوری نے جواب دیا کہ محمود خان اور محمد سنجر دونون قلعہ مین ہین اور تمام قلعہ والے روح پرور آغا کی صلاح و صوابدید سے باہر نہین ہین مناسب یہ دیکھتا ہون کہ لباس طاعت رعیت کو لپیٹ کر جلد جا کر مہم سلطنت کو اس کے کف اختیار مین چھوڑین اور مسند عالی خان محمد جو جانتا تھا کہ ارکان دولت کافر اور مسلمان اور مرد و عورت ملک نائب سیف الدین غوری کے کہنے سے باہر نہ ہون گے اسے مختار کیا اور ہمراہ اس کے قلعہ کی طرف متوجہ ہوا اور روح پرور آغا نے بعد گفتگوے دراز محمد سنجر ولد داؤد شاہ کو نابینا کر کے محمود خان کو بجائے برادر مقتول یعنے سلطان محمد شاہ بہمنی شہید کے تخت فیروزہ پر متمکن کیا اور فتوح السلاطین کے ناظم نے اس بادشاہ کے نام مین غلطی کی ہے وہ کہتا ہے کہ نام اس بادشاہ کا محمد شاہ ہوا اور اشتباہ مین ہمرنگ محمد شاہ مذکور کیا اور اسی طرح بہت سے مورخین گجرات و دہلی خواہ اگلے ہون یا پچھلے ہون اس وجہ سے کہ تتبع حالات دکن کا حق نہ کیا تھا

عہ قول عارفان دیار طریقت و اقوال ناصحان شہر حقیقت ظاہر اگر بیخ ہوگی و دیدہ فرمان ہوگا و السلام اعلم ۱۲ منہ

حرر ۱

وسامی شاہان بھینہ اور بہت سی حکایات مین غلطی کی اور سب نے قلم بے تحقیق روان کیا القصہ سلطان محمود شاہ ایک بادشاہ سلیم النفس و کم آزار و خوش خلق و عدالت آثار تھا اور امور دینوی مین بھی بہ نظر باریک غور و تامل سے عمل و واہ مین کوشش کرتا تھا اور ابتداے جلوس مین سند عالی خان محمد کو جو غیر پایۂ فساد جان کر قلعہ ساغر مین مقید کیا اور وہ اسی عرصہ مین بقضاے الٰہی سے فوت ہوا اور مسعود خان ولد مبارک خان قنولدار خاصہ کو کہ سلطان مجاہد شاہ کے قتل مین شریک تھا خلکیا یعنی ناک کان کاٹ کر بعقوبت تمام دار پر کھینچا اور ملک نائب سیف الدین غوری کو بہ مبالغہ اور استوادی تمام بھرپہ نہج سابق خلعت وکالت اور پیشوائے اور طرفداری پاے تخت پر مقرر کر کے اس کے بے مشورہ امور معظم کے گرد مطلقاً نہ پھرتا تھا اور یہ امر اسے نہایت مبارک اور سعید ہوا اس کی مدت سلطنت مین ہرگز کسی فتنہ اور قصور نے قواعد دولت مین راہ نہ پائی اس درمیان مین بہادر خان اور صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون نے اطاعت کی اور بر سبیل سرعت دار الخلافت مین آنکر لوازم تہنیت بجا لائے اور راے بیجانگر نے اس کے اقبال کا ستارہ بلند دیکھ کر اظہار اخلاص کر کے قلعہ رایچور کا محاصرہ ترک کیا اور سلطان محمود شاہ غازی کے عہد کے موافق پھر باج و خراج اپنی گردن پر رکھا اور کبھی خیط فرمانبرداری سے قدم باہر نہ رکھا اور سلطان محمود شاہ قرآن اچھا پڑھتا تھا اور خط خوب لکھتا اور طبع موزون رکھتا تھا چنانچہ یہ بیتین اسی کی طبع زاد ہین نظم آنجا کہ لطف و دست دہد منصب مراد ۔ بخت سیاہ و طالع میمون برابرست ۔ عاقبت در سینہ کار خون فاسد می کند ۔ خصتی ای دل کہ از الماس نشتر می خورم ۔ خضر بد سودا ست در بیع متاع عافیت ۔ مے روم این جنس را از جاے دیگر می خرم ۔ اور علوم متداولہ سے باخبر تھا فارسی اور عربی فصیح بولتا تھا اور جس وقت فتحیاب ہوتا تھا مسرت و انبساط اکثر غالب نہ ہوتی تھی اور جب کسی طرح کا صدمہ اسے پہونچتا تھا غمگین اور محزون بھی نہ ہوتا تھا اور مدت عمر مین زن منکوحہ کے سوا دوسری عورت سے کبھی ہمبستر نہوا اور علما اور فضلا سے محبت کر کے بہ تعظیم تمام پیش آنکر رعایت حسب دلخواہ کرتا تھا اور عہد تجستہ مہد مین اسکے شعراے عرب و عجم دکن مین آن کر سرچشمہ جود و احسان اس کے سے مستفید اور سیراب ہوتے تھے چنانچہ ایک شعراے عجم سے میر فیض اللہ انجو کے ذریعہ سے کہ صدر وصارت پر متمکن تھا دکن مین آیا اور ایک قصیدہ رزم و مدح این چنیگاہ شاہی مدح رانا مجلس اول مین ایکہزار اشرفی طلائی کہ عبارت ہزار تولہ سے ہو صلہ پایا اور معزز اور مکرم اور فائز المرام ہوکر اپنے وطن مین گیا اور جسدم آوازہ سخاوت اور ہنر پروری اور قدر شناسی اس شاہ فرخندہ بخت کا عالمگیر ہوا خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ بھی سفر دکن کے راغب ہوے لیکن بعضے موانع کے سبب انکی تشریف آوری بن پڑتی تھی اور جب یہ خبر میر فیض اللہ انجو کو پہونچی کچھ زاد راہ خواجہ کے واسطے شیراز مین بھیجکر پیغام دیا کہ اگر آپ اس طرف تشریف شریف ارزانی فرماکر مملکت دکن کو اپنے وجود فیض بخش سے رشک روضہ رضوان فرماوین اعالی اس دیار کے فخر قدوم میمنت لزوم بجا لاوین اور بعد حصول نقد مطالب و مقاصد آپ کو بخیر و سعادت شیراز کی طرف روانہ کرین گے خواجہ حافظ میر فیض اللہ انجو کی توجہ اور مہربانی موفورہ سے محظوظ ہو کر سفر ہندوستان کے راغب ہوے اور جو کچھ میر موصوف نے بھیجا تھا اسمین سے کچھ اپنے بھائیون کو اور کچھ بیوہ عورتون کو تقسیم کیا اور کچھ روپیہ وقف مین صرف کر کے سامان سفر درست کیا اور شیراز سے برآمد ہوے جس وقت کہ قصبہ لار مین پہونچے مال دنیوی جو رکھتے تھے ایک آفتاد محتاج لٹے ہوے کو

ع نہ نہیں بشنیدہ اے کہ آدمے ہمہ گفتار آمد و ہمہ کردار آمد ۔ اسکے بعد میر فیض اللہ انجو نے بھی سلسلہ جنبانی کی طرح ڈالی اور خواجہ حافظ کو اپنے وطن مالوف کی طرف متوجہ کیا

پیشکش کیا اور آپ تہیدست ہوے اور خواجہ زین العابدین ہمدانی اور خواجہ محمد گاندونی کہ تجار ان معتبر سے تھے اور ہندوستان کی روانگی کا داعیہ رکھتے تھے خواجہ حافظ کے مصارف راہ کے متکفل اور متعہد ہوے اور حافظ کو ہرمز مین لائے اور بعضے امور مین کوتاہی کرکے خواجہ کو رنجیدہ کیا اور باوجود اس حال کے خواجہ باتفاق اُن کے کشتی محمودشاہی مین جو دکن سے آئی تھی سوار ہوے قضارا ابھی کشتی روانہ نہ ہوئی تھی کہ باد مخالف کے چلنے سے دریا خروش اور تلاطم مین آیا خواجہ یکبارگی اس سفر سے متنفر ہوے اور اپنے یارون سے فرمایا کہ بعضے دوستون کو جو ہرمز مین رہتے ہین دیکھکر کسنے رخصت ہو آؤن اس بہانہ سے جب کشتی سے برآمد ہوے یہ غزل موزون کرکے ایک آشنا کے ہاتھ میر فیض اللہ انجو کے پاس بھیجی اور خود خواجہ حافظ شیراز کی طرف پلٹ آئے غزل دمی باغم بسر بردن جہان یکسر نمی ارزد ۔ بمی بفروش دلق ما کزین بہتر نمی ارزد ۔ بکوے میفروشانش بجامی برنمیگیرند ۔ زہے سجادۂ تقوی کہ یک ساغر نمی ارزد ۔ ترا تعلیم رندی کرد و نقشہا کرد کز این خاکدان بگذر ۔ چہ افتادت این سرہا کہ خاک در نمی ارزد ۔ بسے آسان نمود اول غم دریا بوہمی لیکن ۔ غلط کردم کہ یک موجش بصد من زر نمی ارزد ۔ بگو تاج سلطانی کہ بیم جان درد جست ۔ کلاہ و کوش سلطانی بہ ترک سر نمی ارزد ۔ بنشو این نقش دل تنگی کہ در بازار یکرنگی ۔ بنجہاے گوناگون مرا حرمی نمی ارزد ۔ چو حافظ در قناعت کوش و از دنیاے دون بگذر ۔ کہ ایں جوہر بہ دو عالم یکسر نمی ارزد ۔ اور جب یہ غزل میر فیض اللہ انجو کے پاس پہونچی ایک دن کسی تقریب سے سلطان محمود شاہ کے دربار مین قصہ خواجہ کا ہرمز تک آنے کا اور سبب پلٹ جانے اور غزل بھیجنے کا بتفصیل گفتگو کیا سلطان محمود شاہ نے فرمایا جو خواجہ نے ہماری مجلس کے آنے کا قصد مصمم کرکے قدم رنجہ فرمایا تھا ہمپر بھی واجب و فرض ہے کہ اُسے اپنے بحر فیض سے محروم نہ رکھین پھر ملا قاسم مشہدی کو کہ فضلاے اُس وقت مین تھا ہزار اشرفی سرخ دکھین کہ قسم قسم کے متعہ ہند خرید کرکے خواجہ کے واسطے شیراز لیجاوے اور سلطان محمود شاہ سلطنت حاصل ہونے سے پیشتر لباس قیمتی نہایت پر تکلف زیب بدن کرتا تھا اور جب سلطان ہوا لباس بے تکلفانہ پر ہزار رکھا اور کہتا تھا کہ بادشاہ خزائن الٰہی کے امانت دار ہوتے ہین قدر احتیاج سے اُسمین زیادہ تصرف کرنا محض خیانت ہو آخر جب اُسکے عہد مین دکن مین قحط پڑا دس ہزار بیل سرکار مین گلہ خانہ کے گجرات اور مالوہ مین بھیجکر غلہ منگواتا تھا اور بقیمت ارزان مسلمانون کے ہاتھ فروخت کرتا تھا اور یتیم بچون کی تعلیم کے واسطے گلبرگہ اور بیدر اور قندھار اور راجپور اور دولت آباد اور چیول اور دابل وغیرہ بڑے شہرون اور قصبون مین معلمون کو مقرر کرکے اخراجات معین فرمائے اور محدثان اخبار حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے شہرہاے وسیع مین وظیفے مقرر کرکے اُنکی تعظیم و تکریم مین کوشش کرتا تھا اور نابینا اُن کے احوال پر احتمال پر نظر ترحم مبذول کرکے مشاہرہ دیتا تھا یہانتک کہ آدمی آپ کو عمراً اندھا کرکے تنخواہ ماہ بماہ لیتے تھے اور بخلاف سلطان مجاہد شاہ کے قطب دوران شیخ محمد سراج حنیدی سے سلوک ہوکر مرض الموت مین اُن کی عیادت کے واسطے گیا اور زیارت کے دن اُنکے مزار پر حاضر ہوکر فاتحہ پڑھتا تھا اور خیرات و مبرات مین مشغول ہوتا تھا کہتے ہین کہ جب مالک الملک کی غنا سے سلطان محمود شاہ صاحب تخت و تاج ہوا تو ان بزم کو میدان رزم پر اختیار کرکے اوقات شاہی بے دردسر نیزہ و شمشیر بسر لیجاتا تھا اور اٹھارہ برس اور نو مہینے اور چوبیس روز ایام سلطنت مین کسی طرف فوج کشی نہو آسایش و عشرت مین گذرانی اسی واسطے دکن کے ظالم طرفون نے ازدے ظرافت اُس کا نام

ارسطو رکھا تھا النظم چو آن شہ بدولت جہان برگرفت بدلشا ہتشی چتر برسر گرفت ۔ بسے سالہا در جہان کام یافت ۔ بہادر نگ بے رزم آرام یافت ۔ اور نظر بندی کی دفع کے واسطے اس کے آخر عہد میں چند ماہ آتش فتنہ شعلہ زن ہو کر ساکن ہوئی جس کا بیان یہ ہو کہ بہاء الدین ولد رمضان دولت آبادی منظور نظر ہا طلفت ہوا اور تھانہ داری اور حکومت ساغر پر سرفراز ہوا اور فرزند اس کے ایک محمد اور دوسرا خواجہ دونوں نے مقرب درگاہ ہو کر مسند امارت پر قدم رکھا اور روز بروز شوکت و استقلال انکا بڑھتا گیا اور امثال و اقران نے انپر رشک و حسد کر کے زبان بدگوئی اور غیبت کھولی اور دونوں بھائیوں کو خیانت میں متہم کیا اور باوجود اسکے کہ سلطان محمود شاہ نے باور الیقین نہ کر کے اُن باتوں کو غرض اور دشمنی پر محمول کیا لیکن محمد اور خواجہ نے متوہم ہو کر نشان مخالفت اور طغیان کا بلند کیا اور نہار اسوار یکدل اور یکجہت ہمراہ لے کر ساغر کا راستہ لے کر اپنے باپ سے جا ملے اور وہ بیچارہ بھی فرزندوں کے سبب باغی ہو لا اور باتفاق اُنکے سوار اور پیادہ فراہم کرنے میں مصروف ہوا چنانچہ دو مرتبہ لشکر سلطان کو جو انپر تعین ہوا تھا شکست دیکر یراق و اسباب بہت ہم پہونچایا سلطان محمود شاہ نے تیسری مرتبہ یوسف اژدر کو جو اُس خاندان کے غلامان ترک سے تھا اُنکی تنبیہ و تادیب کے واسطے مقرر کر کے مع لشکر قوی ساغر کی طرف روانہ کیا اور اُسنے جاتے ہی دو مہینہ تک قلعہ کو محاصرہ کیا اور اکثر اوقات خواجہ جماعت بہادران سے برآمد ہو کر مردان بیرونی سے کہ مراد یوسف اژدر کے ہمراہیون سے ہو جنگ مردانہ کر کے اپنی رستمی دکھاتا تھا اور زمین و آسمان سے تحسین و آفرین سنتا تھا اور کبھی اُسکا بڑا بھائی نہایت جوش و خروش سے جلوہ گر ہو کر داد مردی و مردانگی دیتا تھا جب چار سو جوان زبردست و مردانہ اُنکے ہمراہ طریق یکجہتی پر مستحکم ہو کر تلوار ین کھینچتے تھے اور بہیئت مجموعی قلب سپاہ سلطانی پر حملہ آور ہوتے تھے اکثر وہ غالب آتے تھے اور ہر چند یوسف اژدر سعی کرتا تھا کہ یہ مغلوب ہون مگر میسر نہ ہوتا تھا یہانتک کہ ایک دن سید محمد الملقب بکالا بہاڑ کہ منصب داران جدید سے تھا اور مشہور بہادران شاہی کی سلک مین منتظم اور منسلک تھا صعر کہ مین محمد سے مقابل ہو گیا اور شمشیر آبدار سر و بال پر ایک دوسرے کے مارنے لگے اور جو جنگ مغلوبہ تھی کوئی شخص محمد کی مدد کو نہ پہونچا اور ایک ہاتھ اُسکا سید محمد کالا بہاڑ کی ضربت شمشیر سے سر بند سے مقطوع ہوا باوجود ایسے حال کے فتح محمد کی طرف سے ہوئی اور وہ اسی طرح پشت اسپ سے نہ اُترا تھا کہ یہ خبر خواجہ کو پہونچی وہ بھی قلعہ سے برآمد ہوا اور شام کے قریب ایک جنگ اور واقع ہوئی اور ساتھ قائم کی ایک دوسرے سے جدا ہوئے اور اُس شب کو دونون بھائی خلاف عادت خندق کے کنارے فروکش ہوئے اور چوخ شعبدہ باز کی بازی سے غافل ہوئے اور مردم درونی نے فرصت پاکر آدمی یوسف اژدر کے پاس بھیجے کہ ہم دولتخواہ بادشاہی ہین ضرورت کے سبب سے مخالفون سے موافق ہوئے تھے آجکی رات میدان قلعہ دونون بھائیون سے خالی ہے ہم فلان وقت بہاء الدین ولد رمضان دولت آبادی کو قتل کر کے قلعہ کا فلان دروازہ کھولین گے مناسب ہو کہ ایک جماعت جوانان بہادر کی مستعد و مہیا ہو کر کمین فرصت مین رہین کہ بمجرد دروازہ کھولنے کے قلعہ مین در آوین المقصد یوسف اژدر نے دو سو جوان نامی مسلح اور مکمل کر کے کہا اگر مردم حصاری اس بات مین صادق ہونگے تو سر بہاء الدین ولد رمضان دولت آبادی کا کاٹ کر تمھارے پاس بھیجین گے تو تم قلعہ مین داخل ہو کر متصرف ہونا اور نہ قلعہ کے اوخال سے مجتنب ہو کر مراجعت کرنا غرضکہ جب جماعت مذکور بمیعادگاہ مین پہونچی مردم حصار نے سر بہاء الدین ولد رمضان دولت آبادی کا کاٹ کر قلعہ سے پھینکدیا

اور یہ لوگ نہایت اطمینان سے قلعہ مین داخل ہوئے اور اوپر سے نقارہ شادیانہ کا بجایا جس تفرقہ دونون بھائیون کی جماعت مین پڑا اور سفیدہ صبح تک قلیل سپاہ اُنکے پاس باقی رہی اور اسواسطے کہ راہ گریز مسدود تھی دونون بھائی مع سپاہیان وفادار قلب پر یوسف اژدر کے دوڑے اور اسقدر ہتھیار کیا کہ شربت فنا چکھکر لحد کے سنہا نخانہ مین منزل قبول کی اور یہ شمشیر الدین وآخرین تھی جو سلطان محمود شاہ بہمنی کے عہد مین غلاف سے برآمد ہوکر لوازم سیاست بجا لائی تھی اور سلطان بھی تھوڑی دن بعد اس فتح کے ماہ رجب کی اکیسوین تاریخ ۷۹۹ سات سو ننانوے ہجری مین تپ محرق مین مبتلا ہوکر فوت ہوا اور دوسرے دن ملک نائب سیف الدین غوری بھی جو رکن عظم خاندان بہمنیہ تھا ایک سو سات برس عمر پوری کرکے شربت ممات چکھکر سکوت کیا اور لوگون نے حسب وصیت سلطان علاء الدین حسن بہمنی کے گنبد کے قریب مدفون کیا اور چبوترہ سنگ وسنگ سے اُسکی تربت پر تعمیر کیا اور منقول ہے کہ سلطان محمود شاہ بہمنی اس قدر شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقید تھا کہ کسی شخص پر اجرائے حدود شرعی مین تخلف نہ کرتا اور کسی مسئلہ مین ہرگز توقف روا نہ رکھتا تھا ایک دفعہ اُس کی عہد سلطنت مین ایک عورت کو فعل قبیح زنا مین ماخوذ کرکے اجرائے حد شرعی کے واسطے دار القضا مین لے گئے جب محکمہ مین حاضر ہوئی قاضی نے اُس سے سبب مباورت اس فعل شنیع سے سوال کیا اُس نے جواب دیا کہ ایہا القاضی مین نہین جانتی تھی کہ یہ کام حرام ہے اور گمان مجکو یہ تھا کہ جس طرح سے ایک مرد کو چار عورتین حلال ہین عورتون کو بھی چار مرد ولیونگے اس اشتباہ سے مین مرتکب اس امر نا شائستہ کی ہوئی اب مین حرمت پر اُس کی آگاہ ہوئی گرد اس کے نہ پھرونگی اور اُس مکارہ بدکارہ نے اس حیلے کے باعث حد شرعی سے رہائی پائی اور مضمون اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ نے وضوح تمام پیدا کیا القصہ مدت سلطنت سلطان محمود شاہ بہمنی کی اُنیس برس اور نو مہینے اور چوبیس روز تھی ذکر سلطان غیاث الدین بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی کی سلطنت اور جہانداری کا جب مملکت دکن شاہ عدالت گستر سلطان محمود شاہ بہمنی کے وجود سے خالی ہوئی اُسکا بڑا بیٹا شاہ غیاث الدین ستروبرس کی عمر مین تخت فرمانروائی پر جلوہ گر ہوا اور جمیع امور مین باپ کے رسوم وقواعد کو منظور رکھکر خاص وعام کے ساتھ سلوک پسندیدہ آغاز کیا اور ملازمون اور دولتخواہون قدیم پر طریق رفق ومدارا جاری کرکے ہر ایک کو بنوازش ولطف غیر مکرر سرفراز کیا چنانچہ جب اُنھین دنون مین صفدر خان سیستانی کی وفات کی خبر پہونچی اُس کے فرزند صلابت خان کو جو اُسکے ساتھ کھیل کر بڑا ہوا تھا اور ایک کتب مین ہم سبق تھا مجلس عالی کا خطاب دیکر اُس کے باپ کا مقام ارزانی رکھا اور بشوکت تمام اور عظمت لاکلام ولایت برار کی طرف روانہ کیا اور احمد بیگ قزوینی کو پیشوائی کا عہدہ اور محمد خان ولد اعظم ہمایون کو خدمت سرنوبتی دیکر اُن کی تعظیم وتوقیر مین کوشش کی یہ امر تغلبیون کو ناگوار ہوا جو سلطان محمود شاہ کے غلامان ترک معتبر سے تھا اور درپے اُس کے ضائع کرنے کے ہوا اسی واسطے کہ اُس کا ارادہ یہ تھا کہ منصب وکالت میرے سپرد کرکے میرے فرزند حسین خان کو سرنوبت کرے چونکہ تغلبیون کا مدعا حاصل ہوا رہ بجیدہ اور دلگیر رہتا تھا سلطان غیاث الدین غائبانہ اور حاضرانہ ایسی تقریر زبان پر لاتا تھا کہ آدمیون کے نزدیک بہت قبیح تھی یعنے غلامون کو خلائق کے سر پر کہ اُس کے درمیان مین ایک جماعت کثیر اولاد پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہونگے حاکم کرون اور اپنے آبا اور اجداد کے خلاف اختیار کرون اور تغلبیون کہ امرائے بزرگ سے تھا اور یار وغمگسار بہت رہتا تھا بادشاہ کا کینہ اپنے

سینہ میں جاگزین کر کے تمام ہمت اُس کے حوال پر مصروف رکھتا تھا اور اُسکی ایک بیٹی حسن و جمال کی صفت میں موصوف تھی اور علم موسیقی ہند میں بھی وقوف اور مہارت تمام رکھتی تھی اور حسن و صورت میں اپنا عدیل و نظیر نہ رکھتی تھی سلطان غیاث الدین راغب اُس کا ہو کر غائبانہ اظہار محبت کرتا تھا قضارا تغلچین نے اُس عرصہ میں اسباب ضیافت کا اپنے مکان میں ترتیب دیکر شاہ سے التماس کیا کہ شاید یہ اپنی بیٹی میرے پیشکش کریگا ذوق و شوق سے اُس کے مکان پر تشریف لے گیا اور تغلچین نے مہمانداری کے لوازم حسب دلخواہ بجا لاکر مجلس نم آراستہ کی اور جب شراب کے نشہ نے شاہ کو خوشوقت اور مسرور کیا تغلچین نے تدبیر مجلس خالی کرنے کی مردمان نامحرم سے کی اور غیاث الدین خلجی نے کہ اُسکی لڑکی کے وصال کا اشتیاق تھا غرق لجۂ شہوت ہو کر لوازم احتیاط کو کالعدم نہ فرمایا اور بلا تامل اپنے جمیع متعلقین اور توابعین کو حکم فرمایا کہ باہر جاویں اور تغلچین بیروت نے ایک خواجہ سرا اسمی طرب کو کہ اُسکے غلامان قدیم سے تھا شاہ کا ساقی بنا کر اس کو اشارہ کیا کہ چند ساغر بیخود کر رہا دیکر بادشاہ کو بیخود کرے اور خود لڑکی کے لانے کے بہانہ سے محلسرا کے اندر گیا اور بعد ایک لحظہ کے خنجر کھینچکر باہر آیا سلطان غیاث الدین نے نشہ کے عالم میں وہ حالت شاہانہ فرمائی یا وجودیکہ اپنے پاس حربہ نہ رکھتا تھا ہمت تغلچین کے دفع پر تعین کی لیکن حریف شراب نے اُسے پانوں سے کمزور کیا کہ طے ہونے کے وقت لغزش سے گر پڑا پھر اپنے تئیں تغلچین نے اُسکے پاس پہونچایا بادشاہ غیاث الدین جس حیلہ سے کہ ممکن ہوا افغان و خیزان زینہ کی طرف دوڑا کوٹھے پر چڑھ کر آپکو زمین پر گرا دے تغلچین اس کا پیچھا کر کے اخیر زینہ پر اُسکے پاس پہونچا اور بادشاہ کے سر مبارک کے بال کھینچکر زینہ سے اُتار لایا اور باطمینان تمام بادشاہ کے دونوں دست حق پرست خواجہ کے اتفاق سے پیٹھ پر باندھے اور بلا توقف اُس کو رسمک نے خنجر کی نوک سے کہ تغلچین بادشاہ کی نکال کر نابینا کیا اور دو تین آدمی اپنے متعلقوں کو مسلح اور مکمل کر کے طرب خواجہ سرا کو لحظہ بہ لحظہ باہر بھیجتا تھا تو ایک ایک مقربوں اور دو تنخواہوں کو اس بہانہ سے کہ بادشاہ طلب کرتا ہے اندر لاکر مقتول کرے چنانچہ اسی نہج سے چوبیس سردار معروض تیغ ہلاکت ہوئے اور دو تنخواہان بزرگ میں سے ایک باقی نہ رہا اُس وقت اُس کے چھوٹے بھائی سلطان شمس الدین بہمنی کو بنام سلطان اعلی طلب کیا جب سلطان شمس الدین قریب آیا تغلچین نرشت آئین نے اپنے جوانان خاصہ اور ہواداروں کو لے کر بطریق استقبال اور پیشوائی کی باہر جاکر سلطنت کی مبارکباد کہی اور قلعہ میں لیجاکر جمیع مردم کو حاضر کر کے تخت فیروزہ پر بٹھایا اور ہر ایک اعوان و انصار کو مناصب عالی اور جاگیرات لائق سے سرفراز کیا اور سلطان غیاث الدین کو قلعہ ساغر میں بھیجکر دو مہینے محبوس کیا اور یہ حادثہ مستر ہوئیں رمضان ۷۹۹ھ سات سو ننانوے ہجری میں وقوع میں آیا تھا اور مدت سلطنت سلطان غیاث الدین بہمنی کی شاہنشاہ ابدی الحکم کے حکم سے ایک مہینا اور بیس دن سے زیادہ نہ تھی **ذکر سلطان شمس الدین بن سلطان محمود شاہ بہمنی کی سلطنت کا بزبان دستان** زبان رستان سے اس طرح سلک بیان میں منتظم ہوتی رہی کہ سلطان بہمنی پندرہ برس کے سن میں بعد عزل و قید برادر کے مسند خلافت پر متصرف ہوا اور جو کہ سلطان غیاث الدین کی صحبت دیکھے ہوئے تھا برائے نام سلطنت پر شاہ فرزین بنکر قناعت کی تغلچین غلام ترک نژاد کو بخطاب ملک نائب اور منصب امارت سے ممتاز کر کے خلعت و انعام قدر و منزلت کے موافق مرحمت فرمایا اور جو ارکان سلطنت اُس شقی کے دست جور سے محفوظ اور یقینہ السیف تھے انھوں نے بھی اطاعت کے سوا چارہ نہ دیکھا مگر اُسکے خواہر و بہنی ہر کھا اور برادر سلطان شمس الدین جو سلطان غیاث الدین کی نالہ کی

لونڈی تھی مخدومہ جہان مشہور ہوئی اور ہر ایک بات مین تغلچین کا پاس و لحاظ رکھتی تھی اور انکی اعانت و امداد مین ساعی رہتی فرزند کو نصیحت کرتی تھی اور کہتی تھی کہ اے فرزند دلبند تو تغلچین کی حسن سعی سے مرتبہ بلند شاہی پر فائز ہوا ہے مثل اُسکے تیرا کوئی دوست نہین ہے تجھے بھی لازم ہے کہ اُسکے کہنے سے تجاوز اور تخالف نہ کرے اور ارباب غرض کے سخن اُس کے حق مین نہ سنے اور تغلچین بھی ہر روز اور ہر ساعت تحف و ہدایا غیر مکرر مخدومہ جہان کی خدمت مین بھیجکر آپ کو اُسکے دلمین شیرین کرتا تھا اور سلطان داؤد شاہ بہمنی مقتول کے تین فرزند تھے ایک محمد سنجر جس کا مذکور ہوا کہ روح پرور آغا خواہر سلطان مجاہد شاہ نے اُسے محمول کیا دوسرا فیروز خان تیسرا احمد خان اور یہ دونون بھائی ایک ماں سے تھے اور اپنے باپ کے عہد قتل مین چھ سات برس سے زیادہ نہ تھے اور اُنکا عم سلطان محمود شاہ بہمنی اُنکی تربیت مین مشغول رہتا تھا جو فن لائق حال شاہزادون کے ہے تیراندازی اور چوگان بازی اور پڑھنا لکھنا سکھلاتا تھا اور میر فضل اللہ انجو صدر جو سادات عظیم المرتبہ شیراز اور ملا سعد الدین تفتازانی کے تلامذہ سے تھا سلطان محمود شاہ کے حسب الحکم اُن کی تعلیم و تربیت مین سعی موفور رہ پیش پہونچاتا تھا اور اس سبب سے کہ اسوقت تک سلطان محمود شاہ کے کوئی بیٹا نہ تھا دونون بھتیجون کو بیٹی دے کر اکثر اوقات ارشاد فرماتے تھے کہ فیروز خان میرا وحید ہوا اور بعضے وقت اُسے اپنے پاس تخت پر بٹھا کر کہتا تھا کہ ہمارے خاندان مین اس سے رشید زیادہ نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا اور جب حقسبحانہ تعالیٰ نے اُسے فرزند کرامت فرمایا سلطان غیاث الدین کو وصیت کرکے مرتے وقت فیروز خان اور احمد خان کو غیاث الدین کی اطاعت اور فرمانبرداری کے بارہ مین وصیت فرمائی اور اُنھون نے بھی لوازم صدق و اخلاص مین تقصیر نہ کی ایکا موافقت کا اپنی کمر جان پر باندھا اور جب تغلچین نے اُسے نابینا کیا فیروز خان اور احمد خان کی بیبیون نے جو سگی بہنین سلطان غیاث الدین کی تھین اپنے شوہرون کو استقام پر تحریص و ترغیب کی پھر دونون بھائی یہ امر قبول کرکے اُسکے دفع کے درپے ہوے اور تغلچین اس راز سے آگاہ ہوکر باتین خشمگین سلطان شمس الدین بہمنی کے گوش زد کرتا تھا اور مرکب بدگوئی کو جولان کرکے عنان بیان غیبت و خیانت کی طرف پھیرتا تھا اور چاہتا تھا کہ ہر طور سے آثار ناراضی اور بیرنجیدگی کے اُسکے دفتر ضمیر پر ثبت کرکے حکم قید اور حبس کا حاصل کرے لیکن سلطان شمس الدین باوجود صغر سن یقین نہ کرے وہ امر جو اُنکی رنجش کا باعث ہو تجویز نہ فرماتا تھا یہانتک کہ خلوت مین مخدومہ جہان کو تمام وجوہ سے فہمائش کرکے فرمایا کہ ان دو تین دن مین اگر فکر ان دونون بھائیون کی نہ کروگی آپ کے فرزند کو تخت سے اُٹھاوینگے اور آپ کو بھی کہ میری دوستی مین متہم ہین انواع فساد ظہور مین پہونچاوینگے القصہ مخدومہ جہان نے جس طور سے ممکن ہو سکا سلطان شمس الدین کو اپنے چچا کے بیٹون کے قتل پر رغبت دلائی قائل کیا اور جب فیروز خان اور احمد خان نے اس معاملہ پر اطلاع پہم پہونچائی ساغر کی طرف بھاگے اور سر دونام شہر کے حاکم نے جو غلامان اُس خاندان سے تھا اور بمرتبہ کمال شوکت اور حشمت امتیاز رکھتا تھا انھین قلعہ مین رکھا اور اُنکی اعانت پر آمادہ ہوا اور سلطان شاہی جسقدر اُسے بہم پہونچا موجود کرکے پشتکار مندگاری اور جانسپاری کا کمر ہمت پر باندھا نظم چنین گفت سدیو فیروز خان ۔ ندارم دریغ از توان و روان ۔ بکوشم کہ اورنگ کیخسروی + زفرقدان تا فرقدان کاه و توی + اس صورت مین فیروز خان اور احمد خان نے اول سلطان شمس الدین اور ارکان دولت کو تحریر کیا کہ مقصد ہمارا تغلچین زشت آئین کا دفع کرنا ہے کہ حال نا شائستہ اُسکے مثل نابینا کرنا سلطان غیاث الدین اور

بھی اشیا کا جو محل ناموس ہیں خلائق پر واضح اور لائح ہیں اگر آپ اُسے جزا اور سزا کو پہونچا دیں تو ہم جادہ مصادقت
میں مستقیم اور راسخ ہو کر سلطان شمس الدین کو اپنا شاہ بلکہ شہنشاہ جانیں گے اور جو ہمیں یقین سمجھیں کہ جو کچھ ہمسے
بن آوے گا اُنمیں کوتاہی اور تقصیر نہ کرینگے سلطان شمس الدین نے تغلچیں اور مخدومہ جہان کی صلاح و
مشورہ سے ایسا جواب کہ جس کے باعث نائرہ فساد و شعلہ زن ہو قلمی کر کے اُنھیں اپنی دشمنی میں تیز کیا پھر وہ
بھائیوں نے سب ہوکی حسن تدبیر سے تین ہزار سوار اور پیادے بہم پہونچائے اور اس گمان سے کہ لشکر
سلطانی ہم سے ملحق ہوگا حسن آباد گلبرگہ کی طرف متوجہ ہوئے اور برخلاف قرارداد اپنے کے جب آپ تھوڑے سے
عبور کیا اور مردم شاہی سے ایک شخص بھی انکے پاس نہ آیا اُس مقام میں مقیم ہو کر کہنے لگے کہ قرار اول پر کر کے قدم آگے
بڑھانا چاہیے پھر چتر شاہی فیروز خان کے سر پر لگا کے احمد خان بہ منصب امیر الامرائی اور سید حسن منصب سر نوبتی
اور میر فضل اللہ انجو بہ منصب وکالت نامزد ہوئے اور اسی طرح سے ہر ایک آدمی کو جو ہمراہ تھے مناصب مناسب کی
بشارت دیکر آب پتھورہ کے ساحل سے آگے بڑھے اور جب وقت حسن آباد گلبرگہ سے چار کوس اِدھر پہونچے تغلچیں نے زر
وافر اور خزانہ متکاثر نکال کر امرا اور سپاہ قسمت کیا اور سلطان شمس الدین کو ساتھ لیکر فیروز خان کے مقابلہ
کو روانہ ہوا اور قصبہ مرتول کے اطراف میں صفوف رزم آراستہ ہو کر طرفین کا مقابلہ ہوا بیت جو شیران بہ کشتی
در آویختند و زتنہا ہی جوے خون ریختند ۔ الغرض بعد حرب شدید اور جنگ عظیم کے فیروز خان اور احمد خان نے شکست
کھائی اور مع ہوان وانصار صاغر کی طرف متوجہ ہوے اور مخدومہ جہان اور تغلچیں کا استقلال بدرجۂ اعلی پہونچا لیکن
خلائق درگاہ کی طبیعت اُنسے نہایت متنفر ہوئی تھی اور اکثر بندگان شاہی نے فیروز خان کی طرف راغب ہو کر
پیغام دیا کہ صلاح دولت اسمیں ہے کہ عہدنامہ سلطان شمس الدین سے حاصل کر کے حسن آباد گلبرگہ کی طرف تشریف لائیے
اور فرصت کے وقت اپنا کام سنواریے چنانچہ فیروز خان نے مردمان تختگاہ کو اپنا یکدل اور یکجہت جانکر بہ غیاث الدین
دلد میر فضل اللہ انجو اور سید کمال الدین طویل القداد اور بھی بعضے سادات و علما کو مخدومہ جہان اور تغلچیں کے پاس بھیجکر
یہ پیغام دیا کہ ہم بعضے آدمیوں کے کہنے سے متوہم ہو کر اس امر کے مرتکب ہوے تھے اب اُس سے دم اور پشیمان ہیں اگر
آپ سلطان سے امان نامہ حاصل کریں تو ہم دونوں بھائی دار الخلافت میں آنکر ظل عاطفت شاہانہ میں زندگی کریں
نہایت اشتیاق ہوگا مخدومہ جہان اور تغلچیں اس معذرت سے نہایت راضی اور خوش ہوے اور فوراً استمالت نامہ
مشتمل بر عہود و مواثیق کے بھیجا اور دونوں بھائی دار الخلافت کی روانگی میں متفکر ہو کر بام رفیع پر بیٹھے تھے کہ ایک کثیر
پیادہ حسن آباد گلبرگہ کی طرف سے پہونچا اور بآواز بلند فریاد دلی کرا کہ فیروز خان لعذا فرون میں آیا ہوں کہ تجھے حسن آباد
گلبرگہ میں لیجاکر بادشاہ بناؤں دونوں بھائی وہ فال نیک سمجھ کر اُسی وقت حسن آباد گلبرگہ میں داخل ہوے اور بعد حصول
شرف ملازمت مقبول طبع خاص و عام ہو کر تشریفات فاخرہ سے مالا مال ہوے لیکن تغلچیں اور فیروز خان ایک دوسرے
سے ہراسان ہو کر دونوں اپنی ہوشیاری میں رہتے تھے یہانتک کہ بعد دو ہفتہ پنجشنبہ کے دن ماہ صفر کی تیسویں
تاریخ سنہ آٹھ سو ہجری میں فیروز خان بارہ مرد مسلح بند اپنے ہمراہ لیکر دربار میں داخل ہوا اور اُسکا بھائی تین سو
جوان بہادر جو اُس سے یکدل و یکزبان تھے عہد کے موافق ایک ایک دو دو کر کے قلعہ میں فراہم ہوے اُسوقت
فیروز خان نے آدمی احمد خان کے بلانے کو بھیجا اور جب وہ بھی برق کے مانند حاضر ہوا فیروز خان نے تغلچیں سے کہا دو تین

شخص میرے قرابتی میری جاگیر سے بادشاہ کی قدمبوسی کے ارادہ سے آئے ہین اگر حکم ہوے دربار مین آکر بادشاہ کی تسلیم سے مشرف ہوین تلنگیون نے یہ امر قبول کرکے بادشاہ شمس الدین کی خدمت مین عرض پیرا ہوا فوراً حکم عالی نے اس مضمون سے شرف لفاذ پایا کہ جس شخص کو فیروز خان طلب کرے پردہ دار مزاحم اور متعرض نہ ہون فیروز خان نے تلنگیون کو حرف و حکایات مین مشغول کرکے احمد خان کو بھیجا تو اُن دو تین آدمیون کو دربار مین لاوے احمد خان نے بارہ جوانون کو جو انکے ہمراہ آئے تھے دروازے کے قریب لاکر چاہا کہ دربار خاص مین داخل کرے پردہ دار تلنگیون مع شمشیر و یراق دیکھ کر مزاحم ہوے اور احمد خان نے جب دیکھا کہ کام دست خنجر سے نکلگیا اور طشت بام سے گرا بالتفاق ان بارہ دلاوران نبرد آزما اور بہادران خشمگین ہزبر آسا کے گرز و سنان و شمشیر و خنجر جانستان لیکر پردہ دامان سے غٹ پٹ ہوگیا چند پردہ داران کو قتل کرکے بلا توقف دربار مین داخل ہوا تلنگیون کے بیٹون کو بیحس کرکے تیغ یمانی سے اُن کے سرتن سے جدا کیے اور جمیع متعرب جو فیروز خان سے ہمزبان تھے طرح حیدر سر ایک گوشہ اور حجرے مین بھاگ گئے اور سلطان شمس الدین بھی یہ صحبت مشاہدہ کرکے تہ خانہ کی طرف کہ اُس مکان کے قریب تھا بھاگ کے پوشیدہ ہوا اور تین سو سپاہی جو باہر تھے انھون نے بھی اقرار کے موافق تلنگیون کے متعلقون کے ساتھ جو دیوانخانہ مین تھے پیشدستی کرکے کلک شمشیر آبدار سے اُن کی رقم حیات کو صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح نیست و نابود کیا اور اُسی وقت فیروز خان کے حکم سے سلطان شمس الدین اور تلنگیون کو طوق و زنجیر مین مسلسل کرکے اُس زیر خانے مین محبوس کیا پھر فیروز خان باتفاق ارکان دولت دیوانخانہ مین رونق افزا ہوکر ایک مجلس آراستہ کرکے تخت فیروزہ پر جلوہ گر ہوا اور تمین اور تبرک کے واسطے جیسا کہ کشمیری دیوانہ کی زبان پر جاری ہوا تھا آپ کو ملقب بہ روز افزون شاہ کیا اور شمشیر سلطان علاء الدین حسن کانکوی بہمنی کی اپنی زیب کرکے بعد چند روز جب مہمات سلطنت نے ایک قرار و مدار پیدا کیا سلطان شمس الدین کو محمول کرکے قلعہ بیدر مین بھیجا اور سلطان غیاث الدین کو ساغر سے لاکر تلنگیون بدآئین کو اُن کے سپرد کیا اور فرمایا کہ اپنا انتقام اُس کو زنگ بدانجام سے لیجیے سلطان غیاث الدین نے باوجود نابینائی اُسکو اپنے مقابل ایستادہ کیا اور ایک ضرب شمشیر سے اُسکے سرو تن مین جدائی کی اور مخدومہ جہان اور سلطان شمس الدین سلطان فیروز شاہ الملقب بروز افزون شاہ سے بالحاح و مبالغہ تمام رخصت زیارت مکہ معظمہ کی حاصل کرکے ہندر جیول سے اُس مکان مقدس کی طرف روانہ ہوے اور مدت عمر وہان بسر کی سلطان ہر سال پانچہزار اشرفی فیروز شاہی مع تحف ہند بھیجتا تھا یہانتک کہ سلطان شمس الدین ۸۱۸ آٹھ سو سولہ ہجری مین مدینہ منورہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین فوت ہوا اور وہ شاہ عاقبت بخیر اس سرزمین عنبر آگین مین مدفون ہوا سلطان شمس الدین بہمنی کی مدت سلطنت نو سال دن تھی کہ حساب سے ایک مہینا اور نو ائیس روز ہوتے ہین ذکر آرائش پانچمین روزگار کا یہا سلطنت و اقبال پناہ المظفر الغازی سلطان فیروز شاہ بہمنی الملقب بروز افزون شاہ بن داؤد شاہ بہمنی سے نظم چو فیروز شاہ آن شہ راستین ✤ برآمد زمرۂ تاج و تخت و نگین ✤ بتائید یزدان و بنیروے بخت ✤ خداوند کشور شد و تاج و تخت ✤ بروز خجستہ ترا زمہر و ماہ ✤ بسر بر نہادن کیانی کلاہ ✤ ورگنج بکشاد و لشکر بخواند ✤ براسمان نمد و سم گوہر فشاند ✤ سوے رخ ستیزہ ملک ذوی الاقتدار ✤ بہمدی خانہ مشکین بگذاد و راق لیل و نہار پیاپی رقم

گرتا ہو کہ بھمن نامہ دکنی اور فتوح السلاطین منظوم سے معلوم ہوتا ہو کہ سلطان فیروز شاہ بہمنی شوکت و سلطنت مین
اور بادشاہان بہمنیہ سے امتیاز تمام رکھتا تھا اور وہ خاندان عالی اُس کے سبب سے بلند آوازہ ہوا اُس سلطان
نوجوان کے قدم سے بڑی رونق ہوئی سلطنت اوسپر جھک گئی اُس شاہ فیروز بخت نے تخت پر بیٹھکر یہ کام کیا کہ رایات
بجانگر سے کہ کسی کشور کشا کو اپنے ابنائے جنس کے سوا بیٹی نہ دیتے تھے دخترلی اور تالیف قلوب کرکے سب کو رام
بندۂ بیدام کیا نظم بگستر و اندر جہان داور او راہ بکندا ز زمان تیغ بیداد او راہ بہر جاے ویرانی آباد کرد دل اہل
عالم ز غم شاد کرد ۔ اہل کے سوا لوازم غزا اور جہاد مین بھی آپ سے ساتھ کسی تقصیر کے راضی نہ ہوا اپنے
عہد دولت مین چوبیس بار کارزار کی اُس کے عہد مین فضاے مملکت بہمنیہ وسیع تر ہوئی قلعہ بینکاپور اور خلاصہ مملکت
تلنگ ارباب اسلام نے مسخر اور مفتوح کیا سبح تو یہ ہو کہ یہ شاہ شاہان دکن کا مرہ تھا اور یہ پنجص ہو کہ جسنے اپنی
چیرہ دستی سے گنبدو دار کے نیچے علم خرد کی پتی پڑھانے سے تاج مرصع بصورت دستار بناکر زیب فرق کیا اور
سخاوت مین کہ جس سے بہتر بادشاہون کو او رخوشتر کوئی صفت نہین ہو اپنی کوشش سے نام نیک یادگار کرکے وسطے اصغر
دنیا مین چھوڑا اور محرمات مین سے چندے طبیعت شاہ کی استماع راگ و رنگ اور مینوشی پنہانی کی طرف مائل رہی اسکے
سوا مرتکب اور محرمات اور منہیات کا نہ ہوتا تھا اور اکثر روزہاے متبرکہ مین کہ عبارت ماہ صیام سے ہو صوم و صلوٰۃ مین
اوقات صرف کرکے کوئی فریضہ اُس سے فوت نہوتا تھا اور ہمیشہ فرماتا تھا کہ مین از کتاب ان دو مہنی شرعی سے نہایت
دلگیر اور آزردہ رہتا ہون لیکن جو فرصہ مجھے ذکر حق مین مشغول کرتا ہو اور وہ دو امیر مے نفس کو شر انگیزی سے
باز رکھتا ہو درگاہ غفار ستار سے امیدوار ہون کہ مجھے ان دو امر کے سبب مواخذہ (یعنی پوچھ گچھ) و معاقب نہ فرماوے اور جو کہ
رغبت تمام عورتون کے فراہم لانے کی رکھتا تھا علما اور فضلا کو بلاکر استفسار کیا کہ مرد چار عورت اصل کے سوا عقد نہین
کرسکتا ہو اس کی تدبیر کیا ہو بعضے کہنے لگے ہمیشہ چار عورت منکوحہ سے ایک کو صیغۂ طلاق کہکر دوسری عورت کو عتق
سے اپنے عقد مین لاوے اور بعضون نے اور طریقہ بدایت کیا کوئی بات شاہ اسلام پناہ کی طبیعت کے موافق نہ آئی پھر وکالت پناہ
میر فضل اللہ سے پوچھا کہ علاج اس کا کیا ہو میر فضل اللہ نے جواب یا کہ متعہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
عہد رسالت اور خلیفۂ اول کے عہد خلافت مین مروج تھا اور خلیفہ دوم کے عہد مین برطرف ہوا باوجود اسکے مذہب امامیہ
مین کہ ایک فرقہ اسلام سے ہو مباح ہو اگر بادشاہ اسمین متعہ کرکے نگاہ رکھے بہتر ہو اگر علماء اہلسنت کے درمیان اس امر مین
بہت گفتگو واقع ہوئی اور جب صحیح مسلم و بخاری اور مشکوٰۃ شریف سے حدیث درمیان مین لائے معلوم ہوا کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین ہوا ہو اس سبب سے شاہ فیروز شاہ نے طائفہ امامیہ کے شعار پر عمل کیا اور ایکدن اسی
عورت سے متعہ پڑھا اور حاجی محمد قندھاری کی روایت سے دریافت ہوا کہ وہ بادشاہ تشرع بہرہ وزیع جو علام امتہ
لکھتا تھا اور روزگار شریف کو خالق کی پرستش کے بعد پرستش احوال مخلوق مین صرف کرتا تھا اور راتون کو وہ پہر اور سر بہر
تک علما اور مشائخ اور شعرا اور قصہ خوانان اور افسانہ گویان اور ندیمان اور خوش طبعان کی صحبت سے اپنی طبیعت
شگفتہ رکھتا تھا اور مرتبہ شاہی کو ملحوظ اور منظور رکھکر جماعت مذکورہ کے ساتھ برادرانہ سلوک کرتا تھا اور اکثر فرماتا تھا کہ
دیوان داری کے وقت جب تخت پر متمکن ہوتا ہون شاہ ہوتا ہون ناچار خلق سے شاہانہ سلوک کرتا ہون تاکہ شوکت و
صلابت فرمانروائی لون مین جاگزین ہو اور جہات سلطنت بے نظام نہو اور دوسرے وقت جب سے صحبت رکھتا ہون کبھی بھی سل

تمھارے سمجھتا ہون جیسا کہ تم لوگ آپسمین بے تکلفانہ صحبت رکھتے ہو اور گفتگو کرتے ہو میرے ساتھ بھی وہ طریق جاری کھو
تو بادشاہی اور مقصدوری کے حظا اور لذت سے بہرہ یاب ہون اور ان لوگون سے کہ جن کا مذکور ہو بے تکلف برطرف
کرکے فرماتا تھا کہ شب کی درباروداری اور ہمنشینی کے وقت جب چاہو آؤ اور جس وقت چاہو برخاست کرو اور مجلس
مین ماکول و مشروب سے جو کچھ ارادہ کرو ملازمان درگاہ بے تامل حاضر کرین اور دو چیز کے سوا جو چاہو کہو اور سنو ایک
یہ کہ کاروبار دینوی کا مذکرہ نہ کرو محکمہ کے اجلاس کے وقت معروض کرو اور دوسرے ہر کسی کی بدگوئی اور غیبت سے ہاز رہو ایک
دن ملا اسحق سرہندی نے جو مرد دانشمند اور اہل طبع تھا بادشاہ سے عرض کیا کہ سلطان اہل المجلس کو تکلیف دیتا ہو کہ بے تکلفانہ
مجھسے گفتگو کرین یہ امر دب سلطانی کے خلاف ہو اور بادشاہان عالی مقدار کے شایان اور مزاج کے موافق نہین ہو اور حکایات
سلطان محمود پسکنگین اور حکیم ابوریحان منجم کے مصدق اور مقوی میرے کلام کی ہین سلطان فیروز شاہ نے پوچھا کہ شرح
اس حکایت کی کیونکر ہو ملا اسحق نے تفصیل بیان کی سلطان فیروز شاہ نے متبسم ہوکر یہ فرمایا جا بادشاہ کہ حلم و فضل و انصاف
مین موصوف نہین ہین نسے ایسے امور سرزد ہوتے ہین خدا نہ کرے کہ یہ صفت میری طبیعت مین مرکوز ہو اور مردم گاہ و
جنھین ملوک کی خدمت مین رسائی اور آشنائی ہو اور تاجداران نازک مزاج کی مجلس مین آمد و شد ہو جانتے ہین کہ
سلطان فیروز شاہ کبھی اگر اس صفت مین دعوی اعجاز کرتا بجا تھا اور اگر آپ کو سر آمد ملوک نامدار فرض کرتا زیبا تھا اور
مثل اسکے ملا داؤد بیدری نے اپنی تاریخ مین سلطان فیروز شاہ کے قضیہ بہت تحریر کیے ہین جو کہ موجب تطویل کلام
اور کذب پر محمول ہوتا تھا اُس کی تفصیل سے محترز ہوا اور جو کہ حکایت سلطان محمود و حکیم ابوریحان کی درمیان مین آئی
اس جملہ معترضہ کی تفصیل واجب جانکر جیسا کہ ملا داؤد بیدری نے مذکور کیا ہو اس نسخہ مین مرقوم کرتا ہون منقول
ہو کہ حکیم ابوریحان منجم نوادر روزگار سے تھا اور احکام عجیب اُس سے واقع ہوتے تھے اور بسبب وفور مہارت
علم نجوم اور بے تکلفی کے سلطان محمود سے استغنا قبول کرتا تھا اور وہ اس سبب سے ناراض اور رنجیدہ رہتا تھا
ایک وقت سلطان محمود قلعہ غزنین مین بام کوشک پر باغ ہزار درخت کے مقابل بیٹھا تھا حکیم ابوریحان منجم سلطان
کے پاس حاضر ہوا سلطان نے اُس سے متوجہ ہوکر فرمایا حکم کرکہ اس قلعہ کے چار دروازہ ہین کون سے دروازے
سے باہر جاؤن گا منجم نے اصطلاب طلب کرکے بلند کیا اور طالع درست کرکے ایک پرچہ کاغذ پر کچھ تحریر کیا اور بادشاہ کے
سرہانے رکھا اُس کے بعد سلطان محمود نے حکم دیا کہ دیوار شرقی قلعہ کی کھودین جب وہ بسمار ہو کی اُس طرف سے نکل گیا
بعدہ کاغذ کو برآورد کرکے دیکھا اُسمین تحریر تھا کہ ان چارون دروازے سے باہر نہ جاوے گا دیوار شرقی کھودکر
برآمد ہوگا سلطان اس حکم سے حیران ہوا اور فرمایا کہ حکیم کو بام کوشک سے نیچے کراوین اور ظاہر اُس مقام مین
ایک جال مثل اُس شے کے باندھا تھا کہ اُسپر آن کر آہستہ زمین پر پہونچے چنانچہ اس تدبیر کی وجہ سے کسی طور
کا صدمہ اس کو نہ پہونچا سلطان نے فرمایا اس کو بھی دیکھا تھا بولا ہان تقویم اپنے غلام کے ہاتھ سے لیکر سلطان کے
حوالہ کی اور عرض کی دیکھ چنانچہ اُس دن حکم مین نے لکھا تھا کہ آج مجھے جاے بلند سے گراوے گا لیکن مین
اپنی پر سلامت اُترونگا چنانچہ یہ حکم بھی بادشاہ کی طبیعت کے موافق نہ آیا اُسے قید کیا اور جب چھ مہینے کی مدت
تمام ہوئی حکیم کا غلام ایک دن بازار مین جاتا تھا ایک فال دیکھنے والے نے اُسے بلایا اور غلام سے کہا کہ مین تیرے
طالع مین چند چیز دیکھتا ہون کچھ میری تواضع کرتو کہون غلام نے دو درم حوالہ کیے فال دیکھکر اُسنے کہا اے شخص جو کہ

تیرا ملک ہی اور رنج نہین ہی آج کے تیسرے دن اُس محنت سے نجات پاویگا اور خلعت فاخرہ پہنے گا غلام نے بر سبیل بشارت یہ فال اپنے مالک کو پہونچائی وہ ہنسا اور کہا افسوس ہی کہ تو میرا غلام ہو کر ایسے آدمیون کے قول کا اعتبار کرے قضارا تیسرے دن احمد بن حسن میمندی کہ فرصت کا جویا تھا شکار گاہ مین موقع دیکھکر سخن نجوم درمیان مین لایا اور کہا بیچارہ حکیم ابوریحان منجم نے ایسے وجہ سے بیان کیے اور خلعت و تشریف سے عوض مین قید ہوا سلطان نے فرمایا جو کچھ مین جانتا ہون تو نہین جانتا اُس شخص کا علم نجوم مین ثانی نہین ہی لیکن حکیم کامل وہ ہی کہ مزاجدان ہو سو اسکے جمیع ملوک کے مزاج لڑکون کے مانند ہین بات اُنکی طبیعت کے موافق کہنا چاہیے تو اُنسے بہرہ مند ہون چنانچہ اس روز دونون حکم مین سے ایک عمداً غلط کرنا چاہیئے تھا پھر اُسے حکم نجات حاصل ہوا جیسا کہ فال مین نے کہا تھا اور حکیم ابوریحان منجم نے اول فال بین سے جو سرراہ تھا ملاقات کی اور جو غرور کہ علم نجوم کا دماغ مین رکھتا تھا دفع کیا اور جب مجلس سلطان مین حاضر ہوا گھوڑا اور خلعت اور ہزار دینار اور ایک کنیز پائی اور سلطان نے صدر کر کے فرمایا اگر تو مجھے چاہتا ہی بات میرے مزاج کے موافق کہہ نہ وسعت علم پر کہ یہ امر بھی ایک شرائط خدمت سے ہی نظم سخن بہ کہ باصاحب تاج و تخت ؎ بہ گو بند سخنہ نگو بند سخت سخن کان بابرد برآرد گرہ ؎ اگر آفرین ست ناگفتہ بہ ؎ اور سلطان فیروز شاہ ہمسال بندر کو وہ اور وابل اور چول سے چند جہاز اطراف و اکناف مین بھیجتا تھا کہ تحف و استعہ بہر ولایت کی لاوین اور یہ بھی فرماتا تھا کہ بہترین تحفہ ہر مملکت سے مردم صاحب کمال اُس ملک کا ہی بادشاہون کو واجب و لازم ہی کہ آدمی ہر ایک ولایت کے اپنی سرکار مین فراہم کرین اور ساتھ اُن کے محشور رہو کر یہ خیال کرین کہ سیر عالم کی اور رنج مسکون کو دیکھا اس سبب سے چیدہ اور خلاصہ اہل عالم اُسکی خدمت مین مجتمع ہوے اور اُسکے فیض عام سے بہرہ یاب ہوتے تھے نظم فیض تعمش جو چشمۂ در جوش ؛ صیت کرمش چو نغمۂ در گوش ؛ طبع گرمش چو در انوار ؛ خلق نفسش چو عود و مجمر در انجمن عجم بساطش ؛ در بادیۂ عرب سماطش ؛ خلقش بہ بہار خوے کردہ ؛ طبعش ز نسیم گوی بردہ ؛ یک خندہ بہار راز نگاہش ؛ یک گوشہ سپہر از کلاہش ؛ ہم عشق پسند و ہم خرد دوست ؛ او مغز و جہان و نہ فلک پوست ؛ او مردہ اورنگ نشین و کن اکثر زبانون کو یاد کر کے ہر ولایت کے آدمیون سے ہمکلام ہوتا تھا اور قوت حافظہ سے بھی نہایت ممتاز تھا اور جو بات کہ فی الجملہ ایکبار یا دو بار سنتا تھا پھر اُسکے دل نقش کالنجکے مانند محو نہوتی تھی اور متقدمین کے اشعار خوب سمجھتا تھا اور کبھی آپ بھی شعر کہتا تھا اور گاہے عروضی اور کبھی فیروزی تخلص کرتا تھا اور یاد دہشت کے واسطے تھوڑے اشعار اُسکے اس داستان کی ذیل مین تحریر ہونگے اور ملا داؤد بیدری نے تاریخ تحفہ بسلاطین اُسکے نام تحریر کی ہی اور اکثر علوم مین خصوصاً تفسیر اور حکمت طبیعی اور نظری مین مہارت تمام رکھتا تھا اور مصطلحات صوفیہ سے بھی باخبر تھا اور ہفتہ مین تین دن یعنی شنبہ اور دوشنبہ اور چہارشنبہ کو اول تفصیل سے درس دیتا تھا ازہدی اور شرح تذکرہ ریاضی مین اور شرح مقاصد کلام مین اور تحریر اقلیدس ہندسہ مین اور مطول تفتازانی سعدالدین علم معانی اور بیان مین اور اگر احیاناً دن کو فرصت نہ ہوتی تو شب کو طالب علمون کو حاضر کر کے درس اور افادہ رسانی مین مشغول ہوتا تھا اور میر فضل اللہ انجو کی برکت سے کہ شاگرد ان خواجہ ملا سعدالدین تفتازانی سے تھا اُس شہنشاہ بے نظیر نے یہ تمام حیثیت اور فضیلت حاصل کی تھی اور قیاساً ایسا مفہوم ہوتا ہی کہ دانش اُسکی زیادہ بادشاہ محمد تغلق شاہ کی دانش سے تھی اور اول وہ شخص کہ جس نے سادات انجو سے وصلت کر کے دختر دی

اور اُسنے اپنے فرزندون کے واسطے بیٹی لی سلطان فیروز شاہ بہمنی تھا چنانچہ ملک نائب میر فضل اللہ آنجو کی صاحبزادی شاہزادہ حسن خان کے عقد بحبالہ مین لایا اور ایک اپنی بیٹیون مین سے کہ سلطان محمود شاہ بہمنی کی دختر سے پیدا ہوئی تھی صدر جہان کے بیٹے المومم بہ میر شمس الدین محمد آنجو کو تجویز فرمائی اور دولت آباد کا طرفدار کیا اور سلطان فیروز شاہ جو عورتون پری پیکر طاؤس نہب سے رغبت تمام رکھتا تھا ایک شہر نہر پھورہ کے کنارہ موسوم بہ فیروز آباد بناکر اپنا تختگاہ مقرر کیا اور بازار اور دکانین نہایت پاکیزہ اور مطبوع اور شہرکین نہایت وسیع اور سیدھی تیار کرکے ایک قلعہ کہ ایک ضلع اُس کا پانی سے متصل ہی کھ اور پتھر سے احداث فرماکر آب پھورہ کو کاٹ کر قلعہ مین لایا اور پانی کی نہرین اور کوشک ہاے عالی تعمیر کرواکے ہر ایک حرم کو عنایت فرمائی اور عورتون کے ارتحام اور کثرت سے اندیشہ کرکے ضابطے مقرر کیے کہ مادام الحیات اُس سے تجاوز نہ ہو چنانچہ خواتین مین سے ایک یہ ہو کہ جس محل مین عورتین خاصہ نگاہ رکھتا تھا اُس مین ہر ایک کو تین پرستار سے زیادہ جو اُن کی ہم زبان تھین نہ دیتا تھا اور جو کلام عربی کی طرف میل وافر رکھتا تھا عربی محل کو بعد محل دکنی کہ سلطان محمود شاہ بہمنی کی صاحبزادی تھی جگہ دی تھی اور عرب کی عورتین جنھون نے حجاز اور مکہ اور اُس اطراف مین نشو ونما پائی تھی اور کمال فصاحت اور بلاغت رکھتی تھین عربی محل مین نگاہ رکھتا تھا اور اُنکے خدمتگار اور پرستارین تمام حبشی اور حبشیہ خوش شکل اور عربی زبان تھین اُس محل مین وہ عورت کہ لغت عربی نہین جانتی تھی آمد و شد نکرتی تھی کہ مبادا اُنکی زبان ضائع ہووے یعنی دوسرے کلام مین مخلوط ہووے اور اس امر کے واسطے وکیل اُسکے ہمیشہ عرب مین آمد و شد رکھتے تھے کہ جسوقت ان عورتون یا خدمتگارون مین سے کوئی ایک فوت ہوتی یا سلطان رنجیدہ ہوکر ایک کو محل سے باہر کرتا اُسکے عوض عرب سے اور لاتے تھے اور علی ہذا القیاس زنان عجم سے بھی نو تیان رکھتا تھا اور خدمتگار اُنکے پرکس اور ترک اور روس اور گرجی اور فارسی بان تھے اور اسی قبیل سے زنان ترک اور فرنگ اور خطائی اور افغان اور اجپوت اور بنگالی اور گجراتی اور تلنگی اور کھڑی اور مرہٹی اور سواے اُسکے اور بھی اسی نہج پر تھین اور بولی اُنکی خوب جانتا تھا اور ہر روز ایک محل مین ان محلون سے جاکر حیات مستعار عیش و عشرت مین اسطرح بسر کرتا تھا کہ ہر ایک عورت محل کی دعوی کرتی تھی کہ بادشاہ ہم کو زیادہ تر دوست رکھتا ہی اور کتاب توریت و انجیل کو پڑھ سکتا تھا اور علماء ہر ملت کو مقرر کرکے اُنکی روش کی خبر لیتا تھا اور کہتا تھا سبحان اللہ جیسا کہ ہمارا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزرگترین اور بہترین انبیا سے ہی دین و شریعت بھی اُسکا بہترین اور خوشترین ادیان سے ہی اور کسی دین مین عورتین اجنبی مردون سے مُنھ نہ چھپاتی تھین اور شراب کہ ام الفساد ہی حرام نہ تھی الحمد للہ کہ یہ دونون (جمع دونون) امر سلطان الانبیا اور اشرف المخلوقات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مین برطرف ہوے اور سلطان فیروز شاہ نے جب خطبہ اور سکہ دکن کا اپنے نام جاری کرکے چتر شاہی اپنے فرق مبارک پر لگایا اپنے بھائی احمد خان کو خطاب خانخانان سے مخاطب فرماکر امیر الامرا کیا اور اپنے اُستاد میر فضل اللہ آنجو شیرازی کو کہ اُس سید بزرگوار کے سیامن سعی سے قابلیت اور کمال حاصل کیا تھا سلطنت کا وکیل کیا اور ملک نائب خطاب دیا اور بہت سہامنہ کو بھی صاحب دخل کرکے امیر بزرگ کیا اور مورخین کا اتفاق ہی کہ چوتھیس مرتبہ اس سلطان نوجوان نے کفار سے غزا کی اور ملا داؤد بیدری اور صاحب سراج التواریخ وغیرہ نے چند جنگ مشروحہ عاقر قوم کیے ہین اور باقی سے ساکت ہوے از انجملہ ایک یہ ہو کہ سنہ ۷۸۰ سو ایک ہجری مین دیورائے والی بیجانگر سیس ہزار سوار

اور نو لاکھ پیادے اور کماندار اور برق انداز لیکر بقصد تسخیر مدکل کی درر ایجوا اور بعضے پرگنات اور قصبات مابین دوآب بلاد اسلام کی طرف متوجہ ہوا اور جب یہ خبر فیروز شاہ بہمنی کے سمع مبارک مین پہونچی سراپردہ باہر کرکے دار الخلافت حسن آباد گلبرگہ سے نہضت فرمائی اور شہر ساغر مین پہونچکر لشکر کا جائزہ لیا بارہ ہزار سوار قلمبند ہوے پھر ایک کی زمیندران ساغر سے کمک آئی اور شمار انکا تھا آٹھ سات ہزار ہندی سے کہ کوئی تھے دستیاب کرکے تہ تیغ اور پائمال کیا اور خلعت فیض مقاطر انکی طرف سے مطمئن کرکے جب لشکر برار اور دولت آباد کی ولایت مین آنکی جمع ہوے چاہتا تھا کہ کوچ کرکے دیوراے کے مدافعہ کے واسطے متوجہ ہوتا گاہ خبر پہونچی کہ ترسنگھ والی قلعہ مکرلہ نے حکام مندو اور آسیر کی حمایت اور مدد اور راے بیجانگر کی تحریص و ترغیب کے سبب مملکت برار مین آنکر حوالی قلعہ ماہور تک تاخت و تاراج کیا ہے اور بہت اہل اسلام کی ایذا اور اہانت مین مشغول ہوکر لوازم شناعت اور بیدادی سے کوئی دقیقہ نہ چھوڑا اس سبب سے تمام لشکر برار اور دولت آباد کا دفع اس فساد کے واسطے مقرر کیا اور خود بدولت و اقبال بارہ ہزار سوار پاے تخت ہمراہ رکاب ظفر انتساب لے کر دیوراے کی تنبیہ کے واسطے عازم ہوا اور جو موسم برسات کے باعث آب کشنہ طغیانی پر تھا بہت اطمینان سے دیوراے اس طرف دریا کے خیمہ اور خرگاہ ایستادہ کرکے لشکر اسلام کے عبور کا مانع ہوا اور سلطان فیروز شاہ نے ارکان دولت سے مشورہ کیا کسی نے ایسا جواب کہ سلطان کے خاطر عاطر کی تسلی کا سبب ہو نہ دیا مگر ایک نامور ان مجلس نے کہ نام نامی اسکا قاضی سراج تھا اور امیرون کے سلک مین منتظم تھا جب آثار کلفت سلطان کے چہرۂ انور سے مشاہدہ کیے زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دے کر دفور اخلاص سے معروض کیا کہ اگر حکم ہو یہ بندۂ سراج کہ دو تخواہی اور جاگیرداری کے مقام پر ثابت قدم ہے مع بعضے اپنے اقارب کے جو محل اعتماد ہین آب دریا سے عبور کرکے جس حیلہ سے کہ ممکن ہو سکے گا اپنے آپ کو رات کے وقت دیوراے یا اس کے بیٹے کے دربار مین پہونچا اسکی شمع حیات کو کمانگیر خنجر و کٹار سے قطع کرکے بجھا دون گا بشرط اس کے کہ جب لشکر کفار مین شور و غوغا بلند ہو چار پانچ ہزار سوار نجا طر جمع آب سے عبور کرکے نہر کو کفار کے تصرف سے برآوردہ کرین وہ اسوقت شاہ بھی بفراغت تمام دریا سے عبور کرکے ہلاکی کفار مین سعی فرماوے سلطان فیروز شاہ نے اس معنی کو تجویز کرکے تھوڑے عرصہ مین دو سو سبد کہ مردم دکن کی اصطلاح مین لڑکہ کہتے ہین چرم گاؤ سے مڑھ کر مہیا کیے اور قاضی سراج سات جوان یکدل و یکزبان کے ہمراہ فقیرون اور مجنونون کے لباس مین پایین آب سے اتر کر اردوے دیوراے مین آیا اور خرابات خانہ مین فروکش ہو کر ایک مجنبہ پر جشنوہ و کرشمہ کے ساتھ بنیاد عاشقی کی ڈالی اور آپ کو عاشق و شیدا ظاہر کرکے انکی ناز برداری اور اپنی مجنون سازی مین کوتاہی نہ کی نظارا اسی دن شام کے قریب وہ قحبہ بن ٹھن کر ڈولی پر سوار ہوئی قاضی جیسا کہ شیوۂ عاشقی اور بے صبری کا ہے ازدے ضعراب اس کے روبرو گئے اور یہ کلام کیا کہ اے محبوب جفاکار کہان کا ارادہ ہے اور اپنے قدم سے کس گلہ کا ابالا کرے گی اور اپنی جدائی کے آتش سے کیون میری رگ جان کو قطع کرتی ہے اس نے جواب دیا کہ راے کے فرزند نے ایک جشن عالی ترتیب دیکر شب کو میرے احضار کا حکم دیا ہے نا چار اس محفل مین جاکر ناچ اور گانے مین مصروف ہونگی قاضی نے کہا حیف صد حیف مین تیرے فراق مین کیونکر زندہ رہونگا مناسب ہے کہ تو مجھے بھی اپنے ہمراہ اس محفل مین لے چل

ارباب نشاط نے جواب دیا کہ اس محفل مین اہل طرب و نغمہ کے سوا دوسرے کی رسائی نہین تو اس خیال محال سے درگذر اور تو اس سے بے بہرہ ہے قاضی نے کہا اے پری شمائل تیری صحبت کی تاثیر سے مین بھی آئین عاری تہین ہون بجا بورے کی طرح تمال سر لے اتف ہون بعضی چیزین دیورائے کو سنا کر اپنے علم کے کمال سے شیشہ مین اتار دونگا تو تمسخر سے مندل اس کے آگے پھینک کر بولی کہ اس کو بجا قاضی صاحب مندل چھیڑ کر سرود گانے مین مصروف ہوے اس طرح سے دمدمہ خیال پڑا گایا کہ کبھی اس کے وہم و خیال مین نہ آیا تھا سنتے ہی دمدمہ مین آنکھ بولی کہ تیری ہمراہی ہماری عزت و حرمت کا موجب ہے اس حیلہ سے قاضی صاحب مع یار و انصار قحبہ کے ہمراہ رائے زادہ کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہو کر محفل عیش و سرور مین داخل ہوے نظم بدیدند بزمی چو باغ بہشت ۔ سراپردہ پرنیان سرشت ۔ بمان رائے زادہ برادر نگ زر ۔ سراسر برآمودہ دارد گہر ۔ زسر تا قدم زیور ہندوی ۔ بخشید زو چشمہا را نوی ۔ زہر دو طرف مہتران کنھر ۔ بزیور درخشان کمر در کمر ۔ اور جس طرح کہ رسم دکن ہے ارباب نشاط جوق جوق آکر رقص مین مصروف ہوئین اور ہر پری وش اپنے اپنے سحر انگیزی دکھانے لگی لولی چونچ اپنے قد رعنا پر نازان ہونے لگی اور جب نوبت بازیگرون کی پہونچی قحبہ بازی روزگار سے غافل ہو کر قاضی کو مع اسکے ایک یار کے کہ وہ بھی مسخرون کے لباس مین تھا اجازت حاصل کر کے مجلس مین لائی وہ آپ کو بصورت زنان آراستہ کر کے کرشمہ کنان جلوہ گری کے ساتھ آئے اور مندل نوازی اور مسخری اور نقش و صورت اور حرکات و سکنات کہ جس کو سحر و کرامات کہنا چاہیے ایسی کی کہ رائے زادہ کو اپنے تماشہ کا فریفتہ کیا اس کے بعد جیسا کہ اس ملک کے مسخرون کا دستور ہے کہ دو کٹار برہنہ ہاتھ مین لیکر بازی کنان رائے زادہ کے قریب پہنچے دونون نے ایکبارگی چابکدستی کر کے کٹار رائے زادہ کے سینہ پر کہ دیو رائے کا دلیعہد اور مدار المہام تھا مار کر کام تمام کیا پھر اوروں کی طرف متوجہ ہوے اور وہ پانچ نفر جو سراپردہ کے باہر ایستادہ اور گوش بر آواز تھے سراپردہ چیر کر بسرعت تمام ہجوم آسا خیمہ مین داخل ہوے اور ہندو کو کہ اکثر ان مین متوالے اور بیخود تھے مجروح کر کے چراغ و مشعل جو کہ اس محفل مین تھے گل کر کے سراپردہ کے شگاف سے نکل گئے اور آپ کو ایک گوشہ عافیت مین پہونچا کر منتظر عبور لشکر اسلام ہوے نظم جوانمرد قاضی چو غرنده شیر ۔ سوے رائے زادہ در آمد دلیر ۔ در آکشت و برد گیران حملہ کرد ۔ دمادم ز ہندوان برآورد گرد ۔ اور اہل مجلس جو اکثر مے نوشی مین مشغول تھے اور ہوش و حواس بجا نہ رکھتے تھے سراسیمہ اور حیران ہوے اور غلغلہ اور آشوب معسکر کا اوج افلاک پر پہونچا اور وہ رات کہ دل عشاق ہجران سے تاریک تر بلکہ اودھا دھند تھی آوازین مختلف معسکر گاہ مین گوش زد ہوتی تھین بعضے کہتے تھے کہ مسلمانون کا بادشاہ دس بارہ ہزار سوار لیکر آب کشن سے عبور کر آیا اور دیورائے اور اس کے فرزند کو تیغ کے گھاٹ اتار رہا ہے اور بعضون کا قول تھا کہ مسلمان لشکر سے جدا ہو کر دریا سے اتر کر شبخون لائے ہین القصہ جو وہ شب شب دیجور اور ہولناک تھی اور ہندوے کفار کا عرض و طول پانچ فرسنگ سے زیادہ تھا اور امرا و رسپاہ اپنے اپنے مقام مین مستعد ہو کر کسی طرح خیمون سے برآمد نہ ہوے یہانتک کہ تین چار ہزار سوار اہل اسلام اُن نوکرون چرینہ پر جو آدی دن کے واسطے تیار کیے تھے جا بیٹھے اور گھوڑون کے زیر بند کاٹ کر دریا مین شنا کے واسطے چھوڑ کر دریا کے پار ہوے اور وہ پیادے جو ساحل کے کنارے ہوشیاری اور محافظت مین مصروف تھے لشکر اسلام کے

عبور اور اردو کے شور و غوغا سے بیدست و پا ہو کر بھاگ گئے اور سحر کے وقت سلطان فیروز شاہ بھی تعبیہ لشکر ہمراہ لے کر باطمینان تمام آب سے عبور کر کے پسپیدہ صبح کے قریب اردو سے کفار پر تاخت لایا اور جو دیورائے کا لشکر غول بیابانی کی طرح جا بجا متفرق تھا اور دلبند کے مقتول ہونے سے اُسکے ہوش و حواس بجا نہ تھے اپنے فرزند کی لاش کو اٹھا کر طلوع آفتاب سے پیشتر بھاگا اور سلطان نے غنائم بیشمار دستیاب کر کے بجانگر کے اطراف تک تعاقب کیا اور چند مقام میں مقابلہ اور مقاتلہ واقع ہوا اور ہر مرتبہ تائید ربانی اور میسر فضل اللہ انجو کی بیامن سعی اور نیکو خدمتی سے نسیم فتح و ظفر سلطان فیروز شاہ کے پرچم پر چلی کشتہ کا بیشمار نمود ہوا و ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم اُس کے بعد دیورائے کہ سلطان کی ہیبت اُس کے دل میں تھی لڑنے کی تاب نہ لایا قلعہ بجانگر میں متحصن ہو کر صف جنگ سے روگردان ہوا اور سلطان فیروز شاہ نے خانخانان اور میسر فضل اللہ انجو شیرازی کو کفار کے ممالک جنوبی کی تاخت و تاراج کے واسطے کہ نہایت آباد اور معمور تھی رخصت فرمایا اور قاضی منہاج کو ساتھ ایسے منصب کے کہ لائق اُس خدمت اور جانسپاری کے تھا سرفراز کر کے تمام لشکر امرا سے صاحب خلعت کیا اور خانخانان کے ہمراہ تعین فرمایا اُنھوں نے حکم کے موافق نہب و غارت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور لڑکے اور لڑکیاں بیشمار اسیر کر کے مراجعت کی اور جو اولاد براہمہ سے ہزار و حورت دو ہزار آدمی مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار ہوئے تھے برہمنان صاحب اعتبار بجانگر نے دیورائے سے عرض کی کہ رعیت تمام ممالک کی اور ہم اتفاق کر کے جس قدر زر کہ حکم ہووے داخل کریں چاہیے کہ رائے بھی جستہ اللہ کارسازی میں مصروف ہو کر مسلمانوں سے موافقت کرے اور تمام قیدیوں کو رہا کی بخشے دیورائے نے یہ التماس پذیرا کر کے اپنے ارکان دولت کو تاکید کی کہ جسقدر روپیہ ممکن ہو مسلمانوں کو دیکر اپنے اسیروں کو رہا کریں المجبور بعد آمد و شد اور گفتگوئے بسیار امیر فضل اللہ انجو شیرازی سے یہ قرار کیا کہ بیس لاکھ ہون خزانہ عامرہ میں داخل کر کے لاکھ ہون آپ کو حق السعی پیش کرتے ہیں آپ ہمارے بندیون کو رہا کریں پھر پچیس لاکھ ہون براہمہ اور رعایا نے اور پانچ لاکھ ہون دیورائے نے میر فضل اللہ کے پاس بھیجے میر مزعی الیہ نے از روے اخلاص تمام و کمال سلطان کے حضور میں پیش کیا اور مصدر تحسین و آفرین ہوا اور طرفین سے جیسا کہ دستور ہے صلح کے بعد لازمۂ عہد و میثاق ظہور میں آیا اور یہ اقرار ہوا کہ بموجب عہدنامہ قدیم عمل کر کے رعایا اور ممالک ایک دوسرے سے مزاحم اور متعرض نہ ہوویں القصہ سلطان یہ صلح واقع ہونے کے بعد قیدیون کو لشکر سے رہا کر کے عازم مراجعت ہوا اور جب آب تمندرہ سے عبور کیا پولادخان ولد صفدر خان سیستانی کو مابین دو آب کے انتظام کے واسطے مامور کیا اور بسہیل استعجال حسن آباد گلبرگہ کی طرف متوجہ ہوا اور نزول اجلال سے دو تین مہینے کے بعد کہ تعب سفر سے آسایش ہوئی اوائل سنہ ۸۰۲ آٹھ سو دو ہجری میں نرسنگھ کی گوشمالی پر قاصد ہو کر برار کی طرف روانہ ہوا اور شکارکنان جب ماہور پہونچا مقدم وہان کا جسنے نرسنگھ شیطان کے بہکانے سے گمراہ ہو کر سرکشی اختیار کی تھی پھر مقربان درگاہ کے ذریعہ سے امان خواہ ہو کر بپاے بوس سے مشرف ہوا اور پیشکش نمایان گذران کر مع فرزندون کے ملازم رکاب ہوا اور سلطان نے ایک مہینا اور پانچ دن ماہور میں استقامت فرمائی پھر وہان سے کوچ کیا جب قلعہ مکتر دکے اطراف میں وارد ہوا نرسنگھ کافر نے جو صاحب سامان اور اہل و سنگاہ تھا گونڈواری کے

تمام کوہستان گونڈوارہ اور اسکے اطراف کا بہت علاقہ اسکے متعلق تھا پھر اسنے اپنی حکام خاندیس اور مالوہ کے پاس بھیجکر مدد طلب کی اور ان حاکموں نے اول مرتبہ نرسنگھ کا غلبہ ملاحظہ کرکے کمک بھیجی تھی ان دنوں اسکی ذلت و خواری کے خدا سے خواہاں ہوے اور مدد کے بارہ مین جواب صاف نہ دیا لیکن نرسنگھ نے باوجود اس حال کے سلطان فیروزشاہ کے مقابلہ پر آمادہ ہوکر لشکر آراستہ کیا اور مکھر لے سے دو منزل آگے بڑھکر بنا ے جنگ ڈالی سلطان فیروزشاہ کو منظور تھا کہ خود سوار ہوکر جنگ پر آمادہ ہو لیکن خانخانان اور میر فضل اللہ آنجو شیرازی نے عرض کیا کہ اگر یہ خدمت بندگان درگاہ کی جانب رجوع ہو تو تائید ربانی اور توفیق یزدانی سے اس کافر شرانگیز کا قصہ چکایا جاے وجہ سے دفع کرین سلطان نے یہ ملتمس پذیرا کرکے دونون کو اس خدمت پر مامور کیا اور انھون نے تمام محبت کے پیے نرسنگھ کو پہلے اطاعت اور قبول باج و خراج اور اجتناب جنگ کے بارہ مین تنبیہ کی اکید و مبالغہ تمام نامہ تحریر کیا نرسنگھ نے کثرت فوج پر مغرور ہوکر نا فرمانی کی اور جنگ سے باز نہ آیا صفدر خان اور خانخانان اور میر آنجو بھی بعد ترتیب انواع سپاہ غنیم پر حملہ آور ہوے جنگ سخت ہوئی شجاعت خان اور دلاور خان اور رستم خان اور بہادر خان جو امراے معتبر سے تھے درجہ شہادت کو پہونچے اور کفار کے غلبہ سے لشکر اسلام کے بہادر متفرق ہوے اور خانخانان کو میمنہ مین تھا اور میر فضل اللہ آنجو شیرازی میسرہ مین یہ دونون جماعت قلیل سے معرکہ مین ایستادہ اور حیران تھے کہ اس عرصہ مین میر فضل اللہ آنجو کو خبر پہونچی کہ خانخانان بدرجہ شہادت مین فائز ہوا میر فضل اللہ نے اس سانحہ کے اخفا کے بارہ مین حکم کیا اور دو سو جوان آگے بڑھا کر کہا کہ شادیانہ کے نقارہ پر چوب ماریں اور مشہور کریں کہ سلطان فیروزشاہ خود بنفس نفیس کمک کے واسطے آپہونچے خلاصہ یہ کہ اس عبارت مفید اشارت سے جو جوان پراگندہ ہوے تھے فوج فوج میر فضل اللہ آنجو سے ملحق ہوے اور میر فضل اللہ نے ان کفار کو جو مقابل تھے منہزم کیا چونکہ خبر خانخانان کے قتل ہونے کی غلط تھی بلا توقف اپنے تئین اسکے پاس پہنچایا پھر دونون نے اتفاق کرکے کومل راے ولد نرسنگھ راے کو جو معرکہ مین ایستادہ تھا مقہور و مغلوب کرکے گرفتار کیا اور کفار کو قلعہ کھترلہ تک پیچھا کیا اور کسی پر رحم نہ کرکے دس ہزار نفر ہندو سوار اور پیادہ سے قتل کیے اور نرسنگھ نے ہزار محنت سے آپکو قلعہ مین پہونچایا اور لشکر اسلام نے محاصرہ کیا اور بعد دو مہینے کے اہالیان قلعہ نے عاجز ہوکر امان چاہی خانخانان اور میر فضل اللہ آنجو نے جواب دیا کہ ہمکو اس بارہ مین کچھ اختیار نہین ہے اور بدون اسکے کہ نرسنگھ سلطان کے بساط بوس سے مشرف ہووے یہ امر صورت نہ باندھے گا پھر نرسنگھ اور اسکے عزیزون نے اینچپور مین کہ سلطان فیروزشاہ کا لشکرگاہ تھا جاکر فریاد و زاری کی کہ ہم بادشاہ کے غلام ہین اور ازروے جہل جو حسارت کہ ہمسے واقع ہوئی نادم و پشیمان ہین اگر حکم ہووے قلعہ خانخانان اور میر فضل اللہ آنجو کے سپرد کرین اور جو سلطان اپنے باج گزارون کے سلک مین شمار کرکے قلم عفو ہماری جرائم پر کھینچے گا سلطان علاءالدین حسن کاکوی سبھی کے عہد کے موافق ہر سال ادے باج و خراج کرکے حادۂ عبودیت پر ثابت قدم اور راسخ دم ہونگے سلطان فیروزشاہ نے نرسنگھ کو خلعت اور کلاہ زردوزی کی کہ خلعت عنایت سلاطین ہمیشہ تھی مراد فرماکر اسکے بیٹے کو جب الالتماس اسکے سلک خدمتگاران خاصہ مین جگہ دیکر چالیس لاکھ تنکہ نامی اور پانچ من طلا اور پچاس من چاندی اور بھی تحف و نفائس دیکر لیکر قلعہ کھترلہ کی تسخیر سے درگذرا اور جب خانخانان اور میر فضل اللہ آنجو لشکر بزرگ مین ملحق ہوے

نرسنگھ کو رخصت دیکر منظور و منصور مع غنائم موفور وارد مالکات حسن آباد گلبرگہ کی طرف مراجعت فرمائی اور جبکہ وہ فتح میر فضل اللہ انجو شیرازی کے نام ہوئی تھی مراتب عالی سے سرفراز ہو کر سر لشکری ہمارپر مخصوص اور ممتاز ہوا ۸۰۰ھ آٹھ سو ہجری مین امیر تیمور صاحبقران کی درگاہ سے اخبار متواترہ پہونچے کہ وہ حضرت چاہتے ہین کہ تخت گاہ دہلی کو ایک اولاد بزرگ کو دیکر تمام ممالک ہندوستان کو مسخر اور مفتوح کرین اور اگر حاجت اور ضرورت ہووے تو بنفس نفیس پھر ہندوستان مین در آوین اس سبب سے سلطان فیروز شاہ نے ازروے احتیاط اور پیش بینی کے امیر فقی الدین محمد داماد امیر فضل اللہ انجو کو مع مولانا لطف اللہ سبزواری کے کہ فضلاے پایہ تخت ہمیشہ سے مقناے تحف و ہدایا فراوان اور ایک محبت نامہ مشعر اتحاد و اخلاص بے پایان دریا کے راستہ سے امیر تیمور صاحبقران کی درگاہ مین بھیجا اور جب آستان بوسی اس شہنشاہ جہان پناہ سے مشرف ہوے مورد اکرام و اعزاز بے پایان ہو کر چھ مہینے آنحضرت کی ملازمت مین بسر لے گئے جسوقت کہ پیشکش مع اسباب گران بہا و نقد و جنس کثیر درجہ قبولیت مین پہونچا شہنشاہ عالم پناہ بمرتبہ اتم مسرور ہوا جانب الیچیون نے التفات حد سے زیادہ مشاہدہ کیے بعض مقربان بساط خلافت کے ذریعہ سے عرض اقدس مین پہونچایا کہ سلطان فیروز شاہ بہمنی بکہتان درگاہ عالم پناہ سے ہوا اور اپنے تئین سلک دلتخواہان مخلص سے شمار کرکے ارادہ مصمم رکھتا ہو کہ جسوقت حضرت دار الخلافت دہلی کی طرف عنان توجہ منعطف فرماوین اوکسی بادشاہزادہ عظام کو اس دیار مین نامزد کرین مین بھی بیگا خدمت کا کمر جان پر باندھکر دکن سے دہلی کی طرف عازم ہون اور خدمت شایستہ پیش پہونچا کر حضرت کی عنایت سے سرفراز ہون امیر تیمور صاحبقران بھی سلطان فیروز شاہ کے حسن اعتقاد اور اخلاص سے باوجود بعد مسافت محظوظ اور خوشوقت ہوے اور اپنی زبان مبارک سے ارشاد کیا کہ ہمنے دکن اور گجرات و مالوہ کی شاہی فیروز شاہ کو عنایت کر کے اجازت چتر اور جمیع لوازم سلطنت کی فرمائی اور اس مضمون سے فرمان سعادت نشان سلطان فیروز شاہ کے نام صادر فرمایا اور اسے فرزند خیر خواہ لکھا اور الیچیون کی رخصت کے وقت اسکے واسطے جگا اور شمشیر آبدار مرصع کار اور چہار قبہ ملوکانہ اور ایک غلام ترک اور چار گھوڑے نامی کہ ویسے گھوڑے کبھی دکن مین نہ آئے تھے مرسول فرمائے اور شاہان گجرات اور مالوہ اور خاندیس کہ ابتک اپنی بادشاہی مین مستقلال تمام پہونچا کر مستقل نہ ہوے تھے سلطان فیروز شاہ کے داعیہ اور پیش بینی سے متفکر ہوے اور ایلچی اسکی درگاہ مین بھیجکر پیغام دیا کہ ہم سب بھائی ہین چاہیے کہ سب باتفاق رہین تو بادشاہ دہلی کے صدر سپاہ سے مصئون اور محروس رہین اور کسی طرح کا صدمہ اور آسیب نہ پہونچے اور بیجانگر کے ساتھ بھی بنیاد آشنائی و خصوصیت کی ڈال کر مخفی پیغام دیا کہ جسوقت ہم کو کمک کی احتیاج پڑے اطلاع کرو تو حتی المقدور لوازم اعانت و امداد بجالاوینگے اس سبب سے راے بیجانگر نے سلطان فیروز شاہ کی نسبت تغیر سلوک کر کے تین چار برس تک باج و خراج مقرری ادا نہ کیا اور شاہان مالوہ اور گجرات اگرچہ ظاہر مین ملائمت کرتے تھے لیکن تہ دل سے رنجیدہ ہو کر مقام پرخاش مین تھے سلطان فیروز شاہ صلاح وقت دیکھکر باج و خراج کی طلب مین شدت نہ کرتا تھا حمد آ تساہل اور تغافل کر کے فرصت اور تمایکا جویا رہتا تھا کہ اس عرصہ مین ایک سنیاسی کی لڑکی نے فتنہ خوابیدہ کو بیدار کیا اور سلطان فیروز شاہ مقصود حاصل کر کے کامروا ہوا چنانچہ ملا بیدری نے شرح اس داستان کی یون مرقوم کی ہے کہ ان دونون مین حسن اتفاق سے کواکب موافقت اجرام علوی اور سفلی سے ہو ولایت مدکل مین حق سبحانہ تعالی نے ایک زرگر کو جو نہایت مفلس تھا کہ ہمسایہ کے لوگ

بھی اُسے نہیں پہچانتے تھے ایک دختر رشک شمس و قمر عطا کی ماں باپ نے پرتھال اسکا نام رکھا نقاش قدرت نے اس کی لطافت ترکیب اور آرایش صورت مین کمال صنعت ظاہر فرمائی تھی لعظم پری پیکر نگار سرو قدے ٭ کحسن از سرو او سراپا بروے دلبر کس حارضش رضوان بجنت ٭ زہر حوریان پیرایہ بروے ٭ پایہ کہا چاہیے کہ دست مشاطہ صنع یزدانی نے صاحب نظرون کی تفریح کے واسطے اُسکے رخسارہ و لغریب کو زیب و زینت کے اوبٹنہ سے آراستہ کیا اور صیقلی ازل نے صاحبدلون کے نظارہ کے واسطے اُسکے آئینۂ عارض کو مصقل عنایت سے روشن کیا خورشید تابان اُسکے جمال جہان آرا کے مشاہدہ سے عرق خجالت مین غرق اور مشک خطا اُس کی زلف عنبرین بو سے آتش غیرت مین جلتا تھا نظم لب لعلش نگین خاتم جم ٭ دہان از حلقۂ انگشتری کم ٭ زرنگ عارضش روے ہو لعل ٭ خم زلفش در آتش کردہ صد نعل ٭ عذارش قبلۂ آتش پرستان ٭ دہانش آرزوے تنگدستان ٭ اور باوصف ایسے حسن و جمال اور تناسب اعضا کے واہب بے منت نے حسن سیرت و خوش آوازی اور شیرین کلامی اور جادو بیانی بھی اس کو عنایت فرمائی تھی مصرع گل بو دلیسو نیز آراستہ شد ٭ اور ماں باپ اُس کے جس طرح کہ رسم ہندوون کی ہے چاہتے تھے کہ اُسکی شادی بھی خرسن مین کسی برادری کے لڑکے سے کرین لڑکی اسکے قبول سے سرتاب ہو کر بولی کہ ہرچند والدین کی اطاعت فرزندون پر واجب و لازم ہے لیکن عطوفت جبلی پر اعتماد کر کے عرض گذار ہوتی ہون کہ جو ہر گران بہا اور گوہر شاہوار ہر گوش کے لائق نہین ہوتا اور جو ہنر سارا اور مشک خطا ہر شام کے سزاوار نہین کسواسطے کہ گوہر یلے کو طبلۂ عطار سے کیا نسبت اور خرمہرہ کو درج جواہر سے کیا کام پس تم کو باوجود نسبت پدری اور مادری کے اس فکر مین پڑنا اور پیوند کی تلاش مین ہمرا نہیں مناسب دیکھتی ہون آخر الحاصل جس قادر مطلق نے مجھے اس عطیہ کے سبب دوسرون پر امتیاز بخشا ہے وہی میرا کارساز ہے تمھین لازم ہے کہ مجھے اسکے لطف و احسان اور حفظ و حمایت مین چھوڑ دو اور اپنے تئین فکر بیہودہ اور محنت بیجا مین نہ مبتلا کرو یہ سنکر ماں باپ کو مجال کلام نہ رہی خاموش ہوے اس عرصہ مین ایک برہمن کہن سال کہ بجانگر سے کاشی یعنی بنارس مین جا کر بھرتا ہوا اُس قریہ مین پہونچا اور جیسا کہ مسافرون کا دستور ہے اُس زرگر کے مکان مین فروکش ہوا اور اُس مکان کے تمام مکین سوا ے اُس دختر ماہ پیکر کے برہمن کی زیارت اور قدمبوسی سے مشرف ہوے اور خدمات شائستہ بجا لائے اور اُس زہرہ جبین ماہ سیما کے واسطے التماس دعاے خیر کی برہمن نے پوچھا کہ وہ کینان کہان ہی بولے کہ وہ شمع شبستان بس پردہ جلوہ گر ہی چونکہ عموماً ہنود مین قاعدہ نہین ہی کہ بہو بیٹیان مرد بیگانہ سے روبرو ہون خصوصاً برہمنون سے اسوجہ سے برہمن متعجب ہوا اور پردہ نشینی کا سبب دریافت کیا ماں باپ نے مفصل احوال اُس پری گل اندام فتنہ خرام کے حسن و جمال کا اظہار کر کے اپنے دردِ دل اور حزن و ملال سے اُسے آگاہی بخشی برہمن اُس غیرت مہتاب کے دیدار کا مشتاق ہوا اور بآواز بلند پکارا کہ اے بچی مین تجھے فرزند صلبی سے ہزار درجہ بہتر اور برتر جانتا ہون متوقع ہون کہ چند رما کی طرح سحاب پردہ سے نکل آ کہ میرے نین تیرے جمال کے درشن سے روشن ہون الغرض بعد مبالغہ بسیار وہ زہرہ جبین برہمن کی پابوسی سے سرفراز ہو کر پاے ادب سے ایستادہ ہوئی نظم جلوہ نمے صنم فریبے ٭ نگار اشتہ در جہان شکیبے ٭ صد بہ ہش بخون نشستہ ٭ در بتکدہ بت پرست شکستہ ٭ مشتاق بے نیاز رستہ ٭ صد رہ سحر و گاہ شستہ ٭ بر پردۂ دیدہ جلوہ گاہش ٭ در خانہ و با بفرق ماہش ٭ الماس نژاد و غمزہ اش تیز ٭ ہم دشنہ نشان و ہم نگہ ریز ٭ مالیدہ چو گل بجاے غازہ ٭ صد صندل تر بخون تازہ ٭ پیچیدہ بحد عنبرین مار ٭ از ہر خم مو

ہزار زنار ۔ وان طرہ وآن غدار مہوش ۔ مویئن دامی بست آتش ۔ آنزا کہ بزخم غمزہ دلسوخت ۔ زابریشم طرہ
زخم او دوخت ۔ چشمش کہ چو فتنہ مست خفتہ ۔ صد دشنہ در آستین نہفتہ ۔ از شرم فگندہ پردہ در پیش ۔
در روز ندیدہ سایۂ خویش ۔ در پردہ بصد ہزار بازی ۔ در پردہ دری و پردہ سازی ۔ جز آئنہ کس ندیدہ
دستش ۔ جز سرمہ ندیدہ چشم مستش ۔ پیشانی غمزہ ناز در ناز ۔ ابرو بکرشمہ راز در راز ۔ بودند قبیلہ و تبارش ۔
حیرت زدگان کاروبارش ۔ برہمن نے پرتھال کو ہدیۂ بصیرت دیکھکر کہا اے فرزند حسن تیرا حیرت بخش ہے بندہ پر
اخلاق خوب اور اطوار مرغوب تجھسے ظاہر اور ہویدا ہوتے ہین اور یہ احوال دلالت تیرے نیک عاقبت پر رکھتا ہے
بیت می شنیدم کہ جان جانانے ۔ چون بدیدم ہزار چندانے ۔ اور جو برہمن علم موسیقی مین مہارت تام رکھتا
تھا اور اکثر سازون کو خوب بجاتا تھا اُس زہرہ جبین کو اپنے پاس بٹھا کر جنتر اور سرمندل بجایا جو کوہ سرچشمہ
و دلہری اس فن کی طرف رغبت تمام رکھتی تھی اُس کے حسن سلوک اور اختلاط سے نہایت محظوظ ہوئی سچ ہے
جو گانے والے شہرہ آفاق گانے کے مشاق خوش آواز نغمہ پرداز ہوتے ہین جن و انس کے ہوش و حواس کھوتے
ہین قصہ کوتاہ برہمن پرفن ایک سال زرگر کے مکان مین مقیم رہا اور اُس گنجینہ حسن غرق دریائے حیا ہوتن کے
لوازم تعلیم مین تقصیر نہ کی اور پرتھال بھی جیسا کہ شیوہ شاگردان نیک نہاد کا ہوا زروے اخلاص اعتقاد اُس کی
پرستاری مین کہ ایک تو برہمن اور دوسرے استاد تھا حاضر رہ کر پورا کمال حاصل کیا اور برہمن پرتھال کو علم موسیقی
مین صاحب کمال دیکھکر رخصت ہوا اور بیجانگر کی طرف جاکر پرتھال کے حسن و جمال کا افسانہ مہا ایک امیر
کے سامنے بیان کرنے لگا ناگاہ یہ خبر دیوراے نے سنی برہمن کو بلاکر دستان اُس برہمن شیرازہ ایمان کی منتشر
کی برہمن نے آشفتہ باد کہکر اس طور سے بیان حالات و کیفیات کیا کہ آتش عشق دیوراے کے مجمر سینہ مین افروختہ ہوئی بیصبر و
قرار فرار ہوا ضبط و تحمل سینہ سے دور ہوا مے الفت کے نشہ مین چور ہوا صورت تصویر وہ دام الفت کا امیر سکتے کے
عالم مین رہ گیا برہمن کو آغوش محبت مین کھینچکر بعواطف بزرگانہ نوازش فرمائی اور برہمن کے ہاتھ یک مرصع اور
نقود فراوان کے کسی کو اُس سے خبر نہ تھی مدکل کی طرف روانہ کیا اور برہمن کو فہمائش کی کہ جس حیلہ سے ممکن ہو اُس پری
پیکر کے مان باپ کو اشیاء نقود آدم فریب سے خوشنود کرکے اور وعدہ خطاب الغی اور بزرگی کا اُس فازت گردولت امن و
امان کی گوش زد کرکے یدک مرصع یعنے مالا اُسکی گردن مین ڈال اور بیجانگر کے تجانون کے تیرتھ کے بہانے راے عالم آرا کے
کی بارگاہ مین پہونچا برہمن اس خدمت کو ترقی درجات کا سبب جانکر بمحتاج استعجال اُس طرف روانہ ہوا اور ہر ایک
قدم مین ہزارون جال خیال کے اور لاکھون فسانہ افسون حصول مقصد کے واسطے دست کرتا تھا یہانتک کہ اس
طائوس نظار کے باغ قیام مین پہونچ گیا اور اول اپنا آنا دوستون اور آشناؤن کے اشتیاق دیدار کا بہانہ تبلایا
اور پھر دو تین دن کے بعد مقدمہ فریب کو ترتیب دیکر اُس کام مین سرکاری کی اور پرتھال کے مان باپ سے
صاحب اقبال کے پیغام سے آپ کو بہفت خرگاہ پر مباہی دیکھ کر شادان اور نازان ہوے اور اس معنی کو قبول کیا
اُسکے بعد برہمن نے بامیدواری تمام یدک مرصع اسباب کے درمیان سے برآوردہ کرکے مان باپ کی تجویز سے بچایا کہ
لڑکی کی گردن مین ڈالے مگر لڑکی نے اُسکے قبول سے سخت تنفر اختیار کیا اور اُسکی طرف بھلا خیال نکر کے پہلے تو مان باپ کے سمجھایا کہ راے بیجانگر کا دستور ہے کہ جس لڑکی کو اپنے حرم سرا مین جگہ دیتا ہے دوسری مرتبہ مان باپ اور عزیز و اقارب کی

ملاقات کے واسطے رخصت نہین دیتا بلکہ دیدار دیدہ قیامت پر ڈالتا ہے پھر اگر تم مجھے بیزار ہوا ور مجھے اس حقیر متاع دنیوی کے عوض فروخت کرنے پر راضی ہو تو مین تمسے بیزار نہین ہون اور یہ بھی نہین چاہتی کہ راے بیجانگر کے مجلس مین قید ہو کر تمھاری ملاقات سے محروم مطلق ہون اوجب ماں باپ اور اُستاد نے اُس کے پاس کرنے مین منت الحاح حد سے زیادہ کر کے بہت فریب دیے تو آخر اس لڑکی نے ناچار ہو کر سچ بات کہدی کہ مجھے سروش اقبال اور مخبر بخت نے صبح خواب مین یہ بشارت فیض اشارت دی ہے کہ اپنے پراے کی بے محنت مشقت شرف اسلام سے مشرف ہو کر اسی چار مین ایام عسرت عشرت سے مبدل ہونگے لازم ہے کہ تم بھی پا دکن دامن صبر مین کھینچکر منتظر لطیفہ غیبی اور فیوضات لاریبی ہو اور راے بیجانگر کے اس متاع فرسادہ پر کہ فی الحقیقت مایہ غم و الم ہے فریفتہ نہو اپنے تئین اور مجھے بامین مبتلا نکرو یہ سنکر برہمن خاک نومیدی اپنے چہرۂ بخت پر ڈالکر بیجانگر کی طرف راہی ہوا اور راے دیو کے حضور مین حاضر ہو کر قصہ ان باپ کی رضامندی اور لڑکی کے انکار کا کہسنایا دیو راے قانون طرب کو سازِ امید سے پھینک کر تیغ بیقراری کو دم تسلین سے بجانے لگا اور حیات مستعار سے سیر ہو کر آب عوشگوار زندگانی کو مذاق جان مین تلخ کیا اور جہان کو آتشکدہ سمجھکر قرین سوز و گداز ہوا نظم ؎ عشق بجز گداختن نیست ؎ این سوختن است ساختن نیست ؎ این عشق کہ سہت بیخود از خویش ؎ شاہ شناسندہ دار و ریش ؎ ہامیست بصد بلند و پستی ؎ ہان بلے بلغزوت زستی ؎ القصہ جب خار عشق نا شکیبائی دیو راے کے سینہ عافیت مین چبھا سرشتہ عزم و ہوشیاری کا اُسکے ہاتھ سے گیا اور دفتر عہد و پیمان سابق کا آب نسیان سے دھویا اور فرش آسودگی اور امان کا لپیٹا یعنی اسی عرصہ مین سیر و شکار کے بہانہ بیجانگر سے مع فوج دریا موج برآمد ہو جب تنگ بھدرہ کے ساحل پر پہونچا عنان عقل جنون کے ہاتھ مین دیکر انجام نہ سوچا ہر چند مصاحبان کتاب انع آئے فائدہ نہ بخشا مع پانچہزار سوار اور پیادے ہزار بشمار کے آب تنگبھدرہ سے عبور کر کے حکم دیا کہ کسی امر کی طرف توجہ نکر کے شب و روز قطع مسافت اور سرعت سے کام رکھو اور ولایت مدکل مین پہونچکر قریہ پرتمال کو گھیر کر کے اُس آہوے وحشی یعنے پرتمال کو دستیاب کر کے مراجعت کرو اور جو کہ رشتہ عقل ہاتھ سے دیا تھا یہ نہ کیا کہ برہمن کو پیشتر روانہ کر کے پرتمال کے ماں باپ کو مخفی حقیقت حال سے مطلع کرتا لشکر کے پہونچنے سے کسی طرح کے ہراس کو اپنے دلمین راہ نہ دیتے اور امیدوار ہو کر اُس مقام مین مقیم رہتے نتیجہ یہ ہوا کہ اُس لشکر مدادا ثر کے پہونچنے سے ایکدن پیشتر یہ خبر اُس ولایت کے باشندون کے گوش زد ہوئی تھی ماں باپ پرتمال کے باتفاق دختر ہانکے تمام آدمیون کو لیکر جلے وہ رودست مین بھاگ گئے تھے اور مردم دیو راے وہ اجاڑ بستی مشاہدہ کر کے نومیدی کی خاک اپنے سرون پر اڑانے لگے کہ بیت ؎ زبخت بدنمونہ ؎ فریاد زبخت وا ژگونہ ؎ اور معاودت کے وقت جیسا کہ رسم سپاہ ہے سلطان فیروز شاہ کی مملکت مین بیجا تاخت اندازی کر کے بہت سے قریہ اور قصبہ تاخت و تاراج سے خاک سیاہ کیے اور فولاد خان وہانکے ناظم نے اس حادثہ سے خبردار ہو کر فوج قلیل ان کے تعاقب مین روانہ کی اور وہ تعاقب کرنے والون کی قلت پر نظر کر کے آب تنگبھدرہ کے طرف مین مشغول کارزار و سرگرم پیکار ہوے اور فوج فولاد خان کو پیچھے ہٹا کر درہم و برہم کیا لیکن فولاد خان دوسرے ہفتہ مین فوج جمع کر کے اُن کے کوچ کے وقت تاخت لایا اس سبب سے کہ پریشان جاتے تھے شکست فاش پائی دو ہزار ہندو قتل ہوے اور جب اخبار نویسون نے یہ خبر سلطان فیروز شاہ کو پہونچائی اُسی وقت احضار لشکر اطراف کا حکم دیا پھر تو افسرون اور غازیون نے عین ملک فیروز آباد مین خیمہ و خرگاہ برپا کر کے فیروز آباد کو گلزار چین کا نمونہ بلکہ اُس سے

دونا نبایا اور سلطان فیروز شاہ بساعت سعید اوائل موسم زمستان ۷۸۰ھ آٹھ سو چھ ہجری مین بعظمت و شوکت با شایان قوی الاقتدار بارادہ فتح و نصرت رکاب مین لایا بیت زہے بگرفتہ ازمنہ تا باہی بسیاہ دولت فیروز شاہی اور یلغار کرکے بیجانگر پہونچ گیا چونکہ دیورائے وہان کے قلعہ مین قلعہ بند ہوا تھا چاہا کہ بجبر و قہر اس شہر مین داخل ہوکر مسخر اور مفتوح کرے دیورائے مقام مدافعہ مین ہوا کرنا ٹکیون نے اس کو ہستانی مقامات مین راستے پھیر کر اہل اسلام کے سنگ راہ ہوکر مزاحمت پہونچائی اُس وقت تمام مسلمان شہر سے برآمد ہوکر باہر آ گئے دیورائے کہ صولت و شوکت اپنے باپ سے افزون رکھتا تھا قلعہ سے برآمد ہوکر حصار کی پناہ مین ایستادہ ہوا اور طرفین سے افواج آراستہ ہوکر تیر اندازی اور برق اندازی مین مشغول ہوئی اور لشکر اسلام اس سبب سے کہ اپنے گھوڑے بیجانگر کے سنگ لاخ اور نشیب و فراز کے باعث بفراغت تمام جولان نکر سکتے تھے آثار عجز انکے چہرۂ حال سے مشاہدہ ہوئے کہ ناگاہ ایک تیر سلطان فیروز شاہ کے دست حق پرست مین در آیا اور حضرت نے اضطراب نکرکے تیر اپنے ہاتھ سے نکالا اور تیزی پر بل نہ آیا اور باطمینان تمام خانۂ زین پر زخم کو باندھ کر اسکے اخفا کے واسطے اپنے مقربون کو نصیحت کی اور احمد خان خالخانان اس روز بدستور بابر کی لڑائی کرکے رات کو صحرا مین ہموار اور مسطح مین فروکش ہوا اور اسقدر قیام کیا کہ زخمداران معرکہ شاہ و سپاہ سے صحیح و سالم ہوگئے اُسوقت لشکر بیجانگر سے قطع نظر کرکے امیر الامرا احمد خان خالخانان کو ہمراہ میان سدھو سرنوبت مع دس ہزار سوار ممالک جنوبی بیجانگر کے تاخت و تاراج کے واسطے تعین کیا اور میر فضل اللہ انجو شیرازی کو مع لشکر بر ارقلعہ نیکاپور کے محاصرہ کو جو قلاع مشہورۂ کرناٹک سے ہے مامور کیا اور خود عراد ہاے او ضرب زن دولشکرین کھینچکر کمال ہوشیاری سے دیورائے کے مقابل بیٹھا اور اس عرصہ مین لشکر اسلام اور کفار کے درمیان اس جنگ مذکورہ کے علاوہ آٹھ معرکہ اور وقوع مین آئے اور تائید ایزدی سے تمام معرکون مین فتح و فیروزی سلطان فیروز شاہ کے شامل حال تھی اس سبب سے دیورائے نے شاہان گجرات کے پاس ایلچی بھیجکر مدد طلب کی اور چار مہینے کے عرصہ تک سلطان دیورائے کے مقابل رہا اور احمد خان خالخانان بلاد کرناٹک کی تاخت و خرابی مین مشغول تھا اور میر فضل اللہ انجو نے فرصت پاکر بخاطر جمع قلعہ نیکاپور کو مع توابع اور مضافات بجبر و قہر مسخر اور مفتوح کیا اور حکم کے موافق وہ قلعہ میان سدھو کو جو ولی سے قریب پہونچا تھا سپرد کرکے خود مع خیل و حشم سلطان کی ملازمت مین حاضر آیا اور احمد خان خالخانان بھی اکثر ممالک کو خراب کرکے ساٹھ ہزار لڑکے اور لڑکیان ہندو کی اسیر کرکے مع غنیمت بسیار بھائی کی خدمت مین مشرف ہوا اور اس خدمت کے صلہ مین سب فراخور حال نوازش پاکر خوشنود اور سرفراز ہوے اور جسبوزکہ اس فتوح کے واسطے ایک جشن عظیم ترتیب ہوا تھا سلطان فیروز شاہ نے اعیان سلطنت اور ارکان مملکت سے مشورہ طلب کیا بعد گفتگوے دراز یہ تجویز ہوئی کہ احمد خان خالخانان دیورائے کے مقابل سرگرم وغا رہے اور سلطان مع میر فضل اللہ و دیگر امرا قلعہ اودنی کی تسخیر کرین کہ ملاذ و ملجاے کرناٹکیان تھا اور اوس قلعہ سے سکین اور محکم زیادہ نہ رکھتے تھے اور جب یہ خبر وحشت اثر دیورائے کے گوش زد ہوئی اور وہ مدد پہونچے شاہان گجرات اور مالوہ اور خاندیس سے ناامید اور مایوس ہو اتھا دریاے حیرت مین غرق ہوا لیکن ارکان دولت کی ہدایت سے قبل اسکے کہ سلطان فیروز شاہ کوچ کرکے اودنی کی طرف توجہ کرے ایک جماعت اپنے معتمدین سے مسلمانون کے آردو مین بھیجی اور وہ میر فضل اللہ انجو کے ذریعہ سے سلطان کی

پابوسی سے مشرف ہوئی اور صلح کی درخواست کی لیکن پہلے معروض قبول مین نہ پڑی آخر میر فضل اللہ انجو کی سفارش سے بشرائط قبول پذیرا ہوئی کہ دیوراے اپنی دختر سلطان ماہند اختر کو نذر کرے اور دس لاکھ ہون اور پانچ من مروارید اور پچاس زنجیر فیل خاصہ نامی اور دو ہزار کنیز و غلام خواننده اور ساز نده اور رقاص لطور پیشکش دے اور قلعہ بنکاپور باوجود اسکے کہ اہل ایمان کے تصرف مین ہو اسکو اشیاے جہیز عروسی مین حساب کرے تاکہ دوبارہ اس قلعہ کے بابت گفتگو نہووے چونکہ اس زمانہ تک کسی ایمان کرنا تک نے بیٹی اپنی ابناے جنس کے سوا دوسرے کو نہ دی تھی یہ امر نہایت کراہت دینے والا اُنکی طبیعت کا ہوتا تھا لیکن ارکان دولت نے سمجھایا کہ بادشاہون مین اس سے بہتر کہان ملے گا اور دوسرے راجاؤن نے رشتہ داری مین پھل پایا ہر آخر دیوراے نے قبول کیا اور طرفین لوازم حشمت وطوی مین مشغول ہوئے اور چالیس دن بیجانگر سے اُردوے سلطان تک کہ سات فرسخ تھا راستہ کے دو طرفہ دکانین آراستہ ہین ہزہ میدان ہندو و مسلمان اُس مسافت مین قسم قسم کی نعمتین ظہور مین لائے اور ارباب نشاط اور بازیگرون نے اپنے ہنر نے ظاہر کرنے مین تقصیر نکی ابراہیم خان خانخانان اور میر فضل اللہ انجو جو کچھ قاعدہ اور لازمہ دامادی کا ہے بیجانگر کی طرف لے گئے بعد ایک ہفتہ کے عروس مع جہیز فراوان و دیگر لوازمات اردو مین پیشکش پہونچایا اور سلطان فیروز شاہ نے شیرین کام اور خوشدل ہوکر دروازہ گنج مقصود کا کھولا اور حظ نفسانی ولطف زندگانی کا مزا اُٹھایا دیوراے نے ابواب خصوصیت اور اتحاد اپنے زمانہ کے منھ پر مفتوح دیکھ کر تمہید مقدمات ملاقات کی اور سلطان فیروز شاہ نے جرأت کرکے اردو کا انتظام احمد خان خانخانان کے سپرد کیا اور خود دوم سحر بصد کروفر باتفاق عروس شہر بیجانگر کی طرف متوجہ ہوا دیوراے لوازم استقبال اور مراسم پیشوائی بجا لایا اور شہر کے دروازہ سے دارالامارۃ تک کہ تین فرسخ کے قریب تھا تحمل اور طلس اور مشجر اور قسمہ نفیسہ کے پاندان بچھائے اور وہ دونون بادشاہ عنان درعنان جب شہر مین داخل ہوئے دو طرفہ عورتون اور لڑکون صاحب حسن وجمال نے راے کی طرف سے طبقہاے گل طلا و نقرہ کے نثار کیے اور اسکے بعد بیجانگری رعیت اور سپاہ زن ومرد سب پیرو تماشے کے واسطے ہجوم کرکے اپنے بقدر استطاعت و مقتضاے لوازم تصدقات بجا لائے اور جب اُس میدان سے کہ شہر کے وسط حقیقی مین واقع تھا طے کرکے دارالامارۃ کی طرف متوجہ ہوئے دیوراے کے قرابتی اور اعزا فوج فوج دونون طرف سے کوچہ و بازارین رسوم نثار بجا لاتے تھے اور پیادہ پا جلو مین جاتے تھے جب دارالامارۃ کے دروازہ تک پہونچے اور وہان دونون صاحب اقبال خانہ زین سے اُترے پالکی مرصع بجواہر نفیسہ دیوراے کی سرکار سے لائے اور سلطان فیروز شاہ کو اُسپر سوار کرکے اُس مقام تک کہ عروس و داماد کے واسطے آراستہ تھا اسی طرح سے لے گئے اور دیوراے اسواسطے کہ دولہا اور دولھن ایک مجلس مین صحبت رکھین سلطان فیروز شاہ کو وداع کرکے اپنے محل مین گیا اور تیسرے دن جب سلطان فیروز شاہ عازم مراجعت ہوا دیوراے تکلف شاہانہ درمیان مین لایا اور اسقدر اشیاے نفیسہ پیشکش کیے کہ چیزہاے اول سے مضاعف ہوئین اور شایستگی کے طریق چار فرسخ اسکے ہمراہ گیا اُ اشناے سواری مین کہبتی اور موافقت کے بارہ مین کنھری بولی مین جو کچھ عرض کرنا تھا مذکور کیا اور جب خوشوقت حاصل ہوئی پلٹ گیا سلطان فیروز شاہ اُمرا سے ریختہ خاطر ہوا اور میر فضل اللہ انجو سے کہا کہ شرط یہ تھی کہ دیوراے با دولت و اقبال کو لشکرگاہ تک پہونچا کر معاودت کرتا انشاء اللہ تعالے اسکا اتمام اُس سے لونگا اور یہ جزیہ دیوراے کو پہونچی وہ بھی حرف ناخوش زبان پر لایا القصہ باوصف اس پیوند و نسبت کے غبار ملال سلطان کے آئینہ دل سے

دور رہنوا اور صفائی بہم نہ پہونچی سلطان فیروز آباد کی طرف متوجہ ہوا اور حکم دیا کہ ایک جماعت مدکل مین جاکر پرتھال کو مع اسکے ماں باپ کے درگاہ مین حاضر کرین اور بعد احضار اُس دختر کو بصفات مذکورہ دیکھکر زبان اسکی تعریف و توصیف مین کھولی اور ازروے انصاف فرمایا مین عمر مین زیادہ ہون اور یہ دختر نوجوان مناسب یہ ہی کہ اسے اپنے بڑے بیٹے حسن خان کو ازراہی رکھون کہ اسکا بھی آغاز شباب جوانی ہی پھر اُسکے ماں باپ کو لطف و فراوان اور تفویض قریہ سے کہ مسکن اُنکا تھا مسرور اور منبسط کیا اور پرتھال کو اپنی پھوپھی کے سپرد کرکے اسباب جشن و طوی اور جمیع لوازم عروسی کے سامان کا حکم دیا پھر آئین دختران شاہان اس کا عقد باندھکر سزاحملہ زوجات حسن خان سے کیا اور علیحدہ پرتھال نے اپنا کام کیا کہ ایسے حسن وجہ سے اپنے مطلب کو پہونچے اور سنہ ۷۱۸ آٹھ سو دس ہجری مین سلطان فیروز شاہ نے جو علم ریاضی اور ہندسہ سے وقوف تمام رکھتا تھا اور سرآمد علماے زمانہ اسکے دربار مین جمع تھے حکم فرمایا کہ بالا گھاٹ دولت آباد مین رصد تیار کرین اس صورت مین حکیم حسن گیلانی اور سید محمد گازرونی کہ مزید دانش اور امتیاز رکھتے تھے باتفاق جمیع علما رصد کی تیاری مین مشغول ہوے لیکن بسبب موانع کے کہ ایک اسمین سے وفات حکیم حسن گیلانی کی ہوئی رصد تمام نہوئی وہ کام ناتمام رہا اور سنہ ۷۲۵ آٹھ سو پندرہ ہجری مین سلطان نے شکار کے بہانے ولایت کوندوارہ مین جاکر تین سو ہاتھی لیے اور اس مملکت کی تاراجی اور پامالی کے بعد لوازم جہاد بجا لایا اور پھر مزکر دولت کی طرف مراجعت کی اور نہین سنوات مین مخزن سعادت نشان نے فیروز آباد مین سمع مبارک مین پہونچایا کہ دہلی کی طرف سے ایک سید عالی مقام عرش احترام میر سید محمد گیسو دراز دکن مین رونق افزا ہوکر حسن آباد گلبرگہ کے اطراف مین پہونچے ہین بیت چراغی زشمع بنی تافتہ کہ خورشید وصہ نوراز و یافتہ سلطان فیروز شاہ کہ ہمیشہ سے مردم عزیز کا خواہان تھا اس بشارت سے نہایت شاد ہوا اور فیروز آباد سے حسن آباد گلبرگہ مین آیا جمیع امرا اور ارکان دولت اور اولاد کو استقبال کے واسطے بھیجا اور باعزاز و اکرام تمام شہر مین لائے لیکن سلطان فیروز شاہ حکیم طبیعت تھا حجب سید محمد گیسو دراز کو علم ظاہری مین خصوصاً معقولات سے خالی دیکھا اسقدر توجہ نہ کی مگر احمد خان خانخانان نے بھائی کے برخلاف اعتقاد تمام سید سے پیدا کیا اور ایک خانقاہ یہان اُنکے واسطے زر کثیر صرف کرکے تیار کی اور اکثر اوقات اُنکی مجلس شریف مین حاضر ہوکر اُنکے سخنان متصوفانہ سے محظوظ اور بہرہ مند ہوتا تھا اور جسوقت کہ محفل سماع یعنے راگ کی ہوتی تھی حاضر ہوکر درویشان خانقاہ کو اقسام احسان سے سرفراز کرتا تھا غرضکہ سنہ ۷۱۸ آٹھ سو اٹھارہ ہجری مین سلطان نے اپنے بڑے بیٹے حسن خان کو جو شاہزادہ عیاش اور خفیف العقل تھا ولیعہد کرکے تاج اور تکا شاہانہ اور چتر اور سراپردہ سیاہ اور ہاتھی اور تخت عنایت فرمایا اور عظماے درگاہ سے اُسکی بیعت لیکر آدمی سید محمد گیسو دراز کے پاس بھیجا کہ اسکے حق مین دعاے خیر کرے اور فاتحہ پڑھے سید نے جواب دیا کہ جب تجھے شاہی اُسے وہی ہر فقیر کی دعا اور فاتحہ کی کیا حاجت ہی سلطان فیروز شاہ نے دوبارہ آدمی بھیجکر اس بارہ مین الحاح یعنے مبالغہ کیا سید نے فرمایا عالم بالا سے تاج شاہی تیرے لیے اور تیرے بھائی احمد خان خانخانان کے نامزد ہوا ہی اس بارہ مین کوشش کرنی بیفائدہ ہی سلطان اس بات سے بہت رنجیدہ اور متالم ہوا اور آثار رنجش کے ظاہر کیے اور یہ پیغام دیا کہ تمہاری خانقاہ قلعہ کے نزدیک ہی اور اژدہام خلق کا ہوتا ہی شہر سے باہر تشریف لیجایئے سید محمد گیسو دراز ناچار ہوکر مع اپنے اہل و عیال بلدہ حسن آباد گلبرگہ سے برآمد ہوے اور شہر کے کنارے اُس مقام پر کہ بالفعل مزار اُنکا ہی فروکش ہوے اور اُنکے مریدون نے ہجوم کرکے ایک مکان نہایت پرتکلف

اور معقول اُنکے واسطے تعمیر کیا اور سنہ ۷۶۲ آٹھ سو باسٹھ ہجری مین سلطان فیروز شاہ نے ایلچی بھیجے تلنگ کے پاس بھیجکر باج وخراج چند سال طلب کیا اور اُسنے اطاعت کرکے زر نقد و جنس اسقدر سال رکھا کہ باعث تسلی خاطر اشرف ہمایون ہوا اور واسطے سال مذکور مین قلعہ پانگل کی تسخیر کے واسطے کہ ان دنون مین ساتھ تلنگانہ کے شہرت رکھتا ہو اور قلعہ اودنی سے اُس مقام تک اسی فرسخ کی مسافت ہو قاصد ہو کر اُس طرف فوج کش ہوا اور خویشی اور قرابت کو ایک طرف رکھکر کوچ بر کوچ جاکر اس قلعہ کا محاصرہ کیا اور دو برس تک محاصرہ نے امتداد پیدا کیا جو ارادہ سبحانی اس قلعہ کے مفتوح ہونے سے متعلق نہ تھا اس سبب سے سلطان کے اُردو مین وبا یعنی مری بہم پہونچی انسان اور حیوان بہت تلف ہوے اور بہت سے لشکری وقت بیوقت اپنی جاگیرون مین بھاگ گیے فظم شنشہ در آن ناحیہ چند سال ؛ تہی کرد گنجینہ از زر و مال ؛ زراعت و ہوا بش در ان سال و ماہ ؛ چہ سہب وجہ آدم بسی شد تباہ ؛ ز دشواری رنج آن کارزار ؛ پراگندہ شد لشکر شہریار ؛

اُسوقت مین دیورائے نے موقع دیکھکر سوار و پیادے بیشمار اطراف ممالک سے جمع کیے اور تمام راجاؤن کو یہانتک کہ تلنگ کے راجہ کو بھی مدد کے واسطے طلب کیا وہ بھی مثل پتنگ مع فوج جرار و پہلوانان نامدار سلطان کے مقابل آپہونچا اور باوجود اگرچہ جانتا تھا کہ حریف اس معرکہ کا عین ہر لیکن غیرت شاہی کی دامنگیر ہونے سے وہ بھی معاف مین آیا اور ہر چند میر فضل اللہ انجو اور بھی اعیان و اشراف نے منع کیا فائدہ نہ بخشا بے محابا آتش جنگ افروختہ کی اور میر فضل اللہ انجو نے جو سپہ سالار لشکر اسلام تھا حملہا ے مردانہ کرکے کفار کے طلیعہ کو متفرق اور پریشان کیا اور اُنکے میمنہ کی طرف متوجہ ہوا قریب تھا کہ اس مقام مین کل فتح شگفتہ ہو چرخ نے یہ نیرنگی دکھائی کہ کفار کہنہ مین سے ایک برہمن جو میر فضل اللہ انجو کے سلک ملازمون مین انتظام رکھتا تھا اور برسون اُس سیہ کی بدولت عیش کا مرانی کی تھی اس کور نمک محسن کش نے بوعدہ امارت و زر سے فریب کھاکر عین معرکہ کی گرما گرمی مین کہ تنوحد ب شد لرزان تھا ایک ارتلوار برق کردار اس سردار کے فرق مبارک پر مارا کہ شہد شہادت چکھکر روضۂ رضوان مین داخل ہوا جب میر فضل اللہ انجو کہ عمدہ ازعمائد لشکر تھا شہید ہوا اور امراے میسرہ بھی اکثر شہید ہوے بنی ہوئی لڑائی بگڑ گئی پہلوانون کا دل ٹوٹ گیا میر فضل اللہ کے مرنے سے جی چھوٹ گیا سلطان فیروز شاہ منہزم ہوا احمد خان خانخانان اپنی قوت بازو کے سبب تھوڑے لشکر مجروح خستہ سے ساحل نجات پر پہونچا اور کفار اہل اسلام کے قتل عام مین معروف ہوے اُن سنگ دلون نے غازیون کے بیشمار سر تن نازنین سے جدا کیے کہ جنگ گاہ مین اُن کے سرون کے چبوترہ باندھے جب مسلمانون کی شکست فاش ہوئی اسپر بھی اکتفا نہ کی سلطان کے متلاشی ہوکر اسکے تعاقب مین روانہ ہوے اور اکثر ممالک اُسکے اپنے تصرف مین لائے اور مساجد کے مسمار کرنے اور عبادت و قتل عام ارباب اسلام مین تقصیر اور مضائقہ نہ کیا اور برسون کا کینہ اپنے سینہ سے نکالا اور سلطان فیروز شاہ نے عاجز ہوکر میر غیاث الدین ولد میر فضل اللہ انجو کو گجرات بھیجکر کمک طلب کی جو احمد شاہ گجراتی اُسی عرصہ مین سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوا تھا اور اُسکے مہمات شاہی نے انتظام اور قیام نہ قبول کیا تھا وہ پیغام اثر پذیر نہوا آخر کار احمد خان خانخانان نے دروازہ خزانہ کا کھولا اور فوج جمع کرکے دیورائے کو مملکت شاہ سے باہر کیا اور حسن آباد گلبرگہ مین اپنے بھائی کی خدمت مین مشرف ہوکر تشریفات فاخرہ سے ممتاز و سرفراز ہوا اور سلطان فیروز شاہ اور افسران سپاہ اور رئیس شہر جو اُس تباہی کے خیر سگال تھے انتقام کی فکر مین ہوکر کلیہ جمعین سامان سپاہ مین مشغول ہوے لیکن سلطان فیروز شاہ کو بڑھاپے مین ایسی شکست اسے پہونچی بار رنج و الم سے پشت اسکی خمیدہ ہوئی اور غم و غصہ کی شدت سے بیمار ہوا

نظم بسے غصہ می خورد شوریدہ وار ٭ بہ پیچید بر خویش چون روزگار ٭ بہ تدبیر آن بود شاہجہان ٭ کہ تابر کشد کینہ
از ہندوان ٭ پس از چندگاہ آن کیانی نژاد ٭ زخستہ دلے سر بہ بالین نہاد ٭ آورجب ایام عرض نے درازی پیدا
کی زمام مہام انام دو غلام کے قبضہ اختیار مین کر ایک کا نام ہشیار عین الملک اور دوسرے کا بیدار نظام الملک تھا
سپرد کرکے ہاتھ اُنکا امور سلطنت مین قوی کیا اور اُنھون نے اوضاع احمد خان خانخانان سے بہتبا طدعوی
سلطنت کرکے سلطان سے معروض کیا کہ دارائی ملک دکن کی اُسوقت آپ کے فرزند حسن خان کے نام قرار پکڑے گی
کہ میدان ملک کا آپ کے بھائی احمد خان خانخانان کی شوکت سے خالی ہو یہ سنکر سلطان کو سید محمد گیسو دراز کا کلام یاد
آیا اور یہ عزم مصمم کیا کہ کل احمد خان خانخانان کی آنکھین مصلحت دینوی کی لیے حلیہ نور سے بے بہرہ کرے اور احمد خان
بادشاہ کے اس ارادہ سے واقف ہوا اور نظر بخدا کرکے شب تیرہ و تار مین بالتفاق اپنے نور چشم علاء الدین
کے سید محمد گیسو دراز کے مکان پر جاکے بعد مشورہ اور اعلام احوال التماس دعا کی سید محمد گیسو دراز نے اپنی دستار
دو پارچہ کرکے اپنے دست حق پرست سے باپ اور بیٹے کے سر پر باندھی اور پھر دونون کو مژدۂ سلطنت دیکر
فاتحہ خیر پڑھا اور مبارکی اور شگون کے واسطے ماحضر خوان فیض پر چنکر تینون صاحبون نے ایک طباق مین تناول
فرمایا اور احمد خان خانخانان اپنے مکان پر جاکر تمام رات فرار کے تہیہ مین آمادہ رہا اور صبح ہوتے چار سو جوان
مسلح اور جرار جنگ آزمودہ خنجر گذار کہ تمام معرکون مین نام جوانمردی اور بہادری کا روشن کیا تھا ہمراہ لیکر مکان سے
برآمد ہوا اس درمیان مین ایک تاجر موسوم و معروف بخلف حسن بصری نے جو آشنائے قدیم احمد خان خانخانان کا تھا اور
اس کے ارادے سے واقف ہو کر اپنے دروازہ کے باہر ایستادہ تھا روبرو آنکر اس روش سے کہ بادشاہون کو تسلیم
کرتے ہین سلام کیا اور احمد خان نے اُسے فال سعد اور شگون نیک سمجھکر اُس سے فرمایا کہ تو بسرعت تمام اپنے مکان پر
جا میرا دامیری دوستی کے سبب تیرے دشمنون کو کسی طرح کا صدمہ پہونچے خلف حسن بصری نے جواب دیا کہ فراغت و آسایش
مین جلیس و ندیم رہنا اور محنت و تعب مین خاک بیوفائی مردمک دیدہ مین چھڑکنا ارباب وفا کے مذہب مین پسندیدہ
نہین ہے جبتک جان تن مین اور ایک رمق بدن مین ہے خدا کی قسم تیری رکاب ظفر انتساب سے منھ نہ موڑونگا بیت
سری کہ از تو بہ پیچد بر دیدہ باد ٭ چو زلف تو گیرد سیاہ باد چو خال ٭ دوسرے یہ کہ جسطرح بادشاہون کو
ملازمان بزرگ کی احتیاج ہے ویسے ہی بندگان حقیر کی بھی ضرورت رہتی ہے کس واسطے کہ جو کام سوزن رکیک سے
برآوے نیزہ بلند اس سے قاصر آوے اور جو مہم قلمتراش نحیف سر کرے شمشیر برق کردار اسکے اہتمام مین عاجز ہووے
اگر خدا وند نعمت اس کمترین کو سلک بندون مین منسلک کرکے نظر عنایت الحفاظ فرماوین امید ہے کہ خدمات شائستہ اس
خاکسار دیرینہ سے ظہور مین آوین بیت من ہمچو خاک و خارم و تو آفتاب و ابر ٭ گلہا و لالہا دہم از تربیت کنی ٭ احمد خان
خانخانان کو اخلاص اور یکجہتی اُسکی پسند آئی اُسے اپنے ہمراہ لیا اور یہ فرمایا کہ اگر زمام شاہی میرے ہاتھ آئیگی تو بھی ہمارا
سہیم و شریک ہوگا یہ کہکر منزل مقصود کی طرف روانہ ہوا اس دن قصبۂ خان پور مین مقام کیا اور یہ منت کی کہ اگر
خدا مجھے سلطنت عطا فرماویگا مین اُس قصبہ کا رسول آباد نام رکھکر سادات مکہ و مدینہ و کربلائے معلی و نجف شرف
کو وقف کرونگا اور جب ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک خواب غفلت سے چونکے اور احمد خان
خانخانان کی خیرہ فراری سنی مضطرب ہوکر سلطان کی خدمت مین حاضر ہوئے اور حقیقت حال عرض کرکے رخصت تعاقب

حاصل کی اور تین چار ہزار سوار اور کئی فیل نامی جنگی لیکر احمد خان کے سراغ مین سرگرم عنان ہوئے اور احمد خان رفقا کی قلت اور اعدا کی کثرت سے چاہتا تھا کہ ولایت کے درمیان داخل ہوکر بعضے امرا کو ساتھ اپنے متفق کرین خلف حسن بصری مانع آیا اور چتر سیاہ اُسکے فرق مبارک پر لگایا اور آدمی حسن آباد گلبرگہ اور بیدر اور کلیانی مین بھیجکر ایک جماعت ملازمان شاہ اوباش اور بیکار کو بوعدہ ہاے دلفریب احمد خان کی ظل رایت مین لایا اور اُنکی دلداری اور سازوسامان سے مدد گاری کی لیکن احمد خان اُسوقت جنگ سے پہلوتہی کرکے حسن آباد گلبرگہ کے اطراف و اکناف مین جا بجا پھرتا تھا اور جب زیادہ ملک دارالخلافت سے ہوشیار اور بیدار کے پاس پہونچی اُنھون نے چارون طرف سے ہجوم کرکے احمد خان کو گھیرا اسواسطے کہ اُنکے پاس آٹھ ہزار فوج سلطانی تھی اور احمد خان کی کل ایک ہزار قطار چند بنجارے دو ہزار بیل غلہ سے محمول ولایت برار کی طرف سے آنکر کلیانی کے حوالی مین فروکش ہوئے اور اسی طور سے تین سو گھوڑے سوداگرون نے لاہور سے لاکر آشوب راہ کے سبب کلیانی مین مقام کیا خلف حسن بصری جو جنگ کے بارے مین ساعی تھا اُسنے احمد خان سے کہا کہ مین صلاح کار یہ دیکھتا ہون کہ آپ گھوڑے سوداگرون سے بقیمت اور بیل بنجارون سے بعاریت لیجئے اور بدستور دکن بیرقین رنگارنگ بانس کی چھڑیون مین باندھکر پیادون کے حوالے کرکے ہر ایک کو ایک بیل پر سوار کرین اور سوداگرون کے گھوڑون پر بھی اسی طریق سے پیادون کو سوار کرکے فوج اعدا کے مقابل جاوین اور بنیاد جنگ قائم کرکے ہنگامۂ فوج کی عین گرمی مین بیلون کو اُردو کے ایک طرف سے نمایان کرین اور آواز طبل مخالفون کو سناوین کہ امرا جو اپنی جاگیرون مین تھے ہماری کمک کو آئے ہین شاید توفیق بھائی سے ایک بہرس ان خلامون کے دل پر غالب ہو خائف ہوکر راہ فرار نا پین احمد خان اس بات کو خرافات سمجھ کر اس امر پر ہرگز رضامند نہوا اور جب افواج شاہی بہت قریب آئی کوچ کرکے عین طی مسافت مین متحیر اور محزون ایک درخت کے سایہ مین اُتر کر سو گیا عالم رویا مین کیا دیکھتا ہو کہ ایک بزرگوار خرقہ درویشون کا پہنے ہوئے اور ایک تاج سبز بارہ ترک کا ہاتھ مین لیے ہوئے اُس کی طرف تشریف لاتے ہین احمد خان نے اُنکا استقبال کرکے سلام کیا اور وہ درویش شرائط تسلیت بجا لائے اور وہ تاج سبز اُسکے زیب سر کرکے فرمایا کہ یہ تاج شاہی ہے ایک مشائخ گوشہ نشین اور متوکل نے تیرے واسطے بھیجا ہے احمد خان بستر خواب سے نہایت محظوظ ہوکر اُٹھا خلف حسن بصری کو طلب کرکے صورت خواب اُس سے نقل کی پھر یہ فرمایا کہ اس مدت مین جنگ کے بارہ مین متردد تھا اب جو ایسی بشارت فیض اشارت غیب سے پہونچی حرب کی طرف عازم ہوتا ہون چاہیے کہ تو وہ تدبیر جو تونے سوچی ہو لطیفہ غیبی جانکر وقوع مین لا خلف حسن بصری زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیکر دو سو بہادر ہمراہ لیکر کلیانی کی طرف روانہ ہوا اور شیرین زبانی اور لطف کے ساتھ گھوڑے اور بیل اُنکے مالکون سے لے کر بازگشت کی اور رات کو بیرقین رنگین درست کین اور بمقدمہ کسی پر اظہار نہ کیا دوسرے دن صبح کے وقت کوچ کے نقارے پر چوطرفی اور میمنہ اور میسرہ اور قلب آراستہ کرکے باہمنگی و اطمینان تمام افواج شاہی کے مقابل کے واسطے روانہ ہوا اور مشہور کیا کہ جمیع امرا جن کے بہ نام ہین احمد خان سے یکدل و یکزبان ہوکر مع فوج کثیر اُسکی کمک کو آتے ہین اور دو تین کوس پر آپہونچے احمد خان کے ہمراہی یہ نوید سنکر قوی پشت ہوئے اور کمال مضبوطی سے میدان مین جولانی کرنے لگے اور باوجود اپنی قلت فوج کثرت اعدا سے اندیشہ نکرکے

جنگ کے حریص ہوے اور ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک اگرچہ یہ خبر سنکر ہوش بجا نہ رکھتے تھے لیکن سپاہگری کی راہ سے صفین آراستہ کین اور میدان جنگ مین آے جب طرفین کا مقابلہ ہوا خلف حسن بھری نقیب سوار سپاہان تجار پر سوار کر کے ساتھ حسن وجہ کے ایک جانب معرکہ سے کہ صحرا مسطح تھا نمودار کیے اور ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک کو یقین ہوا کہ امرا لکمک کو آپہونچے شکستہ خاطر ہوے اور اسوقت احمد خان ایک ہزار جوان یکدل اور یکرو ہمراہ لے کر نہایت سرور سے فوج مخالفین کے قلب پر حملہ آور ہوا ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک جو قلب مین تھے جب دیکھا کہ امراے میمنہ اور میسرہ پسپا ہوکر بھاگے خود کچھ دیر تک حکمت عملی سے جنگ کرتے رہے آخر کو انھا بھی پانون جگہ سے ہل گیا طریق فرار پایا نظم چو شد روبرو ہر دو قلب سپاہ ۔ کشیدند شمشیر در رزمگاہ ۔ دو لشکر ز سم ستخت بانیغ و تیر ۔ بگردون برآمد زگیتی نفیر ۔ چو فیروز شد خانخانان بجنگ ۔ ز شادی برخسارہ آورد رنگ ۔ احمد خان خانخانان نے مظفر و منصور ہوکر مفرور دشمن کا پیچھا کیا اور ہاتھی اور گھوڑے اور غنیمت بیشمار دستیاب ہوئی اور اسکے بعد حسن آباد گلبرگہ کے چند کوس ادھر نزول کیا اور بہت لشکر حسن آباد گلبرگہ کا اس سے ملحق ہوا سلطان فیروز شاہ باوجود ضعف و بیماری ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک کی صلاح سے حسن خان شہزادہ کے سر پر چھتر لگا کر خود پالکی مین سوار ہوا اور قلعہ معتمدان کے سپرد کر کے مع گروہ امرا اور تین چار ہزار سوار خاصہ خیل اور توپخانہ اور فیل بسیار احمد خان خانخانان کے استیصال کو روانہ ہوا اور جب یہ خبر احمد خان کو پہونچی بسرعت تمام پیشقدمی کر کے مقابلہ کے واسطے روانہ ہوا حسن آباد گلبرگہ سے تین کوس پر طرفین صف آرا ہوے اور جو تقدیر الٰہی مین یہ تھا کہ احمد خان خانخانان تاج شاہی سے مشرف ہو اسوقت سلطان فیروز شاہ پر بسقدر ضعف غالب ہوا کہ بیہوش ہوگیا اور خبر اسکی فوت کی منتشر ہوئی حُر دو بزرگ ترک رفاقت کر کے فوراً احمد خان سے جا ملے اور ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک نہایت مضطرب اور ہراسان ہوکر بادشاہ کو پالکی مین اٹھا کر بسرعت تمام قلعہ کی طرف روانہ ہوے جب قلعہ کے دروازہ پر پہونچے سلطان ہوش مین آیا اور زمانہ کی بازی سے متعجب ہوا اور احمد خان خانخانان نے رعایت ادب کر کے تعاقب نہ کیا اسکے بعد قلعہ مین داخل ہوکر دار الملک کی سمت متوجہ ہوا احمد خان نے قلعہ کے گرد استقامت کی ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک باتفاق حسن خان بالاے برج آئے اور دونون توپ اور برق سر کرنے لگے حسب اتفاق ایک گولہ توپ کا احمد خان کے خیمہ پر آیا جس سے کچھ لوگ ضائع ہوئے اسواسطے احمد خان وہانسے کوچ کر کے اس سے کچھ دور عقب پر فروکش ہوا اور یہ خبر گوش حق نیوش سلطان مین پہونچی حسن خان ولیعہد سے فرمایا یا بادشاہی باتفاق لشکر و سرداران سپاہ و دیوان خیر خواہ ہی جبکہ تمام خلائق درگاہ ارکان دولت اور وزیر و امیر باول تا شاہ تیرے شریک ہون صلاح ملک اسمین ہی کہ فرش نزاع کو کہ موجب خرابی و فنا ہی لپیٹ اور احمد خان کی اطاعت کے لیے جا کر سلام کر اور اپنے ساتھ قلعہ مین لاکر نزاع دور کر۔ اسنے یہی کیا اور احمد خان خانخانان مع جماعت معتمدان قلعہ مین داخل ہوا اور اپنے بھائی کے سرہانے جا کر سر قدمون پر رکھکر زار زار رونے لگا اور یہ دو بیت پڑھین ابیات ازین سرنوشتہ زسود و زیان ۔ فلک را بہانہ منم درمیان ۔ ازینش ستاند باتش دہد ۔ کند ہرچہ خواہد بما برنہد ۔ اور فیروز شاہ نے اظہار بشاشت کر کے کہا الحمد للہ کہ مین نے تجھے اپنی حین حیات مین شاہ دیکھا و اللہ تو شایان سلطنت اور سزاوار مملکت ہوا اور استحقاق اسکا تجھے پہونچتا ہی ان اتنی بات ضرور ہوئی کہ شفقت پدری کے باعث حسن خان کی

ولیعہدی امین حتی المقدور سعی کرتا تھا اپنے تئین خدا کو اور حسن خان کو تیرے سپرد کیا اُٹھ مہمات سلطنت مین مشغول ہو
اور مین جو چند روز کا مہمان ہون میرے احوال سے غافل نرہنا احمد خان اُسی روز کہ شہر شوال کی پانچوین تاریخ سنہ ۸۲۵
آٹھ سو پچیس ہجری تھی تاج بھائی کا عطا کیا ہوا زیب سر کرکے تخت فیروزہ پر جلوہ گر ہوا اور اپنا نام احمد شاہ بہمنی رکھا
خطبہ اور سکہ دکن کا اپنے نام پر جاری کیا اور جب سلطان فیروز شاہ نے روز دوشنبہ پندرھوین ماہ مذکور کو نقد
جان خازن بہشت کے سپرد کی پھر بآئین سلاطین غسل و کفن دیکر لاش اُسکی تابوت صندلی مین اُٹھا کر باپ اور دادا کے
پہلو مین مدفون کی مدت اُسکی حیات کی پچیس برس اور سات مہینے اور پندرہ دن مورخ نشان دیتے ہین اور بعضے
کتب مین تحریر ہے کہ احمد شاہ نے اپنے بھائی شیر خان کے وسوسہ اور تحریک سے سبب سلطان فیروز شاہ کو
گلا گھوٹ کر ہلاک کیا تھا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور ملا داؤد بیدری نے سلطان فیروز شاہ کا تخلص کبھی فیروزی
اور کبھی ہے عروجی لکھا ہے اور یہ اشعار غزلیہ اس سے نقل کیے غزل بدان شایہ زغم و سیر بردلم نگاست ٭ کہ دل بہ
لذت سودای عشق در جنگ ست ٭ گل امید خنگفت از نسیم وعدہ وی ٭ ز آفتاب غم انتظار بیرنگ ست ٭ قطع راہ محبت
مخوز فریب امید ٭ کہ غایت بارش ابتدای فرسنگست ٭ بجز سرود محبت نکو ز زمزمہ نالے ٭ کہ ہر چہ خارج این پردہ تنگ
آہنگست ٭ ولی بسینہ لبالب ز دوستی دارم ٭ کہ پیش اہل جہان بے بہا تر از سنگست ٭ مباش طبع عروضی چہ دلکشا جمعی ست
چمن گوے کہ آن آسمان فرہنگست ایضاً گر شمہ جنبش آموز ست مژگان درانوش راہم کردست و اجب ہر زمان
تعلیم نازش را ٭ محبت چاک بردل میزند ہر گہ کہ دربزمے ٭ بخود مخصوص می بینم تغافلہای نازش را ٭ مباد آسیب
نقصان یا بد از سوز دلم تارے ٭ بدل چون رہ دہم اندیشۂ زلف درازش را ٭ نیابد رفتے زاہد ز وصلت از ستا
خلد ٭ جہان بہتر کہ در دامن کنی اجر نمازش را ٭ فروزی قامت و خسار آن خورشید تابانرا ٭ بسر و لالہ می سنجد کہ بیند
اعتیازش را ٭ ربا عی در آتش ہر زہ فکر ناں نکنی ٭ اندیشہ بہر خیال ما لک نکنی ٭ این قدر خزینۂ حکمت بگوش ٹا تو ف عینے بما ل نکنی

تذکرہ سلطنت بمشیر ابرسول یا تی من بعدی اسمہ احمد شاہ بہمنی نور اللہ مضجعہ کا

سلطان احمد شاہ قوانین لشکر کشی اور آئین فرمانروائی خوب جانتا تھا اور اپنے بھائی کی پیروی کرکے سادات
و علماء اور مشائخ کی تعظیم و تکریم مین حتی الامکان تقصیر نہ کرتا تھا اور ابتداے سلطنت سے بسبب اُس کرامات کے کہ اُسکے
حق مین ظاہر ہوئی تھی سید محمد گیسو دراز کی عزت و توقیر بہت کرتا تھا اور بمقتضاے الناس علی دین ملوکہم خلائق
دکن بھی اس خلاصۂ مشائخ کی طرف رجوع ہوئی اور آستان فیض نشان اُسکا مطاف جہانیان ہوا اور سلطان
احمد شاہ بخلاف سلاطین ماضیہ شیخ محمد سراج کے خاندان کے شمع ارادت کو خاموش کرکے سید محمد گیسو دراز کا
مرید ہوا اور چند قصبہ اور قریہ سرکار حسن آباد گلبرگہ بشمول دیگر پرگنات بھنین وقف کیے اور ایک مکان نہایت وسیع
اور پاکیزہ شہر کے متصل اُنکے واسطے ترتیب کیا چنانچہ اس وقت تک کہ سلطنت حسن آباد گلبرگہ نے بہمنیہ علی الشاہیہ
کی طرف انتقال پایا ہے اکثر قریات اور تصبات محل درآمد قدیم کے موافق اُن سیدوالا نژاد کی اولاد امجاد
کے تصرف مین ہین اور آدمی دکن کے سید ممدوح سے حد سے زیادہ اعتقاد رکھتے ہین یہانتک کہ ایک شخص نے ایک
مرد دکنی سے پوچھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ہین یا سید محمد گیسو دراز اُسنے جواب دیا کہ حضرت
محمد رسول اللہ اگرچہ پیغمبر خدا اور خاتم الانبیا ہین لیکن سبحان اللہ مخدوم سید محمد گیسو دراز پیر ہونگے ہین اور ہی قول بے عقیدہ

اور اخلاص اہالی دکن کا نسبت اُن سید مخدوم اور اُنکے خانوادہ کے قیاس کرنا چاہیے القصہ جب سلطان احمد شاہ بہمنی شاہ مہوا تمام ہمت سلطان کی جہز شکست اور دیوراے کے انتقام مین مصروف رکھکر ساز و سامان مین مشغول ہوا اور خلف حسن بصری کو وکیل امور سلطنت کرکے ہزارہ و صدی کا منصب عطا کیا اور جو کہ وہ سابق مین تجارت پیشہ تھا ملک التجار خطاب دیا اور وہ خطاب دکن مین شائع ہوا اور حالت تحریر ان سطور تک جاری ہے اور خلف حسن نے وفا اور دولتخواہی منظور رکھکر ہشیا مین الملک کو امیر الامرا خطاب دیکر ہزارہ و پانصدی کیا اور بیدار نظام الملک کو دولت آباد کی سرلشکری تفویض فرماکر دو ہزاری کیا اور ثقات سے سُنا گیا کہ سلاطین بہمنیہ کی درگاہ مین ہر ایک لشکریان اطراف اربعہ سے منصب دو ہزاری رکھتے تھے اور امیر الامرا ہزار و پانصدی اور وکیل سلطنت ہزارہ و صدی اور باقی امرا اور منصبدار ہزاری سے زیادہ اور صدی سے کم نہ تھے اور جو کہ امراے ہزاری ہوتا تھا طوق و علم و نقارہ پاتا تھا اور حسن خان لد سلطان فیروز شاہ جو کہ وارث ملک تھا جمیع ارکان دولت اُسکے قتل و حبس و کور کرنے کی سلطان کو صلاح دیتے تھے اور سلطان احمد شاہ نے اُنکی تجویز کے برخلاف عمل کرکے اُسکو پانصدی کیا اور جو کہ وہ عیاش تھا اُسکے سوا دوسرے کام سے رغبت چندان نہ رکھتا تھا فیروز آباد اُسکی جاگیر مقرر کی کہ وہان جاکر قلعہ نہندرہ کے کنارے عیش و عشرت مین مشغول ہووے اور جبوقت چاہے فیروز آباد مین چار کوس تک سیر و شکار کے واسطے سوار ہووے اور بے فرمان شاہ چار کوس سے زیادہ تر قدم آگے نہ بڑھاوے حسن خان شہزادہ اس حالت کو مراتب شاہی سے بہتر اور افضل سمجھا اور عنبک اُسکا عم بزرگوار زندہ رہا بفراغت تمام بسر کی اور کبھی ایسا نہ کیا کہ غبار کلفت اُسکے دل صفا منزل مین پہونچے لیکن جبا کے بعد کہول ہو کر فیروز آباد کے قلعہ مین محبوس ہوا اور اس مقام مین نقد حیات خزینہ جنت کے سپرد کی قصہ مختصر سلطان احمد شاہ نے اخلاق خجستہ کے سبب خاص و عام کو مطیع اور فرمانبردار کیا پھر گجرات کی سرحد امراے معتبر کے سپرد کرکے باطمینان تمام چالیس ہزار سوار جرار نامدار خنجر گذار ہمراہ رکاب لیکر کرناٹک کی طرف متوجہ ہوا دیوراے نے اس واقعہ کو واقعہ اول خیال کرکے احضار لشکر کا حکم دیا اور راے ورنگل کو بھی اپنی کمک کے واسطے طلب کیا اور لشکر بشمار و بے حد سے افزون کہ وہ و ہامون اُس سے عاجز آتے تھے ہمراہ لیکر ارباب اسلام کے استیصال کے واسطے روان ہوا اور آب تہندرہ کے کنارے پڑاؤ ڈالا اور سلطان احمد شاہ نے بعد قطع مراحل اور طی منازل مع جوانان تہتمن و پہلوانان صف شکن آب تہندرہ کی ساحل پر دیوراے کے مقابل نزول اقبال و حلول اجلال فرمایا اور جو کہ لشکر غنیم بیس لاکھ پیادے توپچی اور کماندار تھے اور راتون کو بدمعاشون اور چوروں کی طرح بہت خرابی کرتے تھے یعنی گھوڑے اور سواونکے ذبح کرتے تھے سلطان احمد شاہ نے بطریق روم ارباے آشخانہ کا عدد اسکے قریب دو ہزار تھے لشکر کے گرد کھینچکر چالیس روز تک قیام کیا اور تاخت و غارت سے اُس طرف کی تمام ولایت جو دیوراے کے تصرف مین تھی خاک سیاہ کی اور ہر چند بسا عی جمیلہ چاہتا تھا کہ کسی ڈھب سے کنار آب تہندرہ سے عبور کرکے مصاف کرین لیکن یہ مطلب حصول نہ ہوا آخر سلطان نے جمیع امرا اور منصبداروں کو طلب کرکے عبور آب کے بارہ مین کہ پایاب تھا اور جنگ کے مقدمہ مین مشورہ کیا غرضکہ بعد مشورہ و گفتگو سب جنگ کرنے اور پانی سے عبور کرنے پر متفق اللفظ ہوئے اور سبھون نے یکدل اور یکزبان ہوکر مصحف مجید کی قسم کھاکر اقرار کیا کہ کل صبح کے وقت ہم افواج آراستہ کے ہمراہ عبور کرکے جنگ مین مصروف ہون گے لیکن جب یہ خبر اُردوے کفار مین منتشر ہوئی اول شب کو راے ورنگل نے مع لشکر تلنگ کوچ کرکے اپنی ولایت کا

عدد اس سطر اور نوشتہ کے کاغذ کے ٹوٹ کر گم ہونے سے ہاتھ نہ آیا

راستہ لیا اور دیورائے سحر کے وقت افواج کو آراستہ کرکے جوانِ قتال پرستعد ہوا اس درمیان مین عالم خان اور کودھی خان اور دلاور خان افغان کہ باپ اور دادا سے امرائے اس خاندان سے تھے بالائے آب سے مع دس ہزار سوار عبور کرکے علی الصباح لشکر کفار کے حوالی مین پہونچے اور بحسب اتفاق دیورائے مع ایک جماعت افواج سے جدا ہوکر باغ نیشکر کے کنارے سوتا تھا اور مسلمان نیشکر کی تاراج کے واسطے اُس طرف متوجہ ہوے اور دیورائے بخیال اسکے کہ دیدہ و دانستہ سر پر چڑھے آتے ہین مضطرب ہوکر باغ نیشکر کی طرف بھاگا اور تارا جیون نے مور مکھ کی طرح اس باغ مین داخل ہوکر اُسے ایسا اُجاڑا کہ گویا سبزی کا اثر نہ تھا آخرش چند سپاہی دیورائے سے دوچار ہوے اُسے باغبان تصور کرکے نیشکر کا پشتارہ اُسکے دوش پر رکھکر جلو مین ڈالا دیورائے نے حیات کو غنیمت جانکر کچھ نہ کہا جب قدرے راہ طے کی سلطان احمد شاہ کے عبور کا غلغلہ اور دیورائے کے گم ہونے کی افواہ خاص و عام مین مشہور ہوئی ابھی کچھ رات باقی تھی کہ دیورائے کی سپاہ متفرق ہوئی اور لشکر سلطانی غارت مین مشغول ہوا کہ شیون ترنیشکر سے تھا دیورائے فرصت پاکر تمام مفروروں کی طرح بھاگا اور ظہر کے وقت اپنے ایک امرائے مقرب کے پاس پہونچکر چتر سر پر لگایا اور اس خبر کے مشہور رہونے سے اُسکے امرا اور جمیع سپاہ فراہم ہوئی لیکن دیورائے نے اس امر کو شگون بد سمجھکر عزیمت قتال فسخ کی اور بیجانگر مین جاکر قلعہ بند ہوا اور سلطان احمد شاہ نے بیجانگر کی طرف سے عنان منعطف فرمائی ولایت کفار کے درمیان مین داخل ہوا اور جس مقام مین پہونچتا تھا خزن و ذخائر اُنکے اسیر کرکے سلطان محمد شاہ غازی کے خلاف قرار داد رحم و شفقت کو یکسو چھوڑکر کفار کو تہ تیغ بیدریغ رکھتا تھا جسوقت کہ بیس ہزار ہندو قتل ہوتے تھے قلم بند کرتا تھا اور تین روز مقام کرکے جشن ہاے عظیم ترتیب دیتا تھا اور شادیانی کے نقارے بجاکر بتخانون کو توڑتا تھا اور معابد آتش پرستون کے ویران کرکے گاؤکشی مین کوتاہی نہ کرتا تھا اور چاربت برہمنی حسن آباد گلبرگہ کی طرف بھیجے کہ سید محمد گیسو دراز کے مکان کے آستانہ کے آگے ڈالین تو زائرون کے لگد کوب ہون کہتے ہین جن دنون کہ سلطان بتخانون کی تخریب اور گاؤکشی مین مشغول تھا ایام نوروز پہونچنے سے ایک حوض بزرگ کے کنارے مقام کیا اور اس درمیان اتفاقات سے ایک دن سلطان بقصد شکار لشکرگاہ سے برآمد ہوا اور ذوق شکار مین ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا سرپٹ پھینکا یہانتک کہ اُردو سے چھ کوس پر جاپڑا اس صورت مین کفار نابکار جو پانچ چھ ہزار سوار کے قریب آپسمین ہم عہد تھے کہ آپ کو فدائی بنا کر سلطان پر پہونچا کر ہلاک کرین اور اس ظلم و جور کا انتقام لین یہ لشکر گھوڑون باد پا عالم پیما پر سوار ہوکر سلطان کے سراغ مین روانہ ہوئے اور ایسے وقت اُسکے قریب پہونچے کہ تیراندازان مغل قریب دو سو کے جانوران راندہ کے پیچھے گئے تھے کچھ دکھنی ساتھ تھے سلطان متحیر ہوا دور سے ایک چاردیواری کہ اہل زراعت نے گاؤ اور گوسفند کے رہنے کو صحرا مین آبادی سے دور بنائی تھی نظر آئی سلطان بتعجیل تمام اُس طرف متوجہ ہوا اور کفار عاصی نے گھوڑے اٹھاکر نہایت تہور و غضب سے تعاقب کیا اور ابھی چاردیواری مین نہ پہونچا تھا کہ ایک شکستہ نالہ حائل ہوا اور اُسکے عبور کے وقت کفار نے پہونچکر تخمیناً دو سو دکنی تیرون سے مقتول کیے اور قریب تھا کہ سلطان بھی ضائع ہووے کہ ناگاہ وہ تیرانداز کہ جانوران شکاری کے تعاقب مین گئے تھے آپہونچے اور تیراندازی مین مشغول ہوے اور کفار کو گونہ توقف واقع ہوا سلطان اُس شکستہ آب سے گھوڑا اکڑا کر برآمد ہوا اور بہزار مشقت سے آپکو چاردیواری مین پہونچایا بعد ہ بہادران تیرانداز دیوارون پر چڑھکر جنگ مین مشغول ہوئے اور سب نے دل مرگ پر رکھکر کلمہ شہادت کا زبان پر جاری کیا اور سید حسن بخشی اور میر فرخ بخشی اور میر علی ستالی

اور میر علی کرد اور عبد اللہ کابلی اور خسرو اوزبک اور خواجہ حسن اردستانی اور خواجہ قلندر بیگ اور قاسم بیگ صف شکن نے اُس روز داد مردی اور مردانگی کی ظہور مین پہونچائی اور سلطان کی زبان مبارک سے تحسین و آفرین کی صدا سنتے تھے اور کافرون نے ضرب بندوق سے چند بہادران تیرانداز کو شہید کرکے دیوار پر سے گرا دیا پھر پانچ چھ ہزار کافر دلیر سیرت عفریت منظر ضرب شمشیر و نیزہ و خنجر سے چہار دیواری کے کھودنے اور گرانے مین مشغول ہوئے اور سلطان نے چند تیرانداز دون سے اس چہار دیواری مین مضطرب اور حیران ہوکر رضا بقضا دی لیکن جو کہ عنایت سبحانی شامل حال تھی سردار سلحدران عبد القادر بن محمد عیسی بن محمود بن عماد الملک کہ دو صدی منصب رکھتا تھا اُسکے دل مین یہ اندیشہ گذرا کہ بادشاہ چند مردم خاصہ سے شکار کو گیا ہے ایسا نہ ہو کہ دشمن قابو پاکر اُسپر تاخت لاوین پھر اُسی وقت دو تین ہزار خاصہ خیل شاہی ہمراہ لیکر بطور ایلغار روانہ ہوا اور ایسے وقت سلطان کی خدمت مین جا پہونچا کہ کفار پانچ چھ گز دیوار مسمار کرکے جنگ مین مشغول تھے عبد القادر افواج ترتیب دیکر فدایان کفار پر حملہ آور ہوا اور جنگ عظیم واقع ہوئی افضال الٰہی اور اقبال بادشاہی سے غالب آیا اور ہزار سوار کفار نامنہاد کو فلک اُنکے قتل سے عاجز تھا علف تیغ اسلام ہوئے اور رفاز یان اسلام مین سے پانچ سو نے شربت شہادت چکھا اور سلطان نے تائید ایزدی اور عبد القادر کے حزم و ہوشیاری سے اُس بلیہ سے نجات پائی اور دوبارہ تخت شاہی مسیر ہوا مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت + اور عجائب و رنگا رنگی سے ہو کہ سلطان عظیم الشان مالک اتنے ہزار خیل و حشم کا ساتھ ایسی محنتون کے کہ بادشاہون کو کم وقوع مین آتی ہیگذشتا ہوا تھا عاقبت بخیر گذری سلطان احمد شاہ نے اُسی دن عبد القادر کو بالقاب برار اور جان بخش و یاحق گذار اور خطاب خانجہان اور منصب دو ہزاری سے سرفراز فرماکر سپہ سالار لشکر تلنگ کیا اور خانجہان نے چالیس برس از روے استقلال برار کی حکومت کی اور فتح اللہ عماد الملک جو آخر مین بادشاہ برار کا ہوا جسکا تذکرہ عنقریب ہوگا وہ خانجہان کے غلامون سے تھا غرضکہ اسی طرح سے سلطان احمد شاہ نے ہر ایک تیرانداز کو خلعت ہاے فاخرہ اور خطاب ہاے لائقہ اور منصب مناسب سے نوازش فرمائی اور لوازم عنایت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور سید حسن بخشی اور میر فرخ بخشی اور میر علی سیستانی اور حسن خان اور فرخ خان اور علیخان ہر ایک ایک صدی ہوئے اور قاسم بیگ صف شکن نے منصب پانصدی پر ممتاز ہوکر کلمر کی جاگیر پائی اور خواجہ بیگ نے خطاب قلندر خان اور منصب دو صدی پایا اور حسن آباد گلبرگہ کی داروغگی پر مامور ہوا اور میر علی گرد نے ایک کفار بیجانگر کو ضرب بندوق سے ہلاک کیا تھا کافر کش کا لقب پایا اور ہزاری مین منتظم ہوا اور عبد اللہ کابلی نے منصبداران صدہ سے ہوکر بلدۂ جنیر کی حکومت پائی اور خواجہ حسن اردستانی اور خسرو بیگ اوزبک بھی امیران صدہ سے ہوکر دونون کو حکم ہوا کہ شاہزادہ کو آداب تیراندازی سکھاوین اور خلف حسن بصری المخاطب بہ ملک التجار نائب کو حکم ہوا کہ عراقی اور خراسانی اور ماوراء النہری اور رومی اور عرب کے تین ہزار تیرانداز ملازم رکھین اور اسی طرح سے جمیع امرا کو حکم ہوا کہ تیراندازی کی تربیت مین کوشش کرین اور اپنی اولاد کو بھی رسوم تیراندازی تعلیم دین اور بعد اس قضیہ کے سلطان نے کوچ کیا اور بیجانگر مین آنکر تسخیر کی تدبیر کی اور محصورون کی تضییق ہین کوشش کی آخر کو دیوراے نجات عاجزی مین دیکھکر طالب صلح ہوا اور سلطان کے یہ شرطکی کہ اگر خراج چند سالہ فیلان خاصہ کی پشت پر بار کرکے اپنے فرزند کے ہمراہ مع نقارہ اور سرنا اور نفیر دیر خود بھیجے البتہ صلح قبول ہوگی دیوراے نے اطاعت کے سوا چارہ نہ دیکھا اپنے بیٹے کو جو نہایت چرب زبان اور لسان تھا با تحائف فراوان

اور بہت سا نقد و جنس اور اقمشہ نفیسہ تیس ہاتھی کوہ پیکر خاصہ کی پشت پر کہ انھیں اپنے محلات خاصہ میں باندھتا تھا اور خود بہر روز انکا اہتمام کرتا تھا روانہ کیا اور سلطان کے حکم کے موافق امرا نے استقبال کر کے اردو بازار کے درمیان سے نقارہ بجاتے حضور و خروش کرتے سلطان کے ملاحظہ میں درلائے اور سلطان دیو رائے کی پیٹھ سے بغلگیر ہوا اور اپنے تخت کے قریب جگہ دی اور خلعت فاخرہ چٹکا کمر و خنجر مرصع وغیرہ سے سرفراز کر کے بیس گھوڑے عراقی اور عربی اور بیس گھوڑے راہوار ترکی اور بدخشی اور پانچ فیل اور پانچ چیتے اور نوتازی شکاری اور تین باز کہ ہرگز ناکمیون نے مثل انکے نہ دیکھے تھے عنایت فرمائے پھر وہانسے کوچ کر کے آب گشنہ کے کنارے سے انھیں رخصت کیا اور خود بدولت و اقبال دارالملک حسن آباد گلبرگہ تشریف لایا اور اس سال امساک باران کے سبب سے قحط عظیم واقع ہوا تھا اور بنگر ین اور کنو ہین اکثر ممالک دکن کے خشک ہو گئے تھے چنانچہ اکثر چارپائے اور جانور صحرائی بے آبی سے مر گئے اور سلطان احمد شاہ نے دو رو ازدہ خزانہ کا کھولکر سپاہ پر تقسیم کیا اور غلہ شاہی کے کھتے کھولکر غربا اور مساکین کو بانٹا جب ایک سال اس طرح پر گذرا اور دوسرے سال بھی آثار نزول فیوض آسمانی کا ظہور نہوا سلطان احمد شاہ مضطرب ہو کر علما اور مشائخ اور زہاد کو نماز استسقا کی تکلیف دی لیکن اسپر بھی اثر مترتب نہوا اعیان سلطنت سے شوم جانکر کلمات ناخوش اور حرف بیجا کہتے تھے آخر کو سلطان خود متاثر اور محزون ہو کر بنفس نفیس صحرا کی طرف گیا اور تنہا ایک بلندی پر چڑھکر چند رکعت نماز ادا کی اور نہایت عجز و انکسار سے سر زمین پر رکھکر اسقدر زاری اور بیقراری کی کہ خدا کی قدرت سے اسیدم ایک ابر عظیم آسمان پر نمودار ہو کر برسنے لگا اور سلطان نے محظوظ ہو کر عرض کی کہ مین فیض سبحانی اور رحمت ربانی سے نہ بھاگونگا اور اسقدر توقف کرونگا کہ باران تھم جاوے فظم برآمد کہ بیغ از تیغ کوہ ✤ لبغر یدغریدن باشکوہ ✤ ببارید باران و خندید باغ ✤ جہان گشت از سر چو روشن چراغ ✤ ہمہ شہر ویرانہ آباد شد ✤ دل شاہ از خرمی شاد شد ✤ اور جو لوگ کہ سلطان کے ہمراہ آئے تھے سب شدت ہوا اور باران سے کانپنے لگے اور بہیئت مجموعی صغیر و کبیر خوش و خروش مین آکر کہنے لگے کہ اے سلطان احمد شاہ ولی بہمنی ولایت تیری معلوم ہوئی اب شہر کی طرف مراجعت فرما تو خلق آسودہ ہووے اور جو سلطان خود بھی پانی کے تر ہونے سے بہانہ طلب تھا انھین باوش مین دارالامارۃ مین آیا اور اسی دن سے سلطان احمد شاہ ولی بہمنی ملقب الی شہید ہوا۔

چونکہ رائے بیجانگر کے ساتھ رائے ورنگل کے متفق ہونے سے بادشاہ رائے ورنگل سے بہت ناخوش تھا سنہ ۷۲۴ھ چوبیس ہجری مین عزم تسخیر ورنگل اور سائر بلاد تلنگ کا مصمم کر کے سوار ہوا جس دم گلکنڈہ مین پہونچا خان اعظم عبداللطیف کو مع امرا اس حدود کی طرف برسم ہراول پیشتر روانہ کیا اور خود بھی ایک مہینے اور بیس دن کے بعد قدم رکاب ظفر مین لایا اسی درمیان مین فتحنامہ ورنگل کا پہونچا اور اس فتح کا باعث یہ تھا کہ خان اعظم جب ورنگل کے اطراف مین پہونچا رائے تلنگ نے لشکر اطراف و اکناف سے بہر پہونچا کر فرصت غنیمت جانی کیونکہ ابھی سلطان نے صرکچہ جدال و قتال مین نزول نہ فرمایا تھا الغرض صف جنگ آراستہ کر کے لڑا اور بتائید یزدانی رائے ورنگل مع سات ہزار تلنگ سوار و پیادہ کے مقتول ہوا اور ورنگل اہالیان سلطانی کے تصرف مین آیا اور سلطان باطمینان تمام ورنگل مین داخل ہو کر جمیع خزینے اور دفینے برکدا جہ کے آبا اجداد نے ہزار محنت و مشقت دست برد نہب و غارت سلطان محمد تغلق شاہ سے گوشہ محفوظ مین نگاہ رکھا تھا سہولت مین وجوہ سے متصرف ہوا اور خان اعظم عبداللطیف کو دس ہاتھی برنگ نامی

اور بیس ہاتھی کو چک اور ایک مالا مرصع اور چار سمن مروارید اور چالیس ہزار ہون نقد عنایت فرمائے اور پھر باقی بلاد تلنگ کے لینے کے واسطے تعین کیا اور وہ تین چار مہینے کے عرصہ مین اکثر بلاد تلنگ کو مسخر کرکے جا بجا تھانہ بٹھا کر بادشاہ کی ملازمت سے ورنگل مین مشرف ہوا سلطان والا و دومان قدردان بہت خوش ہوکر گلے سے لگایا پھر دوبارہ خلعت فاخرہ سے ممتاز کرکے اور زیادہ اقتدار کیا پھر بعضے دوارثان مملکت تلنگ کے قلع قمع کے واسطے کہ فلاح متین مین متحصن ہوکر اعلام مدافعہ بلند کیے تھے مامور فرمایا اور خود قرین فتح و فیروزی دار الملک حسن آباد گلبرگہ کی طرف مراجعت فرما ہوکر مع الخیر پہونچا اور وہ آرزو کہ شاہان ماضیۂ بہمنیہ نے حاصل کی تھی اُسے نصیب ہوئی اور سنہ ۸۲۶ آٹھ سو چھبیس ہجری مین قلعہ ماہور پر جو کسی تقریب کے سبب سلاطین بہمنیہ کے تصرف سے برآوردہ ہوکر ایک زمیندار کفار کے ہاتھ آیا تھا چڑھائی کی اور باوصف اسکے کہ اس قلعہ کو صلح و امان سے لیا لیکن نقض عہد کرکے اُس زمیندار کو مع پانچ چھ ہزار ہندو تہ تیغ کیا اور اُنکی آل اولاد کو قید کرلایا اور حصار کو فتح کرکے معدن الماس کو کہ اُس ولایت کے حاکم کے تحت مین تھی اپنے قبض و تصرف مین لایا اور بہت تنخواہ مقرر کرکے اُن مقاموں پر مسجدین تعمیر کیں اور موذن اور خادم اور روغن چراغ مقرر کیا اور سال بھر الجپور مین مقام کرکے قلعۂ کاویل کو احداث کیا اور قلعہ ترنالہ کی مرمت کرکے مراجعت کی اور غرض اسکے بنانے سے یہ تھی کہ مملکت خاندیس و مالوہ اور گجرات جو صاحبقران امیر تیمور گورگان نے سلطان فیروز شاہ کو عنایت فرمائی تھی الجپور مین اقامت کرکے آہستگی اور تدبیر سے اُسپر متصرف ہو اُسکے بعد بیجانگر کی تسخیر کے واسطے عنان عزیمت طرف کرے اور جب یہ راز ہوشنگ شاہ والی خاندیس کو دریافت ہوا اُسنے نرسنگہ حاکم قلعہ کھیر لکو جو باج گذار بہمنیان تھا اپنی متابعت اور موافقت کی ہدایت کی نرسنگہ نے یہ امر قبول نہ کیا اور ہوشنگ شاہ نے والی خاندیس کی اصلاح سے دو مرتبہ لشکر اُس کی ولایت پر بھیجا اور ہر بار اُسکے لشکر نے شکست پاکر بحال ابتر مراجعت کی پھر تو ہوشنگ شاہ نے قہر و غضب مین آکر تیسری بار ایک جماعت معتد کو اُس ولایت پر روانہ کیا اور انھون نے سرزمین اُس ولایت مین پہونچکر بہت خرابیان واقع کین یعنی لوٹ مار کے سوا باغ ویران کیے زراعت پامال کی کھیت میدان کیے اسپر بھی اکتفا نکرکے بعضے برگنات پر اُسکے قابض و متصرف ہوئے اور نرسنگہ جب لشکر کی فراہمی مین مشغول ہوا ہوشنگ شاہ نے خود اُس طرف کی عزیمت کی اور سفر کے سامان مین مشغول ہوا اور نرسنگہ نے بیتاب و مضطرب ہوکر سنہ ۸۳۲ آٹھ سو بتیس ہجری مین ایلچی مع عرضداشت سلطان احمد شاہ کی خدمت مین روانہ کیا کہ ان دنون مین ہوشنگ شاہ والی مالوہ ایک لشکر عظیم اور فوج بیقیاس فراہم لاکر اس دولتخواہ قدیم کی مملکت کا قصد رکھتا ہے اور اُس زمانے سے کہ غلام نے سلطان فیروز شاہ جنت آرامگاہ کی غلامی کا حلقہ اپنے گوش مین اور زین پوش اُسکی اطاعت کا اپنے دوش پر ڈالا ہے حکام اطراف مکتین کو اُس درگاہ کے منسوبون سے جانتے ہین حاشا کہ بندگان دارا اور بان اپنے بندگان صمیمی کی امداد اور معاونت مین تساہل و اتراکھین اور جلد فریاد کو پہونچین سلطان نے فرمان اُسی وقت عبد القادر المخاطب بخانجہان کے نام جو کہ حاکم برارتھا بھیجا کہ بمجرد وصول فرمان قضا جریان لشکر برار کو جمع کرکے نرسنگہ کی کمک کو روانہ ہووے اور پیچھے سے خود بھی چھ ہزار سوار خنجر گذار ہمراہ لیکر شکار کے بہانہ سوار ہوا اور شکارگنان الجپور مین داخل ہوا اور ہوشنگ شاہ ابھی اپنی ولایت مین تھا کہ سلطان احمد شاہ شکارقرغہ مین سمرد ہوکر دو مہینے اُس شکار مین مشغول رہا ہوشنگ شاہ سلطان کے توقف سے گمان اُسکی

ف نرسنگہ حاکم قلعہ کھیر لکو جو باج گذار بہمنیان تھا اپنی متابعت اور موافقت کی ہدایت کی نرسنگہ نے یہ امر قبول نہ کیا اور ہوشنگ شاہ نے والی خاندیس کی اصلاح سے دو مرتبہ لشکر اُس کی ولایت پر بھیجا اور ہر بار اُسکے لشکر نے شکست پاکر بحال ابتر مراجعت کی پھر تو ہوشنگ شاہ نے قہر و غضب مین آکر تیسری بار

ف سلطان احمد شاہ بہمنی نے بیتاب و مضطرب ہوکر سنہ ۸۳۲ آٹھ سو بتیس ہجری مین ایلچی مع عرضداشت سلطان احمد شاہ کی خدمت مین روانہ کیا کہ ان دنون مین ہوشنگ شاہ والی مالوہ ایک لشکر عظیم اور فوج بیقیاس فراہم لاکر اس دولتخواہ قدیم کی مملکت کا قصد رکھتا ہے اور اُس زمانے سے کہ غلام نے سلطان فیروز شاہ جنت آرامگاہ کی غلامی کا حلقہ اپنے گوش مین

زبردستی پر کرکے بطریق ایلغار کلبرگہ کے اطراف مین آیا اور بعد تاراج و غارت کے قلعہ کو محاصرہ کرکے زبان لاف و گزاف مین کھولی اور سلطان احمد شاہ یہ خبر سنکر ایلچپور سے کلبرگہ کی سمت متوجہ ہوا اس عرصہ مین ملا عبد الغنی صدر اور نجم الدین مفتی اور بھی علماء سلطان سے کہنے لگے کہ اب تک کبھی ایسا اتفاق نہین پڑا کہ شاہان ہمیشہ معاملہ ان سے لڑے ہون اس صورت مین حضرت کو بدنامی سے پرہیز لازم ہے خصوصاً اس مقدمہ مین کہ تمام خلقت کہے گی سلطان کفار کی حمایت کرکے اہل اسلام سے محاربہ کرتا ہے اور سلطان کہ ہوشنگ شاہ کے لشکر سے بیس کوس ادھر پہونچا تھا اس کلام سے فکر ہوکر آدمی اُسکے پاس بھیجا کہ نرسنگھ اس سرکار کے متعلقین سے ہے شایان محبت وہ ہے کہ آپ اپنی ولایت کی طرف کوچ کرجائین کہ ہم بھی علماے شرع محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی التماس کے موافق اپنی ولایت کی طرف متوجہ ہین اور ایلچی ابھی مالوہ مین کے اُردو مین نہ پہونچا تھا کہ وکیلون نے کوچ کیا اور ہوشنگ شاہ اس پیغام سے نہایت آزردہ اور آشفتہ ہوا اور بسبب اس غرور کے کہ سلطان کے ہمراہ رکاب پندرہ ہزار سوار سے زیادہ نہ تھے اور آپ تیس ہزار سوار رکھتا تھا تعاقب تمام شاہ کے پیچھے روانہ ہوا چنانچہ جس منزل سے کہ سلطان احمد شاہ بہمنی کوچ کرتا تھا وہ اس مقام مین فروکش ہوتا تھا جب بنجاری آگی حد سے گذری سلطان نے عالمون کو طلب فرمایا اور کہا جو کچھ تحفے فرمایا تھا اور تعجیل اُسکی وجہ تھی مین بجا لایا اور بے نامومی برداشت کی کل بہانسے کو پہنچ کر کے حال و اثقال روانہ کرونگا اور خود دریا کے کنارے کہ میری مملکت ہے مقیم ہونگا اس حالت مین جو شخص کہ میرے مقابل آویگا اُس سے لڑونگا اور ایسی حالت مین حدیث کے بموجب وبال شامل حال اسکے ہوگا اور علماء نے اسکو جائز رکھا چنانچہ دوسرے دن اس نیت سے افواج آراستہ کرکے چار سو ہاتھی جنگی کہ اُن مین سے اکثر مست تھے جا بجا نگاہ رکھے اور میمنہ عبد القادر خانجہان اور میسرہ عبد اللہ خان بن اسمٰعیل فتح سے آراستہ کی اور چتر سیاہ شاہزادہ علاء الدین کے سر پر لگا کر قلب کو اسکے سپرد کیا اور خود مع دو ہزار سوار انتخابی اور بارہ فیل جنگی دست چپ کی طرف کمینگاہ مین بیٹھا ہوشنگ شاہ نے اُن کو بھی اور روزون کی طرح قیاس کرکے بے تامل تعاقب کیا اور بروایت صحیح مع سترہ ہزار فوج کے دکن کے مقابل پہونچا جب فرصت لشکر جمع کرنے کی نوئی جنگ مین مشغول ہوا اور بازار گیر و دار گرم ہوا ہر ایک جوان شیر نیستان پیل تن اہل مالوہ و دکن نے کہ سالہاے دراز سے آرزومند جنگ یکدیگر تھے ہنرہاے ذاتی عیان کیے نظم دو لشکر بصحرا کشید غرض فوج دو دریاے آتش برآورد و موج شد از ہر دو سو لشکر آراستہ تا قیامت زدے زمین خاستہ بہ نمود ند شیران نر فرد سوار بمیدان یکے بایکے کارزار چو راہ ہوا بستہ شد بر عقاب ز دیدہ نہان شد برو آفتاب جب طرفین نے سینہا سپر کرکے تلوارون پر ہاتھ ڈالا اس چمک سے لڑنے لگے کہ آنکھ خیرہ ہوتی تھی سلطان احمد شاہ یہ حال دیکھکر کمینگاہ سے برآمد ہوا اور بنفس نفیس شیر ژیان اور پیل دمان کی طرح لشکر ہوشنگ کی صف پر حملہ کیا اور لشکر ہوشنگ اسکے حملہ کی تاب نہ لاکر بھاگ نکلا فوج دکن نے دست بہ نیزہ و شمشیر ہوکر تعاقب کیا اور دو ہزار مرد اہل تبرو غنیم کے قتل ہوئے ساز و سلب و احمال و اثقال اُنکا تاراج ہوا اور ہوشنگ شاہ کے حرم اور دو دختر اور دو سو فیل دستگیر ہوئے ناگاہ اس حال کی خبر نرسنگھ کو پہونچی وہ بھی ضیق محاصرہ سے برآمد ہوکر سد راہ مثل مار دُم بریدہ برخود پیچیدہ ہوا جو مسلمان اُس کے ہاتھ آیا اسے قتل کیا اور بہت اہل اسلام اُس کے ہاتھ سے شہید ہوئے سلطان احمد شاہ یہ سنکر نہایت متاسف ہوا اور ہوشنگ شاہ کے اہل و عیال

کو بہت اعزاز اور اکرام سے تسکین تشفی دیکر جاے بیخوف مین بٹھایا اور خلعت و انعام دیکر مردم معتبر اور چند خواجہ سرا
ہمراہ کرکے مالوہ کی طرف روانہ کیا اور نرسنگھ اپنے بیٹون کو لیکر سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا اور سلطان کو مکرر این
لیجا کر ضیافتون مین مشغول ہوا اور پیشکشہاے لائق گذرانی از انجملہ ایک من الماس اور یاقوت اور مروارید عدن تھا
اور سردارون اور نامدارون کی بھی خدمت ہاے لائقہ سے لوازم تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور بادشاہ
کی شایعیت مین باتفاق فرزندان قصبہ ماہور تک آیا اور مخلع اور معزز ہوکر وہانسے باخاطر شگفتہ اپنے شہر کی طرف پھرا
ہوا اور تاریخ مالوہ مین مسطور ہو کہ سلطان احمد شاہ جب عازم تسخیر کھترلہ ہوا اور راے کھترلہ نے ہوشنگ شاہ سے مدد طلب
کی وہ فوج لیکر مدد کو آیا لہذا اس معاملہ پر ان دونون بادشاہ کے درمیان جنگ ہوئی واللہ اعلم بالصواب اور سلطان احمد شاہ
اسی یورش مین جب حصار بیدر کے حوالی مین پہونچا عزم شکار مین صوفرزندان و معتمدان لشکر سے جدا ہوکر ماند فلک دوار کے
سیار ہوا نظم بنالیدن در آمد طبلک باز ✤ در آمد مرغ صید افگن بہ پرواز ✤ ز یکسو جرہ بازان سپکخیز ✤ بخون صید کردہ پنجہ ہا
تیز ✤ وزان سوی دگر شاہین بہ پرواز ✤ ربودہ نقد جانان از کبک و دراز ✤ اور اثناے سیر مین نظر خجستہ اثر اسکی
ایک صحرا پر جا پڑی کہ وسعت و خضرت مین گویا سپہر اخضر اور لطافت و صفا مین چشمہ خورشید کو ترتھا اسکا صحن زمین مشک
بربن اقسام ریاحین سے آراستہ اور رنگ برنگ نباتات اور سبزی سے پیراستہ تھا اور ہر طرف اسکے سبزہ زار تھا
بلغ سے زیادہ پربہار تھا چشمہاے سرد و شیرین روان تھے جانوران آبی فاز قرقرے مرغابی پران تھے کہین نیلگائے
پہاڑی ہرن کی طرح چوکڑی بھرتے تھے اور کبھی پھولون کی مہک سے مست ہوہوکر گرتے تھے مجاوران شام و سحر اسکی خاک پاک مین
طبلہ عنبر شب کھولے ہوئے اور مسافران صبا و شمال اسکی ہواے فیض بخش مین نافہ مشک ذفر کھولے ہوئے تھے نظم زہر
سو چشمہ چون آب حیوان بباغ لالہ ہر جانب فروزان بشقایق رستہ دہنہ دیدہ پسیم صبح جیب گل دریدہ ✤ ناگاہ اس صحراے
پر فضا مین ایک لومڑی نظر آئی کہ کروفریب و خدع کے مکتب مین بیٹھکر شیطان کو درس کوتی تھی اور نیرنگ سازی اور شعبدہ بازی
مین ساحر تو کیا فلک شعبدہ باز کو بازی دیتی تھی صیادون کا فریب بہت دیکھ چکی تھی کبھی اپنے تئین لطمع خام گرفتار دام نہ کیا
نظم روبہکے چست و دغا پیشہ بود ✤ مایہ تمناے آن بیشہ بود ✤ لعبت و بازیگر صحرا بدہ ✤ دزدوگان بردہ بیازی فرو
ہم دو صحرا الفغان بود از دو ✤ ہم سگ و ہم روبہ زنان بود از دو ✤ در رہ حیلہ شدے از دہم گرو ✤ صحن فلک رقعہ بجاروب
دم ✤ بالمختصر وہ حیلہ گر دغا پیشہ صحرا و بیشہ مین رہا کرتی تھی اور نشاط و نبساط سے حیست کرتی تھی اور بیٹھتی تھی اور لطائف الحیل
سے آپکو سگان تیز دندان کی نظر سے پوشیدہ رکھتی تھی اسکی حرکتین دیکھکر سلطان احمد شاہ نے تفرج کے واسطے حکم فرمایا کہ چند
قلاوہ سگان شیر چنگال اس ختال کے دنبال چھوڑین تو اس صحراے پرفضا اور دشت پربہار مین کہ نہایت وسیع اور ہموار
ہو حیلہ گر کی تیز گرسازی سے ابتہاج و سرور حاصل ہووے سیر شکار کے چند نازی شیر صولت اسکے تعاقب مین چھوڑے اور
لومڑی کی جو مین اپنر نظر پڑی شعبدہ بازی کرکے ہر چند چاہا کہ بحیلہ و نیرنگ انکے چنگ و دندان سے آپکو رہا کرکے کسی راہ
مین در آوے میسر نہوا اور جب کتون نے جولانی مین سبقت کرکے چاہا کہ اس تک پہونچین عاجز ہوکر اس بیت پر
عمل کیا بیت وقت ضرورت چو ماند گریز ✤ دست بگیرد سر شمشیر تیز ✤ بعزم ستیز آویزہ پلٹ کر تازیون پر حملہ آور ہوئی اور شیرہا
گردون وقار انگشت دانتون مین داب کر اسکی جرأت سے حیران ہوا اور اسکے خاط ملکوت ناظر مین یہ خطرہ گذرا کہ یہ ایم
اس سرزمین جنت تزئین کی آب و ہوا کی تاثیر سے ہو مناسب یہ ہو کہ اس مقام کو شہ نشین کرکے دار الملک گردانون پھر اپنا

مافی الضمیر مقربان درگاہ اور بزرگان بارگاہ سے تقریر کیا تب شہنشہ بہ پیران سخن برگشاد کہ اینک بروم فرخ نہاد
بسازم من اینجا یکے خوب جاے کہ باشد بشادی مرا رہنماے ۔ ابر آرم کی قلعہ ارسنگ لاخ ۔ بود اندرش باغ و ایوان
و کاخ ۔ بشستن گہے برفرازم چو ماہ ۔ چنان کو بود در خور تاج و گاہ ۔ یکے شہر سازم بر اینجاے من ۔ کہ خیرہ بماند در و انجمن ۔
القصہ سبھون نے زبان بدعاء ثنا کھولی اور یہ بیت پڑھی بیت اے شہنشاہ مبارک رو کہ حاصل میکنہ ۔ اختران آسمان از
طلعت نیک اختری ۔ جس امر نے خاطر اقدس میں کی مہبط انوار ربانی اور مورد الہامات غیبی ہی پر توڈالا ہی صلاح دولت ابد
پیوند ہر کس اسطے کہ یہ مکان مملکت دکن کے وسط حقیقی میں واقع ہوا ہی اور آب و ہوا میں زمین یہانکی بنسبت اکثر ہندوستان
سے ہوا اور مسعود ان اور اق کا کہتا ہی کہ میں نے بلاد اعظم ہندوستان کو دیکھا لطافت و خوبی میں مانند اس مملکت کے نظر نہ آیا
زمین اسکی شگرف سودہ کی طرح سرخ ہوا اور ایام برسات میں کہ خوبترین فصلہاے ہندوستان سے ہی کیچڑ مطلق نہیں ہوتی
ہر کسواسطے کہ اطراف شہر میں دس کوس تک جو اکثر زمین سرخ ہی اوپر سپیدی گی نہیں رہتی سیر و شکار کے وقت سادن بھادون
میں نہ گھوڑا تفتیش کھینچتا ہی نہ آدمی کیونکہ گھوڑوں کا سم اور آدمیوں کا قدم کل آلود نہیں ہوتا کیچڑ کا چھینکا سر پر نہیں پہونچتا
یا فون نہیں پھسلتا ہاتھ میں جوتیاں اور پانچا چڑھانیکی ضرورت نہیں آتی دفعتہ برسا اور چھاپی جا بجا بہ گیا شہر کا گلی کوچہ صاف رہ گیا
اور علاوہ اسکے یہ کچھ ہی کہ جامہ اور بدن کو خرچ نہیں ہوتا اور اکثر میوہ خراسان اور عراق کا وہاں پیدا ہوتا ہی اور خواجہ محمد
کاوان الخا طلب بخواجہ جہان نے زعفران اور امرود اور قسم قسم کے انگور اس زمین سے حاصل کیے مگر اسوقت میں کوئی مالک
و مزمی نہیں رکھتی اور نشیمن گاہ شاہان صاحب اقتدار کہیں ہی لیکن وہ سرزمین اتنبک پر میوہ تر دوسرے مقامون سے ہی
القصہ جب بزرگان صاحب جہان ارادہ سلطان سے واقف ہوئے بخومیون اور اختر شناسون کو بلایا اور تحقیق فرمایا
کہ حصار بیدر کے نزدیک یہ شہر احداث کرنا اور دار الخلافت بنانا بحسب اجرام علوی اور سفلی کیا صورت رکھتا ہی منظم اختر
شناسان بہ پرسید شاہ ۔ کہ گر سازم اینجا یکے جا بگاہ ۔ از و فرخ تخم بسامان بود ۔ دیا کار با جنگ سازان بود ۔ بگفتند کیتی شاہ
گزین ۔ کہ خوب ست و فرخندہ انجام این ۔ جب بخومیون نے یہ مژدۂ جان بخش سنایا مہندسان قلمدس شعار
اور طراحان مانی آثار کہ ہر ایک علم ریاضی اور ہندسہ میں بقراط سقراط و جالینوس زمان تھے اور مختلف اصطرلاب
اور اقطار سے شاہی سریر ثریا نظیر کے خدام میں منسلک اور منتظم ہوے تھے کلک بصارت سے صورت شہر و عمارت
کو لوح مہارت پر لکھا اور سلطان کے نظر مبارک میں پہونچایا اور جس ساعت میں کیوان بلند ایوان نے اپنے
بیت الشرف کو مشرف کیا تھا اور ناہید عیش گستر برج ثور میں جلوہ گر اور قمر سریع السیر فلک برج اسد میں کہ
خورشید کا آشیانہ ہی اپنی منزل گاہ کیے ہوئے اور مشتری سعادت اثر اپنے جلوہ گاہ میں جلال قامت ڈالے
ہوئے تھی بناے شہر اختیار کی اور نہر ہار و پیہ صرف کرکے کاریگر ایک سے ایک جلد دست بتراش اور معمار و انشور میسر
پرور تلاش کرکے آئے وہ اپنے کام میں مشغول ہوئے اور اس مقام میں کہ قدیم الایام میں حصار بیدر تھا دار الامارۃ خاکم
خواہ تبادلہ کی اور تھوڑے عرصہ میں محل شاہانہ اور منازل خسروانہ تعمیر کیے پھر امرا و اعیان درگاہ اور تمام سپاہ نے
دور عمارت شاہی میں طرح منازل و مساکن ڈالکر اس شہر کا نام محمد آباد بیدر موسوم کیا اور کتب ہندکہ اس سے پانچسو
سال پیشتر تصنیف ہوئیں ان میں لکھا ہی کہ قدیم الایام میں شہر بیدر راجایان دکن کا تختگاہ تھا اور جو راے کہ اس شہر کے
تخت پر جلوس کرتا تھا مملکت مرہٹہ اور تلنگ اس کے زیر نگین رہتی تھی اور راجہ بھیم سین بڑا نہایت عادل اور

عاقل اور شجاع اور سخی تھا وہ بھی شہر بیدر کے رایان مشہور سے ہے اور راجہ نل شاہ مالہی غائبا راجہ بھیم سین کی دختر پر کہ دمن نام رکھتی تھی عاشق ہوا اور اُنکی عاشقی اور معشوقی کا قصہ ہندوستان مین معروف ہے اور شیخ فیضی شاعر نے جلال الدین محمد اکبر شاہ کے حکم کے بموجب اُنکی داستان سلک نظم مین منتظم کرکے اُسکا نام نل دمن رکھا اگر کسی کو رغبت اُنکے عشق و محبت پر اطلاع کی ہووے اُس کتاب کو معائنہ کرے القصہ سلک مسالک طریقت شیخ آذری اسفرائنی کہ اُن دنون مین سلطان احمد شاہ کا ملازم رکاب تھا قصیدے مدح شاہ اور تعریف شہر و عمارات مین موزون کیے اور بادشاہ کے ملاحظہ مین گذرا کر صلہ لائق اور فائق پایا اور سلطان کے حکم کے موافق بہمن نامہ کہنا شروع کیا جب اس شہریار کی داستان انجام کی کتاب بادشاہ کے ملاحظہ مین در لایا اور ولایت کی رخصت طلب کی بادشاہ نے فرمایا مجھے سید محمد گیسو دراز کی فوت سے ایک کلفت عظیم کا سامنا ہے اور تیرا وصال رفع کرنے والا مواد غم و الم ہے ایسا نہ کر کہ تیرے فراق مین مبتلا ہون شیخ نے جب اس قسم کے التفات سلطان سے معائنہ کیے ہندوستان کی سکونت اختیار کرکے اپنے فرزندون کو ولایت سے طلب کیا چنانچہ اُن دنون مین قصر دار الامارۃ بخوبی تمام تیار ہوا اور شیخ نے یہ ابیات موزون کہین ابیات جنداقصر مشید کہ ز فرط عظمت ۔ آسمان سدۂ از پایۂ این درگاہ است ۔ ہمسایان ہم نتوان گفت کہ ترک ادب است ۔ قصر سلطان جہان احمد بہمن شاہ است ۔ اور ملا شرف الدین مازندرانی نے کہ شاہ نعمت اللہ کے مریدان اور خوشنویسی مین معروف و مشہور جہان تھے ان بیتون کو بخط جلی لکھکر سنگتراشان تلنگی کو جو تقلید مین سحر آفرین تھے حوالہ کیے ان صاحبون نے اُس کو سنگ نفیس و کلان پر کندہ کرکے دروازہ پر چسپان کیا ایک دن سلطان کی نظر اسپر پڑی شہزادہ علاء الدین سے پوچھا کہ یہ کسکے اشعار ہین عرض کی شیخ آذری کے نتائج طبع سے ہین شاہ محظوظ ہوا شہزادہ نے فرصت اور عرض کا موقع پاکر گذارش کی کہ شیخ بمقتضاے حب الوطن من الایمان کے ارادہ روانگی ولایت رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ حضرت اگر رخصت عطا فرماوین حج اکبر کا ثواب جو مجھے نصیب ہوا ہے پیشکش کرونگا بادشاہ اس امر سے زیادہ تر شگفتہ ہوا اُسی وقت شیخ کے احضار کا حکم دیا اور شاہ نے خزانچی سے چالیس ہزار روپیہ منگوا کر شیخ کے روبرو رکھے شیخ کی جب نظر اُس زر خطیر پر پڑی بادشاہ سے کہا لا یکل عطایا کم الا مطایا کم بادشاہ یہ جملہ سنکر متبسم ہوا اور فرمایا کہ بیس ہزار روپیہ خرچ راہ اور وجہ کرایہ کے واسطے حاضر کرو اور جو ساعت نیک پہنچی تھی اُسی مجلس مین خلعت خاصہ اور پانچ غلام ہندی عطا فرماکر رخصت معاودت ولایت ارزانی رکھی اور گویا یہ رباعی اُسی شاہ کی شان مین کسی شاعر نے موزون کی ہے رباعی صواب کرد کہ پیدا نکرد دہر و جہان ۔ گمانہ وار و دلا طرب بے نظیر و ہمال ۔ وگرنہ ہر دو بہ بخشیدی او بوقت کرم ۔ امید بندہ نماندی بانیو و متمال ۔ اور شیخ آذری نے ہر رخصت کے وقت بادشاہ کے حضور مین عہد کیا تھا کہ مادام الحیات بہمن نامہ کے لکھنے مین مصروف رہونگا اسواسطے جبتک خراسان مین زندہ رہا اکثر اوقات شریف بہمن نامہ کی تالیف مین صرف کرتا تھا اور سال بھر کے عرصہ مین جو کچھ نظم ہوتا تھا اسے دار الخلافت دکن مین بھیجتا تھا القصہ بہمن نامہ داستان ہمایون شاہ بہمنی تک شیخ کے نتائج فکر سے ہے اور اُس کے بعد ملا نظیری اور ملا سامی اور بھی شعرا نے دولت بہمنیہ کے انقراض تک ہر ایک نے جو کچھ کہ توفیق پائی داستان اور حکایات شاہان دیگر کو لاحق کرکے سلک نظم مین کھینچکر ملحقات بہمن نامہ شیخ آذری کیا بلکہ بعضے بے انصافون نے اکثر ابیات خطبہ کو تغیر دے کردہ تمام کتاب اپنے نام کرلی لیکن اختلاف ربتہ شعرا سے جان سکتے ہین

کہ وہ تمام کتاب ایک شاعر سے نہین ہو اور جب کلام اس مقام مین پہونچا لازم ہوا کہ کچھ احوال شیخ آذری کا اس کتاب مین ثبت اور درج کرے وہ یہ ہو کہ وہ مشاہیر شعرائے اپنے زمانے سے تھا حدت فہم و جودت ذکا مین شہرت رکھتا تھا چنانچہ ایک وقت باتفاق شیخ صدر الدین رواس مشہد مقدس رضویہ علی مشرفہا آلاف الثناء والتحیۃ مین ابلغ بیگ میرزا کی ملاقات کو گیا میرزا نے اول شیخ صدر الدین سے پوچھا کہ آپ رواس سے ہین یا رواث ثبار مین شیخ نے جواب دیا مین رواس بصاد بیون میرزا نے فرمایا کہ آپ وہ بھی نہین ہین کسواسطے کہ رواس کلام عرب مین نہین آیا اُسکے بعد شیخ آذری سے استفسار کیا کہ آذری خلص رکھنے کا کیا باعث ہو شیخ نے کہا فقیر ماہ آذر مین متولد ہوا تھا اسواسطے آذری تخلص کیا ہو میرزا نے فرمایا تم شاعر پیشہ نہین ہو وہ آذر بضم فال ہو نہ فتح شیخ نے پھر یہ جواب دیا کہ ذال ماہ آذر نے بہت برس فال دشواری مین گذرانی اور بخت اُسکی جو تا ہوئی اور ساتھ اسکے نزدیک ہوا تھا کہ ذکر اُسکی لپشت کا واقع ہو ہے لیکن مقام شعور اور ادراک مین آکر قائم ہوا اور پیٹھ اُسکی سیدھی ہوئی میرزا طبع بلند دیکھکر خوشوقت ہو کر شیخ کی صحبت غنیمت سمجھا اور انعام وافر عطا فرما کر مشتاق اُسکی مصاحبت کا ہوا اور شیخ سن بلوغیت مین درویشی طریق کی طرف مائل ہوا اسفرائن سے حجاز گیا اور حج اکبر اور طواف روضۂ منورہ خیر الانام علیہ آلہ افضل الصلوٰۃ واکمل السلام کر کے عنان عزیمت ہندوستان کی طرف منعطف کی اور سلطان احمد شاہ بہمنی کی خدمت مین پہونچکر قصائد غرا کہے اور انعام وافر اور تشریفات فاخرہ سے مالا مال ہو کر بخطاب ملک الشعرائے مخاطب ہوا جب ایکبات کے بعد حسب وطن اُسے جوش وخروش مین لائی پھر شہزادۂ علاء الدین کے مساعی جمیلہ اور امداد موفورہ سے خراسان کی طرف مراجعت کی اور رخصت کے وقت یہ بیت کہی بیت من ترک ہندو جینہ و جیپال گفتہ ام ❊ باد بروت چوزیبک جونی خرم ❊ اور شیخ دکن سے جب اسفراین پہونچا اس حدود مین خیرات مبرات بہت کر کے بقلاع ورباط حسب استطاعت تیار کیے اور طاعات وعبادات کی بجا آوری مین مشغول ہوا اور سنہ ۸۶۶ آٹھسو چھیاسٹھ ہجری مین برحمت ایزدی واصل ہوا یعنی اس سرائے فانی سے کوچ کر کے دار البقا کی راہ لی اور یہ غزل اُسی کے نتائج افکار سے یادگار ہے غزل بمجلسی کہ دور و گنج کبر بانجشند ❊ ہزار افسر شاہی بیک گدا بخشند ❊ ولا بمکدہ ہا رہ زند و شب گدائی کن ❊ بلو کہ دور دکشان جرعۂ ہا بخشند ❊ شدیم ہیر بعصیان وچشم آن داریم ❊ کہ جرم ما بجوانان پارسا بخشند ❊ غلام ہمت آن مارخان باکرمم کہ یک صواب بہ بینند و صد خطا بخشند ❊ بکوے میکدہ از مفلسی چہ غم دارم ❊ کہ ساقیان ہمہ جام جہان نما بخشند بنیم ساعت ہجر آذری نمی ارزد ❊ ہزار سال گرش در جہان بقا بخشند ❊ القصہ سلطان احمد شاہ عاقبت اندیش کہ از شاہان مالوہ کی برخلاف داعیہ کیا کہ نصیر خان حاکم آسیر سے جو اپنے تئین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے منسوب کرتا تھا اُس کی بیٹی عشا و قامت لالہ رخسار کی اپنے شہزادۂ علاء الدین کے واسطے خواستگاری کرے پھر عزیز خان نامے کو جو ہمقریون سے تھا نصیر خان کے پاس بھیجکر طالب پیوند ہوا اور وہ ہمیشہ شاہان گجرات سے متزلزل خاطر ہو کر یہ خوف رکھتا تھا کہ مبادا ولایت خاندیس کو میرے تصرف سے برآوردہ کر بین سلطان احمد بہمنی کے ارادہ کو ایک نعمت منکرف تصور کر کے برضا و رغبت پیغام قبول کیا اور حشم عظیم اور طوی بزرگ ترتیب دیکر بطریق شاہان روزگار بفراخ رسم شادی اپنی بیٹی مع ساز و سامان و اسباب نقد جنس و کنیزان حور پیکر و غلامان زرین کمر جہیز مین دیکر دار الخلافت احمد آباد بیدر کی طرف روانہ کیا اور اس بارے سبکدوشی اور تعلق سے آزادی حاصل

کی سلطان احمد شاہ نے اس عروس کو ایک باغ مین جو شہر کے کنارے تھا ایک بارہ دری عالیشان مین فروکش کیا اور شہر مین آئینہ بندی کرکے دو مہینے تک لوازم جشن و طوی قائم رکھا اور ایسی ساعت مین کہ شناسندگان علوی و سفلی نے تجویز کی تھی اس زہرہ جبین گوہر دری عصمت بحر شرافت کو شہر مین لاکر شاہزادہ مشتری خصائل کے ساتھ ہمکنار کیا اور اس جشن کے بعد سلطان احمد شاہ نے چند ممالک اپنے فرزندون مین تقسیم کیے ولایت رام گڑھ و ماھور اور کلم مع بر ہنے مملکت برار شاہزادہ محمود خان کے سپرد کرکے اس طرف روانہ کیا اور شاہزادہ داؤد خان کو اتابک شاہی دیگر اور امرائے قدیمی معتبر اسکے ہمراہ کرکے تلنگ کی حکومت عنایت فرمائی اور شاہزادہ علاء الدین والاشان کو کہ خلف الصدق تھا ولیعہد کرکے اسکے چھوٹے بھائی شاہزادہ محمد خان کو جو سب شاہزادون سے چھوٹا تھا شریک شاہی کیا اور موافقت اور عدم مخالفت کے بارہ مین بھائیون سے قسم لی اور وہ کام جو کبھی پیش نہین جاتا ہو اسکے انجام مین مصروف ہوا اور خلف حسن بصری ملک التجار کو دو نہزاری کرکے دولت آباد کا سپہ سالار کیا اور اواخر سنہ ۷۳۳ سات سو تینتیس ہجری مین اسے باعظمت و شوکت تمام اس طرف روانہ کیا اور حکم فرمایا کہ کوکن زمین کو جو دریاے عمان کے سواحل پر واقع ہو باغی و طاغی کے خار وجود سے مصفا اور پاک کرے اور ان احیاؤن کو کہ قدم اپنے اندازہ سے باہر رکھکر مصدر فساد ہوے ہین قلع اور قمع کرے اور خلف حسن بصری ملک التجار سلطان احمد شاہ کے حکم کے موافق کاربند ہوا اور اقبال عدو مال سلطانی کی برکت سے تھوڑے عرصہ مین جمیع متمردون اور مفسدون کو بانواع سیاسی علاج کرکے مملکت کو فتن و فساد سے بری کیا اور اسکے گرد و نواح مین جتنے قلعے اور قلاب مکان مسکن سرکشان تھے سب فتح کیے اور زر سرخ و سفید فیلون پر بار کرکے بارگاہ مین ارسال کیا سلطان احمد شاہ نے مسرور ہوکر خلعت خاصہ کمر بند و شمشیر مرصع اور بھی عنایات سے کہ اس سے پیشتر کوئی ملازم اس خاندان کا اس قسم کے الطاف و نوازش سے ممتاز نہوا تھا سرفراز فرمایا اور خلف حسن بصری نے فورا خلاص و اعتقاد کے اظہار کے واسطے جزیرہ مہایم کو جو شاہان گجرات کے ضبط مین تھا مفتوح کیا اور باب فتنہ و جدت سے بند تھا کھولا اور سلطان احمد شاہ گجراتی نے یہ خبر سنکر اپنے فرزند ظفر خان کو با لشکر گجرات بقصد استرداد جزیرہ مہایم مقرر فرمایا اور شاہ دکن نے بھی اپنے شاہزادہ علاء الدین کو خلف حسن بصری کی مدد کے واسطے تعین کیا چنانچہ دونون شاہزادے خلیج کے کنارے کہ ولایت مہایم مین ہو فروکش ہوئے دونون مین کوئی جرأت عبور نہ کرتا تھا جب مدت مقابلہ کی دراز ہوئی شاہزادہ علاء الدین آب و ہواے کوکن کی بے اعتدالی سے علیل ہوکر چند منزل سے پلٹ آیا اور شاہزادہ ظفر خان فرصت پاکر خلف حسن بصری سے ہم مصاف ہوا جنگ عظیم ہوئی فی الجملہ دونون طرف کے بہادران صف شکن کہ ہمیشہ مشتاق جنگ یکدیگر تھے اور قرب جوار کے سبب ایک دوسرے کو خیال مین نہین لاتا تھا اپنی شوکت دکھاتا تھا کہ آج زمانہ آزمائی اور طالع آزمائی کا ہے اپنا جوہر ذاتی دکھاتے کہ نام عنفوان روزگار پر یادگار رہے اس روز نہزار ہا جوان سر میدان مردانگی اور جوانمردی کرکے ایسے لڑے کہ پرے کے پرے خالی ہو گئے اور دو نہزار مرد نے نقد جان دیکر راہ عدم لی اور اسی دار و گیر مین خلف حسن بصری کا بھائی حسین بن حسن کہ سردار عمدہ تھا گجراتیون مین دستگیر ہوا اور دو سردار دکنی ضرب تیر سے مقتول ہوے انکے مرتے ہی سپاہ دکن کو شکست نصیب ہوئی مال و اسباب و سلاح بسیار و پیل بیشمار گجراتیون کے تصرف مین آیا اور تاریخ محمود شاہی مین نظر سے گذرا کہ شاہزادہ علاء الدین نے بھی اس معرکہ مین حملہ ہاے مردانہ کیے لیکن جو فتح کوشش سے میسر نہین ہوتی مجرد

ور شکستہ و خستہ ہو کر خلف حسن بصری کے ہمراہ منہزم ہوا جب یہ خبر حضرت اثر سلطان احمد شاہ کے گوش زد ہوئی آتش خشم و غضب کا نون سینہ میں مشتعل ہوئی شدت سے حزب ملول ہوا جا بجا فوج کو نامہ لکھے اور لشکر کثیر و جم غفیر فراہم لا کر گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور جب سلطان احمد شاہ اپنے ممالک سے سپاہ جمع کر کے مقابلہ کے واسطے گرم عنان ہوا دکینوں نے قلعہ بیسول کو کہ سلطان احمد شاہ گجراتی کے متعلقوں کے تعلق اور تصرف میں تھا محاصرہ کیا جب سلطان احمد شاہ گجراتی بعظمت و استیلائے تمام اس نواح میں پہونچا سلطان بہمن نژاد نے محاربہ سے دست کش ہو کر پیشقدمی کی اور مدت مدید ایک دوسرے کے مقابل خیمہ و خرگاہ برپا کر کے جنگ میں سبقت کرتے تھے یہانتک کہ طرفین کے علما و فضلا نے درمیان آ کر نائرہ منازعت کو آب لال موعظت سے بجھایا اور یہ مقرر ہوا کہ قدیم الایام سے جو قلعہ اور پرگنے تمہارے زیر نگین اور تصرف میں رہے ہیں اُسپر اکتفا کرو اور ایک دوسرے کی ملک لینے کی طمع نہ کرو صلح پر راضی ہوا فرشتہ حال ماضی ہوا اور تاریخ الفی میں مذکور ہے کہ سلطان احمد شاہ بہمنی گجراتیوں کی فکر میں اور دکینوں کی شکست سے کہ جزیرہ مہایم میں کھائی تھی مارِ دم بریدہ کی طرح پیچاب کرتا تھا یہانتک کہ ۸۳۸ آٹھ سو سینتیس ہجری میں خبر پہونچی کہ محمد خان نذر حاکم گجرات کسی قریب کے سبب ولایت ندربار میں مقام کرتا ہے سلطان بہمن نژاد نے فرصت غنیمت جانکر اُسپر فرجہ کش ہوا اور کوچ متواترہ سے اُس حدود میں پہونچا اور جب سلطان احمد شاہ گجراتی بھی لشکر تاخت متوجہ ہوا دکینوں نے صلاح مراجعت میں دیکھی اور چار منزل سے پلٹ آئے اور گجراتیوں نے بھی معاودت کی عزیمت کی اور آب تاپتی کے کنارے فروکش ہوئے اور جاسوسوں اور مخبروں نے دوبارہ جا کر خبر پہونچائی کہ دکینوں نے عود کر کے قلعہ بیسول کو محاصرہ کیا ہے گجراتی بھی پلٹ کر قلعہ بیسول کی طرف متوجہ ہوئے دونوں لشکر ایکدوسرے کے مقابل ہو کر ایک دن صبح سے شام تک جنگ میں مصروف رہے جب دن تمام ہوا شام ہو گئی لڑائی صبح پر موقوف رہی اُسی شب کو جو کہ دونوں حاکم میانجی طلب تھے بغیر سکے کہ حرف مصالحہ درمیان میں آوے کوچ کر کے اپنے ممالک کی طرف متوجہ ہوئے اور بعضے مورخین نے قلعہ بیسول کے واقعہ کو دوسرے طریق سے نقل کیا ہے اس سے احتراز کر کے مشہور پر اختصار کیا اور سنہ مذکور میں حصار ایک احمد آباد بیدر کہ گچ و سنگ سے تعمیر کرتے تھے انجام کو پہونچا سلطان نوازم لشکر بجا لایا اور اسی سال شیر خان اپنے بھانجے کو کہ جسکی ہدایت سے سلطان فیروز شاہ کو شدت مرض میں گلا گھوٹ کر ہلاک کیا تھا اُسکے وجود کو سبب عدم حصول سلطنت اپنے فرزندوں کی نسبت جانتا تھا ایک گناہ میں مواخذہ کر کے قتل کیا اور سنہ ۸۳۷ آٹھ سو سینتیس ہجری میں ہوشنگ شاہ مالوہی نے اُس خلاف کے سبب کہ درمیان دکینوں اور گجراتیوں کے ظاہر ہوا تھا فرصت پا کر ولایت نرسنگھ پر لشکر کھینچا اور نرسنگھ لڑائی میں مارا گیا قلعہ کھنڈلہ ہوشنگ شاہ مالوہی کے تصرف میں در آیا اور جب سلطان احمد شاہ اس طرف لشکر کش ہوا نصیر خان والی اسیر اتع آیا اور اُسنے نہ چاہا کہ دونوں بادشاہوں میں گھنگو بڑھے نوبت بہ نیزہ و شمشیر و گرز و تیر آئے بندگان خدا کی صفت میں جان جائے اور بعد گفت و شنود بسیار مقرر ہوا کہ قلعہ کھنڈلہ ہوشنگ شاہ مالوہی اور ملک برار سلطان احمد شاہ بہمنی کے مدام قبضہ قدرت میں رہے اس نہج پر دونوں شاہوں کے درمیان میں عہد و پیمان ہو کر اور سوگند مغلظہ دیکر ہر ایک کو دارالامارۃ کی طرف رخصت کیا اور کسی چند و زمین سلطان احمد شاہ نے ممالک تلنگ میں جا کر بعضے زمینداروں کو کہ شاہزادہ داؤد خان سے سرکشی کرتے تھے قتل کر کے

مراجعت فرمائی اور قریب ایک منزل احمد آباد بیدر مین پہونچکر ناصر الدین کربلائی کو کہ سلطان احمد شاہ نے پیغمبر آخر الزمان کو خواب مین اُنکی صورت مین دیکھا تھا اور شیخ آذری نے اُنکی سفارش لکھی تھی پانچہزار روپیہ خاص کر اُسکو دیے اور قریب بتیس ہزار روپیہ کے سادات کربلائے معلی علے مشرفہا آلاف التحیۃ والثنا کے واسطے اُسکے ہاتھ ارسال کیے اور اُسی روز سید ناصر الدین کا گذر ایک مقام مین ہوا کہ شیر ملک اُس مقام مین اپنے خواص سے بیٹھا تھا سید نے چاہا کہ گھوڑے پر سوار اُسکے سامنے سے گذرے شیر ملک کو امرائے نامدار سے تھا یہ ادا سید کی اُسے نہایت ناگوار اور دشوار ہوئی فرمایا کہ سید کہ خانہ زین سے کھینچو سید غضبناک ہوکر سلطان کے پاس گیے اور شیر ملک کی بے ادبی گذارش کی سلطان نے دلاسا دیکر فرمایا کہ خدا و رسول کے حوالہ کرکہ سزا اُنکی دیگا اور جب موکب شاہی احمد آباد بیدر مین پہونچا ایکدن تخت پر اجلاس کرکے ہر ایک امرا کو خلعت کرکے جاگیر کی طرف رخصت کیا جب شیر ملک اُسکے روبرو آیا اور وہ بے ادبی کہ سید کربلائی سے کی تھی اُسی یاد آئی سلطان نے فیل قصاب کو طلب کرکہ شیر ملک کو سکے پاؤن کے نیچے ڈالکر پامال کیا نظم

ندیدہ اے کس از خویش و از اجنبی ۔ بگرامی ترازاہلبیت نبی ۔ بجان منعقد تو
سادات راہ جان اہل تقوے وطاعات راہ یقینش قوی بود و دینش درست ۔ بجز دادو گریاری از کس نجست ۔

اور جب بارہ برس اور دو مہینے اُسکی جہانداری کے منقضی ہوئے ماہ رجب کی اٹھائیسویں ۲۸ تاریخ ۸۳۸ ہجری سو اڑتیس ہجری مین اس جہان فانی سے رحلت کی کہتے ہین سلطان احمد شاہ بہمنی اپنے عہد مین مشائخ اور درویشان صاحب حال سے خوب سلوک کرتا تھا اور ہمیشہ اس طائفہ کا طالب رہا اور چونکہ ان دنون مین آوازہ ارشاد شاہ نعمت اللہ ولی کا اور مقامات و کرامات اُنکے عالمگیر ہوے شیخ حبیب اللہ جنیدی کو جو اُنکے خاندان کے مریدون سے تھے بالتفاق میر شمس الدین قمی اور ایک جماعت اہل دل سے بالتحف وہدایاے وافرہ کرمان بھیجا تاکہ سلطان کی طرف سے وکیل ہوکر دست ارادت اُس قطب زمان کے دامن مین مارکر التماس دعا کی اور شاہ نعمت اللہ ولی نے اس جماعت کا اعزاز واکرام کرکے ملا قطب الدین کرمانی کو جو ایک دانشمند ژندہ پوش تھا اور اُن کے مریدون کے سلک مین انتظام رکھتا تھا دکن کی طرف روانہ کیا اور تاج سبز دوازدہ ترک صندوق مین رکھکر ملا قطب الدین کرمانی کے سپرد کیا کہ امانت سلطان احمد شاہ بہمنی کی ہے اُسی پہونچانا اور جب ملا قطب الدین دکن مین آیا اور اتفاقاً دور سے سلطان کی نظر اُسپر پڑی بے اختیار آواز بلند کی کہ وہی فقیر ہے جسے خواب مین اُس روضہ کے نیچے جب لشکر سلطان فیروز شاہ سے جنگ مین متحیر و متردد تھا تاج سبز دوازدہ ترک تجھے دیا تھا اور مین نے کیفیت اور رنگوں کی تاج کسی سے نہ کہی اگر اس قسم کا تاج اس مرد کے پاس ہو تعبیر اس خواب کی یہی ہوگی جب ملا قطب الدین نے سلطان کے قریب جاکر سلام کیا اور شاہ نعمت اللہ ولی کی طرف سے دعا دی اور کہا شاہ نے فرمایا ہے کہ فلان تاریخ سے اب تک اس تاج کو مین نے بر سر امانت نگاہ رکھا تھا جو لیا امر کو سپرد کرنے کے بھیجے کا ہو وقوع مین نہیں آتا تھا اُسوقت تک امانت داری کی اب کہ شیخ حبیب اللہ جنیدی آیا اور ایکدفعہ پیدا ہوئی واجب ہوا کہ تمھاری امانت تمھارے پاس پہونچاؤن اور سلطان احمد شاہ سے منقول ہے کہ جس وقت ملا قطب الدین کرمانی نے یہ تذکرہ کیا مین نے ایک حالت عجیب مشاہدہ کی اور سراپا حیرت ہوا کہ اپنے دل مین کہتا تھا کہ اگر یہ تاج سبز دوازدہ ترک ہو تو پھر شک نہ رہیگا ملا قطب الدین نے عالم کشف مین دریافت کرکے کہا کہ شاہ دغدغہ اپنے دل مین نہ لا کہ تاج سبز دوازدہ ترک یہی اور مین وہی شخص ہون کہ شاہ ولایت پناہ کے حکم کے بموجب فلان روز عالم رویا

مین آپ کے ملاحظہ مین آیا تھا پس مین بے اختیار ملانے لپٹکیر ہوا اور اپنے پہلو مین جگہ دیکر صندوق کھولا اور تاج کو بصفات مذکورہ دیکھکر اپنے سر پر رکھا بیعت شاہ دریہندو شیخ دربان و تاج بخشی چنین گفتند شہان بہ اور جو شاہ نعمت اللہ ولی نے اس شہنشاہ کو اپنے دستی مکتوب مین عظم الشہان شہاب الدین احمد شاہ ولی لکھا تھا اسواسطے حکم کیا کہ منبر دن پر اور ضرب مین شاہی مین اسی عبارت سے میرا نام مذکور کرین اور اسی سال خواجہ جمال الدین سمنانی اور سیف اللہ حسن آبادی کو نعمت اللہ شاہ ولی کی خدمت مین بھیجکر التماس ارسال ایک اولاد امجاد سے کی لیکن جو کہ آنجناب کا سوائے ایک فرزند بسوم شاہ خلیل اللہ کے باغ زندگانی مین اور ثمرہ نہ تھا اسکی جدائی اپنے اوپر شاق جانکر اپنے پوتے میر نور اللہ بن شاہ خلیل اللہ کو دکن کی طرف روانہ فرمایا اور جب خبر انکے نزول کی بندر چول مین پہونچی سلطان نے خاص پالکی انکی سواری کے واسطے مع سید محمد صدر و میر ابو القاسم چرجانی کے بھیجی اور جبکہ دار الخلافت کی اطراف مین پہونچے سلطان خود مع جمیع شاہزادگان و امرا انکی پیشوائی کو تشریف لے گیا اور باعزاز و اکرام تمام شہر احمد آباد بیدر مین لایا اور جاے ملاقات مین قریہ اندور تعمیر کرکے نعمت آباد نام رکھا اور میر نور اللہ کو ملک الشائخ خطاب فرماکر جمیع مشائخ بلکہ اولاد امجاد سید محمد گیسو دراز پر مقدم بٹھایا اور اپنی ایک دختر انکے حبالۂ نکاح مین لاکر اپنی دامادی سے سرفراز اور مقرب کیا اور جب کاشف اسرار ازلی شاہ نعمت اللہ ولی ۸۳۴ آٹھ سو چونتیس ہجری مین قریہ ماہان مین ودیعت حیات سپرد کرکے حظائر قدس مین تشریف فرما ہوئے شاہ خلیل اللہ بھی مع مخدوم زادون شاہ حبیب اللہ غازی اور شاہ محب اللہ کے دکن مین رونق افزا ہوئے اور اسکے بعد شاہ حبیب اللہ نے سلطان احمد شاہ کی دامادی سے اختصاص پایا شاہ محب اللہ بھی شاہزادہ علاء الدین کی دامادی سے معزز ہوئے اور شاہ خلیل اللہ مورد انعام و احسان فراوان ہوکر دوستگام اور غائر المرام وطن مالوف کی طرف روانہ ہوئے اور بعضے کہتے ہین کہ نوبت روانگی نہ آئی بلکہ خاک دامن گیر دکن مین فوت ہوئے بہرحال اس وصلت کے سبب اولاد شاہ خلیل اللہ کی اعلی مراتب دنیوی پر فائز ہوکر صاحب اعتبار ہوئی اور شاہ حبیب اللہ کہ امرا کی سلک مین منتظم ہوئے تھے قصبہ بیر جاگیر پائی چنانچہ ایک خانقاہ کہ اس قصبہ کے باہر ہے بعضون کا اعتقاد یہ ہے کہ اسکے بھائی محب اللہ نے بنائی اور جو چند معرکون مین افواج کفار پر تاخت کرکے جہاد اور غزا مین سعی کی تھی سلطان احمد شاہ سے غازی لقب پایا اور سلطان احمد شاہ کے عہد سلطنت مہد مین ایک شخص باشندہ احمد آباد بیدر نے ایک کتا پالا تھا وفاداری اور حق شناسی مین مشہور و موصوف تھا قضارا ایک قضیہ اسکو پیش آیا کہ وہ شخص بہت روپیہ کا محتاج ہوا اس سگ وفادار کو ایک شخص کے پاس رہن رکھکر مقصد دنیا یعنی قرضہ حاصل کیا اور وہ مرتہن اس کتے کو ہمراہ لیکر قصبہ گنجولی کی طرف روانہ ہوا لیکن اثنائے راہ مین ایک دشمن سے دوچار ہوا جسنے فرصت پاکر تلوار کھینچکر دو چار زخم اسکے مارے اور اس خیال سے کہ کام اسکا تمام ہوچکا بذوق و شوق تمام راہی ہوا سگ وفادار دور سے اس امر سے واقف ہوکر دوڑا اور دشمن کے وار بچاکر پس و پیش سے دشمن پر حملہ کرکے جس طور سے ہوسکا بزخم دندان و پنجۂ شیری کہ رکھتا تھا اسکو مار کر خاص مذلت پر ڈالا اور پلٹ کر مرتہن کے سرہانے آکر سونگھنے لگا اور ایک رمق جان اسمین پاکر اپنا سر اسکے پاؤن پر ملنے لگا ایسی حرکات جنسے نہایت حزن و ملال ظاہر تھا ظہور مین پہونچائین اس نے جب جانا کہ میرے دشمن کو اسنے ہلاک کیا ہے کتے پر نہایت مہربان ہوا اور ایک قریہ مین کہ وہانسے قریب تھا جاکر زخمون کے مانکا دینے کے لیے توقف کیا جب چند روز کے بعد اسے معلوم ہوا کہ ان زخمون سے جانبر نہونگا اور حال روز بروز بدتر ہوتا جاتا ہے دس نے اپنے ہاتھ سے ایک رقعہ لکھا کہ اس کتے نے مجھ سے ایسی ایسی وفاداری اور جانفشانی کی اور

میرے محسن کو میرے مقام میں اس طریق سے ہلاک کیا جو حق بذمہ تیرے تھا مجھے پہونچا اور مجھے تیری نسبت کسی طرح کا دعوے اور مطالبہ نہیں ہو سکتے کو برضا و رغبت میں نے رخصت کیا مناسب کہ اسے نہر اردو دست سے بہتر جانکر اُس کے احوال سے غافل نہ رہے اور اس نوشتہ کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر اسکی گردن میں ڈال کر رخصت کیا اور کتا اپنے مالک کے پاس پہونچا لیکن اُسکی نظر جو ہیں اُسپر پڑی آواز بلند اُسے گھور کر تا تھرو غضب ظاہر کیے اور کوشش جھٹکا کر ماری اور کہا کہ تو نے مجھے آدمیوں میں بے اعتبار کیا اُس بے زبان نے بیتاب ہوکر فریاد کی اور زمین پر گر کر مر گیا اُس کے مالک نے اُسکی گردن پر کچھ بندھا دیکھا اور کھولکر رقعہ پڑھا جب حقیقت حال پر مطلع ہوا تو اُس کے فوت پر نہایت متاسف ہوا اور اُسے شہر کے باہر مدفون کیا اور اُس روپیہ سے جو قرض لیے تھے ایک گنبد عالی اُسکی قبر پر تیار کیا اور اپنے پاس سے بھی مبالغ کثیر اُسمیں صرف کیے کہ وہ گنبد اب تک موجود ہے تذکرہ سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ بہمنی کے دارائی کا جب سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ بہمنی نے احمد یا وحید کے تخت پر اجلاس کیا اپنے بھائی شاہزادہ محمد خان کی خاطرداری اور رعایت میں حد بلغ تفویض کیا بھوڑے ہاتھی اور جاگیر خوب زر ریز عنایت فرمائی اور دلاور خان افغان کو کردوتخانہ کے امرا سے تھا وکیل سلطنت اور خواجہ جہان استر آبادی کو وزیر کل کر کے امور مملکت میں قوی دست کیا اور عماد الملک غوری کو جو مرد دکن سال تھا اور عرا پنی خدمت سلاطین بہمنیہ میں بدولت و حشمت بسر کی تھی امیر الامرا کر کے باتفاق شاہزادہ محمد خان و خواجہ جہان بتوکت و تجمل تمام کفار بیجانگر کے سر پر کہ پانچ برس کا خراج خزانہ عامرہ میں داخل نہ کیا تھا اور اسکی بیباقی میں دلیل بیجا اُٹھاتا تھا مقرر کیا اور یہ فوج سلطانی جب ولایت کنڑ میں داخل ہو کر تاخت و تاراج میں مشغول ہوئی راے بیجانگر نے سراسیمہ اور مضطرب ہو کر بیس ہاتھی اور آٹھ لاکھ ہون نقد اور دو سو گانے والیان رقاصہ و ہنرمند اور علاوہ اُسکے اور بھی چیزیں عمدہ اور نفیس شاہزادہ محمد خان کے پیشکش کر کے واپس کیا اور جب شاہزادہ قلعہ مدکل کے اطراف میں پہونچا بعضے فتنہ پردازان دکن نے کہ مشہور آفاق تھے اُسکی سمع مبارک میں پہونچایا کہ سلطان احمد شاہ نے آپکو سلطنت میں شریک کیا تھا مناسب یہ ہے کہ سلطان علاء الدین شاہ اُن دو امر سے ایک اختیار کریں یا آپ کو مسند فرمانروہی پر اپنے پہلو میں جلوہ گر کریں اور باتفاق امور سلطنت کو انجام دیں یا ممالک محروسہ کے دو حصہ کر کے ایک پر آپ متصرف ہوں اور دوسرا آپ کے قبضہ میں واگذار کریں اب صلاح وقت یہ ہے کہ اس مقام میں آپ مقیم ہو کر نصف ملک کو اپنے قبضہ اقتدار میں لاویں شاہزادہ محمد خان نے فریب کھا کر عماد الملک غوری اور خواجہ جہان کو اپنے موافقت کے بارہ میں ترغیب بہت کی اور جب اُنھوں نے اُسکے ارادے سے واقف ہو کر انکار کیا فتنہ انگیزوں کی ہدایت سے دونوں کو قتل کیا اور بیجانگر کے روپیہ سے قوی پشت ہو کر فوج کثیر جمع کی مدکل اور بیجاپور اور شولاپور اور نلدرگ کو ملازمان سلطانی کے قبضہ سے برآوردہ کیا اور سلطان علاء الدین عماد الملک غوری کے قتل سے نہایت محزون اور مغموم ہوا اور فرمایا وہ خدمت ہمارے باپ اور دادا کی بجا لایا تھا اور وہ ہمارے بجاے جد و پدر تھا ایسے شخص کی ہلاکت نتیجہ خوب نہ بخشیگی یہ کہکر سر و نیلون اور خزانون کا کھولا اور سامان فوج درست کر کے سرکشی بھائی کے رام کرنے کی عزیمت کر کے دارالملک سے نہضت فرمائی اور مقابلہ کے وقت ایسی حالت اُن دو برادر نامدار کے مابین واقع ہوئی کہ ترک جنگجو سے فلک کاول معرکہ کے مقتولون پر جلتا تھا اور اس کیفیت سے قتال و جدال کا سانحہ وقوع میں آیا کہ اسکی شعلہ زنی سے خورشید آسمان کا چہرہ تمتما یا لیکن نسیم مراد نے گلشن فتح سے پرچم ہایات سلطان علاء الدین شاہ

پر جلوہ کیا چنانچہ اکثر اُن امرا سے جو مصدر اس فتنہ و فساد کے ہوے تھے دستگیر ہوئے اور شاہزادہ محمد خان کو وہ دشت دور دست مین چند خواص خاص سے مفرور ہوا اور سلطان نے احمد آباد بیدر کی طرف مراجعت کی اور اس جماعت کی تقصیر معاف فرما کے زندان سیاست سے رہائی بخشی اور مکتوب نصیحت آمیز بھائی کو لکھکر حسلور سے ممکن ہو سکا اپنے پاس بلایا اور مشمول عواطف فرمان کیا اور چودہ سر بھائی سلطان کا شہزادہ داؤد خان مملکت تلنگ مین تخت ہنگاہ عالم آخرت کی طرف خرامان ہوا ایچور کو جو جملہ ممالک تلنگ سے ہے شاہزادہ محمد خان کی جاگیر کے واسطے مقرر کر کے مع تجمل شاہی اس طرف روانہ فرمایا اور اُسنے مدت مدید اُس مقام مین استقامت کر کے اپنی اوقات بفشرت و نشاط بسر کی اور دلاور خان کو بروز نوروز ہشتصد سو چالیس ہجری مین مخلع کر کے رایان کوکن کی تنبیہ و تادیب کو کہ عجب ایک جماعت سرکش تھی تعین فرمایا اور راجاے قلعۂ انبل اور سنگیسر نے جب باجزیہ اور خراج کا اپنی گردن پر رکھا دلاور خان نے راے سنگیسر کی بیٹی سلطان کے واسطے لیکر مع خزاین چند سالہ دار الخلافت احمد آباد بیدر کی طرف مراجعت کی سلطان علاء الدین اول اُسکی خدمت سے خوش ہوا اور سنگیسر راے کی دختر ماہ پیکر زہرہ خصائل کو کہ حسن صورت اور خوش خلقی اور موسیقی دان بے نظیر تھی منظور نظر التفات کر کے بنام زیبا چہر ممتاز کیا چنانچہ آوازہ اُنکی عاشقی اور معشوقی کا منتشر ہوا لیکن آخر مین اسوجہ سے کہ دلاور خان نے مال وافر رایان کوکن سے رشوت لیکر اُس جماعت کے قلع اور استیصال مین عمداً تساہل و تغافل کیا تھا اُس امر سے سلطان کا دل صفا منزل اُس سے دگرگون ہوا اور اُسنے اس امر کو دریافت کر کے مہر و کالت شاہ کے حضور بھیجی و تضرع و زاری مستغنی ہو کر اس مملکت سے نجات پائی پھر وہ منصب ایک خواجہ سرا کی نسبت کہ دستور الملک نام رکھتا تھا رجوع ہوا اخلاق اسکی چاپلوسی سے ننگ آئی اور بہر چند اُسکی شکایت شاہ کی خدمت مین مرد ض رکھی دشمنی پر محمول ہو کر پذیر نہ ہوئی روز بروز اُس کی عزت افزون ہوتی تھی یہانتک کہ شاہزادہ ہمایون بڑے بیٹے سلطان علاء الدین شاہ نے ایک دن اُس سے کہا کہ فلان معاملہ کا سرانجام کر اُسنے جواب دیا کہ آج مین اسکی طرف نہین مشغول ہو سکتا ہون دوسرے وقت بجا لاؤنگا شہزادہ نے بعد دو تین دن کی آدمی بھیجکر پیغام دیا کہ ابتک وہ مہم مشخص نہین ہوئی ہے اگر تم اسکو انجام کرو تو بہتر ہوگا خواجہ سرا خون گرفتہ نے اس مرتبہ یہ جواب دیا کہ یہ امور مجھ سے تعلق رکھتے ہین آپ کو اسمین سعی کرنا مناسب نہین ہر شہزادہ کہ نہایت تند مزاج تھا یہ کلمہ سنکر آگ ہو گیا اور بتیاب ہو کر ایک سلحدار شاہی کو طلب کر کے فرمایا جسوقت دستور الملک دیوانخانہ سے نکلے اُسے قتل کر کے میرے ملازمون کے پاس پناہ لیجیو کہ تیری محافظت مین تقصیر نہ کرینگے اور سلحدار نے بھی جو اُس لگن کے کٹنے سے آزردہ خاطر تھا اُسی دن کسی عرض حال کے بہانہ اُسکے روبرو جاکر اُس ضرب خنجر تشنۂ خون سے اُسکا کام تمام کیا اور شہزادہ کے آدمیون نے جو وہان حاضر تھے شہزادہ کے حکم کے موافق اُسکی حمایت کی اور کسی طور کا صدمہ اُسپر نہ پہنچنے دیا اور دربار شاہی مین جب شور بلند ہوا شہزادہ ہمایون کو اپنے والد ماجد کے روبرو بیٹھا تھا حکم کے موافق تفتیش حال کے واسطے باہر آیا اور اُس معاملہ کو یاد کر کے عرض حالی مین پہونچایا کہ فلان سلحدار نے کہ خدمتگار قدیم ہے اور حقوق خدمت بہت رکھتا ہے دستور الملک کو جو اُسکے احوال پر بے توجہی کر کے اکثر اُسے بدشنام فحش دیتا تھا اُسکے دست ظلم سے بتنگ آکر آج اُسے ہلاک کیا اور میرے سپاہیون نے کہ اُس مقام مین حاضر تھی اُسے گرفتار کر کے مقید کیا ہے اس بارہ مین کیا ارشاد ہوتا ہے سلطان نے اس سبب سے کہ اوائل مین ایک ترکی کے قتل کے واسطے حکم صادر فرمایا تھا اور پھر

شاہزادے کے طرز کلام سے بھی شفاعت اور رحایت اُسکی مفہوم ہوتی تھی قاتل کے حبس کا حکم فرمایا اور مقتول کا منصب میان من اللہ دکنی کو جو دانشمند اُس عصر کا تھا اور خصائل حسنہ کی صفت مین موصوف تھا رجوع فرمایا اور ۸۹۳ آٹھ سو اکتالیس ہجری مین زوجۂ سلطان مسماۃ آغا زینت مخاطب بہ ملکۂ جہان نے اپنے باپ نصیر خان سے زیبا چہرہ کے غلبہ اور شوہر کی کم عنایتی کی شکایت کی نصیر خان سلطان علاء الدین سے رنجیدہ ہوا اور سلطان احمد شاہ گجراتی کی صلاح سے تسخیر مملکت برار کا عازم ہوا اور آدمی پوشیدہ امراے برار کے پاس بھیجکر بطمع فراوان اپنی اطاعت کی ترغیب کی اور اُنھون نے متفق اللفظ والمعنی اقرار کیا کہ نصیر خان حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہے اگر اُسکی نوکری اختیار کرکے اُسکے مخالفون کو شمشیر سے ماریںگے غازی ہونگے پھر ایک عریضہ مشعر بر اخلاص اعتقاد اور التماس قدوم نصیر خان کی درگاہ مین ارسال کیا اور وہ بے توقف مع لشکر خاندیس اور دو ہزار سوار و پیادہ بیشمار کہ اجگونڈوا نے اُسکی مدد کے واسطے روانہ کیے تھے ولایت برار مین در آیا اور امراے نکام نے چاہا کہ اپنے سپہ سالار خان جہان کو کہ فدویان شاہان بہمنیہ سے تھا مقید کرکے نصیر خان کے روبرو لیجاوین خانجہان اُنکے ارادہ سے مطلع ہوکر قلعہ نرالہ مین جاکر متحصن ہوا اور حقیقت حال سلطان علاء الدین شاہ کی خدمت مین اس مضمون سے تحریر کی کہ اس ولایت کے امرا نصیر خان کے شریک ہوکر بے ملاحظہ اُسکا خطبہ پڑھتے ہین اور قلعہ نرالہ کا محاصرہ کرکے تسخیر کے اندیشہ مین پڑے ہین اسلیے سلطان علاء الدین شاہ نے جمیع امرا اور ارکان دولت کو طلب کرکے مجلس مشورہ کی منعقد کی اُسوقت اُمراے معتبر دکنی عرض گذار ہوئے کہ علاج اس امر کا شاہ کی توجہ پر منحصر ہے کیونکہ جسوقت ہم اُس طرف لشکر کش ہونگے شاہان گجرات اور مندو اور رایان گونڈواڑہ اُسکی مدد کو آوینگے سلطان نے اس بات سے رائحہ نفاق سونگھکر اُس مجلس مین خلف حسن بصری ملک التجار سپہ سالار دولت آباد کو اُس یورش کی تکلیف دی اور اُسنے بعد تسلیم عرض کیا کہ ہم بندون کو اُلغ اور جانسپاری کے سوا چارہ نہین ہر چند کہ خلائق درگاہ پر روشن اور ہویدا ہے کہ شکست جزیرۂ مہایم کی امراے دکنی اور حبشی کے نفاق سے واقع ہوئی اس لیے کہ یہ لوگ رشک و حسد سے نہین چاہتے کہ میرے ابناے جنس سے کہ اُنھین پردیسی کہتے ہین خدمات شائستہ ظہور مین پہونچین اگر سلطان جمیع امراے مخل کو مع عمل خاصہ بندہ کے ہمراہ کرے اور کسی دکنی اور حبشی کو اس کام مین دخیل نہ فرماوے امید کہ توفیق صمدی اور میامن اقبال خداوندی سے اس معاملہ کو نہایت درجہ وجہ سے انجام دون اُسکے بعد سلطان نے امراے دکنی اور حبشی سے فرمایا کہ اس مقدمہ مین مصلحت کیا ہے میان من اللہ اور خان زمان بولے کہ یہ مصلحت بزرگ ہے چاہیے کہ آزمائش کے واسطے تمام غریبون کو برسم مقدمہ روانہ فرمایئے اگر یہ غالب آئین تو المراد ورنہ سلطان کے ہمراہ رکاب دولت ہونا چاہیے سلطان علاء الدین نے یہ رائے پسند کی اور تین ہزار مخل تیرانداز کہ تمام خاصہ خیل سے تھے یکقلم ہمراہ اُنکے تعین فرمایا اور اسی طریق سے امراے عرب کو کہ بعضے پرورش یافتہ سلطان فیروز شاہ اور اکثر تربیت کیے ہوئے سلطان احمد شاہ کے تھے اُس خدمت پر مامور کیا اور اسم نویسی اُس جماعت کی یہ ہوئی قاسم خان صف شکن قراخان گرو علیخان سیستانی میر علی کافر کش افتخار الملک جہدانی احمد بیگ تازی رستم خان مازندرانی حسین خان بدخشی خسرو خان اوزبک بہادر خان اوزبک مجنون سلطان شاہ قلی سلطان کہ دونون شاہزادہ چنگیزی تھے القصہ خلف حسن بصری اول جماعت کے ہمراہ دولت آباد گیا اور جمیع امراے دکنی اور حبشی کو اُس حدود مین جابجا سرحد کی محافظت کے واسطے تخصیص سرحد گجرات اور

مندو کے واسطے تعین کرکے سات ہزار عرب مسلح اور مکمل ہمراہ لے کر نہایت شان و تجمل سے برار کی طرف متوجہ ہوا اور خان جہان فرصت پاکر قلعۂ ترنالہ سے برآمد ہوا اور خلف حسن بصری کے استقبال کے واسطے جاکر قصبۂ رہ کی مین ملاقات کی اور خلف حسن بصری نے خان جہان کو مع بعضے امرائے دکنی کے کہ اسکے ہمراہ تھے الیچپور اور بالاپور کی طرف بھیجا کہ اس طرف جاکر ایان گوند تواڑہ کا سدراہ ہوتا کہ وہ نصیر خان کی مدد سے باز رہین اور خود بکوچ متواترہ اور بسہیل استعجال پرگنۂ رونکھیر کی سمت جو لشکر گاہ نصیر خان کا تھا روانہ ہوا اور رونکھیر کے گھاٹ پر خاندیسیون سے جنگ ہوئی اور غریبون کو خدا نے ظفریاب کیا اور نصیر خان شکست اپنے اوپر سوم جاکر رونکھیر سے کوچ کرکے تعجیل تمام برہان پور گیا اور لشکر کے فراہم لانے مین مشغول ہوا اور خلف حسن بصری وہ حدود نصیر خان کے تصرف سے برآوردہ کرکے اسکے تعاقب مین برہانپور گیا اور نصیر خان تاب نہ لاکر قلعہ لالنگ مین بھاگا اور خلف حسن بصری نے شہر کو غارت کرکے وہانکے کفار متمول سے زر و جواہر و اقمشہ وافر لیا پھر ولایت خاندیس کے نہب و غارت کے واسطے روانہ ہوا اور اپنا کام کرکے پھر شہر برہانپور مین آیا اور عمارات شاہی کو مسمار اور آگ سے جلاکے خاک سیاہ کیا اور مراجعت دکن کا آوازہ بلند کیا لیکن پہررات گئے کوچ کرکے دفعۃً لالنگ کی طرف تاخت لے گیا اور چار ہزار سوار سے وہان کے اطراف مین پہونچا نصیر خان قلت اور کوتاہی اور ماندگی غنیم کی تصور کرکے بارہ ہزار سوار اور پیادہ مبشاہ سے مقابلہ کو دوڑا اور قلعہ کے دو کوس پر فریقین کا سامنا ہوا اور ہتھیار خوب چلا لیکن خاندیس والون کا پاے ثبات میدان کہین سے ہل گیا راہ فرار ناپی اور نصیر خان کے بہت مردم معتبر اور برار کے امرائے باغی مقتول ہوئے اور خلف حسن بصری شتر فیل اور توپخانہ کثیر دستیاب کرکے مظفر و منصور احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان قدرشناس اور خلق و مروت و ہمت و شجاعت مین وحید تھا شاہزادۂ ہمایون کو مع جمیع امرا اور ارکان دولت چار کوس آگے استقبال کے واسطے بھیجکر شہر مین لایا اور خلعت فاخرہ اور چند زنجیر فیل و شمشیر مرصع نوازش فرماکر دولت آبادی کی رخصت دی اور تمام غریبون پر قسم قسم کی التفات اور عنایت مبذول فرماکر زیادتی مناصب اور جاگیر سے خوشدل کیا اور شاہ ولی سلطان کو کہ شجاعت وافر ظہور مین پہونچائی تھی و خطاب دیکر اپنی داماد مین معزز کیا اور مقرر کیا کہ مجلس اور سواری مین دائمی طرف پردیسی غریبان اور مابین جانب دکنی اور حبشی حاضر رہین اور اس التفات کے سبب اس تاریخ سے ابتک دکن فتنہ خیز مین دکنیون اور غریبون کے درمیان عداوت قائم ہے جسوقت دکنیون نے قابو پایا غریب کشی کی جیسا کہ اسکے بعد مقامات مناسب مین مفصل تحریر ہوگا اور ان سنوات مین نوبرے حاکم بیجانگر نے ارکان دولت اور بہت بڑے معتبر کو طلب کے استفسار کیا کہ مملکت کرناٹک باعتبار طول و عرض حصوب کے مملکت شاہان بہمنیہ سے زیادہ ہے اور اسی طور سے ہماری فوج بھی انکی جمعیت سے زیادتی رکھتی ہے کیا سبب ہے کہ اکثر اوقات غلبہ مسلمانون کی طرف سے ہوتا ہے اور ہم انکے باج گذار رہتے ہین بعضے بولے کہ حضنسبحانہ تعالی نے مسلمانون کو ہزار سال تک بباعث زیادہ ہندون پر بزرگی اور غلبہ عنایت فرمایا ہے اور یہ امر ہماری کتب مین مشروحاً اور تفصیلاً لکھا ہے اس سبب سے اکثر اوقات ہنود مغلوب ہوتے ہین اور بعضون نے جواب دیا کہ مسلمانون مین دو چیز بہتر اور افضل ہین کہ انکی فتح کی باعث ہوتی ہین اول یہ کہ گھوڑے انکے تیز رو اور چالاک و رکاب مین اور ہمارے گھوڑے بالوا و کم قوت اور لاغر ہین دوسرے یہ کہ لشکر ہمیشہ مین تیر انداز بہت ہین اور ہمارے لشکر مین کم اسواسطے دیوراے نے حکم کیا کہ

مسلمانون

مسلمانون کو نوکر رکھین اور جاگیرین خوب دین اور بیجانگر مین مسجد تعمیر کرکے اسلام کے طریقہ مین کوئی شخص مزاحم نہووے اور مصحف اقدس رحل پر رکھکر روز میرے روبرو رکھین تاکہ سلام کرتے وقت مسلمان اسکی تعظیم و تکریم بجالاوین اور ہندؤن کی تیزابی بھی سکھاوین چنانچہ اسکے اجیان دولت نے اسپین تدبیرین کرکے یہ مقرر کیا کہ اب ولاکھ سوار اور اٹھارہ لاکھ پیادہ مین آئندہ ستر ہزار سوار اور تین لاکھ پیادہ رکھ کے ایسا کرین کہ تنخواہ سپاہی کی زیادہ تر ہووے تو ساز و یراق اور گھوڑے خوب بہم پہونچا سکین اور جب اہالی سرکار نے دس ہزار سوار مسلمان اور ساٹھ ہزار سوار کافر جو علم تیراندازی جانتے تھے اور تین لاکھ پیادہ ترتیب دے کر دیوراے کی نظر مین لائے اس وقت اُس نے ہوس گستر ممالک شاہان ہمینہ کی اور ۸۴۷ھ آٹھ سو سنتالیس ہجری مین بجوش و خروش تمام لشکر کثیر لیکر اُن کی ولایت پر فوج کش ہوا اور آب تیغ سے عبور کرکے بجبر و قہر تمام تھوڑے عرصہ مین قلعہ مدکل کو فتح کیا اور اپنے بیٹون کو قلعہ رایچور اور نیکاپور کے محاصرہ کے واسطے مامور کرکے خود آب کشنہ کے کنارے مقام کیا اور ساغر اور بیجاپور مین اُسکے آدمیون نے تاخت لیجاکر آتش ظلم و بیداد و شعلہ زن کی سلطان علاء الدین نے اس خبر کے سنتے ہی عزم انتقام کرکے لشکر براہ اور دولت آباد اور بیجاپور کے احضار کے واسطے حکم دیا اور جب چارون طرف کے طرفدار احمد آباد مین پہونچے اور پچاس ہزار سوار اور ساٹھ ہزار پیادہ فراہم ہوئے سلطان علاء الدین نے ساعت سعید مین مع توپخانہ اور بھی آلات و اسباب حرب و ضرب سے باعظمت و شوکت خود آنحضرت فرمائی اور دیوراے اُس حدود سے کوچ کرکے قلعہ مدکل مین گھس آیا اور افواج کو سلطان کی جنگ کے واسطے تعین کرکے سواراور پیادہ کی دلجوئی مین بدرجہ نہایت کوشش کی اور سلطان نے مدکل سے چھ کوس ادھر مقام کیا اور خلف حسن بصری ملک التجار کو مع لشکر دولت آباد دیوراے کے فرزندون کی تادیب اور تنبیہ کے واسطے بھیجا اور خان زمان سپہ سالار لشکر بیجاپور کو اور خان اعظم سپہدار فوج براہ اور تلنگ کو دیوراے کے سر پر مقرر کیا اور خلف حسن بصری نے اول قلعہ رایچور کی طرف جاکر دیوراے کے بڑے بیٹے سے مقابلہ و مقاتلہ کیا اور اسے مجروح کرکے معرکہ سے بسپا اور مفرور کرکے نیکاپور کی طرف متوجہ ہوا ابھی وہانتک نہ پہونچا تھا کہ دیوراے کے چھوٹے بیٹے نے ترک محاصرہ کرکے اپنے تئین باپ کے پاس پہونچایا اور دو مہینے کے عرصہ مین تین مرتبہ سپاہ کفار سے ظاہر قلعہ مدکل مین صف جنگ شدت سے واقع ہوئی اور ایک جماعت کثیر طرفین سے مقتول ہوئی اول مرتبہ کفار کا غلبہ رہا مسلمانون پر محنت و مشقت نے ظہور کیا اور دوسری مرتبہ مسلمان ایسے غالب ہوئے کہ کفار بالکل شکستہ ہوگئے کس واسطے کہ دوسری مرتبہ دیوراے کا بڑا بیٹا جو زخمی ہو کر خلف حسن بصری کے معرکے سے بھاگا تھا اب کی مرتبہ خان زمان کے نیزۂ جانستان کی ضربت سے مارا گیا اور کفار سراسیمہ و بدحواس ہوکر اُسکی لاش پاش پاش اُٹھاکر قلعہ کی طرف راہی ہوئے بیت فتادند از کافران بیشمار ہ گریزان بر قندا ندر حصار ہ اور فخر الملک دہلوی اور اُسکا بھائی کہ دونون جلد امرا سے تھے شمشیر و گرز و خنجر دیکھ بھال کر ڈھالون کی اوجھل مین ہو کر مفرورون کے تعاقب مین روانہ ہوئے جو کہ میدان جنگ نے گرمی پکڑی تھی اُسی گرم خیزی مین سرونج مین جدائی کرنے لگے اور اسی طرح سے شمشیر مارتے ہوئے اور مردون کو خاک مذلت پر ڈالتے ہوئے کفار کے عقب مین قلعہ مین داخل ہوئے اور کفار نے جو یہ جرأت اُن دونون بلند ہمت سے مشاہدہ کی انھین زندہ دستگیر کیا اور دیوراے کے پاس لے گئے دیوراے نے انھین قید کرکے اپنے بیٹے کے سوگ مین جامۂ ماتم پہنا اور گریہ و زاری اور بیقراری بہت کی اُسکے بعد سلطان علاء الدین نے یہ پیغام دیا کہ یہ دونون بہادر شیر نیستان شجاعت و پلنگان آثار دلیری و شوکت جو کہ قلعہ مین آگئے ہین ہین

ہر ایک کو بروز کار زار ہر سوار کے برابر فرض کرتا ہوں اور رایان بیجانگر اور شاہان بہمنیہ میں مقرر تھا کہ عوض ایک مسلمان کے لاکھ ہندو قتل کریں اور اگر تم آخرین آزار جانی پہونچاؤ گے یقین جاننا کہ میں ہر ایک کے عوض لاکھ ہندو قتل کرونگا اور دست تعرض اس ملک کے دامن سے نہ اٹھاؤنگا اور دیوراے جو تعصب ہمیشہ سے عود ہر اس دل پرستولی رکھتا تھا جواب دیا اور ایک جماعت معتبر شاہ کی خدمت میں بھیجکر یہ جواب دیا کہ اگر سلطان احمد کرے اور وہ ولایت میری ولایت پر لشکر نہ کھینچے تو میں بھی متعہد ہوتا ہوں کہ ہر سال پیشکش لائق بھیجکر فخر الملک دہلوی اور اسکے بھائی کو تسلیم کرونگا اور من بعد قدم دائرۂ اطاعت اور جادۂ فرمانبرداری سے باہر نہ رکھونگا سلطان نے اسکے التماس کے موافق عہدنامہ ترتیم کرکے ارسال فرمایا اور دیوراے نے فخر الملک دہلوی اور اسکے بھائی کو سمع چالیس ہاتھی جنگی اور اقسام پیشکش ہاے لائق اور باج چند سالہ خدمت شاہ میں ارسال رکھا اور سلطان نے بھی خلعت شاہانہ اور گھوڑے تازی بازین و لجام مرصع اسکے واسطے بھیجکر علم احتجت بلند کیا اور جیتک مسند دکن اسکے وجود سے مشرف اور زینت پذیر رہی دیوراے نے ہر سال پیشکش بھیجکر درواے مصادقت کے مفتوح رکھے اور کسے بھی اپنے عہد پر وفا کرنے کی بھی ولایت کرنا تک پر چڑھائی نہ کی اور کہتے ہیں کہ سلطان علاء الدین نے اپنے عہد سلطنت میں احمد آباد بیدر میں ایک دار الشفا نہایت لطافت اور صفائی سے تیار کرکے چند قریہ وقف فرمائے تھے تا زر حاصل اسکا صرف ادویہ اور شربہ ہو کر اطباے مسلمان و ہنود بیماروں کے معالجہ میں مشغول ہیں اور قضات امانت دار اور محتسبان خدا ترس کو شہر و ولایت میں مقرر فرمایا اور باوجودیکہ خود بدولت مے نوشی کرتا تھا حکم کیا کہ کوئی شخص شراب نہ پیئے اور جوانہ کھیلے اور قلندران اوباش و بیہودہ خوار کو طوق آہنین میں مطوق کرکے شارع عام صاف کرنے و خاکروبی اور تمام اعمال شاقہ عمل میں لانے سے تعذیب فرماتا تھا تو متنبہ ہو کر کسب معیشت میں مشغول ہوویں یا قلمرو سے باہر جاویں اور اگر احیانا کوئی آدمی باوجود اس انتظام صارم اور گرفتگی کے بیباکی کرتا شرب خمر یا کسی اور منکر میں اقدام کرتا تھا سیسہ پگھلا کر اسکے حلق میں ڈالتے تھے اور یہ حکم عام و خاص پر جاری تھا کسی کو اس سے مغفرت نہ تھا چنانچہ سید محمد گیسو دراز کے ایک نواسہ نے ایک فاحشہ سے اختلاط بہم پہونچایا اور ایک رات کو شراب پیکر حالت مستی میں اسکے سر کے بال تراش کر خوب زدوکوب کی جب یہ خبر کوتوال کو پہونچی اسی شب مخدوم زادہ اور قحبہ کو قید کر لیا دوسرے دن بوقت فرصت یہ خبر بادشاہ کے گوش زد کی بادشاہ نے غضبناک ہو کر حکم کیا کہ مخدوم زادہ کو صندوق میں لیجا کر سر بازار کرتام خلقت دیکھکر عبرت پذیر ہووے دو سو تازیانہ ہاتھ اور پاؤں میں ماریں اور قسم دیویں کہ پھر شراب نہ پیئے اور قحبہ کو گدھے پر چڑھا کے شہر میں تشہیر کرکے شہر بدر کریں منقول ہے کہ جب ایالت اقلیم عالم اور کفالت مصالح بنی آدم سلطان علاء الدین پر قرار یافت اسقدر سخاوت اور عدالت کا فرش بچھایا کہ احسان فریدون کا چرچا اور معدلت نوشیروان کا شہرہ اسکے زمانہ میں زیادہ ہوا اور جمعہ کی نمازوں میں وعید دین کے دوگانہ میں منبر کے قریب حاضر ہو کر وعظ سنتا تھا اور خونریزی اور ظلم و تعدی اور تشویش بندگان سے راضی نہ تھا اور آتش پرستوں کے معابد اور بتخانہ قدیم توڑ کر مسجدیں بجاے اسکے احداث کیں اور نصارا اور برہمن وغیرہ سے کلام نہ کرتا اور رہبات و دیوانی میں دخل نہ دیتا تھا لیکن جب بیجانگر کی یورش سے فارغ ہو کر مراجعت کی عیش و عشرت آگہی و استغراق ہوائی جزوی اور کلی امور ملکی و مالی کو امراے درگاہ کے سپرد کرکے ایکہزار عورت جمیلہ سربرہ شاہی میں جمع لاکر نعمت آباد کی نہر کے کنارے ایک باغ نمونہ روضہ رضوان اور ایک قصر مانند قصر فلک درخشان بنیاد رکھا اور استادان خطہ کون و فساد نے اس باغ اور عمارت کا نظیر روے زمین پر بنیاد

نہ ٹلا تھا اکثر اوقات اُس باغ مین بادہ گلفام کے تجرع اور لعل لب لبران سیم اندام کے تلذذ اور استماع نغمہ ہاے مطربان شیرین آواز مین مشغول ہوتا تھا اور نہایت خوشتین داری اور غایت کم آزاری سے نظام امور اور مصالح جمہور مین التفات نفرماتا تھا اور حکیم ارزقی نے اُس شاہ کی عمارت کے وصف مین خوب کہا ہی بیت گوئی کہ ماہ و مشتری از برج آسمان بہ تحویل کردہ اند بباغ خدایگان ۔ اور جن دنون مین سلطان نشاط مین مشغول تھا چار یا پانچ مہینے کے بعد ایک مرتبہ سلام عام لیتا تھا اور اس حالت مین دکنی اسکے گرد محیط تھے اور میان من اللہ دکنی بالاستقلال بادشاہی وکیل ہوگیا اسکے بعد سلطان نے قصد کیا کہ قلاع سواحل دریا کو فتح کرے چنانچہ خلف حسن بصری ملک التجار کو مع سات ہزار سوار دکنی اور تین ہزار سوار غریب کے اس خدمت پر مامور فرمایا اور خلف حسن بصری نے قصبۂ جاکنہ مین جو شہر جنیر کے قریب ہے استقامت کر کے اُس کا قلعہ تعمیر کیا اور دو فرقہ بدقومہ لشکر کو کن مین بھیجتا تھا اور اس طرف کے راجاؤن کو مغلوب کرتا یہان تک کہ اجل متقاضی ہوئی خود اُس طرف متوجہ ہوا اور ایک حصار اُس حدود کو جو ایک کافر سمی سرکہ کے تصرف مین تھا محاصرہ کر کے بجبر و قہر مفتوح کیا اور سرکہ کو اطلاع اس امر کی دی کہ خودۂ اسلام مین در آوے یا گردن تیغ سیاست کے نیچے رکھے سرکہ نے طریقہ مکر و فریب کا اختیار کر کے معروض رکھا کہ میرے اور رائے سنگیسر کے جو حوالی قلعۂ کندھانہ مین ہے ہمسری ہے اگر مین حلقۂ اسلام مین داخل ہونگا اور وہ اسی طور اپنی مقرر دولت مین متمکن رہیگا آپ کی مراجعت کے بعد زبان طعن دراز کر کے عشائر و قبائل کو مجھ سے منحرف کریگا اور ملک اتنے قرن کا کہ میرے باپ اور دادا سے موروثی چلا آتا ہے متصرف ہوگا اگر آپ عنان عزیمت اس طرف معطوف فرماوین تھوڑی توجہ مین اُسے بھی دستیاب کر کے اس حدود کو بھی بندہ سے رجوع فرماوین یا اُسکا سر تن سے جدا کر کے اس مملکت کو ایک امرا کے سپرد کرین بندہ کلمہ طیبہ توحید پڑھ کر غلامان شاہ اسلام مین منظم ہوگا اور ہر سال استقدر مال خزانہ عامرہ مین داخل کریگا اور اُسکے بعد اس اطراف مین اگر کوئی تمردی اور سرکشی سے ادائے زر واجب سرکار مین تغافل یا تعلل کریگا یہ کمینہ اُس کا جواب وہ ہوگا خلف حسن بصری نے کہا کہ مین نے سنا ہی راستہ مداخل اور مخارج اُسکا بہت تنگ ہی اور وہان پہونچنا نہایت دشوار اور اشکال ہی سرکہ نے جواب دیا جسوقت کہ مجھسا دو لتخواہ مقدمۃ الجیش ہوگا راستہ طی کرے گا اور اُس جنگل کے خار سے کسی سوار کے دامن کو آزار نہ پہونچے گا اور بے مشقت کل مقصود ہاتھ آوے گا چونکہ قلم تقدیر ملک التجار کی شہادت مین جاری ہوا تھا اسوسطے دشمن کے قول پر اعتماد کر کے سنہ ۸۵۰ آٹھسو پچاس ہجری مین اُس طرف عازم ہوا چنانچہ اکثر دکنی اور حبشی نفاق کر کے جدا ہوگئے اور خلف حسن بصری کے ہمراہ حبشہ مین نہ آئے اور خلف حسن بصری تقلید مین مبتلا ہو کر خود روانہ ہوا اور سرکہ نے دو دن راستہ کشادہ اور خوب کر کے کسی شخص نے نہ دیکھا تھا طی کیا اور چھوٹے بڑے اُس سے خوش ہوئے لیکن تیسرے دن وہ گراہ ایسی راہ لیگیا مصرع کہ از چول او شیر زیادہ بود ۔ اور بلکہ پر پیچ تاب زیادہ زلف خوبان اور باریک تر عاشقون کی آہ سے تھا القصہ ایسی راہ تھی کہ دیو اُس کا نشیب و فراز دیکھکر آسیب زدہ ہوتا تھا اور غول بیابانی اُسکا تیلا البلند دیکھکر دہشت کھاتا تھا نظم نہ خورشید کردی رسوش مساحت ۔ نہ تقدیر کردی حدودش مقدر ۔ گیاش از درشتی چو دندان مافی ۔ ہوا ش از عفونت چو کام غضنفر ۔ زا سہلیش اجل رستہ فرسا و پیکان ۔ زخاکش خنک رستہ و زخار خنجر ۔ نشیبش زالماس گستردہ مفرش ۔ فرازش ذ آتش بپوشیدہ چادر ۔ رہ پیچ پیچش چو زنار ترسا ۔ ہوا گشتہ زا طراف سراب و منبر ۔ اور جب اُنتان و خیزان مسافت طولی ایکیا یسے جنگل مین پہونچے کہ ہوا کو اُسکے مسالک و مداق سے گذر دشوار

تھا اور تین طرف اُسکے پہاڑ سر کشیدہ تا فلک دوار تھا اور اُن پہاڑون مین ایسے درّے واقع ہوئے تھے کہ اُن کا عمق تخت الثرے پہونچنے سے گنج قارون اور پشت گاؤ ماہی نمایان تھی اور ایک طرف اسکے خلیج سمندر سے آکر جنگل اور پہاڑ اور غار سے پیوستہ تھا اور اُس راستہ کے سوا جس سے آئے تھے دوسرا راستہ نہ تھا نظم کسے ندیدہ فراز ش مگر بچشم ضمیر ۔ کسی نرفتہ نشیبش مگر بپای گمان ۔ کسے بروز سفید و شب سیاہ درو ۔ بجز کبودی گردون نہ ہیچ نشان ۔ اور خلف حسن بصری جو اُن دنون اہمال خونی مین گرفتار تھا رات دن مین چالیس مرتبہ پنجانہ جاتا تھا اور ہر چند کوشش کی کہ آدمی ترتیب و قاعدہ سے نزدیک فرد کش ہون سود مند نہ ہوا اول یہ کہ فوج خودسختہ اور ماندہ نماز شام تک آتی تھی اور درختون کے نیچے جہان پہونچتی تھی نزول کرتی تھی یہ کہ اُس جنگل مین ایسا مقام میسر نہ تھا کہ دو آدمی پہلو مین خیمہ ایستادہ کر کے شب کو بسر کرین اُس وقت کہ آدمی اپنے حال مین گرفتار تھے سرکہ کا فرسرکہ فروشی کر کے پہاڑ کے درون مین سیماب کی طرح ناياب ہوا اور رائے نگیسر کو پیغام دیا کہ الیسا شکار تیرے واسطے لایا ہون اور پھر منصوبہ اس سے بہتر نہ بن پڑیگا پس جو کچھ تجھسے ہو سکے بجالا اور تقصیر نکر فرصکہ رائے نگیسر تیس ہزار پیادہ تو بچی اور کماندار و خنجر گذار سب طرف سے فراہم لایا اور سرکہ بھی اپنی جمعیت سے اُسکا شریک ہوا جب آدھی رات آئی اطراف و جوانب سے درون اُس جنگل سے در آئے اور خنجر اور چھری کی دھار سے آٹھ سات ہزار آدمی درختون کے نیچے بطریق گوسفندون کے ذبح کیے کسواسطے کہ با وتند و تیز کے چلنے اور برگ درختون کی طرح کھڑا ہوتے مقتولون کی فریاد ایک دوسرے کے گوش زد ہوتی تھی اور ہمسایہ ہمسایہ کے احوال سے خبردار ہوتا تھا اور رات تاریک اسقدر تھی کہ آستین سو جھتا تھا اور اس تاریکی دہشت اور وحشت اور ظلمت سے زبان ناطقہ تکلم فراموش کرتی تھی اور جب وہ کفار اطراف کے زمان کے قتل سے فارغ ہوئے اور دیکھا کہ کوئی شخص کسیکی فریاد کو نہین پہونچتا ہے باطمینان تمام خلف حسن بصری ملک التجار کے سر پر تاخت لائے اور سہل ترین وجہ سے اُسکو مع پانسو سید بنی حسن کے انہین مدنی اور کربلائی اور نجفی وغیرہ بھی تھے شہید کیا نظم شب تیرہ بود و گذرگاہ تنگ ۔ کہ دشمن سو جنگ یا زید چنگ ۔ درخشیدن تیغ افراشتہ ۔ چراغی براہ اجل داشتہ ۔ برون جستہ تیر از کمین و کمان ۔ شدہ مرگ را راہبر سوے جان ۔ جہانی شد آغشتہ در خاک خون ۔ یکے سر فگندہ و گوہر نگون ۔ ازان جنگجویان سواری نماند ۔ وزان سرکشان نامداری نماند ۔ ہر آن کو نشد کشتہ بگریختہ ۔ بیکبار از ہم فرو ریختہ ۔ برفتہ بدانگونہ ہر کس کہ زیست ۔ کہ برزندگی شان بباید گریست ۔ القصہ اُس لشکر کے بقیۃ السیف کو بجب تقدیر زندہ رہے تھے بمشقت لسبار اُس جنگل سے برآمد ہوئے اور ہمراہ اُس جماعت امراے دکنی کے کہ خلف حسن بصری کے ساتھ نفاق کر کے اُس جنگل مین نہ گئے تھے ملحق ہوئے اور اُنھون نے اُن سے یہ بات کہی کہ تمھارا حال نہایت پریشان ہے مناسب یہ ہے کہ اپنی جاگیرون مین جاؤ اور جلد سامان درست کر کے پھر آؤ پھر جمع دکنی اور جنسی غارت خوردہ اپنی جاگیرون کی طرف راہی ہوئے اور مغلون نے یہ بات کہی کہ ہماری جاگیرین دور تر واقع ہین ہم سلطان کے بدون حکم نجائینگے ہان قصبہ جاگنہ جو خلف حسن بصری کا نشیمن گاہ اور بہت نزدیک ہے وہان جاکر تعرض دوام سامان اپنا درست کر کے جلد آتے ہین اور جب امراے مذکورہ نے یہ امر تجویز کیا جاکنہ کی سمت روانہ ہوئے اُسوقت بعضے مغلان ناعاقبت اندیش یہ اپنی زبان پر لائے کہ ان امرا کے نفاق کے سبب خلف حسن بصری ملک التجار اور سادات وغیرہ قتل ہوئے ہم قصبہ جاگنہ مین پہونچتے ہی ایک عرضداشت مشتمل بر حقیقت حال درگاہ مین بھیجتے ہین اور جب یہ خبر دکنیون نے سنی ہراسان ہوئے

اور بسبقت کرکے از راہ مکر و حیلہ شاہ کو عرضداشت لکھی کہ خلف حسن بصری ایک مفسد امیر کہ نام کی ہدایت اور سادات اور مغلون کی ترغیب سے فلان مبشیہ مین در آیا اور بہر چند ہم خیر خواہان قباحت اس امر کی بہ لطائف حیل چاہتے تھے کہ اسکے دل نشین کرین جو پردہ تقدیر کا اسکی آنکھ پر چھایا تھا دو تنخواہون کی بات پر ہرگز التفات نہ کی اور قرائن سے وہ یہہ پتا جو کہ یہو نچا تھا اور خلف حسن بصری کے ساتھ کے بعد ہر چند ہمنے امرائے نغل اور سادات و خاصہ خیل کو سمجھا کر مناسب دلتنخواہی کی یہ ہو کہ شاہ سے سپہ سالار طلب کرین اور اتفاق کرکے سر کار ورائے سنگیسر سے انتظام لین یہ امر بھی قبول نہ کیا اور سرکشی کی اور کلام سخت زبان پر لائے اور قصبۂ جاکنہ کی طرف روانہ ہوئے اور اُنکے اوضاع سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قلعہ جاکنہ مین متحصن ہو کر گوکن کے راؤن سے موافقت کرین اور علم مخالفت بلند کرکے فتنہ قوی برپا کرین اور بعضے مشائخ الملک دکنی کے پاس جو مغلون کا دشمن جانی تھا اور بادشاہ کے پاس قرب و منزلت بہت رکھتا تھا بھیجا اور اُسنے عین بدنیتی مین عریضہ سلطان کی نظر سے گذران کر خلف حسن بصری کے قتل ہونے کا اور غریبون کے تمرد کا ساتھ ایسے قبیح صورت کی تقریر کی کہ سلطان نہایت آزردہ ہوا اور حالت غضب اور غفلت سے معاملہ کے کنہ مین نہ پہونچا مشیر الملک دکنی اور نظام الملک بن عماد الملک غوری کو جو مغلون کے خون کے پیاسے تھے اور اُنکے تفوق اور غلبہ سے ایذا اٹھاتے تھے امرائے جاکنہ کے قتل کے واسطے تعین فرمایا اور مثل جدید اسد زیادہ اور شمر ذی الجوشن عداوت اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درپے ہو کر لشکر کثیر اُس طرف متوجہ ہوئے اور سادات عرب و عجم امرا و فیروز نے یہ خبر سنکر اتفاق کیا اور قلعہ قصبہ جاکنہ مین متحصن ہو کر قصبہ کو محکم کیا اور ایک عرضداشت مبنی بر کیفیت امور اور اظہار اخلاص و یکجہتی احمد آباد بیدر کی طرف روانہ کی لیکن جو عرضداشت اُنکی اثنائے راہ مین مشیر الملک دکنی کے ہاتھ آئی تھی وہ چاک کرکے پرزے پرزے کرتا تھا اور اُسے منظور نہ تھا کہ یہ دار الخلافت مین پہونچے اور غریبون نے اس حال پر اطلاع پاکر دو قطعہ عرضداشت اور تحریر کین اور جو اپنے جنس کے ہاتھ بھیجا متعذر تھا ہندوستانی نغرون کے ہاتھ جو برسون سے اُنکے پروردۂ نعمت تھے دیکر بہر لیکے ایک راستہ سے روانہ کیا اور مان بدنجتان روسیاہ نے بھی عداوت جبلی کو کام فرمایا دونون عرضداشت مشیر الملک دکنی کو پہونچائین اور اُسنے نغرون کو خلعت و اسپ و غریق زر سے قوی پشت کیا اور دونون عرضداشت بدستور سابق چاک کین اور راستون کے انتظام مین زیادہ تر کوشش کرتا تھا اسی صورت مین سادات مثل اپنے جد امجد امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے کام مین حیران اور پریشان ہو کر رضائے الٰہی پر شاکر ہوئے اور تمام امرائے غریب باتفاق باہمی غلاد و آذوقہ بقدر امکان قلعہ مین فراہم کرکے مقام مدافعہ مین ہوئے اور جب یہ خبر مشیر الملک دکنی کو پہونچی امرائے دکنی کو جو گوکن مین تھے اور یہ فساد انھین کی ذات سے برپا ہوا تھا اپنی مدد کے واسطے طلب کیا اور جنیر اور اُس نواح سے بھی پیادہ بیشمار جمع کرکے قصبہ جاکنہ کی طرف آئے اور اُسے محاصرہ کرکے محصورون کی تضییق مین کوشش کرتے تھے اور قریب دو مہینہ کے آتش جنگ مشتعل رہی ہمیشہ کمینون کی بہتر نفس اس مضمون کی سلطان کو پہونچتی تھین غریبون کی جادۂ مخالفت اور جرائم غوری پر راسخ دم اور ثابت قدم ہین اور سلطان کو جو اتنے مدد طلب کرکے چاہتے ہین کہ قلعہ اُسکے سپرد کرین اور دکنی صاحب دل جو عمائد دولتخانہ تھے عرائض جسمین مدعا سلطان کی نظر مین درلا کر اُسکے جواب مین فرامین اس عبارت کے متواتر و متوالی بھیجتے تھے کہ جماعت غریبان طاغی اور باغی کی قلع قمع مین کوشش کرکے قتل و اسیر مین لیے ساعی جمیلہ ظہور مین پہونچاوین کہ دوسرون کو عبرت ہووے اور عرائض غریبون کی آویزشت و محنت تمام دار الخلافت مین پہونچتی

تھی دکنی بادشاہ کے مزاج میں ایسے دخیل ہو رہے تھے کہ اُن دنوں میں مخصوصان دکنی کے سوا کوئی بادشاہ کی زیارت سے مشرف نہ ہوتا تھا یہ لوگ عرائض غریبوں کے متعلقوں سے لیکر بادشاہ کے ملاحظہ میں نہیں گذرانتے تھے اور انھیں یہ جواب دیتے تھے کہ ہم عرائض بادشاہ کے پاس پہونچاتے ہیں اور آنحضرت قہر و غضب کی شدت سے جواب کی طرف توجہ نہیں فرماتے اور بیچارے غریبوں نے دو تین خانہ کا یہ احوال سنکر یہ تجویز کی کہ اذود قدرو بالخطا طاوری لا یا ہو اپنے زن و فرزند کو مع ایک جماعت مردم جنگی سے قلعہ کے اندر چھوڑیں اور خود بالاتفاق تمام برآمد ہو کر سبیل استجمال حرکت بیدر کی طرف جا کر سلطان سے عرض حال کریں مشیر الملک دکنی اور نظام الملک دیگر دکنی کے ارادہ اور فکر سے واقف ہو کر کہنے لگے کہ اگر غریب ایسا کرینگے ہم بھی اُنکے تعاقب میں روانہ ہونگے اور جبتک ہم میں سے ایک جماعت کثیر قتل نہ ہو گی اُنپر غالب نہ ہونگے اور صحرا میں کہ مقصد ہمارا اُس جماعت کے قتل عام سے ہو عمل میں نہ آوے گا پھر مجبور مقام حیلہ و دفاعین ہو کر پیغام دیا کہ ہم جوات پیغمبر آخر الزمان اور دعوی اسلام کرتے ہیں تمپر اور تمہارے فرزندان کی بیکسی اور عاجزی پر کہ انمیں اکثر سادات عظام ہیں ترحم کر کے سلطان سے تمہارے عفو جرائم کے مستدعی ہوئے اور حضرت نے یہ التمس قبول فرما کر حکم کیا ہو کہ آزار جانی اور مالی سے انھیں محفوظ رکھکر مطلق العنان کرو کہ وہ جس طرف چاہیں چلے جائیں اور اُسکے بعد حکم مرد اپنے قول کے موافق انھیں سنایا پھر دونوں سردار یزید صفت نے بصیغۂ واللہ باللہ و تالله و مصحف اقدس اور رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قسم کھا کر عہد کیا کہ تمھیں آزار جانی اور مالی نہ پہونچاوینگے اُن بزرگواروں نے اُن مفتریوں کے قول پر کہ عہد انکے دو ہزار اور پانسو تھے اعتماد کیا اور انھیں ایک ہزار دو سو مرد سادات صحیح النسب سے تھے مع اہل و عیال اور مال قلعہ سے برآمد ہوئے اپنے اہل و عیال اسباب کے واسطے جو رکب اور بارکش نہ رکھتے تھے اُسکے سامان کے واسطے قلعہ کے میدان میں فروکش ہوئے مشیر الملک دکنی اور نظام الملک غوری قلعہ میں داخل ہوئے اور تین دن اپنے عہد کا پاس کر کے تیسرے دن پہر رات رہے خانہ ہائے غریبان پر پہنچا اور چونکہ دن اُس جماعت کے امیروں اور رئیسوں کو بہر ضیافت قلعہ میں طلب کیا چنانچہ قاسم بیگ صف شکن اور قراخان گرد اور احمد بیگ یکہ تاز کے سوا جمیع امرا مع مشایخ غریبان قریب تین سو مرد کے قلعہ میں حاضر ہوئے اور حسکہ مائدہ طعام پر بیٹھے اور کھانا تناول کرنے میں مشغول ہوئے ایک جماعت دکنیوں کی مسلح ہو کر کہ جو اے وقت تھی اُن مردوں عہد شکن کے اشارہ کے موافق گوشہ اور کنارہ سے شمشیرین برہنہ کر کے سادات مظلوم پر حملہ آور ہوئی اور ضیافت کو طاق نسیان پر رکھکر سب غریبوں کو بجاے آب شربت شہادت چکھا کر روضہ رضوان کی طرف راہی کیا اور چار ہزار دکنی زرہ پوش کہ جا بجا ایستادہ ہو کر منتظر عدد تھے بہیئت مجموعی غریبوں کے خیمہ اور خرگاہ کی طرف روانہ ہوئے اور سادات صحیح کے قتل و غارت میں مصروف ہوئے اور قسم مرد سے ایک سال کے بچہ سے سو برس کے بوڑھے تک کو شہید کیا چنانچہ ایکہزار سید سندی اور نہ ہزار مغل اور پانچ چھ ہزار بچہ معصوم نے اُس روز دست ظالمان کن خارکن کو نقد روح سے خالی کیا اور حشرات دکن نے اس ظلم پر بھی اکتفا نہ کر کے بعد قتل و تاراج کے اُنکی عورتوں اور لڑکیوں پر دست اندازی کی کسی عہد میں بعد واقعہ جناب امام حسین علیہ السلام ایسی مصیبت سادات پر نہ پڑی تھی حیف اُس جیا قوم پر کہ بے محض افترا اور تہمت اپنے پیغمبر کی اولاد امجاد کو اس وضع سے شہید کیا اور آپکو اس سلطان کی بارگاہ نبوت کی امت سے جانتے ہیں مصرع زہے تصور باطل زہے خیال محال ۔ اور مغلوں کے گروہ سے قاسم بیگ صف شکن اور قراخان گرد اور احمد بیگ یکہ تاز جو اُردوے

غربیون سے ایک کوس کے فاصلہ پر فروکش ہوئے تھے دکنیون کے آشوب سے واقف ہوکر جبّہ پہنے اور اپنی عورتون کو پوشاک مردانہ پہنا کر احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوئے اس صورت مین مشیر الملک دکنی اور نظام الملک غوری نے دو ہزار سوار بسرداری داؤد خان اُنکے تعاقب کے واسطے تعین کرکے رخصت کیا اور جاگیرداران سرراہ کو لکھا کہ یہ جماعت حرامخوار ہین اور باوصف اُسکے سلطان کی دولتخواہی اور اخلاص کا دم مارتے ہین لازم کہ اُنکے قتل و غارت مین اقدام کرکے گھوڑے اور ساز و یراق اُنکے تاراج کرین اور کسی مقام مین اُنھین آرام اور قرار نہ دین قاسم بیگ صف شکن اور بھی امرا مع تین سو سوار بھیجکر اُنکے پیچھے روانہ کئے تھے اور جس مقام مین دکنی اُن کے مقابلہ کو پہونچتے تھے پلٹ کر جنگ کرتے تھے اور اعدا کو ضرب پذیر سے متفرق کرکے آگے بڑھتے تھے اور رات کو سخت پہرہ دار رہتے تھے اور جب قصبۂ بیر کے اطراف مین پہونچے داؤد خان الکا سردار ہوا حسن خان جاگیردار بیر کو جو امرائے بزرگ دکنی سے تھا پیغام دیا کہ مناسب ہے تو بھی اس طرف مع لشکر ہمراہی ان سلطانی حرامخورون کے دفع کے واسطے متوجہ ہو تو باتفاق باہمی اُن حرامخورون کے سرتن سے جدا کرکے درگاہ مین روانہ کرون چونکہ قاسم بیگ صف شکن حسن خان سے مسابقہ آشنائی کا رکھتا تھا اور اُسنے بیجانگر کے معرکہ مین اُسکی کمک کرکے غنیم کے دست تعدی سے نجات بخشی تھی حسن خان نے اُسکا پاس اور لحاظ رکھکر جواب دیا کہ اگر یہ جماعت حرامخور ہوتی کیون اپنے تئین سرحد گجرات مین نہ پہونچاتے کہ وہانسے تین دن کی مسافت سے زیادہ نہ تھی پھر داؤد خان حسن خان کی اعانت سے مایوس ہوا اور تمام لشکر سمیت اُس کا شریک ہوا اور دو ہزار پانسو سوار نے صفوف حرب آراستہ کین اور قاسم بیگ صف شکن اور اُسکے جمیع یارون نے ہاتھ جان سے دھوکر دل جنگ پر رکھا اور اعدا کے مقابل آکر حرب مین مشغول ہوئے ناگاہ اول حملہ مین دو تیر قضائے مبرم کی طرح داؤد خان کے مقتل پر آئے اور دولت حیات قابض ارواح کے سپرد کی اور دکنی یہ حال مشاہدہ کرکے اُس جماعت کے قتل مین زیادہ کوشش کرنے لگے اور کام ابتر و تنگ کیا اس درمیان مین حسن خان اپنی جماعت سے نمودار ہوا غربیون نے گمان کیا کہ دوسری بلا کا سامنا ہوا ناگاہ حسن خان کے آدمیون نے پہونچکر خبر پہونچائی کہ بیدل نہ جنگ مین ثابت قدم رہو اب ہم تمھاری کمک کو آپہونچے قاسم بیگ اور تمام غربیون نے یہ خبر خدا بجا لائے اپنی بقائے حیات کے امیدوار ہوئے اور حسن خان جب آنکر اعدا کے مقابلہ اور مدافعہ مین مصروف ہوا دکنی داؤد خان کا جنازہ اُٹھا کر قصبۂ جانکہ کی طرف روانہ ہوئے اور قاسم بیگ قصبۂ بیر کے باہر فروکش ہوا اور حسن خان کی معرفت عرضداشت درگاہ مین روانہ کی جبکہ مضمون عرضداشت کا معلوم ہوا فرمان بہ طلب قاسم بیگ صف شکن کے پہونچا غربیان بقیۃ السیف باجماعت درگاہ کی طرف متوجہ ہوئے سلطان علاء الدین اُنھین اپنے حضور طلب کرکے تفتیش حال مین مصروف ہوا اس معاملہ کے انکشاف کے بعد مصطفےٰ خان سرآمد کارملکی کو کہ جو غربیون کے عرائض مخفی رکھکر سلطان کے ملاحظہ مین نہین پہونچاتا تھا اُسکے قتل کا حکم صادر فرمایا اور اُس کی لاش کو چوربازار مین پھرائی اور قاسم بیگ صف شکن کو خلعت حسن بصری ملک التجار کے منصب پر منصوب فرماکر سپہ سالار دولت آباد اور جنیر کیا اور قراخان گرد اور احمد بیگ بکاول کو بھی منصب ہزاری دیکر اور بھی نوازشات سے سرفراز فرمایا اور غربیان رنج رسیدہ و مصیبت دیدہ کو شاد اور مسرور کرکے دوبارہ پرورش و پرداخت مین مہربانی زیادہ کی اور اُن مین سے بہت آدمیون کو خاصہ مین داخل کیا اور مکانات مشیر الملک دکنی اور نظام الملک غوری کے ضبط کیے اور فرمایا تو اُنھین مع امرائے

دکن جو باعث اس فساد کے تھے طوق و زنجیر انکی گردن مین ڈالکر پیادہ پا قصبۂ جالنہ سے دارالخلافت مین لائے اور اُن لوگون کو کہ اول مرتبہ عرضداشت افترا اور تہمت کی بھیجی تھی بعقوبت تمام ہلاک کیا اور اُنکے بال و بچون کو زندان مین روزہ کا محتاج کیا اور طبقات محمد شاہی کی روایت سے واضح ہوتا ہو کہ مشیر الملک دکنی اور نظام الملک خوری اسی برس برس کی علت مین گرفتار ہوا مرے اور لڑکیان اُنکی بطور شاہدان بازاری گشت کرتے تھے اور ۸۵۸ھ آٹھ سو پچپن ہجری مین شیخ آذری نے جو سلطان کا مقتدا تھا اور ایام شاہزادگی مین اُنسے الفت بہت رکھتا تھا خراسان سے عریضہ طولانی مشتمل باقسام سخنان موثر ابلاغ رکھا اور سلطان اُسکے مطالعہ سے متاثر ہوا اور شراب سے توبہ نصوح غزالی اور مجرد و ایک جماعت دکنیون کو کہ غریب کشی کی علت مین مقید اور محبوس تھے بسیاست تمام قتل کیا اور اپنے ہاتھ سے جواب عریضۂ شیخ آذری لکھکر مع مبالغ خیر خراسان کی طرف بھیجا اور بعد اسکے بطوق سلطان احمد شاہ بہمنی کے ہر روز خود مہمات سلطنت مین پہونچکر دکنیون کو خدمات بزرگ دو تخانہ سے معزول کیا اور ۸۵۹ھ آٹھ سو ستاون ہجری مین اُسکے بانون کی پنڈلی مجروح ہوئی ہر چند معالجہ مین کوشش کی اثر پذیر نہوا اس سبب سے مکان سے کمتر برآمد ہوتا تھا اور اکثر اوقات خبر اُسکے فوت کی منتشر ہوتی تھی یہانتک کہ جلال خان داماد سلطان احمد شاہ بہمنی کہ اولاد سید جلال بخاری سے تھا اور تلنگ مین سرکار ملکنڈہ کی جاگیر رکھتا تھا اُسکے فوت کا یقین کرکے بہت علاقہ اُس نواح کا اپنے تصرف مین لایا اور اپنے بیٹے سکندر خان کو کہ نواسہ سلطان احمد شاہ بہمنی کا تھا تقویت کرکے ہر ولایت پر مسلط کیا اور اس سبب سے کہ خان عظم اس عہد مین فوت ہوا تھا تلنگ مین کوئی صاحب وجود نہ تھا اکثر امرائے تلنگ سکندر خان سے متفق ہوکر چاہتے تھے کہ اُسکو اس مملکت کا شاہ بنا دین سلطان علاء الدین باوجود علالت حضار لشکر کا حکم دیکر لشکر کشی کا عازم ہوا اور جلال خان نے سلطان کی حیات اور اُسکی آمادگی سے آگاہی پاکر اپنے مدبرون سے شورہ کیا آخر کو یہ قرار پایا کہ جلال خان تلنگ مین رہے اور سکندر خان ماہور کی طرف جاوے سلطان جس طرف کو توجہ کرے دوسری طرف خلل عظیم بہم پہونچا کر ایک دوسرے کی ملک پر مستعد ہون الغرض سکندر خان نے ماہور کی طرف کہ مابین تلنگ اور برار واقع ہی جاکر جمعیت کی اور ہر چند سلطان قول نامہ بھیجتا تھا مؤثر نہین ہوتا تھا کیونکہ اسکے کہ سکندر خان شہزادہ محمد خان کی بغاوت مین دخل عظیم رکھتا تھا اور یہ مخالفت بھی مزید علت ہوئی سلطان سے کسی وجہ سے مطمئن نہوتا تھا یہانتک کہ سلطان محمود شاہ خلجی مالوہی کو پیغام دیا کہ سلطان علاء الدین شاہ بیمار ہوا اور چند مدت ہوئی کہ اس عالم فانی سے عالم باقی کی طرف خرامان ہوا اور جہان و دکھا اُسکی موت کو اپنے مقصد کے واسطے پوشیدہ رکھ کر چاہتے ہین کہ وارثان مملکت کو تاج اور تخت سے بازرکھین اگر وہ خدانخواستہ عنان عزیمت اس طرف معطوف کرین مملکت برار و تلنگ کی بے نزاع و جنگ حوزۂ دیوان مین آوے گی سلطان محمود شاہ خلجی مالوہی یقین کرکے بشورۂ والی آسیر و برہان پور سفر دکن کا عازم ہوا اور ۸۶۰ھ آٹھ سو ساٹھ ہجری مین باستعداد و شوکت تمام روانہ ہوا اور سکندر خان مع ایک ہزار سوار چند منزل استقبال کرکے اُس سے جا ملا اور سلطان علاء الدین نے فسخ عزیمت نیورش تلنگ کرکے خواجہ محمد گیلانی المشہور بخاوان کو منصب ہزاری دیگر مع بعضے امرا جلال خان کے سر پر تعین فرمایا اور لشکر برار کو حاکم برہان پور پر کہ سلطان محمود شاہ خلجی مالوہی سے متفق ہوا تھا مقرر کیا اور قاسم بیگ صف شکن سر لشکر دولت آباد کو برسم پیشوائی روانہ کرکے خود پانچ کوس کے فاصلہ پر مع لشکر بیچا پور اور خاصہ خیل پالکی مین بیٹھکر بعزم رزم سلطان محمود شاہ خلجی کے کہ صحرائے ماہور مین نزول کیا تھا متوجہ ہوا اور سلطان محمود شاہ نے جب جانا

کہ شاہ دکن زندہ ہو اور لشکر جرار لیکر جنگ پر متوجہ ہو آدھی رات کو کوچ کر کے اپنی مملکت کی طرف پلٹے گیا اور ایک امرائے عالیشان کو مدد کے بہانہ سکندر خان کے ہمراہ کر کے تاکید کی کہ اگر یہ پھر دکنیوں سے ملحق ہو کر صلح کرے تو تم تمام گھوڑے اور ہاتھی اور جمیع اثاثہ متروکات اس کا لیکر منڈو مین حاضر ہو سکندر خان اس بات کو سمجھکر مالوہیان کے داہنی طرف سے جدا ہو کر مع دو ہزار آدمی کہ اکثر افغان اور راجپوت تھے تلنگنڈہ کی طرف روانہ ہوا جو قت خواجہ محمود گاوان نے قلعہ تلنگنڈہ کو محاصرہ کیا تھا جس حیلہ سے کہ ممکن تھا اپکو قلعہ بیدر مین پہونچایا اور خواجہ نے اس امر کو خدا سے استدعا کر کے زیادہ تر کام متحصنون پر تنگ کیا چنانچہ انھین دنون مین باپ اور بیٹے نے بذریعہ خواجہ کے سلطان سے امان نامہ حاصل کر کے قلعہ کو سپرد کیا اور خواجہ کے وسیلہ سے شاہ کی خدمت مین حاضر ہو کر تلنگنڈہ کی جاگیر پر سرفراز ہوا اور سلطان نے ماہور کی حکومت بدستور قدیم نجم الملک ترک کو عطا کی اور فرخ الملک تھانہ دار رایچور پر بھی نوازش فرما کر اور راجہ کی طرف متوجہ ہوا اور سنہ ۸۶۲ آٹھ سو باسٹھ ہجری مین سلطان علاء الدین شاہ بہمنی اسی درد ساق پا کے سبب فوت ہوا تینتیس ۳۳ برس اور نو مہینے اور بیس دن حکومت کر کے دنیا سے رحلت کی کہتے ہین سلطان علاء الدین شاہ بہمنی بہت فصیح و بلیغ تھا اور فارسی خوب جانتا تھا اور فی الجملہ تحصیل علوم بھی کی تھی اور کبھی کبھی روز جمعہ اور عیدین کو مسجد جامع مین جا کر منبر کے اوپر خطبہ پڑھتا تھا اور اپنے تئین ساتھ اس القاب کے تعریف کرتا تھا السلطان العادل الکریم المظلم الرؤف علی عباد اللہ الغنی علاء الدنیا والدین علاء الدین بن عالم السلاطین احمد شاہ ولی بہمنی القصد ایک دن ایک سوداگر عرب نے گھوڑے لحسائی اُسکے اہالیون کے ہاتھ فروخت کیے تھے اور وہ لوگ زر ثمن مین تقابل اور تامل کرتے تھے اور تاجر سادات وغیرہ کے قتل ہونے سے بھی آزردہ تھا منبر کے قریب حاضر ہوا جب سلطان پر کلمات زبان پر لایا بیفاصلہ ایک عرب ایستادہ ہوا اور بولا واللہ یا عادل ولا کریم ولا حلیم ولا رؤف ایہا الظالم الکذاب تقتل الذریۃ الطاہرۃ وتتظلم ہذہ الکلمات علی منابر المسلمین شاہ متاثر ہو کر زار زار رویا اور گھوڑون کا زر ثمن اسیوقت بیباق کر کے فرمایا آتش غضب الٰہی سے وہ لوگ نجات نپاوین جنھون نے مجھے مثل یزید دنیا و آخرت مین بدنام کیا اور مکان مین جا کر پھر برآمد نہ ہوا یہانتک کہ جنازہ اُس کا نکالا گیا اور سلطان علاء الدین شاہ بہمنی کے عہد مین شاہ خلیل اللہ بن شاہ نعمت اللہ ولی اور میر نور اللہ بن شاہ خلیل اللہ برحمت ایزدی واصل ہوئے اور شاہ خلیل اللہ سے دو صاحبزادے رہے ایک شاہ حبیب اللہ داماد سلطان احمد شاہ اور دوسرے شاہ محب اللہ داماد سلطان علاء الدین شاہ اور شاہ حبیب اللہ باوصف اس کے کہ بڑے بھائی تھے لیکن سپاہ گری کی طرف غلبہ رکھتے تھے سجادہ نشینی اپنے چھوٹے بھائی شاہ محب اللہ سے رجوع کر کے خود امارت مین اشتغال رکھتے تھے مورخان واقعہ نگاریون بیان کرتے ہین کہ جب سلطان علاء الدین شاہ بہمنی کی نزع روان کا وقت قریب پہونچا امرا اور وزرا کے خلاف توقع ہمایون شاہ ظالم کو خلائق اُس کے اوضاع سے متنفر تھی ولیعہد کیا اور قبل اس کے کہ داعی اجل کو لبیک کہے نظام الملک دولت آبادی کہ انھین دنون مین وکیل سلطنت ہوا تھا اور صفت تعقل اور کاروانی مین موصوف تھا بھاگ کر اپنے فرزند کے پاس کہ بعد فوت قاسم بیگ صف لشکن کے خطاب ملک التجاری پایا تھا اور صوبہ دار دولت آباد اور جنیر ہوا تھا چلا گیا اور جو کہ اب تک خبر فوت سلطان علاء الدین شاہ نہ پہونچی تھی باپ اور بیٹا دونون اتفاق کر کے گجرات کی طرف روانہ ہوئے اور سلطان ہمایون شاہ کے ظلم کے دغدغہ سے نجات پائی

ذکر ہمایون شاہ بہمنی المشہور بہ ظالم ولد سلطان علاء الدین شاہ بہمنی کی سلطنت کا

جسوقت سلطان علاء الدین شاہ بہمنی نے تخت کو تخت پر اختیار کیا تو بیٹا اُسکا ہمایون شاہ بہمنی المشہور بظالم اپنے خان
مین تھا سیف خان اور ملوخان نے کہ امراے معتبر سے تھے وفات اُسکی مخفی رکھی اور بے توقف اُسکے چھوٹے بھائی حسن خان
کو تخت پر بٹھایا اور شاہ حبیب اللہ بن شاہ خلیل اللہ اور بعضے امراے دیگر اُسکے جلوس کو مقتضاے شکرگذاری سے
جان کر شکریزدان بجالائے بعون نے اُسکے واسطے دست دعا بلند کر کے سر جھکائے اور خلائق بقصد تاراج خانۂ
ہمایون شاہ اور اُس کے قتل پر روانہ ہوئی اور شور و غوغا عجیب برپا کیا اور ہمایون شاہ مع اسی سوار جبہ پوش کہ
سکندر خان اور اُسکے بھائی از انجملہ تھے برآمد ہو کر جنگ پر آمادہ ہوا اور لوٹیرے شکست کھا کر حسن خان کے پاس
پناہ لے گئے ہمایون شاہ اُنکے تعاقب مین روانہ ہوا اور دربار شاہی کی طرف متوجہ ہوا اور راہ مین اہل حشم سے جس نے
ہمایون کو دیکھا اُس کی خدمت مین حاضر ہوا اس سبب سے ہمایون شاہ باجم غفیر و خلقت کثیر دیوانخانہ مین آیا اور
چھوٹے بھائی کو کہ رعشہ اُسپر مستولی ہوا تھا تخت سے اُتار کر نظر بند کیا اور سیف خان کو جو فتنہ و فساد کا بانی تھا
ہاتھی کے پاؤن مین باندھ کر شہر و بازار مین تشہیر کر کے قتل کیا اور شاہ حبیب اللہ اور بھی اعیان مفسد اور محبوس ہوئے
اور ملوخان جنگ کنان شہر سے باہر نکل گیا اور سرحد کرناٹک مین دم لیا اور ہمایون شاہ بہمنی تخت پر متمکن ہو کر باستقلال
تمام مہمات ملکی اور مالی مین مشغول ہوا اور اپنے والد مرحوم کی وصیت کے موافق خواجہ محمود گاوان کو کہ حاجی محمد
قندھاری کی روایت سے وہ بھی خاندان سلاطین سے تھا خطاب ملک التجاری عنایت کر کے وکیل شاہی اور
طرفدار بیجاپور کیا اور ملک شاہ نامی کو کہ بزرگ زادگان مغل سے تھا اور بعضے اولاد سلاطین چنگیزیہ سے اُسے
منسوب کرتے ہین خطاب خواجہ جہان دیکر طرفدار تلنگ کیا اور بھتیجے عماد الملک غوری کو کہ جوان قابل اور مردانہ
تھا بخطاب نظام الملک اور منصب ہزاری دے کر صاحب جاہ کیا اور تلنگ کی جاگیر سے بھی خصوصیت بخشی اور
سکندر خان بن جلال خان کہ جو ایام شاہزادگی مین اُس کا مصاحب تھا اور تلنگ کی سپہ سالاری کا منتظر تھا اس امر
سے نہایت دلگیر ہو کر شاہ کی بلا رخصت اپنے باپ کے پاس تلکنڈہ مین گیا اور جلال خان نے بیٹے کے سبب اظہار
ہو کر علم مخالفت بلند کیا اور لشکر کی فراہمی مین مشغول ہوا اور سلطان نے یہ حال سنکر خان جہان حاکم برار کو جو بہادر تھا
کے واسطے دار الخلافت مین آیا تھا اُن کے دفع کے واسطے مقرر کیا اور سکندر خان فوج جرار اور پیلان نامدار لیکر
آپہنچا ماہم لڑائی ہوئی سکندر خان فتحیاب ہوا اور ہمایون شاہ نے اس فساد کا دفع کرنا اپنی توجہ پر منحصر جانکر سنہ جلوس مین
اُس طرف لشکر کھینچا اور بعد قطع منازل و مراحل تلکنڈہ مین نزول فرما کر منتظر تھا کہ جلال خان اور سکندر خان اُن
خواہ ہو کر ملازمت مین حاضر ہون کہ ناگاہ سکندر خان لشکر سلطان پر شبخون لا کر مزاحم ہوا اور سلطان علی الصباح
افواج آراستہ لیکر قلعہ کی تسخیر مین متوجہ ہوا اور سکندر خان کو اپنی سپاہ پر احتماد تمام رکھتا تھا میمنہ اور میسرہ درست
کر کے مع سات یا آٹھ ہزار سوار افغان اور راجپوت دکنی شاہ کے مقابل آیا اور ہمایون شاہ نے اُسے پیغام
دیا کہ ولی نعمت سے لڑنا مبارک نہین ہے اور تجھ ایسے بہادر کا کفن پہ گری اور سر رشتہ زہم مین ورلہ العزم بلکہ کیلئے ہے
صنائع ہونا بھی حیف ہے تیرا گناہ بخشتا ہون ولایت دولت آباد مین جس پر گنہ کی تجھے تمنا ہو تیری جاگیر مقرر کرون
سکندر خان نے جواب دیا کہ تو اگر احمد شاہ کا پوتا ہو مین بھی نواسہ اور سلطنت مین تیرا شریک ہون حکومت تلنگ مجھے تفویض

فرمایا جنگ پر آمادہ ہو ہمایون شاہ یہ سنکر غضب مین آیا اور بقاعدۂ جنگ پر چوب ماری اور سکندر خان بھی علم جسارت بلند کرکے بے ادبانہ گھوڑے کو کاوہ دے کر سر میدان آیا اور جو کہ پرانا سپاہی اور آداب دان تھا ہمایون شاہ کے حملون کو ہر مرتبہ نئے انداز سے روکر کے صدائے تحسین و آفرین زمین و زمان سے سنتا تھا اور قریب تھا کہ اُس روز بقائمی جنگ ایک دوسرے سے جدا ہو کر بنرد گاہ سے اپنے اپنے خیمہ مین آرام کرین اور دم سحر پھر جنگ کا سر انجام کرین کہ ناگاہ ملک التجار کاوان مع لشکر بیجاپور اور خواجہ جہان ترک با لشکر تلنگ یمینہ اور میسرہ سے حملہ مردانہ لائے اور بہت سے جوانان اور پہلوانان سکندر خان کے تیغ آبدار کے گھاٹ اُتارے اور ہمایون شاہ نے فرصت پاکر پانسو جوان تیرانداز اور پانسو بہادر نیزہ گذار قلب لشکر سے جدا کر کے مع ایک فیل مست سکندر خان کی فوج خاص پر روانہ کیے بہادران تیراندازو غیرہ اپنے کام مین مشغول ہوئے اور رستخیز کے آثار ظاہر کیے بیک اجل فرمان کل نفس ذائقۃ الموت کا لے کر بنرد گاہ مین آیا ملک الموت کی گرم بازاری نقد جان کی خریداری ہوئی القصہ اس کلام کا انجام یہ ہوا کہ طرفین مین سخت معرکہ ہوا اور سکندر خان نے مثل شیر شرزہ اعلام مدافعہ بلند کرکے آن واحد مین مبارزان سلطانی کو منہزم کیا لیکن جو کہ سلطان کا خدا حامی اور کفیل تھا ایک فیل شاہی معرکہ مین گشت کرکے بہت غنیم کے بہادران نامی کو ہلاک کرتا تھا سکندر خان نے نیزہ ہاتھ مین لیکر چاہا کہ بنفسہ اُسکا بھی شر دفع کرے فیل مست نے فیلبانون کی تحریک وسعی سے سکندر خان کو خرطوم مین لپیٹ کر خانہ زین سے اُٹھا کر زمین پر پٹک دیا اُسکے قالب بیجان اور پیکر خاکی کو فرش زمین پر بہ خشت بخاک و خون کر دیا پھر اورون کی سمت متوجہ ہوا اور سکندر خان کے سپاہی کہ گھوڑے اُسکی لاش کی تلاش مین دوڑاتے تھے نادانستہ گھوڑے اُسکے جسد پاش پاش پر دوڑتے تھے کہ صندوق سینہ اُسکا مرکبون کے سُم سے شکستہ اور ریزہ ریزہ ہوا کفران نعمت نے اپنا کام کیا اور ہمایون شاہ نے ایک جماعت منہزمون کی تعاقب مین روانہ فرمائی انمین کے بھی بہت قتل اور دستگیر ہوئے نظم جوانان زکینہ کشیدند تیغ ۔ بقتل گریزندگان بیدریغ ۔ چو خان سکندر در آمد زپای ۔ شد آلودہ از خون تن نازنین ۔ چنان کوفتہ پشت و پہلو و دوش ۔ کہ مغزش برون آمد از راہ گوش ۔ ہمین بود زنہار و گردون سپہر ۔ گہے کینہ در بارد و گاہ مہر ۔ دوسرے دن ملک التجار کاوان اور خواجہ جہان ترک سلطان کے حکم کے موافق قلعہ تلنگنڈہ کے محاصرہ کے واسطے مشغول ہوئے اور قہر و غضب سے اُسکی تسخیر مین مصروف ہوئے اور جلال خان نے جس کا فرزند سکندر خان اس معرکہ مین قتل ہوا تھا امان سے بہتر کوئی فریاد رس اپنا نہ پایا ناچار خواہی مین در آیا اور دو بزرگوار کے ذریعہ سے امان پائی اور مال وافر اور نفائس متکاثر جو چالیس لچ پاگن مس کی امارت مین فراہم کیا تھا اُنکی پابوسی مین پہونچایا اور اگرچہ محبوس ہوا لیکن حیات چند روزہ کو مغتنم سمجھا اور ہمایون شاہ جب اس معاملہ سے فارغ ہوا قلعہ دیورکنڈہ کی تسخیر کی ہوس دامنگیر ہوئی اور وہ قلعہ زمیندار تلنگی کے تصرف مین تھا اور وہانکے اہالی اور ارکن سکندر خان سے موافقت رکھتے تھے اور سلطان خود ورنگل کی طرف سوار ہوا اور خواجہ جہان ترک اور قطام الملک غوری کو قلعہ دیورکنڈہ کی جانب تعین کیا تلنگیون نے چند مرتبہ جنگ مین قیام کیا اور ہر دفعہ شکست پائی اور خواجہ جہان ترک مظفر و منصور ہوا اور جب انھین تاب مقاومت نہی قلعہ مین متحصن ہوئے اور خواجہ جہان نے کان پہاڑون پر خیمہ و خرگاہ برپا کرکے لوازم محاصرہ مین مشغول ہوا اور محصورین کی تضییق مین کوشش کی نظم یہ نزدیک آن قلعہ باشکوہ

سراپردہ برزو بنیالائے کوہ پشب و روزمی شد بے کار زمارہ ازبیرون آن قلعہ استوار و آور اسکے بعد مردم تلنگ بہ تنگ آئے رائے اوڈیسہ اور دوسرے راؤن کے پاس جو عظمت و شوکت ممتاز تھے ایلچی بھیجکر زر خطیر قبول کرکے کمک طلب کی اور انھون نے لشکر بیشمار مع چند حلقہ فیل جنگی انکی مدد کے واسطے بھیجے اور اپنے آنے کی نوید سے بھی مسرور کیا اور تلنگی اس امر سے قوی پشت ہو کر جنگ کے عازم ہوئے اور خواجہ جہان ترک اور نظام الملک غوری نے یہ خبر سنکر مشورہ کیا نظام الملک نے یہ تجویز کی کہ افواج کی کمک پہونچنے تک قلعہ کے اطراف سے برخاست ہونا چاہیے اور دربارے تنگ سے میدان وسیع کی طرف جاکر وہان بنیاد جنگ ڈالنا چاہیے لیکن یہ رائے خواجہ جہان ترک کے طبیعت کے موافق نہ آئی بولا کہ اگر ہم یہانسے کوچ کرینگے کفار ہمارے ضعف اور زبونی کا گمان کرکے تعاقب کرینگے بہتر یہ ہے کہ اسی مقام مین آتش حرب کو شعلہ زن کرین نظام الملک غوری نے لاعلاج ہو کر سکوت اختیار کیا دوسرے دن جب خورشید جہانتاب افق سے برآمد ہوا ایک طرف سے لشکر رائے اوڈیسہ اور بیا اور دوسری طرف سے لشکر تلنگ و قلعہ سامان جنگ بڑے کرو فر سے درست کرکے خواجہ جہان ترک پر حملہ آور ہوئے اور اس جائے تنگ مین کہ مجال گھوڑے جولان کرنے کی نہ تھی ہر دو لشکر اسلام پر پڑی مردانہ نبرد بہت کام آئے خواجہ جہان ترک اور نظام الملک غوری بحال پریشان زلیت سے ہاروس ہو کر اپنے کو بیجان باہر لے گئے اور تعاقب کفار سے کسی جگہ مجال توقف اور قیام نہ کی اسی کوس بھاگے اور درنگل مین جاکر سلطان ہمایون شاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور شاہ نے اس قضیہ نامرضیہ کی پرسش کی چنانچہ خواجہ جہان ترک جان کے خوف سے دروغ کو اپنے اوپر مصلحت جانکر عرض پیرا ہوا کہ یہ حادثہ نظام الملک غوری کی ذات سے ظہور مین آیا ہمایون شاہ نے اسی وقت بلا ثبوت حقیقت حال و اثبات جرم اس شیر بیشہ شجاعت کے قتل کا اشارہ کیا اور اقارب و حشائر اس کے اس ظلم صریح کے باعث ناراض ہو کر محمود شاہ خلجی مالوہی کی پاس حاضر ہوئے اور سلطان ہمایون شاہ نے خواجہ جہان ترک کو مخاطب اور معاتب کرکے قلعہ مین محبوس کیا اور بعضون کا یہ قول ہے کہ نظام الملک خود بادل ناشاد بھاگ کر محمود شاہ خلجی سے ملحق ہوا سلطان ہمایون شاہ درپے انتقام ہو کر جا رہا تھا کہ دوبارہ لشکر جرار کرنیو پر بھیجے کہ ناگاہ احمد آباد بیدر سے مخبرون نے آکر خبر پہونچائی کہ یوسف ترک کچل شہزادہ حسن خان اور شاہ حبیب اللہ کو زندان ستم سے برآورد کرکے قصبہ بیر کی طرف لے گیا ہمایون شاہ نے باگ صبر کی دست استقلال سے دیکر ملک التجار کا وان کو تلنگ کے انتظام کے واسطے چھوڑا اور خود بنفس نفیس ماہ جمادی الاول ۸۶۷ھ آٹھ سو چونسٹھ ہجری مین بتعجیل تمام دارالخلافت کی طرف روانہ ہوا اور آتش ظلم کی افروختہ کرکے جو جا اعمل مین لایا بتفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ شاہ حبیب اللہ خانخانا شہزادہ حسن خان کی وحشی کے سبب ہمایون شاہ کے زندان مین محبوس تھا اور جب سنے تلنگانہ کی طرف فوج کشی کرکے سکندر خان کو قتل کیا اور اس حدود کے قلعجات کے لینے مین مشغول ہوا سات شخص حبیب اللہ کے مریدون مین سے اتفاق کرکے اپنے مرشد کی رہائی کی فکر مین برآمد ہوئے اور یوسف ترک کچل نے جو سلطان علاءالدین شاہ بہمنی کا غلام تھا اور دیانت و صلاح و تقوی مین شہرت رکھتا تھا پناہ اس سے لیجا کر پردہ چہرۂ مقصود سے اٹھایا طلب امداد کی اور یوسف ترک کچل بھی جو اس خاندان عالی شان کے مریدان بکیجت سے تھا اسے یکدل و یکزبان ہوا اور بعضے کوتوال اور محافظون کو اپنا ممد و معاون کرکے جملہ پانصد سوار جرار اور پچاس پیادہ فدائی دستیاب کیے اور باوصف اسکے کہ تین ہزار پیادہ دارالخلافت کی حفاظت کے واسطے مقرر تھے یوسف ترک کچل نے قدم باد پہ توکل مین رکھا اور شام کے قریب

کہ آفتاب غروب ہونے پر تھا جمع یاران فدائی محل بادشاہی کے نزدیک جہان محبس تھا آیا اور چونکہ اکثر محافظ اپنے حوائج ضروری کے واسطے گئے تھے اور قلیل در بان کہ وہان حاضر تھے یہ حالت پیش آئے یوسف ترک کچل نے کہا مجھے حکم شاہ پہونچا ہے کہ قید خانے مین جاکر فلان فلان مجرم کی آنکھین نکالو اور اس بارہ مین ایک فرمان جعلی بہر و طغرے سرخ جیسا کہ رسم شاہان ہمیشہ تھی ترتیب دیکر ہمراہ رکھتا تھا فی الفور نعل سے برآوردہ کرکے انھین دکھایا انھون نے سکوت اختیار کیا اور یوسف ترک کچل زندان کے دروازۂ اول مین در آیا جب دوسرے دروازہ پر پہونچا دربان مذکور کے واسطے پیش آئے اور اُسنے فرمان جعلی دکھایا انھون نے قبول نہ کیا اور یہ جواب دیا کہ ہم کو پروانہ کوتوال شہر کا چاہیے ہی یوسف ترک کچل لاچار ہوا اور اس جماعت کے سردار کا سر تیغ بیدریغ سے جدا کرکے قلعہ مین در آیا اور شور و غوغا سے برپا ہوا اور یوسف پہلے جہان اسکے احباب قید تھے گیا اور پہلے شاہ حبیب اللہ کی زنجیر کاٹی یہ حال دیکھتے ہی شاہزادہ حسن خان اور یحیی خان بن سلطان علاء الدین اور جلال خان بخاری متضرع و زاری ہوئے کہ ہم نے قید کی ایذا بہت اُٹھائی ہے اب لے خدا ہماری بھی زنجیر توڑ کر اپنے ہمراہ لے چل یوسف ترک کچل نے یہ امر قبول کیا اور اُنکی بھی زنجیر کاٹی اور تمام قید خانون مین جو دارالامارۃ کے قریب تھے جاکر یہ بات کہی کہ جس شخص کو ہماری رفاقت منظور ہو زنجیر توڑ کر باہر آوے اور تخنگاہ کے دروازہ پر آپکو پہونچاوے یہ کہکر یوسف ترک کچل ہنگام شب شاہزادہ حسن خان اور تمام اعیان محبس کو ہمراہ لیکر تخت گاہ دروازے کے قریب پہر بھر ایستادہ رہا اور قیدی کہ اعداد اُنکے سادات اور فضلا اور فقرا اور اوساط الناس سے سات ہزار کہ پہونچے تھے اُسے نوبر عظیم جانکر محافظون کی گردن مین ہاتھ دے کر باہر کرتے تھے اور نہایت ذوق و شوق سے زنجیر کاٹ کر اور طوق توڑ کر فوج فوج یوسف ترک کے پاس فراہم ہوے خلاصہ یہ کہ بعضے چوبدستی ہاتھ مین لیکر اور بعضے پتھر دامن مین بھر کر مستعد جنگ ہوے اس زمان مین کوتوال شہر اس معاملہ سے واقف ہوکر محل شاہی کی طرف متوجہ ہوا زندانیون نے فدویانہ سلوک کرکے اُسے ضرب سنگ و چوب سے منہزم کیا اور ہر ایک گوشہ کی طرف راہی ہوئے لیکن جلال خان بخاری اسّی برس کی عمر رکھتا تھا اور شاہزادہ یحیی خان بن سلطان علاء الدین دونون اُسی شب کوتوال شہر کے ہاتھ گرفتار ہوکر بذلت و خواری قتل ہوئے اور شاہزادہ حسن خان اور شاہ حبیب اللہ ایک حجام کے مکان مین جو شاہ حبیب اللہ کا خدمتگار تھا در آئے اور قلندرانہ بھیس کیا اور شاہ حبیب اللہ جانتا تھا کہ گوشہ مین بانون دامن قناعت مین کھینچون شاہزادہ حسن جان نے کہا کہ مردم شہر سپاہ دست ظلم و تعدی ہمارین شاہ عاجز اور میرے خواہان ہین اور جو میرے بازو دولت نے جناح اقبال کھولے یقین ہو کہ اُسے مثل مرغ بال گسستہ اور دست پاے شکستہ کرکے بریخ و تعب اپنے قبضہ مین لاؤنگا اور امیرزادہ جو ہمیشہ کلاہ خسروی سر رکھتا تھا فتح عزیمت کی اور شاہزادہ حسن خان کے ساتھ عہد و پیمان کرکے دونون متفق ہوکر قلندرون کی جماعت کے ہمراہ شہر سے باہر گئے اور لشکر نوج نوج اُنکی طرف متوجہ ہوا اور یوسف ترک کچل بھی شاہزادہ حسن خان سے ملحق ہوا اُسکے بعد چھ سات روز باغ مکتھانہ مین کہ احمد آباد بیدر سے تین کوس ہر مقیم ہوا پھر تین ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادہ مستعد کمل لیکر قلعہ اودگیر کو محاصرہ کیا اور جب دیکھا کہ یہ قلعہ آسانی سے سر نہ ہوگا اور محصورین برج و بارہ کو محکم کرکے مدافعت اور ممانعت مین ہمہ تن مصروف ہین اسلیے اُس کی فتح سے مایوس ہوکر قصبہ بیدر کی طرف روانہ ہوئے اور اُس ولایت کو تصرف مین لائے اس صورت مین یوسف ترک کچل منصب امیرالامرائی اور شاہ حبیب اللہ منصب وزارت اور جملہ الملکی پاکر

لشکر فراہم لانے مین مشغول ہوئے لیکن ہمایون شاہ بہمنی کو بمقتضی خلقی اور تند مزاجی اور قہاری مملکت دکن مین بمرتبہ الفضل خاص و عام تھا مملکت تلنگ مین یہ خبر سنکر احمد آباد بیدر کی طرف بطور الیغار روانہ ہوا پہلے تین ہزار پیادہ کو جو شہر کی محافظت مین مقرر تھے بانواع سیاست قتل کیا اور کوتوال کو قفس آہنی مین بندکر کے ہر روز ایک عضو اُس کا کاٹتا تھا اور اُسی کو کھلاتا تھا اور شہر مین پھراتا تھا یہانتک کہ اُسی قفس مین فوت ہوا اور اُس کے بعد آٹھ ہزار سوار اور پیادہ بیشمار بھائی کے دفع کے واسطے تعین کیے چنانچہ صحرائے بیدر مین خانقاہ کے نزدیک جنگ واقع ہوئی چنانچہ تائید ایزدی اور شاہ حبیب اللہ اور جملۃ الملک کی سعی سے شہزادہ حسن خان فتحیاب ہوا ہمایون شاہ کا غضب جبلی جوش مین آیا جمیع امرا اور سلحداران کو جو تلنگ کے یورش مین ہمراہ تھے باخزانہ و فیلان جنگی قصبہ بیر کی طرف روانہ کیا اور اُنکے زن و فرزند کو موکلون کی حوالات مین کیا کہ مبادا بادشاہ سے روگردان ہو کر شہزادہ حسن خان کے شریک ہون اور اس مرتبہ شہزادہ حسن خان جنگ صعب کے بعد موکہ سے عنان تاب ہوا اور ثانیۃ شاہی اپنا چھوڑکر بیجانگر کی طرف روانہ ہوا شہزادہ اُس خسرو سنگدل اظلم کے دشنہ ظلم کے خوف سے فرہاد نمط بے نیل مرام جان شیرین تلخکامی سے بچاکر بادل خستہ و جان برشتہ سات سو یا آٹھسو سوار ہمراہ لیکر اطراف بیجاپور مین پہونچا سراج خان جنیدی نے جو تھانہ دار وہان کا تھا اور آخر مین بادشاہ کا نوکر ہو کر خواجہ معظم خان خطاب پایا تھا مقام کر دوغا مین ہو کر پیغام دیا کہ یہ مملکت تجھسے علاقہ رکھتی ہے جو طرف دار اس طرف کا خواجہ جہان کا دان تلنگ مین ہے اور یہ مملکت خالی ہے اگر اس دیار مین آپ نزول فرماوین بندہ متعہد ہوتا ہے کہ سپاہ اور رعایا بیجاپور اور رایچور اور مدکل کے سرخطہ فرمان پر رکھکر مطیع اور منقاد ہوگی شہزادہ حسن خان نے تجویز شاہ حبیب اللہ اور یوسف ترک کچل اور سات لک تنکھ کے یہ امر قبول کر کے قلعہ بیجاپور مین کہ دیوار گلی رکھتا تھا وارد ہوا سراج خان جنیدی نے لوازم ضیافت اور اظہار اخلاص مین تقصیر نکر کے انھین غافل کیا اور سرشام مع ہشتم سلام چراغ کے بہانہ قلعہ مین در آیا اور اُس قصر کو کہ یہ حضرات جس مین تھے محاصرہ کیا اور دوسرے دن جب ارادہ کیا کہ انھین گرفتار کر کے ہمایون شاہ کے پاس بھیجون اتنے مین شاہ حبیب اللہ اسباب حرب و جنگ درست کر کے مرتے پر لبیس ہوا کمان چڑھا کر ترکش اور نیزہ سنبھال کر اعدا کے مقابل ہو کر اس قدر لڑا کہ شہد شہادت چکھ کر روضہ رضوان مین سدھارا اُسکے بعد سراج خان جنیدی شہزادہ حسن خان اور یوسف ترک کچل اور بھی اُنکے خاصان اور منسوبان کو یہانتک کہ فراش اور سقا اور خاکروب کو بھی مقید کر کے دارالسلطنت احمد آباد بیدر مین روانہ کیا اور ہمایون شاہ بازار سیاست گرم کر کے بحر غضب کو جوش مین لایا اور احمد آباد بیدر کے بازار مین صدہا دار اور حلقے نصب کروائے اور جابجا فیلان مست اور سباع درندہ ہر قسم سے ایستادہ کیے اور چند مقامون مین دیگین اور قرابے آب گرم اور روغن سے جوش کر کے مہیا کین اور خود دیوانخانے کے قصر پر بیٹھا اول شاہزادہ حسن خان کو نیز گرسنہ کے روبرو لایا اُسنے آن واحد مین پھاڑکر اُسکے وجود سے ایک نشان نہ چھوڑا اُسکے بعد یوسف ترک کچل اور اُس کے سات یار مواخی کے سر تن نازنین سے جدا کروائے اور اُنکی مستورات اون اور فرزندان ہمگنا کو بدترین صورت سے مکانون سے باہر کھینچکر اُس بارگاہ مین کہ انبوہ کثیر اور جم غفیر مین باتسام فضائح و رسوائی کر تشریح اُنکی حسن اصالت سے دور ہے تعذیب کی اور شکنجون اور عذابون مین کہ اُسکے مخترعات سے تھے دلایا اور مرد اور عورت اور صغیر اور کبیر کو قتل کیا اور وہ کام جو ضحاک بیدین بدکیش اور حجاج ظالم خطا اندیش سے سرزد نہوئے تھے اُس سے وقوع مین آئے اور

سن بعد شاہزادہ کے متعلقون اور منسوبون وغیرہم کو کہ سات سو نفر ہوتے تھے واپس عالمہ سے ہمراہ خبر بھیجتے تھے یہانتک کہ باورچی اور طبقچی اور دیگ شوکو شاہ بازارین بھیجا تو بعضون کو دار پر اور بعضون کو شیر گرسنہ اور فیل مست کے روبرو ڈالا اور انمین سے چند کو دیگون مین جوش کیا اور بعضون کے دستہ اور چھری اور نیز سے بند بند جدا کیے اور یہ واقعہ ماہ شعبان سنہ مذکور مین واقع ہوا اور سید طاہر استرآبادی نے شاہ حبیب اللہ مرحوم کی شہادت کی یہ تاریخ موزون کی رباعی ۔ ماہ شعبان شہادت یافت و رہند ۔ حبیب اللہ غازی طاب مثواہ ۔ روان طاہر ش تاریخ میجست ۔ برآمد روح پاکش لمعت اللہ ۔ اور صاحب تاریخ محمود شاہی کہتا ہے کہ مین نے ہمایون شاہ کے نزدیکون سے سنا ہے کہ اس زمانہ مین جب ورنجل مین شہزادہ حسن خان کے خروج کی خبر پہونچی اسقدر غضب ہمایون شاہ پر مستولی ہوا تھا کہ شدت طیش سے پیراہن پھاڑتا تھا اور کبھی زمین اور فرش دانتون سے کاٹتا تھا کہ لب و دندان اسکے مجروح اور پرخون ہوتے تھے اور جب وہ ظالم اظلم احمد آباد بیدر مین پہونچا اساس ظلم و جور برپا گیا اور رعیت اور سپاہ کو سفاک نے ہلاک کیا وہ جور و جفا اور بدعت اور غریب آزاری اور ناحق کی خونریزی جو سابق زمانہ کے ظالمون سے کسی سے وقوع مین نہ آئی تھی اور کسی نے اس طرح تیغ آشنا اور بیگانہ پر بیدریغ تھی اس سے ظہور مین آیا حتی کہ حجاج ظالم کو اسکے مقابلہ مین نوشیروان عادل کہنا بیجا نہین ہے اور قہر و غضب شہزادہ حسن خان کی وجہ سے اکثر شاہزادون اور ارکان مملکت کو قلعہ اور گوشہ اور کنارے مین فقر و فاقہ سے قناعت کرکے اپنے حال مین مصروف تھے سب کو دستیاب کرکے قتل کیا اور باوجود اس سیاست کے تمام خلائق سے بدگمان ہوکر ظلم مین ہرگز تخفیف نہ کرتا تھا اور ہمیشہ اس کے غضب کا شعلہ مسلم اور غیر مسلم کو ایک سیخ پر جلاتا تھا اور دلال تھا اسکا مجرم اور بیجرم کو ایک بھاؤ بیچتا تھا اور علاوہ سیاست اس کا ایک جریمہ کی پاداش مین تمام قبیلہ کو قتل کرتا تھا اور آتش خشم اس کی تروخشک کو پھونکتی تھی اور ہاتھ خلق کے زن و فرزند پر دراز کرکے نفس امارہ کا اسیر ہوا اور کبھی وہ نامرد عروس کو اثنائے راہ سے گرفتار کرکے حرم سرا مین لاتا تھا اور بعد ازانہ بکارت اسکے شوہر کے گھر بھیجتا تھا اور کبھی اپنی اہل حرم کو بری طرح سے قتل کرتا تھا اور ارکان دولت اور اعیان مملکت جب اس ظالم پر آفت کے سلام اور مجرے کو دربار مین جاتے تھے اس کی شمشیر ظلم کے خوف سے اپنے زن و فرزند کو وداع کرکے وصیت ضروری کیا لاتے تھے جب اس نے کوئی دقیقہ بدعت اور غریب آزاری کا اٹھا نہ رکھا آخر کار ۔ آنچہ در وقت سحر ناله مظلوم کند ۔ بخدا اگر اثر خنجر مسموم کند ۔ حق سبحانہ و تعالی کی کارحم الراحمین اور غیاث المستغیثین ہر خلائق کی فریاد کو پہونچا ناگاہ وہ ظالم اظلم بیمار ہوا جب دن بدن مرض نے ترقی اور طاقت نے تنزل کیا سمجھا کہ مرض الموت ہے پھر اپنے بڑے بیٹے نظام شاہ بہمنی کو کہ آٹھ برس کا تھا ولیعہد کیا اور خواجہ جہان ترک کو قلعہ سے اور ملک التجار کو تلنگ سے طلب کے لوازم وصیت بجالایا اور خواجہ جہان ترک کو کہ اس سے کوئی بزرگ تر و معتمد تر نہ تھا وکیل سلطنت کیا اور ملک التجار کو منصب وزارت پر منصوب کرکے شاہزادہ کے مہمات انکے سپرد کیے اور کہا کہ شاہزادہ کی والدہ کے مشورہ کسی امر کے مرتکب نہونا پھر اٹھائیسوین ذیقعدہ ۸۶۷ آٹھ سو پینسٹھ ہجری مین اسکا رشتہ حیات اجل طبیعی کی مقراض سے کاٹا گیا اور خلائق نے اسکے جنگ عذاب سے نجات پائی لیکن صحیح یہ ہے کہ ہمایون شاہ کو وصیت مبارک ہوئی اس مرض سے شفا پائی چونکہ طبیعت اس کی ظلم و ستم پر مائل تھی رعایا اور برایا کے اہل و عیال کا قصد کرتا تھا

اور خدمتگاران حرم سے بھی نہایت بدسلوکی کرتا تھا اس سبب سے مردم درونی و بیرونی اُسکے مکائد ظلم سے تنگ آئے اور شہاب خان خواجہ سرا جو حرم سرا کا نواب ناظر تھا اُسنے ایک جماعت کنیزان حبشیہ سے یکدل اور یکزبان ہو کر ہمایون شاہ کے قتل کا بیڑا اُٹھایا ایک رات کو کہ وہ شراب بیحد مست ہو کر فرش استراحت پر سوتا تھا ایک کنیز حبشیہ نے قابو پا کر ایسی چوب اُسکے سر پر ماری کہ خواب مرگ سے پھر نہ جاگا اور مطائ نظیری شاعر جسنے ملک التجار کی مسی اور پرورش سے خطاب ملک الشعرائی پایا تھا اور شاہ حبیب اللہ کے ساتھ زندان مین قید تھا اور یوسف ترک کحل کی حسن مسی سے رہا ہو کر گوشۂ تنہائی مین بسر لیجاتا تھا اُسکے حق مین یہ قطعہ نظم کیا قطعہ ؎ ظالم از آہ دل شب خیز تیرس ؛ فد نفس بدرشوم شہر انگیز تیرس ؛ مرگان دم آلودۂ مظلوم ببین ؛ وز خنجر آبدار خونریز تیرس ؛ اور یہ تاریخ وفات بھی شاعر بے نظیر کے طبع نتائج طبع سے ہے قطعہ ہمایون شاہ مردہ رست عالم ؛ تعالی اللہ زہے مرگ ہمایون ؛ جہان از ذوق شد تاریخ فوتش ؛ ہم از ذوق جہان آرید بیرون ؛ مدت سلطنت پرشور و شر اُسکی تین برس اور چھ مہینے چودہ دن تھی

ذکر سلطنت نظام شاہ بہمنی بن ہمایون شاہ بہمنی ظالم کا

جب ہمایون شاہ خلائق پر ترحم کر کے فوت ہوا اُسکا بڑا بیٹا نظام شاہ بہمنی کہ حسن و صباحت مین نیرین سے بڑھی ہوا تھا آٹھ برس کی عمر مین تخت دکن پر جلوس کیا اور اُسکی والدہ کہ عاقلہ تھی ہمایون شاہ کی وصیت کے موافق معاملات ملکی اور مالی سے واقف ہو کر خواجہ جہان ترک اور ملک التجار محمود گاوان کے بے مشورہ کوئی کام جاری نہین کرتی تھی اور مہمات شاہی مین حسن تدبیر سے جیسا کہ چاہیئے شروع کر کے کمال عقل و دانائی سے اُن دو شخص کے سوا دوسرے کو دخل نہین دیتی تھی القصہ ملک التجار کا وان کو جملۃ الملک اور وزیر کل اور طرفدار بیجاپور کر کے خواجہ جہان ترک کو منصب کفالت اور طرفداری تلنگ پر سرفراز کیا اور پھر روز علی الصباح وہ دونون عزیز باتفاق دربار مین آتے تھے اور عرض اخلاص پہونچا کر مہمات کو بذریعہ ایک عورت کے کہ ماہ بانو نام رکھتی تھی معروض کرتے تھے اور بعد گفت و شنفت اور قرار داد کے شاہزادہ کو حرم سرا سے برآوردہ کر کے تخت فیروزہ پر بٹھاتے تھے اور دست راست کی طرف خواجہ جہان ترک اور دست چپ کی سمت ملک التجار محمود گاوان استادہ ہوتا تھا اور جو کچھ ملکہ جہان کے مشورہ سے مقرر ہوتا تھا بے کم و کاست پیش پہونچاتے تھے یہانتک کہ ان تین شخصون کے حسن اہتمام سے کاروبار بوجہ احسن صورت پذیر ہوا فی الجملہ تدارک اور تلافی ہمایون شاہ کے جور و ستم کا ظہور مین پہونچاتے تھے لیکن حکام اطراف کافر اور مسلمان نے جب سنا کہ ایک لڑکے نے تخت گاہ دکن پر تاج شاہی سر پر رکھا ہے اور ہمایون شاہ کے ظلم و ستم کے ارتکاب سے سپاہ و امرا کا دل خستہ و مجروح اصلاح پذیر نہین آتا ہے لہذا طمع اُسکے ملک کی کر کے اول رائے مملکت اوڈیسہ و اور یا باتفاق زمینداران تلنگ راجمہندری کے راستہ سے ممالک دکن کی تسخیر کے واسطے عازم ہوئے اور بشوکت و حشمت تمام ولایت اسلام کی طرف متوجہ ہو کر جانوب غارت سے رفت روب کی اور ولایت کولاس تک آبادی کا نشان نچھوڑا اور والدہ نظام شاہ اور خواجہ جہان ترک اور ملک التجار محمود گاوان نے اُسکے دفع اور رفع پر بہت باندھ کر اضطراب اور تزلزل کو اپنے دل مین راہ نہ دی اور فرمان سپاہ جرار و توپخانہ معقول کی طلب مین جا بجا بھیجکر چالیس ہزار اور الخلافت مین فراہم کیے اور ساتھ ایسے تجمل و شان کے کہ عہد شاہان ضمیہ مین کسی کو میسر نہ تھا نظام شاہ بہمنی کو سوار کر کے راہ اوڈیسہ اور اور یا کے اردو کی طرف روانہ ہوئے اور راہ اور یا اور اوڈیسہ

نے استقبال کرکے احمد آباد بیدر کے دس کوس پر جب آپس طرفین کا تقارب ہوا اور ایک دوسرے کے مقابل فروکش ہوئے اور رائے اوڈیسہ اور یا کے دہن نشین اور مدنظر یہ تھا کہ مملکت مسلمانوں کے قبضہ سے برآوردہ کرکے خواہ کس سے خراج و باج لیکر مراجعت کریں لیکن ابھی یہ اظہار نہ کیا تھا کہ ارکان دولت نظام شاہیہ نے ایلچی بھیجکر طرفین پر پیغام دیا کہ یہ شاہ جوان بخت چاہتا تھا کہ دوبار جانگر اور اوڈیسہ اور اودیا پر فوج کش ہوکر بزور شمشیر سنجا اور مفتوح کرے اب کہ تم کام آسان کرکے اس طرف آگئے بہت خوب ہوا پس اس صورت میں جانو اور خبردار ہو کہ جبتک تم خراج نہ قبول کرو گے اور جو روپیہ اور زر کہ بلا دسلام سے تھنے لیا ہو واپس دو گے تم میں سے ایک بھی سلامت پلٹ کر اپنے وطن نہ جاسکے گا محاذی اس پیغام کے شاہ محب اللہ بن شاہ خلیل اللہ جو جہاد کے ارادہ سے ہمراہ ہوئے تھے مع ایک سو اور ساٹھ سوار مسلح اور مردانہ نظام شاہ کے لشکر سے جدا ہوکر آگے بڑھے اور رائے اوڈیسہ و راجہ اودیا کے مقدمہ پر کہ بیس ہزار پیادہ اور چار سو سوار تھے تاخت لائے اور صبح سے دوپہر تک دادمردی و مردانگی دی آخرالامر نسیم فتح و نصرت فائزیوں کے پرچم علم پر چلی رائے اوڈیسہ و راجہ اودیا نے بھاگ کر اپنے لشکر میں دم لیا رائے اوڈیسہ و راجہ اودیا فریق شطرنج اور ہمنشین الم ہوکر اثقال و اثقال زیادہ کو اپنے لشکر گاہ میں چھوڑ کر جریدہ اور بیکبارات کے وقت راہ فرار کی آگے لی اور خواجہ جہان ترک نے رائے اوڈیسہ و راجہ اودیا کا پیچھا کیا اور مالک التجار محمود کاوان نظام شاہ کے ہمراہ رکاب ہمنگی تمام پیچھے سے روانہ ہوا رائے اوڈیسہ و راجہ اودیا نے جب دیکھا کہ خواجہ جہان ترک نے تعاقب کیا ہے اور کوچ کے دنوں میں دو منزل ہزار ہندو مارے گئے اور بیحد خرابی اور غارت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریگا لہذا ایک قلعہ کی پناہ میں توقف کرکے ایلچی مالک التجار محمود کاوان کے پاس بھیجا اور منت و سماجت کے دروازے مفتوح کیے اور ردوبدل اور قیل و قال بیشمار اور لیچیون کی آمد و شد متواترہ کے بعد پانچ لاکھ روپیہ خزانہ حامرہ میں ارسال رکھنے اور بذلت و خواری اوڈیسہ و راجہ اودیا کی طرف راہی ہوئے نظام شاہ نے مظفر و منصور و سالما غانما احمد آباد بیدر کی سمت مراجعت فرمائی و امرا و فوج کا فسران و خلعتہا فاخرہ و اسپان تازی اور تبکہ مرصع سے سرفراز کرکے رخصت جاگیر عنایت فرمائی اور انھیں دنوں میں سلطان محمود خلجی سلطان مندو نے نظام الملک غوری کے اغوا سے اور بروایت دیگر انکے عزیز و اقارب کے وسوسہ سے اٹھائیس ہزار سوار لیکر ممالک دکن کی تسخیر کی عزیمت کی اور خاندیس کے رستہ سے مملکت بیجنگر میں داخل ہوا اور جب یہ خبر منتشر ہوئی رائے اوڈیسہ و راجہ اودیا اور رایان تلنگ نے آپسمیں اتفاق کرکے پھر لشکر کثیر مسلمانوں کی ولایت پر بھیجا اور ارکان دولت نظام شاہ نے بھی ہمت دونوں کے فساد کے دفع پر تعین کرکے سپاہ تلنگ کو اوڈیسہ وغیرہ کے رجواڑوں کے مقابلہ میں بھیجا اور خود مع لشکر بیجاپور اور دولت آباد اور برار بعزم رزم سلطان محمود خلجی نظام شاہ کی رکاب میں روانہ ہوئے اور قلعہ قندھار کے حوالی میں طرفین سنکھ ہوکر عازم جدال ہوئے اور نظام شاہ کہ خورشید وار جہان اسکے سے شرمندہ تھے اور باوجود خردسالی ترکش ذیب کرکے شمشیر حائل کی اور نہایت چستی اور جانبازی سے صف آرائستہ کرنے میں مشغول ہوا اور مالک التجار محمود کاوان کو مع دس ہزار سوار میسنہ پر مقرر کیا اور نظام الملک ترک اور دوسرے امرا کو میسرہ پر تعین کیا اور خود باتفاق خواجہ جہان اور سکندر خان غلام ترک کو کہ اسکا تھا مع گیارہ ہزار سوار اور سوز بخیر فیل کو بمقابل قلب میں ٹھہرا اور اس طرف سلطان محمود خلجی نے بھی صفوف کی آراستگی میں متوجہ ہوکر میمنہ پر اپنے فرزند غیاث الدین کو تعین کیا اور میسرہ کو مہابت خان حاکم چندیری اور ظہیر الملک کے سپرد فرمائی

اور خود مع لشکر انتخابی اورنگ جو اور رزم خواہ قلب مین مستحکم ہوا نظم دو لشکر زمندو و گرازدکن ❊ دو غنر یکے
طفل و دیگر کہن ❊ بہ جنبش در آمد بہ میدان دو کوہ بازمین از نگاہ پوے شان شد ستوہ ❊ القصہ تمام دن
سے پیشتر کہ ابھی چوب نقارہ جنگ پہ نہ پڑی تھی ملک التجار محمود کا وان میمنہ سے کف شجاعت لب پر لاکر اور
ہاتھ تیغ آبدار کے قبضہ پر رکھکر مع لشکر بیجاپور میسرہ خلجیہ پر حملہ آور ہوا اور مہابت خان اور ظہیر الملک
اگرچہ بقدم جلادت پیش آئے اور کروفر کیا لیکن آخر کو تاب مقابلہ نہ لاکر راہ فرار ناپی اور مارے گئے اور
نظام الملک ترک بھی شیر خشمگین کے مانند میسرہ سے نعرہ مردانہ مارتا ہوا شہزادہ غیاث الدین کی طرف متوجہ
ہوا اور وہ کہ آپ کو روز نبرد پانسو مرد کے برابر شمار کرتا تھا اور اکثر معرکون مین دشمن پر غالب آکر ہندوستان مین
نام پیدا کیا تھا بسبب اتفاق عین حرب و ضرب اور مار و گیر مین نظام الملک سے دو چار ہوا اور وہ دو بہمن
روئین تن بے اسکے کہ ایک دوسرے کو پہچانے شمشیر بال اور گوپال اور سر پر ایک دوسرے کو لائے اور شمشیر
نظام الملک کی ٹوٹ گئی اور اُس کا قبضہ ہاتھ مین رہ گیا لیکن بجستی وچالاکی قبضہ کو اُسکے چہرہ پر مارا قضارا
شہزادہ کی آنکھ پر لگا اور خون جاری ہوا نظام الملک ترک اُسے گھوڑے کی پیٹھ سے زمین پر لایا اور چاہتا تھا کہ
گھوڑے کو جولان دیکر اُسے پامال کرے کہ ایک جماعت جوانون کی کمک پہونچی اور اُسے اُٹھالے گیے اور مغرور
ہوئے اور دکھنیون نے تعاقب کرکے دو کوس راہ گشتہ سے پشتہ کی اور مندو کے اُردو کو غارت کیا اور پچاس
ہاتھی لے گئے سلطان محمود نے اپنے جناحین یعنی میمنہ اور میسرہ کو شکستہ دیکھکر ہزیمت کا ارادہ کیا کہ راہ مندو کی قطع
کرے ایک مقرب مانع آیا اور ثابت قدمی کی ترغیب کی اُسوقت نظام شاہ نے بھی بسبب شجاعت ذاتی ارادہ کیا کہ خود
سلطان محمود کی فوج خاص پر حملہ کرے خواجہ جہان نے التماس توقف کرکے خود دس ہزار سوار اور چند فیل اعلا کر جگہ سے
جنبش کی اور سلطان محمود کی فوج سے کہ بارہ ہزار سوار تھے مقابل ہوا اور سلطان محمود عین حرب مین گمان نہ کرکے
ایک ایسا تیر پیشانی فیل سکندر خان غلام ترک پہ جو ہمراہ خواجہ جہان تھا مارا کہ وہ سراسیمہ ہوکر پھرا اور اپنی طرف کے بہت
آدمیون کو خستہ و خراب کیا اور قریب تھا کہ نظام شاہ کو بھی ایک آسیب پہونچے کہ سکندر خان ترک نے بعقلی یا عناد سے
کہ خواجہ جہان سے رکھتا آدمیون کو امر بجنگ کیا اور نظام شاہ کو خواہ مخواہ ہنا ردیف کرکے معرکہ سے باہر لے گیا اور لشکر کے
پیچھے تھوڑے فاصلہ پر ایستادہ ہوا لیکن ہوا اور خاصہ خیل دکن جب اعلام خاص شاہی کو اپنے مقام مین نہ دیکھے پروا ے
جنگ: کلی در ایک نے دوسرے کے بعد معرکہ سے منہ پھیرا اور نظام شاہ کو جو گوشہ مین ایستادہ تھا ہمراہ لیکر شہر بیدر تک
کہین توقف نہ کیا بیت سپاہ ارچہ باشد بیکے کوہ قاف ❊ نماند بجاے بہ از ہزار صاف ❊ خواجہ جہان نے جب یہ دیکھا کہ
سپاہ دکن میمنہ اور میسرہ سے خیال فتح اور گمان نصرت کرکے تاراج مین مشغول ہین اور چتر بادشاہی بھی معرکہ مین نہ رہا
لشکر قول بھی بھاگنے پر آمادہ ہر خود بھی باگ پھیرنے کی فکر مین ہوا اور بحکمت و تدبیر افواج دشمن سے کنارہ کرکے اپ
وفیل شاہی سلامت نکال لایا اور احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوا اور ملک التجار محمود کاوان اور بھی مراے دکنی اور
حبشی فلک کے شعبدہ بازی سے واقف ہوکر اُنھون نے بھی مع اسپ و فیل راہ فرار ناپی اور بعد وصول منزل مقصود سکندر خان
غلام ترک نے نظام شاہ کو مع چالیس سوار اور تین سو جوان اُسکی والدہ کے پاس پہونچا کر ساتھ تحسین و آفرین کے اخلاص
پایا پھر خواجہ جہان کے دیکھنے کے واسطے گیا اور خواجہ جہان نے اس سبب سے کہ وہ بے وقت نظام شاہ کو معرکہ

سے باہر لیگیا تھا اُسے مقید کیا اور بذلت وخواری اپنے مکان سے برآوردہ کرکے موکلون کے سپرد کیا اسواسطے غلامان ترک شاہی نے اتفاق کرکے مخدومہ جہان سے عرض کی کہ اپنا جنس ہمارے سے دولتخواہی کے سوا کوئی امر سرزد نہین ہوا شرح اُس کی یہ ہو کہ افواج میمنہ اور میسرہ تاراج کوگئی کوئی بادشاہ کے ہمراہ نرہا سکندر خان نے تمھارے فرزند کو معرکہ سے سلامت باہر لاکر آپ کے سپرد کیا اور جو کہ وہ بادشاہ کا کوکہ ہو اُس ذلت وخواری سے اُس مغل کے ہاتھ گرفتار رہنا معنی نہین رکھتا ہو وہ آپکے ساتھ اخلاص سے پیش آیا آپ نے اسکے صلہ مین سزاوی اور جو کہ اہالی دکن کو غلامون کے ساتھ محبت ہوتی ہو مخدومہ جہان اشک گہر رشک آنکھون مین بھرلائین اور اُنسے فرمایا کہ اب وقت مقتضی نہین ہو کہ مین اس بارہ مین حرف زبان پر لاؤن انشاء اللہ تعالی آگی تلافی کرینگی خواجہ جہان نے اس ماجرے سے مطلع ہوکر سکندر خان کو مخدومہ جہان کی خدمت مین بھیجکر معذرت کی اور سلطان محمود خلجی خواجہ جہان پر مخدومہ جہان کی آزردگی سے خبردار ہوا اور دوبارہ احمد آباد بیدر کی تسخیر کے واسطے روانہ ہوا اور مخدومہ جہان کہ مکرو عذر خواجہ جہان سے واقفیت رکھتی تھی اور شکست اُسکی عدم ثبات قدم سے جانتی تھی یہ مشورہ ملک التجار محمود دکاوان قلعہ ارک احمد آباد بیدر کی حراست ملوخان دکنی کے سپرد کی اور خود مع جمیع خزائن اور عورات حرم نظام شاہ ملک التجار محمود دکاوان کے ہمراہ فیروزآباد کی طرف متوجہ ہوئی سلطان محمود خلجی نے بخاطر جمع شہر کو محاصرہ کیا اور ستروہ دن کی مدت مین فتح کرکے قلعہ مین قیام کیا اور اکثر ممالک برار اور بیدر اور دولت آباد پر قابض ہوکر رعیت کو مطیع اور فرمانبردار کیا اور خلائق دکن نے اتقال دولت بہمنیہ سلسلہ نظامیہ مالوہ مین جزم کیا کہ دفعۃً روایات اجلال محمود شاہ گجراتی کہ وہ بھی عنصر تھا اُس حدود گجرات سے طالع ہوئے کسواسطے کہ نظام شاہ اُس زمانہ مین جب جنگ کے واسطے جاتا تھا بمشورہ ملک التجار محمود دکاوان حقیقت واقعہ صحیفہ اخلاص مین مرقوم کرکے محمود شاہ گجراتی کے پاس بھیجتا تھا اور جب فیروزآباد مین وہ لیٹنے کو ٹھہرا اور آدمی بھاگے ہوئے اُسکے پاس جمع ہوئے خواجہ جہان کو مع لشکر انبوہ سلطان محمود خلجی کے دافعہ کے واسطے بھیجا مقارن اس حال کے خبر پہونچی کہ محمود شاہ گجراتی اسی ہزار سوار لیکر دکن کی سرحد پر پہونچا مخدومہ جہان نے یہ خبر سنکر ملک التجار محمود دکاوان کو کہ سپاہ ورعیت اُسکے حسن سلوک سے حلقہ بگوش تھی سپہ سالار کرکے مع پانچ چھ ہزار سوار بیدر کے راستہ سے شاہ گجرات کی خدمت مین بھیجا محمود شاہ گجراتی نے اپنے اکثر امرائے معتبرہ کو مع بیس ہزار سوار اور معتدد بیشمار ہمراہ ملک التجار محمود دکاوان کرکے دشمن کے دافعہ کے واسطے اشارہ فرمایا ملک التجار محمود دکاوان نے آدمی دکن کے اطراف وجوانب مین بھیجے اور تھوڑے عرصہ مین لشکر فراہم کرکے مع چالیس ہزار سوار دکنی اور گجراتی دارالخلافت کی طرف روانہ ہوا اور سلطان محمود خلجی شہر کے اندر فروکش ہوکر قلعہ ارک لینے کے واسطے سعی کرتا تھا اور روزمرہ بنانے مین مشغول تھا اور ہر روز ملوخان بنیاد جنگ کی ڈالتا تھا ملک التجار محمود دکاوان کی خبر توجہ سننے سے مضطرب ہوا بے تامل وہ مرغ کی طرح کہ قفس سے برآمد ہو کوبجناح استعجال پرواز کرے حصار احمد آباد بیدر سے نکلکر مندو کی طرف راہی ہوا ملک التجار نے دس ہزار سوار دکنی برار کی طرف روانہ کیے کہ سدراہ ہوکر راستہ دخول وخروج کے مالوہیون پر دشوار کرین اور خود بھی دس ہزار سوار دکنی اور بیس ہزار سوار گجراتی لیکر باین قصد راہ اور پیراُدوے سلطان مندو مین پہونچ کر چاروطرف سے گھیرا اور اُسکے لشکر پر تاخت کرکے ہر طرف سے باب دخول غلہ اور آذوقہ اس دانا نے مسدود کیا کہ کسی سمت سے غلہ کا ایک دانہ نہ پہونچ سکتا تھا سلطان محمود خلجی بروایت صحیح تیس ہزار سوار رکھتا تھا عازم جنگ ہوا اور ملک التجار محاصرہ کے سوا جنگ پر آمادہ نہوا اپنے کام مین مشغول رہا

یہان تک کہ آثار قحط غلہ اردوے مخالف مین ظاہر ہوا اور تمام مندوی شدت گرسنگی اور بینوائی سے دن کو قرص خورشید تابان سے آنکھین سینکتے تھے اور رات کو کلہ ماہ تابان سے دل ٹھنڈا کرتے تھے جب اسپر بھی سیری نہوئی الجوع الجوع کی فریاد بلند کی آہ و نالہ مین مشغول ہوئے سلطان محمود خلجی نے ناچار ہو کر اُن ہاتھیون کو جو ہمراہی نکر سکتے تھے انھین اندھا کیا اور اشیاے سنگین کو آتش دیکر سبکبار ہو اپھر مسلح اور جریدہ ہو کر جان سے ہاتھ دھویا اور جو کامندو کے راستے سیدھے مسدود تھے اس سبب سے کونڈوارہ کی طرف راہی ہوا اور جب ملک التجار محمود کاوان متعاقب ہوا دکینیون نے مالوہیون کا اسباب تاراج کیا سلطان محمود خلجی نے گونڈوارہ کے مقدم کو جو اسکا ملازم رکاب تھا پیغام دیا کہ جس طریق سے ممکن ہو راہ جارے لشکر کے عبور کے واسطے تجویز کر کہ دست تعرض دکینیون کا مالوہیون کے دامن سے کوتاہ ہووے اور تو بھی آشنائی اور ہمسائگی کا حق بجالاوے مقدم مذکور جو در پے انتقام تھا بولا کہ تو مین ایسی راہ وسیع کہ سپاہ اور رجال لشکر بفراغت تمام عبور کرین نہین ہے مگر فلان راستہ کہ وہ مثل صحراے جاہ ہاروت و ماروت کم آب بلکہ بے آب ہو بیت زینے زرگو رد بے آب تر ہوائی زدہ زخ جگر تاب تر سلطان محمود خلجی ملک التجار محمود کاوان کے تعاقب سے ناچار ہو کر اُس راستہ کو جو ایلچپور اور اکل کوٹ کی طرف تھا اختیار کیا اور یہ فرمایا کہ راستہ کی دشواری مجھے اسان تر ہو اُس سے کہ آب کو عمداً دریاے بلا اور کام نہنگ فنا مین ڈالون اور صحراے عنا مین بچنگ پلنگ جفا گرفتار ہون القصہ روز اول حرارت ہوا اور کمی آب اور مشقت راہ پیچ در پیچ سے فوج کا زہرہ آب ہوا پانچ چھ ہزار مرد تشنہ لب اور خستہ جگر کا سفینۂ حیات گرداب ممات مین غرق ہوا اور دوسرے دن کونڈلان ساکنان کوہستان نے جب عاجزی ان لوگون کی دریافت کی چپ و راست سے ہجوم لاکر انھون نے بھی خشک سالی مین طوفان تازہ برپا کیا مال کی طمع سے پیاسون کو خنجر آبدار سے قتل کرنا اور موج کمند کے حلقہ مین ڈالکر ماندہ بنانا شروع کیا لوگون نے مال و اسباب کو دشمن جان سمجھکر اُسکی طمع دل سے دور کر کے کوہ و دشت مین زہزنون کے روبرو ڈالا اور جان بچانے کے واسطے ایک قدح پانی کا ایک روپیہ اور دو روپیہ کو خرید کرتے تھے اور نہین پاتے تھے خلاصہ یہ کہ سلطان محمود خلجی نالان و گریان اور بمشقت فراوان اُس صحراے ہولناک سے باول کباب و بیخور و خواب باہر آیا اور ہجوم چورون کا اور پوشیدہ کرنا چاہا پر آب کا مقدم گونڈوارہ کی تحریر سے جانکر حکم اُسکے قتل کا جاری کیا اُسنے زبان دشنام سلطان مین کھولی اور یہ جواب دیا کہ مین نے انہا انتقام لیا اگر اتنے ہزار آدمیون کی عوض مجھے ہلاک کروگے کیا ہوگا سر میرے فرزندون کا سلامت ہے مین عنقریب سلک مین اپنی کسی اولاد کے موجود ہونگا اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ گونڈوارہ کے کفار بھی مثل تمام کفار ہند تناسخی ہین اور اسی سبب سے قتل ہونے سے ہراس نہ رکھکر کہتے ہین کہ مرنے سے عدم لازم نہین آتی ہے ہم کل پھر سلک موجودات مین جلوہ گر ہونگے اور ہمارا احوال اس سے بہتر ہوگا منقول ہے کہ جن دنون سلطان محمود خلجی نے شہر احمد آباد بیدر کو محاصرہ کر کے مفتوح کیا عمارات کو جلا کر اور آدمیون کو غارت کر کے قسم قسم کی خرابی پہونچائی اور جب کشور دکن کا عازم تسخیر ہوا ظلم و تعدی سے دست کش ہو کر رعیت کی استمالت اور آبادی ولایت مین مصروف ہوا اور اُسکا قاعدہ یہ تھا کہ اکل و شرب اور پوشاک اپنی وجہ حلال سے کھاتا تھا اور ترتیب دیتا تھا اور برنج اور گندم اور جامہ وجہ حلال سے ہر سفر مین ہمراہ رکھتا تھا اور قسم قسم کی ترکاری تخمون کے اوپر بو کر ہمراہ لیجاتا تھا اور جب ایک مدت تک دار الخلافت احمد آباد بیدر مین توقف واقع ہوا مولانا شمس الدین جنگ گوے کرمانی کو کہ شاہ خلیل اللہ کے مقبرہ پر تھا طلب کر کے فرمایا کہ ترکاری اور بقول کی طرف سے

فکرمند رہتا ہون اور تخوت پر اسقدر تکاری کہ باور چیخانہ کو کفایت کرے ہم نہین پہونچتی ہو اگر کوئی شخص زمین حلال تصرف مین رکھتا ہو اور وہان ترکاری بوئی جاتی ہو ہمین ہدایت کرو تو وہان جاکر وجہ حلال سے بقیمت اعلی خرید کر کے ترکاری اُسکی باورچیخانہ مین داخل کیا کرین مولانا شمس الدین حق گوئے کہا اے سلطان ایسی بات نہ کہ جو موجب شک اور استہزا ہو کسواسطے کہ مسلمانون کی ولایت پر آنا اور مساکن و منازل اُنکے ویران کرنا اور مال اسباب لوٹنا اور کھانے پینے اور ترکاری مین شرع کا مقید ہونا عقل سے دور اور خدا ترسی سے بعید ہو یہ سنکر سلطان اشک ندامت آنکھون مین بھر لایا اور فرمایا کہ تو سچ کہتا ہو لیکن جہان گیری بغیر اسکے میسر نہین ہوتی اور اس حکایت کے مواقع فتوحات اور دوسری کتاب مین مؤلف کی نظر مین در آیا کہ بالا دیو عرب مین ایک بادشاہ تھا اُسے یحیی بن نعمان کہتے تھے اُسکے عہد مین ایک شیخ عبداللہ نام تھا کہ خلائق سے متنفر اور آمد و رفت کا دروازہ بند کر کے گوشۂ قناعت مین بیٹھا تھا ایک دن یحیی بن نعمان ایک راستہ سے سوار جاتا تھا اور شیخ عبداللہ مع مریدان اُس سے دو چار ہوئے سلطان کو سلام کیا اور سلطان نے جواب سلام دیکر استفسار کیا کہ ساتھ اس لباس ریشمی کے جو پہنے ہون نماز درست ہو یا نہین شیخ نے مسکرا کر فرمایا کہ تیرا حال اُس شخص کے مانند ہو کہ وہ سر سے پاؤن تک آلودہ نجاست ہو کر موت کی چھینٹ سے پرہیز کرے اول تو حکم تیرا حرام سے معلوم ہو اور دوسرے مظالم عباد اپنی گردن پر رکھتا ہو اور باوصف اس جرائم کے مسئلہ حریر اور صحت صلوٰۃ سے سوال کرتا ہو یحیی بن نعمان رو دیا اور گھوڑے سے اُتر کر ہاتھ شیخ کے دامن مین ڈالا اور سلطنت چھوڑکر اپنی زیست شیخ کی خدمت مین بسر کی القصہ بعد مراجعت سلطان محمود خلجی نظام شاہ نے ایک مکتوب محمود شاہ گجراتی کو تحریر کیا اور تحف و ہدایا اور ہاتھی اور گھوڑے بہت اپنے معتمدون کی معرفت درگاہ مین بھیجکر تصدیعات سے معذرت چاہی پھر محمود شاہ گجراتی احمد آباد گجرات کی طرف روانہ ہوا اور نظام شاہ بھی احمد آباد بیدر مین آیا اور تعمیر شہر و بازارمین کوشش کر کے چند عرصہ مین بدستور اول تیار اور آباد کیا اور سلطان محمود خلجی کہ ملک التجار محمود کاوان کی طرف سے دل مین رنجش رکھتا تھا ۸۶۷ آٹھ سو ستر ہجری مین بروایت نظام الدین احمد نوے ہزار سوار لے کر پھر دکن کی طرف متوجہ ہوا اور دولت آباد کی اطراف مین سامان جنگ درست کیا اور نظام شاہ بھی جنگ کے واسطے برآمد ہوا اور دوبارہ محمود شاہ گجراتی سے کمک طلب کی اور محمود شاہ نے بلا توقف لشکر آراستہ کر کے سلطان پور کی طرف نہضت فرمائی اور سلطان محمود خلجی کا سدراہ ہوا پھر سلطان محمود خلجی منڈو کے راستہ سے منڈو کی طرف راہی ہوا اور ان دو بادشاہ خورشید طلعت یوسف چہر نے ایک دوسرے کو خانہ بانہ وداع کر کے آپس مین تحف و ہدایا بھیجے اور اپنی اپنی دار الخلافت مین معاودت فرمائی اور عقاعدہ اور دواب شاہان سہینہ کا تھا کہ زوجہ اولی ملکہ جہان خطاب پاتی تھی درحالیکہ وہ خاندان بہمنیہ سے ہو بواسطے مخدومۂ جہان نے ایک دختر اپنے اقارب سے نظام کے واسطے خواستگاری کی اور جشن شادی شاہانہ کہ شرح اُسکی احاطۂ تحریر سے باہر ہو ترتیب دیا اور اُس شب کو کہ محلس زفاف آراستہ ہوئی تھی اور بزم عیش و عشرت ترتیب ہونے سے ایک جہان شادی و خرمی مین مشغول تھا قضا را آدھی رات کے بعد نالۂ وزاری سے شور برپا ہوا کہ نظام شاہ بہمنی نے اس جہان سے رحلت کی اور اپنی جگہ اور دن کے واسطے چھوڑی نظم گلے باشگفت از گیاہی دفت ۔ یکایک فرو ریخت از باد سخت ۔ خیا حسن برگل نہ انگیختہ ۔ اجل خاک بروے فرو ریختہ ۔ اور یہ واقعہ اجلاس کے دو برس اور

سلہ انتقال اور سے حضرت ابراہیم ادہم کے ساتھ فرار مجذوب شاہ کے ایک اشارہ سے کہ اسے اور اسلام اور ایمان کی طرح نقل کیا ہے

ایک مہینے بعد یعنی شب سیزدہم ذیقعدہ ۸۰۷ھ آٹھ سو سات ہجری مین واقع ہوا ذکر شمس الدنیا والدین ابو المظفر غازی محمد شاہ بہمنی کا مورخین نے لکھا ہے کہ سلطان ہمایون شاہ بہمنی کے بطن مخدومۂ جہان سے تین فرزند نرینہ حسین تھے نظام شاہ محمد شاہ احمد شاہ اور جب تہال حیات نظام شاہ آغاز نشو نما مین صرصر حوادث سے آنکھ گرسا محمد شاہ نو برس کی سن مین تاج زرنیب سر کرکے سریر جہانبانی پر متمکن ہوا اور سلطنت کا اہتمام اور رعیت کا انتظام بخوبی تمام کرنے لگا اور ابتداے سلطنت مین خواجہ جہان ترک اور ملک التجار محمود گاوان نظام شاہ کے زمانہ مین بمشورہ مخدومۂ جہان امور سلطنت کو انجام دیتے تھے اور احمد شاہ جو سب بھائیون سے چھوٹا اور بڑا الیاقتدار اور خوش اطوار تھا جاگیر لائق پاکر محمد شاہ کا مطیع و جلیس ہوا پھر خواجہ جہان نے محمد شاہ کی تربیت کیواسطے مخدومہ جہان کا حکم سے صدر جہان شوستہ کو جو افضل فضلا اور اصلح صلحا تھا مقرر کیا اور محمد شاہ کتب علمی کے پڑھنے اور کمال حاصل کرنیمین مشغول ہوا اور تھوڑے عرصہ مین کتب درسیہ سے مفروغ ہوکر صاحب حیثیت ہوا اور خط نہایت پاکیزہ لکھتا تھا اور سلطان فیروز شاہ کے بعد خاندان بہمنیہ مین حسن وقابلیت مین اس سے بہتر مسند فرمانروائی اور سروری پر کسی اور نے قدم نرکھا بیت ارسطو سخندان دیوان اُو ٭ بلیناس طفل سبق خوان اُو ٭ اور خواجہ جہان ترک بکمال استقلال و عظمت مہمات مین مشغول ہوکر کسی کو خیال مین نہ لاتا تھا اور اکثر امراے قدیم کو حلاقون سے معزول کرکے اپنی طرف سے امراے جدید نصب کرتا تھا اور دست تغلب و تصرف خزانون مین دراز کرکے ملک التجار محمود گاوان کو کہ جو بعد اخراج سلطان محمود خلجی دکنی کے صاحب شان و اعتبار ہوا تھا ہمیشہ سرحد کی خدمتون پر بھیجتا تھا اور مہمات شاہی مین چندان دخل نہ دیتا تھا اور جو مخدومۂ جہان زن عاقلہ اور دور اندیش تھی خواجہ جہان ترک کے اوضاع اور اطوار سے متوہم ہوئی اور اس کی مفسدی محمد شاہ کے ذہن نشین کرکے اُسے آمادہ کیا کہ کل فجر کو جب خواجہ جہان ترک دربار مین آوے اور مین کسی کو تیرے پاس بھیجون اُسے بے تامل تہ تیغ بیدریغ کرنا دوسرے دن کہ ۸۰۸ھ آٹھ سو آٹھ ہجری تھی خواجہ جہان ترک بغفلت تمام دیوانخانہ مین آیا اور نظام الملک کہ خلاف عادت مع جماعت جوانان مستعد وہان دیکھکر متفکر ہوا اور جو کہ لاعلاج اور مجبور تھا محمود شاہ کی دیوانداری مین مشغول ہوا کہ قضارا دو ضیعہ مخلصی سے آنکر سلطان محمد شاہ سے باواز بلند عرض پرداز ہوئین کہ ساتھ اُس امر کے جو قرار پایا تھا مشغول ہونا چاہیے سلطان محمد شاہ نے نظام الملک کی طرف متوجہ ہوکر یہ فرمایا کہ یہ مرد حرا مخور ہے اُسکی گردن مار اور نظام الملک کہ بغیر جانی اُس کا مقابلے تامل خواجہ جہان کا ہاتھ پکڑکر دیوان عام سے باہر لے گیا اور صربات متعددہ تیغ آبدار سے اُسے شاہ کے روبرو ہلاک کیا نظم بہ تدبیر زان پس خرد مند زن ٭ بفرمان خود ساخت ملک و کن ٭ جہانی ز صدرش بآسودگی ٭ زرخ دہر شستہ زآلودگی ٭ اور بعد چند روز کے سلطان محمد شاہ نے مخدومۂ جہان کی صلاح سے ملک التجار محمود گاوان کو خلعت فاخرہ دیکر بخواجہ جہان مخاطب فرمایا اور منصب امیر الامرائی اور وکالت امور شاہی کو اُسکے مناصب سابق کا ضمیمہ کیا اور بموجب اس مضمون کے مصرع ہر کہ انجز وز نوبت اوست ٭ ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان نے مراتب دینوی پر فائز ہوکر نقارہ اپنے دروازہ کا بلند آوازہ کیا اور ابتدا مین القاب احسکا یون لکھتے تھے مخدوم جہانیان معتمد درگاہ سلطان اصف جم نشان امیر الامرا نائب مخدوم خواجہ جہان اور جب محمد شاہ ماہ دو ہفتہ ہوکر ہر رکاب اور جوانون مین شامل ہوا مخدومۂ جہان نے ایک لڑکی حسین زہرہ جبین خاندان بہمنیہ سے اُس کے

واسطے خواستگاری کی اور ملک التجار محمود کاوان المخاطب بخواجہ جہان کے اہتمام سے جشن شاہی خسرو از کمال صنعت
انکی تحریر و تقریر سے مبرا ہو ترتیب دیکر اُسکے حقداز دواج مین بھیجی اور جہات سلطنت اپنے فرزند دلبند کو
تفویض فرما کر خود صلواۃ و صوم اور قرآن مجید کی تلاوت مین مشغول ہوئی لیکن سلطان محمد شاہ امور معظمات اُسکے
بے مشورہ شروع نہ کرتا تھا اور اُسکی تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرکے ہر روز سلام کو جاتا تھا
اور جب سلطان محمد شاہ نے عروس مملکت تازہ تر سے ہمکنار ہو جیسے پوستان خزان دیدہ سلطنت کو شاداب بآب
کیجیے اسواسطے نظام الملک کو سپہ سالار لشکر برار کرکے دلداری کے ساز و سامان سے مددگاری کی بہ شش ہزار
سوار بہتر ہجری مین لشکر عظیم الشان مہیا کیا کہ انمین ہر ایک جوان جنگ دیدہ ہنر و آزمودہ انقلاب تھا فراہم کرکے
قلعہ کھنڈلہ کی تسخیر کے واسطے جو سلطان مالوہ کے تصرف مین تھا روانہ کیا اور اُسنے اُس طرف جاکر قلعہ مسطورہ کو
محاصرہ کیا اور چند مرتبہ لشکر والی مندو کو جو محصورین کی مدد کے واسطے آیا تھا شکست دیکر متفرق کیا آخر مرتبہ
شاہ مالوہ کا سردار بارہ ہزار سوار راجپوت اور افغان وغیرہ لے کر بجوش و خروش تمام نظام الملک کے دفع
کے واسطے متوجہ ہوا جس دم ظاہر قلعہ مین مقابلہ ہوا اور صف کارزار تیار ہوئی جنگ عظیم فوج عظیم سے
وقوع مین آئی جماعت کثیر و انبوہ غفیر نے طرفین سے قالب تن ارواح سے خالی کیا عرصہ جنگ کشتون
کے اجساد سے بھر گیا تا بید ربانی سے مالوہیون کو شکست فاش نصیب ہوئی اور ایک جماعت کثیر قلعہ سے نکل
ہو کر اُنکی شریک ہوئی تھی بعد انہزام قلعہ کی طرف متوجہ ہوئی اور نظام الملک اور تھوڑے بہمنیان دکن سپر بن
سر پر رکھکر اور تلوار بن علم کر کے اُنکے تعاقب مین گئے اور مردم قلعہ نے ہم صفین اپنی فوج تصور کرکے قلعہ کا دروازہ
کھول دیا دکنی بھی مالوہیون سے مخلوط ہو کر قریب شام قلعہ مین در آئے اور قلعہ پر متصرف ہوے اور ایک روایت مین
یہ بھی تحریر ہے کہ جب مفرور جاکر قلعہ مین متحصن ہوے دکنیون نے قلعہ کو بدستور سابق محاصرہ کیا اور اہل قلعہ نے
عاجز ہو کر امان طلب کرکے قلعہ سپرد کیا بہر تقدیر بہمنیان نے اہالی قلعہ کو ضرر جانی نہ پہونچایا تکلیف قلعہ سے نکلجانے کی
دی اس عرصہ مین احلاف دکن حسب دستور زبان طعن دراز کرکے مالوہیون کو حرفہاے ناخوش کہنے لگے اور جملہ انمین
راجپوت سے جو قلعہ کی محافظت مین قیام کرتے تھے دو شخص متفق ہو کر عازم ہوے کہ ہم اپنی شجاعت اور مردانگی دکنیون
کو دکھاوین پس جسوقت اژدھام کم ہوا اور مالوہی زن و فرزند لے کر تمام باہر نکل گئے اُن دونون راجپوت نے
نظام الملک کے مجمع کی طرف متوجہ ہو کر باواز بلند پکارا کہ ہم نے اپنی عمر سپاہ گری مین صرف کی ہے اور مثل تیرے
بھی بہتے رستم و بہادر نہین دیکھا اگر حکم ہو ہم بھی آنکر تیرا قدم چوم لین نظام الملک نے جب اُنھین غیر مسلح
دیکھا اپنے روبرو طلب کیا اور اُنھون نے آتے ہی لبلور پاپوسی کے قدم آگے بڑھایا اور ایک جماعت کہ
نظام الملک کے قریب ایستادہ تھی بہ چستی و چالاکی تمام خنجر و شمشیر اُنکے چھین کر دونون نے تلوارون کے وار
سے نظام الملک کا کام تمام کیا اور پھر اوردن کی طرف متوجہ ہو کر ایسا لڑے کہ دونون ہلاک ہوے اور نظام الملک کے
دو بیر اور طریقت تھے ایک یوسف عادل خان سوائی جو شاہان عادل شاہیہ کا جد تھا دوسرا دریا خان ترک کہ مردی اور
مردانگی مین ضرب المثل تھا دونون نے اس ارکاب بزرگان قلعہ کی تحریک سے گمان کیا اور ایک جماعت کو اُن کے

تعاقب مین بھیجا اور وہ کمال غفلت سے ایک کوس پر فروکش ہوئے تھے یہ پہنچکر تمام صغیر و کبیر کو قتل کیا اور بخت بلند کی ہدایت سے دو تنخواہی مین کمر باندھ کر قلعہ کو مضبوط کیا اور سوار و پیادہ سے ایک جماعت کثیر کو وہان چھوڑکر نظام الملک کا جنازہ اور غنائم موفورہ لیکر درگاہ کی طرف روانہ ہوے اور احمد آباد بیدر مین پہونچکر غنائم بادشاہ کے ملاحظہ مین در لائے اور اس حسن خدمت سے بادشاہ خوش ہوا اور ہر ایک کو ہزاری کیا اور کھترلہ کی امارت بھی عنایت فرماکر امرائے مقرب کی سلک مین منتظم کیا اور جب والی مندو نے دکینون کی پرخاش ملاحظہ کی تو محبت اور اخلاص اظہار کرنے کو شریف الملک نامے ایک شخص کو مع تحف و ہدایاے نفیسہ سلطان محمود شاہ کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ سلطان احمد شاہ ولی بہمنی اور سلطان ہوشنگ کے لوازم عہود و مواثیق درمیان مین لاکر مقرر کیا تھا کہ ولایت برار بادشاہ دکن کے زیر نگین اور قلعہ کھترلہ مع مضافات اُسکے والی مندو کے تعلق رکھکر دوبارہ کسی بارہ مین منازعت نہ ڈھونڈھین اب امرائے سلطان قلعہ کھترلہ پر متصرف ہوکر مقام شدت و پرخاش مین رہتے ہین اب آپ ایسا کرین کہ نقض عہد نہووے اور مسلمان درمیان مین تلف نہووین کمال دینداری اور برادری سے بعید نہ ہوگا سلطان نے شیخ احمد صدر کو کہ مرد دانشمند اور فہمیدہ اور سلامت نفسی مین مشہور رکھا شریف الملک کے ہمراہ مندو مین بھیجکر پیغام کیا کہ ہم جادۂ محبت و اتحاد پر ثابت اور راسخ ہین باوجودیکہ مملکت کرناٹک کہ ہر گوشہ مین کتنے قلعہ مثل کھترلہ کے رکھتی ہے اور کفار بیدین کے تصرف مین ہے ہمین احتیاج قلعہ کھترلہ کی نہین اور الحمد للہ کہ نقض عہد خاندان بہمنیہ کی طرف سے واقع نہ ہوا کسواسطے کہ میرے بھائی کے عہد مین کہ صغیر تھا اور ملازم آپسمین مقام نفاق مین تھے تمنے لشکر اس دیار پر بھیجا اور وہ خرابی کہ افواج چنگیزیہ نے بھی بلاد اسلام مین نہ کی تھی بجالائے قتل و غارت مین کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا ہمکو خشنود کہ اس کا ذکر اس سے زیادہ تر نہین کرتے آیندہ جو کچھ صدارت پناہ شیخ احمد صدر جو خیر خواہ عامہ مسلمانان ہو قول و قرار کریگا ہمین قبول و منظور ہوگا اس سے تجاوز نہوگا اور جب شیخ احمد صدر مندو کے اطراف مین پہونچا اہیانی گاگا خلجیہ استقبال کرکے نہایت اعزاز و اکرام سے اُسے شہر مین لے گیے اور اُسنے سلطان محمود کی ملازمت مین مشرف ہوکر ادائے رسالت کی اور جمیع علما اور فضلاے مندو کہ دربار مین حاضر تھے اُسے تصدیق کرکے مقرر ہوے کہ فی الحال نقض عہد ہماری طرف سے ہوا اس صورت مین امید ہو کہ ارحم الراحمین فضل کاملہ سے ہمین ساتھ اسکے مواخذہ نہ کرے اور سلطان محمود نے بھی کہا اگر ازروے وساوس شیطانی کوئی امر غیر مرضی سرزد ہوا ہو اُسے منظور نہ رکھو اور اُسکے بعد ایسا کرو کہ ہماری اولاد اور بہمنیہ کی اولاد مین کوئی امر کبھی خلاف شریعت اور مروت سرزد نہووے پھر شیخ احمد صدر سلطان محمد شاہ بہمنی کی سمت سے اور سید العلما رسید سلام اللہ واحدی سلطان محمود خلجی کی طرف سے وکیل ہوے پھر دونون میثاق موکدہ اور سوگند مغلظہ درمیان مین لائے اور عہد نامہ علما اور مشائخ اور امراے کبار سے مہر کرکے ہر ایک نے دونون بادشاہون سے حاشیہ پر یہ عبارت تحریر کی کہ جو شخص اس نوشتہ سے تجاوز کرے لعنت خدا اور ملعنین اور لعنۃ اللہ مین گرفتار ہو اور خلاصہ عہد نامون کا یہ تھا کہ طرفین دست تعرض ملک ایک دوسرے سے کوتاہ رکھین اور جیسا کہ عہد فرخندہ مہد سلطان احمد شاہ بہمنی مین مقرر ہوا تھا اُسپر عمل کرکے قلعہ کھترلہ تصرف سلاطین خلجیہ مین چھوڑین اور ممالک اطراف کفار سے تعلق رکھتے ہین جس شخص کو کہ حق سبحانہ تعالی توفیق کرامت فرماوے بروز فتح جہاد اپنی ولایت مین داخل کرے اُسکا وہ مالک اور مختار رہووے دوسرا اُسکی طمع نہ کرے اور بعد دو تین مہینے کے جب عہد نامے درست ہوے شیخ احمد

صدر نے اُن امرا کو جو قلعہ کھنڈلہ مین تھے لکھا کہ حکم سلطان محمود شاہ یہ ہے کہ قلعہ خالی کرکے مالوہون کے سپرد کرین اور جاگیر انکے نام بھی فرمان صادر ہوا تھا کہ شیخ احمد صدر کی تحریر و تقریر سے خلاف نکرین اور اُسکا حکم ہمارا حکم جانین اسواسطے اُنھون نے قلعہ خالی کرکے سلطان محمود کے ملازمون کے تفویض کیا اور شیخ احمد صدر نے فائز المرام ہوکر دکن کی طرف معاودت کی اور پھر اس خاندان کے درمیان نزاع واقع نہوئی اور ابتدا ۸۷۴ھ آٹھسو چوہتر ہجری مین ملک التجار محمود کاوان المخاطب بخواجہ جہان نہایت شوکت و حشمت سے لشکر بیجاپور ہمراہ لیکر راے سنگیسر دکن کی تادیب اور بھی قلاع کو دکن کی تسخیر کو سلطان خداشناس مطیع اسلام کے پاس سے روانہ ہوا اور لشکر جزیرہ جاکنہ و کلکہ و وال و جیول و بائین وغیرہ اُسکے ہمراہ تعین ہوا اور راے کھینہ اور راے سنگیسر علی الدوام تین سو کشتی مسلمانون کی قتل اور اُن کے اموال کے نہب و غارت کے واسطے دریا کے سطح آب پر طیران اور مترددر کھتے تھے اور خشکی مین بھی انواع فساد ظہور مین لاکر مسلمانون کو ایذا اور مضرت پہونچاتے تھے ملک التجار محمود کاوان المخاطب بخواجہ جہان کی خبر توجہ لشکر آپسین عہد و پیمان کیے اور مسلمانون کے قتل کو دخول بہشت کا موجب جان کر نہایت غلظت اور عجب و تکبر سے سرگھاٹ کا مسدود کیا ملک التجار محمود کاوان نے تعجیل نکرکے پائے گھاٹ مین کہ عبارت پشتہ زمین سے ہے مع افواج وارد ہوا اور چندے توقف کرکے حسن تدبیر سے باہستگی گھاٹ کو کفار ناہنجار کے تصرف سے برآوردہ کیا جب دیکھا کہ سوار وہان کام نہین کرسکتا وہ لشکر کو دارالسلطنت سے ہمراہ لایا تھا اُسے رخصت دیکر تخت گاہ کی طرف روانہ کیا اور سعید خان گیلانی کو کہ اُس کا ہم قوم تھا مع لشکر خیبر اور اپنے غلام خوش قدم کو با لشکر وایل اور کلہر طلب کرکے اُسی پر اکتفا کی اور سپاہ کثیر بہمہ پیچا کر تھوڑے عرصہ مین کھینہ کے جنگل کو کہ عبور اُس سے دشوار تھا تبردارون سے قطع کرایا اور بھین آگ دیکر صحرا کے مسطح بنایا اور پانچ مہینے کھینہ کو محاصرہ رکھا جب موسم برشکال آیا اور فتح میسر نہ ہوئی سرگھاٹ کا دس ہزار پیادہ تو کچی اور کماندار کے سپرد کرکے خود آسایش خیل و حشم کے واسطے گھاٹی سے اُتر کر بہ گنہ کھولاپور مین چھاؤنی کی اور سریت کی ہنوائی موسم برسات مین وہان استقامت کی اور وہان بھی بیکار نہ رہا بلکہ قلعہ رائگنہ کو جس طرح ممکن ہوا چند عرصہ مین قبضہ مین لایا بعد برسات کے پھر گھاٹی کے اوپر برآمد ہوکر اس مرتبہ بہت تدبیر و حیلہ اور زر خطیر صرف کرکے قلعہ کھینہ کو جو کسی زمانہ مین خسروان رفیع الشان کی کمند اسکے تسخیر کے کنگرہ پر نہ پڑی تھی مسخر کیا اور جب موسم برسات پہونچا بطریق سال گذشتہ قلعہ اور گھاٹی پیادگان سخت جان کے کہ کوکن کی آب و ہوا سے خوب نہین رکھتے تھے سپرد کیا اور خود مع سواروں کے سرگھاٹ سے نیچے اُترا اور چار مہینے بارش کے آخر کرکے ولایت سنگیسر کی طرف متوجہ ہوا اور سہل ترین وجوہ سے اُس حدود کو بھی فتح کرکے ملک التجار خلف حسن بصری کا انتظام زمینداروں سے لیکر رعیت کو مطیع و منقاد کیا اور مردم کارآمد ہوشیار کے سپرد کیا اور خود جزیرہ کووہ کی طرف جو بنا در شہور راے بیجانگر سے تھا روانہ ہوا اور ایک سو بیس جہاز پر جوانان پلتین صف شکن سوار کرکے دریا کی طرف سے بھیجکر خود خشکی کے راستہ سے مع عساکر نصرت مآثر وہان پہونچا اور جنگ مین مشغول ہوا اور جب تک یہ خبر راے بیجانگر کے گوش زد ہوکر وہانسے مدد پہونچے بوستان المحمد للہ الذی نصر عبدہ و اعز جندہ سے گل مراد چنے اور فتح اس جزیرہ کی بھی تمام جہان مین مشہور ہوئی اور سلطان محمد شاہ یہ خبر فرحت اثر سنکر نہایت خوش ہوا اور طبل شادی بجایا اور ملک التجار محمود کاوان نے جزیرہ کووہ کو امراے معتمد صاحب شوکت کے تفویض کیا اور ذخیرہ اور سپاہ قلعہ داری کا مہیا کرکے تین برس کے بعد دارالخلافت احمد آباد بیدر کی طرف مراجعت کی اور سلطان محمد شاہ اُسکے مکان پر رونق افروز ہوکر

ایک ہفتہ وہان عیش و عشرت مین مشغول رہا اور ملک التجار محمود کاوان کے قامت قابلیت کو خلعت فاخرہ سے زیب و زینت بخشی اور مخدومۂ جہان نے بھی اُس سے صیغہ اخوت پڑھکر اُسے اپنا بھائی کہا اور سلطان نے یہ فقرے اُسکے القاب مین ایزاد فرمائے اور مقبلان درگاہ و امرا نزدیسان بارگاہ فرامین اور نشانہای سرعبارت سے تحریر کرتے تھے حضرت مجلس کرم سید عظیم ہمایون اعظم صاحب السیف والقلم مخدوم جہانیان مقتدر درگاہ سلطان آصف جم نشان امیر الامرا نائب مخدوم ملک التجار محمود کاوان المخاطب بخواجہ جہان اور اسی ہفتہ مین اُس کے غلام خویش قدم نام کو کہ اُس یورش مین تین برس خدمات شائستہ مین اقدام کیا تھا بخطاب کشورخان سرفراز کرکے امرای عظیم الشان مین داخل کیا اور قلعہ کووہ اور بندوہ اور کوندوال اور کولاپور کو اضافہ اُسکی جاگیر قدیم مین کرکے نوازشہای موفورہ مبذول فرمائین منقول ہی کہ جب سلطان محمد شاہ بعد ایک ہفتہ کے خواجہ کے مکان سے اپنے دولتخانہ مین تشریف لایا اور خواجہ اپنی دولتسرا کے حجرہ مین داخل ہوا اور دروازہ بند کرکے جامہای فاخرہ نفیس تبدیل کیے اور گریہ وزاری و بیقراری مین مصروف ہوکر اپنے تئین زمین پر گرایا اور اسقدر تضرع و تخشع کی کہ رخسار شریف اُسکے خاک آلود ہوئے اور جب حجرہ سے برآمد ہوا اور درویشانہ لباس پہنا اور جمیع علما اور فضلا اور سادات احمد آباد بیدر کو جو استحقاق رکھتے تھے طلب کیا اور نقد جنس و جواہر اور متاع نفیسہ سے جو کچھ اپنی ملکیت رکھتا تھا اور اس مدت دراز مین کہ مراد ایام تجارت و ایام امارت سے ہی فراہم اور اندوختہ کیا تھا فیل اور اسپ اور کتب کے سوا سب اُنپر تقسیم کیا اور کہا الحمد للہ علی احسانہ کہ مین نے نفس امارہ کے ہاتھ سے رہائی اور اُسکے وسوسہ سے نجات پائی اور ایک عالم ملا شمس الدین محمد نام کہ جیہان جرجان سے تھے اور خواجہ کی مصاحبت مین رہتے تھے اُنھون نے سوال کیا کہ آپنے کیا بھید ہی کہ تو نے تمام مالوف اپنا کہ مراد مال و دنیوی سے ہی آدمیون پر تقسیم کیا اور گھوڑے اور ہاتھی اور کتب کو نگاہ رکھا جواب دیا کہ جسوقت سلطان محمد شاہ میرے مکان مین تشریف لایا اور مخدومۂ جہان نے مجھے بھائی کہا نفس امارہ کی سرکشی اور تنگ ظرفی سے یکایک بادہ نخوت کا جوش دماغ مین دفعۃً ہوا خود فراموش ہوا پھر توفیق ایزدی سے اُسی محفل مین اپنی طرف مصروف ہوکر نفس کی تنبیہ و تادیب مین مشغول ہوا اور بادشاہ کے مکالمہ سے باز آیا سلطان نے اثر تغیر کا میرے چہرۂ حال سے مشاہدہ کرکے استفسار کیا کہ حال کیا ہی مین نے عرض کیا میرے دل مین درد ہی علامت حقتان کی یا تا ہون سلطان نے اس امر کو عوارض جسمانی پر گمان کرکے مجھے استراحت کا حکم دیا اور خود بدولت و اقبال اپنے دولتخانہ کو تشریف فرما ہوے اس سبب سے مین نے جمیع اسباب تجمل کو کہ عجب و نخوت کا باعث ہوا اپنے پاس سے مسلوب کیا اور تمام کتابین طالب علمون کے واسطے وقف ہین میری ملک نہین اور گھوڑے اور ہاتھی سلطان سے تعلق رکھتے ہین چند روز عاریۃً میرے پاس ہین آخر الامر سرکار مین لیجاوینگے الغرض ملک التجار کاوان اُسدن سے ہمیشہ لباس بے تکلفانہ پہنتا تھا جب مہمات مملکت سے فارغ ہوتا تھا اپنی مسجد اور مدرسہ مین جاتا تھا اور فقرا اور صاحب دلون سے صحبت رکھتا تھا اور اُنکے احوال مین مشغول ہوکر اُنکی غمخواری مین تعصیبہ کرتا تھا اور شب جمعہ اور شبہاے متبرکہ مین کیسے زرسرخ اور سفید ہمراہ لیکر محتاجون کے لباس مین تمام شہر کے محلہ بہ محلہ پھرتا تھا اور بھوکون اور عاجزون کی اعانت کرتا تھا اور کہتا تھا یہ علیہ شاہ ہی اُس کے لیے ادعیہ و ابقاے جاہ و جلال مین مشغول رہو الغرض باوجود ایسے اخلاص اور اعتقاد کے مردم فتنہ انگیز کین

نے اُس جناب کو حراخوری مین منسوب کرکے درجۂ شہادت مین پہونچایا اُسکی تفصیل عنقریب مرقوم قلمدار اطائف نگار ہوگی اوائر سنہ آٹھ سو پچہتر ہجری مین خبر پہونچی کہ راجہ اودیکا مرض الموت مین مبتلا ہوکر اس جہان فانی سے سفری ہوا انتظم پسر خواندہ دشت زناردار پر برآمدہ اور نگ گوہر نگار پر عموزادہ وداشت ہمبر نام پر برادانگی بود ومردی تمام پر درمیان مین اُن کے رد وبدل اور تکرار ہوئی بلکہ نوبت ہتھیار کی آئی چونکہ خزانہ اور تخت راے اودیکے پسر خواندہ کے قبضہ مین تھا غالب آیا ہمبر کو ہزیمت دے کر کوہستان اور جنگل کی طرف مفرور کیا اور ہمبر بھیرے بھائی رلے اور یا نے اس مضمون کا عریضہ سلطان محمد شاہ کو لکھا کہ رلے اور یا فوت ہوا اور اُس کے پسر خواندہ منگل رلے خودرائی سے تخت وتاج پر متصرف ہوکر آپ کو رلے اور یا کہتا ہے امیدوار ہون کہ لشکر بھیجکر اس ولایت کو اُسکے قبضہ سے برآوردہ کرکے خیرسگال کے سپرد فرماوین اور وہ تقواہ ہر سال بقدر مال برسہم باج وخراج خزانہ عامرہ مین داخل کیا کرے گا اور سلطان محمد شاہ جو ہمیشہ سے ملک اودیا اور راجمندری اور کندیز کی تسخیر کی فکر مین رہتا تھا یہ منصوبہ اپنے حسب دلخواہ تصور کرکے ملک التجار محمود گاوان کی صلاح سے ملک حسن بحری کو جو شاہان احمد نگر کا جد تھا اور شاہان بہمنیہ کے غلامون کے سلک مین انتظام رکھتا تھا نظام الملک خطاب دے کر مع لشکر جرار اُس طرف تعین کیا اور جب وہ رلے اور یا کی سرحد پر پہونچا ہمبر ملک حسن نظام الملک بحری کے استقبال کے واسطے اگر مقدمتہ الجیش ہوا اور منگل راے لشکر کثیر فراہم لاکر میدان کی طرف روانہ ہوا جب صفین آراستہ ہوچکین بہادران طرفین اور مبارزان جانبین شمشیر میدان سے کھیلکر جنگ مین مشغول ہوے اور بعد کوشش اور کشش فراوان لشکر ہنود شکست کھاکر بھاگا اور ہمبر راے تاج وتخت اور یا کو بزور شمشیر سلطانی دستیاب کرکے مملکت مورونی پر متصرف ہوا اور اُطین دنون مین ملک حسن نظام الملک بحری ہمبر کی رہبری اور ہمراہی سے ممالک اجمندری اور کندیز کی طرف روانہ ہوا اور بروایت صحیح دونون مملکت کو مسخر اور مفتوح کیا اور ملک بحساب قبضہ مین آیا اور سلطان محمد شاہ کے حکم کے موافق ممالک مفتوحہ کو اُمراے صاحب اعتبار کے سپرد کرکے ہمبر کو اُس کے مقر کی طرف روانہ کیا اور خود مع غنیمت وافر اور پیشکش لائق ومتکاثر سلطان کی ملازمت سے مشرف ہوا اور پھر مخدومۂ جہان کی توجہ اور آصف زمان کی پرورش سے خلعت خاص سے سرفراز اور لشکر تلنگ کی سرداری سے ممتاز ہوا اسواسطے کہ شاہان بہمنیہ کا داب تھا کہ طرفداران اربعہ کے سوا کسی کو خلعت خاص سے سرفراز نفرماتے تھے اور انھین سنوات مین فتح اللہ عماد الملک کہ شاہان عماد شاہیہ کا جد تھا اور خانجہان ترک کے تمام متوسلون سے جلیل اور فہیم تھا خواجہ کے التفات سے لشکر برار کی افسری پاکر معزز اور مکرم ہوا اور بعد دو مہینے کے یوسف عادل خان سوائی بھی کہ خواجہ اُسے اپنے فرزندون سے شمار کرتا تھا بخلعت سپہ سالاری دولت آباد کہ اُس خاندان مین اُس سے بڑھکر کوئی خدمت نہ تھی مشرف ہوا اور دریا خان اور اکثر غلامان ترک کہ مسند امارت پر متمکن تھے اُسکے تابع ہوے جاگیر انکی اُس طرف قرار پائی اور قاسم بیگ والد قاسم بیگ صف شکن اور شاہ قلی سلطان اور دوسرے اُمراے مغل کہ جنیر اور جاکدہ مین جاگیردار تھے وہ بھی یوسف عادل خان کے توابعین سے ہوے اور یوسف عادل خواجہ کی عنایت کے سبب تمام طرفدارون سے قوی تر ہوا اور سلطان محمد شاہ نے جب اُسے

قابل التفات اور شائستہ عنایات دیکھا مورد عنایات گوناگون کرکے دوسروں سے امتیاز بخشا اور قلعہ
دیرہ کھیرہ کی تسخیر اور قلعۂ انتور کے استخلاص کے واسطے کہ لودھیوں کے عہد مین ایک عرصہ کے تصرف مین
رہے تھے اور وہ جادۂ اطاعت مین قدم نہ دھرتا تھا بھیجا اور یوسف عادل خان جب دولت آباد مین پہونچا
تو قاسم بیگ صف شکن کو قلعہ انتور کے محاصرہ کے واسطے مقرر کرکے دریا خان اپنے منھ بولے بھائی کو دیرہ کھیرہ
کی طرف بھیجا اور جو ہندو کہ قلعۂ انتور مین تھا جنگ و نزاع سے امان طلب کرکے قلعہ قاسم بیگ صف شکن کے
سپرد کیا اور راجہ دیرہ کھیرہ نے جسکا نام جینک رائے تھا باوجود اسکے کہ پانچ چھ مہینے علم مدافعہ بلند کرکے
جنگ ہائے مردانہ کی تھین آثار ضعف اپنے نامۂ حال سے مشاہدہ کرکے ایلچی یوسف عادل خان کے پاس
بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اگر آپ میرا گناہ معاف فرماکر جان کی امان دیوین تو جو کچھ کہ مین اپنے قبضہ مین رکھتا ہون
پیشکش کرکے مع اہل و عیال جریدہ قلعہ سے نکل جاؤن نظم بزبان خواہی کشادہ زبان ہوا سولے فرستاد
بر مرزبان ہوا کہ ما بندگانیم و فرمان تراست ہوا چہ باشد ہمہ چیز چون جان تراست ہوا یوسف عادل خان نے بشرط دیکر
امان دیکر دریا خان اپنے منھ بولے بھائی کو حکم کیا کہ اہل قلعہ کی جان و عرض و ناموس سے مزاحمت نہ پہونچاکر
اُنھین مطلق العنان کرین کہ جہان چاہین جاوین دریا خان برادر خواندہ نے اطاعت کی اور مع لشکر خود سوار ہوکر
ظاہر قلعہ مین ایستادہ ہوا اور یہ حکم کیا کہ جینک رائے با اہل و عیال حصار سے جریدہ نکل جاوے اور وہ بیچارہ
اپنے باپ دادا کا وطن مع خزانۂ موروثی اور مکتسبی چھوڑکر باہر نکل گیا اور یوسف عادل خان بھی بکمال رو دلبری بحشمت
وہان پہونچا تھا قلعہ مین داخل ہوا اور خزائن اور دفائن اور تحف نفیسہ پر متصرف ہوا اور اُس ولایت کے زمیندار
اور مقدمون پر بہت استمالت اور نوازش فرماکر قلعۂ لانجی کی طرف متوجہ ہوا اور وہان کے رائے زادہ نے بھی
کہ اُسکا باپ اُسی عرصہ مین فوت ہوا تھا عاجز ہوکر جان کی امان چاہی اور قلعہ مع لوازم حشمت اُسکے سپرد کرکے
نکل گیا یوسف عادل خان نے اُس مال و اسباب مین سے جو لائق سرکار تھا لیا اور رائے زادہ کو اُمرائے شاہی کی
سلک مین نظم کرکے وہ قلعہ مع ولایت اُسکی جاگیر مین مقرر رکھا اور خود سالمًا و غانمًا دار الخلافت احمد آباد بیدر کیطرف
روانہ ہوا اور اسقدر ہاتھی اور گھوڑے اور زر و نقد و جواہر اور بھی اسباب نفیسہ بادشاہ کے پیشکش کیا کہ
رہمندری اور کنیر کے غنائم اُسکے مقابل ایک حقیر چیز تھی اسواسطے بادشاہ نے اُسے انواع لطف و عنایت سے
نوازش فرماکر یہ ارشاد کیا کہ جو شخص خواجہ کے مانند پدر رکھتا ہو یقین کہ اُس سے ایسی ہدیتین واقع ہون گی
پھر حکم کیا کہ خواجہ یوسف عادل خان کو اپنے مکان پر لیجاکر ایک ہفتہ ضیافت کرے کوئی دقیقہ خرد گذاشت
نہوے اور تکلفات رسمیہ اور عرفیہ مین بدرجہ نہایت کوشش کرے خواجہ نے مین خدمت کو لب ادب سے
بوسہ دے کر عرض پرداز ہوا کہ یہ امر سلطان کے بدون رونق افزا ہوے صورت پذیر نہوگا بادشاہ نے
اُسکا مقصد اور مطلب سمجھکر فرمایا کہ ضیافت مشترک کچھ مزہ اور لطف نہین رکھتی اول ایک ہفتہ یوسف عادل
خان کی ضیافت مین سرگرم ہوا اُسکے بعد جاری مہمانی کے لوازم دوسرے ہفتہ مین بجالاوے خواجہ سر افتیاد
زمین اخلاص پر رکھکر یوسف عادل خان کو اپنے مکان پر لے گیا اور ایک ہفتہ اُسکی ضیافت مین مشغول ہوا
اور دنیا داروں کی تمام رسمین پیش پہونچائین پھر خواجہ باتفاق یوسف عادل خان شاہ کی مہمانی کا سامان

درست کرنے لگا اور مکان نگار خانہ چین کی طرح آراستہ کیا اور آٹھویں دن فجر کے وقت سلطان محمد شاہ بہمنی خورشید انور کے مانند سایۂ التفات خواجہ کے سر پر ڈال کر اُس مکان میمنت نشان میں رونق افزا ہوا فیض قدوم شاہانہ اور عاطفت غمر وانہ سے اُسے سعادت دارین حاصل ہوئی امرائے نامدار سپہ سالار اپنے اپنے مرتبہ کے موافق بادشاہ کے گرد بیٹھے مجلس شراب آراستہ ہوئی یوسف عادلخان کو اپنا ہم کاسہ کیا اور ساقیان سیمین ساق حشوہ و گرشمہ مین طاق جام زرین صراحی بلورین در دست نشاط حسن سے مست حاضر ہوے دور ساغر مثل چرخ اخضر چلنے لگا نشاط اور سرور سے ہر ایک مجموم مجموم کر آنکھین ملنے لگا علاوہ اسکے خواجہ نے اور بھی تکلفات رسمی مین کوشش کی یعنی تحف و ہدایا ہفت اقلیم کا اسقدر سلطان کے ملاحظہ مین در لایا کہ ناظرین و کہن اُسکے مشاہدہ سے متحیر ہوے اوّل بجلو پاس طبق طلا مع سر پوش ہاے مرصع تھے اور ہر ایک طباق ایسا وسیع تھا کہ اُسمین برۂ گوسفند بریان بخوبی سما تا تھا اور سو غلام چرکس اور حبشی اور دکنی کہ اکثین خواندہ اور سازندہ اور صاحب حیثیت تھے اور ایک سو گھوڑے عراقی اور عربی اور ترکی مع ایک سو سمن اور کاسۂ فغفوری جو بادشاہون کی سرکار مین بہم نہین پہونچتے تھے مع تفصیل نقد و جنس جو کچھ اُسکی سرکار مین تھا بادشاہ کی نظر سے گذرا تا پھر جمیع شاہزادون اور اُمرا اور ارکان دولت کو بھی تحفہ ہاے لائق دے کر بادشاہ سے معروض کیا کہ یہ تمام دولت و حشمت شاہ کی دولت سے بہم پہونچی ہے حضرت اسکے مالک و مختار ہین جسے ارشاد ہو اُسکے سپرد کرون بادشاہ اُسکے حسن اعتقاد اور اخلاص سے نہایت محظوظ ہوا اور فرمایا ہم نے سب کو قبول کیا اور پھر تجھے بخشا پھر تو خواجہ کا حسن اعتبار اور یوسف عادل خان کا افتخار اسد رجہ اعلی کو پہونچا کہ دونون عمود اشال و اقران ہوے اور دکنی دیو صفت و دیو سیرت مثل مارو مرید و سر کوفتہ برخود پیچیدہ ہوے اور پچھا عناد کا کمر پر باندھا اور شعشہ آٹھ سو ستہتر ہجری مین پرگنہ رائے قلعہ تلنگان کا مالک اجی رائے فرمانروا بیجانگر کی تحریک سے عازم تسخیر جزیرہ کو وہ ہوا اور سپہ سالار قلعہ بیکاپور بھی اجی رائے کے حکم سے لشکر مورد توخ سے زیادہ تر ہمراہ لیکر اس بندر کی طرف متوجہ ہو کر سنگ راہ ہوا اور دخول و خروج کا راستہ مسدود کیا سلطان محمد شاہ یہ خبر سنکر پریشان ہوا اور طیش مین آکر فرمان سپاہ کے احضار کا حکم دیا بیت سران سپہ خواندہ از اطراف دہر بر آمد لشکر بسان سپہر پھر سلطان خدا شناس منبع اسلام صید افگنان اور شکارکنان اُسکی کوشمالی کو تلنگان کی طرف روانہ ہوے پرکیتہ رائے جو مقابلہ اور مقاتلہ کی طاقت نہ رکھتا تھا بادشاہ کی عبور حریت لشکر قلعہ بند ہوا اور نشان معاضہ کا بلند کیا اور تلنگان ایک قلعہ نہایت حصین ہے اور گچ و پتھر سے اُسکے گرداگرد خندق پر آب تھے اور دو دیوارین مقابل ایک دوسرے کے کھینچکر راہین ایسی محکم کی تعین کہ پرندہ پر نہین مار سکتا تھا انسان کا آسانی گذر محال تھا سلطان محمد شاہ وہان پہونچا اور قلعہ کو محاصرہ کیا اور رائے پرکیتہ نے دور اندیشی اور مآل بینی سے آصف جم نشان اور بھی مقربون کے پاس ایلچی بھیجکر امان چاہی نظم ہمانیش ترسید زان داوری ؎ بتدبیر جست از خود یاوری ؎ شبانگہ خاصان شاہ جہان ؎ بتیس در ساغت اندر نہان ؎ بگفتا کہ من بندۂ پر گناہ ؎ بر آیم بدرگاہ چون عذر خواہ خواجہ جہان اور دوسرے مقربون نے رائے تلنگان کی عذر خواہی اور امان طلبی بادشاہ کے سمع مبارک مین پہونچائی اور سلطان محمد شاہ نے اُس طرف کے راجاؤن پر اظہار قدرت اور عبرت کے واسطے یہ قول فرمایا

اور چاہا کہ اُس قلعہ کو بجبر و قہر مسخر کردن پھر آتش بازون کو اپنے روبرو طلب کرکے اُن سے یہ فرمایا کہ تم اپنی سلامتی چاہتے ہو تو تمھین لازم ہو کہ دو ہفتہ مین اِس قلعہ کے بُرج اور دیوارون کو سُرنگ وغیرہ سے اُڑا کر بہادرون کے جانے کا راستہ پیدا کرو اور خواجہ کو یہ تاکید کی کہ خندق کو خاک ریز کرکے پاٹنے سے تعلق رکھتا ہو اور جس روز کہ اہل ہنر یعنی گولہ انداز و دیوار قلعہ کی توپ اور ضرب زن سے گراوین چاہیے کہ خندق پٹ جاوے تو لشکر فراغت تمام اُس سے عبور کرکے رخنہ سے قلعہ مین درآوین خواجہ ہر چند دن کو چوب و سنگ و خاک خندق مین گراتا تھا مردم حصاری رات کو برآمد ہ کرکے خندق بدستور اول صاف کرتے تھے اسواسطے خواجہ نے سدمداخل اور خارج کے واسطے ایک دیوار کھینچکر اُس مین عمارت تعمیر کرکے مورچے قسمت کیے اور دمدمہ اور نقب کی تیاری کے واسطے کہ اُس زمانہ تک دکن مین اُس کا چرچا نہ تھا حکم کیا اور ہنرمند اپنے کام مین مشغول ہوے اور پرکتیہ خندق پُر آب کے باحث پہونچنا نقب کا برج اور قلعہ کے نیچے دشوار سمجھکر باطمینان تمام مقیم تھا کہ ناگاہ نقب زنون نے سر نقب کا خواجہ یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک کے مورچے سے قلعہ کے نیچے پہونچاکر باروت سے پُر کیا اور ایکبارگی آگ دے کر قلعے مین رخنے ڈالے اور رائے پرکتیہ کی فوج رخنون پر آن کر جنگ پر آمادہ ہوئی کچھ دیر تک مار و گیر کی صدا بلند رہی اور وہ ہزارہی تخمیناً سلطان کی طرف کے مارے گئے اور قریب تھا کہ رخنون کو جسپر مردم قلعہ کا تصرف تھا سنگ و چوب سے مسدود کرین ناگاہ سلطان محمد شاہ خود بنفس نفیس تیغ ہندی حائل کرکے سوار ہو کر تاخت لایا اور خندق سے کہ جسے خاک سے پاٹا تھا عبور کرکے رخنون کو مردم قلعہ کے تصرف سے برآوردہ کیا اور قلعہ اول پر متصرف ہوکر حصار ثانی کے لینے مین مشغول ہوا اور رائے پرکتیہ کے شاہ کی جرأت دیکھکر ہوش و حواس باختہ ہوے بید کی طرح کانپنے لگا آخر کو رائے مذکور نے یہ تدبیر کی کہ لباس بدل کر بعینہ نامہ بر کی صورت بناکر قلعہ سے برآمد ہوا اور سلطان محمد شاہ کے مورچال مین جاکر یہ اظہار کیا کہ رائے پرتکیہ نے سلطان کی خدمت مین بھیجا ہے اور پیغام زبانی میرے عرض کیا ہو مقربون نے یہ خبر سمع مبارک مین پہونچائی پرکتیہ نے احضار کی اجازت پائی اول زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیا پھر پکڑی گردن مین ڈال کر دست بستہ عرض پرداز ہوا کہ رائے پرکتیہ یہ خاکسار ہو بندہ زادون کو لیکر خاک بوسی کو حاضر ہوا ہو جرم بخشی اور گردن زدنی کا اختیار شاہ کو ہو سلطان محمد شاہ کو اُسکی عاجزی اور فروتنی پر رحم آیا جان کی امان دی اور بعضی کتب مین مسطور ہو کہ رائے پرکتیہ نے جب دیکھا کہ حصار اول مفتوح ہو گیا اور سلطان احیان سلطنت کے ذریعہ سے میرا گناہ نہین معاف کرتا اپنے تئین برج کی ایک لکڑی مین باندھ کر گریہ وزاری کرنے لگا اور جان کی امان چاہی شاہ نے اسکا حال پُرملال بنظر ترحم مشاہدہ فرمایا جان کی امان دے کر سلک امرا مین منتظم کیا اور اُس کی تعظیم و تکریم مین کوشش کرتا تھا اور اُسی دن سلطان محمد شاہ سوار ہو کر قلعہ مین داخل ہوا اور شکرانہ بجالایا اور اپنا لشکری نصب کیا اور قلعہ نگوان کو مع مضافات خواجہ کے شامل حال کرکے اپنی دارالخلافت کی طرف مراجعت فرمائی اور اُسی عرصہ مین اُسکی والدہ مخدومہ جہان کہ اُس یورش مین ہمراہ تھی اور کاروبار شاہی اُس سے رونق تمام رکھتا تھا فوت ہوئی اور سلطان نے اُسکا جنازہ دارالسلطنت احمد آباد بیدر مین بھیجا اور

جب لشکر ظفر پیکر بیجاپور مین پہونچا حسب التماس خواجہ کہ وہ شہر اُسکی جاگیر مین تھا کلفت رفع ہونے کے واسطے وہان مقام کرکے عیش و عشرت مین مشغول ہوا اور خواجہ اقسام ضیافت و مہمانی کہ مراد شراب و کباب و رقص و سرود اور تحفہ تحفہ کھانے سے ہو سب سامان مہیا کرکے شرط مہمان نوازی بجالایا اور سلطان کو بیجاپور کی ہوا پسند آئی اکثر کالاپاٹ مین جو خواجہ کا بنایا ہوا تھا اوقات مہام بادشاہی کے سرانجام مین صرف کرتا تھا اور یہ ارادہ تھا کہ موسم برسات وہان بسر کرکے احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہو کہ قضارا اُس سال تمام دکن اور بیجاپور مین امساک باران ہوا اور تالاب اور کنوئین بیجاپور کے خشک ہوے اس سبب سے سلطان نے لاعلاج ہوکر آپ کو دارالخلافت احمد آباد بیدر مین پہونچایا اور وہ قحط بقحط بیجاپور مشہور ہوا منقول ہو کہ دوسرے سال بھی پانی نہ برسا اور قصبہ اور شہر اور موضع مین اثر آبادی کا نہ رہا اکثر آدمی مرگئے اور جو زندہ رہے ولایت مالوہ اور گجرات اور جاج نگر مین پناہ لے گئے اور تلنگ اور مالوہ اور مرہٹ بلکہ جمیع ملک و بھیتہ مین دو برس تک زمین تخم ریزی سے اُفتادہ رہی اور تیسرے برس نسیم عنایت ایزدی چلی اور باران ہوا لیکن کوئی باقی نتھا کہ کشت و کار مین مشغول ہووے لاچار ان بس جہان را گزدید حال پُرکہ قلمی بنا دید باران دو سال پُر آبیکے ہاے دھوکے زو ہر پُر زمردم تہی ماند بازار و شہر پُر اور بہمن نامہ مین مسطور ہے کہ جب آدمی قحط سے پھوٹے اور اثر آبادی کا دکن مین ظاہر ہوا خبر پہونچی کہ اہل تلنگ کندیر نے اپنے حاکم کو کہ ظالم اور فاسق تھا اور آدمیون کے مال اور آبروریزی کا ارادہ رکھتا تھا قتل کرکے نشان مخالفت بلند کیا ہوا اور قلعہ ہمبر اور یا کے تصرف مین جو سلطان کا دست گرفتہ ہو چھوڑا اور ہمبر اور یا نے آدمی معتبر اپنے اوڈیسہ کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ جو تم ہمیشہ مملکت تلنگ کے استرداد کی فکر مین رہتے ہو اور چاہتے ہو کہ ملک موروثی واگذار ان کے تصرف مین آوے اب فرصت اور موقع ہر بندہ نوازی اور حق ہمسائگی ادا کرکے اس طرف توجہ فرمائیے کیونکہ دکن مین دو برس کے قحط کے سبب لشکر باقی نہین رہا مملکت تلنگ کو بسہولت بن وجہ لیکر اس مخلص کے سپرد کیجیے اور حق السعی مین قلع کندیر اور دیگر مضافات پر اُسکے متصرف ہوجیے رائے اوڈیسہ نے فریب کھاکر پاؤن اپنی حد سے آگے بڑھایا دس ہزار سوار اور سات آٹھ ہزار پیادہ جمع کیے اور جاج نگر کے راجاؤن کو بھی بطور کمک ہمراہ لیکر مملکت تلنگ مین در آیا اور نظام الملک بحری حاکم راجمہندری اُس جماعت کے مقابلہ کی تاب نہ لایا قلعہ بند ہوا اور عریضہ داشت مشرکیفیت اور چگونگی حالات درگاہ مین ارسال کی اور سلطان محمد شاہ نے خواجہ کی تجویز اور ہدایت کے باعث اپنی ذات سے اُس سفر کا مصمم اور عازم و جازم ہوکر خزانہ کا دروازہ کھولا اور تنخواہ ایک سال کی خیل و حشم کو دیکر بسبیل استقبال اُس طرف نہضت فرمائی بیت مختتم بشورید دران آگہی پُر بخنانہ دیہیم شاہنشہی پُر اور جب راجمہندری کے اطراف مین پہونچا مخالفون نے آپسمین مشورہ کیا جنگ مین صلاح ندیکھی ہمبر اور یا قلعہ کندیر مین داخل ہوکر حصاری ہوا اور رائے اوڈیسہ آب راجمہندری سے عبور کرکے دریا کے اس پار اپنی ولایت مین اُترا اور دریا کے کنارے مع فوج استقامت کی سلطان محمد شاہ راجمہندری مین پہونچا اور نظام الملک بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور جو کہ کشتی اور پیلی رائے اوڈیسہ کے تصرف مین تھی اور اُن دنون مین دریا طغیانی پر تھا

محمد شاہ نے پانی کے کنارے نہیں اور خرگاہ برپا کیے اور بہت سے جلدی جبور نکر سکا اُس کے بعد جبور کے سامان مین ہو کر چاہتا تھا کہ کشتی اور بیڑے سے جبور کرے رائے اوڈیسہ کو رخ کر کے اپنی دار الملک مین چلا اور سلطان محمد شاہ جو اُسکے اوضاع اور اطوار سے نہایت آزردہ تھا شاہزادہ محمود خان کو مع خواجہ جہان وزیر مین چھوڑ کر خود بیس ہزار سوار جو نامدار اور خبر گذار تھے اُس کا فرار کی تادیب اور گوشمالی کے واسطے آخر ۷۳۸ھ آٹھ سو بیالیسی ہجری مین آب سے عبور کر کے دار الملک اوڈیسہ مین گیا اور کفار کے قتل و غارت اور خرابی مملکت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور جو کہ رائے اوڈیسہ اپنی ولایت خالی کر کے ولایت دور دراز مین بھاگ گیا تھا سلطان محمد شاہ نے باطمینان تمام اس ملک مین چھ مہینے توقف کیا اور رعایا وغیرہ سے بقدر امکان باستمالت و عطوفت زر خطیر تحصیل کیا اور سلطان چاہتا تھا کہ شاہزادہ اور خواجہ کو طلب کر کے وہ حدود اُنکے سپرد کرے رائے اوڈیسہ نے یہ خبر سُن کر ایلچی متواتر با تحف و ہدایا اور فیل بسیار شاہ کی خدمت مین بھیجکر درخواست عفو و عذرت کے مفتوح کر کے یہ پیغام دیا کہ مین عہد اور شرط کرتا ہون کہ دوہزار زمیندار ان ملک کی امداد اور ملک نکرون کا اور سلطان کے جادۂ موافقت اور متابعت سے کبھی انحراف نکرنے کے ہمیشہ مطیع و فرمانبردار رہون گا سلطان نے فرمایا کہ رائے اوڈیسہ ان باتون کے علاوہ پچیس ہاتھی اور اپنے باپ کے فیل خانہ خاص سے اگر بھیجے تو التماس اُس کی قبول فرماؤن اور رائے اگرچہ اُن فیلون کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا لیکن مجبور و ناچار ہو کر اُنھین بھی باجمول اطلس و مخمل و زربفت و سقرلات اور مع زنجیر ہائے طلا و نقرہ ارسال کیے اور سلطان محمد شاہ نے عازم عزیمت ہو کر کوچ کیا اور اثنائے راہ مین شکار مین مشغول ہوا اور اُس اطراف مین ایک قلع کوہ پر اُسے نظر پڑا اور ایک جماعت بہادران اپنے ہمراہ لے کر اُس قلع کی سیر کو تشریف لے گیا اور اُس جماعت سے جو وہان مقیم تھی پوچھا کہ یہ قلع ہمبر اور یا سے تعلق رکھتا ہے یا نہین مردم اوڈیسہ نے جواب دیا کہ یہ قلعہ رائے اوڈیسہ کا ہے اور کسی کو یارا نہین کہ بنظر تعرف اُسپر نگاہ کرے سلطان محمد شاہ طیش مین آیا اور اُس پہاڑ کے دامن مین نزول فرمایا دوسرے دن جب خورشید عالم افروز تابان ہو کر سر دریچۂ زمردی سے برآیا جنگ پر آمادہ ہو کر اُس حصار کی طرف متوجہ ہوا النظم چو گویم کہ آن قلعہ در برتری ؎ کند با فلک دعوے ہمسری ؎ ز موزونی قد بالائے او ؎ ز دے تیر صد بوسہ بر پائے او ؎ اور ایک جماعت قلعہ سے برآمد ہو کر ممانعت کے واسطے آگے بڑھی اور اکثر اُنمین کے غازیان اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے اور فقد حیات گروسے کھو بیٹھے راجہ اوڈیسہ نے اس حال سے مطلع ہو کر ایلچی سلطان کی خدمت مین بھیجے اور یہ گذارش کی کہ یہ جماعت صحرائی ہوا کی بے ادبی اس دو تنخواہ کے سبب معاف فرماوین اور یہ تصور فرمائین کہ یہ قلعہ مفتوح کر کے اپنے ایک سپاہی کے سپرد کیا سلطان کو اُسکا حسن پیام پسند آیا پھر دو تین مہینے کے بعد وہان سے کوچ کیا اور کنڈیز کی طرف عنان عزیمت منعطف کر کے اُسے محاصرہ کیا ہمبر اور یا جو بانی فساد تھا پانچ مہینے مین عاجز ہوا اور حالت اضطرار مین ایک جماعت کو درمیان ڈالکر بمشقت تمام امان پائی اور شہر بازبان درگاہ کے سپرد کیا اور سلطان نے سوار ہو کر تمام شہر اور قلعہ کی سیر کی وہان ایک بڑا بتخانہ تھا

اُسے سنسار اور خراب کرکے چند نفر براہمہ اور خادمان بتخانہ کی بہ نیت جہاد و قصد ثواب گردن ماری اور یہ حکم دیا کہ اس مقام مین مسجد تعمیر کرین اور معمارون نے اُسی دن بنیاد مسجد ڈال کر عمارت بنانی شروع کی اور سلطان محمد شاہ نے ایک منبر چوبی تیار کرکے اُسپر جاکر بانگ اذان محمدی کی اور دو رکعت نماز پڑھکر شکر بجا لایا اور زر کثیر مستحقین کو دے کر خطیب کو اشارہ کیا کہ خطبہ میرے نام پڑھے خواجہ نے اُس وقت یہ عرض کی کہ بادشاہ نے جو بقصد غزا اتنے برہمن کو مقتول کیا ہی مناسب یہ ہی کہ آنحضرت کو اسکے بعد غازی کہین سلطان نے یہ امر قبول کیا اور خطیب نے لفظ غازی اُس کے القاب مین اضافہ کی القصہ محمد شاہ پہلا وہ شخص شاہان بہمنیہ سے ہی کہ جسنے اپنے ہاتھ سے برہمن قتل کیے کسواسطے کہ شاہان ماضیہ بہمنیہ نے اس ملت مین برہمن کے قتل کا حکم بہت کم کیا ہی چہ جائیکہ کسی نے اپنے ہاتھ سے گردن مارین اور برہمنوں کا عقیدہ فاسد یہ ہی کہ برہمن کشی اُن کو مبارک مہنوی نظل اُنکی مملکت مین ظاہر ہوا اُسکے بعد سلطان محمد شاہ نے خواجہ کے التماس کے موافق تین برس راجہندری اور اُس حدود مین استقامت کرکے سرحدون کو مضبوط کیا اور بہت زمینداروں کو زیر کرکے تلنگ کا بخوبی تمام انتظام کیا پھر ولایت نرسنگہ کے تسخیر کی فکر مین پڑا اور خواجہ سے استفسار کیا کہ ایسا شخص جو راجہندری اور تمام بلاد اور اس مملکت کے سب قلعون کا بندوبست بخوبی کرسکے کون ہی خواجہ نے جواب دیا کہ ملک حسن نظام الملک بحری کے سوا کوئی اس کام کے سزاوار نہین ہی یہ امر سلطان کی راے کے موافق ہوا اسواسطے بدستور سابق فرمان طرف راجہندری اور کندیز اور بہت ممالک کا اُسکے نام لکھا اور حکومت ورنگل اور باقی ممالک تلنگ اعظم خان بن سکندر خان بن جلال خان کے تفویض فرمائی اور حدود ولایت نرسنگہ کی حراست کرکے سوار ہوا اور ملک حسن نظام الملک بحری اعظم خان کے ولایت تلنگ مین شریک ہونے سے آزردہ خاطر ہوا اور سلطان سے عرض کیا کہ مین انتظام اس حدود کا اپنے ایک فرزند سے جو ع کرتا ہون اور جو کہ مہد سے اس عہد تک حضرت کی خدمتین حاضر رہا ہون رکاب ظفر انتساب سے دوری گوارا نہین ہی سلطان محمد شاہ نے فرمایا کہ ہمارا مقصد اس حدود کے ضبط سے ہی جس طرح میسر ہو بہتر ہی کہتے ہین کہ خواجہ چونکہ نظام الملک بحری کو صاحب داعیہ سمجھتا تھا اور اُسکے بیٹے ملک احمد کو جسنے ایک حرم سرا کی عورت سے نکاح کیا تھا اور باپ سے رشید تر اور شجاع تر تھا نہین چاہتا تھا کہ دونون ایک طرف کے جاگیردار ہون دین اسواسطے کہ سنوات سابق مین جبوقت کہ ملک حسن نظام الملک بحری کو راجہندری کی سپہ سالاری پر مقرر کرتے تھے ملک احمد کو سلطان سے کمسر خداوند خان حبشی کی توابع کرکے منصب سہ صدی دے کر جاگیر اُس کی ماہور مین مقرر کی تھی اور ملک نظام الملک بحری اس امر سے بھی آزردہ خاطر رہتا تھا التماس کی کہ ملک احمد کو اپنے توابع مین منسلک کرکے جاگیر اُسکو تلنگ مین عنایت فرماوین سلطان نے اُسکی عرض پذیرائی کی اور خواجہ کو پروانگی دی اور خواجہ جو لا علاج تھا فرمان طلب اُسکے نام صادر فرمایا اور ملک احمد نے بہ سرعت تمام راجہندری کی چار منزل آردوے شاہی مین پہونچکر منصب ہزاری پایا اور باپ کی طرف سے راجہندری کی حکومت پر روانہ ہوا اور سلطان محمد شاہ نرسنگہ کی تسخیر مین ساعی ہوکر اُسطرف متوجہ ہوا اور یہ نرسنگہ ایک راجہ قوی پنجکل اور

تعظیم الجثہ تھا اور کثرت مال اور وفور اموال مین موصوف اور ولایت کرناٹک اور تلنگ کے درمیان مقام رکھتا تھا اور سواحل سمندر کے چھیالیس پرگنے اُسکے تحت حکومت تھے اور اس عرصہ مین جا بجا بہت سے راے یہانگر کے بزور شمشیر اپنے ممالک مین شامل کیے تھے اور بہت قلعے سنگین اور مستحکم بہم پہونچا کر اکثر اوقات زمیندار و نکر جنگ پر مستعد اور آمادہ کیے اور خود انکا مددگار ہو کر شاہان بہمنیہ کی سرحد مین شور و غوغا برپا کرتا تھا اور امراے سرحد جو اُنکا مقابلہ نکر سکتے تھے ہمیشہ اُسکی شکایت درگاہ مین تحریر کرتے تھے اور سلطان محمد شاہ نے اثناے مسافت مین ایک قلعہ بالاے کوہ اُجاڑا اور خراب دیکھا جب دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ بادشاہان ہولی کے آثار سے تھا کہ اُس حدود کے انتظام کے واسطے تیار کیا تھا سلطان نے وہان مقام کر کے فرمایا کہ معمار جلد اسکی تعمیر مین مشغول ہون اور اہتمام اُسکا خواجہ سے رجوع ہوا اُنے سعی بلیغ کر کے وہ کام کہ دو برس کے عرصہ مین انجام ہوتا چھ مہینے مین تمام کیا اور غلہ اور آذوقہ اور توپ اور ضرب زن اور جمیع آلات قلعہ داری مہیا کر کے مردم معتبر کے سپرد کیا اور سلطان کو اس قلعہ مین بھیجا کر تمام چیزین اور سامان جو موجود کیا تھا ملاحظہ کروایا سلطان نے تحسین و آفرین فرما کر ارشاد کیا حق سبحانہ تعالیٰ کا ہمیشہ بڑا فضل و کرم ہے ایک شاہی اور ریاست خلق اور دوسرے ملازم تجسا خواجہ اور یہ کہکر پوشاک خاص جو زیب بدن تھی اُتار کر خواجہ کو پہنائی اور جو لباس کہ خواجہ پہنے تھا وہ برآوردہ کر کے آپ پہنا اور آجتک کسی کتاب مین نظر نہین آیا کہ کسی بادشاہ نے نوکر سے ایسا سلوک کیا ہو لیکن جو مرتبہ خواجہ کا کمال کو پہونچ چکا تھا اور کمال علامت زوال ہے اثر اُسکا جیسا کہ مذکور ہوگا اُنھین دنون مین ظہور پاکر دوسرون کی عبرت کا سبب ہوا القرض سلطان محمد شاہ نے بعد تیاری قلعہ دو تین ہزار سوار ایک آدمی معتبر کی سرداری مین محافظت کے واسطے وہان چھوڑے اور مطمئن ہو کر آگے بڑھا اور جس مقام مین پہونچتا تھا لوازم قتل و غارت بجا لاکر ہلکی اس طرف کے باشندون سے برلاتا تھا اور جب کوندپور مین پہونچا ایک جماعت وہان کے متوطن نے معروض کیا کہ یہان سے دس منزل پر ایک تنجانہ ہے کہ گنجے نام رکھتا ہے اور در و دیوار اور سقف اُسکی زیور و جواہر سے آراستہ اور لآلی و گوہر نفیسہ سے پیراستہ اور آج تک کسی شاہان اسلام نے اُس کو نہین دیکھا بلکہ نام بھی اُس کا نہین سنا سلطان محمد شاہ چھ ہزار سوار معتبر گذار لشکر سے جدا کر کے بطور یلغار اُس طرف متوجہ ہوا اور شاہزادہ محمود خان اور خواجہ کو حکم کیا کہ کوندپور مین رہین اور مورچین کا اتفاق ہے کہ سلطان محمد شاہ نے ایسا گھوڑا سرپٹ دوڑایا کہ چالیس سوار سے زیادہ اُسکی ہمراہی نہ کر سکے اور یوسف عادل خان اور ملک حسن نظام الملک بحری اور تفرسخان ترک ازا نجملہ تھے اور جب حوالی تنجانہ مین پہونچا چند ہندو عفریت منتظر برآمد ہوے اس درمیان سے ایک ہندو سیاہ فام دیو نژاد ایک گھوڑے قوی ہیکل پر سوار ہوا اور شمشیر آبدار ہندی ہاتھ مین لے کر ایک قطعہ میدان مین ایستادہ ہو کر نگاہ تیز سے دیکھا کہ محمد شاہ کے مانند دوسرا سوار میدان مین نہین ہے اُسکی طرف متوجہ ہو کر گھوڑے کو جولان کیا اور سر پر پھیر کھینچکر تلوار کا ایک وار سلطان پر کیا محمد شاہ غازی نے ادھر بادپیما کو چمکا کے چستی اور چالاکی سے اُس کے وار کو رد کر کے اپنا اسپ وار کیا مگر اوچھا پڑا ہندو پھر سلطان کے مقابل آیا اور خشم کو شعار کر کے ہاتھ دست بردکرے محمد شاہ نے تلوار برق کی طرح چمکا کے ایسی ضرب اُس خودسر کے فرق پر لگائی کہ آتش سے

خیار کی طرح دو نیم کر کے خانہ زین پر اُتر آئی بیت دو نیمہ بگردش بیک زخم تیز پا بر آورد و از دو ہندوان رستمزاد
اس درمیان مین ایک اور ہندو کالا بھجنگا مہیب تر مقابل آیا اور چونکہ ساتھی چالیس سوار کفار کی جنگ مین
مشغول تھے کوئی اسکو دفع نہ کر سکتا تھا سلطان بہ نفس نفیس اُسکے دفع مین مشغول ہوا اور شیر گرسنہ کیطرح
حملہ کر کے نعرہ مارا کہ ای بزدل سنبھل جا یہ کہکر شمشیر خارا شگاف برق کی طرح چمکا کے مثل اجل اُسکے سر پر آیا
اور بسرعت تمام تر اُسے بھی آن واحد مین تہ تیغ کر کے دار البوار پر پہونچایا پھر اُس شہسوار جہان پناہ بعد
سلطان محمد شاہ کی ضرب سے باقی ہندوؤن پر ایسا خوف چھایا کوئی مقابلہ کو نہ آیا بے لٹے بھرے میدان
خالی ہو گیا بھاگ کر بتخانہ مین در آئے اس عرصہ مین فوج بازماندہ آپہونچی اور سلطان محمد شاہ بجمع و حشم
تمام بتخانہ مین داخل ہوا اور لوٹنے اور قتل کرنے اور باندھنے مین مشغول ہوا لشکر ہمہ خانہ از گوہر و گنج پر شد
زر زرین بتان ہمہ آمودہ دُر شد بہر یک صنم خانہ دلپذیر شد چندان گہر کہ اندر ضمیر ہشت خانہا جملہ گشتہ خراب
غنیمت چنان کس ندیدہ بخواب ؛ بجز زیور و گوہر و گنج زر شد بنی بر دکس ہیچ چیزے دگر شد اور سلطان محمد شاہ
تاراج کر کے شہر گنجے مین داخل ہوا اور ایک ہفتہ استراحت اور آرام فرما کے علم مراجعت بلند کیا اور ملک
حسن نظام الملک بحری اور یوسف عادل خان اور فخر الملک کے بہ مشورہ بہت اُمرائے غریب کو مع لشکر
دولت آباد و جنیر کہ قریب پندرہ ہزار سوار کے تھے نہایت سامان اور مشوکت و صولت سے نرسنگہ کی تادیب کو
مقرر کیا اور خود بدولت و اقبال مع افواج ظفر امواج بھلی پٹن کی طرف کہ وہ بھی ممالک نرسنگہ سے تھے
جا کر اس حدود کو بھی مسخر اور مفتوح کیا پھر مظفر و منصور کندپور پلی کی طرف عنان شبدیز عزیمت منعطف فرمائی
اور حریفان کمین نشین ملک حسن نظام الملک اور ظریف الملک وغیرہ نے بعضے غلامان حضور کو جو نہایت
تقرب رکھتے تھے رشوت دے کے تحریک اور ترغیب کرتے تھے کہ وقت بیوقت باتین وحشت انگیز خواجہ کی نسبت
مجلس سلطان مین مذکور کرتے رہین اور جماعت ناعاقبت اندیش اُس بزرگوار کی نسبت اور خیانت مین عنان زبان
معطوف رکھکر اُسکی خیانت و بدگوئی مین تقصیر نہ کرتی تھی یہانتک کہ کندپور پلی مین اُس جناب کو بہتان عظیم
گرفتار کر کے بصدور قصور قتل کروایا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب سلطان محمد شاہ بہمنی کے عہد مین
دائرہ مملکت بہینہ وسیع تر ہوا رائے صائب خواجہ مقتضی اس امر کی ہوئی کہ سلطان علاء الدین کاکوی بہمنی کے
ضوابط مین کچھ تصرف کرے پھر سلطان محمد شاہ سے عرض کر کے معقول دلائل سے اُسکے ذہن نشین اور خاطر نشین
کیا اور عمل مین لایا از انجملہ ایک یہ ہو کہ مملکت کے پہلے چار حصہ تھے پھر آٹھ حصہ کیے اور آٹھ سرلشکر کے
اُنکی اصلاح مین طرفدار کہتے ہین بہم پہونچائے اس طریق سے کہ مملکت برار کی دو قسمت کر کے کاویل فتح اللہ خان
عماد الملک کو دیا اور مالہور خداوند خان حبشی کے سپرد کیا دولت آباد یوسف عادل خان کو دیا اور جنیر مع دیگر مہال
انندا پور و مابین دمان ویس و بندر کوہ و نگلوان کے فخر الملک کو کہ خواجہ جہان ترک کے عزیزون سے تھا
رجوع کیا اور بیجاپور اور بہت ممالک اُسکے آب ہورہ اور رایچور اور مدکل تک آصف جم اقتدار خواجہ جہان
کافران کو ارزانی رکھا اور حسن آباد گلبرگہ اور ساغر ونل ورک اور شولاپور تک دستور دینار کو جو خواجہ سراجی تھا
حوالہ کیا اور مملکت تلنگ تمام جو ملک حسن نظام الملک بحری کے ضبط مین تھی اُسے بھی دو قسمت کی راجمحندری

اور نلکنڈہ اور پچھلی تین اور اور یا اور بھی مواضع کثیر نظام الملک کو دیکر حکومت ورنگل کی اعظم خان اور سکندر خان بن جلال کے نام مقرر کی اور ہر اطراف ثمانیہ سے بہت قصبات اور پرگنات کو خاصہ کے خزانہ بادشاہی کے تحت و تصرف مین قرار دیے اور دوسرے یہ کہ سلطان علاالدین حسن کانکوی بہمنی کے عہد مین یہ دستور تھا کہ جو شخص عملکت کا حاکم اور سردار ہوتا تھا وہی اُس اطراف کے تمام قلعہ اپنے تصرف مین رکھتا تھا اور وہ جس شخص کے واسطے مناسب دیکھتا تھا حوالہ کرتا تھا اسی وجہ سے بعض طرفدار مثل کوندیو اور بہرام خان اور سکندر خان قلعہ متین اور سنگین کے سبب کبھی کبھی داعیہ سرکشی کرتے تھے اسواسطے آصف جم قدرہ نے ہر شرائط احتیاط سے امید جان کر مقرر کیا کہ ایک قلعہ ہر لشکر کے قبضہ مین چھوڑ کر باقی اس طرف کے اُمرا اور منصبداران معتبر کو بادشاہ کی جانب سے حوالہ کرین چنانچہ قلعہ دولت آباد وجیر اور بیجاپور اور حسن آباد گلبرگہ اور راہور اور کاویل اور ورنگل اور راجمہندری طرفداروں کے سپرد ہوے اور باقی قلعہ حضور سے مردم معتبر کے تعویض ہوے اور قصے تصرفات خواجہ سے ضوابط سلطان علاءالدین شاہ بہمنی مین یہ ہے کہ ایام سابق مین جب عملکت تلنگ شابان بہمنیہ کے حوزہ تصرف مین نہ آئی تھی یون مقرر کیا تھا کہ پانصدی کو ایک لاکھ ہون اور ہزاری کو دو لاکھ ہون نقد خزانہ عامرہ یا جاگیر سے وصول ہوا کرین اور بعد تسخیر تمامی عملکت تلنگ نظر علوفت حال سپاہ پر مبذول فرما کر یہ مقرر کیا کہ امراے پانصدی کو ایک لاکھ اور پچیس ہزار ہون اور ہزاری کو دو لاکھ اور پچاس ہزار ہون پہونچا کرین اور جاگیر اس صورت سے دیتے تھے کہ اگر پانصدی کی جاگیر کا ایک لاکھ ہون سے کمتر حاصل ہو باقی غلامان خزانہ شاہی سے وصول کیا کرین اور اسی طور سے اگر اُمرا صد مقرری سے ایک سپاہی کم ملازم رکھتے تھے اہالی دفتر اُسکی بازیافت اور پرسش کرتے تھے چنانچہ ان کامون کے سبب ضبط لشکر و ولایت اور رفاہیت خلائق جیسا کہ چاہیے ظہور مین پہونچی اور رونق عظیم اُمور سلطنت مین ظاہر ہوئی لیکن یہ امر ایک جماعت صاحب غرضہ کے موافق مزاج نہ آیا خواجہ کی نسبت پکا عداوت کا کمر جان پر باندھا اور خواجہ بھی اُسے سمجھا لیکن چونکہ تمام حمت اُسکی اپنے ملک کی دوتخواہی مین مصروف تھی اُسے کچھ پروانہ کرتا تھا اور جو درمیان خواجہا اور یوسف عادل خان کے نسبت پدری اور فرزندی کی تھی آپسمین نہایت اخلاص رکھتے تھے ہر ایک مقدمہ مین دونون ہوشیار رہتے تھے اور اس مدت دراز مین کسی طرح کا صدمہ اور گزند اُس بزرگ صوری اور معنوی کے وجود باجود پر نہ پہونچا سکے اب اس عرصہ مین جب یوسف عادل خان ترشکہ کی سرحد پر متعین تھا ایک جماعت دکنی اور حبشی نے جو خواجہ کی دستگیری اور میامن التفات کے باعث مرتبہ اعلی کر پہونچکر مشاہیر ہوگاوے ہوئی تھی مانند ظریف الملک دکنی اور مفتاح حبشی کے کہ ملک حسن نظام الملک بحری کیساتھ اتفاق کیا تھا گفتگے کہ اسوقت یوسف عادل خان حاضر نہین ہے فرصت غنیمت ہے خواجہ کے درغبین کوشش کرنی چاہیے پھر ظریف الملک اور مفتاح حبشی اور غلامان ہندی مقرب نے خواجہ کے ایک غلام حبشی سے جو اُسکا محرم دار تھا وہ ستی اور خصوصیت پیدا کرکے بذل نقود اور جواہر اور امتعۂ نفیسہ اور اقسام اسپان تازی وغیرہ سے اُسے شرمندہ بلکہ بندہ اپنے احسان کا کیا ایک روز مجلس شراب مین کہ وہ بدمست تھا ظریف الملک اور مفتاح حبشی ایک کاغذ سفید چیدہ اپنے ہاتھ مین لیکر کہنے لگے کہ یہ کاغذ وثیقہ ہمارے غلام آشنا کا ہے اور اُسپر مہر اکثر امرا فرنگی

ہو چکی ہو اگر تم از راہ مراحم ملکی اور اتحاد ولی کے اُسپر مُہر خواجہ کی ثبت کرکے ہمین اپنا دین منت کرو گے بعید نہو گا غلام لے بیتابی سے اُسکے کلام کو تعین کرکے جس مقام مین اُنھون نے کاغذ کھول کر دکھایا بیحد دیکھے بھالے خواجہ کی مُہر چھاپ دی ظریف الملک اور مفتاح حبشی تدبیر کو موافق دیکھکر رات کے وقت ملک حسن نظام الملک بحری کے مکان پر گئے اور حقیقت حال معروض رکھی اور سب نے متفق ہو کر خواجہ کی زبانی راجہ اوڈیسہ کو اس کا غذ مین لکھا کہ ہم سلطان محمد شاہ کی می خوشی اور اُسکے ظلم سے متنفر ہوے ہین اور اونی توجہ دکن مسخر ہو گا اسلیے کہ راجہندری اور اُس سرحد مین کوئی سردار سلیقہ شعار اور جرار نہین ہو تم اپنا لشکر ہمراہ لیکر بلا توقف ولایت دکن مین چلے آؤ جو اکثر اُمرا میرے کہنے سے باہر نہین ہین مین ہر ایک طرف سے نشان دشمنی کا بلند کرونگا اور شاہ کے دفع کے بعد مملکت دکن علی السویہ تقسیم کر لینگے اور ظریف الملک اور مفتاح حبشی اُسوقت کہ ملک حسن نظام الملک بحری حاضر تھا کاغذ ثابت مزور یعنی جعلی کاغذ کو سلطان محمد شاہ کے ملاحظہ مین ڈالکے اور سلطان جو کہ مُہر خواجہ پہچانتا تھا مضطرب اور سراسیمہ ہوا اور ملک حسن نظام الملک بحری نے فرصت پاکر کلام وحشت انگیز سے اُسکی آتش قہر کو اسطرح افروختہ کیا کہ عنان اختیار اُسکے دست اقتدار سے چھوٹ گئی اور بدون استفسار اور دریافت حقیقت حال کے آدمی خواجہ کی طلب کو بھیجا اور خواجہ کے متوسلین نے طلب کے سبب پر مطلع ہو کر خواجہ کو آگاہ کیا اور عرض کی کہ اگر آپ آج بہانہ سے دربار کا جانا ملتوی رکھین بہتر ہو گا خواجہ نے یہ بیت کہ اندرون اکثر اُسکے ورد زبان رہتی تھی پڑھی بیت چون شہید عشق رد دنیا و جستی سرخرو ست ۔ خوش وی باشد کہ ما را کشتہ زین میدان برند ۔ اور فرمایا کہ یہ محاسن جہانبانی شاہ کیخدمت مین سفید ہوئی اگر اُسکے فرزند کی بدولت خون سے مخضب اور رنگین ہوے سرخروی کا سبب ہے آئندہ خوف خدا بشر کو ضرور ہے برگشتگی قسمت سے انسان مجبور ہے سرنوشت سے انحراف نہین کر سکتا قضاے سر نہین پھیر سکتا جیسا کہ کسی شاعر نے اس بارہ مین خوب کہا ہے بیت زندہ کنی عطاے تو ور کشی فداے تو ۔ دل شدہ مبتلاے تو ہر چہ کنی رضاے تو ۔ اس درمیان مین چند شخص اُمرا نے کہا نے کہ اُسکے تابع تھے آدمی معتمد خواجہ کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ ہم دربار مین باتین متوحش اور جانکاہ سُنتے ہین ہزار سوار جرار آپکے پاس حاضر ہین آپ اُنھین ہمراہ لیکر گجرات کی طرف تشریف لیجائین ہم بھی جلد مین فوج دیوگے مانند ہمراہ رکاب قدم باقدم چلینگے خواجہ نے جواب دیا کہ مین سالہاے دراز سے اس خاندان عالی شان کا نمکخوار ہون اور کسی طرح کی تقصیر مجھسے وقوع مین نہ آئی اور شاہ بھی دفعۃ دشمنونکی تہمت سے بلا تحقیقات مجھے ساتھ بیوفائی کے منسوب نفرماویگا اور اگر سیاست بھی کریگا بہتر ننگ حرامی سے ہو پھر اُسی وقت شاہ کے دربار مین گیا سلطان محمد شاہ نے پوچھا کہ اگر کوئی شخص اپنے ولی نعمت سے بیوجہ حرام خوری کرے اور اُسکا یقین ہو جاوے اُسکی سزا کیا ہو خواجہ نے کہا اُس بدبخت کے واسطے جو اپنے مالک کے ساتھ دوپے غدر رہوے اور غداری اُسکی پایۂ اثبات کو پہونچے اُسکی سزا تیغ آبدار کے سوا دوسری نہین ہو یہ سُن کر سلطان نے وہ مکتوب خواجہ کو دکھایا خواجہ نے آیۂ سبحانک ہذا بہتان عظیم پڑھکر جواب دیا کہ مہر مکتبرین کی ہو لیکن میرا خط نہین اور مین اس امر سے مطلق آگاہی نہین رکھتا اور قسم کھاکر مضمون اس مقال کا گذارش کیا قطعہ نمدانے کہ جوہر امرش ۔ اہل معنی بخون دل نقند ۔ کہ چو بہتان

یوسف و گرگ است ۔ پا نچہ از بند دشمنان گفتند ۔ ہر چند خواجہ نے اسطور کی باتین عرض کین سلطان جز اسکے
نیچہ دار اور قہر و غضب کی شدت سے مبہوت ہو گیا تھا دوسرے یہ کہ زوال اُس خاندان کا بھی نزدیک پہونچا تھا
مقام حبس اور قفص مین سہو کر دربار سے اُٹھا اور جوہر نام حبشی کو اُسکے قتل کا حکم دیا خواجہ نے جو ابد یا
کہ اس پیرانہ سالی مین میرا قتل نہایت سہل اور آسان ہو لیکن تیرے ملک کی خرابی اور بدنامی کا باعث ہو گا
سلطان نے کوتاہ اندیشی سے اُسکی بات گوش ارادت سے نہ سُنی اور محلسرا کی طرف متوجہ ہوا اور جوہر حبشی
شمشیر میانسے کھینچکر اُسکے قتل پر آمادہ ہوا اور خواجہ نے دو زانو قبلہ رو بیٹھکر کلمہ طیب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
پڑھا اور جب ضربت تلوار اسکی گردن پر لگی الحمد للہ علی نعمۃ الشہادہ کہکر جان حق تسلیم کی اور اس درمیان مین
سعید خان گیلانی کہ اُسکا ہمقوم تھا اور اُمرائے کبار کی سلک مین انتظام رکھتا تھا بحسب اتفاق دیوانخانہ مین
آیا اور جو غلام گرم سیاست تھے نے حکم اُسے بھی تہ تیغ کیا اور خواجہ کی عمر اکہتر برس کی تھی اور شہادت سے
چند روز پیشتر ایک قصیدہ سلطان محمد شاہ بہمنی کی مدح مین موزون کیا تھا اُسمین سے دو بیت یہ ہین ابیات
شد مثل ضرب تیغت بر دوش جان حائل ۔ ہیکل ز حرز سیفی وانگہ حراس اہول ۔ تیغ تو آب حیوان مردم
ز حسرت آن ۔ آرے بہد من شد آب حیات قاتل ۔ اور یہ واقعہ ہائلہ اور سانحہ جانکاہ ماہ صفر کی پانچوین تاریخ
سنہ ۸۶۱ آٹھ سو جیاسی ہجری مین واقع ہوا تھا ملا عبد الکریم ہمدانی صاحب تاریخ محمد شاہی جو تلامذہ بلکہ خواجہ کے
مرید و نسے تھا اُسنے یہ قطع اُسکی شہادت کا کہا قطعہ شہید بیگنہ مخدوم مطلق ۔ کہ عالم راز جودش بود رونق
دگر خواہی تو تاریخ وفاتش ۔ فروخوان قصۂ قتل بناحق ۔ اور دوسری تاریخ یہ کہی بیست سال فوتش گرگی
برسد بگوے ۔ بیگنہ محمود کاوان شد شہید ۔ ملا سامی کہ مداح اور فوکرا اور ندیم اُسکا تھا یہ قطعہ تاریخ اُس کا
لبفراد ہ قطعہ چون خواجہ جہان را ہر گز حرام خواری ۔ ہر دل بنود و میکرد پیوستہ جان سپاری ۔ گشتہ شہید
مغفور ای سامی بہ تحقیق ۔ تاریخ کشتن او جواز حلال خواری ۔ آثار جمیلہ اس خواجہ اصف شعار کے زمین فرخ
دکن مین بہت ہین خصوصاً وہ مدرسہ کہ معمار ہمت اُسکی نے شہادت سے دو برس پیشتر شہر خیر اثر احمد آباد
بیدر مین اتمام کو پہونچایا تھا اور حسن قبول سے رُتبا تقبل مناا سکی تاریخ ہوئی جیساکہ سامی نے قطعہ تاریخ
کہا ہو گوش ارادت سے سُنو قطعہ این مدرسہ رفیع محمود بنا ۔ چون کعبہ شدہ است قبلہ اہل صفا ۔ آثار
قبول بین کہ شد تاریخش ۔ از آیت ربنا تقبل منا ۔ اور وقت تحریر اس حکایت تک کہ سنہ ۱۲۳۰ ایک ہزار
اور تیس ہجری ہین ابتک وہ عمارت اور مسجد اور چارطاق و بازار بزرگ باقی ہو اور اُسکی لطافت و پاکیزگی
سے ارباب دانش اور مشاہدہ ہوتا ہو کہ ابھی معماران چابک دست نے اُسکی تعمیر سے ہاتھ کھینچا ہو اور ذات شریف
اُس آصف جاہ کی بانواع علوم عقلیہ و نقلیہ خصوصاً ریاضی اور طب مین اتصاف رکھتی تھی اور فن نظم و نثر
اور انشا اور حساب مین بھی اپنے زمانہ مین بے نظیر تھا اور خط سیاق خوب لکھتا تھا اور رسالہ روضۃ الانشاء
اور دیوان اشعار اُسکا ابھی بعضے مرد صاحب حیثیت کے پاس بہم پہونچتا ہو اور ہمیشہ اپنے اقا فضل
عصر کے واسطے خراسان اور عراق مین تحفہ اور ہدایا بھیجتا تھا اور سلاطین خراسان اور عراق کے خانہانہ اس سے
التفات فرماتے تھے اور مولانا عبد الرحمن جامی قدس سرہ بکاتیب اُسکو بھیجتے تھے اور اظہار نیاز کرتے تھے

اور حضرت مخدوم بھی نظر اُسکے عقیدہ اور اخلاص پر رکھکر مفاوضات مرسول رکھتے تھے جیسا کہ اُسکی انشاء یعنی منشات مین موجود ہوا اور قصائد مولانا جامی کے درمیان ایک قصیدہ ہو کہ مخصوص بنام اُسکے لکھا ہو مطلع اُسکا یہ ہو مطلع مرجا ای قاصد ملک معانی مرجا ؛ الصلا کہ جان و دل نزل تو کردم الصلا ؛ اور اس قصیدہ مین یہ بھی بیت ہو بیت ہم جہان را خواجہ و ہم فقر را دیباچہ اوست ؛ آیت الفقر فکن تحت استار الغنا ؛ اور دوسرے قطعہ مین فرمایا ہو ؛ قطعہ جامی اشعار دلاویز تو بشنے ست لطیف ؛ پوزش انچنین بود لطف معانی تا رش ؛ ہمرہ قافلہ ہندروان کن کہ رسد ؛ شرف عزو قبول از ملک التجار ش ؛ اور ملا عبدالکریم جہدانی نے ایک کتاب مشتمل اُسکے حالات کی زمانہ ولادت سے آوان شہادت تک تحریر کی اور راقم اس تاریخ کا خلاصہ اسکا کہ لائق کتب تاریخ ہو درج کرتا ہو واضح ہو کہ آبا اور اجداد اُسکے ایام سوابق مین وزرائے شاہان گیلان کی سلک مین انتظام رکھتے تھے اور ہمیشہ معزز اور مکرم رہتے اور بخت روز افزوں کی اعانت کے باعث ایک اُنمین سے نخت صوبہ رشت پر متمکن ہو کر صاحب خطبہ ہوا اور بروایت حاجی محمد قندھاری کے عہد شاہ طہماسپ صفوی بادشاہ ایران تک خاندان رشت کی حکومت نے امتداد پیدا کیا پھر شاہ طہماسپ کی جہد سے جاتی رہی اور جب اولاد بادشاہان رشت سے خواجہ عماد الدین محمود نے قدم التعلیم وجود مین رکھا تو بعد کسب علوم اور تحصیل کمالات کے رشک و حسد ابنائے جنس ملوک سے خائف ہو کر اپنی والدہ کی تکلیف سے کہ وہ بھی خاندان مشائخ بزرگ سے تھی جلائے وطن ہوا اور بادشاہان عراق و خراسان نے تقربات اُٹھا کر منصب وزارت کی ہرچند تکلیف فرمائی ملوہبت سے قبول نہ کیا کے برسم تجارت ربع مسکون کی سیر مین مشغول ہوا اس درمیان مین علماء اور مشائخ عصر سے صحبت رکھتا اور اُنکے فیض نظر سے صاحب خوارق عادات ہو جسوقت کہ تینتالیس مرحلہ اُسکے مراحل عمر سے طے ہوے دکن مین تجارت کے ذریعہ سے بقصد زیارت شاہ محب اللہ اور دیگر مشائخ کے احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہوا اور بعد حصول مقصود چاہا کہ اُسی لباس مین مشائخ دہلی اور اُس حدود کے فقرا کی زیارت سے شرف ہون سلطان علاء الدین بہمنی مانع آیا اور اُس قدوۂ ارباب صفا کو اپنی صف اکابر و اعیان مین بتکلیف تمام منتظم کیا اور ہمایون شاہ ظالم کے عہد مین بخطاب ملک التجار کہ اُس دودمان مین اس سے بزرگ تر کوئی خطاب نہ تھا ملقب ہو کر تمام ارکین سلطنت سے ممتاز ہو کر وزیر اور جملۃ الملک ہوا اور خدمات شائستہ کے ظہور سے سلطان محمد شاہ کے دور مین کتنے منصب اور اُسپر اضافہ ہوے اور بخواجہ جہان مخاطب ہوا اور دو ہزار سوار مغل سب قسم سے نوکر خاص رکھے اور دو ہزار اور سلطان کی طرف سے اُسکے تابع تھے اور ولادت اُس بزرگوار کی قریہ قاوان من اعمال گیلان مین ہوئی لیکن شہرت اُسکی اقالیم سبعہ مین بکاوان ہو نہ قاوان ایک دن خواجہ قصر ارک احمد آباد بیدر پر سلطان محمد شاہ کے دربار مین بیٹھا تھا ناگاہ ایک گاے یا بیل نے پائین قصر سے فریاد کی ایک حضار مجلس نے خواجہ سے پوچھا کہ یہ بیل کیا کہتا ہو فرمایا کہتا ہو کہ تو ہماری جنس سے ہو انجمن شاہ مین کیا کرتا ہو سلطان محمد شاہ نہایت شگفتہ اور خندان ہوا اُس جواب سے آثار کدورت اصلا صیقل حال پر ظاہر نفرمائے اور اسقدر اوصاف حمیدہ خواجہ اور شکر الٰہی بجا لایا کہ مزید اُس سے متصور نہ تھا اور اُسی مجلس مین فرمایا کہ مجھے شاہان بہمنیہ ماضیہ پر

نقاشی ہے کیونکہ بین مثل خواجہ کے نوکر رکھتا ہوں اُنھین ایسا شخص کہ خاصیت نقاشی رکھتا ہو میسر نہ ہوا اور اُس عرصہ مین سلطان حسین میرزا بادشاہ دار الملک ہرات نے مولانا سید کاظم کو بہ سمت رسالت قندھار اور لاہور کے بھیجا تھا سے خواجہ عماد الدین محمود کے پاس بھیجا اور بوعدہ ہاے شاہانہ خواجہ کی ملاقات کا شائق ہوا اور خواجہ ہر چند جانتا تھا کہ مجھے سلطان سے رخصت نہ ملے گی لیکن سید محمد کاظم کے آنے کا سبب سلطان محمد شاہ کی مرض مین پہونچا یا اور جب اُسنے رخصت معاودت ایران نفرمائی خواجہ نے نا چار ہو کر سید کاظم کو باعزاز و اکرام فراوان مع تحف و ہدایاے بسیار شاہ خراسان کی درگاہ کی طرف روانہ کیا اور ایک عریضہ تحریر کر کے معذرت خواہ ہوا لیکن سید محمد کاظم وقت مراجعت دریا کے راستہ سے فارس کی طرف گیا اور شیراز مین محل اقامت ڈالی اور اُسی ولایت مین سفر آخرت کا عازم ہوا اور خانۂ تن مہمان ہوس سے خالی کیا اور وہ تحف و ہدایا مقام مقصد مین نہ پہونچے درمیان مین ضائع ہوے اور ایک قصیدہ شہر آشوب مشہور نتائج طبع سید کاظم ہے اور یہ مطلع اُس کا ہے مطلع قصیدہ شکر خدا کہ قاضی شہر ہرے نیم ہُ در سماک آدمی صہبا تمام خورے نیم ہا القصہ اُسکے بعد خواجہ عماد الدین محمود بخطاب خواجہ جہان مخاطب ہوا اکثر فرماتا تھا کہ یہ خطاب اُس دولتخانہ مین یمن مہین رکھتا اول وہ شخص جو سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ کے عہد مین ساتھ اس خطاب کے ممتاز اور مخاطب ہوا خواجہ مظفر علی استرآبادی تھا اور اُس مظلوم نے ابھی بوستان دولت دکن سے ایک پھول نہ چنا تھا کہ خواجہ محمود خان کی شمشیر خونریز سے دو نیم ہوا اور دوسرا خواجہ جہان ترک ساتھ اس حال کے پہونچا اب مین نہین جانتا کہ میرے سر پر کیا آفت آوے گی اور وہ بہت پاک دین اور پاک اعتقاد تھا اور شیخین کو ساتھ بزرگی اور تکریم اور تعظیم کے یاد کرتا تھا اور اخلاص تام سلطان محمد شاہ بہمنی سے رکھتا تھا آوازہ اُسکی سخاوت کا عالمگیر ہوا کوئی شہر اور قریہ ربع مسکون مین ایسا نتھا کہ انعام اُسکا وہان کے اہل اللہ کو نہ پہونچا ہوا در حسن خلق کے ساتھ لوگون مین زندگانی کرتا تھا اور کمال شگفتگی و اخلاق سے سلوک کرتا تھا منقول ہے کہ سلطان محمد شاہ نے بعد فتح حرم سرا سے برآمد ہو کر حکم فرمایا کہ منادی کرو کہ لشکر اور بازاری سے جو شخص کہ چاہے اُردو سے خواجہ کو خزانہ اور اسپ و فیل و اسباب خاص کے سوا تمام تاراج کرے خربان نوکر خواجہ کہ متوہم ہو کر منتظر خبر تھے ہجوم عام دیکھ کر اسپان باد پا پر سوار ہو کر بطیب خاطر و عجلت تمام یوسف عادل خان کے پاس داخلہ ہوے اور اپنے تئین حوادث کے دست برد سے بہات دی اور امراے تاج باوجود اسکے کہ نوکر شاہ تھے سوار ہو کر عمیرہ اور خرگاہ سے باہر نکلے اور افواج بیشمار آراستہ کر کے ایستادہ ہوے اس درمیان مین اُنھین خبر پہونچی کہ اتفاق کرنا تمھارا خواجہ سے بہ قصد دوانگی بگرات شاہ کے گوش زد ہوا ہو اسواسطے تمین بھی تیغ بیدریغ سے قتل کریگا یہ سُنکر وہ بھی خائف اور ہراسان ہو کر اکثر نے آپکو یوسف عادل خان کے پاس پہونچایا اور بعضے اور طرف روانہ ہوے پھر تاراجیون نے اُس بیچارہ کے اُردو کو ایک ساعت مین تاراج اور غارت کر کے اُسکا اثر باقی نہ رکھا اور جو سلطان محمد شاہ نے خواجہ کے زر و جواہر کی بہت تعریف سُنی تھی اُسکے خزانچی نظام الدین حسن گیلانی کو کہ جسنے خواجہ کی خدمت مین ایک عمر صرف کی تھی بلا کر نقود اور جواہر طلب کیا خزانچی نے حیران ہو کر عرض کی کہ اگر جان کی امان ہو تو بندہ راست راست عرض کرے سلطان نے سمجھا کہ شاید اس نے کچھ خزانہ چُرایا جواب حاضر کرنا چاہتا ہے اسکے لیے معافی

سہ یعنی اس سے نقاشی کا کام نہ لیا جائے گا۔ نقاشی کا کام کرنے والے کاریگر اور ہیں

ناکتا ہو لہذا خوشی سے اُسے جان کی امان دے کر قسم کھائی کہ اگر تو جو کچھ ہو پوشیدہ نہ رکھے گا تو میں تجھے دارش شہر خانہ سے سرفراز کروں گا خزانچی نے عرض کی کہ اے سلطان میرا مالک دو خزانہ رکھتا تھا ایک کو خزانہ شاہ موسوم کر کے اُسکا روپیہ دواب اور ہاتھی گھوڑا اور سپاہیوں کے مصارف میں خرچ کرتا تھا اور اُسمیں ہزار لاری اور تین ہزار بدھن موجود ہیں اور دوسرے خزانہ کا نام خزانہ درویشان رکھکر فقرا اور مساکین کا اُسمیں حصہ رکھتا اُس خزانہ میں تین سو لاری اُسکے بھر موجود ہیں شاہ نے فرمایا یہ کیا بات ہے کہ خزانہ خواجہ جو شاہان اطراف کا ہمسر تھا اسقدر قلیل کہ کچھ چیز نہیں ہے خزانچی نے جواب دیا کہ جسوقت زر اُسکے جاگیر سے پہونچتا تھا ایک مہینے کا خرچ اسپ و فیل و سپاہ کا جدا کر کے خزانہ شاہی میں بھیجتا تھا اور باقی خدا کی راہ میں فقرا اور مستحقین کو دیتا تھا اور اُسمیں سے ایک حبہ اپنے خرچ خاص میں صرف نہ کرتا تھا اور مبلغ چالیس ہزار لاری کہ بر سم تجارت ایران سے ہندوستان میں لایا تھا ہر سال مکلت دکن سے متاع خرید کر کے ایک جماعت معتمد کی صحابت سے اطراف و جوانب کے بنادر میں بھیجتا تھا اور جو کچھ فروخت کر کے لاتے تھے راس المال کو جدا کر کے ہر روز بارہ لاری اپنے خرچ خواص میں اُٹھاتا تھا اور اپنے کھانے پینے میں صرف کرتا تھا اور اُسمیں سے نصف خزانہ بحق خدا نگاہ رکھتا تھا اور اپنی والدہ اور عزیزوں اور اکناف عالم کے گوشہ نشینوں اور متوکلوں کو جو ہنگام تجارت سے اُس سے آشنائی رکھتے تھے اور ہندوستان میں نہ آتے تھے انکیلئے اُسمیں سے بھیجتا تھا سلطان متعجب ہوا اور دشمنوں نے فرصت پائی اور کہنے لگے کہ خواجہ مرد عاقل تھا اور جانتا تھا کہ تجارت سے میرا خرچ بہم پہونچے گا سب احمد آباد بیدر میں چھوڑ کر چل آیا خزانچی نے جواب دیا ان دو خزانوں میں سے ہمان اسقدر روپیہ بھی برآمد ہوا ہے اگر دہانے ایک لاری بھی برآمد ہوئے غلام کے سو ٹکڑے کریں سلطان نے خواجہ کے تمام کارخانے کے لوگوں کو طلب کر کے تحقیقات کی پہلے میر فراش نے کہا جو فرش کہ خواجہ رکھتا تھا اس سفر میں ہمراہ ہوا اور شہر میں چند چٹائی اور بوریے کے سوا کہ وہ بھی مسجد اور مدرسہ میں بچھے ہیں دوسرا فرش موجود نہیں ہوا اور ہمیشہ خواجہ بوریے پر استراحت فرماتا تھا پھر چاشنی گیر کہ مراد بکاول سے ہے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور زمین خدمت کو بوسہ دیکر یہ گذارش کی کہ دیگ اور طباق اور ظروف مسینہ جو کچھ مال خواجہ کا تھا تمام اس سفر میں حاضر ہوا اور خواجہ کے واسطے خاصہ دیگ گلی میں پکاتے تھے اس گفتگو کے بعد کتب خانہ کے داروغہ نے بادشاہ کے روبرو جاکر عرض کی میں نے پچاس کہ تین ہزار جلدیں کتب خانہ میں حاضر ہیں لیکن تمام کتب طلبا پر وقف ہیں اور جب سلسلہ کلام کا یہانتک پہونچا شاہ متفکر ہوا اور خزانچی نے موقع وقت کا پایا اور زبان مظلومانہ کھولی پہلے یہ دعا دی اور کہا اے سلطان محمود کا دان اور مثل اُسکے سو ہزار تجھپر فدا ہوں تو کس واسطے اُسکا حقوق خدمات منظور نہیں رکھتا کہ جو شخص حامل مکتوب تھا یعنی نوشتہ اے اوڈیسہ کے پاس لیے جاتا تھا اُسے طلب نہیں کرتا کہ پھر اور جمیع خلائق پر اُسکی حراخوری ظاہر ہو شاہ اس کلام کے سننے سے متنبہ ہو کر خواب غفلت سے بیدار اور ہوشیار ہوا اور خواجہ کے دشمنوں کو حکم دیا کہ اُس کاغذ کے وارندہ کو حاضر کرو اور یہ کہکر لرزان لرزان دربار سے برخاست کر کے حرم سرا میں گیا اور وہ ماجرا تمام اپنی بڑی بہن مہد علیا سلطان جو خدیجہ جہان کے بطن سے تھی بیان کیا اور اپنے حکم جلد سے نہایت نادم اور پشیمان ہوا اور خواجہ کا جنازہ احمد آباد بیدر میں روانہ کیا اور روز سوم کو جمیع اُمرا اور ارکان دولت کو

شاہزادہ محمود خان کے ہمراہ اُسکی زیارت کو بھیجا اور دوسرے دن کوچ کیا چاہتا تھا قضارا اُس شب کو فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان حبشی مع لشکر دار اور ماہور کوچ کرکے لشکر گاہ سے دو فرسخ پر فروکش ہوے سلطان نے کوچ کو ملتوی اور موقوف رکھا علی الصباح آدمی اُن کے پاس بھیجا اور حقیقت آنیکا سبب استفسار کیا اُنھون نے جواب دیا کہ مقربان درگاہ نے افترا اور بہتان کرکے خواجہ جہان سے شخص کو قتل کروایا اگر ہمین بھی کسی تہمت مین مبتلا کرین کیا عجب ہو شاہ نے مخفی اُنکے پاس یہ پیغام بھیجا کہ تم باطمینان تمام حضور مین حاضر ہو تو لوازم مشورت بجالاکر خواجہ کے دشمنون کو سزا دون اُنھون نے معذرت کے بعد گذارش کی کہ جس وقت یوسف عادل خان آویگا ہم اُسکے باتفاق پابوسی کو حاضر ہونگے سلطان نے مدارا اور مواساکے سوا علاج نہ دیکھکر فرمان طلب یوسف عادل خان کے نام بسرعت تمام روانہ کیا اور یوسف عادل خان بسبیل استعجال کو ندپور پلئی مین آیا اور فتح اللہ عماد الملک کے پاس نزول کیا اور سب نے صاحب ارادہ ہوکر اپنے جمیع مدعیات حسب دلخواہ بنالئے اور خواجہ کی جاگیر بیجاپور وغیرہ تمام و کمال یوسف عادل خان کے مفوض ہوئی طرفدار اس حدود کا ہوا اور دریا خان اور فخر الملک اور طوخان اور اکثر امراے مغل اور ترک اُسکے تابع ہوے اور ممالک بیجاپور سے جاگیر پائی ملک حسن نظام الملک بحری نائب اور پیشوا ہوا اور نظام الملک دکنی نے دولت آباد کی طرفداری پائی اور عماد الملک اور خداوند خان حبشی بھی فائز المرام ہوکر اپنی جاگیر قدیم پر معزز ہوے اور قوام الملک کبیر اور قوام الملک صغیر کہ غلامان ترک سے تھے اور ملک حسن نظام الملک سے اتفاق رکھتے تھے ورنگل اور راجہندری کے لشکر ہوکر اُنھون نے سلطان کے ہمراہ رکاب کوچ کیا اور جب یہ سلطان کے ہمراہ باحتیاط تمام احمد آباد مین پہونچے یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان شہر مین نہ آئے بیرون شہر وارد ہوے اور سلطان محمود شاہ نے جب جانا کہ کام ہاتھ سے گیا ستیزہ مناسب نہ جانکر اُنسے کچھ نہ کہا اور رخصت جاگیر دیکر جوشن صبر گلے مین ڈالا اور اس گمان سے کہ ملک حسن بحری امرا کی طرح ضبط لشکر کریگا پایہ اُسکے مرتبہ کا روز بروز بلند تر کیا اور نہایت التفات اُسکی نسبت ظاہر کی اور یہ امر زیادہ تر نفرت طبائع کا موجب ہوکر کام ضائع تر ہوا اور بعد چند ماہ ساتھ اندیشہ کے کہ یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک کو دام مین لاکر انتقام کھینچے سیر کے بہانہ قلعہ گلکنڈہ اور دریا پار کے احمد آباد بیدر سے نہضت کی اور حکم کے موافق یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان حبشی مع لشکر ہاے آراستہ اُس سے ملحق ہوے لیکن اپنی قدیم روش پر عمل کرکے لشکر گاہ سے دور فروکش ہوتے تھے اور کوچ کے وقت سر راہ ایستادہ ہوکر دور سے سلام کرتے تھے اور سلطان محمود شاہ ایک ساعت مین ہزار مرتبہ خواجہ کو یاد کرکے اُسکے قتل ہونے پر تاسف کھاتا تھا اور جو کہ محمود کردہ کا علاج نہین ہو صبر کرکے طیش کھاتا تھا یہانتک کہ گلکنڈہ مین پہونچکر سرو شہر اور قلعہ کی سیر کی ہرچند امرا کو تکلیف سیر خود کرکے اور کوکن کی دی اُنھون نے قبول نہ کی اس سبب سے نہایت رنجیدہ اور محزون ہوکر عازم مراجعت ہوا اور اس عرصہ مین خبر پہونچی کہ شیورائے حاکم بیجانگر لشکر عظیم جمع کرکے جنگ پر آمادہ ہوا سلطان نے یوسف عادل خان کو مع لشکر بیجاپور غریب و ترک اور دکنی ملے ہمراہ کرکے کفار کے مدافعہ کو بھیجا اور خود کوچ متواترہ کرکے فیروز آباد گیا لیکن فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان حبشی بلا اجازت برار کی طرف روانہ ہوے

اور سلطان محمد شاہ خوب جانتا تھا کہ کار جنگ ساختہ نہوگا اور خرابی کے سوا و سرانجام ظہور مین نہ آوے گا سکوت اختیار کیا اور دو تین مہینے فیروزآباد مین بسبب ظاہر لوگون کے دکھانیکو عیش و نشاط مین مشغول ہوا اور دور ساغر کا خوب چلا اور باطن مین امدادو مدد کے غلبہ سے روز بروز طاقت سلب ہوتی جاتی تھی اس واسطے شاہزادۂ محمود خان کو ولیعہد کرکے ملک حسن نظام الملک بحری کو اُسکا وکیل سلطنت کیا اور اُس بارہ مین ایک مختصر لکھکر اکابر و علما اور قضات کے دستخط اور مُہر سے مزین اور مسجل کیا اور اُن دنون مین سلطان مکرر زبان پر لاتا تھا کہ ظاہر یہ دولت زوال پر ہے کسواسطے کہ اُمرا مجھ ایسے بادشاہ کی کہ سالہا سال بادشاہی کی ہو اور ضرب شمشیر سے اتنے ملک فتح کیے اطاعت نہین کرتے میرے بعد میرے لڑکے کی کیونکر اطاعت کرینگے پھر رفتہ رفتہ ضعف نے ترقی اور قوت نے تنزل کیا لیکن شافی مطلق کے فضل سے دارالملک احمد آباد بیدر مین جاکر صحت پائی اور اس بیت کے مضمون پر عمل کیا بیت باداعتدال یافت مزاج شعشعی ہا روز نشاط آمد و بگذشت شام غم پدید ابھی ایام نقاہت باقی تھے کہ شراب عرقی جو ہندوستان مین ہوتی ہے بافراط پی اور جماع کرکے سوگیا حرارت حرکت جماع اور شراب اور خواب کی دلکی طرف متوجہ ہوئی شاہ بدحواس اور سراسیمہ خواب سے اُٹھا اور شرف جہان طبیب نے عرق بید مشک سردیانی مین شربت کرکے پلایا کچھ افاقہ ہوا حکیم اپنے مکان گیا اور سلطان نے اُسکی غیبت مین اس غلط مشہور سے کہ شراب زدہ کی علاج شراب ہے فریب کھاکر مقربان بیوقوف کی تجویز سے چند پیالے شراب کے نوش کیے کام این دآن سے درگذرا پھر طپش دل سے اُلجھنے اور دم توڑنے لگا اور حالت سکرات و بحالت جانکنی جسوقت ہوش مین آتا تھا یہ کلمہ زبان پر لاتا تھا کہ پوشیدہ خواجہ مجھے کھینچتا ہے اور غرۂ صفر ۸۷۴ آٹھ سو ستاسی ہجری مین قدم علیم صدم مین رکھکر خرخشۂ جہان سے چھوٹا اور سامی نے اُسکی تاریخ وفات مین یہ قطعہ موزون کیا قطعہ شہنشاہ جہان شاہ محمد کہ در بحر فنا گاہ فرو شد ۔ دکن چون شد خراب از رفتن او ۔ خرابی دکن تاریخ او شد اور سلطان محمد شاہ نے بیس برس بڑی دھوم دھام سے سلطنت کی عدل و داد کی خوب داد دی آخر رحلت کی البقا للملک المعبود

ذکر سلطان محمود شاہ بہمنی کے جلوس کا اور بیان اُسکے واقعات کثیر الاختلال کا

ناظم مناظم اخبار اعاظم جواہر سخن کو رشتۂ بیان مین یون منتظم کرتا ہے کہ محمود شاہ نے بارہ برس کی عمر مین مسند عالیہ شاہی کو بفر و شکوہ اپنے زیب و زینت بخشی اور اعیان سلطنت اور ارکان مملکت مثل حسن نظام الملک بحری اور قوام الملک کبیر اور قوام الملک صغیر اور قاسم بید ترک سر نوبت جو حاضر تھے اُنسے بیعت کی لیکن صورت جلوس کی اسطور سے واقع ہوئی کہ تخت بہنیہ جو موسوم بہ تخت فیروز تھا ابتداے آفرینش سے اُسوقت تک اُس نفاست کا تخت بہت کم نشان دیتے تھے قصر تخت گاہ مین لیجاکر اُسکے دو طرفہ دو کرسی نقرہ رکھین پھر شاہ محب اللہ اور سید حبیب نے کہ افضل اور اصلح مشائخ اُس زمانہ کے تھے فاتحہ پڑھکر تاج بہمنی سلطان محمود شاہ بہمنی کے زیب سر کیا اور دست راست و چپ پکڑکے تخت فیروزہ پر بٹھایا اور شاہ محب اللہ اپنی طرف کرسی پر بیٹھے اور سید حبیب بائین طرف کرسی پر متمکن ہوے پھر نظام الملک اور قوام الملک کبیر و صغیر اور قاسم بید نے شاہ کے

روبرو آکر مبارکباد کی اور اپنے مقام پر ایستادہ ہوے اور جمیع اُمرا اور ملوک اور سلحدار جو شہر مین حاضر تھے شرف تسلیم سے مشرف ہوے اور اُسی مجلس مین بعضون نے مذکور کیا کہ مجلس رفیع مین یوسف عادل خان سوائی اور دریا خان اور ملوخان اور فخر الملک کہ اُمرائے کبار ترک سے ہین حاضر نہین اُنکی غیبت مین کیون اجلاس کیا ملک حسن نظام الملک بحری نے کہا مہم سلطنت کو معطل رکھنا موجب فساد ہی جسوقت وہ بزرگوار کوچ سے آوینگے ایکبار اور اجلاس کرکے مناصب اور خطاب ایک دوسرے کے درمیان قسمت کرینگے آور ملا عبد الکریم ہمدانی جو اُس مجلس مین حاضر تھا لکھتا ہی کہ اہل معارف یہ گفتگو روز اول جلوس کو شگون بد سمجھے اور آخر کو وہی ہوا اگرچہ اوقات شاہی سلطان نے امتداد پیدا کیا لیکن تمام عمر جنگ و جدل و نزاع و کلفت مین گذری اور سلطنت خاندان بہمنیہ سے منتقل ہوئی تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ جب سلطان محمد شاہ صغر سن مین تخت دکن پر متمکن ہوا اُمرائے درگاہ کو داعیہ شاہی اور سروری کا پیدا ہوا لیکن مخدوم جہان اور ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان کے ضبط حراست کی برکت سے اُس آرزو کا کانٹا اُنکے دلمین چبھا اپنا ارادہ کسی سے اظہار نہ کرسکتے تھے اور جب سلطان محمد شاہ سن رشد اور تمیز کو پہونچا اور اپنی والدہ اور خواجہ کی تاثیر تربیت سے واقف تمام مہمات شاہی مین پیدا کیا اور اُس جماعت کو باآہستگی اور مرور اوج عزت سے شیب ذلت مین ڈالا اور غلامونکی پرورش و پرداخت مین مشغول ہوکر دو ہزار غلام گرجی اور حبش اور قلماق وغیرہ بہم پہونچائے اور دو ہزار غلام حبشی اور ہندی جمع کرکے غلامان ترک سے نظام الملک کو کہ جو کھترلہ مین قتل ہوا تھا بزرگ کیا اور غلامان حبشی سے دستور دینار خواجہ سراکو اور جماعت ہندی سے ملک الحسن کو کہ آخر ہین خطاب نظام الملک بحری پایا تھا منظور نظر عنایت کرکے سرافتخار اُنکا اوج فلک اعظم پر پہونچایا اور اس سبب سے کہ ملک حسن نظام الملک بحری سلطان محمد شاہ کو بایام طفلی آغوش مین لیتا تھا اور کاکا تھا امرائے کلان سے ہوا اور شوکت اور استقلال اسکا اس نہایت کو پہونچا کہ سلطان نے اپنی خاص بحری جسکو کل جانوران شکاری سے انتخاب کرکے منصب ہزاری اور نقارہ اور علم دیا تھا اور اہتمام تمام اُسکے حال پر رکھتا تھا نظام الملک کے حوالہ کی اور اس تقریب سے ملک نظام الملک بحری نے عزت الخلام بہم پہونچائی اور مشہور بحری ہوا اور جو صاحب داعیہ تھا ایک جماعت کثیر غلامان ہندی کا دستگیر ہوکر اُنکو بزرگ کیا چنانچہ بعضون کو منصب دیا اور بعضون کو سلک امرا مین منسلک کیا چنانچہ جسوقت کہ سلطان محمد شاہ نے اُسکو تلنگ کی طرف عنایت فرمائی تو اُس تمام ملک مین غلامان ہندی کے سوا کوئی صاحب جاگیر نتھا اور خواجہ اُسکے حرکات اور سکنات سے رائحۂ مخالفت اور بغاوت سونگھکر ہمیشہ اُس سے ہوشیار اور خبردار رہتا تھا اور اسکے مقابلہ مین یوسف عادل خان سوائی کو کہ اُسنے کسی تقریب سے آپ کو غلامان ترک مین منتظم کیا تھا بعد فتح قلعہ کھترلہ اُسکی دستگیری کرکے بزرگ کیا اسی طرح سے بہت غلامان اتراک کو مثل قوام الملک کبیر اور قوام الملک صغیر اور فرہاد الملک کو ترال اور دریا خان اور نثر شخان کو امرائے عظام کے گروہ مین شامل کیا اور اُنکے واسطے درگاہ بہم پہونچائی اور دستور دینار حبشی کی بھی دستگیری کرکے صاحب اعتبار کیا اور اسیطرح سے اپنے ابنائے جنس کی پرورش اور پرداخت مین کوشش کرکے سعید خان کیلانی اور زین الدین علی اور ایک جماعت امرائے مثل کو مسند دولت و عزت پر متمکن کیا اور اپنے غلام مشہور کشور خان کو امرائے بزرگ مین منخرط کرکے قوی کیا چنانچہ چار فرقہ بہم پہونچے مغل اور ترک اور حبشی اور دکنی لیکن حبشی

باوصف اسکے کہ خواجہ کے سرکشیدہ اور پرورش یافتہ تھے بتقریبات چند غلامان دکنی سے ایک دل اور یکجہت ہوے اور ملک حسن نظام الملک بحری سے دم اتحاد و اتفاق کا مارا اور تمام ترک اول سے آخر تک خواجہ کے ساتھ مقام اخلاص مین ہوکر ہوا خواہ رہے اور چونکہ خواجہ چاہتا تھا کہ اتراک دکنیہ پر تسلط تام رکھتے رہین اول یوسف عادل خان کو دولت آباد کا طرفدار کرکے شاہان گجرات اور مندو پر مقرر کیا اور حسن تدبیر سے جمیع امراے اتراک کو اُسکے سپرد کرکے دربار شاہ مین ملک حسن نظام الملک بحری سے بالادست ایستادہ کیا اور ملک حسن اس سبب سے اور دیگر وجوہ سے نار سر کو فتہ کے مانند پیچتاب کرکے ہمیشہ باتین وحشت انگیز اُس دو گروہ کی نسبت سلطان کے سمع مبارک مین پہونچاتا تھا لیکن کچھ اثر اُسپر مترتب نہوتا تھا اور خواجہ اور یوسف عادل خان کی روز بروز عزت اور شوکت بڑھتی جاتی تھی لیکن جب وقت موعود اُسکا آپہونچا جیسا کہ مذکور ہوا ملک حسن نظام الملک بحری نے بازی کو پیش لیجاکر خواجہ کو شطرنج بلا درخانہ دغا مین غرق کرکے شہادت کیا اور یوسف عادل خان طالع کی قوت اور برکت سے باوجود ایسے دشمن قوی مثل ملک حسن نظام الملک بحری کے بیجاپور کی حکومت پر فائز ہوا اور صولت اور شوکت اُسکی اول سے نہایت درجہ زیادہ تر ہوئی اور جب سلطان محمد شاہ فوت ہوا یوسف عادل خان اور جمیع امراے مغل اور ترک اور دکنی جو کن کی یورش مین اسکے ہمراہ تھے مشورہ کرکے اور سب یکدل اور یکجہت ہوکر بہ تحمل و شوکت جلوس کی مبارک باد کے واسطے دار الخلافت کی طرف متوجہ ہوے اور شہر کے باہر استقامت کی یوسف عادل خان اور دریا خان اور فخر الملک اور قنبر خان اور ملو خان ولد قاسم بیگ صف شکن اور اثر در خان اور غضنفر خان ہزار جوان چیدہ مغل اور ترک ہمراہ لیکر شاہ کی ملازمت کے واسطے شہر مین داخل ہوے اور جب دم قلعہ ارک مین پہونچے باوجود اسکے کہ رسم نہ تھی کہ امرا اپنے ذوالفقار کو دار الامارۃ کے اندر لیجاوین لیکن ملک حسن نظام الملک بحری کے غدر کے لحاظ سے دو سو جوان مسلح اور مردانہ دار الامارۃ کے اندر ہمراہ لیگئے ملک حسن نظام الملک بحری بھی دور اندیشی کرکے امرا منصبداران اور خاصہ خیل قریب پانسو جوان کے مع تمام یراق یوسف عادل خان کے دفع کے واسطے قلعہ مین لایا تھا لیکن یوسف عادل خان جب اس حالت سے مطلع ہوا معاودت کی صلاح نہ دیکھی اور خدا پر توکل کرکے مع اس جماعت یکدل و یکزبان کے تلوارین ہاتھ مین لیکر قصر تختگاہ پر جا پہونچا اور چارناچار ملک حسن نظام الملک بحری اور امیر قاسم بریدی پیشوائی کرکے انکو سلطان محمود شاہ کی شرف تسلیم سے مشرف کیا اور یوسف عادل خان مبارکباد کہکر بروش قدیم سب سے بالادست ایستادہ ہوا اور دریا خان ملک حسن نظام الملک بحری کے زیر دست کھڑا ہوا اس صورت مین درمیان اُسکے اور ملک احمد اُسکے فرزند کے فاصلہ ہوا کہ اگر اعوان و انصار ملک حسن نظام الملک بحری کے الکا قصد کرین اول اپنا انتظام ملک حسن اور ملک احمد سے لیوین اور بعد اُسکے جو ہونیوالا ہو وہ ہو ملک احمد نے اس سبب سے آزردہ خاطر ہوکر چاہا کہ دریا خان کو اپنے اور اپنے باپ کے درمیان سے باہر کرے ملک حسن واقف ہوکر مانع آیا اور فتنہ و فساد کے دفع کے بارے مین اُسی وقت بادشاہ سے عرض کی اور بعد اختصاص خلعتہاے فاخرہ مخیین بخصت انصراف دی یوسف عادل خان کہ ملک حسن نظام الملک بحری کے فساد سے ایمن ہوا ملک حسن کا ہاتھ پکڑکے حرف حکایت کے بہانہ قلعہ کے باہر لایا اور جب اپنے خیل وحشم مین پہونچا دوستی اور یکجہتی اظہار کرکے نہایت تواضع سے

اُس سے جدا ہوا اور ہزار ہر و کار آمدنی کے ہمراہ اپنے مکان مین شہر کے اندر فروکش ہوا اور دریا خان کو حکم کیا کہ باتفاق اُمرائے دیگر نہایت ہوشیاری اور احتیاط سے شہر کے باہر اقامت کرے دوسرے دن ملک حسن نظام الملک بحری نے مع قوام الملک کبیر وصغیر کے یوسف عادل خان کے مکان پر جاکر یہ بات کہی کہ مناسب یہ ہے کہ تم اور جمیع امرائے ترک ہماری طرح شہر مین چلو تو ہر قسم کو باتفاق دربار مین جاکر دولتخانہ کا بندوبست کرین اور آپسمین اختلاط اور ارتباط کرکے دوست کے دوست دشمن کے دشمن رہین یوسف عادل خان نے جواب دیا کہ تم جو کچھ دوستی اور اتحاد کے بارہ مین کہتے ہو عین مدعا ہے لیکن میرا ہر روز دربار مین آنا مناسب نہین کیونکہ ہم لوگ لشکر کے ساتھ رہتے ہین اور مہمات مالی اور ملکی مین وقوف نہین رکھتے اور جسطریق سے کہ شاہ مرحوم نے وصیت کرکے مقرر کیا تھا تم اپنے کام مین مشغول رہو اور ہم اپنے کام مین اور علاوہ اسکے امرائے ترک کا شہر کے باہر رہنا بہتر ہے کیونکہ وہ جماعت جاہل ہے مبادا انکے اور دکنیون اور حبشیون کے درمیان شہر کے کوچہ و بازار مین گفتگو اور رد و بدل ہو جس سے آتش فساد افروختہ ہو پھر اُسی مجلس مین یون مقرر ہوا کہ نظام الملک بدستور قدیم وکیل السلطنت ہوا اور منصب وزارت اور امیر جملگی اور اشراف و نظارت کہ سلطان محمد شاہ کے عہد مین اُس سے تعلق رکھتے تھے دوسرے سے رجوع کیے اسواسطے آپسمین مشورہ کرکے وزارت کل قوام الملک کبیر سرلشکر و بیجاپور کو اور مشرقی قوام الملک صغیر سرلشکر راجمہندری کو اور نظارت دلاور خان حبشی کو جو اُمرائے کبار سے تھا مقرر ہوئی اور اسی طرح مناصب اور درجات آپسمین صلاح کرکے لوگونکے نامزد کیے اُسکے بعد باتفاق دولتخانہ شاہی مین گئے اور سلطان محمود شاہ کے حضور سب کو خلع کیا پھر یوسف عادل خان اپنے مکان مین آیا اور دوسرے اُمور بادشاہی مین مطلق دخل نہ دیا اور تین مہینے تک مثل اور ترک اور دکنی اور حبشی مہرہائے خارج اور آبنوس کے مانند آمیختہ اور مانوس رہے لیکن ملک حسن نظام الملک بحری اور قوام الملک کبیر نقض عہد کرکے اس فکر مین ہوے کہ یوسف عادل خان ترک کو کسی ڈھب سے دفع کیجیے اور عادل خان دکنی کو جو امرائے عمدہ اس خاندان سے تھا اور قوام الملک کبیر کی طرف سے ورنگل مین مقیم ہوکر اس طرف کے مہمات کو سرانجام کرتا تھا اسکی جگہ نصب کرین اسواسطے فرامین طلب بنام عادل خان دکنی و فتح اللہ عماد الملک صادر ہوے کہ تم باتفاق امرا اس حدود کے افواج کو لیکر حلیس شاہ کے مہار کباد کو آؤ پھر عادل خان دکنی اور فتح اللہ عماد الملک مع لشکر بارادہ مخالفت مین آکر شہر کے باہر وارد ہوے اور جریدہ شہر مین جاکر لوازم مہار کباد اور پیشکش بجا لاکے اور دربار سے خلعت اور مسرور ہوکر بازگشت کی اور جب دو تین ہفتہ اس نہج پر گذرے ملک حسن نظام الملک بحری جو سرشتہ ملک کا اپنے ہاتھ مین لاکر قوام الملک کبیر سادہ لوح کو غافل نگاہ رکھتا تھا اُس سے یہ بات کہی کہ مین چاہتا ہون کہ آج اُمرائے دکنی کو بلاکر یوسف عادل خان کو درمیان سے دور کردون اور ہم تم اُسکے وغدغہ سے خاطر جمع کرکے امرا کو جو اُس سے متفق ہین تھانون کی طرف رخصت کرین لیکن فتح اللہ عماد الملک اور امرائے دکنی بوجہ خوف کے جو اُمرائے ترک سے اُنکے دلمین جاگزین ہو گھر سے باہر نہین آسکتے ہین اگر صلاح وقت ہو امرائے ترک حضور اندرون اپنے مکانون مین ہین قوام الملک کبیر نے یہ امر قبول کیا دوسرے دن ملک حسن نظام الملک بحری نے شاہ کو فلک ارک کے برج پر بٹھاکر یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک دکنی کو پیغام دیا کہ اپنا لشکر آراستہ کرکے شاہ کے ملاحظہ مین

در لاوین تو خلعت پہنکر مراجعت جاگیر کی رخصت پاوین فرہاد الملک کو توال نے اس امر سے واقف ہوکر قوام الملک کو خبر بھیجی کہ ملک حسن نظام الملک مجھسے اور جمیع ترکون سے مقام غدر اور عداوت مین ہوا اور یوسف عادل خان کے وقع کے واسطے بہانہ کیا ہے ایسے وقون مین امرائے ترک کو اپنے مکانون مین غافل بیٹھنا عقل سے بعید ہے قوام الملک کبیر جو یوسف عادل خان کی عداوت مین مصر تھا ملک حسن نظام الملک کی دوستی پر اُسنے کمال اعتقاد کیا جو کہ اُسکی قضا کا زمانہ قریب پہونچا تھا قبول نکیا اور عادل خان دکنی کہ اس مقدمہ سے باخبر تھا ملک حسن نظام الملک کے اشارہ کے بموجب مسلح اور مکمل ہوکر مع لشکر گنگ شہر مین در آیا اور اسی طرح سے فتح اللہ عماد الملک سپاہ کا دیل لیکر داخل ہوا اور شاہ کے حجرے سے اختصاص پایا اور سلطان محمود شاہ جو حریفون کا دست خوش بلکہ موم کی ناک تھا ملک حسن نظام الملک وغیرہ کی تکلیف سے دونون سر لشکر کو بُرج کے اوپر طلب کرکے فرمایا کہ فلانان ترک جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھکر بے اندامی بہت کرتے ہین مناسب ہے تم انکی تادیب اور تنبیہ کرو اور چونکہ فتح اللہ عماد الملک یوسف عادل خان سے رابطۂ خصوصیت اور مصادقت رکھتا تھا اسکو اسی مجلس مین نگاہ رکھا اور لشکر کو مع عادل خان دکنی کہ شرکت خطاب پر یوسف عادل خان سے کمال عداوت رکھتا تھا ترکونکے قتل پر مامور کیا عادل خان دکنی نے پہلے قوام الملک کبیر کو قتل کرکے فرہاد الملک کو توال کو مقید کیا اور قلعہ کے دروازے بند کرکے ترکونکے قتل مین کہ نہایت غافل تھے مشغول ہوا اور قتر شخان اور قد مخان اور بھی اُمرائے ترک جو یوسف عادل خان کے طفیل سے شہر مین تھے بنگ کنان و مردانگنان دروازہ شہر کی طرف متوجہ ہوے اور اُسے جبرسے توڑ ڈالا اور دریا خان کو کہ خبر خوفناک شہر مین سُن کر فوجین آراستہ کی تھین بقولے بیس ہزار سوار اور بروایتے دس ہزار سوار سے شہر مین در آئے اور منقول ہے کہ بیس روز تک بین الفریقین آتش حرب مشتعل رہی و چند مرتبہ درمیان یوسف عادل خان اور ملک احمد ولد حسن نظام الملک کے محاربات عظیم اور معرکہ ہاے شدید واقع ہوے اور تین چار ہزار مرد طرفین کے مارے گئے اور معاملہ فیصل نہ ہوتا تھا آخر علماء اور صلحا درمیان مین آئے اور حرف صلح مذکور کیا چونکہ بہت ترک معتبر مقتول ہوے تھے یوسف عادل خان صلح پر راضی ہوا بعد چند روز کے باتفاق اپنے اعیان و انصار کے شہر سے برآمد ہوکر بیجاپور گیا اور ملک حسن نظام الملک نے غلبہ تمام پایا اور ملک احمد کو جاگیر سرداور مارو اور اُس طرف کے بہت پرگنات سے امتیاز اور اختصاص بخشا اور فخر الملک دکنی غلام زادہ ملک التجار محمود کا دان الخاطب بخواجہ جہان کو کہ مرد شجاع اور فاضل تھا امراے ہزاری مین داخل کیا اور اُسکے فرزندونکو بھی منصب دیکر خواجہ جہان خاطب کیا اور فتح اللہ عماد الملک کو منصب وزارت اور میر جملگی دیکر اُسکے بیٹے شیخ علاء الدین کو باپ کی طرف سے برار کی سرلشکری پر بھیجا اور اُنھین اپنے انصارون مین شمار کیا اور قاسم برید کہ جاسکا انصار تھا اور ایام ترک کشتی مین تقصیر نہ کی تھی شہر کی کوتوالی دیکر سرفرازت کیا اور قوام الملک صغیر کو جاگیر تلنگ کی رخصت دی اور چار برس تک ملک حسن نظام الملک بحری اور فتح اللہ عماد الملک ہر روز بلا ناغہ والدہ سلطان محمود شاہ کے پاس جاکر اُسکے مشورہ سے اُمور ملکی اور مالی کو اجرا کرتے ہین اور ابتک حضرت کو طفل صغیر تصور کرتے ہین اصابت نے

بادشاہ کے دلمین اثر کیا اور دلاور خان حبشی کو حکم اُنکے قتل کا دیا اتفاقاً ایک رات دونون وزیر اُمور ملکی اور مالی کے سرانجام کو اُسکی والدہ کے پاس گئے تھے دلاور خان حبشی اور دوسرا اور شخص تلوار کھینچکر سرراہ جا بیٹھے جب دونون آئے ہر ایک نے ضربت شمشیر رسید کی اس درمیان مین ملک حسن نظام الملک بحری مجروح ہوا لیکن جو کہ دونون تلوار باندھے تھے اور شمشیربازی مین بے نظیر اُن دونون کو مغلوب کرکے بزور بادو راہ راست قلعہ سے باہر نکل گئے اور ملک قاسم بریدہ جو باوجود سرتوبچی کے تھانہ دار شہر بھی کیا گیا تھا اُسکو آگاہ کیا کہ بادشاہ تیرے قتل کا بھی ارادہ رکھتا ہو اپنی حفاظت مین قیام کر پھر دونون مع لشکر سوار ہوکر شہر سے نکل گئے اور قاسم بریدہ دروازہاے قلعہ ارک بند کرکے آدمیونکو بادشاہ کے پاس آنے جانے سے مانع ہوا اور سلطان عاجز و حیران ہوکر اپنے فرمان سے نادم و پشیمان ہوا بیت طریق عشق پر آشوب و آفت است اے دل تو بیفتد آنکہ درین راہ باشتاب رود بادشاہ نے ناچار ہوکر آدمی اُن کے پاس عذر خواہی کو بھیجا اور وہ کنانہ کے اطراف مین ساتھ آٹھ ہزار سوار سے فروکش تھے اُنھون نے دلاور خان حبشی کے قتل کا اشارہ کیا اور دلاور خان یہ خبر سُن کر مع اپنے لشکر ولایت اسیر اور برہانپور کی طرف مفرور ہوا اور ملک حسن نظام الملک اور اُسکا بیٹا ملک احمد شہر مین آئے اور فتح اللہ عماد الملک ولایت برار کی طرف گیا اور اُنھین دونون مین ملک حسن کہ شعبدہ بازی رخ دوار سے واقف تھا اپنے دولت کے استحکام کی فکر مین ہوا اور ملک وحید اور ملک اشرف دکنی کو جو پیشتر ملک التجار محمود گاوان کے نوکر تھے اور اُسکے بعد سلطان کے ارکان سلطانی مین انتظام رکھتے تھے تربیت کرکے دونون کو درجہ امارت پر پہونچایا اور ملک وحید کو سرلشکر دولت آباد کرکے ملک اشرف کو اُسکا تابع اور ماتحت کیا اور اپنے بیٹے ملک احمد سے موافقت اور اتحاد کے بارہ مین سوگند اور عہد لیکر دولت آباد کی سمت روانہ کیا اور اُسی طریق سے فخر الملک دکنی الملقب بخواجہ جہانکو جاگیر پرندہ اور شولہ پور دیکر اُسنے بھی اس بارہ مین قسمین مغلظہ لین اُسکے بعد قلعہ پرندہ مین بھیجا اور بعد دو مہینے کے سلطان سے رخصت حاصل کرکے اپنے فرزند ملک احمد کو مع سو فیل اور جمیع اموال و اسباب اپنی نیابت کے واسطے جیر کی طرف روانہ کیا اور جب سنہ آٹھ سو اکاونے ہجری مین عادلخان حاکم ورنگل قضاے الٰہی سے مرگیا اور قوام الملک صغیر راجمہندری سے بطور یلغار ورنگل مین آیا اور علم بغاوت بلند کرکے کل ولایت تلنگ پر متصرف ہوا ملک حسن نظام الملک سلطان کو اُبھار کر ورنگل کیطرف متوجہ ہوا اور قوام الملک صغیر نے راجمہندری مین معاودت کرکے پوشیدہ شکایت ملک حسن کے غلبہ کی شاہ کو لکھی اور سلطان جو امرا سے زبون ہوگیا تھا اُسکے جواب مین ملتفت نہوا ترس و خوف سے حامل عریضہ کو ملک حسن نظام الملک کے پاس بھیجا اور جب لشکر سلطانی ورنگل مین پہونچا ملک احمد کا نوشتہ جیر سے ملک حسن کے پاس اس مضمون کا آیا کہ بندر کوہ جو سلطان محمد شاہ کے عہد مین کشور خان غلام ملک التجار محمود گاوان کو جاگیر مین دیا گیا تھا اور اُسنے نجم الدین گیلانی کو اپنا نائب کرکے اتنے عرصہ تک بندر کو وہ کو نگاہ رکھتا تھا اسوقت مین جب نجم الدین گیلانی فوت ہوا ہما درگیلانی کہ اسکا نوکر تھا سر گریبان بہادری سے برآوردہ کرکے بندر کوہ اور بندر دابل اور کھولاپور اور کلہار اور پرنالہ تک متصرف ہوا اور یوسف عادل خان کی تحریک سے روز بروز قدم جرأت کا بڑھاتا ہوا اور بندر جول اور میری جاگیر دنکو مزاحمت پہونچاتا ہو اور اسی طریق سے زین الدین علی جاگیر دار جھاکہ باوجود قرب و جوار کے

میری اطاعت نہین کرتا ہی اور کہتا ہی کہ جسوقت سلطان دولت وسعادت سے مستقل ہو کر مہمات سلطنت مین بنفسہ مشغول ہوگا مین اطاعت کرونگا اس بارہ مین جیسا حکم ہو عمل مین لاؤن ملک حسن نے جواب مین لکھا کہ اول زین الدین علی کو دفع کر دبعدہ اورون کے دفع اور تدارک مین مصروف ہو اور فخر الملک دکنی اور خواجہ جہان حاکم بیدر اور ملک وجیہ سرلشکر دولت آباد کو اپنے بیٹے ملک احمد کی کمک اور امداد کے مقدمہ مین کتوب روانہ کیے اور زین الدین علی نے مراسلہ لکھکر بجاپور یوسف عادل خان کے پاس اس عبارت سے بھیجا کہ آپ مجھ اپنے خدمتگاران کی سلک مین جگہ دیکر ملک احمد کے آسیب ومضرت سے محفوظ رکھیے یوسف عادل خان نے رابطۂ آشنائی کے سبب کہ خواجہ شہید سے رکھتا تھا زین الدین کے درپے معاونت ہو کر اول پانچ چھ ہزار سوار اُسکی مدد کو بھیجے اور اُنھین حکم کیا کہ تم ظاہر قلعہ اندا پور مین فروکش ہو اور جسوقت ملک احمد جنیر کی طرف سے زین الدین علی کے استیصال کے واسطے جانکنہ کی سمت توجہ کرے تم اُس حدود مین جاکر مانع آؤ اور جب یہ خبر ورنگل مین خلائق نے سُنی ملک حسن نظام الملک کی شوکت وعظمت نے نقصان قبول کیا اور بشمول اول کے بادشاہ اور اُسکے مقربون کی نظر مین وقار اور اعتبار زیادہ ہوا چنانچہ قاسم بیدر اور دستور دینار حبشی خواجہ سرا اور تمام اُمرائے حبشی نے جو سلطان کی ملازمت مین تھے اُس سے برگشتہ ہو کر باتین وحشت آمیز شاہ کے سمع مبارک مین پہونچائین اور شاہ جو اس منصوبہ کی تمنا رکھتا تھا اُنکے روبرو اظہار رنجش ملک حسن نظام الملک سے کرکے حکم دیا کہ جسوقت فرصت پاوین اُسے قتل کرین ملک حسن نے اس ماجرے پر اطلاع پائی اور آدھی رات کو اُردوے شاہی سے بھاگ گیا اور جو کہ پیمانہ اُسکی حیات کا آب بقا سے لبریز ہو گیا تھا اپنے فرزند کے پاس جنیر مین نہ گیا اور خزانہ اور تحکاوہ کے تصرف کی طمع مین احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہوا اور دلپسند خان دکنی نے جو اُسکی پرورش اور دستگیری کے باعث حضیض ذلت سے اوج امارت پر پہونچکر شہر کی محافظت مین قیام کرتا تھا اُسے شہر مین لاکر اطاعت کی اور ملک حسن نے آدمی اپنے فرزند ملک احمد اور لشکر کی طلب مین جنیر بھیجا اور سر گنج سلاطین بھنیہ کھول کر دلپسند خان دکنی کے باتفاق خیل وحشم کے جمع کرنے مین مشغول ہوا اور ایکبارگی طبل مخالفت پر چوب ماری سلطان محمود شاہ نے یہ خبر سنکر قطب الملک دکنی کو تلنگ کا طرفدار کیا اور اُمرائے اُس حدود کے ہمراہ قبیل تعیل احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوا اور ملک حسن نے قوت مقاومت اپنے سے مفقود دیکھ کر چاہا کہ خزانۂ بادشاہی کو اٹھاکر اپنے فرزند سے ملحق ہو دلپسند خان نے مانع آکر شاہ کو پوشیدہ پیغام دیا کہ بندہ مطیع اور فرمانبردار ہی اور از سے دولتخواہی ملک حسن کو آج تک نگاہ رکھکر انتظار وصول موکب ہمایون کھینچتا ہی سلطان محمود شاہ نے جواب دیا کہ جو تو اُس بات مین صادق اور راستگو ہو تو اُسکا سر کاٹ کر ہماری درگاہ مین بھیج کہ دولتخواہی اور یکرنگی تیری ظاہر ہووے دلپسند خان نے ملک حسن کے حقوق نمک کو طاق نسیان پر رکھکر یا نوجوان مردانہ لیکر اُسکے پاس کہ قلعہ ارک مین تھا گیا اور یہ پیغام دیا کہ مین تجھسے ایک مشورہ کیا چاہتا ہون اور کچھ باتین ضروری تخلیہ مین کہونگا ملک حسن اُسی وقت اُسکا ہاتھ پکڑکر حجرہ مین آیا اور دلپسند خان نے فوراً ہاتھ ملک حسن کے گلے پر کمر پر وضیعت ہوا تھا رکھکر ایسا گھونٹا کہ مرغ روح اُسکا قفس تن سے پھڑک کر نکل گیا اُسکے سر کو جدا کرکے اور ہاتھ مین لیکر حجرہ سے برآمد ہوا اور حضار مجلس سے کہا کہ جو شخص اپنے ولی نعمت سے نکوہی کرے

اُسکی سزا یہ ہے کہ پھر وہ سرایک جماعت کو دے کر تعمیل تمام آدوے شاہ مین بھیجا اور بادشاہ نے شہر مین داخل ہو کو
ولیسند خان دکنی اور مغلون اور ترکون کو اپنا انیس اور جلیس کیا اور اُسے مہمات شاہی کا مدار المہام کیا لیکن بمقتضاے
جوانی شراب اور استماع نغمہ چنگ و رباب اور اختلاط پریویان و مسازمین مشغول ہوا اور یہ علت
اپنی طبیعت پر چھوڑ کر سودا مزاج ملک کے معالجہ مین نہ مصروف ہوا اور اپنے حفظ نفس کے واسطے ہمت جوا ہر
تخت فیروزہ سے برآوردہ کرکے کئی صراحی اور پیالہ مرصع تیار کرائے اور بساط شراب اور تنبور خاص کو بھی
تخت فیروزہ کے جواہر سے مرصع کیا اور سنہ ۹۹ آٹھ سو ننانوے ہجری مین آگ رشک و حسد کی مغلون اور ترکون
اور حبشیون اور دکنیون کے دلون مین مشتعل ہوئی ہر چند سعی اور تدبیر کی کہ سلطان اُنھین نظر عنایت سے گرادے
مفید نہ آئی اس سبب سے ولیسند خان اور تمام دکنیون اور حبشیون نے اتفاق کیا کہ سلطان محمود شاہ کو قتل کرکے
دوسرے شخص کو اولاد خاندان بہمنیہ سے تخت دکن پر بٹھاوین اسواسطے تمام اہل قلعہ ارک یعنی فیلبان اور چوبدار اور
دربان اور کوتوال اور پردہ داران وغیرہم کو ساتھ اپنے متفق کیا پس جس وقت کہ لشکر ہندوستان کا ہمراہ ہوا یعنی
دن گذرا رات ہوئی اور نیر اعظم یعنے آفتاب جہانتاب نے جو فلک چہارم پر ساکن ہوا اپنی نہیت سے جہان کو
تیرہ و تار کیا اُن کافر نعمتون محسن کش نے ہزار سوار اور پیادہ سے مسلح اور مکمل ہو کر اُس رات کو کہ اکیسوین
شہر ذیقعدہ سنہ ۹۸ آٹھ سو بانوے ہجری تھی دفعۃً آپ کو قلعہ ارک مین جو سلطان محمود شاہ کا نشیمن تھا پہنچایا
اور قلعہ کے اندر جاکر اس خوف سے کہ مبادا مغل اور ترک اُسکی مدد کو آوین دروازونکو اندر سے بند کرکے
محکم کیا اور عمارت شاہی کی طرف متوجہ ہوے سلطان محمود شاہ کہ اُسوقت بساط نشاط بچھائے ہوے تھا خوف
عظیم سے ایستادہ ہوا اتنے مین ایک جماعت دکنیان اور حبشیان غدار پردہ دارون کی ہدایت سے وہان پہونچی
عزیز خان ترک اور بھی چار غلامان ترک اور حسن چلیپان سبزواری اور سید میرزائی مشہدی الملقب بہلو خان کہ
مردی اور شجاعت مین موصوف تھے اور باوصف اسکے کہ خالی ہاتھ تھے اسلحہ کی قسم سے کچھ پاس نہ رکھتے تھے
سلطان اور غداروںکے درمیان مین آکر اپنی جان عزیز اپنے ولی نعمت پر نثار کی اور سلطان نے فرصت پاکر
اپنے تئین بام قصر پر پہونچایا اور سوے حرم سرا اور شاہ برج کے تمام قلعہ مفسدون کے قبضہ اختیار مین تھا اُنھون نے
شاہ برج پر لڑائی ڈالی اور سلطان دروازے چار دیواری قصر کے بند کرکے باتفاق چند نفر مغلون اور ترکونکے
جو ہمیشہ ہم کاسہ اور ہم صحبت رہتے تھے اُنکے مدافعہ مین مشغول ہوا چنانچہ بعضے تیر و کمان اور بعضے تبر اور ڈھیلے نے
اُن شیاطین روسیاہ کو رجم کرتے تھے اس درمیان مین سلطان محمود شاہ نے جس حیلے سے کہ ممکن تھا ایک شخص کو
باہر بھیجکر مغلون اور ترکونکو اس واقعہ سے خبردار کیا اس صورت مین فرہاد خان شیرین مقال اور شیر خان اور دستانی
اور محمود خان گیلانی اور کشور خان غلام خواجہ شہید تین سو یا چار سو ترک اور مغل ترکش بند لیکر قلعہ کی طرف
متوجہ ہوے اور جب دروازہ مسدود پایا شاہ برج کے کنگرون پر کمندین ڈال کر لاکھ محنت و مشقت سے
آٹھ آدمی چڑھے اور دار و گیر کی فریاد برپا کی الغرض بعضے مردم دکنی اور حبشی خیال اسکے کہ لشکر مغل اور ترک کا
تمام قلعہ مین داخل ہوا بزدلی کرکے بھاگے اور حالت اضطراب اور اضطرار مین دروازہ کھولکر جاہتے تھے کہ باہر نکلجاوین
اس درمیان مین جو مرضی الٰہی کہ شاہ کی فتح سے متعلق تھی تیس جوان سبزواری جو سلک سلحداران سلطانی مین انتظام

رکھتے تھے اور ہر معرکہ میں اُن سے مردانگی وقوع میں آتی تھی دروازہ کے قریب پہونچکر بعضوں نے تیر اور بعضوں نے شمشیر لیکر اُس جماعت پر حملہ کیا اور یہ پلٹ کر پھر قلعہ میں داخل ہوے اور ارادہ کیا کہ دروازہ بند کریں جوانان سبزواری نے فرصت نہ دی خود بھی اُن کے پیچھے درآئے اور مخالف اور موافق کے درمیان جنگ عظیم واقع ہوئی ایک دوسرے کو کبھی اسطرف اور کبھی اُسطرف دھکیلتے تھے کہ ناگاہ شیر بیشۂ شجاعت کشور خان یہ خبر سُن کر سو جوان مسلح سے برج کے نیچے آپہونچا اور مخالفوں کو زیر کرکے اُس عمارت کی طرف کہ جسکو نگینہ محل کہتے تھے پسپا کرکے مغرور کیا اور اُس رات کو شہر میں غوغائے عظیم ہوا چونکہ کوئی شخص حقیقت حال سے مطلع نہ تھا اجلاف لشکر ہجوم کرکے بہت مردم مغل اور ترک کے مکانوں کو تاراج کرلے گئے اور جب آدھی رات گذری اور ماہ عالم آرا نے زمانہ کی سیاہ روئی کو صیقل عکس سے صاف کیا اور جاروب داراور فراش اور بہی شاگرد پیشہ نے جابجا مین مخالفون سے ایک ہوکر اُنھین دو تنخانہ کے اندر لائے تھے اُس وقت اظہار دوستخواہی اور اخلاص کرکے اشیاے طعنی کو آگ دی کہ خانہاے تاریک کو کہ جنمین مخالف پوشیدہ ہوے تھے روشنی سے روشن ترکرکے اُن کو باہر لاتے تھے اور اُنکی حیات کا پیڑا تیغ کے گھاٹ سے پار اُتارتے تھے اس عرصہ مین دریافت ہوا کہ دو سو لگ مع تین سو سوار بعضے محال قلعہ مین مسلح اور مکمل ایستادہ ہوکر انتظار کرتے ہین کہ جب روز روشن ہووے بھیئت مجموعی دروازہ پر حملہ لاکر اور اُسے کھول کر باہر نکلجاوین سلطان نے جہانگیر خان ترک کو کہ ساتھ ملک الموت کے ملقب تھا قلعہ کے دروازہ کی محافظت کو مقرر کیا اور خان جہان ترک کو مع اپنے آدمیون کے شہر اور بازار کی محافظت کو بھیجا اور بھیڑے تازی نژاد جو اصطبل مین پرورش پاتے تھے لوگو نکو تقسیم کیے تو سوار ہوکر ہلاکی رونگار تیرہ بختان قلعہ سے برلاوین اور جب شاہ خاور نے تیغ زراندود نیام سیاہ فام سے کھینچی اور جنود نامعدود شب کو متفرق اور پریشان کیا سلطان محمود شاہ نے تخت پر اجلاس کرکے جمیع مغل اور ترکون کو حکم کیا کہ ہراخوران دکنی اور حبشی کے مکانون پر جاکر جسے پاؤ قتل کرو اور مال واسباب اُن کا غارت اور تاراج کرو منقول ہو کہ تین روز تک اُس شہر مین قتل وغارت کی آگ روشن اور افروختہ رہی اور کوئی شخص شاہ سے التماس عفو نکرسکتا تھا آخر کو شاہ محب اللہ کے فرزند نے شاہ سے اُن کی سفارش کی تو آتش غضب اُسکی فی الجملہ ساکن ہوئی اور قتل وغارت اور تاراج نے تخفیف پائی اور بعد اس واقعہ کے سلطان محمود شاہ شہر و قلعہ کو آئینہ بندی کرکے چار دن عیش وعشرت مین مشغول رہا اور محفل نشاط اس طرح آراستہ کی کہ خورشید عالم افروز ہزار دن آنکھ فلک سے قرض لیکر اُسکے تماشہ کو دوڑا اور بادشاہ نے شاہ برج کے قریب کہ اپنے اوپر مبارک اور سعید جانتا تھا ایک قصر رفیع اور وسیع کی بنیاد ڈالی اور ہمت شاہانہ اُس قصر رفیع کی تعمیر مین مصروف فرماکر چند عرصہ مین سقف بلند اُسکی ایوان کیوان سے گذرانی اور زمانہ اُسکی صفت مین یہ اشعار پڑھکر مترنم ہوا نظم این گلستان است یا صحن ارم یا بوستان ۔ این شبستان ست یا بیت الحرم یا آسمان ۔ آسمانست این ولیکن آسمان برقرار ۔ بوستانست این ولیکن بوستان بیخزان ۔ چون سموت البرج وچون ارم ذات العماد ۔ چون جنان ذات السرور وچون حرم دارالامان ۔ اور بعد اتمام اُس قصر مشتری مقام کے خسرو سپہر احتشام بام سے شام تک شرب مدام مین دوستکام اور عیش و عشرت مین

بدوام قیام اور اقدام کرتا تھا اور عراق اور خراسان اور ماوراء النہر اور لاہور اور دہلی بلکہ ہر مقام سے ارباب نشاط ہمیشہ
اور سانحہ دہ یہ خبر سن کر دکن کی طرف متوجہ ہوے اور اسی طریق سے قصہ خوان اور شاعران اور ندیم اطراف
جہان کے اُسکی درگاہ مین جمع ہوے احمد آباد بیدر رشک ایران و توران ہوا اور دار الخلافت کی خلعت خرد و بزرگ
بمقتضاے الناس علی دین ملوکہم اسی کام مین مشغول ہوئے پیران خانقاہ جبہ اور خرقہ رہن کرکے تسبیح
پڑھنے والے سجادہ نشین مستکف خرابات ہوکر دیر نجم خانہ بنیاے اور حکام اطراف صورت حال حسب خواہ دیکھکر
اپنے استحکام کی کوشش مین پڑے جو امراے شاہی یا جو شخص باوصف سرداری سلطنت طرفدارون کا شریک اور
موافق ہوا معزز ہوا اور جسنے خلاف کیا رقم عزل اپنے چہرۂ حال پر کشیدہ دیکھی اور تھوڑے عرصہ مین بادشاہ کے
تصرف مین مملکت تلنگ اور حوالی اور حواشی احمد آباد بیدر کے سوا کوئی مملکت نہ رہی لیکن تمام طرفدار ملک احمد
بحری کے سوامت حد از تک بحسب ظاہر اطاعت کرتے تھے اور اطاعت اُنکی منحصر اسپر تھی کہ اگر سلطان قاسم بریدی
ترک کی تکلیف کے سبب لشکر کسی طرف کھینچتا تھا اور یہ صرفہ ہمراہی مین دیکھتے تھے مع افواج اپنے کمال غلبت اور
شوکت سے کہ شاہ کابل اُسکے مقابل کچھ دکھائی نہ دیتا تھا رفاقت کرتے تھے اور جب بادشاہ عازم مراجعت ہوتا تھا
اثناے راہ سے جدا ہوکر ہر ایک اپنی ولایت کی طرف رجوع ہوتا تھا اور سفر مین بھی بادشاہ کے دربار مین حاضر نہوتے
اس خوف سے کہ بادشاہ کے دربار مین بطریق سابق سلام کرنے کا اتفاق ہوگا اور ملک احمد بحری کہ لشکر شاہ کو متواتر
شکست دینے سے تمام جہان مین بہ نام تھا کسی سفر مین ہمراہی نکرتا تھا شہر احمد نگر مین بنیاد استقامت کی ڈال کر
طریق شاہانہ اور روش خسروانہ اختیار کی تھی اور الغی یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک کے پاس بھیجکر
خطبہ اور لوازم بادشاہی مین مبالغہ کرکے ایسا مقرر کیا کہ تینون شخص بالاتفاق اظہار شعار بادشاہی مین مشغول
ہوے اور پردۂ حجاب سے برآمد ہوکر علانیہ وقت نوبت بادشاہی پر چوب مارین اسواسطے حضرات مذکورنے
سنہ ۹۵۵ آٹھسو پچانوے ہجری مین نام سلطان محمود شاہ کا خطبہ موقوف کرکے اپنے نام کیا اور سنہ ۹۶۵ آٹھسو
ستانوے ہجری مین قاسم بریدی ترک سرنوبت نے خواہی نخواہی منصب وکالت اور طرفداری اطراف اور اکناف
نگاہ کا دستیاب کرکے قصبہ قندھار اور اودیسہ اور اودگیر اور کلیان اپنی جاگیر مقرر کی اور چاہتا تھا کہ جو قلعے
ان پرگنون مین واقع ہین اُنھین بھی قبضہ مین درلاوے لیکن محافظان قلعے نے انکار کرکے نہ دیا اور قاسم بریدی
یہ امر شاہ کی تحریک سے تصور کرکے سر حلقۂ اطاعت ظاہری سے باہر کھینچا اور ایکبارگی پردہ حجاب منہ سے اٹھایا
اور اعوان و انصار اپنے ہمراہ لیکر قلعون کی تسخیر مین متوجہ ہوا اور دو تین مرتبہ لشکر سلطان محمود شاہ کو شکست دیکر
اسکے دفع مین آمادہ ہوا اور قریب تھا کہ شاہ کو شہر بیدر سے باہر کرے ناگاہ دلاور خان حبشی جو ملک حسن
نظام الملک بحری کے خوف سے برہانپور کی طرف روانہ ہوا اتفاق سے لشکر مستعد دار الخلافت مین آیا احکم کے موافق
قاسم بیدر کی دفع اور تنبیہ مین روانہ ہوا اور جنگ عظیم دونون سردارون کے درمیان واقع ہوئی اور قاسم بریدی
شکست پاکر گلکنڈہ کی طرف راہی ہوا اور دلاور خان حبشی نے طالع کی نحوست سے اسکا تعاقب کرکے چاہا کہ
ایکبارگی اُسکی ملک جمعیت کو درہم برہم کرے کہ ناگاہ شطرنجبان کارخانۂ تقدیر نے ایک منصوبہ تازہ ظاہر کیا
کہ ایک فیل کنارہ سے عرصۂ بساط پر دوڑکر حریف کو مغلوب کیا بیان اس اجمال کا یہ ہے کہ حوالی کولاس مین طرفداران

درمیان ایک فیل مست دلاور خان حبشی کے لشکر سے سرفلبان کی کمک سے کھینچکر اپنی فوج پر دوڑا اور بہت سپاہیوں کو ہلاک کرکے اصلاح پر نہ آتا تھا اسوا سلطے دلاور خان نیزہ ہاتھ مین لے کر مع جماعت جوانان کے فیل کی طرف متوجہ ہوا اور فیل اُسپر حملہ آور ہوا اور سپاہی بھاگ گئے اور دلاور خان اُسکے خرطوم اژدہا شال مین گرفتار ہوکر ہلاک ہوا اور قاسم بریدا اس مہربانی غیبی سے اطلاع پاکر اپنی بخت بلندی کا آثار سمجھا اور اُسی وقت معاودت کرکے تمام سازوبراق اور اثاثہ شوکت پر اُسکے متصرف ہوا اور اسی طرح عصابہ عصیان ناصیہ طغیان پر بلند حد سے زیادہ نشان غرور کا بلند کیا اور سلطان محمود شاہ نے اقتضاے وقت کے موافق صلاح سلامت مین دیکھکر قولنامہ کہ رسم دکن ہو مشعر عفو گناہ اور تفویض منصب وکالت اُسکے پاس بھیجا اور قاسم بریدا مع جماعت غیب دار الخلافت کی طرف متوجہ ہوا اور مسند امیر جملگی پر جلوہ گر ہوکر ایسا مستقل ہوا کہ سلطان نام کو بادشاہ رہا اور امور غین سلطنت بریدیہ کو اُسی سال سے حساب کرتے ہین اور جب روز بروز اُسکا استقلال زیادہ تر ہوا بطریق سائر ملاّ آپ کو عمدہ مردم دکن سے جانتا تھا اور نامہ رائے بیجانگر کو لکھا کہ یوسف عادل خان نے بادشاہ سے مخالفت کی اور خطبہ اور سکہ پر اپنا نام جاری کیا ہی اگر آپ عہد و معاون ہوکر لشکر اُس مملکت پر کھینچین اور شر اُسکا دور کرین مدکل اور رایچور آپ کے تعلق رہیگا رائے بیجانگر نے کہ طفل خرد سال تھا اپنے وکیل تمراج کو مع لشکر کثیر یوسف عادل خان کی ولایت پر بھیجکر اقوال خرابی ظہور مین پہونچائین اور طمعہ رایچور اور مدکل پر متصرف ہوا اور یوسف عادل خان کو طاقت مقابلہ لشکر بیجانگر سے نہ رکھتا تھا اُنسے صلح کرکے بقصد تادیب قاسم بریدہ روانہ ہوا اور اُسنے ناچار ہوکر ملک احمد نظام الملک بحری کو پیغام دیا کہ یوسف عادل خان میرے اخراج کے واسطے متوجہ ہوا ہی اگر وہ خداوند نعمت کمک کرین تو بہترین وجہ اُسے درمیان سے دفع کرین تو قلعہ گوا اور کوکن اور پنالہ اور گلہر جو بہادر گیلانی کے تصرف مین ہو آپ سے رجوع کرونگا ملک احمد نظام الملک بحری اُسکی مدد پر متعہد ہوا اور باتفاق فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان اور اُسکے بھائی زین خان کے باشوکت تمام احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہوا اور اُسکے قریب پہونچنے سے قاسم بریدہ قوی پشت ہوا اور شاہ کو جو کسی امر مین اختیار نہ رکھتا سوار کراکے صفوف جنگ کی آراستگی مین مشغول ہوا اور سلطان محمود شاہ کو قلب لشکر مین جگہ دے کر خود ہراول ہوا اور میمنہ پر ملک احمد کو اور میسرہ پر فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان اور اُسکے بھائی کو مقرر کیا اور اپنے فرزند کو ایک ہزار سوار کے مدد کے لیے ایک طرف کیا اور یوسف عادل خان بھی ساتھ اُس ترتیب کے کہ مذکور ہوگا افواج آراستہ کرکے سیف دستان کے استعمال مین مصروف ہوا اور بعد کوشش اور کشش فراوان سلطان اور قاسم بریدہ اور فخر الملک دکنی منہزم ہوکر احمد آباد بیدر کی طرف مفرور ہوے اور یوسف عادل خان اور ملک احمد نظام الملک بحری معرکہ مین مقیم ہوے مگر مساعدت بخت بلند کے سبب کوئی کسی پر حملہ آور نہوا اور اُسی طرح آپسمین ایلچی بھیجکر موافقت اور اتحاد کے پارہ مین گفتگو کرکے ہر ایک نے جنگ گاہ سے اپنے مکان کی طرف مراجعت کی اور سنہ ۸۸۷ سو ستاسی ہجری مین سلطان محمود شاہ گجراتی نے ہاشم تبریزی کو جو اُسکے متعلقین سے تھا بسمت رسالت سلطان محمد شاہ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ بہادر گیلانی نے جو تمہارے امرا کی سلک مین منظم ہی اور ساحل دریا پر تصرف رکھتا ہی جہاز بنادر گجرات کے برباد تجارت سے جلو تجے غارت کیے ہین اور اُسپر بھی اکتفا نکرکے یاقوت حبشی کو مع دو سو جہاز مشحون مردان رہبر

مہایم مین بھیجکر بہت مصاحف اور مساجد مین آگ لگاکر خاک سیاہ کیا اور قتل و غارت مین بدرجہ نہایت کوشش کرکے
مصدر اعمال شنیعہ ہوا اور اُسکے بعد واعیہ کھتا ہو کہ دریا کے راستہ سے بندر سورت پر لشکر بھیجکر اُسکی خرابی مین
کوشش کرے اور لشکر گجرات کا خشکی کے راستہ سے جاکر جبتک پارہ ولایت دکن سے خراب اور پائمال
نکرے بہادر کے مسکن تک نہین پہونچ سکتا اور لشکر عظیم دریا کے راستہ سے بھیجنا بھی متعذر اب مناسب یہ ہے
کہ آپ اُسکے دفع اور منع مین کوشش فرماوین اور جو عاجز ہووین اعلام نجشین تو دوستان قدیمی جسطور سے
کہ ممکن ہو اُسکا علاج فرماوین پہونچا دین سلطان محمود شاہ اس پیغام سے نہایت مسرور ہوا اور ہمراہ قاسم بیگ
بہادر گیلانی کے دفع کے واسطے لشکر روانہ کیا اور جب محتشام دکن سے امداد طلب کی یوسف عادل خان نے
اپنے سرنوبت کمال خان دکنی کو پانچ ہزار سوار ہمراہ کرکے اُسکی خدمت مین بھیجا اور ملک احمد نظام الملک بحری نے
مبارز خان ولد خواجہ جہان ترک کو جسنے اُسکی ملازمت اختیار کی تھی اور احمد نگر مین رہتا تھا اسیقدر سپاہ سے
اُردوے شاہ مین روانہ کیا اور اسی طرح سے فتح اللہ عماد الملک نے بھی اپنے ایک معتمد درگاہ کو مع لشکر قلیل
شاہ کی خدمت مین ارسال رکھا اور بہادر گیلانی جیسا کہ مذکور ہوا مخدوم خواجہ شہید کی سلک ملازمون مین
سرفراز تھا اور اُسکے بعد شہادت کے نجم الدین گیلانی کا نوکر ہوا اور اُسوقت نجم الدین گیلانی بندر کوہ مین
کشور خان غلام خواجہ شہید کی طرف سے بندر کوہ کے انتظام مین قیام کرتا تھا وہ اُس شہر کی کوتوالی کے سبب
شجاعت اور مردانگی مین مشہور ہوا قضارا نجم الدین گیلانی بندر کوہ مین فوت ہوا اور بہادر کے دل مین
مخالفت کی ہوس جاگزین ہوئی اور ۹۳۸ھ آٹھ سو اٹھانوے ہجری مین بندر کوہ کے بندوبست مین مشغول ہوکر
کشور خان کے تمام علاقہ پر متصرف ہوا اور چند روز مین وائل اور چیول اور کلھار اور پنالہ اور کولاپور اور سروالہ
اونگوان اور مرج کو اپنے قبضہ مین لایا اور بارہ ہزار سوار اور پیادہ بیشمار بہم پہونچائے اور جزیرہ مہایم کو جو شاہان
گجرات سے تعلق رکھتا تھا لیا اور کمال خان اور صفدر خان جو شاہ گجرات کی طرف سے مع لشکر جرار دریا کے
راستہ سے آئے تھے اُنسے لڑا اور اُنھین گرفتار کرکے مقید کیا اور اُنکا اثاثہ شاہی غارت کرکے اپنے اسباب شوکت مین
شامل کیا اور ملک احمد نظام الملک بحری اور یوسف عادل خان سوائی کے ساتھ لڑنے بھڑنے مین برابر رہتا
سر نہ جھکاتا تھا بلکہ قلعہ جام کھنڈے جو یوسف عادل خان کے وسط ولایت مین تھا حسن تدبیر سے اُسے بھی
اُسکے آدمیونکے قبضہ سے برآوردہ کرکے اس فکر مین ہوا کہ اُسے بھی بیجاپور سے بیگانہ کرے اور چونکہ دفع اسکا
بآسانی میسر نہ تھا دونون بزرگوار اُس سے طریق مدارا اور مواسا مسلوک رکھتے تھے یہانتک کہ سلطان
خود بنفس نفیس اُسکے دفع کے واسطے متوجہ ہوا اور یوسف عادل خان اور ملک احمد نظام الملک بحری دونون نے
اس امر کو اپنے اقبال سے تصور کیا اور جیسا گذرا سلطان کی مدد کے واسطے روانہ ہوے سلطان محمود شاہ نے
اول بہادر گیلانی کو فرمان بھیجکر سلطان گجرات کے نوشتہ سے اعلام کیا اور لکھا کہ کمال خان اور صفدر خان کو
مع اُن اشیا کے جو جہازون مین تھی شاہ گجرات کی درگاہ مین بھیج بہادر گیلانی نے جب سُنا کہ خدمتگار سلطان کا
فرمان لاتا ہی اپنے راہداروں اور محافظون کو لکھا کہ اسے قصبۂ مرج سے آگے نہ بڑھنے دینا اور زبان جرأت کی
لاف و گذاف مین کھولی اور جب یہ خبر سلطان کے سمع مبارک مین پہونچی اور افواج ملکی بھی سب جمع ہوئی

بکمک متواتر اُسکی دفع مین متوجہ ہوا اور بعد قطع مراحل و طے منازل جب قلعہ جام کھنڈے مین پہونچا قطب الملک دکنی کو جو طرفدار تلنگ تھا اُسکی فتح کے واسطے مامور کیا اور جماعت گیلانی جو بہادر گیلانی کی طرف سے اس قلعہ مین تھی بالاے برج آن کر جنگ مین مشغول ہوئی ناگاہ ایک تیر قطب الملک دکنی کے سینہ پر لگا اور آن واحد مین اُسے بیجان کر کے مقابل سے نکل گیا سلطان نے اسکا جنازہ دار السلطنت کیطرف روانہ فرمایا اور سلطان قلی خواص ہمدانی کو قطب الملک خطاب دیکر قصبہ کوتکرا ودرکی اور بعضے اور ممالک تلنگ سے اُسے جاگیر عنایت فرمائی اور چند روز مین اس قلعہ کو امان دیکر مفتوح کیا اور یوسف عادل خان کے متعلقون کو سپرد کر کے منگلیسر کی طرف جہان یوسف عادل خان کی مزاحمت کے خوف سے بہادر خود مقیم تھا متوجہ ہوا لیکن ابھی فوج سلطانی قلعہ پر نہ پہونچی تھی کہ بہادر نے وہانسے راہ فرار نا پی اور سلطان نے اُس قلعہ کو کہ بہادر گیلانی اُسکا بانی تھا اور اُسی عرصہ مین اسکی عمارت اتمام کو پہونچائی تھی تین روز مین فتح کیا اور قاسم کی صلاح سے برج کی طرف روانہ ہوا اور بعضے سردار بہادر گیلانی کے کہ اُس تین روز مین قلعہ مین آکر متحصن ہوے تھے پھر قاسم بریدکے مداخلہ مین مشغول ہوے اور وہان کے حاکم نے میدان مین آکر آتش جنگ کو مشتعل کیا اور ان مین کے اکثر مقتول ہوے اور بقیتہ السیف سانپ کے مانند سوراخ قلعہ مین داخل ہوے اس صورت مین قاسم بریدا ور تمام امرانے یہ صلاح کی کہ مورچے قسمت کر کے اطراف سے چند سُرنگ قلعہ کے اندر بچھاوین تو قلعہ کا پانی خندق مین در آوے اور بے آبی سے حصاری ہلاک ہووین اور ہر برج کے مقابل ایک برج باہر تیار کرین تو سواہ فرار مسدود ہو آخر قلعہ دار نے حیران ہوکر امان طلب کی اور سلطان نے قاسم بریدکی استرضا سے امان دی اور دو سو گھوڑے عراقی اور عربی بہادر گیلانی کے نائب کے مع اسلحہ فراوان دستیاب ہوے اور بہادر کے سپاہیون کو آگاہ کیا کہ جو نوکر ہووے اُسے اہلکار وظیفہ اور جاگیر دیوین اور جو کہ بہادر گیلانی کے پاس جاوے راہدار اُسکے گھوڑے اور اسباب سے متعرض نہووین مغلون نے عرض کی کہ ہم کیونکر بہادر گیلانی کے روبرو جاوین گھوڑے اور ہتھیار ہمارے ضائع ہوے اور قلعہ ہمارے قبضہ سے نکل گیا اس زیست سے مرنا بہتر ہو اگر سلطان ہمارے قتل کا حکم کرے بہترین عنایت ہمگی سلطان کو اُس جماعت کا اخلاص پسند آیا اور محظوظ ہوکر فرمایا کہ تمام گھوڑے اور ہتھیار اُن کے سپرد کر کے بہادر گیلانی کے پاس بھیجین اور اُسی عرصہ مین مرچ سے کوچ کر کے پیادہ کی طرف سوار ہوا اس وقت بہادر گیلانی کے دوستون مین سے ایک جماعت نے جو اُردوے سلطانی مین تھی اُسے یہ پیغام دیا کہ سلطان تیرے اوپر نظر عنایت مبذول رکھتا ہے اگر پیشکش بھیجکر ابواب معذرت مفتوح کرے یقین ہو کہ یہ ممالک پھر تجھے ارزانی کر کے مرحمت فرماوے بہادر گیلانی نے اول نصیحت دوستون پر عمل کر کے خواجہ نعمت اللہ تبریزی کو جو مرد مشار الیہ تھا اظہار بزرگی اور اخلاص کے واسطے اُردوے سلطانی مین روانہ کیا اتفاقا جس روز کہ خواجہ نعمت اللہ آستان بوسی سے شرفیاب ہو کر حق رسالت بجالایا بخشندہ بے منت نے اُسی دن کہ ستائیسوین ماہ رجب سنہ مذکور کی تھی شاہ کو فرزند موسوم باحمد کرامت فرمایا اور اُس خسرو با اقتدار نے تاج اپنے نور بصر کے زیب فرق کر کے جشن کی دھوم آراستہ کی اور قاسم بریدی صوابدید سے خواجہ نعمت اللہ کی بمنت قدوم کا بہانہ کر کے بہادر گیلانی کی تقصیرات معاف کین اور یہ ارشاد کیا کہ وہ اگر

ہماری ملازمت کو حاضر ہووے اور دو زنجیر فیل اور مال مقرری ہماری کچہری تحصیلی مین پہونچاوے قلعہ اور ہاوڑ اُسکے جولے اُسکے تصرف سے برآوردہ ہووے ہین پھر ساتھ اُسکے مقرر اور مفوض رکھون خواجہ نعمت اللہ نے یہ مژدہ سنکر بہادر کو خط لکھا کہ تو خط ہذا پڑہتے ہی آپ کو جلد شاہ کی خدمت مین پہونچا تو تیرے ملتمسات درجۂ قبولیت کو پہونچین جب مکتوب خواجہ کا اُسے پہونچا پھر نزاع غرور نے بیضۂ عجب و پندار کا اُس کے کلاخ دماغ مین رکھا اور اس معنی کو شاہ اور قاسم بید کے مجرد زبونی پر گمان کرکے پیغام دیا کہ مین چاہتا ہون کہ امسال خلنبا پنا شہر احمد آباد بیدر مین پڑہون اور سال آیندہ احمد آباد گجرات مین اور حالانکہ قاسم بید کا خیال فقط یہ تھا کہ اگر بہادر کو متاصل کر دنگا یوسف عادل خان بعد مراجعت شاہ اس ولایت پر بزور خود متصرف ہوگا الغرض شاہ یہ خبر سنکر پیادہ سے کلہر کی طرف آیا اور قلعہ کلہر کہ وہبھی بہادر گیلانی کے آثار سے تھا مفتوح کیا اور قصبہ کو غارت کرکے اسکے اخراج مین راسخ اور جازم ہوا اور بہادر گیلانی قلعہ مرج اور کلہر کی فتح سے متحیر ہوا اور سمجھا کہ قلت تدبیر سے اس خطیر از کف کیا ہے اور اس درمیان مین ملک شمس الدین طارمی جو بہادر گیلانی کی طرف سے حاکم و اہل کار تھا قصبہ کلہر کی غارت کا سُن کر باتفاق زمینداران اُس حدود کے سلطان کی ملازمت مین حاضر ہوا اور بہادر گیلانی زیادہ تر دریاے اضطراب مین پڑکر قلعہ پنالہ مین کہ اس حدود مین اُس قلعہ سے محکم تر نہین ہے در آیا چونکہ وہ جلد مفتوح نہین ہو سکتا تھا اس واسطے سلطان کولا پور کی طرف متوجہ ہوا کہ وہانسے دریا کے بندر وایل کے تماشا کو روانہ ہووے بہادر گیلانی نے بتصور باطل قلعہ پنالہ سے برآمد ہوکر بسبیل استیصال اپنے تئین کو لاپور پہونچایا کہ سلطان کا سد راہ ہوکر امور حرب گرم کرون اور آخر کو صولت شاہی سے ہراسان ہوکر بھاگا اور بہت آدمی اُس سے کنارہ کش ہوے اور کچھ اُسمین سے شاہ کی ملازمت مین حاضر ہوے اور بعضے یوسف عادل خان کے پاس گئے اور بادشاہ نے قاسم بید کی صلاح سے خواجہ الملک وکنی الخاطب بخواجۂ جہان حاکم بیدر کو کہ اس سفر مین ہمراہ رکاب تھا مع عین الملک و میمنہ خان لشکر احمد نظام الملک بحری کو قلعہ پنالہ اور اُس نواح کے ضبط اور سرانجام کے واسطے بھیجا تاکہ بہادر گیلانی قلعہ پنالہ مین آپ کو نہ پہونچا سکے اور سلطان خود کولاپور مین پہونچا جو موسم برسات تھا وہان مقام فرمایا اور بہادر گیلانی نے جب اس ارادہ سے اطلاع پائی امر استکبار سے افتقار کے گڈھے مین گرا اور پھر خواجہ نعمت اللہ تبریزی اور خواجہ مجدالدین کے بذریعہ عریضہ بھیجکر پیغام دیا کہ اگر سلطان قولنامہ اپنی مہر اقدس اور ملک قاسم بید اور اعیان درگاہ کے دستخط اور گواہی سے صادر فرماوے باطمینان تمام حاضر حضور ہوکر باقی عمر جادۂ اخلاص سے تجاوز نکرینگا شاہ نے ثائرۂ فساد کی تسکین کے واسطے اس مرتبہ بھی اُس کی استدعا قبول کی اور موافق مدعا فرمانہ بھیجا بلکہ حسب التماس خواجہ نعمت اللہ تبریزی کے زیادتی اطمینان کے واسطے شرف اعلی صدر جہان اور زین الدین حسن قاضی کو بھی ہمراہ کیا اور یہ جماعت ساحل آب پر کہ حائل تھا پہونچی خواجہ نعمت اللہ پیشتر پانی سے عبور کرکے بہادر گیلانی کے پاس گیا اور شاہ کے الطاف اور آنے شرفا اور اعیان سے اطلاع بخشی پھر اُس تیرہ بخت کی رائے برگشتہ ہوئی اور پچھتایا کہ قدم صواب کا بادیہ توفیق مین رکھے آخر خواجہ اُن کے ہمراہیون نے آنکر کیفیت راست براست بیان کی اس عرصہ مین قدم خان اور قطب الملک نے بھی آب سے عبور کرکے

آپ کو بہادر کے پاس پہونچایا اور بہادر گیلانی اُن کے آنے سے خوش ہوا اور تعظیم و تکریم سے پیش آیا لیکن دل زنگ خورد و اُس کا معقل پند و نصیحت سے پاک نہوا اور کسی کا ارشاد کام نہ آیا جب یہ بھی پلٹ آئے مشرف العلم صدر جہان اور قاضی زین الدین نے بھی جاکر مدتِ نصائح اُس سے دریغ نہ رکھا اور بہت فہمائش کی لیکن جو وہ راہ حق سے بہت دور تھا اور اُسکے اقبال نے مساعدت نکی دفع الوقتی مین مشغول ہو کر بولا کہ اگر بادشاہ قلعہ مرج کی طرف معاودت فرمائے اور خواجہ جہاں قلعہ پنالہ سے برخاستہ کرے بندہ وہان آکر ملازمت کریگا سلطان محمود شاہ نے ناچار بعد مراجعت مخادیم فخر الملک کنی الخاطب بخواجہ جہان کو قلعہ پنالہ سے طلب کیا اور خلعت خاص اور پٹکۂ مرصع اختصاص دیکر بہادر گیلانی کے واسطے مامور فرمایا اور خواجہ قطب الملک اُن اُمرا کے باتفاق جو مہم قلعہ پنالہ مین اُس کے ہمراہ تھے روانہ ہوا اور شاہ نے اس اندیشہ سے کہ مبادا بہادر آکر پنالہ مین پہونچا دے اور مدت دراز ہو قطب الملک کو قلعہ پنالہ کے محاصرہ کے واسطے روانہ کیا لیکن جب خواجہ بہادر گیلانی کے قریب پہونچا دوسرے دن فوج آراستہ کرکے اُسکی جنگ مین مشغول ہوا اور بہادر بھی نہایت غرور اور استکبار سے دو ہزار سوار کہ اُنمین اکثر گیلانی اور مازندرانی اور عراقی اور خراسانی تھے اور پندرہ ہزار پیادہ اور توپ اور تفنگ بسیار سے مقابل ہو کر نہایت شدت سے جنگ مین مصروف ہوا ناگاہ ایک تیر شست قضا سے چھوٹ کر اُسکے پہلو پر پہونچا کہ مرغ نیم بسمل کی طرح پھڑک کر سرد ہوا اس درمیان مین نیکخان خواجہ کا بھائی اور بقولے مینہ خان سپہ سالار ملک احمد نظام الملک بحری نے بضرب نیزہ اُس کو خانہ زین سے جدا کرکے خاک مذلت پر ڈالا اور خواجہ نے سر رشتۂ غرور اُسکا کاٹ کر مظفر و منصور ہو کر علم مراجعت بلند کیا اور شاہ نے اُسے دوبارہ خلعت خاص اور کمربند مرصع اور اسپ تازی اور ایک زنجیر فیل عنایت فرمایا اور لقب مخدوم اُسکے خطاب مین زیادہ کی اور بعد دو تین دن کے قلعہ پنالہ مین گیا اور تماشا کرکے مین الملک کنعانی کو بندکوہ کی طرف بھیجا تو اُسکے بھائی ملک سعید کو ولاسا کرکے مع مال اور جہات حضور مین لاوے اور قاسم برید ترک کی صلاح سے جاگیر بہادر گیلانی کی ملک مین الملک کنعانی کے تفویض کرکے ایک جماعت منصوصہ سے کہ قاسم برید بھی اُنمین تھا بندر دابل کی طرف سوار ہوا اور سواحل دریا کا تماشا کرکے عازم مراجعت ہوا اثنائے راہ مین جب اطراف بیجاپور مین پہونچا یوسف عادل خان نے ایلچی بھیجکر قدوم میمنت لزوم کی التماس کی اور سلطان نے اُردو کو دارالملک کی طرف روانہ کیا اور خود مع قاسم برید اور ایک جماعت منصوصون سے بیجاپور مین آیا اور کالا باغ مین جو ساختہ ملک التجار محمود گاوان الخاطب بخواجہ جہان تھا نزول کیا اور عیش و عشرت مین مشغول ہوا اور خان معزی الیہ نے پیشکش گذرانے اور لوازم ضیافت مین نہایت کوشش کی اور سلطان بعد دو ہفتہ کے احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہوا اور قاسم برید کی صلاح سے سلطان محمود شاہ گجراتی کو گھوڑے تازی اور نقد ثمینی درسُرخ اور سفید مرحمت فرمایا اور مورخین کا اتفاق ہے کہ پانچ من مروارید بوزن دہلی اور پانچ زنجیر فیل اور ایک خنجر مرصع برسم سوغات سلطان محمود شاہ گجراتی کے واسطے گجرات بھیجا اور کمال خان اور صفدر خان اور تمام مردم گجراتی کو جو بہادر گیلانی کے محبس مین تھے مع بیس جہاز کہ بہادر مذکور نے غارت کیے تھے شاہ گجرات کے متعلقون کے سپرد کیے اور سنہ ۹۰۰ نو سو ایک ہجری مین ملک قطب الملک

بہمانی کو جو سلاطین قطب شاہیہ کا جد ہو تمام ممالک تلنگ کا طرفدار کرکے گلکنڈہ اور ورنگل کو اُسکے جاگیر قدیم پر افزون کیا اور دستور دینار حبشی جو قطب الملک دکنی کے مقتول ہونے کے بعد ورنگل کا طرفدار ہوا تھا معزول ہوا اور سلطان محمد شاہ بہمنی کے عہد کے موافق حسن آباد گلبرگہ اور ساغر مع مضافات اُسکے جاگیر ہائی اور جو یہ مقدمہ شاہ کے سمع مبارک مین پہونچا یا تھا کہ منصب دار اُمرائے کبار کی تقویت کے سبب باغیگری کے باعث ہوتے ہین قاسم برید کی تحریک سے اُمرا کے سوا تمام منصب دار ونکو جو دستور دینار حبشی کی جماعت مین داخل ہوے تھے اُس سے جدا کرکے خاصۂ خیل مین جمع کیا اور اُسوقت سے اب تک منصب داران دکن داخل اُمرا نہوے مثل سلحداروں کے سلک لشکر خاصہ شاہی مین رہتے ہین اور انھین سرگروہ اور حوالہ دار کہتے ہین اور سید اشرف دکنی سے کہ جسنے سلطان محمود شاہ کی خدمت کی تھی مین نے سُنا ہے کہ بیستی سے پانصدی تک کو منصب دار کہتے تھے اور پانصدی سے جو بالاتر ہوتا تھا اُسے اُمرا کے زمرہ مین شمار کرتے تھے القصہ دستور دینار حبشی منصب دارون کے جدا کرنے سے دلگیر و ناراض ہوا اور باتفاق عزیز الملک دکنی کے علم مخالفت کا بلند کیا اور سات آٹھ ہزار حبشی اور دکنی فراہم لاکر بہت مملکت تلنگ کہ ولایت گلبرگہ کے نزدیک تھی شاہ کے بلا حکم متصرف ہوا اور شاہ نے قاسم برید کی صلاح اور ہدایت سے یوسف عادل خان سے کمک طلب کی اور یوسف عادل خان نے اُس طرف لشکر بھیجا اور شاہ اور قاسم برید بھی اُس سے ملحق ہوے اور دستور دینار حبشی اور عزیز الملک باتفاق جمیع اُمرائے دکنی اور حبشی قصبہ منہدری کے قریب صفوف حرب آراستہ کرکے شاہ کے مقابل آئے بیت دو لشکر بہم برکشیدند کوس ؛ چو شطرنجے از عاج و زآبنوس ؛ اُس کے بعد طرفین حرب و ضرب مین مشغول ہوے لیکن سپہرم انجم دیولون الدہر کا مضمون جسپر نے چہرۂ احوال پر چمکا یوسف عادل خان کے تردد ہاے مردانہ کی برکت سے کہ سردار میمنہ تھا باغیون پر شکست پڑی اور دستور دینار حبشی زندہ اسیر ہوا اور شاہ نے اُسکے قتل کا حکم صادر فرمایا اور آخر کو یوسف عادل خان کی سفارش سے اُسکی جان بخشی ہوئی اور پھر اقطاع حسن آباد گلبرگہ اور ساغر و لنبد و غیرہ نوازش فرمائی اور اموال اُسکے سے جو کچھ سرکار مین لائے تھے واپس دیکر قلعہ ساغر کی طرف روانہ کیا لیکن چونکہ بعض سرداران معرکہ ہذا بھاگ کر اُس قلعہ مین پناہ لیکر متحصن ہوے تھے اُنھین محاصرہ کیا چنانچہ جوانان پیکار طلب نے حملۂ اول مین حصار اولین کو فتح کیا پھر متحصنون نے آپ کو حصار بالا مین کھینچا لیکن تاب مقاومت اپنی سے مفقود دیکھکر بعد چند روز کے امان طلب کی اور قلعہ کو سپرد کیا اور شاہ نے یوسف عادل خان کے تفویض کرکے دار الملک کی طرف متوجہ ہوا اور سنہ ۹۰۲ نو سو دو ہجری مین یوسف غلام دکنی اور میرزا شمس الدین اور نعمت آلہی اور قنقرش خان دکنی اور ایک جماعت جو سلطان کی ملازمت مین قرب اور منزلت رکھتے تھے درمیان مین ایک دوسرے کے اور اتراک دو تخانہ کی بیعت کی اور قاسم برید اور دوسرے ترک نے اُنکی کیفیت اتفاق پر اطلاع حاصل کی اور علاج واقعہ کے وقوع سے پیشتر کرکے میرزا شمس الدین اور قنقرش خان دکنی اور یوسف غلام دکنی کو مع تمامی معاندین مقتول کیا اور پھر دوسرے ترکون اور دکنیون کے قتل مین جو اس معاملہ مین شریک تھے مشغول ہوے اور شاہ نے خود سوار ہوکر آتش نہب غارت و قتل عام کو

ساکن فرمایا اور اس سبب کے باعث اتراک سے رنجیدہ ہو کر ایک مہینے کامل انکا سلام نہ لیا اور آخر شاہ محب احمد کے وسیلے سے پابوسی کو حاضر ہوے اور معذرت کی اور شاہ نے جبراً اور کراً اُن کا جرم معاف کیا اور لوازم غفلت اور بیخبری مین کہ مراد شرب اور استماع نغمات اور معاشرت پریرویان سروقد سے مشغول ہوا اور ایکبارگی اُسکا رعب اور دبدبہ تمام اونی اور اعلی کے دلون سے دور ہوا اور ۹۰۳ھ نوسو تین ہجری مین سلطان محمود شاہ نے ارادہ کیا کہ بی بی ستی دختر یکسالہ یوسف عادل خان کو شاہزادہ احمد کے واسطے جو چار برس کا تھا خواستگاری کرے اور بعد کہنے سننے اور آمد و شد مردمان جانبین کے یہ مقرر ہوا کہ حسن آباد گلبرگہ مین جشن شادی طوی مرتب کر کے قواعد عقد و قوع مین آوین اس واسطے شاہ مجاہ اور دہ خان والاشان گلبرگہ مین آن کر اسباب مہمانی کے تہیہ مین مشغول ہوے اور اثنائے جشن و سرور مین قاسم بریدا و ڈیسہ اور اودگیر سے اور فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان قلعہ پرندہ سے شاہ کی بساط بوسی سے فائز ہوے اور اُن کے روبرو قاضی عبد السمیع عسکر کے عقد منا کحت باندھی اور یون معین ہوا کہ جب عروس من برس کی ہو شاہزادہ کے سپرد کرین اور ابھی لوازم جشن وطوی درمیان مین تھے کہ دستور دینار اور یوسف عادل خان نے اقطاع گلبرگہ پر نزاع کی کسواسطے کہ مقصود یوسف عادلخان کا یہ تھا کہ حسن آباد گلبرگہ والند اور گنجوتی اور کلیان اسکے قبضہ مین رہے تاکہ اُسکی ولایت اور سلطان سے فاصلہ اجنبی نہ رہے اور دستور دینار کا ارادہ یہ تھا کہ بیجاپور سے آب تہمورہ کے کنارے تک یوسف عادل خان کے تصرف مین رہے اور حسن آباد گلبرگہ اور انگیر کنگ کی سرحد تک میرے قبضہ مین رہے اور جو شاہ کو اس قسم کے اُمور مین دخل مطلق نہ تھا سو اسلئے دستور دینار قاسم بریدہ کے پاس پناہ لیگیا اور صحبت طولانی ہوئی اور قاسم بریدا و یوسف عادلخان کے درمیان خشونت اور نزاع واقع ہوئی تب قطب الملک ہمدانی کے اتحاد مذہبی کے سبب یوسف عادل خان کی طرف میل کیا اور قاسم بریدہ متوہم ہو کر اپنے بڑے بیٹے جہانگیر خان اور دستور دینار اور خواجہ جہان کے ہمراہ بالند کی طرف روانہ ہوا اور یوسف عادلخان اور ملک قطب الملک ہمدانی اور ملک الیاس اور عین الملک بساط جشن وطوی تہ کر کے شاہ کی ملازمت مین حاضر ہو کر اُس جماعت کی تادیب اور گوشمال مین متوجہ ہوے اور گنجوتی کے اطراف مین فریقین کے درمیان جنگ واقع ہوئی اگرچہ ملک الیاس اور عین الملک نے درجہ شہادت پایا لیکن قاسم بریدا اور فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان منکسر اور منہزم ہو کر اودیسہ اور تربہ کی طرف راہی ہوے اور یوسف عادلخان کا استقلال افزون ہوا اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ شاہ اُسکے روبرو تخت پر اجلاس نفرماتا تھا اور میان محمد بڑا بیٹا عین الملک مقتول کا یوسف عادل خان کے اقتباس کے موافق جاگیر پدر پر سرفراز ہوا اور ہر ایک سے سلطان اور خان سے رخصت لیکر اپنے مسقر آسائش کی طرف معاودت کی اور قاسم بریدہ پھر فرصت پاکر شاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور وکالت مین بدستور قدیم مشغول ہوا اس مرتبہ ایسا کیا کہ شاہ کو تشنگی کے وقت پانی بغیر اذن اُسکے میسر نہوتا تھا اور ۹۰۴ھ نوسو چار ہجری مین عادل خان لشکر و دستور دینار کے سر پر لیگیا اور وہ حسن آباد گلبرگہ سے بھاگا اور قاسم بریدہ کی تجویز سے آپ کو ملک احمد نظام الملک کے پاس پہونچایا اور جو ملک احمد نے اس کی امداد و اعانت کی یوسف عادل خان تاب مقاومت نہ لایا اور السلطنت بیدر کی طرف روانہ ہوا اور شاہ نے آدھی ملک تہ

نظام الملک بحری کے پاس بھیجکر اعانت سے منع فرمایا اور اُسنے رعایت ادب شاہ کو کے دست تعرض ولایات یوسف عادل خان سے کوتاہ کیا اور ایک مرصع اشت پائہ سریر خلافت مین اس مضمون سے مرسول رکھی کہ دستور دینار از مقطع حسن آباد و غلام قدیم اُس آستان سے ہو اور یوسف عادلخان اُس سے ہمیشہ مقام متابعت اور مخاصمت مین رہتا ہو اگر امر عالی نفاذ پاوے کہ من بعد غبار فساد کا برپا کرے مواطعت شاہنشاہی اور دفدہ پروری سے بعید نہ ہوگا اور یوسف عادل خان نے سلطان کے اشارہ کے بموجب اُس سال دستور دینار کو جان کی امان دی اور سنہ نو سو دس ہجری مین قاسم بریدشاہ ہوا اور اُسکا بیٹا امیر بریدشاہ قائم مقام ہوا اور باپ سے سودرجہ زیادہ سلطان کی خدمات مین مشغول ہوا اور سلطان کو بیدغل مطلق کیا اور اس سال یوسفعادلخان فرصت پاکر میان محمد خلف الصدق میان الملک کے ہمراہ گلبرگہ مین گیا اور دستور دینار سے جنگ کرکے اُسے قتل کیا اور اُسکی جاگیر پر متصرف ہو کر بیجاپور مین خطبہ مذہب امامیہ کا پڑھا اور وہ امر کہ ابتداے ظہور اسلام سے اُس روز تک ہندوستانیون واقع نہوا تھا سرزد کیا اسواسطے اہالی دکن اُس سے متنفر ہوے اور سلطان محمود شاہ نے امیر بریدکی تکلیف سے ملک قطب الملک ہمدانی اور فتح اللہ عماد الملک اور دلاور خان حبشی کو لکھا کہ اس وقت یوسف عادل خان کسی وجہ سے جادۂ اطاعت مین قدم نہین رکھتا اور نشان خصومت کے بلند کیے ہین اور طریقہ روافض جدیدہ کو بلاد اسلام مین ظاہر کیا ہی چاہیے کہ بر فور ورود فرمان سعادت نشان درگاہ کی طرف متوجہ ہووین اور ہر ایک فرمان کے حاشیہ پر بخط استعلیق بقلم جلی یہ بیت مرقوم فرمائی بیت باسباب شوکت چنان غرہ شد مرا کہ خورشید در چشم او ذرہ شد اور ملک قطب الملک ہمدانی مع جمیع امراے تلنگ درگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور فتح اللہ عماد الملک اور دلاور خان حبشی تساہل اور توقف کرکے مددخواہ ہوے سلطان اور امیر بریدسے مضطرب ہوے اور ایلچی ملک احمد نظام الملک بحری کے پاس بھیجکر مدد کے طالب ہوے اور ملک احمد نظام الملک اور فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان مع جمعیت عظیم بسرعت تمام احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوے اور سلطان سے جاملے اور یوسف عادل خان نے صلاح اُنکی جنگ مین ندیکھی ساغر لقد حسن آباد والقصہ کو دریاخان اور فخر الملک ترک کے سپرد کرکے اپنے فرزند اسمعیل کو جو طفل شیرخوارہ تھا ہمراہ کمال خان سرو بت اور امراے متعدد کے مع فیل و خزانہ بیجاپور کی طرف بھیجا تو قلعہ مین داخل ہو کر ضبط ممالک مین کوشش کرین اور خود پانچ ہزار سوار جریدہ اور کا آمد ہمراہ لیکر برار کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان محمود شاہ اور امیر بریدا اور ملک احمد نظام الملک اور فخر الملک دکنی اور قطب الملک ہمدانی اُسکے تعاقب مین مصروف ہوے جس مقام سے کہ یوسف عادل خان کوچ کرتا تھا اُس مقام مین قیام کرتے تھے یہانتک کہ کاویل مین جو مضرب خیام فتح اللہ عماد الملک تھا پہونچے اور فتح اللہ عماد الملک نے مشورت صلاح یوسف عادلخان کی حمایت مین ندیکھی تو لاچار سلطان ہمراہ ہو اسکی جنگ مین اقدام کرنا حسن ادب سے بعید معلوم ہوتا ہو بہتر یہ ہو کہ تم چند روز برہانپور مین اقامت کرو تو ہم اس مہمت کی ایک صورت نکالین یوسف عادلخان یہ امر قبول کرکے برہانپور گیا اور فتح اللہ عماد الملک نے آدمی امیر نظام الملک بحری اور قطب الملک ہمدانی وغیرہ کے پاس بھیجا پیغام دیا کہ امیر بریدکہ پھانسنے والے اُسکو وہان دکن جانتے ہین چاہتا ہو کہ یوسف عادل خان کو درمیان سے دفع کرکے اقطاع بیجاپور پر خود متصرف ہو اور وہ جو وقت قبی ہوگا

اور شاہ اُسکے قبضہ اختیار مین ہو نتیجہ خوب نہ نکلا اور عنقریب اُسکا ضرر دوسرونکو پہونچیگا صلاح یہ ہے کہ تم سب اپنی اپنی مملکت کی طرف بازگشت کرو تو مین شاہ کو مرکز شاہی کی طرف پھیرون ملک امر نظام الملک بحری و قطب الملک ہمدانی نے فتح اللہ عماد الملک کے مشورہ پر عمل کرکے کوچ کیا اور شاہ کی بلا اجازت اپنے ملک کیطرف راہی ہوے اور علی الصباح فتح اللہ عماد الملک نے عریضہ شاہ کو لکھا کہ صلاح دولت یہ ہو کہ شاہ مستقر الخلافت کی طرف مراجعت فرماوے اور یوسف عادل خان کے جرائم پر قلم عفو کھینچے اور شاہ نے امیر بریدکے اغوا سے یہ امر قبول نہ کیا اور چاہا کہ امیر بریدکے اتفاق سے بیجاپور پر چڑھائی کرکے یوسف عادل خان کے تصرف سے برآورد کرے یوسف عادل خان نے خبر مراجعت ملک احمد نظام الملک بحری اور قطب الملک ہمدانی وغیرہ سُنکر بسرعت تمام آکر برہانپور سے فتح اللہ عماد الملک کے پاس پہونچا یا اور دونون باتفاق افواج آراستہ کرکے بقصد جنگ اُردوے شاہ کی طرف متوجہ ہوے اور امیر بریدنے طاقت مقابلہ اپنے مین نہ دیکھکر اموال و اسباب اُس مقام مین چھوڑا اور سلامتی کو غنیمت جانکر شاہ کے ہمراہ رکاب احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہوا اور یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک اور فخر الملک دکنی الملقب بخواجہ جہان ۹۱۶ھ نو سو سولہ ہجری مین قضاے الٰہی سے فوت ہوے اور اولاد اُنکی ساتھ اس تفصیل کے کہ مشروحاً گذارش ہوگی مسند کامروائی پر جلوہ گر ہوئی اور امیر بریدحکومت بیجاپور کو اپنی متصور کرکے اُسکے تسخیر مین زیادہ ساعی ہوا لیکن کچھ اثر اُسپر مترتب نہوا دولت و سلطنت اُس خاندان کی اسوقت تک کہ تاریخ ہجری ایک ہزار اور ۱۰۸۳ھ ہو تائید آسمانی سے صفت دوام اور بقا کی رکھتی ہو اور ۹۱۸ھ نو سو اٹھارہ ہجری مین قطب الملک ہمدانی بھی سلطنت کی فکر مین بڑا نام بادشاہ کا خطبہ سے گرا کر نوبت شاہی پنج وقتی بجانے لگا اور شاہ کے واسطے ہر مہینے مین پانچ ہزار ہون مقرر تھا اور ۹۲۰ھ نو سو بیس ہجری مین امیر بریدفکر حمال مین پڑا اور فتح اللہ عماد الملک اور قطب الملک ہمدانی کو فریب دے کر روانہ خزانہ بہمنہ کا کھولا اور جمعیت فراوان بہم پہونچاکر شاہ کے ہمراہ دار السلطنت سے برآمد ہوا اور دستور دینار سے مستغنی مسمی جہانگیر خان کو دستور الممالک خطاب دیکر حسن آباد گلبرگہ کو کہ اسمعیل عادل خان کے تصرف سے برآوردہ کیا تھا اُسے جاگیر دیا اور وہ تھوڑے عرصہ مین دو تین ہزار دکنی اور حبشی فراہم لاکر آپ پتھورا کے اُس پار کے ظہور تک سواے ساغر سے نلدرگ تک اپنے ضبط مین لایا اور اُسی یورش مین شاہ اور امیر بریدنے برہان نظام الملک بحری اور قطب الملک ہمدانی سے مدد طلب کی اور بیس ہزار آدمی لیکر آپ پتھورہ سے عبور کرکے کوچ پر کوچ کرتے ہوے بیجاپور مین آئے اور اسمعیل عادل خان صحراے نصیب الدولہ پور مین کہ شہر بیجاپور کے کنارے واقع ہے لشکر آراستہ کرکے جنگ مین مصروف ہوا اور امیر بریدکو بحال ابتر میدان قتال سے ہزیمت دی اور سلطان محمود شاہ کہ گھوڑے سے گرکر مجروح ہوا تھا شاہزادہ احمد معرکہ مین رہا اور اسمعیل عادل خان وہ تعظیم و تکریم جو بادشاہون کے لائق ہو بجا لایا اور چاہا کہ بادشاہ کو بیجاپور لیجاوے شاہ کمال انفعال سے انکار کرکے قصبہ النور پور مین فروکش ہوا اور میر قوام الدولہ شاہ عرب اللہ کے زمینون کی اصلاح مین مشغول ہوے اور وفاداری اور خدمات شائستہ مین کچھ کمی نہ کی اور شاہ بعد چند روز کے اسمعیل عادل خان کے ہمراہ حسن آباد گلبرگہ مین گیا جشن طوی عظیم فرمایا اور بیبی ستی خواہر اسمعیل عادل خان کو کہ شاہزادہ کے عقد مین تھی اُسکے سپرد کیا

اور چار پانچ ہزار سوار عادل اسمعیل عادل خان سے کمک لیکر احمد آباد بیدر کی سمت توجہ فرمائی امیر برید شہر خالی کرکے قلعہ اوڈیسہ مین گیا اور شاہ نے بخاطر جمع اپنے مرکز کی طرف قرار پکڑا اور امرائے اسمعیل عادل خان نے جب سنا کہ امیر برید برہان نظام الملک بحری سے ملتجی ہوکر مع لشکر عظیم شہر بیدر کی طرف متوجہ ہوا ہی صلاح توقف مین نہ دیکھی جلد مراجعت کی اور امیر برید نے بسہیل استقبال احمد آباد بیدر مین آکر بدستور سابق شاہ کو نگاہ رکھا اور اسمعیل عادل خان کی خویشی کے سبب اُسکی ہوشیاری اور محافظت اور سخت گیری مین نہایت کوشش کرتا تھا یہانتک کہ شاہ بتنگ ہوکر احمد آباد بیدر سے بھاگا اور آپ کو کاویل مین علاء الدین عماد الملک کے پاس پہونچاکر اعانت طلب کی اور علاء الدین عماد الملک اسکا اعزاز بہت کرکے اُسکے ہمراہ امیر برید کے دفع کرنے کے واسطے روانہ ہوا اور نرنالہ کے حوالی مین پہونچا امیر برید قلعہ بند ہوا اور لڑنے کے واسطے آدمی برہان نظام الملک بحری کے پاس بھیجے اور اسنے فخر الملک وکنی المخاطب بخواجہ جہان کو اُسکی مدد کے واسطے روانہ کیا اور امیر برید اُس سے جاملا اور باتفاق افواج آراستہ کرکے سلطان اور علاء الدین عماد الملک کی جنگ مین متوجہ ہوے اور عماد الملک بھی خیمہ وخشم کی ترتیب مین مشغول ہوکر عازم مصاف ہوا لیکن صف آرائی کے وقت سلطان غسل مین مصروف تھا اور عماد الملک نے اپنے ایک معتمد کو شاہ کی طلب مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ آتش جنگ افروختہ ہوا چاہتی ہے آپ بھی تشریف لائیے ایلچی نے جب شاہ کو غسل مین مشغول پایا از روے اعتراض بولا جو بادشاہ کہ وقت جنگ غسل مین مصروف ہووے یقین کہ امرا کا دست نشان اور دست نگر ہوگا بیت ہر کہ با اہل وکمالی پیوست ہ پائش از کار رفت وکار از دست ہ جب یہ کلام شاہ کے گوش زد ہوا نہایت طیش آیا اور حالت غضب مین فی الفور گھوڑے پر سوار ہوا جب صف کے قریب پہونچا گھوڑے کو تازیانہ مار کر امیر برید کی صف مین لحق ہوا اور عماد الملک جب اس قضیہ پر مطلع ہوا اپنی ولایت کی طرف بھاگ گیا اور امیر برید فائز المرام ہوکر باطمینان تمام شہر مین داخل ہوا اور بادشاہ کی محافظت اس طور سے کی کہ دوبارہ اُسے مجال فرار نہ رہی اور آن حضرت دل مال وملک سے اُٹھا کر سلطان سنجر کی طرح کہ اتراک کے ہاتھ مین گرفتار تھا امیر برید کے ہاتھ مین اسیر ہوے نہ مردون مین تھے نہ زندون مین تھے کسواسطے کہ تمام کو توال اور محافظ امیر برید کی طرف اُسکی حفاظت کے واسطے مامور تھے قصبہ کھنانہ کے سوا جو شہر ہے دو فرسخ پر واقع ہو باقی امیر برید اپنے تصرف مین لیکر اکثر اوقات قندھار اور اوڈیسہ کی حکومت پر اشتغال کرتا تھا اور کبھی کبھی تحفگاہ مین آکر شاہ کو دیکھتا تھا اور اگر کبھی شاہ تنگی معاش سے شکایت کرتا تھا تو یہ جواب دیتا تھا کہ وزرا اطراف کے کہ اصطلاح دکن مین اُنھین امرا کہتے ہین چار طرف سے دار السلطنت کے پانچ چھ کوس اُدھر تک متصرف ہین اور جو زر علاقہ جو میرے تصرف مین ہو زر حاصل اسکا خیل وخشم اور خیلان خاصہ کو کفایت نہین کرتا ہو اور اس سبب سے کہ سلطان محمود شاہ اور اسکا بیٹا شاہزادہ احمد دونون بے رشد اور پست فطرت اور نحیف العقل وبے تمیز دولت اور فراغت طلب تھے کوئی انکو ایک لحظہ ہوشیار نہ پاتا تھا آخر اُنھون نے شراب وکباب اور معشوق اور ساقی اور تحفگاہ اور قصر بر قناعت کی اور ۹۲۲ھ نوسو بیس دو مین فرشتہ خان وندھان حبشی جو لاہور کا حاکم تھا جب اسنے چند مرتبہ قندھار اور اودگیر کو تاخت وتاراج کیا امیر برید سلطان محمود شاہ کو ہمراہ لیکر لاہور کی طرف گیا اور

داؤد خان حبشی کا بڑا بیٹا شرزہ خان جنگ میں مارا گیا امیر برید غالب آیا اور اُسکے بعد علاء الدین عماد الملک بالشکر فراہم لاکر ولایت ماہور کی استخلاص کے لیے امیر برید سے جنگ کا عزم کیا تو شاہ نے ماہور کو غالب خان بھائی داؤد خان حبشی پر مسلم رکھکر تو ابع علاء الدین عماد الملک سے لکے مراجعت کی اور ماہ ذی الحجہ الحرام کی چوتھی تاریخ سنہ ۹۲۱ نو سو چوبیس ہجری میں منشور شاہی سلطان محمود شاہ بہمنی کا منشی تقدیر کے ہاتھ میں پہنچا ہوا یعنی جام کلطرانی بادہ بقا سے لبریز ہو کر دست اجل سے ٹوٹا اور الباقی ویفنی کملہ تیس مدت اُسکی بادشاہی کی ساتھ برس کے تزلزل و انقلاب کے سینتیس برس اور بیس روز تھی اور یہ بیت اُسکے تاریخ طبع سے ہے بیت در بحر غم قادم و اجل بیعدد تاچند دست و پا نزنم یا علی مدد

ذکر احمد شاہ بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی کی سلطنت کا

امیر برید جو مملکت قلیل تصرف میں رکھتا تھا اور صدد اُسکے نوکروں کے تین چار ہزار سوار سے زیادہ نہ تھے حکام اطراف کے خوف سے کہ مبادا طمع احمد آباد بیدر میں کریں ناچار ہوا اور سلطان احمد شاہ ولد سلطان محمود شاہ بہمنی کو تخت احمد آباد بیدر پر متمکن کرکے خطبہ اُسکے نام پڑھا یا اور احمد شاہ نے روش اپنے باپ کی اختیار کی نرگس اعمالہ کی طرح بے قوت بالہ بسر نہیں لیجاتا تھا اور امیر برید نے نام سلطنت کا اسپر اطلاق کرکے ایک مکان بہارات شاہانہ اور آب و دان بدستور سابق موزون و دلکش اُس کے رہنے کے واسطے تعمیر کیا اور تاج مرصع بہنیا و طنبور اور بساط صرای اور قدح سلطان محمود شاہ کے کہ تمام مرصع تھے اُسکے پاس رکھکر معین کیا کہ ہر روز اسباب عیش و ابتہاج بقدر احتیاج سکے پاس مہیا کریں اور ایک جماعت کو اُس پر تعینات کرکے حکم کیا کہ اور آدمیوں کو اُس کے پاس جانے نہ دیا جاوے سلطان سیر و گشت کے واسطے برآمد نہ ہونے پاوے اور جو وظیفہ کہ امیر برید نے اُسکے واسطے معین کیا تھا کفایت کرتا تھا اور قطب الملک جدائی نے بھی جو کچھ کہ ہر سال سلطان محمود شاہ کے واسطے بھیجتا تھا ہاتھ اُس سے کھینچا تھا سوا سلطے تاج بہنیہ کو کہ چار لاکھ ہون بمصرف اُس کی قیمت نکلتے تھے پوشیدہ توڑ کر بندرج و مروارید و دریا قوت و الماس وغیرہ کلاوتون کی جماعت کو کہ اُس کے پاس آمد و شد رکھتے تھے دیتا تھا کہ بکر عیش و عشرت کے مصالحہ میں صرف کریں امیر برید نے اس احوال سے مطلع ہو کر بہت کلاوت بچوں کو قتل کیا اور ہر چند کی کہ جواہر دستیاب کرے کچھ اثر اُسپر مرتب نہوا اور سبب اُسکے نہ ملنے کا یہ تھا کہ وہ جواہر جو شخص خریدتا تھا اس ہیبت کے خوف سے بجلد تمام بیجانگر کی طرف پہونچاتا تھا اور سلطان احمد شاہ نے فضی آدمی اسمعیل عادل خان کے پاس بھیجکر امیر برید کی سخت گیری کی شکایت کی اور اسمعیل عادل خان نے ایلچی مع تحف و ہدایا احمد آباد بیدر کی طرف روانہ کرکے زبانی چند پیغام دیے لیکن ہنوز ایلچی دار السلطنت میں نہ پہونچا تھا کہ سلطان احمد شاہ بعد دو برس اور ایک مہینے کے یعنی سنہ ۹۲۳ نو سو تیئیس میں دنیا سے عزت جا

ذکر سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ بہمنی کے جلوس کا

سلطان احمد شاہ بہمنی اس تیرہ خاکدان فانی سے رواں ہو کر سرائے جاودانی کی طرف متوجہ ہوا امیر برید نے بحسب ظاہر

لوازم فراہم و ماتم داسکیا اور پندرہ روز کے قریب مہمات سلطنت کو ملتوی اور معطل رکھا اور بعد تفکر بسیار اُسی ملاحظہ سے کہ مذکور ہوا خود قدم تخت پر نہ رکھا علاء الدین شاہ کو اپنی صلاح و دولت کے واسطے نام کا شاہ بنایا منقول ہو کہ علاء الدین شاہ سلطان عاقل اور خردمند اور شجاع تھا اور آثار رشد اور اطوار ادراک اور اوضاع سے ظاہر اور باہر ہوتے تھے اور جانتا تھا کہ باپ اور دادا امیر نے خراب کردہ شراب اور سلطنت باغ عیش و عشرت بہ شرب شراب اور اکل کباب سے احتراز کرکے امیر برید اور تمام حکام کے دفع پر کہ بجہون ملک موروثی اُسکا غلبہ سے لیا تھا ہمت مصروف رکھی اور بمقتضائے الاہم فالاہم دشمن خانگی کا دفع واجب جانکر بکلائمت اور تملق بہت امیر برید سے یہ فرمایا کہ میرے باپ اور دادا ایک لحظہ کبھی جو شیار نہ رہتے تھے اور عالم بیخبری مین سخن چینون کی بات گوش کرکے تیری اور قاسم برید کی قدر نہین جانتے تھے اسواسطے ضرور ہوا کہ تم لیسے دور اندیش کو حفظ دولت کے واسطے محافظت اور نگہبانی مین کوشش کرین اور مین ہرگز گرد شراب اور مستی نہ پھٹکا اور قدر تجھ ایسے نوکر کی پہچانتا ہون موکلون کے سپرد کرنا معنی نہین رکھتا ہے اگر قدم تیرا درمیان مین نہ یقین کہ بحکام اطراف ہجوم لاکر تھوڑے عرصہ مین دارالملک پر بھی متصرف ہون اور اسکے قلع قمع نظر اگر خاطر تھا ری میری طرف سے مطمئن نہین ہو مجھے مکہ معظمہ کی طرف روانہ کرکے بفراغ بال زندگانی بسر کرو امیر برید نے باوجود روباہ بازی فریب کھاکر موکلون کو دور کیا اور شاہ نے چند روز نہایت اطاعت اور فروتنی کی روش رعیتا کی اور امرا مین نہ دکھایا کہ صاحب داعیہ ہوا اُس سے ظاہر ہو دے آخر کو حسن تدبیر اور نہایت عقلمندی سے جیسا کہ کوئی شخص اُسپر مطلع نہ ہوئے امیر برید اور اُسکے فرزندونکے قتل مین ایک جماعت کو متفق کرکے اُنھین چاندرات کو اپنے محل مین بلایا اور امیر برید کہ ہر غرہ کو اُسکے سلام کو آتا تھا علی الصباح بطریق عادت برائے سلام و مبارکباد نوروز بار مین آیا اور ایک پیرزال کہ اس معاملہ سے اصلا خبر نہ رکھتی تھی اذن دخول کے واسطے باہر آئی اور امیر برید کو اُس مقام مین کہ نشیمن گاہ سلطان علاء الدین تھا اکیلا دیکھا اور وہ مع تین چار فرزندون اور قرابتیون کے عمارت کے قریب گیا اس درمیان چھینک نے ایک مردمان مخفی پر غلبہ کیا ہر چند اُسنے روکنا کہ رُکی اور اُسنے بزور عطسہ کیا اور آواز اُسکی امیر برید کے گوش زد ہوئی سمجھا کہ یہ چھینک مرد اجنبی کی ہو فوراً پلٹکے بہت جلد باہر آیا اور اُس پیرزال کو طلب کرکے استفسار کیا کہ یہ چھینک بادشاہ کی نہ تھی سچ بتاؤ کون چھینکا تھا اور اندر کون ہے پیرزال نے جواب دیا کہ مجھے اصلا خبر نہین ہے امیر برید نے ایک جماعت خواجہ سراؤن کی مخلصانہ بھیجکر حقیقت حال دریافت کی اور اُس جماعت کو اپنے روبرو پکڑ بلوایا اور ہر ایک کو عذاب غیر مکرر سے ہلاک کیا اور شاہ علاء الدین کو اُسکے بعد کہ دو برس اور تین مہینے شاہی کی تھی معزول اور محبوس کرکے عرصہ قلیل مین ہلاک کیا اور عمارفان معاشنا امیر روشن اور مبارک کہ اس بادشاہ سے حسن تدبیر مین کوئی تقصیر واقع نہوئی آخر کو طالع کی زبونی نے کام اس انتہا کو پہونچایا کہ لنگر دولت اُسکی کشتی حیات کا بحر فنا مین غرق ہوا بیت جان بکشتم و مدد ابھی شہر و دیار و بیفائم کہ فرخنده بخت در بازار است اور امیر برید نے من بعد اسم شاہی ولی اللہ بہمنی بن سلطان محمود شاہ بالاتفاق کرکے خطبہ سلطنت کا اُسکے نام پڑھا

ذکر شاہ ولی اللہ بن سلطان محمود شاہ بہمنی کی سلطنت کا

جب شاہ ولی اللہ بادشاہ ہوا تین برس امیر برید کا دست قہر و قوی اور کپڑے پر قناعت کرتا رہا اور آخر کو

اُسنے بھی اپنے استخلاص مین کوشش کی امیر برید نے اس حال سے واقف ہو کر اُسے بھی حرم سرا مین قید کیا اور اُسکی منکوحہ سے میل کر کے شاہ کے غالب مضری کو خنجر ظلم سے شکستہ کیا اور اُسکے نہال قامت کو پیشتر اُس سے کہ جوئبار اقبال پر سر بلند ہو پا ؤن سے مسل دیا اور اُسکی منکوحہ پر متصرف ہوا ریاضی عمل بھی خود برانگیخت و برنخیت ہُوا بادصبا حکایتے گفت و برنخیت ہُوا بہ عہدی دہر مین کہ مل در وہ روز ہا سر برزد و غنچہ کرد بشگفت و برنخیت ہُوا اور بعد اس واقعہ کے اُسکا چھوٹا بھائی شاہ کلیم اللہ سر بہمنی جو یوسف عادل خان کا نواسہ تھا نام کو بادشاہ ہوا

ذکر شاہ کلیم اللہ بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی کے جلوس اور خاتمہ کار بہمنیہ کا

اور جب وہ تخت پر بیٹھا شاہی کے نام کے سوا اور کچھ اپنے نصیب مین نہ دیکھکر خانہ نشین ہوا اور معلوم اسے کبھی برآمد نہوتا تھا یہانتک کہ ۹۳۲ھ نو سو تیس ہجری مین بابر بادشاہ کابل سے ہندوستان کی طرف متوجہ ہو کر دہلی کو اپنے قبضہ مین لایا اور وہ بھی اُسکی بادشاہی کا عالمگیر ہوا اسمٰعیل عادل شاہ اور برہان نظام شاہ بحری اور سلطان قلی قطب شاہ نے مراسم اخلاص آمیز درگاہ مین ارسال کین اور شاہ کلیم اللہ نے بھی یہ اخبار سنکر ایک اپنے معتبر کو فقیرانہ لباس کیے کے مع عریضہ بابر بادشاہ کے پاس بھیجا اور خلاصہ مضمون اُس کا یہ تھا کہ تقدیر کے موافق یا وہ ہمیشہ ملازمان قدیمی دکن کے اطراف و جوانب کو غصبًا لیکر اس دو تنخواہ کو محبوس رکھتے ہین اگر وہ حضرت سمت عزیمت اسطرف معطوف فرماوین اور بندۂ با اخلاص کو اس گرفتاری سے نجات بخشین مملکت برار اور دولت آباد بندگان درگاہ کی تسلیم کرونگا اور بابر بادشاہ نے جو ابھی استقلال تمام سمیت نہ پہونچا تھا اور شاہان ہند و اور گجرات بھی فاسد پر تھے کچھ اثر اُس پر مترتب نہ ہوا اور یہ خبر فاش ہوئی اور شاہ کلیم اللہ مخالفت تمام جان کر ۹۳۴ھ نو سو چونتیس ہجری مین بیجاپور کی طرف گیا جب اُسکے مامون اسمٰعیل عادل شاہ نے قصدًا اُس کی گرفتاری کا کیا وہ بہ اشارہ سوار وہان سے بھی احمد نگر کی طرف بھاگا اور برہان نظام شاہ بحری لوازم استقبال بجالاکر باعزاز و اکرام تمام اُسے شہر مین لایا تاکہ اس تقریب سے اُس کو دبوچ کر کے احمد آباد بیدر کو مسخر کرے جسوقت شاہ کلیم اللہ اُسکے دربار مین رونق افزا ہوتا تھا ہاتھ باندھ کر اُسکے روبرو قیام کرتا تھا جب چند دن اس وتیرہ پر گذرے شاہ طاہر علیہ الرحمہ اُسے مانع ہوے اور سرزنش اور ملامت کر کے کہا کہ باقتضاے زمان اور مضمون مصرع مصرع ہر کسے بر زور و قوت اوست بقیل اسکے اگر کسی پنج کی صاحبی و نفری درمیان مین تھی اب وہ برطرف ہو پس خطبہ اپنے نام پڑھنا اور پیادہ اور ارث ملک کے سامنے کھڑا ہونا مناسب اور موجب شیرینی سے بہت بعید ہے استمالی کلی رکھتا ہو کہ اکثر امرا بادشاہ کلیم اللہ کے دو تغافہ سے متنفر ہو کر وہ امر کہ تدارک اُسکا محال ہو ظہور مین لاوین برہان الملک یہ سُنکر متنبہ ہوا اور وہ بارہ شاہ کلیم اللہ کو اپنے دربار مین طلب نہ کیا اور جو وہ اُسی سنوات مین نہر سے باقتضاے الٰہی سے احمد نگر مین فوت ہوا اُسکا تابوت احمد آباد بیدر کی طرف لے گئے قطعہ بہ است دنیست مرنجان ضمیر دول خوشدار کہ نیستی ست سرانجام ہر کمال کہ ہست ہُوا زین رباط دو در چون ضرورت ست رحیل ہُوا دواق طاق سیشت چہ سر بلند و چہ پست ہُوا اور شاہ کلیم اللہ بہمنی کے بعد کسی شخص کو خاندان بہمنیہ سے اسم شاہی نصیب نہوا انکی دولت نے خلاق انس و جان کے حکم سے انقراض قبول کیا اللہ پانچ فرقون کے نشان سلطنت محو ہوئے کی نظر مین

جلوہ گر ہوے۔ لقب اُنکے یہ ہین عادل شاہیہ نظام شاہیہ قطب شاہیہ عادل شاہیہ برید شاہیہ انشاء اللہ تعالیٰ اس تاریخ کی جلد ثانی مین احوال اُن کا مفصل ناظرین پر تمکین کو معلوم اور مفہوم ہوگا فقط

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

الحمد للہ والمنہ کہ صحیفۂ یادگار زمانہ یعنی ترجمۂ تاریخ فرشتہ اردو جلد اول جسمین حالات سلاطین دہلی بانی اسلام اور حالات شاہان دکن تا سلاطین بریدیہ بڑی شرح وبسط سے مذکور ہین جسکا ترجمہ از جانب کارخانہ ہذا بصرف زر خطیر بنظر افادۂ عام زبان اردو عام فہم مین ہوا چونکہ سابق مین مترجم کے سہو یا کسی دوسری وجہ سے کثر مقام پر ترجمہ مین چوک ہوئی تھی اور بعضے بادشاہون کے حالات کلی یا جزوی کسی سہو اندیشی سے ساقط تھے اس مرتبہ نہایت خوبی سے اصل تاریخ فرشتہ سے مقابلہ کرکے اول سے آخر تک ترجمہ بالکل صحیح و معتمد کردیا گیا اور جن بادشاہون کے حالات ساقط ہوگئے تھے وہ مکمل کردیے گئے اب یہ ترجمہ نہایت مکمل و معتمد درست ہوکر بار چہارم مطبع نامی منشی نول کشور واقع لکھنؤ مین بطور بہت جناب رائے بہادر منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ مالک مطبع موصوفہ بماہ ستمبر سنہ ۱۹۱۴ع حلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوا حق سبحانہ تعالیٰ اس کتاب برکت انتساب کو مقبول خاص وعام کرے۔

اعلان

حق ترجمہ اس نادر الوجود تاریخ کا بحق نولکشور پریس محفوظ و محدود ہے۔

حق

نام کتاب	قیمت
مصائب غدر۔ سرگذشت ولیم رودارس مجسٹریٹ بدایون مترجمہ مولوی نذیر احمد کاغذ سفید	مہ ب
سوانح عمری لارڈ لارنس مرحوم سابق وایسرائے گورنر جنرل ہند مع پولیٹکل کارروائیاں سکھوں کی لڑائی ایام غدر مین پنجاب کی حفاظت مرتبہ مسٹر مارسور تھ صاحب بہادر اور حسب ایماے جناب اے جی لارنس صاحب بہادر کمشنر آلہ آباد مطبع نے اُسکا ترجمہ شائع کیا کاغذ سفید دو قسم۔	
(قسم اول) مجلد چرمی۔	ے ب
(قسم دوم) بلا جلد۔	ص ب
اعمال نامۂ روس۔ یعنی اردو ترجمہ تاریخ روسیہ مصنفۂ ڈاکٹر میکنزی والس پریوٹ سکرٹری حضور لارڈ ڈوفرن صاحب بہادر جسمین روس کی سوشل حالات تاریخی پولیٹکل تغیرات اور تبدلات روسیہ کا علم و فضل و افکار طرز تمدن و نظم و نسق ملکی رعایا اور گورنمنٹ کے باہمی تعلقات جنگ کریمیا آزادی غلامان خانہ زاد جنگ روم و روس پیٹر اعظم و ملکہ کیتھرائن کے امور زناہ وغیرہ مفصل درج ہین باجازت مصنف ممدوح و بپذیرائی عالیجناب سر الگزنڈر لائیل صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر سابق بینظیر ترجمہ فتح ہوا حسب تفصیل ذیل۔	
(۱) مجلد۔	۳ر ب
(۲) غیر مجلد۔	۲ر ب
ترجمۂ تاریخ مصر ملقب بہ تحفۂ مصریہ۔ پوری تاریخ مصر تا زمانۂ بغاوت عربی پاشا	

نام کتاب	قیمت
از سر ڈی میکنزی والس صاحب بہادر مصنف تاریخ روسیہ مترجمۂ سید ابوالحسن صاحب منجانب مطبع اودھ اخبار کاغذ سفید مجلد۔	۳ر ب
ایضاً۔ غیر مجلد حسب مراتب بالا۔	۲ر ب
تواریخ سلاطین اودھ و قیصر التواریخ دو جلد ہین کامل مع تصاویر شاہان و اراکین سلطنت اودھ مؤلفۂ مولوی سید کمال الدین حیدر۔ کاغذ حنائی۔	۴ر ب
کچھ حال۔ جناب سر ہنری کارٹکر صاحب بہادر سی بی کا جو سابق مین کمشنر بنارس لاجینٹ گورنر جنرل تھے مصنفۂ راجہ شیو پرشاد صاحب سی۔ ایس۔ آئی۔ فیلو یونیورسٹی کلکتہ۔ و الہ آباد۔ کاغذ سفید۔	۱ر
ترجمۂ منتخب التواریخ۔ مترجمۂ مولوی احتشام الدین صاحب۔	۴ر ب
تاریخ جدولیہ۔ حضرت آدم علیہ السلام سے تا ایندم جلد انبیا و ائمہ و صحابہ و تمام سلاطین منتخب از تواریخ بطور جدول مرتبۂ منشی خادم حسین اکبر آبادی۔	
تاریخ راج پرستی۔ کارنامہاے مہاراناے اودیپور راجپوتانہ جس کو بحکم ایس بروس صاحب بہادر بنڈت جادو رائے نے ترجمہ کیا۔ کاغذ سفید و حنائی۔	۲ر و ۹
چیون چرتر۔ منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای مترجمۂ منشی لال جی۔	۱ باقی ب
سوانح کبیر داس۔ مترجمۂ منشی لال جی۔	۲ر ب
سوانح عمری۔ مہاراجہ جگیت راے والی پٹیالہ کا لیتھو مترجمۂ منشی لال جی۔	۶ ب

نام کتاب	قیمت
افسانۂ برطانیہ یعنی ہردو ہنری آف انگلینڈ جسمین علاوہ مضامین تاریخی از اول تا حال انگلش سوشل پولیٹیکل لائف مع دیگر حالات متعلقہ انگلینڈ و لندن وغیرہ افسانہ کے پیرایہ مین درج کی گئی ہے مصنفہ منشی گنگا پرشاد صاحب طبع شدہ سابق ہیڈ ماسٹر سنٹرل کالج رتلام	عہ ربہ
جغرافیہ مارواڑ۔ مع مختصر تاریخی حالات مرتبہ منشی دیبی پرشاد صاحب۔	۵ ربہ
اکبر نامہ اردو ناگری۔ مترجمہ منشی دیبی پرشاد صاحب مورخ راجپوتانہ و مصنف راج جیسلمیر جسمین اکبر شاہ کی ۵۱ سالہ سلطنت کا پورا حال درج ہے جو کہ اکبر نامہ و اقبال نامہ جہانگیری و نخب التواریخ و طبقات اکبری و آئین اکبری وغیرہ سے اخذ کیا گیا ہے۔	صہ ربہ
شاہجہان نامہ۔ اردو و ناگری بالتصویر۔ مترجمہ منشی دیبی پرشاد صاحب در سہ جلد۔	ے ربہ
تاریخ تزک ہند۔ یعنی مہابھارت کے بعد سے ۱۸۱۲ء تک مختصر تاریخ مصنفہ منشی دیبی پرشاد صاحب	۲ ربہ
ج عمری۔ اردو و ناگری راجہ ہیرپل عرف معاصب دشور راجہ ہیرپل مولفہ منشی دیبی پرشاد صاحب۔	۲ ربہ
میزان عدالت۔ راجاؤن اور بادشاہون کے تواریخی انصاف مترجمہ منشی دیبی پرشاد صاحب	۵ ربہ
تذکرۃ الکاملین۔ تاریخ مشاہیر حکماء و علما مع تصاویر از ماسٹر راجیندر سابق پروفیسر	۸ ربہ
نفائس التواریخ۔ یعنی تذکرہ حکمائے قدیم یونان و فارس و عرب و مصر وغیرہ جسکو منشی دیبی پرشاد صاحب مورخ راجپوتانہ نے کتاب	

نام کتاب	قیمت
تاریخ التواریخ ایران سے منتخب کرکے اردو مین ترجمہ کیا۔	۲ ربہ
کتب تواریخ شاہان و راجگان فارسی	
تاریخ فرشتہ۔ معروف تاریخ مستند و معتبر	صہ ربہ
تا زمانۂ سلطان اکبر۔	
طبقات اکبری۔ از نظام الدین۔	۲ ربہ
مفتاح التواریخ۔ مولفہ مسٹر ٹامسن ولیم	
ابتداے اسلام سے فتح پنجاب تک۔	بلا و فیات ۲ ربہ
ترجمۂ تاریخ طبری۔ بدو عالم سے خلفاے عباسی تک۔	۷ ربہ
شاہنامۂ فردوسی۔ کامل در دو جلد	
چو مصرعہ بالتصویر۔ عمدہ کتاب ہے۔	صہ ربہ
شاہنامۂ قاسم گنابادی تاریخ ہندوستان	۳ ربہ ۸
سیر المتاخرین۔ در سہ حصہ یکجائی مصنفۂ	
غلام حسین خان صاحب۔	بلا و ۲ ربہ
ترجمۂ فارسی تاریخ روس۔ از اصل انگریزی	
مصنفۂ ڈاکٹر میکنزی والس بہادر مترجمۂ مولفا	
ابو الحسن سابق تحصیلدار اودھ پنشن یافتہ	
جسمیں تفصیل و لچسپ حالات سلطنت روس	
بیان ہوے و بسیاری سلیس و دلاویز ترجمہ	
ہو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ کاغذ سفید	
حسب تفصیل ذیل۔	۷
(۱) مجلد۔	۱۰ ربہ
(۲) غیر مجلد۔	۸ ربہ
خصائل السعادت۔ مولفۂ منشی سعادت خان تحقیق نسب افغان۔	۱ ر